سبحانک اللہم صلّ وسلّم
ربّ صلّ علی النبی حبیبہ

بعد حمد خالق انام و درود رسول اکرم کے کتاب مستطاب تاریخ اسلام یعنی

شمس التواریخ

از تالیف لطیف فخر مصنفین کشف ہنر ذی حکیم محمد مظہر الحق

مطبع النور میں طبع ہو شد
در سنہ ۱۳۳۰ھ

منصور حیدر راجہ

Mansour Haidar Raja

فہرست مضامین حصہ چہارم کتاب شمس التواریخ

مضمون	صفحہ
دیباچہ	۲
حمد و نعت	۵
خلافت سیدنا امیر المومنین عثمانؓ	۶
شجرہ نسب	۷
حلیہ مبارک	۸
وضع لباس	۹
حالت قبل اسلام و قبول اسلام	۱۰
آیات مناقب جناب عثمانؓ	۱۵
احادیث مناقب	۱۷
تعریف خلافت	۷۳
وجہ لقب ذی النورین ..	۷۹
خصائص و فیاضی و سخاوت ...	۸۰
اعتاق	۸۴
سادگی وضع ۔ تواضع	۸۵
سیاست	۸۶
طاعت و عبادت ۔ صیام ۔ طہارت	۸۹
نماز	۹۰
محبت قرآن مجید ۔ حج و عمرہ	۹۲
صدقات ۔ وصل ارحام ۔ خوف	۹۳
شفقت و حسن معاشرت ...	۹۴
مقامات عالی	۹۵
خوارق عادات و کرامات	۹۹
وعظ و پند و کلمات	۱۰۱
نقل احادیث	۱۰۳
اولیات جناب عثمانؓ	۱۰۴
عمل بالحدیث و استنباط مسائل ...	۱۰۵
سنہ ۲۴ھ ۔ قصہ شوریٰ بیعت خلافت ..	۱۱۶
قتل ہرمزان جفینہ و قدار جناب عثمانؓ ...	۱۴۴
قصہ ہرمزان	۱۴۶
سنہ ۲۵ھ ۔ فتوحات عثمانی	۱۵۴
منار اسکندریہ	۱۵۶
فتح اسکندریہ	۱۶۲
عزل سعدؓ و ولایت ولید	۱۶۴
صلح ارمینیہ و آذربائیجان	۱۷۷
غزوہ امیر معاویہ	۱۸۳
غزوہ افریقیہ	۱۸۴
سنہ ۲۶ھ ۔ تجدید حرم	۱۸۵
ولایت مصر ۔ فتح افریقیہ	۱۸۶
نقض عہد و فتح افریقیہ	۱۹۹
غزوہ اندلس	۲۰۱
سنہ ۲۸ھ ۔ فتح قبرس ...	۲۰۳
سنہ ۲۹ھ ۔ معزولی ابوموسیٰؓ و امارت ابن عامر	۲۱۱

مضمون	صفحہ
بغاوت اہل فارس	۲۱۳
زیادت و تعمیر مسجد نبوی	۲۱۸
ادای رکعت چہارگانہ بمزدلفہ ومنا ...	۲۱۹
سنہ ۳۰ھ عزل ولید و ولایت سعید	۲۲۲
غزوہ طبرستان	۲۳۶
جمع قرآن مجید	۲۳۹
قصہ بیراریس	۲۵۰
آغاز حوادث وفتن	۲۵۱
اخراج ابوذر غفاری	۲۵۳
سنہ ۳۱ھ - غزوہ ذات السواری ..	۲۶۳
فتح خراسان	۲۶۶
مقتل یزدجرد شاہ فارس ...	۲۷۹
فتح کرمان	۲۹۲
فتح سیستان	۲۹۳
سنہ ۳۲ھ - غزوہ سرحد قسطنطنیہ وغیرہ	۳۰۰
خروج قارن	۳۰۶
وفات ابوذرؓ و عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ	۳۱۱
فضائل ابن مسعود معہ کلام شان ...	۳۲۴
سنہ ۳۳ھ - آغاز فتنہ	۳۳۴
حوادث بصرہ و اخراج عامر ...	۳۵۴
نقض عہد اہل قبرس	۳۵۹
سنہ ۳۴ھ - واقعہ یوم جرعہ	۳۶۱

مضمون	صفحہ
مشورت اصحاب درباب دفع فساد ...	۳۷۴
فراخی دولت و ترقی نعمت	۳۸۵
سنہ ۳۵ھ	۳۹۱
اسماء عمال	۳۹۵
ردطعان از جناب عثمانؓ	۳۹۸ تا
مشتمل بر دوازدہ طعن و جواب ہریک	۵۱۱
آمدن مفسدان بمدینہ منورہ	۵۱۲
شیوع اخبار دہشت آثار و مشورہ اصحاب کبار	۵۲۰
روانگی مصریان و کوفیان براے حصار	۵۲۴
استغاثہ مصریان بالموسی محمد بن ابی بکرؓ ..	۵۵۲
محاصرہ	۵۵۶
شہادت جناب امیرالمومنین عثمانؓ	۵۹۶
تعریف و اقسام صبر	۵۹۸
مدفن و اسامی شرکاء جنازہ ...	۶۱۸
عمر - مدت خلافت	۶۲۲
انجام قاتلان	۶۲۳
مراثی	۶۲۹
محاکمہ	۶۵۳
اخبار سیر عادات جناب عثمانؓ ...	۶۶۴
قصہ نصارای نجران	۶۷۱
قطعہ تاریخ رحلت سید ادریس تاصبری ...	۶۷۴
ازواج و اولاد	۶۷۹

فہرست مضامین جزو دوم خلافت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

مضمون	صفحہ
خلافت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ...	۶۹۷
ذکر ابو طالب اور انکی اولاد کا	۶۹۸
حلیہ مبارک	۷۰۶
تربیت زمانہ طفولیت	۷۰۹
وقت اسلام	۷۱۰
مبحث سابق اسلام	۷۱۱
آیات مناقب	۷۲۸
احادیث مناقب	۷۴۶
ثنا و توصیف از اقوال صحابہ	۷۵۵
خصائل حمیدہ و اوصاف پسندیدہ ..	۷۶۱
مقابلہ اعدا و دفع دشمنان وغیرہ ..	۷۶۳
کلمات سیدنا علی مرتضیٰؓ	۷۸۴
تحصیل علوم قرآن و حدیث	۷۸۹
فتاوی احکام۔ تصوف	۷۹۰
علم نحو	۷۹۱
مشاہدات و کرامات	۷۹۳
تعریف شیعہ از جناب مرتضوی ...	۸۰۲
احادیث مظہر وقائع آیندہ	۸۰۶
حالات قبل ہجرت	۸۱۵
وفات ابو طالب	۸۱۷
ہجرت	۸۲۴

مضمون	صفحہ
نکاح با سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ...	۸۲۷
تکنیہ بہ ابی تراب	۸۴۱
احوال شجاعت مجملاً ذکر وقائع گذشتہ ...	۸۴۳
آمدن سفر و حل سوالات از علی مرتضیٰؓ .	۸۸۲
وقائع عہد صدیقی تا عہد عثمانی	۸۸۶
بیعت خلافت	۸۹۱
سنہ ۳۶ھ۔ تبدیلی عمال۔ آغاز خلافت معاویہؓ	۹۰۷
مقدمات واقعہ جمل	۹۱۸
مقابلہ اہل مکہ با اہل بصرہ	۹۳۱
روانگی جناب علی جانب بصرہ ...	۹۴۴
مشورہ اہل بغی و عناد	۹۶۶
قتال فریقین واقعہ جمل	۹۷۶
آمدن حضرت عائشہ صدیقہؓ بہ میدان جنگ	۹۸۴
شہادت حضرت طلحہؓ	۹۸۵
شہادت حضرت زبیرؓ و دیگر کوائف ..	۹۸۶
فرمان مرتضوی بنام اشعث	۱۰۲۲
قصہ خوارج سجستان	۱۰۲۳
قتل محمد بن ابی حذیفہ	۱۰۲۵
امارت قیس بن سعد و محمد بن ابی بکرؓ ..	۱۰۳۰
قدوم عمرو بن العاصؓ نزد امیر معاویہؓ ..	۱۰۴۰
دیگر حوادث	۱۰۴۳

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
مقدمات واقعہ صفین	۱۰۴۵	ذکر زیاد	۲۴۷
روانگی جناب علی بجانب صفین و وقائع راہ	۱۰۴۹	۴۰ھ سریہ بسر بن ابی ارطاۃ	۲۵۱
آغاز محاربات صفین	۱۰۶۰	علیحدگی ابن عباس از بصرہ	۲۵۵
آخری جنگ صفین	۱۰۷۹	قصہ یاران ابن سبا و جلاء ایشان ...	۲۶۲
لیلۃ الہریر۔ آغاز صلح	۱۱۱۰	واقعہ ہائلہ شہادت جناب علی مرتضیٰؓ ...	۲۶۸
تقرر حکمین	۱۱۱۶	مقدار عمر۔ مدت خلافت۔ مدفن	۲۸۸
واپسی از جنگ صفین	۱۱۲۴	تاریخ رحلت جناب مرتضوی۔ قتل ابن ملجم ..	۲۹۱
مقتولان صفین	۱۱۲۸	مراثی	۲۹۵
رای اہل حق درباب معرکہ صفین ...	۱۱۳۳	عمال و دیگر وقائع	۲۹۷
اعتزال خوارج	۱۱۴۲	سیر و عادات جناب مرتضوی	۲۹۸
اجتماع حکمین و فیصلہ	۱۱۴۹	ازواج و اولاد	۱۳۰۲
قصہ خوارج و آمادگی ایشان برای قتال	۱۱۷۶	خلافت سیدنا امام حسنؓ حلیہ مبارک ...	۱۳۰۶
معرکہ نہروان	۱۱۸۸	مناقب و فضائل	۱۳۰۷
ذکر ذی الثدیہ خارجی	۱۱۹۸	اوصاف کمال سیر و عادات ...	۱۳۰۹
واپس آمدن جناب علیؓ بہ کوفہ ...	۱۲۰۲	بیعت خلافت	۱۳۱۹
انتظام ملکی و دیگر حوادث	۱۲۰۵	۴۱ھ تفویض خلافت	۱۳۲۰
۳۸ھ حکومت عمرو بمصر و قتل محمد بن ابی بکر	۱۲۰۷	فائدہ نادرہ	۱۳۲۷
آمدن عبداللہ بن حضرمی بہ بصرہ ...	۱۲۲۰	دیگر احوال متفرقہ	۱۳۳۳
قصہ خریت و بنی ناجیہ	۱۲۲۵	شہادت سیدنا امام حسنؓ	۱۳۳۵
انجام خوارج	۱۲۳۶	تاریخ رحلت	۳۳۷
امور انتظامیہ و دیگر حوادث ...	۱۲۳۸	مراثی	۱۳۳۹
۳۹ھ تاخت و تاراج اہل شام ...	۱۲۳۹	اولاد	۱۳۴۰

اللهم صل علی محمد عبدک ورسولک النبی الامی

بحمد خالق انام و رسول الکرام کہ کتاب مستطاب تاریخ اسلام یعنی

شمس التواریخ

۱۳۳۲ھ

از تالیف لطیف فرید عصر وحید دہر کاشف رموز دقیق حکیم محمد مظہر الحق

مطبع النور [illegible] طبع منور شد
در [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

نحمدك یا من كلّت عن ثنائه لسان العقلاء۔ وتحیرت دون سرادقات جلاله افهام العرفاء تعالیٰ وتقدس عن توصیف الانس والجان۔ وتنزهت صفاته عن سمات الزوال والنقصان اللهم اهدنا صراطك المستوی واحفظنا من وساوس الغیّ والغوی۔ لا تكلنا الی انفسنا طرفة عین او اقل من ذلك فنهلك۔ ولا تفعل بنا یا مولٰنا بما هو اهلنا بل نرجو فضلك و رحمتك وصلّ وسلّم صلوٰةً وسلامًا دائمًا ابدًا علٰی حبیبك و نبیّك خاتم النبیّین سیّد المرسلین قائد الغرّ المحجّلین الذی قال انا نبیّ وآدم بین الماء والطّین۔ سیّدنا و مولٰنا محمّد ا وّ علٰی آله وازواجه واهل بیته واصحابه المتقین المهتدین و علٰی من تبعه باحسان الٰی یوم الدّین برحمتك یا ارحم الرّاحمین ۵

امّا بعد

جس زمانہ سے نیّر اسلام نے تمام عالم کو اپنے نور تاباں سے نورانی کیا ہے فن تاریخ اہل اسلام کے نزدیک نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور اسلام ہی کی دستگیری سے اسنے ترقی کی

زینہ پہ قدم دھرا۔ سب سے پہلے اسلام کے مقدس علماء و محدثین اسماء الرجال کی جانب متوجہ ہوے اور اسکے ذریعہ سے احادیث کی تنقیح و تنقید۔ جرح و تعدیل۔ کے اسباب پیدا کئے۔ کھوٹے کھرے کے امتیاز مین قواعد منضبط کئے۔ اور اونکی کمال کوشش سے یہ ایک فن جداگانہ مرتب ہوگیا۔ بعد ازان واقعات و مغازی جناب رسولخدا صلعم کے ترتیب دیئے۔ کسی نے صرف سیرت لکھی کسی نے فقط غزوات جمع کئے۔ کسی نے ترتیب بلحاظ سنین کا اہتمام کیا کسی نے معجزات حضور سرورکائنات قلمبند کئے۔ پھر حضرت خلفاء راشدین کی سیرت اور اونکے زمانہ کے وقائع اور فتوحات۔ جو حامیان دین محمدی اور جانبازان اسلام کے ہاتھون ہوئی۔ سیاست مدن۔ انتظام ملکی و مالی۔ غرضکہ خوب خوب بیان کئے۔ چنانچہ آج کے دن ہمارے ہاتھون مین اونہین بزرگوار و نکی ضخیم مؤلفات اور مجلد تصنیفات موجود ہین اور جن کتابون سے ہملوگ دفتر کے دفتر نقل کرتے جاتے ہین فن تاریخ کا مذاق اس زمانہ سے پیشتر صرف اہل اسلام ہی کو تھا شاید تقلیداً دوسری اقوام کو بھی یہہ دولت نصیب ہوئی ہوا اور اب تو جسکو دیکھیے تاریخ دان۔ مؤرخ۔ صاحب التصانیف۔ ہوگیا ہے۔ مگر افسوس۔ ہم لوگ مسلمان اس سے بے بہرہ ہین اور روز بروز اس فن شریف سے محض ناواقف ہوتے جاتے ہین۔ خلفاء بنی عباسیہ کے عہد حکومت مین بہت کچھہ فن تاریخ کو ترقی ہوئی اور مجلد کتابین اس فن مین تالیف ہوگئین۔ بعد اسکے سلاطین اسلام کی ہمیشہ اسی جانب نظر رہی اور تاریخ دانی کو اپنے مقاصد و اغراض پورا ہونیکا ایک بڑا وسیلہ جانتے تھے۔ درحقیقت گذشتہ سلاطین کی سیرت اور طرز روش دریافت ہونیکا ذریعہ یہی علم تاریخ ہے اور اسیکے بدولت انتظام ملک مین مہارت تام حاصل ہوجاتی ہے۔ اسیواسطے یہ فن تاریخ دن دونی ترقی حاصل کرتا رہا اور ایک معتدبہ زمانہ تک بہت کچھہ عروج پایا گیا مگر افسوس آج کل ہملوگ کچھہ ایسی حالتو نمین مبتلا ہین کہ فیصدی

پانچ بہی ایسے نہ ملینگے کہ اونکو بزرگان دین ومقتدایان اسلام کے کچھہ بہی حالات معلوم ہون اگر بالعموم کسی سے دریافت کیا جاوے کہ جناب ابوبکر صدیق رضی کس سنہ مین خلیفہ ہوے کب وفات پائی اور آپکے زمانہ خلافت مین سلسلہ فتوحات کہانتک پہونچا۔ تو لامحالہ جواب یہی ہوگا "بہائی صاحب۔ ہمکو معلوم نہین یہہ تو تاریخی باتین ہین ہم کیا جانین۔ ہم تو سیدہے سادے مسلمان ہین پنجگانہ نماز پڑہ لی۔ سال مین رمضان شریف کے روزے رکہہ لئے۔ یہ باتین تو کسی مؤرخ سے پوچہیے"۔ برخلاف دیگر اقوام کے جو اپنے اپنے ملک کے بادشاہون کی سوانح عمری اور واقعات سے کسی نہ کسی قدر ہر ایک واقف ہوگا۔ فی زمانہ ناول نویسی کے ہاتہون اور بہی مٹی خراب گئی۔ عام نظرون مین جب تک مضمون مین جدت نہ ہو چلبلا مضمون نہو شوخی وشرارت ہر فقرہ مین نہ پائی جاتی ہو وہ مضمون مقبول نہین۔

مشفقی نصیر الدین احمد مالک مطبع منبع النور آگرہ نے اس طرف توجہ فرمائی اور تاریخ اسلام زبان اردو مین خاص اپنی کوشش سے طبع کرائی چنانچہ اوسکی چار جلدین مع خلافت خلیفہ ثانی جناب عمر فاروق رضی طبع ہوکر شایقین اور قدردانونکی نظرونسے گذرین۔ اب خلافت عثمانی اور خلافت مرتضوی کی واقعات لکہنے کو مجہسے ارشاد کیا مین بے بضاعت ہیمدان اپنے ابنائے جنس کے افراد مین ویسا ہی ایک فرد ہون جنکا کچھہ حال عرض کرچکا ہون اس کام کی لیاقت وقابلیت نہ رکہتا تہا مگر اونکی فرمائش سے پہلوتہی بہی نہ کرسکا۔ توکلت علی اللہ کہکر یہہ کام شروع کردیا۔ وعلیہ المستعان۔ ناظرین باتمکین انصاف پسند سے استدعا ہے کہ اس ژولیدہ بیان بے جوڑ مضمونکو بنظر اصلاح ملاحظہ فرماوین اور خطا وغلطی بمقتضائے بشریت جو واقع ہوئی ہو اصلاح فرماوین زیراکہ برکریمان کارہا دشوار نیست۔

راقم حکیم محمد مظہر الحق عفی عنہ قنوجی۔ قنوج سنہ ۱۳۲۴ ہجری نبوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے ہمہ ہستی ز تو پیدا شدہ
خاک ضعیف از تو توانا شدہ

زیر نشین علمت کائنات
ما بتو قائم چو تو قائم بہ ذات

ما ہمہ فانی و بقا بس تراست
ملک تعالے و تقدس تراست

ہر چہ نہ گویاے تو خاموش بہ
ہر چہ نہ یاد تو فراموش بہ

یار شو اے مونس غمخوارگان
چارہ کن اے چارۂ بیچارگان

قافلہ شد واپسی ما بہ بین
اے کس ما بیکسی ما بہ بین

برکہ پناہیم توئی بے نظیر
در کہ گریزیم توئی دستگیر

احمد مرسل کہ خرد خاک اوست
ہر دو جہان بستۂ فتراک اوست

امی گویا بزبان فصیح	از الف آدم و میم مسیح
شمۂ نسبند ہفت اختران	ختم رسل خاتم پیغمبران
چشمۂ خورشید کہ محتاج اوست	نیم ہلال از شب معراج اوست
اے تن تو پاک تر از جان پاک	روح تو پروردۂ روحی فداک
اے مدنی برقع و مکی نقاب	سایہ نشین چند بود آفتاب
اے گہر تاج فرستادگان	تاج دہ گوہر آزادگان
ما ہمہ جسمیم بیا جان تو باش	ما ہمہ دیویم سلیمان تو باش

رباعی

انسان سے کب معرکہ حمد ہو سر	اور نعت مین احمد کی بھی عاجز ہے بشر
ہے نعت احد کا۔ حمد احمد کا۔ کام	اللہ و نبی کی ہمسری ہو کیونکر

حالات خلیفہ ثالث سیدنا امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام و نسب

آپ کا نام نامی عثمان بن عفان۔ لقب۔ ذوالنورین ہے۔ زمانہ جاہلیت مین کنیت ابوعمرو تھی۔ جب آپ مشرف باسلام ہوے اور آنحضرت صلعم کی صاحبزادی بی بی رقیہؓ سے نکاح ہوا اور اونکے بطن سے عبداللہ بن عثمانؓ پیدا ہوے آپنے کنیت بدل دی اور ابوعبداللہ اختیار فرمائی۔ اکثر لوگ ابوعبداللہ کہکر پکارتے تھے اور بعض ابوعمرو کی کنیت سے یاد کرتے تھے۔ قریش مین آپ عالی نسب ہین۔ مان باپ دونون طرف سے

قریشی ہین۔ نسب نامہ آپکا پدری یہہ ہے۔

عثمان۔ بن عفان۔ بن ابی العاص اُمیّہ اکبر۔ بن عبد شمس۔ بن عبد مناف۔ بن قصیٰ۔

عبدمناف آنحضرت صلعم کے دادا عبدالمطلب کے دادا کا نام ہے۔

حضرت عثمانؓ کی والدہ کا نام اَروی بنت کُریز ہے۔

اونکا نسب یہہ ہے۔

اروی بنت کریز۔ بن ربیعہ۔ بن حبیب۔ بن عبد شمس۔ بن عبد مناف۔

اروی کی والدہ بیضا رام حکیم عبدالمطلب کی بیٹی آنحضرت صلعم کی پہوپہی تہین جناب عثمانؓ باپ کی طرف سے چوتھی پشت مین آنحضرت صلعم سے مل جاتے ہین اور رشتہ مین آنحضرتؐ کے بہتیجہ ہوتے ہین اور ماں کیجانب سے دوسری پشت مین ملتے ہین اور بہانجہ ہوتے ہین۔

شجرہ

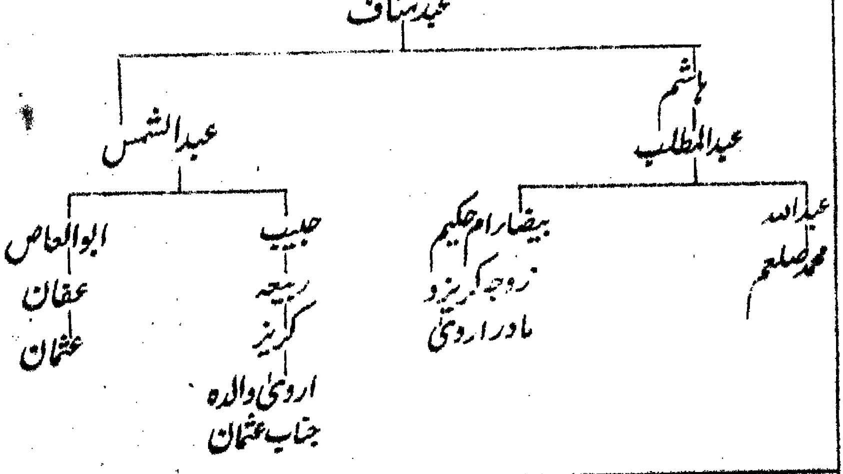

آپ قوم قریش مین منجملہ نامی قبیلونکے بنی اُمیہ کی طرف منسوب ہین اور اُموی کہلاتے ہین۔ آپکے سنہ ولادت مین مورخین کا اختلاف ہے بروایت ابن خلدون قول معتبر

یہہ ہے کہ عام الفیل کے چھٹے برس مکہ مین پیدا ہوے۔ اور چونکہ حضور سرور عالم صلعم کی ولادت بعد قصہ اصحاب الفیل تقریبًا دو ماہ کے اندر ہے اس حساب سے جناب عثمان رض جناب رسولخدا صلعم سے کچھہ کم چھہ سال عمر مین چھوٹے ہین۔

حلیہ مبارک

قد موزون۔ آپکا مائل بدرازی تھا جو سرداری کی خاص نشانی ہے۔

نارون یا سرو یا شمشاد یا طوبی است این	فتنۂ روز قیامت یا قد رعناست این

کاسہ سر متوسط تھا اور سر پر بال زیادہ تھے۔ ڈاڑھی بڑی۔ بالونکو کبھی کبھی حنا سے رنگ لیتے تھے۔

موج آب زندگی یا جوہر تیغ آفتاب	سرنوشت عاشقان یا پیچ و تاب موست این

خوش رو۔ چہرہ پر کسیقدر آثار چیچک تھے۔

حیرت زدۂ روے تو گردید مگر مہر	از خط شعاعی نہد اندر دہن انگشت

بازو۔ چوڑے۔

فلک ساز د زبہر آن پر یرد	ز مہر و ماہ خود تعویذ بازو بند

سینہ مبارک۔ فراخ۔ کشادہ تھا مگر خوبصورتی کے ساتھہ۔

بسط آن سینہ ببین قدرت صانع دریاب	استخوان بندی این معنی ساطع دریاب

رنگ ہمارے حضور کا۔ گندم گون تھا۔

حسن گندم گون اگر صائب نباشد در نظر	رخت بیرون از بہشت جاودانی میکشم

پنڈلیان پر گوشت۔ اعضا متناسب۔ گویا سانچے مین ڈہلے تھے۔

ایک روایت مین آیا ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نے جناب رسولخدا سے عرض کیا کہ اگر

آپکو ایک ایسا شخص جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمشکل ہے دیکھنا منظور ہو تو آپ عثمانؓ کو دیکھئے یہ یوسف علیہ السلام کے مشابہ ہین۔

منقول ہی کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا صلعم نے کاسۂ آش اور ٹکڑا گوشت کا اُسامہ بن زیدؓ کے ہاتھ حضرت رقیہؓ کے پاس بھیجا۔ اُسامہؓ ہدیہ مبارک جناب رسول خدا صلعم کا جناب عثمانؓ کے گھر لیگئے۔ اوسوقت جناب عثمانؓ اپنی بی بی رقیہؓ کے پاس بیٹھے باتین کر رہے تھے۔ اُسامہؓ ہدیہ دیکر واپس آئے اور کہا مین نے ان دونون میان بی بی سے زیادہ حسین وصاحب جمال اور خوبصورت نہین دیکھا۔ میری نظر مین آپ بلا تشبیہ آسمان خوبی کے شمس و قمر ہین۔

کلک نقاش کشد حسرت تصویرش را		کیکہ دید کسے حسن جہانگیرش را

ابن عدی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہین کہ جب رسول خدا صلعم نے اپنی بیٹی ام کلثومؓ کا نکاح جناب عثمانؓ کی ساتھہ کر دیا آپنے اپنی صاحبزادی سے فرمایا اے ام کلثوم۔ تمہارے شوہر (عثمان) صورت و شکل مین تمہارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے باپ محمد صلعم سے بھی صورت و شکل مین بہت ملتی جلتے ہین۔ (صواعق محرقہ)

وضع لباس

آپکا لباس سادہ فقیرانہ تھا۔ پرانے پیوند لگے کپڑے زیب بدن فرماتے اور باوجود ثروت ومال ظاہری کے لباس نفیس۔ پوشاک قیمتی سے کم رغبت تھی۔ البتہ کبھی کبھی واسطے اظہار نعمت خداوندی واداے شکر کے نفیس پوشاک مطرز ومنقش قیمتی دو سو درم تک کی پہن لیا کرتے تھے۔

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ مین نے حضرت عثمانؓ کو دیکھا۔ آپ خچر پر سوار تہے زرد لباس پہنے ہوے۔ آپکے گیسوے مشکین دونون شانون پر کمال لطف وخوبی کے ساتہہ لٹکے ہوے تہے۔ بائین ہاتہہ کی چہوٹی اُنگلی مین انگوٹہی پہنے تہے۔ ریش مبارک رنگین تہی۔

حالت قبل اسلام

آپکے لڑکپن کے حالات کسی تاریخ مین نظر نہین آتے۔ آپ ہی پر کیا منحصر ہے جتنے نامور گذرے ہین اونکے بچپن کے حالات اور ابتدائے عمر کے عادات مشکل سے ملینگے ہان اسقدر معلوم ہوا ہے کہ آپ بہی بموجب عادات عرب کے لڑکپن مین اونٹ چرایا کرتے تہے یہہ کام عرب مین سب سردار و نکے لڑکے کیا کرتے تہے کچہہ عیب نہ تہا۔

قدیم زمانہ مین انبیاء کرام کو بکریان چرانے کی خدمت سپرد کی گئی تاکہ وہ کار رسالت (جو کہ درحقیقت گلہ بانی ہے) کے عادی ہو رہین اور اپنی اُمت عاجز کو مثل بکری بہیڑے سمجہکر اونکے جان وایمان کی حفاظت کرین۔

جناب عثمانؓ نے سن شعور کو پہونچکر معمولی تعلیم جو اُس زمانہ مین رائج تہی پائی اور حسب دستور زمانہ لکہنے پڑہنے مین مہارت حاصل کی۔

آپکے والد عفان کا حال ہمکو کسی تاریخ مین نظر نہین آیا۔ شائد آپکے بچپن مین وہ مر گئے ہونگے۔ یا شاید کسی مورخ نے لکہا ہو مگر ہمکو نہین ملا لہذا ہم انکی نسبت کچہہ نہین لکہتے اور نہ چندان ضرورت ہے۔

قبول اسلام

ابتدائے سن شعور سے خداوند عالم نے آپکو خصائل حمیدہ اور صفات پسندیدہ خلق مروت

شجاعت ۔سخاوت ۔وغیرہ وغیرہ ۔عطا فرمائی تھے ۔دین اسلام کی محبت فطری تھی ۔میلان
طبعی دین محمدی کی طرف گویا آپکی گھٹی مین پڑا تھا ۔جوش اسلام آپکے سینہ مبارک مین
کوٹ کوٹ کر بھرا تھا آپ شراب توحید سے مست تھے ۔اسلام کی خوبی آپکی نظرونمین کھپ
گئی تھی ۔جاہلانہ صحبت سے نفرت اور خدا اور رسول سے محبت تھی ۔بادۂ الفت رسولخدا صلعم
سے سرشار تھے ۔

بروایت یزید بن رومان منقول ہے کہ ابتدائے زمانہ بعثت جناب رسول پاک مین
حضرت عثمانؓ اور طلحہؓ بغرض تجارت ملک شام کو گئے ہوے تھے ۔جب بخیریت تمام مال
تجارت فروخت کرکے مکہ معظمہ مین واپس ہوے حضرت صدیق اکبرؓ ان دونون صاحبونکو
جناب رسول خدا صلعم کی خدمت بابرکت مین لیگئے ۔جناب رسول خدا صلعم نے دونون
صاحبونکو چند آیات قرآن مجید سنائین اور دین اسلام کی خوبیان بیان فرمائین اور عنایات
خدا لم یزل کا اظہار کیا ۔اوسکی بیشمار نعمتین ملنے کا وعدہ فرمایا ۔چونکہ طبیعت مین صلاح تھی
اور دین اسلام کی محبت غالب ع سالے کہ نکوست از بہارش پیداست ۔توفیق ازلی
رفیق راہ ہوئی دونون صاحب مشرف باسلام ہوگئے اور طریق دین محمدی اختیار کرلیا

حضرت عثمانؓ نے اوسی جلسہ مین عرض کیا کہ اے رسولخدا جب مین سفر شام سے واپس
ہوا ہون اثنائے راہ مین ایک شب خواب مین دیکھا کہ ہاتف غیبی بآواز بلند یہ منادی کر رہا
ہے اے خواب غفلت مین بدمست سونیوالو اوٹھو سنبھلو ۔ہوش مین آجاؤ غفلت کو
چھوڑو کہ جناب رسولخدا احمد صلعم ہادی برحق نے صلائے عام دی ہے اور سبکو اسلام کی
دعوت کی ہر طرف سے لوگ جوق جوق مشرف باسلام ہورہے ہین گروہ گروہ اطراف و
جوانب سے چلے آرہے ہین اور اسلام مین داخل ہوکر دار السلام پانیکے مستحق ہوتے جاتے ہین

جب ہم اہل قافلہ مکہ معظمہ مین داخل ہوسے اور یہان پہونچکر سنا کہ آپ خلق خدا کو اسلام کے جانب بلا رہے ہین ہم نے اپنا خواب آپکے دعوے کے حقیت کی دلیل جانا اور اسلام اختیار کیا۔

آپکے اسلام کی خبر جب آپکے چچا حکم بن العاص کو پہونچی نہایت غیظ وغضب مین آیا مثل مار دم بریدہ پیچ کہایا اور غلبہ تاسف سے اپنے ہاتہہ کاٹنے لگا۔ اوسپر طرہ یہ ہوا کہ جاہلانہ حمیت نے اور جوش دلایا آپے سے باہر ہو گیا۔ غصہ ضبط نہ کر سکا آپسے انتقام لینے پر آمادہ ہوا اور اس طرح دل کا بخار نکالنا چاہا۔ چنانچہ اوسنے آپکو ہر چند زبانی سمجہایا۔ نصیحت کی۔ ڈرایا دہمکایا۔ لیکن سب بے سود تہا۔ مجبور کہسیانا ہو کر آپکے پانون مین آہنی زنجیر گران ڈالدی اسپر ہی بس نہ کرکے ہر طرح سے اذیت وایذا رسانی کی کوشش کی اور نہایت غصہ مین آکر یکمال زجر وتوبیخ کہنے لگا۔

اوسے میرے عزیز بہتیجے۔

چہ کردہ ام سبب رنجش تو چیست بگو	بگو بگرد سرید گمانیت گردم

شام سے تم بہت اچہا تحفہ ہمارے واسطے لاسے۔ تمہاری اچہی تجارت ہے۔ ہمکو یہہ نفع ہوا کہ تمکو کہو بیٹہے۔ آباؤ اجداد کا دین ترک کرکے محمد کے بہکانے مین آگئے۔ قدیم دین چہوڑ نئے طریقہ کو اختیار کیا۔ مذہب جدید سے رشتہ جوڑا پرانا تعلق قطع کرکے رشتہ و ناتا آبائی توڑا۔

وفا کاموختی از ما بکار دیگران کردی	ربودی گوہرے از ما نثار دیگران کردی

خبردار۔ سن لو۔ قدیم راہ چہوڑ کر ہرگز فلاح نہ پاؤگے اگر دین محمدی نہ چہوڑوگے زندگی بہر اس قید گران وحبس شدید سے نہ چہوڑونگا تا زیست مبتلاسے عذاب رکہونگا ایسی مصیبت و

تکلیف مین دم توڑ وگے کہ مرغ وماہی تمہاری آہ وفغان ونالۂ نارسا سنکر گریہ وزاری کرینگے
اگر تمسے ان مصایب سخت کا تحمل ممکن ہے تو محمد کے دین پر رہو ورنہ ابہی کچھہ بگڑا نہین اپنے
مذہب قدیم پر پہر آؤ تمہاری یہہ خطا وقصور معاف کردونگا اور تمہاری وہی عزت و
حرمت جو اس سے قبل تہی پہر ہوگی "

جناب عثمان رض چونکہ سچے دل اور پکے عقیدہ سے دین اسلام اختیار کر چکے تہے اور اس
راہ حق مین اونکو سب مصائب اور تکالیف عین راحت وآرام تہین اپنے چچا کی باتونکے
جواب مین یون گویا ہوے -

اُے عم مکرم - مین اوسی خداے پاک کی قسم کہاتا ہون کہ جسنے اپنی رحمت کاملہ سے
آسمان رسالت پر ایک ایسا روشن آفتاب ہدایت چمکایا جسکے نور شعاع عالمتاب سے
ظلمت کفر وضلالت صفحۂ ہستی موہوم سراب نماسے مثل حرف غلط صاف اوڑگئی اور تمام
عالم جگمگا اوٹھا - اگر میرا سر اس تن خاکی سے جدا بہی کردیا جاے تو میرا جسم بے جان
وبے سر محمد کے آستانہ پر پڑا رہیگا اور اگر میرا تمام بدن آتش سوزان سے جلا کر خاک سیاہ
کر ڈالوگے تب بہی وہ خاک اوسی کوچہ مین بگولونکے ساتھہ لپٹ کر پہونچ جائیگی - مجھپر
تمہارے اس قید رکہنے اور ایذا وتکلیف پہونچانیکا مطلق اثر نہین اور نہ مین دین اسلام سے
پہر سکتا ہون -

صد بلا گر پیش پیش آید من درویش را	ہر گزم از کوے آن مہ روے برگشتن مباد

جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی عام ہدایت حقہ نے ایسا نقش توحید میرے صفحہ
دل پر جما دیا ہے اور اس پختگی سے رنگ آمیزی کی ہے کہ اگر ہزار برس تک برابر بارش
ہوتی رہے - ہزارون پند ونصائح کے دفتر سناے جائین ہر گز وہ نقش نہ مٹیگا -

ناصح نصیحت تو نباشد اثر پذیر	ما را ز اختیار دل بیقرار رفت

اے عزیز چچا۔ آپ اپنے خیالات عاطلہ و باطلہ سے باز آیئے اور جو خیال فاسد آپنے میرے محبوب کی نسبت باندھا ہے اپنے دل سے نکال ڈالئے اگر خدا آپکو توفیق دے تو آپ بھی ہی دین مستقیم اختیار فرمایئے ورنہ مجھکو میرے حال پر چھوڑ دیجئے۔

ناصحا بگذر از دوئی و دورا	درره دوست یکدل و یک رو

جناب رسول خدا صلعم کے جمال بیمثال کے دیکھتے ہی میرا دل میرے قبضۂ اختیار اور قابو سے نکل گیا۔ اب مین بالکل بے بس و بے قابو ہو گیا ہون اور مجبور ہون کہ اب حالت قدیم کی طرف رجوع نہین کر سکتا مین اوس شمع ہدایت کا پروانہ ہون اور جان و دل حضور اقدس کی ایک نظر ہدایت اثر کے نذر کر چکا ہون اوس ماہ منور کی محبت مین ایسا شیفتہ اور از خود رفتہ نہین ہوا ہون کہ اوس سے جدائی اور دوری کا خیال ہی کبھی میرے دل مین راہ پائے"

دل نیست اینکہ در تن فرسودۂ من است	دیوانہ ایست جائے بویرانہ ساختہ

المختصر آپکے چچا حکم نے جب دیکھا کہ۔

منسوخ شد مروت و معدوم شد وفا	وین ہر دو نام ماند چو عنقا و کیمیا

عزیز بھتیجہ اپنی دہن کا پکا ہے اور سچا اعتقاد دین اسلام کا رکھتا ہے اور دین اسلام سے اب اسکا پھرنا ممکن نہین آپ کو چھوڑ دیا اور اپنے خیالات سے باز رہا۔

اس کے بعد حضرت عثمانؓ بلا تعرض و مزاحمت جناب رسول خدا صلعم کیخدمت بابرکت مین آتے جاتے رہے اور صحبت نبی پاک کی برکت سے تمام کمالات ظاہری و باطنی حاصل کیے۔

آیات مناقب جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپکے محامد و اوصاف بیشمار ہین۔ آیات قرآنی و احادیث نبوی آپکے فضائل مین بکثرت وارد ہین۔ علاوہ اون آیات کے جو بالعموم حضرات صحابہ کبارؓ کی فضیلت پر صراحۃً یا کنایۃً دال ہین وہ آیات جن سے مفسرین فضائل جناب عثمانؓ ثابت کرتے ہین اور اس مدعی پر دلیل لاتے ہین مذکور ہوتی ہین۔

آیت کریمہ الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذیً لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

ترجمہ۔ جو لوگ خدا کی راہ مین اپنا مال خرچ کرتے ہین پہر مال دیکر فقرا و مساکین پر احسان نہین دہرتے اور نہ کسیکے حقمین ایذا پہونچانا روا رکہتے ہین اونہین لوگونکے واسطے خدا کے پاس اونکی مزدوری ہے اور اونکو وہان کچہ ڈر اور غم نہین ہے۔

بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت جناب عثمانؓ کی شان مین ہے۔ بیشک خداوند تعالےٰ نے آپکو مال دنیوی بکثرت دیا اور آپنے خدا اور اوسکے رسول صلعم کی رضا اور خوشی مین فقرا و مساکین پر راہ خدا مین خرچ کر ڈالا۔

آیت کریمہ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین۔ ترجمہ۔ جو لوگ خدا اور اوسکے رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہین (اور اونکے احکام دل وجان سے مانتے ہین) یہی لوگ اون لوگونکے ساتہ (جنت مین) ہونگے جنپر خدا نے اپنا فضل اور انعام کیا ہے اور وہ لوگ انبیاء کرام اور صدیقین اور شہدا ہین۔

کسی طرح شبہ نہین کہ جناب خلیفہ ثالث اس آیت کے مصداق ہین۔ آپکے خدا اور اوسکے رسول صلعم کی اطاعت کرنے مین کسکو شبہ ہے۔

سبحان اللہ۔ جو شخص جنت مین ان چارون گروہ کے ساتھہ ہو اوسکی بزرگی اور شان مرتبہ کا کیا ذکر ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہین۔ یہہ چارون طائفہ جناب نبی صلعم کے کیا اچھے رفیق ہین۔ حضرت ابوبکر صدیق۔ جناب عمر فاروق۔ جناب عثمان ذوالنورین۔ جناب علی مرتضیٰ شیر خدا۔ حضرت ابوبکر کے صدیق ہونے مین کسکو کلام ہے۔ باقی تین حضرات شہید ہین۔ رضی اللہ عنہم اجمعین یہہ بہی بڑی نعمت خداوندی ہے جو اپنے فرمانبردارونکو ایسی بزرگونکی رفاقت جنت مین عطا فرمائیگا۔

آیہ کریمہ۔ واذا جاءک الذین یومنون بایاتنا فقل سلام علیکم۔ ترجمہ۔ اے میرے محبوب رسول جب تمہارے پاس وہ لوگ آدین جو ہماری نشانیون پر ایمان لائے اور ہماری آیتونکے گرویدہ اور دل سے معتقد ہین اونکو کہو تمپر خدا کی سلامتی ہو۔ عطاء بن ابی رباح کا قول ہے (الذین یومنون بایاتنا) مین حضرت عثمانؓ داخل ہین۔

حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ رحماء بینہم (آپس مین ایک دوسرے پر رحم و شفقت کرنیوالے) مین حضرت عثمانؓ بہی ہین۔ آپ فقیرون اور مسکینون پر مہربان تھے۔ باہم دوسرے صحابہ کرام کے ساتھہ تواضع اور رحم سے پیش آتے تھے۔

وتواصوا بالحق (باہم حق بات کی وصیت کرتے ہین) آپکی شان ہے۔

آیہ کریمہ۔ ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئک عنہا مبعدون۔ ترجمہ جن لوگو پر ہماری مہربانی سبقت کر چکی (یعنی ہمارے رحم و کرم نے اونکو ہر چہار طرف سے لے لیا ہے) یہہ لوگ اوس سے (آتش دوزخ سے) دور رہینگے۔

بعض مفسرین کی رای ہے کہ یہ دونون آیتین حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علی مرتضی رضؓ کے بارہ مین نازل ہوئی ہین۔

آیت کریمہ۔ امّن ھو قانت اٰناٰ اللیل ساجدًا وقائمًا یحذر الاٰخرۃ ویرجو رحمۃ ربہ۔ ترجمہ۔ کیا جو شخص اپنے پروردگار کا فرمانبردار ہو راتونکو سجدہ کر کے صبح کرنیوالا شب بیدار۔ روز آخرت سے ڈرنیوالا اور اپنے پروردگار کی رحمت کاملہ کا امیدوار ہے حضرت ابن عمرؓ و دیگر مفسرین متفق ہین کہ یہ آیت وافی ہدایت جناب عثمان رضؓ کی شان مین ہے آپ تمام رات خوف خدا سے نماز پڑہتے یہان تک کہ صبح کر دیتے تھے۔

احادیث مناقب جناب عثمان رضؓ

آپکے فضائل مین بیشمار احادیث وارد ہوئی ہین۔ آپکی خلافت کا ثبوت اور بعد جناب فاروق رضؓ کے خلیفہ ہونا اکثر احادیث سے ثابت ہے۔ منصف مزاج کسی طرح انکار نہین کر سکتا۔ ہم اون احادیث کو لکہتے ہین جو خاصتہً جناب خلیفہ ثالث رضؓ کے فضائل مین وارد ہین

حدیث ۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب عثمان رضؓ نے حضور نبوی صلعم کی خدمت مین حاضر ہونیکی اجازت چاہی آنحضرت اوسوقت اپنے گہر کے کاروبار مین مصروف تھے۔ جب حضرت عثمان رضؓ اجازت پاکر مکان کے اندر داخل ہونیلگے جناب رسولخدا صلعم نے اپنے کپڑے درست کر کے پہن لئے اور فرمایا۔ عثمان مرد حیادار شرگین ہین فرشتے اونسے حیا و شرم کرتے ہین۔ کیا مین ایسے شخص سے حیا نکرون۔

حدیث ۲۔ بروایت ابن عمر رضؓ منقول ہے کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہین۔ میری اُمت مین بڑے حیاوالے عثمان بن عفان ہین۔

حدیث ۳ - حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے منقول ہے کہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو خداوند تعالیٰ نے بذریعہ وحی حکم بھیجا ہے کہ میں اپنی پیاری بیٹیاں رقیہ اور ام کلثوم عثمان کو عقد میں دوں۔

حدیث ۴ - بی بی عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں۔ ایک مرتبہ میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکان میں تھی کہ عثمان رضؓ تشریف لائے اور دروازہ سے اذن چاہا۔ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا۔ عثمان مرد حیا والے ہیں مجھکو اندیشہ ہے کہ تمکو اور مجھکو دونوںکو ایک جگہہ دیکھکر شاید اونکو شرم آوے اور جس کام یا حاجت کو یہاں آئے ہیں بلاحصول غرض وحاجت ناکام واپس جاویں۔

حدیث ۵ - حضرت انس رضؓ سے مروی ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا۔ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد (جنہوں نے کفار کو چھوڑکر ہجرت کی تھی) عثمان ہیں۔ آپ مع اہل و عیال کے ملک حبشہ کو تشریف لیگئے تھے۔

حدیث ۶ - حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت ہے۔ حضرت رسولخدا صلعم فرماتے ہیں کہ عثمان ہمارے باپ ابراہیم عؑ کے مشابہ ہیں۔

حدیث ۷ - ام عیاش سے مروی ہے۔ حضور رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے آسمان سے جب وحی نازل کی تب میں نے ام کلثوم کو عثمان کے نکاح میں دیا ہے۔

حدیث ۸ - حضرت ابوہریرہ رضؓ نے روایت کی ہے۔ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ اے عثمان رضؓ جبرئیل عؑ آئے ہیں اور مجھسے کہہ رہے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے تمہارے ساتھ ام کلثوم کا نکاح کردیا جو مہر رقیہ کا ہے وہی اوسکا بھی ہے اور جس طرح کہ تمنے رقیہ کے ساتھہ حسن معاشرت اور نیک برتاؤ رکھا ہے ام کلثوم رضؓ کے ساتھہ بھی ویسا ہی برتاؤ رکھنا۔

حدیث ۹ - حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے مروی ہے - جناب رسولخدا صلعم نے جناب عثمان رضؓ سے فرمایا کہ اے عثمان اللہ تعالیٰ تمکو ایک کرتہ پہنانا چاہتا ہے - اگر مخالفین تمسے وہ کرتا لینا چاہین ہرگز نہ دینا اور اپنے بدن سے میری ملاقات کے وقت تک جدا نہ کرنا -

ان احادیث سے صریح بزرگی جناب عثمانؓ ثابت ہوتی ہے - وصف حیا جو کہ ایمان کی ایک شاخ ہے آپ مین بدرجہ کمال ثابت ہے -

کرتہ سے مراد خلافت ہے بصاف لفظون مین فرمایا کہ تم میرے بعد خلیفہ ہوگے اور تم کو استحقاق خلافت ہے (اگرچہ بعد وفات نبوی اور بعد خلافت حضرات شیخین اسکا ظہور ہوا) اور لوگ تمہارے مخالف ہو کر تمسے خلافت چھین لینا چاہینگے مگر تم ہرگز خلافت ہاتھ سے نہ دینا - جناب عثمانؓ نے ایسا ہی کیا اور حضور کے ارشاد کی تعمیل مین اپنی جان عزیز تک کی پروا نہ کی -

مردیم در حریم تو با داغ بیکسی	ای وای در وطن چہ غریبانہ سوختیم

حدیث ۱۰ - جابرؓ کہتے ہین - جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ عثمان جنت مین ہے (یعنے انکا مقام جنت مین ہوگا)

حدیث ۱۱ - ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلعم فرماتے ہین - ہر نبی و رسول کی اُمت مین کوئی نہ کوئی اوسکا دوست ہوتا ہے میرا دوست دلی عثمان ہے -

اسی مضمون کی حدیث فضائل جناب صدیق اکبرؓ مین بھی آئی ہے اور وہ مشہور حدیث یہ ہے "اگر مین کسیکو دوست بناتا اور خدا کے سوا کوئی میرا دوست ہوتا تو مین ابو بکر کو دوست بناتا"

ان دونون حدیثون مین کوئی تعارض نہین - کیونکہ دوستونکی تعداد کثیر خلاف واقع نہین اور نہ اسمین کوئی قباحت ہے -

حدیث ۱۲ - بروایت ابی ہریرہؓ وارد ہے۔ حضور سرور عالم صلعم فرماتے ہین کہ ہر نبی کا کوئی رفیق جنت مین ہوگا اور میرے رفیق جنت مین عثمان ہین۔

حدیث ۱۳ - بروایت ابن عباسؓ جناب رسولخدا صلعم سے مروی ہے کہ فرمایا۔ بروز قیامت عثمان کی شفاعت سے ستر ہزار آدمی جو (بوجہ گناہ کبایر کے) مستحق عذاب دوزخ ہونگے جنت مین داخل کئے جاوینگے اور اونکا کچھہ حساب و کتاب نہوگا۔

حدیث ۱۴ - حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اسوقت تک بجز عثمان و رقیہ کے کوئی مہاجر نہوا۔ (ہجرت کی ابتدا اس زمانہ مین حضرت عثمان سے ہے)

حدیث ۱۵ - ابوعبدالرحمن سلمی سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمانؓ کو لوگون نے بلوہ کرکے چارون طرف سے مکان کے اندر گھیر لیا اور آمد و رفت کا راستہ بند کرکے ہر طرح مزاحمت اور ایذا رسانی پر آمادہ ہوے تو حضرت عثمانؓ چھت پر چڑھ گئے اور محاصرین کے گروہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔

مین تمکو خدا کی قسم دلاتا ہون اور تم لوگون مین سے بھی صرف اصحاب رسولخدا کو قسم دلاتا ہون سچ سچ کہدو۔ کیا تم جانتے ہو کہ جسوقت جناب رسولخدا صلعم غزوہ عسرہ کے سرانجام مین مصروف تھے اور خرچ کی ضرورت تھی تو حضور اقدس صلعم نے ارشاد فرمایا۔ کون ایسا ہے کہ لشکر کو اس جنگ کے واسطے آراستہ کردے اور اوسکے جملہ ضروریات کو رفع کرکے قابل مقابلہ دشمنان خدا بنادے اوسکو اس نیکی کے عوض مین خداے عالم جنت عطا فرمائیگا۔ تو مین نے اوس لشکر کو ہمہ جہت آراستہ کرکے قابل جنگ کردیا اور جو کچھہ صرف ہوا محض خدا اور اوسکے رسول کی رضامندی کے

واسطے اپنے پاس سے خرچ کیا۔ اے لوگو کیا تم نہین جانتے کہ جب رسولخدا صلعم نے فرمایا۔ کون ایسا ہے جو چاہ رُومہ کھود واسے اور اوسکی جزا مین بہشت برین پاسے تو مین ہی نے کنوان کھدوایا تھا اور بموجب وعدہ حضور نبوی صلعم جنت کا مستحق ہوا ہون پھر کیون میری جان کے خواہان ہو (اور ایسے مسلمان کو جسکے واسطے حسب وعدہ رسولخدا صلعم جنت عطا ہوئی ہو بے بس و بیکس قید کرکے قتل کرنا کس مذہب و ملّت مین روا ہے)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ کنوان جناب عثمانؓ نے کھدوایا تھا لیکن دیگر روایات اس کے خلاف ہین۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کنوان قدیم کسی اور شخص کا تہا آپنے اوس سے خرید کیا تہا جواب اسکا یہہ کہ کھودنیسے مراد اوسکو خرید کرا اوسکی مرمت وغیرہ کرا دینا ہے۔

جملہ سامعین اہل محاصرہ نے جناب عثمانؓ کی تمام گفتگو از اول تا آخر سنکر جواب دیا۔ "تم سچ کہتے ہو"

حدیث ۱۲۱۔ عبدالرحمن بن خبّاب کہتے ہین کہ مین اوسوقت حضور سرور عالم صلعم کیخدمت بابرکت مین حاضر تہا جبکہ آنحضرت صلعم منبر پر چڑہکر صحابہ کرام کو وعظ فرمارہے تھے اور جیش العسرہ کے سامان مُہیا کرنے کی رغبت دلا رہے تھے۔ اوس مجمع مین حضرت عثمانؓ بھی تشریف رکہتے تھے۔ آپنے عرض کیا۔

"اے رسولخدا مین خدا کی راہ مین سو اونٹ مع کجاوہ و پالان وغیرہ اسباب ضروری کے اس لشکر کو دیتا ہون"

جناب رسولخدا صلعم نے پھر لوگون کو حرص دلائی۔ حضرت عثمانؓ نے پھر عرض کیا

اُسّے رسولخدا۔ مین دو سو اونٹ اور سب سامان کیساتھہ خدا کی راہ مین دیتا ہون"

جناب سرورعالم صلعم نے سہ بارہ لوگونکو تاکید فرمائی اور لشکر اسلام کی درستی کی ترغیب دلائی۔ اس مرتبہ بھی جناب عثمان نے عرض کیا۔

"جنابؐ مین تین سو اونٹ اور خدا کی راہ مین نظر کرتا ہون"

حضور سرورکائنات علیہ الصلوٰۃ یہہ سنکر خوش خوش منبر سے اوتر آے اور حضرت عثمان رضؓ کے دل بڑہانیکو بطور تعریف کے فرمایا۔

"عثمانؓ کو کچھہ تردد و اندیشہ نہین اب جو چاہین کرین"

اس قصہ سے کمال سخاوت سیرچشمی اور فیاضی جناب ذوالنورینؓ ثابت ہوتی ہے چھہ سو اونٹ خدا کی راہ مین دیئے اور لشکر مجاہدین اسلام کو ہمہ جہت تیار کردیا یہہ آپکی ادنیٰ سخاوت کا نمونہ ہے۔

حدیث ۱۰۔ بروایت عبدالرحمٰن بن سَمُرَہ وارد ہے کہ جناب عثمانؓ حضور سرورعالم صلعم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوے اور عرض کیا "یہہ ہزار دینار لشکر کے دیگر ضروری مصارف کو لایا ہون" اور دینار جناب رسولخدا صلعم کی گود مین ڈال دیئے۔ جناب رسولخدا صلعم اون دینارونکو چومتے اور فرماتے تھے!

"اُب سے جو چاہین عثمان کرین اونکو کچھہ غم نہین۔ اب سے جو چاہین عثمان کرین اونکو کچھہ غم نہین"

یہہ کلمات نہایت خوشی اور شاباشی کے ہین۔

حدیث ۱۱۔ حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہین کہ جناب رسولخدا صلعم نے بیعت رضوان سب صحابہ سے لی جناب عثمانؓ اوسوقت اوس مجمع صحابہ مین موجود نہ تھے جناب سرورعالم صلعم کے حکم سے آپکی جانب سے قاصد بنکر مکہ معظمہ کو گئے ہوے تھے۔

جملہ صحابہ کرام یکے بعد دیگرے بیعت کرنے لگے جب سب بیعت کر چکے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عثمان کی عدم موجودگی کے بارہ مین فرمایا "عثمان خدا اور اوسکے رسول کی حاجت اور کام کو گئے ہین" پہر آپ نے اپنے ایک ہاتہہ کو دوسرے ہاتہہ مین بجائے عثمان رض کے ہاتہہ کے لیا اور اونکی طرف سے بیعت لی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتہہ جو حضرت عثمان کی طرف سے تہا وہ سب صحابہ کے ہاتہون سے اچہا تہا۔

حدیث ۱۹۔ حضرت ابن عمر رض سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے بطور پیشین گوئی فتنہ کا ذکر کرکے فرمایا اسی فتنہ مین عثمان رض شہید ہونگے۔

حدیث ۲۰۔ مرہ بن کعب کہتے ہین کہ جناب رسول خدا صلعم سے مین نے سنا ہے۔ مین حضور نبی صلعم کی خدمت مین حاضر تہا۔ آپنے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور اوسکو قریب ہونیوالا فرمایا۔ اسی حالت مین ایک صاحب چادر سر سے اوڑہے ہوے اوس مقام سے گذرے جہان رسول خدا صلعم اور دیگر صحابہ تہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے اونکی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ "اوس فتنہ وفساد کے دن یہ شخص راہ راست پر ہوگا"

راوی کا بیان ہی کہ مین اوٹہکر اوس شخص کے پاس گیا۔ وہ شخص یہی حضرت عثمان رض تہے۔ پہر مین نے خدمت نبوی مین عرض کیا۔ کیا انکی نسبت آپ فرماتے تہے۔ فرمایا۔ ہان انہین کو مین نے کہا ہے۔

حدیث ۲۱۔ ترمذی کی روایت ہی کہ حضرت عثمان رض نے محاصرہ کے دن بلوائیونسے فرمایا "جناب رسول خدا صلعم نے مجہسے جو عہد لیا ہے مین اوسپر قایم ہون اور تمہاری تکلیفوں پر صبر کرتا ہون" اس کلام سے مضمون گذشتہ حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ جو اسطرح ہی

اُسے عثمان خدا تمکو ایک کرتہ پہنا دیگا تم مخالفین کے چھیننے سے ہرگز نہ اوتار ڈالنا اور وہ کرتا مجھسے ملتے دم تک پہنے رہنا۔"

۲۲
حدیث۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب عثمانؓ نے دو مرتبہ رسول خدا صلعم سے جنت خرید کی ایک مرتبہ جب چاہ رُومہ کھودا۔ دوبارہ جب جیش العسرہ کا سامان مہیا فرمایا

۲۳
حدیث۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلعم فرماتے ہین۔ عثمانؓ صحابہ مین سے میری عادات وخصائل مین مجھسے بہت مشابہ ہین۔

۲۴
حدیث عصمہ بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب جناب رسولخدا صلعم کی صاحبزادی ام کلثوم نے جو حضرت عثمانؓ کی بی بی تھین انتقال کیا جناب رسولخدا صلعم نے صحابہ کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا۔

"عثمانؓ کا نکاح کردو اگر میری تیسری لڑکی ہوتی تو مین عثمانؓ کو دیدیتا اور مینے بغیر آسمانی وحی کے اپنی لڑکیون کا نکاح اونسے نہین کیا ہے۔"

۲۵
حدیث۔ حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہین۔ مین نے جناب رسولخدا صلعم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے اور جناب عثمانؓ مخاطب تھے۔ اگر میرے چالیس بیٹیان ہوتین تو بھی مین یکے بعد دیگرے تمہارے عقد مین دیتا یہانتک کہ سب مرجاتین اور ایک بھی باقی نہ رہتی۔

۲۶
حدیث۔ زید بن ثابتؓ کہتے ہین کہ مین نے حضور سرور عالم صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ۔ "میرے پاس ایک فرشتہ آیا ہوا تھا اور وہ بیٹھا ہوا مجھسے باتین کررہا تھا کہ اتنے مین عثمانؓ میرے قریب ہوکر گذرے اوس فرشتہ نے اونکو دیکھکر کہا۔ یہ شہید ہونگے۔ انکی قوم کے لوگ انکو مار ڈالینگے۔ مجھکو انسے شرم آتی ہے۔"

حدیث ۲۷ - ابن عساکر بروایت حسن رضؓ نقل کرتے ہین کہ اونکے پاس لوگون نے حضرت عثمان رضؓ کی حیا و شرم کا ذکر کیا۔ حسن رضؓ نے کہا۔ "آپکو حیا و شرم اس درجہ تھی کہ آدہی رات کو بند مکان ہین جو مسقف ہوتا اور جسکا دروازہ بہی بند ہوتا آپ غسل کیواسطے کپڑے اوتارکر ننگے ہوکر غسل کرنا چاہتے اور بدن پر پانی ڈالنے کا قصد کرتے پہر اونکو شرم آتی۔ کہڑے سے جہک جاتے اور پشت بلند کرلیتے"

حدیث ۲۸ - بروایت انس رضؓ وارد ہے کہ جناب رسولخدا صلعم فرماتے ہین "خداوند تعالے کی ایک تلوار نیام مین بند ہے جبتک عثمان زندہ ہین وہ تلوار نیام کے اندر رہی جب عثمان قتل ہونگے وہ تلوار نیام سے باہر نکل آویگی پہر تا قیامت نیام مین نہوگی" یعنے انکے واقعہ شہادت کے بعد ہمیشہ کشت خون ہوتا رہیگا۔

حضرات ناظرین! اس سے زیادہ صاف پیشین گوئی اور کیا ہوسکتی ہے۔ دیکہہ لیجئے کہ جناب عثمان رضؓ کی شہادت کے بعد ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت مین کسقدر خلاف واقع ہوا روز لڑائیان رہین۔ آئے دن گہر ہی مین لڑائیان ہوا کین خانگی فتنہ و فساد نے ایک دم چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ کسقدر پر آشوب زمانہ تہا۔ الامان الامان۔ بعد اسکے معرکہ کربلا۔ اس سے بڑہکر اور کیا فتنہ ہوگا اور نہ کسی نبی کی امت مین ایسا معرکہ گذرا ہے۔ بعد معرکہ کربلا بہی ان لڑائیونکا خاتمہ نہوا۔ مکہ معظمہ مین وہ جنگ خونریز اور قتل عام ہوا کہ خدا کی پناہ۔ غرضکہ آج تک مسلمانونکو اطمینان نصیب نہوا

اب ہم چند فضائل جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ازالۃ الخفا سے نقل کرتے ہین

جناب عثمان رضؓ اسلام سے قبل اپنی قوم قریش مین نہایت مالدار و متمول اشخاص مین سے تہے۔ معزز و نامور لوگون مین آپکا شمار تہا اور اونمین باوجاہت تہے۔ آپکی

سخاوت وفیاضی قوم مین مشہور تہی اسلام سے قبل ہی وہ کارنمایان اور سخاوت کی کہ سخی مشہور ہوگئے اسلام کے بعد ظاہر ہے کہ کیا کیا کام آپنے کیے ہین۔ بعضونکے نزدیک کثرت سخاوت سے قبل اسلام اور بعد اسلام کے آپ کا لقب ذوالنورین ہوا۔

ابتدائے سن سے جاہلانہ عادات سے متنفر و بیزار تہے اور یہہ اس امر کی قوی دلیل ہے کہ آپکو انبیاء کرام سے مشابہت فطرتی ہے۔

آپنے قبل اسلام ہی شراب حرام سمجہی۔ خود آپکا قول ہے "مین نے نہ زمانہ جاہلیت مین نہ اسلام مین کبہی زنا کیا اور نہ چوری کی" جب رسول خدا صلعم کو نبوت ہوئی آپنے اسلام مین سبقت کی اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح؄ اور عبدالرحمٰن بن عوف؄ سے ایک روز قبل اسلام لائے۔

قبول اسلام کے بعد رسولخدا صلعم نے اپنی صاحبزادی لخت جگر نور نظر بی بی رقیہ کو آپکے عقد مین دیا۔ آنحضرت صلعم آپکے اچھے برتاؤ اور نیک سلوک سے بہت خوش رہے جب کفار قریش نے عداوت پر کمر باندہی اور مسلمانونکو ایذارسانی شروع کی آپ اپنی بی بی کو مع دیگر اشخاص کے لیکر سب سے پیشتر ہجرت کر گئے اور ملک حبش مین جا کر اقامت کی۔ سلسلہ ہجرت الی اللہ جو کہ بعد حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کے منقطع ہوگیا تہا آپکی ذات بابرکات سے ازسرنو شروع ہوا۔

جب آپ ہجرت کر کے حبشہ پہونچے اور وہان قیام فرمایا کچہہ مدت تک آنحضرت صلعم کو آپ دونون صاحبونکی خیریت نہ معلوم ہونیسے فی الجملہ قلق و اضطراب تہا روزانہ خبر صحت و عافیت کا انتظار رہتا تہا اوسی عرصہ مین ایک عورت اہل قریش سے جو ملک حبش مین تہی مکہ معظمہ مین داخل ہوئی۔ جناب رسالتمآب صلعم نے اوسکے آنیکی

خبر معلوم کرکے اوسکو بلا کر حال دریافت فرمایا کہ کس حال مین دیکھا ہے۔ کس طرح چہوڑا ہے
اوس عورت نے جوابدیا۔ دونون خچر پر سوار تہے اور ہر طرح خوش وخورم تہے۔ جناب
رسولخدا صلعم کو اونکا حال دریافت ہونیسے اطمینان ہوا اور آپنے دعا فرمائی "خداوندا
تو اونکے ساتہہ ہے اونکی حفاظت کرنا"

حضرت لوطؑ جب اپنی امت کی نافرمانیون اور اونکی شرارت سے تنگ آے
سب کا ساتہہ چہوڑ کر اوس شہر سے باہر چلے گئے۔ رسم ہجرت کی ابتدا حضرت لوطؑ سے
ہوئی اور انکے بعد پہر کسی نے ہجرت نہین کی۔ جناب رسولخدا صلعم کے زمانہ مین جب کفار
مکہ کی تعدی اور ظلم حد سے بڑہگیا جناب عثمانؓ مع اپنی اہلیہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب
وغیرہ کے مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے حبشہ پہونچے۔ وہان کا بادشاہ نجاشی سب سے باحترام
تمام پیش آیا۔ جب جناب رسولخدا صلعم مع صحابہ کبار مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ
پہونچے کچہہ عرصہ کے بعد جناب عثمانؓ بہی حبشہ سے مدینہ منورہ مین پہونچکر جناب رسولخدا
صلعم سے ملے۔ حضرت جعفرؓ اور اصحاب سفینہ بعد واقعہ خیبر کے مدینہ منورہ مین آے۔
آپ واقعہ بدر مین بوجہ علالت حضرت رقیہؓ کے شریک نہ ہوسکے آپ اپنی بی بی
کی تیمارداری مین مصروف تہے۔ جب جہاد کا حکم ہوا اور مسلمان جہاد کرنے پر آمادہ
ہوے جملہ غزوات مین حضور سرور کائنات صلعم کے ہمراہ رکاب جہاد مین شریک
ہوے۔ علاوہ بدر کے کہ بوجہ مذکورہ بالا شرکت نہ کرسکے اور باوجود عدم حاضری کی
جناب رسولخدا صلعم نے آپکو حصہ مال غنیمت بدر کا عطا فرمایا اور مجاہدین وغازیان
بدر مین آپکا شمار ہوا۔ جب آپ بوجہ علالت اہلیہ خود شرکت جہاد سے معذور رہے
فی الجملہ آپ کو ملال ہوا۔ جناب سرور عالم صلعم نے فرمایا "تمکو ثواب اونہین مجاہدین کا ہے

جو جنگ بدر مین شریک ہوے"

باقی رہا یہ شبہ کہ احد مین جب کفار نے غلبہ کیا مسلمانونکی جماعت مین سے بعض اصحاب بہاگ نکلے اونہین لوگو نمین جناب عثمانؓ بہی ہین - اسکا جواب یہ ہی کہ اس سے کچہہ نقص آپکی ذات بابرکات مین نہین آیا - اور بمقابلہ دیگر فضائل وحالات یہہ ادنیٰ لغزش کچہہ شمار مین نہین - کیونکہ خداے پاک نے یہہ خطا سب کی معاف فرمائی - آیہ کریمہ - ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلھم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنہم - ترجمہ - جس دن کہ دو جماعتین (اہل اسلام وکفار) باہم ملین (اور لڑائی شروع ہوئی) اور تم مین سے کچہہ لوگ بہاگ نکلے شیطان نے اون کو پہسلا دیا تہا اونکے بعضے گناہونکی شامت تہی اور اللہ تعالیٰ نے تو اون لوگونکی یہ خطا معاف کردی - اس آیت سے سب بہاگنے والونکا قصور معاف ہوگیا اب کسی پر طعن کرنا اور الزام دینا روا نہین -

جب واقعہ حدیبیہ مین جناب رسول خداؐ کو منظور ہوا کہ کوئی شخص مکہ معظمہ جاکر غریب بے بس مسلمانونکی جو کفار مکہ کی قید مین انواع انواع کی مصیبتین جہیل رہے ہین نہ اونکو ہجرت کرکے مدینہ منورہ آنے دیتے ہین اور نہ اونکو چین سے وہان رہنے دیتے ہین دلدہی اور تسلی وتشفی کر آوے اور سمجہا آوے کہ عنقریب خداے رحیم وکریم تمکو آزادی دیگا - تمہاری تکلیف کے دن گئے راحت کا زمانہ آگیا چندے اور صبر کرو - تو جناب رسول خدا صلعم نے اس کام کیواسطے اولا جناب عمر فاروقؓ کو بلاکر فرمایا کہ تم جاؤ اور یہ کام کر آؤ لیکن جناب فاروقؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر قربان ہون مکہ معظمہ مین میرے رشتہ ناتہ والے اور کنبہ کے لوگ نہین رہے جنکے پاس جاکرین وہان ٹہیرون

اگر جناب دوسرے کو تجویز فرما کر وہان بھیجین تو مناسب ہے"۔ یہہ عرض خدمت نبوی مین پذیرا ہوئی اور جناب عثمانؓ اس کام کیواسطے منتخب ہوے۔ جناب عثمانؓ حکم نبوی پاکر اپنی سواری پر سوار ہوکر جانب مکہ معظمہ روانہ ہوے۔

جب جناب عثمان مکہ معظمہ کے قریب پہونچے اولاً آپ لشکر کفار مین داخل ہوئے اور بے خوف وخطر اون لوگونمین چلے گئے۔ کفار نے چارون طرف سے آپکو گھیر لیا چونکہ آپ کو سب جانتے تھے اور بعض قرابت دار بھی تھے آپکو ڈانٹنے ڈپٹنے لگے اور اسلام اختیار کرنے پر بہت کچھ لعنت وملامت کی۔ اوسی مجمع مین آپکے چچازاد بھائی اَبان بن سعید بن ابی العاص بھی موجود تھے اونہون نے لوگون سے آپکو بچا لیا اور اپنے گھوڑے پر سوار کرکے خود پیچھے بیٹھ لئے۔ اس طرح جناب عثمانؓ مکہ معظمہ مین داخل ہوے۔ پھر کوئی متنفس آپسے مزاحم نہ ہوا۔

خانہ کعبہ کے پاس پہونچکر اَبان بن سعید نے کہا آؤ طواف کرین۔

جناب عثمان۔ اے بھائی ہم لوگ اہل اسلام از خود کوئی نیا کام نہین کرتے۔ جو ہمارے سردار نبی کریم کرتے ہین ہم لوگ بھی اونکی پیروی کرتے ہین اور وہ کام کرنے لگتے ہین۔

چونکہ آنحضرت صلعم مع صحابہ کبار حج وعمرہ سے روکے گئے تھے جناب عثمانؓ کو تنہا عمرہ کرلینا پسند نہ آیا اور اپنے چچازاد بھائی کو یہ جواب دیا۔

اَبان بن سعید۔ اے میرے بھائی تم شکستہ حال۔ پریشان۔ بوسیدہ لباس کیون ہوا اور اسقدر اونچی ازار (تہ بند) کیون باندھے ہو۔

حضرت عثمانؓ کی ازار تا نصف ساق تھی آپنے جواب دیا۔

ہمارے سردار آنحضرت صلعم کی یہی وضع اور ازار کی ایسی ہی بندش ہے"۔

پھر حضرت عثمانؓ مکہ معظمہ مین ٹھیرے اور سب مسلمان قیدیونکو جناب رسولخدا صلعم کی طرف سے پیغام پہونچایا اور سب کو تسلی و اطمینان دیکر حضور کیخدمت مین واپس آے اسی زمانہ مین جبکہ حضرت عثمانؓ مکہ معظمہ جناب رسولخدا کے حکم سے گئے ہوے تھے لوگونمین مشہور ہوا کہ جناب عثمانؓ کو کفار مکہ نے اکیلا پاکر قتل کر ڈالا مسلمانونکو اس خبر وحشت اثر سے سخت صدمہ ہوا قریب تہا کہ بیخود ہوکر کفار پر جاپڑین اور صلح وعہد کا خیال بالکل بہول جاوین چنانچہ اسی ہنگامہ مین سب نے حضور سرور عالم صلعم سے تجدید بیعت کی اور لڑنے اور خدا کی راہ مین جان دینے پر آمادہ ہوگئے۔ جناب رسولخدا صلعم نے جناب عثمانؓ کی طرف سے ایک ہاتھ اپنا لیا۔ اور دوسرے ہاتھ مین لیکر فرمایا۔

"یہہ میرا ہاتھ ہے اور یہہ عثمان کا ہاتھ ہے"

اس بیعت رضوان مین جسکی فضیلت اور اجر عظیم کی طرف قرآن مین اشارہ ہے آپ بہی داخل ہوے

منجملہ فضائل حضرت عثمانؓ توسیع مسجد نبوی ہے۔

جسدن بلوائیون نے آپکے مکان کا محاصرہ کیا ہے آپ چہت پر چڑہے اور بہت کچھ انکو سمجھایا اور خوب خوب وعظ و پند سنایا۔ اپنے بے بس و مجبور مقتول ہونیکی سزا سے ڈرایا۔ اوسی خطبہ مین آپ نے منجملہ دیگر امور کے یہہ بہی ذکر فرمایا کہ "اے لوگو سنلو مین تمکو خداے پاک کی جسکا کوئی شریک نہین قسم دلاتا ہون سچ سچ کہنا۔ کیا تم نہین جانتے کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کون ایسا خدا کا بندہ ہے کہ بنی فلان (کسی روایت مین تصریح نہین آئی کہ کسکا مکان تہا کسی مین مربد بنی فلان ہے کسی مین اور لفظ۔ غرض کہ بنی فلان کی تعین کسی روایت مین نہین آئی) کا ہاڑا لیکر خدا کیواسطے مسجد مین ملاکر اوسکو وسیع کردے

تومین نے بیس ہزار یا پچیس ہزار مین خریدا اور خدمت نبوی مین عرض کیا یا رسول اللہ صلعم وہ باڑا مین نے لے لیا ہے۔ کیا حکم ہوتا ہے۔ آپنے فرمایا کہ مسجد مین ملا دو اور خدا کے نزدیک تمکو اسکا اجر عظیم ملیگا"

غزوہ عسرہ یا تبوک مین بہت تنگی پیش آئی۔ کہانے کو پاس نہ رہا اہل لشکر نے بہوک پیاس سے سخت تکلیف اوٹہائی یا پیادہ سفر کیا قلت سواری کی اور بہی مصیبت تہی۔ جناب عثمانؓ کو خبر پہونچی آپنے کہانا خرید کیا اور جملہ اصحاب رسولخدا صلعم کے واسطے اونٹ سواری کو اور دیگر اشیاء خوردنی جانب تبوک روانہ کین جب اونٹونکی قطار غلہ وغیرہ سے لدی ہوئی آنحضرت صلعم کے قریب پہونچی اور بملاحظہ اقدس مین گذری حضور نے دور سے دیکھکر فرمایا "تمکو خداوند تعالی نے مال عطا فرمایا۔ کہانے پینے کا سامان آگیا ہے" جب اونٹ بٹہلا ے گئے اور جملہ سامان از قسم طعام وغیرہ جو کہ جناب رسولخدا صلعم اور صحابہ کبار کے واسطے آیا تہا اونٹونپر سے اوتار کر ایک جگہہ ڈہیر کیا گیا تو آنحضرت صلعم نے اپنے دونون دست مبارک آسمان کیطرف بلند فرماے اور جناب عثمانؓ کے حقمین دعا مانگی "خداوندا مین عثمان سے راضی ہوا تو بہی اونسے راضی رہنا" یہہ کلمات تین بار آپنے فرماے۔ پہر صحابہ کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا "تم سب بہی عثمان کیواسطے دعا مانگو" سب نے جناب رسولخدا صلعم کے ساتہہ جناب عثمانؓ کے واسطے دعا مانگی۔

اکثر اوقات جناب عثمانؓ وحی کی کتابت فرمایا کرتے تہے اطراف وجوانب کے سلاطین کے نام خط وکتابت جنمین بعض مضامین مخفی ہوتے جنکا اظہار علی العموم مناسب وقت نہ ہوتا آپ ہی لکہا کرتے تہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ جناب رسولخدا صلعم جناب عائشہ رضہ سے تکیہ لگاے بیٹہے تہے اور حضرت عثمانؓ بہی وہان موجود تہے جبرئیل امین عم وحی لیکر تشریف

لاے آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا "عثمان لکھو" اور آیات قرآنی پڑہکر سنائین۔

جناب عثمان رضؓ نے ایکمرتبہ حلوا (خبیص) جناب رسالتمآب کے واسطے پکایا اس قسم کا حلوا اہل فارس بنایا کرتے تھے ملک عرب مین اسکا رواج نہ تہا۔ حضرت عثمان رضؓ نے اسکی ابتدا کی اور جناب رسالتمآب صلعم نے پسند فرمایا۔

جناب عثمان رضؓ کے پاس اونٹ آے اور شہد سے لدے ہوے آے۔ آپنے شہد اور آٹے کو ملاکر حلوا بنایا اور جناب رسولخدا صلعم کیخدمت مین حضرت ام المومنین ام سلمہ رضؓ کے گہر بہیجا جب جناب رسولخدا صلعم تشریف لاے۔ حضرت ام سلمہ نے کہانیکے وقت حضور مین پیش کیا۔ آپنے کہاکر بہت پسند فرمایا۔ دریافت کیا کہ کسنے بہیجا ہے۔ بی بی ام سلمہ رضؓ نے عرض کیا۔ عثمان رضؓ نے خاص حضور کے واسطے بہیجا ہے۔ آپنے فرمایا "خداوندا۔ عثمان رضؓ تیری رضامندی اور خوشی کا خواستگار ہے تو اوس سے راضی رہنا"۔

ایک روایت مین آیا ہے کہ ایک قافلہ مدینہ منورہ مین باہر سے آیا اوسمین گیہونکا آٹا اور گہی۔ شہد۔ حضرت عثمان رضؓ کے واسطے آیا۔ حضرت عثمان رضؓ یہہ سب سامان حضور نبوی مین لے آے آپنے دعاے برکت فرمائی۔ پہر ایک دیگچی منگوائی۔ وہ چولہے پر رکہی گئی اور آگ جلائی گئی۔ پہر اوس دیگچی مین آٹا۔ شہد۔ اور گہی ڈالا اور خوب چمچے سے چلایا جب پک کر تیار ہوا دیگچی چولہے سے اوتار لی گئی۔ جناب رسولخدا صلعم نے جملہ حاضرین جلسہ کو بلاکر فرمایا "آؤ اسکو کہاؤ اسکو اہل فارس خبیص کہتے ہین"۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہین کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ اہل بیت رسولخدا صلعم چار روز تک بہوکے پیاسے رہے۔ فاقہ سے تنگ حال ہوے۔ کچھہ کہانے کو نہ ملا یہانتک کہ بچے بہوک کی شدت سے بلبلانے اور شوروغل مچانے لگے۔ جناب رسولخدا صلعم

گھرمین تشریف لاے۔ جناب صدیقہؓ سے دریافت فرمایا کیا میرے بعد تم لوگون نے کچھہ کہانیکو پایا۔ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا۔ کہان سے ملتا اور کون بہیجتا جبکہ خداوند کریم آپکے ہاتہون نہ بہیجے تو کون دینے والا اور بہیجنے والا ہے۔

جناب رسولخدا صلعم نے وضو کیا نفل نماز ادا کرکے دعا مانگی اور باہر تشریف لیگئے آخر دن مین جناب عثمانؓ تشریف لاے اور اندر آنیکی اجازت چاہی۔ مین نے منع کرنے کا قصد کیا مگر پہر دل مین کہا۔ "عثمان مالدار لوگون مین ہین اور صحابہ مین دولتمند بھی ہین۔ شاید خداوند کریم نے اونکو یہان اسواسطے بہیجا ہے کہ اسوقت ہماری مدد کرین اور کچھہ ہمارے واسطے لائین" یہہ خیال کرکے اندر بلا لیا۔ حضرت عثمانؓ اندر تشریف لاے اور کہا "اے مادر مہربان حضور سرور عالم صلعم کہان تشریف رکھتے ہین" مین نے کہا۔ اے میرے بیٹے۔ محمدؐ کے گھرمین چار دن سے چولھا نہین سلگا۔ کسی نے کہانیکو کچھہ نہین کہایا فاقہ پر فاقے ہورہے ہین جناب رسولخداؐ گھرمین تشریف لاے تھے۔ شدت بہوک و پیاس سے آپ کا چہرہ مبارک اترا ہوا۔ پیٹ پیٹھہ سے لگا ہوا تھا۔ پہر مین نے وہ گفتگو جو میرے اور آنحضرتؐ کے درمیان ہوئی تھی بیان کی۔ یہہ حال سنکر جناب عثمانؓ رودئے اور کہا "وو کمبخت دنیا تباہ ہو" پہر کہا۔ اے ام المومنین آپکو مناسب نہ تھا کہ اس حالت تنگی اور فقر و فاقہ کو مجھسے چھپایا اور اوسکی بابت مجھسے کچھہ اظہار نہ فرمایا۔ نہ کسی دوسرے مالدار صحابہ جیسے عبدالرحمن بن عوف۔ ثابت بن قیس۔ وغیرہ سے کہا" یہہ کہکر جناب عثمانؓ چلے گئے۔ گھر جاکر بوری مین آٹا۔ گیہون۔ کہجور بھر کر اور ایک پختہ بکری بریان اور تین سو درم نقد ایک تہیلی مین رکھکر بہجوادیئے۔ پہر خیال کیا کہ جنس خام کے تیار ہونے مین دیر ہوگی اور بہوک پیاس سے سب صاحب پریشان حال ہین لہذا کچھہ پکا ہوا کہانا بھی جانا چاہیئے

اس خیال سے روٹیان اور گوشت بریان یا فراط بہیجدیا اور خود آکر کہہ گئے کہ سب صاحب
اسکو نوش جان فرمائین اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے رکہہ چہوڑین۔ مجہسے
قسم لی کہ خبردار ایسی تنگی اور فاقہ کی نوبت نہ ہونے پاوے جب کبہی ایسا وقت پیش آوے
مجہکو ضرور خبر دینا۔

حضرت عثمان رض کے چلے جانیکے بعد جناب رسولخدا صلعم تشریف لای اور فرمایا اے عائشہ رض
کیا میرے بعد تمہارے پاس کچہ کہانے پینے کو آیا۔

جناب صدیقہ رض یا رسول اللہ۔ آپ خوب جانتے ہین کہ آپ گہر سے دعا مانگ کر نکلے
اور یہہ بہی آپکو یقین ہے کہ خدائے پاک آپکی دعا رد نہین کرتا۔

آنحضرت صلعم تمکو کیا ملا۔

جناب عائشہ رض اسقدر اونٹونکا بار آٹا۔ اسقدر گیہون۔ اتنے اونٹ کہجور تین سو درم نقد
بکری بریان۔ روٹیان اور گوشت پختہ کثرت سے آیا ہے۔

آنحضرت صلعم کس نے بہیجا اور کہان سے آیا۔

جناب صدیقہ رض عثمان بن عفان نے یہہ سب کچہہ بہیجا ہے۔

یہہ سنکر جناب رسولخدا صلعم رو دیئے اور دنیا کا نہایت ناراضی کے ساتہہ ذکر
فرمایا اور مجہکو قسم دلائی کہ اگر آیندہ پہر کبہی ایسی ہی سختی اور ضرورت پیش آے تو ضرور
عثمان کو اطلاع دینا۔ پہر فوراً آپ مسجد مین تشریف لیگئے۔ ہاتہہ اوٹہاکر دعا مانگی اور فرمایا
بارالہا مین عثمان سے راضی اور خوش ہون تو بہی اوس سے راضی رہنا۔ بارالہا۔ مین
عثمان سے راضی اور خوش ہون تو بہی اوس سے راضی رہنا۔ اکثر اوقات جناب
رسول خدا صلعم نے حضرت عثمان رض کے واسطے باہتمام بلیغ دعا فرمائی ہے۔

ابوسعید خدری کہتے ہین۔ مین نے دیکھا ہے کہ اول رات سے طلوع فجر تک جناب رسولخدا صلعم جناب عثمانؓ کے واسطے دعا فرماتے رہے اور یہہ الفاظ زبان مبارک پر تھے۔

خداوندا۔ مین عثمان سے راضی ہون توبہی اوس سے راضی رہنا

جابر بن عطیہ سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ اُے عثمان۔ خدا اُے رحیم وکریم نے تمہارے سب گناہ معاف کر دیئے۔ اسلام کے قبل جو گناہ کیئے۔ اور جو بعد اسلام کے۔ اور جو ظاہر و آشکارا ہین اور جو پوشیدہ۔ اور جو کچھہ قیامت تک ہون سب گناہون سے درگذر فرمائی۔ سبحان اللہ۔ کیا بشارت عظمیٰ ہے حضرت خلیفہ ثالثؓ کا مرتبہ اور عظمت وجلال کسقدر رہے۔ خدا اور اوسکے رسول کی کسقدر مہربانی اور شفقت اونپر ہے۔ بیشک آپکے کام ایسے ہی تھے اگر اس درجہ لطف نبوی ہوا تو تعجب ہی کیا ہے۔ اپنا تمام مال خدا کی راہ مین صرف کر ڈالا خدا کی رضامندی اور اوسکے رسول کی فرمانبرداری مین جان تک سے دریغ نہ کیا۔ حضور سرور عالم صلعم کی رضامندی اور اطاعت اپنی خواہش دلی پر مقدم رکہی۔ خدا اوسکے رسول کے احکام کی بجا آوری مین دل وجان سے مصروف رہے۔ اپنی عمر عزیز کا تمام حصہ خدا اور اوسکے رسول کے کامون مین صرف کیا سچ تو یہہ ہے کہ یہی بزرگوار پکے اور سچے مسلمان تھے جناب رسالتمآب صلعم کی صحبت اکسیر ہدایت تھی جس مسلمان نے ایک لحظہ بہی ایک نظر جناب سرور کائنات کو دیکھہ لیا گروہ صحابہ مین داخل ہو گیا۔ یہ دولت کمائی۔ شرف سعادت ابدی حاصل کیا اور نعمت جاوید سے مالامال ہو گیا۔

جن بزرگونکو تمام عمر حضور نبوی کی صحبت رہی اور سفر وحضر مین ہر وقت ہم پیالہ اور ہم نوالہ تھے اونکے فضائل وکمالات کی انتہا کیسے ہو سکتی ہے اور اونکی بحر اوصاف مین

کسکی مجال ہے کہ غوطہ زنی کرکے تہ تک پہونچ سکے۔

خامہ لبشکستیم ولب لبستیم از تعریف شان	کان نہ در تحریر ما گنجد نہ در تقریر ما

اب ہم چند احادیث مشکوٰۃ شریف سے اور نقل کرتے ہین۔

حدیث۔ جناب عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہین کہ جناب رسولخدا صلعم ایک دن اپنی حجرہ شریف مین بستر پر لیٹے استراحت فرمارہے تھے۔ آپکی دونون رانین یا فقط پنڈلیان کھلی ہوئی تہین کہ اس اثنا مین حضرت صدیق اکبرؓ تشریف لاۓ اور اجازت اندر آنیکی طلب کی۔ آنحضرت صلعم نے اجازت دی اور اوسی حال مین لیٹے رہے۔ حضرت صدیقؓ حجرہ کے اندر داخل ہوۓ اور آنحضرت صلعم سے باتین کرنے لگے۔ بعد ازان حضرت عمر فاروق رضؓ نے آکر اجازت چاہی اور وہ بھی اندر آۓ۔ پہر جناب عثمان نے اجازت مانگی۔ جناب رسولخدا صلعم لیٹے سے اوٹھہ بیٹھے اور اپنے کپڑے درست کرلیے اور رانین یا پنڈلیان چھپالین جناب عائشہؓ فرماتی ہین کہ جب عثمانؓ تشریف لیگیے تو مین نے حضور مین عرض کیا۔

ابوبکرؓ آپکی خدمت مین تشریف لاۓ مگر آپنے اونکے آنیکی کچھہ پروانہ کی اور نہ کچھہ زیادہ اہتمام فرمایا پہر حضرت عمرؓ آۓ آپ اوسی ہیئت سے لیٹے رہے اور کچھہ پروانہ کی۔ جب حضرت عثمانؓ آۓ آپ اوٹھہ بیٹھے اور کپڑے درست کرلئے۔ یہہ کیا بات ہے۔

جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ "اے عائشہؓ جس شخص سے فرشتے حیا کرتے ہون توکیا مین اوس سے حیا وشرم نہ کرون" دوسری روایت مین ہے۔ "عثمان مرد باحیا ہین انکو کمال درجہ شرم غالب ہے مجھکو خیال ہوا کہ مجھکو اس بے تکلفی کے ساتھہ لیٹے دیکھکر وہ شرمندہ ہوکر چلے جاینگے اور شاید کسی کام کو آۓ ہون تو وہ بھی کچھہ مجھہ سے

نہ کہہ سکین گ اسواسطے مین تے اونکے آسنے پر یہہ اہتمام کیا"

حدیث۔ بروایت سمرہ بن جندب ذیل مین قصہ تبوک کے آیا ہے کہ جناب عثمانؓ نے علاوہ اونٹونکے جو راہ خدا مین مجاہدین کو دئے ہزار دینار بہی رسولخدا صلعم کیخدمت مین گذرانے اور جناب رسولخدا صلعم کی آغوش مبارک مین ڈال دئے۔ راوی کا بیان ہے مین نے بچشم خود دیکہا کہ بکمال محبت جناب رسالتماٰب صلعم اون دینارونکو بوسہ دیتے اور فرماتے تہے۔ "عثمان کو کچہہ نقصان نہو گا آج سے جیسا عمل چاہین کرین" دوبار فرمایا

حدیث۔ ثمامہ روایت کرتے ہین کہ مین بروز محاصرہ عثمانیؓ موجود تہا اور اوسی مجمع مین تہا جبکہ حضرت عثمانؓ نے کوٹھے پر چڑہکر جملہ محاصرین کی طرف خطاب کر کے فرمایا۔

مین تم صحابہ کو خدا کی قسم دلاتا ہون جو جانتا ہو کہہ دے۔ رسول خدا صلعم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ مین تشریف لائے اور قیام پذیر ہوئے تو شیرین پانی پینے کا بجز بیر رومہ کے دوسرا کنوان نہ تہا اور اوس کنوئین کا مالک ایک شخص مزنی نام تہا حضرت نے فرمایا۔ کون ایسا ہے جو خدا کیواسطے چاہ رومہ خرید کے فی سبیل اللہ وقف کردے اور اوسکی جزا مین جنت کا مستحق ہو۔ مین نے وہ کنوان خاص اپنے ذاتی مال سے خرید کے وقف کردیا مگر آہ کہ تم لوگ آج کے دن مجھکو اوسی پانی سے روکتے ہو۔ اور مین کہاری پانی (مثل آب دریاے شور) بدقت پینے کو پاتا ہون۔

محاصرین۔ ہان سچ کہتے ہو۔

جناب عثمانؓ۔ مین تمکو خدا اور اوسکے دین اسلام کی قسم دلاتا ہون کیا تم نہین جانتے کہ جب مسجد مین گنجائش کم رہی اور نمازیونکو تکلیف ہونے لگی تو جناب

رسالتمآب صلعم نے فرمایا "کون مرد سخی ہے کہ فلان شخص کے مکان جو متصل مسجد ہین خرید کر مسجد مین ملادے اور مسجد کو بڑہادے خدا کے پاس اسکا بدلہ جنت نصیب ہوگی" مین ہی نے تو وہ گھر خرید کر مسجد مین ملادئے تھے اور اب اسوقت تم لوگ مجہی کو اوس مسجد مین دو رکعت نماز پڑہنے سے منع کرتے ہو۔

محاصرین۔ فی الواقع درست کہتے ہو۔

جناب عثمان۔ مین تمکو اللہ کی اور اوسکے سچے دین اسلام کی قسم دلاتا ہون۔ کیا تمکو یاد نہین کہ مین ہی نے جیش العسرہ کو اپنی مال سے جہاد کیواسطے درست کردیا تہا

محاصرین۔ ہان خوب جانتے ہین۔

جناب عثمان۔ مین تمکو خداے مطلق اور اوسکے دین برحق اسلام کی قسم دلاتا ہون کیا تمکو خبر نہین کہ ایک مرتبہ جناب رسولخدا صلعم کوہ ثبیر پر تھے۔ خدمت اقدس مین ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے اور مین ہی موجود تہا۔ ناگاہ پہاڑ کو حرکت ہوئی یہانتک کہ کچھہ پتہر کنکر اوس پہاڑ کی چوٹی سے لڑہک کر نیچے تک پہونچے جناب رسولخدا صلعم نے اپنے پاے مبارک سے اوس پہاڑ کو ایک ٹھوکر ماری اور فرمایا۔ "اے ثبیر۔ ٹھہرجا۔ تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہین"

محاصرین۔ ہان ہم خوب جانتے ہین۔

جناب عثمان۔ اللہ اکبر۔ برب کعبہ گواہی دیتے ہین کہ مین شہید ہون مگر باوجود اقرار کے اپنے ارادون سے باز نہین آتے اور میرے قتل کے درپے ہین۔

چہ عذر از بخت خود گویم کہ آن عیار شہر آشوب	بہ تلخی کشت حافظ را و شکر در دہان دارد

حدیث عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے روایت ہے وہ کہتے ہین کہ ایک شخص مصری بارادۂ حج بیت اللہ کو جاتا تہا وہ مدینہ منورہ مین بہی آیا اور مجمع صحابہ کبار مین پہونچ کر جہان کچہ لوگ بیٹھے تہے اونسے مخاطب ہوکر پوچہا۔

مرد مصری۔ آپ کون لوگ ہین۔

صحابہؓ۔ ہم لوگ قریش ہین۔

مصری۔ تم لوگون مین زیادہ عمر والا کون ہے۔

صحابہؓ۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

مصری (عبد اللہ بن عمرؓ سے مخاطب ہوکر) اے ابن عمر مین آپسے چند سوال کرتا ہون مجہے جواب دیجیے۔ کیا آپ جانتے ہین کہ عثمانؓ جنگ احد مین بہاگے تہے

ابن عمر رضؓ۔ ہان بہاگے تہے۔

مصری۔ کیا بیعت رضوان سے بہی غائب تہے اور اوس بیعت مین حاضر نہ ہوے

ابن عمر رضؓ۔ ہان ایسا ہی ہوا۔

مصری۔ (تعجبانہ لہجہ سے) اللہ اکبر۔

مرد مصری کی غرض ان سوالات سے اظہار منقصت و اثبات جرم جناب عثمانؓ کی شان مین تہی۔ جب عبد اللہ بن عمرؓ نے اوسکے سوالات کی تصدیق کی اور ہر سوال کو تسلیم کرلیا تو اوسنے براہ تعجب اللہ اکبر کہا۔ یعنے باوجود ان عیوب کے تم لوگ عثمانؓ کو بہتر سمجہتے ہو۔ جب مصری اپنے سوالات ختم کرچکا عبد اللہ بن عمرؓ اوسکے جوابات کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا۔

ابن عمر رض- آؤاب کان دہر کر سنو- تمہارے ہر ایک سوال کا جواب دیتا ہون اور وجہ معقول بیان کرتا ہون (حضرت عثمان رض کا جنگ احد مین بہاگنا) مین گواہ ہون کہ خداوند تعالی نے یہہ گناہ اونکا بلکہ اون سب کا بہی جو اس جنگ مین بہاگ گئے معاف فرمادیا- قرآن مجید مین آیت وافی ہدایت ان الذین تولوا منکم یوما التقی الجمعان- شاہد عدل موجود ہے- ایک عثمان رض کیا سب بہاگنے والونکا گناہ خداوند تعالی نے معاف کردیا- اب کسیکو اسباب مین مجال گفتگو اور موقع چون وچرا نہ رہا-

(عثمان رض جنگ بدر سے غیر حاضر تہے)

اسکی وجہ یہ ہے کہ جناب عثمان رض کی بی بی رقیہ رض جناب رسولخدا صلعم کی صاحبزادی علیل تہین خود جناب رسولخدا نے اونکو اجازت دی کہ تم مدینہ مین رہکر بیمار کی تیمارداری کرو اور تمکو ثواب اونہین لوگونکا ملیگا جو جنگ بدر مین شریک ہوے اور حصہ بہی اونہین لوگونکے برابر ملیگا-

اب کہو- اس الزام سے جناب عثمان رض بری ہوگئے یا نہین- اور جیسا کہ جنگ تبوک مین شیر خدا جناب علی مرتضی رض جناب پیغمبر خدا صلعم کے حکم سے آپکے اہل وعیال کی نگرانی کیلئے مدینہ منورہ مین رہ گئے تہے اور لڑائی مین شریک نہین ہوے اسی طرح جناب عثمان رض کا جنگ بدر سے غیر حاضر ہونا ہے سر مو فرق نہین- نہ جناب علی مرتضی رض پر کوئی طعن نہ جناب عثمان رض پر کوئی الزام

(جناب عثمان رض بیعت رضوان مین بہی حاضر نہ تہے)

اسکا سبب سنو- اگر جناب عثمان رض کی طرح کسی دوسرے صحابی سکے بہی

عزیز و رشتہ دار و اہل کنبہ مکہ معظمہ مین ہوتے تو وہی جاتا یہی ضرورت پیش آئی کہ آپ ہی بہیجے گئے اور جناب رسول خدا صلعم کے حکم سے گئے - پھر کون موقع طعن و تشنیع کا ہے عثمانؓ کے چلے جانیکے بعد بیعت رضوان ہوئی ہے - جناب رسالتمآب نے اپنے داہنے ہاتھہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا - یہہ عثمان کا ہاتہہ ہے " اور اپنی بائین ہاتہہ مین لیکر فرمایا - یہہ عثمان کیطرف سے بیعت ہوئی "

جب ابن عمرؓ معترض کے سوالات کے جواب دے چکے فرمایا - ان باتونکو اپنے ساتہہ لے جا - ہمارا کیا نقصان ہے بلکہ اگر جناب عثمانؓ کی شان مین تیرے یہ عقائد فاسدہ ہین تو تیرا ہی نقصان ہے تیرا ہی دین تباہ ہوگا -

حدیث - ابو موسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہین کہ مین جناب رسول خدا صلعم کیخدمت مین حاضر تہا حضور اقدس مدینہ منورہ کے باغات مین سے ایک باغچہ مین تشریف رکہتے تہے - دروازہ باغیچہ کا بند تہا اور مین پہرا دیتا تہا - ناگاہ ایک شخص آیا اور دروازہ کہٹکہٹایا اور اندر جانیکی اجازت چاہی -

جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا - دروازہ کہولدو آنیوالے کو آنے دو اور اوسکو دخول جنت کی بشارت دو - مین نے دروازہ کہولا - جناب ابو بکر صدیق نظر آئے مین نے بحکم رسول خدا اونکو دخول جنت کی بشارت دی - اونہون نے سنکر خدا کا شکر ادا کیا - اونکے بعد دوسرے صاحب آئے اور دروازہ کہلوایا - حضور نبوی نے اندر آنے کی اجازت دی اور فرمایا - جنت کی بشارت دینا - مین نے دروازہ کہولا جناب فاروقؓ کو پایا - جنت کی بشارت اونکو بہی دی اور اونہون نے بہی اللہ تعالے کا شکر ادا کیا - بعد ازان اور ایک صاحب آئے اور اجازت آنیکی چاہی - جناب

رسالتمآب صلعم نے فرمایا انکو بھی آنے دو- جنت کی خوشخبری دو اور بلوہ مین شہید ہونیکی اطلاع کردو- مین نے دروازہ کھولا- جناب عثمان ذوالنورین آئے- جو کچھ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا تھا مین نے انسے بھی عرض کیا- میری باتین سنکر شکر خدا بجا لائے اور کہا- اَللّٰہُ المستعان ہمارا مددگار خدا ہے پروردگار عالم ہے"

حدیث- جابرؓ روایت کرتے ہین کہ ایک روز جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا- شب گذشتہ ایک مرد پرہیزگار نے خواب دیکھا کہ ابوبکرؓ رسول خدا صلعم سے لٹکے ہین اور عمرؓ ابوبکرؓ سے- اور عثمانؓ عمرؓ سے- جابر کہتے ہین کہ جب ہم لوگ رسولخدا کی خدمت سے رخصت ہوکر چلے گئے آپس مین گفتگو کی اور اس خواب کی تعبیر یہہ سمجھے کہ مرد صالح جناب رسالتمآب صلعم ہین اور ایک کا تعلق دوسرے سے- اسکا مطلب یہہ ہے کہ یکے بعد دیگرے یہہ تینون صاحب خلیفہ ہونگے-

اس حدیث سے ترتیب خلافت اچھی طرح ثابت ہوتی ہے- گویا کہ حضور اقدس کا خواب بطور پیشین گوئی کے واقع ہوا-

حدیث- حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے- وہ کہتے ہین کہ ایک روز بعد طلوع آفتاب جناب رسالتمآب ہم لوگونکے پاس تشریف لائے اور فرمایا- آج فجر سے پہلے مین نے خواب دیکھا کہ مجھکو کنجیان روئے زمین کے خزانونکی اور ترازو عنایت ہوئین- ایک پلہ مین مجھکو بٹھایا دوسرے مین میری تمام امت کو رکھا اور تولا- میرا پلہ بھاری رہا- پھر میری جگہہ پر ابوبکر کو تولا وہ بھی وزن مین غالب رہے- پھر اسی طرح عمر- پھر عثمان- بعد ازان وہ ترازو اوٹھہ گئی-

دوسری روایت مین اس طرح آیا ہے کہ ایک شخص نے خدمت اقدس مین عرض کیا

مین نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک ترازو اوتری آپ اور ابو بکرؓ دونون تولے گئے تو آپ غالب رہے۔ پھر ابو بکر اور عمر دونون تولے گئے ابو بکر کا پلہ بھاری رہا۔ بعد ازان عمر و عثمان کو تولا عمر کا پلہ نیچا رہا۔ بعد ازان ترازو اوٹھ گئی۔
جناب رسالتمآب کو یہہ اخیر فقرہ برا معلوم ہوا۔ فرمایا۔ خلافت نبوت کا خاتمہ ہے پھر خدا جسکو چاہیگا ملک دیگا۔

حدیث۔ بروایت سمُرہ بن جندب مروی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم کی خدمت مین عرض کیا مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک ڈول پانی سے لبریز آسمان سے اترا ابو بکرؓ نے اوس ڈول کی لکڑیان پکڑکر پانی پیا مگر خوب نہین۔ پھر عمرؓ اوسی ڈول کے پاس گئے اور اوسی طرح پانی پیا یہانتک کہ شکم سیر ہو گئے۔ بعد ازان عثمانؓ نے پانی خوب پیا۔ انکے بعد علیؓ نے پانی پینا چاہا اور ڈول کا کنڈا پکڑا لیکن وہ کنڈا اوکھڑ گیا اور اونپر پانی کی چھینٹین پڑین۔ (پانی پی نہ سکے)

حدیث۔ ابن عباسؓ بروایت ابو ہریرہؓ نقل کرتے ہین کہ ایک شخص خدمت نبوی مین حاضر ہوا اور عرض کیا۔ مین نے شب گذشتہ خواب مین دیکھا کہ آسمان پر ابر محیط ہے اور اوسمین سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے۔ لوگ ہاتھہ پھیلا کر شہد اور گھی لیتے جاتے ہین کوئی زیادہ پاتا ہے کوئی کم۔ اور ایک رسّی آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے۔ مین نے حضور کو دیکھا کہ آپ اوس رسّی کے سہارے سے اوپر چڑھ گئے۔ آپکے بعد ایک دوسرا شخص اوسی رسّی کے ذریعہ سے اوپر چڑھ گیا۔ بعد ازان ایک اور شخص رسّی پکڑکر اوپر چڑھگیا۔ اسکے بعد ایک اور شخص نے رسّی پکڑی مگر وہ ٹوٹ گئی پھر گرہ دیکر ملادی اور اوپر چڑھگیا۔ جناب ابو بکر صدیقؓ اس مجمع مین تھے

عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ مجھکو اجازت دیں۔ میں اسکی تعبیر دونگا۔ حضور نے فرمایا۔ اچھا تمہیں تعبیر بیان کرو۔ جناب صدیق رضؓ نے کہا۔ ابر جو خواب میں دیکھا وہ اسلام کا ابر ہے اور شہد و گھی جو اوس سے ٹپکتا ہے وہ قرآن شریف ہے۔ اوسکی آیتیں شیریں اور دل نرم کرنیوالی ہیں۔ کم و زیادہ لینے والے قرآن شریف کے سیکھنے والے ہیں۔ جو رسی آسمان سے زمین تک لٹک رہی تھی وہ دین حق ہے جسپر آپ کاعمل ہے اور اوسکے ذریعہ سے خداے کریم آپکا مرتبہ بلند کرے گا۔ آپکے بعد ایک شخص آپکا پیرو ہوگا اور اوسی راستہ پر چلیگا اور درجہ بلند پاویگا۔ اسی طرح دوسرا شخص پھر تیسرا جسکی رسی ٹوٹ گئی پھر ملا کر چڑھگیا اے رسولخدا صلعم۔ فرمایئے میں نے ٹھیک تعبیر دی یا کہیں خطا کی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کچھہ ٹھیک بیان کیا اور کچھہ خطا بھی کی۔

حضرت صدیق رضؓ نے کہا۔ آپکو قسم ہے۔ آپ ظاہر کردیں کہ میں نے کیا خطا کی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا مجھکو قسم مت دو۔

علما نے اس حدیث کا مطلب بہت کچھہ بیان کیا ہے مگر صحیح یہہ معلوم ہوتا ہے کہ خطا اسمیں یہہ ہوئی کہ جناب صدیق رضؓ نے اون لوگونکے نام نہیں ظاہر کیے اور دراصل یہہ خطا نہیں مجازاً خطا فرمایا۔

حدیث۔ سفینہ رضؓ کہتے ہیں کہ جناب رسولخدا صلعم نے جسوقت مسجد نبوی کی بنا ڈالی آپنے اپنے دست مبارک سے ایک پتھر رکھا اور فرمایا۔ میرے پتھر کے برابر ابوبکرؓ پتھر رکھیں۔ اور اونکے پتھر سے ملا کر عمرؓ۔ اونکے پتھر کے بعد عثمان رضی اللہ عنہم پھر فرمایا۔ میرے بعد یہہ خلیفہ ہیں۔

حدیث۔ ابوذرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلعم تنہا کسی جگہہ تشریف رکہتے تہے۔ مین حاضر خدمت اقدس ہوا اور آپکے پاس بیٹہہ گیا۔ بعد ازان جناب صدیقؓ تشریف لاے اور سلام کرکے بیٹہہ گئے۔ پہر جناب فاروقؓ ادر اونکے بعد جناب عثمانؓ تشریف لاے۔

آنحضرت صلعم کے سامنے سات عدد سنگریزے پڑے تہے۔ آپنے وہ اپنے ہاتہہ مین اوٹہا لئے۔ وہ سنگریزے تسبیح پڑہنے لگے۔ اونکی تسبیح کی آواز شہد کی مکہی کی بہنبہناہٹ جیسی مین نے سُنی۔ پہر آپنے زمین پر رکہدیئے وہ خاموش ہورہے۔ بعد ازان آنحضرت صلعم نے اون سنگریزونکو اوٹہاکر جناب ابوبکرؓ کی ہتیلی پر رکہہ دیا۔ وہ سنگریزے پہر تسبیح پڑہنے لگے اور اونکی آواز پہلے کی طرح ہیئے سنی اسکے بعد حضورنے جناب صدیقؓ کے ہاتہہ سے اوٹہالئے سنگریزے خاموش ہوگئے۔ آنحضرت صلعم نے پہر وہ سنگریزے حضرت فاروقؓ کے ہاتہہ مین رکہہ دیئے۔ بدستور سابق اونکی تسبیح کی آواز سنی جاتی تہی۔ پہر وہ سنگریزے اونکے ہاتہہ سے اوٹہالئے۔ وہ خاموش ہوگئے اسکے بعد آپنے وہ سنگریزے جناب عثمانؓ کے ہاتہہ مین رکہہ دیئے سنگریزون نے پہر سبحان اللہ کہا اور آواز اونکی مین نے سنی۔ پہر اونکو اوٹہا لیا وہ چپ ہوگئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ یہہ خلافت نبوت کی ہے۔

ایک روایت مین ہے کہ سنگریزونکو بترتیب مذکور تینون صاحبون کے ہاتہونمین رکہا وہ سبحان اللہ کہتے تہے اور ہم لوگ آواز تسبیح سنتے تہے بعد ازان ہم لوگونکے ہاتہونپر جدا جدا ہر ایک کے ہاتہہ پر رکہے مگر کسی سنگریزہ نے تسبیح نہ پڑہی۔

حدیث۔ سفینہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ میرے بعد خلافت تیس۳۰ برس ہے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ اسلام کی چکّی پینتیس۳۵ برس تک چلے گی۔ بیان مدت خلافت مین یہہ دونون حدیثین باہم متعارض نہین۔ کیونکہ اگر جناب علی مرتضیٰ کے زمانہ خلافت کو ملالین اس لحاظ سے کہ جناب علیؓ اپنے عہد مین سب سے افضل تھے اور آپکی خلافت خلافت حقہ ہے اور مثل خلافت اصحاب ثلثہ کی خلافت نبوت ہے تو کل مدت خلافت نبوت اسوقت بتیس۳۲ سال سے زائد ہوجائیگی اور اگر یہہ لحاظ کرین کہ خلافت حضرت عثمانؓ کی شہادت سے منقطع ہوگئی اور جناب علیؓ کا زمانہ خلافت ایک بے انتظامی حالت مین گذرا اور روز بروز فتنہ و فساد کی ترقی ہوتی رہی تو خلافت کل تیس برس رہی۔ اکثر روایات مین مدت خلافت تیس سال ہے۔

حدیث۔ انس بن مالکؓ کہتے ہین کہ مجھکو بنو مُصطلِق نے آنحضرت صلعم کیخدمت مین بھیجا اور یہہ دریافت کیا کہ اگر آپکو کوئی حادثہ پیش آوے (یعنی وفات فرماوین) توہم کسکو مال زکوٰۃ دین۔ آپنے فرمایا۔ ابوبکر صدیقؓ کو دینا۔ پھر اونہون نے پوچھا کہ اگر ابوبکر بھی نہون توپھر مال زکوٰۃ کسکے حوالہ کرین۔ آپنے فرمایا عمرؓ کے حوالہ کرنا۔ پھر پوچھا اگر عمرؓ بھی نہ ہین۔ توپھر کون لیگا۔ فرمایا۔ عثمانؓ کو دے جانا۔

حدیث سہل بن ابی حثمہ راوی ہین کہ جناب رسول خدا صلعم نے ایک اعرابی سے کچھ خرید کیا اور قیمت کی کوئی مدت مقرر فرمائی۔ جناب علیؓ نے اوس اعرابی سے کہا کہ آنحضرت صلعم سے دریافت توکرلو کہ اگر آپ قبل ادا ے قیمت انتقال فرماوین تو مجھکو میرے مال کی قیمت کون دیگا۔ وہ اعرابی آنحضرت کی خدمت مین واپس آیا اور پوچھا۔ آپنے فرمایا۔ تمہارے دام ابوبکر دینگے۔ اعرابی یہہ دریافت کرکے چل دیا اور حضرت علیؓ کو

جو حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ سنایا۔ جناب علی رضہ نے اعرابی کو پھر لوٹایا کہ یہہ دریافت کراؤ کہ اگر صدیق رضہ بھی مرجاوین تو پھر کس سے دام وصول کرون۔ اعرابی نے پھر دوبارہ حاضر ہو کر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ایسا اتفاق ہو تو عمر رضہ سے اپنے دام لے لینا۔ اعرابی جواب پاکر اپنے گھر جاتا تھا کہ پھر جناب علی رضہ نے اوسکو روکا اور کہا۔ یہہ بھی پوچھہ لو کہ اگر عمر رضہ بھی اتفاقاً مرجاوین تو پھر میرے دام کس سے وصول ہونگے۔ اعرابی پھر حاضر خدمت ہوا اور یہی سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ عثمان رضہ سے دام وصول کر لینا۔ جناب علی رضہ نے پھر اوس سے دریافت کرایا کہ اگر عثمان رضہ بھی وفات پاوین تو اوس وقت کیا سبیل میرے دام وصول ہونیکی ہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا "اگر ابوبکر رضہ انتقال کرجاوین۔ عمر رضہ بھی دنیا سے گذر جاوین اور عثمان رضہ بھی زندہ نہ رہین تو اگر تجھسے ہوسکے تو بھی مرجاتا"

دوسری روایت مین تصریح آگئی ہے کہ اس اعرابی سے اونٹ اودھار خریدے تھے اور قیمت ادا کرنے کی مدت مقرر فرمائی تھی۔ مرجانیکو اسواسطے ارشاد فرمایا کہ ان تین صاحبوں کے زمانہ تک خلافت ان کے ساتھہ رہی اور بعد شہادت جناب عثمان رضہ فتنہ و فساد شروع ہوا۔ ایسے وقت مین مسلمان کو اگر خدا موت نصیب فرماے تو بہتر ہے

حدیث۔ ابن عمر رضہ روایت کرتے ہین کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ تم مین (یعنے بعد جناب رسول خدا صلعم کے) بارہ خلیفہ ہونگے۔ ابوبکر صدیق رضہ میرے بعد بہت کم زندہ رہینگے۔ اور دارالعرب مین لڑائی کی چکی چلانیوالے میرے بعد اچھے حالات و خصائل نیک کے ساتھہ رہینگے اور شہید مرینگے۔ ایک شخص نے دریافت کیا یہہ کون صاحب ہین۔ آپنے فرمایا۔ عمر بن خطاب ہین۔ پھر آنحضرت صلعم جناب عثمان

کیطرف مخاطب ہوے اور فرمایا۔ تم سے لوگ تمہارا کرتہ جسکو خداوند تعالے نے تمہین پہنایا ہے چھیننا چاہینگے۔ قسم اوس ذات پاک کی جسنے مجھکو دین برحق کے ساتھہ مبعوث کیا ہے اگر تم کرتہ اوتار کر مخالفین کے حوالہ کر دوگے ہرگز جنت مین نہ داخل ہوگے یہانتک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ مین سما جاسے۔ یہہ تعلیق بالمحال ہے۔ اونٹ سوئی کے ناکہ سے کبھی نہین نکل سکتا۔ بارہ کی تعداد خلفاء اربعہ کے بعد خلفاء بنی امیہ و بنی عباسیہ مین جو عادل و منصف گذرے ہین اونکو ملا کر پوری ہوتی ہے

حدیث۔ حضرت علی رضؓ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے اپنی حیات مین وعدہ فرمایا کہ آپکے بعد صدیقؓ خلیفہ ہونگے اونکے بعد عمرؓ پہر عثمانؓ پہر مین۔ اور میری خلافت متفق علیہ نہوگی۔

یہان ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جناب علی مرتضیٰ خود اس حدیث کے ناقل ہین اور آپکو بخوبی علم تہا کہ خلافت بہ ترتیب ہوگی اور اخیر مین آپکو خلافت ملیگی پہر کیا وجہ ہے کہ جناب مرتضیٰ رضؓ نے جناب صدیقؓ کی بیعت ایک مدت کے بعد کی۔ اور پہر جناب عثمانؓ کی بیعت مین بہی توقف کیا۔ جب عبد الرحمٰن بن عوف نے فیصلہ کر دیا اوسوقت آپنے بیعت کی۔ اسکی کیا وجہ ہے۔

میرے نزدیک اسکا جواب یہہ ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کا وعدہ فرمانا ایک امر مخفی تہا ابتداے امر مین اوسکا خیال کسیکو نہ تہا جب امر خلافت ظہور پذیر ہوا اوسوقت سب کو ظاہر ہو گیا اور ممکن نہین کہ خواب والی حدیثون مین سے کوئی بہی جناب مرتضیٰ رضؓ کو نہ پہونچی ہو۔ یہہ احتمال سراسر بعید از قیاس ہے۔ قطع نظر اسکے یہہ حدیث تو خود مرویات جناب علی رضؓ سے ہے۔ اسکے سوا اور طرق بہی جناب علی رضؓ سے مروی ہین جنسے

صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپکو احادیث خلافت پہونچ گئی تہین۔

طبرانی مین ہے کہ جناب عمر فاروق رضؓ نے کعب الاحبار سے دریافت فرمایا کہ میرا ذکر توریت مین کیا ہے۔ اونہون نے کہا۔ یہہ لکہا ہے کہ خلیفہ شجاع گویا لوہے سے بنا ہے۔ حاکم سخت۔ احکام الٰہی کے جاری کرنے مین کسیکی ملامت سے نہین ڈرتا۔ پہر آپکے بعد دوسرا خلیفہ ہوگا جسکو ظالم لوگ شہید کرینگے اور بعد اسکے قتل کے تمام عالم مین بلا و مصیبت پہیل جاویگی۔

ابن عساکر بروایت اقراع موذن عمرؓ نقل کرتے ہین کہ جناب عمرؓ نے یہودیونکے ایک عالم سے دریافت کیا۔

حضرت عمر۔ کیا تمہاری کتابونمین ہم لوگونکا بہی کچہ حال ہے۔

عالم یہودی۔ تمہارے صفات ہماری کتابونمین لکہے ہین مگر تم لوگون کے نام نہین لکہے۔

جناب فاروق رضؓ۔ کچہ بیان توکرو۔

عالم یہودی۔ ایک شخص شجاع و دلیر لوہے کا ہوگا۔

جناب عمر رضؓ۔ اسکا کیا مطلب ہے۔

عالم یہودی۔ یعنی سردار سخت ہوگا۔

حضرت عمر رضؓ۔ اللہ اکبر۔ میرے بعد جو دوسرے ہونگے وہ کیسے ہونگے۔

عالم یہودی۔ ایک مرد صالح۔ نیک۔ اپنے ناتہ اور کنبہ والونکی عزت کریگا اور اونکو دوسرونپر ترجیح دیگا۔

حضرت عمر رضؓ۔ خدا ابن عفان پر رحم کرے۔ پہر انکے بعد کیسا شخص ہوگا۔

عالم یہودی۔ لوہے کا میل ہے۔

حضرت عمر رض۔ توبہ۔ توبہ۔ بہت برا ہے۔

عالم یہودی۔ ایسا نہ کہیے وہ شخص تو نیک مرد صالح ہوگا لیکن اوسکی خلافت ایسے وقت ہوگی کہ خون بہتے ہونگے اور تلوارین کھچی ہونگی۔ یعنی وہ زمانہ فتنہ و فساد قتل و خونریزی کا ہوگا۔

افلح موالی ابی ایوب انصاری سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام عالم یہود قبل اسکے کہ مصر مین جاوین اکابر قریش کے پاس اکثر جایا کرتے تھے اور اونسے یہہ کہا کرتے تھے۔ خبردار عثمان رض کو نہ قتل کرنا۔ وہ جواب مین کہتے۔ واللہ باللہ ہم انکا قتل ہونا نہین چاہتے۔ عبداللہ بن سلام اونکے پاس سے اوٹھتے وقت بہی یہی کہتے۔ خدا کی قسم۔ لوگ عثمان رض کو قتل کرینگے۔ ایک مرتبہ پہر یہی کہا۔ عثمان رض کو قتل مت کرو خدا کی قسم وہ چالیس دن کے بعد مرجاوینگے۔ اون لوگون نے انکار کیا کہ ہم انکے بدخواہ و دشمن نہین اور نہ انکی قتل کرنیکی نیت رکھتے ہین۔ بعد چند روز کے پہر عبداللہ بن سلام ادہر سے نکلے اور کہا۔ عثمان کو مت شہید کرو یہہ پندرہ دن کے بعد انتقال فرماوینگے۔

عبداللہ بن سلام چونکہ کتب آسمانی سے واقف تھے اونہون نے کسی کتاب مین دیکھا ہوگا کہ حضرت عثمان رض کو لوگ قتل کر ڈالینگے اسیواسطے آپ بار بار اہل قریش کو منع کرتے تھے کہ شاید انمین کچہہ لوگ اونکے قتل کا قصد رکھتے ہون تو باز رہین اور چونکہ اونکا قتل کرنا ایک گناہ عظیم ہے اس گناہ مین اکابر و اشراف نہ مبتلا ہون بعد شہادت عثمان رض کسی نے عبداللہ بن سلام سے پوچہا کہ تمہاری کتابون مین

جناب عثمان رض کے کیا اوصاف مذکور ہین۔کہا۔قیامت کے دن حضرت عثمان رض اپنے قاتل پر سردار ہونگے اور اوسکے مختار ہونگے جسطرح چاہین اوس سے اپنا بدلا لین۔

ایک روایت مین ہے کہ عبداللہ رض بن سلام ایک روز حضرت عثمان رض کیخدمت مین گئے (شاید یہ وہی دن ہون جب آپ محصور تھے) آپنے دریافت فرمایا کہ تمہاری کیا راے ہے۔ آیا بلوائیونسے مقابلہ کرون اور لڑون یا لڑائی سے باز رہون عبداللہ بن سلام۔لڑائی سے باز رہنا آپکے واسطے دلیل قوی اور حجت مین ہوگا۔(کہ آپ مظلوم شہید ہوے) اور مین نے کتب آسمانی مین دیکھا ہے کہ آپ قیامت کے روز اپنے قاتل اور حاکم قتل کرنیوالے پر حاکم مختار و سردار با اختیار ہونگے۔

دوسری روایت مین ہی کہ عبداللہ بن سلام رض نے مصری بلوائیون سے کہا جناب عثمان رض کو مت قتل کرو انکی عمر کے دن پورے ہوچکے یہہ ماہ ذیحجہ نہ ختم ہونے پاویگا تم عبث انکا خون اپنی گردنپر لیتے ہو۔

یہ روایت بغوی منقول ہے کہ بعد وفات جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نے ذی قربات حمیری سے جو منجملہ علماء یہود مین سوال کیا کہ آنحضرت صلعم کے بعد کون خلیفہ ہوگا۔

عالم حمیری-ایک مرد امین یعنی ابوبکر صدیق رض خلیفہ ہونگے

سائل۔بعد انکے کون خلیفہ ہوگا۔

حمیری۔ایک مرد شجاع دلیر آہنی۔یعنی حضرت عمر رض۔

سائل۔انکے بعد پھر کسکو خلافت ہوگی۔

حمیری۔ ایک پہول تازہ وشاداب۔ یعنی عثمان رضؓ۔
سائل۔ پہر کون خلیفہ ہوگا۔
حمیری۔ ایک مرد گورا چٹّا سفید رنگ۔ یعنی معاویہ رضؓ۔

واضح ہو کہ خداوند تعالیٰ نے ایک طریق جاری فرمایا ہے کہ جو کوئی بڑا کام عالم غیب مین مقدر ہوا اور اوسکی بابت حکم قضا وقدر جاری ہوا اوسکی اطلاع وخبر سب سے پہلے فرشتگان ملاء اعلیٰ کو ہوتی ہی اور اونکے ذریعہ سے نیچے آسمانونکے فرشتے درجہ بدرجہ اوس حکم سے اطلاع پاتے ہین۔ شدہ شدہ پہلے آسمان سے زمین تک کاہنون اور نجومیون اور پیشین گویونکو خبر ہوجاتی ہے اور جنکے ذہن صاف اور عقل نورانی ہے اونکو خواب کے ذریعہ سے ہونیوالی باتین معلوم ہوتی ہین یہانتک کہ بعض اجسام مین اس واقعہ کیصورت بہی منقش ہوجاتی ہے اور یہہ حکمت خداوندی ہے۔ یفعل اللہ مایشاء ویحکم مایرید۔ اوسکی شان ہے۔ اسی کے متعلق چند حکایات مذکور ہوتی ہین۔

قوم بنی ذئب مین ایک شخص سطیح نام کاہن گذرا ہے۔ مشہور کرتے ہین کہ اسکے بدن مین ہڈی کا نام ونشان تک نہ تہا اوسکا پیشہ کہانت تہا۔ یعنی بذریعہ شیاطین وارواح خبائث آسمانی احکام اوسکو معلوم ہوا کرتے تہے۔ اکثر پیشین گوئی کیا کرتا تہا۔ عرب اوسکے معتقد تہے اور اوسکی بات کو مانتے تہے۔ چنانچہ اوسنے اول جناب رسولخدا صلعم کے کچہہ حالات ذکر کیے پہر کہا۔ ثم یلی امرہ الصدیق اذا قضی صدق۔ وفی رد الحقوق لاخرق ولا نزق۔ ثم یلی امرہ الحنیف مجرب غطریف۔ قد اضاف المضیف واحکم التحنیف۔ ثم یلی امرہ داعٍ

لا امرہ بحرب فیجتمع لہ جموع وعصب۔ فیقتلونہ نقمۃ علیہم وغضب فیوخذ الشیخ فیذبح ارباً۔ فیقوم لہ رجال خطبا۔ ثم یلی امرہ الناصر یخلط الرای بامر ماکر یظہر فی الارض العساکر والمراد من الناصر ھہنا معاویۃ بن ابی سفیانؓ۔ ترجمہ۔ بعد پیغمبر خدا صلعم کے اونکے جانشین اور خلیفہ ابوبکر صدیقؓ ہونگے جب فیصلہ کرینگے حق پر اور جب لوگو نکے حقوق ایک سے دوسرے کو دلاوینگے نہایت ہوشیاری سے حکم دینگے۔ معاملات ومقدمات فیصل کرنے مین نہ حیران ہونگے اور نہ حوش ہواس گم کرین گے۔ بعد ابوبکر صدیقؓ کے اونکے خلیفہ ایک شخص سید ہے اور سچے دین والے۔ سردار قوم۔ مہمان نواز۔ اسلام کو درست اور سیدہا کرنے والے ہونگے۔ اونکے بعد اونکے نائب وخلیفہ ایک ایسے شخص ہونگے جو تجربہ کار ہونگے مگر کچہہ لوگ اتفاق کرکے اونکو قتل کرڈالینگے۔ قاتلو نپر خدا کا غضب اور انتقام الٰہی نازل ہوگا۔ پہر سردار قوم دہوکہ سے ظلماً قتل کیا جاویگا۔ پہر حکومت کا طالب ایک گروہ اوٹہہ کہڑا ہوگا۔ بعد ازان ایک شخص ناصر مددگار دین اسلام حاکم ہوگا جو اپنی راے کیساتہہ داؤن وگہات کے احکام ملائیگا اور اطراف زمین پر متعدد لشکر بہیجیگا۔ ناصر سے مراد معاویہؓ بن ابی سفیانؓ ہین۔

ابن عساکر بروایت عبد المنعم بن غلیون مقری نقل کرتے ہین کہ جب مقام عموریہ فتح ہوا ہے لوگون نے ایک کنیسہ پر یہہ عبارت لکہی ہوئی دیکہی جو سونے سے لکہی تہی۔

شر الخلف خلف یشتم السلف۔ واحد من السلف خیر من الف من الخلف

صاحب الغار نلت کرامۃ الافتخار۔ اذ اثنی علیک الملک الجبار اذ یقول

فی کتابہ المنزل علی نبیہ المرسل۔ ثانی اثنین اذ ھما فی الغار یا عمر ما کنت

والیابل کنت والد اعثمان۔ قتلوك مقھورا ولم یزورو ك مقبورا وانت یاعلی امام الابرار والذاب عن وجه رسول الله الکفار فھذ اصاحب الغار وھذ الحد الاخیار وھذ اغیاث الامصار وھذ ا امام الابرار فعلی من ینتقصھم لعنة الجبار فقلت لصاحب له قد سقطت حاجباه علی عینیه من الکبر منذ کم ھذ اعلی باب کنیستکم مکتوبا۔ قال من قبل ان یبعث نبیکم بالفی عام۔ ترجمہ۔ پچھلے لوگونمین برا اور بدتر وہ شخص ہے جو (بزرگون) اگلونکو برا و بد کہے۔ صرف ایک گذشتہ بزرگونمین سے ایک ہزار پچھلونسے اچھا ہے اسے صاحب غار رضؓ تمنے فخر کی بزرگی پائی۔ کیونکہ تمہاری خدا اسے جہان۔ بادشاہ عالم جبار نے ثنا و صفت بیان فرمائی اور اپنی کتاب مین جو اپنے نبی رسول پر اوتاری فرمایا۔ دوسرا و شخصونکا جسوقت دونون غار مین تھے۔ اسے عمر رضؓ تم والی وحاکم نہ تھے بلکہ اپنی رعیت کے مہربان باپ تھے۔ اسے عثمان رضؓ۔ تمکو لوگون نے ظلم سے قتل کیا اور پہر تمہاری قبر کی کسی نے زیارت بہی نہ کی اور تم اسے علی رضؓ۔ نیکونکے امام ہو رسولخدا صلعم کی ذات پاک سے کافرونکو دور کرتے ہو۔ پس یہہ تو صاحب غار ہین۔ (یعنی جناب صدیق رضؓ) اور یہہ نیک لوگونمین ایک نیک شخص ہین (یعنی جناب عمر رضؓ) اور یہہ تمام ملک والونکے فریادرس ہین (جناب عثمان رضؓ) اور یہہ نیکونکے امام ہین۔ (جناب علی مرتضیٰ رضؓ) پس جو شخص ان ایسے نیک مردونکی ثنا مین کوئی بری بات کہے اوسپر خدا کی لعنت ہے۔

حدیث۔ ابوہریرہ کہتے ہین کہ مین نے جناب رسول خدا صلعم سے سنا ہی فرماتے تھے کہ میرے بعد فتنہ اور باہمی اختلاف میری امت مین ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا

ایسے وقت مین ہمکو کیا ارشاد ہوتا ہے۔ فرمایا۔ اپنے امیر کی اطاعت اور اوسکے ساتھیونکی موافقت اختیار کرنا۔ پہر آنحضرت صلعم نے حضرت عثمان رض کی جانب اشارہ فرمایا۔ یعنی عثمان رض تمہارے سردار ہونگے انکی اطاعت تمپر فرض ہوگی۔

حدیث۔ کثیر بن صلت سے روایت ہے کہ جس دن جناب عثمان رض شہید ہوے آپ سوے پہر جاگے اور فرمایا۔ اگر یہہ خوف نہوتا کہ لوگ کہینگے عثمان خود فتنہ کی آرزو کرتے ہین تو مین ایکبات تمسی کہتا۔ ہمنے کہا آپ فرمائین۔ خدا آپکے سب کام درست کرے۔ ہم وہ نہ کہینگے جو اور لوگ کہینگے اور جسکا آپکو اندیشہ ہے۔ فرمایا۔ مین نے ابہی جناب رسول خدا صلعم کو خواب مین دیکہا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے عثمان تم ہمارے ساتہ نماز جمعہ کو جاؤگے۔

حدیث۔ نائلہ زوجہ جناب عثمان رض بیان کرتی ہین کہ جناب عثمان رض (بروز شہادت) سوے پہر بیدار ہوے اور فرمایا۔ میری قوم کے لوگ مجھکو ضرور قتل کرینگے۔ مینے کہا ہرگز ایسا نہوگا انشاءاللہ تعالے آپکی رعایا شرارت اور فساد سے باز رہیگی اور آپکی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کریگی آپنے فرمایا۔ مین نے جناب رسولخدا صلعم اور جناب ابوبکر صدیق اور جناب عمر فاروق کو ابہی خواب مین دیکہا کہ یہہ سب صاحب فرماتے تہے۔ آج شام کو ہمارے پاس روزہ افطار کرنا۔

قرہ بن خالد قیس بن عباد سے روایت کرتے ہین اور انکا قول ہے کہ یوم جمل کو مین نے جناب علی مرتضیٰ رض سے سنا آپ فرماتے تہے "الٰہی مین خون عثمان سے بری ہون مین ہرگز اسمین شریک نہین جس دن عثمان رض شہید ہوے این میرے ہوش وحواس گم ہوگئے تہے اور مین اپنے کو بہولا ہوا تہا۔ لوگ میرے پاس

بیعت کو آے۔ مین نے اونسے کہا۔ خدا کی قسم۔ کیا مین اون لوگونسے بیعت لون جنہون نے جناب عثمان رضؓ کو قتل کیا۔ مجہکو شرم آتی ہے۔ جس شخص کی شان مین آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کیا جس شخص سے فرشتے شرم کرتے ہین مین ایسے شخص سے شرم نہ کرون۔ ابہی تک عثمان رضؓ مقتول پڑے ہین دفن بہی نہین ہوے اور مین لوگونسے بیعت خلافت لون۔ مجہکو تو خدا سے شرم آتی ہے۔ لوگ یہہ مقولہ سنکر واپس گئے جب جناب عثمان دفن ہو گئے لوگ میرے پاس دوبارہ آے اور مجہسے بیعت خلافت کرنا چاہی۔ مین نے کہا۔ خداوندا۔ اوس کام سے مین ڈرتا ہون جسپر مجہکو مقدم کرتے ہین۔ جب مجہکو معلوم ہوا کہ اسوقت لوگون کی بیعت لینا ضرور اور واجب ہے مجبوراً مین نے بیعت خلافت قبول کی۔ جب مجہکو لوگون نے امیر المومنین کہا گویا میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا تہا۔ مین نے دعا کی۔ خداوندا۔ میری طرفسے عثمان رضؓ کا بدلہ ان لوگونسے لینا تاکہ عثمان رضؓ خوش ہون۔"

بروایت اوزاعی منقول ہے کہ جناب علی رضؓ نے فرمایا۔ اگر تمام دنیا و ما فیہا مجہکو مل جاتی اور مین جناب عثمان کے قتل مین تلوار لیکر شریک ہوتا مجہکو کبہی خوش نہ آتا۔

روایت ہے کہ جناب علی مرتضی رضؓ زید بن ارقم رضؓ کی عیادت کو تشریف لیگئے۔ اونکے پاس اور لوگ بہی تہے آپ نے فرمایا چپ رہو چپ رہو۔ خدا کی قسم جو کچہہ مجہسے سوال کروگے مین اوسکا جواب دونگا۔ زید بن ارقم رضؓ نے کہا۔ مین آپکو خدا کی قسم دیکر پوچہتا ہون۔ کیا آپنے جناب عثمان رضؓ کو قتل کیا۔ حضرت علی رضؓ نے سر جہکا لیا۔ بعد ایک ساعت کے فرمایا۔ قسم اوس ذات پاک کی جسنے دانہ زمین پہوڑ کر نکالا اور روح پیدا کی

عثمان رض کو نہ مین نے قتل کیا اور نہ اونکے قتل کا کسیکو حکم دیا- محمد بن حاطب کہتے ہین کہ مین جنگ جمل مین بعد ختم ہونے جنگ کے مقتولین کے دیکھنے کو نکلا- حضرت علی حسن بن علی عمار بن یاسر- محمد بن ابی بکر- زید بن صوحان- رضی اللہ عنہم مقتولین کو دیکھ رہے تھے جناب حسن رض نے ایک مقتول کو دیکھا کہ منہ کے بل اوندھا پڑا ہے- آپنے اوسکو سیدھا کیا پھر چلا اوٹھے اور کہا- انا للہ وانا الیہ راجعون- افسوس یہ قریش کا بچہ ہے

حضرت علی- اے میرے بیٹے کسکو کہتے ہو اور کسکی لاش ہے-

حسن رض- محمد بن طلحہ بن عبید اللہ ہین-

جناب علی رض- انا للہ وانا الیہ راجعون- افسوس- خدا کی قسم جوان صالح تھا- بعد ازان جناب علی رض غمگین وحزین وہان بیٹھ گئے

جناب حسن رض- اے والد بزرگوار مین نے آپ کو اس سفر سے پیشتر ہی منع کیا تھا مگر آپنے میرا معروضہ نہ سنا اور آپکی راے پر فلان فلان اشخاص غالب آے (اور یہہ نتیجہ ہوا جو اسوقت پیش نظر ہے

جناب علی رض- بیشک صاحبزادہ ایسا ہی ہوا- اگر مین اس واقعہ سے بیس برس پہلے مرگیا ہوتا تو مجھکو بڑی خوشی ہوتی-

محمد بن حاطب رض- اے امیر المومنین- ہم لوگ مدینہ جاتے ہین لوگ جناب عثمان رض کی بابت ہمسے سوال کرین تو کیا جواب دین-

عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر بھی افسوس کررہے تھے- جناب علی رض اونکی طرف متوجہ ہوے-

جناب علی رض- اے عمار و محمد تم کہتے ہو کہ عثمان رض نے خود رائی سے کام لیا

اور خلافت خراب کی اور تمہین لوگون نے اوسنے اسکا بدلہ لیا
خدا کی قسم تم نے برا بدلہ لیا۔ بہت جلد حاکم منصف کے روبرو جاوگے
اور وہی تمہارا اونکا فیصلہ کرے گا۔ اے محمد بن حاطب جب
تم مدینہ پہونچو اور لوگ تمسے جناب عثمان رض کی شان مین کچھہ
سوال کرین توتم اونکے جواب مین کہنا۔ کان واللہ من
الذین امنوا ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا واللہ
یحب المحسنین وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون۔ ترجمہ
خدا کی قسم عثمان رض اون لوگونمین تھے جو ایمان لاے پھر خدا سے ڈرے اور ایمان
لاے (یعنی بار بار تجدید ایمان کرتے تھے خوف خدا کا اس درجہ غلبہ تہا کہ بخوف
عدم قبول ہر بار ایمان کی تجدید کرتے تھے) پھر خدا سے ڈرے اور نیک کام کئے
اور اللہ نیک کام والونکو دوست رکھتا ہے اور اسیپر چاہیئے کہ ایمان والے
بھروسہ کرین۔

ہارون بن عنزہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہین۔ اونکا قول ہے کہ مین نے
جناب علی مرتضیٰ ع کو محل خورنق مین ایک تخت پر بیٹھے دیکھا۔ آپکے پاس ابان بن
عثمان بھی تھے جناب علی رض نے فرمایا۔ مجھکو امید ہے کہ مین اور تمہارے باپ اون
لوگونمین ہین جنکی شان مین خداے کریم نے یہہ آیت نازل فرمائی ہے۔ ونزعنا
ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔ ترجمہ۔ اور نکال
لینگے ہم اونکے دلونسے جو کچھہ رنج وبغض ایک کو دوسرے سے ہوگا اور وہ آپسمین
ایک دوسرے کے بھائی ہو جاوینگے اور ایک دوسرے کے مقابل تختونپر بیٹھے

ہونگے جس زمانہ مین فتنہ و فساد پھیلا ہوا تھا حضرت سعد بن ابی وقاص نے لوگونسے کہا۔ مین گواہ ہون اور خدا کو گواہ کر کے کہتا ہون کہ مین نے جناب رسول خدا صلعم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ عنقریب ایک فتنہ ہوگا کہ اوس فتنہ کے وقت اپنے اپنے گھر مین خاموش بیٹھنے والا شخص کھڑے سے بہتر ہوگا اور کھڑا چلنے والی سے اور چلنے والا اوس فتنہ مین سعی و کوشش کرنیوالے سے بہتر ہوگا۔ کسی نے آنحضرت صلعم سے سوال کیا۔ اگر اوسوقت کوئی میرے گھر مین گھس آوے اور مجھکو مارنا چاہے تو کیا کرون۔ حضور اقدس نے جواب دیا حضرت آدم کے بیٹے (ہابیل) کیطرح ہو جانا یعنی تم تلوار نہ چلانا۔ اگر وہ تمپر ہاتھ چلادے تو صبر کرنا اور جان دینا۔ کیونکہ وہ وقت ایسا ہی ہوگا مسلمانونکی آپس کی لڑائی ہوگی اگر تم لڑوگے یا ماروگے تو کسی مسلمان ہی کو مار وگے اور مسلمان کا قتل کرنا کس درجہ گناہ عظیم ہے اگر تم مارے گئے تو شہید ہوے۔

جسوقت بیعت عثمانی ہو گئی۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ نے کہا۔ ہم نے اپنے سے افضل و اعلیٰ کی شان مین کمی و کوتاہی نہین کی۔ یعنے جناب عثمان رضی اللہ ہم مین اعلیٰ و افضل تھے اونکو خلافت ملی حق بحقدار رسید۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ نے لوگونکو جناب عثمان رضی اللہ سے بغاوت کرنیسے روکا اور فرمایا۔ خدا کی قسم اگر عثمان کو قتل کرینگے تو پھر اونکی مانند جانشین اور خلیفہ نپاوینگے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ نے فرمایا اگر سب لوگ جناب عثمان رضی اللہ کے قتل پر متفق ہون تو عجب نہین کہ آسمان سے پتھر اونپر برسین اور سب تباہ ہون جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی امت کا انجام ہوا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ کہتے ہین کہ مین نے ایک دن اپنے گھر مین وضو کیا اور گھر سے چلا۔ مین نے ارادہ کیا کہ آج تمام دن جناب رسولخدا صلعم کیخدمت مین رہونگا۔ جب مسجد مین پہونچا معلوم ہوا کہ کہین باہر تشریف لیگئے ہین مین ڈھونڈہتا ہوا چاہ اریس پر پہونچا اور دروازہ پر بیٹھ گیا۔ وہ دروازہ کھجور کی تانون کا تھا۔ جناب رسولخدا رفع حاجت کو تشریف لیگئے تھے بعد فراغت کنوئین پر تشریف لاے اور وضو کیا۔ مین نے نظر اوٹھا کر دیکھا تو آپکو کنوئین پر پایا۔ آپ کنوئین کے اندر دونون پانون لٹکاے پنڈلیان آپکی کھلی ہوئین جگت پر بیٹھے تھے مین نے سلام کیا اور دروازہ پر آکر بیٹھ رہا۔ جی مین کہتا تھا کہ آج کے دن حضور کا بوّاب (پہرہ والا) ہونگا۔ اس عرصہ مین حضرت ابوبکرؓ تشریف لاے اور دروازہ ٹھوکا۔ مین نے کہا کون ہے۔ کہا۔ ابوبکر۔ مین نے کہا ٹھیرئیے پھر مین اوٹھکر خدمت عالی مین گیا اور عرض کیا۔ ابوبکر آے ہین اور اجازت چاہتے ہین۔ فرمایا۔ آنے دو اور اونکو دخول جنت کی بشارت دو۔ مین نے جاکر اونکو جنت کی بشارت دی۔ ابوبکر حاضر خدمت نبوی ہوے اور جس ہیات سے جناب رسول خدا بیٹھے تھے آپکی داہنی جانب بیٹھ گئے۔ مین دروازہ پر آکر پھر بیٹھ رہا اور اپنے دل مین کہا کہ مین اپنے بھائی کو وضو کرتے چھوڑ آیا ہون خدا کرے جلد آجاوے اور اُسکو بھی خیر و برکت نصیب ہو۔ مین اسی سوچ مین تھا کہ کسی نے دروازہ کھٹکایا دریافت کیسے معلوم ہوا کہ عمرؓ ہین۔ مین نے مثل اول مرتبہ کے حضور کو اطلاع دی اور حضور نے اجازت دیکر بشارت دینے کو فرمایا مینے اوسی طرح جناب عمرؓ سے کہا اور وہ اندر آکر جناب رسولخدا صلعم کے پاس بائین طرف اوسی طرح کنوئین مین پانون لٹکا کر بیٹھ گئے اور مین بھی

بدستور سابق دروازہ پر آٹھیرا۔ دل مین کہتا جاتا تہا کہ کاش میرا بہائی آجاتا۔ اتنے مین جناب عثمانؓ آے اور مثل سابق کے مین نے پہر حضور کو اطلاع دی اور اجازت لی حضور نے فرمایا کہ انکو بہی بشارت دینا وہ بلوہ مین شہید ہونگے۔ مین نے آکر اجازت دی۔ جناب عثمانؓ اندر آے اور حضور کیخدمت اقدس مین حاضر ہوے۔ ایک طرف جگہ تینون صاحبون سے بہر گئی تہی۔ جناب عثمانؓ تینون صاحبونکے مقابل اوسی ہیات کذائی سے جا بیٹھے۔

حدیث۔ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہین کہ ہم جناب رسول خدا صلعم کے ہمراہ ایک سفر مین تہے اور اثناء سفر مین کسی منزل پر مقیم تہے سب لوگ اپنے اپنے کام مین مصروف تہے۔ کوئی اپنا خیمہ لگاے بیٹہا تہا کوئی پاؤن تانے آرام کر رہا تہا۔ کوئی تیر اندازی مین مشغول تہا کہ اتنے مین منادی نے پکار کر کہا۔ نماز تیار ہے۔ ہم سب لوگ ایک جگہہ جمع ہو گئے۔ جناب رسول خدا صلعم نے کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا پہر فرمایا۔ مجہسے قبل جسقدر نبی گذرے ہین سب نے اپنی اپنی امت کو جو اونکے حق مین بہتر تہا تعلیم فرمایا جو اونکے واسطے برا تہا اوس سے ڈرایا اور بچایا۔ تم لوگونکی خیریت اور عافیت پہلے ہی لوگون مین ہے۔ پچہلے لوگون پر سخت بلائین اور ناپسندیدہ امور نازل ہونگے اور متواتر فتنے۔ ایک سے ایک بڑہا چڑہا۔ ایک فتنہ آئیگا۔ مرد ایماندار کہیگا کہ اس سے بچنا مشکل ہے اسی مین میری ہلاکت ہے۔ پہر وہ بلا دفع ہوجاویگی دوسری بلا آگہیرے گی۔ پس جو لوگ دوزخ سے بچنا چاہتا ہے اور دخول جنت کی آرزو ہے اوسکے لئے مناسب ہے کہ ایسے وقت مین اوسکی موت آجاوے اور خدا اور روز قیامت پر ایمان کے ساتہہ دنیا سے مدہارے۔ لوگون سے

وہ معاملہ کرے جو خود اوسکو گوارا رکھتا اور پسند کرتا ہے (بجز اسکے خلاصی کی کوئی صورت نہین - خدا جسکو ایسے پر آشوب زمانہ مین ایمان کے ساتھہ اوٹھالے اوسکی خیریت ہے) جو شخص امام وقت کی بیعت کرے اور اپنا ہاتھہ اوسکو دے چکا ہو اور دلسے اوسکی اطاعت و محبت کرتا ہو تو اوسکو لازم ہے کہ حتی الامکان امام کی اطاعت سے باہر نہو اور اگر کوئی دوسرا شخص امام کے برخلاف امام کے نزاع و خلاف پر کمر باندہے تو تمپر واجب ہے کہ اوس مخالف کی گردن مارو - (اسمین جناب عثمان رض کی اطاعت اور انکے مخالف سے انحراف کی تاکید ہے) راوی کا بیان ہے کہ مین نے عبداللہ بن عمرو ناقل حدیث ہذا سے پوچھا - کیا آپنے خود اس حدیث کو جناب رسالتمآب صلعم سے سنا ہے عبداللہ بن عمرو نے اپنے ہاتھہ سے اپنی کان کیطرف اشارہ کرکے کہا - میرے ان کانون نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا - مین نے کہا - یہہ تمہارے چچا کے بیٹے معاویہ ہمکو حکم کرتے ہین کہ ہم ایک دوسرے کا مال ناحق کہا جاوین اور ایک دوسرے کی جان کے خواہان ہون حالانکہ خداوند تعالی فرماتا ہے - اے ایمان والو - آپس کا مال ناحق مت کہاؤ - عبداللہ بن عمرو بن العاص رض نے اپنے دونون ہاتہون سے اپنی پیشانی پکڑلی اور کچھہ دیر سر جہکاے رہے پہر سر اوٹھا کر کہا - اونکی اطاعت مین اگر خدا کی اطاعت ممکن ہو تو اس صورت مین اونکی اطاعت کرو مگر جس صورت مین اونکی اطاعت مین خدا کی نافرمانی ہوتی ہو تو اونکا کہا مت مانو اور اونکی نافرمانی کرو -

حدیث - جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہے کہ ہم مجمع مہاجرین کے ساتھہ ایک گہر مین تھے - اس مجمع مین ابوبکر - عمر - عثمان - علی - طلحہ - زبیر - عبدالرحمن بن عوف سعد بن ابی وقاص - رضی اللہ عنہم بہی تھے - جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا -

ہر شخص تم مین سے اپنے کفو کے پاس کھڑا ہو جاوے۔ سب صحابہ نے اس حکم کی تعمیل کی آنحضرت صلعم جناب عثمان رضؓ کے پاس کھڑے ہوکر اونسے بغلگیر ہوے اور فرمایا۔ تم میرے دنیا و آخرت مین دوست ہو۔

حدیث۔ حذیفہ بن یمان رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ قسم اوس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے۔ جبتک تم لوگ اپنے امام کو نہ قتل کروگے قیامت نہ قائم ہوگی اور بعد قتل امام باہم خوب تلوار چلیگی اور دنیا کے وارث اور مالک برے لوگ ہونگے چنانچہ جناب عثمان رضؓ کی شہادت کے بعد کسقدر خونریزی ہوئی اور بعد خلافت راشدہ جیسا کچھ خلافت کا حال ہوا ظاہر و عیان ہے۔

حدیث۔ یحییٰ بن سعید رضؓ سے روایت ہے کہ زمانہ خلافت عثمان رضؓ مین زید بن خارجہ انصاری خزرجی نے انتقال کیا جب اونکو کفن پہنایا اونکے سینہ سے گھنٹہ کی سی آواز لوگون نے سنی بعد اوسکے اونکی مردہ نعش نے کلام کیا۔ اور سب نے سنا۔

احمد۔ احمد۔ پہلی کتابونمین ہے۔ سچے ہین سچے ہین۔ ابوبکر صدیق رضؓ فی نفسہ ضعیف ہین خدا کے کام مین قوی و مضبوط۔ گذشتہ کتابونمین سچے سچے لکھے ہین۔ عمر رضؓ بن خطاب قوی۔ امانت دار۔ پہلی کتابونمین اونکو سچا سچا لکھا ہے۔ عثمان رضؓ بن عفان۔ جناب رسولخدا صلعم اور حضرات شیخین کے طریق پر ہونگے۔ چار برس گذر گئے دو باقی رہے۔ فتنے آگئے۔ قوی سخت نے ضعیف و ناتوان کو کھا ڈالا۔ قیامت آگئی۔ عنقریب تمکو خبر

چاہ اریس پہونچیگی اور تم جانتے ہو چاہ اریس کیا ہے۔
یحییٰ بن سعیدؒ کہتے ہین میرے باپ کہتے تھے کہ بعد انکے ایک شخص نے نبی خطمہ سے وفات پائی جب کفن دے چکے تو اونکے سینہ سے بہی ایسی ہی آواز نکلی اور پہر اونہون نے کہا۔ بنی حارث کے بہائی نے سچ کہا ہے۔
راوی کا بیان ہے کہ زید بن خارجہؓ بنی حارث مین سے تھے اور ایسا ہی قصہ میرے بہائی ربعی بن حراش کا بہی ہوا وہ بہی موت کے بعد بولے۔
حدیث۔ عُمیر بن اسودؒ کہتے ہین کہ مین عبادہ بن صامتؓ کے پاس بمقام حمص گیا اونکے ساتھہ اونکی بیوی ام حرام تہین۔ ام حرامؓ نے حدیث بیان کی۔ وہ کہتی ہین کہ مین نے جناب رسولخدا صلعم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ میری امت مین ایک لشکر سب سے اول دریا مین جہاد کریگا۔ اونکے واسطے جنت واجب ہوگئی۔ ام حرامؓ کہتی ہین مین نے عرض کیا۔ اے رسول خدا صلعم مین بہی اونمین ہون۔ فرمایا۔ تم بہی اونمین ہوگی۔ پہر جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ اول لشکر میری امت کا جو قیصر کے شہر مین جہاد کرے گا اونکو خدا نے بخش دیا ہے مین نے عرض کیا۔ کیا مین بہی اونمین ہونگی۔ آپ نے فرمایا نہین۔ ام حرامؓ نے جنگ قبرس مین انتقال کیا انکا واقعہ بیان جنگ مین مذکور ہے۔
حدیث۔ بروایت عبداللہ بن حوالہؓ منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ تم لوگ ایک ایسے شخص پر مجتمع و متفق ہوگے جو سر پہ چادر کا عمامہ باندہے ہونگے اور اوسی وضع سے لوگونسے بیعت لینگے۔ وہ شخص اہل جنت مین سے ہین راوی کا بیان ہے کہ بیعت کے دن جناب عثمانؓ حیرہ کی چادر سر پر لپیٹے تھے

اور لوگ آپکو چارونطرف سے گھیرے ہوئے بیعت کر رہے تھے۔

حدیث۔ عبد اللہ بن حوالہؓ جناب رسولخدا صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا۔ جوشخص تین چیزونسے نجات پائی اوس نے بالکل نجات پائی اور تمام بلاؤنسے محفوظ رہا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ حضرت وہ تین چیزین کون ہین۔ فرمایا۔ میری موت۔ خلیفہ کی شہادت جو خدا کی مرضی پر صابر و شاکر مقتول ہونگے۔ دجال جو قرب قیامت مین خروج کریگا

انبیاے کرام کے بہت دشمن ہوتے آے ہین چنانچہ بعض انبیا علیہم السلام کو اونکی امت نے شہید بھی کیا۔ کفار مکہ جناب رسول خدا صلعم کے جانی دشمن تھے اور سب کا یہی منشار دلی تھا کہ موقع پاکر آپکے دشمنونکو قتل کرین۔ اس بارہ مین مجلسین ہوتی تھین بڑے بڑے لوگ تجویزین اور رائین پیش کرتے تھے مگر جسکا خدا نگہبان ہے اوسکا کوئی کچھہ بگاڑ نہین سکتا۔ مدینہ منورہ مین جب آپ ہجرت کرکے تشریف لاے ہین یہود جانی دشمن رہے۔ ایک یہودی نے بکری کا گوشت پکا کر زہر ملا کر حضور کو کھلا دیا۔ ایک نے آپ پر جادو کیا غرضکہ دشمنون نے اپنے اپنے داؤن چلے مگر حافظ حقیقی نے سب کے شر سے محفوظ رکھا۔ آپنے فرمایا کہ میری موت سے جسنے نجات پائی یعنی میری جان لینے کے درپے نہوا اور مجھکو قتل نہ کیا اوسنے بڑی بلاؤن سے نجات پائی۔ کیونکہ نبی کا قتل آسان کام نہین اور اوسکا عوض دنیا مین کم نہین اور اُس قاتل کی سزا اور قاتلونکی سزا کے مثل نہین۔

دوسری بات خلیفہ کا قتل۔ جناب عثمانؓ کی شہادت مراد ہے اور یہ ارشاد ہے کہ انکے قتل سے بچنا گویا تمام بلاؤن سے بچنا ہے۔

دجال کے فتنے بہت کچھہ ہونگے۔ بڑے بڑے بہک جاوینگے مگر جسکو خدا

محفوظ رکہے اور اوسپر ایمان لاوینگے۔ اللھم احفظنا منه ومن کل الآفات۔

جُبیرؓ بن نفیر کہتے ہین کہ بعد شہادت حضرت عثمان رضؓ کے ہم لوگ حضرت معاویہ رضؓ
کے لشکر مین تہے کعب بن مرّہ نے منبر پر کہڑے ہوکر کہا۔ اگر مین نے جناب رسولخدا
صلعم سے حدیث نہ سنی ہوتی مین ہرگز اس جگہہ نہ کہڑا ہوتا۔ لوگون نے جب حدیث کا
نام سنا سب بیٹہہ گئے اور متوجہ ہوکر سننے لگے۔ کعب بن مرہ نے کہا۔ ہم لوگ
جناب رسولخدا صلعم کیخدمت مین بیٹے تہے کہ اتنے مین جناب عثمان رضؓ ادہر ہوکر نکلی
حضور نے ارشاد فرمایا۔ اس شخص کے زیر قدم سے فتنہ اوٹہیگا اور جو انکی اطاعت
کرے گا وہ راہ راست پر ہوگا۔

یہہ حدیث سنکر ابن حوالہ نے منبر کے پاس کہڑے ہوکر کہا تمنے بہی یہ حدیث انحضرت
صلعم سے سنی ہے قسم خدا کی مین اوس دن اوسی مجلس مین حاضر تہا۔ اگر مجہکو پہلے اس
سے معلوم ہوتا کہ لشکر مین کوئی میرے کلام کی تصدیق کرنیوالا ہے تو مین ہی پہلے
اسکو بیان کردیتا۔

محمد بن سیرینؒ کہتے ہین کہ کوفہ مین ایک شخص نے کہا عثمان رضؓ قتل ہوئے اور
اونکو درجہ شہادت ملا۔ لوگ اونکو پکڑکر حضرت علی رضؓ کے پاس لیگئے اور کہا اگر آپنے
ہمکو قتل کرنے سے نہ منع کیا ہوتا تو ہم ضرور اس شخص کو مار ڈالتے۔ یہہ علی الاعلان کہہ
رہا تہا کہ عثمان رضؓ شہید ہین۔ اوس شخص نے حضرت علی رضؓ سے کہا۔ آپ گواہ ہین اور خوب
جانتے ہین کہ مین جناب رسولخدا صلعم کی خدمت مین گیا تہا اور مین نے سوال کیا
حضور نے مجہکو کچہہ عنایت فرمایا پہر مینے ابوبکر رضؓ کے پاس جاکر اونسے سوال کیا اونہون نے
بہی مجہکو دیا۔ پہر عمر اور بعد اونکے عثمان رضؓ کے پاس گیا اور سوال کیا۔ دونون صاحبون نے

بھی دیا۔ بعدازان مین جناب رسول خدا صلعم کی خدمت مین دوبارہ گیا اور عرض کیا اے رسول خدا۔ دعا فرمایئے کہ خدا مجھکو برکت عطا فرماوے۔ حضور نے فرمایا تجھکو برکت کیون نہوگی تجھکو تو ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہیدون نے دیا ہے یہہ کلمہ حضور نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

ابو عمرو کہتے ہین کہ زرارہ بن عمرو نخعی والد عمرو بن زرارہ کے اپنے قبیلہ کیطرف سے قاصد بنکر جناب رسولخدا کی خدمت مین آے اور عرض کیا کہ اثنائے راہ مین مین نے ایک ہولناک خواب دیکھا ہے۔

آنحضرت۔ کیا خواب ہے بیان کرو۔

زرارہ۔ مین نے یہہ خواب دیکھا ہے کہ مین اپنے گھر ایک گدہی چھوڑ آیا ہون جسنے ایک سیاہ رنگ کا بچہ جسکے سیاہ لب ہین جنا ہے پھر دیکھا کہ زمین سے ایک آگ نکلی اور میری اور میرے بیٹے عمرو کے درمیان آگئی۔ آگ مین سے آواز نکل رہی ہے "لپیٹ نے لیا لپیٹ نے لیا۔ بینا نابینا کسیکو نہ چھوڑا"

آنحضرت۔ کیا تم اپنے گھر اپنی لونڈی حاملہ چھوڑ آے ہو۔

زرارہ۔ ہان۔

جناب رسولخدا۔ اوسنے لڑکا جنا ہے اور وہ تمھارا بیٹا ہے۔

زرارہ۔ سیاہ رنگ کیسے ہوا۔

جناب رسولخدا۔ میرے پاس آؤ۔ کیا تمھارے کسی مقام پر برص ہے اور تم اوسکو چھپاتے ہو۔

زرارہ - قسم اوس ذات کی جسنے آپکو حق کے ساتھہ بھیجا ہے۔ آپ سے پہلے کسی نے اوسکو نہین جانا۔

جناب رسولخدا - بس وہ سیاہی وہی برص ہے۔ آگ کی تعبیر فتنہ ہی جو میری بعد ہوگا

زرارہ - جناب وہ فتنہ کیا ہے۔

جناب رسولخدا - لوگ اپنے امام کو قتل کرینگے اور مسلمانو نمین سخت مخالفت اور پھوٹ پھیل جاویگی - مرد ایماندار کا خون ایماندار پانی سے زیادہ شیرین سمجھیگا - مرد بدکار سمجھے گا کہ وہ اچھا کام کر رہا ہے۔ اگر تم اوسوقت مر گئے تو تمہارا لڑکا وہ زمانہ دیکھیگا اور اگر تمہارا لڑکا مر گیا اور تم باقی رہ گئے تو خود اوس فتنہ کو دیکھہ لوگے۔

زرارہ - حضور میرے واسطے دعا فرمایئے کہ خدا مجھکو ایسے وقت تک دنیا مین نہ رکھے - آنحضرت صلعم نے اونکے حقمین دعا فرمائی -

ابو مریم کہتے ہین کہ مین کوفہ مین تھا - ایک دن جناب امام حسن رضنے مسجد کوفہ مین وعظ کہا اوسمین فرمایا - اے لوگو - مین نے رات کو خواب دیکھا اور عجیب وغریب چیزین نظر سے گذرین - خداوندتعالے کو عرش پر دیکھا - جناب رسولخدا تشریف لائے اور عرش کے پایہ کے پاس کھڑے ہوگئے پھر جناب ابوبکر صدیق رض آئے اور آنحضرت صلعم کے شانہ مبارک پر اپنا ہاتھہ رکھکر کھڑے ہوئے پھر جناب عمر رض آئے وہ جناب ابوبکر رض کے شانہ پر ہاتھہ دھر کر کھڑے ہوئے - پھر جناب عثمان رض اپنے ہاتھہ پر سر رکھے ہوئے آئے اور کہا - خداوندا - اپنے بندون سے دریافت فرما کہ مجھکو کس جرم وخطا مین قتل کیا ہے - بعد اسکے مین نے دیکھا کہ آسمان سے دو پرنالے خون کی

جاری ہوے اور زمین تک وہ خون پہونچا۔

راوی کا قول ہے کہ کسی نے جناب علی رضؓ سے کہا۔ دیکھئے آپکے صاحبزادہ حسن کیا فرماتے ہین۔ آپ نے جواب دیا۔ جو کچھ خواب مین دیکھا بیان کرتے ہین۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ مین جناب رسولخدا کی خدمت مین کچھ کھجور لایا اور عرض کیا۔ آپ ان کھجورونمین برکت کے واسطے دعا فرمایئے۔ حضور اقدس نے وہ کھجورین مجھسے لیکر دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ انکو اپنے توشہ دان مین رکھو جسقدر تمکو ضرورت پیش آوے توشہ دان مین ہاتھہ ڈالکر نکال لیا کرنا لیکن یاد رکھو کھجورونسے بالکل توشہ دان خالی نہ کرنا۔ ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ مین نے وہ کھجورین ایک چمڑہ کی تھیلی مین ڈال دین اور جب ضرورت ہوتی کھجور نکالتا اور کھاتا اور لوگونکو دیتا۔ یہانتک کہ سیرون اور منون کھجورین نکال کر خدا کی راہ مین محتاجونکو دین اور خود کھائین اور لوگونکو کھلائین مگر وہ کھجورین کم نہوئین اور نہ ختم ہونے آئین۔ وہ تھیلی میرے ساتھہ ہر وقت سفر و حضر مین کمر سی بندھی رہتی تھی۔ جس دن حضرت عثمانؓ شہید ہوے ہین دفعتہً وہ کھجورین بالکل ختم ہوگئین چنانچہ اسی بارہ مین ابو ہریرہؓ کا شعر ہے۔

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَلِي الْيَوْمَ هَمَّانِ	هَمُّ الْجِرَابِ وَهَمُّ الشَّيْخِ عُثْمَانَ

آج کے دن سب کو تو ایک ہی غم ہے اور مجھکو دو غمون نے گھیرا ہے۔ تھیلی گم ہوگئی جس سے کھجورین کھاتا تھا جناب عثمانؓ ایسے خلیفہ شہید ہوے۔

صحیح بخاری مین ہے کہ جناب رسول خدا نے چاندی کی مہر بنوائی تھی اور آپ اوسکو پہنے رہتے تھے۔ آپکے بعد جناب صدیقؓ کے ہاتھہ مین رہی اور بعد اونکے حضرت عمرؓ کے

کے پاس اونکے بعد جناب عثمان رض کی ہاتھہ آئی۔ ایک دن جناب عثمان رض چاہ اریس پر بیٹھے تھے اور مہر اونگلی سے نکالکر ہاتھہ مین لیئے ہوے تھے اتفاقاً مہر کنوئین مین جا پڑی۔ لوگون نے تین دن تک ڈہونڈہی۔ کنوئین کا پانی نکالڈالا مگر مہر نملی جس تاریخ کو مہر گم ہوئی نبوت کی برکتین جو زمانہ خلافت راشدہ مین باقی تہین گویا وہ اوٹھہ گیئن

روایت ہے کہ عامر بن ربیعہ شب بیدار تھے۔ جس زمانہ مین کہ جناب عثمان رض محصور تھے یہہ ایک رات کو حسب معمول اوٹھے اور نماز پڑہکر سو رہے۔ خواب مین دیکھا کہ کوئی انسے کہہ رہا ہے۔ اوٹھہ۔ خدا سے دعا مانگ اور اوس سے پناہ طلب کر کہ تجھکو اوس فتنہ سے جس سے اپنے نیک بندونکو بچاتا ہے پناہ دے۔ عامر اوٹھہ بیٹھے اور نماز پڑہی پہر دعا مانگی۔ قدرت خدا سے وہ ایسے بیمار ہوے کہ گھر سے اونکا جنازہ ہی باہر نکلا۔ خداوندکریم نے اونکی دعا قبول فرمائی اور اس پر آشوب وقت مین اونکو شرکت فتنہ و فساد سے محفوظ رکھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہین کہ جناب رسول خدا نے مرض موت مین ارشاد فرمایا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میرے پاس میرے یار و تمین سے کوئی ہوتا۔ ہم لوگون نے عرض کیا۔ کیا ابوبکر صدیق رض کو بلا دین۔ آپ خاموش رہے۔ پہر لوگون نے کہا۔ کیا عمر رض کو آپکی پاس بلا دین۔ حضور نے اسپر بہی سکوت فرمایا۔ پہر ہم نے دریافت کیا۔ کیا عثمان رض کو آپکی خدمت مین حاضر کرین۔ فرمایا۔ ہان۔ لوگ عثمان رض کو بلا لائے صرف عثمان رض جناب رسول کے پاس تھے۔ دونون مین خلوت کردی گئی اور ہملوگ علیحدہ ہو گئے۔ جناب رسول خدا کچھہ فرما رہے تھے۔ ہم لوگ دور سے دیکھتے تھے کہ عثمان رض کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا ہے۔ راوی حدیث کہتے ہین کہ ابوسہلہ مولئے

عثمان رضؓ نے مجھسے کہا کہ جناب عثمان رضؓ نے بروز شہادت یہ فرمایا "جناب رسول خدا نے مجھسے عہد لیا ہے اور مین حضور سے قول کرچکا ہون مین اوسپر قائم ہون اور صبر کرتا ہون" عہد یہی ہوگا کہ باغیون کے کہنے سے خلافت نہ ترک کرنا کیونکہ تم حق پر ہوگے اور وہ ناحق پر۔ تم شہید ہوگے اور قاتل ظالم وجفاکار۔ اپنے بدکردار کی سزا پائینگے۔ اسکی تصریح اکثر احادیث مین بھی آئی ہے۔

احادیث مذکورہ بالاسے جناب عثمانؓ کی خلافت اور آپکی شہادت پوری طور سے ثابت ہے۔ روایات کتب آسمانی اقوال صحابہ کرام سے آپکا خلیفہ برحق ہونا۔ لوگونکا آپ پر ظلم کرنا۔ آپکو خلافت سے علیحدہ کرنے کی تجویز اور اوسپر بلوہ کا قائم ہونا۔ آپکا خلافت پر قائم رہنا یہانتک کہ شہید ہوجانا۔ صاف ظاہر وعیان ہے کسی طرح کا شبہ وشک نہین۔ یہ ضروری بات ہے کہ جو کام اللہ تعالی کے نزدیک مقدر ہوتا ہے پہلے اوسکے اسباب وعلامات ظاہر ہوتے ہین بعد اسکے وہ کام ظہور پذیر ہوتا ہے۔ عادت اللہ اسی طرح جاری ہے اسکے خلاف شاذ ونادر وقوع مین آتا ہی اور یہ بھی معلوم ہے کہ جملہ امور خیر وشر مین جانب اللہ ہین بدون حکم اوسکے کچھہ نہین ہوتا۔ ہان مذہب اہل سنت وجماعت یہ ہے کہ انسان کو عقل وتمیز اختیار فعل و ترک عطا ہوا ہے جسکی وجہ سے مکلف ہے اور جزا وسزای اعمال کا مستحق۔ نیک کا بدلہ نیک اور بد کا بد ہے مطیع کو جنت عاصی کو دوزخ ہے۔ اور یہہ بھی اسکی مشیت پر ہے کہ چاہے اسکے خلاف کرے۔ کرسکتا ہے کون اوسکو روک سکتا ہے۔ اور اوسنے کمال شفقت ورحمت سے وعدہ فرمایا ہے۔ اور اوسکا وعدہ سچا ہے۔ اور ڈرایا بھی ہے۔ لہذا ہم اوسکے رحم وکرم کے امیدوار۔ اور اوسکے غضب سے ترسان ولرزان ہین

اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا	سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آے

جب یہ معلوم ہو گیا تو جاننا چاہیئے کہ جناب عثمان رضؓ کی شہادت بمقتضاے حکمت الٰہی عالم اسباب دنیا مین واقع ہوئی۔ اسکا سبب اختلاف کا پیدا ہونا ہے۔ علم خداوندی مین یہہ امر طے ہو چکا تہا کہ لوگ عثمان پر خروج کرینگے۔ وہ حق پر ہونگے اور لوگ ظلماً اونکو شہید کرینگے چنانچہ اسکے متعلق احادیث سے ہم ثبوت دیچکے جناب عثمانؓ کا اس قتل پر راضی رہنا۔ اسکی نبی حضور صلعم سے تاکید ہو چکی۔ متعدد احادیث اس مطلب کو صاف بیان کرتی ہین۔ آپکے خلیفہ ہونے مین شک نہین یہ امر بہی ہر طرح ثابت ہو چکا ہے۔ خلاصہ یہہ کہ آپ مصائب و تکالیف برداشت کرنے پر مامور تہے۔ آپ پر کسی طرح طعن نہین ہوسکتا کہ جان بچانیکو خلافت دے دیتے۔ معاذ اللہ طمع خلافت مین جان گئی۔ اگر کوئی نافہم۔ دشمن ایمان اس قسم کے شکوک کرے محض اوسکی نادانی ہے۔ مرض تعصب مین گرفتار ہے۔ دین و ایمان سے علیحدہ۔ طریق اسلام سے دور ہے۔ جناب عثمانؓ اس افترا و بہتان سے بالکل مبّرا و پاک ہین آپکا دامن ان عیوب سے صاف و شفاف ہے۔ مسلمان کامل ایمان سے یہہ خیالات و توہمات شیطانی بہت دور ہین۔ غیر مذہب والا بہی جسکو انصاف پسندی منظور ہے اور چشم بصیرت جسکی پر نور ہے ان بزرگون کی نسبت ایسے گمان کبہی نہین کرنیکا۔ اقوال صحابہ کرام سے یہہ بات بہی ظاہر ہے کہ بعد شہادت جناب عثمانؓ علی العموم مسلمانونکو آپکی شہادت کا کس درجہ صدمہ ہوا ہے۔ بعض صحابہ جنکو آپکی شہادت کا علم تہا اور اقوال آنحضرتؐ سے جانتے تہے کہ آپ ضرور شہید ہونگے قبل از وقوع واقعہ شہادت لوگونکو منع کرتے اور ڈراتے تہے کہ عنقریب

زمانہ پر آشوب فتنہ وفساد کا ظہور ہوگا۔ لوگ اپنے امام وقت کی طاعت سے باہر ہو جاوینگے دیکھو ایسے وقت مین اگر ہو سکے تو اپنے امام کی مدد کرنا اور اونکے واسطے جان تک سے دریغ نہ کرنا اگر یہہ نہو سکے تو اپنا ایمان بچانا۔ مخالفین امام کی ہمراہ نہونا کہ دنیا بہی جاے دین بہی برباد ہو خسر الدنیا والآخرہ کے مصداق بنو۔

اب ہم انعقاد خلافت کے متعلق مع اوسکے امور مناسب کے لکہتے ہین اور اس بحث کو ختم کرتے ہین۔

(تعریف خلافت) مسلمانونکی سرداری۔ بذریعہ اشاعت علوم دینی کے دین کا قائم رکہنا ارکان اسلام کا قائم رکہنا۔ اشاعت اسلام مین کوشش کرنا۔ جہاد اور اوسکے متعلق امور کا اجرا۔ تقرر قضات۔ اقامت حدود شرعیہ۔ مظلوم کی دادرسی۔ نیک کام کی ہدایت افعال بد سے روکنا۔ یہہ جملہ امور بطور نیابت جناب رسولخدا انجام دینا۔ اسکو خلافت کہتے ہین

جناب رسولخدا جب مبعوث ہوے خلق خدا کے ساتہہ معاملہ کیا۔ اون مین اپنے تصرفات جاری فرماے۔ ہر کام کیواسطے اپنی طرف سے ایک نائب مقرر کیا۔ اور ہر معاملہ مین کمال اہتمام کیا۔ جملہ معاملات پر نظر اور غور کرنے سے امور کلیہ وجزئیہ کی تلاش وجستجو سے سب کا مآل کار دین کی اقامت نکلتی ہے۔ اقامت دین۔ یہہ ایک ایسا امر کلی عام ہے جسکے متعدد افراد ہین منجملہ اسکے علوم دینی کو ترقی دینا اور اونکو زندہ کرنا ہے۔ اور یہہ امر تعلیم قرآن وحدیث ووعظ وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے۔ ارکان اسلام روزہ۔ نماز حج۔ زکوٰۃ۔ وغیرہ۔ یہہ کام انجام دینا۔ اسکے متعلق جمعہ وعیدین مین خود امامت کرنا۔ ہر محلہ مین پنجگانہ نماز پڑہانیکو امام مقرر کرنا۔ مسلمانونسے زکوٰۃ وصول کرنا تحصیل زکوٰۃ کیواسطے تقرر عامل۔ جناب رسول خدا کا اعلاء کلمۃ اللہ کے واسطے

بلاد کفار پر خود لشکر کشی کرنا یا دیگر صحابہ کو بھیجنا۔ مقدمات۔ معاملات مین خود بہ نفس نفیس فیصلہ کرنا۔ تصفیہ مقدمات کیواسطے دیگر بلاد و مواضع مین قاضی مفتی مقرر فرمانا۔ یہہ سب کام جناب رسول خدا نے کیئے اور یہی جملہ امور آپکے بعد خلفاء راشدین کے منصبی کام تھے یہہ جملہ امور عہد خلافت راشدہ مین کامل طور پر انجام پاتے رہے بعد اسکے سستی و کاہلی پیدا ہو چلی اور خلافت کی جگہہ امارت سلطنت حکومت رہگئی۔

خلیفہ ہونیکی شرائط یہہ ہین کہ مسلمان ہو۔ عاقل بالغ۔ مرد۔ آزاد اور یہہ امور ظاہر ہین متکلم سننے والا دیکھنے والا۔ یہہ اسواسطے شرط ہین کہ خلیفہ کا کام یہہ ہے کہ دوسرون پر حکم کرے اپنے مطلب کو اپنی زبان سے اچھی طرح بیان کر سکے۔ مدعی مدعا علیہ کو دیکھے دونون مین باہم امتیاز کرے۔ اونکا بیان و دعوی سنے اور یہہ کام بدون سلامتی اعضا کے اچھی طرح نہین ہو سکتے۔ خلیفہ شجاع بہادر دلیر ہو۔ ضرورت کیوقت راسے ٹھیک دے سکے۔ جفاکش اور محنتی ہو۔ آرام طلبی تن آسانی نہ چاہے۔ عادل ہو یعنی کبیرہ گناہون سے محترز صغیرہ گناہون پر اصرار کرنے والا نہو۔ صاحب مروت ہو۔ مجتہد ہو۔ اجتہاد کی قوت اور مرتبہ اوس شخص کو حاصل ہوگا جو علم قرآن و حدیث و علم عربی و علم طریق استنباط مسائل وغیرہ اور جو اسکے متعلق ہین جانتا ہو۔ یہہ ضرور نہین کہ خلیفہ مجتہد مستقل ہو بلکہ یہہ مراد ہے کہ بزرگان دین کے مذہب اور طریق سے واقف اور ہر مسئلہ کو اوسکی دلیل سے سمجھتا ہو۔ اگرچہ مقلد ہو مگر علوم مذکورہ سے واقف ہو خط و کتابت بعض کے نزدیک شرط نہین کیونکہ جناب رسولخدا اُمّی تھے مگر اس مسئلہ مین تحقیق یہہ ہے کہ آنحضرتؐ پر قیاس نہ کرنا چاہیئے کیونکہ فی زمانہ بدون تحریر کے بہت بڑا نقصان واقع ہوتا ہے اور کیسا ہی الشان قابل کیون نہو لکھنا نہ جانتا ہو کس قدر

اوسکا احتیاج ہوتی ہے اور لوگونکی نظر ونمین کسدرجہ بے اعتبار ہوتا ہے۔

جس شخص مین شرائط مندرجہ بالا پائی جاوین بیشک مستحق خلافت ہے۔ اگر مسلمان اوس شخص کو بالاتفاق خلیفہ کرین خلافت کا اہل ہے دیگر اہل اسلام پر اوس کی اطاعت واجب ہے اور اگر کوئی ایسا شخص خلیفہ کیا جاوے جسمین شرائط مندرجہ نہین اور اہل خلافت نہین توجن لوگون نے خلیفہ کیا گناہ گار ہین اوسکی اطاعت بہی لازم و واجب نہین ہے۔ اگر غیر اہل خلافت زبردستی خلیفہ بن جاوے اور کچہہ لوگ اوس کے ساتہہ اتفاق کرکے اوسکی خلافت گوارا کرین تو اس صورت مین احکام جو کہ موافق شرع کے ہین نافذ و جاری ہونگے لیکن حکم خلاف شرع نہ مانا جاویگا۔ حتی الامکان لوگونکو مناسب ہے کہ اوسکی اطاعت کرین اور اوسکو خلافت سے معزول نہ کرین کیونکہ اس صورت مین اختلاف۔ جنگ وحرب وضرب کا خوف ہے۔ حتی الوسع مسلمانون کو اس سے پرہیز واجب ہے۔

جو شخص جامع شرائط خلافت ہو اوسکی خلافت چار طرح سے منعقد ہوتی ہے اور وہ مسلمانونکا خلیفہ اور اونکا حاکم ہوتا ہے۔

طریق اول مسلمانونمین جو لوگ ذی وجاہت و ذی مرتبہ ہین جیسے علما۔ قاضی۔ امرائے شہر۔ رؤسائے ملک وغیرہ۔ یہہ لوگ باتفاق اسکی خلافت منظور کرین اور اوس سے بیعت کرلین۔ جناب فاروقؓ کا قول ہے۔ فمن بایع رجلا علی غیر مشورۃ من المسلمین فلا یبایع ھو والذی بایعہ تغرۃ ان یقتلا۔ ترجمہ جس کسی نے بغیر صلاح ومشورہ واتفاق مسلمانونکے بیعت خلافت کی ایسے شخص کی بیعت نہ کی جاوے اور ایسے بیعت لینے والے اور بیعت کرنیوالیکو خوف ہے کہ دونون

قتل کیے جاوین۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بغیر اتفاق عمائد اہل اسلام بیعت منعقد نہوگی اور خوف ہے کہ ایسا خلیفہ اور اوسکے مرید دونون مارے جاوین۔ جناب صدیق اکبر کی خلافت اسی قسم کی ہے کہ اکابر مہاجرین وانصار مدینہ نے آپکی خلافت کو منظور کیا اور بطیب خاطر و باتفاق تمام آپسے بیعت کی۔

طریق دوم استخلاف۔ خلیفہ عادل جو باتفاق اہل اسلام خلیفہ ہوا ہے اپنی خوشی اور تجویز سے اپنی جگہہ پر دوسرے شخص کو جو کہ اہل خلافت سے ہے جانشین کردے اور لوگونپر ظاہر کردے اور سبکو اوسکی اطاعت کی وصیت کر جاوے ایسا شخص خاص ہو جاویگا اور خلافت کا مستحق سمجھا جاویگا۔ جملہ مسلمانونکو چاہیئے کہ اسکو خلیفہ کرین چنانچہ جناب فاروق اعظم کی خلافت اسی طریق سے ہے۔ حضرت صدیق رضہ نے قبل وفات لوگونپر ظاہر فرمایا اور آپکی خلافت پر سب کو متفق کردیا تھا۔

طریق سوم شوریٰ۔ خلیفہ اپنی زندگی مین کہہ جاوے کہ میرے بعد خلافت فلان فلان اشخاص مین سے کسیکو ہونا چاہیئے۔ خاص ایک کا نام نہ لے بلکہ دس یا پنچ اشخاص کو جو قابلیت واہلیت خلافت رکھتے ہون نامزد کرکے کہے کہ انمین سے کسیکو خلیفہ کردینا۔ اس صورت مین جو اہل شوریٰ ہین بعد وفات خلیفہ وقت کی اپنی رائے و تجویز سے باتفاق واجتماع ایک کو خلیفہ کردین اور اوسکے ہاتھہ پر سب بیعت کرین جناب عثمان رضہ کی خلافت اسی طریق سے ہوئی۔ جناب فاروق رضہ نے چھہ صاحبونکو منتخب فرمایا اور شایع کردیا کہ انکی رائے سے ایک صاحب انہین مین سے خلیفہ کیے جاوین چنانچہ بعد شہادت جناب فاروق اعظم رضہ مجلس شوریٰ منعقد ہوئی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضہ منصرم قرار دیئے گئے اور اونکی تجویز وتشخیص پر سب نے اتفاق

کر کے جناب عثمان رضؓ سے بیعت خلافت کی۔

طریق چہارم استیلا۔ جب خلیفہ وقت انتقال کرے اور کوئی شخص مدعی خلافت ہو کر بغیر استخلاف و بیعت خلیفہ بن بیٹھے اور کچھہ لوگونکو جمع کر لے۔ وہ اسکے ساتھی ہو جاوین خواہ یہہ شخص نیا خلیفہ بزور متسلط ہو جاوے یا اپنی تقریر وجادو بیانی سے عوام کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنا دے یا روپیہ کے طمع سے لوگ اوسپر گرویدہ ہو جاوین اس صورت مین بہی وہ شخص خلیفہ ہو جاویگا۔ مسلمانونپر واجب و لازم ہے کہ شرع کی موافق احکام اوسکے مانین اور درصورت خلاف شرع اوسکی اطاعت واجب نہین۔ یہہ استیلا سے خلیفہ دو قسم ہے۔ جو شخص خود خلیفہ بن بیٹھا ہے اگر خلافت کا اہل ہے اور ہر طرح سے شروط خلافت اسمین متحقق ہین اور اوسکی غرض یہہ ہی کہ مسلمانونسے اختلاف و نزاع اوٹھہ جاوے بغیر اسکے کہ کسی فعل حرام کا ارتکاب کرے حکمت عملی و تدابیر مناسب سے دعوی خلافت کرے اور لوگونکو اپنی سے راضی کر لے تو اس قسم کی خلافت جائز ہے۔ کوئی مضائقہ نہین نہ کوئی گناہ ہے۔ کیونکہ اسکی نیت رفع فساد و صلاح اہل اسلام ہے اور خود بہی مستحق ہے۔ جناب معاویہ رضؓ کی خلافت بعد جناب علی رضؓ کے حضرت امام حسن رضؓ سے صلح کر کے لے لینا اسی قسم کی ہی دوسری قسم استیلا یہہ ہے کہ مدعی خلافت نا اہل ہو۔ کسی طرح کا استحقاق خلافت اوسکو نہین اور جنگ و جدال سے لوگونکو مجبور کر کے خود غالب آکر تخت خلافت پر بلیٹھہ جاوے۔ یہہ خلافت جائز نہین۔ ایسا فعل کرنیوالا گنہگار ہے۔ تاہم اہل اسلام کو اوسکے احکام جو موافق شرع کے ہین ماننا چاہیئین۔ ایسے خلیفہ کی عامل اگر زکوۃ وصول کر لینگے صاحب نصاب کے ذمہ سے زکوۃ ادا ہو جاویگی۔ اوسکے زمانہ کے قاضی جو حکم

کرینگے وہ حکم بہی نافذ ہوجاویگا اگر یہہ خلیفہ جہاد کفار پر کرے مسلمان اوسکے ہمراہ جہاد کرسکتے ہین۔ یہہ خلافت بضرورت وقت منعقد ہوجاویگی کیونکہ خلیفہ کے معزول کرنے مین مسلمانونکی جانین ہلاک ہونگی۔ قتل وخونریزی کا بازار گرم ہوگا اور پہر انجام کار معلوم نہین کہ کیا ہو مسلمان اپنی مراد کو پہونچین یا نہین۔ اس خلیفہ کو نکال دین یا نہ نکال سکین۔ اسکے بعد دوسرا خلیفہ خدا جانے کیسا ہو ممکن ہے اس سے بہی بدتر ہو۔ پس امید موہوم پر فتنہ وفساد کا مرتکب ہونا جائز نہین ہے۔ عبدالملک بن مروان اور خلفاء بنی عباسیہ مین جو پہلے خلیفہ ہوے اونکی خلافت اسی قسم کی ہوئی۔

خلاصہ یہہ کہ اگر کوئی شخص جامع شرائط خلافت ہو اور اوس جیسا دوسرا تہو یا اوس زمانہ مین اور بہی لوگ اہل خلافت ہین مگر ایک شخص سب سے افضل ہے ایسے شخص کی خلافت انہین طریق مذکورہ سے ہوسکتی ہے کیونکہ بدون تسلط کے یا بیعت اکابر اہل اسلام کے نزاع وخلاف رفع نہوگا دوسرے مدعی اپنے اپنے دعوی سے باز نہ رہین سگے۔

جناب علی مرتضیٰ کی خلافت اقسام اربعہ مین سے کس قسم کی ہی اس باب مین علما کی اقوال مختلف ہین۔ اکثر علما کا قول ہے کہ آپکی خلافت بیعت اکابر مہاجرین وانصار مدینہ سے منعقد ہوئی اور آپ خلیفہ ہوگئے۔ اکثر خطوط جناب علی رضؓ کے جو آپنے اہل شام کو لکھے لکے ہین اوس سے یہہ امر صاف ظاہر ہوتا ہے۔ لہذا آپکی خلافت از قبیل طریق اول خلافت ہے بعضے کہتے ہین کہ آپکی خلافت بطریق شوریٰ ہے کیونکہ بعد شہادت جناب فاروق رضؓ مجلس اہل شوریٰ مین یہہ امر طے ہوچکا تہا کہ خلیفہ جناب عثمان رضؓ ہون یا جناب علی رضؓ ہون۔ جب جناب عثمانؓ باقی نہ رہے آپ خلافت کیواسطے متعین ہوگئے۔ بعض کا قول ہے کہ

خلافت جناب علیؓ نص سے ثابت ہے اور یہی قول اخیر مختار اور محقق ہے۔ کثرت احادیث فضائل بھی شاہد ہین بلکہ اکثر احادیث سے صریح یہی حکم نکلتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ مرجع والمآب۔

وجہ لقب ذی النورین رضہ

ابن اثیر کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کو ذی النورین کہنے کی وجہ یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی دو صاحبزادیان بی بی رقیہؓ و ام کلثومؓ یکے بعد دیگرے آپکے عقد مین آئی تہین۔ اس مضمون کی حدیث فضائل مین بھی گذر چکی۔ مورخین کا قول ہے کہ یہ ایک ایسی دولت ہے جو کسی پیغمبر کی امت مین سے بجز جناب عثمانؓ کے کسیکو نصیب نہین ہوئی کہ پیغمبر کی دو بیٹیان اوسکے نکاح مین آئی ہون۔

بعض کے نزدیک کثرت شب بیداری اور روزہ رکہنے سے ذی النورین لقب پایا کیونکہ روزہ و نماز دو نور ہین اور قیامت کے دن آپکی دونون جانب داہنی بائین نور ہوگا

بعض یہہ سبب بیان کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ کا نسب دونون جانب یعنی پدری و مادری سلسلہ سے جناب رسول خدا صلعم سے ملتا ہے اور بہت قریب کا رشتہ جناب رسولخدا سے ہوتا ہے کیونکہ جناب عثمانؓ کی نانی بیضا بنت عبد المطلب جناب رسول خدا کی پہوپہی ہین اور اونکی بیٹی اروی والدہ جناب عثمان آپکی پہوپہی زاد بہن تو جناب عثمانؓ آنحضرت صلعم کے بہانجہ ہوے اور عفان بن ابی العاص جناب رسول خدا صلعم کے چچازاد بہائی تہے اس طرف سے جناب عثمانؓ بہتیجہ ہوے۔

خصائص و اوصاف قبل اسلام

جناب عثمانؓ کی قدرتی طور سے فطرت سلیمہ ایسی واقع ہوئی تھی کہ جسکی وجہ سے قبل از اسلام آپ اکثر امور جاہلیت سے محترز رہے۔ آپنے اسلام سے پیشتر اپنے اوپر شراب حرام کر لی تھی۔ زنا کبھی نہین کیا۔

ایک روایت مین ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور جناب عثمانؓ دونون نے زمانہ جاہلیت مین شراب حرام کر لی تھی۔ چنانچہ خود جناب عثمانؓ نے بلوہ کے روز مجمع مین لوگونکو سنا کر فرمایا کہ مین نے نہ زمانہ جاہلیت مین اور نہ بعد اسلام کے کبھی زنا کیا۔ اسکے جواب مین کسی نے بھی انکار نہ کیا اور نہ آپکے قول کی تردید کر کے آپ کے بیان سے اختلاف کیا۔

فیاضی و سخاوت

زمانہ جاہلیت اور اسلام مین حضرت عثمانؓ کی ثروت قریش مین ایسی نہ تھی کہ جس سے بلاامتیاز ہر صغیر و کبیر غنی و فقیر مستفیض نہ ہوا ہو۔

زمانہ جاہلیت کی آپکی فیاضیان۔ سخاوت۔ صدقات۔ خیرات کا لکھنا بھی فضول ہے اور تلاش کرنیسے اسکا پتہ بھی کم ملیگا۔ لیکن اسلام مین جو جو فیاضیان و سیر چشمی کے کارنمایان آپنے کیئے وہ آپکی سخاوت اور دریادلی کی ایک بے مثل نظیر ہے۔

طبری مین لکھا ہے کہ جناب عثمانؓ اپنے زمانہ خلافت مین ہر سال حج کو جاتے تھے اور مقام منا مین آپکا خیمہ نصب ہوتا تھا۔ جبتک آپ حاجیون کو کھانا نہ کھلا لیتے لوٹ کر خیمہ مین نہ آتے تھے یہہ جملہ مصارف خاص اپنے مال سے ادا کرتے تھے

بیت المال سے اسکو کچہہ تعلق نہ تہا۔

مسجد نبوی کی توسیع و تعمیر بحکم جناب رسول اللہ صلعم جناب عثمان رضؓ نے ہی کی۔ یہہ کام بہی آپکے جود و سخا کا ایک نمونہ ہے۔ جب آنحضرت صلعم مدینہ منورہ مین تشریف لاکر سکونت پذیر ہوے ایک چہوٹی سی مسجد بنائی گئی۔ کہجور کے تنے کاٹ کاٹ کر دیوار قائم کی۔ اوسکی تانون وغیرہ کی چہت بنائی۔ جب اسلام نے ترقی کی اور مسلمان روز بروز زیادہ ہوتے گئے مسجد نمازیون کے واسطے ناکافی ہوئی۔ آنحضرت صلعم نے ایک روز کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا اور اوسمین بیان فرمایا کہ جو شخص فلان فلان لوگونکے مکانات جو مسجد سے ملحق ہین خریدکر ہماری مسجد مین شامل کر دیگا اللہ تعالیٰ اوسکے واسطے جنت مین گہر تیار کریگا اور اوسکو بخش دیگا۔ جناب عثمان رضؓ نے وہ مکانات بیس ہزار یا پچیس ہزار کو خرید کیے اور مسجد مین شامل کر دیے۔

آنحضرت صلعم کے عہد مبارک سے جناب فاروق رضؓ کے زمانہ خلافت تک مسجد نبوی کی چہت کہجور کی لکڑیون اور تانونکی ہی تہی۔ صحن خام تہا۔ ایام بارش مین جب مدینہ منورہ مین پانی برستا تہا بارش موقوف ہونے پر بہی مسجد نبوی مین دو ایکدن تک چہت ٹپکتی رہتی تہی جس سے نمازیونکو سخت تکلیف ہوتی تہی۔ عہد خلافت جناب فاروق مین جناب عثمان رضؓ نے حضرت فاروق رضؓ سے مسجد پختہ کرنے اور چہت و صحن پختہ بنوانیکو کہا۔ جناب عمر فاروق رضؓ نے جواب دیا کہ بیت المال مجاہدین اور غازیان اسلام کا حق ہے اور انکے مصارف کے واسطے ہے نہ مسجد کے صحن و چہت پختہ بنوانیکے لیے جس حالت مین کہ مسجد نبوی آنحضرت صلعم اور اونکے خلیفہ کے زمانہ مین تہی مین بہی اوسی حالت پر رکہونگا اگر نمازیونکی تکلیف کا خیال ہے تو اپنے صرف سے

بنوادی" اسوقت تو جناب عثمان رضؓ بپاس ادب خلیفہ وقت خاموش رہے لیکن جب آپکا دور خلافت آیا تو آپنے اپنے خاص روپیہ سے مسجد نبوی کی چہت۔ صحن اور دیوارین پختہ بنوادین۔

آنحضرت صلعم کے عہد فیض عہد مین صرف ایک کنوان مدینہ منورہ مین بیر رُومہ تہا جسکا پانی تمام اہل مدینہ پیتے تہے۔ یہہ کنوان مسجد قبلتین سے شمال کے جانب تہا اور اسکا مالک ایک یہودی تہا جو قیمت سے پانی دیتا تہا۔ مسلمانونکو سخت تکلیف تہی۔ جو اہل استطاعت تہے وہ تو پانی مول لیکر پی لیتے تہے مگر جو صحابہ غریب و مفلس تہے اونکا گذران کہاری پانی پر تہا۔

آنحضرت صلعم نے ایک روز اسکی بابت خطبہ فرمایا۔ جناب عثمان رضؓ نے پینتیس ۳۵ ہزار کو وہ کنوان خرید کر وقف کردیا۔

علاوہ اس فیاضی اور سیر چشمی کے صدقات و خیرات مین جناب عثمان رضؓ کا ہاتہہ بہت کہلا ہوا تہا۔ کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جود و سخا مین جو مرتبہ جناب عثمان رضؓ کو حاصل ہے کسیکو کم نصیب ہوا ہوگا۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ جناب ابوبکر صدیق رضؓ کے عہد خلافت مین ایک سال قحط پڑا۔ جملہ اہل مدینہ تنگ حال ہوے۔ فاقہ پر فاقے ہونے لگے۔ جناب صدیق اکبر رضؓ نے فرمایا "عنقریب تمہارے واسطے کشود کار ہونے والی ہے تم لوگونکو کل شام نہ ہونے پاویگی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تنگی دفع کردیگا"

دوسرے دن صبحکو ایک شخص خوشخبری لایا اور کہا۔ جناب عثمان رضؓ کے ایک ہزار اونٹ غلہ کے لدے ہوے گیہون اور دیگر اناج سے بہرے ہوی آتے ہین۔

آج صبح کو سوداگر غلہ فروش مدینہ والے حضرت عثمان رضؓ کے گھر گئے اور دستک دی جناب عثمان رضؓ ایک چادر اوڑھے ہوئے گھر سے باہر نکل آئے اور تاجروں سے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا۔ کیا ارادہ ہے۔ سب تاجروں نے بالاتفاق حضرت عثمان کیخدمت میں عرض کیا۔ جناب۔ ہم نے سنا ہے کہ ایک ہزار اونٹ بار گیہوں اور غلہ آپکا آیا ہے آپ اوسکو ہمارے ہاتھ فروخت کر ڈالئے تاکہ فقراء مدینہ کی تنگی رفع ہو اور وہ ہم لوگو غلہ خرید کر اپنے کہانے میں صرف کریں۔

جناب عثمان رضؓ نے تاجروں کو گھر کے اندر بلا کر دکھلایا کہ ایک ہزار انبار غلہ کے گھر میں موجود ہیں پھر تاجروں سے اس طرح مخاطب ہوئے۔

عثمان رضؓ۔ تم لوگ شام کی خرید پر کسقدر نفع مجھکو دوگے۔

تجار۔ دس کے بارہ۔

عثمان رضؓ۔ اتنا نہیں۔ کچھہ اور زیادہ دو۔

تجار۔ دس کے چودہ لو۔

عثمان رضؓ۔ اور بڑھو۔

تجار۔ اچھا دس کے پندرہ لو۔

عثمان رضؓ۔ ابھی کچھہ اور بڑھو۔

تجار۔ چونکہ ہم لوگ تجار مدینہ ہیں اسواسطے اسقدر بڑھا دیا۔ دوسرا اس سے زیادہ کیا اسقدر بھی نہ دیگا۔

عثمان رضؓ۔ تم مجھکو ایک درم پر دس نفع کے دوگے؟

تجار۔ نہیں جو کچھہ کہہ دیا ہے اوس سے زیادہ اور نہ دینگے۔

عثمانؓ - اے گروہ تجار۔ تم سب گواہ رہنا کہ یہہ تمام غلہ فقراء مدینہ کے لئے صدقہ ہے اور یہہ سب اونہین لوگونکے واسطے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو اس قصہ کے راوی ہین بیان کرتے ہین کہ جب مین اس شبکو سویا تو مین نے خواب مین دیکہا کہ آنحضرت صلعم ایک گھوڑے پر سوار نورانی لباس زیب بدن فرماے عجلت کے ساتہہ تشریف لئے جاتے ہین۔ مین نے بڑہکر عرض کیا۔ میرے مان باپ آپ پر قربان ہون مجہے آپکی زیارت کا ازبس اشتیاق تہا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ مجہکو جانیکی عجلت ہے کیونکہ عثمان نے ایک ہزار انبار شتر غلہ خدا کی راہ مین محتاجین وفقراء مدینہ کو صدقہ کیا ہے۔ اللہ جل شانہ نے اوسکو قبول فرمایا ہے اور جنت مین ایک عروس کیساتہہ اونکا عقد کیا ہے مین اونہین کے عقد مین جارہاہون اللہ اکبر۔ کیا شان تہی۔ اللہ تعالی نے جیسا جناب ذی النورینؓ کو مالدار کیا تہا ویسا ہی اونکو فیاض۔ سیر چشم۔ دریادل ہی بنایا تہا۔ قحط اور اسقدر فیاضی کہ تجار مدینہ دس کے پندرہ دین اور آپ اس نفع کثیر کو قبول نہ فرماوین پہر تمام غلہ فقراء مدینہ پر خدا کی راہ مین تقسیم کردین۔ کیا کوئی نظیر اسکی مل سکتی ہے۔

عتاق

عتاق کے معنے ہین لونڈی غلام خدا کی راہ مین آزاد کرنا۔ جب سے حضرت عثمانؓ اسلام لاے تہے آپکا معمول تہا کہ ہر جمعہ کو ایک غلام ضرور فی سبیل اللہ آزاد فرمایا کرتے تہے۔ اگر کسی جمعہ کو اتفاقاً غلام آزاد کرنیکی نوبت نہ آتی تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد کرتے تہے۔ زمانہ محاصرہ مین بہی جناب عثمانؓ نے بہت سے غلام جو شام سے آے تہے خدا کیواسطے آزاد کئے۔

سادگی وضع ۔ تواضع

جناب عثمانؓ کے مزاج مین باوجود دولت وثروت دنیوی کے بیحد سادگی تھی شرحبیل بن مسلم کا بیان ہے کہ عثمانؓ اپنے مہمانونکی بڑی خاطر داری فرماتے نفیس کھانا کھلایا کرتے تھے ۔ آپ خود اکثر اوقات شہد اور زیتون کا تیل کھایا کرتے تھے ۔ کبھی کبھی محض بھنے گوشت اور سرکہ پر اکتفا کر لیتے تھے ۔

عبد اللہ بن شدّاد کہتے ہین کہ مین نے جناب امیر المومنین عثمان ذی النورین کو اونکے عہد خلافت مین جمعہ کے دن خطبہ پڑہتے دیکھا ہے ۔ آپکا لباس اوسوقت جو زیب بدن تھا صرف چار درم یا پانچ درم کا قیمتی تھا ۔ درم تقریبًا ساڑھے تین آنہ کا ہوتا ہے ۔

جناب امام حسنؓ بن علیؓ سے کسی نے سوال کیا ۔ ”جناب عثمانؓ کی چادر کیسی تھی“

حسنؓ ۔ قطری تھی ۔ (ایک قسم کا کپڑا ہے)

سائل ۔ اوسکی قیمت کیا تھی ۔

حسنؓ آٹھ درم ۔

سائل ۔ آپ کرتہ کیسا پہنا کرتے تھے ۔

حسنؓ سنبلانی ۔ (دراز ۔ یا منسوب ہے ایک مقام کیطرف جو روم کے نواح مین ہے)

سائل ۔ کس قیمت کا تھا ۔

حسنؓ آٹھ درم کا ۔

پھر جناب حسنؓ نے فرمایا ۔ اونکی جوتیان وسط سے کٹی ہوئین اور باریک تسمہ دار تھین ۔

نیز بروایت حسنؓ آیا ہے کہ امیر المومنین جناب عثمانؓ ایک مرتبہ مسجد نبوی مین ایک

چادر اپنے سرہانے رکھے ہوئے آرام فرمارہے تھے۔ لوگ مسجد مین آتے جاتے تھے اور یکے بعد دیگرے آپسے ملتے جاتے تھے۔ جب کوئی آتا آپ اوٹھہ کر بیٹھہ جاتے اور جب وہ چلاجاتا آپ پہر لیٹ رہتے تھے۔ اور جب کوئی آپ سے ملنے آتا تو اوٹھکر بیٹھہ جاتے اور اوسکو اپنے برابر بٹھا لیتے تھے۔

ایک روایت مین آیا ہے کہ جناب عثمانؓ اپنے زمانہ خلافت مین اکثر دوپہر کا کھانا کھا کر مسجد نبوی مین قیلولہ کیا کرتے تھے۔ جب اوٹھتے تھے تو آپکے شانو نپر سنگریزو نکے نشان نمایاں ہوتے تھے۔

ابو الفرات کہتے ہین کہ حضرت عثمانؓ کا ایک غلام تھا اوس سے آپ فرماتے تھے "مین نے ایک روز تیری گوشمالی کی تھی تو مجھہ سے اوسکا قصاص لے لے" پہر جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ اشد دیا حبذا القصاص فی الدنیا لا قصاص فی الآخرۃ۔ ترجمہ۔ زور سے کان دبا۔ دنیا مین بدلہ اور قصاص اچھا ہے نہ آخرت کا قصاص اور بدلہ۔

سیاست

کتب سیر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے اور اوراق گردانی تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب عثمان کو امور سیاست (حکمرانی) مین ملکہ کامل اور مہارت تام حاصل تھی۔ اسمین کوئی تعجب بہی نہین کیونکہ آپنے جناب رسول خدا کا زمانہ دیکھا۔ جناب صدیق اکبر کے عہد خلافت کو خوب دیکھا بہالا۔ جناب عمر فاروقؓ کے ساتھہ ساتھہ رہے۔ کثرت واقعات اور تجربوں نے نظر وسیع ہوگئی۔ مدت دراز تک نظم ونسق پر غور کرنے کا موقع ملا۔ پہر ایسے شخص کو جو ایک مدت دراز تک انہین کاموں مین رہا امور سیاست مین مہارت

کامل ہونی ہی چاہیئے۔ علی الخصوص جناب عثمانؓ ایسے شخص کو اگر ان امورمین کمال حاصل ہوا تو کیا عجب ہے۔ لیکن چونکہ آپکے عہد خلافت مین مخالفین کی کثرت اور اونکی نکتہ چینی اور زبان درازی عام ہوگئی تہی اور ہر شخص بلالحاظ مراتب ایک اعتراض کرنے کو مستعد تہا اور ہر عامی شخص قطع نظر اپنے مرتبہ کے منہ زوری پر آمادہ تہا جسکو دیکہو مخالفت پر تلا ہوا تہا اسوجہ سے جناب عثمانؓ کے انتظامات اور امور مصالح مناسب مستتر و مخفی رہ گئے۔ آپکو موقع اسکا نہ ملا کہ زبان طاعنین روک کر ادہر متوجہ ہوتے تاہم باوجود ان سب موانع کے جو فتوحات آپکے عہد خلافت مین حاصل ہوئین یہہ آپکے حسن انتظام کی کافی دلیل ہے۔ اور ایسے زمانہ پرآشوب مین استقلال وتحمل کو ہاتہہ سے نہ دینا آپ ہی کی ہمت مردانہ کا کام تہا۔

آپنے اپنی عہد خلافت مین روزینہ۔ کپڑے۔ گہی۔ شہد۔ تقسیم کرنیکے دن مقرر کئے تہے حضرت حسن بن علیؓ کہتے ہین کہ مین نے جناب عثمانؓ کے منادی کو دیکہا ہے وہ کہہ رہا تہا۔ اے لوگو کل صبح اپنے اپنے وظائف لینے آنا۔ صبح کو دیکہا کہ جوق جوق لوگ جاتے تہے اور وظائف لاتے تہے۔ پہر شام کو منادی بآواز بلند کہتا تہا۔ دو کل صبح کو اپنے روزینہ لینے آنا۔ پہر صبحکو گروہ گروہ جاتے اور پوری طور سے روزینہ لاتے تہے۔ پہر مین نے آپکے منادی کو سنا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے وو کل صبح کو کپڑے لینے آنا۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی لوگ کپڑے لینے جمع ہو جاتے تہے۔ اسی طرح گہی اور شہد بہی دوسری صبح کو جا کر لاتے تہے۔

پہلا حادثہ جو آپکے عہد خلافت مین پیش آیا یہہ تہا کہ عبید اللہ بن عمرؓ نے ہرمزان عجمی و حفینہ نصرانی وغیرہ کو اس شبہ سے قتل کر ڈالا کہ یہہ لوگ جناب فاروق اعظمؓ کی

شہادت مین شریک تہی اور انکے صلاح ومشورہ سے فیروز ابولولو نے جناب فاروق رضؓ کو شہید کیا ہے۔

جناب عثمان رضؓ کے سامنے جب یہ مقدمہ پیش ہوا آپنے صحابہ سے اس باب مین راے لی۔ کسی نے قصاص تجویز کیا۔ کسی نے کچھہ کہا۔ کوئی قصاص لینے کے خلاف تہا غرضکہ ہر طرف سے کشاکش شروع ہوئی۔ آپنے ایک رقم کثیر اپنی جیب خاص ذاتی مال سے اولیاے مقتول کو خونبہا مین دیکر جس طرح ممکن ہوا اس خصومت وفتنہ کو مسلمانون کے سر سے ٹالا۔ عقل سلیم اور راے مستقیم اس سے بہتر فیصلہ اور کیا کرسکتی ہے

جسوقت جناب عثمان رضؓ نے فتح افریقہ کا قصد کیا توبنظر مصالح بعض امور سیاست عمرو بن العاص کو معزول کیا اور بجاے اونکے عبداللہ بن سعد بن ابی السرح کو مصر کا والی اور حاکم مقرر کیا۔ مال غنیمت سے خمس الخمس دینے کا وعدہ کیا اور اونکو جانب افریقہ روانہ فرمایا۔ لوگون نے اس عزل ونصب کو محل بحث قرار دیکر آپکی راے صائب پر نکتہ گیری کی۔ لیکن جب اس عزل ونصب سے افریقہ واندلس مفتوح ہوگیا تو آپکی راے صائب وتجویز مناسب مین حرف گیری کرنا یا آپکے امور سیاست پر طعن کرنا اپنی ہی سخافت راے ظاہر کرنا ہے۔

جناب عثمان رضؓ کے امور سیاست مذہبی کے متعلق یہہ امر تہا کہ بروز جمعہ اذان ثانی مقرر فرمائی۔

بیہقی نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ زمانہ آنحضرت صلعم مین اور نیز عہد خلافت جناب ابوبکر صدیق رضؓ وعمر فاروق رضؓ مین جمعہ کی اذان اوسوقت ہوتی تہی جب امام ممبر پر خطبہ پڑہنے جاتا تہا جناب عثمان رضؓ کے دور خلافت مین جب لوگونکی کثرت

ہونے لگی توآپ نے اذان ثانی کا حکم دیا چنانچہ اوسیوقت سے یہہ اذان دیجاتی ہے اور ابتک دستور ہے۔

علامات حرم کی تجدید۔ جدہ کو ساحل بحر مقرر کرنا۔ امت محمدیہ کو ایک مصحف پر متفق کرنا مسجد نبوی کی تعمیر اور اوسکو پختہ بنوانا۔ غرضکہ جناب عثمان رضؓ نے سیاست ملکی ومذہبی مین ایسے ایسے امور نفع رسان اختراع کیے ہین کہ جسکی نظیر بدقّت تلاش وتجسس سے ملیگی۔

طاعات وعبادات جناب عثمان ذی النورین رضؓ

صیام

آپکے روزونکے نسبت مورخین کا قول ہے کہ اکثر اوقات عزیز آپکی روزونمین گذرتی تہی کبھی ایسا ہوتا تہا کہ تمام سال مین آپ متواتر روزہ رکہا کرتے تہے بعض مورخین کا بیان ہے کہ آپ صائم الدہر تہے۔

ایک لونڈی آزاد کردہ جناب عثمان رضؓ سے روایت ہے کہ آپ ہمیشہ روزہ رکہا کرتے تہے اور ایک روایت ہے کہ آپ صائم الدہر قائم اللیل تہے شروع رات مین کچھہ دیر استراحت فرماتے باقی تمام رات خدا کی عبادت مین گذار دیتے تہے۔

طہارت ووضو

اس باب مین کمال اہتمام تہا۔ جناب رسالتمآب صلعم سے طریق وآداب وضو وفضائل وسنن تعلیم پائے اور جملہ سنن وآداب کا کما ینبغی لحاظ رکہا۔

صحیحین مین بروایت مسلم بعد ذکر حدیث کے (جسمین وضو کی کیفیت مذکور ہے)
آیا ہے کہ ہمارے علما کہتے ہین یہہ پورا وضو۔ کامل طہارت نماز ادا کرنیکے واسطے ہے۔
جو شخص نمازی کامل وضو کرنا چاہے اسطرح کا وضو مع ترتیب و لحاظ آداب وسنن کرے
حمران بن ابان کہتے ہین کہ مین جناب عثمان رضؓ کے غسل اور وضو کے واسطے پانی
تیار رکھتا تھا آپ ہر روز غسل کیا کرتے تھے مگر نہایت آداب کے ساتھہ پانی مین اسراف
نہین فرماتے تھے۔ بمقدار قلیل بقدر کفایت کے آپکا غسل ہوتا تھا۔ کبھی آپنے ایک
وضو سے دو نمازین ادا نہ فرمائین ہر وقت تازہ وضو کرکے نماز ادا فرماتے اور ہر وقت
باوضو رہا کرتے تھے۔

جناب رسول خدا صلعم نے تازہ وضو سے نماز پڑہنے کی بڑی فضیلت بیان
فرمائی ہے اور وضو پر وضو کرنا نورٌ علیٰ نور ارشاد ہوا ہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے
اسپر مداومت کی ہے احیاناً ایک وضو سے دو نمازین ادا فرمائین ورنہ ہر وقت
تازہ وضو فرماتے تھے۔

نماز

بکمال حضور قلب خشوع وخضوع کے ساتھہ آپکی نماز ہوتی تھی۔ باوجود اس اہتمام تام کے
ہر نماز کے بعد بخوف عدم قبول ستّر مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔
فی الواقع عابد کو اپنی عبادت کا نقصان اوسی وقت ظاہر ہوتا ہے جب معبود کی
کمال عزت وجبروت اوسکے دل مین متمکن ہوجاتی ہے۔ اوسوقت بمقابلہ جلال و
عزت معبود کے اپنی عبادت ہیچ وناچیز سمجھکر اپنی عبادت سے استغفار کرتا ہے اور جسقدر
عابد مشاہدہ کمال مین مستغرق ہوگا اوسیقدر اپنی عبادات کو کم درجہ سمجھےگا لطف

یہہ ہے کہ جس درجہ اپنی عبادت سے نادم ہوکر اوسکے نقصان کا قائل ہوگا اوسیقدر اوسکو ثواب ملیگا اور بخیال عدم قبولیت جب حزن وملال لاحق حال ہوگا آینده اور بہی بہت بڑہیگی کہ خشوع وخضوع وحضور قلب زیادہ ہونا چاہیئے۔ پس جس درجہ کا حضور قلب ہوگا اوسیقدر معارف کا فیضان اور اطمینان قلبی فیاض حقیقی کے جانب سے عابد کے دل پر ہوگا اور وہ دل گنجینہ نور ہوجاویگا۔ پہر اوسکو عبادت مین ذوق ولطف حاصل ہوگا۔ اسیواسطے اللہ کے خاص بندے باوجود ضعف بدن وضعف قویٰ کے تمام رات عبادت آلہی مین بسر کرتے ہین اور کسی طرح کا کسل وتکان اونپر ظاہر نہین ہوتا ہے۔

جناب عثمان رضؓ اکثر اتین مقام ابراہیم مین بحالت نماز صبح کرتے تہے۔ کبہی اول رات چند ساعت استراحت فرما لیتی جلیسا کہ اوپر گذر چکا۔

سچ ہے عاشقان خدا اور اوسکے شیدائی بندونکو یاد محبوب حقیقی مین آرام وچین کہان۔

خواب را با دیدۂ عاشق چہ کار	کز غم معشوق باشد بیقرار

نیند وغفلت سے بے فکر ونکو ہے ونکو بجز کہانے پینے اور سونیکے کام ہی کیا ہے۔

خوردن برائے زلیستن وذکر کردنست	تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردنست

اللہ اللہ۔ کسقدر انقلاب ہوگیا ہے۔ بالکل قلب ماہیت ہوگئی ہے۔ آج کیدن جو اپنے آپکو نمازی کہتے ہین اونکی نمازین حقیقت کی سی صورت بہی نہین رکہتی ہین۔ دیگر عبادات مین اخلاص نام کو نہین۔ اسلام کا نام بدنام کرنیوالے ہین۔

سبحہ در کف توبہ بر لب دل پراز ذوق گناہ	معصیت را خندہ مے آید بر استغفار ما

این چنین تسبیح کے دارد اثر	دیگر	برزبان تسبیح و در دل گاو خر

بعینہ اونکے حسب حال ہے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا۔ نماز عمدہ ترین عبادات ہے اور اعلیٰ درجہ کا قرب نمازی کو اپنے مالک حقیقی کے ساتھہ نماز کے وقت حاصل ہوتا ہے۔

جناب عثمانؓ کو ادائے صلوٰۃ مین اہتمام بلیغ تہا اور کیون نہ ہوتا۔ جناب رسولخدا صلعم کے خاص صحابہ مین تہے۔ آنحضرت صلعم کے جملہ حرکات و سکنات۔ عادات و عبادات ہر وقت پیش نظر تہے۔ پہر جناب صدیق اکبرؓ اور جناب فاروق اعظمؓ کے صحبت یافتہ ع آنچہ خوبان کنند خوب آید۔ کا مضمون ہے۔

تلاوت قرآن مجید

جناب عثمانؓ کبہی کبہی ایک رکعت نماز نفل مین تمام قرآن ختم کرتے تہے اور دن مین بہی پڑہا کرتے تہے۔ آپکا طریق تلاوت یہہ تہا کہ رات کو از بر نوافل مین اور دنکو دیکہکر تلاوت کرتے اگر کوئی آپسے کہتا کہ اسقدر محنت کلام اللہ پڑہنے مین کیون کرتے ہو طاقت انسانی سے زیادہ محنت و مشقت کس لئے ہے تو آپ جواب مین فرماتے کہ جب بادشاہ اپنے احکام بہیجے ہر وقت اونکو پیش نظر رکہنا چاہیئے تاکہ اوسکے احکام سے خبردار ہوکر عمل کرے اور تقصیر سے محترز رہے ورنہ در صورت غفلت اپنے نفس کو بادشاہ کے قہر و غضب کا مستحق بنانا ہے۔

حج و عمرہ

آپکے حج و عمرہ کی تعداد مورخین نے دس تک لکہی ہے۔

غزوات

تمام غزوات مین علاوہ بدر و بیعۃ الرضوان کے کہ ان دونون مقام سے تخلف بحکم جناب رسولخدا صلعم تھا آپ شریک رہے حضر وسفر مین جناب رسول خدا صلعم کا ساتھ رہا۔ ان دونون مقام مین اگرچہ آپ نہ تھے مگر آپ کا شمار غیر حاضرین مین نہین ہے کیونکہ بحکم رسولخدا آپ حاضری سے معذور رہین۔

وصل ارحام

قرابت والون۔ ناتہ دارونکے ساتھہ سلوک کرنیمین جناب عثمان رض کا قدم اپنے اہل زمانہ سے آگے بڑہا ہوا تھا۔ اسمین آپ تمام ہم عصرونسے ممتاز تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہین کہ افسوس لوگون نے جناب عثمان رض کو قتل کر ڈالا اور وہ ایسے شخص تھے کہ اپنے اہل قرابت کے ساتھہ نیک سلوک کرتے تھے اور اپنے پروردگار سے بڑے ڈرنے والے تھے۔

خوف

آپکو خداوند تعالیٰ نے اس وصف مین بہی ممتاز فرمایا تھا۔ مشکوٰۃ شریف مین ہے کہ جناب عثمان رض جب کسی قبر پر کہڑے ہوجاتے اس درجہ خوف خدا غالب آتا کہ رونے لگتے اور اسقدر روتے کہ آپکی ریش مبارک تر ہوجاتی۔

کسی نے پوچھا۔ آپکے سامنے جنّت اور دوزخ کا ذکر آتا ہے اور آپ نہین روتے اور قبر کو دیکھتے ہی بے تحاشا روتے ہین اسکا کیا باعث ہے۔ آپنے جواب دیا کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا ہے۔ قبر سفر آخرت کی منزلونمین پہلی منزل ہے اگر اس

منزل سے بآسانی نجات پائی تو اسکے آگے والی اور منزلین سب سہل ہین اور اگر خدانخواستہ اسی منزل مین پہنس گیا اور سختی پیش آئی تو آیندہ منازل سخت دشوار گذار کا سامنا ہے اور بڑی مشکل ہے۔

جناب رسولخدا صلعم فرماتے ہین۔ قبر سب مقاموںسے زیادہ خوفناک اور ہول انگیز وحشت خیز مقام ہے۔ اس سے زیادہ ہیبت ناک دوسری جگہہ میری نظر سے نہین گذری۔ خدا اپنی پناہ مین رکہے۔

ورع وتقویٰ

آپکا اس درجہ تہا کہ چالیس دن سے زیادہ عرصہ تک آپکو بلوائی گہیرے رہے مگر کوئی کلمہ آپکی زبان مبارک سے ایسا نہ نکلا کہ مخالفین کو آپ پر حجت ہوتا۔

شفقت وحسن معاشرت

آپ رعایا پر ازلبس مہربان تہے۔ مروی ہے کہ کچہہ لوگ کسی امر قبیح وناجائز مین مبتلا تہے کسی نے جناب عثمان کو خبر دی کہ آپ تشریف لے چلیئے فلان فلان اشخاص اسوقت اس برے کام مین مصروف ہین آپ اونکو پکڑکر شرعی سزا دیجیے۔ جناب عثمان رض تشریف لیگئے۔ اس اثنا مین شاید وہ لوگ خبر آمد جناب عثمانؓ سنکر ادہر اودہر متفرق ہوگئے اور جس برے کام مین مشغول تہے وہ ترک کر دیا۔ آپنے وہان پہونچکر ملاحظہ فرمایا اور اوس فعل ناجائز کے علامات وآثار دیکہے مگر ارد گرد کوئی فرد بشر نظر نہ آیا۔ آپنے خدا کا شکر ادا فرمایا کہ اون لوگو نکو برے کام مین مبتلا نہ دیکہا ورنہ سزا پاتے۔ پہر ایک غلام شکرانہ مین آزاد کیا۔

آپکی عادت مبارک تھی کہ رات کے وقت گھر کے سونے والونکو نہین جگاتے تھے۔اگر ضرورت پانی وغیرہ کی ہوتی خود لے لیتے سوتے آدمیونکو بخیال تکلیف نہ جگاتے۔ہان اگر گھر والونمین سے کوئی بیدار ہوتا تو اوس سے پانی وضو۔طہارت کے واسطے مانگ لیتے تھے۔

صبر

آپکا صبر واستقلال ظاہر ہے۔بمقابلہ مخالفین محاصرہ مین کسقدر صبر وضبط سے کام لیا یہانتک کہ جان دے دی۔آپکے غلامون نے چاہا بھی کہ باہر نکلکر آپکی طرف سے لڑین اور مخالفین کی جماعت کو آپسے دفع کرین مگر آپنے سب کو روکا اور لڑنیسے باز رکھا

ایک روایت مین ہے کہ دو وصف جناب عثمان مین ایسے تھے کہ حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق مین بھی وہ وصف نہ تھے۔ایک صبر اپنی جان پر صبر کیا یہانتک کہ مظلوم شہید ہوے۔دوسرے تمام امت محمدی کو ایک قرآن مجید پر جمع کر دیا اور اختلاف بالکل اوٹھادیا۔وذالك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم۔

مقامات عالی

جناب رسولخداصلعم نے جو اوصاف حمیدہ وخصائل نفیسہ خاص جناب عثمان رض کی شانمین ارشاد فرماے ہین منجملہ اونکے حیا ہے۔

اس باب مین احادیث کثیرہ سابقاً مذکور ہوچکی ہین۔اعادہ کی ضرورت نہین۔البتہ معنے حیاکے بیان کرنا ضروری ہین۔حیا جو اسلام مین محمود اور ایمان کی ایک شاخ کہی جاتی ہے اوس سے مراد یہہ ہے کہ طبیعت انسانی یا دل نور ایمان کا فرمانبردار ومطیع

ہوجاوے۔ اس امر کو جناب نبوی صلعم کے اقوال نے خوب ظاہر کر کے دکھلا دیا ہی اور جناب عثمان ہین یہہ معنی علی وجہ الکمال احادیث سے ثابت ہو چکے ہین۔

ہم اسکو کچھہ تشریح کے ساتھہ بیان کرتے ہین۔ انسان ہین چند قوتین ہین۔ بعض نفس کی تابع ہین۔ بعض عقل کی تابع۔ قوت سبعیہ اور قوت شہویہ جب غالب ہونگی انسان نفس کا مطیع ہوکر افعال خلاف مقتضاے عقل و شرع کا مرتکب ہوگا۔ اگر نفس مہذب ہے اور نور عقل سے آراستہ و پیراستہ ہوچکا ہی تو وہ نور غالب آکر انسان کو افعال مکروہ اور ناجائز شرعاً و عرفاً سے باز رکھیگا۔ اسکا نام حیا ہے۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جناب عثمانؓ کی اصل فطرت مین صلاحیت تہی جب کسی موقع پر قوت سبعیہ یا قوت شہویہ کا غلبہ ہوا اور اونکے غلبہ و ہیجان کے اسباب ظاہر ہونے لگے یا کسی فتنہ و فساد کا آغاز ہوا جناب عثمانؓ نے سلطان عقل سے کام لیا اور قوای عقلی سے مدد لی۔ قواے نفسانی جو کہ قوت سبعیہ و قوت شہویہ ہین مغلوب ہوے اور آپنے بمقتضاے عقل کام کیا۔ یہی حقیقت حیا ہے۔

خلاصہ یہہ کہ جو کام بہ تقاضاے نفس شہوت پرست ہوا اور وہ عقلاً یا شرعاً مذموم ہو اوس سے باز رہنے کو حیا کہتے ہین۔ اپنے نفس شریر کو اوسکے جوش و خروش سے روک کر اوسکی خواہش پوری نہ کرنا اور اوسکو اوسکے ناجائز ارادونسے باز رکھنا اور بغلبہ نور ایمان سے اپنے نفس پر غالب آنا اسی کا نام شارع علیہ السلام نے حیا رکھا ہے احادیث متقدمہ سے جناب عثمانؓ ہین یہہ معنے حیا کے بوجہ اتم و اکمل پائی جاتے ہین

درجہ شہادت پانا۔ اس بارہ مین بھی اکثر احادیث وارد ہوئی ہین جنکو بطور پیشین گوئی کے جناب رسول خدا نے آپ کی شان مین ارشاد فرمایا ہے

چنانچہ بعض احادیث ہم اوپر لکھہ چکے ہین۔

جناب عثمانؓ کا پیغمبر خدا کے ساتھہ جنت مین رفیق ہونا۔ اس باب مین متعدد احادیث آئی ہین جنکا لکھنا خالی از طوالت نہو گا۔

رفیق اوسکو کہتے ہین جو اعمال و اخلاق مین کسیکے موافق ہو۔ اس مقام مین رفیق سے یہہ مراد ہے کہ آنحضرت صلعم کے اعمال حسنہ و اخلاق پسندیدہ و عادات و سیرت کا پیرو اور ہر کام مین جناب رسالتماب سے مشابہت تامہ رکھتا ہو۔ رفیق اور حواری مین فرق ہے۔ رفیق کے معنی تو بیان ہو چکے۔ حواری وہ ہے کہ وقت پڑے اور مصیبت مین مدد و نصرت کرے۔ رفیق کے معنی مین موافقت ملحوظ ہے۔ حواری کے معنے مین نہین اور احادیث سے تو بخوبی ظاہر ہے کہ جناب عثمانؓ اعمال و اخلاق مین جناب رسول خدا صلعم کی بالکل موافق تہی۔ ہر وقت آپکے اتباع اور پیروی کا لحاظ رکھتے تہے جملہ عبادات اور نیز عادات مین جناب رسول خدا صلعم کے ساتھہ مشابہت کامل حاصل کی تہی اور درحقیقت آپ شایان۔ رفیقی فی الجنۃ کے ہین اور حواریت بمعنے نصرت و مدد یہہ بہی جناب عثمان کی ذات مین متحقق ہے۔ حاصل کلام یہہ ہوا کہ رفیق خاص ہے اور حواری عام۔ جو رفیق ہو گا نصرت و مدد بہی کریگا اور حواری کو ضرور نہین کہ بہمہ جہت موافقت بہی کرے۔ ممکن ہے کہ کسیکی نصرت و مدد کرے اور دیگر امور اخلاق وغیرہ مین اوسکے مخالف ہو۔ مثلاً رفیق راہ جو راستہ مین کسیکا ساتہی ہو ضرورت کیوقت ایک دوسرے کے کام آوے۔ رنج و راحت مین شریک حال ہو اور اگر رہزن ایک کو لوٹے دوسرا مدد کرے اور تا امکان خود اپنے رفیق کو بچالے۔ اس صورت مین رفیق بہی ہوا اور حواری بہی اور حواری کا کام صرف مدد دینا اور بچا لینا ہے۔ چاہے دونون

کسی طرح کا اختلاف وتباین نہہی ہو۔

جنابؓ عثمان کا خدا اور اوسکے رسول کو دوست رکھنا اور خدا ور سول کا آپکو دوست رکھنا مختلف روایات سے یہہ امر ثابت ہو چکا ہے۔

حضرت ام کلثومؓ زوجہ جناب عثمانؓ سے روایت ہی کہ مین نے ایکدن جناب رسولخدا سے عرض کیا اے رسول خدا۔ میرا شوہر اچھا ہے یا فاطمہؓ کا شوہر۔ آپ یہہ سنکر خاموش رہے پہر فرمایا "تیرا شوہر اون لوگونمین سے ہے جو اسہ اور اوسکے رسول کو دوست رکہتے ہین اور خدا اور رسول بہی اونکو دوست رکہتے ہین" حضرت ام کلثومؓ یہہ سنکر چل دین۔ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا "ٹہیرو سنتی جاؤ۔ مین نے تمسے ابہی کیا کہا ہے" حضرت ام کلثومؓ نے عرض کیا "آپنے فرمایا ہے کہ تیرا شوہر خدا اور رسول کو دوست رکہنے والونمین سے ہے اور خدا اور رسول اوسکو دوست رکہتے ہین" حضور سرور عالم نے فرمایا "ہان یہی کہا تہا اور کچہہ اس سے زیادہ بہی کہتا ہون۔ سنو مین جنت مین داخل ہوا اور مین نے تیری شوہر کا مکان دیکہا بہت نفیس اور عالی مرتبہ تہا میرے کسی صحابی کا گہر ایسا بلند وشاندار نہ تہا" یہہ دولت آپکو دولت اسکے سے ہے کہ بلوہ مین صبر واستقامت کے ساتہہ راہ خدا مین شہید ہوے۔

تنبیہہ اس حدیث سے جناب عثمانؓ کی بزرگی ظاہر ہے۔ باقی رہا یہہ امر کہ جناب علی مرتضیٰؓ پر آپکو تفضیلت ہو اس حدیث سے ثابت نہین اور نہ اس سے یہہ مفہوم ہوتا ہی کیونکہ حدیث کا مطلب یہہ ہے کہ جناب عثمانؓ اون لوگونمین ہین جو خدا اور رسول کے دوست ہین اور خدا اور رسول اونکے دوست ہین۔ ہان جناب عثمانؓ کے ساتہہ چند اشخاص اس وصف مین شریک ہین اور ممکن ہے کہ منجملہ اُنکے جناب مرتضوی بہی

ہون۔ اسکا کسکو انکار ہے۔ غایت مافی الباب فضیلت جزئی کا ثبوت کسی صحابہ مین اسکا مقتضی ایسا نہین ہوتا کہ دوسرے صحابہ مین وہ وصف بالکل نہو۔ یا دوسرے صحابہ سے افضل ہو جاوے علیٰ ہذا القیاس اس حدیث سے بھی یہی مراد ہے کہ جناب عثمانؓ خدا اور رسول کے محبوب اور خدا اور رسول اونکے محبوب ہین۔ بالجملہ یہہ مقامات و اوصاف حمیدہ جناب عثمانؓ کی ذات پاک مین علیٰ وجہ الکمال راسخ و ثابت ہین اور آپ مجموعۂ اوصاف ہین گویا یہہ صفات پسندیدہ آپ مین خوب بھر دیئے ہین آپ کے روزانہ حالات و اخلاق و عادات ہمارے اس دعوے کے سچے گواہ ہین۔

رہ مدیح دراز ست و پاے فکرت تنگ	اساس وصف بلند و کمند من کوتاہ بگو

خوارق عادات و کرامات

کرامات آپکی بکثرت ہین۔ مشتے نمونہ از خروارے معدودے چند یہان لکھی جاتی ہین روایت ہے کہ ایک شخص کسی عورت اجنبیہ کو بنظر شہوت دیکھکر اوسی وقت جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپنے بمجرد ملاحظہ فرمایا۔ "افسوس۔ میرے پاس لوگ آتے ہین اور اونکی انکھوں مین زنا کا اثر ہوتا ہے" اوس شخص نے تعجب سے کہا "کیا بعد جناب رسالتمآب کے آپ پر وحی نازل ہوتی ہے" فرمایا "نہین۔ بلکہ سچ بات چھپتی نہین اور نور فراست سے مسلمان تاڑ جاتا ہے"

نافع روایت کرتے ہین کہ جہجاہ غفاری نے جناب عثمانؓ کا عصاے مبارک ہاتھہ مین لیکر بے ادبانہ اپنے گھٹنے پر رکھکر توڑ ڈالا تھا۔ اوسکے پانون مین زخم ہو گیا

اور اوس نے اسقدر سرایت کی کہ سارا بدن سڑ گل کر بہ گیا۔

ابو قلابہ روایت کرتے ہین کہ مین بمقام شام ایک مکان مین مقیم تھا ناگاہ ایک شخص کے رونے پیٹنے اور غل و شور مچانے کی آواز میرے کان مین آئی۔ وہ چلا چلا کر کہہ رہا تھا۔ "ہاے آگ۔ آگ" مین بغرض دریافت حال اوسکے پاس گیا اور قریب جاکر دیکھا کہ ایک مرد نابینا۔ دونون ہاتھہ اور دونون پائون ٹخنونسے کٹے ہوے اوندھے منہ زمین پر پڑا تھا۔ مین نے اوسکا حال پوچھا۔ اوسنے جواب دیا۔

مین اون لوگونمین سے ہون جو جناب عثمانؓ کے محاصرہ مین شریک اور بلوائیون مین سے تھے۔ جب مین حضرت عثمانؓ کے قتل کرنیکو اونکے پاس پہونچا آپکی بی بی نے شور و غل مچایا۔ مین نے ایک طمانچہ آپکی بیوی کے مارا آپنے میرے حقمین بد دعا کی اور فرمایا "خدا تیرے دونون ہاتھہ اور پائون کاٹے اور آنکھونسے اندھا کرے اور آگ مین ڈالے" جناب عثمانؓ کی یہ بد دعا سنکر میرے بدن مین سخت لرزہ پڑ گیا۔ وہان سے بھاگ کر چلا آیا اور اب اس بدحال مین جو تم دیکھہ رہے ہو مبتلا ہون۔ آپکی پوری بددعا لگ گئی ہے اب صرف آگ مین جلنا باقی رہگیا ہے۔

ابو قلابہ کہتے ہین۔ مین نے اوسکا سارا حال سنکر کہا۔ کمبخت خدا کی رحمت سے دور ہو

بروایت امام مالک مذکور ہے کہ ایک دفعہ جناب عثمانؓ حش کوکب (کوکب کا باغیچہ) مین داخل ہوے اور فرمایا عنقریب یہان ایک مرد صالح دفن ہوگا چنانچہ سب سے پہلے آپ ہی وہان دفن ہوے۔

یزید بن حبیب روایت کرتے ہین۔ مجھکو تحقیقی طور سے معلوم ہوا ہے کہ جو لوگ

حضرت عثمانؓ کے محاصرہ مین اور آپکے قتل مین شریک ہوے اکثر دیوانہ ہو کر مرے

وعظ و پند و کلمات حکمت آیات

جناب عثمان اپنے عہد خلافت مین اکثر اوقات وعظ فرماتے تھے۔ تہذیب اخلاق کے بارہ مین تاکید بلیغ کرتے۔ نکات دقیقہ و معارف خفیہ بیان فرماتے جب آپ اپنے وعظ مین فضائل اعمال ذکر فرماتے اور احادیث ترغیب و ترہیب بیان کرتے تو سامعین کے دلون پر پورا پورا اثر پڑتا تھا۔ منجملہ کلمات موعظت آیات آپکے چند کلمات تبرکاً ہم نقل کرتے ہین جن کے ملاحظہ سے آپکی کمال بلاغت و فصاحت و جامعیت علوم بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔

تاجروا اللہ تربحوا۔ ترجمہ۔ خداوند تعالیٰ کے ساتھہ معاملہ تجارت کرو پورا نفع پاؤ

العبودیۃ محافظۃ الحدود والوفاء بالعہود والرضاء بالموجود والصبر من المفقود۔ ترجمہ۔ حدود شرعیہ کی حفاظت۔ وعدہ وفا کرنا۔ جو کچھہ پاس موجود ہو اوسپر راضی و شاکر رہنا۔ جو شئے گم ہو جاوے یا پاس نہو اوسپر صبر کرنا۔ یہی عبودیت ہے۔

بادروا اٰجالکم بخیر ما تقدرون۔ ترجمہ۔ نیک اعمال جنکے کرنے پر قدرت رکھتے ہو اپنی موت آنیسے پہلے کرلو۔

الا انما الدنیا طویت علی الغرور فلا تغرنکم الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور۔ ترجمہ۔ دنیا کا قیام و دارومدار محض دہوکہ پر ہے (دہوکہ کی ٹٹی ہے) ہوشیار رہو تمکو دنیا فریب نہ دے اور خدا کے ڈر سے تمکو شیطان نہ بہلا دے

همّ الدنیا ظلمة وهمّ الاٰخرة نورٌ۔ ترجمہ۔ دنیا کا غم تاریکی ہے اور دل کو تیرہ وتاریک کر دیتا ہے اور آخرت کی فکر اور جستجو نور ہے جس سے دل نورانی ہو جاتا ہے۔

الهدیة من العامل اذا عُزل کالهدیة منه اذا عُمل۔ ترجمہ۔ معزول عامل وحاکم پرگنہ وضلع سے ہدیہ وتحفہ قبول کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اوسکی حکومت وعمل کیوقت کا ہدیہ قبول کیا جاوے۔ سبب یہ ہے کہ اوسکی کمائی بُری اور اکثر ظلم سے ہے۔

خیر الناس من عصم واعتصم بکتاب اللّٰه۔ ترجمہ۔ بہترین اشخاص وہ ہے جو خود بُرے کاموں سے بچے اور اللہ کی کتاب اور اوسکے احکام کے ساتھ چنگل مارے اور اوس پر عمل کرے۔

من علامات العارف ان یکون قلبه مع الخوف والرجاء ولسانه مع الحمد والثناء وعیناه مع الحیاء والبکاء وارادته مع الترك والرضاء۔ ترجمہ۔ عارف کی علامت یہ ہے کہ دل مین اُسکے خدا کا خوف اور اوسکی نعمتونکی امید ہو۔ زبان اوسکی ہمیشہ خدا کی حمد وثنا مین مصروف رہے۔ آنکھین اوسکی شرم وحیا سے نیچی رہین اور خوف خدا سے ہر وقت آنسو آنکھون سے جاری رہین۔ اوسکا ارادہ خدا کی رضا کا تابع ہو۔ یعنی جو کام کرے یا ترک کرے اوس مین رضائے مالک ومولیٰ پیش نظر رکھے۔

من علامات المتقی انه یری الناس قد نجوا ویری نفسهٗ قد هلکت۔ ترجمہ۔ متقی کی علامت یہ ہے کہ تمام جہان کو خیال کرے کہ وہ نجات

پا گیا اور اپنے کو سمجھے اور ڈرتا رہے کہ مین پہنس گیا اور تباہ ہوا۔

من اضیع الاشیاء عمر طویل لا یتزود صاحبہ لسفر الاخرۃ

ترجمہ۔ جس شخص نے اپنی عمر دراز مین سفر آخرت کا توشہ نہ جمع کیا اوسنے بڑی چیز ضائع و برباد کی یعنی اوس شخص نے بہت ہی بڑا نقصان پایا کیونکہ خداوند تعالیٰ نے اوسکو عمر عطا فرمائی جو ایک بڑی نعمت تھی لیکن اوسنے لہو ولعب مین بیکار و رائگان برباد کر ڈالی اس سے زیادہ کیا نقصان ہوگا جسکی تلافی کسی طرح ممکن نہین ہے۔

(دوہا)

آگے کے دن پاچھے گئے کہیو نہ ہر سے ہیت	اب پچتا ہوت کیا جب چڑیان چگ گئین کہیت

من کانت الدنیا سجنہ فالقبر احتہ۔ ترجمہ۔ جسکو دنیا مثل قید خانہ کے گذری (تنگی اور تکلیف مین بسر کی) اوسکو قبر مین راحت و آرام ہے۔

لو طہرت قلوبکم ما شبعت من کلام اللہ۔ ترجمہ۔ اگر تمہاری دل پاک وصاف ہوجاوین تو خداوند تعالیٰ کے کلام سے ہرگز آسودہ نہ ہون بلکہ وہ لذت ولطف دلونکو حاصل ہو کہ تمام عمر کلام الٰہی کے سننے سے سیر نہون۔

یہہ کلمات جناب عثمانؓ کی خاص زبان مبارک سے ارشاد ہوے ہین۔ جو درحقیقت آب زر سے لکھنے کے قابل ہین اور اس لائق ہین کہ سونیسے تولے جاوین اور اکسیر ہدایت ہین۔ جو ان پر عمل کرتا ہی دینی و دنیوی برکتوںسے مالا مال ہی۔ جو ان سے دور و بیزار ہی بدنصیب وخراب وخستہ حال ہی۔

نقل احادیث نبوی صلعم

جناب عثمانؓ کی مرویات سے ایکسو چالیس حدیثین کتب معتبرہ احادیث مین منقول ہین اور

آپسے صحابہ کبار اور اونسے تابعین اخیار نے روایت کی ہین۔
جبکہ حافظ چہل احادیث کا وہ ثواب ہے کہ قیامت کے دن جماعت علماء کرام کے ساتھہ اوٹھیگا تو جس شخص کو ایکسو چالیس حدیثین حفظ ہون اوسکے مرتبہ کا کیا ذکر ہے

اوّلیات جناب عثمان رض

آپنے اپنے عہد خلافت مین مواضع وزمین کا جاگیر مین دینا مقرر فرمایا۔ آپسے پہلے یہہ دستور نہ تھا۔
جانورونکے واسطے چراگاہین علیحدہ متعین ہوئین۔
مسجد پختہ بنانا اور اوسکی آرائش کرنا آپ ہی کی ایجاد ہے۔
موذنونکی تنخواہ مقرر فرمائی۔
آپنے مالدار صاحب نصاب کو حکم دیا کہ بطور خود زکوۃ ادا کرین۔ آپسے پہلے زکوۃ لینے والے مقرر تھے جو خلیفہ کی طرف سے زکوۃ مالدارونسے وصول کر لیا کرتے تھے
آپکے عہد مین کوتوال مقرر ہوے۔
مسجد مین حجرہ بنانیکی ابتدا آپ ہی سے ہوئی۔
آپنے سب سے اول ہجرت کی اور مکہ معظمہ سے حبشہ کو تشریف لیگئے۔
آپ ہی نے امت محمدی کو ایک قرآن مجید پر متفق کیا۔
جب دولت دنیوی کا ظہور ہوا اور اہل مدینہ کو ثروت حاصل ہوئی اور عیش طلبی سے موٹے تازے ہوگئے تو کبوتر بازی نے رواج پایا۔ جناب عثمان نے ایک شخص کو قوم بنی لیث سے مقرر فرما کر حکم دیا کہ جہان کہین پر دار کبوتر پاؤ ذبح کر ڈالو یا اونکے پر کاٹ دو تاکہ لوگ کبوتر بازی سے باز آئین اور لہو و لعب جو کہ ممنوع شرعی ہے

اوس سے اجتناب کرین اور باز رہین۔

عمل بالحدیث واستنباط مسائل

اتباع سنت نبوی واحیاء سُنن دین محمدی مین اس درجہ اہتمام تہا کہ کسی آداب وسُنن کو (خواہ وہ متعلق بہ عبادات ہون یا متعلق بہ عادات) جناب عثمانؓ حتی الامکان ترک نہ فرماتے۔ عمل بالحدیث اپکا اون روایات سے جو ہم لکھتے ہین معلوم ہوگا۔ نیز قوت اجتہاد واستنباط مسائل بہی احادیث آیندہ سے بخوبی واضح وروشن ہوگی اور آپکا التفقہ فی الدین (دین کی سمجہہ) اور غور وخوض بہی کماحقہٗ ظاہر ہوگا۔

امام احمدؒ بروایت عطا ابن فروخ لکھتے ہین کہ جناب عثمانؓ نے ایک شخص سے قطعہ زمین خرید فرمائی ایجاب وقبول کے بعد عقد بیع تمام ہوگیا اور بائع کو قیمت زمین ادا کردی گئی عقد ہوجانیکے بعد جناب عثمانؓ کچہہ عرصہ تک مالک بائع زمین سے نہ ملے اور نہ زمین مبیعہ پر قبضہ کیا۔ اتفاقًا بائع اثناء راہ مین آپسے ملا اور بطور شکایت کے کہا آپنے زمین خرید لی مگر قبضہ اوس پر ابتک نہین لیا اور نہ مجہسے آپ دوبارہ ملے۔ جناب عثمانؓ نے جواب مین ارشاد فرمایا کہ مین نے اس زمین کے بارہ مین تمسے دہوکا کہایا اور تم نے مجہکو دہوکا دیا۔ جس کسی نے بہی سنا مجہکو ملامت کی اور برا کہا اوس شخص نے کہا کیا اسیواسطے آپ میرے پاس نہین آئے جواب دیا ہان۔ بائع نے کہا۔ آپکو اختیار ہے کہ روپیہ واپس لیجیے چاہے زمین لیجیے جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ جناب رسولخدؐا فرماتے ہین کہ جو شخص بیع وشراء مین سہل واسانی کے ساتہہ معاملہ کرتا ہو۔ اپنے حق لینے مین دوسرے کے حق دینے مین سختی

نکرتا ہو اوسکو خداوند تعالیٰ جنت مین داخل کریگا۔

جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کو بنانا چاہا مگر لوگون نے ناپسند کیا اور مسجد کو اپنی حالت اصلی پر رکھنا چاہا نیز قبل اسکے جناب عمر فاروق کے عہد مین جناب عثمانؓ اونکو اس باب مین تحریک کر چکے تھے اور جناب فاروقؓ نے جواب دیا تھا کہ مسلمان اپنے پاس سے مال خرچ کرکے بنوا دین عام مسلمانونکو انکار اسوجہ سے اور بھی تھا کہ جناب رسول خداؐ کے زمانہ کی مسجد ہے حضرات شیخین نے اسمین کچھ تغیر و تبدل نہین کیا نہ عمارت بنائی جیسے تھی ویسے ہی رہنے دی اب بھی ویسے ہی رہے۔ جناب عثمانؓ نے سب صحابہ کے سامنے فرمایا۔ مین نے جناب رسول خداؐ سے سنا ہے کہ جو اللہ کیواسطے مسجد بناویگا خداوند کریم اوسکی عوض مین اسکے لیے بہشت برین مین گھر مہیا کریگا اور آپنے اس حدیث پر عمل کیا اور مسجد از سر نو اپنے ہی روپیہ سے بنوادی۔

آگ سے پکے ہوے کھانا کھانے سے وضو جانیمین صحابہ کرام کو باہم اختلاف تھا بعضو نکے نزدیک وضو ٹوٹتا تھا بعض کے نزدیک نہین اور اس باب مین احادیث مختلف وارد ہین۔ جناب عثمانؓ نے ظاہر فرمادیا کہ وضو نہین ٹوٹتا۔ امام احمدؒ کی روایت مین ہے۔ وہ ایک شیخ بنی ثقیف سے اور وہ اپنے چچا سے نقل کرتے ہین کہ اونکے چچا نے جناب عثمانؓ کو دیکھا کہ آپ مسجد نبوی کے دوسرے دروازہ مین تشریف رکھتے تھے۔ آپکے پاس ایک دست بکری کا بھنا ہوا آیا آپنے اوسکو اونکی نوچ نوچ کر کھایا پھر مسجد مین جاکر بغیر وضو کیے ہوے نماز پڑھی اور فرمایا۔ مین جناب رسول خداؐ کی نشستگاہ مین بیٹھا۔ جناب رسول خداؐ کا کھانا کھایا اور حضور اقدس

ہی کی طرح نماز بھی پڑہی؟"

امام احمدؒ رباح سے روایت کرتے ہین کہ میرے مالک وآقا نے میرا نکاح ایک روم کی لونڈی سے کر دیا۔مین اوس سے ہم صحبت ہوا۔اوس سے لڑکا سیاہ فام میری ہمشکل وہمرنگ پیدا ہوا مین نے اوس لڑکے کا نام عبداللہ رکھا۔پھر دوبارہ اوس لونڈی سے ہم صحبت ہونیکا اتفاق ہوا دوسرا لڑکا ہوا وہ بھی مجھسی صورت وشکل ورنگ مین مشابہ تہا۔کچھہ دن بعد ایک غلام رومی جسکا یوحنّس نام تہا میری اہلیہ رومی لونڈی پر مائل ہوا اوس لونڈی کو بھی اوسکی طرف رغبت پیدا ہوئی۔رومی زبان مین دونومین بات چیت ہوئی اور موقع پاکر وہ غلام رومی اوس لونڈی سے ہم صحبت ہوا پھر جو لڑکا پیدا ہوا تو سرخ رنگ جیسے گرگٹ۔مین نے لونڈی سے پوچھا۔یہہ لڑکا کسکا نطفہ ہے۔جواب دیا۔یوحنّس کا جب ہم لوگونمین جھگڑا وفساد پھیلا جناب عثمانؓ کی اجلاس مین نالش دائر کی اور دادخواہ ہوے۔غلام رومی اور لونڈی دونون نے اقرار کیا۔جناب عثمانؓ نے فرمایا۔مین تمہارا ایسا فیصلہ کرتا ہون جیسا فیصلہ جناب رسول خداؐ نے کیا ہے "لڑکا فراش کا یعنے جسکی بیوی ہے اوسکا ہے اور زانی پر حد ہے" یہہ فیصلہ صادر فرما کر جناب عثمانؓ نے دونونکو دُرّے لگاے۔

جناب عثمانؓ نے اپنے اجتہاد اور نیز اتباع سنت سے طواف خانہ کعبہ مین رکن شامی اور رکن عراقی کا بوسہ لینا سنت نہین سمجہا۔

یعلی بن امیہ سے روایت ہے کہ مین نے جناب عثمانؓ کے ہمراہ طواف کیا تو رکن یمانی کا استیلام (بوسہ) ہم لوگون نے کیا۔مین اوس جانب تہا جو باب خانہ کعبہ سے متصل ہے۔جب ہم رکن غربی کے پاس جو کہ حجراسود سے ملحق ہے پہونچے مین نے

جناب عثمانؓ کا ہاتھہ کھینچکر چاہا کہ آپ بھی بوسہ لین لیکن آپنے فرمایا۔ تجھکو کیا ہوا۔ میرا ہاتھہ کیون کھینچتا ہے پھر فرمایا کیا جناب رسول خدا کے ساتھہ تو نے طواف نہین کیا (جو تجھکو معلوم نہین کہ ان رکنون کا بوسہ لینا سنت ہے) مین نے کہا کیون نہین مین نے بیشک حضور کیساتھہ طواف کیا ہے تو آپنے فرمایا۔ کیا تو نے جناب رسولخدا کو دیکھا ہے کہ ان دونون رکن غربی کا بوسہ لیتے تھے۔ مین نے عرض کیا۔ نہین۔ مین نے نہین دیکھا تو آپنے ارشاد فرمایا۔ کیا تم جناب رسول خدا کی اقتدا نہین کرتے مین نے کہا۔ کرتا کیون نہین۔ فرمایا۔ تو آگے چلو اور ان رکنونکا بوسہ نہ لو۔

جناب عثمانؓ نے فرمایا ہے کہ کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو جائز نہین ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایکدفعہ جناب عثمانؓ مکہ معظمہ مین حج کرنیکو تشریف لیگئے۔ وہان محمد بن جعفر بن ابی طالب کی نئی نئی شادی ہوئی تھی محمد بن جعفرؓ شبکو اپنی بی بی نئی دلہن کے پاس سوے تھے اسلیئے اونکے پاس سے عطر عروس وغیرہ کی خوشبو آتی تھی۔ وہ ایک چادر بھی خالص سرخ رنگ کی کسم کی رنگی ہوئی اوڑھے ہوے تھے۔ جناب محمد دوسرے لوگونکے ہمراہ بمقام ملل جناب عثمانؓ سے ملے آپنے اُنکو دیکھتے ہی جھڑکا اور زبان مبارک سے اُف اُف فرمایا (بطور تنبیہ کے) پھر ارشاد فرمایا کہ جناب رسول خدا نے تو کسم کا رنگا ہوا کپڑا مردونکو حرام فرمایا ہے مگر تم پہنے ہو۔ جناب علی مرتضیٰؓ بھی وہان موجود تھے۔ فرمانے لگے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ انکو منع کیا اور نہ تمکو بلکہ مجھکو منع فرمایا ہے۔

امام مالک بروایت مالک بن ابی عامر روایت کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ بن عفان اپنے خطبہ مین فرمایا کرتے تھے (اور بہت کم اسکو ترک کیا ہوگا) اکثر جمعہ کے

خطبہ مین جب آپ خطبہ پڑہنے کو منبر پر چڑہتے۔ فرماتے۔ فاستمعوا له وانصتوا کان لگاکر سنو اور اگر سن نہ سکتے ہو اور امام سے دور ہو تو خاموش رہو۔ کیونکہ خاموش رہنے والیکو جو بوجہ بُعد کے نہ سنتا ہو اوسیقدر ثواب ہے جسقدر کہ پاس سے سننے والے کو ہوتا ہے۔

جب نماز کو لوگ کہڑے ہوتے اور صف بندی ہو جاتی آپ فرماتے۔ صفین برابر کرو اور مونڈہے سے مونڈہا ملائے رہو کیونکہ صفین برابر اور سیدہی کرنا نماز پورا کرنے مین شمار ہے۔ جب یہہ آپ فرما چکتے تو خاموش ہو جاتے اور منتظر رہتے۔ جب لوگ آکر خبر دیتے کہ صفین درست ہو گئین آپ تکبیر کہتے اور نماز شروع کر دیتے تہے

امام مالکؒ بروایت عبدالرحمن روایت کرتے ہین کہ ایک دفعہ جناب عثمانؓ مسجد مین عشا کی نماز پڑہنے تشریف لائے۔ نمازی اوسوقت تہوڑے آئے تہے۔ آپ مسجد کے ایکطرف نمازیونکے انتظار مین لیٹ گئے اور لوگونکے جمع ہو جانے کا انتظار کرتے رہے۔ اتنے مین عبدالرحمن راوی حدیث آئے اور آپکی قریب بیٹہ گئے آپنے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو۔ اونہون نے اپنا نام بتلایا۔ آپنے دریافت کیا۔ تمکو قرآن شریف کسقدر یاد ہے۔ جسقدر اونکو یاد تہا ظاہر کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا "جس شخص نے نماز عشا جماعت سے پڑہی گویا اوسنے نصف شب خدا کی عبادت مین گذاری اور جو شخص صبح کی جماعت مین شریک ہوا گویا وہ تمام شب بیدار رہا"

نیز بروایت امام مالکؒ آیا ہے کہ جناب عثمانؓ کے عہد خلافت مین ایکمرتبہ بعد ظہر کے عید کا چاند دن ہی مین نظر آگیا۔ جناب عثمانؓ نے غروب آفتاب تک روزہ افطار نہ کیا۔ جب افطار کا وقت آیا حسب معمول روزہ کہولا۔ عوام جہال مین مشہور ہے کہ

چاند دیکھکر روزہ رکھنا اور چاند دیکھکر روزہ کھول ڈالنا چاہیئے۔ شاید یہی مسئلہ اوس زمانہ مین بہی ہوگا۔ اس زمانہ مین بہی بعض جاہل اسپر عمل کرتے ہین۔ چونکہ اکثر تیسوین تاریخ رمضان مبارک کو دن رہے سے چاند نظر آجاتا ہے تو وہ لوگ ناواقف مسائل دینی سے بے علم روزہ افطار کر ڈالتے ہین حالانکہ چاند دیکھکر کھولنے کا مطلب یہہ ہے کہ اب صبح سے روزہ نہوگا جیسا کہ چاند دیکھکر روزہ رکھنا۔ اسکا مطلب یہہ ہے کہ کل صبح سے روزہ ہوگا ورنہ چاند دیکھکر روزہ رکھنا اس سے بہی یہی مراد ہونا چاہیئے کہ جسوقت سے چاند نظر آجاوے اوسیوقت سے روزہ رہے۔ حالانکہ یہہ کوئی نہین کہتا اور نہ کرتا

امام مالک رح سے روایت ہے کہ عمر بن عبید اللہ نے اَبان بن عثمان رض کے پاس جو کہ اوسوقت مکہ معظمہ مین سردار حجاج تہے اپنا آدمی بہیجا (وہ زمانہ حج کا تہا اور حاجی اطراف وجوانب کے جمع تہے) اور اوسکی زبانی کہلا بہیجا کہ طلحہ بن عمر کا نکاح شیبہ بن جبیر کی لڑکی کیساتہہ کرنیوالا ہون آپ بہی اس محفل عقد مین تشریف لاکر شرکت فرمائین۔ اَبان محرم تہے۔ عمر بن عبید اللہ بہی احرام مین تہے۔ اَبان نے اوسکے جواب مین اپنے جانیسے انکار کیا اور کہا کہ مین نے جناب عثمان بن عفان سے سنا ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے "کوئی حالت احرام مین نہ خود اپنا نکاح کرے اور نہ دوسرے کا نکاح کراوے نہ اپنے نکاح کا پیغام دوسرے کو بہیجے اور نہ دوسرے کا پیام نکاح اپنے واسطے منظور کرے"

امام مالک رح بروایت عبد اللہ بن عامر روایت کرتے ہین کہ مین نے جناب عثمان رض کو کوہ عرج کے پاس دیکہا۔ آپ محرم تہے۔ وہ گرمی کا دن تہا اور شدت گرمی کیوجہسے ایک چادر سرخ سر سے لپیٹے اور منہ ڈہانکے تہے کہ ایک شخص آپکے واسطے شکار کا

گوشت لایا۔ آپنے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ تم لوگ کہاؤ۔ لوگون نے دریافت کیا۔ کیا آپ نہ کہائینگے ارشاد ہوا کہ نہین مین تمہاری طرح اور تمہاری ہیئت پر (بغیر احرام کے) نہین ہون اور یہہ شخص میرے واسطے شکار کرکے لایا ہے۔ معلوم ہوا کہ جس طرح محرم کو شکار کرنا یا شکار کا گوشت کہانا درست نہین اسی طرح اوسکے حکم سے یا اوسکے واسطے اگر کوئی شکار کرلاوے وہ بہی ناجائز ہے۔ اسیواسطے جناب عثمانؓ نے خود نوش جان نہ فرمایا اور رہمراہیون کو حکم دیا۔

بروایت قبیصہ امام مالکؒ نقل کرتے ہین کہ ایک شخص نے جناب عثمانؓ سے سوال کیا کہ اگر کسی کی ملک مین دو لونڈیان ہون جو آپس مین حقیقی بہنین ہون تو وہ دونوں کے ساتہہ صحبت کرسکتا ہے؟ آپنے فرمایا کہ ایک آیت سے حرام ہے اور دوسری آیت سے جائز ہے (آیہ کریمہ او ما ملکت ایمانکم لفظ عام ہے اس سے اجازت نکلتی ہے کہ اگر دو بہنین ایک شخص کی ملک مین ہون دونون سے صحبت کرے دوسری آیت ان تجمعوا بین الاختین۔ یہہ الفاظ بہی عام ہین دو بہنونکا جمع کرنا خواہ نکاح کے ساتہہ خواہ ملک مین دونون ہون اس آیت سے حرمت ثابت ہوتی ہے) اسکے بعد فرمانے لگے کہ مین تو یہہ فعل پسند نہین کرتا۔ سائل جناب عثمانؓ سے اپنے سوال کا جواب پاکر چلا گیا اور ایک دوسرے صحابی سے ملا۔ اونسے بہی یہی سوال کیا۔ اونہون نے جواب دیا۔ اگر میری حکومت ہو اور مجہکو معلوم ہو کہ کسی نے ایسا کیا ہے۔ (یعنے دو بہنونکے ساتہہ صحبت کرتا ہے) تو مین ضرور اوس شخص پر حد شرعی جاری کرون ابن شہاب جو اس حدیث کے اسناد مین راوی ہین اونکا قول ہے کہ یہہ دوسرے صحابی جناب علی مرتضیٰؓ ہین۔

ایک روایت ہے کہ جناب عبدالرحمن رضؓ بن عوف نے حالت مرض الموت مین اپنی زوجہ کو طلاق بائن دی۔ بعد وفات اونکے یہہ مقدمہ جناب عثمان رضؓ کے اجلاس مین پیش ہوا۔ جناب عثمان رضؓ نے اوس عورت کو ترکہ شوہر سے حصہ دلایا حالانکہ عبدالرحمن بن عوف نے بعد انقضاے عدت طلاق انتقال کیا تھا۔

امام مالک رحؒ محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت کرتے ہین کہ میرے دادا حبّان کی دو بیویان تھین ایک ہاشمیہ دوسرے انصاریہ۔ میرے دادا نے عورت انصاریہ کو طلاق دی۔ اوسکی گود مین بچہ تھا جسکو وہ دودہ پلاتی تھی اس واقعہ کو ایک برس گذر گیا۔ جب میرے دادا حبان نے انتقال کیا تو اوس عورت نے دعویٰ کیا کہ مجھکو میراث ملنا چاہیئے کیونکہ مجھکو حیض نہین آیا ہے اور مین ابتک عدت مین ہون اور قبل گذرنے عدت کے میرا شوہر مرا ہے لہذا مین وارث ہون۔ جب ورثا مین باہم جھگڑا ہوا قضیہ جناب عثمان رضؓ کے روبرو پیش ہوا۔ آپ نے زوجہ انصاریہ کو میراث دلائی۔ عورت ہاشمیہ نے اس فیصلہ پر ناراضی ظاہر کی تو آپنے فرمایا "یہہ فیصلہ تیرے چچا کے لڑکے کی راے سے ہوا ہے (یعنے جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی راے اسمین شریک ہی) مین نے محض اپنی راے پر فیصلہ نہین کیا ہے"۔

امام مالک رحؒ روایت کرتے ہین کہ ام المومنین ام سلمہ رضؓ کے غلام یا مکاتب نفیع نام کے نکاح مین ایک آزاد عورت تھی۔ اوسنے اپنی زوجہ کو دو طلاقین دین پھر رجوع کرنا چاہا۔ ازواج رسولخدا نے اوس سے کہا کہ عثمان رضؓ کیخدمت مین حاضر ہوکر دریافت کر۔ وہ غلام بغرض دریافت مسئلہ جناب عثمان رضؓ کی تلاش مین گیا۔ اثناے راہ مین آپ زید بن ثابت رضؓ کا ہاتھہ پکڑے ہوے ملے۔ غلام نے دونون صاحبونکے سامنے یہہ مسئلہ

پیش کیا۔ دونون صاحب بولے۔ "وہ عورت تجھپر حرام ہوگئی۔ وہ عورت تجھپر حرام ہوگئی اب بدون حلالہ کیئے درست نہین" فقہا مین اختلاف ہے بعض طلاق کے باب مین زوج کا لحاظ کرتے ہین۔ اگر مرد آزاد ہے تو تین طلاق کا مالک ہے ورنہ دو کا اور بعضے کہتے ہین کہ عورت لونڈی دو طلاق سے بائن ہوتی ہے اور آزاد تین طلاق سے زوج کیسا ہی ہو۔ غلام ہو یا آزاد۔

امام مالکؒ روایت کرتے ہین کہ عاص بن ہشام نے جب انتقال کیا تین لڑکے وارث چھوڑے۔ دو لڑکے ایک مان سے اور ایک ایک سے۔ دونون حقیقی بھائیون مین سے ایک مرگیا اور مال و غلام آزاد کردہ کثرت سے ترکہ مین چھوڑ مرا۔ حقیقی بھائی جملہ جائداد کا وارثۃً مالک و قابض ہوا۔ پھر یہہ شخص بھی مرگیا اور ایک بیٹا اور ایک سوتیلا بھائی چھوڑا۔ دونو مین باہمی نزاع واقع ہوا۔ لڑکے نے کہا کہ مین جملہ جائداد کا جسکا میرا باپ مالک تھا وارث ہون۔ لیکن سوتیلے بھائی نے کہا کہ تم سب مال کے مالک نہین ہو سکتے۔ البتہ از قسم مال کے مالک ہو مگر ولا رموالی (یعنے جائداد متروکہ غلام آزاد شدہ) کے مالک نہین ہو سکتے اوسکا مالک مین ہی ہون۔ دونون مین حجت و تکرار ہوتے ہوتے جناب عثمانؓ کی خدمت مین قضیہ پیش ہوا آپنے ولا رموالی بھائی کو دلاے اور لڑکے کو دیگر جائداد کا مالک کیا۔

جناب عثمانؓ نے فرمایا ہے کہ ایک دینار دو دینار سے اور ایک درم دو درم سے ہرگز نہ بیچو۔

ایک عورت نے کسی شخص پر فریب سے اپنا آزاد ہونا ظاہر کیا اور اوس سے نکاح کرلیا۔ اوس سے اولاد ہوئی پھر معلوم ہوا کہ یہہ لونڈی ہے۔ جناب عثمانؓ نے

حکم دیا کہ لڑکے اپنی طرف سے فدیہ (قیمت) اگر دیدین تو آزاد ہین - اس قصہ مین جناب عمر فاروق کا بہی نام ہے کہ یہہ فیصلہ جناب عثمانؓ نے کیا یا جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے -

خطبہ مین فرماتے تہے کہ جس لونڈی کو کچہہ کام دستکاری وغیرہ نہین آتی اوسپر کچہہ روزینہ مزدوری نہ مقرر کرو کیونکہ اگر ایسا کروگے اور وہ کوئی کام جانتی نہین کہ اوسکے ذریعہ سے روزینہ مقررہ کما سکے تو ضرور وہ بذریعہ زنا کے کمائی کریگی اور تمکو ادا کردیگی - چہوٹے غلام پر کچہہ نہ مقرر کرو کیونکہ جب وہ کچہہ نہ پاویگا ضرور لوگونکی چیزین چرا لاویگا - محرمات و امور ممنوعہ سے روکے رہو - کسب حلال سے اپنا رزق مقرر کرو -

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی برکت سے اکثر امور مسنونہ مسلمانونمین رواج پا گئے چنانچہ عبدالرحمن بن یزید کہتے ہین کہ ایک دفعہ جناب عثمانؓ نے حج کیا مین بہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ہمراہ تہا - اونکے ساتہہ وقوف عرفات کرکے وہانسے واپس ہوئے اور مزدلفہ مین آکر مغرب اور عشا دونون عشا کے وقت پڑہین - دونون کیواسطے نماز اور اقامت علیحدہ کہی گئی پہر عبداللہ بن مسعودؓ سو رہے جب فجر ہوئی آپنے فجر کی نماز ادا کی اور کہا جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ یہ دونون نمازین مغرب وعشا اپنے معمولی وقت سے اس جگہہ تاخیر کرکے پڑہین کیونکہ لوگون کو مزدلفہ مین آتے آتے دیر ہوجاتی ہے - مغرب کا وقت گذر جاتا ہے اور سیاہی خوب پہیل جاتی ہے - فجر کی نماز اپنے وقت ہی پر ہوتی ہے جب صبح کی روشنی اچہی طرح پہیل جاوی عبداللہ بن مسعودؓ نے جناب عثمانؓ سے کہا کہ اگر امیر المومنین

سنت کی پیروی کرنا چاہتے ہوں تو یہاں سے اب چل دیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ یہہ کلام ختم بھی نہ کرنے پایے تھے کہ جناب عثمان رضؓ وہاں سے چل دیئے۔

جناب عثمان رضؓ کے عہد خلافت میں سورج گہن واقع ہوا عبداللہ رضؓ بن مسعود آپ کی طرف سے مدینہ منورہ میں حاکم تھے جناب عثمان رضؓ نے سب لوگوں کے ساتھہ صلوٰۃ کسوف دو رکعتیں پڑہیں ہر رکعت میں دو سجدے کیئے اور بعد فراغت نماز اپنے گھر تشریف لیگیئے حضرت عبداللہ رضؓ بن مسعود جناب عائشہ صدیقہ رضؓ کے حجرہ کے پاس بیٹھے اور ہم لوگ بھی عبداللہ رضؓ بن مسعود کے پاس بیٹھ گئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ نے فرمایا جناب رسولخداؐ سورج گہن اور چاند گہن کے وقت نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب تم گہن پڑتے دیکھو نماز پڑہنے چل دیا کرو کیونکہ کسوف و خسوف کیوقت اگر بالفرض کچھہ اندیشہ و خوف موافق تمہارے زعم کے ہی تو تم نماز میں مصروف ہوگے اور خدا کی یاد سے غفلت نہوگی اور اگر اس حالت میں کوئی اندیشہ نہیں ہے تو بھی تمنے اچھا کام کیا اور نیکی کمائی“

قصہ کوتاہ جناب ذوالنورین عثمان رضؓ کے فضائل و کمالات بیحد و بیشمار ہیں آپکے اتباع سنت نبوی کا ثبوت ان احادیث سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ آپکے اوصاف و محامد احاطہ دائرہ تحریر سے باہر ہیں۔ آپکو جو کمالات ظاہری و باطنی اور فضائل صوری و معنوی عطا ہوی اگر سب مذکور ہوں تو ایک دفتر ہو جاوے اور پہر بھی ختم نہوں۔

بسیط ساحت قدر تو باغ پر ثمر ست	محیط منبع فضل تو بحر پر گہر ست
تراچہ حاجت مداح و قصہ خواندن او	کہ نشر فضل و کمال تو در جہان ثمر ست

مقام مدح تو دل را مقام منفعت ست	محل نقص تو بنیاد تشیمن نصرت ست
بہر کجا کہ رسد رفعت تصور عقل	ہنوز پایہ قدرت ازان رفیع ترست
ہنر جو ساخت انیسؔ طریق مدح ترا	رئیس اہل قلم شد اگرچہ بے ہنر ست

آغاز ۲۴ سنہ ہجری

قصہ شوریٰ بیعت خلافت

ہم اس قصے سے پہلے اگر بطور تمہید جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تجویز درباب خلافت لکھیں تو غیر مناسب نہیں۔ ناظرین کو بھی پورا قصہ ملاحظہ کرنیسے تمام کیفیت معلوم ہو جاویگی

جب جناب عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ صدمہ زخم کارد خون آشام سے اپنی حیات مستعار سے مایوس ہوے اور جملہ صحابہ کرام کو بھی امید زندگی قطع ہو گئی تو سب نے چاہا کہ انتظام خلافت آپکی راے مبارک سے اور آپ ہی کے سامنے ہو جاوے تو بہت مناسب ہوگا۔ آپکے بعد خوف ہے کہ صحابہ باہم خلاف کریں اور تخالف راے سے خدانخواستہ آتش فتنہ و فساد برافروختہ ہو کر اسباب اتفاق و اجتماع کو بالکل جلا کر خاک کر دے اور جمعیت اسلامی میں تفرقہ ڈالکر باعث خندہ زنی دشمنان اسلام ہو۔ چنانچہ ایک صاحب اس امر کیجانب متوجہ ہوے اور جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ خلافت کا مقدمہ ازبس نازک ہے آپکے بعد نزاع و خلاف کا اندیشہ ہے۔ آپ اپنی تجویز سے جسکو لائق و افضل و قابل برداشت لبار خلافت کا

سمجھین اوسکو خلیفہ کردین۔ ہم لوگ بہی اس فکر عظیم سے سبکدوش ہوجاوین اور آپکے بعد کسی طرح فتنہ و فساد بہی نہ پیدا ہو۔ ہم سب اوسکی اطاعت کرینگے اور اوسکو اپنا خلیفہ جانین گے" جناب فاروق رضؓ نے فرمایا۔ مین کسکو خلیفہ کرون۔ افسوس حضرت ابو عبیدہؓ امین الامتہ یا حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ آج زندہ ہوتے تو وہ استحقاق خلافت رکہتے تھے ضرور خلیفہ کردئے جاتے وہ بیشک حکومت اہل اسلام کے قابل تھے اونکے بعد اب میری نظر مین کوئی ایسا نہین ہے۔ میرے بعد تم سب کا جسپر اتفاق ہو اوسکو خلیفہ کرلینا اور اسلام کے فوائد پر نظر رکہنا" حاضرین جلسہ سے ایک صاحب بولے۔ عبداللہ بن عمر آپکے صاحبزادہ خلیفہ کردئے جاوین وہ اس قابل ہین نیز دیانت و تقویٰ۔ اعمال صالحہ مین کامل و یکتا ہین۔ جناب عمر فاروقؓ اپنے صاحبزادہ کے نام تجویز خلافت سنکر ناخوش ہوے اور فرمایا۔ توبہ کرو۔ کجا عبداللہ اور کجا خلافت اہل اسلام۔ معاذاللہ۔ عبداللہ اس لائق ہی؟ عبداللہ اور مسلمانونکی سرداری سبحان اللہ۔ ہر کارے و ہر مردے۔ جو شخص اپنی عورت کے طلاق پر قادر نہوا اور اوس سے دبتا ہو وہ کیا خاک حکومت کریگا۔ گہر کے کام انجام دے نہ سکے مسلمانونکا سردار بنایا جاوے۔ واہ رے تیری عقل و تجویز رائے۔ خوب اچہی طرح سن لے کہ عبداللہ خلافت کا بار عظیم اوٹہانیکی قابلیت نہین رکہتا اور نہ اوسمین حکومت کرنیکا مادہ ہی۔ مین اوس شخص کو خلیفہ کرتا جو میرے نزدیک مجھسے افضل ہوتا قطع نظر اسکے کہ عبداللہ اسکا اہل ہی یا نہین۔ مین کہتا ہون کہ مین نے خلافت کا ذمہ لیا اور میرے سر یہہ بار پڑ گیا۔ جس طرح مجھسے ہوسکا مین نے انجام دیا۔ خدا جانے کسقدر مظالم میری نامۂ اعمال مین لکھے ہونگے۔ روز قیامت مین

حاکم حقیقی کے روبرو کھڑا ہونگا۔ اگر اوسنے اپنی رحمت کاملہ سے میری خطائین معاف
کردین اور دادخواہونکو مجھسے راضی کردیا تو اوسکی عنایت اور رحمت ہی اور اگر مین پکڑا گیا
اور مجھسے پرسشش ہوئی تو خیر صرف مین ہی اپنے ہمانہ انہین پکڑا جاوٗن اور میری اولاد
اور خاندان کے لوگ اس مواخذہ سے بری رہین۔ اب رہا یہہ کہ کسیکو خلیفہ کرجاوٗن یہہ
بہی میرے ذمہ واجب نہین جناب رسالتمآبؐ نے کسکو خلیفہ بنایا اور علی الاعلان
کسکا نام ظاہر کردیا کہ میرے بعد فلان شخص خلیفہ ہے سب اوسکی اطاعت کرنا۔ ہان
جناب صدیق اکبرؓ نے جو مجھسے افضل تھے مقرر کردیا تھا۔ مین اونکی نظر مین اسکا اہل تھا
لیکن مین کسیکو قابل خلافت نہین دیکھتا۔ خداوند عالم اپنے دین اسلام کا حامی وناصر
وحافظ ومددگار ہے اوس نے اپنے دین کی حمایت کی ہی وہ کبہی اوسکو ضائع نہ کریگا
بلکہ روزافزون ترقی عطا فرماویگا۔ یہہ کلام جناب فاروق اعظم کا سنکر جملہ حضار مجلس اونکے
گھر سے چلیگئے اور اسوقت خلافت کے مقدمہ مین کوئی بات طے نہوئی۔ دوبارہ
چند صحابہ پہر تشریف لاے اور اسی معاملہ مین جناب فاروق اعظم سے گفتگو کی اور
چاہا کہ آپ کسیکو خلافت کیواسطے نامزد فرماوین۔ جناب فاروقؓ نے فرمایا کہ تم لوگونکا
اصرار اس باب مین بڑہتا جاتا ہے اور مین نے اولاً چاہا تھا کہ یہہ بوجہ اپنے سر نہ لیجاوٗن
تم لوگ میرے بعد جسکو مناسب سمجھتے خلیفہ کرلیتے مگر اب مجبور ہون۔ تمہاری خواہش
اس امر مین حد مبالغہ سے بڑہ گئی ہی لہذا اب مین مناسب جانتا ہون کہ ایک شخص
کو جو تم سب سے افضل ولائق ہے خلیفہ کردون اور تمپر اوسکو سردار کردون۔ یہہ فرماکر آپنے
حضرت علی مرتضیٰؓ کی جانب اشارہ فرمایا۔ پہر کہنے لگے۔ میرا خیال انکی طرف اس سے
پہلے بہی تہا جب تم لوگ اول مرتبہ میرے پاس آے اور مجھسے اس معاملہ مین

گفتگو کی اور مجھسے کچھہ جواب اپنی خواہش کے موافق نہ پاکر واپس گئے میں تمہاری چلے جانیکے بعد کسیقدر سو گیا خواب مین دیکھا کہ ایک جوان کسی میوے دار باغ مین ہے اور پختہ و تازہ میوے درختونسے توڑ توڑ کر جمع کر رہا ہے اور زمین پر اونکا ڈھیر لگا دیا ہے۔ جب مین نیند سے ہوشیار ہوا اس خواب کی تعبیر خود اپنے دل سے یہ کرلی کہ خداوند تعالٰے خود اپنے دین کا حامی ہے۔ وہ دین اسلام کو ہمیشہ غالب رکھیگا کوئی غیر اوسپر غالب نہ آسکیگا۔ اوسکی حفاظت اپنے خاص بندونکے ہاتھہ سے کرائیگا اسلیئے اب مین خیال کرتا ہون کہ مجھکو کوئی ضرورت نہین جو اس خلافت کا بار جیسا اپنی زندگی مین اوٹھایا ہے مرتے وقت بھی یہہ بوجھہ لیئے جاؤن اور اپنی رائے سے کسیکو خلیفہ کرجاؤن۔ خدانخواستہ اگر میری رائے نے کمی کی اور میری تجویز سے جو خلیفہ ہوا اوسنے امور خلافت مین کوتاہی کی یا خلاف حق کوئی کام اوس سے ہوا تو اسکا وبال میری ہی گردن پر ہوگا۔ تم لوگ صحابہ کبار میں سے ہو جنسے آنحضرت صلعم راضی و خوشنود تشریف لیگئے ہین اور اونکے حقمین قطعی جنتی ہونیکی بشارت دی ہے ایک شخص کو انتخاب کرکے خلیفہ کرلو اور مجھکو اس بارہ مین معاف رکھو۔ ہان جسکو خلیفہ کرو اوسکی اہلیت اور قابلیت پر ہر طرح غور کرلو اور جو خلیفہ ہو اوسکے ساتھہ رائے و مشورہ مین ہر طرح شریک اور اوسکے معاون و مددگار رہو۔ حضرات علیؓ۔ عثمانؓ۔ عبدالرحمنؓ بن عوف۔ سعدؓ بن ابی وقاص۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ یہہ بزرگوار جناب رسول خدا کے اصحاب کبار اور سب مین ممتاز عشرہ مبشرہ مین معدود ہین۔ انمین سے جس صاحب پر اتفاق ہو وہ خلیفہ کردیئے جاوین اور یہہ اصحاب اپنی اتفاق رائے اور باہمی شوری سے جسکو مستحق سمجھین خلیفہ کرین بعد اس تقریر کے جلسہ برخاست ہوا اور سب صاحب تشریف لیگئے۔ اس موقع پر جناب عباسؓ

اور حضرت علی مرتضیٰ رض سے یہہ گفتگو ہوئی۔

عباس رض۔ اے علی رض۔ میری راے مین تمہاری شرکت ان صحابہ کے ساتھ حضرت عمر رض کے پاس آمد ورفت کرتے ہین اسوقت مناسب نہین ہے۔ تمکو انسے علیحدہ رہنا چاہیئے۔

علی رض۔ مین آپکی راے پر عمل کرتا اور دل سے مانتا ہون مگر مجبور ہون۔ میرے شریک نہونیسے اندیشہ ہے کہ لوگ میری نسبت مخالفت کا اتہام قایم کرکے خلاف راے کا بدنما دہبہ میرے نام پر لگادین۔ مین خود اس معاملہ مین شریک ہونا پسند نہین کرتا۔

عباس رض۔ کچہہ ہو میری تو راے نہین۔ مجھکو ڈر ہے کہ مبادا اس میل جول مین تم کو کوئی ایسی بات پیش آوے جو تمہارے رنج کا باعث ہو۔ آیندہ تمکو اختیار ہے۔

راقم۔ شاید حضرت عباس رض کو خیال گذرا ہوگا کہ جناب علی مرتضیٰ چونکہ آنحضرت صلعم کے قریبی رشتہ دار ہین۔ چچازاد بھائی اور داماد۔ انکے آنے جانے سے لوگونکو خیال پیدا ہو کہ یہہ خلافت کے خواہان اور اپنے کو حقدار اسکا سمجھکر بار بار حضرت عمر رض کے پاس آتے ہین تاکہ جناب عمر رض انکو خلیفہ کردین اور اگر کوئی شخص یہی بات منہ پر کہہ بیٹھتا تو ضرور جناب علی مرتضیٰ رض کو ناگوار خاطر ہوتا۔ اسواسطے جناب عباس رض نے نصیحت کی اور آمد ورفت وشرکت سے منع فرمایا۔ حالانکہ اوسوقت کی خلافت کوئی آرام وآسائش کے اسباب مین شمار نہین کی جاتی تہی بلکہ یہہ بزرگوار اسکو ناپسند کرتے تہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ

جناب عباسؓ کا نام باوجودیکہ آنحضرت صلعم کے چچا اور سب مین بزرگ تھے نہ حضرت عمرؓ نے لیا اور نہ اہل شوریٰ مین وہ داخل ہوے نہ کسی اور نے کہا کہ یہہ خلیفہ ہون کیونکہ لوگ جانتے تھے کہ یہہ انکار کرینگے اور کسی طرح راضی نہونگے۔

پھر دوسرے دن جناب عمر فاروقؓ نے حضرات عثمان۔علی۔سعد۔عبدالرحمن زبیر رضی اللہ عنہم کو بلاکر فرمایا کہ درباب خلافت مینے خوب غور و تعمق کی نگاہ سے دیکھا۔آپ لوگ سردار قوم پیشواے اہل اسلام ہین یہہ خلافت آپ ہی لوگون مین رہنے غیر شخص نہ پاوے جناب رسولخدا آپ سب صاحبون سے راضی و خوشنود رہے اور رضا و خوشنودی کے ساتھہ سب سے رخصت ہوکر تشریف لیگئے۔اگر آپ اتفاق پر قائم ہین اور استقامت کو ہاتھہ سے نہ دینگے مخالفین کا کوئی ڈر نہین کوئی آپکا کچھہ نہین کرسکتا اور اونکے خلاف سے آپکا کچھہ نہین بگڑتا۔ہان مجھکو اندیشہ ہے تو صرف یہی کہ خدانخواستہ باہمی نزاع اور اختلاف اور خانہ جنگی سے آپس کا اتفاق جاتا رہے اور پھوٹ پڑجاوے تو پھر ہر وقت خوف کا سامنا ہے۔آے دن فساد و فتنے درپیش ہین اور اس باہمی اختلاف و خانہ جنگی کا اثر مبادا ایسا نہ پڑے کہ مخالفین مذہب کو دست اندازی کا موقع ہاتھہ لگے اور رفتہ رفتہ یہہ نتیجہ پیدا ہو کہ جو اصلاح اور دائرہ صلاح سے باہر نکل جاوے پھر اوسکی درستی حیطۂ امکان سے خارج ہوجاویگی۔آپ سب صاحب جناب عائشہ صدیقہؓ سے اجازت لیکر اونکے حجرہ مین تشریف لیجاوین اور درباب تجویز خلیفہ خلوت مین جہان غیر کو دخل نہو ایک راے قائم کرلین۔جناب عمرؓ یہہ فرماکر خاموش ہورہے۔آپکے زخمون سے خون جاری ہوا ضعف کی وجہ سے سر مبارک تکیہ پر رکھہ لیا اور آنکھین بند کرلین

یہہ صحابہ کرام اصحاب شوریٰ ام المومنین جناب صدیقہ رضکے حجرہ مین تشریف لیگئے اور گفتگو شروع ہوئی۔ کچھہ آوازین بلند ہوگئین۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو شاید بخیال تکلیف جناب عمر فاروق رض ناگوار گذرا ہوگا جو اونہون نے فرمایا کہ ابھی تک امیر المومنین زندہ ہین۔ کیا اونکی زندگی مین آپ لوگ دوسرا خلیفہ بنالینگے حضرت عمر فاروق کے کانمین بھی یہہ آواز پہونچی۔ فرمایا۔ اچھا ابھی یہہ صلاح ومشورہ رہنے دو۔ میرے مرنیکے بعد تین دن تک مشورہ کرلینا اور نیک وبد خوب سمجھہ لینا۔ اس مدت تک صہیبؓ امامت کرین۔ نماز پڑہاوین۔ تین دن مین یہہ کمیٹی اور مشورہ ختم کرکے باتفاق باہمی کسیکو خلیفہ کرلینا اس سے زیادہ مدت نہ گذرنے دینا۔ میرا بیٹا عبداللہ صلاح ومشورہ مین شریک ہو مگر اسکو امارت وخلافت کا استحقاق بالکل نہین۔ حضرت طلحہ رض قابل خلافت ہین اگر وہ قبل تجویز وتقرر خلیفہ آجاوین تو اونکو بھی شریک کرلینا اور اگر وہ تین دن کے عرصہ مین نہ آپاوین تو تم لوگ اپنا کام خود کرلینا اور اونکا انتظار تین دن سے زیادہ نہ کرنا ہان مجھکو کسطرح اطمینان ہو اور کون اطمینان دلاسکتا ہے کہ طلحہ رض تم لوگونکے خلاف نہ کرینگے حضرت سعد رض بن ابی وقاص بولے۔ مین آپکو ہرطرح اطمینان دلاتا ہون کہ وہ کبھی اس بارہ مین ہمارے خلاف نہونگے۔ جسکو ہم لوگ خلیفہ کردینگے وہ بھی اوسکو خلیفہ مان لینگے۔ یہہ سنکر جناب فاروق رض نے فرمایا۔ ہان مجھکو بھی اونسے یہی امید ہے انشاءاللہ تعالیٰ وہ تمہارے سب کے ساتھہ ہونگے کبھی خلاف نہ کرینگے اور میرے خیال مین خلافت ان دونون صاحبون عثمان وعلی مین سے ایک کو ضرور ہوگی عثمان اگر خلیفہ ہوے تو یہہ اسکے اہل ہین۔ نرم دل ہین۔ سہولت پسند سختی وتشدد کو روا نہین رکھتے۔ غالبًا سب انسے خوش رہینگے۔ اگر علی حاکم ہوے تو انمین مادہ

اسکا کامل طور پر ہے اور یقین ہے کہ لوگونکو راہ حق پر چلا دینگے۔ اگر سعدؓ خلیفہ ہوے وہ بہی اسکے قابل ہین اور خلافت انکو زیبا ہے اور اگر یہہ خلیفہ نہون تو جو صاحب کہ خلیفہ ہون انکو راے و مشورہ مین شریک کر لیا کرین کیونکہ سعدؓ خلافت سے عاجز نہین اور نہ خائن ہین۔ انکی حکومت کوفہ کی زمانہ مین کوئی شکایت انکی سننے مین نہین آئی اور مین نے انکو کسی شکایت کی وجہ سے معزول نہین کیا ہے اور عبد الرحمن بن عوف مرد فہمیدہ اہل الراے ہین انکی بات سنو اور مانو اور انکی اطاعت دل سے کرو۔ پہر حضرت ابو طلحہؓ سے فرمایا۔ اے ابو طلحہ۔ خداوند کریم نے تم لوگونسے اسلام کو عزت دی ہے اور تم لوگ اسلام کے خیر خواہ ہو۔ انصار مین سے پچاس شخص منتخب کرکے اونسے کہو کہ ایک شخص کو بغرض شرکت مجلس شوریٰ وہ خود انتخاب کرین اور مقداد بن اسود کو حکم دیا کہ میرے دفن ہونیکے بعد یہہ لوگ اصحاب شوریٰ ایک گھر مین جمع ہون اور تم اسکے منتظم رہنا کہ انصار کسیکو بغرض شرکت مجلس شوریٰ پسند کرین۔ پہر صہیب کو ارشاد ہوا کہ تین دن تک نماز تم پڑہانا اور اصحاب شوریٰ کو ایک گہر مین جمع کرنا اور تم نگران رہنا غیر شخص اوس کمیٹی مین شامل نہ ہونے پاوے۔ اصحاب شوریٰ مین اگر پانچ شخص متفق الراے ہون اور ایک اونکے خلاف کرے تو مخالف کا سر تلوار سے قلم کر دینا اور اگر چار ایکطرف اور دو ایکطرف تو اون دو کو مار ڈالنا اور اگر تین تین صاحب دونون طرف ہون تو اوس وقت مین عبد اللہ بن عمر حَکم ہوکر فیصلہ کریں اگر عبد اللہ کی راے پر فیصلہ نہو اور اسکے حکم کو نہ مانین تو مناسب ہے کہ جس طرف عبد الرحمن بن عوف ہون اوسی طرف سب اپنی راے ملا دین اور اتفاق کرلین اور دوسرے فریق کو علیحدہ کر دین (جناب عمرؓ کا حکم مخالف کے قتل کا تہدیداً ہے اور مطلب یہہ ہے

اگر مخالف کی راے نہ مانو کثرت راے پر عمل کرو) اس گفتگو کے بعد اہل شوریٰ مقرر کر دیئے گئے سب لوگ رخصت ہوے اور جلسہ برخاست ہوا۔

ایک روایت مین ہے کہ جناب عمر فاروق نے اصحاب شوریٰ کو طلب فرمایا اونمین سے صرف جناب عثمانؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ سے علیحدہ علیحدہ گفتگو کی۔ اول حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اے علی۔ شائد اہل اسلام وصحابہ کرام تمہارے علم وفضل ومعاملہ فہمی پر نظر کر کے اور جناب رسولخدا سے قربت قرابت کا لحاظ کر کے تمکو خلیفہ کرین تو خدا سے ڈرتے رہنا۔ پھر جناب عثمانؓ سے بھی یہی گفتگو کی اور فرمایا۔ اے عثمان۔ اگر تمکو بوجہ دامادی جناب رسول خدا اور بزرگی عمر اور شرافت حسب ونسب کی وجہ سے خلافت کے واسطے انتخاب کرین تو خدا سے ڈرتے رہنا اور بنی معیط کو لوگونکی گردنون پر سوار نہ کرنا (یعنے حکومت انکے قبضہ واقتدار مین نہ دینا)

بعد اسکے جناب عمر فاروقؓ نے خلافت اہل شوریٰ کی راے پر رکھی اور وہ چھ معزز اصحاب جو اوپر مذکور ہوے اس کام کیواسطے مقرر فرما دئے اور یہہ ہدایت کی کہ منجملہ انہی چھ اصحاب کے ایک خلیفہ مقرر ہو۔ اگر سب کا اتفاق ایک پر ہو تو فبہا اگر اختلاف ہو تو جس جانب زیادہ اصحاب ہون وہ خلیفہ بنایا جاوے۔ اگر دونون جانب برابر ہون تو عبداللہ بن عمرؓ حکم بنکر فیصلہ کرین اگر انکے فیصلہ پر لوگ راضی نہون تو جس جانب عبدالرحمن بن عوف ہون اوسکو ترجیح دی جاوے۔

جب اصحاب شوریٰ جناب عمرؓ کے پاس سے اوٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر علیؓ کو لوگ خلیفہ کرین تو بہتر ہے۔ وہ مسلمانونکو راہ راست پر چلاوینگے حضرت عبداللہ آپکے صاحبزادہ نے عرض کیا کہ آپ خود اپنی حین حیات اونکو خلیفہ کیون نہین

کردیتے۔ ایسا کرنیسے کون آپکو مانع ہے۔ جواب دیا مین پسند نہین کرتا کہ بار خلافت جیسیاکہ اپنی زندگی مین اوٹھایا مرتے وقت بھی یہہ جہیر اوٹھاے جاؤن ؟

یہہ بھی روایت ہے کہ جناب فاروق اعظم رضؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ کو طلب فرماکر اونسے فرمایا کہ مین تمکو خلیفہ کرنا چاہتا ہون اور اپنا ولیعہد کرتا ہون۔ حضرت عبدالرحمٰن رضؓ نے استفسار کیا کہ کیا آپ بطور نصیحت فرماتے ہین۔ جواب ملا۔ نہین۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا "قسم خدا کی مین آپکے بعد خلیفہ ہونا ہرگز پسند نہین کرتا" حضرت فاروق رضؓ نے فرمایا۔ خاموش رہو کسی سے اسکا تذکرہ نہ کرنا۔ مین دوسرے صحابہ کو جنسے جناب رسول اللہ خوش و راضی رہے امر خلافت سپرد کرتا ہون۔

قصہ مختصر جب صحابہ کرام نے جناب عمر فاروق رضؓ کے دفن سے فراغت پائی تو مقداد بن اسود نے جناب عثمانؓ۔ علیؓ۔ سعدؓ بن ابی وقاص۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف زبیرؓ بن العوام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اصحاب شوری کو مسور بن مخرمہ کے گھر مین جمع کیا۔ ایک روایت مین ہے کہ یہہ کمیٹی بیت المال مین قایم ہوئی اور ایک روایت مین ہی کہ جناب عائشہ صدیقہ رضؓ کے حجرہ مین سب صاحب جمع ہوے۔ حضرت طلحہ رضؓ ان ایام مین مدینہ منورہ سے باہر کہین گئے ہوے تھے وہ اس جلسہ مین نہ تھے۔ حضرت ابوطلحہ رضؓ دروازہ پر پہرہ دینے کیواسطے مقرر ہوے تاکہ غیر اشخاص اندر داخل ہوکر اس جلسہ مین مخل نہون۔ بعد اسکے عمرو بن العاص اور مغیرہ بن شعبہ آے اور دروازہ پر بیٹھ گئے۔ سعد بن ابی وقاص نے دونون صاحبونکو دروازہ سے اوٹھا دیا اور کہا۔ تم چاہتے ہو کہ یہان بیٹھنے سے لوگونمین کہتے پہرو کہ ہم بھی مجلس شوری مین شریک ہوے ہین۔

ان ابتدائی امور کے بعد اہل شوریٰ مین درباب تجویز خلیفہ گفتگو شروع ہوئی اور قیل وقال بڑہی اپنی اپنی رائین اور تجویزین سب نے پیش کین۔ ایک رائے پر اتفاق نہین ہوتا تہا۔ ابو طلحہ نے کہا کہ مجہکو اس قیل وقال وگفتگوے لاتناسل کا اندیشہ پہلے ہی سے تہا قسم اوس ذات پاک کی جسنے روح پرفتوح جناب عمر فاروق قبض فرمائی ہے۔ مین تین دن سے زیادہ مہلت مشورہ کی تم لوگونکو نہ دونگا۔ اگر اس عرصہ مین تم سب نے اتفاق کر کے ایک کو خلیفہ کر لیا تو بہتر ہے ورنہ پہر مین شریک نہونگا اور اپنے گہر جا کر بیٹہہ رہونگا۔ تمکو اختیار ہے جسکو چاہنا خلیفہ کرنا جسکو چاہنا حاکم بنانا۔ پہر عبد الرحمن بن عوف نے سوال کیا۔ اس مجمع اہل شوریٰ مین سے آیا کسیکو یہہ پسند ہے کہ آپ بار خلافت سے خوبخوشی علیحدہ ہو جاوے اور اپنے واسطے خلافت ناپسند کر کے اپنی سے افضل اور اشرف کو خلیفہ بنانیکی اجازت دی۔ انکے اس سوال کا بہی کسی نے جواب نہ دیا۔ پہر انہون نے کہا مین خود خلافت سے دست بردار ہوتا ہون اور اپنی خوشی علیحدگی اختیار کرتا ہون تم لوگ جسکو چاہو خلیفہ کرو مین راضی ہون۔ جناب عثمانؓ نے فرمایا سب سے پہلے مین تمہاری درخواست منظور کرتا ہون۔ یہہ سنکر سب نے ایک زبان ہو کر کہا ہم بہی راضی ہین مگر جناب علی مرتضیٰ خاموش رہے۔ عبد الرحمن رضؓ نے پوچہا۔ اے ابو الحسن آپ کیا کہتے ہین حضرت علی رضؓ نے فرمایا۔ مجہسے پکا وعدہ کرو کہ حق کو اختیار کرو گے اور ہواے نفس کے اتباع سے باز رہوگے۔ رشتہ اور قرابت کا پاس ولحاظ اس خلافت کے استحقاق مین نکروگے اور امت نبوی کی خیر خواہی اور فوائد مین کوتاہی کو دخل نہ دوگے۔ جناب عبد الرحمن نے جواب دیا آپ سب صاحب مجہسے وعدہ کرین۔ میری رائے سے متفق ہون اور شرط کرین کہ مین جسکو چاہون انتخاب کر کے نامزد کرون

میرے اس انتخاب کو بدل پسند فرماوین۔ ہرطرح میرا ساتھہ دین اور مین بہی قسم کہاتا ہون اور خدا کو درمیان کرکے کہتا ہون کہ درباب خلافت مین رشتہ وقرابت کا پاس ہرگز نہ کرونگا مسلمانونکی نفع رسانی مین مجھسے دریغ نہوگا۔ جو امر مفید عام ہوگا ملحوظ نظر رکھونگا حضرت عبدالرحمن کی اس تقریر کو بطیب خاطر سب نے پسند کیا اور اونکے کہنے کے موافق سب نے قول وقرار پختہ کرلیا اور اسوقت یہہ جلسہ برخاست ہوا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رض حضرت علی مرتضی رض سے تنہا ملے اور کہا شاید آپکے دل مین یہہ گذرا ہو (اور کچھہ بعید بہی نہین) کہ اس مجمع مین آپ بوجہہ قرب ورشتہ آنحضرت کے اور بسبب اسلام مین سبقت کے اور دیگر فضائل وکمالات علمی کے جو کہ خداوند تعالی نے آپکو عطا کیئے ہین اس خلافت کے حقدار ہین لیکن یہہ تو فرمایئے اگر خلافت آپ کو نہ ملے تو اس صورت مین پہر ان لوگونمین کون حقدار ہے۔ حضرت علی رض نے جواب دیا۔ "حضرت عثمان رض حقدار ہین" بعد ازان عبدالرحمن رض نے جناب عثمان رض سے تنہائی مین ملاقات کرکے کہا۔ درباب خلافت آپکے دل مین ہوگا کہ مین بہی عبد مناف مین معمر و مسن ہون رسولخدا کا داماد ہون اور اونکا بہتیجا۔ اسلام مین بہی اکثر صحابہ سے بوجہہ سبقت کے اور دیگر فضائل مین اپنی قوم مین ممتاز ہون۔ میرے سوا خلافت دوسرے کو کیسے ہوسکتی ہے مگر مین آپسے پوچھتا ہون کہ بالفرض آپ خلیفہ نہ کیئے جاوین تو پہر کسکو آپ سزاوار خلافت سمجھتے ہین۔ حضرت عثمان نے جواب دیا "علی مرتضی شیر خدا حقدار اور اہل ہین۔ ہرطرح استحقاق خلافت اونکو حاصل ہے"

اسی درمیان مین جناب علی مرتضی رض اور سعد بن ابی وقاص رض سے ملاقات ہوئی۔ آپنے حضرت سعد رض سے کہا۔ اللہ تعالی سے ڈرنا جسکے واسطہ سے اور رشتہ وناتہ کا تعلق لگاکر

ایک دوسری سے ہر طرح اعانت و مدد چاہا کرتے ہوئین اپنے بیٹے کے رشتہ کو جو کہ جناب رسولخدا سے ہے اور جناب حمزہؓ کا ناتا جو تمسے ہے اسکے واسطہ کو بیچ درمیان لا کے تمسے چاہتا ہون کہ عبدالرحمن کے ساتھہ ہو کر عثمان کے مددگار اور طرفدار ہونا اور اونکے خلیفہ کرنیکی کوشش کرنا (کامل - ابن اثیر)

اس جلسہ مین صرف اسقدر کارروائی ہوئی کہ سب صاحبون نے عبدالرحمن بن عوف کو مختار کر دیا وہ جسکو چاہین خلیفہ کرین سب بالاتفاق راضی و خوشنود ہونگے۔ اونہون نے جناب عثمانؓ اور جناب علی مرتضیٰؓ سے علیحدہ علیحدہ ملکر دونون صاحبونکا عندیہ بھی لیلیا اور یہہ بھی اونکو معلوم ہوگیا کہ ان دونون صاحبونمین سے جسکو چاہون خلیفہ کرون دوسرے صاحب کو عذر نہو گا۔ جب یہہ سب مراتب طے ہو گئے حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اس کام کا بیڑا اوٹھایا۔ درحقیقت خلیفہ کا انتخاب کرنا انہین کا کام تھا اور انہین کی بیدار مغزی اور خوبی تدبیر سے بلا تکلف یہہ امر طے بھی ہو گیا انہون نے صرف اصحاب شوریٰ کی تجویز و اجازت ہی پر اکتفا نہ کی بلکہ بطور خود بھی بہت سرگرمی اور اہتمام سے تمام اہل شہر اور عمائدین اسلام اور بزرگان قوم سے اس باب مین راے لی گویا سب کو اسپر راضی کر لیا۔ یہہ تین دن رات حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو گشت لگاتے گذرگئی۔ سرداران قبائل عرب سے ملے۔ درباب خلیفہ ذکر کیا اور اونسے راے لی۔ سرداران فوج سے مشورہ لیا۔ جہان مجمع دیکھا خود وہان گئے اور لوگونسے اسکا ذکر کیا تنہا ایک ایک سے دو دو سے سوال کیا ظاہر و پوشیدہ ہر ایک سے راے لی یہان تک کہ دیہات کی جانے آنیوالونسے بھی جو مدینہ منورہ مین ملے۔ قافلہ والے جو دور و دراز سے آئے ہوی ملے بس انکا ایک ہی سوال تہا کہ خلافت کے مستحق عثمان ہین یا نہین انکے بارہ مین تمہاری

کیا اراسے ہے۔ مردونسے مشورہ لیکر اسپرہی اکتفا نہ کی بلکہ پردہ نشین عورتونسے بہی دریافت کرلیا۔ بوڑہے۔ جوان۔ غلام۔ آزاد جو اونکو ملتے گئے درباب خلافت بغیر ذکر کئے نہ رہے جناب عبدالرحمن رض کا قول ہے کہ مین نے خوب اطمینان کرلیا۔ دو شخصونکو بہی مختلف نہ پایا کہ حضرت علی رض پر حضرت عثمان رض کی تقدیم مین اونہون نے باہم اختلاف کیا ہو۔ بہرحال سب کا اتفاق پایا۔ البتہ بعض روایات مین ہے کہ عمار رض اور مقداد رض ان دو صاحبون نے جناب علی مرتضی رض کو ترجیح دی تہی۔

جناب عثمان رض کی جانب لوگونکی توجہ اسوجہ سے اور بہی تہی کہ جناب عثمان رض کے مزاج مین نرمی تہی۔ دین کے کامونمین جو نرم و آسان ہوتا اوسکو اختیار فرماتے اور سخت کامون سے بشرط عدم حرج کنارہ کرتے اور لوگونکو بہی اسی راہ پر چلاتے تہے۔ برخلاف جناب علی مرتضی رض کے کہ اونکے مزاج مین ذرا سختی تہی اور جناب فاروق رض کے قدم بقدم تہے۔ دس برس چند ماہ جناب عمر فاروق رض کی خلافت مین لوگ آپکی راہ پر چلائے گئے اور جناب فاروق کی اطاعت ہرطرح کی۔ اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے بڑے بڑے ملک مسلمانونکے ہاتہہ پر فتح کئے۔ مال غنیمت بہت کچھہ ہاتہہ آیا۔ اب چاہتے تہے کہ بہ نسبت زمانہ خلافت حضرت فاروق کی کسیقدر تخفیف مل جاوے اور وہ سختی جو اونکے زمانہ مین تہی مبدل بہ نرمی ہوجاے اسواسطے جناب عثمان رض کے خلیفہ ہونیکو سب لوگ بطیب خاطر پسند کرتے تہے اور یہ بہی خیال تہا کہ اگر جناب علی مرتضی رض خلیفہ ہوے تو جو نرمی و سہولت مطلوب ہے حاصل نہوگی بلکہ جناب مرتضی سب کو وہی سخت راہ چلاوینگے جو زمانہ حضرت عمر فاروق مین تہی اور کیا عجب کہ اس سے بہی زیادہ تشدد ہو۔ اصل سبب ترجیح جناب عثمان رض یہی تہا۔ ورنہ کسیکو جناب علی مرتضی رض کی شکایت نہ تہی نہ اونپر کسی قسم کا طعن کرتے تہے نہ اونکے عادات و اخلاق

لوگونکی نظرونمین ناپسند تھے۔ نہ آپ سے عدل والنصاف ہونے مین شک تہا۔ نہ آپ کو
خلافت کا حقدار سمجھنے مین کوئی عذر وحیلہ تہا۔ معاذ اللہ من ذالک۔ یہی وجہ مناسب
ولائق ہے کہ جملہ افعال صحابہ کرام کے اسپر محمول کیئے جاوین کہ اون بزرگونکو کسی قسم کا
بغض وعناد باہمی نہ تہا سب ایک دوسرے کو اپنے سے افضل و بہتر جانتے تھے اور
ایک کو دوسرے سے محبت اسلامی اور اخوت دینی کا دعوی تہا اور سب ایک دوسرے
کے کام مین جان ومال سے حاضر ہوتے تھے۔ اسی طرح بعض ناظرین کو اس قصہ کے دیکھنے
سے خیال گذرتا ہے کہ اصحاب شوریٰ مین سے ہر ایک کو اپنے خلیفہ ہونیکی خواہش وتمنا تھی
اور خلافت وحکومت وسرداری دل سے چاہتے تھے۔ اگر یہہ خیال صحیح نکلے تو اسکی وجہ
یہ ہے کہ صحابہ کبار کو دینی امور مین کمال اہتمام تہا اور اسلام کی ترقی وبہبودی ہر ایک کا
مقصود ومطلوب تھی ہر ایک یہی چاہتا تہا کہ جو نیک کام مجہسے ہو سکے اوسمین کوتاہی نکرون
منجملہ اعمال صالحہ خلافت کو بہی سمجھتے تھے اور شاید جو صاحب متمنی خلافت ہونگے اونکا
یہی گمان ہوگا اور یہی آرزو ہوگی کہ عدل والنصاف خوب کرینگے۔ دین کی اصلاح وخدمت سے
سعادت دارین حاصل ہوگی۔ مسلمانونکے کام کرنیکا بڑا اجر وثواب خدا کے گہر پاوینگے
صحابہ کرام کی نسبت بیشک ہمارا یہی خیال ہونا چاہیئے۔ جسکے دل مین قوت ایمان ہے
اور نور عرفان سے جسکا قلب معمور ہے کبھی وہم بہی نہین کر سکتا کہ صحابہ کو خلافت کی چاہ
دنیا کمانیکی فکر عیش وطرب کی خواہش حظوظ نفسانی حاصل کرنیکی آرزو مین تہین۔ ہرگز
نہین۔ ہرگز نہین۔ یہہ وساوس شیطانی ضعف ایمان کی نشانی ہین کیونکہ قرآن پاک مین
خدا ے کریم نے اونکے واسطے گواہی دی ہے۔ اونکی بزرگی وفضائل مین آیات بینات
نازل فرمائین اور ظاہر کر دیا کہ خدا اونسے راضی وہ اپنے خدا سے خوش ہین۔ احادیث کثیرہ

اونکی خوبیون اور نیک عادات کی شاہد ہین۔ ہر شخص صاحب ایمان کو لازم ہے کہ اونکی نسبت بدگمان نہو۔ اونسے بدگمانی کی سزا اور اونسے کینہ و بغض رکھنے کی جزا سخت ہے اور یہہ وہ گناہ ہے کہ معاف بہی نہوگا۔

خلاصہ یہہ کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضنے ان تین دن رات مین کمال درجہ کوشش کی۔ راتونکا سونا چھوڑا۔ نوافل نماز پڑہتے رہے اور دعا مانگتے رہے۔ خود کمال فکر و تدبیر سے کام لیا۔ چند بار استخارہ کیا۔ ہر ایک صاحب راے صائب سے دریافت کیا۔ آخر الامر کسی کو نہ پایا کہ جناب عثمانؓ کی برابر دوسرے کو خلافت کے باب مین وہ جانتا ہو یا دوسرے کو اونپر ترجیح دیتا ہو۔ جس رات کی صبح کو بیعت منعقد ہوگی اوس رات عبدالرحمن بن عوف مسور بن مخرمہ کے گہر جو انکے حقیقی بھانجہ ہین گئے اونکو سوتے سے جگایا اور کہا۔ مسور تم سورہے ہو حالانکہ مجھکو تین راتین گذرین کہ ایک لحظہ بہی آرام سے نہ سویا۔ رات دن اسی خلافت کی فکر مین ہون۔ اب تم اوٹھو۔ زبیر اور سعد کو میرے پاس بلالاؤ۔ مسور کا قول ہے کہ مین جا کر دونونکو بلالایا۔ عبدالرحمن رضنے اول زبیر رضسے گفتگو کی۔

عبدالرحمن بنی عبدمناف کو خلافت دیدو اور تعرض نہ کرو۔

زبیر رض مین نے اپنا حصہ او حق علیؓ کو دیا۔

عبدالرحمن (حضرت سعدؓ سے مخاطب ہوکر) اپنا حصہ اور حق مجھکو دیدو۔

سعد رض۔ اگر تم خلافت قبول کرو تو منظور ہے اور اگر عثمان کے واسطے چاہتے ہو تو علیؓ مجھکو پسندیدہ ہین مین اونکی خلافت بہتر جانتا ہون اور میرے نزدیک تم خود خلافت قبول کرو اور ہم سب کو اس کشاکشی سے راحت دو نہ لاکہ لوگ

اس بار عظیم سے سبکدوش ہو جاوین۔

عبدالرحمن میں پہلے ہی اس خلافت کو چھوڑ چکا ہوں اور اگر یہہ بہی نہوتا تاہم اس کو پسند نہ کرتا کیونکہ مین نے ایک خواب دیکھا ہے جسکا نتیجہ یہہ سمجھتا ہوں کہ خلافت میرے حق مین بہتر نہو گی۔

سعدرضؓ۔ وہ کیا خواب ہے ذرا ہم بہی تو سنین۔

عبدالرحمن۔ سنو وہ یہہ ہے کہ مین نے ایک باغ سبزہ زار جسمین کثرت سے گہاس ہی دیکھا اوسمین ایک جوان اونٹ قوی ہیکل داخل ہوا اور بہت تیزی سے گویا کہ تیر کی طرح اوس باغ سے گذر گیا اور باغ کے سبزہ اور چارہ پر اصلا التفات نہ کی۔ بعد ازان ویسا ہی دوسرا اونٹ اوسی باغ مین آیا اور پہلے اونٹ کیطرح بغیر توجہ اور توقف اوس باغ سے نکل گیا۔ اوسکے بعد ایک تیسرا اونٹ اپنی مہار کہینچتا ہوا گہسا اور اوسی طرح نکل گیا۔ پہر چوتہا اونٹ اوس باغ مین آیا اور سبزہ اور گہاس کہانے مین مصروف ہو گیا۔ خدا کی قسم یہہ خلافت مین نہین چاہتا اور مین چوتہا اونٹ بننا پسند نہین کرتا اور یہہ ممکن نہین کہ اب جو شخص جناب صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ کی جگہہ تخت خلافت پر متمکن ہو سب لوگ اوس سے راضی اور خوش ہی رہین۔

اس کے بعد مسور بن مخرمہ کو بہیجکر حضرت علیؓ کو طلب کیا۔ دیر تک اونسے باتین ہوتی رہین۔ پہر جناب عثمانؓ کو طلب کر کے اونسے بہی علیحدہ دیر تک گفتگو کرتے رہے یہانتک کہ صبح ہو گئی اوسوقت یہہ باتین ختم ہوئین۔ معلوم نہ ہوا کہ جناب عبدالرحمن بن عوف اور ان دونون صاحبون مین کیا گفتگو ہوئی۔ اس کی خبر کسیکو کچہہ نہین۔

تیسری تاریخ محرم کو بعد نماز فجر مسجد نبوی مین جملہ اہل اسلام و اکابر قریش و شرفاء شہر و صحابہ کرام اور جملہ انصار و مہاجرین جمع ہوے۔ کثرت اژدحام سے تل دہرنے کی جگہہ نہ رہی حضرت عبدالرحمن رضؓ بن عوف جناب عثمانؓ اور جناب علی مرتضیٰؓ کو لیکر مسجد مین آے

اوس روز عبدالرحمن بن عوف رضؓ نے اپنے سر پر وہ عمامہ باندہا جو جناب رسولخدا صلعم نے اپنے دست مبارک سے باندہ دیا تہا اور ایک تلوار لٹکائی۔

لوگونکی کثرت سے جناب عثمانؓ کو جگہہ نہ ملی۔ آپ شرم وحیا سے لوگونمین گہس کر نہ بیٹہے سب لوگونکے بعد بیٹہہ گئے۔ سب سے پہلے عبدالرحمن بن عوف نے منبر پر چڑہکر خطبہ پڑہا۔ خدا کی حمد وثنا کی۔ رسول خدا کی نعت بیان فرمائی۔ پہر کہا "ایُّهَا النَّاس سب لوگون نے مجہکو اجازت دی ہے کہ کسیکو خلیفہ مقرر کردون لہذا مین نے اپنے نزدیک انتخاب کرلیا ہے اور عنقریب اوسکو ظاہر بہی کردونگا" حضرت عمارؓ اوس مجمع مین سے بولے "اگر تم اختلاف اوٹہانا چاہو تو جناب علی مرتضیٰؓ کو خلافت دو اور اسیوقت انسے بیعت کرلو" مقداد بن اسود نے انکے کلام کی تائید مین کہا "عمار سچ کہتے ہین۔ اگر علی مرتضیٰ خلیفہ ہون توہم سب انکے فرمانبردار و مطیع ہین" ابن ابی سرح نے کہا "اگر اختلاف اوٹہانا منظور ہے تو عثمانؓ سے بیعت کرلو" عبداللہ بن ابی ربیعہ نے انکی تائید مین کہا "سچ ہے عثمانؓ سے بیعت کرینمین ہم سب راضی وخوش ہین" ابن ابی سرح نے تبسم کیا اسپر عمار نے ابن ابی سرح سے کہا "آپ مسلمانونکے خیر خواہ کب سے ہوے"

اس قیل وقال مین بنی ہاشم اور بنو امیہ باہم حجت وتکرار کرنے لگے حضرت عمار نے کہا "اے لوگو۔ خداوند تعالیٰ شانہ نے ہمکو اپنے نبی کریم صلعم کی بدولت عزت دی اور اپنے دین کی برکت سے بزرگی اور فضیلت عطا فرمائی۔ اہل بیت نبوی سے یہ حکومت باہر نہین

جا سکتی غیر اسکا حقدار نہین" اسپر ایک شخص بنی مخزوم مین سے بولے۔ "اے ابن سُمیہ۔ تم اور قریش کی امارت کی تجویز؟ ماشاء اللہ"

حضرت سعد بن ابی وقاص نے جب اہل مجلس کا یہہ رنگ دیکھا اونکو خوف پیدا ہوا کہ ڈھنگ بگڑا جاتا ہے اختلاف شروع ہو چکا مبادا شورش بڑہکر فتنہ و فساد پیدا ہو جاے فوراً عبدالرحمن بن عوف سے کہا "اے عبدالرحمن۔ تم اپنے کام سے فراغت کیون نہین کرتے۔ فتنہ و فساد شروع ہونیوالا ہے اب دیر کیون کر رہے ہو" جناب عبدالرحمن بن عوفؓ نے فرمایا "صاحبو مین نے اس باب مین خوب غور و فکر سے کام لیا ہے۔ اور جو مناسب تہا تجویز کر لیا ہی آپ سب صاحب اس معاملہ مین کچہہ نہ کہین مجھکو اپنا کام کرنے دین۔ درصورت دیگر کل کو آپ ہی لوگون پر الزام آویگا"

اب حضرت عبدالرحمن نے جناب علی مرتضیٰؓ کو پاس بلا کر کہا۔ "آپکو خدا کا عہد او میثاق دیکر کہتا ہون کہ آپ کتاب اللہ اور سنت رسول خدا پر عمل کرینگے اور حضرات شیخینؓ کی اتباع ہر امر مین ملحوظ رکہینگے" حضرت علیؓ نے جواب دیا "مین امید کرتا ہون کہ مین اپنے مبلغ علم و طاقت کے موافق عمل کرونگا" یہہ جواب پاکر اونہون نے حضرت عثمان سے مخاطب ہوکر یہی کلمات کہے۔ جناب عثمانؓ نے جواب دیا۔ "ہان مین اقرار کرتا ہون کہ مین ایسا ہی کرونگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ"

حضرت عبدالرحمنؓ نے یہہ سنتے ہی سقف مسجد کی طرف سر اوٹہایا اور اونکا ہاتہہ عثمانؓ کے ہاتہہ مین تہا۔ اور یہہ کلمات زبان پر تہے۔ "اللھم اسمع واشھد انی قد جعلت ما فی رقبتی من ذلک فی رقبۃ عثمانؓ۔ خداوندا۔ گواہ رہنا میری گردن پر جو کچہہ بار تہا وہ مین نے عثمانؓ کی گردن پر رکہہ دیا۔ اب مین بری الذمہ ہون۔

یہہ کہکر عبدالرحمٰن نے بیعت کرلی۔

پھر انکے بعد جملہ صغیر وکبیر حاضرین جلسہ ایک دوسرے کے بعد بیعت کرتے گئے اور جناب عثمانؓ کو چارون طرف سے گہیر لیا۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ منبر کے اوپر تھے اور جناب عثمانؓ منبر کے نیچے کے درجہ مین تھے۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے بہی بیعت کی۔ بعض روایات مین پہلے بیعت کی بعض مین سب کے بعد آپکا بیعت کرنا مذکور ہے مگر صحیح روایت یہہ ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ نے بعد عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بیعت کی تہی۔

(فتوحات اسلامیہ)

بعد اختتام بیعت عامہ کے حضرت مقدادؓ عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے ملے اور کہا۔

مقداد۔ خدا کی قسم تمنے اوس شخص کو جو حقدار خلافت تہا اور اون لوگومین سے ہے جو حق کے ساتھہ فیصلہ کرتے ہین اور حق کے ساتھہ عدل کرتے ہین خلافت سے محروم رکھا۔

عبدالرحمن۔ اے مقداد۔ خدا کی قسم مین نے اس مقدمہ مین مسلمانونکی بہتری اور فلاح پر نظر کی اور اپنی تمام کوشش اسی پر صرف کی ہے۔

مقداد۔ اگر تمنے خدا کیواسطے یہہ کیا ہے تو ضرور نیک عمل کا ثواب پاؤگے۔ اے عبدالرحمٰن۔ یہہ واقعہ بہی ایک نادرات روزگار سے ہے جو بعد وفات رسولخداؐ آپکے اہل بیت مین واقع ہوا۔ قریش سے مجھکو سخت تعجب ہے کہ اونہون نے ایسے قابل ولایق شخص کو جو باعتبار علم وکمالات وانصاف ودیگر فضائل کے سب سے افضل ہے چہوڑ دیا اور خلافت نہ دی۔ مین جانتا ہون کہ اوس شخص سے بڑہکر کوئی نہین ہے۔ افسوس کوئی میرا معین ومددگار نہ تہا۔

عبدالرحمن - اے مقداد - خدا سے ڈرو - ان باتوں کو اب جانے دو - مجھکو اندیشہ ہے کہ
تمہارے خیالات کی بدولت اور گفتگو کے باعث آتش فتنہ و فساد مشتعل
ہوجاوے اور بنا بنایا کھیل بگڑ جاوے -

مقداد بن اسود یا اور صحابہ جو انکے ساتھہ تھے اونکا مطلب یہہ تھا کہ جناب علی رض کو خلافت ہو اور اونکو ترجیح دیجاوے - حضرت عبدالرحمن بن عوف رض نے اپنی جستجو و کوشش سے یہہ ثابت کرلیا کہ جناب عثمان رض کے طرفدار اور انکی خلافت کے خواہش مند باستثنائے بعض صحابہ سب لوگ ہین چنانچہ اونھوں نے کثرت جماعت کا لحاظ کرکے جناب عثمان کی بیعت کی - اگر وہ اوس وقت جلدی کرکے ابتدا سے بیعت نہ کرلیتے تو لوگوں مین حجت و تکرار بڑھ جاتی اور نوبت یہہ جنگ و جدال پہونچ جاتی - مقداد یا دیگر صحابہ کو جناب عثمان رض سے کوئی رنجش یا کدورت دلی نہ تھی - ہان اونکی خواہش جناب علی رض کی جانب ضرور تھی - اگر جناب عثمان رض کی جانب سے کچھہ سوء ظن ہوتا تو یہہ لوگ بیعت نہ کرتے - جناب علی مرتضی رض کی بابت بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکو اپنی نسبت خیال تھا کہ خلافت مجھکو ملیگی اور جناب عثمان رض کی خلافت سے فی الجملہ آپکو ملال ہوا - ہم سابق مین کہہ چکے ہین کہ صحابہ کرام مین سے اگر خواہش خلافت کسی صاحب کو تھی تو انصاف و عدل و خدمت اہل اسلام اور مسلمانوں کی اصلاح - ترقی دین محمدی - اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے تھی نہ خواہش نفسانی وحصول جاہ و عزت دنیا کیواسطے - پھر اگر جناب علی رض کو آپ کی امید اور خواہش کے خلاف خلافت نہ ملنے کا ملال ہوا تو بتقاضائے طبیعت تھا اور خلافت ملنے سے جو ثواب اور نیک اعمال کی جزا ملتی اوسکے نہ ملنے پر اگر افسوس ہوا تو کیا مضائقہ - لوفرضنا آپکی نیت تھی کہ خلیفہ ہوکر فلان فلان امور و مصالح کا انتظام کرونگا - عدل و انصاف سے خلق اللہ کو

راضی وخوش رکھونگا تو خدائے کریم بادشاہ عادل کا ثواب عطا فرماویگا۔ آپکی خواہش اور طلب اگر تھی تو ان ہی اعراض سے تھی اور ظاہر ہے کہ نیک آدمی کو نیک کام نہ پانیسے ضرور رنج ہوتا ہے۔ جناب علی مرتضیٰ کا ملال اسی قسم کا تھا ورنہ دل مین جناب عثمانؓ سے کسی طرح ناخوش نہ تھے اونکو اسکا حقدار سمجھتے تھے چنانچہ جب عبدالرحمن نے آپ سے پوچھا کہ اگر آپ خلیفہ نہون تو پھر کسکو خلیفہ کرین آپنے فوراً جناب عثمان کا نام لیا اور فرمایا کہ مین انکی اطاعت کرونگا۔ یہ سب مراتب سابقاً طے ہوچکے تھے۔ باقی رہی ایک بات کہ بیعت سے پہلے عبدالرحمنؓ بن عوف نے اولاً جناب علی مرتضیٰ کو بلایا اور اون سے خلافت کیواسطے کہکر پھر جناب عثمانؓ سے بیعت کرلی۔ اوسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ عبدالرحمنؓ نے خوب تحقیق کرلیا تھا کہ جناب عثمانؓ کی طرف زیادہ لوگ ہین عوام وخواص کی انہین پر نظر پڑتی ہے علاوہ چند اصحاب کے جو جناب علیؓ کے طرفدار ہین جملہ اصحاب بھی حضرت عثمانؓ کیجانب ہین۔ اسپر بھی اونہون نے بیعت کیوقت لوگونکی نظر سے اندازہ کرنا چاہا کہ اب جناب علیؓ کیجانب لوگونکی نظر ہے یا جناب عثمان کی بیعت کے خواہان ہین لہذا اولاً حضرت علیؓ کو بلاکر کہا اور لوگونکے رخ سے دریافت کرلیا پھر جناب عثمانؓ کیطرف متوجہ ہوے اور اونسے بیعت کی۔ پھر جناب علی مرتضیٰؓ نے بلا حجت وتکرار بیعت کی اس سے بھی صاف عیان ہی کہ جناب علیؓ کو خلافت کی تمنا بغرض حصول دنیا نہ تھی۔ کیونکہ آپنے اتفاق رائے اہل اسلام کو پسند فرماکر سب کا ساتھہ دیا اور آپکی خلافت بدل تسلیم کرلی۔

جناب شیر خدا کی نسبت احتمال خوف اور دبنے کا بھی کسی طرح اوسوقت نہین ہوسکتا کیونکہ آپکے طرفدار بنی ہاشم اور دیگر اکابر اسلام تھے اگر آپ اس بیعت کا انکار کرتے وہ سب آپکا ساتھہ دیتے پھر آپکو ڈر کسکا تھا مگر نہین یہہ بات تو تھی ہی نہین پھر آپ

بیعت کرنے مین کسواسطے پس وپیش کرتے۔
ایک دوسری روایت مین اسی قصہ بیعت کے متعلق مذکور ہے کہ جب سب لوگ مسجد نبوی مین جمع ہو چکے تو اول عبدالرحمن رض نے خطبہ پڑہا اور لوگونکو اتفاق اور اجتماع کیجانب نصیحت بلیغ کی بعد ازان جناب عثمان رض نے خطبہ پڑہا اور فرمایا۔

الحمد للہ الذی اتخذ محمداً نبیاو بعثہ رسولا وصدقہ وعدہ ووھب لہ نصرہ علی کل من بعد نسبا او قرب رحما صلی اللہ علیہ جعلنا اللہ لہ تابعین وبامرہ مھتدین فھولنا نور ونحن بامرہ نقوم عند تفرق الاھواء ومجادلۃ الاعداء جعلنا اللہ بفضلہ ائمۃ وبطاعۃ امراء لا یخرج امرنا منا ولا یدخل علینا غیرنا من سفہ الحق ونکل عن القصد واحربھا یا ابن عوف ان تترک واجدر بھا ان یکون ان خولف امرک وترک دعاؤک فانا اول مجیب وداع الیک وکفیل وبما اقول زعیم واستغفر اللہ لی ولکم۔ ترجمہ۔ سب حمد وثنا اوسی خداے پاک کی ہے جس نے اپنی رحمت کاملہ سے محمد کو نبی کرکے اور اپنا رسول بناکر مبعوث فرمایا۔ خدانے اپنے رسول سے جو وعدے کئے وہ سب پوری کئے اور اپنے نبی کریم کو سب قریب اور بعید رشتہ دار ونپر نصرت دی۔ خدا کی رحمت آپ پر نازل ہو۔ خداوند اہمکو آنحضرت صلعم کا پیرو کرا اور آپکی راہ پر چلا۔ آپکی ذات بابرکات ہمارے واسطے نور ہدایت ہے اور ہم آپکے حکم پر دوسرے لوگونکے خلاف کرنے کیوقت بہی قائم رہتے ہین اور دشمنونکی خصومت سے آپکے حکم بجا لانیسے باز نہین

رہتے۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہم لوگ صحابہ کرام کو امام و مقتدا ے انام بنایا اور آنحضرت صلعم کی اطاعت کی بدولت ہم ہی لوگ سردار ہوے۔ امر حکومت ہم لوگون سے باہر نہین جا سکتا۔ ہمپر غلبہ کرکے غیر قوم والے نہین داخل ہو سکتے مگر ہان اپنی نادانی اور کجروی سے چاہی اونکا یہہ ارادہ ہو اور اے ابن عوف۔ تمہارے لائق یہہ بات تھی کہ تم خلافت سے علیحدہ ہو گئے اور یہہ مقدمہ ہی ایسا نازک ہے اگر لوگ تمہارے خلاف کرین اور تمہارے کہنے کے مطابق نہ مانین تو عجب نہین مگر مین تو سب لوگون سے پہلے تمہارے بلانے پر آیا اور جو کچھہ مین نے کہا اوس کا ضامن ہون خداے کریم سے اپنے اور تمہارے سب کے واسطے مغفرت چاہتا ہون۔

جب جناب عثمانؓ اپنا کلام ختم کر چکے حضرت زبیرؓ نے یہ تقریر کی۔ اما بعد فان داعی اللہ لا یجھل ومجیبہ لا یخذل عند تفرق الاھواء ولی الاعناق ولن یقصر عما قلت الا غوی ولن یترک ما دعوت الیہ الا شقی ولولا حدود اللہ فرضت وفرائض اللہ حدت لکان الموت من الامارۃ نجاۃ والفرار من الولایۃ عصمۃ ولکن للہ علینا اجابۃ الدعوۃ واظہار السنۃ لئلا نموت موتۃ عمیۃ ولا نعمی عمی الجاھلیۃ فانا مجیبک الی مادعوت و معینک علی ما امرت ولا حول ولا قوۃ الا باللہ واستغفر اللہ لی ولکم۔ ترجمہ۔ امابعد۔ خدا کیطرف بلانے والا جاہل نہین ہوتا اور اوس کا

جواب دینے والا رسوا و خوار نہین ہوتا جسوقت کہ رائین مختلف ہون اور باہم اختلاف پہیلے۔ اے عبد الرحمن جو کچہہ تمنے تجویز کیا اور کہا ہے قابل تسلیم ہر کسی اہل حق اور مرد دانا کو اس مین انکار اور اس سے انحراف نہوگا اور جس اتفاق اور صلاح کار کے واسطے تمنے ہم سکو جمع کیا بجز بد نصیب شخص کے اس سی اعراض نہ کرے گا۔ درحقیقت خلافت کا بار گران ہے اور اسکے محاسبہ کا سخت خوف ہے۔ اگر خداوند تعالی انے حدود شرعی نہ مقرر کیے ہوتے اور حرام و حلال کو نہ بیان کر دیا ہوتا تو مین ضرور کہدیتا کہ امارت کرنیسے جان دینا بہتر تہا اور ولایت و حکومت سے بہاگ جانا بڑا بچاؤ تہا۔

سلطنت سہلست خود آشنای فقر کن		قطرہ تا دریا تواند شد چرا گوہر شود	

لیکن خداوند تعالی انے اپنے احکام ماننا اور طریق سنت کا جاری رکھنا ہمپر واجب کر دیا ہے ضرورت کیوقت امارت اختیار کرنا اور مسلمانونکی اصلاح مین کوشش کرنا ضروری ہو گیا تا کہ ہم گمراہ ہو کر نہ مرین اور جہالت کی نابینائی سی اندہے بنکر دنیا کو نہ چہوڑین جس کام پر تمنے بلایا ہے مین اوسکو قبول کرتا ہون اور ہر طرح تمہارا معین و مددگار ہون اور نہین قوت مگر خدا کے ساتہہ اور مین اپنے اور تمہارے سب کے واسطے مغفرت چاہتا ہون۔

اس تقریر کے ختم ہونیکے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ نے کہا۔ بعد حمدؐ للہ و بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ انا سرت الطریق واستقامت السبیل وظہر کل حق و مات کل باطل۔ ایاکم ایہا النفر و قول الزور و امنیۃ الغرور و قد سلبت الاماني قوما قبلکم ورثوا ما ورثتم و نا لوا

ما نلتم فاتخذ هم اللہ عدوا ولعنہم اللہ لعنا کبیرا قال اللہ تعالیٰ
لُعِنَ الذین کفروا من بنی اسرائیل الی قولہ لبئس ما کانوا یفعلون
انی مکنت قوسی واخذت سہمی الفالج واخذت لطلحۃ بن عبید اللہ
ما ارتضیت لنفسی فانا بہ کفیل وبما اعطیت عنہ زعیم والامر
الیک یا ابن عوف لجہد النفس وقصد النصح وعلی اللہ قصد السبیل
والیہ الرجوع واستغفر اللہ لی ولکم واعوذ باللہ من مخالفتکم۔

ترجمہ۔ بعد حمد خدا و نعت مصطفےٰ ؐ کے واضح ہو کہ راہ حق خوب ظاہر ہو گئی اور
راستے بالکل درست ہو گئے۔ حق بات عیان ہے دروغ بے فروغ کو موت
آگئی۔ اے صاحبو جھوٹ بات سے بچو اور دہوکے دینے والی آرزو سے
پرہیز کرو تمسے قبل ایک قوم گذر چکی ہے جسکو امیدون اور آرزون نے لوٹ
کر تباہ کر دیا۔ جو کچھ تمنے پایا اوس قوم نے بہی پایا تہا اور جس دنیا کے تم وارث
ہوے ہو وہ لوگ بہی وارث ہوے تہے۔ مگر اونکی شامت اعمال سے
خدا کا غضب اونپر نازل ہوا خدا نے اونکو اپنا دشمن بنایا اور اونپر سخت لعنت
فرمائی۔ پہر وہ آیت پڑہی جسمین بنی اسرائیل کا ذکر ہے اور اونکی نافرمانیان
بیان کی ہین۔ مین نے اپنا ترکش ٹہیک کر لیا ہے اور اپنا تیر بہی سنبہال لیا
ہے (یعنی اپنے بچاؤ کی تدبیر کر لی ہے) طلحہ بن عبید اللہ کا مین ضامن اور
کفیل ہون جو کچہہ مین کرونگا وہ اوسکے خلاف نہونگے۔ باقی رہا امر خلافت
اے ابن عوف اسکا تمکو اختیار کامل ہے۔ اپنی کوشش اور خیر خواہی کی
نظر سے جسکو چاہو سپرد کرو اور اللہ ہی کی طرف سے راہ راست کی ہدایت ہے

اور اوسکی طرف پھر جانا ہے۔ مین اپنے اور تمہارے واسطے خدا سے بخشش کی دعا کرتا ہون اور تمہاری مخالفت کی اللہ ہی سے پناہ مانگتا ہون۔

جب حضرت سعدؓ یہ تقریر ختم کر چکے جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے فرمایا۔ الحمد للہ الذی بعث محمدا نبیا ولعبثہ النیا رسولا فنحن بیت النبوۃ ومعدن الحکمۃ وامان اہل الارض ونجاۃ لمن طلب۔ لنا حق ان نعطہ وان نمنعہ نرکب اعجاز الابل ولو طال السری۔ لو عھد الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عھدا لانفذنا عھدہ ولو قال لنا قولا لجادلنا علیہ حتی نموت۔ لن یسرع احد قبلی الی دعوۃ حق وصلۃ رحم لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اسمعوا کلامی دعوا منطقی عسیٰ ان تروا ھذا الامر بعد ھذا الجمع تقتضی فیہ السیوف وتخان فیہ العھود حتی تکونوا جماعۃ ویکون بعضھم ائمۃ لاھل الضلالۃ و شیعۃ لاھل الجھالۃ۔ ترجمہ۔ سب تعریف اوس خدا سے برحق کو ہے جسنے محمد کو نبی کر کے ہمپر بھیجا۔ ہم نبوت کے گھر حکمت و معرفت کی کان ہین۔ ساکنان روئے زمین کے باعث امان ہین اور مصیبت کے نجات دیتے ہین اگر کوئی ہم سے کچھ طلب کرے ہمکو ہر طرح حق ہے کہ چاہے اوسکو دین اور چاہے نہ دین۔ اگر ضرورت درپیش آوے تو ہم راتونکو اونٹونکی سواری پر چلے جاوین (یعنے ہم لوگ محنت و مشقت کے عادی ہین وقت بے وقت کو نہین دیکھتے) اگر جناب رسول خدا ہمسے کچھ قول و قرار فرما جاتے بیشک ہم آپکے بعد اوسکو پورا کرتے اور اگر کوئی بات ہمارے حق مین کہہ جاتے ہم ضرور

اوسپر مرتے دم تک لڑتے رہتے۔ ہمسے پہلے کسی نے دعوت اسلام نہین قبول کی اور ہمنے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور صلہ رحمی کی۔ پہرنا اور قوت پانا ممکن نہین مگر خداے بزرگ برتر ہی کے ساتہہ ہے۔ میرا کلام سنو اور اسی خوب یاد رکہو۔ وہ زمانہ قریب آنیوالا ہے کہ یہہ امر خلافت اس اتفاق کے بعد تلوارونکے زور سے طے ہوگا۔ اسی خلافت کے مقدمہ مین لوگ بدعہدیان کرینگے اور تم لوگ چند فریق ہوجاؤگے آپس کا اتفاق اوٹھہ جاویگا اور بعض لوگ گمراہونکے امام اور جاہلون کے پیرو ہوجاوینگے۔

ان سب بزرگوارونکی تقریرونکے ختم ہونے پر کارروائی بیعت کی شروع ہوئی جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آے ہین۔

بیعت عامہ کے بعد اوسی دن طلحہؓ مدینہ منورہ مین تشریف لاے۔ لوگونسے خبر پائی کہ جناب عثمانؓ کے ہاتہونپر سبنے بیعت کرلی۔ طلحہؓ جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے۔ اگر تم میری بیعت سے انکار کرو تو مین بیعت واپس دون۔

طلحہؓ کیا آپ سچ مچ ایسا کرینگے۔

عثمانؓ ہان مین ایسا ہی کرونگا۔

طلحہؓ کیا سب لوگ آپسے بیعت کرچکے۔

عثمانؓ ہان۔

طلحہؓ مین اوس سے اختلاف نہین کیا چاہتا جسپر تمام لوگون نے اجتماع کرلیا ہی۔ مین آپکی خلافت پر راضی ہون۔

یہہ کہکر طلحہ رضؓ نے جناب عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی بیعت کر لی (کامل ابن اثیر)

انتخاب اہل شوری مین بعض لوگ یہہ اعتراض کرتے ہین کہ جناب عباس رضؓ رسول اللہ کے عم بزرگوار ہر طرح باعتبار سن و وجاہت ظاہری اس جلسہ مین شرکت کے قابل تھے پہر انکو کیون نہ اصحاب شوری مین داخل کیا۔ علی ہذا القیاس سعید بن زید رضؓ عشرہ مبشرہ مین تھے وہ بہی اس سے علیحدہ رکھے گئے۔ دراصل یہہ اعتراض جناب عمر فاروق رضؓ پر ہے اور ناسمجہی کا اعتراض ہے۔ اسکا جواب بہت آسان اور صاف ہے۔ انتخاب اہل شوری مین جناب فاروق رضؓ نے اس امر کا لحاظ رکہا تہا کہ جو صحابہ اسلام مین مقدم ہین صرف وہی اس مجلس مین شریک کیے جائین۔ جناب عباس رضؓ اسلام مین اصحاب شوری سے موخر ہین۔ علاوہ اسکے حضرت عباس رضؓ جناب فاروق رضؓ کے دوست تھے۔ آپ نے بخیال اعتراض مخالفین انکو علیحدہ رکہا۔ جناب سعید بن زید رضؓ حضرت فاروق رضؓ کے چچازاد بہائی ہین۔ انکو بہی اسی خیال سے الگ رکہا تہا کہ کوئی یہہ اعتراض نہ کر بیٹھے کہ عمر رضؓ اپنے دوستون۔ عزیزونکے ہاتھہ خلافت دی گئے اونہون نے جسکو چاہا خلیفہ بنا دیا۔ قطع نظر اسکے خاص سعید بن زید رضؓ کے علیحدہ رکہنے کی وجہ یہہ بہی ہے کہ جناب عمر فاروق رضؓ اپنے کسی عزیز کی خلافت کو پسند نہین فرماتے تھے حتی کہ اپنے بیٹے کیواسطے صاف انکار کیا کہ میرا بیٹا اسکے قابل نہین ہے۔ جناب عبد اللہ بن عمر رضؓ کو صرف اصحاب شوری کے جلسہ مین شرکت کی اجازت تھی وہ بہی محض انکی دلدہی کے واسطے اور بس۔

قتل ہرمزان و جفینہ و فدا جناب عثمان رضؓ

مدینہ منورہ مین جو عجمی رہتے تھے وہ آپس مین ایک دوسرے سے اکثر ملتے رہتے تھے

چنانچہ قبل شہادت جناب عمر فاروقؓ الولو لوقاتل جناب فاروقؓ ہرمزان کے پاس گیا ہوا تھا اور اوسکے ہاتھ مین وہی خنجر تھا جس سے حضرت فاروقؓ کو بعد ازان قتل کیا ہرمزان الولولو کے ہاتھ سے خنجر لیکر دیر تک دیکھتا رہا پھر اوسکو واپس کر دیا۔ اس جلسہ مین جفینہ نصرانی بھی بیٹھا ہوا تھا جفینہ حیرہ کا رہنے والا سعد بن مالک کا ملاقاتی تھا جناب عمر فاروقؓ کے زخمی ہونیکے دوسرے دن عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے عبیداللہ بن عمرؓ سے بیان کیا کہ یہ تینون آدمی الولولو۔ ہرمزان۔ جفینہ ایک جلسہ مین بیٹھے ہوے کچھہ مصلحت کر رہے تھے۔ مجھے دیکھکر متفرق ہو گئے اور خنجر اسکے ہاتھہ سے گر پڑا۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے غالبًا اوسی دن دیکھا ہوگا جسکا ذکر اوپر گذرا یا شاید دوسری مرتبہ دیکھا ہو۔ بہرحال انکو شک ضرور گذرا اور واقعی حالت بھی انکی مشتبہ ہو گئی حضرت عبیداللہ بن عمرؓ کے دل مین اس واقعہ سے ایک خصومت پیدا ہو گئی اور موقع کے منتظر رہے (ابن خلدون) ایک روز موقع پاکر عبیداللہ بن عمرؓ نے ہرمزان پر تلوار چلائی وہ زخمی ہوکر گرے اور لاالہ الااللہ اونکی زبان سے نکلا جفینہ اور الولولو کو اس سے پہلے قتل کر چکے تھے۔

ہرمزان کے قتل کے وقت سعد بن ابی وقاص آگئے اونہون نے دوڑ کر عبیداللہؓ کو گرفتار کر لیا اونسے تلوار لے لی اور اپنے گھر مین قید کر رکھا۔

عبیداللہ بن عمرؓ کا قول تھا۔ خدا کی قسم جو جو لوگ میرے باپ کے قتل مین شریک ہین ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا۔ اس کلام سے مہاجرین اور انصار پر تعریض کرتے تھے اور اونکے گمان مین جناب عمر فاروقؓ کی شہادت مین انہین سے بھی بعض لوگ شریک تھے۔ حالانکہ یہہ محض انکا خیال ہی تھا۔

بعد بیعت جناب عثمانؓ کے سامنے یہہ مقدمہ پیش ہوا حضرت سعدؓ بن ابی وقاص حضرت عبید اللہ بن عمرؓ کو جناب عثمانؓ کے پاس لاے۔ جناب عثمانؓ نے صحابہ سے فرمایا کہ اس مقدمہ مین آپ لوگونکی کیا راے ہے۔ انہون نے اسلام مین خنہ اندازی کی اور بلاتحقیق خون کرڈالے جناب علی مرتضیٰؓ نے فرمایا کہ عبید اللہ بن عمرؓ قصاص مین قتل کئے جاوین مگر حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا کہ ہرگز ایسا نہو گا۔ کل اسکے باپ مارے گئے آج لڑکا مارا جاے۔ آپ مسلمانونکے حاکم ہین اور خداے کریم آپسے اس مقدمہ مین درگذر فرمادیگا۔ جناب عثمانؓ نے اسکے جواب مین ارشاد فرمایا کہ مین انکا ولی ہون اور اسکا خونبہا اپنے پاس سے ادا کرتا ہون۔ یہہ فرما کر اپنے مال سے خونبہا ادا کردیا پھر منبر پر چڑھکر ایک پراثر تقریر کی (کامل وابن خلدون)

یہہ پہلا واقعہ جناب عثمانؓ کے عہد خلافت مین بیعت کے بعد پیش آیا۔ آپ نے کس خوبی سے اسکا فیصلہ کیا۔ فریقین کو راضی کردیا۔ کچھہ فتنہ وفساد نہ ہونے پایا۔ یہہ آپکے خوبیٔ انتظام کا ایک ادنی نمونہ ہے۔

قصہ ہرمزان

یہہ لشکر فارس کے ایک نامی سردار تھے۔ جنگ قادسیہ سے بھاگ کر ملک اہواز کے دار السلطنت مین چلے آے اور گردونواح کے بلاد پر قبضہ کرکے اہواز تک اپنا تصرف بڑھالیا تھا۔ یہہ شہر حدود بصرہ سے ملحق تھے۔ ہرمزان ہر طرح اسپر قابض ومتصرف تھے۔ چونکہ مسلمانونکا لشکر بصرہ تک بغیر ان ملکون کے فتح کئے ہوے امن کے ساتھہ پہونچ نہین سکتا تھا اسواسطے جب لشکر اسلام نے بصرہ کا قصد کیا تو ملک اہواز وخوزستان وغیرہ پر فوج کشی کی۔ ہرمزان سے مقابلہ ہوا اور لڑائی شروع ہوگئی۔ لشکر ہرمزان کو شکست ہوئی اور ہرمزان

اپنی جان بچاکر میدان جنگ سے بھاگ کر کسی طرف چل دیئے۔ لشکر اسلام نے انکا تعاقب کیا
نہر دجیل کے کنارہ پہونچکر عساکر اسلامی تو اسی طرف رہ گیا اور ہرمزان اوس پار ہو گئے۔ آخر
ہرمزان نے اپنے آپکو بمقابلہ اہل اسلام کمزور پاکر دوسرے ہی دن صلح کا پیغام بھیجا۔ اہل اسلام
نے جزیہ لیکر صلح کرلی۔ جن بلاد پر اہل اسلام کا قبضہ ہوگیا تھا باستثنائے اونکے باقی ملک
اہواز ہرمزان کے قبضہ مین رہا۔ جن شہرونپر اسلامی قبضہ ہوا تھا وہان دوسرے اشخاص
مقرر کئے گئے۔

بعد اسکے ہرمزان سے اور سرحدی حاکمون سے سرحد کی بابت اختلاف ہوا سرداران
لشکر اسلام نے ہرمزان کے خلاف فیصلہ کیا۔ اسپر ہرمزان بگڑ گئے اور علانیہ بغاوت پر
کمر باندہی۔ لشکر اسلام سے پھر مقابلہ کیا اور اس واقعہ مین بھی شکست کھا کر رامھرمز کی طرف
بھاگ گئے۔ یہان بھی بہادران اسلام نے پیچھا نہ چھوڑا۔ ہرمزان نے مجبور ہو کر بقیہ بلاد کی
بابت صلح کی درخواست بھیجی۔ جناب عمر فاروق رضؓ نے اس شرط پر مصالحت کرلی کہ جتنے شہرونپر
مسلمانون نے قبضہ کرلیا ہے اوسپر وہ قابض رہین باقی شہرون پر ہرمزان کا قبضہ رہے
بشرطیکہ وہ جزیہ مقررہ ادا کرتا رہے۔

ایک مدت اسی طرح گذری۔ اسی اثنا مین حضرت عمر فاروق رضؓ کو معلوم ہوا کہ رعایائے
اہواز جن مین ہرمزان بھی شامل ہے یزدجرد شاہ فارس سے خفیہ سازش کرکے مسلمانونکی
لڑائی کو فوجین تیار کررہی ہے۔ جناب عمر فاروق رضؓ نے ایک لشکر جرار بسپہ سالاری ابوسبرہ
بن ابی رہم ہرمزان کیطرف روانہ کیا۔ وہ لشکر رامھرمز پہونچنے نہ پایا تھا کہ ہرمزان نے پہلے
ہی سے آگا روک لیا۔ مسلمانونسے مقابلہ ہوا مگر پہلے ہی حملہ مین شکست کھا کر ہرمزان بھاگ
کھڑے ہوئے۔

لشکر اسلام نے رامہرمز پر قبضہ کرلیا۔ ہرمزان بمقام تستر پہونچے اور یہاں ایرانی فوجین بہاگ بہاگ کر جمع ہوگئین۔ لشکر اسلام انکے تعاقب مین تستر پہونچا اور محاصرہ کرلیا اور مہینون اوسکو گہیرے پڑے رہے۔ روز لڑائی ہوتی تہی بالآخر ایرانیونکو شکست ہوئی لیکن ہرمزان نے شہر مین محصور ہوکر لڑائی جاری رکہی ایکدن ایک شہری نے تیر مین خط باندہکر ابوموسیٰ کی طرف پہینکا جسکا یہ مضمون تہا کہ "اگر مجہکو اور میرے خاندان والونکو آپ امان دین تو مین ایک ایسا راستہ بتادون جس سے آپکا قبضہ تمام شہر پر ہوجاوے" ابوموسیٰ نے منظور کرلیا۔ وہ شہری ابوموسیٰ کے پاس آیا اور چند آدمیونکو اپنے ہمراہ لیا۔ نہر جبیل کو عبور کرکے تہ خانہ کی راہ شہر مین داخل ہوا۔ مسلمانون نے شہر پناہ کے پہاٹک پر پہونچ کر محافظین سے لڑائی شروع کردی اور مارتے دہاڑتے پہاٹک تک پہونچگئے اور اللہ اکبر کا نعرہ مارکر کہول دیا۔ اسلامی فوجین پہلے ہی سے تیار تہین تکبیر کی آواز سنتے ہی شہر مین گہس پڑین۔ تمام شہر مین ہلچل پڑگئی۔ ہرمزان نے بہاگ کر قلعہ مین پناہ لی اور یہ شرط پیش کی کہ جناب عمرؓ کے ہاتہہ سے جوکچہہ میرا فیصلہ ہونا ہوگا ہوجاویگا تم لوگ مجہسے کسی طرح متعرض نہو اور مجہکو مدینہ بہیج دو۔ حضرت ابوموسیٰ نے یہ شرط منظور کرلی۔ ہرمزان نے قلعہ کا دروازہ کہول دیا۔ یہان کی غنیمت مین سے سوارون کے حصہ مین تین تین ہزار اور پیادون کے حصہ مین ایک ایک ہزار روپیہ آئے۔

ابوسبرہ سردار لشکر نے ہرمزان کو ایک جماعت کے ساتہہ جس مین انس بن مالک اور احنف بن قیس بہی تہے مدینہ منورہ روانہ کیا۔ جب یہ لوگ متصل مدینہ پہونچے۔ ہرمزان نے تاج مرصع جس مین یاقوت وہیرے لگے تہے سر پر رکہا۔ دیبا کی قبا زیب بدن کی حسب دستور ملوک عجم قیمتی بیش بہا جڑاؤ زیورات پہنے۔ کمر سے مرصع تلوار لگائی۔

غرض ہمہ تن شان وشوکت کی تصویرین کردار الخلافت مین داخل ہوے۔ تمام مدینہ انکی زرق برق پوشاک کا تماشائی تھا۔

جناب عمر فاروق رضؓ اوسوقت مسجد نبوی مین تشریف رکھتے تھے۔ ہرمزان اس ٹھاٹھہ سے حاضر خدمت ہوے۔ آپنے شکر خدا ادا کیا اور کہا کہ اسلام کے ذریعہ سے ایسونکو اوسنے زیر کیا بعد ازان ہرمزان سے مخاطب ہوکر فرمایا۔

جناب عمرؓ ۔ ہرمزان۔ تمنے بدعہدی کا نتیجہ اور اللہ تعالیٰ کا آخری حکم دیکھا۔

ہرمزان ۔ اے عمرؓ جب زمانہ جاہلیت مین ہم اور تم تھے اوسوقت اللہ تعالیٰ نے ہمسے اور تمسے ہاتھہ اوٹھا لیا تھا چونکہ ہم مین قوت زیادہ تھی ہم تمپر غالب آگئے تھے اور اب اللہ تعالیٰ تمہارا ساتھہ دے رہا ہے بس تم ہمپر غالب آگئے۔

جناب عمرؓ ۔ اچھا تم نے مکرر سہ کرر بدعہدی کی اب اگر اسکا بدلہ تمسے لیا جاوے تو تمکو کیا عذر ہے اور تمہارا کونسا حیلہ باقی ہے۔

ہرمزان ۔ مجھے خوف ہے کہ شاید تم مجھے قبل میرے عذر ظاہر کرنے کے قتل کر ڈالوگے۔

حضرت عمر ۔ نہین تم خوف نہ کرو۔

ہرمزان ۔ مجھکو پانی پلادو۔

حضرت عمر ۔ اچھا اسکو پانی پلاؤ۔

ہرمزان ۔ (ہاتھہ مین پانی کا پیالہ لیکر) میرے دل مین خطرہ گذرتا ہے کہ پانی پینے کی حالت مین تم مجھکو قتل نہ کر ڈالو۔

جناب عمرؓ ۔ تم مطلق خوف نہ کرو جب تک تم پانی نہ پی لوگے کسی قسم کے خطرہ مین

نہ ڈالے جاؤ گے۔

ہرمزان۔(پیالہ ہاتھ سے رکھکر) اب مین پانی نہین پیتا اور تم اس شرط پر مجھکو قتل بھی نہین کرسکتے۔ تمنے مجھکو امان دے دی ہے۔

جناب عمرؓ۔(اس مغالطہ پر حیران ہوکر) توجھوٹ کہتا ہے۔

ہرمزان کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ حضرت انسؓ بول اوٹھے ”اے امیر المومنین یہ سچ کہتا ہے کیونکہ آپنے فرمایا ہے کہ جبتک پورا حال نہ کہوگے کسی قسم کا خوف نہ کرو اور جب تک پانی نہ پی لوگے کسی خطرہ مین نہ ڈالے جاؤگے“ حضرت انس کا یہ کلام سنکر اور لوگون نے بھی اونکی تائید کی۔

جناب عمر فاروق رضؓ نے فرمایا ”ہرمزان۔ تونے تو مجھے دھوکا دیا ہے مگر مین تجھے فریب نہ دونگا۔ مناسب ہے کہ مسلمان ہوجا“ ہرمزان نے عرض کیا کہ حضور مین تو پہلے ہی سے ایمان لاچکا تھا یہ کہکر ہرمزان نے کلمہ پڑھ لیا اور اوسیوقت مسلمان ہوگئے۔ جناب عمر فاروقؓ بہت خوش ہوے اور مدینہ مین رہنے کیلیئے انکو جگہ دی۔ دو ہزار سالانہ تنخواہ مقرر کردی۔ مہم فارس مین اکثر انسے مشورے لیتے تھے۔ اوسوقت سے ہرمزان نے مدینہ مین بود وباش اختیار کرلی اور آخری دم تک یہین رہے۔

جفینہ عبادی نصرانی حیرہ کا رہنے والا تھا۔ اسکی بیوی نے سعد بن ابی وقاص رضؓ کو دودہ پلایا ہے جفینہ اور اوسکے دو لڑکونکو باتہام شرکت ابو لولو کے عبیداللہ بن عمر رضؓ نے قتل کردیا۔ (بلاذری)

ہرمزان کا ذکر حصہ سوم مین آچکا ہے لیکن اونکا قتل چونکہ اس عہد مین ایک واقعہ عظیم گذرا ہے اسلیئے ہم نے ضرورتاً یہان بھی لکھدیا ہے۔

اب ہم پہر اصل قصہ کیطرف رجوع ہوتے ہین - زیاد بن لبید انصاری شاعر جب عبید اللہ بن عمرؓ کو دیکھتے یہہ اشعار پڑہتے -

الا یا عبید اللہ مالک مهرب	ولا ملجا من ابن اروی ولا خفر
اصبت دما واللہ فی غیر حله	حراما وقتل الهرمزان له خطر
علی غیر شئی غیر ان قال قائل	اتتهمون الهرمزان علی عمر
فقال سفیه والحوادث جمة	نعم اتهمه قد اشار وقد امر
وکان سلاح العبد فی جوف بیته	یقلبها والامر بالامر یعتبر

ترجمہ - اے عبید اللہ تم کہان بہاگ کر جاؤ گے - ابن اروی سے تمکو پناہ اور امن ملنا مشکل ہے -

خدا کی قسم تمنے ناحق خون کیا ہے اور ہرمزان کا قتل کچہہ آسان نہین اوسکا نتیجہ برا ہے بغیر تحقیق اور ثبوت کے صرف ایک شخص کے کہنے پر تمنے ہرمزان کو قتل کر ڈالا محض ہرمزان پر شبہ سے تہمت لگائی کہ یہہ ہی قاتل عمرؓ ہے -

کسی نادان نے اس پر آشوب زمانہ مین کہا - ہان میرے نزدیک ہرمزان متہم ہی لوگ کہتے ہین - حالانکہ ہرمزان بیچارہ اس قتل کے پاس تک نہین اور نہ وہ کسی طرح صلاح و مشورہ مین شریک تہا -

اوسکے ہتیار گہر کے اندر رکہے تہے - ہان ہتیار ہاتہہ مین لیکر ضرور دیکہہ رہا تہا اور ایکبات سے دوسری بات کا نتیجہ نکالا ہی جاتا ہے -

حضرت عبید اللہ بن عمرؓ یہ اشعار سنکر چڑہتے اور انکے چڑانے کو اور بہی پڑہے جاتے تہے - حضرت عبید اللہ رضؓ نے حضرت عثمانؓ سے زیاد بن لبید کی شکایت کی - آپنے زیاد کو

منع کر دیا۔ پھر زیاد بن لبید نے اشعار مندرجہ ذیل کہے اونمین جناب عثمانؓ کی ہجو تھی۔

ابا عمر عبید اللہ رھن	فلا تشکک بقتل الھرمزان
فانک ان عفوت الجرم عنہ	واسباب الخطاء رسا رھان
اتعفوا ذ عفوت بغیر حق	فمالک بالذی تحکی یدان

ترجمہ۔ اے ابی عمرو (عثمان) عبید اللہ ابھی تک سزاے خون ناحق مین رہن ہے۔ قتل ہرمزان کا خون اوپر ہی اوپر نہ جاوے گا۔

اگر تمنے جرم قتل سے درگذر کی تو کیا ہوا تمہاری معاف کرنیسے عفو تو نہین ہو سکتا اور اگر تمنے خون ناحق کو معاف بھی کر دیا تو کیا فائدہ ہوا تم اس مقول کا (جیسا کروگے ویسا پاوگے) کیا جواب رکھتے ہو۔ عبید اللہ کو ضرور دنیاہی مین ناحق خون کی سزا مل جاویگی تمہارے بچانے سے بچ نہین سکتا۔

جب حضرت عثمانؓ کو معلوم ہوا کہ زیاد بن لبید شاعر اپنی شعر گوئی سے باز نہین آتے آپنے بلا کر سخت تنبیہ کی اور منع کر دیا کہ آیندہ اس قسم کے اشعار نہ کہنا۔

عمازیان بن ہرمزان کا بیان ہے کہ میرا باپ محض شبہ سے قتل ہوا تھا مجھکو بدلہ لینے کی فکر تھی جب جناب عثمانؓ کی بیعت ہوچکی اور آپ خلیفہ ہوگئے مین نے عبید اللہ کو گرفتار کیا اور اونکو لے چلا۔ سب لوگ میرے موافق تھے اور سب کی خواہش تھی کہ میرے باپ کے قاتل سے قصاص لیا جاوے۔ کوئی مدعی حقدار میرے سوا نہ تھا۔ وہ سب چاہتے تھے کہ مین ولی مقتول ہون مین خود دعویٰ کرون۔ مجھسے لوگون نے یہ خواہش ظاہر کی مینے جواب دیا مین بیشک ولی مقتول ہون اور مدعی ہوتا ہون۔ میرے اس کہنے سے سب لوگون نے عبید اللہ کو چارون طرف سے گھیر لیا۔ پھر مین نے اونسے کہا۔ کیا تم انپر غالب آسکتے ہو اور

اپنے دل کا بخار انکو مار کر نکال سکتے ہو۔ اونھون نے جواب دیا کہ ہم کو قدرت نہین۔ تو مینے کہا جو کچھ ہوا ہو گیا اب انکو جانے بھی دو میرا باپ تو مر ہی گیا انکی جان لینے سے زندہ نہین ہو سکتا پھر کیا نتیجہ۔ انکو تو اپنی زندگی سے پہل اوٹھانے دو۔

گمان مبر کہ تو چون بگذری جہان بگذشت	ہزار شمع بکشتند و انجمن باقی ست

یہ کہکر خدا کی راہ مین مین نے عبید اللہ کو چھوڑ دیا اور اونسے کچھہ تعرض نہ کیا۔ لوگون نے میری اس ہمت پر بڑی تعریف کی اور بڑی عزت و تکریم سے اپنے سرون پر بٹھاکر مجھکو میرے گھر تک پہونچا دیا۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ عبید اللہؓ بغیر فدیہ دیئے چھوڑے گئے اور ولی مقتول نے دعوی خون سے انکو بری کر دیا۔ پہلی روایت اسکے خلاف ہے اوس مین جناب عثمانؓ کا فدیہ دیکر چھوڑنا بیان ہوا ہے۔ دیگر قرائن سے بھی پہلی ہی روایت معتبر و صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ جب جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ خلیفہ ہوے آپ نے عبید اللہ بن عمرؓ کو ہرمزان کے قصاص مین قتل کرنا چاہا۔ عبید اللہؓ خوف جان سے شام مین حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔ اگر اولیاء ہرمزان نے خون معاف کیا ہوتا تو پھر جناب علیؓ ہرگز تعرض نہ فرماتے۔

سنہ ۲۴ء مین جناب عثمانؓ نے حسب وصیت جناب عمر فاروقؓ مغیرہ بن شعبہؓ کو حکومت کوفہ سے معزول کرکے سعد بن ابی وقاصؓ کو گورنر کوفہ کا کیا اور وجہ معزولی اسی جلسہ مین بیان کر دی کہ مین نے مغیرہ کو کسی جرم یا خیانت پر معزول نہین کیا بلکہ جناب عمر فاروقؓ کی وصیت کے سبب سے تقرری و معزولی وجود مین آئی ہے۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نسبت جناب فاروق نے فرمایا تھا کہ میرے بعد جو خلیفہ ہو اوسکو وصیت کرتا ہون کہ سعد کو کسی جگہہ کا عامل کر دے

مین نے کسی جرم و خیانت کیوجہ سے سعد کو موقوف نہین کیا ہے چنانچہ جناب عثمان رضؓ نے سعدؓ کو عامل و گورنر کوفہ کر کے بھیدیا۔ یہہ ہی سب سے پہلے عامل آپکے عہد خلافت مین ہوے ہین حضرت سعدؓ ایک برس کچھ ماہ تک اپنے کار منصبی پر کوفہ مین رہے۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے ایک برس تک سب عاملونکو بحال رکھا کوئی تبدل و تغیر نہین کیا اور یہ کام بھی حسب وصیت جناب عمرؓ ہوا۔ پھر ایک سال کے بعد مغیرہؓ کو موقوف کر کے سعدؓ کو اونکی جگہہ بھیدیا۔ اس قول کی بنا پر سعدؓ کی حکومت ۲۵ھ مین ہوئی ہے۔

اسی سال ۲۴ھ مین جناب عثمانؓ دیگر اصحاب کے ہمراہ حج کو تشریف لیگئے اور بروایتے آپ خود نہین گئے بلکہ عبد الرحمن بن عوف کو امیر الحاج کر کے مکہ معظمہ بھیجا۔

اسی ۲۴ھ مین عبد الرحمن بن کعب انصاری رضؓ نے وفات پائی۔ یہ منجملہ اون اصحاب ثلثہ کے ہین جو غزوہ تبوک مین شرکت جہاد سے رہگئے اور اونپر عتاب نازل ہوا اور بعد اسکے خداوند کریم نے توبہ قبول فرمائی۔

سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی نے بھی اسی سال انتقال کیا یہہ بھی صحابی تھے۔ بعد ہجرت نبوی اسلام لائے تھے۔

وقائع ۲۵ سنہ ہجری نبوی صلعم

فتوحات عثمانی

جناب عثمان رضؓ کے عہد خلافت مین جو فتوحات ہوئین وہ دو قسم کی ہین۔

قسم اول۔ جناب عمر فاروق رضؓ کے زمانہ مین جو ملک فتح ہوے خواہ بزور شمشیر یا تم صلح و قبول جزیہ۔ اونمین سے بعد شہادت جناب فاروق رضؓ بعض ممالک مین بدعہدیان پھیل گئین

اون لوگون نے بغاوت پر کمر باندہی۔ راہ ضلالت اختیار کی اور دائرہ اطاعت سے باہر ہوگئے جیسا کہ بعد وفات جناب رسالتمآب صلعم کے شروع خلافت حضرت صدیق اکبرؓ مین بعض لوگ دین اسلام کو چہوڑ کر مرتد ہوگئے تہے اور بعضون نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تہا جناب صدیق اکبرؓ نے اونکی سرکوبی کی اور تدارک واقعی گوشمالی دیکر راہ راست پر لاے۔ اسی طرح جناب عثمانؓ کے آغاز عہد خلافت مین بعض ممالک محروسہ اسلام مین سرکش اور مفسد لوگونکی بغاوت و شرارت سے جابجا فتنہ و فساد شروع ہوگیا۔ چنانچہ اولاً جناب عثمانؓ نے اونکی اصلاح کے جانب توجہ فرمائی اور جسنے سر اوٹہایا بہادران اسلام کی تلوار آبدار سے اپنی شرارت و بدذاتی کا مزہ پایا۔

قسم[۲] دوم جو ملک ابتدائً فتح ہوے۔

منجملہ قسم اول کے واقعہ ہمدان ہے۔ ان لوگون نے عہد شکنی کی۔ اطاعت خلیفہ وقت ترک کی۔ جناب عثمانؓ نے ایک لشکر بسرداری مغیرہ بن شعبہؓ ہمدان کو روانہ کیا اور اونکی کوشش سے دوبارہ ہمدان فتح ہوا۔ اہل رے نے سر اوٹہایا مگر ابوموسیٰ اشعری اور برا بن عازب دونون صاحبونکی محنت سے پہر راہ پر آگئے۔

اہل اسکندریہ۔ انہون نے بہی صلح چہوڑ بغاوت اختیار کی۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایک لشکر غازیان اسلام لیکر گئے اور بعد جنگ کے پہر فتح کرلیا۔

آذربیجان مین کچہہ لوگ بگڑے۔ ولید بن عقبہ لشکر جرار لیکر پہونچے۔ لڑائی کے بعد پہر صلح ہوگئی اور نگے ہاتہہ اسیکے ساتہہ چند اور مقامات جو آذربیجان کے متصل تہے اہل اسلام کے قبضہ مین آگئے۔ ولید بن عقبہ اور سلمان بن ربیعہ کچہہ فوج لیکر جانب ملک ارمینیہ گئے۔ مفسدین بدنہاد کو سزاے واقعی دیکر بہت کچہہ مال و دولت لوٹ لاے۔

عثمان بن ابی العاص نے شہر گازرون اور اوسکے اطراف مین جاکر یہہ ملک صلح سے فتح کیا اور بعد نظم ونسق کے عثمان بن ابی العاص نے ہرم بن حیان کو ایک دستہ لشکر پیہ سردار کرکے دژسفید کے جانب روانہ کیا۔ ہرم بن حیّان کی خوبی انتظام وکوشش سے یہہ مضبوط قلعہ بہت جلد فتح ہوگیا۔ (ازالۃ الخفاء)

منجملہ قسم اول فتوحات اسکندریہ کا واقعہ بھی ہے چونکہ یہ شہر بہت پرانا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسکی بنیاد کا بھی حال ناظرین تاریخ کے سامنے پیش کردین۔ اسلئے علامہ مسعودی کی کتاب سے ہم یہان نقل کرتے ہین وھو ہذا۔

جب اسکندر ذوالقرنین کی سلطنت اور حکومت تمام ملکوں مین پھیل گئی چاہا کہ ایک شہر اپنے نام پر آباد کرے۔ اس تلاش مین وہ ملکونکی سیر وسیاحت کرتا رہا اور آب وہوا مین شاداب وخوش منظر کی تلاش وجستجو مین بذات خود محنت کی جس مقام پر اب اسکندریہ آباد ہے اس سرزمین پر بھی اوسکا گذر ہوا۔ اس سرزمین مین ہم عمارتی اشیا سنگ خام کے ستون بکثرت نظر آے معلوم ہوتا تہا کہ کسی شخص نے عمارت بنانیکے واسطے یہہ سامان جمع کیا مگر تعمیر کی نوبت نہ آئی۔ منجملہ اونکے ایک بڑا ستون دیکھا جسپر عبارت ذیل بخط قدیم شاہان حمیر وعاد صاف حرفون مین لکھی تھی۔

انا شداد بن عاد بن شداد بن عاد۔ شددتُ بساعدی البلاد۔ وقطعتُ عظیم العماد۔ من الجبال والاطواد۔ وانا بنیت ارم ذات العماد التی لم یُخلق مثلہا فی البلاد۔ اردتُ ان ابنی ھھُنا کارم۔ وانقل الیہا کل ذی اقدام وکرم۔ من جمیع العشائر والامم۔ وذٰلک اذ لاخوف ولا ھرم۔ ولا اھتمام ولا سقم۔ فما بنی ما عجلنی۔ وعاردت

قطعني - ومع وقوعه طال همّي وشجني - وقل نومي وسكني - فارتحلت
بالامس عن داري - لا لقهر ملك جبّار - ولا لخوف جيش جرّار
ولا عن رغبته ولا عن صغار - لكن لتمام للمقدار وانقطاع الاثار - و
سلطان العزيز الجبّار - فمن رأى اثري - وعرف خبري - وطول
عمري - ونفاذ بصري - وشدة حذري - فلا يغتر بالدنيا بعدي
فانها غرارة غدّارة - تاخذ منك ما تعطي - وتسترجع ما تولي -

ترجمہ میں شداد بن عاد بن شداد بن عاد ہوں میں نے اپنی قوت بازو اور ہمت سے شہرونکو پختہ و مضبوط کر دیا اور بڑے بڑے بلند و اونچے پہاڑ کاٹ ڈالے اور اونکے پتھر عمارت کے کام میں صرف کیئے میں نے ارم ذات العماد آباد کیا جسکا مثل و نظیر روئے زمین پر آجتک نظر نہیں آتا میں نے اس مقام پر ایک بڑا شہر اور نفیس عمارت بنانا چاہی تھی (ستون وغیرہ جو نظر آتے تھے شاید اسی غرض سے جمع کیئے گئے تھے) اور یہ قصد تھا کہ سنگین عمارتیں پختہ مکانات بنواکر ہر ملک کے نامور و مشہور اہل حرفہ و صناع و دستکار ہر قوم کے شریف و معزز اشخاص منتخب کر کے اس شہر میں لاکر آباد کروں - میرا یہ ارادہ اوس وقت میں تھا کہ میں ہر طرح صحیح و تندرست تھا - مجھکو کسی قسم کا مرض - خوف دشمن ضعف بدن عارض و لاحق نہ تھا مگر میری موت نے جلدی کی اور مجھکو نہ چھوڑا کہ اپنے اس آخری ارادہ میں کامیاب ہوتا - میرے تمام منصوبے قطع ہو گئے - موت کے آثار نمایان ہوتے ہی میرے رنج اور غم بڑھ گئے - خواب نوشین میری آنکھوں سے کوچ کر گیا - میرا صبر و قرار آرام و چین مجھسے سب رخصت ہو گئے

کسے کو بر لبم آبے چکاند نیست جز دیدہ | ز بخت بد شود آن ہم بصد خون جگر حاصل

کل شام کیوقت مین اپنے مکان سے چلا اور اپنی خوشی سے اپنا گھر چھوڑا۔ نہ کسی بادشاہ نے غالب ہوکر مجھکو میری دار السلطنت سے نکالا اور نہ کسی دشمن کے لشکر جرار نے مجھسے میرا گھر چھڑایا اور نہ مین نے کسی اور وجہہ سے ذلت وخواری کے ساتھہ اپنا مکان چھوڑا بلکہ جو میرے مقدر مین تہا اوسکو پورا کرنا ہی ضرور تہا اور جن جن مقامات پر اس اخیر وقت مین جانا میری قسمت مین لکہا تہا وہ بہی پیش آنا لابدی تہا۔ ان سب پر حکم مالک تحقیقی اور شہنشاہ تحقیقی کا غالب تہا۔

معلوم شد ز جنبش نبضم کہ یک نفس	در دست اختیار نباشد عنان عمر

جس شخص کو میرے حالات معلوم ہون اور میرے اخبار دریافت کرے۔ میری عمر طویل میری عقل ورای اور میری کمال حزم وہوشیاری پر واقف ہو اوسکو واجب ولازم ہے کہ خبردار وہوشیار رہے اس دنیاے غدارہ ومکارہ۔ بیوفا۔ جفا کار ستمگار عیارہ کے فریبون مین پہنس کر اپنی عاقبت نہ برباد کرے۔ یہ دنیا پہلے تو تجہکو خوب جی کہول کر دیتی ہے پہر تجہسے سب لیکر تجہکو غریب مفلس ونادار کردیتی ہے۔

ہرچہ بخشد عالم ناساز مے گیرد ز تو	غیر عبرت ہرچہ گیری باز مے گیرد ز تو

اسی قسم کا اور بہی فقرے نصیحت آمیز دنیا کی بے اعتباری وبے ثباتی کی نسبت مرقوم تہے۔ سکندر اس مضمون کو بغور پڑہتا رہا اور دیر تک اسکے مطالب ومعانی سے عبرت حاصل کی بعد اسکے اپنے لشکر کو اوس جگہہ قیام کا حکم دیا خود بہی قیام کرکے اپنے تمام ممالک محروسے سے معمار کاریگر صناع جمع کرکے اس شہر کی بنیاد قائم کی اور خود بنفس نفیس اسکے حدود اور طول وعرض کو خط دیکر محدود کردیا۔

شہر کی تعمیر شروع ہوگئی۔ پتہر کے ستون اور سنگ رخام کے پائے وغیرہ دور دور ملکو نسے

آنا شروع ہوے۔ چونکہ یہہ شہر ساحل بحر پر واقع ہے لہذا بذریعہ کشتی جملہ سامان کا پہونچنا بہت آسانی سے ممکن ہوا۔ صدہا کشتیان جزیرہ صقلیہ۔ بلاد افریقہ۔ افریطش اور انتہای بحر روم سے اور قرب و نواح بحر اوقیانوس سے تہوڑی ہی مدت مین پہونچ گیئن۔ سنگ رخام سنگ مرمر و دیگر انواع و اقسام کے خوشنما و قیمتی پتہر جمع ہوگئے۔ جزیرہ رہوڈس سے جو کہ بمقابلہ اسکندریہ ایک رات کی مسافت پر واقع ہے بہت قسم کا پتہر عمارت اسکندریہ کیواسطے آیا۔

جب یہہ سامان جمع ہو گیا شہر کی بنیاد اور نیو کہود دی گئی۔ اسکندر نے چاہا کہ تمام مزدور اور معمار ایک ایک حصہ و قطعہ پر مقرر ہو کر کام کرین اور جسوقت سب نیو کہد کر تیار ہو یکبارگی تمام شہر کی بنیاد ہر طرف سے ایک آن واحد مین رکہی جاوے۔ چونکہ شہر لمبا چوڑا تہا اور سب کاریگرونکا ایک وقت مین بنیاد بہرنا اور اینٹ و چونے وغیرہ کی جڑائی شروع کرنا فی الجملہ دشوار تہا۔ اسکے واسطے یہہ ترکیب کی کہ سکندر نے اپنے خیمہ کے سامنے ایک بڑا سا ستون کہڑا کر کے اوسپر ایک بڑا گہنٹہ لٹکا دیا۔ اسی طرح ہر حصہ اور قطعہ پر جہان جہان معمار و مزدور کام کرتے تہے ایک ایک ستون اور ایک ایک چہوٹا گہنٹہ لٹکایا گیا اور سب گہنٹون کو ایک رسی سے اس طرح ملا دیا کہ بڑے گہنٹے کے بجانیسے سب گہنٹے ایک ساتہہ بجنے لگین پہر سب کاریگرونکو حکم دیا کہ جب گہنٹونکی آواز سُنو یکبارگی سب کے سب بنیاد رکہنا شروع کردو ایسا کرنیسے اصل غرض سکندر کی یہہ تہی کہ ساعت سعید و مبارک مین اس شہر کی بنیاد رکہی جاے۔ جب یہہ اہتمام ہوچکا سکندر ساعت سعید کی سوچ مین سر جہکا کر غور کرنے لگا اور قواعد نجوم سے اوس ساعت کی تعین مین فکر کی۔ حکم خداوند تعالے شانہ تو سب پر غالب ہے اور اوسکا ارادہ سب ارادونپر بالا۔ سکندر اسی سوچ مین سر جہکاے بیٹہا تہا کہ دفعتہً کسیقدر نیند کی غفلت آگئی۔ اسی حال مین ایک کوا ہوا پر اوڑتا ہوا کسی طرف سے

آگیا اور بڑے گھنٹے کی رسی پر بیٹھ گیا۔ کوے کا بیٹھنا تھا کہ گھنٹے نے آواز دی اور اس ایک کا ہلنا تھا کہ سارے گھنٹے بجنے لگے۔ معمار و مزدور تو حکم پا ہی چکے تھے اور آواز پر کان لگائے تھے یکبارگی سب نے ایک نعرہ مار کر بنیاد رکھ دی۔ اس شور و غل کی آواز سے سکندر چونک پڑا۔ پوچھا یہ شور کیسا ہے۔ معلوم ہوا کہ نیو رکھ دی گئی۔ سکندر کو تعجب ہوا اور ایک حیرت آمیز لہجہ میں کہا۔ سبحان اللہ میں نے ایک کام کرنا چاہا مگر خداوند تعالیٰ کی مرضی اوس کے خلاف تھی اور جو خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے بندہ کے چاہے اور کیے کچھ نہیں ہوتا۔ میں چاہتا تھا کہ یہ شہر و عمارت مدتوں تک آباد رہے مگر خدائے کریم نے اسکا جلد فنا ہونا چاہا۔

جب اس شہر کی بنیاد قایم ہو گئی۔ رات کیوقت سمندر میں سے ایک گروہ آبی حیوانات نے نکلکر دم کے دم میں ساری عمارت مسمار کر ڈالی۔ صبح کیوقت سکندر کو معلوم ہوا کہ یہ شہر عمارت شروع ہوتے ہی ویران ہونے لگا اور خداوند تعالیٰ کے حکم و ارادہ کے آثار ظاہر ہو چلے۔ اون دریائی جانوروں کے نکلنے اور مسمار کرنیسے یہ بدشگونی سمجھی گئی۔ اسیطرح روز کا دستور ہو گیا کہ دنکو عمارت بنتی اور رات میں وہ سب جسقدر بنکر تیار ہوتی دریائی جانوروں کے پامال کرنے سے برباد و خراب ہو جاتی۔ آخر سکندر نے محافظ مقرر کیے کہ اون جانوروں کو نہ آنے دیں مگر کچھ حاصل نہوا بالآخر سوچتے سوچتے ایک حیلہ و تدبیر اس بلا کے دفع کرنے کی سوچی اور ایک شبکو خلوت میں اس کام کے واسطے بہت کچھ فکر و غور کیا صبح کو بڑھئی وغیرہ بلا کر ایک صندوق دس گز لانبا اور پانچ گز چوڑا بنوایا اور اوس صندوق میں جا بجا کھڑکیاں رکھیں اور اونپر شیشے نصب کرائے اس طرح کہ اندر والا باہر کی سب چیزوں کو دیکھے اور پانی سے محفوظ رہے۔ اوسکی درزیں رال۔ تارکول و دیگر مصالحے سے خوب بند کر دیں تاکہ کسی طرح پانی اندر نہ جا سکے۔ ہوا کی آمد و رفت اس انداز سے رکھی کہ پانی نہ جا سکے

اوراندر والونکا دم نہ گھٹے۔ پہر اوس صندوق مین کئی جگہہ رسیان باندہین اور سکندر دو شخصونکو لیکر اوس صندوق مین بیٹھا۔ وہ دونون تصویر کشی مین اوستاد کامل تہے۔ جب یہہ تینون اوسکے اندر داخل ہوے صندوق کا منہ بالکل بند کرکے اوسکی درزین بہی خوب استحکام کے ساتہہ بند کردین۔ بعد ازان دو جہاز بڑے بڑے منگواے اور اوس صندوق کے تلے مین لوہے اور سیسہ کے وزنی لنگر ڈال دئے کیونکہ وہ صندوق ہلکا تہا پانی پر ترتا تہا لنگرونکے ذریعہ سے وہ پانی کے اندر ڈوبنے لگا۔ جس مقام پر پانی بکثرت تہا دونون جہاز وہان لیگئے اور صندوق دونون جہازونکے درمیان مین رہا۔ اوسمین جو رسّیان بندہی ہوئی تہین وہ اہل جہاز کے ہاتہو نمین تہین۔ اب صندوق کو پانی مین چہوڑدیا۔ وہ بوجہ لنگر کے نیچے چلا یہانتک کہ پانی کی تہ مین جا پہونچا۔ سکندر اور وہ دونون مصور اوسکے ساتہہ اوس صندوق کے اندر تہے۔ قعر دریا مین جو کچہہ جانور وغیرہ تہے شیشون کے ذریعہ سے سب نظر آتے تہے۔ سکندر اور اوسکے ہمراہیون نے قعر دریا مین دیکہا کہ ایک جماعت شیاطین وجنات آدمیونکی طرح کی سی ہے مگر چہرے اونکے درندہ جانورونکے سے ہین۔ کسیکے ہاتہہ مین کدال ہے اور کسیکے ہاتہہ مین تبر۔ علیٰ ہذالقیاس دیگر آلات تعمیر مکان لئے ہوے پانی کے اندر عمارت بنارہے ہین گویا کہ یہہ اون لوگونکی نقل کرتے ہین جو شہر اسکندریہ بنارہے تہے۔

سکندر نے اپنے ساتھی مصورونکو حکم دیا کہ ان عجیب الہیات مخلوق کی تصویرین کہینچ لو۔ خود بہی اونکی تصویر کشی مین مصروف ہوا۔ یہانتک کہ جب اس کام سے فراغت پائی رسّیان جو صندوق مین بندہی تہین ہلادین۔ ادہر جہاز والونکو خبر ہوئی اونہون نے صندوق نکال لیا۔ اب یہہ تینون شخص صندوق سے باہر آے۔ سکندر جب کنارہ پر

پہونچا لوہارونکو بلاکر وہ تصویرین جو پانی کے اندر خود اوسنے اور اوسکے ساتہی مصورونے کہینچی تہین دکہلائین اور حکم دیا کہ اسی طرح کے پتلے لوہے اور سیسہ کے تیار کرو۔ لوہارون نے حسب حکم شاہ اسکندر چند روز مین پتلے تیار کئے اور بادشاہ کو خبر دی۔ سکندر نے وہ پتلے دریا کے کنارہ کنارہ دور تک پہیلا کر نصب کر دئے اور مزدورون و معمارونکو حکم دیا کہ اپنے اپنے کام مین مصروف ہون۔ دن بہر کام ہوتا رہا۔ رات خیریت سے گذری صبح اوٹھکر دیکہا تو اوس شب کو کوئی نقصان نہوا تہا جسقدر شام تک عمارت تیار ہوئی تہی سب باقی رہی۔ معلوم ہوا کہ یہی جانور دریائی رات کو دریا سے نکلکر کہود ڈالتے تہے۔ آج اپنے ہمشکل پتلے دیکہکر ڈرے اور دیوارون و عمارت کے پاس تک نہ آسے بلکہ اوسدن سے پہر کوئی نقصان کسی تعمیر کا شہر مین نہ ہوا۔ اب کیا تہا روز بروز عمارت کی ترقی ہوتی رہی اور نفیس مکانات وسنگین محلات بنتے رہے۔ جب ہر طرح شہر بنکر پورا ہو گیا اسکندر نے حکم دیا کہ اس شہر کے دروازہ پر عبارت ذیل لکہدو۔

هذه الاسكندرية اردت ان ابنيها على الفلاح والنجاح واليمن والسعادة والسرور والثبات فی الدهور۔ ولم يرد البارى عز وجل ملك السموت والارض ومفنى الامم ان نبنيها كذلك فبنيتها و احكمت بنيانها وشيدت سورها۔ واتانى الله من كل شئ علما وحكما وسهل لى وجوه الاسباب فلم يتعذر على فى العالم شئ مما اردته۔ ولا امتنع عنى شئ مما طلبته۔ لطفا من الله عز و جل وصنعا بى وصلاحا لى ولعباده من اهل عصرى۔ والحمد لله رب العلمين لا اله الا الله رب كل شئ۔ ترجمہ یہ شہر اسکندریہ مین نے چاہا تہا کہ اوس

ساعت سعید مین تعمیر ہو جس سے ہمیشہ حوادث ایام سے محفوظ و آفات زمانہ سے مصئون رہی
اسکے باشندے خوشی و شادمانی کے ساتھہ اپنے دن گذارین اور برکت۔ سعادت۔ سرور
عیش اونکے ساتھہ رہے۔ یہہ شہر ایسا سنگین و پختہ تعمیر ہو کہ مدت مدید اور زمانہ دراز تک قائم
رہے مگر میرے ارادہ اور خواہش سے کیا ہوتا ہے خداے عز و جل۔ آسمان و زمین کے بادشاہ
امتون کے فنا کرنے والے۔ دنیا کے نیست و نابود کرنیوالے نے نہ چاہا کہ مین اسکو اس
استحکام کے ساتھہ بنا سکون۔ تاہم اپنے مقدور اور طاقت بہر اسکی پختگی اور سنگینی عمارت اور
مضبوطی فصیل شہر مین کوتاہی نہین کی اور خداے کریم و رحیم نے اپنی رحمت کاملہ سے مجھکو
میرے اس کام مین ہر طرح آسانی و سہولت عطا فرمائی۔ ہر امر کے اجرا کے اسباب با حسن
وجوہ و شائستہ طور سے ظہور پذیر ہوے۔ جو کچہہ مین نے چاہا اوسکی مہربانی سے میسر ہوا۔
اور یہہ اوسکے لطف و رحمت کے میرے اور اوسکے بندون کے حال پر ہونیکا ثمرہ ہی کہ مجھکو
اس شہر کی تعمیر مین کسی قسم کی وقت اور مشکل پیش نہ آئی اور سب تعریف خداے توانا
پروردگار عالم کو سزاوار ہے۔

اسکے بعد اسکندر نے وقائع آیندہ اور حوادث جو کچہہ اس شہر مین گذرنیوالے ہونگے
اور آبادی اور ویرانی اس شہر کی تا بقاے عالم جیسا کچہہ آفات و مصائب اس کو پیش آوینگے
قواعد نجوم سے دریافت کرکے سب کچہہ لکھدیا۔

شہر اسکندریہ کی بنا عجیب طرز پر تہی اور عجب صنعت و لیاقت سے کام لیا تہا کہ دیکھنے
والونکی عقل دنگ ہوتی تہی۔ اس شہر کو چند طبقہ پر تعمیر کیا تہا۔ سب کے نیچے پختہ اور
سنگین پل باندہا۔ زمین کے اندر سرنگین نکالکر سڑکین اور گلیان نہایت خوشنمائی اور صفائی
سے بنائی تہین کہ نظر باریک بین جنکی عمدگی اور نزاکت پر فریفتہ تہی۔ نیچے کے درجہ مین

اسقدر بلندی اور وسعت تھی کہ انسان گھوڑے پر سوار ہوکر ہاتھ مین نیزہ لیلئے دروپر سرنگون اور تہ خانونکے اندر ہوکر تمام شہر مین پھر آوے۔ پلون اور گلی کوچونکی سیر کرے کوئی مقام تنگ و کوتاہ اوسکو نہ ملیگا جہان وہ گذر نہ سکے۔ ہر جگہہ روشنی اور ہوا کیواسطے روشندان تھے جنکے ذریعہ سے باہر بہتیر دونون جگہہ روشنی اور ہوا کا ایک عالم تھا۔

شہر کے مکانات چونکہ سنگ رخام اور سنگ مرمر کے بنے تھے رات کو خود بخود دن مین اسقدر چمک دمک ہوتی تھی کہ چراغ کی ضرورت نہ پڑتی۔ بلا تکلف نیچے طبقہ والے سب کام کر سکتے تھے۔ بازار و نکی سڑکین پختہ۔ گلی کوچہ صاف وشفاف۔ شارع عام اور دیگر گلی کوچے مسقف یانی بہے خواہ ہوا چلے یا دھوپ ہو۔ ہر موسم و فصل مین گرمی و سردی سے حفاظت ہو۔ لوگونکو بازار جانا۔ سودا سلف کرنا اور گھر مین بیٹھا رہنا یکسان تھا۔ اپنے گھر و نمین سایہ مین بیٹھے ہین بازار گئے سایہ سایہ مین چلے گئے اور اسی طرح اپنے گھر واپس آ گئے۔

شہر کے گرد سات دیوارین شہر پناہ کے طور پر بنائی تھین جو مختلف رنگا رنگ خوشنما پتھروسے بنی تھین۔ ایک دیوار سے دوسری دیوار تک فاصلہ یہ تھا کہ دونو نکے درمیان خندق حائل تھی۔ اکثر مقامات پر سبز حریر کے ٹکڑے آویزان تھے تاکہ شدت سفیدی عمارات سے اور چمک دمک پتھرون سے دیکھنے والے کی نگاہ کو ضرر نہ پہونچے۔

جب شہر کی عمارت ختم ہوگئی اور لوگ آباد ہونے لگے۔ دریائی بلا و آسیب اور جانور موذیو نسے شہر والونکو سخت نقصان پہونچا۔ رات کو آرام سے سوے۔ صبح روتے ہوے اوٹھے کوئی کہتا۔ رات کو میرے لڑکے کو کوئی لیگیا۔ کوئی کہتا۔ ہاے میرا باپ بوڑھا ضعیف کھو گیا کوئی فریاد کرتا۔ لوگو مین تو لٹ گیا میرا گھر برباد ہوگیا۔ میری مونس جان۔ راحت روح روان۔ اہلیہ کو معلوم نہین پریان اوڑالے گئین۔ یا جن۔ خدا جانے زمین مین سما گئی

یا آسمان پر اوڑ گئی۔ علی ہذا القیاس روز صبح کو ایک عجیب ہنگامہ اور کہرام برپا ہوتا۔ اسکندر نے جب یہ حال دیکھا بہت گہبرایا اور خیال کیا کہ یہہ شہر اس طرح کیسے آباد رہ سکتا ہے کون اپنی جان دینے آویگا۔ جو لوگ آکر بسے ہین وہ بہی رفتہ رفتہ لقمہ نہنگ اجل ہونگے باقی مانندہ جان لیکر بہاگ جاوینگے۔ آخرکار وزراے باتدبیر و حکماے روشن ضمیر کی راے سے طلسمات بناے گئے۔ ستونوں پر کچہہ صورتین بنا کر نصب کین جنکو مسال کہتے تہے۔ یہ اسوقت تک باقی ہین۔ یہ طلسمی اشکال سرو کے درخت کی صورت پر تہین۔ طول انکا اسی گز کا تہا۔ ستون تانبے کے تہے ان ستونوں کے نیچے مختلف صورتین اور شکلین بنائی گئین اور کچہہ عبارتین بہی اونپر لکہہ دین۔

ان طلسمات کی بنا قواعد نجوم پر تہی اور قرب و بعد درجات فلکی کا لحاظ کر کے بنایا تہا۔ بانیان طلسم کے نزدیک وقت معہود اور مدت معلوم تخمیناً چہہ سو برس گذرنے پر ان طلسمات کے پورے فوائد ظاہر ہوتے ہین اور بہت سے امور جن سے لوگونکو فائدہ ہو اور وہ آسیب بلاؤن سے محفوظ رہین ان طلسمات کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہین۔ ان ترکیبوں سے اہل شہر محفوظ و مامون ہوے اور پہر کسیکو کوئی صدمہ نہ پہونچا۔

منارہ اسکندریہ کے بانی مین اختلاف ہے۔ بعضونکے نزدیک تو اسکندر بن فیلقوس نے بناے شہر سے فارغ ہو کر منارہ بنایا ہے اور بعضونکا قول ہے کہ اس منارہ کو سکندر کے بعد ایک ملکہ نے بنایا ہے۔ اس منارہ سے اسکندریہ پر آنیوالے دشمن کو دور سے دیکہہ سکتے ہین۔ اسی غرض سے یہہ منارہ تعمیر کیا گیا تہا۔

بعض کا قول ہے کہ بادشاہان مصر مین سے دسوان بادشاہ اس منارہ کا بنانیوالا ہے اور بعض مؤرخین کہتے ہین کہ جسنے مدینہ رومیہ بنایا وہی شہر اسکندریہ اور اس منارہ کا بانی ہے

چونکہ سکندر نے تمام روئے زمین پر قبضہ کر لیا تھا اور سب ملک اوسکی تحت حکومت مین آ گئے تھے اسکندریہ سکندر کے نام سے مشہور ہو گیا۔ یہ لوگ اپنے اس دعوے کے ثبوت مین بہت کچھہ اخبار وحالات نقل کرتے ہین۔

سکندر کے زمانہ مین کبھی کوئی بادشاہ براہ دریا اس شہر پر نہین آیا اور نہ اس کا سکندر کو خوف تھا تاکہ وہ دشمن کے خیال سے منارہ بنواتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منارہ اسکندر کے بعد کسی دوسرے بادشاہ نے بنایا ہے۔ یہ منارہ پانی کے اندر ہے اس منارہ پر شیشہ کی ایک کرسی ہے اور اوسپر ایک صورت بشکل ایک پتلی ہے اوسپر اور بھی بہت سی تانبے وغیرہ کی بنی ہوئی ہین۔ اونمین سے ایک صورت بشکل انسان ہے جو اپنے ہاتھہ کی انگشت شہادت سے آفتاب کے جانب اشارہ کر رہی ہے۔ آفتاب جس رخ ہو افق مین خواہ بلندی پر۔ اوس پتلی کا اشارہ اوسی طرف ہوتا ہے۔ جب آفتاب بلند ہوتا ہے انگلی کا اشارہ اوسکی جانب ہوتا ہے اور جب سورج مغرب کیجانب جھک جاتا ہے وہ انگلی بھی اوسکی طرف ہو جاتی ہے اور ہر حالت مین انگلی کو حرکت ہوتی ہے۔

ایک دوسری پتلی بھی اوسی منارہ پر قائم ہے اور اپنے ہاتھہ سے دریا کیجانب اشارہ کر رہی ہے جب غنیم ایک رات کی مسافت پر ہو تو وہ پتلی دریا کیطرف اشارہ کرتی ہے اور جب دشمن منارہ کے اسقدر قریب ہو جاوے کہ اوس پتلی پر نگاہ پڑے تو اوسوقت اوس مورت سے ایک ایسی خوفناک اور بلند آواز پیدا ہوتی ہے کہ جو دو تین میل کے فاصلہ سے ہر شخص سن سکتا ہے۔ اوس آواز سے اہل اسکندریہ ہوشیار ہو جاتے ہین کہ کوئی اونکا مخالف آ گیا اور وہ خود اپنی آنکھہ سے اپنے دشمن کو دیکھہ لیتے اور اوسکا تدارک کر لیتے ہین۔

ایک اور تصویر بھی ہے۔ رات دن کے ہر گھنٹہ کے بعد اوس تصویر سے آواز آتی ہے

گویا وہ ایک کلاک ہے اور لطف یہہ کہ ہر گھنٹہ پر آواز جداگانہ۔ خوش آیند اور مرغوب و سریلی ہوتی ہے کہ بلا تکلف سننے والا پہچان سکتا ہے کہ اب فلان گھنٹہ بجا۔

نقل ہے کہ عہد خلافت ولید بن عبد الملک بن مروان مین شاہ روم نے اپنے ایک خاص مصاحب کو کسی سرحدی مقام پر روانہ کیا۔ وہ شخص عقیل و صاحب رائے و تدبیر تھا۔ بڑی شان و شوکت کے ساتھہ چند خدمتگار ہمراہ لیکر روم سے نکلا اور ولید کے پاس آیا اور کہا۔ مین سلطان روم کا مصاحب خاص ہون۔ کسی امر پر بادشاہ مجھسے بدظن ہوگیا ہے اور دشمنون اور مفسدون کی دراندازی اور فتنہ پردازی سے میری جانب سے اوسکا خیال بدل گیا ہے افترا پردازون نے میری شکایت بے اصل و غیر واجبی سے اسدرجہ اوسکے کان بھردئے ہین کہ اوسنے بلا تحقیق میرے مارڈالنے کا قصد کرلیا۔ اب مین اپنی جان لیکر آپکے پاس آیا ہون اور دین اسلام اختیار کرنا چاہتا ہون۔ یہہ کہکر وہ شخص ولید کے ہاتھہ پر مسلمان ہوگیا اور ولید کے پاس رتبہ و عزت سے رہنے لگا یہانتک کہ ولید کے دل مین اوسنے جگہہ کرلی کچھہ دن بعد اوسنے ولید کو ایک کتاب دکھائی جسمین خزانے۔ دفینے اور جواہرات کا ذکر تھا اور ہر ایک خزانہ کی کیفیت مشرح و مفصل و مقام دفن اور ذکر نشانہ وغیرہ کا بخوبی درج تھا۔ ولید اس کتاب کو دیکھکر حرص مال و جواہرات مین مبتلا ہوکر بیخود ہوگیا۔ مصاحب سے اوسکی کیفیت پوچھی اور خزانہ ملنے کی سبیل نکالنے اور اسکے متعلق مناسب تجویز پیدا کرنے کی خواہش کی۔ مصاحب نے کہا۔ منارہ اسکندریہ کے نیچے تمام روئے زمین کے مال اور خزانے و دفینے موجود ہین کیونکہ سکندر نے جسقدر مال و جواہرات شداد بن عاد کے جو بیشمار تھے پائے اور علاوہ اسکے سلاطین مصر و شام کی دولت جو کچھہ سکندر کے ہاتھہ آئی سب کی سب اس زمین کے نیچے جہان اب منارہ ہے بڑے بڑے تہخانے سرداب۔ عمارتین پختہ و نفیس

اور گنبد دار زمین کے اندر پوشیدہ بنوا کر رکھدئے اور اون سب پر ایک منارہ بلند بنوا دیا جسکا ارتفاع زمین سے ہزار گز ہے۔ پھر ایک بڑا آئینہ اس منارہ کی چوٹی پر نصب کیا اور بہت سے پتلے اوسکے گرد بٹھا دئے۔ آئینہ مین سمندر کے پانی کا عکس کچھ اس انداز سے پڑتا ہے کہ دور سے آنیوالے کی صورت و عکس نمودار ہو جاتا ہے اور اوس آئینہ سے پتلوں پر وہ عکس پڑتا ہے بس اس عکس کے پڑتے ہی شور و غل پیدا ہو جاتا ہے اور کچھ علم اور جھنڈے بھی آئینہ کے گرد مین جو اسوقت بلند ہو کر اہل شہر کو اونکے دشمن کی آمد کی خبر دیتے ہین جس سے اہل شہر خبردار ہو کر دشمن کے دفع کرنیکی کوشش کر لیتے ہین اسلئے کوئی غیر شخص وہان آج تک نہین پہونچا۔

مصاحب نے کچھ اس گرما گرمی سے اوس منارہ کی تعریف اور خزانونکا ذکر کیا کہ ولید نادیدہ مشتاق و شیدا ہوا۔ بلا غور و فکر اور انجام کار کو سوچے سمجھے اپنا لشکر اور اپنے معتمد مصاحب و خدام اوسکے ساتھہ کر کے اسکندریہ بہیج دیا تاکہ منارہ کہود کر زر و جواہرات جو کچھہ وہان دفن ہے ولید کے پاس لے آوین۔

مصاحب سلطان روم ان سب کو لیکر اسکندریہ پہونچ گیا۔ ولید کے حکم سے کون انکار کر سکتا تہا منارہ کہدنا شروع ہوا۔ اہل اسکندریہ نے بہت کچھہ غل و شور مچایا اور گرد و نواح کے لوگ بھی جمع ہو گئے مگر وہ ایک بھی نہ مانا۔ آخر نصف منارہ گرا دیا گیا۔ اب اہل اسکندریہ و دیگر شہر کے معززین اشخاص نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ ولید کو دہوکا دیکر یہہ منارہ جو قدیم عمارت و یادگار سلاطین دہر مین سے ہے کہود کر برباد کیا جاتا ہے چلو ولید کو سمجھاوین اور اوسکو اس کام سے باز رکہین۔ ادہر تو وہ لوگ اس ارادہ پر پختہ ہوے اور اودہر مصاحب سلطان روم جو اپنا کام کر ہی چکا تہا اور اوسکا مقصد بھی یہی تہا کہ کسیطرح منارہ گرا دیا جاے اور اس کے اوپر جو کچھہ اسرار طلسمی ہین سب باطل ہو جاوین سمجہا کہ اگر ولید اس حال سے واقف ہو گیا

تو مجھکو ہلاک کر ڈالیگا۔ اسواسطے وہ ایک جہاز پر جسکو پیشتر سے تیار کر رکھا تھا سوار ہوا اور رات کو
کسیطرف چل دیا۔ منارہ جسقدر رکھدینیسے باقی بچا تھا وہ رہگیا اور اب تک یعنی ۱۳۳۲ھ تک
اسی ہیئت پر ہے۔ منارہ کے گرد اقسام و انواع کے جواہرات و قیمتی پتھر پانی مین غرق ہین جنکو
غوطہ خور نکالتے ہین اور وہ پتھر مہروں کے نگینونکے کام آتے ہین۔

مشہور ہے کہ اسکندر نے اس مقام پر ایک خاص کمرہ نشست کا بنایا تھا۔ اوسمین سامان
شراب نوشی کا رہتا تھا جب وہ مرگیا اوسکی والدہ نے وہ سارا سامان بادہ نوشی توڑکر دریا مین
ڈال دیا۔ اونہین ظروف کے یہہ ٹکڑے ابتک غوطہ خور نکالتے ہین جو نفیس و قیمتی زیورات مین
کام آتے ہین۔ بعضونکا یہ قول ہے کہ اسکندر نے انواع و اقسام کے جواہرات اس منارہ کے
گرد ڈال دئے تھے تاکہ لوگ ہمیشہ جواہرات کی تلاش مین غوطہ زنی کرتے رہین اور انکی طلب و
جستجو مین منارہ کے گرد مخلوق کا ایک اژدحام بنا رہے۔ کیونکہ جواہرات ہر دل عزیز ہین اور ہر شخص کو
انکی خواہش و طلب رہتی ہے۔ دریا مین ہون خواہ خشکی مین۔ لوگ اسکی خواہش مین اپنی عمر عزیز
و گرانمایہ کو صرف کر دیتے ہین اور اسی چاہ مین جانین ڈبوتے ہین۔ اسی حیلہ سے یہ مقام ہمیشہ لوگونسے
آباد رہیگا۔ منارہ کے گرد از قسم جواہرات ایک قسم کا پتھر ہے کہ اکثر مصنوعی جواہرات اسی سے
تراش کر بنائے جاتے ہین اور اسی سے انگوٹھیون اور مہرونکے نگینے بناتے ہین۔ بالخصوص
ایک نگینہ جسمین سرخ و زرد رنگ کی جھلک نظر آتی ہے اور ساعت بساعت رنگ برنگ
کی اشکال پیدا ہوتی ہین اسی جواہر سے جو منارہ کے گرد دستیاب ہوتے ہین بنایا جاتا ہے
اس قسم کے پتھر مین جملہ اقسام رنگ کا نظر آنا بعینہٖ ایسا ہی ہے جیسا کہ طاؤس کے سینہ کی پرونمین
سرخ۔ زرد۔ کاسنی۔ سنہری وغیرہ رنگ نظر آتے ہین۔ بلکہ غور کرنے اور نگاہ تامل سے دیکھنے مین
بیشمار رنگ معلوم ہوتے ہین جنکا نام بھی علیحدہ علیحدہ رکھنا دشوار ہے خصوصاً جو بات

ہندوستان کے طاؤس زرین ہے اور جسقدر پر اسکے سینہ اور بازو اور دم کے خوشنما رنگین ہین دوسرے ملک کے طاؤس مین نہین۔ ہندوستان سے جو مور دوسرے ملک مین جاتا ہے اور وہان اوسکی نسل سے جو اور طاؤس پیدا ہوتے ہین وہ قد و قامت مین اور رنگ مین ہندوستانی طاؤس سے بہت متمائز ہوتے ہین۔ وہ قد مین بھی چھوٹے ہوتے ہین اور اسقدر رنگین پر اور بازو اور دم بھی نہین ہوتی۔ صرف نام کے مور ہوتے ہین جو ہندوستانی مور سے کسیقدر مشابہ ہوتے ہین۔ یہ فرق آب و ہوا اور زمین کی تاثیر کا ہے۔ اسکی مثال بالکل اس طرح ہے کہ ہندوستان سے نارنگی اور ترنج لیجاکر ۳۰۰ھ کے بعد ملک عمان مین بوئی گئین۔ یہ چیزین وہان ہوگئین۔ پھر عمان سے بصرہ۔ عراق۔ شام۔ طرسوس۔ وغیرہ دیگر ممالک مین انکی پودے گئے یہانتک کہ طرسوس اور بلاد شام مین کثرت سے نارنگی و ترنج کے درخت باغات مین بلکہ گھرونمین بھی ہوگئے۔ علیٰ ہذا القیاس انطاکیہ۔ فلسطین۔ مصر وغیرہ مین بھی نارنگی پیدا ہوتی ہے مگر یہہ رنگ و خوشبو کہان صرف نام کی نارنگی ہے۔ نہ وہ رنگ خوشنما ہے نہ وہ خوشبو روح فزا ہی یہہ فرق بھی آب و ہوا اور زمین کا ہے۔ ورنہ تخم وہی درخت وہی۔

اور بعض کا قول ہے کہ بعد اسکندر رومی کے جبکہ ملوک مصر نے اسکندریہ پر چڑہائی کی اوس زمانہ مین جو بادشاہ اسکندریہ کا تھا اوسنے منارہ پر آئینہ نصب کیا تاکہ دشمن آنیوالا دور سے نظر آوے اور اہل شہر اوسکی آمد سے مطلع ہوجاوین منجملہ صنعت اس منارہ کے یہہ عجیب بات ہے کہ جو شخص ناواقف اس منارہ کے پاس جانا چاہے راہ بھول جاوے کچھہ اس انداز کے راستے اور دروازے بکثرت ہین اور راہین پیچدار بھول بھلیان بنائی ہین کہ اجنبی شخص اوسمین جاکر نکل نہین سکتا ہے۔

منقول ہے کہ عہد خلافت خلیفہ مقتدر باللہ مین ملک مغرب کا بادشاہ اسکندریہ مین آیا

اوسکے ہمراہ فوج ہی تہی فوجی اشخاص کی ایک جماعت گہوڑونپر سوار اس منارہ کی سیر کو گئی۔ کوئی اونکے ساتہہ رہبر نہ تہا۔ آخروہ سب کے سب بہت بہٹکتے پہرے۔ کبہی دریا مین پہونچ گئے کبہی اندر ہی اندر تہ خانونمین ٹہوکرین کہاتے رہے۔ بالاخر بدقت تمام راہ ملی اور واپس آئے پہر بہی اونمین سے کچہہ لوگ گم ہوگئے جنکا پتہ تک نہ لگا کہ کہان گئے۔ (مسعودی)

یہہ شہر اسکندریہ ساحل بحر قلزم پر آباد اور صوبہ مصر مین ہے ۔ سنہ ۲۱ھ مین بعد فتح قلعہ فسطاط جناب عمرو بن العاص رضؓ اس نواح مین ٹہیرے اور جناب فاروق اعظم کو اطلاع دی کہ فسطاط قلمرو اسلام مین داخل ہوگیا اب آگے اگر اجازت ہو تو اسکندریہ کیطرف بڑہین۔ دربار خلافت سے اجازت ملتے ہی حضرت عمرو بن العاص رضؓ نے غازیان اسلام کو لیکر اسکندریہ کا قصد کیا اور حدود اسکندریہ مین پہونچکر مقوقس والی اسکندریہ کو پیغام جنگ بہیجا اور اسلام لانے یا جزیہ دینے پر مجبور کیا۔ تین ماہ کامل اسکندریہ کا محاصرہ رہا بعدہٗ جنگ سے اسکندریہ فتح ہوا۔ بعد فتح اسکندریہ مقوقس والی اسکندریہ نے بارہ ہزار دینار سالانہ پر صلح کرلی اور یہ رقم دارالخلافت مین پہونچتی رہی تا آنکہ سنہ ۲۵ھ عہد خلافت جناب عثمانؓ مین نقض عہد کیا۔

ایک روایت مین ہے کہ عمرو بن العاص رضؓ نے جنگ اسکندریہ کی اجازت لیکر مصر پر خارجہ بن حذافہ بن غانم کو حاکم کیا اور خود اسکندریہ کے عازم ہوے۔ اہل روم اور قبط نے لشکر بیشمار جمع کرکے قصد کیا کہ مسلمانونسے فسطاط ہی پر مقابلہ ہو۔ اونکو آگے نہ بڑہنے دین۔ ادہر سے اہل اسلام اودہر سے کفار چل چکے تہے جو بمقام کریون مقابلہ ہوگیا۔ کفار کیطرف اہل سخا۔ بلہیت۔ سلطیس وغیرہ دیگر اقوام تہین۔ اس جنگ مین کفار مغلوب ہوکر بہاگے اور لشکر اسلام اسکندریہ تک پہونچ گیا۔ مقوقس اور قبطی قوم اب جنگ سے گریزان اور صلح کیجانب مائل تہی مگر روم کے اوبہارنیسے لڑائی پر مجبور ہوئی۔ اہل اسکندریہ نے یہ کارروائی کی کہ تمام شہر کی عورتون کو

فوجی وردی اور ہتھیار ونسے آراستہ کرکے فصیل شہر پر کہڑا کر دیا۔ اون عورتونکا منہ شہر کے جانب تہا اور پشت باہر کیطرف اہل اسلام کے مقابل اور مرد مسلح مسلمانونکی طرف منہ کرکے صف بستہ کہڑے ہوے۔ غرض اونکی یہ تہی کہ مسلمان کثرت فوج ولشکر دیکھکر ڈرجاوین مگر اہل اسلام اونکی گیدڑ بہبکی سے کب ڈرنیوالے تہے اور اونکے اس ظاہری رعب داب کی پرواہ کسکو تہی انکی یہہ حرکت پہچان گئے اور حضرت عمرو بن العاص نے کہلا بہیجا۔ واہ۔ اچہا تماشا دکہلایا ہم خوب پہچان گئے اور تمہاری بہدی کارروائی جان گئے۔ ہم پر کثرت لشکر وافواج سے غلبہ پاؤ یہہ ممکن نہین۔ کیا تمنے ہرقل کی اور ہماری جنگ نہین دیکہی اور اوسکا انجام کار کیا بہول گئے۔ مقوقس نے یہہ تقریر سنکر اپنی قوم سے کہا۔ دیکہو ان لوگوںسے نہ لڑو۔ ہمارا بادشاہ انکے مقابلہ مین سرخرو نہ ہوا اپنا دار السلطنت چہوڑکر قسطنطنیہ مین بہاگ گیا مگر اوسکی فوج نے نہ مانا اور لڑی۔ بالآخر تین ماہ کے محاصرہ کے بعد مسلمانون نے تلوار کے زور سے اسکندریہ پر اپنا قبضہ کرلیا ملک انہین لوگونکے قبضہ مین رکہکر سالانہ جزیہ مقرر کر دیا۔ (فتوح البلدان علامہ بلاذری)

نقض وفتح اسکندریہ

جسوقت ہرقل نے اسکندریہ چہوڑ کر قسطنطنیہ مین اقامت کی مسلمانون نے اسکندریہ پر بہی قبضہ کرلیا تہا۔ رومی اس امر سے سخت ناخوش تہے اور اونکو خیال تہا کہ اب مسلمان قابض ومتصرف ہوگئے۔ ہمارے ملک ورحکومت انکے پاس گئی اب یہہ ہمکو نہ رہنے دینگے اسکندریہ اپنے ہاتہ مین نہین مسلمان اوسکے حاکم ہین۔ رفتہ رفتہ یہ ایک ایک کو نکال باہر کرینگے۔ مل سے وہ لوگ ہرقل کے تابع تہے اور اوسکو اپنا بادشاہ جانتے تہے۔ در پردہ خط وکتابت بہی

رکہتے تہے اور یہہ درخواست کی تہی کہ اگر بادشاہ ہماری مدد کو لشکر بہیجے تو ہم مسلمانونکے معاہدہ کو توڑکر اونسے لڑین اور سب کو اسکندریہ سے نکال دین تاکہ دوبارہ ہماری حکومت قایم ہوجاوے ۲۵ھ؁ مین ہرقل نے اہل اسکندریہ کی خواہش کے بموجب ایک لشکر بسرداری منویل اسکندریہ کی جانب روانہ کیا۔ یہ لشکر مع اپنے سردار کے ساحل اسکندریہ پر مقیم ہوا۔ رومی لوگ جسقدر اسکندریہ مین رہتے تہے سب کے سب اس لشکر سے مل گئے اور لڑنے اور مرنے تک ساتہہ دینے کا حتمی وعدہ کیا مگر مقوقس نے ساتہہ نہ دیا اپنی صلح پر قایم رہا اور منویل خصی کو اسکندریہ کے اندر داخل ہونے دیا۔

جب رومی لشکر کا قابو نہ چلا مجبور مصر کی جانب رخ کیا مصر مین حضرت عمرو بن العاصؓ کو یہ خبر پہونچی پہلوانان جرار و غازیان شجاعت آثار سے لشکر آراستہ کرکے دشمنان خدا کو آگہیرا اور رومی لشکر کو روکا۔ دونون لشکرونمین سخت لڑائی ہوئی۔ لشکر کفار ناچار تاب مقابلہ شمشیر غازیان شیر شکار نہ لاسکا میدان جنگ چہوڑ لڑائی سے منہ موڑ۔ اولٹے سیدہے۔ گرتے پڑتے۔ ہزیمت خوردہ شکستہ دل۔ باچشم پرآب و آہ پر درد بہاگا۔ فوج اسلام نے تعاقب کیا۔ وہ لوگ تو بدحواس تہی ہی اولٹے اسکندریہ ہی کی جانب پہرے۔ عمرو بن العاص اپنا لشکر لیے کشتونکے پشتے باندہتے ہوے اسکندریہ تک جا پہونچے۔ یہان آنے پر پہر ایک بار مقابلہ ہوا مگر کیا ہوتا ہی فوج کا قدم تو پہلے ہی اوکہڑ گیا تہا ہیبت وخوف اہل اسلام اونکے دلونپر طاری تہا دوبارہ کون لڑتا سردار لشکر کے ہمت دلانیسے دوچار قدم آگے بڑہے مگر جب مار پڑنے لگی پہر پیچہے بہاگے۔ عین گرمی جنگ مین رومیونکے بیشمار سپاہی کام آئے اور اونکا سپہ سالار منویل خصی جان سے مارا گیا۔ اب کیا ہوتا ہے بے سردار فوج کب لڑسکتی ہے۔ باقیماندہ فوج نے امان مانگی اور مسلمانونکی فتح ہوئی۔

لڑائی ختم ہونیکے بعد اہل اسکندریہ نے جو اپنی صلح وعہد پر قائم رہے یہہ درخواست پیش کی کہ منویل خصی نے ہم لوگوں پر بڑے بڑے ظلم کیے۔ جب اپنی فوج لیکر یہاں سے مصر کو روانہ ہوا ہمارے مال واسباب نقد وجنس بہت کچھہ جبراً چھین لیگیا ہم لوگ تو آپکے عہد وذمہ مین ہین آپسے لڑے بھی نہین۔ رومی آپکے مخالف تھے جنہون نے اپنے بدکرداری کی سزا پائی ہم سے کچھہ تعرض نہ کیا جاے۔ عمرو بن العاص نے ان لوگون سے شہادتین طلب کین۔ جس جسنے اپنے اپنے مال واسباب کو پہچانا اور شہادت سے ثابت کر دیا عمرو بن العاص رض نے اوسکو فوراً واپس کر دیا اور شہر پناہ منہدم کرکے مصر کو واپس آے۔

اسی سال مین سعد بن ابی وقاص رض کو خبر پہونچی کہ اہل رے بدنیت ہوگئے۔ عہد توڑنے والے ہین صلح چھوڑکر آمادہ فتنہ وفساد ہین۔ آپنے ایک دستہ فوج بھیجکر رے والونکی قرار واقعی گوشمالی کی۔ وہ لوگ راہ پر آگئے۔ بعد ازان ملک دیلم فتح کرکے کوفہ مین واپس آے۔

عزل سعدؓ وولایت ولید بن عقبہ

اسی سال مین جناب عثمان رض نے سعد بن ابی وقاص کو حکومت کوفہ سے معزول فرمایا اور بجاے اونکے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو حاکم کوفہ کرکے بھیجا۔ ابی معیط کا نام اَبان بن ابی عمرو ہے اور ابو عمرو کا نام ذکوان بن اُمیہ ہے اور امیہ عبد شمس کا بیٹا ہے۔ ولید جناب عثمان رض کا بھائی ہے دونون کی مان ایک ہے۔ انکی مان کا نام اروی بنت کریز اور اروی کی مان بیضا بنت عبد المطلب تھی سبب معزولی حضرت سعدؓ اس طرح بیان کرتے ہین کہ حضرت سعد رض نے عبد اللہ بن مسعودؓ کی معرفت بیت المال سے روپیہ قرض لیا تھا جب ابن مسعودؓ نے تقاضا کیا یہہ ادا نہ کرسکے۔ ڈھیل ڈھال کرتے رہے۔ وعدہ وعید وحلے حوالے آخر القرض مقراض المحبۃ

قرض محبت کی قینچی ہے۔ دونون مین نوبت سخت کلامی کی پہونچی حضرت سعدنے کہا مین جانتا ہون کہ تم نقصان اوٹھاؤگے اور میرے ہاتھ سے زک پاؤگے تم وہی ابن مسعود ہو نہ ہذیل کے غلام۔ ابن مسعودؓ نے جواب دیا۔ ہان۔ خدا کی قسم مین وہی ابن مسعود ہون مگر تم ابن حُمَینہ ہو۔ (شاید ان کی مان کا نام ہے)۔

ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سعدؓ کے چچا اسوقت موجود تھے۔ ان دونونکی حجت وتکرار وسخت کلامی دیکھکر نصیحۃً کہنے لگے۔ تم دونون جناب رسول خدا کے صحابی جلیل القدر۔ عالی مرتبہ۔ اسطرح لڑتے ہو۔ لوگ تمکو دیکھینگے توکیا کہینگے۔ سعد بن ابی وقاصؓ چونکہ تیز مزاج تھے۔ غصہ اونکو جلد آجاتا تھا فوراً بگڑ گئے۔ لگے ہاتھ اوٹھا کر بد دعا دینے "اے خدای قہار۔ زمین وآسمان کے مالک وسردار" بس اتنا ہی کہا تھا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے روک دیا اور کہا خبردار۔ اب آگے اسکے بہلی بات کہنا بُری بات میرے حق مین نہ نکالنا۔ حضرت سعدؓ نے کہا خدا کی قسم اگر اس وقت خوف خدا مجھکو نہ آجاتا تو اے ابن مسعود۔ تم پر ایسی بد دعا کرتا کہ کبھی خطا نہ کرتی اور تیر سی تمہارے لگتی۔

عبداللہ بن مسعودؓ اسوقت غصہ ضبط کرکے یہانسے چلے گئے۔ پہر حضرت عبداللہ بن مسعود نے چند اشخاص مقرر کیئے کہ جبراً سعدؓ سے روپیہ وصول کرین۔ سعدؓ نے باستعانت دیگر صحابہ پہر مہلت مانگی۔ اوسدن سے دونون مین رنج پڑگیا۔ اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک دوسرے کو بُرائی کے ساتھہ یاد کرتا تھا۔ کچھہ لوگ عبداللہ بن مسعود کی طرف تھے اور کچھہ سعدؓ کی جانب۔ ایک فریق دوسرے پر لعن وطعن کرتا تھا۔ اسی بنا پر حضرت عبداللہ ابن مسعود اور جناب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالے عنہم کے طرفدارون مین باہم عداوت وکدورت پیدا ہوگئی۔ جب دونون سردارون مین رنجش پیدا ہوئی دونون کے طرفدار بہی باہم رنج رکہنے لگے۔

بالآخر یہ خبر جناب عثمانؓ کو پہونچی۔ آپ دونون پر غصہ ہوے۔ حضرت سعدؓ کو حکومت کوفہ سے معزول کر دیا اور بجاے اونکے اپنے سوتیلے بہائی ولید بن عقبہ کو حاکم کوفہ مقرر کیا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو اونکی جگہہ پر قائم رکہا۔ قبل اسکے ولید بن عقبہ کسی جزیرہ کے عامل تھے اور عہد خلافت جناب فاروق اعظمؓ سے اپنے پرگنہ ہی مین رہتے تھے اور اوسی زمانے ابتک وہان کے حاکم تھے حسب الحکم جناب عثمانؓ اپنے پرگنہ سے حاکم ہوکر کوفہ مین پہونچے اور پانچ برس تک کوفہ کے حاکم رہے۔ اہل کوفہ سب اونسے راضی اور خوش رہے۔

جسوقت ولید بن عقبہ کوفہ مین پہونچے اور سعد بن ابی وقاص سے ملے اور اونسے چارج لیا تو سعدؓ نے کہا۔ "کیا تم ہمارے بعد ہوشیاری سے کام کروگے یا ہم تمہارے بعد احمق و ذلیل ہونگے"۔ یہ کلمہ حضرت سعدؓ کا طعن کے طور پر تہا جسکا مطلب یہ ہے کہ ہم نے کوفہ کی امارت نادانی و بیوقوفی کے ساتہہ کی ہے اب آپ آے ہین بڑی ہوشیاری و عقل سے یہانکی حکومت کرینگے۔ ولید بن عقبہ نے یہ جواب اسکے کہا۔ "اے ابا اسحق۔ آپ غمگین نہون حکومت جانے اور معزول ہونیکا افسوس ناحق ہے۔ دنیا کی حکومت کا یہی دستور ہے۔ صبح کو ایک حاکم ہوتا ہی شام کو وہ معزول ہوتا ہے اور دوسرا اوسکی جگہہ پر آجاتا ہے"۔

کمان اول کند آوارہ تیر روے ترکش را		فلک بار دوم ممتاز خصمے بیشتر دارد

حضرت سعدؓ نے جواب دیا۔ "افسوس تمنے یہ خلافت اور حکومت جوکہ اگلے زمانہ مین محض بنظر خیر خواہی خلق اللہ تہی۔ ملک اور سلطنت قرار دی ہے اور تن پروری اور آسائش و آرام کا ایک ذریعہ نکالا ہے"۔ بعد اس کے حضرت سعد کوفہ سے چلے آے اور ولید بن عقبہ کوفہ مین اپنی حکومت پر مامور رہے۔

صلح ارمینیہ و آذربائجان

اسکو بلاد ارمن بھی کہتے ہین یہ ایشیاء کوچک کا ایک حصہ ہے۔ اسکے شمالی جانب بحیرۂ خوارزم اور وہ بلاد جو ساحل پر ہین۔ جنوب مین پہاڑ اور جنگل دور تک چلے گیے ہین۔ خوزستان۔ کچھ حصہ عراق عرب اور کچھ عراق عجم کا واقع ہے۔ مشرق مین گرجستان۔ دیلم اور کچھ حصہ عراق عجم کا اور مغرب مین کچھ حصہ عراق عرب کا اور بلاد روم واقع ہین۔

صوبہ ارمینیہ اوسوقت چار حصونپر منقسم تھا۔ حصہ اول مین سیستان۔ اران جسکو ارمینیہ اولیٰ بھی کہتے تھے۔ جرزان ارمینیہ ثانی تھا۔ لسفرجان۔ دبیل۔ سراج طیر۔ بغروند۔ اسکو ارمینیہ ثالث کے نام سے نامزد کیا تھا۔ شمشاط۔ قالیقلا۔ خلاط۔ ارجیش۔ باجنیس۔ یہ ارمینیہ رابع کہلاتے تھے۔ صوبہ ہذا کے مشہور شہر یہ تھے۔ باب الابواب تفلیس۔ تبریز۔ آذربائجان۔ ارمیہ۔ وسطان۔ مراغہ۔ اردبیل۔ بیلقان۔ شیروان اور برذعہ۔

حدود جرزان و اران کے باشندے ایک قوم خزر تھی جسکا پیشہ غارتگری تھا۔ باستثنائے ان دو شہرونکے تمام ارمینیہ زیر حکومت روم تھی اور اونپر بطریق ارمیناقس روم کی طرف سے حکمران تھا۔

قوم خزر اکثر اوقات اپنے حدود مقبوضہ سے باہر نکلکر لوٹتی مارتی مقام دینور تک پہونچ جاتی زمانہ قدیم مین شاہ قباد بن فیروز شاہ نے بارہ ہزار مردان کارزار کی جمعیت سے لشکر جرار ایک تجربہ کار دہقان دیدہ سردار کے زیر حکومت کرکے ملک اران پر بھیجا۔ اوس لشکر نے ملک اران پر تاخت و تاراج کرکے نہر رس اور شروان کے مابین جو ملک تھے فتح کیے پہر شاہ قباد خود اس لشکر مین آکر مل گیا اور اران مین ایک شہر آباد کیا جسکا نام بیلقان رکھا پہر شہر

بر ذعہ و شہر قبلہ جسکو خرزبی کہتے تھے آباد کیئے۔

سد اللبن۔ باب اللان۔ لبسانے اور سد اللبن پر تین سو سانٹہ شہر آباد کیئے اور ان شہرون مین قوم سیاسجہ کو آباد کیا۔ بعد شاہ قباد کے نوشیروان اوسکی جگہہ تخت نشین ہوا۔ اوسنے جسقدر ملک ارمینیہ کا رم کے قبضہ مین تہا لڑکر فتح کیا اور شہر دبیل آباد کرکے اوسمین قلعہ سنگین تعمیر کراکر سامان جنگ سے آراستہ کیا۔ علاوہ اسکے دیگر بلاد و عمارات نفیس۔ قلعے سنگین تعمیر کرائے اور ہر ایک جگہہ اپنی طرف سے ایک ایک نائب مقرر کردیا۔ اوسوقت سے تمام ملک ارمینیہ پر شاہان فارس قابض و متصرف رہے جب اسلام نے اپنے نور عالم افروز سے جہان کو نورانی کیا اکثر قلعے اور شہر اہل کفار ویران ہوگیئے اور اون شہرونکے باشندے اپنے اپنے شہر چہوڑکر دوسرے ملکون مین جا بسے۔

جناب عثمان جسں زمانہ مین انتظام کوفہ سے فارغ ہوے اوسی زمانہ مین عتبہ بن فرقد حاکم آذربائجان کو کسی مصلحت سے ہٹالیا۔ عتبہ بن فرقد کے ہٹتے ہی اہل آذربائجان باغی ہوگیئے۔ ولید بن عقبہ بحکم جناب امیر المومنین عثمانؓ جانب آذربائجان متوجہ ہوے اور لڑائی کیواسطے ایک لشکر تیار کیا جسکے مقدمۃ الجیش پر عبد اللہ بن شبیل احمسی سردار تہے۔ یہہ اسلامی لشکر بسرکردگی عبد اللہ بن شبیل جانب آذربائجان روانہ ہوا۔ اولا اہل موقان و برز و طیالسین و طیلسان پر شبخون مارا اور بزور شمشیر غازیان اسلام نے یہہ ملک فتح کیئے۔ لڑنے والے قید کر لیئے گیئے۔ اہل آذربائجان یہ رنگ ڈہنگ دیکہکر ڈر گیئے۔ مقابلہ مسلمانان شجاعت شعار کی تاب نہ لاسکے مجبور صلح کی درخواست بہیجی۔ ولید بن عقبہ نے اونکی درخواست منظور کی اور حضرت حذیفہ کے قرار دادہ خراج آٹہہ سو درم مقررہ سابق پر صلح کرکے یہہ رقم اوسیوقت وصول کرلی۔

ولید بن عقبہ نے بعد صلح آذربائجان متعدد لشکر اطراف و جوانب مین روانہ کیئے چنانچہ

سلمان بن ربیعہ باہلی کو بارہ ہزار فوج کا افسر کرکے ارمینیہ کیطرف روانہ کیا۔ حضرت سلمان نے ارمینیہ پہونچکر قتل و خونریزی کا بازار گرم کردیا اور ایک قیامت برپا کی۔ لوٹ مار کرا ور لوگونکو قید کرکے مظفر و منصور مال غنیمت سے مالامال ولید بن عقبہ کو آملے۔

ولید بن عقبہ اس مہم کو سر کرکے اپنے دار الحکومت کوفہ کیجانب لوٹے۔ اثنائے راہ مین جسوقت موصل مین پہونچے جناب عثمانؓ کا فرمان ملا جسمین لکھا تھا "معاویہؓ نے مجھکو اطلاع دی ہے کہ رومیون نے ایک کثیر فوج سے مسلمانان شام پر خروج کیا ہے۔ مین مناسب سمجھتا ہون کہ مسلمانان اہل کوفہ کو اونکی مدد پر بھیجون۔ لہذا تمکو لکھی ہوتا ہے کہ جہان تمکو میرا فرمان ملے اوسی مقام سے تقریبًا دس ہزار مردان آزمودہ کار کی جمعیت کسی مرد شریف قوم تجربہ کار کو جو قواعد جنگ سے واقف کار ہو اوس فوج کا سردار کرکے مسلمانونکی مدد کو بھیجدو"

ولید بن عقبہ نے تمام لشکر کو یہ خط پڑھکر سنایا اور سلمان بن ربیعہ کو آٹھ ہزار فوج کا سردار کرکے شام کے مسلمانونکی کمک کو روانہ کیا جو اپنی راہ مین سے جہاڑ جھنکاڑ صاف کرتے شام کی طرف بڑھے اور شام مین پہونچکر بہمراہی حبیب بن مسلمہ جو اوسوقت شامی فوج کے سردار تھے ملک روم پر چڑھائی کی اور جہان موقع پایا شبخون مارا۔ اس فوج ظفر موج نے بہت سے قلعے فتح کیئے اور بہت کچھہ مال غنیمت لشکریان اہل اسلام کے ہاتھہ آیا۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ جس نے حبیب بن مسلمہ کی مدد کیواسطے سلمان بن ربیعہ کو بھیجا وہ سعید بن العاص ہین۔ ولید بن عقبہ نہین۔ کیونکہ جناب امیر المومنین عثمان رضہ نے حضرت معاویہؓ کو لکھا تھا کہ اصلاح اہل ارمینیہ کے واسطے حبیب بن مسلمہ کو لشکریان شام کا سردار کرکے ارمینیہ کی جانب روانہ کرو چنانچہ حبیب بن مسلمہ نے جناب معاویہؓ کا حکم پاکر مہم ارمینیہ کا قصد کیا اور مع لشکر وہان پہونچے حبیب بن مسلمہ نے اپنی فوج آراستہ کرکے اہل

قالیقلا کا مقابلہ کیا مگر وہ لوگ مقابلہ کو نہ نکلے اور قلعہ کے دروازے بند کر لیئے حبیب بن سلمہ نے اپنے لشکر سے ہر چہار طرف سے اونکا محاصرہ کر لیا جب اہل شہر تنگ آے اور تکلیفین اوٹھاتے اوٹھاتے ہمت ہار گئے مجبوراً اہل اسلام سے خواہان صلح و امان ہوے حبیب بن سلمہ نے امان بشرط اخراج قبول کی لیکن جن لوگون نے جزیہ دینا منظور کیا اونکو رہنے دیا۔ باقی اہل شہر کو جلاوطن کر دیا۔ وہ لوگ شہر چھوڑ کر حکومت روم مین جا بسے۔ بعد اس کامیابی کے حضرت حبیب بن سلمہ قالیقلا مین مع اپنے ہمراہیونکے چند ماہ تک ٹہیرے رہے۔

کہتے ہین کہ بطریق ارمیناقس کی عورت کا نام قالی تہا اوسنے یہہ شہر آباد کیا اور قالی قلا نام رکہا تہا عرب کی زبان مین قالیقلا ہو گیا۔ یعنی تصرف کر کے دو لفظونکو ایک کر دیا اور دونون ملا کر لکہے گئے۔

کچہہ عرصے کے بعد حبیب بن سلمہ کو خبر پہونچی کہ بطریق موریان حاکم ممالک ارمیناقس یا بلاد ملطیہ و سیواس۔ اقصرا۔ قونیہ وغیرہ و دیگر بلاد کا جو خلیج قسطنطنیہ کے قریب ہین جمعیت اسی ہزار فوج انکے مقابلہ کو آرہا ہے۔ جناب حبیب نے حضرت معاویہؓ کو اوسکی آمد سے اطلاع دی اور اون سے فوج مدد کیلئے طلب کی حضرت معاویہؓ نے بحضور جناب عثمانؓ اس واقعہ کی خبر بہیجی اور مدد کی درخواست کی۔ حضرت عثمانؓ نے سعید بن ابی العاص کے نام حکم بہیجا کہ حبیب بن سلمہ کی مدد کرو۔ اس حکم کی بنا پر سعید بن العاص نے حضرت سلمان کو چہہ ہزار یا آٹہہ ہزار کی جمعیت سے حبیب کی امداد کو روانہ کیا۔

ایک روایت مین ہے کہ جب لشکر روم بمقابلہ حبیب بن سلمہ آکر ٹہیرا تو قبل اس کے کہ جنگ شروع ہو حبیب بن سلمہ نے شبخون مارنے کا قصد کیا۔ یہہ خبر انکی بی بی کو بہی پہونچی اونہون نے انسے دریافت کیا "اب تم مجہکو کہان ملوگے" حبیب بن سلمہ نے جواب دیا۔

موریان کے خیمہ مین "رات کیوقت حبیب اپنی فوج کو لیکر لشکر روم پر جا پڑی۔ جو ملا اوسکو مار ڈالا۔ لشکر روم مین ایک تہلکہ عظیم پڑ گیا۔ سپاہی بہاگ کہڑے ہوے۔ جناب حبیب مارتے کوٹتے موریان کے خیمہ تک جا پہونچے۔ وہان جاکر کیا دیکھتے ہین کہ انکی بی بی انسے پہلے وہان پہونچ گئی ہین باقی رات دونون نے اوس خیمہ مین بسر کی۔ پہر حبیب و سلمان دونون نے اپنے اپنے لشکر لیکر رومیون کا جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ رومیونکے چہکے چہوٹ گئے۔ کمرین ٹوٹ گئین ہمتین پست پڑ گئین شکست پر شکست پائی آخر سبہون نے بہاگ کر جان بچائی۔ کامیابی کے بعد حبیب قالیقلا واپس آے اور وہانسے آگے بڑہے۔ مقام م بالامین قیام ہوا۔ وہان انکے پاس خلاط کا بطریق حضرت عیاض بن غنم سے امان نامہ لکہوا کر لایا۔ حبیب نے اوسکو جائز رکہا اور بطریق سے خراج حسب قرار وصول کر لیا۔ حضرت حبیب چندے خلاط مین اوترے پہر یہانسے بہی آگے بڑہے اثنا راہ مین والی مکس جو کہ مضافات بسفرجان (سیرجان) سے ہے ملا۔ اوسنے بہی صلح کر لی۔ اب یہانسے بہی روانہ ہوے اور ازدشاط (اردستان) پہونچے۔ خود تو نہر دبیل مین قیام کیا مگر اپنا لشکر دبیل پر بہیجا۔ فوج اسلام نے شہر والونکا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر قلعہ بند ہو گئے حبیب بن مسلمہ نے حکم دیا کہ منجنیق (تصریح کے لئے دیکہو حصہ سوم) کے ذریعہ سے اہل دبیل پر پتہرونکی بارش کی جاوے چنانچہ چارونطرف منجنیق قائم کر دیئے گئے۔ جب اہل شہر نے یہہ رنگ دیکہا مال و جان کی خیریت نظر آئی۔ خواہان امان ہوے۔ حبیب نے امان دیکر صلح کر لی۔ پہر حبیب نے اپنی فوج کے چند حصہ کر کے مختلف مقامات قرب و جوار کے فتح کرنیکو روانہ کئے چنانچہ ایک دستہ مقام ذات اللجم کو روانہ کیا۔ یہان معرکہ جنگ ہوا اور مسلمان کامیاب ہوے۔ فتح و ظفر اہل اسلام و غازیان حق پرست کے نصیب ہوئی۔

ذات اللجم کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہین کہ قبل اسکے اس مقام کا نام اور کچہہ تہا جب لشکر اسلام

یہان آیا اور رومیون سے مقابلہ ٹھیرا اور ابھی صف بندی ہی ہورہی تھی۔ دونون طرف کے لشکر آراستگی کررہے تھے مسلمان لڑائی کے اہتمام مین مصروف تھے اور اپنے اپنے گھوڑونکی لگام لگارہے تھے کہ اتنے مین رومی فوج نے ہلّہ کردیا اور چارونطرف سے مسلمانونپر ٹوٹ پڑی مسلمان اوسی حالت مین لڑنے لگے اور نہایت بہادری سے رومیونپر حملہ کیا۔ بہت بڑا کشت وخون ہوا۔ رومی لشکر کے بہت سے سپاہی کام آے۔ بالآخر مسلمانون کی فتح ہوئی۔ چونکہ یہہ لڑائی گھوڑونکے لگام چڑہاتے وقت شروع ہوئی تھی لہذا اس مقام کا نام ہی ذات اللجم پڑگیا۔ ایک سَرِیَّہ (دستہ فوج) جانب سراج طیر و بغروند روانہ کیا۔ ان دونون شہرونکے حاکمون نے صلح کرلی۔

بعد ازان والی بسفرجان (سیرجان) حبیب بن مسلمہ سے آکر ملا اور درباب مصالحت گفتگو کی۔ حبیب بن مسلمہ نے صلح منظور کرلی۔ اسطرح یہہ ملک سیرجان بھی فتح ہوگیا۔

اس ملک کی مہم سے حبیب بن مسلمہ فارغ ہوکر سیسجان کو آے۔ یہان کا حاکم خود پرست بادۂ نخوت سے مست تھا شامت اعمال نے صلح نہ کرنے دی۔ لڑائی پر آمادہ ہوا اور فوج لیکر مقابلہ کیا۔ ادہر سے مسلمان خدا دوست دشمنان خدا پر حملہ آور ہوے۔ ایک ہی حملہ مین لشکر اعداے روباہ خصال پس پا ہوا شکست خوردہ پیٹھ دیکر بہاگا۔ فتح وظفر غازیان شجاعت نشان کے حصہ مین آئی۔ جسقدر قلعے اونکے تھے سب پر قبضہ کرلیا گیا۔ اس معرکہ کے بعد حبیب بن مسلمہ نے جرزان کا قصد کیا۔ والی جرزان نے صلح کرلی اور جزیہ قبول کیا۔

پہر فوج اسلام تفلیس پہونچی۔ اہل تفلیس نے جزیہ قبول کرکے صلح منظور کی۔ اس کے گرد و نواح مین جسقدر قلعے تھے وہ بھی فتح ہوے اور سب نے اطاعت منظور کی اور جزیہ قبول کیا اس طرح سے تمام علاقہ جرزان کا فتح ہوگیا۔ یہہ بلاد تو حبیب بن مسلمہ نے فتح کئے اب سلمان بن ربیعہ

باہلی کاحال سنئے کہ انہون نے اران پرچڑہائی کی۔اہل بیلقان نے جزیہ دیکر صلح کرلی اونکے
جان ومال اور شہر اونکے ہی قبضہ مین رکہے گئے۔پہر حضرت سلمان شہر برذعہ مین پہونچے
اور شرثور پر لشکر کشی کی۔اہل شرثور پہلے تو لڑتے رہے بعد ازان اہل بیلقان کی طرح صلح کرلی
جناب سلمان شہر مین داخل ہوے اور اپنے لشکر کو قرب وجوار کے قریات وقصبات مین
بہیجا اور یہہ تمام حصہ فتح ہوگیا۔

حضرت سلمان نے یہان سے فارغ ہوکر اکراو بلاشجان کو دعوت اسلام کی اونہون نے
انکار کیا اور لڑائی پر آمادہ ہوے۔آخر بعد جنگ کے یہہ ملک بہی فتح ہوا۔بعضون نے جزیہ
دیکر وہین سکونت اختیار کی اور بعضے جلاوطن ہوکر نکل گئے۔

پہر شمکور پر چڑہائی کی گئی۔یہان لڑائی ہوئی اور مسلمان غالب آے۔یہہ شہر بہی فتح ہوگیا
شمکور ایک قدیم آباد شہر تہا۔قوم ستاوردیہ نے اسکو ویران کرڈالا تہا۔یزید بن اسید بروقت
واپسی ارمینیہ ادہر ہوکر گذرے اور شہر کو ویران پاکر افسوس کیا۔پہر ۲۴۰ھ مین بغا نامی ایک
شخص نے یہہ شہر دوبارہ آباد کیا اور چونکہ یہہ زمانہ خلافت متوکل کا تہا اسواسطے اس شہر کا نام
متوکلیہ ہوا۔

اسکے بعد حضرت سلمان نے مجمع ارس اور سکر پر قبضہ کیا۔والی سکر صلح پر راضی ہوا۔والی
شروان نے بہی صلح کرلی جناب سلمان بن ربیعہ کل بلاد جبال شابران اور مدینۃ الباب
تک بنہایت آسانی کے ساتہہ قبضہ کرکے واپس ہوے۔

غزوہ امیر معاویہؓ

اسی ۲۵ھ مین حضرت معاویہؓ نے روم پر فوج کشی کی۔آپ نے جماعت کثیر لیکر ادہر کا رخ کیا

حضرت معاویہؓ عموریہ تک پہونچے آپکو انطاکیہ اور طرسوس کے درمیان چند قلعے خالی نظر آئے دریافت سے معلوم ہوا کہ ان قلعونکے باشندے مسلمانونکے لشکر کے خوف سے قلعہ چھوڑ کر چل دئے ہین امیر معاویہؓ نے اون قلعونمین اپنے آدمی آباد کر دئے اور اہل شام وغیرہ کے حوالے کئے اور خود واپس آئے۔ پھر امیر معاویہؓ نے یزید بن حر عبسی کو ایک جماعت لشکر کا سردار کیکے ان ملکونمین بھیجا اونھون نے بھی چند قلعے اور کچھ ملک فتح کیا اور جب اودہر سے واپس ہوئے تو انطاکیہ تک جسقدر قلعے تھے سب ویران ومسمار کرا دئے۔

غزوہ افریقیہ

اسی سنہ مین حضرت عمرو بن العاصؓ والی مصر نے بحکم جناب عثمانؓ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو ایک لشکر دیکر جانب افریقیہ روانہ کیا۔

واضح ہو کہ افریقیہ ملک مغرب مین واقع ہے اسکے ہر چہار طرف بحر محیط ہے۔ ملک مغرب تین اقلیم منقسم تھا۔ نامی شہر طنجہ۔ فاس اور تلمسان تھے۔ آبادی کا زیادہ حصہ وسط کہنا چاہیے جسکے مشہور شہر لمط۔ قیروان۔ رقادہ اسفی۔ قابس۔ سبیطلہ۔ افریقیہ۔ برقہ اور تونس تھے اور تیسرا حصہ جو جانب جنوب واقع ہے اوسمین بڑی بڑی شہر یہ تھے سوس۔ تارودنت۔ ورعہ اور سیلا۔ چونکہ یہہ ملک انتہائے آبادی دنیا پر جانب مغرب واقع ہی اسلیے اسکو ملک مغرب کہتے ہین۔

انھون نے اطراف افریقیہ مین جاکے بہت کچھہ مال غنیمت حاصل کیا اور مظفر ومنصور واپس آئے۔ اس سنہ مین حضرت عمرو بن العاص مصر مین حاکم صیغہ مال اور عبداللہ بن ابی سرح جنگی افسر تھے۔

اسی سنہ مین جناب عثمانؓ نے عبداللہ بن عامر کو مہم کابل پر روانہ کیا۔ اوسوقت کابل

زیر حکومت والی سجستان تھا۔ عبداللہ بن عامر نے کابل مین قیام کر کے اس خوبی سے انتظام کیا کہ کابل کے گرد و نواح کے قریہ جات تابع ہوگئے اور کابل کے حدود خراسان سے بھی زیادہ پھیل گئے۔ اسی سنہ مین حضرت معاویہؓ کا بیٹا یزید پیدا ہوا اور یہہ سال بخیریت تمام گذرا۔

وقائع سنہ ۲۶ھ

تجدید حرم

اس سال مین جناب عثمانؓ نے علامات حرم بیت اللہ کی تجدید فرمائی۔ حدین جو شکستہ ہو گئی تھین اونکو از سر نو تعمیر کرایا۔ مکہ معظمہ مین حرم لقشر کے حدود دیڑھا سے اور لوگونکے آس پاس کے مکانات خرید کے مسجد مین ملا دئے۔ جن لوگونکے مکانات مسجد کے متصل تھے اونسے وہ خریدے گئے بعضے مالکان مکان نے انکار کیا۔ آپنے اونکے مکان گرا دئے۔ اون لوگون نے فریاد کی اور غل و شور مچایا۔ جناب عثمانؓ نے اونکو قید کر دیا اور فرمایا "مجھسے پیشتر عمر فاروقؓ نے بھی تو تم لوگون سے مکان لئے تھے مگر اوسوقت کسی نے بھی دم نہ مارا" عبداللہ بن خالد بن اسید نے اونکی سفارش کی تو جناب عثمانؓ نے قید سے رہا کر دیا۔

بعض لوگ اس معاملہ مین جناب عثمانؓ پر اعتراض کرتے ہین کہ لوگونکے مکان جبراً لے لئے۔ اسکا جواب شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی نے یہہ دیا ہے "میرے نزدیک ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اول مالکان مکان نے بیع کی اور بخوشی و رضامندی اونکے عقد بیع تمام ہو گیا مگر جب اونکو معلوم ہوا کہ ان مکانونکی رغبت و خواہش بغرض توسیع مسجد حرم زیادہ ہے تو زیادہ قیمت بڑھنے کی امید پر بیع سے انکار کر دیا چونکہ عقد بیع ختم ہو چکا تھا جناب عثمانؓ نے انکے انکار کی مطلق پرواہ نہ کی اور تنبیہاً اونکو قید کرا دیا۔ حضرت عثمانؓ کی نسبت

یہہ گمان کہ آپ نے جبراً مکان لیکر مسجد مین داخل کئے کسی طرح ممکن نہین۔ آپکی شان سے اس قسم کا جبر کرنا بالخصوص خانہ خدا کے واسطے بالکل بعید از قیاس ہے۔"

ولایت مصر و افریقیہ

حضرت عثمان رضؓ نے ۲۶ھ مین عمرو بن العاصؓ کو جو مصر مین حاکم تہے خراج مال سے اس عہدہ سے معزول کیا اور یہہ کام عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے سپرد کیا گیا۔ ان سے اور عمرو بن العاص سے بگاڑ ہوگیا۔ ایک نے دوسرے کی شکایت حضرت عثمانؓ تک لکھی جناب عثمانؓ نے حضرت عمرو بن العاص کو مصر سے اپنے پاس بُلا لیا اور عبداللہ بن ابی سرح کو مالی و جنگی دونون صیغون کی مستقل حکومت عطا فرمائی۔

عبداللہ بن سعد حضرت عثمانؓ کے رضاعی بہائی ہین۔ قریشی اموی نسب ہین۔ جب جناب رسولخدا مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ مین تشریف لائے۔ اُبَیّ بن کعبؓ کتابت وحی پر مامور ہوے۔ اگر کسیوقت یہہ نہوتے اور آنحضرت صلعم کو وحی لکہانے کی ضرورت ہوتی تو زید بن ثابت انصاریؓ بلائے جاتے اور اونکو کتابت وحی کا حکم ہوتا تہا۔ بعد انکے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کاتب وحی مقرر ہوے۔ قریش مین یہہ پہلے کاتب وحی کہے جاتے ہین۔ عبداللہ بن سعد وحی لکہتے وقت آیات قرآنی مین عمداً غلطیان کرتے تہے ظالمین کی جگہہ کافرین کا لفظ۔ سمیعٌ علیمٌ کی جگہہ غفورٌ رحیمٌ لکہا کرتے تہے۔ جب آنحضرت صلعم کو انکی حرکت ناشایستہ معلوم ہوئی انکے قتل کا حکم دیا۔ عبداللہ بن سعد جان کے خوف سے مکہ چلے گئے اور وہان پہونچکر اسلام چہوڑ مرتد ہوگئے۔ یہ قریش سے کہا کرتے تہے۔ "جیسا محمد پر کلام اللہ نازل ہوا ہے مجہپر بہی نازل ہوتا ہے۔" اور آیتین محرف جنکے الفاظ خود بدل دیتے تہے

کفار کو پڑھ سنایا کرتے تھے۔ خداوند تعالی نے اوسکی تردید و تکذیب مین یہہ آیت نازل فرمائی۔ ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوحی الیہ شئ ومن قال سانزل ما انزل اللہ۔ ترجمہ۔ کون زیادہ ظالم ہے اوس شخص سے جس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا یا کہا مجھپر وحی آتی ہے حالانکہ اوسپر وحی بالکل نہین آتی اور جسنے کہا کہ مین بھی نازل کرتا ہون جیسا خدا نے نازل کیا جب مکہ فتح ہوا اور کفار مکہ کیساتھہ عبداللہ بن سعد بھی قید ہو کر آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر آئے آنحضرت نے اونکے قتل کا حکم دیا جناب عثمان رضؓ نے انکی سفارش کی اور عرض کیا حضور یہہ میرا رضاعی بھائی ہے اور یہہ مسلمان ہو گیا ہے اسکی جان بخشی فرمائی جائے تو حضور رحمتہ للعالمین نے انکو چھوڑ دیا۔ (بلاذری)

اس سے پیشتر ۲۱ھ مین عمرو بن العاص نے مصر سے برقہ کا رخ کیا تھا اور وہان کے رہنے والون نے تیرہ ہزار دینار جزیہ دیکر صلح کر لی تہی۔ بعد مصالحت عمرو بن العاص رضؓ نے طرابلس پر چڑھائی کی اور کئی مہینے تک اسکا محاصرہ کیئے رہے۔ طرابلس کے گرد تین طرف تو پختہ فصیل بنی تھی اور ایک جانب دریا واقع تھا۔ اودھر شہر پناہ نہ تھی مسلمانون نے چہار طرف شہر کے پہر کر راستہ تلاش کیا اور خوب سمجھہ لیا کہ شہر والے بھاگ کر کدہر جا سکتے ہین بالآخر ایک روز لشکر اسلام نے شہر پر حملہ کر دیا اور بزور شمشیر شہر مین گھس پڑے۔ مجاہدین جانباز نے اپنی تلوارین سنبھالین اور کفار نا ہنجار کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ رومی گھبرا اوٹھے دریا کی طرف کے سوا اور کوئی راہ گریز نہ پائی اولٹے سیدھے سر پر پاؤن رکھکر اپنی اپنی جانین لیکر بھاگے۔ معدودے چند جنکو کشتی مل گئی وہ تو اپنی جان دریا سے ہلاکت سے بچا لے گئے باقی سب تیغ بیدریغ ہوئے۔ مال غنیمت بہت ہاتھہ آیا۔ جو رومی کشتیونکے سہارے

دریا کے اوس پار ہوگئے تھے وہ شہر صبرہ میں جا چھپے مگر موت نے وہان بھی نہ چھوڑا نتیجہ ہوتی یہی مسلمانون نے صبرہ پر بھی دہاوا کر دیا اور اوسکو بھی بزور تیغ فتح کرکے طرابلس اور اوسکے مضافات پر پورا پورا قبضہ کرلیا۔

برقہ مین لواتہ یعنی بربر رہتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بربر بعد قتل اپنے بادشاہ جالوت کے مغرب کی طرف بھاگ گئے تھے اور لوبیہ و مراقیہ مین پہونچکر متفرق ہوگئے۔ پھر زناتہ و مغیلہ (بربر کے دونون قبیلے) مغرب مین بلاد جبال مین سکونت پذیر ہوے اور لواتہ شہر برقہ مین رہنے لگے۔ اس سے پیشتر زمانہ قدیم مین بنام انطابلس مشہور تھے پھر قوم بربر مقامات مغرب سے دیگر اطراف وجوانب مین منتشر ہوکر سوس تک پہونچ گئی اور قبیلہ ہوازہ شہر لبدہ مین اور نفوسہ شہر صبرہ مین سکونت پذیر ہوے۔ رومی ان شہرون سے جلا وطن ہوکر نکل گئے۔ ایک مدت تک یہہ قبائل بربر خود مختار رہے پھر رومیون کے ماتحت ہوکر خراج گذار ہے۔ جس زمانہ مین حضرت عمرو بن العاص رضؓ نے انپر چڑہائی کی یہہ رومیونکے خراج گذار اور اونکے زیر حکومت تھے۔ جب عمرو بن العاص نے قبضہ کیا جملہ اہل مغرب سے جنمین یہہ قبائل مذکورہ بھی شامل ہین تیرہ ہزار دینار جزیہ وصول کرکے صلح کرلی (ابن خلدون) یہ بیان بطور جملہ معترضہ کے ہے اب ہم اصل واقعہ کیجانب رجوع کرتے ہین

عبداللہ بن ابی سرح مصری فوج کے سردار تھے۔ حضرت عثمان رضؓ نے ۲۵ھ مین انکو غزوہ افریقیہ کے واسطے حکم دیا تھا۔ اسی غرض سے حکومت مصر انکو دی تھی اور یہہ شرط کی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ کامیابی و فتح عنایت فرمائیگا تو مال غنیمت کا خمس الخمس (پانچوین حصہ کا پانچوان حصہ) حسن خدمت کے صلہ مین تمکو دیا جائیگا۔ لشکر کے ایک حصہ پر عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس سردار تھے۔ دوسرے پر عبداللہ بن نافع بن حارث افسر تھے اور سب کے اوپر عبداللہ بن ابی سرح حاکم تھے

دس ہزار کی جمعیت سے سرداران لشکر اسلامی نے افریقہ کیجانب خروج کیا۔ بروایت ابن اثیر عبداللہ بن ابی سرح اپنے پرگنہ پر رہے اور یہہ لشکر زیر کمان دیگر سرداران اسلام حدود افریقہ مین داخل ہوا۔

اہل افریقہ نے جمعیت عساکر اسلام سے اندیشہ کرکے مصالحت کرلی اور جزیہ قبول کیا چونکہ افریقہ مین آدمیونکی کثرت اور آبادی ترقی پر تہی اہل افریقہ نے مسلمانونکو افریقہ مین داخل نہونے دیا اور چونکہ صلح مین یہہ بہی شرط تہی کہ ہمارے ملک مین کوئی آنے نپاوے اسواسطے مسلمانون نے کچہہ تعرض بہی نہ کیا۔ ۲۶ھ مین جب عبداللہ بن ابی سرح مستقل حاکم مصر کئے گئے تو انہون نے جناب عثمان ذی النورین رضہ سے افریقہ مین داخل ہونے کی اجازت چاہی۔

امیر المومنین جناب عثمان رضہ نے ارباب حل وعقد اعیان واشراف صحابہ رض کو جمع کرکے اس باب مین مشورہ طلب کیا۔ باتفاق جملہ صحابہ کرام ایک لشکر جرار غازیان نامدار کا تیار ہوا جسمین بڑے بڑے صحابہ۔ عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمر۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ عبداللہ بن جعفر۔ حسن حسین ودیگر صحابہ (رضی اللہ تعالی عنہم) بہی تہے۔ یہہ لشکر ظفر پیکر مجاہدین اسلام کا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہمراہ ہوا۔ ایک لشکر مجاہدین مصر کا بہی ساتہہ تہا افریقہ کا حاکم جرجیر نامی ایک شخص قیصر روم کی جانب سے تہا۔ طرابلس سے حدود طنجہ تک اوسکی حکومت تہی اور ہرقل کا خراج گذار تہا چونکہ فرعونیت مزاج مین تہی۔ شراب تکبر وخودبینی سے مست تہا۔ اوسنے بہی ایک لاکہہ بیس ہزار سوار کی فوج جمع کی۔

لشکر اسلام بہہ جمعیت آمادہ کارزار ہوکر حدود افریقہ مین داخل ہوا۔ بمقام برقہ عقبہ بن نافع اپنا لشکر لئے اسلامی فوج مین آشامل ہوئے اور باتفاق تمام طرابلس کیطرف بڑہے

رومیون نے شہر سے باہر نکلکر میدان مین پڑاو ڈالا اور مسلمانونکا مقابلہ کیا۔خوب لڑائی ہوئی فوج رومی کو نقصان پہونچا۔بہت لوگ مارے گئے۔شکست خوردہ طرابلس کو چہوڑکر بہاگ گئے۔مسلمانون نے اوسپر اپنا قبضہ کرلیا اور پہر وہانسے آگے بڑہے۔متعدد فوجین اطراف وجوانب افریقہ مین بطور سریہ کے روانہ کین۔

حاکم افریقہ کو جب لشکر اسلام کی آمد معلوم ہوئی اوسنے شہر سبیطلہ دار السلطنت افریقہ کو چہوڑ ایک شبانہ روز کی مسافت پر اپنا تمام لشکر لا جمع کیا اور مقابلہ مین پڑاو ڈالا۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے سب سے پہلے جرجیر کو پیام دیا کہ اے جرجیر جس دین پر تم قائم ہو وہ فی زمانہ متروک ومنسوخ ہو چکا اب بجاے اوسکے دین محمدی لازم پکڑو۔خدا کو واحد جانو اور اوسکے سچے رسول محمد پر ایمان لاؤ پہر ہم تم بہائی بہائی ہین ہمکو تمسے کوئی پرخاش نہین اور چونکہ ہمکو حکم ہے کہ پہلے اتمام حجت کرلیا کرین اسلیے تمکو آگاہ کیے دیتے ہین پہر شکایت نہ کرنا

ندارد میل طبع روشنم باخود نمائیہا　　نیم از برق کمتر لیک رخشیدن نمیدانم

جرجیر نے اوسکی جواب مین کہلا بہیجا۔بہلا یہہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے قدیم دین کو چہوڑکر تمہارے کہنے سے ایک بالکل نیا مذہب اختیار کرلین۔

دل از یار کہن برداشتن دشوار مے آید　　کشیدن مشکل ست از زخم چندین سالہ پیکانرا

حضرت عبداللہ نے جب جرجیر کا یہ انکار سنا تو فرمایا کہ خیر اگر مذہب اسلام سے انکار ہے تو جزیہ دینا قبول کرو ورنہ پہر تلوار ہمارا تمہارا فیصلہ کریگی۔

جب جرجیر نے یہہ بہی منظور نہ کیا تب مسلمانون نے صف آرائی کی اور نہایت زور شور سے لڑائی شروع کردی۔لڑائی کا یہہ دستور تہا کہ صبح سے دوپہر تک دونون جانب سے لڑائی ہوا کرتی۔جب ظہر کی اذان ہوتی لڑائی موقوف کردیتے اور پہر دوسرے دن اسی طرح

دو پہر تک لڑتے ۔اس طرح لڑائی کو چالیس دن گذر گئے مگر کسی جانب فیصلہ نہوا۔ بُعد مسافت کیوجہ سے یہاں اہل مدینہ کو بھی کچھ خبر نہ ہوئی۔ حضرت عثمان رضؓ نے گھبرا کر عبداللہ بن زبیرؓ کو ایک دستہ فوج کے ساتھہ بطور کمک کے اور نیز بغرض دریافت حال لشکر اسلام جانب ملک افریقہ روانہ فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ دوا سپہ منزلین کرتے ہوے اپنی فوج کے ساتھہ بعجلت تمام عین جنگ مین پہونچے۔ عساکر اسلامی کو انکے پہونچنے سے نہایت درجہ خوشی ہوئی۔ جوش مسرت مین سب نے تکبیر کے نعرے بلند کئے۔ صدائے تکبیر سے سارا بیابان جنگ گونج اوٹھا۔ جرجیر نے تکبیر کی آواز سنکر سبب دریافت کیا معلوم ہوا کہ ایک تازہ دم فوج مسلمانوں کی مدد کو مدینہ منورہ سے ابھی آئی ہے۔ جرجیر یہہ خبر سنکر دم بخود رہگیا۔ حواس اوڑ گئے۔ چہرہ بگڑ گیا۔ کمر ٹوٹ گئی۔ ہمت ہار گیا۔ اپنے واسطے بدشگونی سمجھا۔

عبداللہ بن زبیرؓ دوسرے دن میدان مین آے۔ عبداللہ بن ابی سرح سالار جنگ عساکر اسلامی کو میدان مین نہ پاکر دریافت کیا کہ کہاں ہین۔ لوگون نے بیان کیا۔ جرجیر نے منادی کرادی ہے کہ جو شخص عبداللہ بن ابی سرح کا سر کاٹ لائیگا اوس کو اس صلہ مین ایک لاکھہ دینار دونگا۔ مزید برآن اپنی بیٹی کا عقد اوسکے ساتھہ کردونگا اس لیے عبداللہ بن ابی سرح خوف جان سے مخفی رہتے ہین اور میدان جنگ مین نہین آتے۔ عبداللہ بن زبیرؓ یہ سنکر عبداللہ بن ابی سرح کے پاس آے اور کہا کہ تم بھی اپنی لشکر مین یہہ منادی کرادو۔ ''جو شخص جرجیر کا سر کاٹ لائیگا مین اوسکو مال غنیمت سے ایک لاکھہ دینار دونگا اور جرجیر کی لڑکی سے اوسکا نکاح کر کے تمام ممالک محروسہ جرجیر پر اوسکو حاکم کردونگا''۔ حسب تجویز حضرت عبداللہ بن زبیرؓ یہہ منادی کرادی گئی۔ اسکی خبر جرجیر کے بھی کانون تک پہونچ گئی وہ اور بھی بدحواس ہوگیا

مگر چارہ کار کچھہ نہ تھا۔ پہر عبداللہ بن زبیرؓ نے سرداران لشکر اسلام سے کہا۔ لڑائی طول ہوتی جاتی ہے ختم ہوتی نظر نہین آتی۔ رومیونکی متواتر اور بے انتہا مدد چلی آتی ہے۔ یہہ لوگ اپنے ملک مین ہین۔ ہرقل انکا طرفدار ہے۔ تمام ملک انہین کا ہے۔ سب مسلمانونکے دشمن خونخوار ہین۔ ہمارا ملک ہمسے بہت دور ہے۔ خبر پہونچتے اور مدد آتے دن گذر جاتے ہین اوسکا تو اب خیال ہی چہوڑ دو۔

چو گم کردم دل خود را چہ سود از نالہ و افغان	کہ نتوان یافت این گمگشتہ را با این منادیہا

اسطرح کی جلیسی کچہہ ہو رہی ہے۔ اسکے واسطے تو مدت دراز چاہیئے۔ ہم لوگ تو خدا کیواسطے لڑنے اور جان دینے نکلے ہین۔ اسطرح کب تک کام چلے گا۔ میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ کارآزمودہ اور بہادر سپاہی منتخب کرکے اونکی ایک فوج علیحدہ مرتب کرو اور اونکو پڑاؤ پر اپنے اپنے خیمونمین رہنے دو۔ باقی فوج لیکر دشمنونکا مقابلہ کرو اور خوب جان لگاکر لڑو جب رومی تہک کر اپنے کیمپ کو واپس جاوین اور اسلامی فوجین بہی اپنے فرودگاہ کیجانب لوٹین اوسوقت وہ کارآزمودہ منتخب دلاوران جانباز اسلام جو خیمون مین آرام کیواسطے بیٹھے ہون شمشیر بکف ہوکر چارون طرف سے غضب الٰہی کی طرح رومیونپر ٹوٹ پڑین۔ چونکہ یہہ لوگ تازہ دم ہونگے خوب دل کہولکر لڑینگے اور رومی تہلے ماندے ہارے۔ دوپہر تک کی لڑائی مین چکنا چور ہو تگے۔ انشاءاللہ تعالےٰ ہم ہرطرح رومیونپر غالب آوینگے اور امید قوی ہے کہ اللہ جلشانہ ضرور ہمکو رومیون پر مظفر و منصور کریگا اور جس صورت کہ تم لڑ رہے ہو اسکو تو ایک عمر نوح چاہیئے" یہہ تجویز اعیان صحابہؓ و سرداران لشکر اسلام نے بہت پسند کی اور عبداللہ بن زبیرؓ کی راے صائب پر سب نے صاد کیا۔

اگلے دن صبح کو ایسا ہی انتظام ہوا۔ لشکر اسلام مین سے بہادر و کارآزمودہ سپاہی

اپنے اپنے خیمون مین ٹھیرے اور اپنے اپنے گھوڑے سب ساز و سامان سے لیس اپنے قریب باندہ لیے
ایک گروہ رومیون سے لڑتا رہا یہانتک کہ دوپہر ہوگئی - پھر بھی مسلمانون نے نہ چھوڑا شام
تک برابر تلوار چلتی رہی - قریب شام فریقین تھک کر ایک دوسیرے سے علیحدہ ہوے اور اپنے اپنے
پڑاو کیجانب چلے - حضرت عبد اللہ بن زبیر تو اسی موقع و وقت کے منتظر تھے اونہون نے دستہ
فوج کو جو پہلے سے خیمہ مین ٹھیرا دیا گیا تہا اس طرح آراستہ کیا کہ قلب فوج پر عبد اللہ بن سعد بن
ابی سرح مامور ہوے - میمنہ زیر کمان عبد اللہ بن عمرو بن العاص کیا - میسرہ کے نگران خود عبد اللہ
بن زبیر بنے اور مقدمہ پر عبد اللہ بن عباسؓ کو سردار کیا اس طرح یہہ لشکر اپنے ہمراہ لیکر
رومیون پر ٹوٹ پڑے - رومی دن بہر کے لڑے تھکے - ماندے خستہ حال اور دلاوران
لشکر اسلام تازہ دم و خوشحال نتیجہ یہہ ہوا کہ رومی بہاگے اور چاہا کہ خیمون کی پناہ مین جان
عزیز بچالین مگر خیمون نے بہی ایسے گاڑہے وقت مین اونکی مدد نہ کی اور نہ پناہ دی مسلمان
کب پیچہا چہوڑنیوالے تھے دلیرانہ اونکے خیمون مین دراتے گہس گئے اور اونکو قتل کرنا یا
قید کرنا شروع کر دیا - جو سامنے آگیا تلوار کی گہاٹ اوتارا گیا - جو بہاگا لپک کر ایک سے
دو کیے - جسکو ضعیف و ناتوان جانا جان بخشی کی - زنجیر احسان سے قید کر لیا - غرضکہ یہ معرکہ
کارزار سخت ہوا - رومی مسلمانونکی تلوار کا لوہا مان گئے - ساری بہادری اور جرأت سپہ گری
خاک مین مل گئی - تمام مشیخت ایک دم مین نکل گئی - عین معرکہ جنگ مین عبد اللہ بن زبیرؓ نے
جرجیر پر حملہ کیا - ایک ہی ہاتھہ مین سر اوس خود سر کا دہڑ سے الگ ہوکر فرش خاک پر گیند
کی طرح لڑہکتا نظر آیا -

فرش گل پر جو نہ کل نازسے رکھتے تھے قدم	آج وہ خاک پہ سوتے ہین زمین کے نیچے

سردار کے قتل ہوتے ہی لڑائی کا خاتمہ ہوگیا - قیدیون مین جرجیر کی لڑکی بہی گرفتار ہوکر

آئی چونکہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے جرجیر کو قتل کیا تھا لہذا حسب اعلان وہ لڑکی اونکو ملی اور مال کثیر بھی حسب وعدہ پایا۔

کامیابی کے بعد عبداللہ بن ابی سرح نے میدان جنگ سے آگے بڑھکر شہر سبیطلہ کا محاصرہ کیا اور تھوڑے ہی دنون کے محاصرہ مین شہر فتح ہوگیا۔ بیحد و شمار مال غنیمت غازیان اسلام کے ہاتھہ آیا۔ سوارونکو تین تین ہزار دینار اور پیادونکو ایک ایک ہزار دینار ملے۔ اس لڑائی کو حرب العبادلہ کہتے ہین۔ کیونکہ اس فوج کے حصون پر جو صاحب متعین تھے اون سب کا ایک ہی نام عبداللہ تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھہ آئے ہین۔

عساکر اسلامیہ بعد فتح سبیطلہ گرد و نواح کے ممالک مین متفرق ہوگئے اور فتح کرتے ہوے قفصہ کی سرحد تک پہونچ گئے۔ ایک لشکر نے قلعہ اجم کا رخ کیا۔ یہہ قلعہ نہایت مستحکم تھا اور اہل افریقہ نے لڑائی کا سامان اسمین خوب جمع کیا تھا۔ بہمہ بیت آراستہ و پیراستہ تھا۔ لشکر اسلام نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اہل قلعہ طالب امان و صلح ہوے۔ دس لاکھہ پانچسو دینار پر مسلمانون نے صلح کر کے یہہ روپیہ جزیہ کا وصول کر لیا۔

عبداللہ بن زبیرؓ فتح کی خبر لیکر مع خمس مدینہ کو واپس آے۔ یہہ خمس مروان بن الحکم نے پانچ لاکھہ دینار دیکر خرید کیا۔

ایک روایت مین ہے کہ افریقہ کا خمس عبداللہ بن سعد کو جو کہ جنرل فوج افریقہ تھے دیا گیا لیکن اوس روایت گذشتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خمس مروان بن الحکم کو ملا۔ ان دونون مین بظاہر تخالف ہے۔ صحیح روایت اس باب مین یہہ ہے کہ عبداللہ بن ابی سرح کو خمس اوس لڑائی کا دیا گیا جو اول مرتبہ ۲۵ھ مین چڑہائی کی تھی اور بطور مصالحت افریقہ فتح ہوا تھا۔ اور یہہ معرکہ دوبارہ ۲۶ھ مین ہوا ہے اسکا خمس مروان بن الحکم نے خرید کیا۔

اس بنا پر کوئی اختلاف باقی نرہا۔ جرجیر کی لڑکی کی نسبت بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ کسی انصاری صحابی کو دی گئی۔ اونھون نے اوسکو اونٹ پر سوار کیا۔ اپنے گھر کو روانہ ہوے اور یہہ شعر رجز مین پڑہتے جاتے تھے۔

یا ابنة جرجیر تمشی عقبتك ؛ ان علیك بالحجاز ربتك ؛ لتحملن من قباء قربتك

اے جرجیر کی بیٹی۔ ابھی تم اپنے ملک کی گھاٹیون مین چل رہی ہو۔ ملک حجاز مین تمھارے مالک اور سردار ہین۔ اب تم اپنے قرابت اور ناتہ دارونسے علیحدہ کی جاتی ہو۔

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ ہی کو اس لڑکی کا ملنا صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ جرجیر کو انہون نے ہی قتل کیا تھا۔ البتہ دونون روایتونکی صحت اس طرح پر ممکن ہے کہ اولاً عبد اللہ بن زبیرؓ نے اوس لڑکی کو پاکر اپنی خوشی سے انصاری کو دیدیا مگر یہہ صرف احتمال ہے شائد کوئی روایت اس کی مؤید ہو۔ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح بعد فتح ملک افریقیہ مین ایک برس تین مہینے تک مقیم رہے بعد ازان مصر واپس آے۔ اس معرکہ جنگ مین تین شخص مسلمانونکی طرف سے شہید ہوے منجملہ اونکے ابو ذویب ہذلی شاعر نے ملک افریقیہ مین انتقال کیا اور وہین دفن ہوے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ جب خبر فتح افریقیہ لیکر مدینہ منورہ مین پہونچے اور جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوے آپسے سب حال لڑائی کا اور مسلمانونکا فتح پانا بیان کیا خلیفہ برحق اونکی زبانی یہہ احوال سنکر بہت خوش ہوے اور فرمایا۔ میان صاحبزادہ۔ کیا تم یہہ حال اہنکا سب لوگونکے سامنے مجمع عام مین بیان کردوگے۔ حضرت ابن زبیرؓ بولے۔ مین آپکے حکم کی تعمیل کرونگا۔ لوگونکا خوف ورعب کب تک مانع ہوگا۔ یہ سنکر جناب عثمانؓ نے کھڑے ہوکر خطبہ پڑہا۔ حمد ونعت کے بعد فرمایا۔ اے لوگو۔ اللہ جل شانہ نے اپنی کمال عنایت سے

ملک افریقیہ تمہارے ہاتھوں فتح کر دیا اور یہ عبداللہ بن زبیرؓ انشاء اللہ تعالےٰ وہاں کا پورا حال تم لوگوں کے سامنے بیان کریں گے۔ جناب ابن زبیرؓ منبر کے ایک طرف بیٹھے تھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا۔

الحمد للہ الذی الف بین قلوبنا وجعلنا متحابین بعد البغضۃ۔ الذی لا تُجحدُ نعماؤہ ولا یزول ملکہ۔ لہ الحمد کما حمد لنفسہ وکما ھو اھلہ۔ انتخب محمداً صلعم فاختارہ بعلمہ وأئتمنہ علی وحیہ واختار لہ من الناس اعوانا قذف فی قلوبہم تصدیقہ ومحبتہ فامنوا بہ وعزروہ ووقروہ وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ فاستشھد اللہ منہم من استشھد علی المنہاج الواضح والبیع الرابح۔ وبقی منہم من بقی لا تاخذھم فی اللہ لومۃ لائم۔ ایھا النّاس۔ رحمکم اللہ انا خرجنا للوجہ الذی علمتم۔ فکنا مع والٍ حافظٍ حَفِظَ وصیۃ امیر المؤمنین کان لیسیر بنا الابردین۔ ویخفض بنا فی الظھائر ویتخذ اللیل جملاً یعجل الرحلۃ من المنزل الجدب۔ ویطیل اللبث فی المنزل الخصب۔ فلم نزل علی احسن حالۃ نعرفھا من ربنا حتےٰ انتھینا الی افریقیۃ۔ فنزلنا منھا حیث یسمعون صھیل الخیل ورغاء الابل وتعقعۃ السلاح۔ فاقمنا ایاما نجم کراعنا ونصلح سلاحنا ثم دعوناھم الی الاسلام والدخول فیہ فابعدوا منہ۔ فسألناھم الجزیۃ عن صغار او الصلح۔ فکانت ھذہ ابعد۔ فاقمنا علیھم ثلاث عشرۃ لیلۃ نتأناھم وتختلف رسلنا الیھم فلما یئس منھم فحمد اللہ واثنی علیہ وذکر فضل الجھاد وما لصاحبہ اذا صبر واحتسب۔ ثم نھضنا الی عدونا وقاتلناھم اشد القتال یومنا ذلک وصبر فیہ الفریقان

فکانت بیننا وبینہم قتلی کثیرۃ - واستشہد اللہ فیہم رجالا من المسلمین فبخنا وبانوا - وللمسلمین دوی بالقرآن کدوی النحل - وبات المشرکون فی خمورہم وملاعبہم - فلما اصبحنا اخذ نا مصافنا الذی کنا علیہ بالامس فرجف بعضنا علی بعض فافرغ اللہ علینا صبرہ وانزل علینا نصرہ ففتحناہا من آخر النہار فاصبنا غنائم کثیرۃ وفیئا واسعا - بلغ فیہ الخمس خمس مائۃ الف فصعق علیہا مروان الحکم - فترکت المسلمون فلا قرت اعینہم واغناہم النفل - وانا رسولہم الی امیر المؤمنین بشر وایاکم بما فتح اللہ من البلاد واذل اہل الشرک - فاحمدوا اللہ عباد اللہ علی الائہ وما احل باعدائہ من بأسہ الذی لا یردہ عن القوم المجرمین - ترجمہ - جمیع حمد وستائش اللہ جلشانہ کو سزاوار ہے جسنے ہمارے دلونمین الفت پیدا کردی اور ہمکو بغض وعداوت کے بعد آپس مین ایک دوسرے کا دوست بنا دیا - خدا کی نعمتین انکار کرنے کے قابل نہین - اوسکی ملکیت وحکومت ہمیشہ رہیگی - اوسیکو حمد وثنا ہے جیسی خود اوسنے اپنے واسطے کی اور جس حمد کا وہ مستحق ہے - خداوند تعالی نے جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو انتخاب کیا اور اپنے علم سے آپکو پسند فرمایا - اپنی وحی پر آپکو امانت دار جانا - لوگونمین سے آپکے واسطے مددگار پسند کیے - اونکے دلونمین آپکی تصدیق اور محبت ڈالدی وہ آپ پر ایمان لاے اور آپ کی عزت وتوقیر کی - اللہ کی راہ مین جہاد کیا - اللہ تعالی نے منجملہ مجاہدین کے بعضونکو شہادت نصیب فرمائی اور وہ راہ صاف اور بیع نفع مند کے ساتھ درجہ شہادت پر فائز ہوے اور جو جہاد مین زندہ رہے خدا کے احکام ادا کرنے مین کسیکی ملامت اونکو نہین پہونچتی - اے لوگو خدا تمپر رحم فرماوے - ہم لوگ جماعت مجاہدین جس غرض سے کہ تم جانتے ہو اپنے گھرونسے

نکلے۔ اپنے سردار وصیت امیرالمومنین کے یاد رکھنے والے کیساتھ رہے۔ ہمارے سردار نے ہمارے ساتھ صبح وشام ٹھنڈے وقت سفر کیا۔ دوپہر اور گرمی کے اوقات مین کسی منزل پر اوتر رہتے تھے۔ رات مین آرام کرتے تھے۔ جس منزل مین دانہ چارہ کی کمی ہوتی وہانسے جلد چل دیتے اور جو منزل سرسبز وشاداب ہوتی جانورونکے واسطے دانہ چارہ بکثرت ہوتا وہان زیادہ قیام کرتے۔ یہہ ہمارا سفر اچھی حالت مین طے ہوا یہانتک کہ ہم ملک افریقیہ مین داخل ہوے۔ وہان ہمنے اتنے فاصلہ پر پڑاو ڈالا کہ کفار ہمارے گھوڑونکا ہنہنانا۔ اونٹونکا بلبلانا۔ ہتھیارونکی کھٹ پٹ کی آواز سنتے تھے۔ ہم وہان اتنے دن ٹھیرے کہ ہمارے جانور تکان سفر سے آسودہ ہوگئے اور ہمنے اپنے آلات حرب کو درست کرلیا۔ پھر ہم نے کفار کو دعوت اسلام دی اور دین اسلام مین داخل ہونیکا پیام بھیجا مگر وہ لوگ قبول اسلام سے دور تھے۔ پھر ہمنے ذلت وخواری کا جزیہ یا صلح کا پیغام دیا۔ یہہ اونسے اور بھی دور تھا۔ پھر ہم تیرہ دن مقیم رہے اور یہہ اونکو مہلت تھی (تاکہ اپنے کام مین خوب غور کرلین) اس عرصہ مین بھی ہمارے قاصد اونکے پاس برابر جاتے رہے۔ جب ہر طرح ہمارے سردار کو اون لوگونکی طرف سے مایوسی ہوگئی تو ایک دن ہمارے سردار کھڑے ہوے اور خطبہ پڑھا۔ خدا کی حمد وثنا اور فضیلت جہاد بیان کی۔ لڑائی مین صبر کرنے والیکے ثواب کا ذکر کیا۔ پھر تمام لشکر دشمن کے مقابلہ کو اوٹھہ کھڑا ہوا۔ اونسے دن بھر خوب لڑائی رہی۔ دونون فریق لڑائی مین جمے رہے اور سختی پر صبر کیا۔ اس جنگ مین دونون طرف کے بہت سے سپاہی کام آے۔ مسلمانونکی ایک جماعت کو خدای بزرگ نے دولت شہادت سے سرفراز فرمایا۔ جب دن لڑائی مین گذر گیا رات کو دونون لشکر جنگ سے باز رہے۔ مسلمانونکے لشکر مین تمام شب تلاوت قرآن ہوتی رہی اور قرآن شریف پڑھنے کی نرم آواز مثل شہد کی مکھیونکی آواز کے

سنی جاتی تھی۔لشکر کفار نے شراب خواری اور لہو ولعب مین وہ تمام رات گذاری صبح ہوتے ہی ہم سب نے اوسی میدان جنگ مین جہان گذشتہ روز لڑے تھے صف بندی کی اور پھر ایک ساتھہ دشمن پر حملہ کر دیا۔آج معرکہ سخت ہوا۔خداوند تعالی نے ہم لوگونکو صبر عطا فرمایا اور اپنی مدد و نصرت ہمپر نازل کی۔شام ہوتے ہوتے ہمنے کفار پر فتح پائی۔مال غنیمت بیشمار اسقدر ہاتھہ آیا کہ خمس اوسکا پانچ لاکھہ کا تھا جسکو مروان نے خرید لیا۔مین نے مسلمانونکو نہایت خوشی اور فارغ البالی مین چھوڑا اور سب کی طرف سے قاصد ہوکر امیر المومنین اور آپ سبکو بشارت فتح سیونچانے چلا آیا۔مین اب سبکو اوس ملک کی فتح اور کفار کی مبارکباد دیتا ہون۔جملہ حضرات خدا کے خالص بندے اپنے مالک حقیقی کا شکر اور اوسکی حمد وثنا کرین جسنے اپنے بندونکو نعمت فتح وملک ومال عطا کی اور اپنے دشمنونپر وہ سختی وبلا کہ مجرمونکے شایان ہے نازل فرمائی۔

ابن زبیرؓ یہہ بیان ختم کرکے خاموش ہوگئے۔اونکے والد حضرت زبیرؓ اپنے لائق فرزند ارجمند کی تقریر سے خوش ہوکر اوٹھے اور اونکی پیشانی چومی اور کہا۔ذریۃ بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم۔یعنی اولاد وذریت ایک دوسرے سے ہوتے ہین اور بزرگونکا اثر چھوٹونمین ضرور ہوتا ہے اے بیٹے تم نے تو یہہ خطبہ ابوبکرؓ کی زبان ہی سے پڑہا (عقد الفرید)

بار دیگر نقض عہد اہل افریقیہ وفتح واصلاح

قبل حکومت اسلامی کے اہل مصر وافریقہ واندلس وغیرہ جملہ ممالک ہرقل شاہ قسطنطنیہ کے باج گذار تھے جب عبد اللہ بن ابی سرح نے افریقہ کو فتح کیا اور خراج مقرر کرکے صلح کرلی اور بعد انتظام کے مصر کو واپس گئے ہرقل نے اپنا سردار فوج اہل افریقہ کے پاس خراج مقررہ وصول

کرنے کو بھیجا اور اوسکو یہہ حکم دیا کہ جسقدر مال مسلمانونکو دیا ہے اوسیقدر تم بھی اہل افریقہ سے لینا
یہہ بطریق فرستادہ ہرقل مقام قرطاجنہ مین آکر مقیم ہوا اور اہل افریقہ کو بلا کر شاہی حکم سنایا
اونہون نے خراج دینے سے انکار کیا اور یہہ عذر پیش کیا کہ اس سے قبل جو کچھہ بادشاہ نے
مقرر کیا تھا ہم بلا عذر ادا کرتے رہے۔ اب اسوقت مسلمانونکا لشکر ہمپر آپڑا اور ہمکو تباہ و برباد
کیا مگر بادشاہ نے ہماری کچھہ مدد نہ کی ہمنے مجبور اہل اسلام سے صلح کرلی اور اونکی حمایت مین
آگئے۔ اب ہم بادشاہ کو کچھہ نہ دینگے لیکن بطریق نے اونکا یہ عذر نہ سنا اور جبراً خراج لینا چاہا
باہم لڑائی ہوئی۔ بطریق غالب آیا اور اہل افریقہ کو ہزیمت ہوئی۔

اہل افریقہ نے بعد قتل جرجیر ایک شخص کو اپنا بادشاہ بنالیا تھا وہ اس جنگ سے بھاگ
کر شام مین امیر معاویہ کے پاس چلا گیا۔ یہہ وہ زمانہ تھا جب بعد شہادت جناب علی مرتضیٰ
لوگون نے حضرت معاویہ کی بیعت کرلی تھی۔

حضرت معاویہ نے کیفیت حال سنکر ایک لشکر بسرداری معاویہ بن حُدَیج سکونی افریقہ کے
جانب روانہ کیا۔ ابن حدیج لشکر لیکر اسکندریہ مین پہونچ گئے تھے کہ رومی بادشاہ نے انتقال
کیا اور اسکی شہرت عام ہوگئی۔ ابن حدیج بعد طے منازل افریقہ مین داخل ہوے اور بمقام
قمونیہ پڑاو ڈالا۔ بطریق جو زبردستی یہان کا حاکم بن بیٹھا تھا تیس ہزار فوج سے مقابلہ کو آیا۔
لشکر اسلام سے جنگ عظیم ہوئی۔ رومی لشکر ہزیمت خوردہ بھاگا اور قلعہ جلولا مین پناہ گزین
ہوا۔ لشکر اسلام نے چارونطرف سے قلعہ جلولا کا محاصرہ کرکے منجنیق نصب کرا کر اسقدر سنگباری
کی کہ ایک طرف کی فصیل گر پڑی۔ پہر کیا تہا۔ اسلامی لشکر نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے
اور شمشیر بکف اندر گہس پڑے۔ خوب تلوار چلی۔ ہزارون مارے گئے۔ اطراف و جوانب کے
قلعہ جات کو متعدد لشکر بہیجکر فتح کرلیا۔ جب کل افریقہ نے اطاعت قبول کرلی تو ابن حدیج

یہان سے مصر مین واپس تشریف لے آے۔

جبکہ باتہ مین عبداللہ بن سعد افریقہ کو فتح کرکے مصر واپس آ ہی تھے قسطنطین بن ہرقل چھہ سو کشتیان لیکر اسکندریہ پر چڑہ آیا تھا چنانچہ ایکطرف سے اسلامی فوجین براہ دریا عبداللہ بن سعد کے ہمراہ اور دوسری طرف سے حضرت معاویہؓ اپنا شامی لشکر لیکر مقابلہ پر آے رات جون تون فریقین نے امید وبیم مین کاٹی صبح ہوتے ہی عساکر اسلامی نے صف آرائی کی قسطنطین نے بھی اپنی فوج کو کشتیون سے خشکی پر اوتار کر حملہ کرنے کی غرض سے آگے بڑہایا صبح سے ظہر کیوقت تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر قسطنطین زخمی ہوا۔ معدودے چند رومیون کے ہمراہ شکست کہا کر صقلیہ کیطرف چلا گیا اور اون لوگونکو اپنی ہزیمت سے آگاہ کیا اہل صقلیہ اسکی ہزیمت سے ناراض ہوے قسطنطین کو حمام مین قتل کر ڈالا اور قصہ پاک ہوا یہ لڑائی آخر ۳۱ھ مین اور بعضو نکے نزدیک ۳۴ھ مین ہوئی تہی۔ (ابن خلدون وابن اثیر)

یہ دونون واقعہ اگرچہ اس جگہہ بے موقع مذکور ہوے۔ خاص کر پہلا واقعہ افریقہ کی دوبارہ بغاوت اور اوسکی لڑائی کا ذکر بالکل بے محل ہے کیونکہ یہہ واقعہ خلافت عثمانی کے بعد کا ہے اور دوسرا واقعہ اگرچہ چندان بے موقع نہین پہر بہی ۳۱ھ یا ۳۴ھ کا واقعہ ہے اور ہمنے غزوہ افریقہ واقعات ۲۶ھ مین لکہا ہے۔ اوسکی مناسبت سے تو یہہ دوسرا واقعہ نہین لیکن چونکہ ابن اثیر وابن خلدون نے یہ دونون واقعے فتح افریقہ کے بعد لکھے ہین اور ذکر افریقہ کے مناسب بہی ہین لہذا ہمنے بہی ان دونون نامور مورخونکی متابعت سے یہہ دونون واقعے یہان لکہدیے ہین۔

غزوہ اندلس

اسکے چارون طرف بحر محیط ہے۔ اس کے نامی شہر یہ تہے۔ اربونہ۔ ہیکل الزہرہ۔ قرطبہ۔ شاطبہ

طرطوشہ۔ فرسیہ اور طلیطلہ۔

جب مہم افریقہ سر ہوگئی اور جناب عثمان ذی النورین رض اوسکی جانب سے فارغ البال ہوئے تو اندلس کے جانب توجہ فرمائی۔ عبداللہ بن نافع بن حصین اور عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس کو لشکر دیکر براہ دریا اندلس کی طرف روانہ کیا۔ یہ بھی اعلان کردیا کہ اول ولایت اندلس فتح ہوجائے اوسکے بعد قسطنطنیہ کا قصد ہوگا اور یہ فوج جرار اس ملک کے فتح کرنیکو روانہ ہوگی۔ چنانچہ لشکر اسلام جانب اندلس روانہ ہوا اس لشکر کے ساتھہ قوم بربر کے لوگ بھی تھے۔ مجاہدین اسلام نے اطراف اندلس پر قبضہ کرلیا اور بہت کچھہ کارنمایاں کیے۔ فتوحات بیشمار نصیب اہل اسلام ہوئین۔ مسلمانونکی حکومت مین ایک بڑا حصہ ملک کا ولایت افریقہ کے برابر آگیا اور غازیان اسلام مظفر ومنصور واپس آئے۔ اس سفر مین مسلمان قرب وجوار اندلس تک ہی پہونچے۔ خاص اندلس فتح نہ ہوا بلکہ خلافت ولید بن عبدالملک مین اندلس فتح ہوا ہے (فتوحات اسلامیہ)

بعد فتح افریقہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جوکہ افریقہ مین حاکم تھے افریقہ سے تبدیل کردئے گئے اور اپنی جگہہ پر مصر مین واپس آئے۔ اونکی جگہہ عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس حاکم افریقہ مقرر ہوئے۔ جسوقت مال غنیمت افریقہ مدینہ منورہ مین پہونچا اور جناب عثمان رض کے ملاحظہ سے گذرا عمرو بن العاص رض بھی اوسوقت موجود تھے۔ جناب عثمان رض نے عمرو بن العاص رض سے مخاطب ہوکر فرمایا "تمھارے بعد ان اونٹنیون نے دودہ دیا" عمرو بن العاص رض نے کہا "ہان۔ دودہ تو دیا ہے۔ مگر اونکے بچے تو مرگئے" یعنے اس دودہ کو قیام نہین چندروزہ ہے اس سنہ مین جناب عثمان رض نے حج کیا آپ کے ساتھہ بہت سے لوگ حج مین تھے۔ عثمان بن ابی العاص نے دوبارہ اصطخر فتح کیا حضرت معاویہ رض بن ابی سفیان نے قنسرین پر چڑہائی کی

ابو رمثہ صحابی نے افریقیہ مین انتقال کیا۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی نے انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور بعض روایات مین ۴۱ھ مین آپکی وفات ہے اور بعض ۴۵ھ بیان کرتے ہین۔

ابو ذویب ہذلی شاعر کی نسبت ایک روایت ہے کہ افریقیہ سے مصر آتے ہوے راہ مین انتقال کیا اور بعضے کہتے ہین کہ ملک روم مین وفات پائی اور ایک روایت سابق مین ہم لکھ چکے ہین جسمین افریقیہ مین وفات پانا مذکور ہے۔

علامہ ابن اثیر نے یہہ سب واقعات ۲۶ھ مین لکھے ہین ۲۷ھ کا کچہہ ذکر نہین کیا اور نہ اوسمین کوئی واقعہ لکھا۔ البتہ صاحب فتوحات اسلامیہ نے ۲۷ھ مین غزوہ قنسرین لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی نے بعد قتال وجدال کے فتح کیا اور مال غنیمت مسلمانونکے ہاتہہ آیا۔ مگر قنسرین عہد خلافت فاروقی مین جنگ سے فتح ہو چکا ہے۔ شاید جناب عثمان رضی کے عہد مین کچہہ لوگ باغی ہوگئے ہونگے جنکی سرکوبی کو حضرت معاویہ رضی نے لشکر کشی کی اور بعد انتظام کے واپس آئے

وقائع ۲۸ھ

فتح قبرس

حضرت ابو عبیدہ رضی والی شام نے جسوقت اونپر سکرات موت طاری ہوئی اپنے ممالک مقبوضہ پر حضرت عیاض بن غنم کو جو اونکے چچازاد اور خالہ زاد بھائی ہوتے تھے اپنا نائب مقرر کیا اور آپ راہی ملک بقا ہوے۔ بعضون نے لکھا ہے کہ ابو عبیدہ رضی نے معاذ بن جبل رضی کو اپنا خلیفہ کیا تھا۔ بہرکیف بعد انتقال حضرت ابو عبیدہ رضی عیاض بن غنم رضی اونکی جگہہ والی ہوے اور انہون نے سعد بن حذیم جمحی کو اپنا نائب کیا جب عیاض بن غنم نے انتقال کیا تو جناب

امیر المومنین عمر فاروق نے بجای اونکے عمیر بن سعید انصاری کو حاکم کیا اور بعد وفات یزید بن ابی سفیان بجای اونکے حضرت معاویہ کو دمشق پر مامور فرمایا۔ حضرت معاویہ دمشق وار دن پر حاکم رہی تا آنکہ جناب عمر فاروق شہید ہو گئے اور یہہ انتظام ایسا ہی رہا۔ عمیر بن سعید حمص و قنسرین کے گورنر رہے پھر جب عمیر نے زمانہ خلافت جناب عثمان میں استعفا داخل کر کے حکومت سے علیحدگی اختیار کی تو حمص و قنسرین حضرت معاویہ کے صوبہ مفوضہ مین شامل کر دیے گئے بعد وفات عبد الرحمن بن ابی علقمہ فلسطین کو بھی جناب عثمان نے معاویہ کی سپردگی مین دیدیا۔ رفتہ رفتہ خلافت جناب عثمان کے دوسرے برس تک معاویہ کل اضلاع شام کے حاکم ہو گئے۔ حضرت معاویہ نے عہد خلافت فاروقی مین چاہا تھا کہ بعض جزائر قبرس پر فوج کشی کرین چنانچہ جناب عمر فاروق کی خدمت مین لکھا تھا کہ قبرس مقام حمص سے اسقدر قریب ہے کہ اہل حمص قبرس کے کتون کا بھونکنا اور مرغون کا بانگ دینا سنتے ہین۔ جناب عمر فاروق نے عمرو بن العاص سے قبرس کی کیفیت اور راستون کی حالت دریافت فرمائی جسکے جواب مین عمرو بن العاص نے لکھا تھا کہ مین نے ایک بہت بڑی چیز دیکھی ہے یعنی کشتی جس پر چھوٹی مخلوقات سوار ہوتی ہین۔ جہانتک تار نظر کام دیتا ہے آسمان اور پانی کے سوا اور کچھہ نظر نہین آتا۔ اگر پانی ٹھیرا ہے اور موجین نہ اوٹھین اوسوقت بھی دریا کے سفر کرنے والونکے دل مارے خوف کے بیٹھے جاتے ہین اور اگر دریا طغیانی پر ہو تو عقلین گم ہو جاتی ہین سلامتی کے ساتھہ دریا سے جان بچا لیجانیکا یقین کم ہوتا ہے اور موت کا خوف غالب رہتا ہے اور کشتی پر سوار ہونیوالے کی مثال ایسی ہی ہے گویا ایک چھوٹا سا کیڑا بڑی لکڑی پر ہو اور وہ لکڑی کسی دریا مین پڑی ہو۔ اگر وہ لکڑی کسی طرف جھکتی ہے تو کیڑا ڈوبتا ہے اور اگر لکڑی بہتے بہتے کنارہ پر پہونچ گئی تو کیڑے نے نجات پائی۔ جناب عمر فاروق نے اس مضمون سے

مطلع ہوکر معاویہؓ کو لکھا کہ مجھکو قسم ہے اوس ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کی جسنے محمد صلعم کو نبی برحق کرکے مبعوث فرمایا۔ مین اس خونخوار و دشوار گذار راستہ سے کسی مسلمان کو جانیکی اجازت نہین دیتا اور مین نے سنا ہی کہ بحیرہ شام بلند زمین پر واقع ہے اور کثرت طغیانی اور امواج سے بحکم خدای عزوجل ہر روز اپنے کنارہ کی زمین غرق کرتا رہتا ہے۔ پہر مین کسطرح مسلمانون کی فوج کثیر التعداد کو ایک کافر کی مقابلہ پر بہیجون حالانکہ مین قسم خدا کی کہا کر کہتا ہون کہ ایک ادنی مسلمان میرے نزدیک جملہ اہل روم سے محبوب و عزیز ہے۔ آیندہ تم کبہی اس طرف کا رخ ہی نہ کرنا اور نہ مجھسے اس باب مین اجازت طلب کرنا۔ جب حضرت معاویہؓ کو یہ حکم فاروقی پہونچا اپنی قصد و ارادہ سے باز رہے۔ بعد اسکے شاہ روم اور مسلمانون سے مراسم صلح پیدا ہوگئے اور اودہر حملہ کرنے کا موقع ہی نہ رہا جب حضرت فاروقؓ شہید ہوگئے اور جناب عثمان ذی النورینؓ تخت خلافت پر متمکن ہوی حضرت معاویہؓ نے پہر براہ دریا جہاد کرنیکی اجازت چاہی۔ جناب عثمانؓ نے اس شرط پر اجازت عطا فرمائی کہ جسکا جی چاہی بطیب خاطر اس جنگ مین شریک ہو جسکو ناپسند ہو نہ جاوے اور اوسپر کسی طرح زور و جبر نہ کیا جاوے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے ایک گروہ جانے پر خوشی سے راضی ہوا۔ از آنجملہ ابوذر۔ ابوالدردار۔ شداد بن اوس۔ عبادہ بن صامت اور اونکی بیوی ام حرام بنت ملحان شریک ہوے۔ عبداللہ بن قیس حلیف بنو فزارہ اس لشکر مجاہدین کے سردار مقرر ہوے اور یہ لوگ ملک شام سے اللہ کا نام لیکر قبرس کیطرف روانہ ہوے۔ مصر سے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح قبرس مین آکر انسے مل گئے اسطرح سے مجاہدین کی جماعت کثیر ہوگئی۔ اہل قبرس لشکر اسلام اور اوسکی جمعیت اور بہادران و غازیان اسلام کی شجاعت دیکہکر ہراسان ہوے لڑنے لڑتا مصلحت وقت نہ جانا اور مصالحت کا پیغام دیا۔ سرداران اسلام نے صلح منظور کرلی

بشرائط ذیل۔ (۱) سات ہزار دینار سالانہ خراج مسلمانونکو دیا کرینگے اور اسیقدر سالانہ شاہ روم کوبھی دیا کرینگے مسلمانونکو اس سے کچھ تعرض نہوگا۔ (۲) مسلمان سوائے قبرس کے دیگر ممالک کا جوانکے حد مین نہین اگر قصد کرین تو اہل قبرس مزاحم نہون گے۔ (۳) اہل قبرس مسلمانونکی طرف سے اونکے دشمن رومیونکی جاسوسی کرینگے۔ اگروہ ادہر کا قصد کرین تو مسلمانونکو اطلاع دینگے۔ (۴) مسلمانونکو اپنے ملک سے ہوکر اونکے دشمنونکے ملک مین جانیکا راستہ دینگے۔ ان شرطونپر صلح ہوگئی اور لشکر اہل اسلام مظفر ومنصور واپس آیا۔

ایک روایت مین ہے کہ اہل اسلام کو قبل اسکے کہ قبرس پہونچین اثنا راہ مین جب ان کی کشتیان دریا مین جارہی تہین چند کشتیان نظر پڑین جو حاکم جزیرہ قبرس کی طرف سے قسطنطین بن ہرقل شاہ روم کے واسطے تحف وہدایا لیجارہی تہین۔ اہل اسلام اسکو فتح غیبی سمجھے سب کشتیان لوٹ لین اور وہ سارا مال ومتاع قیمتی وگرانبہا انکے قبضہ مین آیا (ازالۃ الخفار)

یہ لڑائی ۲۶ھ بروایت بعض مورخین ۲۹ھ اور بروایت بعض دیگر ۳۳ھ مین ہوئی۔ اس واقعہ مین مال کثیر وغنیمت بیشمار اہل اسلام کے ہاتہہ آئی۔ بعد فتح جزیرہ قبرس لشکر اسلام نے جزیرہ ذودوس فتح کیا۔ یہان سے بہی بہت کچھہ مال غنیمت اور قیدی غازیان اسلام کے ہاتہہ آے۔ یہان جسقدر مال بشیار ملا وہ قریب قریب مال غنیمت جزیرہ قبرس کے تہا۔ سب کا خمس مدینہ منورہ مین جناب عثمان رض کی خدمت مین روانہ کیا گیا۔

یہ سب سے پہلی بحری جنگ جناب عثمان رض کے عہد خلافت مین واقع ہوئی۔ اس سے پہلے کبھی کوئی بحری لڑائی اہل اسلام نہین لڑے۔ خداوند تعالی کو منظور تہا کہ اس لڑائی کی اجازت جناب عثمان رض بنفس نفیس خود دین۔ حضرت معاویہ رض کا اجازت جنگ بحری طلب کرنا جناب فاروق رض کا انکار وممانعت پہر جناب معاویہ رض کا جناب عثمان رض سے اجازت مانگنا اور آپ کا

اجازت دینا اور پہر جنگ کا خاتمہ بخیر ہونا یہہ سب باتین منجملہ مرضیات آلہی ہین اور خاص یہہ جنگ حضرت عثمانؓ کا ہی حصہ تھا۔ لطف یہ ہے کہ باوجود راہ خطرناک کے کہ اہل اسلام نے کبہی سفر بحری نہین کیا تہا خداوند تعالیٰ نے وہ فتح نمایان اپنے دوستونکو نصیب فرمائی کہ جس سے دشمنونکے چہکے چہوٹ گئے۔ بڑے بڑے بہادرونکے کلیجے ہل گئے۔ سبسے زیادہ لطف وکرم اوس خالق یکتا کا یہہ ہوا کہ ایسی جنگ اور ایسی راہ دشوارگذار مین اوسنے اپنے دوستونکی وہ حفاظت کی کہ کسی کی جان کا تو کیا ذکر نکسیر تک نہ پہوٹی۔ البتہ ام حرام نے جو اس سفر مین اپنے شوہر کے ہمراہ تہین انتقال فرمایا لیکن یہہ واقعہ بہی خشکی پر پہونچکر پیش آیا۔

اس واقعہ کو مورخین نے یون لکہا ہے کہ جب اہل اسلام بعد فتح جزیرہ قبرس واپس ہوے اور مسافت دریا طے ہوگئی تو لوگ اپنا اپنا سامان کشتیونسے اوتارنے اور اونٹون وغیرہ پر رکہنے لگے۔ عبادہ بن صامتؓ بہی سب کے ساتہہ اپنی بیوی ام حرام کو لیکر کشتی سے اوترے اور ان کو ایک گہوڑے پر سوار کیا۔ وہ گہوڑا انکو لیکر بہاگا۔ یہہ گر پڑین۔ سخت چوٹ کہائی جسسے انکی گردن ٹوٹ گئی اور جان سے گذر گئین۔ آنحضرت صلعم نے انکی بابت پیشین گوئی کی تہی چنانچہ آپکا فرمانا پیش آیا (ابن خلدون)

بخاری شریف مین بروایت انس بن مالک مذکور ہے کہ مجہسے ام حرام نے یہہ حدیث بیان کی کہ ایک مرتبہ جناب رسالتمآب صلعم دن کے وقت میرے گہر سوے۔ جب آپ خواب سے بیدار ہوے تبسم فرمایا۔ مین نے عرض کیا۔ اے رسولخدا۔ آپ کیون ہنستے ہین۔ فرمایا۔ میری امت مین کچہہ لوگ سفر بحری کرینگے اور کشتیونپر سوار ہونگے جیسے بادشاہ لوگ اپنے تختونپر اجلاس کرتے ہین (اسی طرح مجاہدین اسلام خوش وخورم بحری جنگ کو جاوینگے) مین نے عرض کیا اے رسول خداؐ۔ دعا فرمایئے کہ خدا مجہکو بہی ان لوگونمین کرے۔ آپنے فرمایا۔ تم بہی انہین مین

ہو گی۔ یہ فرماکر حضور سرورِ عالم نے پہر استراحت فرمائی کچہہ دیر بعد ہنستے ہوے جاگے
اور وہی کلام سابق آپنے فرمایا۔ ام حرام کہتی ہین مین نے عرض کیا کہ حضور میرے واسطے
دعا فرمایئے۔ خدا مجہکو بہی اونہین لوگون مین کرے۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ اے ام حرام تم تو
پہلے گروہ مین ہوگی۔ راوی کا بیان ہے کہ بعد اسکے حضرت عبادہ بن صامت رضؓ نے ام حرام سے
نکاح کر لیا اور اپنے ہمراہ اسی دریائی سفر مین لیگئے۔ جہاد سے جب واپس ہوے اور کشتیان
کنارہ پر لگین ام حرامؓ کو ایک سواری پر سوار کیا۔ وہ اوسپر سے گر پڑین اور گردن ٹوٹ گئی
اور اسی صدمہ سے جان سے گیئن۔

امام بلاذری ؒ نے لکہا ہے کہ ام حرام رضؓ نے اسی چوٹ کے صدمہ سے قبرس مین انتقال کیا
انکی قبر قبرس مین ہے۔ یہ قبر عورت صالحہ کے نام سے مشہور ہے۔

جبیر بن نفیر جو منجملہ مجاہدین غزوہ قبرس ہین کہتے ہین کہ جب جزیرہ قبرس فتح ہو گیا اور
مال غنیمت اور قیدی جو اطراف و جوانب قبرس سے آئے تہے سب یکجا کئے گئے تو مین نے
ابو درداؓ کی جانب نگاہ کی۔ اونکو روتی ہوئی پایا مین نے کہا۔ آج خداے کریم نے اپنے دین
اسلام اور اپنے دوست مسلمانونکو عزت دی۔ یہ خوشی کا دن ہے اور مسلمانونکے واسطے گویا آج
عید ہے۔ اوسکے دشمن گویا قیدی بنے ہوے سامنے موجود ہین۔ ایسے وقت مین تمہارے
رونیکا موقع ہے؟ ابو درداؓ نے میرے مونڈہے کو ٹہوک کر کہا۔ اے جبیر

چسان بخندہ کشایم دہن کہ ہمچون برق	لب شگفتہ بود مشرق زوال قمر

جو لوگ خدا کی نافرمانیان کرتے ہین اونسے ذلیل وخوار زیادہ خدا کے نزدیک کوئی نہین۔ دیکہو
یہی قیدی کہ پہلے یہی لوگ آزاد تہے۔ انکی ہی حکومت تہی۔ ملک تہا۔ خزانہ تہا۔ اپنی ملک کے
بادشاہ تہے مگر اب خدا کی نافرمانی کی بدولت اس گت کو پہنچ گئے کہ قیدی بنائے گئے

تمہارے سامنے بے بس وذلیل کھڑے بزبان حال پکار رہے ہین۔

ز دست طالع ناساز خویش رسوائیم	سیاہ بختی ما ہچو مشک بو دارد

جب قید (جزاے نافرمانی خدا) کسی قوم پر مسلط ہو جاتی ہے وہ قوم ذلیل وخوار ہوتی ہے اور خدا کے نزدیک کوئی عزت اونکی نہین رہتی اور نہ خدا کو اونسے کسی طرح کی غرض اور نہ کوئی مطلب رہتا ہے۔ حضرت ابو درداءؓ کا رونا فقط اس بات پر تھا کہ انسان اشرف المخلوقات ہوکر خدا کی نافرمانی کے جرم مین مبتلا ہوکر قیدی بنایا جاتا ہے اور مثل جانوران بے زبان کے بے بس اور لاچار ہو جاتا ہی۔ قیدیونکو دیکھکر انکے حال پر انکو ترس آیا اور یہہ خیال کرکے کہ اگر یہہ لوگ خدا کے احکام مانتے اور اسلام قبول کرلیتے تو پھر اس طرح قید نہ ہوتے آپ رونے لگے۔

فتح قبرس کے بعد عبداللہ بن قیس بلاد سواحل مین مقیم رہے اور زمانہ قیام مین پچاس لڑائیان لڑے۔ ایک مسلمان بھی شہید نہوا۔ ایک روز اتفاقیہ دریا سے خشکی پر اوترکر بمقام مرقا سرزمین روم مین گئے۔ لوگون نے دفعتاً اونپر حملہ کرکے شہید کرڈالا۔ ملاح بھاگ کر اسلامی لشکر مین آیا اور اس حادثہ کی اطلاع کی۔ سفیان بن عوف اونکے نائب فوج لیکر اہل مرقا پر حملہ آور ہوے ہزارون سے زیادہ اہل مرقا اس لڑائی مین کام آے اور ایک گروہ مسلمانونکا بھی شہید ہوا۔ (ابن خلدون)

علامہ ابن اثیر نے اس قصہ کی بابت یون لکھا ہے کہ بعد فتح قبرس عبداللہ بن قیس سواحل پر مامور رہے اور خشکی وتری مین پچاس لڑائیان ہر موسم مین لڑتے رہے۔ اونکی یہہ دعا تھی کہ خداوندا میرے لشکر کو بچاے رہنا۔ چنانچہ خداوند عالم نے اونکی یہ دعا قبول فرمائی ایک مسلمان بھی کسی لڑائی مین شہید ہونا کیسا زخمی تک تو ہوا نہین اور نہ بحری جنگ مین کسی کی جان گئی یہہ اونکی دعا کی برکت تھی جب خداوند تعالی کو منظور ہوا کہ عبداللہ بن قیس کو صدمہ پہونچے اور اونکی زندگی کے دن پورے ہوگئے تو ایک روز اتفاقیہ کسی کام کو دریا سے باہر گئے اور بمقام

مرقاجو سرحد روم مین واقع ہے پہونچے۔ اونکے ہمراہ صرف ملاّح تہا یا شاید ایک دو آدمی اور بہی ہونگے۔ مرقا مین محتاج فقیرون نے انکو گہیر لیا۔ انہون نے صدقہ وخیرات دینا شروع کیا۔ ایک عورت اونہین محتاج لوگونمین سے کسی مجمع مین پہونچی اور ظاہر کیا کہ عبداللہ بن قیس یہان آے ہین اور غریبونکو خیرات دے رہے ہین۔ چونکہ کفار اونکے جانی دشمن ہو رہے تہے۔ اونکو اپنے گہر مین پاکر بہت خوش ہوے چارون طرف سے دوڑ پڑے اور اونکو گہیر لیا۔ عبداللہ بن قیس تنہا مجمع کفار مین خوب لڑے اور داد شجاعت دی۔ بہتیرونکو مارا۔ بالآخر جام شہادت نوشجان کیا اور اپنے خداے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے پاس جا پہونچے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ملاح بیچارہ اکیلا رہگیا بہاگ کر مسلمانون کو خبر دی اور اس واقعہ الناک کی اطلاع کی۔ سفیان بن عوف نے لشکر لیکر اہل مرقا پر حملہ کیا خوب لڑائی ہوئی۔ سفیان نے عین جنگ مین اپنے ساتہیونکو ڈانٹا۔ دشمنونپر سخت حملہ کرنے کی رغبت دلائی اور غصہ مین آکر اپنے ہمراہیونکو گالیان دینے لگے۔ ایک عورت نے اونکی زبان سے گالیان سنکر کہا۔ عبداللہ لڑتے وقت کسیکو گالیان نہین دیتے تہے بلکہ اونکا اور کچہ مقولہ اوسوقت ہوتا تہا۔ سفیان نے پوچہا۔ کیا کہتے تہے۔ عورت نے جواب دیا۔ یہہ کہتی تہے۔ الغمرات ثم ینجلین۔ یعنے سختیان پیش آتی ہین مگر سب دفع ہوجاونگی۔ بس لڑتے وقت یہ کلمات اونکی زبان پر ہوا کرتے تہے۔ سفیان بن عوف کو معلوم ہوا کہ یہی عورت باعث قتل عبداللہ بن قیس ہے فوراً اوسکو گرفتار کر لیا۔ اس معرکہ مین اہل مرقا بہت سے مارے گئے اور مسلمان بہی شہید ہوے۔ عبداللہ بن قیس کی دعا اونکی زندگی تک تہی۔ اونکے بعد بہی مسلمان شہید ہوے۔ جب مسلمانونکو اس معرکہ سے اطمینان ہوا اوس عورت سے جس نے لوگون سے عبداللہ بن قیس کا مرقا مین آنا ظاہر کیا تہا دریافت کیا گیا کہ تونے کس طرح عبداللہ کو پہچانا۔ اوسنے جواب دیا وہ اوسوقت بلباس تاجرانہ تہے جب مین نے اوسے سوال کیا انہون نے

مجھکو دیا اور اسقدر دیا جیسا کچھہ بادشاہ دیتے ہین مین نے اُنکی سخاوت اور عالی ہمتی سے پہچانا کہ یہہ مسلمانونکے سردار ہین۔ اسی سنہ مین حبیب بن مسلمہ نے مقام سوریہ مضافات روم کو فتح کیا جناب عثمان ذی النورین رضؓ نے نائلہ بنت فرافصہ کے ساتھہ اپنا عقد کیا۔ نائلہ نصرانیہ تہین اسلام قبول کر کے شرف زوجیت جناب عثمانؓ حاصل کیا۔ جناب عثمانؓ نے بمقام زوراء (مدینہ منورہ مین ایک محلہ یا بازار ہے) کچہہ عمارت بنائی اور حج خانہ کعبہ ادا فرمایا۔

۲۹ھ

معزولی ابو موسیٰ و امارت ابن عامر

جناب عثمانؓ کی خلافت کو تین برس گذر کر چوتہا سال شروع ہو گیا تہا کہ اہل ایذج (آمد) اور اکراد مین آتش بغاوت پہیل گئی۔ خلیفہ وقت کی اطاعت سے منحرف ہو گئے۔ ابو موسیٰ اشعریؓ والی بصرہ نے بحکم جناب عثمانؓ ان برگشتہ بخت اقوام کی اصلاح کا ارادہ کیا۔ لوگونمین اپنے اس قصد کا اعلان کر کے فضائل جہاد بیان کئے اور پاپیادہ جہاد کی فضیلت ظاہر کی۔ بہت سے اہل اسلام اس جہاد پر آمادہ ہوے۔ جنکے پاس سواریان تہین وہ تو اپنی اپنی سواریون پر تہے اور جو لوگ سواری پر قادر نہ تہے وہ پاپیادہ تیار ہوے اور بعضون نے کہا۔ ابہی ہم منتظر ہین۔ دیکہین کیا انتظام ہوتا ہے اگر ابو موسیٰ اشعری اپنے قول پر عمل کرین اور ہمارے ہمراہ پاپیادہ ہون تو ہم بہی بلا عذر اونکے ساتہہ اور راہ خدا مین جان دینے کو مستعد ہین۔ جب لشکر اہل اسلام تیار ہوا ابو موسیٰؓ نے سامان سفر اپنے محل سے نکالکر چالیس خچرون پر لادا اور خود بہی گہوڑے پر سوار ہوے حالانکہ اس سے قبل لوگون کو پاپیادہ جہاد کرنے پر آمادہ کیا تہا اور عساکر اسلامی نے اسکو بطیب خاطر منظور کر لیا تہا البتہ بعض کو تردد تہا۔ لیکن اسوقت لشکریون نے جب دیکہا کہ خچر سواری کو

موجود ہین تو آپ سے تعرض کیا اور گھوڑے کی باگ تھام کر کہا "ہمکو سواریان عنایت ہون یا آپ بہی پیدل چلئے جیسا کہ ہم لوگونکو پیادہ جہاد کی رغبت دلائی ہے" ابو موسیٰ رضؓ نے اون لوگونکو بطور چشم نمائی کے جہڑک دیا اور ایک دو کوڑے بہی جما دئے۔ لشکری ابو موسیٰ رضؓ سے الگ ہو گئے اور ابو موسیٰ رضؓ روانہ ہوے۔ وہان سے وہ لوگ سیدہے جناب عثمانؓ کے پاس پہونچے اور آپ سے ابو موسیٰ رضؓ کی شکایت کی۔ شکایت کرنیوالون اور مخالفین کے سردار غیلان بن خرشنہ تہے۔ دربار خلافت مین باریاب ہوکر شکایت کرنیوالون نے جناب عثمانؓ کیخدمت مین عرض کیا "جس امر کی ہمکو خواہش ہے آپ ہماری خواہش کے موافق کیون کرنے لگے مگر اب ہماری سب کی درخواست ہے آپ ابو موسیٰ رضؓ کو بدل دیجئے" حضرت عثمان نے اون لوگوں سے دریافت فرمایا کہ تم کسکو اپنا حاکم بنانا چاہتے ہو۔ اہل بصرہ نے التماس کی غیلان بن خرشنہ حاکم کر دئے جاوین۔ ابو موسیٰ تو تمام ملک ہمارا کہا گئے۔ آپ اپنے لوگونکی پرورش کا خیال رکہتے ہین۔ ادنیٰ شخص کو وہی مرتبہ کر دیتے ہین جسکو فقیر و مفلس اور محتاج پایا سرداری دیکر مالدار و دولتمند کر دیا۔ اے اہل قریش۔ یہہ بوڑہے اشعری کب تک ہمارے ملک اور شہر کو لوٹتے رہینگے۔ جناب عثمانؓ ابو موسیٰ رضؓ کی شکایت اہل بصرہ سے سنکر متنبہ ہوے اور بعد تحقیق حال ابو موسیٰ اشعریؓ کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کو جو آپکے ماموں زاد بہائی تہے بجای اونکے حاکم بصرہ کر دیا۔ ابو موسیٰؓ کو جب اپنی معزولی اور عبداللہ بن عامر کی تقرری کی خبر پہونچی اہل بصرہ سے کہا "تم لوگ جس بوڑہے آدمی کی حکومت سے ناراض تہے اب تمپر ایک لڑکا کمسن حاکم ہوکر آتا ہے جو نسب مین تو بڑا شریف صحیح الطرفین ہے مگر مزاج مین نکال بیٹہال زیادہ ہے ہر کام پر جلد آمادہ ہوجانیوالا مستعد و چالاک ہے وہ دو لشکرونکا مالک ہوگا" عبداللہ بن عامر اسوقت پچیس برس کے تہے۔ انکو ابو موسیٰ حاکم بصرہ اور عثمان بن ابی العاص ثقفی والی عمان و

بحرین دونونکے لشکرونکی حکومت دیگئی۔ انتظاماً عبید اللہ بن معمر کو خراسان سے تبدیل کرکے مکران کا والی کیا گیا اور خراسان مین بجائے عبید اللہ بن معمر کے عمیر بن عثمان بن سعد متعین کئے گئے سجستان پر عبد اللہ عمیر لیثی ثعلبی حاکم ہوئے۔ انہون نے سجستان مین خوب حکومت کی اور کابل تک اپنی حکومت پہونچا دی۔ عمیر نے نہایت تیزی وسختی سے فرغانہ تک قبضہ کرلیا اور کسی شہر وقریہ کو بغیر اصلاح کے باقی نہ چھوڑا۔

مکران مین عبید اللہ بن معمر نے نہایت ہوشیاری سے حکومت کی۔ نہر تک اپنا قبضہ کرلیا عبد الرحمن بن حبیس کرمان کے سردار ہوئے اور ملک اہواز وفارس کے جانب ایک گروہ روانہ کیا۔ پھر سجستان سے عبد اللہ بن عمیر موقوف کئے گئے اور عبد اللہ بن عامر انکی جگہہ بھیجے گئے یہہ ایک سال وہان رہے پھر انکو بھی سجستان سے معزول کرکے عاصم بن عمرو کو والی سجستان کیا پھر کرمان سے عبد الرحمن بن حبیس کو معزول کرکے عدی بن سہیل بن عدی کو انکی جگہہ مامور کیا عبید اللہ بن معمر مکران سے فارس بھیجے گئے اور انکی جگہہ عمیر بن عثمان حاکم مکران ہوئے۔ بعد ازان اوائل سنہ ۲۴ھ خلافت عثمانی مین اُمیر بن احمر لیشکری کو خراسان کا اور عبد الرحمن بن حبیس کو کرمان کا والی مقرر کیا اور آخر سنہ ۳۴ھ خلافت مین سجستان پر عمران بن فضیل کو اور کرمان پر عاصم بن عمرو کو مامور کیا (ابن خلدون)

یہہ بحالی وبرطرفی عاملونکی اگرچہ اس سے پیشتر ہوچکی ہے مگر بلحاظ سلسلہ اس موقع پر انکا ذکر کرنا تھا اور مابعد کے وقائع کو انسے ربط بھی ہے اسواسطے ہم نے اس بیان کو اپنی جگہہ سے کسیقدر ہٹا کر لکھا ہے

بغاوت اہل فارس

جب عبد اللہ بن عامر بصرہ مین جاکر مقیم ہوئے۔ انکو خبر ملی کہ اہل اصطخر نے بغاوت پر کمر باندھی ہے

یہہ بغرض انتظام کچھہ فوج لیکر اصطخر پہونچے۔ ماہک بادشاہ اصطخر نے بغیر لڑے صلح کر لی۔ بعد اسکے عبداللہ بن عامر اپنے دارالامارت کو واپس گئے۔ لیکن اہل فارس کے دلونمین بغاوت نے پورا اثر کر لیا تہا عاملونکی تبدیلی کو اپنے حقمین مفید سمجھے۔ ذریعہ بہتری کا جانکر باہم سازش کرکے پہر بغاوت پر آمادہ ہوگئے۔ کہلم کہلا مقابلہ پر نکل کہڑے ہوے اور لشکر آراستہ و مرتب کرکے اہل اسلام کا مقابلہ کیا۔ عبیداللہ بن معمر جو اوس نواح کے حاکم تہے انکی سرکوبی کو اوٹھے۔ شہر اصطخر کے دروازہ پر جانبین مین صف آرائی ہوئی۔ اتفاق کی بات ہے کہ عبیداللہ بن معمر پہلے ہی معرکہ مین شہید ہوگئے اور انکا تمام لشکر بے سردار ہوکر میدان جنگ سے بہاگ نکلا۔

عبداللہ بن عامر کو جب یہہ خبر بصرہ مین پہونچی تو باوجودیکہ آپ کمسن تہے مگر عقل و تمیز مین سرآوردہ اور مشہور تہے۔ اگر ایسے نہوتے تو جناب عثمانؓ ابوموسیٰ کی جگہہ انکو حاکم نہ کرتے۔ آپنے بہت جلد بصرہ و عمان و بحرین کے لشکر جمع کیے اور اصطخر پر اہل فارس کی سرکوبی کو بلای ناگہانی کی طرح بلکہ قضاے مُبرم بنکر پہونچے۔ انکے مقدمۃ الجیش پر عثمان بن العاص میمنہ پر ابوبرزہ اسلمی میسرہ پر معقل بن یسار اور سوارونکے رسالہ پر عمران بن حصین تہے۔ یہہ سب سردار صحابی ہین یہہ لشکر غازیان و مجاہدان اسلام کا مرتب ہوکر دشمنان خدا کو اونکی سرکشی و نافرمانی کا مزا چکہانیکو چلا ہر ایک دلاور نشہ شجاعت سے چور بادہ محبت اسلام سے مخمور تہا۔ یہ سب اسلام کے عاشق و دلدادہ۔ ہر ایک خدا کی راہ مین کافرونکی جان لینے اور اپنی جان دینے پر آمادہ۔ نہ کسیکو موت کا خوف تہا نہ اپنی جان کا اندیشہ وہ اپنی جانین حافظ حقیقی اور مالک تحقیقی کے ہاتھہ بیچ چکے تہے اور اوسکے عوض مین اونکے دیدے رویت باری اور لقاے الٰہی کے ندیدے تہے۔

مقامت دیدہ جایت دل ہمان خلوت ہمین محفل	بدل پیچیدہ ام چون اشک گر از دیدہ بار فتم

شوق شہادت ہر ایک کے رگ و پے مین سمایا ہوا تہا۔ اسقدر عجلت تہی کہ دوڑ دوڑ کر موت کو

ڈہونڈہتے تہے۔ وفور اشتیاق سے تلوارونکو گلے لگا لیتے تہے۔ سبکو اعلاء کلمۃ اللہ منظور تہا اسلام کے سچے ہواخواہ تہے دہن بندہی تہی تو اسکی۔ دین محمدی کی اشاعت مین زن و فرزند۔ جان و مال کو ہیچ سمجہتے تہے۔ اگر خیال تہا تو بس یہی۔

چہ امکانست وہم غیر گنجد در خیال من	توئی منظور اگر چشمم توئی مسموع اگر گوشم

الغرض یہہ لشکر اسلام بہت آراستہ و پیراستہ اصطخر مین داخل ہوا۔ شہر مین ایک تہلکہ پڑ گیا۔ ہر طرف یہی شور و غل تہا "مسلمان آگئے۔ مسلمان آگئے" ایرانی جو بہادر اور دل چلے تہے سنبہلے اور جو بزدل و نامرد تہے آگا پیچہا کرنے لگے۔ بہرحال طرفین سے مقابلہ کی نوبت آئی۔ ایک بہت بڑی خونریز و خوفناک لڑائی ہوئی۔ ہزارون ایرانی مارے گئے۔ فوجین کی فوجین صاف ہوگئین۔ دل کے دل کائی کی طرح پہٹ گئے میدان نبرد گاہ ایک تختہ لالہ زار بنا ہوا تہا۔ ہزارون سر کٹے پڑے تہے۔ سیکڑون لاشے پڑے سسکتے دم توڑتے نظر آتے تہے۔ بس ایک خون کا دریا جاری تہا جسمین سر حباب آسا تیرتے پہرتے تہے۔ بالآخر باقی ماندہ ایرانی اپنی جان لیکر بہاگ گئے اور اصطخر پر مسلمانونکا پورا قبضہ اور کامل اقتدار ہوگیا۔ اہل شہر امان طلب ہوے۔ سبکو امان دی گئی۔ جو لوگ شہر چہوڑکر بہاگ گئے تہے از سر نو آکر آباد ہوے۔

جب اصطخر پر ہر طرح کا تسلط ہوگیا تو لشکر اسلام نے دارالجبرد کا رخ کیا۔ یہان والے بہی شامت اعمال سے اپنے عہد و پیمان سے برگشتہ ہوگئے تہے۔ بہادران اسلام نے قرار واقعی انکی بہی گوشمالی کی۔ یہہ شہر بہی بہت آسانی سے فتح ہوگیا۔ بعد کامیابی لشکر اسلام نے شہر جور (آردشیر) کا قصد کیا۔

یہان کا حال یہ تہا کہ ہرم بن حیان جور کا محاصرہ کئے ہوے تہے اور اس محاصرہ کو ایک مدت گذر چکی تہی لیکن فتح نہوتا تہا۔ اس مدت مین اکثر ایسا ہی ہوتا رہا کہ کچہہ لوگ

محاصرہ پر رہے اور کچھ حصہ لشکر کا اصطخر کے اطراف مین بغاوت دور کرنیکو چلا گیا اور بعد رفع فساد و اطفاء آتش بغاوت جور کو لوٹ آیا۔

امیر لشکر حرم بن حیان دن بہر روزہ رکھے دشمنونسے لڑتے اور شام کو افطار کرکے تمام رات نماز مین مصروف رہتے تھے۔ ایک ہفتہ تک روزہ پر روزہ رکھکر لڑتے رہے۔ بعد ہفتہ کے جب ضعف زیادہ ہوگیا تو خادم سے کہا "مجھکو کیا ہوگیا ہے کہ مین صرف پانی سے افطار کرکے روزہ پر روزہ رکھتا ہون اور تو مجھکو کہانا نہین دیتا" خادم نے دست بستہ عرض کیا "میرے امیر مین برابر آپکے کہنے کے مطابق کہانا رکھہ جاتا ہون۔ کبھی مین نے ناغہ نہین کیا" ہرم بن حیان کو یہہ سنکر سخت تعجب ہوا۔ اگلے روز خادم کہانا رکھکر علیحدہ چھپ کر جا بیٹھا۔ دیکھتا کیا ہے کہ ایک کتا شہر کیطرف سے آیا اور کہانا اوٹھاکر شہر کیطرف لیچلا۔ خادم پیچھے ہولیا۔ رفتہ رفتہ کتا تو ایک بدررو سے اندر گھس گیا اور خادم نے لوٹ کر ہرم بن حیان کو اس واقعہ سے آگاہ کیا عساکر اسلامی تو راستہ ڈھونڈھتے ہی تھے اس بدررو کو امداد غیبی سمجھکر عین جنگ کے وقت اسی راہ سے شہر مین گھس پڑے اور چشم زدن مین بزور تیغ تمام شہر فتح کرلیا۔ سارے شہر پر لشکر اسلام کا قبضہ ہوگیا۔

عبداللہ بن عامر جور مین قبل فتح پہونچ گئے تھے۔ لیکن ادہر اہل اصطخر مین پہر بغاوت پہوٹ نکلی اس لئے مجبور ہوکر پہر اصطخر واپس گئے اور مدت دراز تک محاصرہ کئے رہے سخت لڑائیان ہوتی رہین۔ قلعہ والونپر سنگباری کی گئی۔ آخر کار بزور شمشیر دوبارہ اصطخر فتح ہوا۔ اس مرتبہ بہی بہت سے ایرانی کام آئے۔ بعد فتح کے خاندانی امرای شہر اور نامی گرامی سواران فارس کو قتل کرڈالا کیونکہ انہین لوگون نے اصطخر کو بوجہ استحکام و سنگینی قلعہ کے اپنا لجاو ماوا قرار دیا تہا۔ ادہر ادہر سے بہاگ بہاگ کر یہین پناہ گزین ہوئے تھے۔ ان ہی لوگونکی

ذات سے باقی اہل شہر بھی بار بار بغاوت کر بیٹھتے تھے۔غرضکہ ایرانیونکو اس درجہ پامال کیا کہ اسکے بعد انکو ذلت کے سوا عزت نہ حاصل ہوئی۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ ہنوز عبداللہ بن عامر جور تک نہیں پہونچے تھے کہ بعد صلح وپیمان اہل اصطخر فوراً اپنے عہد سے پھر گئے۔عبداللہ بن عامر یہہ خبر پاتے ہی واپس آئے اور انکا قلع وقمع کرکے پھر جور کی جانب گئے۔جناب امیرالمومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس فتح نمایاں کی بشارت لکھی۔دارالخلافت مدینہ سے حکم صادر ہوا کہ بلاد فارس پر ہرم بن حیّان یشکری۔ہرم بن حیان عبسی۔خرّیت بن راشد اور اوسکے بھائی منجاب بن راشد اور ترجمان ہجیمی کو مامور کرو اور اضلاع خراسان مین احنف بن قیس مرو پر۔اور حبیب بن قرّۃ یربوعی۔بلخ پر۔خالد بن عبداللہ بن زہیر ہرات پر۔امیر بن احمد یشکری۔طوس پر۔قیس بن ہبیرہ سُلمی۔نیشاپور پر مقرر ومتعین کئے جاوین۔پھر بعد چندے کل خراسان کے حاکم قیس بن ہبیرہ کئے گئے۔سجستان کی حکومت امیر بن احمد یشکری کو عطا ہوئی اور بعد قیس کے عبدالرحمن بن سمرہ (جو ابن عامر بن کریز کے رشتہ دار تھے) والی خراسان ہوے چنانچہ تا زمان شہادت جناب عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمن والی خراسان رہے۔

کرمان مین عمران۔فارس مین عمیر بن عثمان بن مسعود۔مکران مین ابن کریز قشیری۔حاکم تھے اور بعد شہادت امیرالمومنین جناب عثمانؓ قیس بن ہبیرہ پر انکے چچا عبداللہ بن حازم نے خروج کیا۔یہہ قصہ آیندہ بیان ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ۔

عہد خلافت عثمانؓ مین قیس بن ہبیرہ نے عبداللہ بن حازم اپنے چچا کو ابن عامر کے پاس کسی کام کو قاصد بنا کر بھیجا۔ابن عامر عبداللہ بن حازم کی عزت کرتے تھے اور بحرمت تمام پیش آتے تھے۔عبداللہ بن حازم نے ابن عامر سے کہا۔حکومت خراسان میرے نام لکھدو اس شرط پر

کہ اگر قیس بن ہبیرہ خراسان سے چلے جاوین تو مین وہان کا والی ہون- ابن عامر نے اونکی خواہش کے بموجب ایک پروانہ اسی مضمونکا لکھہ کر اونکے حوالہ کیا- وہ یہہ پروانہ لیکر خراسان مین واپس آے اور پروانہ اپنے پاس پوشیدہ رکھا-

زیادت و تعمیر مسجد نبوی

ماہ ربیع الاول سنہ ۲۹ھ مین جناب عثمانؓ نے مسجد نبوی کے اطراف و حدود مین زیادتی کی- از سر نو عمارت سنگین و پختہ تعمیر فرمائی- منقش و پتھر کی دیواریں چونے کا گارا دیکر بنائین- چونا بطن نخل سے منگوایا گیا تھا- ستون منقش پتھر کے لگائے- چھت مین ساج کی کڑیان ڈالین اور اوس پر پختہ گچ کر دی گئی- طول مسجد کا ایک سو ساٹھہ گز اور عرض ایکسو پچاس گز کر دیا- چھہ دروازے جیسا کہ عہد فاروقی مین تھے قائم رکھے-

ہم سابق مین لکھہ چکے ہین کہ مسجد نبوی آنحضرت صلعم کے زمانہ مبارک مین کچی بنی تھی کھجور کے تنے کے ستون تھے اور کھجور ہی کی تانوں سے چھت پاٹ دی گئی تھی- عہد خلافت صدیقی مین بھی مسجد اسی طرح رہی- حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت مین کچی اینٹونکی دیوار اور لکڑی کے ستون لگائے اور جناب عثمانؓ نے عمارت خام کھدوا کر از سر نو پختہ تعمیر کی اور طول و عرض بھی بڑھا دیا- مسجد کی تعمیر مین جو کچھہ صرف ہوا حضرت عثمانؓ نے خاص اپنے ہی روپیہ سے خرچ کیا جیسا کہ احادیث فضائل مین ہم اوپر لکھہ چکے ہین اور یہی قرین قیاس بھی ہے کیونکہ عہد خلافت فاروقی مین جناب عثمانؓ نے درباب تعمیر مسجد نبوی جناب فاروقؓ کو مشورہ دیا تھا جسکے جواب مین جناب فاروقؓ نے فرمایا تھا- بیت المال مسلمانونکی ضروریات رفع کرنیکے لیے ہے مسجد مین خرچ کرنیکو نہین- جسکو نمازیونکی تکلیف کا خیال ہو اپنے پاس سے لگا وے-

جناب عثمان اوسوقت خاموش رہے اور جب آپکا زمانہ آیا آپنے خاطر خواہ مسجد تعمیر کی اور گذشتہ واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے اپنے ہی روپیہ سے مسجد بنوائی بیت المال مین سے کچھہ نہین لیا۔

اداے رکعت چہارگانہ بمقام مزدلفہ ومنا

اس سال جناب عثمانؓ حج کو تشریف لیگئے۔ آپکا خیمہ بمقام منا نصب ہوا جبتک آپ وہان مقیم رہے پوری نماز پڑہی اور عرفات مین بہی نماز پوری ادا فرمائی۔ سفر مین قصر کرنا جیسا کہ حکم ہے نہین کیا۔ سب سے اول جناب عثمانؓ پر لوگون نے جو اعتراض کیا وہ اسی نماز کی بابت تہا۔ اسمین اکابر صحابہ بہی شریک تہے اور آپکے فعل پر سب نے جرح و قدح کی چنانچہ حضرت علی مرتضیٰؓ آپکے پاس آے اور فرمانے لگے۔

جناب علیؓ۔ آپنے یہہ نئی بات کی۔ آپ سے پہلے کسی زمانہ مین ایسا نہین ہوا آنحضرت صلعم نے ان مقامونمین دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ آپکے بعد جناب ابوبکر صدیق قصر کرتے رہے جناب عمر فاروقؓ نے بہی دو رکعتین پڑہین کسی نے پوری نماز ادا نہین کی۔ آپ بہی اس سے پہلے چند بار حج کو آے ہین اور ہمیشہ دو ہی رکعت ادا کرتے رہے ہین۔ اب کیا وجہ ہے کہ سنت قدیم جناب رسول کریم و حضرات شیخین ترک کی گئی۔

جناب عثمانؓ۔ مین نے اپنی ہی راے سے مناسب وقت سمجھکر یہہ فعل کیا۔

جب حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو یہہ قصہ معلوم ہوا وہ بہی آپکے پاس دوڑے آے اور کہا

عبدالرحمن۔ کیا آپ نے حضور فخر دو عالم اور جناب ابوبکر صدیقؓ اور جناب فاروقؓ کیساتہہ

ان مقامات مین (ظہر۔عصر۔عشا) دو رکعتین نہین پڑہین بلکہ خود اس سے پیشتر جو حج کیئے اونمین بہی دو رکعتین نہین اداکین ؟۔

عثمانؓ جو کچہہ تم کہتے ہو درست وصحیح ہے۔ درحقیقت یہان دو ہی رکعت پڑہنا چاہئے اور مین بہی ہمیشہ دو ہی رکعت پڑہتا رہا ہون۔ اس مرتبہ جو چار پڑہین اسکی وجہ یہ ہے۔ مجہکو خبر ملی ہے کہ بعض اہل یمن اور دیہاتی بدوہی لوگ کہتے ہین کہ مقیم کیواسطے بہی دو ہی رکعتین ہین اور اداء اوقات کی دلیل و حجت میرا فعل ہے جیسا مجہکو دیکہا ویسا ہی کرنے لگے اور میرا فعل اپنے دعوی اور قول کی دلیل مین پیش کرتے ہین۔ لہذا مین نے اون لوگونکے دکہلانے کواس مرتبہ پوری نماز ادا کی اور مین مکہ معظمہ مین آکر مقیم کے حکم مین ہوجاتا ہون کیونکہ مکہ مین میرے اہل ہین۔ طائف مین میری جائداد وغیرہ ہے۔ مین نماز پوری پڑہنے کی دلیل بہی رکہتا ہون اور مجہکو عذر قوی ہے پہر اگر مین نے چار رکعتین پڑہین تو کونسا قصور کیا اور کیا خلاف سنت وطریق محمدی و اتباع حضرات شیخین ہوا۔ پہر مجہپر طعن وتشنیع آپ لوگ کیون کرتے ہین۔

عبدالرحمن۔ یہہ وجہ اور عذر آپکا قوی وقابل استدلال نہین کیونکہ مکہ معظمہ آپکا وطن نہین رہا۔ گہربار۔ بیوی۔ اٹکے بالے۔ سب مدینہ مین ہین۔ جب آپ چاہین اور جہان لیجانا چاہین آپکے ہمراہ مدینہ چہوڑ کر ساتہہ ہوجاوین جہان آپ قیام کرین اور بود وباش اختیار فرماوین وہین اہل وعیال بہی آپکے ساتہہ رہین۔ کیونکہ وہ لوگ آپکے تابع ہین۔ طائف کی بابت جو آپنے کہا اوسکا جواب یہ ہے کہ طائف یہان سے تین منزل ہے۔ بالفرض اگر طائف کو

آپ وطن قرار دین تاہم طائف سے نکلتے ہی مسافر ہو گئے۔ اب کیسی پوری نماز ادا کر سکتے ہین۔ باقی رہا یہہ کہ لوگونکے دکھلانے کو نماز قصر نہین کی یہہ کوئی عذر مقبول نہین۔ جناب رسول خداؐ نے یہان دو رکعتین پڑہین حالانکہ اسلام مین بہت کم لوگ داخل ہوئے تھے اور وحی نازل ہوا کرتی تھی اسلام کے احکام تمام وکمال نازل نہین ہو چکے تھے۔ بعد جناب رسول خداؐ کے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے ان مقامات مین نماز قصر کی مگر انمین سے کسی صاحب کو یہ خیال نہ گذرا اور اب کہ اسلام بحمد اللہ سبحانہ ہر طرح قوی اور زبردست ہو گیا اور دین ایک حد پر ٹھیر گیا۔ تبدل و تغیر احکام کا شبہہ بہی نہین رہا۔ ہر شخص دینی مسائل سے واقف۔ ہر ایک نماز روزے کے احکام سے ہوشیار ہو گیا تو کیا ایک آپ ہی کا فعل سند ہو سکتا ہے اور راہ مین اور دیہاتی بدوی آپکو دو رکعت پڑہتے دیکھکر مقیم کے واسطے بہی دو ہی رکعت نماز کے قائل ہو جاوینگے۔

عثمانؓ۔ میری راے مین تو ایسا ہی مناسب نظر آیا جیسا کہ مین نے کیا ہے

حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ جناب عثمانؓ سے یہہ جواب سنکر اونکے پاس سے چلے آئے اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے ملاقات ہوئی انہون نے کہا۔

عبد اللہ۔ اے ابو محمد۔ جو بات تم جانتے تھے اب بدل گئی۔

عبد الرحمن۔ اب ہمکو کیا کرنا چاہیئے۔

عبد اللہ۔ جو تمہاری راے مین آئے اور جو مناسب جانو کرو مگر خلاف برا ہے اور اسکا نتیجہ بد ہے۔ مین نے تو اونکے ساتہہ چار رکعتین پڑہی ہین۔

عبدالرحمن۔ بخلاف اسکے مین نے مع اپنے ہمراہیون کے دو ہی رکعت پڑہین اب آیندے سے چار رکعتین پڑہا کرونگا۔

بعض مورخین کا قول ہے کہ یہہ واقعہ ۳۱ھ کا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۳۰ھ

عزل ولید وولایت سعید

جناب امیر المومنین عثمان رضؓ نے اپنے زمانہ خلافت کے دوسرے سال مین ولید بن عقبہ کو بنو تغلب اور جزیرہ کی سرداری سے تبدیل کر کے کوفہ کی گورنری دی تہی۔ ولید پانچ برس تک کوفہ مین رہے۔ اہل کوفہ انسے خوش تہے حکومت وانصاف انکا ایسا تہا کہ کسی ادنی یا اعلی شخص کو کبہی انکی شکایت کا موقع نہ ملا۔

ابوزبید تغلبی کا کچھ روپیہ اوسکے اعزہ واقربا پر قرض آتا تہا ولید نے اوسکا حق دلوادیا تہا۔ ابوزبید پہلے نصرانی تہا پہر ولید کے ہاتہہ پر مسلمان ہوگیا اور انسے اسقدر ربط وضبط بڑہایا کہ اپنے تمام اعزہ واقارب بنو تغلب سے قطع تعلق کر کے ولید کے ساتہہ کوفہ چلا آیا اور انہین کے ساتہہ رہا کرتا تہا۔ لیکن ابوزبید نے باوجود مسلمان ہوجانیکے شراب ترک نہ کی تہی۔ اب بہی شراب کا عادی تہا۔ بعض عوام الناس اسکی صحبت کی وجہسے ولید کی نسبت بہی شرابخواری کا الزام لگانے لگے۔ اسی اثنا مین بنی ازد کے چند نوجوانون نے ابن حیسمان خزاعی کے گہر رات کے وقت نقب لگائی چوری کی غرض سے گہر کے اندر گہس پڑے اور لوٹ مار شروع کردی۔ ابن حیسمان جاگ پڑے۔ تلوار لیکر چورونپر لپکے اور غل وشور مچایا ابوشریح خزاعی پڑوس مین رہتے تہے (دراصل مدینہ کے باشندے تہے جہاد کی غرض سے

کوفہ آئے ہوئے تھے غل وشور سنکر اپنے گھر کی چھت پر چڑہ گئے۔ جہانک کر دیکھا تو وہان تلوار چل رہی تھی۔ انہون نے ہر چند منع کیا اور انکو اس حرکت سے باز رکھنا چاہا مگر وہ لوگ نہ مانے اور ابن حیسمان کو قتل کردیا۔ اس ہنگامہ مین اردگرد کے لوگ بہی جاگ پڑے تھے جنہون نے چارون طرف سے مکان کو گہیر کر قاتلونکو گرفتار کرلیا۔ اون لوگونمین اشخاص مندرجۂ ذیل تھے۔ زہیر بن جندب ازدی۔ مورع ابی مورع اسدی شبیل بن ابی ازدی۔ انکے ماسوا اور بہی تھے۔

مقدمہ ولید بن عقبہ کی روبکاری مین پیش ہوا۔ ابو شریح اور انکے بیٹے نے موقع کی شہادت دی۔ ولید نے بعد ثبوت قتل جناب عثمانؓ کی خدمت مین اس مقدمہ کی اطلاع کی۔ وہان سے حکم ہوا کہ قصاص مین قاتل مارا جاوے۔ باتباع اوسکے ولید نے دارالامارت کے دروازہ پر سزائے قتل دی۔ اس واقعہ سے مقتولین کے خویش واقربا ولید سے عداوت رکہنے لگے۔ وہ لوگ بہی ان لوگونمین شریک ہوگئے جو ولید کو شراب خواری مین متہم کرتے اور انسے پرخاش رکہتے تھے۔

ایک روز ابوزینب اور ابو مورع وجندب مخالفین ولید کے پاس ایک شخص نے آکر خبر دی کہ ولید اور ابوزبید شاعر اسوقت دونون خلوت مین بیٹھے شراب اوڑا رہے ہین۔ چونکہ یہہ لوگ ہر وقت اسی تاک مین رہتے تھے اور ولید کی عیب جوئی کیا کرتے تھے چل کھڑے ہوئے اور چند اشخاص اہل کوفہ مین سے اپنے ہمراہ لئے۔ جب ولید کے مکان پہونچے وہان کوئی علامات شرابخواری کے نہ پائے۔ مخالفین شرمندہ ہوکر واپس آئے۔ ایک دوسرے کو لعنت ملامت کرنے لگا۔ اہل کوفہ نے مخالفین ولید کو بہت کچہ بہلا برا کہا اسوقت تک ولید نے جناب عثمان کو لوگونکے خیالات کی اطلاع نہ کی تہی۔

ایک دن ولید کے مخالفین مجتمع ہوکر عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس گئے حضرت عبداللہ بن مسعود آجکل کوفہ مین حاکم صیغہ مال تہے اور لوگونکو قرآن سکہاتے اور کار افتا بہی کرتے تہے۔ اونسے بہی اس واقعہ کو کہا۔ ابن مسعود نے کہا "ہم اوس شخص کی تجسس نہین کرتے جو ہم سے چہپا کر کوئی کام کرے" ولید مخالفین کو ابن مسعود کے اس جواب پر بہت غصہ آیا ابن مسعودؓ بہی اونکے اس بیجا غصہ سے برہم ہوے۔ اسی زمانہ مین ولید بن عقبہ نے ایک ساحر کو ابن مسعود کے پاس بہیجا اور اوسکی بابت فتویٰ طلب کیا۔ ساحر نے ابن مسعود کے سامنے اپنے جرم کا اقرار کیا۔ ابن مسعود نے قتل کا فتویٰ دیا۔ ولید نے ہنوز حد شرعی جاری نہ کی تہی کہ چند لوگ مخالفین ولید سے آگئے اور اونہون نے ساحر کو قتل کر ڈالا۔ ولید نے انکو گرفتار کراکے قید کر دیا پہر بعد چندے چہوڑ دیا (ابن خلدون وابن اثیر)

تاریخ مسعودی مین ساحر کا قصہ اس طرح لکہا ہے کہ ولید بن عقبہ سے کسی نے بیان کیا کہ زرارہ نام یہودی نواح بابل کا رہنے والا فنون سحر وشعبدہ بازی مین طاق شہرہ آفاق ہے اور عجیب وغریب تماشے دکہلاتا ہے۔ ولید نے ساحر کو بلایا۔ اوس نے مسجد کوفہ مین تماشا کرنا شروع کیا۔ بہت سے تماشائیونکا ہجوم ہوگیا۔ ساحر نے تماشہ رات کے وقت کیا اور یہ دکہلایا کہ ایک بڑا ہاتہی گہوڑے پر سوار صحن مسجد مین چل رہا ہے۔ پہر وہ یہودی ایک اونٹنی بن گیا اور پہاڑ پر چڑہتا نظر آیا۔ پہر لوگون نے دیکہا کہ ایک گدہا اوس یہودی کے منہ مین گہس گیا اور اوسکی دبر سے نکلا۔ بعدہ اوس یہودی نے ایک شخص کا سر دہڑ سے الگ کر دیا اور بعد ازان تلوار اوسپر پہیری وہ آدمی زندہ ہوکر اوٹہہ کہڑا ہوا۔

اس تماشے مین بہت سے اہل کوفہ موجود تہے جن مین جندب بن کعب ازدی بہی تہے۔ تماشہ خدا مین اس قسم کا لہو ولعب وزخرفات اور شعبدہ بازی سحر دیکہکر اعوذ باللہ من الشیطان

الرجیم پڑہتے تھے۔ انکو خوب معلوم ہوگیا کہ یہہ سارا کھیل جادو کا ہے۔ تلوار کھینچکر یہودی کے سر پر وار کیا۔ ایک ہی ہاتھہ مین سر اوڑا دیا اور کہا۔ جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ بعضے کہتے ہین کہ یہہ تماشا دن مین ہوا تھا۔ جندب اوس تماشہ سے نکلکر بازار مین پہونچے۔ ایک صیقل گر سے تلوار لیکر مسجد مین آئے اور یہودی کو جہنم واصل کرکے کہنے لگے۔ اگر تو سچا ہے تو خود زندہ ہوجا۔ ولید کو اونکی یہہ حرکت ناگوار گذری۔ بعوض قصاص یہودی انکو قید کرنا چاہا مگر جندب کے رشتہ دار متعرض ہوئے آخر انکو حوالات مین کردیا گیا قصد یہہ تہا کہ دہوکا دیکر مرواڈالینگے۔ خیر جندب حوالات مین رہے۔ پہرہ والے نے دیکہا کہ یہہ شخص شام سے صبح تک عبادت الٰہی مین بسر کرتا ہے۔ انکو دیندار جانکر کہا۔ تم اپنی جان بچا لیجاؤ۔ جندب نے جواب دیا کہ تم میرے عوض مارے جاؤگے۔ پہرہ والے نے کہا۔ خدا کی رضامندی اور اوسکے دوست کے بچانے مین اگر میری جان کام آوے تو کچہہ مضائقہ نہین۔

بصد امید عزم کوئے تو دارند مشتاقان	خداوندا بہ امیدے رسان امیدواران را

جندب رات کو حوالات سے نکل گئے۔ دوسرے دن صبح کے وقت ولید نے جندب کو طلب کیا اور انکے قتل پر مصمم ارادہ کرلیا۔ جب جندب نہ ملے پہرہ والے سے دریافت کیا۔ اوسنے کہا۔ رات کو بہاگ گئے۔ ولید نے اوس بیچارہ کی گردن ماری اور بازار مین لٹکوا دیا۔ ولید کی اس حرکت سے مخالفین کے دلونمین اور بہی آتش بغض وعناد برافروختہ ہوئی۔ ولید نے بہی ان لوگونکی شکایت حضرت عثمانؓ کو لکہی۔

اس عرصہ مین ایک گروہ مخالفین ولید مدینہ منورہ مین پہونچا اور جناب عثمانؓ سے انکے ظلم وتعدی کی شکایت کرکے انکی معزولی کی درخواست کی۔ جناب عثمانؓ نے اونکی شکایت پر

اصلا خیال نہ فرمایا آخر بلا سماعت یہہ لوگ ناکام کوفہ واپس گئے۔

اب مخالفین کی ایک جماعت جنمین جندب اور اونکے احباب بہی تہے ایک جگہہ جمع ہوکر ولید کے بارہ مین صلاح کرنے لگی۔ آخر ایک بات پر اتفاق کرکے اس کام کی اسطرح ابتدا کی کہ ابوزینب ابومورع وغیرہ مع دیگر اشخاص کے ولید کے گہر گئے۔ دیر تک ادہر ادہر کی باتین کرتے رہے۔ اتنی دیر تک یہہ لوگ بیٹھے کہ ولید بن عقبہ کو نیند معلوم ہوئی اور وہ سو رہے اب ابوزینب نے ولید کی مہر لے لی اور وہان سے چل دئے جب ولید جاگے مہر نہ پائی۔ محل کی عورتونسے دریافت کیا۔ ایک عورت نے بیان کیا کہ اور سب گ تو آپکے پاس سے چلے گئی تہے صرف دو شخص جنکی صورت و شکل اس اس ہیئت کی ہے بیٹھے رہگئے تہے جبکہ آپ سو گئے تہے۔ ولید نے حلیہ و شباہت سے گمان کیا کہ وہ دو شخص ابوزینب اور ابومورع ہین۔ ایک شخص کو اونکی تلاش مین بہیجا مگر اونمین سے ایک بہی نہ ملا۔ ولید کو اونکی جانب یقین کامل ہوگیا کہ یہی دونون مہر چرا لیگئے ہین۔

ادہر ابوزینب اور ابومورع مع دیگر اشخاص کے دوبارہ مدینہ جناب عثمان کیخدمت مین حاضر ہوے اور دونون نے بیان کیا کہ ولید نے شراب پی ہے۔ (شاید مہر بہی پیش کی ہو اور ظاہر کیا ہو کہ نشہ کی حالت مین اونکی اونگلی سے اوتاری گئی مگر اونکو خبر تک نہ ہوئی) جناب عثمان رضہ نے جب دیکہا کہ ولید کی شکایت بڑہتی جاتی ہے آپنے ولید کو کوفہ سے طلب فرمایا جب ولید حاضر ہوے انکا مقدمہ جناب عثمان رضہ کے اجلاس مین پیش ہوا۔ مدعی اور ابوزینب اور ابومورع گواہ حاضر عدالت ہوے۔ اولاً ولید سے سوال کیا گیا بعدہ گواہونکی باری آئی۔

عثمان رضہ (گواہون سے) تم دونون اس امر کی شہادت دیتے ہو کہ ولید نے شراب پی۔ اور کیا تم نے بچشم خود شراب پیتے دیکہا ہے یا کسی سے سنا ہے۔

گواہ - ہمنے انکو شراب پیتے اپنی آنکھوں سے نہین دیکھا۔

عثمان رض - پھر تمکو کیسے معلوم ہوا کہ ولید نے شراب پی۔

گواہ - ہمارے روبرو ولید نے قے کی اوسمین شراب گری اور انکی ڈاڑھی تر ہوگئی ہمنے انکی ڈاڑھی سے شراب پونچھی۔ بقولے۔

چارۂ مردمِ غماز چہ سازد واقف ۔۔۔ سخت رسوا شدم از چشم تر خود چہ کنم

القصہ ولید کی نسبت شراب پینا ثابت ہوا اور وہ اپنی صفائی اور بریت کا ثبوت نہ دیسکے لہذا انکی نسبت حد قایم کئے جانیکا حکم صادر رہوا جناب عثمان رض نے سعید بن العاص رض کو دُرّہ لگانیکا حکم دیا حضرت علی رض بھی اوسوقت تشریف رکھتے تھے آپنے حکم دیا کہ چادر ولید پر سے اوتار کر دُرّے لگاؤ۔ بعض کہتے ہین کہ جناب علی رض نے اپنے صاحبزادہ حضرت امام حسن رض کو دُرّے لگانیکا حکم دیا تھا لیکن جب اونہون نے انکار کیا اور کہا۔ ول حارھا من تولی قارھا۔ یعنے خلافت کے نقصان و ضرر کا اوسیکو مالک کیجئے جو اوسکے نفع اور فائدہ کا والی ہے۔ تو عبد اللہ بن جعفر رض نے دُرّے لگائے جب چالیس دُرّے پر پہونچے تو جناب علی رض نے کہا۔ بس اب دُرّہ نہ لگاؤ۔ آنحضرت صلعم اور ابوبکر رض نے چالیس چالیس دُرّے مارنیکا حکم دیا تھا اور جناب عمر رض نے اسّی دُرّے شرابخوار کو مارے تھے اور یہ سب سنت ہے لیکن وہ مجھے زیادہ محبوب ہے۔ (ابن خلدون و ابن اثیر)

بعضے اس قصہ کو اسطرح لکھتے ہین کہ ولید بن عقبہ اپنے ہم صحبت احباب کے ساتھ روزانہ شراب پیا کرتے تھے اور یہ جلسہ شام سے صبح تک رہتا تھا۔ رقص و سرود کی مجلس گرم رہتی اور صدائے نوشا نوش بلند ہوتی تھی۔ مطرب اپنے نغمات دلچسپ سے سامعین کے دلون کو مسرت و فرحت بے اندازہ پہونچاتا تھا۔ یہ بزم عشرت ہر شبکو آراستہ ہوتی تھی۔ ایک شب حسب معمول شراب و کباب و رقص و سرود مین کاٹی جب موذن نے فجر کی اذان دی جلسہ برخاست ہوا۔ ولید بن عقبہ

نماز کو مسجد مین گئے۔ صرف کُرتہ پہنے تھے اور لباس شب خوابی بدن پر تہا۔ خود امامت کی لوگونکو نماز پڑہائی۔ تمام رات کے جاگے ہوے اوسپر نشہ شراب کا طُرّہ۔ دو کی جگہہ چار پڑہائین اور بعد ختم نماز کے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ اور بہی پڑہاؤن۔ ایک روایت ہے کہ ولید نے بجاے تسبیح کے سجدہ مین کہا۔ اشرب واسقنی۔ یعنی تم خود پیو اور مجہے بہی پلاؤ۔ سجدہ بہی معمول سے زیادہ لنبا چوڑا کیا۔ اپنی دانست مین گویا جلسہ شراب مین تہے اور ساقی کو ارشاد فرماتے تہے کہ خود تم بہی پیو اور مجہے بہی پلاؤ۔ معقول،

کرتا ہون ایک نماز مین دو دو عبادتین
وہ بت چہپا ہے دل مین خدا ہے زبان پر

نمازی جو صف اول مین تہے اونہون نے یہہ نئی تسبیح سنکر نماز توڑ دی۔ کسی نے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے۔ خدا تمکو خیر و نیکی نصیب نہ کرے۔ خدا کی قسم مجہکو سخت تعجب ہے۔ اون لوگون سے جنہون نے تمکو ہمپر والی و حاکم بنا کر بہیجا۔ اسکے کہنے والے عتّاب بن غیلان ثقفی ہین۔

بعد اس واقعہ کے ولید ایک دن خطبہ جمعہ پڑہنے منبر پر کہڑے ہوے۔ لوگون نے مسجد کے سنگریزونکی بارش انپر شروع کر دی۔ ولید مسجد چہوڑ کر بہاگے اور اپنے محل مین گہس رہے۔ تابّطَ شرّاً جو ایک شاعر گذرا ہے اوسکے اشعار ولید کے ورد زبان تہے۔

ولست بعیداً عن مُدامٍ وقینۃٍ
ولا بصفا صلد عن الخیر معزل

ولکننی اروی من الخمر ہامتی
وامشی لملا بالساحب المتسلسل

مطلب انکا یہ ہے کہ مین شرابخواری اور راگ سننے سے باز نہ رہونگا اور شراب صافی مین مشغول ہو کر دیگر امور خیر سے دلکش نہونگا۔ ولیکن مین اپنے سر اور دماغ کو شراب سے خوب سیراب کرونگا اور مسلسل بادہ نوشی مین صبح سے شام کر دونگا۔

گشتہ ام معتکف بہ میخانہ
جان بہ پاے خم شراب دہم

ولید کے بارہ مین حطیئہ شاعر نے یہہ شعر کہے ہین۔

شہد الحطیئۃ یوم یلقی ربہ	ان الولید احق بالعذر
نادی وقد تمت صلاتہم	أأزیدکم ثملا وما یدری
لیزیدہم اخری ولو قبلوا	لقرنت بین الشفع والوتر
حبسوا عنانک فی الصلوۃ ولو	خلوا عنانک لم تزل تجری

حطیئہ جب اپنے پروردگار سے ملیگا ضرور گواہی دیگا کہ ولید کا عذر قابل پذیرائی ہے۔ جب نماز پوری پڑھ چکا نشہ کی حالت مین پکار کر کہا۔ (حالانکہ شراب نے اوسکے ہوش و حواس معطل کردئے تھے اور اوسکو کچھہ خبر نہ تھی کہ وہ کیا کر رہا ہے) کیا اور بھی زیادہ نماز ادا کرون اگر مقتدی قبول کرتے تو وہ چار سے بھی زیادہ پڑھتا اور طاق وجفت باہم ملادیتا۔ ولیکن اے ولید لوگون نے نماز مین تیری باگ روک دی اور اگر تیری باگ چھوڑ دیتے تو یقین ہے کہ تو نماز پڑھتا رہتا اور کبھی ختم نہوتی۔

پہلے شعر کا دوسرا مصرع "ولید کا عذر قابل پذیرائی ہے" مذاقیہ کلام ہے جیسے استفہام انکاری ہوتا ہے اور مطلب یہہ ہے کہ یہہ عذر قابل سماعت نہین کیونکہ شراب کے نشہ مین جب سدھ بدھ باقی نہین رہی تو ایسی حالت مین جو کچھہ کر گذرے بعید نہین حاصل شعر اول یہہ ہوا کہ مین خدا کے روبرو عرض کرونگا کہ ولید قابل سزا ہے۔ اسکا عذر ہرگز نہ سنا جاوے

ولید تو خطبہ چھوڑ کر محل چلے گئے یہان نمازیون مین اسکا چرچا پھیلا۔ جو اہل کوفہ ولید کی شرابخواری سے ناواقف تھے وہ بھی آگاہ ہوگئے۔ ابو زینب بن عوف ازدی اور ابوجندب بن زہیر ازدی حاضرین مین تھے اور اشخاص کو لیکر ولید کے محل مین داخل ہوے۔ ولید نشہ شراب مین مست ولایعقل اپنے تخت پر پڑے تھے۔ لوگون نے انکو جگایا مگر وہ ایسے بدمست

نہ تھے کہ جگا دے سے جاگ پڑتے۔ پھر ولید نے اوس حالت نشہ و بیہوشی مین قے کر دی۔ اوس مین شراب نکلی۔ لوگون نے مہر ولید کی اونگلی سے اوتار لی اور فوراً محل سے نکلکر جانب مدینہ روانہ ہوے۔ وہان پہونچکر جناب عثمان رض کی خدمت مین حاضر ہوے اور دونون نے گواہی دی کہ ولید نے شراب پی جناب عثمان رض نے سوال کیا۔ تمکو کس طرح معلوم ہوا کہ ولید نے شراب پی اور شراب کس چیز کا نام ہے۔ گواہون نے التماس کی۔ وہی شراب جسکو ہم لوگ زمانہ جاہلیت مین پیتے تھے۔ پھر ان لوگون نے مہر ولید کی نکالکر جناب عثمان رض کو دکھلائی اور سارا قصہ بیان کیا جناب عثمان رض نے ان لوگونکے اس بیان کی کچھ وقعت نہ کی اور اوسوقت اونکے اس دعوے کی تردید کی اور فرمایا۔ تم ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ جناب عثمان کو انکے بیان پر پورا یقین نہوا ہوگا یا یہہ کہ اسوقت تنہائی مین یہہ لوگ آپسے ملے اور شکایت کی۔ آپنے مصلحتہً اسوقت انکو ٹال دیا اور غرض آپکی یہ تھی کہ بعد ثبوت اسکا تدارک کیا جاوے۔ یا یہہ بات ہے کہ آپنے اس مقدمہ کو دیگر اصحاب کبار کی رائے سے فیصل کرنا چاہا۔ ابوزینب اور ابوجندب جب جناب عثمان رض کے پاس سے ناکام پھرے حضرت علی رض کی خدمت مین پہونچے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ حضرت علی مرتضیٰ رض جناب عثمان رض کے پاس آے اور فرمایا۔ آپ نے گواہون کو ٹال دیا اور حدود شرعی باطل کین حضرت عثمان رض نے جواب دیا۔ پھر آپ کی کیا رائے ہے۔ شیر خدا نے کہا۔ میری راے تو یہہ ہے کہ آپ ولید بن عقبہ کو طلب کیجیے۔ یہ لوگ اونکے سامنے اگر گواہی دین اور ولید اپنی بریت کی دلیل پیش کر سکین تو معیار ی کیجاوے۔ جناب عثمان رض نے ولید کو کوفہ سے طلب فرمایا۔ جب وہ آگئے مقدمہ پیش ہوا۔ مدعی۔ مدعا علیہ گواہ حاضر عدالت ہوے۔ گواہون نے ولید کے منہ پر صاف صاف بیان کر دیا۔ جب ولید اپنے اوپر سے یہہ الزام دفع نہ کر سکے اور نہ اپنی صفائی مین عذر معقول پیش کیا تو حضرت عثمان رض نے

دُرّہ اوٹھاکر جناب علی رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا۔ ولید کو دُرّے لگاؤ۔ حضرت علی نے اپنے صاحبزادہ حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے میرے بیٹے۔ تم کہڑے ہوجاؤ اور حد خداوندی قائم کرو۔ جناب حسن رضی اللہ عنہ نے جواب مین عرض کیا اسیقدر ذلت انکو کافی ہے۔ جب شیر خدا نے دیکھا کہ بخیال قرابت خلیفہ وقت حد قائم کرنے سے انکار کرتے ہین تو خود درہ لیکر کہڑے ہوے جب ولید کے قریب پہونچے اونہون نے آپکو بُرا کہنا شروع کیا۔ عقیل بن ابیطالب اوس مجمع مین موجود تہے بولے۔ اے ابن ابی معیط۔ تو یہ کلام کرتا ہے۔ تجھکو اپنی حقیقت بہی معلوم ہے کہ تو کون ہے۔ تو ایک عجمی صفوریہ کا رہنے والا تیری یہ طاقت کہ علی رضی اللہ عنہ کی شان مین الفاظ بے ادبانہ اپنی زبان سے نکالے (صفوریہ ایک موضع ہے ملک طبریہ اور نواح اردن مین عکا اور رلجون کے درمیان۔ ولید کا باپ اوس گانون کا رہنے والا قوم یہود سے تہا) جناب علی رضی اللہ عنہ درہ مار رہے تہے مگر ولید زد سے ہٹ جاتے تہے مار نہین کہاتے تہے۔ بالآخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ولید کو پکڑکر زمین پر پچہاڑا اور دُرّے لگائے جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آپکو یہ زیبا نہ تہا کہ اس طرح انکو دُرّے لگاتے۔ حضرت اسد اللہ الغالب نے جواب دیا۔ اس سے بہی زیادہ ذلت دیجاویگی اگر آیندہ فسق و فجور مین مبتلا ہوے اور خداوند تعالیٰ کے حقوق نہ ادا کئے۔ (مسعودی)

المختصر اس واقعہ کے بعد جناب امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید کو گورنری کوفہ سے معزول فرمایا۔ بجاے اونکے سعید بن العاص رضی اللہ عنہ گورنر کوفہ مقرر کیئے گئے۔ انکا نسب یہ ہے سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس اموی۔ انہون نے جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی گود مین پرورش پائی اور بروایت ابن خلدون جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے انکی پرورش کی تہی۔ ابتداے سن شعور سے نہایت نیک نامی کے ساتہ شہرت حاصل کی تہی عقل و تمیز مین ممتاز تہے۔ بڑے بڑے کامونکو انجام دیا اس سے اور بہی انکی لیاقت و قابلیت کی شہرت ہوگئی۔ (حقائق الکلام)

بعد فتح شام کے سعیدؓ حضرت معاویہؓ کے پاس شام مین رہے۔ایک روز جناب عمر فاروق نے
اہل قریش کو یاد فرمایا۔انکا بھی نام آیا معلوم ہوا کہ شام مین ہین۔آپنے انکو بلا لیا جب یہ آپکی
خدمت مین حاضر ہوے حضرت عمرؓ نے فرمایا۔مجھکو دریافت ہوا ہے کہ تم مرد صالح اور جفاکش
ہو محنتون اور مصیبتونکو جھیلے ہوے۔تمکو چاہیئے کہ اسی طرح نیک کامون مین ترقی کرتے
رہو۔خداوند تعالی اخیر وصلاح تمہارے نصیب فرمائیگا۔پھر دریافت فرمایا کہ تمہاری شادی
ہوگئی اور کوئی بیوی ہے یا نہین۔سعید نے جواب دیا نہین۔اسی اثنا مین سفیان بن عوف
کی بیوی چند جوان لڑکیان جو انکی بیٹیان تھین جناب عمرؓ کے پاس لائین اور کہا۔ہمارے مرد
مرگئے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جب مرد مرجاتے ہین عورتین ضائع و برباد ہوتی ہین۔آپ ان
لڑکیونکو انکے کفو مین بیاہ دین۔جناب عمرؓ نے ایک عورت سے سعید کا نکاح کردیا اور ایک عبدالرحمنؓ
بن عوف کو بیاہ دی۔بعد اسکے مسعود بن نعیم نہشلی کی لڑکیان مدینہ مین آئین اور جناب عمرؓ سے
عرض کیا۔ہمارے مرد مرگئے اور ہمارے پاس چھوٹے چھوٹے لڑکے رہگئے ہین آپ ہمارا عقد
ہمارے کفو مین کردین۔آپنے ایک کا نکاح سعید سے اور ایک کا جبیر بن مطعم سے کردیا۔سعید کے
چچا اسلام مین معزز ین اشخاص سے ہین۔سعید بھی جناب عمرؓ کے عہد مین ایک نامی اہل قریش سمجھے گئے
بعد عقد کے یہہ ایک زمانہ تک مدینہ مین رہے۔۳۰ھ مین جناب امیرالمومنین عثمانؓ نے انکو کوفہ کا
گورنر مقرر کیا۔سعید پروانہ گورنری لیکر مدینہ سے جانب کوفہ روانہ ہوے۔انکے ہمراہ اشتر
ابو خشتہ غفاری۔جندب بن عبداللہ۔ابن صعب بن جثامہ۔جو کہ ولید کے مقدمہ مین مدینہ
منورہ گئے ہوے تھے کوفہ واپس آے یہہ لوگ پہلے ولید کی اعانت کو گئے تھے لیکن بعد مین
اونکے مخالف ہوگئے۔سعید بن العاص جب کوفہ مین داخل ہوے اور اہل کوفہ کو انکی حکومت کا
حال معلوم ہوا کسی شاعر نے یہہ شعر کہے۔

فرہت من الولید الیٰ سعید	کاھل الحجر اذجزعوافبار وا
بلبلینا من قریش کل عام	امیر محدثا ومستشار
لنا نار نخوفہا فنخشی	ولیس لھم فلا یخشون نار

مین ولید کے ظلم و بد مزاجی وفسق سے بہاگا اور زیر سایہ حکومت سعید پناہ لی جیسا کہ اہل حجر جب گہبراتے ہین جنگل میدان مین نکل جاتے ہین۔ ہمپر ہر سال قریش کی جانب سے ایک سردار نیا ہوکر آتا ہے۔ ہم لوگون کے حق مین (یہہ قریش کی حکومت) ایک آگ ہے جس سے ہم ڈرا کرتے ہین اور قریش کو تو کسی آگ کا دغدغہ وخطر نہین وہ کیون ڈرین۔ (ابن اثیر)

جب سعید کوفہ مین داخل ہوے اور خطبہ کا قصد کیا حکم دیا کہ اول ممبر دہویا جاوے کیونکہ ولید ناپاک و نجس تہا یہہ اوسکی نشستگاہ ہی اسکو پاک کرو۔ (المسعودی) لوگون نے ممبر کو دہو دیا۔ سعید نے ممبر پر چڑہکر اولاً خدا کی حمد بیان کی پہر کہا۔ خدا کی قسم مین اپنی خوشی سے یہان کی حکومت پر نہین آیا بلکہ جبراً بہیجا گیا ہون اور مجھکو مجبوراً آنا پڑا ہے۔ ہوشیار رہو۔ زمانہ فتنہ و فساد کا آگیا۔ فتنہ اپنی دونون آنکہون سے تمہاری طرف ٹکٹکی باندہے تک رہا ہے خدا کی قسم مین فتنہ کے منہ کو لگام دونگا اور اوسکو جڑ سے اوکھاڑ ڈالونگا۔ یا مین خود تہک جاؤن اور رہ جاؤن تو مجبوری ہی اور مین اپنی جان کو آتش فتنہ فرو کرنے مین لڑادونگا" یہہ کہکر ممبر سے اوتر آے۔ کچہہ مدت تک اہل کوفہ کی حالت اور وضع وچال ڈہال پر خوب غور کرتے رہے۔ بعد تحقیق وتفتیش احوال جناب عثمانؓ کو یہہ عرضی لکہی "اہل کوفہ کی حالت سراسر ناقابل اطمینان ہے۔ انکا کارخانہ بالکل درہم برہم ہورہا ہے۔ اشراف گردی ہی رذیلونکا دور دورہ ہے۔ سابقین اسلام شریف قوم مغلوب ہین نئی ترقی والے۔ اہل رواد ف د تو ابع کا اس ملک مین تسلط ہے۔ معززین سابقین اسلام پر اگر کوئی حادثہ گذرے کوئی اونکی

خبر نہین لیتا۔ بیچارے کس مپرسی کیحالت مین رہتے ہین ‘‘

جب سے کوفہ مین اسلام داخل ہوا اکثر صحابہ کرام نے بود و باش وہانکی اختیار کی۔ خاص شہر کے رہنے والے ان لوگونکی عزت کرتے تھے۔ دیہاتی نو مسلم بھی شہر مین آبسے۔ رفتہ رفتہ ہر کام مین ترقی کرتے رہے۔ صحابہ کرام وغیرہ جو صاحب شرافت تھے وہ لوگ سابقین کے لقب سے مشہور تھے غیر قوم جو اسلام اختیار کرکے رہنے لگے یا بدوی لوگ شہری ہوکر رہے وہ روادف و توابع کہے جاتے ہین۔ یا علما و جہلا کا فرق سمجھنا چاہیئے۔ علمار دین اشراف مین شمار ہین اور جاہل بازاری۔ کمین رَوادِف و توابع کے نام سے مشہور ہین۔

جناب عثمانؓ نے یہہ عرضی ملاحظہ فرما کر جواب لکھا۔ ’’اما بعد۔ اہل شرف۔ سابقین اسلام اور جن لوگونکے ہاتھونپر خداوند تعالی نے یہ ملک فتح کیئے ہین واجب التعظیم ہین۔ انکو ہر طرح فضیلت دیجاے۔ انکے بعد جو لوگ اسلام مین داخل ہوکر وہان رہے ہین اونکا رتبہ قائم کیا جاے اور ہر ایک شخص کا اوسکے قدر و منزلت کے مطابق لحاظ رہے اور اوسکا حق دیا جاے ہان اگر سابقین اسلام مین سے کوئی شخص حق بات چھوڑ دے اور جو اوسکا منصب ہے اوسکے خلاف کرے اور اوسکے تابع اور پیچھے آنیوالے سابقین کے منصب کو ادا کرین تو اوسوقت اوسکی قدامت اور رتبہ کا لحاظ نہ کیا جاے۔ ہر شخص کے رتبہ پر نظر رکھکر موافق اسکے برتاو کرنے سے پورا عدل قائم ہوسکتا ہے‘‘۔ جب یہہ فرمان سعید بن العاص کے پاس پہونچا جملہ معززین اہل کوفہ کو بلایا۔ اونکے ساتھہ روادف و توابع بھی بلاے گئے۔ مجمع عام مین جناب عثمانؓ کا حکم پڑھکر سنایا اور یہہ بھی کہا۔ ’’آپ لوگ سب مین ممتاز ہین اور سب کے چہرے ہین اور دستور ہے کہ الوجہ ینبئ عن الجسد۔ یعنی چہرہ تمام بدن کی خبر دیتا ہے۔ ہر حاجتمند کی حاجت ہمارے سامنے پیش کرین اور اسکی بابت جیسی رائے سب صاحبونکی ہو ظاہر کرین‘‘

اہل کوفہ اس بات پر راضی نہ ہوے اور یہہ جلسہ بغیر کسی امر مناسب کے طے ہوے برخاست ہوا اور سب لوگ چلے گئے۔ تمام کوفہ مین انہین باتون کا چرچا ہر گلی کوچہ تہا۔ سعید نے پہر جناب عثمان کو اس حال سے اطلاع دی۔ حضرت ذی النورین نے اصحاب رائے۔ اکابر صحابہؓ کو اس امر مین مشورہ و صلاح مناسب کرنے کو جمع کیا۔ اونسے اس بارہ مین رائے طلب کی۔

صحابہ رضؓ۔ اہل کوفہ سے ایسی باتونکی امید نہ رکہیے جسکی قابلیت اونہین نہین کیونکہ جب کوئی شخص ایسا کام کرنا چاہے کہ جسکا وہ اہل نہین تو وہ اوس کام کا بار نہین اوٹہا سکتا ہے۔ اصلاح کیسی اور بگاڑ کر برباد کر دیگا۔

ذی النورینؓ۔ اے اہل مدینہ۔ ہوشیار ہو جاوٗ اور مستعد رہو مین دیکہتا ہون کہ فتنہ تمہاری طرف چلکر آرہا ہے۔ مین چاہتا ہون کہ تمہارے حقوق پورے پورے ادا کر دون۔ تمہارے حقوق ملک عراق سے تمہاری طرف منتقل کر دون۔ جسکا حصہ جائداد عراق مین ہے وہ وہانسے یہان لے آوے۔

صحابہ رضؓ۔ یہہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ دو ملکونسے کسطرح ہمارے حقوق اور ہماری جائداد ہمکو دلادینگے۔

ذی النورینؓ۔ تم لوگ اپنی املاک مین سے جو دونون ملکون حجاز و یمن مین ہے یمن و عراق کی جائداد فروخت کر ڈالو اور بعوض اوسکے حجاز مین خرید کر لو۔

صحابہ رضؓ۔ ہم سب کو بطیب خاطر منظور ہے۔

سب نے اس رائے پر اتفاق کیا اور بہت خوش ہوے اور جو امر اونکے شان گمان مین بہی نہ تہا وہ خداوند تعالی نے ظاہر فرمادیا اور اوسکی سبیل پیدا کر دی۔ عراق مین جو کچہہ

اونکا تھا اونھون نے فروخت کر ڈالا اور دوسرے ملکون کی جائداد مول لے لی چنانچہ طلحہ مروان۔ اشعث بن قیس اور بہت سے دیگر لوگون نے ہر قبیلہ کے خیبر۔ مکہ۔ طائف کی جائدادین خرید کرلین۔ یہہ معاملات سب کی رضامندی اور خوشی سے ظہور پذیر ہوے (ابن خلدون و ابن اثیر) چونکہ لوگونکی املاک اور جائداد باہم متصل تھی اور صحابہ کرام کو بوجہ اپنی جائداد زمین وغیرہ کے اتفاق خلط و ملط عوام اشخاص سے رہا کرتا تھا اور ہر جگہ ہر قوم کے لوگ رہتے بستے تھے صحابہ کو اونکے ساتھہ معاملات رہا کرتے تھے بالخصوص کوفہ وغیرہ مین جیسا کہ اوپر بیان سے ظاہر ہوا۔ اسوجہ سے صحابہ کی عزت و توقیر وہی لوگ کرتے تھے جنکے دلونمین انکی عظمت و جلالت تھی۔ جناب عثمان رض نے صحابہ اہل مدینہ کو یہ راے دی کہ اپنی اپنی زمین جو دوسرے ملکو نمین ہے بیچ ڈالین اور بجاے اوسکے ملک حجاز مین خرید کرلین اسمین یہہ مصلحت تھی کہ صحابہ کو غیر لوگونکے ساتھہ معاملات اور اونسے میل جول کم رہیگا اور جیسا کہ مشہور مقولہ ہے۔ زن۔ زر۔ زمین۔ جو سبد از فساد ہین اس قسم کے تعلقات جو جائداد کے اتصال سے ہین بہت کم ہو جاوینگے اور ہر شخص کا رتبہ و عزت برقرار رہیگی۔

غزوہ طبرستان

عہد خلافت فاروقی ۲۱ھ مین بعد فتح رے اہل دینا وند جزیہ اوا کرنے پر راضی ہو گئے تھے۔ حضرت نعیم نے اپنے بھائی سوید بن مقرن کو بہمراہی ہند بن عمرو جبلی قومس پر بھیجا جسکو بغیر لڑے بھڑے انہون نے فتح کر لیا۔ یہ ایک وسیع صوبہ تھا جرجان و طبرستان یہانسے بہت قریب ہین۔ سوید جرجان کیطرف روانہ ہوے جو طبرستان کا نامی شہر ہے۔ وہان کے رئیس نے جزیہ پر رضامندی ظاہر کرکے صلح کر لی جب یہ خبر اہل طبرستان کو پہونچی وہانکا رئیس اصبہبذ ڈر گیا

اور پانچ لاکھہ درم جزیہ مقرر کرکے صلح کرلی۔ خود سوید بن مقرن سے ملنے آیا اور طبرستان کی حدود سے دیگر مقامات وانکے استحکام کو دکھلایا۔ ایک زمانہ تک والی طبرستان اپنے پیمان پر قائم رہا پھر عہد شکنی کی (شاید عہد فاروقی تک جزیہ ادا کرتا رہا ہوا اور اب عہد عثمانی مین سرکشی اور بغاوت پر کمر باندھی ہو) ایس جرجان اور مسلمانونکے درمیان جو صلحنامہ تحریر ہوا اوسمین یہ بات درج تہا کہ جرجان اور دہستان کے امن کے مسلمان ذمہ دار ہین اور یہان کے اون باشندونسے جو بیرونی حملونکے روکنے مین مسلمانونکو مدد دینگے جزیہ نہ لیا جائیگا۔ ایک مورخ کا قول ہے کہ خلافت فاروقی مین جزیہ لیکر طبرستان کو چھوڑ دیا تہا اور وہ ۲۲ھ مین فتح ہوا ہے پہر ۳۰ھ مین سعید بن العاص نے کوفہ سے اوسپر فوجکشی کی فتح سابق کا لحاظ کچھہ نہ رہا اسواسطے اسکی فتح کو فتوحات عثمانی کے متعلق کردیا۔

طبرستان کے حدود اربعہ یہ ہین۔ مشرق مین خراسان وجرجان۔ مغرب مین آذربائیجان شمال مین بحر جرجان اور جنوب مین بلاد جبیل۔ مشہور شہر اسکے بسطام اور استرآباد ہین ۳۰ھ مین سعید بن العاص نے کوفہ سے لشکر جرار لیکر طبرستان پر چڑہائی کی۔ بعض کا قول ہے کہ اس سے پیشتر طبرستان پر مسلمانونمین سے کسی نے فوجکشی نہین کی سعید بن العاص نے ہی سب سے پہلے طبرستان کا رخ کیا تہا۔ جو روایت اس سے قبل ہم لکھہ چکے ہین کہ عہد فاروقی مین صرف صلح ہوگئی تہی اس بنا پر تخالف روایتین بالکل نہین رہتا سعید بن العاص کے لشکر مین عمائد اسلام صحابہ کرام تشریف رکھتے تھے۔ ازانجملہ جناب حسن حسین۔ ابن عمر۔ ابن زبیر۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص اور حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالی عنہم تھے۔

مرزبان (حاکم) طوس نے سعید بن العاص اور عبداللہ بن عامر کو جو حاکم بصرہ تھے قبل اسکے لکھا تہا کہ تم مین سے جسکو قدرت مقابلہ ہو خراسان پر آکر قبضہ کرے چنانچہ اس سنہ مین

ابن عامر بصرہ سے اور سعید کوفہ سے خراسان کا قصد کرکے چلے چونکہ ابن عامر سعید سے پہلے نیشاپور مین پہونچ گئے اسوجہ سے سعید ادھر سے رک رہے اور طبرستان کی طرف فوج کشی کی اور بمقام قومس اپنا لشکر ٹھیرایا۔ چونکہ اہل قومس سے حذیفہ بن الیمان نے بعد فتح نہاوند صلح کرلی تھی سعید نے جرجان کا رخ کیا۔ حاکم جرجان نے دو لاکھ جزیہ پر مصالحت کرلی۔ سعید یہہ معاملہ کرکے طمیسہ پر لشکر لائے۔ یہہ مقام جرجان کا خیمہ گاہ اور منجملہ بلاد طبرستان دریا کے کنارہ آباد ہے۔ اہل طمیسہ نے مقابلہ کیا۔ شہر سے نکلکر میدان مین اپنا لشکر جمایا۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ لشکر اسلام نے عین جنگ مین نماز کیوقت صلوٰۃ خوف حسب تعلیم حضرت حذیفہ ادا کی اور کفار سے لڑتے رہے۔ سعید نے والی طمیسہ پر تلوار کا وار کیا اور حمائل کا ایک ایسا ہاتھہ جمایا کہ زرہ کو کاٹ کر بغل کے نیچے ہوکر نکل گئی اور مثل خیار تر دو پارہ کردیا لشکر مخالف میدان جنگ سے ہزیمت خوردہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا سعید نے محاصرہ کرکے منجنیق نصب کرادین اور سنگباری کا حکم دیا۔ محاصرہ طویل کے بعد اہل طمیسہ نے اس شرط سے امان طلب کی کہ ان مین سے ایک شخص نہ مارا جاوے سعید نے یہہ شرط منظور کرلی۔ اہل طمیسہ نے شہرپناہ کا دروازہ کھول دیا۔ لشکر اسلام شہر مین داخل ہوا بعد اسلام پیش کرنے کے سبھون کو باستثنار ایک شخص کے قتل کا حکم دیا اور جو کچھہ مال ومتاع قلعہ مین پایا لوٹ لیا۔ مہم طمیسہ سے فراغت پاکر سعید نے نامیہ فتح کیا۔ یہہ مقام کوئی شہر یا آبادی نہ تھا بلکہ ایک جنگل بیابان تھا۔ اسی مقام مین سعید کے ہمراہیوں مین سے محمد بن الحکم بن ابی عقیل (جد یوسف بن عمرو) نے انتقال کیا۔ پھر سعید دار الخلافۃ کوفہ کو واپس آئے۔ جب سعید نے اہل جرجان سے مصالحت کرلی اہل جرجان کبھی ایک لاکھہ کبھی دو لاکھہ کبھی تین لاکھہ بھی خراج دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہہ صلح ہمنے اپنی خوشی سے کرلی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کچھہ نہ دیتے بعد چندے خراج بالکل بند کردیا

اور خود سر و باغی ہو گئے اسوجہ سے خراسان کا راستہ قومس ہو کر خطرناک ہو گیا اور قافلے اوس راستہ ہو کر جانیسے ڈرتے تھے۔ اوسوقت خراسان کا راستہ فارس سے کرمان ہو کر تھا۔ قبل فتح قومس یہی قدیمی راستہ تھا۔ یہ حالت ایک زمانہ تک رہی جب قتیبہ ابن مسلم والی خراسان ہوے تو یزید بن مہلب کو قومس کیطرف روانہ کیا۔ مرزبان قومس اور اہل جرجان نے حسب شرائط صلح سعید بن العاص پیر مصالحت کر لی۔ اونہوں نے بحیرہ اور دہستان کو بھی فتح کر لیا۔

جمع قرآن مجید

قبل اسکے حضرت حذیفہ بن الیمان ممالک ارمینیہ مین جبال اللان کے سمت فوج لیکر گئے تھے اور اون اطراف کی مہم سے فارغ ہو کر اسی سنہ ہمین جنگ رے سے باب کی لڑائی پر عبدالرحمن بن ربیعہ کی کمک کو بھیجے گئے۔ سعید بن العاص انکے ہمراہ تھے۔ آذربائجان مین پہونچکر سعید بن العاص تو ٹھیر گئے اور حذیفہ عبدالرحمن کے پاس چلے گئے اور اونکے ساتھ رہے بعد انتقال عبدالرحمن حذیفہ واپس ہوے اور آذربائجان ہوتے ہوے سعید کو ساتھ لیکر کوفہ کو چلے اسی دوران مین کہ حذیفہؓ سعید بن العاصؓ سے ملے اونسے کہا مین نے اس سفر مین عجیب ماجرا دیکھا ہے اگر لوگونکو اونکے حال پر چھوڑ دو تو تعجب نہین کہ کچھہ زمانہ کے بعد قرآن شریف مین بہت کچھہ اختلاف پیدا ہو جاوے جسکی اصلاح آیندہ مشکل ہو گی۔ سعید بن العاص نے استفسار کیا کیا ماجرا دیکھا ہے۔ کچھہ بیان تو کیجئے۔ حضرت حذیفہ نے جواب دیا کہ مین نے اہل حمص کو دیکھا۔ اونکا مقولہ ہے کہ ہماری قرآن کی قرات دوسرونکی قرات سے بہتر ہے کیونکہ ہم نے قرآن مقدادؓ سے پڑھا اور اونسے سیکھا ہے۔ دمشق والے کہتے ہین کہ ہم خوب پڑھتے ہین اور ہماری قرات سب سے افضل و بہتر ہے۔ اہل بصرہ کا قول ہے

کہ ہمنے قرآن ابوموسی سے پڑہاہے ہمارا مد مقابل کون ہوسکتاہے۔ انہون نے ابوموسیٰ کی مصحف کا لباب القلوب نام رکھاہے۔ اہل کوفہ کا بیان ہے کہ ہمارے قرآن کے معلم ابن مسعود ہین۔ ہماری قرأت صحیح وانسب ہے۔ غرضکہ ایک شہر والے مسلمان دوسرے شہر والونپر لعن طعن کرتے ہین اور آپس مین جھگڑتے ہین اسلئے میرے نزدیک مناسب ہے کہ قرآن مجید ایک قرأت وصورت پر جمع کر دیا جاے ورنہ اگر یہی حالت قائم رہی تو آگے چلکر سخت اختلاف واقع ہوجائیگا۔

جب حذیفہؓ کوفہ مین داخل ہوے لوگونکو جمع کرکے اس اختلاف سے ڈرایا اور اپنی رای پیش کی صحابہؓ اور تابعین تو انکا کہنا مان گئے اور سب نے انکے قول پر اتفاق کیا مگر عبداللہ بن مسعودؓ کے مقلد اور پیرو بگڑ گئے اور کہا۔ آپ ہمپر کیا اعتراض کرتے ہین۔ کیا ہماری قرأت ابن مسعود کی قرأت کے موافق نہین۔ اس جواب پر حذیفہ اور انکے موافقین سختی سے پیش آے اور کہا۔ تم نہین سمجھتے۔ دیہاتی گنوار آدمی ہو خاموش رہو۔ تم لوگ خطا پر ہو۔ خدا کی قسم اگر مین زندہ رہا تو جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوکر اس مقدمہ مین عرض کرونگا ابن مسعودؓ اس جلسہ مین موجود تھے یہ سختی تمام پیش آے۔ انکی سخت کلامی پر سعید کو غصہ آگیا اور انکو جواب تلخ دیا غرض سارا جلسہ درہم برہم ہوگیا۔ حضرت حذیفہؓ اس مجلس سے نکل کر براہ راست مدینہ منورہ روانہ ہوے اور جناب عثمانؓ کیخدمت مین پہونچکر سارا قصہ بیان کیا۔ امیر المومنین نے اکابر صحابہؓ کو جمع کرکے اس باب مین مشورہ طلب کیا۔ سب نے باتفاق آرا حضرت حذیفہؓ کی راے کو پسند کیا۔

جب جناب عثمانؓ نے سب صحابہ کبار کو اس امر پر متفق پایا یہ کام پورا کرنے کی کوشش کی جناب ام المومنین حفصہؓ کے پاس سے وہ قرآن منگوایا جو عہد خلافت جناب صدیق اکبرؓ

مین جمع و مرتب کیا گیا تھا جبکہ جنگ یمامہ مین ہزارہا حفاظ شہید ہوی تھے اور اوسوقت عمر فاروق رض
نے جناب ابوبکر صدیق رض کو قرآن جمع کرنیکی رائے دی تھی اور یہ خیال دلایا تھا کہ قرآن زیادہ
حفاظ کے شہید و فنا ہوجانیسے فنا نہ ہوجاے۔ اولاً جناب صدیق رض کو کچھ عذر دہوا اور اسسے
اختلاف کیا اور عمر فاروق رض کو جواب دیا کہ جس کام کو جناب رسول خدا نے نہین کیا مین کیسے
کرون۔ لیکن جب اس امر پہ غور کرکے بہ تعمق تمام ملاحظہ کیا تو جناب عمر رض کی رائے بہت پسندیدہ
اور قابل تحسین نظر آئی لہذا اونکی راے سے اتفاق کرکے زید بن ثابت رض کو مامور کیا چنانچہ
زید بن ثابت نے کاغذون کے پرزون درختون کے پتون چھالون اور لوگونکے سینون سے
قرآن کو جمع کرکے مرتب کیا۔ یہ مصحف کریم جناب ابوبکر رض کے پاس رہا پھر جناب فاروق رض لیے
رہے جب آپ شہید ہوگئے تو ام المومنین جناب حفصہ رض کے پاس رہا حضرت عثمان نے
جب یہ قرآن مجید منگوا لیا اور زید بن ثابت رض عبداللہ بن زبیر سعید بن العاص اور عبدالرحمن
بن حارث بن ہشام رض کو اسکی نقل و کتابت پر مامور فرمایا اور ارشاد کیا کہ اگر تم لوگ باہم کسی
لفظ مین اختلاف کرو تو اوس صورت مین محاورہ قریش کا لحاظ رکھنا اور اوسی کے موافق
کرلینا کیونکہ قرآن مجید قریش ہی کی زبان مین نازل ہوا ہے۔ ان بزرگون نے ایسا ہی کیا
اور نہایت اہتمام و محنت سے متعدد نسخے قرآن مجید کے لکھکر تیار کئے۔ جب یہ کام ہوچکا اصل
منقول عنہ مصحف جناب ام المومنین حفصہ رض کی خدمت مین واپس دیا گیا اور یہ متعدد نسخے
تمام بلاد اسلامیہ مین بھیجدئے اور یہ حکم دیا کہ اسی پر اعتماد و بھروسہ کیا جاے جو اسکے خلاف ہو
اوسکو ترک کردین چنانچہ جو نسخے اس مصحف کے خلاف ملے اونکو جلا دیا۔ جملہ اہل اسلام اس کام سے
بہت خوش ہوے اور سب نے اس مصحف عثمانی کو دل سے عزیز سمجھا اور آنکھون سے لگایا
اہل کوفہ کو جب یہ مصحف پہونچا جملہ صحابہ رسول خدا بہت خوش ہوے مگر صرف عبداللہ بن مسعود

گروہ کے لوگون نے اسکے لینے سے انکار کیا۔ وہ اپنی قدیم قرأت پر رہے۔ ایک مدت کے بعد جب جناب علی مرتضیٰ خلیفہ ہوے اور کوفہ مین تشریف لاے تو لوگونمین مصحف عثمانی رض کا رواج دیا ایک شخص نے مجمع عام مین کھڑے ہوکر امیر المومنین جناب عثمان رض پر قرآن شریف کے بابت حرف گیری کی۔ حضرت علی مرتضیٰ رض بہت برہم ہوے اور ڈانٹ کر فرمایا چپ رہ خبردار اب زبان درازی نہ کرنا۔ عثمان رض نے یہہ کام بہت اچھا کیا ہے اگر اوسوقت مین خلیفہ ہوتا تو یہی راہ عثمان رض کی اختیار کرتا۔ (ابن اثیر)

جناب عثمان رض نے قرآن مجید کی ترتیب و جمع مین جو کام کیا ہے اسکے باعث جس اختلاف کے واقع ہونیکا بہت بڑا اندیشہ تھا وہ رفع ہوگیا یہ کام آپکی خصوصیات مین سے ہے۔ خداوند تعالیٰ نے آپکی ذات کے ہی واسطے اوٹھار کھا تھا۔ امت محمدی کو ایک قرآن پر جمع کرنا یہ آپ ہی کا کام ہے اگر آپ یہ اہتمام نہ فرماتے تو آج کے دن جیسا کہ مذاہب مختلفہ بکثرت پہیلے ہین اور سب اسلام کے مدعی اور اسلام کے ہواخواہ ہین اسی طرح قرآن مجید مین بہی بہت کچھہ اختلاف ہوجاتا اور کسیطرح یہ اختلاف نہ مٹ سکتا۔ ہر شخص کے پاس ایک نیا قرآن شریف ہوتا جسکو وہ وحی آسمانی سمجھتا اور دوسرے کو فرضی و مصنوعی جانتا اور جسطرح کتب سماوی زبور۔ توریت و انجیل مین تحریف و تبدیل ہوئی ہے قرآن مجید اور فرقان حمید بہی اس سے نہ بچتا اور جیسے اب یہہ کلام پاک بجنسہ اور تواتر کے ساتھہ ثابت ہے اوس حالت مین ہرگز نہوتا۔ قرآن مجید کے متعلق جناب عثمان رض نے پانچ قسم کی کوشش فرمائی۔

اول۔ لوگونکے پاس جو مصاحف اور اوراق موجود تھے جنکو ہر ایک نے اپنی زبان کے موافق لکھہ لیا تھا یا جیسا اپنے اپنے استادونسے سناتھا یاد کرلیا اور اوسی پر پورا پورا اعتماد کیا۔ اس وجہ سے گویا ہر شہر کا قرآن لفظاً ایک جدا تھا۔ جناب عثمان رض نے یہ اختلاف رفع کیا

تمام ممالک محروسہ اسلام مین ایک ایک نقل مصحف فاروقی کی پہونچادی نقل کرتے وقت بہی اختلاف رفع کرکے محاورہ قریش پر ٹھیک کرکے لکھایا۔ اس طرح تمام اہل اسلام مین ایک ہی قرآن شریف ہوگیا۔ جو اسکے خلاف پائے گئے وہ جلادئے گئے۔ دوم آپسے بہت سے تابعین نے قرآن شریف سیکھا اور وہی سلسلہ ابتک قائم رہا۔ مشاہیر قاریون کی قرأت کی سند کسی نہ کسی صحابہ سے ضرور پہونچتی ہے۔

عبداللہ بن کثیر و نافع دونون نے ابی بن کعب سے قرآن پڑہا اور اونسے سنا اور اونکو سنایا عبداللہ بن عامر کو جناب عثمان رضؓ سے سند ہے۔ عاصم حضرت علیؓ وعبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد ہین حمزہ نے حضرت عثمان رضؓ وجناب علی مرتضیٰ رضؓ سے پڑہا۔ اور ان سب نے جناب رسول خدا صلعم سے سیکہا سوم جناب عثمانؓ نماز مین قرأت دراز پڑہتے جیسا کہ حضرات ابوبکرؓ وعمرؓ کا دستور تہا کہ مسلمانونکو یاد کرانے کو قرأت طویل کیا کرتے تھے۔

قرافصہ بن عُمیر کہتے ہین کہ حضرت عثمانؓ صبح کی نماز مین سورہ یوسفؑ بہت پڑہا کرتے تہے وہ مجھکو سنتے سنتے یاد ہوگئی۔

چہارم۔ آپ زمانہ نزول قرآن مین کتابت وحی پر مامور رہے اور جس طرز پر زمانہ گذشتہ مین آیات قرآنی لکھی گئی تہین قابل اعتبار ہوئین اور عہد عثمانی مین اوسی طرز قدیم کا لحاظ رکھا گیا۔ پنجم جناب عثمانؓ کو تفسیر قرآن مین یعنی وقت نزول آیات قرآنی کہ کس کے بارہ مین اوترین کمال درجہ ملکہ تہا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ مین نے عثمانؓ سے کہا۔ سورہ انفال از قسم مثانی ہے اور سورہ برارۃ مئین مین سے ہے (یعنی جسکی دوسو آیتین ہون) آپنے دونونکو ملاکر ایک کردیا اور دونونکے بیچ مین بسم اللہ الرحمن الرحیم جو دو سورتونمین حد فاصل ہے کیون نہ لکھی اور سورہ برارت کو سبع طوال

مین رکھا اسکی وجہ کیا ہے۔ جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ جناب رسولخداؐ پر زمانہ نزول وحی گذرتا تھا اور آپ پر برابر سورتین اوترتی رہتی تھین۔ آپکا دستور تھا کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی آپ کسیکو بلا کر حکم دیتے کہ یہ آیت فلان سورت مین فلان فلان آیت کے بعد لکھ دو سورہ انفال مدینہ مین سب سے اول اوتری ہے اور سورہ برارۃ آخر قرآن ہے اور نزول مین سب سے موخر ہے مضمون وقصہ بھی دونون کا یکسان ملتا جلتا ہے۔ جناب رسولخداؐ کی زندگی مین انکے متعلق کچھ استفسار کی نوبت نہین آئی اور نہ آنحضرت صلعم نے بیان فرمایا کہ سورہ برارۃ کس قسم کی سورت مین ہے لہذا ظاہری مناسبت اور مشابہت سے مین نے دونونکو ملا کر لکھا اور دونونکے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم حد فاصل نہین لکھی۔ (ازالۃ الخفا)

اب ہم زیادہ وضاحت کی غرض سے صحیح بخاری کی دو حدیثین نقل کرتے ہین جن سے یہہ امر ثابت ہوجاویگا کہ عہد رسالت جناب رسول خداؐ مین قرآن شریف کی کیا صورت تھی پھر عہد خلافت صدیقی مین کیا لباس کلام ربانی نے پہنا۔ بعد اسکے جناب عثمان غنیؓ نے اس کو کس طرح کی ترتیب دی۔

حدیث اول حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہین کہ زمانہ جنگ اہل یمامہ و حرب بنی حنیفہ مین جسمین مسیلمہ کذاب مارا گیا ہے ایک دن جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھکو بلایا۔ مین آپکی خدمت مین حاضر ہوا جناب عمر فاروقؓ بھی آپکے پاس تھے۔ حضرت صدیقؓ نے فرمایا۔ عمرؓ میرے پاس آئے اور مجھسے بیان کیا کہ اس جنگ مین قاری وحفاظ قرآن شریف بہت شہید ہوے (جنکی تعداد سات سو تک پہونچی) مین ڈرتا ہون کہ اسی طرح دو چار لڑائیون مین اگر حفاظ شہید ہوگئے تو قرآن شریف کا ایک بہت بڑا حصہ تلف ہوجائیگا۔ میرے نزدیک تو آپ قرآن مجید جمع کرنے کا حکم دیدیجئے۔ مین نے عمرؓ کو جواب دیا جو بات رسول خداؐ نے نہین کی

وہ تم کیسے کروگے۔ عمرؓ نے کہا واللہ یہہ کام نیک ہی۔ بعد اسکے بہی عمرؓ نے مجھسے جمع قرآن مجید کے بارہ مین بار بار کہا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ یہ کام کرنیکو کہولدیا اور مین نے بہی جمع قرآن پاک کو مناسب جانا جیسا کہ عمرؓ نے اسکو نیک کام سمجہا اسلیئے اب میری رائے ہے اور مین تمسے کہتا ہون کہ تم مرد جوان عاقل ہو۔ ہم کسی طرح تم کو متہم نہین جانتے۔ تم اکثر جناب رسولخدا کے زمانہ مین کتابت وحی بہی کرتے رہے ہو۔ تمپر اعتماد کامل ہے اور تم امانت دار ہو۔ تم آیات و سور قرآنی لوگونکے پاس سے تلاش کرکے ایک جاگہہ جمع کرکے لکہو۔

حضرت زیدؓ نے عرض کیا۔ خدا کی قسم۔ اگر مجہکو کسی پہاڑ کے پتہر اوٹہانے اور ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لیجانیکا حکم کرتے تو یہ کام بہ نسبت جمع قرآن پاک کے بہت آسان ہوتا اور کسی طرح بار نہ گذرتا۔ پہر مین نے عرض کیا جو کام جناب رسول خداؐ نے نہین کیا آپ کیسے کرینگے۔ فرمایا۔ واللہ یہ کام بہت اچہا ہے بعد اسکے جناب صدیقؓ مجہکو جمع قرآن کیواسطے باربار ارشاد فرماتے رہے اور مین ٹالتا رہا یہانتک کہ میرا سینہ بہی اس کام کے کرنیکو کشادہ ہوگیا جیسا کہ جناب صدیقؓ اور فاروقؓ کے سینے اس کام پر فراخ ہوگئے تہے لہذا مین نے قرآن شریف جمع کرنا شروع کردیا۔ اوسکی تلاش وجستجو مین نہایت محنت واہتمام کیا۔ کہجور کی پتیون سفید پتہر کے ٹکڑون اور لوگونکے سینون سے تلاش کرکے ایک جگہہ کتابی صورت مین کردیا۔ سورہ توبہ کی آخری آیت ابوخزیمہ انصاری کو یاد تہی اونسے لی اونکے سوا دوسرے کو وہ آیت یاد نہ تہی۔ وہ آیت یہ ہے۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم تا آخر آیت مین نے یہ آیت سورہ توبہ کے آخر مین لگادی۔

جب تمام قرآن مجید جمع ہوگیا تو یہہ مجموعہ حضرت صدیقؓ کے پاس تاحین حیات اونکے رہا۔ پہر جناب فاروقؓ کی زندگی مین اونکے پاس رہا۔ بعد شہادت جناب فاروقؓ ام المومنین جناب حفصہؓ بنت عمرؓ کے قبضہ مین آیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوگیا کہ قرآن شریف عہد رسالت مین ایک جاگہہ مجتمع نہ تہا بلکہ مختلف چیزونپر آیات قرآنی وسور فرقانی بلالحاظ ترتیب لکہی تہین۔ پورا دار ومدار قرآن شریف کا حفظ ویاد داشت پر تہا حضور سرور عالم کی عادت مبارک تہی کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی آپ صحابہ کرام کو سنادیتے اور یاد کرادیتے۔ یہہ بہی ارشاد فرمادیتے کہ یہ آیت فلان فلان آیت کے بعد ہے اس آیت کو فلان آیت سے ملاکر پڑہنا چنانچہ صحابہ کرام اوسی طرح یاد کرلیتے تہے۔ جسطرح حضور اقدس صحابہ کو سناتے تہے اسی طرح کاتبان وحی کو جو اس کام پر مامور رہتے تہے ارشاد ہوتا کہ یہ آیت لکہہ لو چنانچہ ارشاد نبوی کی تعمیل ہوتی اور وہ آیت جدید نازل شدہ کسی نہ کسی چیز پر لکہہ لی جاتی تہی۔ اوسوقت کاغذ وغیرہ دستیاب نہ ہوتا تہا درختونکے پتے بلکہ کہجور کی شاخین اس کام کے واسطے موزون سمجہی جاتین یا پتہر کے ٹکڑے کتابت کے کام مین آتے تہے جیساکہ قدیم زمانہ مین بہوج پتر پر لکہتے تہے اور اب بہی بعض تعویذات ونقوش اسی پر لکہے جاتے ہین الغرض اوسوقت قرآن شریف اونہین آیات وسور تو انکا نام تہا جو لوگونکو یاد تہین۔ یہہ مجموعہ آیات وسور جو کاتبان وحی کا لکہا ہوا تہا بلا ترتیب وبلالحاظ تقدیم وتاخیر ایک جگہہ جمع تہا۔ جناب صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت مین وہ متفرق آیات کاغذ کے ورقونپر لکہہ لی گئین اور وہ مجموعہ اوراق مصحف کہلایا۔ حضرت زید بن ثابتؓ جو اس کام پر مامور تہے اونہون نے جو آیتین اور سورتین جمع کین یہہ سب لوگونکی یاد سے لکہین اور جو کچہہ لوگونسے سنا اوسکی تصدیق گویا کہ شہادت اونہین ٹکڑون پر جونسے ہوئی جنپر کاتبان وحی نے لکہہ لی تہین۔ لوگونکے سینونسے لینے کا یہی مطلب ہے کہ حفاظ وقاریان زمانہ کی زبان سے سنکر لکہہ لیتے تہے۔ اوسپر بہی یہ اہتمام تہا کہ ایک پر اکتفا نہ کرتے بلکہ متعدد اشخاص ومعتمد صحابہ کرام سے قسمیہ وحلفیہ اون آیات کی تحقیق کرتے اور گواہونسے تفتیش کرکے ثابت کرلیتے جب لکہتے تہے مثلاً یہ آیت جناب رسول خداؐ

سے فلان شخص نے سنی اور فلان فلان معتبر اشخاص گواہی دیتے کہ ہان ہم بہی اوسوقت تہے کمال تحقیق و مبالغہ اور نہایت درجہ احتیاط سے یہ کام کیا گیا۔ حضرت زید بن ثابت رضی کے علاوہ دیگر اصحاب کبار حضرت ابی بن کعب رض۔ معاذ بن جبل رض۔ ابوالدرداء رض وغیرہم نے جناب رسولخدا سے قرآن سیکہا اور خوب یاد کرلیا۔ بارہا حضور سے سنا اور سنایا۔ یہہ لوگ بہی اسوقت موجود تہے۔ حضرت زید بن ثابت رض اس کام کے منصرم تہے اور یہ سب صاحب انکو مدد دیتے تہے

جس زمانہ مین تالیف اول ہوئی ہے قرآن پاک یقینی اور قطعی طور پر معلوم اور ممتاز تہا۔ کلام ربانی اپنی معجز بیانی سے کلام عباد سے بالکل جدا اور صاف علیحدہ تہا۔ کسیکو یہہ وہم بہی نہ تہا کہ کلام الٰہی مین کوئی شخص اپنی طرف سے چند آیتین بناکر ملادیگا اور اوسکا کلام اسمین کہپ جاویگا نہ یہ بات تہی کہ آیات قرآنی مشتبہ ہوگئی ہون۔ کسی پاس کچہہ ہون کسی پاس کچہہ اور ایک دوسرے پر انکار کرتا ہے جسکو جو یاد ہے اوسیکو قرآن جانتا ہے۔ مدعی آیات قرآنی کا قول بغیر شہادت و بیان حلفیہ مقبول نہ ہوتا ہو۔ انمین سے کوئی بات نہ تہی کیونکہ صحابہ کرام کو تیئیس سال تک جناب رسول خدا صلعم سے قرآن بنفس نفیس سنتے اور آنحضرت صلعم کو سناتے اسقدر مہارت حاصل ہوگئی تہی کہ کسی طرح ان امور مذکورہ کا وہم تک نہوتا تہا اور باوجودیکہ قرار و حفاظ صحابہ کرام کثیر التعداد شہید ہوگئے تہے پہر بہی اوسوقت تک بہت سے صحابہ موجود تہے۔ البتہ خوف تہا تو اس بات کا کہ آگے چلکر جو لوگ حافظ قرآن ہین وہ نہ رہینگے اور قرآن مجید جو کسی جگہہ یکجا جمع نہین ہوا ہے اوسکے بعد شاید نقصان پذیر ہو اور اسکی کچہہ آیتین کم ہوجاوین۔ یہی خوف جناب فاروق رض کو پیدا ہوا جسکی بابت جناب صدیق رض سے گفتگو کی اور بعد رد و بدل جمع قرآن مجید کی رائے ٹہیر گئی

جناب رسالتمآب صلعم کے عہد مبارک مین کتابت وحی کا دستور تہا اور آیات قرآنی جس طرح ہو اور جہان جس چیز پر ہو لکہہ لی جاتی تہین۔ لیکن وہ سب پرزے اور پرچے متفرق تہے۔

جناب صدیق رضؓ کے حکم سے سب لکھکر یکجا کر دئے گئے۔ یعینہ اسکی مثال یہ ہے کہ آیات قرآنی جو
جناب رسول خداؐ کے گھر مین پرزون۔ پرچون پر لکھین اون سکو ایک جگہہ ایک تاگے سے سیکر
اکھٹا کر دیا تا کہ کوئی پرچہ اونمین سے تلف نہو حضور سرورِ عالم کے زمانہ مین آیات کے منسوخ
ہونیکا شبہ تہا اسوجہ سے جمع کرنا مناسب نہ تہا جب بعد وفات آنحضرت صلعم نزول قرآن موقوف
ہوگیا اور قرآن شریف مین زیادتی اور کمی کا شبہ نہ رہا تو حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانہ مین تمام آیتین
اور سورتین یکجا کر دی گئین مگر اونمین ترتیب سور کا لحاظ نہ تہا۔ اب قرآن مجید ایک کتاب کا نام ہو گیا
سورتونمین ترتیب ابہی نہین آئی مگر آیات کی وہی ترتیب تہی جیسا کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین
حفاظ کو یاد کرا دیا گیا تہا اور یہی طرز کتابت مین رہی۔

حدیث دوم حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حذیفہ بن یمانؓ جنگ اہل شام
و اطراف ارمینیہ و آذربیجان سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ مین بحضور جناب عثمانؓ آئے۔ اس سفر مین
اونہون نے قرآن شریف کے بابت جابجا لوگونمین اختلاف دیکھا تہا جناب عثمان رضؓ سے
عرض کیا کہ اے امیر المومنین۔ امت محمدی کی خبر لیجیے۔ قرآن شریف مین اختلاف و نزاع ہو
چلا ہے۔ ابہی کچھہ گیا نہین قبل اسکے کہ یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف کرین انکی اصلاح کر دیجیے گا
حضرت عثمانؓ نے ام المومنین جناب حفصہؓ کے پاس سے وہ مجموعہ مصحف طلب کرلیا جو
عہد صدیقی مین تالیف ہوا تہا اور اصحاب ذیل کو اس کام کے واسطے منتخب فرمایا۔ زید
بن ثابت۔ عبداللہ بن زبیر۔ سعید بن العاص۔ عبداللہ بن حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اجمعین۔

ان بزرگون نے اوس قرآن کی متعدد نقلین کین۔ آپنے ان تین صاحبون قریشی سے
فرمایا کہ تمہارے اور زید بن ثابت کے درمیان جس مقام پر اختلاف ہو تو محاورہ قریش کو

ترجیح دیکر اوسکے مطابق کرنا کیونکہ قرآن بلغت اہل قریش کے محاورہ اور زبان کے موافق نازل ہوا ہے جب قرآن بلغت قریش کے متعدد نسخے نقل ہو گئے اصل منقول عنہ جناب حفصہؓ کو واپس کر دی اور اطراف ممالک محروسہ اہل اسلام مین ایک ایک نسخہ نقل شدہ بہیجدیا۔ انکے سوا جسقدر قرآن لکہے ہوے ملے اور جس کسی کے پاس پایے سب جلادیے اور ایک روایت مین ہے اون سب کو پہاڑ ڈالا۔ ایک آیت سورہ احزاب کے اخیر کی اوس مجموعہ مین لکہی ہوئی نہ ملی۔ زید بن ثابت کہتے ہین کہ وہ آیت مجہکو یاد تہی جناب رسول خداؐ سے سنا کرتا تہا آخر بعد جستجو و تلاش خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس ملی وہ آیت یہہ ہے ۔من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ۔ اسکو اخیر سورہ احزاب مین ملا کر لکہدیا۔

یہہ تالیف قرآن جناب عثمانؓ کے عہد مین ہوئی۔ یہہ تالیف تیسری مرتبہ کی ہے کیونکہ قرآن مجید تین مرتبہ جمع ہوا۔ اولاً جناب رسولخداؐ کے وقت مین جمع ہوا اور اوسکی وہی صورت ہے کہ پرزون اور پرچون پر آیات لکہی گئین اور اونمین ترتیب کا کچہہ لحاظ نہ تہا۔ ثانیاً عہد خلافت صدیقی مین جیسا کہ حدیث اول سے ثابت ہوتا ہے اس جمع تالیف مین دوسری صورت پیدا ہو گئی۔ ثالثاً جناب عثمانؓ نے صحابہ کبار کو جمع کر کے متعدد نسخے قرآن مجید کے نقل کرائے اور اس تالیف مین لغت قریش اور اوسکے محاورہ کا لحاظ رکہا۔ بالکل اوسی زبان اور محاورہ کے مطابق کر دیا۔ علامہ ابن حجرؒ کا قول ہے کہ تالیف و جمع صدیقی و جمع عثمانی مین یہہ فرق ہے کہ جناب صدیقؓ کے عہد مین اس خوف سے قرآن مجید جمع کیا گیا کہ حفاظ و قاریونکی شہادت اور مرنے سے قرآن مجید مین نقص نہ پیدا ہو جاے کیونکہ اوسوقت تک ایک جگہہ ایک کتاب کی صورت پر نہ تہا اور جناب عثمانؓ نے اختلاف رفع کرنے کی غرض سے یہہ کام کیا کیونکہ مختلف بلاد و ممالک مین قرآن مجید کو لوگ اپنے اپنے محاورہ اور زبان مین پڑہتے تہے اور

ایک دوسرے کو غلطی کا اتہام لگاتے تھے اور جو اجازت ابتدائے زمانہ مین ہر شخص کو تھی کہ اپنی اپنی زبانمین پڑہے اوسکی اب ضرورت بھی نہ رہی۔ اس وسعت واجازت سے اس زمانہ مین وقوع اختلاف کا بہت بڑا خوف تہا لہذا زبان قریش پر کردینا اور لوگونکے اختلاف اوٹہا دینا ضروری ہوا فی الواقع جناب عثمانؓ کی یہہ سعی وکوشش قابل قدر ہے اور جملہ اہل اسلام کی گردنپر آپکا یہہ احسان ہے۔ اگر آپ یہہ کوشش نہ فرماتے اس پرآشوب زمانہ مین ایک نسخہ بھی قرآن شریف کا متفق علیہ دوچار شہرونمین معتمد علیہ نہ ملتا۔ خداوندتعالی نے اپنا وعدہ انا لہ لحافظون۔ جناب عثمانؓ کے ہاتھہ سے پورا کردیا۔ عہد عثمانی مین قرآن مجید کے سات نسخے لکہے گئے اور مختلف بلاد اسلام مین تقسیم کردئے گئے مشہور یہہ ہے کہ آپنے پانچ نسخے نقل کرائے تھے۔ اب رہی یہ ترتیب جو فی زمانہ قرآن مجید مین موجود ہے وہ یہی ترتیب عثمانی ہے اسکی بابت علما کا قول ہے کہ ترتیب سورتون اور آیتونکی اجماع صحابہ سے ثابت ہی اور ہر زمانہ مین امت محمدیہ کا اسپر اتفاق رہا ہے اور آج تک کسی نے خلاف نہین کیا لہذا اسکے خلاف پڑہنا نماز مین ہو خواہ خارج نماز سے ناجائز قرار پایا گیا ہے۔

قصہ بیر اریس

اسی سنہ ۳۰ھ مین جناب رسول خداؐ کی مہر حضرت عثمانؓ کے ہاتھہ سے بیر اریس مین گر پڑی۔ یہ کنوان مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ کنوان بہت گہرا نہ تھا اور پانی بھی اسمین کم تھا یہ مسلمانونکے واسطے کہودا گیا تھا۔ مگر جسوقت یہ مہر اوسمین گری اوسکی تہ کسی نے نہ پائی۔ جس زمانہ مین شاہان عجم سے خط وکتابت شروع ہوئی ہے لوگون نے جناب رسول خداؐ کی خدمتمین عرض کیا کہ یہہ لوگ عجمی جس خط پر مہر نہو اوسکا اعتبار نہین کرتے۔ آنحضرتؐ نے لوہے کی مہر

بنوائی اور اپنی اونگلی مین پہین لی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے لوہے کی مہر پہنے دیکھکر آپکو منع کیا۔ آپنے اوتار کر پہینکدی۔ بعدازان تانبے کی مہر بنوائی وہ بہی اسی طرح حضرت جبریل ع کی ممانعت سے اوتار ڈالی پہر چاندی کی مہر بنوائی حضرت جبریل نے جب دیکہا کچہہ اعتراض نہ کیا بلکہ فرمایا کہ پہنے رہین۔ جب کسیکو خط لکہا جاتا اوسپر وہ مہر لگا دیجاتی۔ بعد وفات آنحضرت صلعم وہ مہر جناب ابوبکرؓ کے ہاتہہ مین رہی اور پہر حضرت فاروقؓ کے پاس اور بعدازان جناب عثمانؓ کے ہاتہہ مین آئی۔ حضرت عثمانؓ اپنے عہد خلافت مین چہہ برس تک وہ مہر پہنے رہے اتفاقاً ایکدن جناب عثمانؓ کنوئین پر بیٹہے تہے۔ اونگلی سے مہر اوتار کر ہاتہہ مین لے لی (اور جیسا کہ عادت ہے کہ ہاتہہ مین چیز ہو تو خواہ مخواہ آدمی اس سے شغل کرتا ہے) اور اوسکو اوچہالنے لگے۔ وہ انگوٹہی ہاتہہ سے نکلکر کنوئین مین جا پڑی۔ لوگ کنوئین مین اوترے اور بہت کچہہ ڈہونڈہا۔ تمام پانی نکال ڈالا مگر وہ مہر ایسی گم ہوئی کہ نام تک باقی نہ رہا۔ جناب عثمانؓ کو اوسکے گم ہونیکا سخت ملال ہوا۔ آپنے اسکے پانے والیکو انعام دینے کا وعدہ کیا مگر بے سود۔ جب اوس سے مایوسی ہوئی ویسی ہی دوسری مہر بنوالی گئی۔ جب آپ شہید ہوے ہین معلوم نہ ہوا کسنے وہ مہر اوتار لی اور کیا ہوئی کچہہ پتہ نہ لگا (ابن اثیر)

آغاز حوادث وفتن

جب خداوند تعالی نے مسلمانونکے ہاتہو پر ملک فتح کیے اور اسلام کے قبضہ مین اکثر ممالک آگیے۔ عرب مابین بصری۔ کوفہ شام۔ مصر کے باشندونمین رہنے لگے۔ آنحضرت صلعم کے شرف صحبت سے ممتاز اور اونکے پورے پورے مقلد مسلمانون کے ہادی۔ مہاجرین۔ انصار۔ قریش۔ اہل حجاز۔ اور وہ لوگ تہے جو اس دولت عظمی سے سرفراز ہوے تہے۔ باقی عرب بنی بکر بن وائل۔

عبدالقیس۔ ربیعہ۔ ازد۔ کندہ۔ تمیم۔ قضاعہ۔ وغیرہم اس عزت و شرف سے ممتاز نہ تھے کیونکہ ان لوگون آخرالذکر کو صحبت نبوی نصیب نہین ہوئی تھی۔ اگر کسیکو انہین سے یہہ دولت صحبت نصیب بھی ہوئی تو بہت ہی کم۔ البتہ فتوحات مین انہین لوگون کا قدم آگے تھا۔ بہ نسبت صحابہ کرام کے انہین لوگون کے ہاتھون اکثر ملک فتح ہوئے۔ اسوجہ سے یہہ لوگ اپنے کو صحابہ کرام سے افضل جانتے اپنے کو فاتح بلاد کہتے اور اپنے حقوق اونسے اعلی سمجھتے تھے۔ زمانہ عام لشکرکشی مین اس امر کا چندان خیال کسی نے نہ کیا لیکن بعد حصول فتوحات و کامیابی کے یہہ دیکھکر کہ اونپر مہاجرین وانصار و قریش اور انکے علاوہ دیگر قبائل کے لوگ حکمران ہوئے ہین دل ہی دل مین کشیدہ ہونے لگے۔ رفتہ رفتہ جناب عثمانؓ کا زمانہ خلافت آگیا۔ ان لوگون نے والیان ممالک اسلامیہ پر طعن و تشنیع کرنا شروع کی جناب عثمانؓ کے تعمیل احکام مین سستی اور آپکے انتظامات پر حرف گیری کرنے لگے۔ کبھی کسی حاکم کی تبدیلی کی درخواست کرتے۔ کبھی کسی عامل کی معزولی کی التجا کرتے غرضکہ ہر طرح پر حضرت عثمانؓ کی مخالفت پر تلے رہنے لگے۔ یہ لوگ تو درکنار۔ انکی دیکھا دیکھی انکے اتباع سے دیگر اشخاص جو عرب کے علاوہ دوسرے ملکونکے رہنے والے تھے اور اب اسلام نے انکو ایک درجہ ممتاز کر دیا تھا ان اعراب کے ساتھ نکتہ چینی اور حرف گیری مین شریک ہوگئے اور حکام وامراء بلاد پر ظلم و بیجا کاروائیونکے الزامات قائم کرنے لگے۔ ایک مدت قلیل ہی مین مدینہ منورہ مین صحابہ کرام کے کانون تک یہہ باتین پہونچ گئین جس سے ان لوگون نے اونکو بھی مشکوک و مشتبہ کر دیا اور وہ لوگ اکثر در پردہ اور کبھی علانیہ جناب عثمانؓ اور اونکے امراء کی معزولیت کی نسبت گفتگو کرنے لگے۔ صحابہ کرام نے اس نقص کے دفع کرنے اور اونکو راہ راست پر لانیکی یہہ فکر کی کہ جو لوگ مخالف تھے اونکو مجبور کیا کہ مختلف ممالک مین مختلف امراء و عمال کے پاس آدمیونکو بھیج کر انکی صحیح صحیح کیفیت دریافت کرائین۔ بعد تحقیق و تنقیح تمام

مناسب کارروائی کیجائیگی چنانچہ محمد بن مسلمہ کوفہ کو۔ اسامہ بن زید بصرہ کے جانب عبداللہ بن عمر شام کی طرف عمار بن یاسر بجانب مصر روانہ کئے گئے۔ علاوہ انکے اور لوگ بہی دریافت حال کی غرض سے مختلف شہروں مین بہیجے گئے۔ ان سبہون نے آکر بیان کیا کہ ہمنے کوئی امر نازیبا یا نامناسب کارروائی نہ تو عمال کی دیکہی اور نہ عوام الناس مین کسی قسم کا چرچا سنا۔ لیکن عمار بن یاسر کو بعض مفسدہ پرداز لوگون نے ملالیا اور اپنی طرف مائل کرلیا۔ وہ بظاہر اون سے مل جل گئے

اخراج ابوذر غفاری رض

امام بخاری بروایت زید بن وہب نقل کرتے ہین کہ مین ربذہ مین پہونچا اور ابوذر رض سے ملا۔ مین نے انسے پوچہا۔ آپ کس وجہ سے یہان آئے ہین۔ جواب دیا کہ مین شام مین تہا میرے اور معاویہ رض کے درمیان بحث ہوئی کہ آیہ کریمہ۔ الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ۔ ترجمہ۔ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہین اور راہ خدا مین نہین دیتے کسکے بارہ مین ہے۔ معاویہ رض کا قول تہا کہ اہل کتاب کے بارہ مین اوتری اور مین نے کہا نہین بلکہ یہہ عام ہے چاہے مسلمان ہو چاہے اہل کتاب۔ جو شخص روپیہ جمع کر رکہیگا اور خدا کی راہ مین نہ دیگا وہی اس آیت کا مصداق ہے۔ معاویہ رض نے میری شکایت جناب عثمان کو لکہی اونہون نے مجہکو مدینہ منورہ بلالیا۔ لوگون نے چارون طرف سے مجہکو گہیر لیا گویا مین ایک نیا آدمی تہا اس سے قبل مدینہ مین گیا نہ تہا اور نہ کسی نے مجہکو کبہی دیکہا تہا مین نے یہہ حال جناب عثمان رض سے عرض کیا آپنے فرمایا۔ اگر تم لوگون سے علیحدگی پسند کرتے ہو تو یہان سے قریب کوئی جگہہ تمہارے واسطے متعین کردی جاوے۔ مین نے کہا بہتر ہے۔ اوس روز سے مین یہان آکر مقیم ہوا۔ یہہ تو کوئی ایسی بات بہی نہین۔ خلیفہ کی اطاعت اور

اونکی خوشی ماننا ہر ایک کا فرض منصبی ہے۔خدا کی قسم۔اگر کسی حبشی غلام کو سردار بنا دین تو کیا ہم اوسکی اطاعت نہ کرینگے۔ (ازالۃ الخفاء)

حضرت ابوذر غفاری جلیل القدر صحابی ہین۔حضرت عمرؓ کے زمانہ مین یہہ شام مین چلے آے اور یہان جہاد کی نیت سے قیام کیا۔حضرت معاویہؓ حاکم شام چونکہ عمارات نفیس و دیگر دنیوی تکلفات مین مصروف تھے ابوذرؓ اکثر اونپر طعن کیا کرتے۔چونکہ معاویہؓ اونکے فراج سے واقف تھے ہنسکر ٹال جاتے۔ابوذرؓ کے مزاج مین نہایت درجہ ورع و تقویٰ تہا۔دینی باتون مین تو خیر دنیوی امور مین بہی لوگون سے بسختی و تشدد پیش آتے تھے۔اونکا یہہ مقولہ تہا کہ کسی شخص کے پاس ایکدن سے زیادہ کہانا نہ ہونا چاہیئے۔جسکے پاس اس سے زیادہ مال ہوگا وہ قیامت کے دن حسب وعید قرآن مجید۔الذین یکنزون الذھب والفضۃ الخ عذاب الٰہی مین گرفتار ہوگا۔(ابن خلدون)

امام بخاریؒ احنف بن قیس سے روایت کرتے ہین۔احنف کا بیان ہے کہ مین ایکدن جماعت قریش مین بیٹھا تھا ایک صاحب موٹے کپڑے پہنے بہیئت زاہدانہ اوس مجمع مین آے اور سلام برسم اہل اسلام ادا کرکے کہا۔"مال دار جنکے پاس خزانہ کے خزانے جمع ہین اونکو خوشخبری ہو کہ قیامت کے دن پتہر گرم کرکے یا اونکی چاندی سونے کی سلین آگ مین خوب گرم کرکے اونکے سینہ پر رکہی جاوینگی کہ تمام اعضا کو جلا کر وہ پشت پر نکلین گی اور جب پشت پر رکہینگے تو وہ سینہ پر پہونچینگی"۔یہہ کہکر وہ سب سے الگ ایک ستونسے لگ کر بیٹھہ گئے (شاید یہہ مجمع کسی مسجد مین ہوگا) راوی کہتے ہین کہ مین اونکے پیچھے ہولیا اور پاس جاکر بیٹھہ گیا مین نہین جانتا تہا کہ یہہ کون شخص ہین۔مین نے اونسے کہا۔مجھکو خیال ہے کہ آپکے کلام سے سب لوگ ناخوش ہوے ہین۔

وہی شخص - یہہ لوگ محض بیوقوف - جاہل مطلق ہین - میرے خلیل دوست نے مجھسے فرمایا ہے -

مین - آپکے دوست کون ہین -

وہی شخص - جناب رسولخدا ہین - آپنے ارشاد فرمایا ہے "اے ابوذر کیا تم کوہ اُحُد کو دیکھتے ہو" مجھکو خیال ہوا کہ شاید حضور کسی کام کے واسطے مجھکو بہیجنا چاہتے ہین اور مین نے آفتاب کی طرف دیکھا تو دن بہت کم رہگیا تہا - کہا ہان - مین دیکھتا ہون - فرمایا "اگر کوہ احد سونیکا ہو جاوے اور اسقدر مجھکو ملے تو بہی مجھکو بالکل خوش نہ آویگا مگر یہہ کہ اللہ کی راہ مین سب کو خیرات کر دون" یہہ لوگ دنیا دار نہین سمجھتے ہین اور دنیا جمع کر رہے ہین - خدا کی راہ مین خرچ نہین کرتے -

مین - آپ اپنے بہائیون قریش کے پاس کیون نہین جاتے اور اونسے کچھہ لیتے

وہی شخص - خدا کی قسم مین اونسے کبہی دنیا کی ضروریات سے کچھہ سوال نہ کرونگا - نہ کوئی دین کی بات اونسے پوچھونگا مین اسی طرح اپنے خدا کے پاس چلا جاؤنگا (ازالۃ الخفاء)

غرضکہ ابوذر غفاری مالدار شخص کو لعنت وملامت کیا کرتے تہے - انکا یہہ مطلب تہا کہ اپنے بہائی مسلمان کو جو تمسے محتاج ہے جو کچھہ تمہارے پاس تمہاری ضرورت سے فاضل ہو دیدیا کرو ابہی ان کا قیام شام مین تہا کہ اس اثنا مین ابن سبا بہی شام مین پہونچا اور ابوذر کا یہہ رنگ ڈہنگ دیکھکر اونپر یہہ روغن قاز ملا کہ دیکھو معاویہؓ نے مسلمانونکے مال سے اپنا گھر بہر لیا ہے اور جو مال مسلمانونکا بیت المال مین ہے اور اوسمین سب کا حق ہے اوسکو بہی اللہ کا مال

بتلاتے ہین۔ اونکی غرض اس سے یہہ ہے کہ مسلمانونکا نام وحق اس مال پر باقی نہ رہ جاے تاکہ بیفکری کے ساتھہ اوسکو اپنے تصرف مین لائین۔ ابوذر یہہ سبق پڑہکر معاویہ کے پاس آے اور کہا تم مسلمانونکے مال کو خدا کا مال کیون کہتے ہو۔ امیر معاویہؓ نے کہا اے ابوذر رحیم خدا کی رحمت ہو۔ کیا ہم اللہ کے بندے نہین ہین اور ہمارا یہہ مال کیا خدا کا مال نہین۔ ابوذر نے جواب دیا۔ ہان درست ہے اور درحقیقت جو تمنے کہا سب ٹہیک ہے مگر اسمین دہوکا پڑتا ہے بندہ کے مال کو تم خدا کا مال نہ کہو حضرت معاویہؓ نے کہا۔ اچھا آیندہ سے ایسا نہ کرونگا اور بندونکے مال کو خدا کا مال نہ کہونگا۔ لیکن جناب ابوذرؓ کو امیر معاویہؓ کے کہنے پر اطمینان نہوا۔ ابن سبا کی پٹی پڑہاے ہوے تہے لوگونکے سامنے حضرت معاویہؓ کی برائیان کرنا اور اون کی عیب گیری اور مذمت نہ چہوڑی۔ پہر ابن سبا ابوالدرداؓ عبادہ بن صامتؓ کے پاس آیا اور ان بزرگونکو بہی اپنے دام تزویر مین لانا اور گفتگوے ابلہ فریب سے راہ راست سے بہکانا چاہا۔ جو گفتگو ابوذرؓ سے کی تہی وہی ان لوگون سے بہی کی مگر ان دونون صاحبون نے اوسکو ڈانٹ کر اپنے پاس سے نکال دیا بلکہ حضرت عبادہ بن صامتؓ ابن سبا کو پکڑکر امیر معاویہ کی خدمت مین لاے اور کہا۔ واللہ اس شخص نے ابوذر کو تمہاری مخالفت پر آمادہ کیا ہے اور اسی شخص کی شرارت سے ابوذر تمہارے پاس آے اور تم سے بحث کر گئے۔

الغرض ابوذرؓ اب علانیہ ہر جگہہ شام مین کہتے پہرتے تہے اور گویا انکا یہی وعظ تہا۔ اے مالدار دولتمند لوگو۔ فقیرون محتاجونپر خیرات کردو اور اللہ کے عذاب سے ڈرو کہ اوسنے سونا چاندی جمع رکہنے والیکو وعید سخت فرمایا ہے اور عذاب دوزخ سے ڈرایا ہے۔ ایکدن رات کی خوراک سے زیادہ ہرگز نہ رکہو۔ ابوذرؓ نے اس باب مین اسقدر کوشش کی کہ شام کے تمام فقرا اور محتاجین امرا و روسا سے سخت تقاضا کرکر وصول کرنے لگے اور دولتمندونکو

اونکے تقاضاے نا وقت و بے ہنگام سے تکلیف ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ جب لوگون نے ابوذر کی
شکایتین کرنی شروع کین اور انکی شکایتونکی تعداد حد کثرت تک پہونچ گئی تو ایک شب
حضرت معاویہؓ نے ایک ہزار دینار ابوذر کے پاس بھیجے۔ یہہ تو مال رکھنا حرام سمجھتے تھے
سب کے سب رات ہی مین خیرات کر ڈالے۔

حضرت معاویہؓ نے نماز صبح کے بعد اوسی شخص کو جو ابوذر کو رات کے وقت دینار دے آیا
تھا انکے پاس بھیجا اور اوسکو سمجھا دیا کہ تم ابوذرؓ پاس جاکر کہو "میری جان بچایئے۔ معاویہؓ مجھکو
مار ڈالینگے۔ وہ دینار جو شب کو مین آپ کی خدمت مین لایا ہون دہوکے سے آپکے پاس
لے آیا تھا معاویہؓ نے دوسرے کے پاس بھیجے تھے اب اگر مین حضرت معاویہؓ سے ظاہر کرونگا تو
مجھکو جان سے مار ڈالینگے اور مین غریب مفلس آدمی ہون میرے پاس اسقدر کہان کہ خود دے
دون" چنانچہ وہ شخص ابوذرؓ کے پاس آیا اور اسی طرح بیان کیا۔ ابوذرؓ نے کہا "خدا کی قسم
تمہارے دینارونمین سے ایک بھی صبح تک میرے پاس نہین رہا۔ البتہ مجھکو تین دنکی مہلت
دو اس عرصہ مین جمع کرکے پورے ادا کر دونگا" وہ شخص سکھلایا ہوا حضرت معاویہؓ کے پاس
واپس گیا اور صورت حال ظاہر کی۔ جناب معاویہؓ کو ابوذرؓ کے قول و فعل کی مطابقت معلوم
ہوگئی۔ جناب عثمانؓ کی خدمت مین انکی شکایت لکھی کہ ابوذرؓ نے ناک مین دم کر رکھا ہے۔ انکے
تقوی نے عام مین شورش ڈال رکھی ہے۔ اور تمام کیفیت ظاہر کی۔ جناب عثمانؓ نے اسکے
جواب مین ارقام فرمایا۔ فتنہ مثل شکاری جانور کی اپنے پنجے اور آنکھین نکالکر جست مارنے پر مستعد
ہو رہا ہے۔ خبردار۔ تم وار نہ کرنا اور اوسپر ہاتھہ نہ چلانا۔ ابوذرؓ کو میرے پاس کسیکی ہمراہ بحرمت
تمام بھیجدو اور خود تم اور نیز دیگر اشخاص اونسے کسی طرح کا تعرض نہ کرو۔ جناب معاویہؓ نے یہ حکم
پاکر ابوذرؓ کو بعزت و حرمت مدینہ منورہ روانہ کیا۔ انکے ہمراہ انکے گھر والے جملہ اہل و عیال بھی تھے

ان لوگونکے پاس ایک تھیلی وزنی تھی کہ ایک آدمی بمشکل لیجا سکتا تھا۔ کسی نے اوس تھیلی کو دیکھکر کہا۔ ابو ذر اللہ والے زائد دنیا سے بیزار تو ہین مگر روپیہ پاس رہتا ہے۔ انکی بیوی نے سنکر کہا صاحبو۔ اسمین نہ روپیہ ہے نہ اشرفی۔ ہان پیسے ضرور ہین جب انکا وظیفہ مقررہ آتا تھا اُسکے پیسے گھر کے خرچ کو لا رکھتے تھے وہی پیسے اس تھیلی مین ہین غرض ابو ذرؓ جب مدینہ کے قریب پہونچے اور بمقام کوہ سلع انکا گذر ہوا تو کیا دیکھتے ہین کہ اس پہاڑ تک آبادی ہو گئی ہے۔ جا بجا لوگونکی نشستگاہین بنی ہین۔ لوگ رہتے بستے ہین۔ کہان وہ ویرانہ کہان یہ آبادی۔ سخت حیرت ہوئی۔ فرمایا۔ اب اہل مدینہ لوٹ مار کے منتظر رہین۔ عنقریب لوگ مدینہ کو لوٹین گے اور وہ لڑائی ہوگی جسکا نام عرصہ تک رہیگا۔

القصہ حضرت ابو ذرؓ جناب عثمانؓ کی خدمت مین پہونچے۔ آپنے استفسار فرمایا۔ کیا وجہ ہے کہ اہل شام آپکی شکایت بہت کرتے ہین ابو ذرؓ نے تمام واقعات بیان کیے۔ جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ اے ابو ذرؓ۔ ہمپر واجب ہے کہ جو ہمارے ذمہ ہے اوسکو ادا کرین اور رعایا کو اونکی حال پر چھوڑ دین۔ عوام الناس کو زہد و تقویٰ کا سختی کے ساتھہ پابند کرنا دائرہ امکان سے باہر ہے۔ ہان خلاف شریعت وہ کوئی کام نہ کرنے پاوینگے اور مین اونکو حتی الامکان راہ راست پر لانیکی کوشش کرونگا۔ ابو ذرؓ نے التماس کی۔ واللہ مین امراء و دولتمندونسے اوسوقت تک راضی ہونگا جبتک وہ کل مال و اسباب اپنا غریب پڑوسیون۔ اعزہ و اقارب اور دوستون پر وقف نہ کردین اور اپنے پاس صرف بقدر ضرورت رہنے دین۔ کعب الاحبارؓ بھی اس جلسہ مین موجود تھے بول اوٹھے جسنے اپنے فرائض ادا کردیئے اوسنے گویا کل حقوق اللہ کے ادا کردیے یہ سنکر ابو ذرؓ نے لپک کر کعبؓ کے ایک عصا مارا کہ اونکا سر زخمی ہو گیا اور اونکو کلمات ناملائم اور سست الفاظ سے مخاطب کرکے کہا۔ اے یہودی بچہ۔ تو اور اس مسئلہ مین گفتگو کرتا ہے

جناب عثمانؓ کو ابوذرؓ کی یہ زیادتی سخت ناگوار گذری لیکن حلم وحیا سے کچھہ نہ بولے۔ کعب احبارؓ نے جناب عثمانؓ کو خجل دیکھکر ابوذرؓ کی خطا معاف کردی۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

ازالۃ الخفا مین ہے کہ جناب عثمانؓ نے کعبؓ سے فرمایا۔ عبدالرحمنؓ نے انتقال کیا اور مال چھوڑ مرے اب انکا مال کیا کرنا چاہیئے۔ کعبؓ نے جواب دیا۔ اگر اس مال مین خدا کا حق پہونچتا ہے اور کسی بندہ کا حق اسمین نہین ہے تو کچھہ گناہ اونپر نہین۔ ابوذرؓ اس جلسہ مین موجود تھے اور اونکے ہاتھہ مین لکڑی تھی اوٹھاکر کعبؓ کے سر پر ماری اور کہا۔ سنو مین نے جناب رسولخدا سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے۔ اگر میرے پاس اس پہاڑ کے برابر سونا اور مال و دولت ہو اور سب کو خدا کی راہ مین خرچ کرڈالون اور بقدر چہ اوقیہ باقی چھوڑ کر مرجاؤن تو یہہ بھی مجھے پسند نہین۔ یہ کہکر جناب عثمان سے مخاطب ہوکر کہا۔ اے عثمانؓ۔ کیا آپنے یہ حدیث رسولخداؐ سے سنی ہے آپنے فرمایا۔ ہان۔

بعد اسکے جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ اے ابوذرؓ۔ خدا سے ڈرو۔ اپنی زبان اور ہاتھہ کو مسلمانون سے روکو سختی خوب نہین۔ شیرین زبانی و دلجوئی کی عادت کرنا چاہیئے اور اگر تمسے اس طرح گذر وبسر لوگون کے ساتھہ ممکن نہین توخود سب سے علیحدہ ایک کونہ مین بیٹھہ رہو اور سب سے الگ تھلگ اللہ اللہ کرکے باقی زندگی کے دن کاٹ ڈالو۔ ابوذرؓ نے عرض کیا۔ مناسب ہے مین ایسا ہی کرونگا کیونکہ جناب رسول خدا کی زبان مبارک کا ارشاد ہے "مسکین ابوذر تنہا جیا۔ تنہا مرا اور تنہا قیامت کو محشور ہوگا" اور نیز حضور کا ارشاد ہے اے ابوذر جب عمارت مدینہ کوہ سلع تک پہونچے اوسوقت تم مدینہ سے چلے جانا مین دیکھتا ہون کہ اب عمارت اور آبادی اوسی مقام تک پہونچ گئی ہے اور مجھپر واجب ہوگیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے ارشاد کی تعمیل کرون۔ جناب عثمانؓ نے اونکو مدینہ سے چلے جانے کی اجازت دی اور ساتھہ ہی اسکے

چند اونٹ اور دو خدمتگار بھی ابوذر کو دیئے۔ حضرت ابوذرؓ مع اپنے اہل وعیال کے ربذہ مین آکر مقیم ہوے۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے قریب ہے۔ ایک مسجد بھی یہان بنائی۔ جناب عثمانؓ نے اونکے واسطے جاگیر اور روزینہ بھی مقرر فرمایا جو اونکی حین حیات جاری رہا۔ ابوذرؓ مدینہ منورہ مین اکثر آتے جاتے رہتے تھے اس خوف سے کہ گانون مین رہتے رہتے دیہاتی گنوار نہ ہو جاوین جس دن ابوذرؓ ربذہ مین پہونچے ایک شخص مجاشع نام صدقات وصول کرنے پر حاکم تھے نماز کے وقت حضرت ابوذرؓ نے اونسے کہا کہ امامت کیجئے۔ اونہون نے انکار کیا اور کہا مین امامت نہین کرتا بلکہ آپ ہی نماز پڑہائین۔ ابوذرؓ نے کہا جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تمپر غلام نکٹا حاکم کر دیا جاوے تو اوسکی بھی اطاعت کرو تو اگرچہ تم غلام ہو مگر تمہاری ناک صحیح وسالم ہے پھر انکار کیون کرتے ہو تمہارے ہوتے مجھکو حق امامت کسیطرح نہین۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

ایک روایت مین ہے کہ جب ابوذرؓ مدینہ منورہ سے باہر جانے لگے جناب عثمانؓ نے حکم دیا کہ کوئی شخص انکو رخصت کرنے انکے ساتھہ نہ جاے۔ اتفاقاً جناب علیؓ وعمار بن یاسرؓ ابوذرؓ کو پہونچانے مدینہ کے باہر تک گئے۔ مروان بن حکم راہ مین ملے اور دونونکو روک کر کہا۔ ایسی بات آپ کیون کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ کے خلاف حکم ہو۔ حضرت علیؓ اور مروان سے اس باب مین گفتگو اور بحث ہوئی۔ حضرت علیؓ نے مروان کے اونٹ کے سر پر ایک کوڑا لگایا۔ مروان نے جاکر جناب عثمانؓ کی خدمت مین شکایت کی۔ جب جناب عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے باہم ملاقات ہوئی جناب عثمانؓ نے فرمایا ”مروان کو آپسے شکایت ہے کہ آپنے اونکے اونٹ کے سر پر کوڑا مارا ہے“ حضرت علیؓ نے جواب دیا ”میرا اونٹ آپ کے دروازہ پر کھڑا ہے آپ مروان کو حکم دین کہ میرے اونٹ کے سر پر کوڑا مار آوین اور بدلہ لیکر

اپنا جی خوش کر لین"۔ (روضۃ الصفا)

اس روایت سے جناب عثمان رض کا لوگونکو منع کرنا کہ ابو ذر رض کے ساتھہ اونکو رخصت کرنے کوئی نہ جاے ظاہر ہوتا ہے مگر آپکے برتاؤ اور ظاہری معاملات سے یہہ امر بعید نظر آتا ہے۔ ابو ذر رض کی عزت و حرمت کرنا اس روایت کی تکذیب کرتا ہے۔ بر تقدیر صحت ممکن ہے کہ بغرض اظہار تہدید و تنبیہہ ہو۔ اب ہمارے بیان سے ظاہر ہو گیا کہ ابو ذر رض کو مصلحتاً جناب عثمان رض نے ربذہ مین رہنے کا حکم نہین دیا بلکہ خود ابو ذر رض نے خواہش کی۔ لوگونکا یہہ خیال کہ امیر معاویہ نے شام سے نکال دیا اور جناب عثمان رض نے مدینہ سے باہر کیا محض بے اصل و بے بنیاد ہے۔ اصل واقعہ جو کچھہ ہے ہمنے نقل کر دیا۔ لوگون کا زعم و گمان باطل ہے کیونکہ کتب تواریخ و نقل ثقات اسکی شہادت نہین دیتے۔ بفرض تقدیر یہہ واقعہ صحیح ہی مان لیا جاوے تو جناب عثمان رض مسلمانونکے امیر و امام تھے اونکو یہہ حق حاصل تھا کہ مسلمانونکو ادب سکہاتے۔ اگر اونھون نے کیسیکو نکال دیا تو کیا بیجا کیا۔ ابو ذر رض کے مزاج مین کسقدر سختی تھی اور لوگونکے ساتھہ اونکا برتاؤ کسطرح تھا۔ بات بات پر لڑ بیٹھنا غصہ مین آپے سے باہر ہو جانا جیسا ہمنے اوپر نقل کیا ہے اونکی عادت تھی۔ لوگونمین اونکی ذات سے اور اونکی سخت کلامی سے فتنہ و فساد کا خوف تھا۔ اگر جناب عثمان رض نے رفع فساد کی غرض سے ایسا فعل کیا تو کیا مضائقہ۔ ایسے واقعات کو امام وقت کے حق مین طعن و تشنیع کا سبب ٹھیرانا نہایت مکروہ و نازیبا ہے۔ حضرت ابو ذر غفاری رض نے آخر زندگی تک ربذہ مین قیام کیا اور وہین انتقال فرمایا۔ ربذہ مین اونکی قبر مشہور ہے۔

اس ۳۱ھ مین جناب عثمان رض نے جمعہ کے روز تیسری اذان زیادہ فرمائی۔ یہ اذان بمقام زوراء ہوتی تھی۔ حاطب بن بلتعہ۔ عمرو بن ابی سرح فہری بدری۔ مسعود بن ربیع۔ ان بزرگون نے

انتقال فرمایا۔ ابن ربیعہ بن عمرو قاری نے انتقال کیا۔ یہہ بدرمین شریک ہوے ہین اور انکی عمر ساٹھہ برس سے زیادہ ہوگئی تھی۔ عبداللہ بن کعب بن عمر انصاری نے بھی انتقال کیا یہ بھی جنگ بدر مین شریک ہوے ہین۔ عبداللہ بن مظعون حضرت عثمان کے بھائی اور جبار بن صخر نے اسی سنہ مین انتقال کیا۔ یہ دونون بدری ہین۔

سنہ ۳۱ھ

غزوہ ذات السواری

اسمین مورخین کا اختلاف ہی۔ بعض کا قول ہے کہ یہہ جنگ سنہ ۳۴ھ مین ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ سنہ ۳۱ھ مین واقع ہوئی بہرکیف بعد فتح افریقہ کے یہ واقعہ گذرا ہے جیسا ہم مجملاً اوپر لکھہ آئے ہین اس جنگ کا سبب مورخین اس طرح لکھتے ہین کہ قسطنطین بن شاہ ہرقل قیصر روم کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانون نے ملک افریقیہ پر قبضہ کرلیا ہے تو اوسنے ایک لشکر عظیم جمع کیا اور چھہ سو کشتیان تیار کرکے اپنی فوج کو لیکر بمقابلہ اہل اسلام براہ دریا روانہ ہوا۔ اسوقت ملک شام کے حاکم حضرت معاویہؓ تھے اور بلاد مصر پر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح سردار تھے ممالک بحری بھی انکے قبضہ مین تھے۔ قسطنطین خود ادہر سے اپنی فوج لیکر براہ دریا جانب اسکندریہ روانہ ہوا اور تیس ہزار کی جمعیت حضرت معاویہؓ کے مقابلہ کو روانہ کی۔ یہ فوج لشکر معاویہؓ سے بمقام جلولا ملی۔ دونونکا مقابلہ ہوا۔ حضرت معاویہؓ نے اس لشکر کو پامال کردیا اور انکی جمعیت کو پراگندہ و برباد کرکے خود ایک لشکر لیکر دریا کی راہ سے قسطنطین کے مقابلہ کو روانہ ہوے۔ مصر سے عبداللہ بن سعد با فوج جرار و غازیان شجاعت آثار دریا کی راہ سے ادہر کو چلے۔ یہہ دونون لشکر شامی و مصری اثنائے راہ مین ملکر منتظر فوج روم تھے۔

اتفاق کی بات کہ ہوا کا رخ اسی طرف تھا جس طرف مسلمان تھے۔ فوج روم بھی آگئی اور دونون طرف کے لشکر عین دریا مین کشتیونکو لنگر کرکے ٹھیر گئے۔ اسوقت ہوا کو بھی سکون تھا۔ باہم یہہ امر طے ہوگیا تھا کہ رات کے وقت جنگ نہو۔ طرفین کی رات امید وبیم کی حالت مین گذری۔ مسلمان اپنے خداے برحق کی عبادت مین مصروف اور قرآن خوانی کرتے رہے۔ نماز مین پڑہا کیے۔ دعاے فتح ونصرت مانگتے رہے۔ رومیون نے ناقوس نوازی مین رات گذاری۔

صبح ہوتے ہی دونون طرف کے لشکر اپنی اپنی کشتیان مقابلہ مین لای اور باہم ملا کر باندہ دین اب لڑائی شروع ہوگئی۔ تلوارون خنجرون سے کام دینا شروع کیا۔ بہادران اسلام کو کبھی اس بحری جنگ کا اتفاق نہوا تھا مگر کسی طرح ہراسان وخائف نہ تھے۔ بڑہ بڑہ کر دشمنان خدا پر وہ وہ وار کیے کہ اونکا رخ پھر گیا۔ لشکر اسلام مین سے بھی بہت سے مسلمان شہید ہوے اور رومیو نکے لشکر کی توصفائی ہوگئی۔ بیشمار ہزارون پیدل وسوار طعمہ نہنگ اجل ہوے۔ ہزارون بغیر لڑے کشتیونکے ساتھہ قعر دریا مین اپنی اپنی آبرو لیکر ڈوب مرے۔ مسلمانون نے کشتیان توڑ ڈالین اور اونکو دریا مین غرق کردیا۔ اس جنگ مین مسلمانون نے نہایت جفاکشی کی اور بڑے صبر وتحمل سے تکالیف کو برداشت کیا۔ لطف خداے کریم انکے شامل حال تھا۔ فتح ونصرت نصیب دوستان خدا ہوئی۔ ذلت وخواری شکست وبدنامی کے ساتھہ ایک کشتی پر باقی ماندہ رومی جماعت کے ہمراہ قسطنطین زخمی ہوکر بھاگا اور صقلیہ مین جاکر دم لیا۔ یہہ مقام دریا کے کنارہ پر واقع اور روم کا ماتحت تھا۔ اہل صقلیہ اسکے فرار سے بیزار ہوے اور کہا تو نے تمام فوج کٹوا ڈالی۔ مردان کار زار وبہادران واقف کار کو قتل کرا دیا۔ اب اگر مسلمان یہان آکر ہمپر حملہ کرین تو ہمارے پاس کوئی ایسے سپاہی دلاور جانباز نہین رہے کہ ہم اونکے بھروسہ پر مسلمانونکے مقابلہ کو نکل کھڑے ہون۔ تو نے تو تمام ڈبو دیا۔ تجکو غیرت نہ آئی۔ زرد رو بچیا ہم لوگون کے پاس آیا ہے اور

فخریہ اپنی ذلت وخواری بیان کر رہا ہے۔

جہاز م را تباہ کردی تو اے شاہ		ترا من ناخدا دانستہ بودم	

اسکے بعد غسل کے حیلہ سے اوسکو حمام مین تنہا لیگئے اور اوسی مقام پر اوسکو ٹھنڈا کر دیا۔ اوسکے ساتھی جب اوسکی موت سے واقف ہوئے کشتی پر سوار ہوکر قسطنطنیہ بھاگ گئے اور شاہ روم کو اوسکے فرزند کے واقعہ سے خبر دی۔ رومیونکو اس شکست فاش سے سخت صدمہ پہونچا۔ اونکو خیال تھا کہ عرب صرف خشکی کے سوار وعرد میدان کارزار ہین جنگ بحری مین بالکل بودے و ناتجربہ کار ہونگے مگر ان بحری لڑائیوں سے اونکا خیال بدل گیا۔ اب اونکو اپنے ملک جانیکا بالخصوص دارالسلطنت کا خوف غالب ہوگیا۔ مسلمانونکو اس جنگ بحری مین کامیاب پاکر انکے سب حوصلے لیست اور ہمتین شکست ہوگئین۔ افسوس اگر جناب عثمان رضکے عہد خلافت مین تغیرات واختلافات عظیم نہ واقع ہوتے تو قسطنطنیہ فتح ہوجانا کون بڑی بات تھی۔ (حقائق الکلام)

چونکہ اس بحری لڑائی مین کشتیان بکثرت تھین اسلئے اسکانام ہی ذات السواری ہوگیا اور جس مقام پر یہ جنگ ہوئی وہان کانام بھی یہی مشہور ہوا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح والی مصر بعد فتح ذات السواری مین کچھہ عرصہ تک مقیم رہے اور بعد انتظام ان ممالک مفتوحہ ومقبوضہ کے اپنے دارالحکومت کو واپس گئے۔ اسی زمانہ مین اس غزوہ سے قبل بعض اصحاب نے جناب عثمان رض کی طعن وتشنیع مین لب کہولے اور آپکے عیوب اور خطائین نکالنا شروع کین۔ محمد بن ابی حذیفہ رض اور محمد بن ابی بکر رض سب مین اول ہین جنہون نے حضرت عثمان رض کے بارہ مین الفاظ ذیل کہے۔

جناب ابوبکر صدیق رض اور جناب عمر فاروق رض کے خلاف کارروائیان ہونے لگین۔

عبداللہ بن سعد جسکا خون جناب رسول خداؐ نے مباح فرما دیا تھا اور قرآن شریف نے جسکے کفر پر فتوےٰ دیا ایسے شخص کو بلاکر عثمان نے مسلمانون پر سردار کیا۔

جن لوگونکو جناب رسولخدا نے نکال دیا (جیسے ولید بن عقبہ) عثمانؓ اونکو بلا بلاکر عہدے اور منصب عطا کرتے ہین ۔

صحابہ کبارؓ جو کہ جلیل القدر عہدون اور کامون پر آنحضرت صلعم اور حضرات شیخین رضؓ کے زمانہ مین مامور تھے ۔ (جیسے ابو موسی اشعریؓ) اب وہ موقوف کیے جاتے ہین اور بجاے اونکے نئے نئے لوگ جیسے سعید بن العاص ۔ ابن عامر ۔ (حضرت عثمانؓ کے رشتہ دار) والی ملک اور سردار ہو رہے ہین ۔ قدامت و شرافت کا لحاظ نہین رہا ۔ رشتہ و قرابت کا اب کام ہے ۔

اس قسم کی باتین شروع مین خفیہ ہوتی رہین مگر بات چھپاے سے چھپتی نہین خصوصًا ع نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا ۔ شدہ شدہ یہ باتین عبد اللہ بن سعد کے کانون تک پہونچین ۔ اور چونکہ اس قسم کی باتونکی ابتدا قبل اس غزوہ کی ہوئی تھی اہل اسلام روانگی کو آمادہ تھے اور سب کو کشتیان مل گئی تھین اسلئے عبد اللہ بن سعد امیر لشکر نے حذیفہ اور محمد بن ابی بکرؓ کو کہلا بھیجا کہ آپ دونون صاحب علیحدہ کشتی مین سوار ہون ہمارے ساتھہ ایک جگہہ نہ بیٹھین یہہ دونون صاحب دوسری کشتی مین سوار ہوے ۔ انکے ساتھی قوم قبط کے چند لوگ تھے ۔ اتفاق کی بات ہے کہ ان دونون صاحبونکو بمقابلہ اور مسلمانونکے کفار کم ملے اور لڑائی کا بھی موقع بہت کم ہاتھہ آیا ۔ لوگون نے انسے دریافت کیا کہ تم اہل اسلام سے الگ تھلگ کیون لڑتے ہو ۔ انہون نے جواب دیا کہ عثمانؓ نے عبد اللہ بن سعد کو عامل کرکے بھیجا ہے اور عثمانؓ نے ایسے ایسے (آپکی نسبت امور خلاف واقع بیان کرکے) کام کیے ہین ۔ عبد اللہ بن سعد کو اونکی یہہ کارروائی بھی معلوم ہوگئی ۔ اس مرتبہ ان کو منع کیا اور بہ سختی تمام اور دہمکی کے ساتھہ اس فضول گفتگو سے روکا مگر کہنے والے کب باز آتے ہین ۔ ان دونونکی ایسی گفتگو سے عام لوگونکے دلونپر اثر پڑا اور جو الفاظ نا مناسب پہلے خلیفہ کی شان مین

گئے انکو ناریا تھی وہ بلا تکلف عوام کی زبان پر جاری ہو گئے۔ (ابن اثیر)

فتح خراسان

عہد خلافت فاروقی رض مین ابو موسیٰ اشعری والی بصرہ نے عبداللہ بن بدیل بن ورقا خزاعی کو ایک لشکر کا سردار کر کے خراسان روانہ کیا تھا طبسین تک پہونچے طبسین دو قلعے ہین ایک کا نام طبس ہے۔ دوسرے کا کرین۔ یہہ دونون قلعے خراسان کے دروازے ہین عبداللہ بن بدیل نے اوس نواح مین بہت کچھہ مال غنیمت حاصل کیا۔ اہل طبسین جناب عمر فاروق رض کی خدمت مین حاضر ہوے اور ساٹھہ ہزار یا چہتر ہزار پر صلح ہو گئی۔ بعض کہتے ہین کہ عبداللہ بن بدیل خود اصفہان گئے تھے اور صلح کر لی تھی۔ (علامہ بلاذری)

زمانہ خلیفہ ثانی مین جب اہل فارس شکست کہا کر بہاگے اور اونکا بادشاہ یزدجرد بعد فتح جلولا کے رے چلا گیا اور مرزبان رے کی بیوفائی سے رے سے اصفہان گیا جب وہان بہی فتوحات اسلامی نے اوسکو چین سے نہ بیٹہنے دیا تو کرمان آیا اور پہر وہان سے واپس ہو کر مرو (سرزمین خراسان) مین آکر قیام کیا اور یہہ خیال کر کے کہ عرب کی فتوحات سرحدی مقامات تک پہونچ کر ختم ہو جاوینگی اور یہانتک اونکا قدم نہ آویگا آتشکدہ بنوا کر آرام سے بسر کرنے لگا اور اسلامی سلطنت کے درہم برہم کرنے کی غرض سے ہرمزان۔ اہل اہواز فیروزان اور اہل جبال کو مسلمانون کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا۔ یہہ لوگ بدعہدی کر کے مسلمانون کے مقابل آے اور اس خلاف و بغاوت کا ذائقہ بہی چکہہ لیا اور اپنے کئے کی سزا کو پہونچ گئے۔ اس آتش فساد و شرارت عناد اہل فارس و ایران کو بالکلیہ دفع کرنے کی طرف جناب عمر فاروق رض نے توجہ فرمائی اور چاہا کہ مملکت فارس پر عام لشکر کشی ہو اور تمام

بلاد پر اسلامی قبضہ ہو جائے تاکہ یزدجرد کو کسی شہر مین بہاگ کر جانے اور وہان والونسے مدد لیکر مسلمانون کے مقابلہ کو نکلنے یا وہان والونکو بہکا کر مسلمانونسے لڑوا دینے کا موقع نہ رہے۔ اس غرض سے جناب فاروق نے متعدد علم تیار کرکے نامی نامی افسرونکو اطراف بلاد فارس مین روانہ فرمایا۔ منجملہ انکے احنف بن قیس کو خراسان کا علم عنایت ہوا۔ وہ ۱۸ھ یا ۲۲ھ مین خراسان کو چلے اور طبسین ہوکر ہرات پہونچے۔ یہہ مقام جنگ سے فتح کرکے صحار بن فلان عبدی کو اپنا نائب کرکے مرو شاہجہان کا رُخ کیا۔ یزدجرد شاہ فارس یہان مقیم تہا اور بزدانست خود یہہ جگہ مامون و محفوظ سمجھکر اپنی اوقات بیفکری سے بسر کرتا تہا جب خبر آمد مسلمانونکی پہونچی مجبور یہانسے مرو روز چلا گیا۔ احنف نے مرو شاہجہان پر قبضہ کرکے مرو روز پر لشکرکشی کی۔ یزدجرد مقابلہ نہ کرسکا جی چراکر یہانسے بہی بہاگا اور سیدہا بلخ پہونچا احنف نے مرو روز پر قبضہ کرکے بلخ کا رُخ کیا۔ یزدجرد یہانسے بہی فرار اختیار کرکے دریا عبور کر خاقان کی حکومت مین چلا گیا۔ احنف نے موقع مناسب پاکر ہر طرف فوجین بہیجین خراسان کو نیشاپور سے طخارستان تک فتح کرلیا۔ مرو روز کو صدر مقام قرار دیکر طخارستان کی حکومت ربعی بن عامر کو دی۔ احنف کو حکم فاروقی پہونچا کہ جہانتک پہونچ چکے ہو اب وہین بس کرو دریا سے آگے نہ بڑہو۔ ادہر خاقان چین نے اپنے مہمان عزیز یزدجرد کی بڑی خاطرداری کی اور ایک فوج لیکر بغرض امداد اوسکے ساتہہ ہوکر خراسان کو روانہ ہوا۔ احنف بعد انتظام ممالک ان دونون بلخ مین مقیم تہے۔ خاقان کی آمد سنکر مرو روز مین پہونچکر بانتظار خاقان وہان مقیم ہوئے۔ خاقان بلخ ہوتا ہوا مرو روز پہونچا۔ یزدجرد اس سے علیحدہ ہوکر مرو شاہجہان کی طرف بڑہا۔ احنف نے کہلے میدان مین لڑنا مناسب نہ جانا نہر عبور کرکے ایک میدان مین جسکی پشت پر پہاڑ تہا صف آرائی کی۔ مدت تک دونون فوجین ایک دوسرے کے مقابل پڑی

رہین۔ ایک روز صبح کو احنف میدان جنگ مین گئے۔ ادہر سے ایک پہلوان طبل و علم لئے ہوے اپنی فوج سے نکلا اور انکے مقابلہ مین ٹہیرا۔ احنف نے اوسپر حملہ کیا اور آخر کار نیزہ کا ایسا وار اوسپر کیا کہ وہ زمین پر مردہ ہوکر گرا۔ اسکے بعد دو بہادر اور میدان مین آے اور وہ بہی احنف کے ہاتہہ سے مارے گئے۔ پہر خود خاقان چین میدان مین آیا اور اپنے بہادرونکو مقتول دیکہکر نہایت مغموم ہوا اور اوسیوقت اپنی فوج لیکر واپس چلا گیا۔ یزدجرد کو یہ خبر مروشاہجہان مین ملی۔ وہ وہان محاصرہ کئے ہوے تہا فتح سے مایوس ہوکر خزانہ وجواہرات جمع کرکے خاقان کے پاس چلے جانیکا قصد کیا۔ امراے دربار نے منع کیا اور مسلمانون سے صلح کر لینے کی راے دی کیونکہ ترکون سے مسلمان ایفاء وعدہ اور پابندی معاہدہ مین اچہے ہین لیکن یزدجرد نے اونکا کہنا نہ مانا۔ اون لوگون نے بلوہ کر دیا اور سب سامان یزدجرد سے چہین لیا۔ وہ بیچارہ بے سروسامانی کے ساتہہ خاقان چین کے پاس چلا گیا اور آخر عہد فاروقی تک بمقام فرغانہ دارالسلطنت ترک مین مقیم رہا۔ پہر جب عہد خلافت جناب عثمانؓ مین اہل خراسان نے بغاوت کی یزدجرد ترکستان سے آکر انہین لوگون مین مل گیا ۳۰ھ مین جب عبداللہ بن عامر بصرہ سے نکلکر فارس کو دوبارہ فتح کرکے یزدجرد کے تعاقب مین روانہ ہوے اوسوقت یزدجرد جور مین تہا۔ وہان سے بہاگ کر اردشیر خرہ پہر کرمان پہر خراسان پہر مرو پہونچا اور اوسی اطراف مین مارا گیا جسکا قصہ تفصیل کے ساتہہ آگے آویگا۔

خراسان کے حدود یہہ ہین۔ مشرق مین بعض بلاد توران۔ بدخشان بعض بلاد سیستان ونیمروز۔ مغرب مین عراق عجم وخوزستان جنوب مین فارس وکرمان اور شمال مین خوارزم و دہستان مشہور شہر یہ ہین۔ فاریاب۔ نیشاپور۔ طوس۔ اسفرائن۔ سرخس۔ زوزن۔ ہرات بلخ۔ مروروذ اور مروشاہجہان۔

بعد شہادت جناب فاروقؓ اہل خراسان نے بہی بغاوت پر کمر باندہی۔ عبداللہ بن عامر حاکم بصرہ بعد انتظام ملک فارس اس طرف متوجہ ہوے۔ سرداران لشکر نے بہی جنگ خراسان کی راے دی۔ حبیب بن اوس تمیمی نے کہا۔ اے سردار۔ آپکے سامنے بہت بڑی زمین ہی جسمین سے ایک حصہ قلیل فتح ہوا ہے اور وہ بہی بسبب بغاوت و سرکشی والیان ملک کے قابل جنگ ہو گیا ہے۔ آپ اپنا لشکر آگے بڑہایئے۔ خداوند تعالیٰ ہمارا آپکا یاور و مددگار ہے۔ اوسکے لطف و مہربانی سے یہہ مہم بہی سر ہو گی۔ عبداللہ بن عامر تو دل مین یہ ٹہیرا ے ہوے تہے یہہ بات پسند نہ آئی کہ اور لوگونکی راے پر عمل کرنا ظاہر کرین اسواسطے حبیب کو جواب دیا۔ کیا تم جانتے ہو کہ ہمکو خراسان کی لڑائی کا حکم نہین ہوا ہے؟ بعض کا قول ہی کہ عبداللہ بن عامر بعد فتح فارس کے بصرہ واپس گئے۔ یہان اصطخر دارالسلطنت فارس پر شریک بن اعور حارثی کو اپنا نائب کر گئے تہے۔ اونہون نے اصطخر مین مسجد بنوائی۔ الغرض جب بصرہ پہونچے تو احنف بن قیس اور حبیب بن اوس انکے پاس آے اور کہا۔ خدا کے فضل و کرم سے آپکے دشمن آپسے گریزان و ترسان ہین۔ اسلام کے نام سے اونکے دل ہل جاتے ہین۔ غازیان شجاعت آثار کے اوصاف سنکر بدنمین لرزہ پڑ جاتا ہے۔ خدا کا ملک بہت وسیع ہے۔ آپ جہاد کو نکلئے اور دین اسلام کی اشاعت اور اوسکی حمایت مین کوشش کیجیے۔ خداوند تعالیٰ آپکا ناصر و مددگار ہے وہ اپنے دین کو ضرور قوی کر کے عزت دیگا اور سب دینونپر غالب فرماویگا۔ عبداللہ بن عامر کا ارادہ پہلے ہی سے تہا لوگونکے راے دینے اور تحریک سے سامان روانگی کر دیا۔ اپنی جگہہ بصرہ مین زیاد بن عامر کو نایب کیا اور شہر کرمان کا قصد کیا جہان بغاوت کی آگ مشتعل ہو رہی تہی۔

اہل کرمان کی گوشمالی و سرکوبی کو مجاشع بن مسعود سلمی جو صحابی ہین مقرر ہوے۔

سجستان پر ربیع بن زیاد حرثی کو روانہ کیا اور اہل سجستان سے جہاد کرنے کا حکم دیا کیونکہ ان لوگون نے بھی عہد شکنی کی تھی۔ خود فوج جرار لیکر نیشاپور کا رخ کیا۔ عبداللہ بن عامر کے مقدمۃ الجیش پر احنف بن قیس سردار تھے طبسین والون نے بغیر جنگ صلح کر لی اور جو کچھہ زمانہ سابق مین ادا کرتے تھے وہی قایم رکھا طبسین سر خراسان کی راہ ہے اور جو شخص خراسان کا قصد کرے تو پہلے یہی دونون قلعے پڑینگے۔ (ابن اثیر)

احنف بن قیس طبسین سے آگے بڑہے۔ لوگون سے دریافت کیا کہ اب یہانسے قریب کون شہر ہے۔ لوگون نے قوہستان بتلایا۔ احنف کو قوم ہیاطلہ سے مقابلہ کرنا پڑا۔ یہ لوگ ترکی نسل مین اور بعضے کہتے ہین کہ دراصل اہل فارس ہین اس قوم مین فعل لواطت رائج ہو گیا تہا اسواسطے فیروز نے انکو اپنے ملک سے نکال دیا پہر یہ ترک سے مل گئے۔ گرد و نواح قوہستان مین رہتے اور اہل قوہستان کے معاون و مددگار تہے۔ (علامہ بلاذری)

احنف نے انکو شکست دی اور قوہستان پر پہونچکر محاصرہ کرکے سنگباری شروع کر دی۔ اس درمیانمین عبداللہ بن عامر سپہ سالار خود آگئے۔ اہل قوہستان نے چھہ لاکھہ درہم سالانہ پر صلح کر لی اور لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔ بعضے کہتے ہین کہ مہم قوہستان پر اُسیر بن احمر لیشکری سردار کرکے بہیجے گئے تہے۔ ملک قوہستان کو اب بلاد بکر بن وائل کہتے ہین۔

اس معرکہ فتح کے بعد عبداللہ بن عامر نے اعمال نیشاپور پر مختلف فوجین بہیجین چنانچہ رستاق زام۔ باخرز۔ جوین وغیرہ بزور تیغ خونریز فتح ہوے۔ اسود بن کلثوم عدوی۔ بیہق (اعمال نیشاپور) پر حملہ کیا۔ اتفاق سے شہر پناہ کی دیوار مین ایک سوراخ ہو گیا تہا جس کی راہ سے اسود شہر مین داخل ہوے۔ انکے ہمراہ چند اشخاص اور بہی پہونچ گئے جنہون نے دشمنان اسلام پر تلوار سنبہالی۔ اہل شہر روزن کو روک کر کہڑے ہو گئے۔ خوب گہمسان کی لڑائی ہوئی

اور اسود اس لڑائی مین شہید ہوے۔ انکے بھائی ادہم بن کلثوم نے علم لشکر کو سنبہال لیا اور نہایت ہمت وشجاعت سے دلیرانہ دشمن کے مقابلہ مین اڑے رہے اور بالآخر بیہق کو فتح کرلیا۔ اسود کی دعا تہی کہ خدا اونکو قیامت کے روز درندونکے پیٹ سے اوٹہاے اسلئے اونکے بہائی نے اونکو دفن نہ کیا اور مسلمان جو انکے ساتہہ شہید ہوے تہے وہ دفن کردئے گئے اس اثنا مین ابن عامر نے پشت اعمال نیشاپور سے اور اسفرائن۔ خواف۔ ارغیان کو فتح کرکے مضافات نیشاپور پر قبضہ کرکے خاص نیشاپور کا قصد کیا اور ایک ماہ کامل نیشاپور کا محاصرہ کئے رہے۔ شہر نیشاپور چار حصونپر منقسم تہا ہر ایک حصہ کا مرزبان فارس کی طرفسے جدا جدا مقرر اور اپنے حصہ مفوضہ پر حکمران تہا انمین سے ایک نے عبداللہ بن عامر کے پاس پیغام بہیجا کہ اگر آپ مجھکو امان دین تو مین آپکے واسطے شہر کا دروازہ کہول دون تاکہ نہایت آسانی سے شہر پر آپکا قبضہ ہوجاوے۔ ابن عامر نے منظور کرلیا۔ رات کے وقت دروازہ کہل گیا۔ چند سپاہی شہر مین داخل ہوے۔ شہر کے تمام دروازے کہول دئے اور لشکر اسلام شہر مین داخل ہوگیا۔

مرزبان اکبر (جو چارونمین بڑا حاکم تہا) یہہ رنگ دیکہکر بہاگا بہاگا۔ سراسیمہ وششدر مع چند سپاہیونکے قلعہ بند ہوگیا۔ عساکر اسلامی نے قلعہ پر دہاوا کردیا۔ جب قلعہ والون نے دیکہا کہ یہہ سیلاب کسی ڈہب نہ رکیگا بلکہ آناً فاناً سبکو نیست ونابود کرڈالے گا۔ مجاہدین اسلام کی تلوار جب نیام سے باہر آئی دم بہر مین صفین الٹ دیگی۔ ہزارون لاکہون تکے پرے چشم زدن مین صاف ہوجائینگے۔ انسے بجز صلح وآشتی۔ عجز وانکساری۔ اطاعت وفرمانبرداری کے جان بچانا غیر ممکن ہے تو ناچار خواہان امان ہوے اور دس لاکہہ درم سالانہ جزیہ مقرر کرکے صلح کرلی۔ اب تمام نیشاپور مین دین اسلام کی شعاعین پہیل گئین۔

فتح وظفر کے بعد ابن عامر نے اپنی جانب سے قیس بن ہثیم سلمی کو عامل نیشاپور کر دیا اور ایک لشکر نسا اور ابیورد پر بھیجا۔ دوسرا سرخس کو روانہ کیا۔ اہل نسا و ابیورد لشکر اسلام کو دیکھتے ہی جزیہ دینے پر راضی ہوے اور یہ شہر صلح سے فتح ہو گئے۔

جو لشکر سرخس کو بسرداری عبداللہ بن خازم سلمی گیا تھا اوس سے والی سرخس نے مقابلہ کیا دو چار لڑائیوں کے بعد سو آدمیوں کے امان پر شہر سپرد کر دینے کا اقرار کیا۔ اہل اسلام نے یہ شرط قبول کر لی۔ والی سرخس آدمی شمار کرتے وقت اپنے کو بھول گیا اور سو آدمی گن لئے۔ سردار عساکر اسلامی نے اوسکو قتل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اسکے بعد مرزبان طوس نے آکر چھ لاکھ درم جزیہ پر مصالحت کر لی۔ (ابن اثیر)

امام بلاذری فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن خازم جب سرخس پہونچے اولاً اہل سرخس سے لڑائی ہوئی اور مسلمان غالب آے۔ پھر زادویہ مرزبان سرخس نے امان طلب کی اور یہ شرط کی کہ سو آدمیونکی جان بخشی کی جاوے اور جو عورتین مسلمانون نے مال غنیمت مین سے لی ہین وہ واپس دی جاوین۔ سردار لشکر اسلام نے یہ شرط منظور کی اور صلح تمام ہوئی۔ سرخس سے ابن خازم نے ایک لشکر بسرداری یزید بن سالم مولی شریک بن اعور کیف و بینہ پر بھیجا یہ دونون مقام بھی جنگ سے فتح ہوے۔ بعد اسکے عبداللہ بن عامر نے ہرات کے جانب ایک لشکر روانہ کیا جسکے سردار بروایت ابن اثیر عبداللہ بن خازم اور بروایت امام بلاذری اوس بن ثعلبہ بن رقی یا خلید بن عبداللہ ثقفی تھے۔ مرزبان ہرات کو جب خبر آمد لشکر اسلام پہونچی جنگ مین اپنا نقصان سمجھکر صلح کی جانب مائل ہوا اور ابن عامر کے پاس آکر صلح کر لی۔ ہرات بادغیس بوشنج ان تینون مقام پر ایک شخص حاکم تھا۔ انکا دارالحکومت ہرات تھا۔ ایک روایت ہے کہ ابن عامر نے ہرات پر فوج کشی کی اولاً جنگ ہوئی بعدہ دس لاکھ درم سالانہ پر صلح ہو گئی۔

عبارت صلحنامہ جو عبداللہ بن عامر کی طرف سے تھی اور ربیع بن شل نے لکھا تھا یہہ ہے۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا ما امر بہ عبداللہ بن عامر عظیم ھراۃ وبوشنج و بادغیس۔ امرہ بتقوی اللہ ومناصحۃ المسلمین واصلاح ماتحت یدیہ من الارضین وصالحہ عن ھراۃ سھلہا وجبلہا علی ان یؤدی من الجزیۃ ما صالحہ علیہ وان یقسم ذالک علی الارضین عدلا بینہم فمن منع ماعلیہ فلا عھد لہ ولا ذمۃ ترجمہ۔ یہہ صلحنامہ من جانب عبداللہ بن عامر حاکم ہرات وبوشنج وبادغیس کے نام ہے۔ حاکم ہرات کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور مسلمانونکے حق مین خیرخواہی مدنظر رکھے اور جسقدر اوسکے تحت حکومت مین زمین ہے اوسکی درستی کرے اور اوسکو آباد کرے۔ ہرات کی کل زمین نرم ہو خواہ پہاڑی سب پر صلح کی گئی اور یہہ شرط ہے کہ خود حاکم ہرات مال مقررہ صلح کو ادا کرتا رہے اور اپنے ماتحتونسے بقدر حصہ وصول کرلیا کرے جو شخص اپنا حصہ دینے سے انکار کریگا اوسکا عہد وامان نرہیگا اور مسلمانونکے ذمہ سے نکل جاوے گا۔ جب عہدنامہ لکھہ گیا۔ عبداللہ بن عامر نے اپنی مہر کردی اور حاکم ہرات کو دیدیا جب تمام ملک ہرات فتح ہوگیا اور والی ہرات صلح کرکے جزیہ دینے پر راضی اور اسلام کا ہوا خواہ و فرمانبردار ہوگیا تو شاہجہان والی مرو بھی آشتی وصلح کا جویان ہوا۔ عبداللہ بن عامر کے پاس پیغام صلح بھیجکر دو کرور دس لاکھہ درم پر درخواست صلح کی۔ ابن عامر نے اسکی درخواست منظور کرلی اور صلح تمام ہوگئی۔ مقدار جزیہ سالانہ بعضون نے اسکے خلاف بیان کی ہے۔

ایک روایت مین ایک کرور درم دو لاکھہ جریب کی پیداوار غلہ مقرر کیا اور ایک روایت مین ایک کرور ایک لاکھہ روپیہ تعداد جزیہ ہے۔ اہل مرو کے صلحنامہ مین یہہ بھی تھا

کہ مسلمانونکو اپنے گھرونمین آسائش سے رہنے دینگے - مال جزیہ خود تقسیم کر دیا کرینگے مسلمانو کے ذمہ یہہ کام نہوگا وہ خود وصول کرکے ادا کر دیا کرینگے - جملہ بلاد مرو صلح سے فتح ہوا صرف ایک مقام سنج کہ وہ لڑائی سے فتح ہوا ہے اور نیز دو مقام علاقہ ہرات مین طاغون - باغون یہہ بہی جنگ سے فتح ہوے ہین (کامل و فتح البلدان)

ایک روایت مین ہے کہ ان ملکونکی صلح مال مقررہ پر نہین ہوئی کیونکہ والیان ملک اوسوقت تک نقد روپیہ اپنے پاس نہین رکہتے تہے بلکہ لونڈی - غلام - جانور - مویشی اور دیگر اسباب خانہ داری و آسائش وغیرہ اسیکو مال کہتے تہے چنانچہ حسب دستور زمانہ ابن عامر نے بہی لونڈی و غلام وغیرہ سالانہ ان ملکونسے مقرر کر لیئے - یہی طرح زمانہ یزید بن معاویہ تک قائم رہا پہر نقد درم و دینار مقرر ہو گئے - بعد صلح مرو و ہرات کے عبداللہ بن عامر نے احنف بن قیس کو ایک جماعت مجاہدین کا سردار کرکے جانب طخارستان روانہ کیا - اثنار راہ مین رستاق احنف ملا جو بنام سوانجرد مشہور ہے - اس مقام کا نام قصر احنف بہی ہے - یہہ ایک قلعہ عظیم الشان ہے جو رستاق احنف کے نام سے مشہور ہے - اسکو شق الجرذ بہی کہتے ہین - اہل قلعہ جنگ پر آمادہ ہوے اور قلعہ بند ہوکر لڑے - احنف بن قیس نے محاصرہ کیا اور پتہرونکی بارش برسا دی - اہل قلعہ امان طلب ہوے تین کرور درم سالانہ جزیہ دیکر صلح کرنا چاہی - احنف بن قیس نے یہہ شرط کی کہ ہم مین سے ایک شخص تمہارے شہر مین جاوے اور اذان کہکر نماز پڑہ آوے تو ہم تمسے صلح کرین رستاق سوانجرد نے یہ شرط منظور کرلی اور تمام رستاق سے صلح ہو گئی - بعد اسکے احنف بن قیس مرو الروذ پہونچے - یہان لڑائی ٹہیری اور سخت مقابلہ ہوا - احنف بن قیس نے اونکو شکست دی وہ بہاگ کر قلعہ بند ہوے - احنف محاصرہ کرکے اوتر پڑے - مرزبان مرو الروذ باذان والی یہین کا قرابتی

تہا۔ اوسنے احنف بن قیس کو لکھا کہ بازان کا اسلام لانا مجھکو صلح کی جانب بلا رہا ہے لہذا مین خواستگار صلح ہون۔ احنف نے چہہ لاکھہ درم سالانہ پر صلح قبول کرلی۔ ایک روایت مین مقدار جزیہ ساٹھہ ہزار ہے۔ حضرت احنف نے ایک سریہ اطراف وجوانب مین روانہ کیا تہا اوس نے رستاق بغ پر قبضہ کرلیا اور جانور۔ مویشی وہانسے ہانک لائے۔ وہان والون نے بہی صلح کرلی۔ اسکے بعد اہل طخارستان نے جن مین اہل جوزجان۔ طالقان۔ فاریاب اور اسکے نواح کے لوگ ہین ایک لشکر جمع کرکے اہل اسلام کا مقابلہ کیا۔ لشکر اسلام کے سردار احنف بن قیس تہے ایک سخت خونریز جنگ ہوئی جسمین بہت سے مردان کار کام آئے۔ عین گرمی جنگ مین شاہ صغانیان نے احنف پر حملہ کیا۔ دونومین نیزہ بازی ہونے لگی۔ احنف نے اوسکا نیزہ ہوائی کردیا اور اپنے قبضہ مین کرلیا۔ مسلمان خوب جی توڑکر لڑے اور احنف بن قیس کی جوانمردی وہمت سے بالآخر فوج مخالف پسپا ہوکر شکست خوردہ میدان جنگ سے بہاگ کہڑی ہوئی۔ مسلمانون نے کفار کا پیچہا نہ چہوڑا کشتونکے پشتے لگاتے چلے گئے۔ دشمنان خدا اس ذلت وخواری سے قتل ہوے کہ جسکا بیان نہین۔ لشکر اسلام مظفر ومنصور مرو روز واپس آیا۔ کچہہ لوگ فوج کفار مین سے بہاگے ہوے جوزجان مین چہپ رہے تہے اور بزعم خود موت سے بہاگ کر جوزجان مین جان بچائی تہی مگر یہان بہی اونکی موت پہونچ گئی۔ احنف نے ایک لشکر بسرداری اقرع بن حابس تمیمی روانہ کیا اور اونسے کہدیا کہ اے بنی تمیم ایک دوسرے سے محبت ودوستی رکہو اور پہلے اپنے پیٹون اور شرمگاہونسے جہاد کرو تمہارا دین درست ہوجاویگا۔ مال غنیمت مین قبل از تقسیم خیانت نکرنا تا کہ جہاد کا کامل ثواب تمکو ملے اور تمہارا جہاد خاص خدا ہی کے واسطے ہو۔ اقرع اپنے لشکر کو لیکر جوزجان پہونچے۔ دشمن سے مقابلہ ہوا۔ ایک لڑائی تو خوب ہوئی مگر غلبہ مسلمانون ہی کو رہا۔ دوسرے حملہ مین مشرکین کے

قدم اوکھڑ گئے اور جان لیکر بھاگے۔ مسلمانون کی فتح ہوئی۔ (ابن اثیر وابن خلدون)
ایک روایت ہے کہ احنف نے اہل مرو روز سے کئی لڑائیان لڑین مگر فتح نہ پائی۔ ایک روز احنف اپنے لشکر مین ہوکر گذرے۔ ایک سپاہی ہانڈی پکا رہا تھا یا آٹا گوندہ رہا تھا اور اوسی حال مین اوسنے کہا (شاید کسی دوسرے کو سنا کر کہا ہو) امیر کو مناسب ہے کہ ان لوگون سے گھاٹی کے اندر داخل ہوکر مقابلہ کرے کیا عجب کہ اس ترکیب سے بآسانی اپر فتح پاوے۔ سپاہی کا کہنا احنف کے دل مین جم گیا۔ دوسرے دن جب اونسے مقابلہ ہوا تو دریاے مرغاب کو اپنے دائین جانب کرکے پہاڑ بائین طرف کر لیا اور یہ راستہ مرغاب اور پہاڑ کے مابین تھا اوسی راستہ سے مقابلہ کیا۔ (مرغاب ایک نہر ہے جو مرو رود مین ظاہر ہوئی ہے پھر ریگستان مین پہونچکر خشک ہوکر مرو شاہجہان پر نکل کر بہہ جاتی ہے) حضرت احنف نے اس ترکیب سے بآسانی تمام مرو روز کو فتح کر لیا۔ لشکر کفار مع اونکے مددگارون کو شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگا اور قلعہ بند ہوکر طالب امان ہوا۔ احنف نے اونکی صلح قبول کی اور امان دی۔ بعضے کہتے ہین کہ اہل طخارستان نے اہل اسلام کے مقابلہ کی بہت کچھ تیاریان اور سامان کیئے۔ گرد نواح کے والی ملک متفق ہوے اور اپنی قوتین جمع کرکے چاہا کہ اہل اسلام کو زک دین چنانچہ تیس ہزار کی جمعیت سے نہر مرغاب کے پورب طرف لشکر کفار جمع ہوا۔ احنف بن قیس فوج کفار اور اونکی جمعیت لشکر اور انتظام جنگ بنظر غور دیکھتے ہوے رات کو پوشیدہ ہوکر گذرے۔ ایک خیمہ کے متصل چند اشخاص بیٹھے باتین کر رہے تھے۔ ایک اونمین سے بولا۔ ہمارے سردار کو مناسب ہے کہ کفار کے مقابل بہت مضبوطی اور قوت کے ساتھہ ٹھیرے اور جسجگہ مقابلہ ہو جاے اونکا ساتھہ نچھوڑے بلکہ ہلہ کرکے دہاوا کردے دوسرا شخص جو کچھہ کھانے پکانے مین مصروف تھا کہنے لگا۔ یہہ راے مناسب نہین اور نہ

اس ترکیب سے ادنیٰ غلبہ ہو سکتا ہے بلکہ یہہ ٹھیک ہوگا کہ نہر مرغاب اور پہاڑ کے بیچ مین ہو کر کفار سے مقابلہ کرے۔ احنف نے اپنے لشکر کو اس رائے سے اطلاع دی۔ دوسرے دن سب متفق ہو کر اسی ڈھنگ سے لڑے اور بہت جلد فتحیاب ہوے (علّامہ بلاذری)

طالقان اور فاریاب کو بھی احنف نے فتح کیا بعضے کہتے ہین کہ انکے فاتح اُمیر بن احمر ہین بعد اسکے احنف نے بلخ پر فوج کشی کی بلخ طخارستان مین ایک نامی شہر ہے اہل بلخ نے چار لاکھہ پر اور بروایتے سات لاکھہ پر صلح کر لی۔ علامہ بلاذری نے روایت سات لاکھہ کو ترجیح دی ہے احنف نے بلخ پر اسید بن متشمس کو مقرر کرکے خود خوارزم کا رُخ کیا۔ شہر خوارزم دریاے جیحون کی کنارہ آباد ہے۔ اہل شہر نے خبر آمد۔ سپاہ اسلام سنکر پل توڑ ڈالا کشتیان ہٹا دین۔ احنف نے لشکریون سے رائے لی کہ اب کیا کرنا چاہیئے حصین بن منذر نے عمرو بن معدیکرب کا یہہ شعر پڑھکر سنایا۔

اذا لم تستطع امرا فدعه		وجاوزه الی ما تستطیع	

ترجمہ جو کام تجہسے ممکن نہو اوسکو چھوڑ کر جو ہو سکتا ہو وہ کر۔ احنف مجبور ہو کر بلخ کو واپس آئے یہان انکے نائب اسید نے صلح واقرار کے مطابق مال جمع کر رکھا تھا جسکی اطلاع بذریعہ خط ابن عامر کو دی گئی (ابن خلدون)

کہتے ہین کہ جس زمانہ مین احنف خوارزم کے جانب گئے ہوئے تھے اور اُسید کو اپنا نائب کرکے بلخ مین چھوڑ گئے تھے اوسی زمانہ مین فارسیونکی عید مہرجان ہوئی۔ اہل بلخ نے اُسید کو بہت کچھہ تحفہ اور ہدیہ بھیجے۔ نقد درم و دینار۔ گھوڑے۔ ظروف۔ کپڑے وغیرہ حسب حیثیت ہر ایک اعلیٰ وادنیٰ نے نذر گذرانی۔ اُسید سمجھے کہ یہ جملہ سامان منجملہ اموال جزیہ ہے اسواسطے اونھون نے کہا ہم نے تو درم و دینار پر صلح کی ہے یہہ سامان کیسا۔ اون لوگون نے

جواب دیا۔ یہہ مال جزیہ وصلح کا نہین بلکہ یہہ خاص آپکے واسطے تحفہ ہے۔ ہم لوگونمین دستور ہے کہ اس دن خوشی کرتے ہین اور اپنے سردار و نکی خدمت مین نفیس اشیا ربطور نذر کے پیش کرتے ہین۔ اُسید نے کہا۔ مین اسکو کچھہ نہین جانتا اور شاید یہہ ہمارا حق ہو۔ خیر۔ اسکو ابھی تو رہنے دیتا ہون مگر پھر اسکے بابت سوچ سمجھکر کہونگا۔ اُسید نے وہ مال ہدایا و تحائف مد امانت مین رکھا۔ جب احنف خوارزم سے واپس آے تو اوس مال کے نسبت احنف سے کہا احنف نے اہل بلخ کو بلاکر استفسار کیا۔ اونہون نے وہی جواب دیا جو اُسید سے کہا تھا۔ احنف وہ سب مال ابن عامر کے پاس لیگئے اور یہہ بھی ظاہر کر دیا کہ ہدیۃً لوگون نے دیا ہے۔ ابن عامر نے احنف سے کہا۔ تم یہہ مال لے لو مگر انہون نے انکار کیا۔ ابن عامر نے وہ بھی مال لے لیا۔ (ابن اثیر)

احنف کو اس مال مین شبہ ہدیہ کا ہوا جسکے لینے کی عامل کو مذمت آئی ہے اور تقوی و احتیاط کا یہی مقتضا ہے ورنہ والیان ملک کو اپنے ماتحتونکا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے۔ احادیث مین جو عامل کو ہدیہ قبول کرنے کی ممانعت ہے وہ اس صورت مین ہے کہ جب ہدیہ لینے سے دوسرونکی حق تلفی ہوتی ہو یا کسی وقت مُروت مین کسی کی طرفداری کا خوف ہو اور اوسکا نتیجہ ابطال حق ہوتا ہو اور اگر اس قسم کا اشتباہ نہو تو مضائقہ نہین۔ ابن عامر نے اسی بناپر قبول کیا اور احنف نے بنظر احتیاط لینے سے انکار کیا۔

صاحب فتوح البلدان کہتے ہین کہ عبداللہ بن عامر نے نہر جیحون کے اس پار جسقدر ملک تھا فتح کرلیا۔ اوس پار جانے کی نوبت نہ آئی مگر اوس طرف والون نے جب اہل اسلام کی قوت اور فتوحات کو دن دونی ترقی کرتے دیکھا خود بخود طالب صلح ہوے اور بغیر فوج کشی کے اہل اسلام کا قبضہ ان ممالک پر بھی ہوگیا۔ بعض کہتے ہین کہ خود ابن عامر اوس پار گئے اور پھر ایک

موضع وپرگنہ مین پہونچکر جدا گانہ ہرایک کو صلحنامہ لکھہ دیا اور بعض کا قول ہے کہ وہ لوگ خود انکے پاس آے اور بعد تمام صلح وامان کے جزیہ مین جانور۔مویشی۔لونڈی۔غلام۔ریشمی کپڑے وغیرہ اہل اسلام کے پاس بہیجدیے۔

مقتل یزدجرد بن شہریار

جب عساکر اسلام نے اہل فارس کو پیہم شکست دی اور آگے بڑہتا گیا اور ایرانی ہرطرح منہزم وشکست خوردہ ہوتے رہے تو رؤساء اہل فارس رستم اور فیروزان کے پاس آے اور اونسے کہا کہ ملک فارس پر مسلمانونکا قبضہ ہوگیا صرف ایک مدائن رہگیا ہے وہ بہی ایک حملہ کا محتاج ہے تم دونونکے اختلاف سے ہمارا قدیم ملک قدیم مذہب مسلمانونکے ہاتہہ برباد گیا۔تم دونومین اگر اتفاق ہوجاتا تاہم کچہ صورت بہبود نظر آتی۔رستم وفیروزان نے اہالیان فارس کو بہت کچہ تسلی واطمینان دیکر رخصت کردیا اور خود اس فکر مین ہوے کہ کسکو بادشاہ بناوین۔بالآخر بعد تلاش بسیار یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ پرویز بن ہرمز بن نوشیروان کو جو اپنے ماموںنکے پاس تہا لاے اور سلطنت فارس کا بادشاہ بنایا۔یزدجرد اکیس برس کی عمر مین تخت نشین ہوا۔اسنے بہت کچہ فوجین جمع کین اور مسلمانونکے مقابلہ مین جان لڑا کر کوشش کی مگر ہر معرکہ مین خداوند تعالےٰ نے مسلمانونکے نام فتح وظفر لکہی اور یزدجرد کو شکست پر شکست ہوتی رہی۔آخر یزدجرد مدائن سے بہاگ کر حلوان پہونچا۔یہان بہی جاے امن نہ پاکر اصفہان چلا گیا عساکر اسلامی نے مہم نہاوند سے فارغ ہوکر اصفہان کا رخ کیا۔یزدجرد یہانسے بہی چلدیا اور اصطخر مین جاکر قلعہ کو خوب آراستہ کرکے قلعہ نشین ہوا عبداللہ بن بدیل اصبہان فتح کرکے اصطخر آے۔انکے بعد ابوموسیٰ اشعری نے بہی فتح کرنا چاہا مگر ممکن نہ ہوا ان کے بعد

عثمان بن العاص نے اصطخر پر لشکر کشی کی مگر ناکام رہے۔ جب عبد اللہ بن عامر ۲۹ھ مین بصرہ کے حاکم ہوے۔ انہون نے تمام بلاد فارس فتح کر لیئے صرف اصطخر اور جور باقی رہگیے اب یزدجرد نے طبرستان جانیکا قصد کیا کیونکہ اوسکو اس بات کا اندیشہ تہا کہ عبد اللہ بن عامر اگر اب اور بڑہے تو اصطخر ہی سے میرا اونکا مقابلہ ہوجاویگا اسلئے قبل اسکے کہ وہ یہان آئین دوسری جگہ جاے امن تلاش کر لینا چاہیئے۔ طبرستان خاص اس غرض سے اور پسند کیا تہا کہ جب وہ اصبہان مین تہا تو حاکم طبرستان نے اسکو اپنے پاس بلایا تہا اور یہہ ظاہر کیا تہا کہ طبرستان مین قلعہ سنگین ہے اور حفاظت خوب ہو سکتی ہے مگر اتفاق سے یزدجرد نے اصبہان کا ارادہ ملتوی کر کے کرمان کا رخ کیا۔ یہہ واقعہ ۳۰ھ کا ہے۔ یزدجرد تو کرمان چلا گیا اوسکے پیچہے ہی ابن عامر نے مجاشع بن مسعود سلمی اور ہرم بن حیان عبدی کو ایک لشکر کے ساتہہ روانہ کیا۔ کرمان تک لشکر اسلام نے اوسکا تعاقب کیا۔ یزدجرد گہبراکر کرمان سے خراسان کیطرف روانہ ہوا۔ لشکر اسلام اوسکے تعاقب مین تہا۔ یزدجرد تو نکل گیا لیکن مجاشع کی ہمراہی اثناء راہ مین کثرت برف باری سے سب کے سب مر گئے۔ کہتے ہین کہ سیرجان سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر رات کیوقت اسقدر برف باری ہوئی کہ بقدر ایک نیزہ کی بلندی کے برف کا ڈہیر لگ گیا تہا۔ سارا لشکر اہل اسلام برف مین تباہ ہو گیا صرف مجاشع اور ایک دوسرا شخص اور تیسری ایک عورت بچ رہی۔ عورت اس طرح زندہ رہی کہ جب اہل لشکر پر برف کا اثر ہوا مجاشع نے بہاگنے کا قصد کیا انکے ساتہہ جو شخص تہا اوسکے ساتہہ یہہ عورت بہی تہی اوس شخص نے کیا حکمت کی کہ جہٹ پٹ ایک اونٹ کا پیٹ چاک کر کے عورت کو اوسکے اندر کر دیا اور خود مجاشع کے ساتہہ بہاگ گیا۔ دوسرے دن جب تمازت آفتاب سے برف کا اثر کم ہوا وہ شخص اس مقام پر آیا عورت کو اونٹ کے پیٹ سے نکالا وہ زندہ تہی۔ اوسکو

لے گیا۔اس نواح مین مجاشع نے ایک عمارت تعمیر کی جو قصر مجاشع کے نام سے مشہور ہے یہہ مقام حدکرمان مین ہے جب مجاشع کے تمام ہمراہی صدمہ برف سے مرگئے۔لاچار مجاشع عبداللہ بن عامر کے پاس واپس آے اور اس واقعہ سے خبر دی۔

یزدجرد کچھہ دنون کرمان مین رہا۔ایک دن یزدجرد بیٹھا ہوا تھا اتنے مین حاکم کرمان اسکے پاس آیا۔یزدجرد شائد کسی سوچ مین تھا یا قصداً ایسا کیا ہو کہ اوس سے اصلا ملتفت نہوا۔حاکم کرمان کو اسکی یہہ حرکت ناگوار گذری۔اپنے ملازم سے کہا کہ اسکا پانون پکڑ کر کھینچ لے اور یزدجرد کو خطاب کرکے کہا تم تو ایک گانون اور موضع کی بہی حکومت کے قابل نہین ہو۔ملک کی حکومت اور بادشاہی تو بڑی چیز ہے۔اگر خدا نے تمکو اسکا اہل کیا ہوتا تو اس حالت ذلت وخواری پر نہ پہونچ جاتے"۔

نے گل از داغ الم رست نہ بلبل در باغ	ہمہ را نعرہ زنان جامہ دران مید اری

یزدجرد یہانسے بہی چلا گیا اور سجستان مین جسکا نام سیستان بہی ہے داخل ہوا۔وہانکے والی نے بہت عزت وحرمت کی۔کچھہ مدت تک یزدجرد یہان رہا۔ایک دن یزدجرد نے والی سجستان سے خراج طلب کیا بس اتنے پر وہ بگڑ گیا۔بیچارہ یزدجرد یہان سے نکلکر خراسانکی جانب نالان وگریان روانہ ہوا۔

یارب زمانہ مجھکو مٹاتا ہے کس لئے	لوح جہان پہ حرف مکرر نہین ہون مین

جب حدود مرو مین داخل ہوا ماہو یہ حاکم مرو استقبال کرکے لیگیا اور بہت عزت وحرمت سے پیش آیا۔کچھہ دنون یہان باسائش گذری۔اس اثنا مین نیزک طرخان یزدجرد کے پاس آیا۔یزدجرد نے اس کی نہایت عزت وحرمت کی اور باکرام تمام خلعت سے سرفراز فرمایا۔نیزک اسکے پاس ایک ماہ کامل رہکر اپنے جاے حکومت مین واپس گیا۔وہان سے

ایک خط یزدجرد کے نام لکھا جسمین یہ مضمون تہا کہ تم اپنی بیٹی میرے نکاح مین دیدو۔ یزدجرد اس خط کو پڑہکر نہایت آشفتہ و برہم ہوا اور اوسکا جواب اسطرح لکھوایا۔ تم میرے غلام ہوکر یہہ جرأت وحوصلہ رکہتے ہو کہ میری بیٹی کے ساتہہ نکاح کا پیغام دو۔ اپنے رتبہ کو بالکل بہول گئے پہر یزدجرد نے ماہویہ حاکم مرو سے بذریعہ تحریر مال وخزانہ کا حساب دریافت کیا۔ ماہویہ نے اسکو توکچہہ جواب نہ دیا نیزک کو اوبہارا۔ اسکے قتل پر اوس سے سازش کرنا چاہی اور یہہ لکہا۔ یزدجرد تمہارے پاس خراب خستہ حال ہوکر آیا کسی نے تمام ملک فارس مین اوسکی بات تک نہ پوچھی جہان گیا نکالا گیا۔ جس طرف نکل گیا۔ خوار و بے اعتبار سرگردان پہرتا رہا تمنے اسکی خاطر مدارات کی اور اسکا ملک اسکے حوالہ کرنا چاہا۔ اسکا بدلہ جو کچہہ اس نے دیا تم خوب جانتے ہو اور تمہارے خط کے جواب مین جو کچہہ لکھا گیا ہی تمہارے سلوک کا عوض تہا اور تمہارے اوس احسان کا یہی جواب تہا۔" اس خط وکتابت سے دونو مین یزدجرد کے قتل پر اتفاق ہوگیا۔ (علامہ بلاذری)

ایک روایت مین ہے کہ یزدجرد نے جب خراسان مین بہی اپنی جان بچتی نہ دیکھی تو مرو مین چلا آیا اوسکے ہمراہ فرخزاد رستم کا بہائی بہی تہا۔ حاکم مرو کی رائے سے فرخزاد مرو سے عراق واپس گیا۔ مرو سے یزدجرد نے مال واسباب ترکستان لیجانیکا قصد کیا اور یہہ ارادہ تہا کہ ترکستان جاکر کسی شہر محفوظ مین زندگی بسر کرے۔ ماہویہ نے یزدجرد کو اس ارادہ سے روکا اور مال واسباب ترکستان لیجانیکی ممانعت کی۔ جب یزدجرد نے اسکا کہنا نہ مانا تو اس نے اس خوف سے کہ اسلامی لشکر مبادا مرو پر بطمع مال وزر آکر قبضہ کرلے ترکون سے سازش کرکے اونکو بلالیا۔ (ابن خلدون وابن اثیر)

ترکون نے رات کیوقت ہمراہیان یزدجرد کو ایک سرے سے صاف کردیا۔ بیچارہ

یزدجرد یکہ وتنہا۔ سراسیمہ وحیران۔ گردش بخت سے نالان۔ لب پرآہ سرد۔ دل پر درد۔ شہر مرو کو روانہ ہوا مگر کسی کمبخت نے اسکے حال زار پر ترس نہ کہایا نہ شہر کے اندر گہسنے دیا نہ دروازہ کہولا۔ یزدجرد چار و ناچار یہانسے بہی بہاگا۔ نصیب نے پیادہ کیا۔ ایران کا شاہزادہ جسکے ساتہہ ہزارون سوار و پیادہ چلتے تہے آج اسوقت تنہا مشقت سفر اوٹہا رہا ہے۔ جان کی حفاظت مین کوہ و بیابان۔ دشت و جبل۔ دیہ بدیہہ۔ شہر بشہر پہر رہا ہے مگر ایسے گاڑہے وقت مین کوئی نہین پوچہتا اور نہ اسکے ایک دم کہڑے ہوجانیکا روادار ہے عجب انقلاب لیل و نہار ہے۔ جو کل کے روز شاہ ایران تہا آج کس درجہ غریب و لاچار ہے۔

ہن کیم رسوائے شہر و عاشق دیوانۂ		آشنا با ہر غمے و زخویشتن بیگانۂ
گرگیاہ در درویداز دلم گہ خار غم		من بحیرت کین ہمہ گل چون و مداز دانۂ

الغرض یزدجرد یہانسے نا امید ہوکر دریاے مرغاب کیطرف بہاگا۔ شام کے وقت ایک چکی چلاتے والے کے گہر چہپ رہا۔ دن بہر کا خستہ و خراب۔ تہکا ماندہ تہا لیٹتے ہی سوگیا چکی والے نے اوسکی زرق و برق پوشاک دیکہکر قتل کرکے دریا مین ڈال دیا اور وہی مثل ہوئی۔

محبت چاک زد دامان یوسفؑ		زلیخا را عبث بدنام کردند

بعض کا قول ہے کہ ماہویہ مرزبان مرو نے اسکی تلاش مین آدمی مقرر کیئے تہے۔ ایک شخص نے خبر دی کہ یزدجرد فلان چکی والے کے گہر مین ہے۔ ماہویہ نے یہ دریافت کرکے کچہ لوگ بہیجدیئے۔ اونہون نے چکی والے کے گہر جاکر یزدجرد کو قتل کیا یہ بہی بعض کا قول ہے کہ چکی والے نے بحکم مرزبان مرو مارا ہے۔ بعد قتل یزدجرد مرزبان مرو نے کہا۔ بادشاہ کا قاتل زندہ نہین رہتا ہے۔ لہذا چکی والا بہی مارا گیا۔

خون ناحق کہین چھپتا ہے چھپاے سے امیر	کیون میری لاش پہ بیٹھے ہین وہ دامن ڈالے

بعضے یہ کہتے ہین کہ چکی والا بادشاہ کے سامنے کہانا لایا۔ بادشاہ نے کہانا کہایا اور اوس ملک کے حسب دستورات کو شراب بہی پی یہانتک کہ نشہ شراب مین بیخود ہو گیا۔ اپنے تن بدن کی سُدہ بدہ نہین رہی۔ اوسی حالت نشہ مین یزدجرد نے اپنا تاج نکالکر سر پر رکہا۔ چکی والے نے تاج کی چمک دمک جو دیکھی اوسکے دل مین طمع پیدا ہوئی۔ تاج کے قیمتی موتی اور نفیس بیش بہا پوشاک نے یزدجرد کے قتل پر آمادہ کیا۔ اوسنے چکی کا پاٹ یزدجرد کے سر پر گرا دیا اور دبا کر قتل کر ڈالا۔ تاج لے لیا اور کپڑے اوتار کر پانی مین ڈال دیا۔ جب ماہویہ کو خبر پہونچی چکی والے اور اوسکے اہل وعیال کو قصاص یزدجرد مین قتل کر کے تاج ولباس شاہی اوس سے لے لیا۔

ہلاک قاتل خویشم کہ وقت کشتن من	بخاک پاک شہیدان خود تیمم کرد

بعضے کہتے ہین کہ یزدجرد بخوف ماہویہ مرو کے بہاگ کر اس چکی والے کے گھر چھپ رہا اور پانی مین اوتر کر بیٹھ رہا۔ لوگ اسکی تلاش مین پہونچے اور چکی والے سے دریافت کیا۔ اوسنے ہرچند کہا کہ میرے گھر سے ابہی چلا گیا مگر لوگون نے اعتبار نہ کر کے خانہ تلاشی لی اور چکی کے نیچے پانی مین یزدجرد کو پایا۔ یزدجرد نے کہا۔ میری جان چھوڑ دو اور میرا تاج میری پیٹی اور میری مُہر لے لو۔ لوگون نے یہہ سب مال لیکر محتاج ومفلس کر دیا۔ یزدجرد نے کہا۔ میرے پاس اب کچھ باقی نہین رہا۔ کچہہ نقد مجھکو دو تاکہ میرے حوائج ضروری کے کام آوے۔ ایک شخص نے چار درم یزدجرد کو دئے۔ یزدجرد نے ہنسکر کہا۔ کسی نے مجھسے کہا تہا کہ تو ایک وقت مین ایسا مفلس وغریب ہو جاویگا کہ چار درم کو محتاج ہوگا۔ پہر یزدجرد اس چکی والے کے گھر سے جان بچا کر نکل بہاگا مگر ماہویہ کے دوسرے آدمی جو اسکی تلاش مین تہے مل گئے۔

اونھون نے نہ چھوڑا اور چارون طرف سے گھیر کر گرفتار کرلیا۔ یزدجرد نے کہا۔ مجھکو جانسے نہ مارو۔ مجھکو بادشاہ عرب کے پاس لیچلو۔ مین تمھارے اور اپنے واسطے صلح کرا دونگا۔ اس روز روز کی جنگ و خونریزی سے سب لوگ محفوظ رہوگے۔ اوسکی یہہ بات کسی نے نہ مانی اور غریب یزدجرد کے گلے مین تانت کی پھانسی دیکر مار ڈالا اور کپڑے لیکر اوسکو دریا مین بہا دیا۔ افسوس صد افسوس۔

نہ دشمنے سر نعشم نہ آشنائے ہست		عجیب واقعۂ و طرفہ ماجرائے ہست

بعد قتل یزدجرد فیروز اوسکا بیٹا ملک ترکستان کو چلا گیا۔ ترکون نے اوسکا نکاح کر دیا اور پہر اوہین لوگون مین رہا۔ (فتوح البلدان)

بعضے کہتے ہین کہ اہل مرو نے ترکون سے سازش نہین کی تھی بلکہ جب ہمراہیان یزدجرد کو اہل مرو نے قتل کرنا چاہا یزدجرد اپنی جان لیکر بہاگا اور ایک چکی چلانے والے کے گھر مین پناہ گزین ہوا۔ اوسنے اسکو مار کر دریا مین ڈال دیا تھا۔ اہل مرو یزدجرد کی تلاش مین اس مکان کی طرف ہوکر نکلے اور مکان کے مالک کو گرفتار کرکے تشدد کیا۔ مارا پیٹا۔ مالک مکان نے قتل یزدجرد سے اقرار کیا۔ ان لوگون نے اوسکو مع بال بچونکے مار ڈالا۔ یزدجرد کی لاش دریا سے نکالکر تابوت مین رکھکر اصطخر مین لائے اور ناوس (عبادت خانہ کفار) مین لیجاکر دفن کر دی۔ (ابن خلدون)

بعض مؤرخین واقعہ قتل یزدجرد اس طرح نقل کرتے ہین کہ یزدجرد بعد واقعہ نہاوند اصفہان مین بہاگ آیا اور یہان بود و باش اختیار کی اصفہان مین ایک رئیس مطیار نامی جسکی اہل عرب بہی عزت کرتے تھے رہتا تھا وہ ایک روز یزدجرد کی ملاقات کو گیا اور دربان سے کہا۔ مین تمھارے سردار سے ملنا چاہتا ہون میرے آنے کی اطلاع کردو۔ دربان نے ایک معمولی

شخص سمجھکر کچھہ پرواہ نہ کی بلکہ بری طرح جھڑک دیا۔ سطیارنے دربان کو خوب مارا پیٹا یہانتک کہ سر زخمی کر دیا۔ دربان خون آلودہ یزدجرد کے پاس پہونچا اور سارا قصہ بیان کیا۔ یزدجرد نے سمجھہ لیا کہ اب رنگ دگرگون ہے اصفہان سے رے کو چلا گیا۔

فکر بہبود خود اے دل ز در دیگر کن ۔		درد عاشق نشود بہ بمدا داے حکیم ۔

اثنا مرراہ مین والی طبرستان نے حاضر ہوکر عرض کیا۔ میرا ملک موجود ہے آپ شوق سے اسپر حکمرانی اور اسکی حفاظت کیجیئے لیکن یزدجرد نے حکومت منظور نہ کی اور فوراً یہانسے بھی کوچ کرکے سجستان کی طرف چل کھڑا ہوا۔ وہان سے ایک ہزار سوار جمع کرکے مرو مین آ پہونچا اور بعض کا قول ہے کہ چار برس تک فارس مین رہا پھر وہانسے کرمان آیا۔ دو تین برس یہان رہا۔ کرمان کے زمیندار دہقان سے کچھہ روپیہ طلب کیا جب اوسنے انکار کیا اور اپنے ملک سے نکال دیا تو سجستان چلا آیا اور پانچ برس تک ٹھیرا رہا۔ بعدہ خراسان کی جانب اور وہانسے مرو کی طرف آیا اور یہہ قصد کیا کہ مرو مین لشکر جمع کرکے مسلمانونسے پھر مقابلہ کرے (کیون نہو شہزادہ ہین۔ رسّی جل گئی مگر اینٹھن نہ گئی) فرخ زاد برادر رستم اور دہقانونکے لڑکے جو بطور اُول (اگلے زمانہ مین دستور تہا کہ فاتح جس ملک کو فتح کرتے وہانکے رئیس و حاکم کے خاندانی معزز چند اشخاص کو اپنے دار السلطنت مین اپنے پاس رکھتے تھے زمانہ حال کی اصطلاح مین انکو یرغمال سمجھنا چاہیئے) اسکے پاس حالت سلطنت مین رہا کرتے تھے ہمراہ تھے یزدجرد نے سلاطین چین و فرغانہ و کابل و خزر سے مدد طلب کی اور مرو مین داخل ہونا چاہا لیکن مرو کے حاکم ابو براز ماہویہ نامی نے اپنے بیٹے براز کو انتظام و حفاظت مرو سپرد کی اور کہا۔ دیکھو خبردار۔ یزدجرد شہر مین نہ آنے پاوے۔ ایک روز یزدجرد گھوڑے پر سوار ہوکر شہر کے چار و نظر پھرا مگر کسی نے دروازہ نہ کھولا۔ براز کے باپ ماہویہ نے اپنے لڑکے سے کہا کہ دروازہ کھولدی

زبان سے تو یہہ کہا اور ہاتھہ کے اشارہ سے منع کیا کہ دروازہ نہ کھولنا۔ یہہ حرکت یزدجرد کے ملازمین مین سے ایک نے دیکھلی اور یزدجرد کو ہوشیار کر دیا۔

بعضے کہتے ہین کہ یزدجرد نے مرو کی حکومت ماہویہ سے لیکر اپنے بھتیجہ سنجان کو دینا چاہی لیکن ماہویہ اس ارادہ سے مطلع ہوگیا اور اوسنے بجائے خود اپنی حکومت قائم رکھنے کی کوشش کی اور یزدجرد کے قتل کی فکر کرنے لگا چنانچہ نیزک طرخان کو ایک ہزار درم یومیہ پر بلا بھیجا تاکہ یزدجرد کے قتل مین دونون کوئی مناسب رائے نکالین اور بعد قتل یزدجرد عرب سے صلح کر لین۔ بعد طے مشورہ نیزک نے یزدجرد کو لکھہ بھیجا کہ مجھکو تمسے عرب کے بارہ مین کچھہ باتین کرنی ہین اسلئے تن تنہا اپنے لشکر و فرخ زاد سے علیحدہ ہوکر میرے ملنے کو آؤ۔ یزدجرد نے اپنے ہمراہیون اور فرخ زاد سپہ سالار سے مشورہ طلب کیا۔ فرخ زاد نے تنہا ملنے سے روکا۔ سنجان نے بہی کہا مین مناسب نہین سمجھتا کہ آپ اپنے لشکر اور ہمراہیون اور فرخ زاد سے علیحدہ ہوکر کہین جاوین۔ ماہویہ تو گھات مین تہاہی اور یہ تمام کارروائی اسیکی تہی کہنے لگا نہین کچھہ حرج نہین۔ آپ بلا خوف و خطر نیزک سے ملین آپ کو اوسکی ملاقات سے بہت کچھہ نفع حاصل ہوگا اور آپ اوس سے ملکر بہت خوش ہونگے۔ یزدجرد اسکے کہنے مین آگیا اور نیزک طرخان کے پاس تنہا جانے پر آمادہ ہوا۔ فرخ زاد یہہ معلوم کرکے ازبس غمگین ہوا۔ کمال رنج سے اپنے جیب و گریبان کو پھاڑ ڈالا اور کہا۔ افسوس تم لوگ شاہ ایران کے قاتل ہوتے ہو۔ اسپر بہی یزدجرد متنبہ نہوا اور نیزک طرخان کی ملاقات کو گیا۔ اوسنے شاہ ایران کے استقبال مین بہت کچھہ اہتمام کیا۔ فوجی باجونکے ساتھہ بڑی عزت و تکریم کے ساتھہ اسے اپنے لشکر مین لیگیا۔ محبت و اخلاص کی باتین کرنے لگا۔ اثناء کلام مین بولا اگر آپ اپنی لڑکی سے میرا بیاہ کر دین تو مین دل و جان سے آپکی مدد کرون۔ یزدجرد اس کلمہ سے

سخت طیش مین آیا اور بے ساختہ نیزک طرخان کو گالی دے بیٹھا۔ نیزک نے یزدجرد کے سر پر ایک گرز مارا مگر یزدجرد وار خالی دیکر بہاگا اور ایک چکی چلانے والے کے گہر مین جاکر چھپ رہا۔ اسکی فوج کے لوگ اکثر مارے گئے۔ یزدجرد تین روز تک بے آب و دانہ اوسکے گہر چھپا رہا چوتھے روز چکی والا کہانا سامنے لایا۔ یزدجرد نے کہا مین بلا راگ باجہ کے کہانا نہین کہاتا چکی والے کے پاس ایک شخص تہا جو کچھ گانا جانتا تہا وہ گاتا رہا اور یزدجرد نے کہانا کہایا طرخان اسکی تلاش مین تہا اور اسکے لوگ چارون طرف ڈہونڈہتے پہرتے تہے۔ اتفاقاً اس گوئیے سے ملاقات کی اور اوسکے ذریعہ سے کچھ سراغ پاکر طرخان کو اطلاع دی۔ اوسنے چکی والے کا گہر گہیر لیا۔ بہت کچھ تلاش کیا یزدجرد کا پتہ نہ پایا۔ چکی والے نے صاف انکار کیا۔ لوگ ڈہونڈہکر واپس جارہے تہے کہ ایک شخص نے کہا مجھکو مشک کی خوشبو آرہی ہے۔ یہ کہکر ادہر اودہر بہ غور سے دیکہنے لگا۔ آخر یزدجرد کے کپڑے کا کونا نظر آیا۔ یزدجرد پانی مین پوشیدہ تہا اوسکا دامن پانی سے باہر تہا۔ لوگ دوڑ پڑے اور اوسکو نکالا۔ یزدجرد نے اون لوگون سے کہا مجھکو قتل نہ کرو اور جو کچھ میرے پاس کپڑے اور تاج و کمربند وغیرہ ہے سب لے لو اور مجھکو چھوڑدو۔ جسنے گرفتار کیا تہا کہا مجھکو چار درم حوالہ کرو اور اپنا راستہ لو۔ بیچارہ شاہ یزدجرد کے پاس اس حالت مین نقد روپیہ پیسہ کہان تہا مجبور رہگیا اور کہا۔ نقد تو میرے پاس نہین مگر میری مہر بیش بہا ہے اسکو لے لو۔ اوس نے انکار کیا۔ یزدجرد نے کہا۔ مجھے لوگون نے خبر دی تھی کہ ایک وقت تو چار درم کا محتاج ہوگا۔ وہ وقت اب مین دیکہہ رہا ہون کہ یہی ہے۔

اب لوگ شاہ یزدجرد مظلوم کے قتل پر آمادہ ہوے۔ بیچارہ عالم مایوسی مین اپنے قاتل کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا۔

تم تم کے وار کرو مرا دردِ سطّ نہ جاے	جب مین نہین تو لذتِ زخمِ جگر کہان

افسوس صد افسوس مین نے اپنے دین کی کتابون مین دیکہا ہے کہ بادشاہ کا قاتل دنیاہی مین آگ سے جلا کر خاک سیاہ کیا جاویگا۔ اے کمبخت بدنصیبو مجہکو قتل نہ کرو۔ مجہکو زندہ وسلامت اپنے سردار کے پاس لیجلو یا عرب کے بادشاہ کے پاس بہیجدو۔ وہ لوگ بادشاہ کو قتل نہین کرتی مگر اون سخت دل ظالمون نے غریب کی آہ وزاری وبیکسی پر اصلا خیال نہ کیا اول اوسکا لباس وتاج وغیرہ اُتار لیا پہر کمان کے رودہ سے پہانسی ڈال گلا دبا کر مار ڈالا اور دریا مین ڈال دیا۔ اُسقف مروتے دریا سے نکالکر تابوت مین کر کے دفن کر دیا۔ (ابن اثیر)

حقائق الکلام مین اس طرح لکہا ہے کہ جس زمانہ مین جناب عمر فاروق رضؓ شہید ہوے ہین یزدجرد نے موقع پاکر ایک لشکر ایرانی جانب اردشیر خرہ مین جمع کیا۔ قصد یہ تہا کہ سامان جنگ مہیا ہو جاے اور کسی طرح تاب مقابلہ حاصل ہو تو مسلمانونسے پہر لڑائی کی ٹہیرے۔ یزدجرد اسی کوشش مین تہا کہ عبداللہ بن عامر نے مجاشع نام ایک سردار کو فوج دیکر یزدجرد کے مقابلہ پر بہیجا۔ یہہ بیچارہ تاب مقابلہ نہ لاکر ایک طرف بہاگ گیا۔ مجاشع نے مع اپنے لشکر کے اسکا تعاقب کیا۔ موسم سرما کی وجہ سے مسلمانونکو سخت نقصان پہونچا اور بجز مجاشع کے سب کے سب تباہ وہلاک ہوے۔ یزدجرد کی فوج نے بہی اپنے بادشاہ کا ساتہہ چہوڑ دیا اور اہل اسلام کی اطاعت قبول کر لی۔ اب ملک فارس مین اسکا کوئی رفیق حال نہ رہا سب اس سے باغی ہو گئے۔ بیچارہ یزدجرد زندگی سے ہاتہہ دہو کر ذلت وخواری کے ساتہہ ادہر ادہر پریشان وسرگردان دیوانہ وار بہاگا بہاگا پہرتا تہا۔ یہہ شعر اوسکے حسب حال تہا۔

دلم شد است ازین دار آنچنان بیزار	کہ جان بترک جہان میرود دیار دیار

اس عالم مایوسی مین مرو مین داخل ہوا اور چکی والے نے لطمع تاج ولباس شاہی اسکو ہلاک کیا۔ لوگون نے اسکی لاش ایک پہاڑ کے درہ مین پائی۔

بعض رواتیون مین یہ قصہ یون درج ہے کہ یزدجرد عرب کے پہونچنے سے پہلے کرمان چھوڑکر مرو کی جانب روانہ ہوا اور چار ہزار کی جمعیت سے طبسین و قوہستان کیطرف بڑھا جب قریب مرو کے پہونچا دو سپہ سالار فارس کے اسکو ملے۔ وہ دونون باہم عداوت رکھتے تھے ایک کا نام براز۔ دوسرے کا سنجان تھا۔ براز نے یزدجرد سے ملکر سنجان کی شکایت کی اور اوسکی طرف سے یزدجرد کو بدظن کر کے اوسکے قتل پر مستعد کر دیا۔ یزدجرد نے یہہ واقعہ اور اپنا ارادہ سنجان کی نسبت اپنی کسی بیوی سے ظاہر کیا۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر سنجان کو پہونچ گئی۔ اوسنے یزدجرد کے قتل پر کمر باندہی اور یزدجرد کے محل پر چڑہ دوڑا۔ براز یہہ رنگ بے رنگ دیکھکر سراسیمہ ہوا اور اپنی جان لیکر کسی جانب چل دیا۔ یزدجرد پر بہی خوف غالب ہوا وہ بہی یہانسے بہاگا۔ دو فرسخ کے فاصلہ پر مرو سے ایک جگہہ مین چکی تہی یزدجرد اوس چکی والیکے گہر مین گہس گیا اور اوس سے پناہ طلب کی چکی والے نے اسکو کہانا کہلا پلا کر تسلی و اطمینان دلایا اور چار درم طلب کئے۔ یزدجرد نے کہا۔ میرے پاس روپیہ پیسہ نہین ہے لیکن یہہ میری پیٹی لے اور اپنے کام مین خرچ کر۔ چکی والے نے کہا مجھکو تو درہم کی ضرورت ہی اور تم مجھکو پیٹی دیتے ہو چکی چلانے والے نے اسکے لباس سے اسکو جہوٹا سمجھکر اسکے مارنے کا ارادہ کر لیا۔ رات کو جب یزدجرد سو رہا چکی والے نے اوسکو بسولے سے قتل کر کے جو کچہہ کپڑے وغیرہ اوسکے پاس تہے لے لئے اور لاش کو اوسکے پاجامہ مین باندہکر دریا مین ڈالدیا۔

یزدجرد کے قتل کی خبر مرو کے پادری کو پہونچی اوسنے تمام عیسائیونکو جمع کیا اور کہا۔ صاحبو شہریار کا بیٹا اور ملکہ شیرین کا پوتا قتل ہوگیا۔ ملکہ شیرین کے احسانات ہم لوگون کی

گردن پر یہ بہت کچھ ہین اور ہم لوگ عیسائی اس بادشاہ کے دادا نوشیروان کی عہد سلطنت مین نہایت عزت کے ساتھہ رہے ہین اب اسکے احسانات کا یہی عوض ہوسکتا ہے کہ ہم شاہ یزدجرد کے مرنے کا غم اور ماتم کرین اور ایک مقبرۂ عظیم الشان بناکر اوسمین اسکی لاش دفن کردین سب عیسائیون نے اسکے قول کو تسلیم کیا۔ ایک خوبصورت و نفیس مقبرہ بنا کر یزدجرد کی لاش اوسمین دفن کردی۔ افسوس صد افسوس۔

اونچے اونچے مکان تھے جنکے بڑے		آج ہین گور تنگ مین وہ پڑے ؎

یزدجرد کی حکومت بیس برس تک ہی ازانجملہ سولہ برس عرب کی لڑائیون مین صرف ہوے ایک دم کو آرام و آسائش نصیب نہ ہوئی رات دن سرگردانی و پریشانی مین رہا۔ صرف چار برس عیش و عشرت سے گذرے۔ یزدجرد اردشیر بن بابک کی اولاد مین سب سے اخیر بادشاہ ہوا ہے۔ اسکے مرنے سے ملوک ساسانیہ کی حکومت ختم ہوگئی اور عرب کے واسطے اب کوئی مزاحم سلطنت باقی نہ رہا۔

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا ؎		مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے ؎

بیچارہ یزدجرد نے اپنے حین حیات خاندان سلطنت فارس کو ویران اور اسکے ملکو پر دوسرونکا قبضہ دیکھہ لیا اور مرتے دم تو نہایت تکلیف اور مصیبت اوٹھائی اور اسی حالت مین دنیا سے کوچ کیا۔ عبرت! عبرت!!

کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے		خوب ملک روس ہے۔ اور سرزمین طوس ہے
گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجے زندگی		اس طرف آواز طبل ابد ہر صداے کوس ہے
سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا مین تجھے		چل دکھاؤن تو جو قید آز مین محبوس ہے
لیگئی یکبارگی گور غریبان کی طرف		جس جگہہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

مرقدین دو تین بتلا کے لگی کہنے مجھے	یہ سکندر ہی۔ یہ دارا ہے۔ یہ کیکاؤس ہے
پوچھ لو انسے کہ جاہ وحشمت دنیا سے آج	کچھ بھی انکے ساتھ غیر از حسرت وافسوس ہے

یزدجرد نے جس زمانہ مین کہ مرو مین مقیم تہا ایک عورت سے تعلق کر لیا تہا۔ وہ عورت حاملہ ہوئی اور بعد قتل یزدجرد کے بچہ ذاہب الشق پیدا ہوا۔ جسکا ایک جانب کا دہڑ بیکار تہا۔ اسکا نام مخدج رکہا گیا اور اوسکا سلسلۂ اولاد خراسان مین پہیل گیا۔ منجملہ اوسکے دو لڑکیان مخدج بن یزدجرد کی قتیبہ نے جسوقت صغد فتح کیا گرفتار کین۔ وہ لڑکیان حجاج کے پاس بہیجی گئین۔ حجاج نے اون دونونکو یا اونمین سے ایک کو ولید کے پاس بہیجدیا۔ وہ ولید کی تصرف مین آئی اور اوسکے بطن سے یزید ناقص بن ولید پیدا ہوا۔ (ابن اثیر)

فتح کرمان

عہد خلافت فاروقی مین سہیل بن عدی نے کرمان پر فوج کشی کی تہی۔ اوس فوج کے ہراول پر بشیر بن عمر عجلی افسر تہے۔ یہ لشکر کرمان پر حملہ آور ہوا اور عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان بہی ایک جماعت مجاہدین کے ساتھہ آکر شریک جنگ ہوے۔ کرمان والون نے قفص وغیرہ سے مدد طلب کر کے مقابلہ کیا۔ مسلمانون نے چارون طرف سے گہیر کر مارنا شروع کر دیا۔ اثنار جنگ مین کرمان کا مرزبان بشیر بن عمر افسر ہراول فوج کے ہاتہہ سے مارا گیا اور کرمان فتح ہو گیا۔ اب مسلمانونکو آگے روک ٹوک نہہی دور تک بڑہے چلے گئے۔ بیشمار اونٹ اور بکریان غنیمت مین ہاتہہ آئین۔ بعض کا قول ہے کہ فاتح کرمان عبداللہ بن بدیل بن ورقار خزاعی مین۔ بہرحال بعد فتح کے اہل کرمان نے صلح کر لی تہی اور اپنے عہد پر تا زمانہ خلافت جناب عثمان قائم رہے پہر شامت اعمال نے بہکایا عہد وپیمان توڑ کر بغاوت پر آمادہ

ہوے۔ جب عبداللہ بن عامر بلاد خراسان کی طرف متوجہ ہوے مجاشع بن مسعود سلمی کو
مہم کرمان پر روانہ کیا تہا اثناء راہ مین مجاشع نے ہمید کو لڑکر فتح کیا۔ اہل کرمان طالب
امان ہوے جزیہ دینا قبول کیا چنانچہ اونسے صلح کرلی گئی۔ مجاشع نے ایک محل بہی وہان
بنوایا جو اونکے نام سے مشہور ہے۔ پہر سیرجان پر پہونچے۔ یہ شہر کرمان کے علاقہ مین
ہے۔ مجاشع یہان چند روز ٹھہرے۔ اہل شہر قلعہ بند ہوکر لڑتے رہے۔ اہل اسلام نے نہایت
قوت دلیرانہ اور ہمت مردانہ سے اون کو پست کردیا۔ بالآخر شہر پر اسلامی قبضہ ہوگیا۔
مجاشع نے اکثر باشندگان شہر کو جلا وطن کیا۔ بعد اسکے جیرفت پر لڑائی ہوئی اور وہ بہی
فتح ہوکر کرمان کے علاقہ مین ملا دیا گیا۔ پہر لشکر اسلام اطراف وجوانب کو پامال کرتا ہوا قفص
مین داخل ہوا۔ یہان ایرانیون نے بہت بڑا مجمع کر رکہا تہا۔ اطراف بلاد سے جو ایرانی جلا وطن
ہوے وہ یہان آکر مقیم ہوتے گئے یہانتک کہ ایک مجموعی قوت پیدا کرکے حاکمانہ طرز سے
بسر کرتے تہے۔ انکا عساکر اسلام سے مقابلہ ہوا۔ ایرانیون نے اپنی پوری طاقت صرف
کرکے مسلمانونکا حملہ روکا مگر شیران بیشۂ شجاعت کا مقابلہ کون کرسکتا ہے ہزیمت خوردہ
میدان جنگ سے بہاگے۔ اکثر ایرانی کشتیون پر سوار ہوکر مکران وسجستان چلے گئے۔
ہزارون آتشار دار وگیر مین مارے گئے۔ شہر قفص پر مسلمانونکا پورا قبضہ ہوگیا اون کے
کل مکانات واراضی اسلام کے تحت مین آگئے۔ مسلمانون نے اون زمینونکو آباد کیا۔ پانی کے
واسطے کاریزین (فارس مین آبپاشی کی غرض سے بطور کنوئین کے ہوتے ہین) کہودین اور
وہ زمین عشری شمار کی گئی۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

فتح سیستان

یہہ ملک عاصم بن عمرو نے فتح کیا تہا عہد خلافت جناب فاروق مین عاصم بن عمرو فوج لیکر

گئے۔ والی سیستان نے مقابلہ کیا۔ کچھ دیر لڑائی کے بعد بھاگ کھڑا ہوا لشکر اسلام آگے بڑھا
چلا گیا اور زرنج پر پہونچکر محاصرہ کیا جو سیستان کا دوسرا مقام اور مشہور شہر ہے۔ بعد چندی
اہل شہر نے صلح کی درخواست کی اور صلح کر لی گئی۔ ابتک یہ لوگ صلح پر قائم رہے لیکن
عہد خلافت عثمانی مین باغی ہو گئے۔

جس زمانہ مین عبداللہ بن عامر مہم خراسان پر روانہ ہوئے ہین تو ربیع بن زیاد حارثی کو
سیستان کی لڑائی پر مامور کیا تھا۔ ربیع بن زیاد نے نہایت تیزی سے قطع مسافت کی اور
جنگل و بیابان پچہتر فرسخ چند مدت مین طے کرکے قلعہ زالق پر دھاوا کر دیا۔ زالق سیستان مین
صرف پانچ فرسخ کی مسافت ہے۔ یہہ ایک مشہور قلعہ ہے ربیع نے عین عید مہرجان کے
دن اس قلعہ پر حملہ کیا اور وہانکے حاکم کو گرفتار کر لیا۔ اوسنے فارس کی طرح مصالحت کر لی۔
ایک برچھا زمین مین گاڑ دیا اور اوسکے گرد سونے چاندی کا ڈھیر لگا کر اپنی جان کے بدلے مین
فدیہ دیا۔ یہان کی مہم سے فارغ ہو کر ربیع مقام کرکویہ کو صلح سے فتح کرتے ہوئے زرنج پہونچگئے
اور شہر روشت مین جو متصل زرنج ہے اوترپڑے۔ یہان کفار سے جنگ ہوئی۔ اس جنگ
مین کچھ مسلمان شہید ہوئے۔ کفار بھاگ گئے۔ اونکی فوج کے بہت سے سپاہی مارے گئے۔
پھر ربیع ناشروذ پر پہونچے اور اوسکو فتح کرکے شرواز پر قبضہ کرتے ہوئے اہل زرنج سے مقابلہ
کیا۔ اہل زرنج نے اولا میدان مین نکلکر مسلمانونکا مقابلہ کیا اور بڑے اہتمام کے ساتھہ لڑائی
ہوئی آخر مسلمانون نے انکو بھی شکست دیکر پیچھے ہٹا دیا۔ اہل زرنج قلعہ بند ہوئے۔ ربیع محاصرہ
کرکے اوترپڑے۔ مرزبان زرنج نے صلح کی درخواست کی اور صلح کی گفتگو کرنیکو امان حاصل
کرکے لشکر اہل اسلام مین خود حاضر ہوا۔ ربیع نے ایک مقتول پر بیٹھکر دوسرے مقتول کا تکیہ لگایا
اسی طرح انکے اور ساتھیون نے بھی کیا مرزبان زرنج یہہ رنگ دیکھکر رعب مین آگیا ایک ہزار

لونڈی اور ایک ہزار جام ذہب دیکر صلح کر لی۔ لشکر اسلام شہر مین داخل ہوا۔ ربیع دوسرے دن یہانسے وادی سنارود کی طرف روانہ ہوے اثنا راہ مین وہ قریہ ملا جہان رستم پہلوان نے اپنا گھوڑا باندہا تہا۔ اہل قریہ نے تعرض کیا۔ لڑائی ہوئی۔ خداوند تعالئے نے مسلمانونکو فتح عنایت کی۔ ربیع لوٹ کر زرنج واپس آے۔ ایک برس کے قیام کے بعد ایک شخص کو قوم بنی حارث بن کعب سے اپنا نائب کر کے ابن عامر کے پاس چلے گئے۔ انکے بعد اوس عامل کو اہل زرنج نے نکال دیا اور خراج مقررہ نہ دیا۔ ربیع ڈیڑہ برس تک عامل رہے۔ انہون نے اس مدت مین چالیس ہزار مشرکین کو قید کیا۔ انکے کاتب ومحرر یشی حضرت حسن بصری تہے۔ بعد اسکے عبداللہ بن عامر نے ربیع کی جگہ عبدالرحمن بن سمرہ کو والی سیستان مقرر کر کے روانہ کیا عبدالرحمن نے زرنج کا محاصرہ کیا اور ایک زمانہ دراز تک اہل زرنج محصور رہے آخر کار مجبور ہو کر دولاکھہ درم اور دو لاکھہ لونڈیان سالانہ جزیہ دینے پر راضی ہوے اور صلح کر لی۔ عبدالرحمن رفتہ رفتہ زرنج اور کش (سرحد ہند) کے درمیان جو ملک تہے اونپر قبضہ کرتے گئے۔ کسی شہر کو لڑائی سے فتح کیا۔ کسی سے صلح کر لی۔

اطراف زرنج پر اور رادسکے اور دوار کے درمیانی ممالک پر بہی قبضہ کر لیا۔ شہر دوار مین پہونچکر جبل زور مین کفار کا محاصرہ کیا۔ عبدالرحمن کے لشکر مین اسوقت آٹھہ ہزار سپاہی تہے ساکنان جبل زور مصالحت پر آمادہ ہوے۔ عبدالرحمن نے اونکی صلح منظور کر لی۔ ان اطراف مین جو مال غنیمت آیا اور تقسیم ہوا تو ہر شخص کے حصہ مین چار ہزار درم آے (علامہ بلاذری)

بعد صلح کے عبدالرحمن شہر مین داخل ہوے اور زور کے بتخانہ مین گئے (ابن اثیر نے زون لکھا ہے مگر قاموس مین زور ہے) زور ایک بت کا نام تہا اور اسیکے نام پر یہہ شہر آباد تہا۔ وہ بت سونے کا تہا اور آنکھین اوسکی یاقوت کی تہین عبدالرحمن نے اوسکی آنکھین نکال لین

اور ہاتھہ کاٹ کر مرزبان سے مخاطب ہوکر بولے مجھکو اس سونے چاندی یا جواہرات سے کوئی غرض نہین ہے۔ تو یہہ سب لے لے۔ مین نے یہہ فعل محض اسلیئے کیا ہے تاکہ تجپر یہہ امر ظاہر ہوجاے کہ یہہ نہ نقصان پہونچا سکتا ہے نہ نفع۔

اس مہم سے فارغ ہوکر عبدالرحمن نے بلاد غزنہ کا رُخ کیا۔ کابل و زابلستان بعد جنگ کے بہ صلح داماں فتح ہوے۔ پہر عبدالرحمن بخیریت تمام منصور زرنج کو والپس آے اور روہین قیام کیا۔ جس زمانہ مین جناب عثمان رض کی حکومت مین ایک قسم کا اضطراب پیدا ہوا عبدالرحمن نے زرنج پر امیر بن احمر کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود مدینہ منورہ آے۔ انکا زرنج سے باہر نکلنا تہا کہ اہل زرنج نے پہر عہد شکنی کی اور امیر بن احمر کو اپنے شہر سے نکال دیا۔ پہر یہہ شہر عہد خلافت جناب علی مرتضیٰ ع مین فتح ہوا۔

جنگ کابل مین اسلامی لشکر کے افسر اعلیٰ عبدالرحمن بن سمرہ تہے اور مقدمۃ الجیش عباد بن حصین کی ماتحتی مین تہا۔ یہ مدتون محاصرہ کیئے ہوے منجنیقون سے سنگباری کرتے رہے لیکن کسی طرح کابل فتح نہوتا تہا۔ سنگباری اسقدر کی گئی کہ ایک بہت بڑا راستہ ہو گیا۔ عباد بن حصین رات بہر لڑتے رہے دشمنان خدا اس راستہ کو بند نکر سکے۔ صبح کیوقت اہل شہر ہاتہیونکا ایک جہنڈ لیکر بقصد مقابلہ نکلے۔ عبداللہ بن خازم سلمی نے مردانہ وار بڑہکر ہاتھی پر حملہ کیا۔ ہاتھی نے انکو اپنی سونڈ مین دبا لیا۔ انہون نے تلوار کا ایک ایسا ہاتہہ مارا کہ ہاتھی کی سونڈ کٹکر علیحدہ گر گئی۔ سوار فیل نشین نے نیزہ چلایا۔ عبداللہ نے وار خالی دیا اور سوار نیچے آرہا تو عبداللہ بن خازم نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا جسکو جملہ عساکر اسلامی نے سنکر ایک ساتھہ نعرہ مارا مخالفین مین ایک ہلچل سی پڑ گئی بدحواسی کے عالم مین ایسے بہاگے کہ راستہ نہ بند کر سکے لشکر اسلامی لڑتا بڑہتا شہر مین داخل ہو گیا۔ ابو مخنف کہتے ہین کہ جس نے ہاتھی کو مارا وہ جہلب مین

عبداللہ بن خازم نہین۔ امام حسن بصریؒ کہا کرتے تھے۔ مجھکو گمان تھا کہ کوئی آدمی ہزار شخصونکا مقابلہ نہین کر سکتا مگر مین نے عباد بن حصین کو بچشم خود دیکھا کہ تنہا ایک فوج کا مقابلہ کیا اور رات بھر لڑتے رہے۔ غرض حضرت عبدالرحمن کابل فتح کر کے وادی نسل طے کرتے ہوے خواتش۔ توزان لبست کی طرف آے اور بزور شمشیران ملکونکو فتح کر کے رزان کارُخ کیا۔ اہل رزان بھاگ گئے اور انکا قبضہ ہوگیا پھر خشک کے جانب روانہ ہوے۔ وہان والون سے صلح کر کے رُخج کو گئے۔ اہل رخج سے جنگ ہوئی اور اہل اسلام مظفر و منصور ہوا نسے زابلستان کو گئے اور اوسکو بھی لڑکر فتح کیا۔ اس اثنا مین اہل کابل نے پھر بدعہدی کی عبدالرحمن نے پہونچکر پھر گوشمالی قرار واقعی دی۔ بعضے کہتے ہین کہ یہ واقعہ عہد خلافت جناب علیؓ کا ہے چنانچہ علامہ بلاذریؒ کی روایت سے اسکی تائید ہوتی ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن سمرہؓ صحابی ہین انسے جناب رسولؐ خدا نے فرمایا تھا تم امارت کو ہرگز نہ چاہنا اور نہ اوسکی تمنا کرنا اگر بلا طلب و سوال تمکو مل جاے تو قبول کر لینا خداوند تعالیٰ تمہاری اعانت کریگا اور اگر اپنی خواہش و طلب سے امارت پاؤگے تو تمپر سارا بار ہوگا۔ تم جانو تمہارا کام جانے اور آنحضرتؐ نے یہہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔ جب تم کسی کام پر قسم کھاؤ تو بہتر کام اختیار کرو اگرچہ قسم ٹوٹتی ہو کچھہ مضائقہ نہین وہ کام کرو اور کفارہ قسم کا ادا کردو حضرت عبدالرحمن عہد خلافت امیر معاویہؓ مین بھی بصرہ کے والی رہے ہین۔ کابل سے یہہ اپنے ساتھہ جو غلام قیدی لاے تھے اونمین کچھہ معمار بھی تھے۔ جنھون نے بصرہ بن عبدالرحمن کے محل دارالخلافت کے اندر ایک مسجد بنائی جو کابل کی مسجد کی نقل تھی حضرت عبدالرحمن نے ۵۰ھ مین بمقام بصرہ وفات پائی۔

جب حضرت عبداللہ بن عامر کے ہاتھون فارس خراسان۔ کرمان۔ سیستان وغیرہ دوبارہ

کامیابی کے ساتھ فتح ہوے لوگون نے کہا جسقدر فتوحات تمہارے قوت بازو سے ظہور مین آئین اسقدر فتح اور کسیکو نصیب نہین ہوئی۔ابن عامر نے فرمایا بے شک۔ اللہ جل شانہ کا شکر ہے کہ اوسنے مجھ ایسے ناچیز بندہ کے ہاتھ سے اس قدر شہر فتح کرا دیئے ہین اس شکریہ مین اپنے مقام اقامت سے احرام باندہ کر حج کو جاؤنگا چنانچہ خراسان پر قیس بن ہشیم کو مامور کرکے نیشاپور سے احرام باندھ کر اول مدینہ منورہ مین جناب عثمانؓ کے پاس آے اور پھر حج ادا کیا قیس بن ہشیم بعد روانگی ابن عامر طخارستان کی جانب گیے اور اسکے اطراف کے تمام شہر بلا کسی روک ٹوک کے اپنے قبضہ مین کر لئے۔اتفاق کی بات ہے کہ جہان جہان یہ گئے لوگون نے بغیر لڑے بھڑے صلح کر لی اور انکے مطیع ہو گئے۔البتہ اہل سنجان برسر مقابلہ آے اور بعد کہلی لڑائی کے قلعہ بند ہوے بالآخر قیس نے بزور تیغ اوسکو بھی فتح کر لیا۔(ابن خلدون وابن اثیر)

اس سنہ مین جناب عثمانؓ حج کو تشریف لیگئے۔اسی سنہ مین فتح خراسان کامل ہو گئی اسی سنہ مین ابو الدردار انصاری بدری نے وفات پائی اور بعضونکے نزدیک ۳۲ھ مین انتقال کیا۔

ابو طلحہ زید بن سہل انصاری نے بعمر ستر سال بمقام جزیرہ وفات پائی آپ بیعۃ العقبہ مین شریک تھے بعدہ جنگ بدر اور دیگر غزوات مین حضور سرور کائنات ؐکے ہمراہ موجود رہے آپ اکثر روزے رکھا کرتے تھے (شاہد الاصفیا نسخہ قلمی مصنفہ علامہ محمد ہاشم بن قاسم نعمانی ہروی بدخشانی) اور بعض کہتے ہین کہ ۳۲ھ مین رحلت کی اور ایک روایت مین ۵۱ھ ہے

ابو اُسید ساعدی نے انتقال کیا بعضونکے نزدیک ۶۰ھ مین رحلت کی۔اس قول کے مطابق ابو اُسید بدریون مین سب کے بعد انتقال کرنے والے ہین۔

ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم اور اونکے بہائی طفیل نے انتقال کیا اور ایک روایت سے ابوسفیان کا انتقال سنہ ۲۰ھ مین ہوا ہے۔

ابوسفیان رض بن حرب اموی نے بعمر اٹہاسی سال انتقال کیا۔ انکے فضائل مین سے یہہ حدیث ہے۔

خود حضرت ابوسفیان رض سے روایت ہے کہ مین نے جناب رسولخدا سے عرض کیا۔ اے رسول اللہ تین سوال میرے ہین آپ قبول فرمائین۔ اول۔ میری لڑکی ام حبیبہ کو جو اسوقت عرب کی عورتون مین حسینہ و جمیلہ ہے اپنی زوجیت مین قبول فرمایئے رسول مقبول نے فرمایا مجہکو قبول ہے۔ دوم۔ میرا بیٹا معاویہ رض آپکا کاتب اور منشی ہو جاوے۔ آپنے فرمایا بہتر ہے مین نے منظور کیا۔ سوم۔ آپ مجہکو کسی فوج پر سردار کرکے بہیج دیجئے تاکہ کفار سے لڑون جیسا کہ حالت کفر مین مسلمانون سے لڑتا رہا۔ آپنے فرمایا یہہ بہی منظور ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ ابوسفیان جو کچہہ چاہتے آنحضرت صلعم سے مانگ لیتے کیونکہ آپنے ہر سوال کے جواب مین نعم فرمایا حضرت ابوسفیان رض نابینا ہو گئے تہے۔ ایک آنکہہ آپکی جنگ طائف مین گئی اور دوسری جنگ یرموک مین۔ آپکے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہین حضرت ام المومنین ام حبیبہ رض۔ حضرت یزید رض جنکو حضرت ابوبکر رض نے شام پر بہیجا تہا۔ حضرت معاویہ رض جو حضرت عمر رض اور حضرت عثمان رض کے زمانہ مین حاکم شام رہے ہین۔

حکم بن ابی العاص اموی نے اسی سنہ ۳۱ھ مین انتقال کیا۔ یہ مروان کے والد اور جناب عثمان رض کے قریبی رشتہ دار تہے۔ انکی عادت تہی کہ جناب رسول خدا صلعم کے راز اور مسلمانونکے خفیہ امور کی اطلاع کفار قریش کو پہونچایا کرتے تہے۔ انکو آنحضرت صلعم نے نکال دیا تہا اور طائف مین رہا کرتے تہے۔ جب جناب عثمان رض خلیفہ ہوے آپنے حکم بن ابی العاص کو مدینہ منورہ مین

بلا لیا جب لوگ معترض ہوے تو فرمایا مین نے جناب رسولخدا سے انکی سفارش کی تھی
آپنے مجھسے وعدہ فرمایا تھا کہ اونکو مدینہ مین آنیکی اجازت دونگا مگر اسکا موقع نہ ملا چونکہ
حضور رحمۃ للعالمین سے گونہ اجازت مل چکی تھی مین نے انکو بلا لیا ہے۔ (تاریخ امام یافعی
نسخہ قلمی و تاریخ خمیس)

سنہ ٣٢ھ

غزوہ سرحد قسطنطنیہ

اس سنہ مین جناب معاویہؓ نے قسطنطنیہ پر فوج کشی کی مگر صرف اسکے حدود و اطراف ہی تک پہونچ پاے کچھ قریات و قصبات پر لڑائی ہوئی بہت سے کفار قتل کیے اور تاخت و تاراج کر کے بعضے دیہات کے لوگونکو قیدی بنا لیا اور مظفر و منصور بہت کچھ مال غنیمت لیکر واپس آے۔ اس جہاد مین حضرت معاویہؓ کے ساتھ انکی بی بی عاتکہ بنت قرظہ اور بعض کے نزدیک فاختہ تھین۔

غزوہ بلاد ترک و شہادت عبدالرحمن بن ربیعہ

عہد خلافت فاروقی مین حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ حدود دارسینیہ پر باب تک حکمران تھے۔ دربار خلافت سے انکو ترکونپر حملہ کرنے کا حکم ہوا چنانچہ وہ باب سے بلنجر کی طرف روانہ ہوے بلنجر ریاست خزر کا دارالسلطنت تھا۔ یہ واقعہ سنہ ٢١ھ کا ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ اپنے لشکر کو لیکر ترکونکی حد مین چلے۔ بلنجر کے قریب پہونچکر ترکونسے مقابلہ ہوگیا۔ وہ شہر چھوڑکر بھاگ گئے اور لشکر اسلام مال غنیمت لیکے واپس چلا آیا اوسوقت سے خلافت عثمانی تک برابر ترکونپر

حملے ہوتے رہے یہانتک کہ ترکی قوم عاجز آگئی جب ترکون کو ہر طرح شکست پر شکست ہوتی رہی اور کسی طرح مسلمانونکے مقابل انکا قدم نہ جم سکا تو بہت حیران ہوے اور آپس مین کہتے تھے۔کیا وجہ ہے کہ مسلمان باوجود قلت جماعت کے ہمیشہ ہر قوم پر غالب ہی رہتے ہین اور ہمارے مقابلہ مین تو شیران بیشۂ شجاعت اور نہنگان بحر وغا ولیعالت روباہ خصلت ہین ہماری تلوار کی دھوم روئے زمین پر ہے۔ وہ دن ہے جو ہمارے نام سے کانپ نہین جاتا اور ایسی کونسی قوم ہے جو ہمارے سبیل محبت و اطاعت مین اپنی بہبود و فلاح تصور نہین کرتی۔

موج ہو جاتا ہے جو آتا ہے پتھر زیر پا	ہم وہ ہین آتش قدم جس سے پگھلتے ہین پہاڑ

معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانونکے ساتھ فرشتے ملکر لڑتے ہین اور اونکے دشمنونکو قتل کر ڈالتے ہین اسیواسطے مسلمانون سے جنگ مین ایک کی لاش بھی تو نظر نہین آتی۔ درحقیقت ایساہی بلکہ اتفاق ہوا کہ ہر مرتبہ ترکون ہی کی فوج مین مقتول نظر آے اور مسلمانونکی طرف ایک بھی شہید نہوا۔اس خیال سے ترک اور بھی مسلمانونکے نام سے ڈرنے لگے۔آخر اس بارہ مین باہم مشورہ کیا۔ایک نے کہا۔اب کے امتحان کرلو چنانچہ ترکونکی ایک جماعت کمینگاہ مین چھپکر بیٹھ رہی اودہر سے فوج اسلامی نکل رہی تھی کہ ترکون نے تیراندازی کی جس سے دو ایک مسلمان شہید ہوگئے۔ترکون کو اس سے ایک جوش پیدا ہوگیا اور دلونمین جو خوف مسلمانونکا سمایا ہوا تھا وہ نکل گیا۔گئی ہوئی قوت پھر عود کر آئی۔ٹوٹی ہوئی ہمتین پھر بندھ گیئن ۳۲ھ مین اہل خزر اور ترک باہم متفق ہوگئے اور ایک لشکر جرار تیار کرکے مجموعی قوت کے ساتھ اہل اسلام کے مقابلہ کی دل مین پختہ نیت کرلی۔

جناب عثمان رض نے قبل اسکے عبدالرحمن بن ربیعہ کو جبکہ وہ باب پر حکمران تھے لکھا تھا کہ

عام رعایا کو اندرونی مفسدہ پردازون و دشمنون نے بہکا دیا ہے - مخالفت کی پوشیدہ آگ سب کے دلونمین روشن ہوگئی ہے عنقریب ہے کہ وہ ظاہر ہوکر اپنا اثر خراب اور نتیجہ ضرر رسان دکھلاے لہذا ایسے وقت مین مسلمانونکو خصوصًا فوج مجاہدین کو نہایت احتیاط وہوشیاری سے رکہنا چاہیئے مبادا اونکو کچہہ صدمہ پہونچے یا رعایا کی سازش سے لشکر غازیان اسلام تباہ وبرباد ہو -

حضرت عبدالرحمن کے دل مین تو ترکونکی لڑائی کی ہوس تم گئی تھی اور پختہ ارادہ قائم ہوچکا تہا انہون نے چندان خیال نہ کیا - ترکونکے حال سے بہی خوب واقف ہوچکے تہے اور یہہ بہی سمجہے ہوے تہے کہ ترکی ہمسے خوف زدہ ہین اس خیال سے اور بہی اونکو جرأت آگے آگے لئے جارہی تہی حتی کہ بمقام بلنجر دونون جانب سے دونون فوجین برسرمقابلہ آئین - ترکونکو واقعہ گذشتہ سے دلیری پیدا ہوگئی تہی نہایت تیزی اور سختی سے لڑائی شروع کردی حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ اس جنگ مین شہید ہوگئے اور بہی بہت سے مسلمانون نے جام شہادت پیکر حیات ابدی حاصل کی -

زدست دیا زدن کشتۂ تو شد معلوم	کہ بعد کشتہ شدن ہم تلاش ہا باقیست

حضرت عبدالرحمن کا نام ذوالنون بہی تہا - انکی تلوار کا بہی یہی نام تہا - ترکون نے جب انکو شہید کیا تو انکی لاش کو ایک تابوت مین اپنے پاس بہت حفاظت کے ساتہہ تبرک سمجہکر رکہہ چھوڑا - مدت تک اوس لاش کے طفیل دعاء استسقا مانگا کرتے تہے - انکے شہید ہونیسے لشکر اسلام بغیر سردار رہ گیا اور دو حصونپر منقسم ہوکر ایک تو باب کے جانب روانہ ہوا - اس گروہ کو حضرت سلمان بن ربیعہ برادر عبدالرحمن بن ربیعہ ایک فوج کے ساتہہ ملے - انکو بحکم جناب عثمانؓ سعید بن العاص نے کوفہ سے مسلمانونکی مدد کیلیے بہیجا تہا - حضرت سلمان نے

اپنے بھائی کی شہادت سنکر نشان فوج خود لیا اور اس ہزیمت خوردہ حصہ کو اپنے ساتھہ لے
لیا جسکی وجہ سے یہہ حصہ ترکون کے ہاتھہ سے بچ گیا۔ دوسرا حصہ جو رزمگاہ سے بھاگا تو اوسنے
جیلان وجرجان کا رُخ کیا تھا۔ اس حصہ مین حضرت سلمان فارسیؓ اور ابوہریرہؓ بھی تھے۔ اس
واقعہ بلنجر مین جو لشکر حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ کے ساتھہ تھا اوسمین منجملہ مجاہدین یہ لوگ
مندرجہ ذیل بھی شریک تھے۔ یزید بن معاویہ نخعی۔ علقمہ بن قیس۔ معضد شیبانی۔ ابوسفر تیمی
یہہ چارون ایک خیمہ مین ایک ساتھہ رہا کرتے تھے۔ عمرو بن عقبہ۔ خالد بن ربیعہ۔ حلحال بن ذری
قرثع۔ یہہ چارون دوسرے خیمہ مین ٹھیرا کرتے تھے۔ ان لوگونکے خیمے پڑاو پر قریب قریب
نصب ہوتے تھے۔ یہہ لوگ اس لڑائی سے قبل آپسمین دلیری وبہادری کی باتین کیا
کرتے تھے اور شہادت کے متمنی تھے جب اتفاق ایساہی ہوا جیساکہ انکی گفتگوے مندرجہ
ذیل سے معلوم ہوگا قرثع کہا کرتے تھے "خون کے سرخ چھینٹے سفید کپڑے پر کیاہی خوشنما
معلوم ہوتے ہین" عمرو بن عتبہ ایک سفید قبا پہنے تھے اوسپر نظر کرکے کہا "خون کے سرخ
چھینٹے بھی کیاہی بھلے معلوم ہونگے" یزید بن معاویہ نخعی نے خواب دیکھا تھا کہ ایک شخص
نفیس چادر لایا اور اوسمین انکو لپیٹ کر قبر مین دفن کردیا۔ یہہ اوس حالت مین قبر کے اندر
نہایت حسین وخوبصورت معلوم ہوتے تھے اسی معرکہ بلنجر مین کسی نے پتھر مارا وہ انکے سر پر
آکر لگا۔ سر پھوٹ گیا اور خون نکلکر کپڑون پر پڑا کہ چادر رنگین ہوگئی۔ گویا کہ نقش ونگار اوسپر
بنے ہین اور اسی صدمہ مین وفات پائی۔ قدرت خداوندی ہے کہ اوسی وضع وہیئت سے
جیساکہ خواب مین دیکھا تھا دفن کیئے گئے۔ ہوبہو انکے خواب کی تعبیر پوری ہوئی۔ اسی
لڑائی مین معضد نے علقمہ سے کہا "اپنی چادر مجھکو دو مین سر پر اوسکا عمامہ باندھونگا" چنانچہ
چادر لیکر سر پر باندہی برج بلنجر مین گئے۔ لوگون سے لڑے اور بہتونکو مارا۔ اتفاقیہ ایک

پتھر انکے سر پر آکر لگا جسکے صدمہ سے سر پھٹ گیا اور اوسی زخم سے شہید ہوئے۔ لوگون نے انکو یزید کے پہلو مین دفن کر دیا۔ علقمہ نے اپنی چادر جو معضد کے سر پر بندہی تہی اور خون کے دہبے اوسمین تہے لے لی اوسکو خوب دہویا مگر خون کے دہبے نہ گئے۔ وہ جمعہ کے دن اوس چادر کو تبرکاً اوڑہکر نماز مین جاتے اور کہا کرتے تہے کہ میری اس چادر مین معضد کے خون کی نشانی ہے اسواسطے مین جمعہ کے دن اسکو اوڑہ لیا کرتا ہون۔

عمرو بن عتبہ کے بہی لڑائی مین زخم کاری آیا اور اونکی قبا رنگین ہوگئی جیسا کہ خواہش کی تہی اور اسی زخم مہلک سے شہید ہوگئے۔

قرثع بہی اسی لڑائی مین زخمی ہوے اور انکی قبا رنگین ہوئی اور شہید ہوے۔ قرثع اور یزید نخعی کوفی ہین (تقریب التہذیب)۔

جناب عثمانؓ کو ان لوگونکے خیالات اور حالات کی جب اطلاع ہوئی آپنے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا اہل کوفہ بدعہدی کرکے بیعت فسخ کر دینگے انکے دلی خیالات کسقدر بدل گئے ہین۔ وہ رات دن خونریزی کے جویان اور فساد کے خواہان رہتے ہین۔ خداوندا۔ تو اونسے درگذر کر اور اپنے نگاہ لطف و کرم سے اونکے حال پر توجہ فرما (جناب عثمانؓ نے انکے خیالات بد اور اونکے حسب منشا واقعات پیش آنیسے استنباط کیا کہ یہہ لوگ مفسد ہین انکے دلونمین اسی قسم کے خیالات اور منصوبے رہا کرتے ہین۔ کیونکہ جہاد مین نیت ترقی دین اسلام ہونا چاہیئے۔ اگر خوش نصیبی سے شہید ہوگیا زہے سعادت قبل اسکے ایسے خیالات آنا اس امر پر دلیل ہے کہ یہہ لوگ محض جنگ و پیکار کے خواہان و جویان تہے اور ہر وقت انکی نظرونمین ایسی ہی صورتین پہرا کرتی تہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ بلنجر مین جو لشکر تہا اوسمین کوفی ہی شریک تہے اور جناب عثمانؓ تو اہل کوفہ کی شرارت

سے پہلے ہی واقف تھی) چونکہ سلمان بن ربیعہ کو سعید بن العاص نے بحکم جناب عثمانؓ روانہ کیا تھا انکے ہمراہ شکست خوردہ لشکر اسلام باب پر پہونچا۔ اب سلمان بن ربیعہ بجائے عبدالرحمن بن ربیعہ کے باب کے حاکم ہوئے اور بحکم جناب عثمانؓ اہل شام کا ایک لشکر بسرداری حبیب بن مسلمہ سلمان کے ہمراہ ہوا۔ دوسرا لشکر کوفہ کا جسکے سردار حضرت حذیفہؓ بن یمان تھے یہ بھی سلمان بن ربیعہ کے ساتھ کیا گیا اور ان دونوں لشکروں کے افسر اعلیٰ اور گورنر علاقہ باب سلمان بن ربیعہ کیے گئے۔ جب لشکر شامی اور کوفی یکجا ہوئے دونوں لشکر میں آتش مخالفت شعلہ انگن ہوئی اور ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے۔ اہل شام نے کہا۔ ہم سلمان کو جو سب کے سردار ہیں قتل کر ڈالینگے کوفیون نے کہا ہم جناب حبیب بن مسلمہ کو جو لشکر شامی کے افسر ہیں خوب مارینگے اور اونکو سرداری سے معزول کر کے قید کر دینگے اور اگر تم متعرض ہوگے تو ہماری تمہاری تلوار چل جائیگی اور اچھی بھلی خونریزی ہوگی (حبیب کو یہ منظور تھا کہ جس طرح سے وہ سردار لشکر ہو کر آئے تھے اسی طرح باب کی بھی حکومت انکو ملے اور یہ سلمان کی ماتحتی مین نہ رہین اسی بات پر کوفیون اور شامیونمین اختلاف ہوا) حضرت حذیفہ بن یمان اس نواح مین تین مرتبہ لڑے۔ تیسری جنگ اوس زمانہ مین واقع ہوئی ہے جو زمانہ جناب عثمانؓ کی شہادت کا تھا۔ جب جناب عثمانؓ شہید ہوئے ہین حذیفہ بن یمان اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ خداوندا۔ قاتلین جناب عثمان پر اور اونکے بدگویون پر لعنت کر اور اپنا غضب و قہر نازل فرما۔ خداوندا۔ تو خوب جانتا ہے اور دلوں کے ارادے اور نیتون سے تو آگاہ ہے کہ ہماری نیت جناب عثمانؓ سے مقابلہ کرنے مین اور اونکے احکام کی تعمیل مین سستی و تاخیر کرنے مین محض اونکو تنبیہہ کرنے کی غرض سے تھی اور آپ بھی اکثر اوقات ہم لوگونکو تنبیہہ فرمایا کرتے تھے۔ ہم لوگون کا یہہ

ارادہ نہ تھا کہ آپکی جان کو صدمہ پہونچے مگر عوام نے ہمارے اونکے معاملات اور ظاہری برتاؤ کو فتنہ و فساد کی راہ کر لی۔ خداوندا۔ تو اون لوگونکو بھی اپنے غضب کی تلوار سے مار اور جیسا کہ اون لوگون نے جناب عثمانؓ کے خون مین اپنے ہاتھہ رنگے ہین اونکے خون مین بھی تلوارین رنگین ہون۔

خروج قارن

آخر ۳۲ھ مین اطراف خراسان سے پھر ترکون نے یورش کی اہل بادغیس۔ ہرات۔ قوہستان انکے ساتھہ مدد کو تیار ہوے اور چالیس ہزار سپاہی میدان کارزار مین جمع ہو گئے۔ ترک کا بادشاہ قارن یہہ فوج لیکر خراسان کی طرف بڑہا۔ اس زمانہ مین خراسان کے حاکم قیس بن ہبیرہ سلمی تھے جب عبداللہ بن عامر حج خانہ کعبہ کو جانے لگے اپنی جگہہ انکو مقرر کر گئے تھے قیس بن ہبیرہ کے ہمراہ اونکے چچازاد بھائی عبداللہ بن خازم بھی تھے۔ سابق مین عبداللہ بن خازم نے ابن عامر سے کہہ کر یہہ مضمون لکھا لیا تھا "جب خراسان سے قیس علیحدہ ہون تو اوسوقت ابن خازم اوسکے والی ہون"۔ یہہ عہدنامہ لکھوا کر اپنے پاس رکھہ لیا جس زمانہ مین ترکی فوجین حدود خراسان مین آگئین تو قیس نے عبداللہ بن خازم سے کہا۔ تمہاری کیا راے ہے۔ ابن خازم نے جواب دیا میرے نزدیک آپ خراسان سے علیحدہ ہو کر چلے جائین کیونکہ مین اسکا امیر ہون۔ ابن عامر نے اسکی ولایت کی سند مجھے عطا کی ہے یہہ کہکر ابن عامر کا پروانہ دکھایا۔ قیس خاموش ہو کر ابن خازم کے پاس سے چلے آے بعضے کہتے ہین کہ عبداللہ بن خازم نے مشورہ دیا تھا کہ ترکون کا لشکر زیادہ ہے اور ہم لوگ تھوڑے ہے بہتر ہوگا کہ تم خود ابن عامر کے پاس جا کر فوج مدد کو لے آؤ۔ جب قیس اودھر

روانہ ہوی عبداللہ بن خازم نے اونکی عدم موجودگی مین تمام لشکر کو وہ سند دکھلائی جس مین لکھا تھا کہ بحالت غیر موجودگی قیس کے عبداللہ بن خازم امیر خراسان سمجھے جائین۔

ایک روایت مین ہے کہ قیس نے ابن خازم سے دریافت کیا۔آپ کیا راے دیتے ہین۔ترکون نے سر اوٹھایا ہے۔اونکی تعداد کثیر ہے اور اہل اسلام اونکے مقابلہ مین بہت ہی کم ہین۔حضرت عبداللہ بن خازم نے کہا۔میرے نزدیک تو آپ ملک چھوڑ کر چلے جاوین کیونکہ عبداللہ بن عامر نے مجھکو پروانہ لکھدیا ہے کہ جب خراسان مین جنگ ہوا اوسوقت تم امیر خراسان ہوجاتا۔پھر سند لکھی ہوئی نکالکر دکھائی جو آپ ہی ابن عامر کی طرف سے لکھ لی تھی۔قیس جھگڑنا مناسب نہ سمجھے۔حکومت خراسان بخوشی خاطر عبداللہ بن خازم کے سپرد کردی اور خود ابن عامر کے پاس چلے گئے۔

عبداللہ بن عامر نے جب انکو دیکھا اور انکے حالات سے خبر پائی کہا۔یہہ کیا کیا تم ملک کو ویران و برباد کرکے میرے پاس کیون چلے آے۔اسکے جواب مین قیس نے کہا کہ عبداللہ کے پاس آپکی خاص دستخطی اور مہری سند موجود تھی اس لئے اونھون نے مجھسے امارت لے لی۔المختصر قیس تو ابن عامر کے پاس رہے اور عبداللہ بن خازم خراسان کے امیر و سردار بن کر چار ہزار فوج لیکر ترکون کے مقابلہ پر نکلے۔کہان ترکونکی جماعت چالیس ہزار اور کہان ابن خازم کی فوج چار ہزار۔یہ انکی شجاعت اور ہمت ہی تھی اور مسلمانونکی دلیری اور شوق شہادت تھا کہ دشمنونکی کثیر التعداد لشکر کا اصلا خوف و ہراس نہ کیا۔

غرض دونون لشکر میدان جنگ مین۔ایک دوسرے کے مقابل ہوے اور میدان جنگ چھوڑ کر دونون طرف سے اپنے اپنے پڑاو پر ٹھیرے۔رات نے دونون لشکر ونکو آرام کر لینے کا موقع دیا۔عبداللہ بن خازم نے کیا ترکیب جنگ سوچی کہ اپنے لشکر مین سے چھہ سو مردان۔

دیدہ کارزار آزمودہ منتخب کیئے۔ اونکے نیزونکو روئی اور پرانے کپڑے سے لپیٹ کر
تیل وچربی سے ترکرکے روشن کردیا اور بقدر ضرورت چربی او تیل اوربھی ہمراہ کیا۔
ان مشعلوں کی روشنی مین اس جماعت کو لیکر ترکون پر شبخون مارا۔ اس لشکر کے مقدمۃ الجیش
پر خود ابن خازم تہے۔ آدہی رات کو یہ لشکر مشعلین جلاتا ہوا قارن کے لشکر پر جا گرا اور
تلوارین کہینچ کہینچ کر مارنا شروع کردیا۔ سارے ترک خواب غفلت مین مست و سرشار تہے
اونکو کیا خبر تہی کہ رات کے وقت آفت آسمانی و بلاے ناگہانی قضاے مبرم کو ساتہہ
لئے ہوے نازل ہوگی اور ایک دم مین اون خفتہ بخت کم نصیبونکو ہمیشہ کے واسطے
سلادے گی۔ اونکو کیا معلوم تہا کہ اب کیسے سوے قیامت ہی کو اوٹہینگے۔ اس حالت
سراسیمگی مین بالکل نہ سنبہلنے پاے جو جس حال مین سورہا تہا اوٹہتے ہی جو کچہہ ہاتہہ مین آگیا
لیکر لڑنے اور مفت جان دینے لگا۔ یہہ بہی نہ معلوم تہا کہ ہماری تلوار دوستونکو صاف
کررہی ہے یا دشمنونکے گلونکو کاٹ رہی ہے۔ آخر قوم ترک مین بہگدڑ پڑگئی۔ اہل اسلام نے
وہ جنگ مغلوبہ کی کہ کشتونکے پشتے لگ گئے خون کا دریا رواں ہوگیا۔ نبرد گاہ ایک
تختہ لالہ زار بن گیا۔ ترک اچانک اس ہنگامے سے گہبرا گئے۔ اونہوں نے دیکہا کہ آگ
مثل دریا موجزن ہے کبہی اوپر چڑہتی ہے اور کبہی نیچے اوتر آتی ہے۔ گاہے دائین
گاہے بائین۔ ایک وضع پر قرار نہین۔ اونکی بالکل سمجہہ مین نہ آیا کہ یہ کیا بلا ہے۔ دہشت زدہ
ہوکر ہمت ہاردی۔ عبداللہ بن خازم کی تدبیر نے حواس باختہ کردیا۔ اس ہنگامہ قتل و
غارت مین مجاہدین اسلام اپنے اپنے کام مین برابر مصروف رہے۔ ابن خازم بہی اپنا
مقدمۃ الجیش لئے ہوے بالکل ترکون مین گہس گئے اور تلوارونکی باڑہ پر جو رکہا تو ترکونکے
چہکے چہوٹ گئے۔ قارن اونکا بادشاہ مارا گیا۔ فوج ترک بے سر ہوکر بہاگ نکلی چالیس ہزار

اہل اسلام نے چالیس ہزار ترک کو شکست دی۔ مسلمانون نے بھاگے ہوے ترکو نکا پیچھا نہ چھوڑا اور تک مارتے چلے گئے۔ ہزارون قتل کر ڈالے اور ہزارون قید کر لئے۔ بیشمار مال غنیمت اہل اسلام کے ہاتھہ آیا۔ بعد فتح وظفر عبداللہ بن خازم نے ابن عامر کو اس فتح کی خوشخبری دی۔ ابن عامر انکے اس کارنمایان سے بہت خوش ہوے۔ حالانکہ یہہ چالاکی سے قیس کو نکالکر خود سردار بن گئے تھے مگر اس کامیابی کی بدولت ابن عامر نے انکو مستقل کر دیا اور حکومت خراسان عطا کی۔ ابن خازم حکومت خراسان پر تا واقعہ جمل عہد خلافت مرتضوی تک قایم رہے۔ اوس زمانہ مین ابن خازم بصرہ چلے آے اور وہان واقعہ ابن حضرمی مین موجود تھے۔

ایک روایت ہے کہ جب قارن لشکر لیکر مسلمانونکے مقابلہ کو نکلا ہے تو قیس نے ابن خازم سے کہا۔ قارن کے مقابلہ مین کیا کرنا چاہیئے۔ ابن خازم نے کہا۔ میری نزدیک تمہارے پاس اسقدر فوج و لشکر نہین کہ قارن کا مقابلہ کر سکو مین اس صورت مین یہہ مناسب سمجھتا ہون کہ تم خود ابن عامر کے پاس چلے جاؤ اور انکو دشمن کے لشکر اور اوسکی کثرت تعداد سے خبر دو۔ ہم اس عرصہ تک قلعہ بند ہوکر ترکون سے لڑتے رہین اور اپنی حفاظت کرین جب تم فوج لیکر آؤ اوس وقت قلعہ سے نکلکر تمہارے ساتھہ ہوکر اونسے لڑین قیس انکے فقرہ مین آگئے اور ابن عامر کی جانب روانہ ہوے۔ انکا ادہر جانا ہوا کہ اودہر ابن خازم نے سند نکالکر لوگونکو دکھلائی اور کہا۔ مجھکو ابن عامر نے یہان کا حاکم کر دیا ہے۔ اہل بصرہ ابن خازم کی لڑائی کے بعد بلاد خراسان مین اون لوگون سے جو اسلام نہ لاے تھے برابر جہاد کرتے رہے اور بغاوت فرو کرنے کو اپنا مذہبی شعار سمجھا کئے۔ (ابن خلدون)

نقض فارس مین ہم سابقاً لکھہ آئے ہین کہ عبداللہ بن خازم قیس کے چچیرے بہائی ہین۔ ابن خازم نے عبداللہ ابن عامر سے سند لکھوالی تہی جسکا یہ مضمون تہا کہ درصورت نہونے قیس کے ابن خازم حاکم خراسان سمجھے جاوین اور جملہ کاروبار حکومت انکے تعلق ہو۔ یہہ روایت ابن اثیر کی ہے۔ لیکن اسیجگہ ابن اثیر کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن خازم نے بطور خود سند جعلی بنالی تہی۔ نیز ابن اثیر کی روایت سابق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ واقعہ خلافت عثمانی کے بعد کا ہے کیونکہ وہان یہہ بہی لکہا ہے کہ جب عثمانؓ شہید ہوے ابن خازم نے سند نکالکر دکہائی۔ اسکی توجیہ یہ ہوسکتی ہے کہ بعضونکے نزدیک یہہ واقعہ خلافت عثمانی کے بعد کا ہے۔ علامہ ابن اثیر نے جسطرح اور مؤرخین کے اقوال نقل کئے ہین یہ قول بہی نقل کردیا اور جوانکے نزدیک محقق وثابت تہا وہ بہی لکہا یعنی عہد خلافت عثمانی کے واقعات مین ذکر کیا۔ سند کی نسبت ایک جگہہ یہہ لکہنا کہ خود بنالی تہی اور ایک جگہہ ظاہر کرنا کہ ابن عامر سے لکھوالی تہی صریح مخالفت ہے اور دونون کلام مین تضاد۔ اسکا دفعیہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ ابن عامر کی اس کارروائی مین چالاکی ضرورتہی لہذا یہہ کہنا کہ سند خود لکھہ لی تہی مجازاً درست ہے۔ مگر یہہ تاویل فن تاریخ مین مستحسن نہین معلوم ہوتی۔ اگر ان دو روایتون مین سے ایک کی غلطی کا ثبوت ہوجاوے تو کچہہ مشکل نہین ہے مگر بغیر ثبوت اس امر کا دعویٰ بہی زیبا نہین بظاہر اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ سند لکھوالی تہی اور اب موقع پاکر پیش کی چونکہ سند کا حال کسی کو معلوم نہ تہا اسواسطے لوگونکو یہی خیال ہوا کہ سند جعلی بنالی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

خروج قارن ابن خلدون اور صاحب فتوحات اسلامیہ کے نزدیک بہی واقعات خلافت عثمانی سے ہے۔

وفات حضرت ابوذر غفاریؓ

بگذار تا بگریم چون ابر در بہاران	کز سنگ گریہ خیزد روز وداع یاران

افسوس - زندگانی دنیا سراب نما ہے۔ حیات دار ناپائدار حباب آسا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

ہستیم جملہ خیال ست بہ تمثال سراب	بالیقین من نیم و وہم و گمانم باقیست

اس سرائے فانی مین کسیکو قرار نہین کوئی چل بسا کوئی کمربستہ۔ آمادہ سفر۔ روانگی کو تیار ہے صبح اچھے بہلے چلتے پہرتے تہے تمام ہونے پائی کہ جہان گذران سے سفر کر گئے ملک جاودان مین پہونچ گئے۔ دنیا کی جس چیز کو دیکہو یہی حال ہے۔ کل جو باغ موسم بہار کی پرورش سے رشک گلزار فرخار تہا۔ آج دستبرد صرصر خزان سے پامال ہے۔ جو گلشن موسم گل مین پُر از سوسن و سنبل تہا تختہ تختہ مین بیلا چنبیلی۔ کہلا ہوا تہا۔ بلبلونکا شاخ گل پر ہجوم نغمہ طائران خوش الحان کا شور و غل تہا۔ آج باد فنا کے ہاتہہ سے صحرائے پُرخار ہے۔ بجائے گلاب کے ببول خار دار ہے۔ بلبل کی جگہہ بوم شوم کا نشیمن ہی۔ یا تو ہر تختہ تختہ کشمیر زار تہا۔ یا اب گلشن جا بجا تودہ خاک گلخن ہے۔

چمن کے تختت پر اک دن شگفتہ گل کا تجمل تہا	عجب کچہ چہچہے تہی ہر جگہہ اک شور تہا غل تہا
خزان کے دن جو جا دیکہا نہ تہا جز خار گلشن مین	بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تہا

اسلام کا سدا بہار باغ پُرفضا جسکو قدرت کے ہاتہون نے آباد کیا۔ اسلام کے سچے ہوا خواہ باغبانون نے اسکی تختہ بندی کی اور اس باغ کی نشو و نما مین اپنی عزیز جانین کہپا دین سچ تو یہہ ہی کہ بہادران اسلام کی جانبازی ہی کا نتیجہ ہے کہ آج اس باغ پُر بہار کی خوشبو تمام

عالم مین پہیلی ہے اور ہرایک کو اپنی جانفزا بہار کی طرف کہینچ رہی ہے - خداوند تعالی نے
اپنے رسول پاک صلعم کے ہاتہہ پر اس دین کی تکمیل کردی تہی او رتمغہ الیوم اکملت لکم
دینکم عنایت فرمایا تہا - آپکے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جانفشانی اور
جانسوزی سے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اکناف عالم اور اطراف جہان مین پہونچ گیا
اور انہین بزرگونکی کوشش سے اسلام نے وہ مضبوط جڑ پکڑی کہ تا قیام قیامت کوئی آفت ارضی و
سماوی اسکو صدمہ نہین پہونچا سکتی - اس ۳۲ھ مین کچہ ایسی صرصر کبت باد فنا چل گئی
کہ بڑے بڑے جلیل القدر - نامور و مشہور صحابی دفعۃً ایک ہی برس کے اندر دنیا سے کوچ
کر گئے - درحقیقت اسلام کے حق مین یہہ سال نہایت سخت گذرا اگر اس سال کا نام عام الحزن
رکہین روا ہے اور اگر اسکو عام البکا کہین سزاوار ہے - اسی ۳۲ھ مین حضرت ابوذر غفاری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی -

مروی ہے کہ جس دن آپ انتقال فرمانیلگے اپنی صاحبزادی سے کہا اے بیٹی - دیکہہ تو
کیا کوئی میرے پاس آ رہا ہے - صاحبزادی نے عرض کیا کوئی نہین - آپ نے فرمایا - ابہی
میرا وقت نہین آیا ہے - پہر فرمایا - اے بیٹی - ایک بکری ذبح کرکے اوسکا گوشت پکا رکہو مین
اب دنیا سے کوچ کرتا ہون - میرے گور و کفن مین کچہ بندگان خدا نیک مرد تشریف لاوینگے
جسوقت وہ میرے دفن سے فارغ ہوجاوین اونسے کہنا - ابوذر آپ صاحبونکو قسم دی گئے
ہین کہ بغیر کچہہ کہاے یہان سے نہ جاوین - صاحبزادی نے حکم کی تعمیل کی - بکری ذبح کرکے
اوسکا گوشت صاف کیا - پکا کر تیار کر لیا اور حضرت ابوذر کو اطلاع کی - آپنے دریافت کیا -
اب پہر تو دیکہو - کیا کوئی شخص آتا ہوا نظر پڑتا ہے - اس مرتبہ آپکی بیٹی نے کہا - ہان - ایک
جماعت آ رہی ہے حضرت ابوذر رضؓ نے فرمایا میرا سنہ قبلہ کی طرف کردو - بیٹی نے قبلہ رو کردیا

اوسوقت آپنے بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑہا اور رحلت فرمائی۔ صاحبزادی باہر نکلین اور آنیوالونکا استقبال کرکے کہا خدا آپ صاحبونپر رحم فرماے۔ ابوذر کے پاس تشریف لے چلئے۔ لوگون نے دریافت کیا۔ کہان ہین بیٹی نے اشارہ سے تبلایا کہ وہین۔ اہل جماعت بولے۔ اللہ تعالے نے ہمکو اس وقت بہیجدیا اور انکی تجہیز وتکفین مین شریک ہونے کا ثواب عنایت فرمایا۔

آنیوالی جماعت مین یہ لوگ تہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ۔ ابو سفر تمیمی۔ بکر بن عبداللہ تمیمی اسود بن یزید علقمہ بن قیس نخعی۔ مالک اشتر نخعی۔ جلال ضبیؔ۔ حارث بن سوید۔ عمرو بن عتبہ سلمی۔ ابن ربیعہ سلمی۔ ابورافع مزنی۔ سوید بن شعبہ تمیمی۔ یزید بن معاویہ نخعی۔ قرثع ضبی کے بہائی۔ معضد شیبانی کے بہائی۔

پہران سب صاحبون نے اونکو غسل دیا۔ کفن پہنایا اور بمقام ربذہ دفن کردیا جب واپس ہونیکا ارادہ کیا حضرت ابوذرؓ کی صاحبزادی نے عرض کیا کہ ابوذرؓ آپ لوگون کی خدمت مین بعد سلام کے عرض کرگئے ہین اور آپ لوگونکو قسم دلائی ہے کہ بدون کہانا کہاے ہوے کوئی صاحب نہ جاوین۔ یہ سنکر سب لوگون نے کہانا کہایا۔ بروقت واپسی حضرت ابوذرؓ کے اہل وعیال کو بہی یہ لوگ مکہ مین لیتے آے اور حضرت عثمانؓ کو وفات ابوذرؓ سے اطلاع دی۔ آپنے ابوذرؓ کی صاحبزادی پر شفقت مبذول فرمائی اور اپنے ہی گہر مین رکہ لیا اور فرمایا خداوند کریم ابوذرؓ پر رحم فرماے اور اونکا ربذہ مین قیام کرنا بخش دے۔

ایک روایت مین ہے کہ جب لوگ ابوذرؓ کے گہر مین داخل ہوے خوشبوی مشک سونگہکر دریافت کیا کہ یہہ خوشبو کیسی ہے صاحبزادی نے کہا کہ جب اونکی موت کا وقت قریب آیا اور سکرات موت ظاہر ہونے لگی مجہکو حکم کیا کہ مردہ کے پاس لوگ آتے ہین۔

اونکو بدبو ناگوار ہوگی تو یہان نہ ٹھیرینگے اور بغیر کہانا کہاے چلے جائینگے۔ تو کسیقدر مشک پانی مین گہولکر اس گہر مین اچھی طرح چہڑک دے تاکہ گہر بس جاوے اور کسی قسم کی بدبو نہ رہے۔

بعضے کہتے ہین کہ حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابوذر غفاریؓ کے اہل و عیال کو اپنے ہمراہ مکہ معظمہ نہین لیگئے بلکہ اس دفعہ اونکو چہوڑ گئے اور خود جناب عثمانؓ کی خدمت مین بمقام مکہ معظمہ حاضر ہوکر ابوذرؓ کے مرنے کی خبر کی جناب عثمانؓ جب مکہ معظمہ سے واپس ہوے اور مدینہ منورہ کو آنے لگے تو براہ ربذہ ہوکر اور حضرت ابوذرؓ کے اہل و عیال کو اپنے ساتھہ مدینہ منورہ لیتے آے حضرت ابوذرؓ اسلام مین سابق ہین چار صاحبون کے بعد پانچوین آپ مسلمان ہوے ہین یہہ مسلمان ہوکر اپنے وطن چلے گئے تہے اور بعد ہجرت نبوی کے مدینہ منورہ مین تشریف لاے صحابہ کرام مین معزز اور بڑے عالم ہین۔ انکا زہد و تقوی مشہور ہے۔ انکو چار سو دینار سالانہ بیت المال سے ملتا تہا جو سب راہ خدا مین خرچ کر ڈالتے تہے۔ جناب رسول خداؐ نے انکی شان مین فرمایا ہے "آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر کوئی بہی ابوذر سا سچا نہین ہے"۔ انکے فضائل بیشمار ہین۔ آپنے وقت اظہار اسلام کے بہت تکلیفین کفار سے اوٹہائی تہین۔

وفات حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ

ابو محمد عبدالرحمن بن عوف زہری قرشی رضی اللہ تعالی عنہ نے بہتیر برس کے سن مین انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپنے ہی جانب حبشہ ہجرت کی تہی اور آنحضرتؐ کے ساتھہ سب غزوات مین شریک رہے۔ غزوۂ تبوک مین حضور سرور عالم صلعم نے آپکے پیچھے

نماز پڑھی ہے (مشاہد الاصفیا نسخہ قلمی)

اسلام آپکا قدیم ہے۔ آٹھوین نمبر مین آپ مسلمان ہوئے ہین۔ آپ جلیل القدر صحابی اور عشرہ مبشرہ مین ہین آپکا نسب یہہ ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبدالحارث بن زہرہ بن کلاب۔ جاہلیت مین آپکا نام عبد عمرو تہا۔ بعض کے نزدیک عبدالحارث یا عبدالکعبہ ہے۔ حلیہ مبارک یہ ہے۔ دراز قد۔ بدن کی جلد بہت پتلی اور نازک تہی۔ رنگ سرخ سفید۔ آنکھین بڑی بڑی۔ چہرہ خوشنما۔ نقشہ خوبصورت۔ ناک پتلی خوبصورت خمدار جیسے طوطے کی چونچ۔ اگلے دانت آپکے کسی صدمہ سے گر گئے تہے۔ بال سفید تہے مہندی یا وسمہ کا خضاب نہ تہا۔ ہاتہہ کی ہتھیلیان پر گوشت تہین آپ فربہ اندام تہے۔ جنگ احد مین آپکے پائون پر ضرب پہونچی اور اسی جنگ مین بیس زخم آپنے کہائے تہے چند زخم پائے مبارک مین تہے جنکی وجہ سے لنگڑے ہو گئے تہے۔

جناب فاروق اعظم نے جو لشکر جنگ جابیہ کیلئے روانہ کیا تہا اوسکے مقدمۃ الجیش پر آپ سردار تہے۔ قدس آپنے فتح کیا ہے۔ آپکی سخاوت مشہور ہے۔ خداوند تعالیٰ نے عالی ہمتی اور فراخ حوصلہ کے ساتہہ فراغ دستی اور دنیوی مال و دولت بہی عطا کی تہی۔ خدا کی راہ مین خیرات کرنا غربا و مساکین کو دینا آپکی ایک طبعی بات تہی۔ آپ نے ایک مرتبہ اپنی جائداد (زمین) چالیس ہزار دینار کو بیچکر سب قیمت راہ خدا مین لٹا دی ایک پیسہ پاس نہ رکہا۔ ایک بار نوسو اونٹ آپکے شام سے آئے تہے جن پر انواع و اقسام کا سامان تہا۔ آپنے سب کے سب خدا کی راہ مین خیرات کر دئے۔ ایکدفعہ پانچ سو عربی گھوڑے مجاہدین اسلام کے واسطے وقف کئے۔ آپکی زندگی کے یہہ خیرات و صدقات تہے اور جب آپنے انتقال کیا بیشمار مال ترکہ مین چھوڑا جو سولہ (۱۶) حصوں پر تقسیم ہوا ہر حصہ مین آٹہہ آٹہہ لاکہہ دینار آئے۔ آپنے

قبل وفات وصیت کی تھی کہ اہل بدرین سے جو اب باقی رہگئے ہین انکو چار سو دینار فی کس دیا جاوے چنانچہ یہہ وصیت پوری کی گئی۔ اہل بدرین سے اوسوقت سو آدمی بقید حیات تھے۔ فی کس چار سو دینار دئے گئے جنکی تعداد چالیس ہزار ہوتی ہے۔ جناب عمر فاروق رض نے اصحاب شوریٰ مین آپکو مقرر کیا تھا جناب عثمان رض کی خلافت مین آپ ہی کی کمال کوشش اور جانفشانی اور نہایت احتیاط وعقل و تمیز نے کام دیا کہ بدون اختلاف و حجت سب نے جناب عثمان رض سے بیعت کرلی۔ (تاریخ خمیس)

قصہ عبید اللہ بن معمر رض

آخر عہد خلافت جناب فاروق اعظم رض ۲۳ھ مین عثمان بن ابی العاص ثقفی فتح اصطخر پر مامور ہوے ایک لشکر کے ساتھہ بمقام جور اہل اصطخر اور جور کا مقابلہ ہوا ایرانی شکست کھا کر بھاگ گئے ہرند رئیس جور نے جزیہ پر صلح کرلی اور معاہدہ لکھا گیا۔ اسمین اصطخر بھی شامل کرلیا گیا بعد شہرک مرزبان فارس نے بغاوت کی اور یہہ زمانہ ابتداے خلافت عثمانی تھا۔ تمام ممالک مفتوحہ قبضہ سے نکل گئے۔ عثمان بن ابی العاص نے اپنے بیٹے کو اس مہم پر روانہ کیا اور انکے ساتھہ عبید اللہ بن معمر کو کردیا کہ جو لشکر بصرہ کے سردار اور مدد کے واسطے اپنا لشکر لیکر آے تھے بعد معرکہ عظیم شہرک اور اوسکا بیٹا دونوں مارے گئے اور ایرانی لشکر بھاگ کر سابور مین قلعہ بند ہوا۔ ایک روایت مین حکم بن ابی العاص اس معرکہ مین سردار لشکر تھے۔ جب ایرانی شکست خوردہ قلعہ بند ہوے عساکر اسلامی نے محاصرہ کیا۔ ایرانی صلح پر آمادہ ہوے اور جزیہ مقرر کرکے صلح کرلی۔ اب عساکر اسلامی نے اصطخر کا رُخ کیا۔ اس اثنا مین جناب عمر رض شہید ہوگئے اور جناب عثمان رض خلیفہ ہوے آپ نے

عثمان بن ابی العاص کو امارت سے معزول کر کے بجاے انکے عبید اللہ بن معمر کو اس علاقہ کا حاکم کیا۔ انھوں نے اصطخر کا محاصرہ کیا۔ ایک روز انکو خبر پہونچی کہ ارزبان حاکم اصطخر ہوشیار ہین لشکر اسلام پر تاخت کرنیوالا ہے۔ آپنے اپنے اصحاب سے کہا۔ مین چاہتا ہون کہ آج یارون دوستونکی دعوت کرون۔ گاے ذبح ہوا اور گوشت پکے سب صاحب کھاوین گاے کی ہڈی میرے پاس جو بڑا پیالہ ہے اوسمین رکھی جاوین اور سب احباب خوب لطف سے نوشجان فرمائین چنانچہ کھانے پینے کا سامان ہوا اور سب لوگ کھانیمین مصروف ہوگئے۔ عبید اللہ بڑے شہ زور تھے بڑی بڑی ہڈیان جو کلھاڑی سے توڑی جاتین ہین اونکو اپنے ہاتھ سے توڑ پھوڑا ونکا گودا نکال لیتے تھے اسی عرصہ مین ارزبان آپہونچا۔ عبید اللہ کے قدمون پر گر پڑا اور کہا۔ مین آپکی پناہ مین ہوتا ہون۔ آپنے اوسکو امان دی اور تسلی وتشفی کی۔ ہنوز آپ اوسکی طرف متوجہ تھے کہ ناگہان ایک تیر منجنیق سے آکر ایسا لگا کہ آپ گر پڑے اور شہید ہوگئے۔ مرتے وقت آپنے وصیت کی کہ محاصرہ نچھوڑنا انشاء اللہ تعالے عنقریب تم اصطخر فتح کر لوگے چنانچہ لشکر اسلام اہل اصطخر سے لڑتا رہا اور بہت ایرانیونکو قتل کر کے اصطخر فتح کر لیا۔ لبعض روایت مین عبید اللہ بن معمر ۲۹ھ مین شہید ہوے ہین۔ (ابن اثیر)

لیکن علامہ یافعی رح وغیرہ نے انکا کچھ حال اسی ۳۲ھ مین لکھا ہے ہم وہ مضمون بجنسہ نقل کرتے ہین شیخ حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عمران بن موسی مرزبانی اپنی کتاب مقتبس مین لکھتے ہین کہ عبید اللہ بن معمر تمیمی چالیس برس کی عمر مین علاقہ اصطخر مین بعہد خلافت جناب عثمان رض شہید ہوے ہین مگر کسی نے سنہ وفات آپکا نہین لکھا ہے۔ انکی سخاوت اور رحم دلی کی ایک حکایت ہم نقل کرتے ہین۔ حضرت عبید اللہ بن معمر نے بیس ہزار دینار مین

ایک خوبصورت ۔نازنین ۔مہ جبین لونڈی خرید کی جس کا نام کاملہ تہا اور جو درحقیقت اسم بامسمیٰ تہی ۔گانے مین مشاق ۔فن موسیقی سے واقف ۔ساز نوازی مین کامل طرّہ یہ کہ لکہی پڑہی ۔شعر گوئی مین طاق ۔فن خط وکتابت مین شہرۂ آفاق ۔قرآن شریف بانواع قرارت خوب یاد ۔کہانا پکانیکا اچہا سلیقہ اور دیگر امور خانہ داری اور ضروری کامو نمین نہایت صاحب تمیز تہی ۔یہ لونڈی ایک جوان کی ملک مین تہی جس نے اپنے ہی واسطے تعلیم دی تہی اور اسکی تعلیم مین زر کثیر خرچ کیا تہا ۔وہ جوان اس لونڈی کے حسن وجمال اور دیگر کمالات کا عاشق وشیفتہ تہا ۔ایک دم اپنی نگاہوں سے اوسکا جدا ہونا پسند نہ تہا ۔اوسکی خاطر و دلجوئی اور خوشی مین جو کچہہ پاس تہا رفتہ رفتہ سب خرچ کر ڈالا اور محتاج ہو گیا کوڑی پاس نہ رہی اب ادہر اودہر یارون ۔دوستون ۔عزیزون سے سوال کی نوبت آئی اور نہایت عسرت سے دونونکی گذر ہونے لگی ۔ایک دن اوس لونڈی نے کہا ۔اے یار عزیز و اے آقاے باتمیز ۔مین تمکو اس تکلیف وتنگی مین دیکہنا نہین چاہتی ہون کیا کرون مجبور ہون ۔دل سے تمنا ہے کہ خدا کرے وہ دن اگلے عیش وعشرت کے تمکو پہر نصیب ہون ۔اس حالت ناداری ومفلسی مین مناسب وقت یہی ہے کہ تم مجہکو بلا تکلف فروخت کر ڈالو ۔

اگرچہ طبیعت کو ہوگا قلق	ٹہرتے ٹہرتے ٹہر جائیگی

اور میری قیمت سے اپنی حالت درست کر ڈالو ۔یہ فقر وفاقہ جو آے دن سر پر کہڑا رہتا ہے ضرور میری قیمت سے دفع ہو جائیگا بلکہ عجب نہین کہ تم کو غنا و فراغت حاصل ہو جوان یہ کلام درد انجام سنکر بولا ۔اے یار جانی ۔یہ مجہہ تفتہ جگر سے کبہی نہوگا کہ تجہکو اپنی آنکہوں سے ایکدم بہی اوجہل ہونے دون ۔جو کچہہ مصیبت مجہپر پڑیگی سب بہگت لونگا اور جبتک تو میری آنکہون کے سامنے ہے اوسکو مین راحت سمجہونگا ۔

مخوان زدیر سم بکعبہ زاہد کہ دل بردازکف من آنجا	بنالہ مطرب بعشوہ ساقی بخندہ ساغر بگریہ مینا

کنیز نے اپنے آقا سے جو یہ کلام محبت التیام مسموع کیا با دل داغدار و چشم اشکبار گویا ہوئی کہ اے مایہ زندگانی - اب بجز اسکے چارہ کار نہین یہ روز روز کی مصیبت اب دیکھی نہین جاتی - خدا پر شاکر رہو شاید پھر کبھی وہ ارحم الراحمین ہمارے اور تمہارے حال پر رحم فرماوے اور یہی دن نصیب ہون

اے خوش آن دم کہ بروئے تو نظر باز کنم	خویش را گرم نیازت کنم و ناز کنم

جوان یہ جواب لونڈی کی زبان سے سنکر چار و ناچار مصلحت وقت سمجھکر راضی ہوا اور اوسکو عبید اللہ بن معمر کے پاس لیگیا - انہون نے اوسکو بہت پسند کیا اور بیس ہزار دینار دیکر خرید لیا جوان نے قیمت پائی اور چلنے لگا وقت رخصت نگاہ حسرت آمیز سے ایک نے دوسرے کو دیکھا اور لونڈی نے چند شعر پڑھے جنکا صرف ترجمہ ہم لکھے دیتے ہین -

محبت انچنین عاشق نوازی انچنین باید	زدی کشتی بخاک رہ نشاندی تاختی رفتی

تجھکو یہ مال جو میری قیمت مین پایا ہے مبارک ہو اسکو اپنے عیش و عشرت مین خرچ کر مجھکو کیا حاصل ہے تیری جدائی اور غم فراق کے سوا اور کیا ہاتھ لگا مین وقت رخصت کے اپنے جی کو سمجھاتی ہون اور اوس سے کہتی ہون حالانکہ وہ نہایت رنج و غم مین ہے - اب تو دوست تیرا جدا ہو گیا ہے اس حالت مین تو صبر ہی سے کام ہے چاہے کم صبر کر چاہے زیادہ جب انسان کو کوئی حیلا اور کوئی سبیل نہ باقی رہے اور بجز صبر کے دوسری ترکیب نہ بن پڑے تو اس حالت مین صبر ہی کرے -

تپیدن گریکردن رفتن از خود مردن از حسرت	کم ست افسوس عمر و کارہا بسیار عاشق را

جوان نے ان اشعار کا جواب اس طرح دیا -

من کیستم عنان دل از دست دادہ	از دست دل براہ غم از پا فتادہ
دیوانہ وار در کمر کوہ گشتہ	بے اختیار سر بہ بیابان نہادہ

تیری محبت اور عشق مین اگر زمانہ نے مجھکو بیکار کرکے خانہ نشین نکردیا ہوتا اور میرے
پاس کچھہ بھی از قسم قوت لا یموت موجود ہوتا تو میری اور تیری درمیان مین بجز موت کے اور کوئی
دوسری چیز جدائی کرنے والی نتھی مین تیرے فراق مین درد وغم کے ساتھہ زندگی بسر
کرونگا اور اپنی دل غمگین سے تیرے ہی خیال مین باتین کرکے باقی دن کاٹونگا۔

تپیدن سوختن بر خاک و خون غلطیدن و مردن		بحمد اللہ کہ در رعاشقی تدبیر ہا دارد

اب تو رخصتی سلام ہے اور مین تجھسے جدا ہوتا ہون تیری زیارت اور تیرا وصل نصیب ہونا محال
ہی ہاں اگر ابن معمر چاہے تو کچھہ مشکل نہین۔ ابن معمر یہ دردناک کلام سنکر کہنی لگے۔ اے عزیز
لونڈی کا ہاتہہ پکڑا اور اپنے گھر لیجا۔ جوان لونڈی کو لیکر خوش خوش چلدیا (تاریخ امام
یافعی قلمی و مستطرف وعقد الفرید)

وفات ابو دردار انصاری رح

یہہ بھی جلیل القدر صحابی ہین اسی ۳۲ھ مین وفات پائی حکیم الامۃ انکا خطاب
اور نام عویمر بن زید ہے۔ آپ شامیونمین بڑی عالم ہین انکا اسلام بعد بدر کی ہے۔ جناب
رسول خدا صلعم نے انہین اور سلمان فارسی رض مین بھائی چارہ کرادیا تھا۔ آپ دمشق
مین قاضی رہی ہین۔ انکے فضائل اور محامد مشہور و معروف ہین۔ حضرت معاویہ رض انکا بہت
ادب کرتے اور انسے ڈرتے رہتے تھے۔

ایک مرتبہ ابو دردار کی بیوی نے کہا کہ آج میرے پاس کچھہ کھانے کو نہین
ہے حضرت سلمان فارسی رض نے یہہ سنکر کہا۔ اے ام دردار۔ ہمارے سب کے سامنے
ایک گھاٹی دشوار گذار ہے اور راہ پر خار ہے اوپر سے وہی لوگ گذر سکین گے جو ہلکے

بوجھ سے لدے ہونگے بخلاف اسکے بھاری بوجھ والے پھنسکر رہجاوینگے۔

ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسیؓ حضرت ابو درداء کے گھر مین گئے انکی بیوی کو دیکھا کہ خراب کپڑے پہنے متبذل حالت مین ہین آپ نے دریافت کیا۔ تمہارا کیا حال ہے اس طرح بری حیثیت سے خراب وضع سے کیون ہو۔ ابو درداء کی بیوی نے جواب دیا تمہارے بھائی کو دنیا کی کسی چیز کی ضرورت نہین ہے پھر اونکے سامنے چاہے زینت وسنگار سے رہون چاہے بُری طرح۔ حضرت سلمانؓ نے حضرت ابو درداء کو نصیحت کی اور کہا۔ تمپر تمہارے خدا کا حق ہے اور تمہاری زوجہ کا حق ہے۔ تمہارے مہمان کا حق ہے اور تمہاری جان کا تمپر حق ہے۔ لہذا ہر حق دار کو اوس کا حق دیتے رہا کرو

وفات حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب

اسی ۳۲ھ مین آپنے چھیاسی برس اور ایک روایت سے اٹھاسی یا ستاسی سال کی عمر مین وفات پائی آپ آنحضرت صلعم سے تین برس بڑے تھے۔ آپکے مناقب بیشمار ہین۔ یہہ کیا کم بزرگی و شرافت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کے عم بزرگوار ہین خلفاء بنی عباسیہ آپ ہی کی اولاد ہین۔ جناب فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت مین جب قحط پڑا ہے آپ کو شفیع کرکے بارش کی دعا مانگی اور خداوند تعالی نے مسلمانونکی دعا قبول فرمائی اور پانی برسایا۔

جنگ حنین کے روز جبکہ مسلمانونکو ہزیمت ہوئی اور ایک گروہ اہل اسلام بھاگ گیا جناب رسول خدا ایک خچر پر سوار تھے۔ حضرت عباسؓ اور حضرت ابوسفیانؓ بن حارث آپ کے خچر کے اردگرد ایک صاحب لگام تھامے دوسرے صاحب رکاب پکڑے تھے

آنحضرت صلعم نے جناب عباس رضی سے فرمایا۔ اے چچا۔ آپ لوگونکو پکار دین اصحاب شجرہ
اورانصار کو اطلاع دیدین کہ مین بخیریت زندہ ہون۔ حضرت عباس رضی نے اونکو پکار کر کہا
آپکی آواز سے بھاگنے والے رک گئے۔ حضرت عباس رضی کی آواز بہت بلند تھی۔ انکے
غلام آٹھ میل فاصلہ پر جنگل مین ہوتے تھے اور آپ پچھلی رات اونکو کوہ سلع پر سے آواز
دیتے تو آپکی آواز غلامونکو پہونچ جاتی تھی۔ (تاریخ امام یافعی)

ایک روایت مین ہے کہ حضرت عباس رضی نے شہادت جناب عثمان رضی سے دو برس
پہلے بمقام مدینہ منورہ اٹھاسی یا ستاسی برس کی عمر مین وفات پائی۔ تاریخ وفات مین اختلاف
ہے۔ ایک روایت مین روز جمعہ بارہ ۱۲ رجب اور ایک مین چودہ ۱۴ رجب اور بعض کہتے ہین
کہ ماہ رمضان مبارک مین انتقال فرمایا ہے۔ سنہ وفات مین بھی مورخین کے اقوال
مختلف ہین بعضے ۳۱ھ کہتے ہین مگر روایت معتبر وصحیح ۳۲ھ ہے۔ حضرت عباس رضی کو
بتیس ۳۲ سال اسلام مین گذرے۔ آپ نابینا ہوگئے تھے۔ بمقام جنة البقیع مین آپ دفن
ہوے۔ آپکے صاحبزادہ حضرت عبداللہ رضی نے آپکو قبر مین اوتارا۔ جناب رسالتمآب صلعم
اور حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم آپ کی بہت عزت وحرمت کرتے تھے۔ (تاریخ خمیس)

وفات حضرت عبداللہ رضی بن مسعود

اسی ۳۲ھ مین جناب رسول خدا کے صحابی اور آپکے خادم کفش بردار جناب عبداللہ بن
مسعود ہذلی رضی اللہ عنہ راہی ملک بقا ہوے۔ منجملہ آپکے مناقب وفضائل کے جناب
رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے۔ قرآن شریف چار شخصون سے سیکھو۔ اون چار مین آپکا بھی نام
لیا۔ آپ اور آپکی والدہ ماجدہ ہر وقت جناب رسول خدا صلعم کے گھر مین رہا کرتے تھے۔

ہر اجنبی شخص ان دونوں صاحبوں کو آنحضرت صلعم کے گھر والوں میں سے سمجھتا تھا۔ آپ کو
قرآن شریف خوب یاد تھا اور اوسکے قواعد قرأت وغیرہ سے بخوبی واقف تھے۔ خود جناب
رسول خداؐ نے بنفس نفیس ستر سورتیں انکو یاد کرائی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول
تھا "اصحاب رسول خداؐ خوب جانتے ہیں کہ میں سب میں زیادہ کتاب خدا کا عالم ہوں
اگر مجھکو معلوم ہو جاوے کہ کوئی شخص مجھسے زیادہ قرآن شریف کا جاننے والا ہے
تو میں سفر کرکے اوسکے پاس جاؤں اور اوس سے قرآن مجید سیکھوں اور پڑھوں"۔
راوی روایت ہذا کا بیان ہے کہ میں اصحاب کبار کے جلسہ میں تھا اور حضرت عبداللہ بن
مسعود کا یہہ قول دعوی کے ساتھہ سب نے سنا مگر میں نے کسی کو نہ سنا کہ اوسنے انکے
اس دعوے کی تردید یا انکے تحریہ کلام پر طعن و تشنیع کی ہو۔
علمار کرام کا قول ہے کہ اگر انسان میں فضیلت علم یا کمال دیگر ہو اور اوس کو کسی
حاجت و غرض سے نہ از راہ تکبر و ریا لوگو نپر ظاہر کرے تو مضائقہ نہیں۔ حضرت ابن مسعود
کے قول سے یہہ مستنبط ہوتا ہے۔ جنگ بدر میں جب ابوجہل زخموں سے چور ہو گیا اور
کسیقدر سانس باقی تھی تو حضرت ابن مسعود اوسکا سر کاٹ کر جناب رسول خداؐ کی خدمت میں
لائے۔ کہتے ہیں کہ جب آپنے ابوجہل کے سینہ پر چڑھکر سر کاٹنا چاہا ابوجہل نے کہا۔
کہ "اے بکریاں چرانے والے۔ تو بڑی سخت جگہہ اور بلندی پر چڑھ گیا" یعنی ابوجہل
سردار قوم کا سینہ تو ایسا نہ تھا کہ تجھہ سا شخص اوسپر چڑھتا۔ آپ کوفہ میں بیت المال پر
حاکم (افسر مال) تھے۔ مسائل مشکلہ میں علمار حجاز و شام و عراق آپکے رائے لیتے تھے
آپ مسائل دینی میں فتوی دیا کرتے تھے۔ آپ ہی کی شان میں بعض صحابہؓ نے فرمایا ہے
"جبتک یہہ عالم دانا تم میں ہیں ہمسے سوال کرنے کی اور مسائل پوچھنے کی تم لوگوں کو

ضرورت نہین"۔ آپ سے ایک گروہ صحابہ و تابعین نے علم دین حاصل کیا ہے۔ آپ آخر عمر مین کوفہ سے مدینہ منورہ تشریف لاے اور مدینہ ہی مین وفات پائی۔ جناب عثمانؓ نے اور بقول بعض مورخین عمار بن یاسر نے آپکے جنازہ کی نماز پڑہائی۔ آپ پستہ قد تھے آپنے نوّے ہزار دینار نقد ترکہ مین چھوڑے۔ آپکی مرویات سے احادیث کی تعداد آٹھ سو چالیس تک پہونچتی ہے۔ (تاریخ امام یافعی قلمی و تاریخ خمیس)

مروی ہے کہ آپنے کچھ اوپر ساٹھ برس کی عمر مین انتقال کیا۔ آپکا اسلام چھٹے نمبر پر ہے آپ ہی مہاجرین حبشہ مین تھے۔ حضور سرورکائنات کی نعلین مبارک اور مسواک آپکے پاس رہتی تھی۔ آپ تمام لڑائیو نمین شریک رہے ہین۔ مدفن آپکا بقیع مین ہے۔ (مشاہد الاصفیا نسخہ قلمی)

فضائل حضرت عبداللہؓ بن مسعود مع کلام زہد نظام

آپ جلیل القدر صحابی ہین۔ جناب رسول خداؐ نے انکو بشارت عظیمہ دین اور اپنے بعد اپنی امت پر در باب تعلیم قرآن۔ فقہ۔ وعظ و نصیحت جانشین کیا۔ جناب رسول خداؐ کی صحبت سفر و حضر مین اختیار کی اور ہمیشہ آپکے ہمراہ رکاب رہے۔ صحابہ مین انکا صاحب مسواک صاحب مطہر و لقب تھا۔ آنحضرت صلعم کی مسواک انکے پاس رہتی اور آپکے وضو کا پانی آپ ہی وضو کیوقت تیار رکھتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے انکو جنت کی بشارت دی ہے۔ وہ حدیث ابن عبدالبر نے بطریق سفیان ثوریؒ نقل کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا۔ قرآن ان چار شخصوں سے سیکھو۔ پہلے انہین کا نام لیا بعدہ اور صحابہ کا ذکر کیا۔ انکی شان مین یہ بھی اقوال نبوی ہین۔ ابن ام عبد یعنی ابن مسعودؓ کے زمانہ کو مضبوط پکڑو۔

یعنی انسے جو کچھہ حاصل کرنا ہو سیکھہ لو۔ جبتک ابن ام عبد تمسے راضی ہین مین بہی راضی ہون اگر یہہ ناراض ہین تو مین بہی ناراض ہون۔ اسے ابن مسعودؓ تم ان لوگونمین ہو اور اس آیت کے مصداق ہو۔ لیس علی الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت جناح فیما طعموا ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لاے اور عمل اچہے کئے اونپر گناہ نہین اوس چیز مین کہ وہ کہائین حضرت حذیفہ رضؓ نے ابن مسعودؓ کی بزرگی کی شہادت دی ہے۔ عبدالرحمن سے روایت ہے کہ مین نے حذیفہ رضؓ سے کہا۔ جناب رسول خدا کے عادات۔ سیرت و شکل کے قریب کوئی شخص ہو تو مجھکو بتلائیے تاکہ اوسکی صحبت سے فیض و برکت حاصل کرین۔ حذیفہ نے جواب دیا۔ بعد جناب سالتمآب کے آپسے عادات و شکل و شباہت و سیرت مین مشابہ مجھکو ابن مسعود کے سوا کوئی دوسرا شخص نظر نہین آتا۔

جناب عمرؓ نے اہل کوفہ کو جو فرمان لکھا تھا اوسمین ابن مسعودؓ کی تعریف و توصیف مین یہہ فقرے تھے "مین عمار بن یاسرؓ کو تمپر امیر کرکے بہیجتا ہون اور عبداللہ بن مسعود اونکے ساتھہ ہین یہہ اونکے وزیر ناصح اور معلم و اوستاد شفیق ہین۔ یہہ دونون صاحب جناب رسول خدا کے صحابہ مین شریف اور بزرگ اور اہل بدر سے ہین۔ تم لوگ انکی پیروی کرنا اور انکا کہنا بگوش قبول سننا۔ مین نے عبداللہ بن مسعودؓ کو خاص تم لوگونکے واسطے پسند کیا ہے مجھکو جو کچھہ انکی صحبت سے حاصل ہوتا تھا اوس کا خیال نہ کیا اور ایسے تمہارے پاس بہیجدیا ہے" حضرت عمرؓ نے انکے حق مین فرمایا ہے۔ ابن مسعود علم سے بہرے ہوے ظرف ہین۔ باوجود فضل صحبت جناب رسول خدا کے حضرت ابن مسعودؓ صحبت فاروقی مین رہے صحبت فاروقی کا اثر اپنے اندر مشاہدہ کیا اور جناب فاروقؓ کی شان مین یہہ کلمات فرمائے کہ اگر جناب عمرؓ کا علم ایک پلہ مین رکہین اور تمام قبائل عرب کا علم دوسرے پلہ مین

تو آپ ہی کا پلہ بھاری رہیگا۔ افسوس حضرت عمر فاروق رض کی وفات سے نو حصہ علم اوٹھہ گیا اب ایک دسوان حصہ رہگیا ہے ایک بار کی نشست جو مجھکو جناب فاروق رض کی صحبت مین نصیب ہوئی ہے وہ میرے ایک سال کے اعمال حسنہ سے بڑہ کر ہے۔ اگر تمام لوگ آسان راستہ نشیب و الاچلین اور عمر رض گھاٹی کا راستہ چلین تو مین اونہین کے راستہ پر چلونگا۔

روایت ہے کہ جب عتبہ بن مسعود نے وفات پائی حضرت عبد اللہ بن مسعود اپنے بھائی کے غم مین بہت روے۔ لوگون نے کہا۔ آپ روتے ہین۔ جواب دیا۔ میرا بھائی تھا۔ جناب رسول خدا کی صحبت مین میرے ساتھہ رہنے والا تھا۔ باستثنا جناب فاروق رض سب لوگونسے زیادہ مجھکو محبوب تھا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رض کے چند اصحاب صحبت یافتہ ہین جو اسی لقب یعنی اصحاب عبد اللہ بن مسعود سے مشہور ہین۔ ان بزرگونکی وضع بالکل ایسی تہی گویا عبد اللہ بن مسعود ہین اونمین سے نامی حضرات یہ ہین۔ حضرت علقمہ بن قیس۔ اسود بن یزید نخعی۔ عمرو بن میمون اودی ربیع بن خثیم۔ قدس اسرارہم۔ حضرات ابراہیم نخعی۔ ابو اسحق سبیعی۔ اعمش۔ منصور قدس سرہم بہی انکے اصحاب مین سے ہین۔ یہہ بزرگان دین حامل دین رسول مبین و ناقل احادیث رسول کریم صلعم ہین۔ حضرت سفیان ثوری قدس سرہ کو ان اصحاب سے صحبت دراز رہی اور طریق تصوف و سلوک ان بزرگونسے حاصل کیا۔ اسی طرح حضرت فضیل بن عیاض قدس سرہ کو بزرگان موصوف سے صحبت ہے۔

حضرت سفیان ثوری قدس سرہ سے ایک جماعت نے سلسلہ طریقت حاصل کیا اور آپکی اثر صحبت سے مرجع انام و مشہور خاص و عام ہوے۔ انمین سے نامور یہہ حضرات ہین حضرت داؤد بن نصر طائی۔ ابراہیم بن ادہم بلخی قدس سرہما۔ حضرت داؤد قدس سرہ سے

حضرت معروف کرخی کو صحبت ہے اور اونسے سری سقطی قدس سرہ کو اور آپسے حضرت جنید بغدادی قدس سرہ العزیز کو سلسلہ پہونچا یہ سلسلہ جنیدیہ مشہور و معروف ہے۔

اب ہم حضرت عبد اللہ بن مسعود کے اقوال کا جو بنام زہدیات عبد اللہ بن مسعودؓ مشہور ہین صرف ترجمہ نقل کرتے ہین جن سے آپکا کمال زہد و تقویٰ ظاہر ہوتا ہے۔

انسان کے عالم ہونے مین اوسکو کافی ہے کہ خدا کا خوف رکھے اور جاہل بننے کو یہی کافی ہے کہ اپنے عمل پر عجب و تکبر کرے۔

جس نے آخرت طلب کی دنیا کا نقصان پایا اور جسنے دنیا چاہی آخرت کا نقصان اوٹھایا۔ اے قوم۔ باقی کی طلب مین فانی کا نقصان گوارا کر۔

جو اپنا خزانہ آسمان مین اسواسطے رکھے کہ اوسکو کیڑا نہ کہاے اور نہ چوری جاے تو ایسا ہی کرے کیونکہ اوسکا دل اوسکی خزانہ کے ساتھہ ہے۔ مطلب اسکا یہہ ہے کہ خیر و خیرات قبول ہوکر جناب باری مین محفوظ رہتی ہے۔

اپنے صاحبزادہ عبد الرحمن کو وصیت فرمائی کہ مین تمکو خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہون۔ (اپنے گھر والونمین اس طرح گذر کرو کہ) تم کو تمہارا گھر وسعت دے۔ (تمہاری بد خلقی اور سخت مزاجی سے تمپر تمہارا گھر تنگ نہ ہو جاوے) اپنی خطاؤنپر خدا کی درگاہ مین رویا کرو۔

مین اس امر کو دوست رکھتا ہون کہ مجھکو یہہ معلوم ہو جاے کہ خدا نے میری گناہون سے کوئی گناہ معاف کر دیا پہر مجھکو پرواہ نہین کہ کس ابن آدم نے مجھکو جنا اور مین کس سے پیدا ہوا یعنی شرافت نسب کچھہ کام نہ آویگی اپنے اعمال سے سابقہ پڑیگا۔

جنت اعمال شاقہ سے جو نفس پر گران ہین ڈہانکی گئی اور دوزخ نفسانی خواہشونسے

گھیری گئی لہذا جو شخص شہوات نفسانی کے پاس گیا دوزخ مین پڑا۔

حقیر اعمال حسنہ کی مثال اون لوگونکی سی ہے جو کسی منزل مین اوترے اور اونکے پاس گوشت تھا مگر لکڑی ایندھن نہ تھا کہ وہ گوشت پکاتے۔ بالآخر وہ لکڑیان چننے لگے اور اسقدر جمع کرلین کہ جس سے گوشت پکالیا۔ مطلب یہہ ہے کہ تھوڑی نیکی کو حقیر سمجھکر اوس سے باز نہ رہے۔

لوگونکی اچھائی برائی پر تعجب نہ کرو اور نہ اسکا کچھہ اعتبار ہے کیونکہ ایک ہی شخص تم کو آج برا معلوم ہوا اور کل اچھا معلوم ہوگا اور آج اچھا ہے کل برا ہوجاویگا۔ اللہ کے بندے ہر روز بدلتے رہتے ہین۔ (یعنی ابھی نیکی کی پھر بری کام مین مبتلا ہوے) اور خداوند تعالی قیامت کے دن گناہ بخش دیگا۔

جس دن خدا کے پاس بندہ جاویگا خداوند تعالی اوسکی مان سے زیادہ اپنے بندہ پر رحم کریگا جیسے کسی کی مان اپنے عزیز دلبند فرزند کے واسطے سایہ دار جگہہ مین نرم بچھونا بچھا رکھے اور اپنے بیٹے کو دیکھتے ہی جھٹ پٹ اوٹھکر اپنے ہاتھہ سے بچھونا صاف کردے اور ٹٹول کر خوب دیکھہ لے اگر سانپ بچھو ہوگا تو اوسیکو کاٹے گا اور اگر کانٹا ہو تو اوسیکے پیچھے گا اور اوسکا فرزند محفوظ رہیگا جب خدا اس سے زیادہ مہربان ہے تو پھر گناہ بندوں کے کیون نہ معاف فرمائیگا۔

مجھکو یہہ محبوب ہے کہ دنیا سے بالکل الگ رہون اور ہر وقت سفر آخرت کے لئے تیار رہون۔ خدا سے ڈرنا اسی قدر علم کافی ہے اور دھوکے مین پڑجانا جہالت کیلیے یہی بہت ہے۔ قسم اوس ذات پاک کی جسکے سوا کوئی معبود برحق نہین۔ اگر بندہ صبح و شام اسلام پر ہو تو دنیا کی دولت سے کچھہ اوسکا نقصان نہین۔ ابن مسعود کے یارون نے چادرین بھیجین

اب وہ شخص شرم کرے کہ کم درجہ کے کپڑے یا چادر حقیر کم قیمت اوڑہے پس ابو عبدالرحمٰن (یعنی مین) نے ایک عبا مین ملبح کی پہر دوسری صبح بہی وہی عبا تہی پہر تیسرے دن بہی وہی کپڑا تہا یعنی مجہکو شرم کرنے کی ضرورت نہین کیونکہ مین حقیر کم درجہ کا کپڑا پہنے رہا مگر مجہہ مین کوئی تغیر نہین ہوا اگر لباس فاخرہ ہوتا توکیا مین اور کچہہ ہو جاتا۔ مجھکو تمسے اس بات کا خوف نہین کہ بہول چوک سے گناہ کر بیٹہو کیونکہ ایسا ہو ہی جاتا ہے اس سے کون بچا ہے ولیکن خوف ہے تو اسکا کہ قصداً گناہ مین مبتلا نہو جاؤ۔ مجھکو یہہ ڈر نہین کہ تم اپنے اعمال کم سمجہو ڈر ہے تو یہہ کہ انکو بہت سمجہو کہ جس سے اندیشہ خود بینی وتکبر کا ہے۔

وسوسے دل سے نکال ڈالو کیونکہ (انکا انجام) گناہ ہے۔ مرد مومن گناہ کو ایسا جانتا ہے اور اوس سے ایسا ڈرتا ہی گویا ایک بڑا پتہر ہے جو اوسپر گرا چاہتا ہے منافق گناہ کو ایسا کم قدر سمجہتا ہے جیسے مکہی اوسکی ناک پر بیٹہی تہی وہ اوڑ گئی۔

بہلی بات کہو۔ اسمین مشہور ہو جاؤ گے اور کار خیر کرو اوسکے اہل ہو جاؤ اور جلد باز بدی پہیلانے والے۔ راز کی باتین ظاہر کرنے والے نہ ہونا۔

اگر دوزخ اور جنت کے درمیان مجھکو کہڑا کرکے پوچہین کہ تجھکو اختیار دیا جاتا ہے ان دونومین سے جسکو تو پسند کرتا ہو اوسمین داخل کیا جاوے یا راکہہ ہونا منظور ہو تو راکہہ کر دیا جاوے تو مین راکہہ ہونا پسند کرون۔ اگر نو برائیون کے مقابلہ مین ایک نیکی دیکر مجہسے صلح کیجاوے تو مین ضرور پسند کرلون۔

مرد مومن کی شان ہے کہ الفت کرتا ہو اور جو شخص نہ خود محبت کرتا ہو اور نہ لوگونکو اوس سے الفت ہو اوس مین خیر نہین ہے۔ اللہ تعالیٰ جسکو محبوب رکہتا ہے اوسکو بہی ا

دنیا دیتا ہے اور جسکو محبوب نہین رکھتا اوسکو بھی مگر ایمان اوسیکو دیتا ہے جو اوس کا محبوب ہے پس جسکو اللہ دوست رکھتا ہے اوسکو ایمان عطا کرتا ہے۔

قیامت کے روز سب لوگ تین دفتر و نبر پیش ہونگے ایک دفتر نیکیونکا۔ دوسرا نعمتونکا تیسرا برائیونکا۔ نیکیونکے دفتر کا مقابلہ نعمتونکے دفتر سے ہوگا پس نعمتین بڑہ رہین گی اور نیک اعمال کم پڑینگے۔ اعمال بد باقی رہ جاوینگے اونکی مقابل کوئی چیز نہو گی وہ اللہ تعالے کی مشیت پر رہین گے۔ اگر خدا چاہیگا تو بعوض گناہونکے بندہ کو عذاب دیگا اور اگر چاہیگا تو اپنے رحم وکرم سے درگذر فرماے گا۔

علم حاصل کرو علم حاصل کرو اور جب علم سیکھ لو تو عمل کرو۔

وضع وصورت ایک دوسرے سے مشابہ نہین ہوتی تاوقتیکہ دلونمین باہم مشابہت نہ پیدا ہوجاے۔

اعلیٰ تواضع یہہ ہے کہ مجلس مین شرف اور عزت کے مقام سے کم درجہ کی جگہہ پر راضی ہو اور جس سے ملے پہلے خود سلام کرے۔

تم لوگ روزے زیادہ رکھتے ہو اور نمازین بکثرت پڑہا کرتے ہو اور جہاد بھی بہت کیا کرتے ہو مگر آنحضرت کے صحابی تم لوگون سے بہتر تھے۔ لوگون نے پوچھا اسکی کیا وجہ ہے۔ فرمایا۔ اون لوگونکو دنیا سے بے پروائی اور آخرت سے رغبت تھی۔

تمہارے دل ظروف ہین انکو قرآن سے بہرو اور غیر قرآن سے اور شغل مین نہ لگاؤ قسم اوس معبود برحق کی کہ جسکے سوا قابل عبادت دوسرا نہین۔ آج میرے گھر مین کچھ نہین۔ تمام گھر والے اللہ سے امید رکھتے ہین کہ اونکو خیر وبرکت عطا فرماے یا اونسے برائی دفع کرے۔ خبردار رہو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ عبداللہ خدا کیساتھ کسیکو شریک نہین کرتا

حضرت ابن مسعودؓ اپنے خطبہ مین یہہ کلمات پڑہا کرتے تہے۔

سچی بات خدا کا کلام ہے ۔ مضبوط قابل اعتماد کلمہ تقویٰ ہے۔ بہترین مذاہب ملت ابراہیم ہے ۔ سب قصونمین اچہا قصہ یہہ قرآن ہے ۔ سب طریقونمین اچہا طریقہ سنت محمدی صلعم ہے ۔ اور خدا کا ذکر سب باتونمین بزرگ ہی۔ امر عزیمت بہترین امور ہے ۔ امور بدعت سب مین بُری ہین ۔ احسن طریق انبیاء کرام کا طریقہ ہی۔ بزرگ موت شہیدونکا قتل ہونا ہے ۔ سخت ترین گمراہی جو ہدایت وراہ یابی کی بعد ہو جو علم نفع دے وہ بہتر ہے ۔ جس طریق پر لوگ چلین وہ بہتر ہے ۔ بُری کورچشمی نفس کی کوری ہے ۔ اوپر والا ہاتہہ نیچے والے ہاتہہ سی اچہا ہی ۔ کم ہو مگر کافی ہو وہ بہتر ہے اوس چیز سے کہ زیادہ ہو اور غافل کردے ۔ بری تنہائی موت آنے کے وقت ہے ۔ بُری ندامت قیامت کے دن کی ندامت ہے ۔ بعضے وہ ہین کہ نماز آخر وقت یا بعد وقت نکل جانیکے ادا کرتے ہین ۔ بعضے وہ ہین جو خدا کو خلوص دل سے نہین یاد کرتے ۔ جہوٹی زبان بڑی خطاکار ہے ۔ جی کا غنا اور مالداری بہتر مالداری ہے ۔ شک کرنا علامات کفر سے ہے ۔ خیانت دوزخ کی حرارت کا سبب ہے ۔ خوف خدا حکمت کی عمدہ بات ہے ۔ مال بے زکوٰۃ باعث داغ دوزخ ہی۔ شعر شیطان کا باجا ہے ۔ شراب تمام گناہ جمع کرنیوالی ہی ۔ عورتین شیطان کی رسیان ہین جوانی دیوانگی کی شاخ ہے ۔ بُری کمائی سود کی کمائی ہے ۔ برا کہانا یتیم کا مال کہا ڈالنا ہے ۔ نیکبخت وہ ہے جو غیر کو دیکہہ کر نصیحت مانے ۔ جس عمل پر خاتمہ ہو وہی قابو کا اور کام کا ہے ۔ بدترین روایات جہوٹا خواب بیان کرنا ہے ۔ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اوس سے لڑنا کفر ہے ۔ اور اوسکا گوشت کہانا یعنی غیبت کرنا

گناہ ہے اوسکے مال کی حرمت مثل اوسکے خون کی حرمت کے ہے جو اللہ پر حملہ کرے اوسکو جھٹلائیگا۔ جو خدا سے مغفرت چاہے اوسے بخش دیگا۔ جو سوال سے عذر کا خدا اوسکو روکیگا یعنی محتاج نہ کریگا۔ جس نے غصہ روکا خدا اوسکو اجر دیگا جس نے مصیبت پر صبر کیا خدا نیک عوض دیگا۔ جس نے کوئی عمل اغرض ریا کیا اللہ اوسکا ریا ظاہر کر دیگا۔

رات کی نماز (تہجد وغیرہ) کی فضیلت دن کی نماز پر ایسی ہے جیسے پوشیدہ صدقہ کی بزرگی ظاہر صدقہ وخیرات پر۔ (دن کی نماز سے مراد نوافل نہ کہ فرائض) جو شخص نماز کی اطاعت کرے اوسکو نفع دیتی ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ بیشک نماز گناہوں اور برے کاموں سے باز رکھتی ہے اور خدا کا ذکر بہت بڑا ہے یعنی خدا کا یاد کرنا اپنے بندہ کو یہ بڑا ہے اس سے کہ بندہ اپنے پروردگار کو یاد کرے۔

مرد کے بدبخت ہونے یا محرومی کو اسیقدر کافی ہے کہ رات گذارے اس حال مین کہ شیطان اوسکے کان مین پیشاب کر گیا ہو۔ پھر وہ اسی حال مین صبح کرے اور خدا کو یاد نہ کیا ہو۔ اس قول مین حدیث نبوی کیطرف اشارہ ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ جس نے رات سوکر کاٹی اور خدا کا ذکر ایک ساعت بھی نہ کیا تو شیطان اوسکے کان مین پیشاب کر جاتا ہے۔

ہر شخص اس حال مین صبح کرتا ہے کہ وہ مہمان ہوتا ہے اور مال اوسکا اوس کے پاس عاریت کا مال ہے پس مہمان تو کوچ کرنے والا ہے اور مال عاریت واپس ہونے والی چیز ہے۔

جسکو دنیا مین فراخی عیش ہے اوسکے واسطے آخرت مین بہی فراخی وکشادگی ہے
اور جسکو دنیا مین تنگی رزق ہے اوسکو وہان بہی تنگی ہے - یہہ قول بظاہر اون احادیث
کے خلاف ہے جن سے فقر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے البتہ اسکا مطلب علی العموم
مراد نہ ہو تو کچہہ تخالف نہ ہوگا کیونکہ ظاہر ہے کہ مرد مسلمان ایماندار جسکو خدا نے مال
دنیا عطا فرمایا ہے جسقدر خدا کی راہ مین دے گا اوسیقدر اوسکے مرتبے وہان
بلند و عالی ہونگے - مرد مفلس بیچارہ جس نے تنگی وفاقون سے بسر کی اور زندگی ہزار
عسرت و مشقت کاٹی اگر وہان اوسکا چھٹکارا ہوگیا تو بہی غنیمت ہے - گناہونکی سزا مین
مواخذہ سے بچ گیا تو شکر گذار ہوگا اوس بیچارہ کو درجہ نصیب ہونا کجا - اگرچہ فی نفسہ
جنت کی نعمتین مہیا ہونگی مگر بمقابلہ اس غنی مالدار کے وہ غریب و تنگ حال ہے -
مرنیوالا خود آرام پاتا ہے یا لوگ اوس سے آرام پاتے ہین - اس مضمون کی حدیث
بہی ہے - مطلب یہ ہے کہ دنیا سے کوچ کرنے والا اگر مرد مومن ہے تو دنیا کی
تکلیفون سے نجات پاکر دار آخرت کے آرام و عیش پاتا ہے اور اگر بدکار شریر ہے تو
اوسکے مرنیسے اور دنیا والے اوسکی شرارت و ایذارسانی سے آرام پاتے ہین -
مین ایسے شخص کو بُرا سمجہتا ہون جو بالکل فارغ نکما ہو نہ دنیا کے کام کرتا ہو نہ
آخرت کے واسطے اعمال نیک کرے - یعنی انسان کو بیفکر - غافل - فارغ - نہ رہنا چاہئے
دنیا یا دین کی کچہہ فکر ضرور رکہے - تمام ہوے اقوال حضرت ابن مسعود کے -
سنہ مذکور مین حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے بمقام حمص وفات پائی - انکا
نسب یہ ہے - کعب احبار بن تابع بن ہینوع - کنیت انکی ابو اسحاق ہے - آپ حمیری
ہین - آپ اصل مین یہودی تہے اور اپنے مذہب کے عالم کتب سماوی سے واقف

اپنی قوم مین معزز و نامور شخصون مین تھے۔ انہون نے زمانہ جناب رسول خداؐ کا پایا مگر اوسوقت اسلام نہ لاے بعد وفات کے خلافت صدیقی یا خلافت فاروقی مین مسلمان ہوے۔ آپ صوبہ یمن کے باشندہ تھے اپنا وطن چھوڑکر مدینہ منورہ آے یہانسے شام کو چلے گئے اور حمص مین تاحین حیات رہے۔ (تاریخ خمیس)

اسی ۳۲ھ مین حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ نے انتقال فرمایا۔ انہون نے خواب مین اذان دیکھی تھی اور کلمات اذان خواب ہی مین یاد کرلئے تھے اور جناب رسول خدا کی خدمت مین عرض کیے۔ انکی تائید اور صحابہ نے بھی کی اور بعضون نے اسی طرح کا خواب دیکھنا بھی بیان کیا اسکے بعد بحکم نبوی پنجگانہ نماز کیواسطے اذان مقرر ہوئی۔ (ابن اثیر)

سنہ ۳۳ھ

اس سنہ مین جناب معاویہ رضؓ نے حصن المراۃ پر لشکرکشی کی۔ یہ مقام مضافات روم مین متصل ملطیہ کے واقع ہے۔

اہل افریقہ نے پھر اسی سنہ مین بغاوت کی اور عبداللہ بن سعد نے اونپر لشکرکشی کرکے اونکی بدعہدی کا مزہ چکھایا۔

احنفؓ جانب خراسان روانہ ہوے اور مرورود۔ مروشاہجہان کو فتح کرلیا۔

ایک روایت مین ہے کہ عبداللہ بن عامر اسی سنہ مین نیشاپور گئے اور اوسکو فتح کیا۔

آغاز فتنہ وفساد واخراج اہل کوفہ جانب شام وحمص

جناب عثمان رضؓ کے عہد خلافت مین جو حوادث واقع ہوے اونمین سے ایک

ولید بن عقبہ کی معزولی ہے جسکا بیان سابق مین گذر چکا ہی کہ وہ بجرم شراب خواری معزول کیے گئے اور اونکی جگہہ سعید بن العاص مامور ہوے۔ حضرت سعید نے کوفہ پہونچکر رؤسا شہر اور اہل قادسیہ سے ایسے مراسم بڑہای کہ مالک بن کعب ارحبی۔ اسود بن یزید علقمہ بن قیس نخعی۔ ثابت بن قیس ہمدانی۔ جندب بن زہیر غامدی۔ جندب بن کعب ازدی۔ عروہ بن جعد۔ عمرو بن حمق خزاعی۔ صعصعہ و زید پسران صوحان۔ ابن الکوا۔ کمیل بن زیاد۔ عمیر بن ضابی۔ طلیحہ بن خویلد۔ وغیرہم راتون کو لوگونکے انساب اور عرب و اسلام کے ایام و اخبار کے تذکرے اور باہم ہنسی مذاق کرنے کیلیے سعید کی صحبت مین حاضر ہوا کرتے تھے۔ اکثر ہنسی مذاق ہوتے ہوتے نوبت طعن و تشنیع و سخت کلامی کی پہونچ جاتی تھی۔ ایک روز اتفاق سے سعید نے اثنار کلام مین کہا۔ یہہ ملک قریش کا باغ ہے۔ اشتر نخعی نے جواب دیا۔ جس سواد کو اللہ تعالے نے ہماری تلوارونکے زور سے عنایت فرمایا ہے آپ اوسکو اپنا اور اپنی قوم کا باغ و سیرگاہ خیال کرتے ہین؟ اشتر کے اس کلام سے اور حاضرین جلسہ بھی کچھ کہنے لگے۔ عبدالرحمن اسدی (سعید بن العاص کے پولیس افسر) نے ان لوگونکو فضول بکواس و شوروغل سے روکا اور سختی سے پیش آے۔ اہل جلسہ اوس پر ٹوٹ پڑے اور اسقدر مارا کہ وہ بیہوش ہوگئے۔ اس واقعہ کے بعد سعید نے دربان مقرر کردیا اور وہ رات کی نشست اور جلسہ قصہ و حکایات موقوف ہوگیا۔ لوگون مین اسبات سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ جہان کہین راستہ بازار مین ان لوگونمین سے دوچار آدمی جمع ہوجاتے جناب عثمانؓ اور سعید کی برائیان اور عیب گوئی کرتے عوام اور بازاریونکا ایک گروہ انکے پاس جمع ہوجاتا تھا۔ حضرت سعید اور اکثر اہل کوفہ نے جو انکے موافق تھے اس گروہ کے شہر بدر کرنیکی

بابت جناب عثمان رضؓ کی خدمت مین لکھا۔ وہان سے حکم آیا کہ انکو معاویہ کے پاس تمام مین بہیجدو۔ جناب معاویہؓ کو یہ لکھا گیا کہ چند لوگ جو فتنہ و فساد کے لیئے مخلوق ہوے ہین تمہارے پاس بہیجے جاتے ہین تم انکی نگرانی اور اصلاح کرو۔ اگر وہ اصلاح پذیر ہو جاوین تو فہوالمراد انکو اپنے پاس کہنا اور اگر وہ تمکو عاجز کر دین اور نیک روی نہ اختیار کرین تو اونکو میرے پاس بہیجدینا۔ سعید نے یہہ حکم پاکر ان مفسدون کو جانب شام روانہ کر دیا۔ یہہ لوگ حضرت معاویہؓ کی خدمت مین پہونچے۔ آپ نہایت اعزاز و حرمت سے پیش آے اور جو وظائف و تنخواہین انکو عراق مین ملتی تہین جاری رکہین۔ دو وقتہ اپنے ساتہہ دسترخوان پر بٹہاکر کہانا کہلاتے تہے اور ہر طرح انکی خاطر و تواضع کرتے تاکہ یہہ لوگ راہ راست پر آجاوین اور کجروی و گمراہی کو ترک کر دین۔ بعد اسکے جناب معاویہؓ نے انکو بہت کچہہ سمجہایا مگر وہ راہ راست پر نہ آے آخر نا امید ہو کر آپنے انکو شام سے چلے جانے کو کہا۔ یہہ لوگ بقصد جزیرہ روانہ ہوے۔ راہ مین حمص پر گذر ہوا حضرت عبدالرحمن بن خالدؓ بن ولید نے انکو اپنی محفل مین بُلایا اور انکے ساتہہ ایسا برتاو کیا کہ یہہ لوگ انسے ڈرنے لگے اور خواہش کی کہ ہم اپنے اقوال سے رجوع کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرتے ہین۔ عبدالرحمن رضؓ نے انکو اجازت دی کہ جہان چاہین وہان رہین۔ (ابن خلدون)

ایک روایت مین قصہ سعید و اہل کوفہ اس طرح مذکور ہے کہ سنہ ۳۳ھ مین کسی بات پر سعید بن العاص اور مالک اشتر نخعی سے حجت و تکرار ہوئی۔ نوبت یہان تک پہونچی کہ سعید نے مالک کو عین مجلس مین اسقدر گہونسے اور مکّے اور لاتین مارین کہ وہ بیہوش ہو گئے اسی حال مین لوگ اونکو گہر اوٹہا لیگئے اور سعید کی یہہ حرکت جملہ اشراف و اعیان کوفہ کو

ناگوار گذری اور دن بدن سعید کی طرف سے کشیدہ خاطر ہوتے گئے اور انکی طرف سے برائیاں اونکے دلونمین جم گئین۔ دراصل واقعہ یہہ ہے کہ ولید بن عقبہ نے کچھ اس طرح سے اہل کوفہ کو ملا رکہا تہا کہ سب لوگ خواہ مخواہ اونکے گرویدہ و دوست جان نثار ہوگئے۔ ولید کی معزولی اور سعید کی تقرری یہہ ایک ایسا امر تہا کہ جس کو اہل کوفہ نے بطیب خاطر گوارا نہ کیا تہا۔ ولید مین اگر نقص تہا تو یہی کہ علت شرابخواری مین بدنام ہوگئے تہے جسکی وجہ سے محتاط اور اہل تقویٰ لوگونکو انسے نفرت ہوگئی تہی باقی عوام رعایا انکے اخلاق و عادات اور حسن سلوک سے راضی وخوشنود تہی قبل اسکے کہ ولید بن عقبہ شرابخواری کی علت مین بدنام ہون جملہ رؤسا کوفہ انکے پاس آتی جاتے تہے۔ ایک مدت تک نہایت بے تکلفی سے یہ مراسم دوستانہ رہے۔ ولید نے اذن عام دیدیا تہا۔ جو شخص جسوقت چاہتا انسے ملتا اور اپنی حاجت و مراد پاتا تہا۔

سعید نے کوفہ مین پہونچتے ہی اول ممبر کو دہلوایا اور ولید کو مجمع عام مین برا کہا۔ لوگ جو ولید کے دوست تہے وہ اس حرکت پر ناخوش ہوے۔ ابتدائے خصومت یہی ہوئی۔ سعید چونکہ نہایت محتاط تہے مقدمات و معاملات مین کیسکی طرفداری نہ کرتے تہے اور حق پر فیصلہ کیا کرتے تہے اسلیئے انہون نے اپنے محل پر پہرہ قائم کردیا کہ کوئی بلا اجازت انسے نہ مل سکتا تہا۔ عام طور پر لوگونسے ملنا بہی اختیار نہ کیا۔ اسوجہ سے اعیان کوفہ اور بہی سعید سے دلی کدورت رکہنے لگے اوسپر طرہ یہہ ہوا کہ مالک اشتر کو عام جلسہ مین ذلت دی۔ سرداران کوفہ کو اور بہی زیادہ رنجش سعید سے ہوگئی۔ منجملہ اکابر کوفہ ثابت بن قیس نخعی۔ زید بن صوحان عبدی۔ جندب بن کعب ازدی۔ عروہ بن جعد۔ عمرو بن الحمق خزاعی۔ مجلسونمین برملا سعید کو برے الفاظ سے یاد کرتے تہے اور لوگونکی نظرونمین اونکو خوار و ذلیل کرتے تہے۔

بعض اوقات سعید کے ساتھ جناب عثمانؓ کی شان مین بھی بے ادبانہ پیش آتی تھے۔ شب ان لوگونکا ایک جگہہ جماؤ ہوتا تھا اور اوس مجمع مین بجز اہانت سعید و بے ادبی جناب عثمانؓ اور کچھہ تذکرہ نہ تھا۔ ایک شب سعید کو خبر لگی کہ فلان مقام پر فلان فلان اشخاص اوباشانہ وضع مین فضول بکواس مین مبتلا ہین۔ سعید نے اپنے اردلی کے چوبدار کو اوس مجمع مین بھیجا تاکہ اوس جلسہ کو درہم برہم کر آوے۔ چوبدار بے دھڑک مجمع مین گھس گیا۔ اشراف کوفہ اوسکی اس جرأت اور بلا اجازت آنے پر ناخوش ہوے اور اپنے نوکرونکو حکم دیا کہ چوبدار کو قرار واقعی سزا دیکر نکال دین۔ نوکر چاکر اپنے آقاؤن کا حکم بجا لاے اور چوبدار کی خوب مرمت کی یہان تک کہ وہ دیر تک بیہوش پڑا رہا جب ذرا سنبھلا گرتا پڑتا سعید تک پہونچا اور تمام حال بیان کیا۔ سعید نے اہل کوفہ کی شکایت مین عرضی بخدمت جناب عثمانؓ روانہ کی اور اوسمین یہہ سب واقعات لکھہ دئے۔ وہان سے حکم ہوا کہ جو لوگ مجرم و خطاکار ہین اونکو فوج شام مین بھرتی کردو وہ چاہے پسند کرین یا ناپسند جبراً فوج شام مین بھیجدو۔ حضرت سعید نے حکم کی تعمیل کی اور رؤسا نامی اہل کوفہ کو لشکر شام مین نامزد کرکے حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجدیا۔ چونکہ اہل کوفہ بانی فساد تھے یہان حضرت معاویہؓ سے بھی بگاڑ ہوا اور انسے بالمشافہ گفتگو خلاف رتبہ و منصب اپنے کرنے لگے۔ حضرت معاویہؓ نے انکی شکایت مین جناب عثمانؓ کو لکھا۔ "اہل کوفہ عجب طرح کی آدمی ہین نہ انکا کوئی مذہب ہے نہ انمین مروت۔ انکے ساتھہ گذر کرنا بہت مشکل ہے۔ آیندہ حضور کا حکم جیسا ارشاد ہو ہمکو اوسکی تعمیل مین دریغ نہین" جناب عثمانؓ نے جواب اسکے حضرت معاویہ کو لکھا۔ "اہل کوفہ کو بمقام حمص عبدالرحمن بن خالد کے پاس بھیجدو۔ وہ حکمت عملی سے انکو درست کردینگے اور یہہ لوگ راہ پر آجاوینگے" حضرت معاویہؓ نے

یہ حکم پا کر سرداران کوفہ کو عبدالرحمن کے پاس روانہ کیا اور اپنا پیچھا چھوڑایا۔ اب یہہ لوگ مسافت طے کر کے حمص پہونچے مگر عبدالرحمن رضؓ نے ایک ماہ تک کسیکو اپنے پاس آنے دیا نہ کسی سے کوئی بات نصیحۃً کہی اور جناب عثمان رضؓ کو لکھا۔ ان من لا یصلحہ الخیر یصلحہ الشر۔ جسکو نیکی و بھلائی درست نہ کرے اوسکی اصلاح بدی اور برائی ہی سے ہوگی۔

ہر کجا داغ بایدت فرمود	چون تو مرہم نہی ندارد سود

اگر ارشاد عالی ہو تو مین کوفیونکے ساتھ ویسا برتاؤ کرون جسکے لائق یہہ لوگ ہین۔ جناب عثمان رضؓ نے جواب دیا۔ جس طرح ممکن ہو انکو درست کرو۔ یہہ حکم پا کر حضرت عبدالرحمن نے بعد ایک ماہ کے رؤسا کوفہ کو اپنے دربار مین بلایا مگر بیٹھنے کی اجازت نہ دی اور نہ کسی سے ایک بات تک کی۔ مالک اشتر اور اونکے یار و اصحاب کچھ دیر تک عبدالرحمن کے سامنے کھڑے رہے پھر اپنے اپنے مقام پر واپس آئے۔ روزانہ انکی حاضر باشی کا یہی طریق رہا۔ بالآخر جب اہل کوفہ تنگ آگئے عبدالرحمن سے اجازت چاہی کہ حمص سے باہر ہو آئین۔ حضرت عبدالرحمن نے سب کو رخصت کیا۔ تمام اہل کوفہ حمص سے کوفہ چلے آئے صرف مالک اشتر حمص مین مقیم رہے۔ (روضۃ الصفا)

بعض مورخین نے قصہ ہذا کو کسیقدر تغیر و اختلاف سے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب سعید بن العاص بجائے ولید بن عقبہ کے حاکم ہو کر کوفہ مین آئے تو انہون نے سب سے اول جو کام کیا وہ یہہ ہے کہ ممبر کو دھلوایا کیونکہ یہہ شرابی کی نشست گاہ ہے۔ اسپر چند اشخاص بنی امیہ مین سے جو ولید کے طرفدار تھے متعرض ہوئے مگر سعید نے کسیکا کہنا نہ مانا۔ سعید نے شریف اور ممتاز و معزز اشخاص کو اپنے دربار مین دخل دیا۔ انکی

درباری لوگون مین سے اہل قادسیہ اور قرار کوفہ ہین۔ یہہ لوگ انکے ہم صحبت اور رائے ومشورہ مین شریک تھے اور انکو اجازت عام تھی کہ وقت بیوقت جب چاہین سعید سے ملین۔ انکے علاوہ دیگر اشخاص سے دربار عام کے وقت ملاقات کرتے تھے۔ ولید کے زمانہ مین دار الخلافت پر کوئی پہرا چوکی نہ تہا جسوقت جسکا جی چاہتا اوسسے ملتا۔ سعید نے اسکے خلاف کیا۔ علاوہ دربار کے اوقات کے باستثنار خواص اور کوئی بلا اجازت انسے نہ مل سکتا تہا۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ سعید کی صحبت مین چند اشخاص موجود تھے جنمین حبیش پدر عبد الرحمن اسدی بہی تہا ادہر ادہر کی باتین ہوتی رہین۔ حبیش بولے طلحہ بن عبید اللہ بڑی خوبی کے آدمی ہین اور مرد سخی ہین۔

سعید بن العاص۔ وہ اچہے تو ہین مگر ہان قابلیت اور لیاقت اسکی ہے کہ اچہی ہوجاوین۔ واللہ اگر مجھکو اونکی طرح فراغت ہوتی تو آپ لوگ دیکھتے کہ کس لطف وعیش سے زندگی بسر کرتا۔

عبد الرحمن بن حبیش۔ (حاضرین مین یہ جوان کم سن تھے۔ خوشامدانہ سعید کیجانب مخاطب ہوکر) واللہ میری تو یہی خواہش وآرزو ہے کہ تمام ملک ودولت آپ ہی کو ملجاوے اور شاہان عجم کا ملک جو فرات کے کنارہ اور کوفہ کے متصل ہے سب پر آپ مالک ومتصرف ہوجاوین۔

جملہ حاضرین۔ خدا کرے تمہارا مُنہ پہوٹے ایسی بات کہتے ہو اور ہم سبکو غم مین ڈالتے ہو۔

حبیش پدر عبد الرحمن۔ صاحبو یہہ نادان لڑکا ہے اسکی بات کا آپ لوگ خیال نکرین۔

حاضرین۔ یہہ توسعید کے واسطے سارے ملک کی تمنا اور خواہش کرتا ہے۔

حبیش۔ آپ لوگونکے واسطے اوس سے دوچند کی خواہش رکھتا ہے۔

اتنے مین اشتر۔ جندب۔ ابن ذی الحنکہ۔ صعصعہ۔ ابن الکوا۔ کمیل۔ عمیر۔ یہہ سب لوگ عبدالرحمن پر ٹوٹ پڑے اور چارون طرف سے لات مکے اوس بیچارہ پر پڑنے لگے حبیش اپنے بیٹے کی حمایت کو اوٹھے۔ باپ بیٹے دونون اسقدر پیٹے گئے کہ بیہوش ہوگئے۔ سعید لوگونکو منع کرتے اور قسمین دلاتے تھے کہ اس حرکت سے باز رہین مگر کسی نے انکا کہنا نہ مانا جب تلک کہ عبدالرحمن اور اونکے باپ کو ادہموا نہ کردیا۔ اس ہنگامہ کی خبر بنواسد کو پہونچی۔ سب کے سب دوڑ پڑے۔ انہین طلحہ بھی تھے اور محل کو گھیر لیا قریب تھا کہ کشت وخون کا بازار گرم ہو اور تلوار حکم بنکر فیصلہ کرے کہ سعید بن العاص نے لوگونکو بہت کچھ فہمائش کی اور کہا "اے لوگو۔ خداوند تعالیٰ نے تمکو آرام وعافیت نصیب فرمائی ہے اگر باہم نزاع وفساد کروگے واللہ باللہ یہہ نعمت تم سے سلب کرلی جائیگی" غرضکہ سعید کے دباؤ اور زبانی نصیحت وفہمائش سے لوگ فتنہ وفساد سے باز رہے وہ دونون باپ بیٹے جب ہوش مین آے کہنے لگے کہ ہم آپکی طرف سے لڑے اور یہہ نوبت ہماری ہوئی۔ سعید نے کہا خبردار اب کبھی ہمارے پاس نہ آنا اپنی زبان روکے رہنا اور خبردار خبردار لوگونکو اس قسم کی باتین کرکے نہ بگاڑنا۔ یہ دونون اپنے گھر چلے گئے اور انکے طرفدار انکے ساتھ ہوکر سعید کی برائیان کرنے لگے اور جناب عثمان رضی کی شان مین بھی الفاظ رکیک اور نامناسب کہنے لگے۔

بعد اسکے اشتر نخعی والا قصہ کسیقدر اختلاف کے ساتھہ جسمین کچھہ وضاحت بھی ہے اس طرح بیان کیا ہے کہ سعید بن العاص رات کو جلسہ صحبت کرتے تھے اس جلسہ مین

معززین اہل کوفہ آتے تہے اور سب قسم کی باتین ہوا کرتی تہین - ایک شب کا واقعہ ہے
کہ منجملہ دیگر شرفاء کوفہ مالک بن کعب - اسود بن یزید نخعی - علقمہ بن قیس نخعی - مالک اشتر وغیرہ
بہی تہے اور ہر طرح کی گفتگو ہو رہی تہی اثناء کلام مین سعید بن العاص بولے - یہہ ملک
تو ہم لوگون اہل قریش کا باغ و نزہت گاہ ہے - اشتر نخعی نے کہا - کیا آپکا خیال ہے کہ
جو ملک خداوند تعالے نے ہمارے ہاتہون ہماری تلوارون کے زور سے ہم لوگونکی
محنت و جانفشانی سے فتح کرایا ہے وہ آپکا باغ اور آپکی قوم کی سیرگاہ ہے - یہین کبہی نہین
ہم لوگون نے جب اپنی جانین کہپا دین تب جاکر یہہ ملک ہمارا اونکے ہاتہہ آے ہین -
حاضرین جلسہ مین سے دیگر اشخاص بہی انکے اس بیان کے مؤید ہوے یہانتک کہ
غل و شور بلند ہوا - عبدالرحمن اسدی سے جو سعید کے کوتوال تہے ضبط نہوا - علاوہ
بریں نوعمر جوان آدمی تہے غصہ مین آکر بول اوٹہے "آپ لوگ خلاف ادب اپنے امیر
کی بات کا جواب دیتے ہین اور کچہہ بہی اونکا پاس و لحاظ نہین کرتے" عبدالرحمن کا یہہ
کہنا تہا کہ لوگون نے ہنگامہ قایم کر دیا - اشتر نخعی نے اپنے ساتہیونکو للکار کر کہا خبردار
یہی موقع ہے - ایسے وقت یہہ شخص تم لوگونکے ہاتہہ سے بے داغ بچکر نہ نکلنے پاوے"
انکا یہہ کہنا تہا کہ لوگ عبدالرحمن پر ٹوٹ پڑے اور اونپر چارون طرف کی مار پڑنیلگی
یہانتک کہ وہ بیہوش ہو گئے - جب لوگون نے چہوڑا - پہر اونکا پانون پکڑکر محفل سے
باہر لے آے اور پانی چہڑکا - دیر کے بعد اونکے ہوش و حواس درست ہوے - سعید نے
اوس جلسہ مین لوگونسے کہہ دیا کہ خبردار آج سے کوئی میرے یہان نہ آے - دوسرے
دن سے رات کی نشست اور یہہ جلسہ بالکل موقوف کر دیا - اسکے بعد یہہ لوگ اپنی اپنے
گہر و نیز راہ و نکو نشست کرتے اور جلسے کیا کرتی تہے اون جلسونمین جناب عثمانؓ اور سعید کی

بُرائیان ہوا کرتی تہین اسکے سوا کچہہ اور تذکرہ نہ ہوتا تہا۔ رفتہ رفتہ ان لوگونکی ایک مجدا کمیٹی ہوگئی اور روز بروز لوگ اس مین شرکت کرنے لگے۔ حضرت سعید بن العاص نے یہہ حال جناب عثمان رضؓ کی خدمت مین لکہہ بہیجا۔ بعض اشراف کوفہ کی طرف سے بہی جو سعید کے موافق تہے ایک معروضہ جناب عثمان رضؓ کیخدمت مین گیا۔ جناب عثمان رضؓ نے حکم دیا کہ جو لوگ مفسد و فتنہ پرداز ہین کوفہ سے نکال دئے جاوین اور اون لوگونکو بمقام شام معاویہ رضؓ کے پاس بہیجدو۔ ایک پروانہ حضرت معاویہ رضؓ کے نام اس مضمون کا روانہ فرمایا۔ اہل کوفہ جو کہ سراسر فتنہ و فساد ہین جنکے تمام افعال شرارت آمیز اور حرکات فتنہ انگیز ہین تمہاری پاس آتے ہین تم انپر بزور حکومت اپنا رعب قایم کرو اور حرکات ناشائستہ اور مسلمانون مین نزاع و خلاف ڈالنے سے منع کرو اگر راہ راست پر آجاوین اور اپنے حرکات سی باز رہین تو تمہاانکے ساتہہ حسن سلوک پیش آؤ ورنہ میرے پاس روانہ کردینا۔

حضرت سعید نے ایک جلسہ عام کرکے حکم جناب امیر المومنین عثمان رضؓ سے تمام اہل کوفہ کو اطلاع دی اور اون سب کو شام مین بہیجدیا۔ جناب معاویہ رضؓ نے انکو کنیسہ مریم مین اوتارا اور علی قدر مراتب جسقدر جسکا وظیفہ روزینہ عراق مین مقرر تہا یہان بہی جاری رکہا۔ ہرطرح انکے رتبہ و عزت کا پاس بلحاظ خاطر تہا صبح و شام حضرت معاویہ رضؓ اُن لوگونکے ساتہہ کہانا کہاتے اور مراتب دلجوئی اور خاطر داری مین کسی طرح کوتاہی نہ کرتے تہے۔ اس طرح کچہہ دن گذر گئے۔ ایک روز جناب معاویہ رضؓ نے ان لوگونسے نصیحۃً کہا۔ تم لوگ قوم عرب ہو۔ خدا نے تمکو بزرگ کیا ہے۔ تمہاری زبان سب بانونمین فصیح ہے۔ خدائے تعالیٰ نے تمکو ایک بڑا گروہ بنادیا۔ اسلام کی دولت سب پر غالب آئی۔ اسکے بدولت تمنے شرافت پائی اور تمام قومونپر غلبہ حاصل کیا۔ اونکی زمین وجائداد تمہارے قبضۂ قدرت مین آگئی

جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمکو محض اپنے کرم سے یہہ عزت و وجاہت و شرافت نسب عطا فرمائی تو ایسی حالت مین تم لوگونسے کوئی بات خلاف وضع اہل مروت و شرافت ظاہر ہونا نہایت ہی بدنما ہے مین نے سنا ہے کہ تم لوگ قریش کو برا کہتے ہو اور اونکی بزرگی و فضیلت کا تمکو انکار ہے حالانکہ قریش ہی کی بدولت یہہ ساری عزت و شرافت تمنے پائی ہے اگر آج قریش تمہارے ناصر و مددگار نہ ہوتے تو تم بالکل خوار و بے اعتبار دنیا مین نظر آتے۔ تمہارے امام تمہارے واسطے سپر ہین۔ وقت پر تمہاری جان و مال و آبرو کے محافظ ہین۔ تمکو اپنے اماموں کے خلاف نہ کرنا چاہیئے۔ وہ لوگ تمہارے ظلم و جفا کی برداشت اور تمہاری ایذا پر تحمل کرتے ہین سارا بوجہہ تم لوگونکے سر سے اوٹھاتے ہین۔ واللہ باللہ اگر تم اس سے باز آؤگے تو تمہارے حق مین بہتر ہوگا ورنہ یاد رکھو کہ اسکا نتیجہ اچھا نہین۔ خدائے حکیم۔ دانا و بینا۔ منتقم حقیقی ہے۔ تمکو تمہارے اس کفران نعمت کی سزا دیگا اور سخت مصیبت مین ڈالیگا اور انکی جگہہ کوئی ایسا حاکم مسلط کریگا جو تمکو تمہاری ان نافرمانیون اور سرکشی کا مزہ خوب چکھائیگا اور تم اوسکے برداشت کرنی پر مجبور ہوگے حالانکہ وہ تمہارے حق مین بہتر اور پسندیدہ نہ ہوگا۔ تمہاری بدولت جو تمام غریب و بیکس رعایا پر مصیبت و بلا نازل ہوگی اوسکا پہل یہان زندگانی دنیا مین بہی اور بعد موت کے بہی دارالجزا مین بخوبی پاؤگے۔

بیا حافظ بہ پند تلخ کن گوش		چرا عمرے بغفلت میگذاری	

اس تقریر نصیحت آمیز کے جواب مین کوفیون نے جو کچہہ کہا یہہ تہا جو ایک شخص صعصعہ نامی نے اونمین سے دیا۔ آپنے قریش کا نام لیا تو کیا مضائقہ ہے تمام اہل عرب قریش تو ہین نہین بلکہ انکے سوا اور قبائل بہی نامی و مشہور ہین۔ زمانہ جاہلیت مین بہی انسے بڑہکر اور قبائل

شہ زور اور قوی گذرے ہین۔ ہمکو قریش کا کیا خوف ہے ہم لوگ کچھ اُنسے کمزور ہین یا کیسی بات مین کم ہین؟ باقی رہا یہ امر کہ اسوقت قریش مین امارت ہے اور وہ ہمارے جای پناہ و سپر ہین اسکی بھی ہمکو پرواہ نہین۔ اگر اسمین شکستگی آجائیگی تو ہمارا کیا بگڑیگا۔ ہم خود سینہ سپر ہوجاوینگے حکومت و ریاست ہماری ہی ہوگی۔ دوسری قوم اس امر مین ہماری مزاحم نہوگی

ندارم منت از کس منت بازوئے خود دارم	چو مروارید آب روئے خود در جوئے خود دارم

حضرت معاویہ نے یہ سنکر فرمایا۔ اب مجھکو معلوم ہوگیا حقیقت حال ظاہر ہوگئی اور جس وجہ سے تم بہک گئے ہو وہ مین خوب سمجھ گیا۔

کلفت طبع ندارند نہان صاف دلان	درد در شیشۂ شفاف نمایان باشد

یہ تمہاری نافہمی اور تمہاری کم عقلی ہے جو تم کو برباد کردیگی۔ تم تو اپنی قوم مین بڑے گویا عقیل خطیب ہو۔ پھر ایسی بات کہتے ہو مجھکو تمہاری اس سمجھ بوجھ پر سخت تعجب ہے اس وقت کی تمہاری گفتگو بالکل عقل کے خلاف ہے۔ مین تو اسلام کی عظمت وجلالت بیان کرتا ہون اور تم اوسکے مقابل مین زمانہ جاہلیت کا ذکر کرتے ہو۔ واہ واہ۔ اچھی عقل و تمیز ہے۔ خوب نام ڈبویا۔ اب کان لگاکر میری بات سنو اور میرا کہا مانو اور سمجھو۔

درآفت خانۂ دنیا لباس خاکساری کن	زمین بودن سپر باشد بلائے آسمانی را

جن لوگون نے تم کو بڑا سمجھایا عزت و عظمت دی ہے وہ قوم خوار و رسوا ہوگی؟ مجھکو گمان ہے کہ تمہارے نزدیک قریش کی یہ عزت زمانہ جاہلیت اور اسلام مین محض خداداد ہے انکو ذاتی شرافت باعتبار کثرت جماعت کے یا قوت شجاعت کے نہین۔ مین تسلیم کرتا ہون مگر صرف اسقدر نہین جیسا کہ تمہارا خیال ہے بلکہ قریش قوم عرب مین حسب و نسب کے اعتبار سے ممتاز ہین مروت و مردانگی مین کامل ہین۔ باقی رہی انکی شجاعت۔ یہ بھی

ظاہر ہے کہ انہین روز خانہ جنگیان رہتی تہین اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہا کرتے تہے۔ اللہ تعالی نے دین اسلام کی برکت سے اسلامی اخوت اور ہمدردی انہین پیدا کرکے سب کو ایک کردیا اور مقام حرم مین انکو ٹہکانا دیا اور یہہ ہر طرح محفوظ رہے جبکہ انکے گرد ونواح مین لوٹ مار کا وہ بازار گرم تہا کہ الامان والحفیظ۔ کوئی عربی یا عجمی حبشی یا ترکی ایسا ہے جسکو اللہ تعالی نے یہہ کرامتین عطا فرمائی ہون کسی شخص نے اس بزرگ قوم کو ذلت وخواری دینا نہ چاہا مگر کہ وہ اسنے بغض وعداوت رکہنے اور اسکی بدولت اپنی سزا کو پہونچ نگیا ہوگا۔ کسی نے قریش کے ساتہہ مکروفریب نہ کیا ہوگا مگر خدائے قادر وتوانا نے اوسکو اوسکے منہ کے بل ضرور زمین پہ گرا دیا ہوگا جب خداوند تعالی نے چاہا کہ اوسکے دین برحق کے پیرو دنیا کی خواری اور ذلت اور آخرت کی رسوائی اور فضیحت سے محفوظ رہین تو اوس رحیم وکریم نے اپنی کمال جہت شفقت سے اپنی مخلوقات مین سے بہتر وپسندیدہ شخص کو انتخاب کیا اور اوسکے یار واصحاب بہی پیدا کئے وہ شخص بہی قریش مین ہوا۔ (یعنی جناب رسالتمآب صلعم) اور اس ملک وسلطنت اسلامی کی بنا اسی قوم قریش پر کی اور خلافت بہی انہین مین رکہی۔ اب قریش کے سوا کون اسکا اہل ہے اور کس کا منہ ہے جو خلافت کی خواہش مین ایک کلمہ بہی زبان سے نکالے خداوند تعالی نے قریش کو زمانہ جاہلیت مین محفوظ رکہا اور انکو ہر طرح عزت دی اب تمہارا خیال ہے کہ وہ خدا کے دین پر ہو کر عزت والے نہ رہینگے۔ اُفّ ہے تمپر اور تمہارے ساتہیون ہواخواہون پر جو قریش کو اپنے سے کم اور ذلیل سمجہتے ہو اور اے صعصعہ تمہاری حقیقت تو سب پر ظاہر ہے کون نہین جانتا کہ تمہارا قریہ اور بستی سب آبادیون مین بدتر ہے۔ اوسکے گہر نہایت سڑے ہوئے بدبودار ہین۔ اوس ملک کی

نہرین اور نالے نہایت نشیب مین اور عمیق واقع ہوے ہین - تمہارے گانؤن کے ہمسایہ نہایت ہی خراب اور تسریر ہین اونمین کوئی شریف نام کو نہین اور اون ملکو نکے رہنے والونپر ہمیشہ لعنت برستی رہی اور قوم عرب مین سب سے بڑے لقب تمہاری قوم کو ملے - تم لوگو نکی خویشی اور پیوندی بہی کمینی قوم مین ہے - تمکو عربی کہنا بہی نازیبا ہے تم تو فارس کے پڑوسی ہوا ور اونہین کے مطیع و فرمانبردار - جب تمکو دعوت اسلام پہونچی تم بحرین مین کب تہے کہ اہل بحرین کے ساتھہ قبول دعوت مین شریک ہوتے - تم تو اپنی قوم مین بہی ذلیل و خوار رہے - آب آج کے دن اسلام نے تمکو مرد میدان بنا دیا اور انسانو نمین شمار کرادیا تو لگے اونہین لوگو نپر حملہ کرنے جنکی بدولت اسلام نصیب ہوا - اب اسلام کا دعوی کر کے خدا کے دین مین کجروی اختیار کرتے ہوا ور ذلت و خواری کے خواہان ہو - قریش کو تمہاری اس شرارت سے کچہہ نقصان نہین - نہ تمہاری توہین کرنے سے قریش کی اہانت ہوسکتی ہے - قریش کے ذمہ جو کچہہ ہے اوسکے ادا کرنے اور پہونچانے سے تم ہرگز اونکو روک نہین سکتے - شیطان تمسے غافل نہین تمہاری تاک مین لگا ہے جب تمکو شر مین مبتلا پایا تمہارے بدولت اور لوگو نکو بہی بہکایا - اب وہ تمکو پچہاڑنے ہی والا ہے یہہ بات بہی یاد رکھو کہ بُرائی کر کے نیکی نہ پاؤ گے - بُرے کام سے بُراہی نتیجہ پیدا ہوگا بلکہ اوس سے بہی بدتر اور خوار تر ثمرہ پاؤ گے -

گندم از گندم بروید جو ز جو	از مکافات عمل غافل مشو

حضرت معاویہؓ کوفیون کو یہہ گفتگوئے نصیحت آمیز سنا کر اونکے پاس سے چلے گئے حضرت معاویہؓ کی اس تقریر سے اتنا اثر تو ضرور ہوا کہ ان سب کی ہمتین پست پڑگئین اور دل مین اپنے قصور پر معترف ہوئے اسکے بعد پہر معاویہؓ انسے ملے اور کہا مین تمکو اجازت دیتا ہون

کہ جہان تمہارا جی چاہے چلے جاؤ تم لوگوں سے کسیکا نہ نفع ہے نہ نقصان بلکہ تمہارا ہی فائدہ ہے۔ تمہاری نجات اسمین ہے کہ جماعت مسلمانونکے خلاف ایک قدم نہ چلو اور عوام الناس کو دیکھکر اترانجاؤ۔ کیونکہ نیک اور پسندیدہ لوگ اتراتے نہیں۔

ہنر ہے دیگران تدیدن عیب		دیدن عیب خویشتن ہنر است	

اب تم جس طرف تمہارا دل چاہے چلے جاؤ۔ مین جناب عثمانؓ کی خدمت مین تم لوگونکے بارہ مین لکھدونگا۔ کوفی یہہ کلام جناب معاویہؓ کا سنکر شام سے چلے جانے پر آمادہ ہوے اور سامان سفر درست کر کے حضرت معاویہؓ سے رخصت ہو کر چل دیئے آپ نے پھر اونکو بلا کر کہا۔ مین تمسے پھر دوبارہ کہتا ہون کہ جناب رسول خدا صلعم گناہ صغیرہ وکبیرہ سے معصوم تھے خطا پر قائم نہین رہتے تھے اونہون نے مجھکو حاکم بنایا۔ بعد آپکے جناب ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوے اونکے عہد مین بھی حاکم رہا پھر جناب عمرؓ خلیفہ ہوے اونہون نے بھی مجھکو حکومت پر قائم رکھا اب جناب عثمانؓ کا زمانہ آیا ہے اونکے وقت مین بھی مین حاکم ہون اور جس صاحب نے مجھکو حکومت دی وہ صاحب مجھسے راضی وخوش رہے۔ جناب رسول خداؐ نے عمل اور حکومت کے واسطے نیک اشخاص مسلمانونمین سے تلاش کر کے مقرر فرمائے اور خداوند تعالیٰ کو ہر طرح غلبہ ہے اور عوض لینے پر قادر ہے۔ جو خدا سے داؤن چلتا ہے خدا اوس سے داؤن کرتا ہے۔ جو تمہارے دل مین نہین اوسکے خلاف ظاہر نہ کرو کیونکہ خداوند تعالیٰ بغیر امتحان لئے تم کو نہ چھوڑے گا اور تمہارے دلی اسرار لوگونپر ظاہر کردے گا۔ بعد اسکے کوفی حضرت معاویہؓ سے رخصت ہوے اور باہم یہ صلاح ہوئی کہ اگر اب کوفہ چلین گے تو مخالفونکو ہمپر ہنسی کا موقع ملیگا اسلیئے مناسب یہ ہے کہ کسی جزیرہ کو چلین۔

جناب معاویہ رضؓ نے حضرت عثمان رضؓ کی خدمت مین اطلاعاً لکھہ بہیجا کہ میرے پاس کوفہ سے ایسے لوگ آے ہین جنکو عقل بالکل نہین جنکا کوئی دین ومذہب نہین - عدل و انصاف سے بہاگتے ہین کسی عمل سے خدا کا قرب اور اوسکی رضا نہین چاہتے - کوئی دعوی اونکا مدلل حجت کے ساتہہ نہین ہوتا - پس انکی نیت یہی ہے کہ لوگون مین فتنہ وفساد پہیل جاے اور اہل ذمہ کے مال خود کہا کر صاف کر ڈالین - خداوند تعالی ان لوگونکو ضرور آزمائیگا پہر انکو خوار و ذلیل بہی کریگا -

حمص مین حضرت عبدالرحمن بن خالد رضؓ بن الولید حاکم تہے انکو فیونکی خبر لگی کہ کوفہ سے حضرت معاویہ رضؓ کے پاس آے اور اب وہان سے بہی نکلکر دوسری جگہہ جانیوالے ہین انہون نے ان سب کو اپنے پاس بلالیا اور کہا - اے شیطان کے بہکانے کے آلات تمکو نہ مرحبا کہونگا اور نہ دعا نیک دونگا شیطان بیچارہ تو تمہارے آگے پریشان ہے اور تم خوش دل فراغ خاطر ہو - عبدالرحمن اگر تمکو ادب نہ دے تو خدا کے گہر نقصان پاوے اے لوگو - تم کیا بلا ہو اہل عرب ہو یا عجم - جو کچہہ معاویہ رضؓ کو تمنے جواب دیا مجہکو وہ جواب نہ دینا مین خالد بن ولید کا بیٹا ہون - مین اوس شخص کا بیٹا ہون جسکو اہل عجم مان گئے اور اپنے سے زیادہ سخت سمجہا - مین ردّت فنا کرنے والے کا بیٹا ہون - خدا کی قسم - اے صُعْصَعہ - اگر مجہکو معلوم ہو کہ میرے ہمراہیون مین سے کسی نے تمہاری ناک کچل ڈالی پہر تمکو غوطہ دیا - مین تمکو بہت دور اوڑا کر پہونچا دونگا - اور گہرے خندق مین گرا دونگا صعصعہ کو خطاب کر کے جو کہا اسکا مطلب یہہ تہا کہ اگر میرے ہمراہیون کے ساتہہ بہی تمنے کوئی بات خلاف ادب کی اور میرے ہمراہی نے اگرچہ اوسکا بدلہ تمسے لے لیا تاہم مین تمہارے ساتہہ سختی سے پیش آونگا -

حضرت عبدالرحمن نے ایک ماہ کامل ان لوگونکو ٹہیرایا۔ جب خود کسی جگہہ باہر سوار ہوکر جاتے ان لوگونکو پیادہ یا اپنے ساتہہ لیجاتے۔ جب معصوا نکے روبرو آتے اونسے کہتے۔ اے ابن الخطیہ۔ کیا تم جانتے ہو کہ جسکو نیکی اور بہلائی نہ درست کرے اوس کی اصلاح برائی کے ساتہہ ہوتی ہے۔ کیا سبب ہے کہ جو تمہاری وہ باتین جو سعید و معاویہ کے حق مین تم کہتے تہے مین نہین سنتا۔ وہ لوگ جواب مین کہتے۔ ہم اپنے افعال سے توبہ کرتے ہین اور خدا کی طرف رجوع لاتے ہین ہم اپنے قصور سے باز آئے آپ بہی ہمارا قصور معاف فرمایئے۔ آخر کو قی حضرت عبدالرحمن کے برتاؤ سے خوب ٹہیک ہوگئے یہانتک کہ عاجز آکر اپنی تقصیرات کا خود اعتراف کیا۔ معافی چاہی اور اکثر اوقات خواستگار عفو رہے یہان تک کہ عبدالرحمن نے کہا۔ تاب اللّٰہ علیکم۔ خدا تمپر اپنی رحمت کے ساتہہ رجوع کرے۔ بعد اسکے اشتر نخعی کو جناب عثمانؓ کی خدمت مین روانہ کیا۔ اشتر جناب عثمانؓ کے سامنے اپنے افعال سے تائب نادم ہوکر آئے آپنے فرمایا۔ جہان تمہارا جی چاہے جاؤ۔ اشتر نے کہا۔ مین عبدالرحمن بن خالد کے پاس جاؤنگا۔ ارشاد ہوا تمکو اختیار ہے۔ اشتر مدینہ منورہ سے بمقام حمص عبدالرحمن کے پاس چلے آئے۔

ایک روایت مین ہے کہ جب امیر معاویہؓ نے اہل کوفہ کو دوسرے دن بلاکر نصیحت کی تو یہہ بہی کہا قسم خدا کی مین نے تمسے وہ بات کی جو اولا اپنے نفس اور اپنے گہروالونکے واسطے گوارا کرلی ہے مین یہہ خوب جانتا ہون کہ میرے باپ ابوسفیان قریش مین شریف تہے اور شریف کے بیٹے تہے مگر جو شرافت خداوند تعالی نے اپنے نبی صلعم کو دی اور قریش مین سے اونکو منتخب کرلیا اور قوم قریش مین اونکو کریم و سخی اور بزرگ کیا وہ بات دوسرونمین کہان اور مین خیال کرتا ہون کہ اگر ابوسفیان کے اور لوگ نسل مین ہوتی

تو بڑے عاقل وہوشیار ہوتے اور یہہ بات دوسرے خاندان مین نہین ۔ صعصعہ نے کہا یہہ بات تو آپنے غلط کہی ۔ انسانو نمین تو ایک فرد انسانی وہ بہی ہے جسکو خود خداوند تعالےٰ نے اپنی قدرت کے ہاتہون سے پیدا کیا اور اپنی روح اوسمین پہونکی پہر فرشتونکو حکم کیا کہ اوسکو سجدہ کرین اور اوگو نمین تو نیک بہی ہین بد بہی ہین ۔ احمق اور ہوشیار بہی ہین پہر حضرت معاویہؓ اس رات انکے پاس سے چلے گئے جب دوسری شب کو آے دیر تک اون سے باتین کین اور کہا ۔

معاویہؓ ۔ اے قوم ۔ خیر و نیکی کی طرف رجوع کرو ۔ گفتگوے لاحاصل سے خاموش رہو ۔ اپنے دلونمین فکر و غور کرو اور جو امر تمہارے اور تمہارے اہل کیلیے مفید ہو اور سب مسلمانونکو فائدہ پہونچاوے اوسکو تلاش کرو ۔

صعصعہ ۔ آپ اسکے اہل نہین ہین اور نہ آپ مین کوئی ایسی بزرگی ہے کہ ہم خواہ مخواہ حق و ناحق آپکی پیروی کرین ۔ چاہے آپکی اطاعت مین خدا کی نافرمانی لازم آوے ۔

معاویہؓ ۔ کیا مین نے سب سے پیشتر تمکو خدا سے ڈرنے اور اوسکے رسول ؐ کی اطاعت کرنے کا حکم نہین کیا اور یہہ نہین کہا کہ سب ملکر خدا کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو ایک دوسرے سے جدا ہو کر پہوٹ نہ ڈالو ۔

اہل کوفہ ۔ آپنے فرقت اور نفاق کی ہدایت کی اور جناب رسول خدا کے خلاف راستہ پر چلانا چاہا ۔

معاویہؓ ۔ اچھا اسکو جانے دو اب مین تمکو حکم کرتا ہون اگر اس سے پیشتر جب تم کہتی ہو کیلہی تو اوس سے توبہ کرتا ہون اور اب تمکو خدا کے تقوے اور اوسکی

اطاعت کا حکم اور اونکے رسول کی پیروی کی ہدایت کرتا ہون اور کہتا ہون کہ جماعت اہل اسلام کو لازم پکڑو ایذا نا ہو ان کی عزت و توقیر کرو اور نیک کام جس پر تم قدرت رکھتے ہو اپنے اماموں سردارونکو تبلاؤ۔

صعصعہ۔ اچھا ہم لوگ آپ ہی سے کہتے ہین کہ آپ حکومت سے علیحدہ ہو جاوین کیونکہ مسلمانونمین اور بہی آپ سے زیادہ حقدار اسکے موجود ہین اور وہ ایسے لوگ ہین کہ آپ سے پہلے اسلام لاے اور اونکے باپ آپ کے باپ سے پیشتر مسلمان ہوے۔

معاویہؓ۔ خدا کی قسم مجھکو اسلام مین قدامت حاصل ہے میرے سوا اور لوگ بہی اس درجہ کے ہین لیکن فی زمانہ اب کوئی مجھسے زیادہ قوی اس کام مین نہین ہے یہ بات مین اپنی زبان سے بلا دلیل نہین کہتا بلکہ جناب عمرؓ نے میری لیاقت اور قابلیت کو خوب دیکھہ لیا ہے اگر وہ مجھسے زیادہ لائق دوسرے کو پاتے تو اوسی کو حکومت سپرد کرتے مین نے کوئی امر ناجائز ایسا نہین کیا ہے جسکی وجہ سے قابل عزل ہون اگر درحقیقت مجھسے کوئی قصور سرزد ہوتا تو امیر المومنین مجھکو حکم کرتے مین اس حکومت سے علیحدہ ہو جاتا۔ تم اس قسم کی گفتگو سے باز رہو۔ یہ وسواس شیطانی اور خطرات نفسانی ہین۔ مین اپنی جان کی قسم کہاتا ہون کہ اگر تم لوگونکی راے پر حکومت و ریاست کے کام طے ہون اور تمہاری مرضی کے موافق کارروائی ہو تو مسلمانونکے کام ایک دن رات بہی نہ چل سکین۔ اب تمکو مناسب ہے کہ نیک راہ طلب کرو اور نیک بات کہو۔ اللہ تعالے

کی پکڑا اور اوسکے حامی پوشیدہ ہین مین ڈرتا ہون کہ مبادا تم لوگ شیطان کی اطاعت کیوجہ سے خدا کی معصیت مین مبتلا ہو جاؤ اور یہہ اتباع شیطانی اور وبال معصیت خداوندی تمکو ذلت وخواری کے گھر مین کھینچ لیجاوے اور دونون جہان مین رسوا وخوار ہو۔

یہہ سنکر اہل کوفہ حضرت معاویہؓ پر ٹوٹ پڑے کسی نے اونکی ڈاڑھی لی اور کسی نے سر پکڑلیا حضرت معاویہؓ نے کہا۔ دیکھو۔ آدمی بنو۔ مجھکو چھوڑ دو۔ یہہ کوفہ نہین ہے بلکہ شام ہے۔ یہان والے اگر یہہ گستاخی تمہاری میرے ساتھہ دیکھہ لین گے تو مین اونکو تم سے کسی طرح نہ روک سکونگا وہ یقیناً تم سب کو ایک دم مین ہلاک کر ڈالین گے مجھکو اپنی جان کی قسم ہے کہ تمہارے سب کام برائی مین ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہین (بقول شخصے اونٹ رے اونٹ تیری کون کل سیدہی) یہہ کہکر حضرت معاویہؓ اونکے پاس سے چلے گئے اور جناب عثمانؓ کیخدمت مین دوسرا خط مثل خط سابق لکھکر روانہ کیا۔ جناب عثمانؓ نے ارقام فرمایا کہ اہل کوفہ کو سعید بن العاص کے پاس بہیجدو۔ یہہ حکم پاکر وہ لوگ کوفہ واپس گئے۔ اب کیا تہا اونکی زبانین خوب چلتی تہین بجز عیب گوئی اور برائیون کے کچھہ ذکر ہی نہ تہا۔ سعید بن العاص ان لوگون سی تنگ آگئے اور جناب عثمان کو انکی شکایت پہر لکھی۔ آپنے حکم دیا کہ اہل کوفہ عبدالرحمن بن خالد کے پاس حمص بہیجے جاوین۔ سعید نے انکو عبدالرحمن کے پاس بہیجدیا۔ عبدالرحمن نے اونکو اپنے پاس ٹہیرایا اور ہر ایک کا وظیفہ مقررہ جاری رکہا۔ اہل کوفہ مین سے جو لوگ عبدالرحمن کے پاس حمص مین گئے یہہ ہین۔ مالک اشتر نخعی۔ ثابت بن قیس ہمدانی۔ کمیل بن زیاد۔ زید بن صوحان۔ زید کے بہائی صعصعہ۔ جندب بن زہیر غامدی۔ جندب بن

کعب ازدی - عروہ بن جعد - عمرو بن حمق خزاعی - ابن الکوا ر - کہتے ہین کہ حضرت معاویہؓ نے ابن الکوار سے سوال کیا - مین کیسا ہون - اونہون نے جواب دیا - آپ بعید الثریٰ کثیر المرعیٰ ہین یعنی آپ مالدار ہین مگر لوگون کو آپکے مال سے فائدہ کم پہونچتا ہے - فوراً بات کی تہ تک پہونچ جانے والے - دیر تک غور و فکر کرنے والے - بردباری آپ پر غالب ہے - آپ ارکان اسلام کے ایک رکن ہین آپکی ذات سے راہ خوفناک مسدود ہے " یہ سنکر حضرت معاویہؓ نے دریافت کیا - اس زمانہ کے لوگون اور ہر شہر والونکے حال سے مجھکو خبر دو کیونکہ تم اپنے یار و نمین عقلمند معلوم ہوتے ہو ابن الکوار نے عرض کیا - اہل مدینہ شر و فساد کے بڑے حریص ہین اور سب سے زیادہ عاجز ولاچار فساد کے وقت یہی لوگ ہین - اہل کوفہ دفعتہً بلا تامل و فکر ہر ایک کام پر جھک پڑتے ہین اور متفرق ہوکر اوس سے ہٹتے ہین - اہل مصر بڑے شریر و بد ذات مگر اسکے ساتھہ ہی سب سے پہلے نادم بہی ہوجاتے ہین اور اہل شام سب مین اچھے ہین جو انکو نیک راہ بتلادے اوسکے تابعدار ہین اور جو برُی راہ چلانا چاہے اوس سے بیزار (ابن اثیر)

حوادث بصرہ و اخراج عامر بن عبد قیس جانب شام

مدینہ مین ایک شخص حمران بن ابان نامی رہتے تھے - انہون نے ایک عورت سے اوسکی عدت مین نکاح کرلیا تہا - جناب عثمانؓ کو جب خبر لگی آپ نے اوس عورت اور حمران مین تفریق کرادی اور حمران پر شرعی حد قائم کرکے شہر بدر اور جلا وطن کردیا اور مدینہ منورہ سے نکالکر بصرہ مین بہیجدیا - حمران نے بصرہ مین پہونچکر ابن عامر کی صحبت اختیار

کی۔ بصرہ مین عامر بن عبد قیس نام ایک بزرگ بڑے عابد وزاہد۔ تارک الدنیا رہتے تھے۔ لوگ انکی عزت وحرمت بہت کرتے تھے۔ ایک روز عبداللہ بن عامر مع اپنے رفقا واحباب کے ان بزرگ کی زیارت کو چلے۔ حمران بھی ہمراہ تھے۔ انہون نے کہا مین پیشتر عامر بن عبد قیس کے پاس پہونچکر آپ لوگونکی آمد کی اطلاع دیتا ہون۔ یہ کہکر سب سے پہلے اونکے پاس پہونچے اور حجرہ مین داخل ہوے۔ وہ اوس وقت تلاوت قرآن مجید مین مصروف تھے۔ حمران نے کہا۔ امیر بصرہ آپکی ملاقات کو آتے ہین مین مناسب سمجھا کہ اونکے آنیکی اطلاع آپکو پہلے سے دیدون۔ عامر بن عبد قیس نے انکے کہنے کی کچھ پرواہ نہ کی اور تلاوت مین مصروف رہے۔ حمران یہان سے اوٹھکر واپس جاتے تھے کہ دروازہ ہی پر عبداللہ بن عامر مل گئے۔ حمران نے شکایتہ کہا۔ (چونکہ عامر نے انکے آنیکی کچھ پرواہ نہ کی اور نہ انسے مخاطب ہوے اسواسطے انہون نے برا مانا اور محض جھوٹی شکایت انکی عبداللہ بن عامر سے کی) عامر بن عبد قیس آپ لوگونکی کچھ عزت نہین سمجھتے اور قریش کو اپنے سے افضل واشرف نہین جانتے۔ ابن عامر یہ سنتے ہوے عامر بن عبد قیس کے حجرہ عبادت خانہ مین داخل ہوے عامر نے قرآن شریف گردان دیا اور ابن عامر سے باتین کرنے لگے۔ ابن عامر و دیگر رفقا نے اس طرح عامر سے گفتگو کی۔

ابن عامر۔ آپ ہمارے پاس ہمارے مکان پر کبھی تشریف نہین لاتے اور ہمکو اسقدر فرصت نہین کہ آپکی خدمت مین ہمیشہ حاضر ہوا کرین

سعد بن ابی الفرجار۔ آپ کو شرافت اور عزت محبوب ہے۔

ابن عامر۔ تو کیا آپ کو کسی جگہہ کا عامل وحاکم کردین جس سے آپکی بزرگی

اور عزت کو اور ترقی ہو

حصین بن الحر- آپ کو حکومت پسند ہے۔

ابن عامر- آپکا ارشاد ہو تو آپکا نکاح کسی عورت نیک بخت سے کر دین۔

ربیعہ بن عسل- ہان یہہ تو خوب ہے کیونکہ آپ کو عورتین مرغوب ہین۔

ابن عامر- حمران کہتے ہین کہ آپکے نزدیک آل ابراہیم (قریش) کی کوئی عزت نہین اور آپ اپنے سے بڑھکر اونکو نہین جانتے۔

عامر نے قرآن مجید کھولا۔ شروع مین یہہ آیت نکلی۔ ان اللہ اصطفیٰ ادم و نوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین۔ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اور اولاد ابراہیم کو اور اولاد عمران کو تمام عالم کے لوگونمین برگزیدہ ومنتخب فرمایا اور کچھہ جواب عامر بن عبد قیس نے نہ دیا اب یہہ لوگ واپس گئے۔

عامر بن عبد قیس سے جو یہہ گفتگو ہے مرقومہ بالا ہوئی اونکی حالت۔ گذران۔ وضع۔ عبادت۔ ریاضت۔ مجاہدہ کے اعتبار سے مذاقیہ تھی کیونکہ اونکو نہ ریاست کی چاہ تھی نہ دولت دنیوی کی پرواہ۔ نہ عورت کی خواہش تھی نہ شرافت کی طلب وہ ایک عابد وزاہد تھے۔ رات دن خدا کی عبادت سے سروکار تھا اسیواسطے اونہون نے کسی ایک فقرہ کا جواب نہ دیا بجز آخری سوال کے جسکے جواب مین قرآن مجید کھولکر آیت سے جواب دیا اور جملہ حاضرین جواب خاطر خواہ پاکر ساکت ہو گئے۔ اسکے بعد حمران نے بہت کچھہ شکایت اور چغلخوری عامر کی ابن عامر سے کی مگر ایک بھی پیش نگئی۔ اس قصہ کے بعد حمران عرصہ تک بصرہ مین مقیم رہے پھر جناب عثمان رضؓ نے

انکو مدینہ آنے کی اجازت دی۔ وہ بصرہ سے مدینہ منورہ آے انکے ساتھ چند اشخاص اوربھی تھے جنہوں نے عامر بن عبد قیس کی برائیان اور عیب لوگونمین ظاہر کئے۔ جو اقوال شکایت مین وہ بیان کرتے تھے اونمین سے یہ بھی تھے کہ عامر بن عبد قیس نکاح کو جو سنت نبوی ہے جائز نہین رکھتے۔ گوشت نہین کہاتے۔ نماز جمعہ مین نہین آتے۔

حمران کا قصہ جسمین نکاح کا ذکر ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ چندان محتاط نہ تھے اور انکے مزاج مین شر و فساد تہا۔ عامر بن قیس جو کہ ایک مرد یا خدا تھے اور کسی سے تعلق نہ رکھتے تھے۔ خواہ مخواہ انکی شکایت حمران کرتے تھے۔ بعض اشخاص کی طبیعت مین یہہ بات ہوتی ہے کہ بلا غرض و بلا مطلب لوگونکی برائی اور بدگوئی مین مبتلا رہتے ہین حمران بھی اسی قسم کے لوگونمین تھے۔

جب مدینہ منورہ مین عامر بن عبد قیس کی برائیان ہر گلی کوچہ مین الم نشرح ہوگیئن ہر کس و ناکس کی زبان پر انہین کا ذکر تہا اور انہین کی عیب گیری سے کام تہا تو جناب عثمان رضؓ نے عامر کو حضرت معاویہؓ کے پاس شام مین چلے جانیکا حکم دیا تاکہ وہان جانیسے حقیقت حال صاف و واضح طور سے عیان ہوجاے اور اونکے طاعنین و مخالفین کی زبان بندی ہو۔ عامر بن عبد قیس یہہ حکم پاتے ہی شام کو روانہ ہوے اور جناب معاویہ کی خدمت مین پہونچے اتفاق کی بات ہے کہ عامر انکے پاس ایسے وقت مین پہونچے کہ حضرت معاویہؓ کہانا کہا رہے تھے۔ ثرید اونکے سامنے رکہا تہا۔ عامر نے پہونچتے ہی سلام کے بعد بسم اللہ کرکے ثرید پر ہاتھ ڈالا اور خوب بے تکلف کہایا۔ روٹی کے ٹکڑے گوشت کے شوربہ مین توڑ کر ملا دیتے ہین اوسکو

ثرید کہتے ہین - یہہ کہانا عرب مین بہت مرغوب تہا - دعوتون - شادی بیاہ کی تقریبونمین ثرید بناتے تہے - اس ملک مین دستور نہین البتہ پنجاب کے اطراف مین جو بعض ملک سرحدی ہین وہان اسکا رواج ہے -

جناب معاویہؓ کو انکے ثرید کہانے سے معلوم ہوگیا کہ گوشت نہ کہانے کی انپر جہوٹی تہمت ہے - بعد ازان عامر حضرت معاویہؓ کے پاس ٹہیرے اور اونہون نے باحترام تمام انکو رکہا اور انکے اخراج کی وجہ انسے دریافت کی - اتہون نے اس کا جواب شافی دیا اور کہا - مجہپر لوگون نے افتراپردازی کی ہے - درحقیقت مین اون الزامات سے بری ہون جو میرے ذمہ لگائے جاتے ہین - مین جمعہ کی نماز کو بلاناغہ جاتا ہون - ہان سب کے بعد جاتا ہون اور اخیر صف مین شریک ہوکر نماز ادا کر کے سب سے پہلے اپنے گہر واپس آتا ہون - اب فرمایئے اس مین کیا عیب ہے - نکاح کی بابت مجہپر الزام لگانا یہہ بہی محض افترا ہے - نہ میرا یہہ عقیدہ ہے اور نہ قول ہے - ابہی اسی زمانہ مین جبکہ بصرہ سے روانہ ہوکر آپکے پاس آیا ہون میرے پاس پیغام نکاح آیا تہا اگر اودہر نہ آتا تو کیا عجب ہے کہ نکاح کر لیتا - گوشت کہانے کو تو آپنے خود ملاحظہ فرما لیا اسکے بابت عرض کرنے کی اب کوئی ضرورت نہین البتہ قصاب کے ہاتہہ کا ذبیحہ مین نہین کہاتا کیونکہ ایک مرتبہ مین نے بچشم خود دیکہا کہ ایک قسائی بکری کو مذبح کی جانب کہینچکر لیگیا - بکری کو پچہاڑ کر اوسکے گلے پر چہری رکہکر ریتنے لگا اور بجائے نام خدا کے اوسکی زبان پر نفاق - نفاق - نفاق - تہا اسی حال مین بیچاری بکری کو ذبح کر ڈالا اب فرمایئے ایسا ذبیحہ شرعاً درست ہے اور اوسکا کہانا حلال ہے یا حرام جب سے مین نے یہہ حال دیکہا ہے گوشت ترک کر دیا - اگر کسی جگہہ سمجہتا ہون اور یقین ہوتا ہے کہ یہہ

ذبیحہ شرعی قواعد کے موافق ہے گوشت کہانیسے پرہیز نہین کرتا۔حضرت معاویہ رضؓ کو عامر بن عبد قیس کے اس بیان سے اونکی صداقت وبرائت پورے طور پہ معلوم ہوگئی آپنے فرمایا اب آپ اپنے مکان کو واپس جاوین۔عامر بن عبد قیس نے جواب دیا۔ مین اپنے شہر مین اب نہ جاوٗنگا جس مین میری آبروریزی ہوئی اور وہان کے باشندون نے میری عزت خاک مین ملائی۔بعد اسکے عامر بن عبد قیس بلاد سواحل شام مین رہا کرتے تھے اور حضرت معاویہ رضؓ سے اکثر ملتے رہتے تھے۔حضرت معاویہ رضؓ انکی عزت وحرمت کرتے اور اکثر اوقات انسے کہتے تھے آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو فرمائیے۔وہ جواب دیتے تھے۔مجھکو کسی چیز کی ضرورت نہین جب حضرت معاویہ رضؓ نے کمال مبالغہ سے اس امر کی خواہش کی کہ کوئی کام جو ضروری ہو ظاہر کرین تو اونھون نے یہ کہا۔اس ملک مین سردی زیادہ ہوتی ہے اگر آپ سے ہوسکے تو بصرہ کی کچھ گرمی اور حرارت مجھکو لا دیجئے کیونکہ سردی کی شکایت زیادہ ہے خصوصًا روزہ کی حالت مین اور بہی سردی اپنا اثر کرتی ہے۔اگر بصرہ کی گرمی ہوتی تو کسیقدر اس سردی کی خفت ہوجاتی۔

عامر بن عبد قیس نے اتہین ملکو مین قیام کیا اور وہین زمانہ وفات تک عبادت وذکر الٰہی مین مصروف رہے۔(ابن خلدون وابن اثیر)

دوبارہ نقض عہد اہل قبرس

غزوہ قبرس کے بابت مورخین مین باہم اختلاف ہے بعض کے نزدیک ۳۳ھ کا واقعہ ہے اور بعض ۲۸ھ مین بیان کرتے ہین مگر صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ قبرس ۲۸ھ مین

ہوا ہے جسکو ہم واقعات ۲۸ھ مین لکھہ آئے ہین ۳۳ھ مین دوبارہ نقض عہد کیوجہ سے یہہ واقعہ پیش آیا جسکی تفصیل یہہ ہے کہ اہل قبرس نے ۳۲ھ مین رومیونکو مدد دی اور سامان جنگ بحری از قسم جہاز وغیرہ اونکو اپنے پاس سے فراہم کردیا جب اہل اسلام کو خبر ہوئی تو ۳۳ھ مین جناب معاویہؓ ایک لشکر جرار وجماعت دلاوران خونخوار وغازیان نامدار لیکر اس مہم کو سر کرنے روانہ ہوئے اور قبرس پہونچکر تلوار شرربار سے مفسدونکو سیدہا کیا۔ بعد کشت وخون بیشمار وتاخت وتاراج وہ لوگ امان طلب ہوئے۔ اہل اسلام نے اونکی جان بخشی کی اور صلح وجزیہ مقررہ سابق پر عہد وپیمان لیکر اونکا ملک اونکے حوالہ کیا۔ بارہ ہزار جوانان کارزار کا ایک کمپ قبرس مین رکہا تاکہ بار دیگر یہہ لوگ بدعہدی نہ کرین اور سر اوٹہاتے ہی اپنی بدذاتی وشرارت کا ذائقہ چکہین۔ یہہ کمپ وہان مقیم رہا۔ مسجدین تعمیر کین۔ شہر آباد کئے۔ (ابن اثیر)

اسی ۳۳ھ مین جناب عثمانؓ نے حج کیا اور آپ امیر حاج تہے۔

حضرت مقداد بن اسودؓ کندی نے بعمر ستر سال وفات پائی آپ سابق الاسلام مین صحابہ کرام مین فاضل اور بزرگ مرتبہ ہین جمیع غزوات مین شریک تہے۔ آپنے مرتے وقت یہہ وصیت کی تہی کہ میرے جنازہ پر حضرت زبیرؓ نماز پڑہین طفیلؓ اور حصینؓ پسران حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف نے انتقال کیا یہہ دونو صاحب جنگ بدر وجنگ احد مین شریک ہوئے ہین۔ ایک روایت مین یہ دونون ۳۱ھ مین اور بعض کے نزدیک ۳۲ھ مین راہی ملک بقا ہوئے۔ (ابن اثیر)

۳۴ھ

بعض مورخین کا قول ہے کہ غزوہ سواری اس سنہ مین ہوا ہے اس کا ذکر سابق مین

گذر چکا ہے۔ اس سنہ مین مخالفین جناب امیرالمومنین عثمان رضؓ نے آپسے خط وکتابت کی اور جو عیوب و نقائص آپکی ذات بابرکات پر قائم کیے اونکے بابت مناظرہ کر کے جواب شافی طلب کیا۔ اس کا قصہ ہم آگے بیان کرتے ہین۔

واقعہ یوم جرعہ

جبکہ چارون طرف سے امرا و عمال اور جناب امیرالمومنین عثمان رضؓ پر طعن و تشنیع کی بارش ہونے لگی علی الخصوص سعید بن العاص بوجہ خصومت اہل کوفہ ان لوگون سے تنگ آے تو بقصد مدینہ منورہ اپنے صوبہ مفوضہ کا اس طرح انتظام کیا کہ اشعث بن قیس کو آذربیجان پر حاکم کیا۔ رے کی ولایت سعد بن قیس کے حوالہ کی۔ ہمدان کا والی نسیر عجلی کو کیا۔ اصفہان کے سردار سائب بن اقرع ہوے۔ موصل پر حکیم بن سلام کو۔ ماہ پر مالک بن حبیب کو۔ قرقیسا پر جریر بن عبداللہ کو۔ حکومت باب پر سلمان بن ربیعہ کو اور حلوان پر عتیبہ بن نہاس کو روانہ کیا۔ صیغہ جنگ کے اختیارات قعقاع رضؓ بن عمرو کو دیے اس انتظام کے بعد یہ لوگ تو اپنے اپنے ممالک مفوضہ و پرگنات حکومت کیطرف چلے گئے اور سعید بن العاص نے کوفہ مین عمرو بن حریث کو اپنا نایب مقرر کر کے خود مدینہ منورہ کا راستہ لیا۔ جس وقت کوفہ سے یہ بزرگوار اپنے اپنے جاے حکومت کو چلے گئے اور کوفہ خالی ہو گیا مفسد و بدذات شریر کمینونکو موقع ہاتھ آیا۔ طعنہ زنون اور مخالفونکی زبان دراز ہو گئی۔ بے روک ٹوک جناب عثمان رضی اللہ عنہ اور آپکے عمال کو علانیہ سخت وسست کلمات ناملائم کہنے لگے۔ یزید بن قیس جو مخالفین مین ایک نامور شخص تھا اوس نے خوب زور پکڑا اور بقصد خلع خلافت جناب عثمان خروج کیا۔ اسکے ہمراہ ایک گروہ ان لوگونکا تھا جو ابن سبا کے مقلد تھے اور درپردہ اوسکی محبت و دوستی کا

دم بھرتے اور اوس سے خط وکتابت رکھتے تھے۔ اس گروہ کے علاوہ اور لوگ بھی اوباش کوفہ واطراف کوفہ یزید کے ساتھہ ہوے اور اب کھلم کھلا سب کے سب خلیفہ وقت سے بغاوت پر آمادہ ہوے سب نے دل مین ٹھان لی کہ مدینہ منورہ پہونچکر زبردستی جناب عثمان رضؓ کو خلافت سے معزول کر کے کسی دوسرے شخص کو خاطر خواہ اپنے خلیفہ بناوین حضرت قعقاعؓ بن عمرو بخشی فوج نے پہونچکر اس ہنگامہ کو فرو اور آتش فتنہ وفساد کو سرد کرنا چاہا۔ یزید کو اس حرکت ناشایستہ اور فعل نالائق سے روکا۔ بہت کچھہ سمجھایا اور دھمکایا ڈرایا۔ یزید نے جواب دیا۔ مین نے کسی اور قصد سے خروج نہین کیا نہ میرا اور کچھہ مقصود ہے۔ ہم لوگون کو صرف سعید سے کچھہ شکایتین پیدا ہوگئی ہین اور اونکی معزولی کے خواستگار ہین۔ دربار خلافت مین یہی استغاثہ پیش کرینگے۔ حضرت قعقاع نے فرمایا کہ اگر صرف اسیقدر تمہارا مدعا ہے تو خیر مضائقہ نہین جس طرف جاتے ہو جاؤ۔ خلیفہ وقت سے عرض معروض کر و اپنا انصاف چاہو۔ یہہ کہکر قعقاعؓ نے یزید کو چھوڑ دیا۔ یزید بے دھڑک اپنے کام کے پورا کرنے مین فکرین اور کوششین کرنے لگا چنانچہ اس نے اون اہل کوفہ کو جو یہانسے نکالے گئے تھے اور کچھہ انمین سے شام وحمص مین رہ گئے تھے اپنے ارادہ سے مطلع کیا اور ان لوگون اور نیز اہل بصرہ سے خط وکتابت کی۔ مالک اشتر نخعی کو چونکہ سعید بن العاص سے سابق مین کدورت ہو چکی تھی اس ہنگامہ کی اطلاع پاتے ہی فوراً کوفہ مین داخل ہوے۔ انکے ہمراہیون مین سے جو لوگ بمقام حمص حضرت عبدالرحمن بن خالدؓ کے پاس مقیم تھے وہ بھی رفتہ رفتہ سب کے سب کوفہ مین جمع ہوگئے اور یہ انجمن فساد اچھے اچھے اہل الرائے اور ممبرون سے جو کچھہ نقص رکھتی تھی وہ دفع کرکے کامل ومکمل ہوگئی۔ اس پہلی جماعت مین سب سے پہلے اشتر کوفہ مین

داخل ہوے۔ انکے ہمراہی تو قریب کوفہ کے ٹھیر گئے اور یہہ ان سے پہلے چل دیئے
اور جمعہ کے دن دروازہ مسجد پر کھڑے ہوکر بآواز بلند کہا۔ مین تمہارے پاس جناب
امیرالمومنین عثمانؓ کی خدمت سے آتا ہون۔ تمہارے سردار سعید بن العاص مدینہ منورہ مین
جناب عثمانؓ کے پاس ہین۔ وہ پہر تمپر سردار ہوکر آوینگے۔ تمہارے بال بچون پر حاکم
ہونگے اور تم مین جو لوگ شریر اور مفسد ہین اونکی سرکوبی کرکے طرح طرح کی مصیبتون مین
مبتلا کرینگے۔ وہ تمہارا ملک اپنا باغ سمجھتے ہین اور اپنی سیرگاہ جانتے ہین۔ کوفہ کی
معززین اشخاص اور سعید بن العاص کے طرفدارون نے اشتر کو اس تقریر فتنہ انگیز سے
روکا لیکن اس سے کچھ حاصل نہوا۔

یزید بن قیس نے مسجد سے نکلتے ہی بآواز بلند کہا۔ یزید ایک جماعت کے ساتھ
سعید بن العاص کو روکنے اور اونکو کوفہ مین نہ آنے دینے کیلیئے جاتا ہے جسکا جی چاہے
اوسکے ساتھ اس کام مین شریک ہو۔ یہہ آواز تھی یا صدائے ناگہانی۔ خدا جانے
اس آواز مین کیا جذب مقناطیسی اور قوت برقی تھی کہ عوام الناس سب کے سب اس
آواز کی طرف متوجہ ہوے اور ایک انبوہ یزید کے ساتھ ہو لیا۔ صرف معدودے
چند شرفا و اکابر کوفہ اور جو اہل الرائے و صاحب عقل و تمیز اس وقت مسجد مین تھے رہ گئے
اور آن واحد مین مسجد خالی ہوگئی۔ ان بزرگون نے ہرچند وعظ و پند کی اور گروہ مخالفین کو
کجروی و بغاوت کے بد نتیجہ اور برے انجام و اثر سے ڈرایا مگر سب بے سود تھا۔ کسی ایک
نے اصلا سماعت نہ کی سب کے سب یزید کے ہمراہ ہوکر نکل کھڑے ہوے۔ عمرو بن حریث
جو کہ سعید کی جانب سے اسوقت خلیفہ تھے یہہ حال دیکھکر ممبر پر چڑہ گئے خطبہ شروع
کیا۔ حمد خدا و نعت رسول اللہ کے بعد لوگونکو اتفاق کی نصیحت اور نفاق چھوڑنیکی

تاکید کی امیر کی اطاعت کا حکم دیا۔ مگر اس حالت شور و شر مین انکا کہنا کیا اثر کرتا ایک نے بہی انکے حکم کی تعمیل نہ کی۔ جو دل مین ٹہیرا چکے تہے اوسکو پورا کرنے کی طرف بڑہے۔ قعقاع منتظم فوج نے عمرو بن حریث سے کہا۔ بہلا آپ اس سیلاب فتنہ و فساد کو جواب جاری ہو چکا ہے اور بحالت جوش و خروش مین روان ہو گیا ہے رد کا چاہتے ہین یہہ کسیطرح رُکنے کا نہین۔ آپ صبر کرین یہہ لوگ بغیر فساد کئے نہ رہین گے اور واللہ باللہ اس شور و شر کو چمکدار تیرونکی بہالین ہی روکین گی۔ قریب ہے کہ یہ لوگ مفسدان بد طینت اپنے کردار بد کی قرار واقعی سزا پاکر خود بخود سیدہے ہو کر عاجز و تباہ ہونگے اوسوقت سارا فساد خاک مین مل جاویگا اور یہہ لوگ گوشمالی پاکر ذلت و خواری کے ساتہہ اس نعمت و دولت کے خواستگار ہونگے اور جو فراغ بالی اور عیش آج انکو نصیب ہے اسکی پہر تمنا کرینگے۔ خداوند تعالی جلد دولت و مال انکے کفران نعمت کے پاداش مین انسے سلب کرلیگا اور پہر انکو نہ دیگا۔ آپ صبر کیجیے اور تماشا دیکہیے۔

نصیبون مین جو لکہی ہے برائی وہ نجائیگی	اگر رگڑینگے در پر کعبہ کے نقش جبین برسون

عمرو بن حریث لاچار ممبر سے اوترآے اور اپنے گہرکو روانہ ہوے۔ یزید بن قیس سردار جماعت اہل فساد اپنے تابعین کو لیکر قادسیہ کے قریب بمقام جرعہ سعید کو روکنے کی غرض سے اوتر پڑا۔ اس جماعت مین اشتر بہی تہے اور یزید کے صلاح و مشورہ مین ہر طرح شریک تہے۔

علامہ مسعودیؒ اس قصہ کو اس طرح لکہتے ہین کہ جب سعید بن العاص و مالک اشتر نخعی سے بگاڑ ہوا اشتر پچاس شخص کوفہ سے اپنے ساتہہ لیکر مدینہ منورہ پہونچے اور جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوکر سعید کی برائیان اور اونکی معزولی کی نسبت درخواست

کی اور بانتظار صدور حکم حسب منشاء خود عرصہ تک مدینہ منورہ مین مقیم رہے۔ چونکہ اس قسم کی شکایتین اکثر عمال کی دربار خلافت مین روزانہ گذرا کرتی تھین روبکاری جناب عثمان رضؓ سے اہل کوفہ کو کچھہ حکم نہ ملا اور دربارہ سعید حکم جدید صادر نہ ہوا۔ اسی اثنا مین والیان و حکام اپنے اپنے علاقونسے مدینہ منورہ مین آئے منجملہ اونکے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح والی مصر۔ حضرت معاویہؓ حاکم شام۔ عبداللہ بن عامر سردار بصرہ۔ یہہ سب صاحب تشریف لائے۔ سعید بن العاص تو پہلے ہی سے موجود تھے۔ یہہ والیان ملک مدت تک مدینہ مین ٹھیرے رہے اور اس عرصہ مین ان صاحبونکو واپسی کا بھی حکم نہ ہوا۔ جناب عثمان رضؓ کو سعید بن العاص کے بارہ مین تردد تھا آپ اہل کوفہ کی زیادتی و شرارت سے بخوبی آگاہ تھے اور بلا قصور انکو حکومت کوفہ سے معزول کرنا بھی نہ چاہتے تھے اسی تردد مین کچھہ دن گذر گئے۔ اطراف و جوانب سے طرح طرح کی شکایتین آنے لگین اب ضرور ہوا کہ سب حکام اپنے اپنے علاقونپر واپس جاوین۔ آخرالامر جناب عثمان رضؓ نے ایک جلسہ کیا۔ اوسمین جملہ حکام و والیان ممالک کو بلایا اور اونسے دربارہ عزل و نصب حکام رائے طلب کی۔

حضرت معاویہؓ نے کہا۔ میری ماتحت رعایا اور لشکر سب مجھسے راضی و خوشنود ہین۔ عبداللہ بن عامر۔ (سعید کی جانب روئے سخن کرکے) بولے جو شخص انسے پہلے کوفہ مین تھا اگر وہ آپکو کافی تھا تو جو شخص میری جگہہ پر مجھہ سے پہلے تھا وہ بھی کافی ہوگا مطلب یہہ ہے کہ رعایا کی بہبود و فلاح پر نظر کرکے والی و حاکم کی بحالی و برطرفی کی جاتی ہے سعید کو جو بجائے ولید کے بھیجا تو کیا وجہ تھی۔ لوگ اونکے شاکی ہوئے اونکی شراب خواری ثابت ہوئی لہذا وہ برخاست کردیئے گئے اور اونکی جگہہ سعید مقرر ہوئے علیٰ ہذالقیاس

اب بہی تحقیقات سے جو امر ثابت ہو کرنا چاہیئے۔ عبد اللہ بن ابی سرح کہنے لگے۔ عام لوگونکی دلجوئی اور اصلاح فساد کی غرض سے ایک کی برطرفی دوسرے کی بحالی مین چندان قباحت نہین ہے۔ سعید بن العاص گویا ہوے۔ اگر آپ اہل کوفہ کی راے پر چلینگے تو گویا اہل کوفہ نے جسکو چاہا والی بنا لیا اور جسکو چاہا اپنے ملک کی حکومت سے نکال دیا۔ وہ لوگ نہایت درجہ مفسد و شریر ہین۔ اہل کوفہ۔ مسجد مین گروہ گروہ ہو کر بیٹھتے ہین۔ وہان بجز گفتگوے لاحاصل اور فضول کے اسکے اور تذکرہ نہین ہوتا۔ اسپر بھی قناعت نہین کرتے ایسی باتین ہوتی ہین جن سے آتش فتنہ و فساد روز بروز دوبالا ہو۔ وہ لوگ محض بیکار عیش طلبی مین اوقات ضائع کرتے ہین۔ دل بہلانے کو خوش گپیان کرکے دن کاٹتے ہین۔

ترستے ہین قیامت کے غضب کے رندان فقری	نئی جیبات نکالیگی اسی محفل سے نکلے گی

وہ لوگ تو اس قابل ہین کہ مہین جنگ پر بہیج دیئے جاوین۔ ہر ایک کی یہی خواہش رہے کہ میدان کارزار ہو۔ دشمنون سے مقابلہ ہو اور گہوڑے کی پیٹھ پر ہی جان دین۔ الغرض بعد اس جلسہ کے سب حکام و والیان ملک اپنے اپنے علاقہ کو رخصت ہوے۔ سعید بن العاص کو کوفہ جانیکی اجازت ملی مالشتر پہ حالات دریافت کرکے مع اپنے ہمراہیون کے قبل اسکے کہ سعید مدینہ منورہ سے روانہ ہون کوفہ پہونچے۔ تلوار گلے مین ڈالکر جامع مسجد کوفہ مین داخل ہوے اور ممبر پر چڑہکر باواز بلند کہا۔ ایہا السامعین۔ سعید بن العاص حاکم کوفہ پہر یہان آتے ہین۔ اگرچہ تم لوگ اونکے عادات و اطوار سے ناخوش ہو مگر وہ یہان کی حکومت سے معزول نہین ہوے بلکہ برخلاف تمہاری خواہش کے وہ تمپر سردار رہینگے۔ تمہارے واسطے امیر المومنین جناب عثمان رض کا یہہ حکم ہوا ہے کہ افواج اسلام مین

بھرتی کیئے جاؤ اور لڑائیون پر بھیجے جاؤ۔ اگر تم لوگ میرے ساتھ متفق ہو تو مین سعید کو کوفہ آنے سے روک سکتا ہون۔ دس ہزار اہل کوفہ نے اشتر نخعی سے بیعت کر لی اور سعید کے نکالنے پر متفق ہو گئے۔ اسکے بعد اشتر اپنے ہمراہیون سے علیحدہ ہو کر مدینہ روانہ ہوے۔ اودہر سے سعید بن العاص کوفہ آتے تھے اثنار راہ مین بمقام واقصہ سعید اور اشتر مین باہم ملاقات ہوئی۔ اشتر نے سعید سے سب حالات اہل کوفہ بیان کر کے کہا "اہل کوفہ آپکے بالکل مخالف ہین اور کسی طرح آپکی امارت پسند نہین کرتے ایک جماعت کثیر اس پر آمادہ ہی کہ آپ کو کوفہ کے اندر قدم نہ دہرنے دین" یہ سنکر سعید اسی مقام سے مدینہ جناب عثمان رض کی خدمت مین واپس گیے اور سب حال جو زبانی اشتر کے سنا تہا بیان کیا۔

اب ہم اوپر سے پہر بیان کرتے ہین کہ یزید بن قیس مع اپنے حوارئین و انصار کے بمقام جرعہ مقیم تھے اور سعید بن العاص بعزم کوفہ مدینہ منورہ سے روانہ ہو چکے تھے۔ اونکو یہہ خبر نہ تھی کہ اونکے واسطے اسقدر ہنگامہ برپا ہوا ہے اور ایک جماعت کثیر راہ مین روکنے کیواسطے پڑی ہے۔ جب یہہ بمقام جرعہ پہونچے یزید کے لوگون نے انسے کہا "آپ لوٹ جاوین ہمکو آپکی ضرورت نہین ہی" حضرت سعید نے فرمایا "اس مجمع کی ضرورت ہی کیا تھی میرے روکنے کے واسطے صرف ایک آدمی جناب عثمان رض کی خدمت مین بہیجدیتے مین رک جاتا۔ ہزارون مرد دانا و عاقل کا ایک مرد کے واسطے جمع ہونا اور راہ روکنے کے واسطے پڑاؤ ڈالنا اسکی کیا حاجت تہی" حضرت سعید کا ایک غلام اونٹ پر سوار تہا وہ غضبناک ہو کر بولا "یہہ ممکن نہین ہے کہ سعید لوٹ جاوین" اشتر نے یہہ سنتے ہی غلام کا پانون پکڑ کر اونٹ سے گھسیٹ لیا اور ایک ہی وار تلوار مین ٹھنڈا کر دیا پہر کہا "جاؤ عثمان رض سے کہدینا کہ ابو موسیٰ اشعری کو کوفہ مین بہیجدین" سعید مدینہ منورہ واپس

آئے اور امیر المومنین جناب عثمان رضؓ کی خدمت مین واقعہ جرعہ عرض کیا اور یہ بھی کہا کہ اہل کوفہ ابو موسیٰ اشعری کی امارت چاہتے ہین جناب عثمان رضؓ نے حسب خواہش اہل کوفہ ابو موسیٰ اشعری رضؓ کو امیر کوفہ کر کے روانہ فرمایا اور اہل کوفہ کو یہ خط لکھا اما بعد تم لوگ جسکو چاہتے تھے مین نے اوسکو تمہارا امیر مقرر کیا ہے۔ تم لوگ سعید سے کشیدہ خاطر تھے انکی امارت نہین چاہتے تھے اسوجہ سے مین نے بجائے اونکے ابو موسیٰ اشعری رضؓ کو روانہ کیا ہے۔ واللہ مین اپنے فرائض کو نہایت خوبی سے ادا کرتا اور تمہاری زیادتیون پر صبر و تحمل اور تمہاری اصلاح کی کوشش حتی الامکان کرتا رہونگا۔ جو خواہش تمہاری ہوگی بالشرطیکہ اوسکے پورا کرنے مین خدا کی معصیت نہو مین پوری کرونگا جس امر سے تم ناخوش ہو بالشرطیکہ اوسکے دفع کرنے مین خدا کا گنہگار نہون اوسکو مین تم سے دور کر دونگا۔ ہر کام مین تمہاری موافقت رہونگا اور تمہاری سوالی خواہشین پوری کرتا رہونگا یہانتک کہ کوئی حجت تمکو خدا کے نزدیک باقی نرہ جاوے اور مین تمہاری ان زیادتیون پر صبر کرتا رہونگا تاکہ تم اپنی مرادات دلی پر فائز ہوا اور جو کچھ تمہاری تمنا ہے وہ کر گذرو۔

صبر بر جور رقیبت چہ کنم گر نکنم	عاشقان را نبود چارہ بجز مسکینی

قصہ مختصر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ کوفہ مین پہونچے۔ بروز جمعہ لوگونکو جمع کر کے خود منبر پر چڑہے اور خطبہ پڑہا جس مین جماعت مسلمین کے لزوم اور امیر المومنین جناب عثمان رضؓ کی اطاعت کی تاکید تھی۔ سب لوگون نے سمعاً و طاعۃً قبول کیا۔ کوفہ کے گرد و نواح مین جو امیر تھے وہ کوفہ مین آئے جریر قرقیسا سے اور عتیبہ بن نہاس حلوان سے واپس آئے۔ ان امرا و حکام کو جمع کر کے ابو موسیٰ رضؓ نے وعظ و نصیحت کی اور لزوم جماعت اور جناب عثمان رضؓ کی طاعت کی بہت کچھہ تاکید فرمائی۔ سب نے انکا فرمانا بجان و دل قبول کیا

بعد اسکے نواح کوفہ کے اور سردار بھی آے اور ابوموسی رضہ سے ملکر اپنے اپنے علاقہ پر واپس گئے
ان دو روایتون مین کسیقدر فرق ہے۔پہلی روایت مین اس گروہ کوفہ کے سرغنہ
یزید ہین اور بموجب روایت علامہ مسعودیؒ سردار گروہ مفسدان اشتر نخعی ہین۔پہلی
روایت مین اشتر کی معیت بھی مذکور ہے۔اگرچہ علامہ مسعودیؒ نے یزید کا نام نہین
لیا ہے مگر تاریخ علامہ ابن خلدون وابن اثیر مین یزید ہی کا نام ہے۔بہرحال اس جماعت
مین اشتر کا ہونا یقیناً ثابت ہے اور انکی کارگذاری اور لوگونکو آمادہ کرنا بھی بخوبی
ظاہر ہوتا ہے اور اسقدر اختلاف روایتین اصل مدعی کو مضر نہین کیونکہ ہوسکتا ہے کہ
سردار جماعت مفسدان یزید ہون اور اونکے نائب اشتر نخعی۔دوسرا اختلاف مقام ملاقات
سعید مین ہے۔علامہ مسعودیؒ لکھتے ہین کہ واقصہ مین سعید اور اشتر ملے اور دوسرے
مورخ مقام جرعہ ذکر کرتے ہین۔کیا عجب کہ یہہ دونون مقام ایک دوسرے کے متصل
ہون۔بہرحال اصل واقعہ قریب قریب ایک ہی مضمون سے جملہ مورخین بیان فرماتے ہین

دل شہیر نہ منت کش فراغ آمد	خوشم بہ عشق اگر درد رفت وداغ آمد

بعض مورخین اسطرح ذکر کرتے ہین کہ کوفہ کے لوگون نے جمع ہوکر یہہ راے قائم کی کہ
کوئی شخص متدین صالح متقی۔امیر المومنین جناب عثمان رضہ کی خدمت مین جاوے اور آپکو
عمال وحکام والیان ملک کی زیادتیون پر نصیحت کرے۔چنانچہ بالاتفاق ان لوگون نے
عامر بن عبداللہ تمیمی عنبری کو جو بنام عامر بن عبدقیس مشہور تھے خوب سمجھا کر اور اپنے
مطالب واغراض اونکے ذہن نشین کرکے بمقام مدینہ منورہ جناب عثمان رضہ کی خدمت بابرکت
مین روانہ کیا۔چونکہ یہہ ایک نیک آدمی سادہ مزاج دنیا کے مکر وفریب سے ناواقف تھے
لوگونکے کہنے سننے مین آگئے اور مدینہ منورہ پہونچکر مسجد نبوی مین سب لوگون کے

روبرو جناب عثمان رضؓ کو مخاطب کرکے کہا۔ اے عثمان رضؓ مسلمانون نے بالاتفاق آپکے افعال پر خوب غور کرکے نظر کی۔ آپنے بڑے بڑے ناروا کام کئے ہین۔ آپ اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈریئے اور توبہ کیجئے اور اپنے افعال کی اصلاح فرمائیے۔" چونکہ عامر نے سب کے سامنے نہایت گستاخی اور بیباکی سے اپنی درجہ و مرتبہ اور جناب امیرالمومنین عثمان رضؓ کی شان و مراتب کو قطع نظر کرکے اس قسم کے الفاظ ناملائم و نامناسب کہی لہذا اسکی سزا ونکو ملنی ضرورتہی مگر جناب عثمان رضؓ نے صرف انکو زبانی یہ جواب دیا اور کمال حلم ذاتی سے انکی بے ادبی معاف کرکے فرمایا۔ ایہا الناس تم لوگ سنتے ہو یہ کیا کہہ رہے ہین۔ انکو دیکھو کیا ہو گیا ہے۔ یہ تو بڑے مقدس۔ زاہد۔ متورع۔ عابد۔ عالم۔ دیندار ہین۔ لوگ انکو نیک مرد پرہیزگار سمجھتے ہین اور یہ مجھسے بالمواجہ ایسی باتین ناملائم کر رہے ہین۔ واللہ باللہ یہہ شخص عقل سے خالی ہے۔ یہہ اللہ تعالیٰ کو نہین جانتا کہ کیا اور کہان ہے۔" عامر نے کہا ٹھیک ہے مین اللہ تعالیٰ کو نہین جانتا ہون مگر واللہ باللہ یہہ خوب جانتا ہون کہ اسم جل شانہ منتقم حقیقی ہے۔ وہ ظالمونکی گھات مین رہتا ہے۔ ظالمو پر قابو پانے والا ہے اور اونکے اعمال بد کی سزا سے واقعی دیتا ہے بعد اسکے عامر چل دیتے۔ جناب عثمان رضؓ نے اس واقعہ کے بعد جناب معاویہ۔ عبداللہ بن ابی سرح رضؓ۔ سعید بن العاص رضؓ۔ عبداللہ بن عامر رضؓ۔ عمرو بن العاص رضؓ۔ عبداللہ بن سعد رضؓ ان بزرگونکو طلب فرمایا جب یہہ صاحب تشریف لائے۔ جناب عثمان رضؓ نے ان سب کو ایک جلسہ مین جمع کرکے ارشاد فرمایا۔

امیرالمومنین رضؓ۔ ہر شخص کے مشیر۔ وزیر۔ ناصح اور خیر خواہ ہوتے ہین۔ آپ لوگ میرے وزیر باتدبیر۔ میرے مشیر۔ میرے ناصح خیر طلب اور میرے

معتمد علیہ ہین آپ پر مجھکو پورا اطمینان ہی کہ آپ لوگ نیک نیتی سے
رای دینگے۔ آپ اور لوگونکا برتاؤ میرے ساتھہ دیکھتے ہین کہ کیسا ہی
طرح طرح کی الزام مجھپر لگای جاتی ہین۔ میرے عمال کی معزولی کے طالب
ہین اور جسکو وہ لوگ دوست و مرغوب رکھتے ہین مجھسے بہی اوسکا
پابند ہونا اور اوسکی طرف رجوع کرنا چاہتے ہین۔ آپ سب صاحب
غور کرکے بتلائین کہ کیا کیا جاے جس سے یہہ شورش عام رفع ہو
اور آتش فساد سرد و دفع۔

باآنکہ در ہوایش خاکم بگرد رفتہ		اوراہنوز ازمن بر دل غبار ماندہ

ابن عامرؓ۔ میرے نزدیک اس گروہ بانیان فساد کو جہاد و جنگ کفار مین
مصروف کر دیجیئے تاکہ وہ آپ کو چہوڑکر اودہر مشغول ہو جاوین اور
ساری ہمت اور فکر انکی اپنی جان اور لڑائی کے سامان مین اور
گھوڑے کی خدمت اور اُسکے دانہ چارہ کی فکر اور اوسکی لید
اوٹہانیکی محنت و مشقت مین صرف ہو اگر کبہی دم بہر کو مہلت بہی
پاوین اور اپنے تن بدن کا ہوش آوے تو اپنی پوستین کی جُوئن
نکالنے مین وہ وقت کٹ جاوے کیونکہ جب یہہ فارغ بیٹہینگے
اور پیٹ بہر کر کہانا کہاوینگے تو طرح طرح کے خیالات پیدا کرکے
اپنے دلی مشغلے کیواسطے آے دن ایک نہ ایک فتنہ اوٹہاتے رہینگے

بود کج بحث چون حرف غلط بر صفحہ مجلس		نخیزد گر بہ تحریک زبان بردار از تیغش

سعیدرضؓ۔ مین آپ سے یہ مرض سخت دفع کیے دیتا ہون۔ میری راے مین

یہ آتا ہے جو آپکے مخالف ہین اونکے سرداروںکی معقول
گرفت کی جاوے اور وہ ہلاک کردیئے جاوین یہ بات توظاہر
ہے کہ ہر قوم کا ایک سردار ہوتا ہے اور جب سردار ہلاک تباہ ہوجاتا
ہے تو اوسکے تابع متفرق ہوجاتے ہین پس جسوقت سردار مرغنہ
نہ رہین گے اونکے توابع ویسے ہی متفرق ہوجاوینگے اور اونکے
جتھے جو دیکھو وہ سٹپٹا جاویگی اور ہمارا مدعا بلا تکلف
حاصل ہوگا۔

گرچہ اہلیت پر از بیم زماتا دراہ		رفتن آسان بود ار واقف منزل باشی

امیر المومنین رضؓ یہ راے تو ضرور مناسب وقت ہے لیکن اسپر عمل کرنا کسیقدر
مشکل ہے اور اسمین بہت کچھ دشواریان پیش آوینگی۔

امیر معاویہؓ۔ امیر المومنین۔ آپ اس کام کو امرای لشکر کے سپرد فرمایئے۔ ہر شخص
اپنے ملک و پرگنہ کا انتظام کرلیگا مین شام کوان مفسدون بدذاتونسے
صاف کرونگا۔ آپ مدینہ کو سنبھالیئے۔

ابن سعدؓ یہ لوگ لالچی بندے ہین۔ درم و دینار کے غلام ہین۔ انکو مال وزر
دیکر اپنا بنا لیجیئے۔ اس سے زیادہ تالیف قلوب اور کسی صورت سے
ممکن نہین۔

دشمن خونخوار را کوتہ باحسان ساز دست		ہیچ زنجیرے بہ از سیری نباشد شیر را

ابن العاص رضؓ اے امیر المومنین۔ آپنے لوگونکی گردنونپر تمام بنی امیہ اپنے
قرابتدارونکو حاکم بنا کر سوار کردیا اور وہ لوگ بھی آپ ایسا قوی

بازو پاکر زبان درازی کرنے لگے۔ جو کچھ آپنے فرمایا وہی ان لوگون نے اپنی رعایا سے کہا۔ آپ خود گمراہ ہوے اور سرداروںکو بھی گمراہ کیا آپکو لازم ہے کہ راہ راست پر آیئے یا خلافت ترک کیجیے اگر آپکو خلع خلافت سے انکار رہے تو فتنہ و فساد کے واسطے آمادہ و تیار ہو جایئے اور اس راہ دشوار مین قدم بڑہایئے

امیر المومنین رض۔ تم کیا جانو۔ ان باتون سے اور تمسے کیا علاقہ۔ تم مین امور خلافت سمجھنے کا مادّہ کب ہے۔ جاؤ الگ بیٹھو اپنی پوستین سے جون نکالو کیا یہ گفتگو تمہاری مذاقیہ ہے یا در اصل سچ سچ کہہ رہے ہو۔

حضرت عمرو بن العاص رض خاموش ہوکر علیحدہ بیٹھ رہے جب جلسہ برخاست ہوا صرف یہی دونون صاحب رہ گئے۔ عمرو بن العاص رض نے جناب عثمان رض کی خدمت مین عرض کیا۔ آپ کو قسم خدا کی اے امیر المومنین۔ میری گستاخی معاف فرمایئے۔ میرے دل مین آپکی بہت کچھ عزت و حرمت ہے۔ اسوقت جیسا مین نے ظاہر کیا ہے بالکل خلاف واقع کے ہے لیکن مجھکو اسوقت خیال گذرا کہ ضرور دروازہ پر پوشیدہ کوئی شخص ہمارے خلاف ہوگا جو ہمارے اس جلسہ کی باتین اور ہماری تجویزین ہمارے مخالفین تک پہونچاویگا اور پھر وہ لوگ جو اپنی جماعت مین کوئی مشورہ و صلاح کرینگے اوسکی خبر ہمکو نہ ہوگی۔ لہذا مین یہہ چال چلا کہ آپ سب صاحبونکے خلاف دو چار فقرے چھوڑ دیئے تاکہ جو شخص اور صاحبونکی گفتگو مخالفین تک پہونچاویگا وہ میری تقریر بھی اون تک پہونچادیگا اور وہ لوگ مجھکو اپنا طرفدار سمجھ کر اپنی راے و جلسہ مین شریک کر لینگے اس حیلہ و تدبیر سے مجھکو اون لوگونکے خیالات وقتاً فوقتاً معلوم ہوتے رہینگے جو آپکی خدمت مین عرض

کرتا رہونگا اور حتی الامکان آپکی ذات عالی سے شر و فساد دفع کرونگا۔ یہ مشورہ ختم ہونیکے
بعد جناب عثمان رضہ نے سب صاحبونکو اونکے صوبجات کیطرف واپس کیا اور یہ حکم دیا
کہ جو لوگ فساد کے بانی مبانی ہین اونکو جہاد مین مصروف کرین تاکہ اس شغل مین وہ لوگ
اور خیالات سے باز رہین۔ آپنے یہ بہی ارادہ مصمم فرمایا کہ لوگونکو نقد زر و مال بہی عطا
فرماوین تاکہ آپکی اطاعت دل وجان سے کرین۔ پہر سعید رضہ کو کوفہ کی جانب روانہ فرمایا
یہہ مدینہ منورہ سے چلکر بمقام جرعہ پہونچے لوگ انکے مزاحم ہوے کوفہ جانے سے
روکا اور یہہ پہر مدینہ واپس آے۔ ابو ثور حدانی کہتے ہین کہ جس دن یہہ واقعہ جرعہ پیش
آیا مین حذیفہ رضہ اور ابو مسعود رضہ انصاری کے ساتہہ مسجد کوفہ مین بیٹہا تہا۔ حضرت ابو مسعود رضہ
بولے میرا خیال ہی کہ اہل فساد کا مجمع بغیر فتنہ برپا کئے اور قتل وخونریزی کے واپس
نہ ہوگا۔ حضرت حذیفہ رضہ نے فرمایا۔ جو کچہہ آج کے دن ہونیوالا ہے مین اوسکو اوسوقت سے
بخوبی جانتا ہون جبکہ جناب رسول خدا صلعم دنیا مین بحالت حیات تشریف رکہتے تہے
مگر آج کے دن تو مطلقاً خونریزی نہوگی۔ ہم لوگ اسی تردد مین تہے جو معلوم ہوا کہ سعید رضہ
جناب عثمان رضہ کی خدمت مین واپس گئے اور کسی طرح جنگ وجدال نہوئی۔ بعد اسکے
ابو موسی اشعری رضہ امیر کوفہ ہوکر تشریف لاے اور حذیفہ رضہ بن یمان بحکم امیر المومنین
جناب عثمان رضہ باب کے حدود مین جہاد کو روانہ ہوے۔ حضرت سعید بن العاص ۳۰ھ مین
بجاے ولید بن عقبہ حاکم کوفہ ہوے اور ۳۴ھ مین اہل کوفہ کی ناراضی سے روکے
گئے اور انکی جگہ ابو موسی اشعری رضہ جو سابق مین والی بصرہ تہے گورنری کوفہ پر بہیجے گئے

مشورہ اصحاب کبار رضہ دربارہ دفع فساد

اس اثنا مین عبداللہ بن سبا سردار قوم شیعہ کے مقلدین اطراف وبلاد مین منتشر ہوگئے

چاروں طرف علانیہ طعن و تشنیع کا بازار گرم ہوگیا۔ روزانہ متواتر خبرین اسکی مدینہ مین پہونچنے لگین۔ مدینہ مین بہی جو فتنہ و فساد کے خواہان تہے اور اس قسم کی باتونسے انکو دلچسپی تہی اونمین بہی سرگوشیان شروع ہوگئین۔ اوتہون نے بہی جناب عثمان رض اور آپ کے عمّال پر زبان طعن دراز کی۔ اہل مدینہ مین سے ایک جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور دیگر اہل صلاح جو فساد سے دور بہاگتے تہے ہر طرح کوششین کرتے اور لوگونکو روکتے تہے کہ یہہ آتش تہفتہ برافروختہ نہ ہونے پاے مگر کوئی اثر معتدبہ اسپر مرتب نہ دیکہا۔ بالآخر دوسرے شہرونمین جو صحابہ کرام مقیم تہے اونکو اس ہنگامہ کی اطلاع دی۔ اونسے خط وکتابت کی اور یہ لکہا کہ مدینہ منورہ مین آپ لوگ آجاوین۔ گروہ مخالفین نے بہت سر اوٹہایا ہے قریب ہے کہ نوبت جنگ و جدال پہونچ جاوے۔ جناب عثمان رض پر ہر چہار طرف سے لوگونکی یورش ہے اور آپکی برائیان کرنا اونکا شیوہ ہوگیا ہے۔ اکابر مدینہ خاموش ہین۔ نہ وہ فساد کو روکتے ہین اور نہ فساد کی سعی و کوشش مین شامل ہین البتہ ایک گروہ صحابہ کا جن مین زید بن ثابت۔ ابو اسید ساعدی۔ کعب بن مالک۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم ہین لوگونکو طعن و تشنیع۔ بدزبانی۔ بدکلامی سے روکتے ہین مگر کوئی نتیجہ مفید نظر نہین آتا۔ یہ خبر سنکر لوگ اطراف بلاد سے مدینہ منورہ مین جمع ہوے اور ایک ڈن جماعت کثیر کا اونمین ایک گروہ عوام کا بہی تہا جناب علی مرتضیٰ رض کی خدمت مین حاضر ہوے اور جناب عثمان رض کی شکایت اور بنا مخالفت بیان کی۔

جناب شیر خدا علی مرتضیٰ رض لوگونکے کہنے سے امیر المومنین جناب عثمان رض کے پاس گئے اور لوگونکے خیالات اور اونکی شکایات واسباب مخالفت بیان کرکے جناب عمر فاروق کے عادات وخصائل اور عمّال کے حقمین اونکی سخت گیری ونرمی کو ظاہر کیا اور آپ کو

انجام کار اور جن خطرات کا اندیشہ تھا اوس سے مطلع کیا۔ یہی جناب عثمان رضی سے کہا

حضرت علی رضی لوگ میرے پاس آئے ہین اور آپکی بابت انہون نے مجھسے گفتگو کی ہے بخدا مین نہین سمجھتا کہ آپسے کیا کہون اور نہ مین کسی چیز کو جانتا ہون جسکو آپ نہ جانتے ہون اور نہ مین آپ کو کوئی امر ایسا بتلا سکتا ہون جسکو آپ خود نہ سمجھے ہون بیشک آپ وہی جانتے ہین جو کچھ مین جانتا ہون۔ ہمکو کسی امر مین سبقت نہین حاصل ہوئی جسسے آپکو آگاہ کرین اور نہ کوئی خبر ہمکو تنہا معلوم ہوئی ہے جو ہم آپ کو بتلائین اور نہ ہم کسی امر مین باستثنای آپکے مخصوص کئے گئے ہین۔ آپنے جناب رسولخدا کو دیکھا اور حضور کی صحبت بابرکت نصیب ہوئی۔ آنحضرت صلعم سے آپنے ہی سنا ہے اور آنحضرت کی دامادی کی فضیلت حاصل ہوئی ہی نہ ابن ابی قحافہ رضی آپسے عملاً اولی تھے نہ ابن الخطاب رضی آپسے نیکی مین بہتر تھے اور آپ از روے قرابت آنحضرت صلعم سے بہت قریب ہین اور آپ کو آنحضرت صلعم کی شرافت دامادی عطا ہوئی جو اون دونون صاحبونکو نہین اور نہ دونون صاحبونکو کسی امر مین آپ پر سبقت حاصل ہے پس اللہ اللہ آپ اپنی بابت غور کرکے دیکھئے بخدا آپ بے بصیرتی سے نہین دیکھتے اور نہ جہالت کیوجہسے آپ نہین جانتے کیونکہ بے شک و بے شبہ راستہ واضح و ظاہر ہے اور بیشک اعلام دین قائم ہین۔ خوب سوچ سمجھ لیجئے اور اچھی طرح غور و خوض کر لیجئے اے عثمان رضی۔ بیشک اللہ جل شانہ کے بندونمین سب سے افضل امام

عادل ہے جو خود ہدایت پاوے اور دوسرونکو ہدایت دے پس
اوسنے سنت معلومہ کو قائم کیا اور بدعت متروکہ کو مردہ کیا بخدا
یہہ دونون امر (سنت وبدعت) کھلے ہین اور بے شک سنتین قائم
ہین اونکے لئے علامات واضح ہین اور بیشک بدعتین بھی قائم ہین اور
اونکی نشانیان بھی صاف عیان ہین اور بیشک اللہ کے نزدیک
امام ظالم شریر لوگونمین سے ہے جو خود گمراہ ہوا اور لوگونکو گمراہ کیا۔ پس
اوسنے سنت معلومہ کو مردہ کیا اور بدعت متروکہ کو زندہ کیا (اور ان
دونونکی منظاہر ہے) مین آپکو اللہ تعالیٰ کے سطوت (حملے) اور انتقام
سے ڈراتا ہون کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نہایت شدید و دردناک
ہے اور مین آپ کو اس سے ڈراتا ہون کہ آپ اس امت کے امام مقتول
ہون کہ آپکے قتل کے سبب سے اس امت پر قتل وقتال کا دروازہ
قیامت تک کو کھل جاوے (اور پہر تا قیام قیامت بند نہو) اور
اس امت پر اسکے واقعات ملتبس ومشتبہ ہوجاوینگے اور وہ لوگ
اس قتل وقتال مین ایک گروہ کرکے چھوڑ دئے جاوینگے جو حق کو بوجہ
غالب ہوجانے باطل کے نہ دیکھہ سکین گے (اور باہم امتیاز نہ کرسکین
گے) اور اس مباحث مین خلط ملط بیحد ہوگا اور بھٹکتے پھرینگے اور
اضطراب اختلاف صدہا قسم کے اس مین پیدا ہوجاوینگے۔

جناب عثمان رض - مین خوب سمجھا۔ آپ کا فرمانا بہت درست ہے۔ بخدا لوگ بھی ایسا ہی
کہتے ہین مگر خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ اگر آپ میری جگہہ اس امر

خلافت پر ہوتے ہین کبھی آپکے ان کامونپر حرف گیری نہ کرتا۔ نہ کبھی آپ پر عیب گیری کرتا اگر آپ صلہ رحمی کرتے۔ کسی امر خلل پذیر کی درستی فرماتے۔ شئے ضائع ہونے والی کو اوسکے ٹھکانے لگاتے اور جس طرح جناب عمر فاروق رضؓ والی وحاکم مقرر کرتے تھے آپ بھی ویسے ہی لوگونکو یا اونہین اشخاص کو امارت دیتے۔ اے علی شیر خدا رضؓ مین آپکو قسم دلاتا ہون۔ کیا آپکو نہین معلوم کہ مغیرہ بن شعبہ حضرت عمر فاروق کے وقت مین تھے اور حضرت فاروق رضؓ نے اونکو والی وحاکم کیا۔ مین نے بھی اونکو والی کیا تو اسمین کیا قصور ہوا۔ عبداللہ بن عامر کو اگر مین نے بپاس قرابت و رشتہ داری حاکم کیا تو اسمین کیا قباحت ہوئی۔

جناب علی رضؓ۔ بیشک جناب عمر رضؓ نے مغیرہ بن شعبہ کو حکومت دی اور بعض اہل قرابت بھی آپکے عہد مین والی وحاکم تھے مگر جناب عمر رضؓ جسکو مقرر فرماتے تھے اوسکی گوشمالی پر ہر وقت آمادہ رہتے تھے۔ ذرا ذرا سی بات پر نہایت سختی سے برتاؤ کرتے تھے اور آپ اپنے عمال کے ساتھہ نرمی کا برتاؤ کرتے ہین اور اونکی زیادتیون پر طرح دیجاتے ہین

جناب عثمان رضؓ۔ یہ لوگ آپکے بھی تو اقربا و عزیز ہین یکچھ تنہا میرے عزیز نہین جو مجھپر یہ الزام قائم ہو رہا ہے۔

حضرت علی رضؓ۔ ہان بیشک ان لوگونکی قرابت اور ناتا مجھسے قریب ہے مگر فضیلت انکی سوا اورون مین ہے۔

جناب عثمانؓ- جناب عمرؓ نے معاویہؓ کو والی کیا تہا یا نہین اور یہہ اوسیوقت سے حاکم ہین مین نے بہی انکو بحال رکہا۔

جناب علیؓ- مین آپ کو قسم دلاتا ہون۔ کیا آپکو یاد نہین کہ معاویہؓ حضرت عمرؓ سے کسقدر دبتے تہے اور جسقدر یرفا غلام حضرت عمرؓ کا آپسے نہ ڈرتا ہوگا اوس سے زیادہ معاویہؓ حضرت فاروقؓ کا خوف رکہتے تہے۔

جناب عثمانؓ- ہان یہ تو آپ سچ فرماتے ہین۔ بیشک جناب فاروقؓ کی سیاست ایسی ہی تہی۔

جناب علیؓ- معاویہؓ بلا مشورہ و بلا اجازت آپکے جو چاہتے ہین کر گذرتے ہین اور حکم احکام اپنی رای سے جاری کرکے ظاہر کرتے ہین کہ یہ امیر المومنین عثمانؓ کا حکم ہے اور آپ جان بہی جاتے ہین مگر کچہہ اسکا خیال نہین کرتے اور نہ اونکو اس قسم کی کارروائی سے روکتے ہین۔

جناب علی مرتضیٰؓ تہوڑی دیر تک اسی قسم کی باتین کرکے اوٹہکر چلے گئے۔ اونکے تشریف لیجانے کے بعد ہی جناب عثمانؓ مسجد مین تشریف لاے۔ لوگونکو جمع کرکے ممبر پر بیٹہے اور یہ خطبہ پڑہا۔ امابعد۔ ہر شے کی آفت ہے اور ہر کام کی تباہی اور زیان ہے اس امت محمدی صلعم کی آفت اور اس نعمت کا زیان اور بربادی عیب کرنیوالی لوگ اور طعنہ زن گروہ ہین جو امر تمہارا محبوب و مرغوب ہے تمکو ظاہر کرکے دکہلاتے ہین اور جس چیز کو تم ناپسند کرتے ہو وہ تمسے پوشیدہ رکہتے ہین۔ بظاہر تمہاری فائدہ کی بات کہتے ہین۔ انکی مثال بالکل شترمرغ کی سی ہے۔ جماعت شترمرغ سے ایک آگے بڑہکر جب کسی دور کے گہاٹ اور پانی کی جگہہ کو پسند کرتا ہے اور وہان پہونچکر آواز

دیتا ہے تو سب کے سب اوسکی آواز پر اوسکے پیچھے ہو لیتے ہین۔ وہ پانی نہین پیتے مگر
گندہ خراب کر دیتے ہین اور پانی پیسے والے نہین ہوتے مگر جو تمہین اونکا پیشرو
ان سب کے واسطے کھڑا رہتا ہے اور جماعت شتر مرغ و سب کاموں نے تمام رہتی ہے
اے گروہ تم آگاہ ہو جاؤ جن کاموں کا تمنے جناب عمر فاروق کے عہد مین اقرار کیا
اور انکو پسند کیا اب تم اونہین کاموں کو میرے حق مین عیب سمجھتے ہو مگر اصل بات یہ ہے
کہ ابن الخطاب رض نے تم سب کو اپنے پانوؤن سے خوب پامال کیا تھا اور اپنے ہاتھ سے
تمکو خوب مارا تھا۔ اپنی زبان سے بھی تمہارے ساتھ سختی سے پیش آئے پس تم لوگ
چار و ناچار طوعاً و کرہاً اونکے مطیع و فرمانبردار ہو گئے اور مین برخلاف جناب فاروق
کے تمہارے ساتھ بہ نرمی پیش آیا۔ تم لوگونکو اپنے سر پر چڑھا لیا۔ اپنے مونڈھو پر
بٹھایا اور اپنی زبان سخت کلامی سے روکی۔ پس تم لوگ دلیر ہو گئے اور شوخی کرنے
لگے خبردار ہو جاؤ مین باعتبار جماعت مددگار و نکے غالب ہون میرے ناصر اور
معین قریب ہین اور شمار مین زیادہ ہین مین اسکا بھی مستحق ہون کہ اگر زبان سے کہدون
آؤ سب میری مدد کو دوڑ پڑین بخدا اب مین نے تمکو اپنے موافقین کی تعداد سنا دی
تمہارے ساتھ بہت کچھ فضل و احسان کیا۔ اب مین نے تمہارے واسطے اپنی دانت
تیز کر لئے ہین اور تمنے اپنی حرکات نا ملائم سے مجھکو میرے اخلاق و عادات سے الگ
کر دیا ہے وہ خلق و عادت بمجبوری مجھکو اختیار کرنا پڑی جسکو مین اچھا نہین جانتا اور
تم لوگونکی بدولت وہ گفتگو کی کہ جو کبھی میری زبان سے نہ نکلی تھی۔

درد من عشقست و درمانش بغیر از صبر نیست
چون کنم کز درد مشکل تر بود درمان من

اب تم کو مناسب ہے کہ اپنی زبانونکو روکو۔ اپنے والیان و سرداران ملک کی عیب گیری

اور طعنہ زنی سے باز رہو کیونکہ مین نے تم لوگونکے ساتھہ گفتگو کرنے سے ایسے شخص کو روک دیا ہے جو اگر بجائے میرے تم سے کلام کرتا تو تم بغیر میری اسوقت کی گفتگو کی اوسکی گفتگو سے راضی ہوجاتے ۔خبردار ہوجاؤ ۔تمہارے حقوق کسی طرح ضائع نہونگے بخدا ئے لایزال ۔جو مجھسے پہلے گذرے اور جس حدتک وہ پہونچ گئے مین نے اوس حدتک پہونچنے مین قصور نہین کیا مگر اصل بات یہ ہی کہ تم لوگون نے اونکے خلاف نکیا تہا اور نہ تمکو اونکے خلاف کی جرأت تہی ۔اتنے مین مروان بن الحکم نے کہڑے ہوکر کہا اگر تم چاہو تو ہم فیصلہ کردین ۔اگر تم راضی نہین ہوتے اور کجروی سے باز نہین آتے تو اب ہمارے اور تمہارے درمیان مین تلوار ہی فیصلہ کردیگی ۔قول شاعر ہمارے تمہارے حسب حال ہے۔

فرشنا لکم اعراضنا فنبت لکم		مغارسکم تنبون فی دمن الثری

ہم نے اپنی آبرو تمہارے واسطے فرش کردی مگر جیسے کچہ تمنے درخت زمین مین لگائے تہے ویسے ہی نکلے اور جیسی تمہاری نیت تہی اوسکا پہل اور نتیجہ ظہور پذیر ہوا

ہوس دارم کہ دوزم چاک دل از تار گیسویت		و لے چندین گرہ دارد کہ در سوزن نمے آید

جناب عثمان رض نے مروان سے فرمایا کہ تم خاموش رہو ۔مجھکو اور میرے ساتھیونکو اسی طرح رہنے دو ۔تمہارے بات چیت کرنیکا موقع نہین اور نہ تم اس معاملہ مین دخل دو ۔مین نے تمکو پہلے ہی منع کردیا تہا کہ میرے انکے بیچ مین مت بولنا ۔مروان خاموش ہورہے اور جناب عثمان رض ممبر سے اوتر آئے ۔آپکے اس خطبہ سے اور بہی لوگونمین برافروختگی پیدا ہوئی اور اونکی آتش نہفتہ اور بہی بہڑک اوٹھی ۔اونکی شدت دشمنی آپکے معاملہ مین ہرگز کم نہ ہوئی ۔(ابن اثیر)

اس عرصہ مین جناب علی مرتضیٰ رضؓ علیل ہوگئے۔ ایک روز بعد نماز عصر جناب عثمان رضؓ مروان کو اپنے ساتھ لیکر جناب علی رضؓ کی عیادت کو تشریف لیگئے اور فرمایا۔

اما واللّٰہ لولا ما اری منک ماکنت انکلم بہ ۔ واللّٰہ ما ادری ای یومیک احبّ الیّ او ابغض ۔ ایوم حیاتک او یوم موتک ۔ امّا واللّٰہ لئن بقیت لااعدم شامتا بعدک کھفا ۔ ویتخذک عضدا ۔ ولئن متّ لافجعن بک فخطی منک حظ الوالد المشفق من الولد العاق ان عاش عقہ وان مات فجعہ ۔ فلیتک جعلت لنا من امرک علما نقف علیہ ونعرفہ اما صدیق سالم وا ما عدو معاق ولم تجعلنی کالمختنق بین السماء والارض لا یرقی بیدٍ ولا یھبط برجل ۔ اما واللّٰہ لئن قتلتک لا اصیب منک خلفا ولئن قتلتنی لاتصیب منی خلفا ۔ وما احبّ ان ابقی اجل لک ۔ ترجمہ ۔ بخدا اگر مجھکو یہہ حال آپکا معلوم ہوتا تو مین آپسے وہ کلام ہرگز نہ کرتا جو میرا قصد تہا ۔ خدا کی قسم ۔ آپکے دو دن ۔ موت ۔ حیات مین سے کون سا دن میرے نزدیک محبوب ہے اور کون سا دن مین برا جانتا ہون ۔ بخدا ۔ اگر آپ زندہ رہے تو مین اپنے ملامت کرنیوالے کو جو میرا قوت بازو اور جائے پناہ بہی ہو گم نہ کرونگا (یعنی آپکا برا کہنا میرے حق مین مفید ہے کیونکہ آپ دشمنی سے برا نہین کہتے بلکہ بتقاضائے کمال محبت وہمدردی آپکی نصیحت ہے) اور اگر (خدانخواستہ) اس مرض مین آپ نے انتقال فرمایا تو مجھکو بڑا ہی صدمہ ہوگا ۔ میری آپکی وہ نسبت ہے جو پدر غمخوار کو اپنے فرزند نافرمان سے ہوتی ہے ۔ اگر لڑکا زندہ رہتا ہے تو باپ کی نافرمانی کرتا ہے (اور اسکا صدمہ باپ کو دیتا ہے) اور اگر وہ بیٹا مرجاوے تو اپنے باپ مہربان کو

اپنے غم مین مبتلا کریگا۔ غرضکہ باپ کو کسی طرح چین نہین۔ کاش مجھکو آپ اپنے حال سے مطلع کرتے۔ یا دوست صلح جو یا دشمن بدخو۔ (مجھکو ان دو مین سے ایک تصور کیجیئے) اور مجھکو اسطرح نہ چھوڑیئے کہ آسمان اور زمین کے مابین پہانسی دیکر لٹکا دیا جاوے نہ اوپر ہاتھ کے ذریعہ سے چڑھ سکتا ہے اور نہ زمین پر ہی اوتر سکتا ہے۔ واللہ باللہ (بالفرض) اگر مین آپکو قتل کر ڈالون تو آپکا جانشین آپ کا ثانی نہ پاؤنگا اور اگر آپ مجھکو قتل کر ڈالین تو آپکو بھی میری عوض مجھ جیسا نہ ملیگا مجھے تو آپکے بعد زندگی خوش نہین۔

مروان بولے۔ خدا کی قسم لوگ ہمکو آسانی سے نہین پا سکتے۔ جب تک کہ ہمارے نیزے اونکے سر نہ توڑین اور ہماری تلوارین اونکو نہ کاٹ ڈالین۔ پھر اسکے بعد عیش و زندگی کا کیا مزہ ہے۔ جناب عثمان رضؓ نے مروان کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا تو ہماری بات مین کیون دخل دیتا ہے۔ حضرت علی رضؓ نے جواب دیا۔ واللہ مین آپ لوگونکے جواب دینے کی فکر مین ہون لیکن مین وہی کہتا ہون جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔ فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون۔ پس صبر ہی بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ مددگار ہے اوسپر کہ تم بیان کرتے ہو۔ (عقد الفرید)

یہ واقعہ ۳۵ھ مین بعد واقعہ جرعہ کے ہوا ہے اور یہی جناب امیر المؤمنین عثمان رضؓ کی شہادت کا مقدمہ تہا۔ ناظرین! اوپر کی وہ طولانی تقریر جو مکالمہ مین ہم لکھ آئے ہین اور جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی جانب منسوب ہے آپکی زبان کی نہین معلوم ہوتی کیونکہ اسمین بعض فقرے ایسے ہین جن سے ہر صاحب ذی عقل و تمیز کہہ سکتا ہے کہ جناب اسد اللہ رضؓ نے اپنی زبان مبارک سے ایسے الفاظ کبھی ارشاد نہ فرمائے ہونگے۔ جناب ابوبکر صدیق رضؓ کو جناب علی بن ابی طالب اور کل صحابہ کرامؓ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے

افضل جانتے تھے۔ جناب فاروق رضؓ کی بھی عزت و توقیر سب لوگ کیا کرتے تھے۔ ان دونوں بزرگونکو بوجہ عدم دامادی جناب رسول خدا صلعم مفضول علیہ اور جناب عثمان رضؓ کو بوجہ اسکے کہ آپ داماد آنحضرت صلعم ہین افضل سمجھنا اور جناب علی مرتضیٰ رضؓ کا جناب عثمان رضؓ سے یہہ کہنا کہ وہ دونوں صاحب آپ سے کسی بات مین نہین بڑہے تھے۔ ایک ایسا امر ہے جسکو عقل سلیم جناب علی رضؓ کی طرف کسی طرح منسوب کرنا جائز نہین کہتی۔ کوئی مسلمان یہہ عقیدہ نہین رکھتا کہ جناب علی رضؓ اور جناب عثمان رضؓ کی عزت یا فضیلت اسوجہ سے ہے کہ یہہ دونوں صاحب آنحضرت صلعم کے داماد تھے بلکہ ان دونوں صاحبونکو بوجہ سابق الاسلام ہونے اور اعمال خیر کرنے اور جملہ مشاہد مین حاضر ہونے اور آنحضرت صلعم کی بشارت جنت دینے کے باعث سے عزت و فضیلت ہے۔ ان صاحبونکو آنحضرت صلعم کی صرف داماد ہونیکی وجہ سے افضل کہنا دراصل انکی ناقدردانی اور منقصت شان کرنی ہے ہان شرافت و عزت اس حیثیت سے بھی ہے مگر یہ نہین کہ حضرات شیخین رضؓ سے افضل ہوجاوین اور یہ وہم کرنا کہ جناب علی رضؓ نے یہہ کلمات جناب عثمان رضؓ کی شان مین لطور نداق کے اور بنانیکے طرز پر کہے تھے تو یہہ بھی جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی شان کے خلاف اور آپکے مرتبہ سے بعید ہے خصوصاً مقام نصیحت و مشورہ مین اور یہہ ایک ایسی بات ہے کہ کوئی ادنیٰ مسلمان جناب علی رضؓ کے حق مین کہنا کیا دل مین خیال لانا بھی پسند نہین کریگا۔

اس ۳۴ھ مین جناب عثمان رضؓ نے لوگونکے ساتھ حج کیا۔

اصحاب ذیل نے وفات پائی۔ کعب احبار بن ماتع۔ آپ عہد خلافت فاروقی مین اسلام لائے ہین۔ عاقل بن بکیر بدری۔ ابو عبس عبدالرحمن بن جبر انصاری بدری۔ مسطح بن اثاثہ مطلبی۔ انہون نے ستاون برس کے سن مین انتقال کیا۔ ایک روایت مین ہے

کہ یہہ جنگ صفین مین حضرت علیؓ کے ساتھہ تھے - یہہ بھی بدر مین شریک ہوے ہین
عبادہ بن صامتؓ انصاری نے بمقام رملہ یا قدس وفات پائی یہہ وہان کے قاضی تھے -
یہہ بیعت عقبہ مین موجود تھے اور جنگ بدر و جمیع غزوات مین شریک ہوے ہین - یہہ گروہ
نقبا مین ہین - اسی سنہ مین حضرت ابو طلحہ انصاریؓ نے باختلاف روایات وفات پائی -
لیلۃ العقبہ مین یہہ بھی نقیب تھے - انکی شان مین جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے - "
لشکر مین ابوطلحہ کی آواز ایک جماعت سے بہتر ہے "

فراخی دولت و ترقی نعمت و ثروت

عہد عثمانی مین ممالک دور و دراز فتح ہوے مال و جاہ دنیوی کی وسعت ہوئی اور صحابہ کرامؓ
غنی و مالدار ہوگئے - اہل مدینہ اور دیگر بلاد کے باشندون کے پاس فتوحات و غنائم ملک سے
بہت کچھہ روپیہ جمع ہوا - شہر آباد - باشندے فارغ البال دلشاد عیش و نشاط مین مصروف -
اسباب سرور مین مشغول ہوے - ایک ایک گھوڑا لاکھہ لاکھہ روپیہ مین فروخت ہوتا تھا -
زمین اور باغات اس قدر گران ہوے کہ خاص مدینہ منورہ مین ایک ایک باغ کی قیمت
چار چار لاکھہ تک پہونچ گئی - لوگون نے عمارات عالیشان - مکانات بلند بناے - خاص
کر مدینہ اسوقت خوب رونق و آبادی پر تھا - لوگ گھر بیٹھے آرام سے چین کرتے تھے - ملکون سے
انکی جائداد کی آمدنی آتی تھی مزہ سے بیفکری کے عالم مین دارالامان قبۃ الاسلام مین بیٹھے
عیش کرتے تھے - عوام الناس اس نعمت و ثروت کے درجہ پر پہونچکر بہک گئے اور بزرگون کی
شان مین نکتہ چینی اور عیب گیری کا شیوہ اختیار کیا - حضرت عثمانؓ تو ہمیشہ سے مالدار تھے -
جناب رسول خداؐ کے زمانہ ہی سے مالدار صحابہ مین آپکا شمار تھا اب کثرت فتوحات سے

اور بھی آپکے مال کو ترقی ہوئی اور ہزارون لونڈی غلام آپکے پاس ہو گئے۔ مفسدین بدعاقبت نے منجملہ اور عیوب کے آپکی ذات پاک مین یہہ عیب بھی نکالا کہ آپ خلافت کے لائق نہین رہے دولت دنیا مین مبتلا ہین۔ اپنے اعزہ واقربا کو ملکونکی حکومت وسرداری دیتے ہین اور جس کام کے وہ اہل نہین ہین اونکے سپرد فرماتے ہین بالآخر آپکی معزولی کا قصد کیا اور ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہوا۔ (تاریخ خمیس)

چونکہ جناب عثمان رضی کی طبیعت مین سخاوت وکرم خلقی تھا۔ دولت دنیوی کے ساتھہ خداوند تعالی نے آپکو حوصلہ عالی اور ہمت بھی بلند عطا فرمائی تھی۔ آپکی بخشش ہر قریب بعید عزیز وبیگانہ پر یکسان تھی آپکے عمال بھی آپکے طریقہ پر چلے اور آپکی پیروی اختیار کی جناب عثمان رضی نے اپنے عہد خلافت مین شہر مدینہ منورہ کے اندر ایک محل عالیشان تعمیر فرمایا جسکی عمارت پتھر اور چونے کی تھی۔ اوسکے دروازے ساج اور عرعر کی لکڑی کے تھے۔ علاوہ اسکے بہت سی زمین وجائداد اور باغات مدینہ منورہ کے متصل جناب عثمان رضی کی ملکیت مین تھے جس دن آپ شہید ہوے ہین آپکے خزانچی کے پاس ڈیڑہ لاکہہ دینار اور دس لاکہہ درہم نقد تھے۔ انکے علاوہ وادی القری اور اطراف حنین مین ایک لاکہہ قیمت کی جائداد وزمین تھی۔ مزید برآن گھوڑے اور اونٹ بکثرت تھے۔ آپکے عہد مین اکثر صحابہ کبار رضی نے بہت کچھہ جائدادین خریدین۔ مکانات وعمارات عالیشان تعمیر کئے۔ منجملہ اونکے حضرت زبیر بن العوام رضی ہین۔ انہون نے بمقام بصرہ اپنا مکان بنایا اور عمارت پختہ ونفیس اس درجہ مستحکم تیار کی کہ سنہ ۳۳۲ھ تک وہ قائم تھی۔ تاجرون۔ مسافرون اور دور دور کے ملکون سے آنیوالونکے لئے فرودگاہ اور آسائش کے واسطے ایک عالیشان مسافرخانہ تھا بصرہ کے علاوہ حضرت زبیر رضی نے مصر اور کوفہ اور اسکندریہ مین بھی متعدد مکانات تعمیر کئے

جو ۳۳۲ھ تک قائم اور انکے نام سے مشہور و معروف تھے۔ باوجود ان مصارف اور جائداد غیر منقولہ کے جب حضرت زبیرؓ نے وفات پائی پچاس ہزار دینار نقد ترکہ مین چھوڑے اور ایک ہزار غلام۔ ایک ہزار لونڈیان۔ ایک ہزار گھوڑے۔ مختلف مقامات مین زمین۔ انکی وفات کے بعد ترکہ مین انکی اولاد کو ملا۔

عبید اللہ تیمی کا مکان کوفہ مین بمقام کناس بنام دار الطلحتین مشہور و معروف عمارت ہے انکی روزانہ آمدنی عراق کی ایک ہزار دینار تھی اور بعض کہتے ہین کہ اس سے زائد تھی۔ اطراف سراة مین اس سے بھی زیادہ آمدنی تھی۔ عبید اللہ تیمی نے مدینہ منورہ مین ایک مکان سنگین پختہ اینٹ اور چونہ کا تعمیر کیا اور لکڑی ساج کی اوسمین صرف کی۔

اسی طرح حضرت عبد الرحمن بن عوف رضؓ نے اپنا گھر بنایا تھا۔ یہہ مکان نہایت فراخ اور وسیع تھا۔ اسکے متعلق ایک بڑا اصطبل بھی تھا جسمین سو گھوڑے بندھے رہتے تھے انکے پاس سو اونٹ تھے۔ دس ہزار بکریان۔ بعد وفات انکے مال متروکہ کا ایک چوتھائی حصہ چوراسی ہزار کا تھا حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ نے اپنا مکان عقیق مین تعمیر فرمایا جسکو بہت بلند کیا اور اوسکا صحن نہایت فراخ رکھا۔ اوسکے اوپر کے درجہ مین ہوا اور روشنی کے واسطے بہت سی کھڑکیان رکھین۔ حضرت زید بن ثابت رضؓ نے جب انتقال فرمایا تو اسقدر مال چھوڑا کہ سونے چاندی کے ڈھیرونکو کدال سے کاٹ کاٹ کر الگ کرتے تھے یہہ مال علاوہ اوس جائداد کے تھا جسکی قیمت ایک لاکھ دینار تھی۔ ان بزرگون کے علاوہ حضرت مقداد رضؓ نے بمقام جُرف نواح مدینہ منورہ مین ایک عمارت عالیشان تعمیر کی جسکی دیوارین اندر باہر دونون طرف سے چونے کی ریختہ اور پختہ استرکاری کی ہوئی تھین حضرت یعلی بن امیہؓ کا ترکہ بعد وفات پانچ لاکھ نقد دینار تھے اور اونکا قرض جو دوسرونکے

ذمہ تہا اور جائداد زمین وغیرہ اسقدر چھوڑی جنکی قیمت ایک لاکھ دینار تہی علیٰ ہذالقیاس اس باب مین بہت کچھ قصے وحکایات ہین اور جسقدر ترقی دنیوی عہد عثمانی مین ہوئی تہی عشر عشیر بہی عہد فاروقی مین نتہی برعکس اسکے جناب فاروق رضہ کے عہد مین ایک بندہ کا خرچ تہا اور اسیقدر آمدنی بہی تہی۔ عہد فاروقی کا ایک قصہ نقل ہوتا ہے کہ جناب فاروق رضہ حج کو تشریف لیگئے۔ آپ کے آنے جانے مین مدینہ منورہ تک کل سولہ دینار صرف ہوئے آپنے اپنے صاحبزادہ سے ارشاد فرمایا کہ اس سفر مین ہمنے بڑا اسراف کیا۔ اسقدر روپیہ صرف کردیا ۲۱ھ عہد فاروقی مین حضرت سعد بن ابی وقاص رضہ کی شکایت جناب عمر فاروق رضہ کے گوش مبارک تک پہونچی آپنے بغرض تحقیقات حال حضرت محمد بن مسلمہ انصاری کو روانہ فرمایا سعد رضہ والی کوفہ تہے۔ محمد بن مسلمہ رضہ نے لوگونکو کوفہ کی مسجدونمین جمع کرکے ہر ایک سے سعد بن ابی وقاص رضہ کی نسبت اور انکے چال چلین اور لوگونکے ساتھہ برتاؤ کی کیفیت دریافت کی۔ بعضون نے انکی تعریف کی اور بعضون نے برائی محمد بن مسلمہ کوفہ سے واپس آئے اور جناب عمر رضہ سے یہہ کیفیت ظاہر کی۔ آپنے بنظر احتیاط سعد رضہ کو حکومت کوفہ سے معزول فرمایا اور پہر کوفہ مین عمار بن یاسر رضہ کو سرحدی حکومت پر عثمان بن حنیف رضہ کو خراج پر اور عبداللہ بن مسعود رضہ کو حاکم مال مقرر فرمایا اور نیز عبداللہ بن مسعود رضہ کو حکم دیا کہ لوگونکو قرآن شریف پڑہاوین اور علوم دین کی تعلیم دین۔ یہہ تینون صاحب جو کوفہ مین مختلف صیغونکے افسر تہے انکا روزینہ اس طرح مقرر فرمایا کہ ایک بکری تینون صاحبونکے واسطے روزانہ خوراک مین مقرر کی نصف بکری تو عمار بن یاسر رضہ کو اور باقی نصف عبداللہ بن مسعود رضہ اور عثمان بن حنیف رضہ کو۔ عہد فاروقی اور اوسکی آمدنی ومصارف اور عہد عثمانی کے فتوحات اور اوسکے اخراجات کا موازنہ کسی طرح نہین ہوسکتا۔ (مروج الذہب)

قصہ کوتاہ صحابہ کرام تو کسی طرح شر و فساد مین شریک نہ تھے کیونکہ انکے نفوس بوجہ
اثر صحبت آنحضرت صلعم کے پاک صاف تھے۔ انکے دلونمین کدورت و بغض نے اپنی
بُرے اثر کی سیاہی و تیرگی سے زنگ نہ جمنے دیا تھا۔ یہہ بزرگوار بمقتضاے رُحَمَاءُ بَيْنَهُم
باہم ایک دوسرے کے ساتھہ رحمدلی اور محبت سے پیش آنیوالے تھے حتی الامکان
لوگونکو ضلالت سے بچاتے اور گمراہی و نفاق سے ڈراتے تھے۔ ان صاحبونکی ہمہ تن
یہی کوشش تہی کہ امت محمدی مین اصلاح ہو باہم اتفاق سے رہین۔ باہمی رنجش و فساد اور
بغض و عناد سے باز آئین۔ ہان یہہ کام اونہین لوگونکا تھا جو مختلف قومونکے تھے اور بزور
شمشیر یا بطمع جاہ و منصب مطیع اسلام ہوکر امرا و حکام و والیان ملک کی خوشامدین کرتے
اور اپنے نفع کی غرض سے حکام کے دوست بنکر اونکے بعض امور سیاست مین اپنی رائین
و مشورے ملاتے رہتے تھے اسوجہ سے اگر بعض اوقات اون عمال و حکام سے بمقتضاے
بشریت امور سیاست مین کسی قسم کا ادنی ظلم بہی ہوجاتا تو پہر یہی لوگ انپر عیب گیری کرتے
تھے جیسا کہ اہل کوفہ کے قصہ سے سابق مین معلوم ہوا کہ اولاً اون لوگون نے ولید بن
عقبہ سے دوستانہ برتاؤ کیا پہر جب اوپر تہمت شرابخواری لگی بہت سے لوگ علیحدہ
ہوگئے اور ایک جماعت جنکو اونکی ذات سے نفع پہونچتا تھا اونکی علیحدگی سے رنجیدہ
ہوکر حضرت سعید بن العاص سے خواہ مخواہ کا بغض رکہنے لگی پہر انسے بہی میل جول بڑہایا
اور وہ محبت و ارتباط پیدا کیا کہ راتونکو جلسے گرم ہوتے رہے بالآخر انسے بہی بگڑے
اور انکو کوفہ کی امارت سے نکلوا کر ہی چھوڑا۔ دراصل ان لوگونکے فساد کی ترقی کا باعث
جناب عثمانؓ کی غمخواری اور حلم و تحمل تھا۔ آپ کی بدرجہ غایت نیک مزاجی اور بردباری سے
گروہ بدشعار مفسدان تباہ کار کو دن دونی قوت بڑہتی گئی۔ امور سیاست مین بصلق

درشتی و نرمی بہم در بہ است	چو رگ زن کہ فصاد و مرہم نہ است

دونون اجزا سے کام لینا چاہیئے جیسا کہ معدلت فاروقی مین اسکے آثار کثیر پائے جاتے ہین جناب عثمان رضی نے خود اپنے خطبہ مین فرمایا کہ مین نے تمہارے ساتھہ نرمی کی تم میری گردن پر چڑہ گئے ۔ مین نے تمہاری سخت گیری نہ کی تمکو جرأت بڑہتی گئی ۔ درحقیقت بمضمون ۔ گربہ کشتن روز اول ۔ اگر یہہ لوگ پہلے ہی حملہ مین روک دیئے جاتے تو یہہ انجام نہ ہوتا ۔ مگر کیسے نہ ہوتا کان امر اللہ مقدورا ۔ خدا کے کام اور اوسکے احکام بے پورے ہوے نہین رہ سکتے روز ازل مین مقدر ہو چکا تہا کہ جناب عثمان رضی مظلوم شہید ہونگے کار د ظلم سے ذبح کئے جاوینگے اسکے یہی اسباب تہے جو عالم اسباب دنیا مین ظہور پذیر ہوے ۔ باقی رہا یہہ شبہہ کہ اسوقت مدینہ منورہ مین جناب علی رضی اور دیگر اصحاب کبار رضی اللہ عنہم موجود تہے ان بزرگو مین سے کوئی بہی نہ بولا ۔ اس آتش فساد کو کسی صاحب نے اپنے تدبیر سے سرد نہ فرمایا ۔ کیا ان بزرگون سے کوئی صاحب مفسدونکے شریک تہے جو خاموش الگ بیٹہے رہے اور تماشا دیکہا کئے ۔ حضرت معاویہ رضی شام مین والی تہے اونسے بہی کچہہ نہین پڑا یہی ذرا سنبہل جاتی ذرا سی ڈانٹ مین مفسدین خانہ خراب کی ہمت پست ہو جاتی ایک ادنیٰ چشم نمائی مین تو یہہ لوگ راہ راست پر آجاتے ۔ کیا کچہہ انکی سازش تہی حاشا وکلا ۔ ان بزرگان دین وہادیان امت محمدی کی نسبت یہہ خیال و وہم شیطانی زیبا نہین ۔ جناب علی مرتضیٰ رضی کو اس سے کیا فائدہ حاصل ہوا ۔ انکو کیا خلافت کی پرواہ تہی بالفرض اگر اسکی خواہش بہی تہی تو آپکو بہی تو احادیث نبوی سے معلوم تہا کہ جناب عثمان رضی کو اہل بلوہ و فساد شہید کرینگے ۔ جہان اتنی مدت خلافت نہ ملی اور کچہہ عرصہ تک نہ سہی آپ ایسا کیون کرتے ۔ برخلاف اسکے واقعات کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

اس بلوہ مین خاص جناب علی رضؓ نے اپنے صاحبزادون حضرات حسنینؓ کو جناب عثمان کی حفاظت کیلئے آپکے مکان پر بہیجا اور یہ دونون حضرات مجمع بلوائیان کو متفرق اور منتشر کرتے رہے۔ علاوہ برین ایک ادنیٰ مسلمان بہی اپنے امام برحق اور خلیفہ مطلق کی نسبت اس قسم کی کارروائی جائز نہین رکہتا جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کی شان پاک مین یہ گمان بد کرنا سراسر انصاف سے دور اور سرتاپا قصور ہے اسی طرح حضرت معاویہ کی نسبت اس قسم کا شک و شبہ کرنا بہی کوتاہی عقل کی نشانی اور ضعف ایمان کی علامت ہے۔ اولاً تو جناب معاویہ کو خلافت عثمانی مین ہر طرح کی آزادی تہی برائے نام کی افسری و ماتحتی تہی جو چاہتے تہے کرتے تہے امیر المؤمنین جناب ذی النورین نے کبہی کسی کارروائی پر حرف گیری نہ فرمائی اور نہ انسے بازپرس کی۔ ثانیاً عہد فاروقی سے اس عہد مین دائرہ حکومت جناب معاویہ بہت وسیع ہوگیا تہا تمام ملک شام انکے زیر نگین تہا۔ رعایا برایا۔ اہل افواج و عساکر سب انکے مطیع و فرمانبردار اور انسے راضی و خوش تہے۔ یہ آزادی کے ساتہہ گویا مستقل حاکم تہے پہر انکو کیا پڑی تہی کہ خواہ مخواہ خلافت کی خواہش کرتے اور لامحالہ بار عظیم اپنے سر پر لینے کی فکر مین اپنے خلیفہ وقت کی جان کے خواہان ہوتے۔ معاذاللہ ثم معاذاللہ۔ اب رہی یہ بات کہ مدد کیون نہ کی اسکی بابت آگے چلکر بیان ہوگا کہ جناب معاویہ نے حضرت خلافت پناہ کو رائے دی تہی کہ آپ میرے ساتہہ شام مین چلکر رہین مگر خلافت مآب نے اسکو منظور نفرمایا۔

واقعات ۳۵ ہجری

فتوحات عثمانی کا سلسلہ تو اس سنہ سے پہلے ہی ختم ہو چکا ہے جو بڑا حادثہ اس

سنہ کا ہے وہ آپکی شہادت سے ہے۔ دیگر واقعات یا فتوحات آخری جو اس سنہ مین ہوے وہ یہہ ہین۔ صاحب تاریخ جنابی لکھتے ہین کہ گورنمنٹ مصر امیر عبد اللہ بن ابی سرح بغرض غزوہ قسطنطنیہ مقام اسکندریہ سے براہ دریا ایک لشکر ظفر پیکر مجاہدین حق آگین کا اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوے۔ اثنائے راہ مین شاہ روم ایک ہزار جہازون کا بیڑہ جن پر سامان جنگی وسپاہیان فوجی تھے لئے ہوے مسلمانونکو مل گیا۔ اسکو مسلمانونکے ارادہ کی خبر ہوگئی تھی لہذا راہ روکنے کو ادہر کا قصد کیا۔ اہل اسلام کے ساتھہ صرف سو جہاز اور اسیقدر سامان جنگی تہا۔ یہہ دونون لشکر مقام اسکا تھنا نواح مغرب انطاکیہ مین ایک دوسرے کے مقابل ہوے۔ شاہ روم نے قبل روانگی اپنے دار السلطنت مین ایک خواب دیکہا تہا جسکی تعبیر معبرون نے الفاظ خواب سے مستنبط کرکے یہ بیان کی تھی کہ مسلمانون پر تو غلبہ پانے کی تمنا مت کرنا مگر شاہ روم نے کچھہ پرواہ نہ کی اور بوجہ نخوت وغرور کے مقتضائے خواب پر اصلا ملتفت نہوا۔ اللہ جل شانہ نے اوسکے تکبر وخود پسندی کا اوسکو مزہ چکہا دیا اور اس لڑائی کا یہہ انجام ہوا کہ اہل اسلام مظفر ومنصور ہوے۔ کفار نابکار خوار وبے اعتبار ہزیمت خوردہ پیٹھہ دکہلا کر میدان جنگ سے بہاگ نکلے۔ دلاوران اسلام ونہنگان بحر بسالت نے اونکو تلوار پر رکہہ لیا۔ بہت سے مارے گئے اور بہتیرے جان عزیز کے بچانیکی فکر مین بہاگے بالآخر دریا مین اپنی آبرو ڈبو کر پانی کر دی اور ہمیشہ کیلئے اس دنیائے ناپایدار کی کشاکش سے نجات پاکر ٹہنڈے ٹہنڈے پانی کی راہ دوزخ کی آگ مین پہونچ گئے۔ ایک گروہ رومیونکا اہل اسلام نے قیدی بنالیا۔ اس جنگ مین اہل اسلام نے بہت سا مال بہی کفار کے جہازونکا غنیمت مین پایا۔

فتح کے بعد اہل اسلام مظفر و کامیاب خوش حال با اقبال - فارغ البال - دولت و مال غنیمت سے مالا مال جزیرہ صقلیہ مین واپس آئے اور اس جزیرہ کو شبخون مار کر فتح کر لیا - ہر شخص پر جزیہ مقرر کر کے امان دیکر جان بخشی کی - زنجیر احسان کا قیدی بنا لیا (فتوحات اسلامیہ)

اسی ۳۵ھ مین قسطنطین ہرقل بادشاہ روم کا بیٹا ایک ہزار جنگی جہازون کا بیڑہ اسباب و سامان جنگ سے آراستہ بہادران صف شکن کی جمعیت لیکر بقصد اہل اسلام اپنے دار السلطنت سے روانہ ہوا - خداوند تعالی جل شانہ نے اپنے دوستون اہل اسلام کو اس موذی خود سر کے شر سے اس طرح بچا لیا کہ اس گروہ کفار پر باد فنا مسلط کی - دریا مین طوفان اوٹھا تیز ہوا نے جہازونکو ایک دم مین تہ و بالا کر کے سبکو غرق بحر فنا کر دیا - صرف قسطنطین زندہ بچا - روتا دہوتا - تباہ حال خستہ و پریشان بمقام صقلیہ پہونچا - اہل صقلیہ نے اسکو دیکھکر کہا کمبخت - ناشدنی تو نے سارا لشکر غرقاب کر دیا - بچا خود زندہ رہا پھر اس بچائی کے قربان کہ ہوتھون پر تاؤ دیتا اپنی منحوس صورت دکھانے ہمکو چلا آیا" بعد ازان اون لوگون نے اوسکو حمام مین لیجا کر قتل کر ڈالا اور قصہ پاک ہوا -

غدر ستمے خواست کہ خون در جگرم کرد		میخواست تلافی کند آزردہ ترم کرد

یہ روایت ابوجعفر کی ہے - غزوہ سواری ۳۱ھ مین ہی آیا ہے اور بعضونکے نزدیک اسی ۳۵ھ مین ہوا - مگر یہہ دونون ایک نہین ہو سکتے کیونکہ غزوہ سواری مین رومیون اور مسلمانونمین جنگ ہوئی - یہان لڑائی کی نوبت نہین آئی بلکہ جہاز تباہ ہو گئے - اگر جہاز ڈوبنے کا ذکر اس قصہ مین نہ ہوتا تو غزوہ سواری اور یہہ واقعہ دونون ایک ہی سمجھے جاتے لیکن اب بہی بڑا اُلجہاؤ باقی رہا قسطنطین وہان ہی حمام مین قتل ہوا اور اس قصہ مین بہی مارا گیا اسکی توجیہ اس طرح ہو سکتی ہے کہ غزوہ سواری ۳۱ھ مین ہے اور قسطنطین بعد

شکست صقلیہ مین قتل نہین ہوا بلکہ ۳۵ھ مین بعد تباہی لشکر و غرق بیڑہ جہاز صقلیہ پہونچا اور وہان مارا گیا یا یہ کہا جاوے کہ یہہ دونون واقعے ایک ہی ہین یعنی غزوہ سواری ۳۵ھ مین ہوا جیسا کہ بعض کا قول ہے۔ باقی رہا یہہ شبہ کہ غزوہ سواری مین جہاز کہان ڈوبے اوسکا جواب یہہ ہے۔ ممکن ہے کہ کچھہ جہاز ڈوب گئے اور کچھہ باقی رہ گئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آپکے عہد خلافت مین اصحاب ذیل نے وفات پائی۔ ہم بلا لحاظ ترتیب سنہ لکھتے ہین۔ اوس بن خولی انصاری۔ جلاس بن سوید انصاری۔ اولا یہہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین منافق تھے بعدہ توبہ کی اور اچھے لوگون مین ہوے۔ حارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب جنکا لقب ببّہ تہا۔ حکم بن ابی العاص مروان کے والد اور جناب عثمان رض کے چچا۔ انہون نے ۳۱ھ مین وفات پائی۔ حبّان بن منقذ والد یحیی بن حبان عبد اللہ بن قیس بن خالد انصاری۔ ایک روایت مین یہہ غزوہ احد مین شہید ہوے ہین۔ قطبہ بن عامر انصاری بدری۔ بیعۃ العقبی مین شریک ہوے ہین۔ زید بن خارجہ بن زید انصاری۔ یہ وہ شخص ہین جو بعد موت کے بولے تھے۔ اخیر عہد خلافت مین معبد بن عباس بن عبد المطلب بمقام افریقیہ مارے گئے۔ معیقب بن ابی فاطمہ جو مہاجرین حبشہ سے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مہر مبارک جنکے پاس رہتی تھی اور ایک روایت مین جناب معیقب رضی اللہ عنہ نے ۴۰ھ عہد خلافت مرتضوی مین انتقال فرمایا ہے۔ مطیع بن اسود عدوی آپ بروز فتح مکہ اسلام لاے ہین۔ نعیم بن مسعود اشجعی رض۔ بعضے کہتے ہین کہ جنگ جمل مین مجاشع بن مسعود کے ہمراہ قتل ہوے۔ عبد اللہ بن حذافہ سہمی بدری۔ یہہ خوش مزاج آدمی تھے عبد اللہ بن ابی ربیعہ مخزومی عمر شاعر کے باپ۔ زمانہ محاصرہ جناب عثمان مین یمن سے

آپکی مدد کو آتے تھے اثنائے راہ مین سواری پر سے گر کر مر گئے۔ ابو رافع مولی رسولخدا
اور بعض روایت مین خلافت مرتضوی مین انتقال کیا مگر صحیح روایت اولی ہے۔ ابو سبرہ
بن ابی رہم عامری۔ بدری۔ اولاد عامر بن لوئی سے ہین۔ ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ جناب
معاویہ کے ماموں۔ آپ بروز فتح مکہ مسلمان ہوئے اور بڑے نیک شخص تھے۔ حضرت
ابو دردا نے ۳۲ھ مین وفات پائی اور ایک روایت مین بعد خلافت عثمانی کی انتقال
فرمایا مگر روایت اول صحیح ہے۔ (ابن اثیر) انکے علاوہ بعض بزرگونکا ذکر اوپر آچکا ہے۔
۳۵ھ مین عامر بن ربیعہ نے وفات پائی۔ (تاریخ یافعی)

اسی ۳۵ھ مین بروایت صاحب شاہد الاصفیا اصحاب ذیل نے وفات پائی۔ ابو عبد اللہ
حذیفہ بن یمان عبسی جلیل القدر صحابی صاحب سر رسول خدا ہین۔ اسلام آپکا قدیم ہے۔
یہ اپنے صاحبزادہ کے ہمراہ زمانہ جنگ بدر مین مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے۔ دونون
باپ بیٹے غزوہ احد مین شریک ہوئے ہین۔ حضرت حذیفہ نے مدائن مین وفات پائی
حضرت سلمان فارسی۔ غزوہ خندق اور اوسکے مابعد دیگر غزوات مین حاضر تھے۔ آپ
منجملہ اون صحابہ کے ہین جنکے واسطے جنت کا مشتاق ہونا ظاہر ہوا ہے۔ عہد فاروقی مین
مدائن کے حاکم ہوئے۔ آپکے سنہ وفات مین اور بہی روایات ہین۔ ایک روایت مین
۴۰ھ و ۵۰ھ کے مابین انتقال فرمایا۔ رضی اللہ تعالی عنہم ورضوا عنہ۔

اسمائے عمال در ۳۵ھ وقت شہادت جناب عثمان

ضلع یا صوبہ	عہدہ	نام مع مختصر حالات
مکہ معظمہ	عامل یا والی	عبد اللہ بن حضرمی بصری۔

ضلع یا صوبہ	عہدہ	نام مع مختصر حالات
طائف	والی یا عامل	قاسم بن ربیعہ ثقفی۔ دراصل قاسم بن عبد اللہ بن ربیعہ ہین مگر دادا کی طرف منسوب ہین۔
صنعاء	"	یعلی بن منیہ یا یعلی بن امیہ۔ مشہور صحابی ہین خلافت صدیقی مین خولان کے والی تھے اور عہد فاروقی مین یمن مین رہے۔
جند	"	عبد اللہ بن ربیعہ۔ بروایت امام یافعی اسی سنہ مین انکی وفات ہوئی۔
بصرہ	والی	عبد اللہ بن عامر بصرہ سے چلے آئے تھے اور جناب عثمان نے انکی جگہہ کوئی اور عامل مقرر نہین فرمایا۔
شام	گورنر صوبہ	حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان آپکے عامل پرگنجات اصحاب ذیل تھے۔ عبد الرحمن بن خالد حاکم حمص حبیب بن مسلمہ فہری عامل قنسرین۔ ابوالاعور سلمی۔ سردار اردن۔ علقمہ بن حکیم کنانی حاکم فلسطین عبد اللہ بن قیس فزاری منتظم سواحل بحر۔ ابوالدرداء حاکم محکمہ قضا۔
کوفہ	"	مختلف خدمتون پر اصحاب ذیل ہین۔ امامت نماز پر ابوموسیٰ اشعری خراج سواد پر۔ جابر بن فلان فرنی۔ اور سماک انصاری۔ خراج کوفہ اور جنگی انتظام پر قعقاع بن عمرو۔
قرقیسیا	"	جریر بن عبد اللہ بن جابر بجلی مشہور صحابی ہین۔
آذربیجان	"	اشعث بن قیس کندی۔ کنیت انکی ابو محمد ہے صحابی ہین۔
حلوان	"	عتیبہ بن نہاس۔

ماہ	والی یا حاکم	مالک بن حبیب۔
ہمدان	//	نُسیر بن دُعلوق ثوری کوفی۔
رے	//	سعید بن قیس۔
اصفہان	//	سائب بن اقرع۔
ماسبندان	گورنر	خنیس۔
مدینہ منورہ	//	افسر بیت المال عقبہ بن عامر۔ افسر محکمہ قضا۔ زید بن ثابت رضؓ

مصر مین اسوقت محمد بن ابی حذیفہ ازخود مسلط ہوگئے تھے اس طرح کہ بلوائیان مصر کے ساتھہ محمد بن ابی بکر رضؓ مدینہ منورہ روانہ ہوے اور محمد بن ابی حذیفہ مصر مین مقیم رہی۔ اوسی زمانہ مین عبداللہ بن سعد گورنر مصر مدینہ چلے گئے۔ موقع پاکر محمد بن ابی حذیفہ نے مصر پر قبضہ کرلیا۔ ابہی عبداللہ رملہ تک پہونچے تھے کہ یہہ حال سنکر واپس ہوے اور فلسطین مین قیام کیا۔ اس عرصہ مین جناب عثمان رضؓ شہید ہوگئے۔

کاتب۔ مشہور تو مروان ہے اور ایک روایت مین حمران بن ابان ہے جسکو بعلت اظہار راز آپنے شہر بدر کردیا تہا۔ اسکا قصہ ہم اوپر لکھہ آے ہین۔

قاضی۔ کعب بن ثور۔ عثمان بن قیس بن ابی العاص۔ (آپکے چچیرے بہائی۔)

حاجب۔ حمران آپکا غلام آزاد کردہ اور افسر پولیس یا حاکم فوجداری عبیداللہ بن معبد تیمی تہے۔ خاص آپکی مہر پر آمنت باللہ مخلصا یا آمنت بالذی خلق فسوٰی کندہ تہا۔ آپکے ہاتہہ مین جناب رسول خداؐ کی مہر رہتی تہی۔ جملہ فرامین و پروانجات پر وہی مہر مبارک لگائی جاتی تہی یہانتک کہ بیراریس مین گرپڑی۔

ہم مناسب سمجہتے ہین کہ قبل تحریر واقعہ شہادت کے جو شکوک اور طعن والزامات جناب

امیر المومنین ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لوگوں نے کئے ہیں ذکر کریں اور اونکے جوابات بھی دیں۔

ردّ طعان از جناب امیر المومنین ذی النورین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طعن اول درباب عزل و نصب عمال

جناب عثمان رضؓ نے اپنے عہد خلافت میں صحابہ کرامؓ کو جو عہد رسالت اور خلافت شیخین میں والی ملک رہے موقوف کر دیا اور اونکی جگہہ نوعمر آدمی خاندان بنی اُمیہ سے حاکم کئے منجملہ اونکے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ہیں آپ بصرہ میں والی تھے جناب عثمان رضؓ نے انکو معزول کیا اور بجائے انکے عبداللہ بن عامر کو والی بصرہ کیا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کو مصر سے معزول کرکے اونکی جگہہ عبداللہ بن ابی سرح رضؓ کو حاکم کیا۔ یہہ عبداللہ وہی شخص ہیں جو جناب رسول خداؐ کے زمانہ میں مرتد ہو گئے تھے۔

حضرت عمار بن یاسر و مغیرہ بن شعبہؓ کوفہ میں تھے۔ ان دونوں صاحبونکو معزول کرکے مدینہ منورہ طلب کر لیا۔ (ثمیں)

جناب عثمان رضؓ نے مسلمانوں پر ایسے شخصونکو حاکم و امیر کیا جو ظالم و جابر اور خائن تھے امور شنیعہ و افعال بد کے مرتکب ہوتے تھے جیسے ولید بن عقبہ کہ شرابخوار بدمست تھے اور بحالت مستی و نشہ شراب میں امامت کرتے اور لوگونکو نماز پڑہاتے تھے چنانچہ ایک دن صبح کی نماز میں چار رکعت پڑہ گئے اور کہا۔ کیا اور زیادہ پڑہا وں۔ آپنے حضرت معاویہؓ کو چار صوبے شام کے عطا کئے اور اسقدر اونکو زور دیا اور سر پر چڑہا لیا کہ حضرت علی رضؓ کے عہد خلافت میں جو کچھہ کارروائیاں انہوں نے کیں مخفی نہیں ہیں۔ مروان کو

اپنا وزیر و میر منشی بنایا۔ مروان نے محمد بن ابی بکر کے حق مین صریح دغا بازی کی اور انکے خط مین بجاے لفظ اقبلوہ کے اقتلوہ لکھ دیا۔ باوصف اطلاع کے اپنے عمال کے حالات پر آپنے سکوت کرکے اونکی معزولی مین سستی و کاہلی کی یہانتک کہ لوگ عمال کے ہاتھون تنگ آگئے اور آپ سے سخت نفرت کرنے لگے پہر اون عمال کی برطرفی سے کوئی فائدہ نہ حاصل ہوا آپکی اس طرح دہی کا یہہ نتیجہ ہوا کہ نوبت فساد وقتل کی پہونچی۔ جو شخص ایسا بدتدبیر وضعیف الراے ہو اور امانت دار کو خائن سے اور عادل کو ظالم سے جدا کرکے اونمین تمیز نہ کرسکتا ہو۔ آدمی کی شناخت کا ملکہ اوسکو نہ ہو۔ ایسا شخص کب امامت کے قابل ہے اور اوسکو مسلمانونکی حکومت کس طرح زیبا ہے۔ تحفہ اثنا عشریہ

جواب۔ حضرت ابوموسیٰ کو مصلحتہً معزول کیا کیونکہ اسوقت اگر انکو معزول نہ کرتے تو بصرہ اور کوفہ کے باشندونمین اختلاف ونزاع واقع ہوتا اور اسکا نتیجہ یہہ ہوتا کہ دونون شہر کے لشکرونمین نوبت جنگ وجدال پہونچ جاتی۔ اسکا قصہ یہہ ہے کہ عہد خلافت فاروقی مین ابوموسیٰ اشعری رضؓ نے جناب عمر فاروق رضؓ سے مدد طلب کی آپنے حکم دیا کہ فوج کوفہ انکی مدد کرے چنانچہ جب لشکر کوفہ بصرہ مین پہونچا ابوموسیٰ رضؓ نے اپنی فوج کے ہمراہ اس لشکر کو رامہرمز پر بہیجا۔ یہہ دونون لشکر وہان گئے اور رامہرمز کو فتح کرکے عورتون اور لڑکونکو قید کرلاے۔ آپنے اپنے لشکر کی تعریف کی اور فتح رامہرمز کو جانب لشکر کوفہ منسوب کرنا ناپسند کرکے چاہا کہ فقط لشکر کوفہ کو مال غنیمت نہ دین اور بصرہ کو جس نے بار رہا اس جنگ مین محنت ومشقت اوٹہائی ہے بالکلیہ محروم نہ چہوڑین۔ اہل کوفہ سے کہا تمنے تو اہل رامہرمز کو امان دی تہی اور اوسکی مدت چہہ مہینے دے چکا تہا تم انکو کیون قید کرلاے مین نے صرف ڈرانے کی غرض سے یہ لشکر بہیجا تہا۔ ان قیدیون کو

انکے شہر مین پہونچا آو" اس بات پر دونون لشکرونمین اختلاف واقع ہوا۔ سرداران لشکر کوفہ نے جناب فاروق رضی کی خدمت مین ابوموسیٰ رض کی شکایت لکہہ بہیجی۔ دربار خلافت سے تمام صحابہ کرام جو فوج ابوموسیٰ مین سردار تہے حکم ہوا کہ ابوموسیٰ اشعری رضی سے قسم لو اگر وہ قسم کہالین کہ مین نے اہل رامہرمز کو امان اور اونکو مہلت بہی دی تہی تو لونڈی غلام واپس کر دیے جاوین۔ انکے لشکر مین اوسوقت یہہ بزرگ سردار تہے۔ برا ابن عازب۔ حذیفہ بن یمان۔ عمران بن حصین۔ انس بن مالک۔ سعید بن عمرو وغیرہم رضوان اللہ علیہم حسب حکم فاروقی یہہ صحابہ ابوموسیٰ رض کے پاس آے اور حکم فاروقی سنایا۔ ابوموسیٰ رض نے قسم کہالی۔ قیدی واپس کر دئے گئے اور اونکی میعاد گذرنیکا انتظار رہا مگر لشکریان کوفہ کے دلونمین ابوموسیٰ کی جانب سے کدورت آگئی اس فیصلہ کا مرافعہ دربار خلافت مین پہر ہوا اور یہہ حجت نکالی گئی کہ اگر ابوموسیٰ رض نے امان دی ہوتی تو یہہ بات مشہور ہوجاتی مخفی نہ رہتی۔ اسپر جناب فاروق رض نے ابوموسیٰ رض کو مدینہ منورہ مین طلب کر کے انسے درباب قسم استفسار فرمایا۔ ابوموسیٰ رض نے جواب دیا کہ مین نے سچی قسم کہائی ہے۔ جناب فاروق اعظم نے فرمایا اگر یہی سچ ہے کہ تمنے انکو امان دیکر مدت بہی دی تہی تو پہر لشکر کیون بہیجا اور ناحق خونریزی کا روا رکہی خیر۔ اب تم قسم کہا چکے ہو۔ اس معاملہ کو مین خدا کے حوالہ کرتا ہون۔ تم اپنی دار الحکومت مین واپس جاؤ۔ اسوقت ہماری نظر مین کوئی ایسا شخص نہین ہے جو تمہاری جگہہ جا کر کام کرے ورنہ ہم تمکو معزول کر کے بصرہ کی حکومت پر دوسرے شخص کو بہیجتے۔ جب زمانہ فاروقی گذر گیا اور دور خلافت عثمانی آیا جناب عثمان کے پاس پہر ابوموسیٰ رض کی شکایت پہونچی۔ آپ اصل واقعہ سے تو واقف تہے ہی بصرہ اور کوفہ کے لشکر ونکے باہمی رنج وملال دفع کرنے کو ابوموسیٰ رض کو بصرہ سے طلب کر لیا اور بجاے اونکے عبداللہ بن عامر بن کریز کو

والی او فد کرکے بہیجا جو جوانون مین کریم النفس اور سادات قریش مین سے ہین۔ جب یہہ بچہ شیر خوار تہے اور جناب رسول خدا صلعم کے پاس انکو لیگیے ہین تو آنحضرت صلعم نے آب دہن مبارک اپنا انکو پلایا۔ اب دیکہنا چاہیئے کہ حضرت عبداللہ بن عامر نے خلافت عثمانی مین کیا کیا کارنمایان کیئے۔ فتوحات مین انکا قدم بڑہتا ہی گیا۔

حضرت عمرو بن العاص رض کی معزولی کی وجہ یہہ ہے کہ عہد فاروقی مین جب اہل مصر نے انکی شکایت کی اور انکی شکایتین متواتر دربار خلافت مین پہونچین تو جناب فاروق رض نے انکو معزول کر دیا جب یہہ حاضر ہوے اور اپنی تقصیرات سے نادم ہوکر معافی چاہی پہر جناب فاروق رض نے انکو حاکم کر دیا۔ جناب عثمان رض نے بہی رعایا کی شکایات انکی نسبت سنکر انکو موقوف کیا پہر اسمین کونسی قباحت اور کون موجب طعن ہے اور اہل شیعہ کے نزدیک تو جناب فاروق کا اسلام (معاذ اللہ) منافقانہ تہا جناب عثمان رض نے تو اس معزولی مین کوئی خطا نہین کی۔ اگر خطا کی تو جناب فاروق رض نے پہر جناب عثمان رض پر اعتراض کیون ہے۔

عبداللہ بن ابی سرح کو جناب عثمان رض نے قابل امارت سمجہا کیونکہ یہہ تائب ہوکر پہر اسلام لاے تہے۔ انکے افعال و اعمال بہی صلاح پذیر ہو گئے تہے لہذا جناب عثمان رض نے انکی اہلیت و قابلیت پر توجہ فرما کر امارت عطا فرمائی آپکی تجویز و تشخیص بہی عین صواب تہی کیونکہ انکی امارت کے آثار و علامات محمود نظر آے۔ انکے لشکر اور انکی ماتحتی مین صحابہ کرام کی جماعت اور اونکی اولاد مین سے جیسے عقبہ بن عامر رض۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رض۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ ایسے ایسے معزز اشخاص تہے اور انکے ساتہہ ہوکر راہ خدا مین جہاد کرتے رہے اور انکی اطاعت پورے طور سے کی اور ان بزرگون نے عبداللہ بن

ابی سرح کو امور حکومت و سیاست مین عمرو بن العاص سے افضل و اعلیٰ مانا۔

حضرت عمار بن یاسر رضؓ کو حضرت عثمان رضؓ نے معزول نہین کیا۔ یہہ آپ پر محض افترا و بہتان ہے بلکہ انکو جناب فاروق رضؓ نے موقوف کیا تہا۔ انکی معزولی کا قصہ یہہ ہے کہ عمار بن یاسرؓ کوفہ کے والی تہے۔ اہل کوفہ نے جناب فاروقؓ کی خدمت مین انکی شکایت لکہی۔ آپنے انکی شکایت پر غور کرکے فرمایا۔ کون ایسا ہے جو اہل کوفہ کو شکایت کرنے سے روکے یہہ لوگ عجب بدبلا ہین۔ انکو کسی کل چین و قرار نہین۔ اگر مین کسی متقی پرہیزگار کو انپر سردار و حاکم کرکے بہیجتا ہون تو اوسکو یہہ مانتے نہین اور اپنی حرکات سے اوسکو سست وضعیف کردیتے ہین اور اگر کسی قوی اور سخت آدمی کو کوفہ کا حاکم کرتا ہون تو اوسکے ساتہہ بدکلامی سے پیش آتے ہین۔ بعد اسکے آپنے عمار کو معزول کرکے مغیرہ بن شعبہ کو حاکم کوفہ کرکے روانہ فرمایا۔ پہر جب حضرت عثمانؓ کا دور خلافت آیا اہل کوفہ نے حسب عادت قدیم اپنے پہر شکایت کی اور انکی نسبت یہہ الزام قائم کیا کہ مغیرہ رشوت لیتے ہین اور مقدمات مین ناحق فیصلہ کرتے ہین۔ اس صورت مین جناب عثمان رضؓ نے مغیرہ بن شعبہؓ کو معزول کرنا ہی مناسب جانا اگرچہ اہل کوفہ کی یہہ نری افترا پردازی تہی۔ معترضین سے تعجب ہے کہ جب مغیرہؓ کو خود کافر کہتے ہین تو پہر جناب عثمان رضؓ پر انکی معزولی کا طعن محض بیجا و ناروا ہے۔ انکو تو اور خوش ہونا چاہیئے اور جناب عثمانؓ کی مدح و ثنا کرنا لازم ہے کیونکہ آپنے بزعم انکے ایک کافر کو حکومت سے معزول کیا۔

ہمنے وجوہ معزولی بیان کردیئے اور جواب شافی دیدیا۔ علاوہ اسکے ہم کہتے ہین کہ جناب عثمان رضؓ سے پیشتر حضرات شیخین رضؓ اور آپکے بعد جناب علی مرتضی رضؓ اپنے اپنے عہد خلافت مین جسکو اپنے نزدیک شایان امارت سمجہتے تہے حکومت دیتے تہے اور جس کو

اس قابل نہ سمجھتے معزول کرتے تھے۔ قدیم سے یہی دستور تھا اور بعد میں بھی یہی طریقہ جاری رہا۔ عزل و نصب عمال میں خلیفہ وقت کی رائے کافی تھی اسمین کوئی حرف گیری کا موقع نہین۔ دیکھو جناب فاروق رضؓ نے جناب خالد بن ولید رضؓ کو شام سے معزول کیا اور اونکی جگہ حضرت ابو عبیدہ رضؓ کو حاکم کیا۔ عمار رضؓ کو کوفہ سے معطل کیا اونکی جگہ مغیرہ رضؓ کو بھیجدیا۔ اسی طرح جناب علی مرتضی رضؓ نے قیس بن سعد کو امارت مصر سے علیحدہ کرکے اشتر نخعی کو مصر کا حاکم کیا۔ حضرت معاویہ رضؓ کو جناب عمر فاروق رضؓ نے عامل کیا تھا۔ انھون نے جزیرہ اور دیگر بلاد حدود روم تک فتح کیا اور بعد خلافت فاروقی کے جزیرہ قبرس بھی فتح کرلیا اور ایک ہزار غلام قیدی بنا لئے اور بیشمار نقد و اصناف مال لوٹ مین حاصل کیا۔ انکے عادات و خصال محمود و مرغوب تھے۔ انکی رعایا اور لشکر سب انسے راضی و خوشنود رہے جناب عثمان رضؓ نے بھی انکو انکی امارت و حکومت پر قائم رکھا (تاریخ خمیس)

امام کا منصب کام اور اوسکو سزاوار یہہ ہے کہ جسکو جس کام کے لائق جانے وہ کام اوسکے سپرد کردے۔ علم غیب امام کے واسطے اہل سنت کے نزدیک شرط نہین ہان حضرات شیعہ کے نزدیک امام کا غیب دان ہونا ضرور ہے۔ جناب عثمان رضؓ نے جسکو اپنے علم و تجربہ سے نیک جانا۔ کام کے لائق سمجھا۔ امین و عادل معلوم کرلیا اور اوسکو ہر طرح اپنا مطیع و فرمانبردار پہچان لیا تو ریاست و امارت اوسکو دی۔ تاریخی واقعات پر نظر کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے عمال آپکی اطاعت مین۔ فوج کشی اور ملک گیری مین چستی و چالاکی مین۔ عدم آرام طلبی عدم کاہلی مین ہر ایک بے مثل و نادر زمانہ تھے۔ ادنی سی بات ہے صرف ایک ہی امر پر قیاس کرنے سے عقدہ کہلا جاتا ہے کہ جانب مغرب اندلس تک اسلام کی حد پہنچ گئی۔ جانب مشرق کابل۔ بلخ۔ روم تک پھیل گیا۔ رومیونکے ساتھہ خشکی

اور دریا کی لڑائیان لڑکر اونکے چھکے چھڑا دیئے اور اونپر غالب آئے۔ عراق۔ عجم۔
خراسان کو جو ہمیشہ عہد خلافت فاروقی مین جائے فتنہ و فساد تھے اس طرح صاف کیا
اور خس و خاشاک سے پاک کیا کہ کسیکو سر ہلانے کی مجال نہ رہی۔ خیال شرارت تک صفحہ
سینہ سے بالکل محو و نابود ہوگیا۔ پھر اگر ان عمال و حکام سے بعض امور مین برخلاف
ظن و گمان جناب عثمانؓ کچھ قصور ظاہر ہوا تو آپکا کیا قصور رہے۔ اگر آپنے عمال کی
شکایت سنکر سکوت بھی فرمایا تو محض اس غرض سے تھا کہ امر واقعی ثابت ہوجاسے تاکہ
اوسکا تدارک مناسب ہو۔ سکوت کرنے اور فوراً گرفت نہ کرنے کی وجہ یہہ تھی کہ عمال
کے دشمن بہت ہوتے ہین کیونکہ جسکے خلاف مرضی کارروائی ہوئی وہی ناخوش ہوا
اور لگا دشمنی کرنے۔ زبان خلق خدا بالخصوص رعایا کی زبان عمال کے حقمین بے طرح
روان ہوتی ہے۔ اسواسطے عمال کی بحالی و برطرفی مین عجلت کرنا باعث خرابی ملک و
سلطنت ہے۔ جب جناب عثمانؓ کو خیانت و برائی عامل کی بطور تحقیق و قرار واقعی
ثابت ہوگئی فوراً آپنے اونکو موقوف کر دیا۔ الحاصل جناب عثمانؓ کی حسن تدابیر مین
کسی قسم کا شبہ و شک نہین۔ آپکے جو ذمہ تھا آپنے اوسکو ادا کیا۔ البتہ آپ کی تدبیر
تقدیر الٰہی کے موافق نہ تھی لہذا باب فتنہ و فساد کے بند کرنے مین آپ عاجز رہے
اسمین آپکا کوئی قصور نہین۔ جناب عثمانؓ اور جناب علیؓ دونون صاحبونکا ایک ہی
حال ہے۔ قدم بقدم سر مو فرق نہین۔ ہر چند جناب علیؓ عمدہ تدابیر اور مشوری انتظام
امور ریاست و خلافت مین کرتے رہے لیکن چونکہ تقدیر موافق نہ تھی کوئی تدبیر پیش نہ گئی
اور امور ریاست خلل پذیر ہوتے رہے۔ عمال و حکام کے بارہ مین بھی دونون
صاحبونکا حال یکسان ہے۔ صرف اسقدر فرق ہے کہ جناب عثمانؓ کے عمال آپکے

مطیع وفرمانبردار تھے۔آپکی محبت ووفاداری کادم بھرتے تھے۔اچھے اچھے کام انجام دیتے تھے۔مال غنیمت اورخمس ہمیشہ پے درپے دارالخلافت کوبھیجا کرتے تھے جس کی بدولت تمام اہل اسلام مالدار ہوگئے اورعیش وعشرت مین بیفکری کے ساتھہ دن گذارنے لگے اورآخرکار یہی فزونی عیش وآرام سبب گمراہی وفساد ہوا اوراپنے امام برحق پرخروج کیا۔جناب علی مرتضیٰ رضہ کے عمال آپکے بالکل خلاف تھے۔آپکی اطاعت سے باہر۔جوکام اونکے متعلق ہوتا ابتروخراب کرتے اپنے ہی اعمال کی شامت مین ہرطرف سے شکست خوردہ ذلیل وخوار ہوکر خیانت وروسیاہی لیکر بھاگتے پھرتے تھے۔باقی رہا یہ کہ جناب عثمان رضہ نے اپنے اعزہ واقربا کو والی ملک کیا تھا توجناب علی مرتضیٰ رضہ کے عمال بھی آپکے اقارب تھے دوسرونکو کیا دیکھنا اوراونپر اس معاملہ مین عیب گیری کرنا کیا ضرور ہے۔دیکھو نہج البلاغۃ جوحضرات شیعہ کے نزدیک اصح کتب ہے اوربڑی معتبر اوسمین جناب علی رضہ کا خط جواپنے عزیز چچازاد بھائی کولکھا ہے قابل ملاحظہ ہی عبارت اوسکی بعینہ رقم ہوتی ہے۔یہہ نامہ آپکا مشہور اوراکثر کتب امامیہ مین مسطور ہے۔

امابعد۔فانی اشرکتک فی امانتی۔وجعلتک شعاری وبطانتی ولم یکن فی اھلی رجل اوثق منک فی نفسی لمواساتی وموازرتی واداء الامانۃ الی۔ترجمہ۔مین نے تمکو اپنی امانت مین شریک کیا اپنے ظاہروباطن پرآگاہ کیا۔مین اپنے نزدیک اپنے تمام گھروالونمین سے تمپر بھروسہ رکھتا تھا اوراپنا خیرخواہ اورقابل صلاح ومشورہ اوراہل امانت سمجھتا تھا۔اس عبارت پرغورکرو اورجناب علی رضہ کا حسن ظن اوس روسیاہ کے حق مین دیکھو کہ کس درجہ تھا۔آگے چلکر فرماتے ہین۔

فلما رائیت الزمان علی ابن عمک قدکلب۔والعدو قدحرب

وامانة الناس قد خربت۔ وهذه الامة قد فتكت وشغرت۔ قلبت لابن عمك ظهر المجن ففارقته مع المفارقين۔ وخذلته مع الخاذلين وخنت مع الخائنين۔ فلا ابن عمك واسيت۔ ولا الامانة اديت وكان لم يكن الله تريد بجهادك وكان لم يكن على بيّنة من ربك وكانك فكيد هذه الامة عن دنياهم۔ وتنوى غرّتهم عن فيئهم فلما لكنتك الشدة فى خيانة الامة اسرعت الكرة۔ وعاجلت الوثبة واختطفت ماقدرت عليه من اموالهم المصونة لارامِلهم وايتامهم اختطاف الذئب الازل دامية المعز الكسيرة۔ فيحمله الى الحجاز رحيب الصدر يحمله غير متأثم من اخذه۔ كانك لا ابا لك۔ احرزت تراثك من ابيك وامّك۔ فسبحان الله اوما تؤمن بالله اوما تخاف من نقاش الحساب۔ ايها المعدود من كان عندنا من ذوى الالباب كيف يشبع طعاماً وشراباً وانت تعلم انك تاكل حراما وتشرب حراماً وتبتاع الاماء وتنكح النّساء من اموال اليتامىٰ والمساكين والمؤمنين والمجاهدين الذين افاء الله عليهم هذه الاموال واخضر لهم هذه البلاد۔ فاتق الله۔ واردد هٰؤلاء القوم اموالهم فانك ان لم تفعل فامكننى منك۔ لاعذرنّ الى الله فيك ولاضربنك بسيفى الذى ماضربت به احد الّا دخل النّار۔ ترجمہ۔ جب تونے زمانہ کو دیکھا کہ تیرے ابن عم پر غضبناک ہوا اور دشمن آمادہ جنگ ہوا اور لوگوں کی امانت داری خراب وبرباد گئی اور اس امت کو شکستگی آگئی اور قابل اصلاح نہ رہی تونے اپنے چچا کے

لڑکے پر ڈہال کی پشت کر دی اور جدا ہو جانیوالی جماعت کیساتہہ توبہی اپنے بہائی سے جدا ہوگیا اور ذلیل کرنیوالو نمین ملکر توبہی ذلیل کرتا ہے اور خائنون کے ساتہہ ہو کر توبہی خیانت کرنے لگا۔ تونے اپنے بہائی کی غمخواری نکی اور نہ امانت واخوت برادری کو ادا کیا اور تو بیخوف وخطر ہوا گویا تونے اپنے جہاد مین خدا کا ارادہ نہین کیا اور خدا کی راہ واضح پر تو نہ تہا۔ تو اس امت کو انکی دنیا مین دینا چاہتا ہے اور اونکو غفلت مین ڈالکر اونکا مال اڑانیکی فکر مین ہے جب تجہکو اس امت کی خیانت کرنیکی پوری طاقت اور قوت ہوگئی تو نے بہت جلد اپر حملہ کر دیا اور نہایت عجلت کے ساتہہ اپر کو دپڑا جیسے بہیڑیا زخمی بکری بدحال خون آلودہ۔ استخوان شکستہ اوٹہا لیجاتا ہے اسیطرح تو وہ مال جو یتیمون اور بیواؤن کا حق ہے کیلئے خزانہ ملک حجاز کو لئے جاتا ہے۔ بہیڑیئے کو بکری کے پکڑنے اور چیر پہاڑ کر کہا لینے مین کچہہ بہی تکلف اور اصلا خیال گناہ نہ تہا۔ تیری وہ حرکتین ہین کہ گویا تو بغیر باپ کے ہوا ہے اور تونے اپنے والدین کی میراث حاصل کی سبحان اللہ۔ تو اسقدر رنڈ رہو گیا ہے۔ کیا تو معاد اور جزاے قیامت کے دنپر ایمان نہین لایا۔ کیا تو حساب لکہنے والے سے نہین ڈرتا۔ اے مردکم عقل تجہکو تو مین نے اہل عقل سے شمار کیا تہا تو کس طرح پیٹ بہر کر کہاتا پیتا ہے حالانکہ تجہکو علم ہے کہ جو کچہہ تو کہاتا پیتا ہے وہ حرام ہے تو یتیمون مسکینون۔ مسلمانون اور مجاہدون کے مال سے جو خدا نے اونکو عطا فرمایا ہے اور اوسنے یہ ملک اور زمین لوگونکے واسطے سرسبز وشاداب کیئے ہین لونڈیان خریدتا اور عورتونسے نکاح کرتا ہے۔ اے ظالم خدا سے ڈر اور اونکا مال وسنکے حوالہ کر خبردار اگر تو ایسا نکرے گا اور اپنی حرکات ناشایستہ سے باز نرہیگا تو یاد رکہیو خداے عزوجل نے مجہکو تجہپر ہر طرح کی قدرت دی ہے۔ مین خدا کے روبرو تیری

مقدمہ مین عذر کر لونگا - (یعنی میرا عذر بارگاہ ایزدی مین تجھکو تعذیب دینے کا قائل تمام
ہوگا کیونکہ تو سخت ظالم و بدکردار ہے تیرا قتل کرنا آسان ہوگا اور تجھکو اس تلوار سے
ٹھنڈا کردونگا یہ وہ تلوار ہے جس سے مین نے جسکو بھی قتل کیا وہ سیدھا دوزخ مین گیا -

اس خط کے تمام مضمون پر بغور تامل کرنا چاہیے تاکہ خیانت و خیانت عمال روسیاہ
بدبخت کی معلوم ہو - اس قسم کی خیانت و خیانت جناب عثمان کے کسی عامل کی کہیں
منقول نہین بالخصوص لوگونکے مال کہا جانا اور اپنے خلیفہ عزیز سے بہاگ جانا اور اوس
پر سر پرخاش ہونا - جناب علی ؑ کے عاملونمین ایک اور شخص منذر بن جارود عبدی
نام تہا جو نہایت درجہ خائن - بے اعتبار - دزد و مکار تہا جناب امیر ؑ نے اوسکو
بہی ایک پندنامہ لکہا ہے جسکا ترجمہ کتب معتبرہ شیعہ سے منقول ہوتا ہے " تیرے باپ کی
نیکی و صلاحیت نے تیرے بارہ مین مجہکو فریب مین ڈالا - تیرا یہ خیال کہ تو اپنے باپ کی راہ پر
ہے اور اوسکے طریق پر چلتا ہے غلط ہے - تو تو اونہین فعلونمین مبتلا ہے جنکی بابت مجھے
شکایت پہونچی ہے - اپنے نفس کی خواہش مین خبردار فرمانبرداری و اطاعت سے باز نہ رہنا
اور اپنی آخرت کو سرکشی و گمراہی ڈہونڈہ کر تباہ نہ کرنا - کیا تو اپنی آخرت برباد کرکے اپنی
دنیا کو آباد کریگا اور اپنے دین کو قطع کرکے اپنی لغزش اور خطاؤنسے پیوند دیگا " گروہ پر
شکوہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک جناب عثمان ؓ اور جناب علی ؓ مین اس باب مین کوئی فرق
نہین ہے - دونون صاحبون کے ذمہ حقوق خلافت تہے - دونون حضرات نے ادا کیے
اور اپنے حسن ظن پر عمل کرکے جسکو اپنی رائے و تجویز سے اہل عمل جانا عامل و حاکم کیا -
علم غیب خاصہ خداوند تعالی ہے حضرات پیغمبر علیہم السلام کو بہی حال ظاہر پر نظر کرنیکا حکم
تہا لہذا وہ بہی اہل نفاق کے ظاہری احوال پر فریفتہ ہوگئے اور جبتک وحی آلہی سے

اونکا حال معلوم ہنوا اونکو دیندار سمجھتے رہے - قولہ تعا و لیمحص اللہ الذین آمنوا -
و قولہ تعالیٰ - ما کان اللہ لیذر المؤمنین علیٰ ما انتم علیہ حتیٰ یمیز الخبیث
من الطیب - شاہد مدعا ہین - امام کیواسطے غیب دان ہونا ضرور نہین تاکہ اپنے گمان و
ظن مین خطا نہ کرے اور جو جس شخص سے ہونیوالا ہے جان لے - بس اوسکا کام تو صرف
اسقدر ہے کہ اپنے حسن ظن سے عمال کے چال چلن کو خوب دیکھہ بہال کر امارت
اونکے حوالہ کرے - اگر اسکی تشخیص نے غلطی کی اور وہ عامل نا اہل نکلا اور اوسنے ناحق
کارروائیان کین امام وقت اس مواخذہ سے بری ہے اور اوسپر حرف گیری کرنا اور طعن و
لعن سے پیش آنا ناجائز ہے - البتہ جب تحقیقات سے عمال کی بداطواری ثابت ہوجاے
پہر اونکو عمل پر قائم رکہنا سراسر جور و بعید از عدل و انصاف ہے - ایسا تو نہ جناب عثمان رضنے
کیا اور نہ جناب علی رض سے ثابت ہوا ہے - اہل شیعہ کے نزدیک اس مسئلہ مین بڑا فرق ہے
وہ کہتے ہین کہ مثلاً جناب امیرالمومنین علی ع کو قبل از ظہور خیانت عامل یہہ علم تہا کہ فلان خائن
ہے اور وہ ضرور خیانت کریگا انکے نزدیک احوال زمانہ استقبال و ماضی امام کو معلوم ہوتا ہی
اور یہہ مسئلہ انکے نزدیک متفق علیہ ہے - محمد بن یعقوب کلینی اور انکے دوسرے علمانے
اس مسئلہ کو روایات مختلفہ اور طرق متعددہ سے ثابت کیا ہے پس بربناے مذہب شیعہ
جناب علی ع انکے نزدیک دیدہ و دانستہ مفسدون اور خائنونکو والی مسلمانان کرتے رہے
اور وہ عمال بدخصال مسلمانونکے حقوق اور اونکے مال کہا پی کر صاف کر ڈالتے اور جب
اونسے ان معاملات مین بازپرس کیجاتی بہاگ جاتے تہے - جناب علی رض کی جانب سے بجز
پندنامہ و وعظ و نصیحت کے اسکا مناسب تدارک نہ ہوسکتا تہا اور چونکہ جناب عثمان رض
امام برحق نہ تہے براہ نادانی و جہالت اپنے حسن ظن سے عاملونکو کام سپرد کرتے اور جب

اونسے خیانت صادر ہوتی آپ اپنے کیئے پرنادم وپشیمان ہوتے تھے۔ واہ صاحب واہ کیا اچھا مسئلہ نکالا جس سے اپنے امام برحق کو خطا کار ٹھیرایا۔ یہہ آپ ہی لوگونکی جرأت و ہمت ہے۔ آفرین وصد آفرین۔ اب جناب علی مرتضیٰ رضؓ کے دوسرے عامل کا قصہ سنئے آپکی ذات بابرکات تو مجمع کمالات ومنبع حقائق ہے اور آپکی محبت واطاعت باعث ترقی نور عرفان اور علامت دین وایمان ہے دیکھیئے باوصف اسکے آپکے خاندان والونکے ساتھ اوس عامل بدکردار نے کیا سلوک کیا۔ وہ عامل مردود بارگاہ خدا ولدالزنا زیاد بھیا ہے یہہ مردک عہد خلافت مرتضوی مین تمام صوبہ فارس کا حکمران تہا۔ ملک شیراز بہی اسکے تحت حکومت مین تہا۔ یہہ بہیا اپنے ولدالزنا ہونے پر فخر کرتا اور اوسکو بلند آواز سے کہتا تہا اور اپنی والدہ ماجدہ پرکہ ایک لونڈی سمیہ نام تہی زنا کی گواہی دیتا تہا۔ اسکی حکایت یہہ ہے کہ حضرت ابوسفیانؓ جناب معاویہؓ کے والد نے زمانہ جاہلیت مین ایک کنیز سمیّہ نامی سے جو حارث ثقفی طبیب کی لونڈی تہی تعلق ورسم الفت پیدا کی۔ رات دن اوسکے پاس انکی آمد ورفت لگی رہتی اور خواہش نفسانی ومرادات دلی خاطر خواہ اس سے پوری ہوتی رہین اوسی زمانہ مین اوس کنیز کے لڑکا پیدا ہوا وہ صاحبزادہ یہی زیاد ہین۔ چونکہ وہ عورت حارث کی مملوکہ کنیز تہی اور اوسکا نکاح بہی حارث نے اپنے غلام سے کردیا تہا اوس لڑکے کا لڑکپن مین عبدالحارث لقب پڑگیا جیسا کہ عرب مین دستور تہا کہ لونڈی کی اولاد اسکے آقا کے غلام کے لقب سے مشہور ہوتی۔ جب وہ بڑا ہوا اور سن تمیز کو پہونچا۔ آثار نجابت وبلاغت۔ خوش تقریری۔ لسانی سے ظاہر ہوسے اور لوگونمین ہوشیار ذہین محقیل مشہور ہوا۔ زیرکی وفطانت مین شہرۂ آفاق۔ چالاکی وہوشیاری مین طاق تہا اور کیون نہ ہوتا آخر نطفہ تو شریف کا تہا اگرچہ حرامی سہی۔ ایک روز جناب عمرو بن العاصؓ نے کہا

اگر یہہ غلام قریش کے خاندان مین ہوتا تو تمام عرب کو اپنے عصا سے ایک راہ پر چلاتا۔ ابوسفیان وہان موجود تھے۔ بولے۔ واللہ مین اوس شخص کو خوب پہچانتا ہون جسنے اسکو اسکی مان کے پیٹ مین ٹھیرایا ہے۔ جناب علیؓ بھی وہان تشریف رکھتے تھے فرمایا۔ اے ابوسفیان وہ کون شخص ہے ابوسفیانؓ نے جواب دیا۔ جناب۔ وہ شخص مین ہی ہون۔ حضرت علیؓ نے یہہ سنکر فرمایا۔ اب چپ رہو اور اس ذکر کو جانے دو۔ ابوسفیانؓ نے کہا خبردار رہو اے علی۔ اگر مجھکو کسی شخص کا خوف نہوتا کہ مجھکو وہ دشمنوں مین دیکھے گا تو صخر بن حرب ضرور اس شخص کا پوشیدہ بھید ظاہر کر دیتا اور یہہ گفتگو بکم و کاست ٹھیک ٹھیک ہوتی میرے اور ثقیف کے معاملات دوستانہ اور سلوک باہمی مدت دراز تک رہے ہین اور مین نے اپنے دل کا ثمرہ اوسکے پاس چھوڑ رکھا ہے۔

زیاد نے اس قصہ کو سن لیا تھا۔ بیحیائی سے لوگونکے سامنے علانیہ فخریہ کہتا پھرتا تھا کہ وہ دراصل نطفۂ ابوسفیان اور نسل قریش سے ہے۔ جناب علیؓ نے اسکو ہوشیار کارگذار سمجھکر فارس کا حاکم کیا۔ اسنے انتظام ملک و رفع فساد خوب کیا اور کارنمایان و تدابیر نیک قابل تحسین و آفرین اس سے ظاہر ہوئین اور خوبی انتظام مین یہ مشہور و معروف ہو گیا۔ جناب معاویہؓ نے خفیہ اس سے خط و کتابت کی اور چاہا کہ اسکو اس بات کی طمع دیکر کہ وہ ابوسفیان کا نطفہ ہے اپنا بھائی بنا لینگے اپنا رفیق بنا لین اور جناب علیؓ سے علیحدہ کر لین کیونکہ ایسے سردار خوش تدبیر کا جسکے تابع ایک جماعت بھی ہو اور ایسے چلتے پرزہ کا اپنے حریف سے الگ ہو جانا غنیمت ہے۔ جناب معاویہؓ نے زیاد سے پختہ وعدہ کیا کہ تم میرے پاس چلے آؤ مین تمکو اولاد ابوسفیان سے قرار دیکر اپنا بھائی بنا لونگا کیونکہ دراصل تو ابوسفیان ہی کا نطفہ ہے اور سرداری و شرافت و زیرکی کے آثار

چہرہ بشرہ سے صاف عیان و آشکار ہین۔ جناب علی مرتضی ؑ کو جب اس خط و کتابت و مراسلت خفیہ کی اطلاع ہوئی آپ نے زیاد کو یہہ خط ارقام فرمایا۔ مجھکو معلوم ہوا ہے کہ معاویہ رضؓ نے تجھکو خط لکھکر بہکانا چاہا ہے۔ تیری عقل کو پہسلاتا ہے اور تیری تیزی و چالاکی کو کند کرنا چاہتا ہے خبردار اوسکی چالاکیون سے ڈرتا رہنا۔ وہ مثل ایک شیطان کے ہے کہ مرد کے آگے پیچھے۔ دائین۔ بائین۔ سے آجاتا ہے تاکہ اچانک غفلت مین آکر اوسکو بیخبری مین لوٹ لیجاوے۔ پہر مین کہتا ہون اوس سے ڈرتا رہ۔ خبردار اوس سے حذر کر جناب فاروق رضؓ کے زمانہ مین ابو سفیان رضؓ نے جو کچھہ باتین کی ہین تو اون باتون پر جاکر معاویہ کے دم مین نہ آجانا اور اوسکا مطیع نہ ہوجانا۔ ابو سفیان کے بیان پر عمل کرنا وہ ایک نفسانی خواہش اور شیطان کی گھات تہی جسمین وہ مبتلا ہوے۔ اوس فعل سے نہ تو نسب ثابت ہوتا ہی اور نہ میراث کا استحقاق حاصل ہوتا ہے۔ اس تعلق ناجائز کا کوئی ثمرہ نہین اور یہہ رشتہ لگانا اور تعلق ڈہونڈہنا مثل اوس شخص کے ہے جو کسی سے مصروف ہونا چاہے اور وہ اوسکو اپنے سے دفع کرے۔ یا کوئی چیز معلق لٹکا دی جاے کہ وہ تذبذب کی حالت مین ہو نہ ادہر نہ اودہر۔ یہہ خط زیاد کے پاس پہونچا مگر قربان اس بیحیائی کے کہ اس کو پڑہکر بہت خوش ہوا اور فخر یہہ کلمات اپنی زبان سے کہے۔ ورب الکعبۃ اشھد لی ابو الحسن بانی انا ابن ابی سفیان۔ برب کعبہ ابو الحسن جناب علی رضؓ گواہ ہین کہ مین ابو سفیان کا بیٹا ہون۔ یہہ زیاد کی کمال بیحیائی تہی کہ آپکی تحریر اپنے ثبوت نسب کی دستاویز بنائی۔ زیاد تا زمانہ شہادت جناب علی مرتضی بہر حال آپکا تابع فرمان رہا اور ہر امر مین ظاہرداری کرتا رہا بعد شہادت جناب اسد اللہ الغالب جب حضرت امام حسن رضؓ نے خلافت و سلطنت جناب معاویہ رضؓ کو سپرد فرمائی اور آپ اس سے

کنارہ گزین ہوئے تو حضرت معاویہؓ کو موقع ہاتھ آیا۔ چونکہ زیاد سردار عظیم الشان تھا اور اسکے ساتھ ایک گروہ اسکے موافق اور مطیع تھا۔ خود بھی مدبر۔ خوش تدبیر۔ شجاع۔ زیرک و دانا تھا اور بادشاہ ہو تو اسکو ایسے شخص کی ضرورت رہا ہی کرتی ہے حضرت معاویہؓ نے اسکے ملانے مین کوشش واقعی کی۔ انکی غرض یہہ تھی کہ یہہ کام کا آدمی ہے جس طرح جناب علیؓ کے وقت مین خدمات شایستہ اور نمود و شہرت کے کام کرتا رہا ہے میری رفاقت مین بھی اپنی ذاتی لیاقت و کمال ہوشیاری سے مشکل مہمات مین سرگرم رہے۔ صرف اوسی ایک بات پر جو ابو سفیانؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ اور جناب علیؓ کے روبرو کہی تھی زیاد کے بہکلانے کے واسطے اپنا بھائی ہونیکا اقرار کر لیا اور ۴۴ھ سے کاغذات وغیرہ مین زیاد بن ابی سفیان لکھا گیا۔ عام منادی کرادی گئی کہ سب لوگ زیاد بن ابوسفیان کہا کرین۔ اب شرارت اس زیاد کی ملاحظہ ہو۔ بعد جناب علیؓ کے سب سے پہلا کام اوسنے یہہ کیا کہ جناب علی مرتضیٰؓ کی اولاد کے ساتھہ عداوت کی۔ جناب امام حسنؓ کے حیات مین تو کسیقدر انکی مروت کرتا تھا مگر آپکے بعد جب منجانب امیر معاویہؓ والی عراق ہوا اور کوفہ مین اسکا پورا پورا تصرف و تسلط ہو گیا تو سب سے پیشتر سعید بن شریح کے درپے ہوا جو جناب علی مرتضیٰؓ کے خالص محب اور سچے مخلص تھے اور خاندان اہل بیت کے جان نثار و ہواخواہ تھے۔ اپنے جھوٹے الزام لگا کر چاہا کہ انکا گھربار ضبط کرلے۔ سعید اسکی نیت اور ارادہ سے مطلع ہو کر کوفہ چھوڑ کر بھاگے اور سیدھے مدینہ منورہ جناب امام حسینؓ کی خدمت مین پہونچکر آپکے دامن حمایت مین آگئے۔ کوفہ چھوڑتے ہی انکا گھر زیاد نے ضبط کر لیا اور جو کچھہ نقد و جنس ہاتھہ آیا سب پر قبضہ جما لیا۔ مال و اسباب لیکر مکان مسمار کرا دیا۔ جب یہہ خبر وحشت اثر جناب امام حسینؓ کو پہونچی آپنے اس خیال سے

کہ زیاد قدیم خانہ زاد ہے جناب علیؓ کا ساختہ پرداختہ اور آپکا نمک پروردہ ہو کہانتک
بیحیائی کریگا اور بیوفائی اور نالائقی کے ساتھہ پیش آویگا ایک خط سعید بن شیخ کی
سفارش مین زیاد کے نام لکھا جسکے یہہ الفاظ ہین۔ یہہ خط حسینؑ بن علیؑ کی جانب سے
ہے بنام زیاد۔ تونے ایک مرد مسلمان کے ساتھہ بدسلوکی کی اوسکا گھر کھود ڈالا
اور اوسکا مال و اسباب ضبط کرلیا۔ جسوقت یہہ میرا خط تیرے پاس پہونچے فوراً اوسکا گھر
بنوادے اور اوسکا مال واسباب سب واپس کردے۔ وہ میری پناہ مین آیا ہے
میری سفارش اوسکے بارہ مین قبول کر۔ اوس کافر نعمت ناحق شناس نے آپکے
خط کے جواب مین یہہ الفاظ لکھے۔ یہہ خط زیاد بن ابی سفیان کی طرف سے حسین بن
فاطمہؓ کے نام ہے اما بعد۔ تمہارا خط میرے پاس آیا اوسمین تمنے اپنے نام سے
شروع کیا ہے اور اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھا ہے حالانکہ تم طالب حاجت ہو اور
مین سلطان تم رعیت ہو مین بادشاہ۔ یہہ خط تمہارا میرے نام ایک فاسق کی سفارش
مین ہے اوسکو جگہہ نہ دیگا مگر فاسق جو ویسا ہی ہو اور وہ فاسق سے بھی بدتر ہے جبکہ
تمہارے پاس آیا۔ تمنے اوسکو اپنی پناہ مین لیا اور اپنی رضامندی سے اپنے پاس
ٹھیرایا ہے خدا کی قسم مجھسے پہلے کسیکا ہاتھہ اوسپر نہ پہونچے گا اگرچہ وہ تمہاری گوشت
اور پوست کے درمیان ہو۔ محبوب ترین گوشت مین وہ گوشت جسکو مین کھاؤن البتہ وہی
گوشت ہے جسمین تم ہو۔ سعید بن شریح کو اوس شخص کے سپرد کردو جو تمسے زیادہ اوس کا
حقدار ہے اگر مین چاہونگا اوسکا قصور معاف کردونگا کچھہ تمہاری سفارش قبول
کر کے نہین بلکہ اپنی خوشی سے اور اگر چاہون اوسکو مار ڈالون اور اوسکا قتل کرنا
نہ ہوگا مگر اسوجہہ سے کہ وہ تمہارے باپ سے محبت رکھتا ہے۔ جب یہہ ناپاک خط

جسکے لکھنے والے کی جزا و سزا خدا کے انصاف پر ہے۔ جناب امام حسین رضؓ کی خدمت مین
پہونچا آپنے بجنسہ جناب معاویہ رضؓ کے پاس اپنے خط کے ساتھہ ملفوف کر کے روانہ کر دیا
اور لکھا کہ مین نے زیاد کو اس قسم کا مضمون سعید بن شریح کی سفارش مین لکھا تھا۔ اوسکے
جواب مین اوسنے یہہ خط بھیجا ہے۔ آپ ہی ملاحظہ کرین۔ جناب معاویہ رضؓ زیاد کا خط دیکھتے ہی
آگ بگولہ ہو گئے اور خاص اپنے ہاتھہ سے زیاد کو یہہ خط لکھا۔ وہ یہہ خط معاویہ رضؓ کیجانب سے
زیاد کے نام ہے۔ اما بعد حسین بن علی رضؓ نے تیرا خط اونکے خط کے جواب مین جو کہ درباب
ابن شریح اونھون نے تجھکو لکھا تھا میرے پاس بھیجا۔ مین نے اوسکا مضمون پڑہا۔ مین
خوب جانتا ہون (تو چونکہ دوغلا ہے لہذا) تیری راے و عقل بھی دو عقلونمین ہے۔
ایک راے ابوسفیان کی دوسری راے سُمَیَّہ کی ابوسفیان کی راے تو حلم اور عالی
ہمتی ہے اور سُمَیَّہ کی راے ظاہر ہے جیسی وہ تھی اور جیسی کہ لونڈیونکی عقل ہوتی ہے
ویسی ہی اوسکی راے و تدبیر ہو گی۔ اسی راے و تدبیر سے تو نے جناب حسین رضؓ کو خط
لکھا ہے۔ تو اونکے باپ کو گالی دیتا اور اونپر فسق کی تعریض کرتا ہے۔ مین اپنی زندگی
کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ حسین تو نہین البتہ تو ہی فسق و فجور کے قریب ہے اور تیرا باپ غلام
جسکی طرف تو دراصل منسوب ہے حسین رضؓ کے باپ کے مقابلہ مین فاسق و بدکار ہو گا۔ اگر حسین رضؓ
نے اپنے کو تجہسے بڑا جان کر اپنا نام شروع خط مین لکھا تو کیا مضائقہ اس سے تیری کوئی
ہتک نہین ہوئی۔ حسین رضؓ کی سفارش تو نے قبول نہ کی بلکہ اپنے سے اولیٰ و افضل کے
حوالہ کی لہذا مین حکم دیتا ہون کہ جسوقت میرا خط تیرے پاس پہونچے۔ جو کچھہ مال و اسباب
نقد و جنس سعید بن شریح کا تو نے ضبط کر لیا ہے فوراً چھوڑ دے۔ اوسکا گھر ازسرنو پھر
بنوا دے کسی طرح کا تعرض اوس سے نہ کر اور جو کچھہ مال و عیال اوسکا ہے سب اوس

کردے۔ مین نے حسینؓ کو لکھ دیا ہے وہ ابن شریح کو اس حال سے خبر دینگے۔ ابن شریح چاہے مدینہ مین رہے اور اگر منظور ہو تو اپنے گھر واپس آوے۔ تجھکو کسی طرح اوسپر زیادتی کرنے اور دباؤ ڈالنے کی مجال نہین ہے۔ نہ ہاتھ سے نہ زبان سے اور تو نے جناب حسینؓ کے نام خط لکھا اونکو اونکی مان کی جانب منسوب کیا اور باپ کی نسبت اوڑادی حسینؓ کو اے کمبخت۔ تو نہین جانتا۔ وہ ایسے شخص ہین کہ اونکی نسبت بُری اور گندہ بات نہ کہنی چاہیئے۔ کیا تو اونکے باپ کو ذلیل سمجھتا ہے۔ تو جانتا ہے کہ وہ کون ہین۔ جناب علی بن ابی طالب۔ اونکو اونکی والدہ ماجدہ کی جانب منسوب کرتے مین کسی طرح کا عار نہین۔ والدہ اونکی کون ہین جناب فاطمہ زہرا بنت رسول خدا صلعم ہین پس یہہ تو اونکا بڑا فخر ہے اگر تجھکو عقل ہے۔"

زیاد کی شرارت وخباثت کا اظہار اور اسکی ناپاک اولاد کی بدذاتی بخاندان جناب علیؓ سے عداوت وبغض۔ بالعموم سب مسلمانوں کے حق مین کینہ علی الخصوص عبید اللہ قاتل حضرت امام حسینؓ کی شرارت۔ زبان قلم سے ممکن نہین کہ لکھے اور حد بیان سے باہر ہے حضرات شیعہ کے نزدیک اس مسئلہ مین بڑی مشکل درپیش ہے اور کوئی جواب وتسلی بن نہین پڑتا۔ کیونکہ زیاد ولد الزنا تھا اور شیعہ کے مذہب مین جو شخص نطفہ حرام ہو وہ نجس العین ہے باوجود اسکے جناب علی مرتضیٰؓ نے اوسکو فارس اور مسلمانون کے لشکر کا افسر وحاکم کیا تھا۔ زیاد اپنے عہد حکومت مین نماز پنجگانہ جمعہ عیدین مین امامت کرتا تھا جیسا کہ اوسکے ذمہ واجب تھا یہی حرامی ولد الزنا پیش امام ہوتا اور تمام مسلمانون اور خلق خدا کی نمازین تباہ کرتا رہا۔ کتب امامیہ مین بہ تصریح مذکور ہے کہ ولد الزنا کی امامت سے نماز نہین ہوتی۔ دیگر عمال کے عزل ونصب کی بابت یہہ جواب ہے کہ معزولی۔

برطرفی - تقرری - بحالی - یہہ سب امام کا فرض منصبی ہے جو امام کی راے مین مستحسن ہو اور عامہ خلائق کے حق مین مفید سمجھے وہ کرے - امام پر واجب نہین کہ عمال سابق کو بحال رکھے ورنہ امام کی ذلت وحقارت کا خوف ہے کیونکہ ہرایک عامل سابق کو یہی زور ہوگا کہ مجھکو خلیفہ وقت کسی طرح موقوف نہین کرسکتا اوراس زعم پر جو کچھ چاہیگا کرگذریگا - البتہ بلاوجہ وبے قصور عامل کو معزول کرنا نہ چاہیئے - جناب عثمان رضؓ نے اپنے عہد مین عمال سابق مین سے بلاوجہ کسیکو موقوف نہین کیا بلکہ وجہ معقول اور حجت ملزم کیساتھہ برطرف کیا ہے کتب تواریخ مین مفصلاً وجوہ اسکے مرقوم ہین جنکے دیکھنے سے آپکی حسن تدبیر اور راے صائب ظاہر ہوتی ہے - فی الواقع جن صاحبونکو آپنے معزول کیا اور جنکو اپنے عہد خلافت مین مامور کیا انکے عزل ونصب مین بڑے بڑے ملکی انتظام وفتوحات بیشمار حاصل ہوے - خلافت کا رنگ ہی بدل گیا - عساکر اسلامی کی افزونی ہوئی - قلمرو وحکومت اسلام نے نہایت درجہ وسعت حاصل کی طول وعرض مین اسلامی سلطنت اس قدر بڑھ گئی کہ عہد شاہان عجم وروم مین بہی کسی نے خواب مین یہ ترقی نہ دیکھی ہوگی - قسطنطنیہ سے عدن تک عرضاً اور اندلس سے بلخ وکابل تک طولاً ولایت اسلام پہونچ گیا - اسکی کیا وجہ تھی - یہہ ترقی جناب عثمان رضؓ ہی کی خوبی انتظام سے ہوئی - قاتلان جناب عثمان رضؓ اگر دس بارہ سال اور صبر کرتے اور خاموش بیٹھے رہتے تو سندھ - ہند - ترک - چین مین بہی مثل ایران وخراسان کے نعرہ یا علی یا علی سُن لیتے - بدبخت جفاکار یہہ نہ سمجھے کہ جناب عثمان رضؓ نے اگرچہ بنی امیہ کو مسلط کیا اور اونکے ہاتہون سب کام لئے مگر آخر محمدؐ وعلیؑ کا نام تو ہوا خراسان کے فاتح کون ہین - یہی عبداللہ بن عامر بن کریز ہی تو ہین - مشہد - سبزوار - نیشاپور مین ابتک نعرہ حیدری کے سوا اور آواز کان مین نہین پڑتی - یہہ کسکی بدولت ہے

جناب عثمان رضی اور آپکے عمال خاندان بنی امیہ کے ترک ہیں۔ انہیں پھانہ نہند ستر نہ نہیں پہونچے لہذا ان عمال کے باشندے محمد و علی نہیں جانتے بالخصوص ہندوستان میں تو جز رام کرشن گنیش ماتی درجہ سے کے دو سرا پیر دم قدم انکا نہیں اکثر مقامات میں ایسا ہی کوئی ایسا نہ ملیگا جو جناب رسول خدا اور جناب علی کا نام جانتا ہو اور ان کی نام کی تعظیم کرتا ہو۔ (تحفہ اثنا عشریہ)

وجہ معزولی حضرت ابو موسیٰ سابق میں ہم لکھ چکے ہیں اور دیگر عمال کی معزولی کا جواب سابق میں گذر چکا اب کچھ وجوہ دیگر عمال کی معزولی کے تحفہ اثنا عشریہ سے نقل کرتے ہیں۔

ہم سابق میں مختصراً لکھ چکے ہیں کہ ابو موسیٰ کی جگہہ پر عبداللہ بن عامر بھیجے گئے۔ یہ نوجوان اہل قریش میں ممتاز تھے۔ آثار شجاعت و شرافت۔ لوازم سرداری و ریاست انکے حرکات و سکنات۔ اقوال و افعال سے شروع شباب ہی سے نمایاں تھے۔ انکے حسن انتظام سے دونوں لشکر دشمن بہاند و فی کیند و اغرض تمام رفع دفع ہو گیا۔ احمد بن ابی سیار سے تاریخ مرو میں منقول ہے کہ جب عبداللہ بن عامر فتح خراسان سے فارغ ہوئے تو کہا میں ان فتوحات کے شکرانہ میں خدا کیواسطے اسی مقام سے احرام باندھکر حج کرونگا۔ چنانچہ وہ نیشاپور سے محرم ہوکر روانہ ہوئے۔

ابو موسیٰؓ اور عمرو بن العاصؓ کے معزول کرنے میں جناب عثمانؓ پر طعن و تشنیع حضرت شیعہ کو مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں صاحب تو بزعم شیعہ واجب القتل ہیں ان کو معزول کرنا کون قصور و باعث طعن ہو بلکہ آپ مستحق مدح و ثنا ہیں۔ اہل ظرافت نے شیعہ کی جانب سے اس اعتراض کی تقریر یوں کی ہے کہ جب یہ دونوں صاحب واجب القتل تھے تو

جناب عثمان رضہ نے قتل کیون نہ کیا صرف معزولی پر ٹالا۔ آپکو قتل کرنا سزاوار تھا۔ اگر آپ
انکو قتل کرڈالتے تو بروز جنگ جناب علی رضہ او نجیب دونون جانب سے یہی دونون صاحب
علم قرار دیئے گئے تو اور انہون نے ایسا فیصلہ کیا جو تمام امت اور امام وقت کے حق مین
مضر نہ وہان دونون نے مطوریہ بہ نہ ہوتا۔ اسکا جواب بھی ظرافت آمیز ہے جناب عثمان رضہ
نے جانا کہ اگر مین انکو قتل کرتا ہون تو میری امامت خاص عام مین پایہ ثبوت کو پہونچ
جاویگی کیونکہ علم غیب امام کا خاصہ ہے اور شیعونکو میری امامت مین کوئی موقع انکار کا
باقی نہ رہیگا۔ چونکہ آپکے فرائض مین حیا و شرم خلقی تھی حضرات شیعہ کی تکذیب صریح سے
شرما گئے اور انکے قتل سے ہاتھ روکا فقط معزولی پر کفایت کی۔ اشارۃً یہ آپ کی صحت
امامت کی دلیل بھی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ آپکا عالم غیب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ حضرات
شیعہ اس موقعہ پر اگر کہین کہ ابوموسیٰ قابل معزولی نہ تھے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو جناب
علی مرتضیٰ رضہ انکو حکم نہ فرماتے اور اون پر صلح وجنگ کا حصر نہ ہوتا تو ہم اسکا جواب یہ دینگے کہ
آپنے مجبوری ولاچاری انکو حکم کیا۔ آپ جانتے تھے کہ یہ قابل معزولی ہین اور اگر بالفرض
آپنے اپنے اختیار وخوشی سے انکو حکم کیا تو جب انسے خطا ظاہر ہوئی معلوم ہوگیا کہ
قابل معزولی ہین۔

فائدہ۔ جناب شیخین رضہ پر حضرات شیعہ کے سوا اور ونکے اعتراض وطعن نہین ہین یا اسیوا سطے
کتب اہل سنت مین جو مطاعن کتب شیعہ سے منقول ہین وہ مطاعن اصول مذہب
شیعہ پر منطبق ہوجاتے ہین برخلاف مطاعن جناب عثمان رضہ کے کہ وہ اکثر اہل شیعہ کے
اصول کے خلاف ہین۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جناب عثمان رضہ کے مخالف اور آپ پر طعن کرنیوالے
دو گروہ ہین شیعہ خوارج۔ پس آپ پر طعن بھی دو طرح ہین۔ ایک قسم اصول شیعہ پر منطبق

ہوتے ہین دوسرے اصول خوارج پر چسپان ہین مگر کتب اہل سنت مین دونون قسم کے طعن
باہم مخلوط مذکور ہین شیعہ بھی بغرض اسکے کہ مطاعن کی تعداد اور شمار بہت ہو دونون
قسم کے مطاعن بلا امتیاز و فرق کے ذکر کرتے ہین۔ اسوجہ سے اکثر طعن جو کتب
شیعہ و اہل سنت مین مذکور ہین اصول شیعہ اور اونکے مذہب کی رو سے سراسر غلط ہین
حضرت ابو موسیٰ رض کی معزولی کا طعن بھی اسی قسم کا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص کے عزل کا
طعن نہ تو مذہب شیعہ پر منطبق ہے اور نہ اصول خوارج پر چسپان ہوتا ہے کیونکہ یہ دونون
فریق عمرو بن العاص کو کافر کہتے ہین۔ اسوقت اگرچہ عمرو بن العاص سے کلمات کفر صادر
نہ ہوے تھے لیکن آخر کو بزعم شیعہ کافر و مرتد ہو گئے۔ انکی معزولی محض جناب عثمان رض کی کرامات
سمجھنا چاہیے یعنی حضرت معاویہ رض کے مقدمہ مین موافق خیال شیعہ انکو بھی موقوف کرنا
ضرور تھا کیونکہ جناب علی مرتضیٰ رض امام برحق سے معاویہ لڑے اور اپنر خروج کیا لہذا جناب
عثمان رض نے عمرو بن العاص رض کی معزولی سے یہ امر ثابت کر دیا کہ آپکو علم غیب تھا عبداللہ بن
سعد بن ابی سرح کی نسبت بربناے مذہب شیعہ آپنے قبل تقرری اسکے جان لیا تھا
کہ یہ کارنمایان کرینگے چنانچہ ایسا ہی ظہور پذیر ہوا۔ اہل تاریخ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن
ابی سرح کی سرداری و حکومت مین پچیس لاکھ اشرفی نقد مال غنیمت ہاتھ آیا جس کا خمس
بیت المال کو روانہ کیا گیا۔ دیگر اسباب پوشاک و لباس و مویشی وغیرہ کا شمار نہین۔
جب فتنہ شہادت جناب عثمان آغاز تھا یہ سرداری سے دست بردار ہوے اور
طرفین سے الگ رہکر کہا مین نے خدا سے عہد کیا ہے کہ کفار کی لڑائی کے بعد
مسلمانون سے نہ لڑونگا۔

پر فتنہ شد جہان و پر آشوب شد زمان		ما از میان رسیدہ کنارے گرفتہ ایم

اب رہا صحابہ کی معزولی اور اونکی جگہہ دوسرونکو مقرر کرنا۔ یہہ بات تو جناب علی مرتضی رض کے عہد خلافت مین ہوتی رہی۔ اکثر عمال صحابہ کو آپنے موقوف کیا۔ دیکھو جناب علی مرتضی رض نے حضرت عمر بن ابی سلیمان رض پسر ام المومنین ام سلمہ رض کو جو جناب رسول خدا صلعم کے ربیب تہے اور آپکی جانب سے بحرین کے صوبہ دار تہے بے تقصیر و بیوجہ معزول فرمایا اور اونکی جگہہ نعمان بن عجلان دورقی کو جو صحابی نہ تہے مقرر کیا۔ یہہ عمر بن ابی سلیمان کے مقابلہ مین باعتبار علم و تقوی۔ عدل و دیانت کے نہایت کم درجہ تہے۔ اونکے عشر عشیر کو بہی نہ پہونچتے تہے خود جناب علی رض کے عزل نامہ مین جو عمر بن ابی سلیمان رض کے نام لکہا تہا موجود ہی اور اوسکی نقل نہج البلاغۃ مین مسطور ہے۔ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رض آنحضرت صلعم کے نشان بردار اور جلیل القدر صحابی ہین۔ انکے باپ بہی صحابی تہے۔ انکو مصر سے معزول فرمایا اور انکی جگہہ مالک اشتر کو جو نہ صحابی ہین نہ صحابی کے بیٹے حاکم مصر کر دیا۔ یہہ مالک اشتر وہی بزرگ ہین جنکی ذات سے فتنہ و فساد کی ابتدا ہوئی اور جناب عثمان رض شہید ہوے اور یہہ بہی یقیناً معلوم تہا کہ جب مالک اشتر مصر مین پہونچینگے جناب معاویہ رض خاموش نہ رہینگے بلکہ مصر پر لشکر کشی کرینگے اور جنگ عظیم واقع ہوگی مگر اوسوقت کسی مصلحت ملکی سے اس اندیشہ پر عمل نہ کیا گیا۔ پس جس طرح سے کہ جناب علی رض اس عزل و نصب مین طعن نہین جناب عثمان رض کے عزل و نصب عمال پر بہی طعن کرنا سراسر انصاف کا خون کرنا ہے۔

(تحفہ اثنا عشریہ)

سینہ صافان راتسخر میکنی ہشیار باش	خندہ بر آئینہ کردن رشخند خود بود

اگر تمام وقائع و قصص عزل و نصب عمال بنظر تعمق و تامل ملاحظہ ہون تو جناب ذی النورین عثمان رض کی حسن رائی اور خوبی انتظام مثل روز روشن کے ظاہر و ہویدا ہوگی اور نگاہ

انصاف پسند بافتیار آپکے امور انتظامیہ پر سو بار مرحبا و آفرین کہیگی کیونکہ بیدستوری اور برطرفی عمال جو آپسے ظہور پذیر ہوئی کسی غرض مناسب و انتظام موزون کے باعث ہوئی کسی موقع پر آپنے آتش فتنہ و فساد کو فرو کیا کسی جگہ اختلاف رعایا و اعوان کو مٹایا کسی بحالی و برطرفی کا نتیجہ فتح اقلیم و سرکوبی کفار بد کا پیدا ہوا۔

طعن دوم در اسراف بیت المال و طلبیدن حکم بن العاص بمدینہ منورہ

جناب عثمانؓ بیت المال مین اسراف و بیجا خرچ کرتے تھے۔ کہتے ہین کہ آپنے حکم بن العاص پدر مروان کو طائف سے مدینہ منورہ مین طلب کر لیا حالانکہ آنحضرت نے انکو نکال دیا تھا اور ابوبکر ہی اکتفا نہ کی بلکہ ایک لاکھ درم بیت المال مین سے حکم کے حوالہ کردیے اور حکم کے بیٹے حارث کو حکم دیا کہ آمدنی بازار مدینہ خود لیا کرین جناب عثمانؓ نے مروان کو خمس افریقیہ بخش دیا حالانکہ یہ حق بیت المال کا ہے۔ عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص آپکے پاس آئے آپنے تین لاکھ درم انکے حوالہ کیے۔

حضرت ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ عہد فاروقیؓ مین جب مین اپنے علاقہ سے مال غنیمت مین زیور یا نقد جو کچھ لیکر جناب فاروقؓ کی خدمت مین حاضر ہوتا آپ فوراً اوسکو مسلمانون پر تقسیم فرما دیتے یہانتک کہ ایک حبہ بھی باقی نہ رکھتے تھے لیکن جب عثمانؓ خلیفہ ہوے تو مین جو کچھ نقد و جنس آپکے پاس لاتا آپ وہ سب مال اپنی عورتون کے پاس بھجوا دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مجھسے ضبط نہو سکا اور جناب عثمان کی یہ کارروائی دیکھکر رونے لگا۔ میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ آپنے پوچھا خیر تو ہے کیون روتے ہو میں نے عرض کیا کہ مجھکو جناب فاروق کا عہد یاد آیا۔ وہ

توبہہ مال مسلمانونکو دے دیتے تھے اور آپنے اپنے گہر بہیجدیا۔ آپنے یہ سنکر فرمایا۔ خدا عمرؓ پر رحم فرمادے وہ اچھے اور نیک تھے اور مین بہی اچہا ہون اور ہر ایک کو وہی ملیگا جو کمائی کی ہین نے التماس کی کہ جناب فاروقؓ اگر اپنے کسی بچہ کے ہاتھہ مین درہم دیکھتے تو اوس سے لیکر بیت المال مین داخل فرماتے اور مسلمانونکے درمیان تقسیم کردیتے تھے۔ اب مین آپکو دیکھتا ہون کہ سونے کی انگوٹھی یاقوت اور موتیوں سے جڑاو آپکی صاحبزادی کے پاس ہے۔ ایک صاحبزادی کو آپنے دو بیش بہا موتی دیدیئے مین خلیفہ برحق نے ارشاد کیا جناب عمرؓ نے اپنی راے پر عمل کیا اور خیر و بہلائی مین قصور نہین کیا۔ مین اپنی راے پر عمل کرتا ہون اور خیر مین کوتاہی نہ کرونگا۔ خداوند تعالیٰ نے مجھکو اہل قرابت کے ساتھہ سلوک کرنیکا حکم فرمایا ہے۔ مین اونکے ساتھہ نیکی کرتا حسن سلوک سے پیش آتا اور صلہ رحمی کرتا ہون۔

جناب عثمانؓ نے اپنے مکانات مین بیت المال کا بہت سا روپیہ صرف کیا۔ عمارات عالیشان تعمیر کین۔ اپنے اور اپنی اولاد کے واسطے مکانات بنواے جنمین بیت المال کی رقم صرف کی عبداللہ بن ارقم اور معیقیب نے جو عہد فاروقی سے بیت المال کے خزانچی اور محافظ تھے جب دیکھا کہ عثمانؓ بیت المال کو صرف کئے ڈالتے ہین اپنی بدنامی سے ڈرے اور استعفا دیکر الگ ہوگئے آپنے انکا استعفا منظور کیا اور زید بن ثابتؓ کو خزانچی مقرر کرکے کنجیان اپنے قبضہ مین رکہین۔ ایک دن بیت المال مین کچہہ نقد فاضل بچا تہا اوسکی نسبت حضرت زید سے فرمایا کہ تم لے لو اور اپنے صرف مین لاؤ۔ حضرت زید بن ثابت نے وہ روپیہ لے لیا۔ وہ نقد ایک لاکھہ درم سے زائد تہا (خمیس و تحفہ)

جواب طعن دوم - اکثر قصے اسراف بیت المال کی نسبت محض گڑہے ہوی ہین جنکی کچھہ بہی اصل نہین - کتب معتبرہ مین کسی ایک کا بہی پتہ نشان نہین - اگر کوئی واقعہ انمین سے سچ بہی ہے تو جناب عثمانؓ کی طرف سے عذر معقول بہی ہے - حکم کو آپنے از خود اپنی رای سے نہین بلالیا بلکہ آپ نے آنحضرت صلعم سے حکم کی سفارش کی تہی حضور سرور عالم نے اجازت دی مگر عہد نبوی مین اسکا موقع نہ آیا - عہد صدیقی مین جناب صدیق رضی آپنے کہا کہ حکم کو مدینہ آنیکی اجازت دیجیے - جناب صدیق رضنے فرمایا مین کس طرح اوسکو یہان آنے دون جسکو جناب رسول خداؐ نے نکالا ہو - جناب عثمان رضنے کہا کہ مین جناب رسول خداؐ سے اسکی اجازت لے چکا ہون - حضرت صدیق رضنے فرمایا - مین نے جناب رسالتمآب سے اسکی بابت کچہہ نہین سنا صرف آپکے کہنے پر کیسے عمل کرون کوئی اور شہادت پیش کیجیے - چونکہ جناب عثمان رض کے پاس شہادت نہ تہی لہذا خاموش رہے - پہر عہد خلافت فاروقی مین بہی مقدمہ پیش ہوا - جناب فاروق رضنے بہی شہادت طلب کی - جب آپ خود خلیفہ ہوے حکم کو مدینہ منورہ مین بلالیا - اس مسئلہ مین اکثر فقہا کا قول ہے اور یہی جناب عثمان کا مذہب ہے کہ اگر امام کسی امر مین علم رکہتا ہو اور شہادت موجود نہ ہو تو وہ اپنے علم پر قطعی فیصلہ کرسکتا ہے - حکم کو بیت المال سے روپیہ دینا پایہ ثبوت کو نہین پہونچا - حکم کو جو آپنے مدینہ آنیکی اجازت دی تہی یہ بہی اوسوقت جب حکم نے اپنے اعمال بد سے توبہ کرلی اور جس فعل پر وہ جلاوطن کیے گیے تہے اوس سے نادم ہوے - تائب کی اعانت کرنا محمود ہے مذموم نہین - صحیح قصہ یہہ ہے کہ آپنے اپنے ذاتی مال مین سے حکم اور اونکے بیٹے حارث کو ایک لاکہہ درم دیئے ہین اور حارث کو اپنی بیٹی بہی نکاح مین دی - یہہ صلہ رحم ہے اسمین کیا قباحت ہے - جناب عثمان رض کی ثروت

ومالداری عیان ہے اگر آپنے اپنے کسی عزیز کولاکھہ دولاکھہ عطا فرمایا توکسیکا کیا اجارہ ہے۔ (تاریخ خمیس)

حضور سرور عالم نے حکم کو اس علت مین نکالا تہا کہ وہ منافقون سے دوستی رکہتے اور مسلمانون مین باہم فتنہ انگیزی کیا کرتے تہے۔ بعد وفات آنحضرت صلعم وخلافت حضرات شیخین رض اسلام قوی ہوگیا۔ کفر زائل۔ نفاق باطل ہوا۔ کافر ومنافق کا نام تک بلاد حجاز مین خاصکر حرمین شریفین مین نرہا۔ قاعدہ مقررہ ہے کہ علت کے جانیسے حکم جو اوسکا معلول ہے وہ بہی دفع ہوجاتا ہے۔ حکم کے اخراج کا حکم بہی باقی نرہا۔ اب رہا یہہ سوال کہ حضرات شیخین رض نے حکم کو اجازت نہ دی۔ جناب عثمان رض نے کیون بلالیا اسکا جواب یہہ ہے کہ اوسوقت تک احتمال فتنہ وفساد کا باقی تہا کیونکہ حکم خاندان بنی امیہ سے تہا اور حضرات شیخین قبیلہ تیم اور بنی عدی مین سے۔ ان صاحبونکو یہ اندیشہ تہا کہ مبادا حکم پہر شرارت کرے اور مسلمانون مین فساد پہیلادے۔ ہان جب دور خلافت عثمانی ہوا آپکو یہ خوف نہ رہا کیونکہ حکم آپکا برادر زادہ تہا۔ آپکو ہر طرح اوسپر اطمینان ہوگیا تہا لہذا آپنے بخیال صلہ رحمی مدینہ منورہ مین بلالیا۔ خود جناب عثمان رض سے لوگون نے اس بارہ مین سوال کیا کہ حکم کو کیون مدینہ مین بلایا ہے تو آپنے جواب شافی دیا اور فرمایا کہ مین نے آنحضرت صلعم سے مرض الموت مین اسکے آنیکی اجازت حاصل کرلی تہی جب حضرت صدیق رض خلیفہ ہوے مین نے آپسے کہا آپنے دوسرا شاہد طلب کیا۔ مین خاموش رہا۔ پہر جناب فاروق رض کے وقت بہی ایسا ہی ہوا۔ جب مین خود خلیفہ ہوا مین نے اپنے علم پر عمل کیا۔ یہہ بہی بروایات معتبر ثابت ہوگیا ہی کہ حکم نے اخیر عمر مین نفاق وفساد سے توبہ کرلی تہی۔ بعد توبہ کے پہر کوئی

حرکت اس قسم کی انسے صادر نہین ہوئی۔علاوہ اسکے جب یہ مدینہ مین آے ہین ضعیف و ناتوان ہو گئے تھے بڑہاپے سے انکے اعضا و قویٰ بالکل بیکار ہو چکے تھے۔فتنہ وفساد کا احتمال تک انکی ذات سے نہ تہا۔لعینہ یہہ مثال سمجہنا چاہئے کہ بوڑہی کلان سال عورت اجنبیہ کیجانب نظر کرنا درست ہے۔اسی طرح حکم کا حال تہا کہ کسیطرح انمین دم وخم نہ رہا تہا۔حکم کو روپیہ دینا بیت المال سے ثابت نہین۔یہہ آپ پر سراسر بہتان اور صریح افترا پردازی ہے۔آپکی مالداری وثروت خلافت کے پہلے اور آخر عہد خلافت مین مخفی نہین۔جبکہ ہرطرف سے اموال بیشمار آتے اور سب پر تقسیم ہوتے تہے تمام صحابہؓ دولتمند وغنی ہو گئے۔جو فقراے مہاجرین کہ آنحضرتؐ کے عہد مین نہایت تنگی وفقر مین مبتلا تہے اسوقت اونکے پاس بہی وہ دولت ومال کی کثرت ہوگئی کہ ایک ایک صحابی اسی اسی ہزار درم زکوٰۃ مین نکالنے لگا۔جناب علی مرتضیٰؓ بہی مالدار ہو گئے تہے۔عمارات۔باغات۔زمین۔سب کچہہ خداوند تعالیٰ نے عطا کیا اس زمانہ کی فراخی ووسعت مال وزر عیان وآشکارا ہے۔جناب عثمانؓ سابق مین بہی مالدار تہے۔آپ تجارت کیا کرتے تہے جسکے ذریعہ سے خداوند تعالیٰ نے دولتمند کردیا زمانہ خلافت مین اور بہی مال ودولت افزون ہوئی جیسی کچہہ آپکی دولتمندی تہی اسیقدر آپکے اخراجات وسیع تہے۔آپکا خرچ اپنے اہل قرابت ہی پر منحصر نہ تہا بلکہ راہ خدا مین اور محتاجونکو بہی دینا۔غلام آزاد کرنا اور دوسرے نیک کامونمین صرف کرنا عادت شریف مین داخل تہا۔ایک غلام ہر جمعہ کو آزاد کرنیکا معمول تہا۔روزمرہ تمام مہاجرینؓ انصار کی دعوت کیا کرتے۔غذاے مکلف ونفیس کہانے پکواتے اور سب کو کہلاتے تہے۔آپکے خرچ اخراجات اور جود وسخاوت کے قصے کتب تواریخ مین بکثرت درج ہین

خدا کی راہ مین خیرات کرنا کیسکے نزدیک اسراف نہین - لاسرف فی الخیر- خیر و نیکی
مین اسراف نہین - صحیح حدیث ہے - اپنے عزیز و قریب کے دینے مین دونا ثواب ہے
صحیح حدیث مین وارد ہے کہ صدقہ کرنا مسکین پر ایک صدقہ کا ثواب ہے اور قریب
رشتہ دار کو دینا دوہرا ثواب ہے - ایک صدقہ کا دوسرے صلہ رحم کا - قرآن مجید مین
بہی اقارب کا ذکر اولاً ہے اور انکو اورون پر مقدم کیا ہے - قولہ تعالیٰ واتی المال
علی حبہ ذوی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل - ترجمہ - اور
خدا کی محبت پر مال دیا کر و قرابت والون یتیمون مسکینون - مسافرونکو - امام احمد سالم بن
ابی الجعد سے روایت کرتے ہین کہ جناب عثمان رضؓ نے جماعت صحابہ کرام کو جنمین عمار بن یاسر
بہی تہے اپنے پاس بلاکر فرمایا - مین آپ سب صاحبون سے ایک سوال کرتا ہون -
ٹہیک ٹہیک جواب دیجیئے گا - آپکو خدا کی قسم دلاتا ہون - کیا جناب رسولخدا بخشش
وعطا مین قریش کو اور لوگونپر ترجیح دیتے تہے اور بنی ہاشم کو دیگر قبائل قریش پر - یا نہین"
تمام صحابہ خاموش رہے جناب عثمان رضؓ نے فرمایا - اگر میرے ہاتھہ مین جنت کی کنجی ہو
تو مین ضرور بنی امیہ مین سے ایک کو بہی باہر نہ چہوڑون - سب کو بہشت مین لیجاؤن -

لاریب جناب عثمان رضؓ بڑے فیاض - سیرچشم تہے مگر اونکے یہ سب اخراجات بیت
المال سے سمجہنا محض تعصب اور سراسر دشمنی و عناد ہے - جناب عثمان رضؓ سے لوگون نے
پوچہا - کیا آپ بیت المال مین سے صرف کرتے ہین - آپنے جواب دیا - خلافت سے پہلے
میری مالداری سب پر ظاہر ہے اور جسقدر مین خرچ کرتا تہا یہہ بہی معلوم ہے پہر
دیدہ و دانستہ ایسے شبہے بیجا اور دور از عدالت و تقویٰ میری نسبت کیون کرتے ہو
اب ہم اصل قصہ کا ذکر کرتے ہین - معترض نے سراسر غلطی کی - قصہ دوسرا ہے -

یہہ لوگ اپنے طور پر خلط ملط کرکے کچھہ کا کچھہ بیان کرتے ہین اس قصہ کی روایات مین کسی ایک مین بہی تو بیت المال کا ذکر تک نہین۔ اسراف وخرچ بیجا کیا۔ وہ قصہ یہہ ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے اپنے صاحبزادہ کا نکاح حارث بن حکم کی لڑکی سے کیا اور اپنے ذاتی مال مین سے ایک لاکہہ درم حارث کو بہیجا۔ یہہ نقد ہدیہ تہا جسکو بزبانہ حال کے دستور کے بموجب رسم ساچق کہنا چاہیئے اور آپنے اپنی صاحبزادی جنکا نام اُم ابان تہا مروان بن حکم کی نکاح مین دین اونکے جہیز مین بہی ایک لاکہہ درم دیئے۔ یہ درم آپکے خاص مال مین سے تہے نہ بیت المال سے۔ یہ درم دینا بطور صلہ رحم کے ہے جسکو عوام وخواص اچہا جانتے ہین اور عند اللہ اور عند الناس خوبی اور نیکی مین شمار ہوتا ہے آپنے خمس افریقیہ جو بیت المال کا حق تہا مروان کو دیا۔ یہ بہی غلط مشہور ہے۔ اصل قصہ اسکا اس طرح ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو ایک لاکہہ لشکر سوار و پیادہ کی جمعیت سے واسطے فتح ملک مغرب کے روانہ فرمایا متصل شہر افریقیہ کے جو پایہ تخت ملک مغرب ہے لڑائی ہوئی۔ مسلمانون کو بہت کوشش اور محنت کے بعد فتح نصیب ہوئی اموال غنائم بیشمار حاصل ہوے۔ ابن ابی سرح نے خمس غنائم مال نقد کا جو بقدر پانچ لاکہہ اشرفی کے اوس ملک اور اوس وقت کے حساب سے ہوا مدینہ منورہ مین بہیجدیا۔ یہ خمس صرف نقدی کا تہا۔ باقی رہا خمس از قسم لباس۔ اسباب خانگی جانور مویشی اور دیگر سامان وغیرہ۔ وہ بوجہ بعد مسافت افریقیہ ہی مین رہگیا۔ چونکہ افریقیہ اور مدینہ منورہ مین چار مہینے کی راہ ہے اس اسباب کی باربرداری مین مبلغ کثیر صرف ہوتا۔ علاوہ اسکے باربرداری مین محنت ومشقت اور بڑی زحمت کا سامنا تہا اسواسطے عبد اللہ بن ابی سرح نے یہہ باقی حصہ خمس کا فروخت کر ڈالا۔ مروان بن حکم نے جو اسوقت

اسی لشکر مین تہا ایک لاکہہ درم مین خرید لیا زیادہ قیمت تو اس حصّہ کی مروان نے ادا کر دی جو مدینہ منورہ بہیدی گئی کچہ قیمت رہگئی جسکی بابت مروان نے کہا کہ مین مدینہ منورہ مین جناب عثمانؓ کی خدمت مین ادا کرونگا۔ چند دن بعد مروان نقد خمس لیکر مدینہ کو روانہ ہوا۔ مدینہ منورہ مین بسبب اس مہم دشوار گذار کے اور بعد مسافت و درازی مدت جنگ اور مسلمانونکی آمد و رفت کی راہ بند ہو جانے سے تمام اہل مدینہ نہایت تردد و انتشار مین پریشان خاطر و مضطرب تہے۔ کسی کا بہائی اس لڑائی مین تہا۔ کسیکا لڑکا۔ کسیکا باپ یا اور قریبی رشتہ دار۔ خصوصاً عورتین اپنے عزیزون اور شوہرونکے خیال سے اور بہی بدحواس تہین کسیکے حال کی اصلا خبر نہ تہی۔ مجملاً یہ زبان زد خاص و عام تہا کہ یہ جنگ بے طرح ہے غنیم بڑے زور پر ہے۔ لڑائیان سخت ہو رہی ہین۔ آدمی بہت شہید ہوے۔ ان باتون کے سننے سے اور بہی سبکو تشویش تہی اور عجب بے آرامی مین گذرتی تہی کہ اس اثنا مین دفعتہً مروان نقد کثیر لیے ہوے مدینہ منورہ مین پہونچ گیا اور اہل مدینہ کو مبارکباد فتح کی پہونچائی سب کے عزیز و اقربا کی خیریت جدا جدا سنائی۔ اہل لشکر کے خطوط انکے گہر والونکو دیے۔ اس دن مدینہ مین ایک عید تہی چہوٹے بڑے سب خوش۔ فرحت و سرور سے دل شاد تہے سب مروان کی تعریفین کرتے اور اوسکے حقمین دعائین دیتے تہے۔ اسوقت تک مروان سے کوئی ایسی کارروائی ظہور پذیر نہوئی تہی جسکے باعث سے اسکی اس دن کی نیکی کا شمار نہ ہوتا۔ جناب عثمان رضؓ نے اس بشارت کے انعام مین کہ اہل مدینہ کو نوید فتح سے خوش کیا اور اس صلہ مین کہ اسقدر مال کثیر باوصف بعد مسافت و راہ خطرناک کے بجنسہٖ بیت المال مین داخل کیا جو کچہ بقیہ قیمت خمس مویشی اور دیگر اسباب کی مروان کے ذمہ تہی معاف فرما دی۔ امام کو جائز ہے کہ خوشخبری پہونچانے والے اور جاسوسون اور اسی قسم کے دوسرے اشخاص کو جو

باعث تقویت مجاہدون کے دل کے ہون اور اونکے گھروالے۔ پس ماندے۔ اہل و عیال کے موجب اطمینان خاطر ہون بیت المال سے کچھہ رقم بطور انعام کے دے اور جبکہ یہہ کام گروہ صحابہ رضکے سامنے اور جمیع اہل مدینہ کے روبرو ہوا اور کسی نے انکار نہین کیا تو ہرگز محل طعن و تشنیع نہین ہوسکتا۔

عبداللہ بن خالد بن اَسید کو تین لاکھہ درم انعام دینا بالکل غلط ہے۔ کتب تواریخ معتبر مین صرف اسقدر مذکور ہے کہ یہہ روپیہ انکو بیت المال سے آپنے قرض دیا تھا اور اسکی بابت اونسے دستاویز لکھوالی تھی اور وہ روپیہ عبداللہ بن خالد نے بیت المال مین داخل کردیا۔ اہل مصر کے جواب مین جو وقت محاصرہ کے اونہون نے آپ پر یہہ اعتراض کیا تھا خود آپنے یہی جواب پیش کیا۔ حارث بن حکم والا اعتراض کہ جناب عثمان رضنے انکو مدینہ منورہ کے بازار۔ گنج۔ منڈی وغیرہ کی آمدنی عطا فرمائی۔ یہ بھی غلط واقعہ ہے۔ اس بارہ مین صحیح یہ ہے کہ آپنے حارث کو داروغہ اور منتظم بازار و مقامات غلہ وغیرہ کا کیا تھا اور دو درم روزانہ انکی تنخواہ مقرر فرمائی۔ بازار والونسے کہہ دیا تھا اگر تمکو معلوم ہو کہ حارث نے کچھہ آمدنی بازار سے چوری کی فوراً اونسے لے لینا غرض اس سے یہہ تھی کہ روزانہ نرخ کی خبر آپکو ہوتی رہے اور لوگ دغابازی فریب خیانت۔ لین دین مین نہ کرنے پاوین۔ ترازو۔ پیمانے۔ بانٹ۔ تول ناپ کے آلات۔ کم و بیش نہون۔ حارث نے دو تین دن یہہ کام کیا ہوگا کہ اہل شہر انکی شکایت کرنے لگے اور جناب عثمان رضتک انکی زیادتی و جبر کی شکایتین پہونچین۔ اہل شہر نے جناب عثمان رضکے روبرو بیان کیا کہ جسقدر کھجور کی گٹھلیان بازار مین بکنے آتی ہین حارث خود اپنے اونٹونکے واسطے خرید لیتے ہین دوسرونکو ایک گٹھلی بھی نصیب

نہین ہوتی۔تمام شہر کے اونٹ بے دانہ رہتے ہین۔جناب عثمان رضؓ نے اوسیوقت حارث کو سخت وسست کہکر معزول کردیا اور اہل شہر کو تسلی دیکر واپس کیا۔انصاف شرط ہے اس کارروائی مین آپ پر کیا الزام ہے۔یہہ تو عین انصاف ہی کہ باوجود قریب رشتہ کے اونکی شکایت سنتے ہی فوراً موقوف کردیا اور کچھہ بہی رشتہ ناتہ کا لحاظ نہ کیا۔ابن ارقم اور معیقیبؓ کی وجہ معزولی مین بہی سراسر کذب وبہتان کا دخل ہی۔صحیح یہ ہے کہ ان دونون صاحبون نے بوجہ پیرانہ سالی کے جبکہ خدمت داروغگی بیت المال ادا کرنے مین قاصر وعاجز ہوے اس کام سے استعفا دیا۔آپنے اونکی درخواست منظور فرمائی اور وہ دونون صاحب علیحدہ ہوگئے۔پہر آپنے یہہ خطبہ پڑہا۔اےلوگو عبداللہ بن ارقمؓ زمانہ ابوبکر وعمرؓ سے آج تک تمہارے خزانہ (بیت المال) پر داروغہ ہی اب وہ بوڑہے اور ضعیف ہوگئے ہین اونکی جگہہ پر زید بن ثابتؓ کو مقرر کردیا۔جناب عثمانؓ کا بیت المال مین سے روپیہ لیکر عمارات۔مکانات وباغات مین صرف کرنا بہی سراسر جہوٹ۔افترا وبہتان ہے حقیقت اسکی یہہ ہی کہ جناب عثمانؓ کو مال بڑہانیکی ایسی کچھہ تدبیرین آتی تہین کہ کسیکو آپکے بعد یہہ بات نصیب نہ ہوئی کہ وجہ حلال سے کمال عزت وحرمت کے ساتھہ بے محنت ومشقت اس قدر مال کثیر تجارت کے ذریعہ سے کماے اور وہ سب خدا کی رضامندی خیرات وصدقات مین خرچ کرڈالے۔یہہ امر آپکے خصوصیات سے تہا۔نعم المال الصالح للرجل الصالح۔کیا خوب مال ہی کہ مرد صالح کا مال۔آپکے حصین بلا کم وکاست ہے کہ قبل خلافت آپکے کسب مال کے متعدد طریقہ تہے۔انواع واقسام کی تجارت آپ کیا کرتے تہے۔آپکی ہر تجارت مین نفع معتدبہ اور برکت ہوتی۔خلافت کے بعد آپنے یہہ ڈہنگ اختیار کیا اور نئی تدبیر نکالی

کہ جسجگہہ زمین افتادہ۔ بنجر۔ غیر آباد پڑی پائی۔ خواہ سواد عراق مین یا ملک حجاز مین جس
سرزمین مین ہوئی اوسکی آباد کرنے اور کاشت و تردد کی جانب توجہ فرمائی۔ اپنے خاص
آدمی غلام۔ موالی اوس زمین پر مقرر فرمائے۔ اسباب آلات زراعت اونکے حوالہ کیے
اور زمین کو آباد کرایا۔ ان نوکرون غلامونکا خرچ اوسی زمین کی پیداوار پر تھا۔ یہ لوگ
کہیتی مین مصروف ہوتے۔ باغ لگاتے۔ میوہ دار درخت نصب کرتے۔ پانی کی ضرورت
ہوتی تو کنوئین کہودتے۔ نہرین جاری کرتے۔ غرضکہ ہر طرح آبادی زمین مین مشغول
رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ زمین عرب جو بالکل بے رونق تھی آپکے عہد خلافت مین آپ ہی کے
حسن انتظام وخوبی تدبیر سے خطۂ مازندران وتختۂ کشمیر و کوکن ہوگئی۔ زمینونکی آبادی سے
ایک اور فائدہ یہ ہوا کہ زراعت کے شغل مین بہت سے آپکے غلام جنگلون مین رہنے لگے
اور وہ ملک ویران جہان مسافر کو ایک قدم چلنا دشوار تھا اور جہان چور۔ لوٹیرے
ڈاکو۔ رہزن۔ آئے دن لوٹ مار کیا کرتے تھے بالکل پاک وصاف ہوگیا۔ راہ چلنے
والیکو نہ چور کا کھٹکا رہا نہ رہزن کا اندیشہ۔ انکے علاوہ جانور درندے شیر۔ چیتے
گینڈے قریب قریب ناپید ومعدوم ہوگئے۔ مسافر راہ گیر اونکے خوف سے بہی
محفوظ ہوگئے۔ جابجا مسافرونکے ٹھیرنے کے مقامات۔ اونکے جانورونکے واسطے
دانہ وچارہ کا معقول انتظام جب اس طرح کی سہولت سفر مین ہوگئی تو مسافر اور سوداگر
اطمینان کے ساتھ سفر کرنے لگے۔ دور دور ملکونکے اسباب مختلف ولایتونکے
سامان۔ تحفہ ونفیس چیزین۔ ایک ملک سے دوسرے ملک کو۔ ایک ولایت سے
دوسری ولایت کو با آسانی پہونچتی تہین۔ آپکے عہد مبارک مین یہ دو کام عجیب اور
عامہ خلائق کے مفید ہوئے۔ اول زراعت کی ترقی۔ دوم تجارت کی کثرت و فزونی

اس ملک عرب کے اعتبار سے تو یہہ کام آپکی کرامات وخوارق عادات سے ہین۔
جناب رسالتمآب صلعم نے بطریق پیشین گوئی ارشاد فرمایا تھا۔ لا تقوم الساعۃ حتی تعود ارض العرب مروجا و انہارا۔ یعنی قیامت نہ ہوگی تا وقتیکہ زمین عرب مین باغات پر فضا اور نہرین جاری نہ ہوجاوین۔
دوسری حدیث بروایت عدی بن حاتم اس طرح ہے۔ ان طالت بک حیوٰۃ لترین الظعنیۃ تسافر من حیرۃ النعمان الی الکعبۃ لا تخاف احد الا اللہ اے عدی۔ اگر تم زندہ رہوگے تو دیکھ لوگے کہ شتر سوار حیرہ نعمان سے کعبہ تک سفر کریگا اور راہ مین کسیکا ڈر نہو گا صرف خدا سے ڈریگا۔ یہہ زمانہ آپ ہی کا عہد خلافت ہے۔ افزونی خزائن وکثرت مال وثروت اور تکلفات کا عہد عثمانی مین ہونا احادیث مین بطور پیشین گوئی کے آیا ہے اور جناب رسولخداؐ نے نہایت خوشی سے یہہ واقعات ارشاد فرمائے ہین۔
جناب عثمانؓ کو دیکھکر اکثر صحابہ نے بھی زمین آباد کرنیکی طرف توجہ فرمائی چنانچہ جناب علیؓ نے گرد ونواح ینبوع وفدک وزہرہ اور دیگر مقامات مین زمین آباد کرکے کھیتی کی اور حضرت طلحہؓ نے غابہ مین۔ حضرت زبیرؓ نے جرف۔ ذی خشب اور اوسکے اطراف مین یہی کام شروع کیا۔ ماسوی انکے اور صحابہ کرامؓ بھی ادہر متوجہ ہوے۔ رفتہ رفتہ تمام ویران زمین سب بلاد کی خصوصًا زمین حجاز نہایت درجہ آباد وشاداب ہوگئی۔ اگر چند سال اور بھی جناب عثمانؓ کا زمانہ اسی طرح رہتا تو تمام جنگل اور ویرانے نمونہ بہشت شداد۔ سیرگاہ فضلاے شیراز۔ لالہ زار سرزمین ہرات۔ ہوجاتے۔ چپہ چپہ رشک کشمیر بن جاتا۔ ویران وغیر آباد زمین کا آباد کرنا اور کاشت وتردد سے اوسکی تعمیر کرنا امام کی اجازت سے ہر شخص کو جائز ہے۔ خود امام کے حق مین کیون نہ درست ہوگا اور اس زمین کی پیداوار

آمدنی کے حلال وجائز ہونے مین کیا شک وشبہ ہے۔ صحیح روایات سے ثابت اور معتبر کتب تواریخ مین مذکور ہے کہ زمین کی آبادی۔ تعمیر باغات۔ نہرونکی کہدائی مین جو کچھہ صرف ہوتا جناب عثمان رض اپنے ذاتی مال مین سے خرچ کرتے تھے اور بمضمون ع۔ کہ زرزر کشد درجہان گنج گنج۔ آپکی آمدنی اور محاصل پیداواری زراعت وغیرہ دن دونی ترقی پر تھے۔ اوسی محاصل مین سے دوسری زمین تخیر آباد آباد کیجاتی تھی۔ شاذونادر کوئی شخص اہل مدینہ مین ایسا ہوگا جسنے آپکے عہد مین کہیتی نہ کی ہو اور کوئی باغ نہ لگایا ہو

حضرت زید بن ثابت رض کو بقیہ بیت المال دینا۔ اس قصہ مین بہی جہوٹ سچ باہم ملا دیا ہی۔ اس باب مین صحیح روایت یہ ہے کہ ایک دن جناب عثمان رض نے حکم دیا کہ بیت المال کا روپیہ مساکین اور مستحق اشخاص کو دیا جاوے۔ بموجب حکم آپ کے روپیہ محتاجونکو تقسیم کر دیا گیا۔ ایک ہزار درم باقی رہ گئے مگر مستحق کوئی نہ رہا۔ یہ درم آپنے زید بن ثابت رض کے حوالہ کئے اور فرمایا کہ اپنی راے وتجویز سے جسجگہ مناسب سمجہین مسلمانونکے کام مین صرف کرین حضرت زید بن ثابت رض نے وہ روپیہ مسجد نبوی کی مرمت مین خرچ کر دیا۔ یہ روایت طبری مین مذکور اور دیگر کتب معتبرۂ اہل سنت مین مسطور ہے۔ معترضین تو اعتراض وطعن پر تلے رہتے ہین جسجگہ آپکے نام کے ساتھہ مال کا ذکر اور اہل قرابت کے دینے کا بیان دیکہہ پایا اور مسلمانونکو انعام واکرام دینا یا مسجد نبوی اور دیگر مقامات متبرکہ کی تعمیر مین صرف کرنا نظر سے گذرا بس جہٹ پٹ چلا اوٹھتے ہین اور پکار پکار کر کہتے ہین کہ یہ سب بیت المال مین سے خرچ کیا گیا۔ بہلا اس بدظنی کا علاج ہی کیا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رض کا قصہ اور جناب عثمان رض سے اونکی گفتگو۔ یہہ بہی بالکل بیاصل ہے۔ اسکے راوی ابن اسحٰق ہین۔ وہ ایک شخص مجہول الاسم سے جو ابوموسیٰ رض سے

نقل کرتا ہے روایت کرتے ہین۔ پس روایت مجہول قابل استدلال نہین قطع نظر اس کے ابو موسیٰ اشعری رضؓ کو آپ نے اخیر عہد خلافت مین والی کوفہ کر کے سعید بن العاص کی جگہہ پر بہیجا تہا۔ آپکے عہد مین یہہ کب آے اور کب مال لاے اور کس وقت آپ سے یہہ گفتگو ہوئی ہے۔ ابو موسیٰ رضؓ اولاً بصرہ کے حاکم تھے۔ انکو بصرہ سے موقوف کر کے عبد اللہ بن عامر کو انکی جگہہ بہیجا اور یہہ کسی دوسری جگہہ پر بہیجے گئے یہانتک کہ اہل کوفہ سعید سے ناراض ہوے اور ابو موسیٰ کی خواہش کی۔ (تاریخ خمیس وصواعق محرقہ)

طعن سوم درباب اہانت صحابہ کرام رضؓ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ اور حضرت ابی بن کعب رضؓ کا سالانہ عہد فاروقی سے مقرر تہا جناب عثمان رضؓ نے بلاوجہ بند کر دیا۔ حضرت ابوذر غفاری رضؓ کو مدینہ منورہ سے نکال دیا اور بمقام ربذہ اونکو قیام کا حکم دیا۔ وہ تا آخر حیات ربذہ مین مقیم رہے اور وہین انتقال کیا۔ انتقال کیوقت ابوذر رضؓ نے حضرت زبیر رضؓ کو وصیت کی تہی کہ جب مین مرجاؤن تم نماز پڑہانا اور دفن کر دینا مگر جناب عثمان رضؓ کو میرے مرنے کی خبر نہ دینا نہ اونکی شرکت کا انتظار کرنا۔ بعد وفات ابوذر رضؓ کے انکے ورثا کو پانچ برس کی سالانہ تنخواہ جناب عثمان رضؓ نے جب وہ مدینہ مین آپکے پاس آے عطا کی۔ (خمیس)

جناب عبادہ بن صامت رضؓ نے حضرت معاویہ رضؓ کو امر دین کی بابت نصیحت کی تہی اسلیے آپ عبادہ رضؓ پر خفا ہوے اور سخت عتاب فرمایا۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضؓ کو جو آپکی خلافت کے بانی مبانی اور منصرم تھے منافق کہا۔

حضرت عمار بن یاسر رضؓ کو اسقدر مارا کہ صدمہ ضرب سے اونکے انثیین ورم کر آے اور وہ

عارضہ فتق مین مبتلا ہوے کعب بن عبدہ نہدی کو ایک حق بات کہنے پر لوگونکے روبرو ذلیل کیا۔

یہہ بزرگوار جلیل القدر صحابی ہین۔ انکی عزت وحرمت اہل سنت کے نزدیک واجب ہے جو شخص ان بزرگونکی اہانت کیے اوسکی دیانت وتقوی قابل طعن ومحل تشنیع ہے۔ جب اہل سنت کے نزدیک ایسے شخص کی دیانت قابل اعتبار نہ ہوئی تو وہ شخص کب امامت کے لائق ہوگا۔

ان قصونکی تفصیل اس طرح ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ شام مین تھے یہہ اکثر جناب عثمانؓ پر اعتراض کیا کرتے اور علانیہ وبرملا لوگونکے سامنے آپکی نسبت عیوب ونقائص قائم کرکے بیان کیا کرتے تھے جناب معاویہؓ نے انکی شکایت دربار خلافت کو لکھی کہ ابوذرؓ آپکو لوگونکی نظر مین حقیر کرتے ہین اور لوگونکو آپکی اطاعت سے باہر کررہے ہین۔ اس کا تدارک مناسب جلد فرمایے۔ جناب عثمانؓ نے اسکے جواب مین حضرت معاویہؓ کو لکھا۔ اشخصہ الی علی مرکب وعر وسائق عنیف۔ ابوذرؓ کو ایک اونٹ پر جسکی پیٹھ بالکل ننگی ہو سوار کرکے جسکو ایک شخص سختی سے چلاتا جاے اور اس طرح میرے پاس بھیجدو حسب حکم جناب عثمانؓ شام سے حضرت معاویہؓ نے اسی ہیئت پر ابوذرؓ کو مدینہ منورہ روانہ کیا جب جناب عثمانؓ کی خدمت مین پہونچے آپنے اپنے روبرو طلب فرماکر اونپر عتاب کیا اور فرمایا تم لوگونکو مجھپر کسواسطے شوخ ودلیر کرتے ہو اور میری اطاعت وفرمانبرداری سے نکالتے ہو۔ ابوذرؓ نے جواب دیا مین نے جناب رسول خداؐ سے سنا ہے کہ جب اولاد حکم بن ابی العاص مین تیس مرد ہوجاوینگے تو وہ لوگ خدا کے مال کو اپنا مال قرار دیکر اوسمین مالکانہ تصرف کرینگے۔ تمام بندگان خدا کو اپنا لونڈی غلام جانینگے

دین اسلام میں حیلہ و مکر سے دخل کرینگے جب اس نوبت کو پہونچیں گے اوس وقت خداوند تعالی کا غضب و قہر نازل ہوگا اور خداوند کریم اپنے بندونکو انکی شرو آفت سے خلاص کریگا۔ جناب عثمان رضؓ نے حاضرین صحابہ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ آپ صاحبوں میں سے کسی نے یہ حدیث جناب رسول خداؐ کی زبان مبارک سے سنی ہے۔

صحابہ کرام رضؓ نے ایک زبان ہوکر کہا۔ یہ حدیث کسی نے نہیں سُنی اب جناب عثمانؓ نے حضرت علیؑ کو بلاکر اونسے بھی پوچھا۔ اونہوں نے جواب دیا۔ مین نے یہ حدیث تو جناب رسول خداؐ کی زبان مبارک سے نہیں سنی مگر اور حدیث سنی ہے جو یہ ہے۔ ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق لهجة من ابی ذرؓ۔ یعنی زمین کے اوپر آسمان کے نیچے ابوذر سے زیادہ سچا کوئی نہیں ہے۔ جناب عثمانؓ نہایت غصہ میں آئے اور ابوذرؓ کو حکم دیا کہ اس شہر سے نکل جاو چنانچہ وہ ربذہ میں جاکر مقیم ہوی اور وہیں انتقال کیا۔

حضرت عُبادہ بن صامتؓ کا قصہ یہ ہے کہ یہ شام میں تھے۔ لشکر امیر معاویہ رضؓ میں انہوں نے دیکھا کہ اونٹونکی قطار جارہی ہے اور اون اونٹو نپر شراب مشکوں میں بھری لدی ہے۔ عبادہ رضؓ نے پوچھا۔ یہ کیا ہے۔ لوگوں نے جواب دیا۔ یہ شراب ہے جو جناب معاویہ رضؓ نے فروخت کیواسطے بھیجی ہے۔ عبادہؓ اوٹھے اور چھری لیکر سب مشکوں اور پکھالونکو چاک کردیا۔ شراب زمین پر بہ گئی۔ اسکے بعد عبادہؓ تمام شہر شام کے باشندونسے یہ ماجرا کہتے پھرے اور جناب عثمان و معاویہؓ کے اس فعل بد کی اطلاع دی۔ جناب معاویہ رضؓ نے انکی شکایت جناب عثمانؓ کو لکھی اور خط میں یہ بھی لکھا کہ عبادہؓ کو اپنی خدمت میں بلالیجیے۔ انکے یہاں رہنے سے لشکر اور ملک میں فساد پھیلنے کا اندیشہ ہے

جناب عثمان غنیؓ نے عبادہؓ کو اپنے پاس طلب کرکے سخت عتاب کیا اور فرمایا تم ہمارے اور معاویہؓ کے فعل پر کیون انکار کرتے ہو۔ اپنے حاکم اور سردار کی اطاعت واجب نہین جانتے ہو۔ حضرت عبادہؓ نے کہا۔ مین نے جناب رسول خدا سے یہہ حدیث سنی ہی لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ اللہ۔ کسی مخلوق کی اطاعت جس سے نافرمانی خدا لازم آوے درست نہین ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو جب معزول کرکے انکی جگہہ ولید بن عقبہ کو حاکم کوفہ کیا تو ابن مسعودؓ ولید کی تعدی وظلم دیکھکر نہایت ناخوش ہوے۔ لوگو نمین جناب عثمانؓ کی عیب بیان کرنے لگے اور اونکو مسجد کوفہ مین جمع کرکے آپکی شکایتین کرتے اور عیب سناتے اور وعظ ونصیحت مین یہی کہتے تھے "اے لوگو۔ اگر نیک کام کی ہدایت بُری کام کی ممانعت نہ کروگے تو خداوند تعالی تمپر غصہ ہوگا اور ظالم وبدلوگونکو تمپر مسلط کریگا نیکونکی دعا قبول نہوگی"۔ ابن مسعودؓ کا کوفہ مین یہی معمول رہا۔ اسی اثنا مین ابن مسعودؓ کو خبر پہونچی کہ ابوذرؓ نکالے گیے پس اسپر اور بہی بگڑ گیے مجمع عام مین خطبہ پڑہا اور یہہ آیت پڑہی جسمین جناب عثمانؓ کیجانب اشارہ کیا۔ ثم انتم ھؤلاء تقتلون انفسکم وتخرجون فریقا من دیارکم۔ ترجمہ۔ پہر تم اے لوگو اپنی جانو نکو قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو اپنی گہرونسے نکالدیتے ہو۔ ولید نے یہہ قصے ابن مسعودؓ کے جناب عثمانؓ کو لکہہ بہیجے۔ آپ نے ابن مسعودؓ کو مدینہ منورہ طلب کیا جب یہہ مسجد مین داخل ہوے جناب عثمانؓ نے ایک حبشی غلام کو حکم کیا کہ ابن مسعودؓ کو خوب مارے۔ غلام نے اونکو مار پیٹ کر مسجد سے نکال دیا۔ قرآن مجید اونسے چہین کر جلادیا۔ اونکو اون ہی کے گہر مین قید کیا اور حکم دیا کہ گہر سے باہر نہ نکلنے پاوین۔ اونکا سالانہ چار سال تک بند رکہا یہانتک کہ اسی حالت مین

اونھون نے وفات پائی۔ وفات کے وقت زبیرؓ کو وصیت کی کہ جنازہ کی نماز خود پڑہاوین یہ بھی کہا کہ عثمانؓ میرے جنازہ پر نماز نہ پڑھین۔ اونکی علالت مین جناب عثمانؓ عیادت کو تشریف لیگئے اور فرمایا۔ اے ابن مسعودؓ میرے حقمین خدا سے دعاء مغفرت کرو۔ ابن مسعودؓ نے کہا۔ بارخدایا۔ تو غفور کریم ہے لیکن جب تک عثمانؓ سے میرا بدلہ نہ لے لینا انکا قصور نہ معاف فرمانا۔ جب جماعہ صحابہ کرامؓ جناب عثمانؓ سے ناراض و بیزار اور آپ کے معاملات سے دل سے ناخوش ہوے تو عبدالرحمن بن عوفؓ کو جو آپکی خلافت کے مہتم اور جنکی کمال کوشش اور ہوشیاری سے آپکو خلافت ملی سب نے برا کہنا شروع کیا کہ اچھے شخص کو خلیفہ کیا جس نے اپنی ضعف رای سے تمام ملک مین فساد و بدنظمی پہیلا دی۔ عبدالرحمنؓ اپنے کیے پر نادم ہوے اور عذر کیا اور کہا مین نہین جانتا تہا کہ یہ ایسے نکلین گے۔ بیشک میرے انتخاب مین خطا ہوئی۔ آپ سب صاحبونکو اختیار ہے کہ چاہے انکو کہین چاہے خلافت سے معزول کرکے دوسرے لائق شخص کو خلیفہ کرلین۔ یہ مقولہ لوگون نے جناب عثمانؓ تک پہونچا دیا۔ آپ نے فرمایا۔ عبدالرحمنؓ منافق ہین جو چاہتے ہین بلاتکلف کہہ گذرتے ہین۔ عبدالرحمنؓ کو بھی یہ کلمہ آپکا پہونچ گیا۔ اونھون نے قسم کھائی اور کہا کہ تا زیست عثمانؓ سے بات نہ کرونگا۔ اسکے بعد عبدالرحمنؓ نے آپسے ملنا ترک کردیا اور اسی حال مین وفات پائی۔ اب اگر عبدالرحمنؓ درحقیقت منافق تہے تو اس صورت مین انکی بیعت جناب عثمانؓ سے صحیح نہوئی اور اگر منافق نہ تہے تو جناب عثمانؓ انکو نفاق کی تہمت لگانے سے خود فاسق ہوگئے اور فاسق امامت کے قابل نہین۔

قصہ عمار بن یاسرؓ کے مارنے کا اس طرح ہے کہ قریب پچاس صحابہؓ کے ایک جلسہ مین جمع ہوے اور باتفاق سب صاحبونکے ایک خط مین جناب عثمانؓ کی برائیان لکھکر وہ خط

عمارؓ کو دیکر کہا گیا کہ یہہ خط جناب عثمانؓ کو پہونچا دو شاید اپنے عیبونپر مطلع ہوکر پشیمان ہون اور آیندہ کوان برے کامون سے باز آئین اور خط مین یہہ بھی لکھا تھا۔ اُن بدعات سے آپکو باز رہنا چاہئیے ورنہ آپکو معزول کرکے دوسرا خلیفہ مقرر کیا جاویگا۔ عمارؓ یہہ خط لیکر جناب عثمانؓ کی خدمت مین گئے اور خط آپکے ہاتھ مین دیا۔ آپنے خط پڑھکر زمین پر پھینکدیا۔ عمارؓ نے کہا۔ اس خط کی حقارت نکیجیے۔ یہہ صحابہ کرامؓ کا لکھا ہوا ہے اور آپکے پاس بھیجا گیا ہے۔ قسم خدا کی مین براہ نصیحت و خیر خواہی یہہ خط لیکر آپکی خدمت مین حاضر ہوا ہون سمجھاو آپکی نسبت بڑا اندیشہ ہے۔

جناب عثمانؓ نے یہہ سنکر کہا کہ تم ہمارے جھوٹ بکتے ہو۔ یہہ کہکر اپنے غلامونکو حکم دیا کہ عمار کو مارین غلامون نے اسقدر مار پیٹ کی کہ عمارؓ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے بعد اسکے جناب عثمانؓ نے خود اوٹھکر اسقدر عمارؓ کے پیٹ پر اور زیر ناف لاتین لگائین کہ اونکے انثیین ورم کر گئے اور بیچارہ عارضہ فتق مین مبتلا ہوے۔ صدمۂ ضربات سے بیہوشی نے وہ غلبہ کیا کہ چار وقت کی نمازونکا وقت گذر گیا لیکن اونکو ہوش نہ آیا جب غشی و بیہوشی سے افاقہ ہوا نمازین قضا پڑھین۔ اول جس نے بوجہ مرض فتق کے پاجامہ پہنا یہی عمارؓ تھین۔ اس واقعہ کی خبر بنو مخزوم عمارؓ کے اہل قرابت کو جب پہونچی سب بگڑ بیٹھے اور کہا۔ اگر عمارؓ اس مرض فتق مین مرگئے تو اُنکے عوض مین ہم خاندان بنی اُمیہ مین سے کسی ایک بڑے شخص کو قتل کرینگے۔ اس واقعہ کے بعد عمار بن یاسرؓ خانہ نشین رہے اوسوقت تک کہ جناب مرتضیؓ خلیفہ ہوے

قصہ کعب بن عبدہ نہدی کا اس طرح نقل کرتے ہین کہ ایک جماعت اہل کوفہ نے باتفاق اُسی جناب عثمانؓ کی خدمت مین ایک خط لکھا جس مین آپکی بدعتین اور برائیان درج تھین۔

آخر خط مین یہہ بہی لکہا تہا کہ اگر آپ ان بدعتون سے باز آئین تو بہتر ہے ورنہ ہم لوگ آپکی اطاعت سے علیحدہ ہوجاوینگے۔ آپ کو اطلاع دے دیگئی۔ یہ خط کسی قافلہ والیکو جو مدینہ منورہ جارہا تہا دیدیا۔ کعب بن عبدہ نے بہی دوسرا خط اسکے علاوہ لکہا جسکے الفاظ بہت سخت تہے۔ یہہ خط بہی اوسی قاصد کے حوالہ کیا گیا۔ نامہ برنے دونون خط جناب عثمان کیخدمت مین گذرانے آپ کعب بن عبدہ کا خط پڑہکر نہایت غضبناک ہوے اور سعید بن العاص والی کوفہ کے نام ایک خط لکہا جسکا مضمون یہ تہا۔ کعب بن عبدہ کو کوفہ سے شہر بدر کرو اور کوہستان کیجانب نکال دو۔ یہ حکم پاکر سعید بن العاص کعب کے گہر گئے۔ اونکے کپڑے اوتار کر بیس کوڑے مارے پہر شہر بدر کردیا اور کوہستان کیطرف بہیجدیا۔

سعید بن العاص نے اشتر نخعی کی بہی اہانت کی اور انکی آبرو خاک مین ملادی۔ یہ قصہ اوپر آچکا ہے واقعات ۳۳ھ مین اعادہ کی ضرورت نہین۔

جواب طعن سوم۔ اجمالی جواب اسکا یہ ہے کہ انمین سے اکثر صحابہؓ بزعم شیعہ واجب القتل تہے اور کچہہ انکی بزرگی وحرمت نہ تہی۔ کیونکہ بقول حضرات شیعہ حدیث پیغمبر خدا کو ان لوگون نے دیدہ و دانستہ مخفی رکہا اور سچی شہادت دینے سے سکوت کیا اہل بیت خاندان جناب رسول خدا کا حق ظالمونکو مدد و تقویت دیکر تلف کیا۔ ایسے لوگونکے حق مین جناب علی مرتضیٰؓ ضرور کوئی سزا مقرر فرماتے مگر انسے پہلے جناب عثمانؓ نے انکو کسیقدر سزادی۔ انکی اہانت و ذلت کی۔ آپ مستحق مدح وثنا ہین۔ آپ پر طعن کیسا۔ اگرچہ ابوذرؓ و عمارؓ اہل شیعہ کے نزدیک اس گروہ مستحق سزا سے مستثنیٰ اور اس جماعت سے علیحدہ ہین اور قابل اخراج واہانت نہین لیکن تقیہ جو انکے ذمہ واجب تہا اور صحیح حدیث سے

ثابت ہے ان دونون نے ترک کیا۔ وہ حدیث یہہ ہے۔ التقیة دینی و دین آبائی۔ ترجمہ۔ تقیہ میرا دین اور میرے بزرگ باپ دادا کا مذہب ہے۔ ان دونون نے ایک واجب ترک کیا اور اس باب مین جناب علیؓ کی اقتدا نہ کی۔ انکو لازم تہا کہ تقیہ کر کے جناب عثمانؓ کے جملہ افعال ناشائستہ گوارا کرتے اور خاموش رہتے۔ ان دونون کی بیوقائی بہی ثابت ہوتی ہے کیونکہ نفسانیت سے جناب عثمانؓ پر انکار کیا اور اون کے مقابلہ کو اوٹہہ کہڑے ہوے۔ آخر الامر نکالے گئے۔ مار کہائی۔ ذلیل ہوی۔ جناب عثمانؓ کے حق مین تو بڑے خیر خواہ بن کر اونکے ناصح مشفق بنے جسکے عوض خوب عزت انکی ہوئی اور جسوقت ابوبکرؓ کا زمانہ تہا کسیکے منہ سے جناب علیؓ کے حق مین اظہار نص امامت کے بارہ مین ایک کلمہ بہی نہ نکلا سب کے سب منہ بند کیے بیٹہے رہے۔ اتنا بہی کسیکی پہوٹے منہ سے نہ نکلا کہ صاحبو یہ کیا غضب کرتے ہو۔ خلافت کسکا حق ہے اور دیتے کسکو ہو۔ جناب علی مرتضٰی شیر خدا جناب رسول خداؐ کے چچازاد بہائی اور اونکے داماد کو جو ہر طرح مستحق خلافت ہین محروم کرتے ہو اور غیر شخص کو جو کسیطرح اسکے حقدار نہین خلیفہ بنا رہے ہو۔ اچہا ہوا یہہ بیوفا لوگ اپنی سزا کو پہونچ گئے۔ خوب ہوا جناب عثمانؓ نے انکو مار ذلیل کیا اور نکالدیا۔ جناب عثمانؓ کا خدا بہلا کرے۔ آپنے اچہا کام کیا۔ یہ تو کوئی بات آپ پر طعن و تشنیع کے لائق نہین بلکہ آپ ہر طرح مستحق مدح و ثنا ہین کیونکہ آپنے ابوذرؓ و عمارؓ کو ترک تقیہ اور علانیہ آپسے مقابلہ کرنے پر سزا دی۔

دوسرا جواب یہہ ہے کہ خلافت و امامت کا معاملہ بڑا نازک ہے اسکی حفاظت مین اس قسم کی حرمت و بزرگی کا پاس و لحاظ کرنا اور امر خلافت مین خلل انداز و معارض شخص کی دلیری و گستاخی پر طرح دے جانا مناسب و زیبا نہین۔ جناب علی مرتضٰی نکو بہی

اونکی عہد خلافت مین اسی قسم کے معاملات پیش آے۔ آپنے حفظ مرتبہ خلافت کا لحاظ فرمایا اور کچھہ پاس و ادب ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نہ کیا۔ حضرت طلحہ و زبیرؓ کے ساتھہ جو معزز صحابی اور اسلام مین سابق تھے۔ کیا برتاو کیا۔ خصوصًا زبیرؓ جناب رسول خدا صلعم کے پھوپی زاد بہائی بہی تھے کچھہ اسکا بہی خیال نفرمایا اور خلافت کے مقابل مین انکو قتل کیا کیونکہ آپکو خلافت کے مرتبہ کا رکہنا ضرور رتہا۔ باوجودیکہ آپ یقینًا جانتے تھے کہ یہہ تینون صاحب آپکی جان کے خواہان نہین فقط جناب عثمان رضؓ کے قاتلونکو چاہتے تھے اور طالب قصاص تھے۔ مگر اسقدر فوج کثیر اور جماعت عظیم کا جمع ہوجانا خلافت وحکومت کے حق مین باعث خلل تہا۔ خلیفہ وقت کے احکام مین سستی پیدا ہوتی تہی لہذا آپ ان صاحبون سے لڑے اور پاس قرابت وصحبت جناب رسول خدا صلعم کا طلحہ و زبیر کے حق مین اور لحاظ شرف زوجیت جناب ام المومنین عائشہؓ کا ہرگز نہ فرمایا۔ یہی وہ ابوموسی اشعریؓ ہین کہ جناب مرتضی رضؓ کے عہد خلافت مین جنہون نے کوفہ کو آپ کی رفاقت واطاعت سے روکا۔ آپ نے اونکو بزور سیاست معزول کرکے اشتر نخعی کو حاکم کوفہ کیا۔ اشتر کی ہاتہون ابوموسیؓ کا گہر جلکر خاک سیاہ ہوگیا۔ سارا سامان خانگی لٹ گیا اور جناب علی مرتضی رضؓ نے ابوموسیؓ پر جو کچھہ کیا گیا جائز روا رکہا۔ دونون فریق سنی وشیعہ کی کتب تواریخ موجود ہین اگر کسیکو شک ہوا وٹھا کر دیکھہ لے۔ اس بیان سے سر مو فرق نہ پائیگا۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ خلافت کی مصلحت دوسری مصلحتون پر بالا و مقدم ہے۔ دوسرے مصالح جزئیہ اسکے مقابل مین اگر فوت ہوجاوین توچندان پرواہ نہین۔ ہان مصلحت خلافت ہاتھہ سے نہ جانے پاوے۔ جناب عثمان رضؓ نے اگر بنظر مصلحت خلافت صحابہ رسول خدا مین سے دوچار کو ڈرایا۔ دہمکایا۔ اہانت کی توکیا قیامت ہوگئی قتل سے تو کمتر درجہ ہے

جناب عائشہ صدیقہ رض کی جو اہانت بعد جنگ جمل کے ہوئی تاریخ دان پر مخفی نہین۔ یہ قتل یہ خونریزی گروہ مسلمانان و اہانت ام المومنین جناب علی مرتضیٰ رض کی ہی خلافت مین ہوئی (معاذ اللہ) ہم طعن کے طور پر نہین کہتے بلکہ اون واقعات کو جو خلافت مرتضوی مین پیش آئے ہین منصف مزاج اور انصاف پرست کے روبرو پیش کرتے ہین۔

طعن سوم کا یہ جواب تو حسب مذاق شیعہ ہے۔ اہل سنت وجماعت نے بطور خود روایات صحیحہ سے جو تحقیق کیا ہے وہ جواب وہ ہی جو ہم مبحث فضائل مین لکھ آئے ہین کہ جناب عثمان کو اپنے مظلوم شہید ہونے کا علم یقینی حاصل تھا اور اس واقعہ خاص مین قطعی احادیث اور آنحضرت صلعم کی وصیتین جناب عثمان رض کے پاس موجود تھین اور آپ اون وصایا پر قائم رہے جب آپنے دیکھا کہ بعض صحابہ بہی جماعت منافقین ومخالفین کے ساتھہ خلع ونزع خلافت مین ایک زبان ہین تو آپنے چاہا کہ یہ فتنہ حتی الامکان فرو ہو۔ اون صحابہ کو کسیقدر چشم نمائی کی تا کہ شرکت صحابہ رض سے فتنہ قوی نہ ہو جاوے اور بدمعاش کمینے۔ فتنہ پرداز صحابہ کی شرکت اور مدد سے قوی بازو نہ ہو جائین اور آپ کو خاموش رہنا بہی زیبا نہ تھا کیونکہ آنیوالی بلا و مصیبت کے دفع کرنیکو حیلے اور تدابیر کرنا کچھہ توکل و رضا و تسلیم کے منافی نہین بلکہ ہر شخص کا فرض منصبی ہے کہ حتی الامکان اپنی جان کی حفاظت مین غفلت نہ کرے علاوہ اسکے بر بنای مذہب اہل سنت وجماعت گناہوں سے پاک و معصوم ہونا انبیاء کرام علیہم السلام کا خاصہ ہے انکے نزدیک صحابہ معصوم نہین۔ شرف صحبت نبوی ہونا اور چیز ہی عصمت اور چیز۔ اسیواسطے بعض صحابہ سے بہی بہ تقاضای بشریت و باغوای شیطانی کبیرہ گناہ صادر ہوے اور اونکی حد شرعی بہی اونپر قائم کی گئی چنانچہ جناب علی مرتضیٰ رض اور حضرات شیخین رض نے بعضے صحابہ کو حد لگائی ہے۔ قصہ ابو شحمہ مشہور ہی اور جناب فاروق رض کا

حد زنا او نپر قائم کرنا معلوم. خود آنحضرت صلعم کے زمانہ مین حضور اقدس نے مسطح رضی صحابی اہل بدر حسان بن ثابت رضی پر مقدمہ تہمت جناب عائشہ صدیقہ مین حد تہمت جاری کی۔ کعب بن مالک رضی۔ مرارہ بن ربیع رضی۔ ہلال بن امیہ رضی ان صحابہ مین سے دو صاحب غزوہ بدر مین شریک ہوے ہین۔ ان تینون صاحبونکو غزوہ تبوک سے غیر حاضری کی سزا مین پچاس روز تک شہر اور اونکے گہر بار سے نکال دیا اور وہ بیچارے جنگل پہاڑون مین روتے پہرتے تہے جنکا قصہ قرآن مجید مین موجود ہے۔ آنحضرت صلعم نے ماعز رضی اسلمی کو حد زنا مین سنگسار فرمایا۔ علاوہ انکے اکثر اشخاص کو تعزیر دی اور بعضونپر حد شراب پینے کی جاری فرمائی ہر شخص کو تعزیر و سزا اوسکے منصب و رمرتبہ کے لحاظ سے ہوتی ہے چنانچہ حضرت عثمان رضی نے بہی چند اصحاب کو صرف زبانی تنبیہ کی چشم نمائی فرمائی تاکہ منافقین اور بدمعاشونکے ساتہہ سے پرہیز کرین اور اونکے ساتہہ بلوہ مین شریک نہون۔ الحمد للہ کہ آپکی یہ تنبیہ کام کر گئی صحابہ کرام مین سے ایک بہی بلوہ مین شریک اور آپکے قتل مین آلودہ دامن نہ ہوا۔ صرف آپکی شہادت مین وہی لوگ شریک تہے جو شریر اور بدمعاش و اوباش کے لقب سے مشہور و معروف تہے چونکہ جناب عثمان رضی زبان مبارک جناب رسالتمآب صلعم سے اپنی شہادت کی خبر سن چکے تہے اور یقین کامل تہا کہ درجہ شہادت پر فائز ہونگے لہذا آپ راضی برضای مولی تہے اور اس گروہ کو اپنے سے بالکلیہ دفع نہ کرکے نہایت جوانمردی سے صبر و شکر کے ساتہہ جان خداے جان آفرین کے حوالہ کی۔ اسیواسطے آپنے جن لوگون کو گوشمالی دی اور چشم نمائی کی اور اونکے حرکات نامناسب کی سزا دی بعد مین اون لوگونسے عذر خواہی کی اور معافی چاہی۔ اگر نظر تعمق اور چشم بصیرت سے غور کرکے دیکہا جاے تو جناب عثمان رضی کا حال بعینہ جناب علی مرتضی رضی کا سا حال ہے بال برابر فرق نہین

اہل سنت وجماعت کے نزدیک تو آپ کی کیفیت قدم راقدم جناب علی مرتضیٰؓ کے ہے۔ جناب رسول خداؐ نے جناب شیر خداؓ سے ارشاد فرمایا کہ اے علیؓ میرے بعد میری امت تم سے اتفاق نہ کریگی اور تمکو لڑائیاں پیش آوینگی اور عہد شکن ظالموں دین سے نکل جانے والوں سے لڑوگے۔ جسوقت امیر المومنین حیدر کرار صاحب ذوالفقار مسند خلافت پر متمکن ہوئے آپنے حتی الامکان دفعیہ فتنہ وفساد مخالفین کی دراز ازی وشرارت مین کوشش کی اور حضرات طلحہ زبیر ام المومنین عائشہ صدیقہ ابوموسیٰ اشعری رضوان اللہ علیہم اور دیگر صحابہ کرامؓ آپکے خلاف ہوکر جنگ وجدال وقتل وقتال پر مستعد ہوئے مگر آپنے کچھ پروا نہ کی چنانچہ ان صاحبوں سے معرکہ ہائے عظیم پیش آئے اور مسلمانوں مین بازار کشت وخون گرم ہوا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا تقدیر موافق تدبیر کے نہ پلٹی۔ امور خلافت انتظام پذیر نہ ہوئے پس جس صورت مین جناب رسول خداؐ کا فرمانا ان دونوں بزرگوں کے حقمین یقینی وقطعی تھا اور مقدرات الٰہی پیش آنے والے تھے تو ایسے وقت صحبت نبوی کا ادب اور روایت ورشتہ داری کا لحاظ رکھکر آنحضرت صلعم کے حکم کو فوت کرنیکا کون موقع اور کسطرح گنجائش تھی مثل مشہور ہے۔ الامر فوق الادب۔ تعمیل حکم مین ادب کا لحاظ نہین ہوتا۔

یہ جواب تو طعن سوم کا اجمالی تھا اب تفصیل وار ہر ایک اعتراض کا جواب ملاحظہ ہو۔ مطاعن مین جو کچھ قصے ہم لکھ آئے ہین یہ سب یار لوگونکے گڑھے اور بنائے ہوئے ہین محض انکی اختراع اور افترا پردازی ہے۔ کتب معتبرہ تواریخ مین ان قصوںکا کہین نام ونشان نہین۔ ہم ہر ایک صحابی کا قصہ جو دراصل پیش آیا اور کتب تواریخ مین مذکور ہے بے کم وکاست نقل کرتے ہین جسکے دیکھنے سے خودبخود اعتراضات دفع ہوجاوینگے۔

قصہ اخراج ابوذر حسب روایت ابن سیرینؒ ودیگر ثقات تابعین اس طرح ہے کہ ابوذرؓ

دراصل کھُرے وتندمزاج تھے انکی طبیعت مین سختی ۔ زبان مین درشتی ۔ سخت کلامی کی عادت تھی ۔ ایک مرتبہ جناب رسول خداؐ کے حضور مین حضرت بلالؓ موذن سے اولجھ پڑے ۔ اونکی مان کا نام لیکر اونپر کچھ طعن کی آنحضرت صلعم نے ابوذرؓ کو اس زبان درازی پہ جھڑک دیا اور فرمایا ۔ اعیرتہ بامہ انک امرء فیک جاھلیۃ ۔ تم نے بلال کو اونکی مان کے نام سے شرمندہ کیا تم مین ابھی تک جاہلیت کی بو باقی ہے ۔ عہد نبوی کے بعد یہہ شام کے لشکر مین چلے گئے اور یہان اقامت اختیار کی ۔ جسوقت عہد عثمانی مین دولت وثروت ومال وحشمت اہل اسلام کے ہاتھہ آئی اور جملہ مہاجرین وانصار کے پاس لاکھون روپیہ ہوگیا تو ابوذرؓ نے سب مالدارونکے حق مین زبان درازی اور طعن وتشنیع شروع کردی ۔ سب سے اول جناب معاویہؓ سے گفتگو اور مباحثہ کیا جسکا ذکر اوپر آچکا ہی اور بالآخر ربذہ مین جاکر مقیم ہوے اور تا زندگی جناب عثمان کے مطیع وفرمانبردار رہے ۔ ننگی پیٹھ کے

۲۵۲

اونٹ پر سوار کرکے تشہیر کرنا بالکل من گھڑت ہے جو اصل قصہ حضرت ابوذر کا تھا وہ صفحہ مین گذرچکا اہل فساد براہ بغض وعناد واقعی قصہ کو تحریف کرکے ایک کا سر دوسرے کی دم ملاکر نئی صورت تراش لیتے ہین اور اس خیالی پیکر اور وہمی تصویر کو جو روح تحقق ووقوع سے بالکل خالی ہے اپنا معبود مسجود بنا لیتے ہین اتعبدون ما تنحتون ۔ کیا تم اون کی عبادت کرتے ہو جنکو خود اپنے ہاتھون سے تراش لیتے ہو ۔ انکے حسب حال ہے ۔

قصہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کا تو بالکل غلط اور انکی جودت طبع کا تراشا ہوا سراسر افترا وبہتان ہے ۔ نہ اونکی شکایت جناب معاویہؓ نے لکھی نہ انکو جناب عثمانؓ نے مدینہ منورہ طلب فرمایا ۔ کسی تاریخ مین اس قصہ کا ذکر نہین ۔ البتہ تواریخ معتبرہ مین عبادہؓ کا قصہ اسطرح مذکور ہے کہ جب امیر معاویہؓ نے جانب جزیرہ قبرس لشکرکشی کی ہے تو عبادہ بن صامتؓ

بہی انکے ساتہہ تہے۔ اس غزوہ کی فضیلت اور اسمین جو شریک ہوکر لڑے اوس کے واسطے وعدہ مغفرت جناب رسول خدا کی زبان مبارک سے خود حضرت عبادہؓ اور انکی بیوی ام حرامؓ بنت ملحان نے سنا تہا چنانچہ یہ دونون میان بیوی اس بحری غزوہ مین تہو جب یہہ جزیرہ فتح ہوا اور بہت سا مال غنیمت مسلمانونکے ہاتہہ آیا جناب معاویہؓ نے ایک خمس جدا کرکے مدینہ منورہ بہیجدیا اور باقی اہل لشکر کو تقسیم کرنے بیٹہے۔ چند صحابہؓ علیحدہ بیٹہہ گئے تاکہ تقسیم کو دیکہین کہ مطابق سنت نبوی ہوتی ہے یا نہین۔ اس جماعت مین یہ اصحاب تہے عبادہ بن صامت۔ شداد بن اوس فہری۔ ابو الدرداء۔ واثلہ بن اسقع ابو امامہ باہلی۔ عبداللہ بن بشر مازنی۔ رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین۔ اسی حالت مین دو شخص اہل لشکر مین سے دو نفیس خچر لیجاتے ہوے نظر آے۔ عبادہ بن صامتؓ نے اونسے پوچہا کہ ان خچرونکو کہان لیے جاتے ہو اور یہ کس کام کے ہین۔ سپاہیون نے کہا کہ امیر معاویہؓ نے ہمکو بخش دیئے ہین۔ ہم انپر سوار ہوکر حج کو جاوینگے۔ حضرت عبادہ نے فرمایا کہ انکا لینا تمکو حلال نہین ہے اور جناب معاویہؓ کو انکا دینا بہی درست نہین۔ وہ دونون سپاہی خچرونکو امیر معاویہؓ کی خدمت مین واپس لیگئے اور کہا۔ عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہین کہ یہہ خچر لینا ہمکو درست نہین ہم کیونکر لین اور حج کسطرح ادا کرین۔ جناب معاویہ نے عبادہؓ کو اپنے حضور مین طلب فرمایا اور صورت مسئلہ دریافت کی۔ عبادہؓ نے جواب دیا مین نے جناب رسول خداؐ سے بروز غزوہ حنین یہ حدیث سنی ہے۔ اصحاب کبارؓ آپسے درباب مال غنیمت گفتگو کر رہے تہے۔ آپنے اونٹ کی پشم لیکر فرمایا جو کچہہ خداوند تعالے نے تم لوگونکو اموال غنیمت سے عطا فرمایا ہے اوسمین بجز خمس کے میرا حق اس پشم کی برابر بہی نہین ہے اور وہ خمس بہی تم ہی لوگونکو واپس کردونگا۔ اے معاویہؓ خدا سے ڈرو۔

مال غنیمت بطور مسنون اوسکے طریق پر تقسیم کرو اور کسیکو اوسکے حق سے زیادہ نہ دو جناب معاویہؓ نے فرمایا۔ آپ اس مال کو بطور خود تقسیم کردین اور مجھکو اس بار عظیم سے سبکدوش فرمائین۔ آپکا بڑا احسان مجھپر ہوگا۔ یہہ کہکر جناب معاویہؓ اوٹھہ کھڑے ہوے اور عبادہ بن صامتؓ کو مہتم تقسیم مال کردیا۔ ابوامامہؓ اور ابوالدرداءؓ انکے مددگار و شریک ہوے۔ تا آخر خلافت عثمانی یہہ صاحب اس کام پر مامور رہے۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ نے ملک شام مین وفات پائی۔ بیت المقدس مین انکا مدفن ہے۔ وہ تاحیات جناب معاویہؓ سے علیحدہ نہین ہوی اور مدینہ منورہ مین بھی نہ آے۔ یہان سے معلوم ہوگیا کہ انکا قصہ مذکورہ بالا سرتاپا غلط ہی حضرت ابن مسعودؓ کی ناراضی کی وجہ جو بیان کی گئی ہے وہ بھی غلط اور بہتان ہے۔ معتبر کتب تواریخ مین کہین اسکا نام و نشان نہین۔

صحیح اس باب مین یہہ ہے کہ جب جناب عثمانؓ نے لوگونکو قرآن شریف مین مختلف پایا اور اس درجہ اختلاف نظر آیا کہ اکثر عوام وہ الفاظ جو دراصل قرآن شریف کے الفاظ نہ تھے پڑہتے تھے اور جب کوئی اونپر اعتراض کرتا تو اختلاف قرأت کا حیلہ کرتے تھے۔ حذیفہ بن یمانؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کے مشورہ سے جن مین جناب علی مرتضی بھی شریک تھے آپنے چاہا کہ جملہ اہل اسلام عرب و عجم کے باشندے ایک قرآن پر متفق ہوجاوین اور سب کا قرآن ایک ہی الفاظ متفقہ پر ہوجاے۔ کوئی اس سے خلاف نہ کرے چنانچہ آپنے ایسا ہی کیا۔ سب صحابہؓ تو آپکے قرآن شریف سے راضی اور خوش ہوے صرف عبداللہ بن مسعودؓ اور ابی بن کعبؓ نے اپنے قرآنونمین جو شاذ قرأتین لکھی تہین اور بعضی عبارتین دعاے قنوت کی اور بعض مضامین تفسیر آیات کی جو قرآن شریف پڑہتے وقت جناب رسول خداؐ نے معانی بیان فرمائے تھے یہہ بھی ان صاحبون نے لکھ لئے تھے اور سبکو قرآن شریف سمجھتے تھے انکے نکال لینے سے

ان دونون نے انکار کیا چونکہ ان الفاظ دعائیہ یا تفسیر آیات کو قرآن شریف مین رکھنے سے دین مین آیندہ فتنہ عظیم پیدا ہوتا اور جس غرض سے جناب عثمان رضؓ نے کوشش کی تہی وہ غرض نہ حاصل ہوتی لہذا ان دونون صاحبونکے قرآن بحیثیت مذکورہ باقی رکہنا خلاف مصلحت اور مقام اندیشۂ فساد تہا اور نفس قرآن شریف مین اختلاف واقع ہوتا اور آگے چلکر کسی زمانہ مین قباحتین بے شمار پیدا ہوجاتین۔ اسلئے جناب عثمان رضؓ نے ان دونون سے انکی قرآن لینے چاہے۔ آپکے غلامون نے اور انسے حجت وتکرار ہوئی اور ابن مسعودؓ کو غلامونکے ہاتہ سے اس چہینا جہپٹی مین صدمہ پہونچا اور کچہ چوٹ بہی لگی۔ ابی بن کعبؓ نے بلا مزاحمت اپنا قرآن شریف حوالہ کردیا۔ ان سے کسیطرح کے جہتک کی نوبت نہ پہونچی اور نہ بعد مین انکو کوئی کدورت آپسے رہی۔ البتہ ابن مسعودؓ ناراض ہوگئے اور جناب عثمان رضؓ سے رنجش رکہی اسکے بعد آپنے ابن مسعودؓ سے عذرخواہی کی اور انکو راضی کرنا چاہا۔ اگر ابن مسعودؓ آپسے راضی نہ ہوے تو جناب عثمان رضؓ کا کیا قصور ہے اور آپ کو ملامت کرنا محض زبردستی ہے۔ البتہ ابن مسعودؓ نے جناب عثمان رضؓ کی عذرخواہی پر توجہ نہ کی اور آپسے راضی نہ ہوے یہ انکی زیادتی تہی جسوقت ابن مسعودؓ بیمار ہوے جناب عثمان رضؓ اونکے گہر تشریف لیگئے اور اونسے اپنا قصور معاف کرنیکی درخواست کی اور جو کچہ انکا وظیفہ مقرر تہا وہ بہی انکے سامنے رکہہ دیا مگر ابن مسعودؓ ناراض ہی رہے اور کہا۔ مین یہ آپکا عطیہ نہین لیتا۔ جب مین محتاج تہا اوسوقت تو دیا نہین اب مرتے وقت جبکہ مین اس جہان کی مال و دولت سے غنی ہون اور سفر آخرت درپیش ہے آپ مجہکو میرا وظیفہ دیتے ہین ایسا لیکر کیا کرونگا۔ جناب ذی النورین نے فرمایا کہ اے ابن مسعود آپ یہہ روپیہ قبول فرمادین اور اپنی صاحبزادیونکے حوالہ کرین۔ اونکے کام آویگا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا۔ مین نے اپنی لڑکیونکو ہر شب سورہ واقعہ پڑہنے کی تعلیم

کی ہے۔جناب رسول خدا کی زبان مبارک سے اس سورت کی فضیلت اور اسکے پڑھنے کا ثواب مین نے سنا ہے۔حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ہر شب کو سورہ واقعہ پڑھتا رہیگا کبھی فاقہ مین مبتلا نہ ہوگا۔جناب عثمانؓ انکے پاس سے اوٹھکر ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کے پاس تشریف لیگئے اور ان سے استدعا کی کہ ابن مسعودؓ کو آپکی جانب سے راضی کرا دین چنانچہ جناب ام حبیبہؓ نے آپکی بابت ابن مسعودؓ سے چند بار کہلا بھیجا۔اسکے بعد دوبارہ آپ ابن مسعودؓ کے پاس تشریف لیگئے اور فرمایا کہ اے عبداللہ۔آپ بھی حضرت یوسف علیہ السلام کیطرح جو کلمات اونھون نے اپنے بھائیون کے حق مین فرمائے تھے میرے حق مین ارشاد فرمائین۔ لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین۔آج تم پر کچھ ملامت نہین اللہ تمہاری مغفرت فرمائے وہ تمام رحم کرنیوالون مین بڑا رحیم ہے۔مگر اسکا بھی جواب ابن مسعودؓ نے کچھ نہ دیا اور خاموش رہے۔پس جناب عثمانؓ کی طرف سے ابن مسعودؓ کے راضی کرنے اور اپنا قصور معاف کرانے مین کوئی کمی و کوتاہی نہ ہوئی۔آپنے اس مین انتہاے درجہ تک کوشش کی اور بری الذمہ ہوگئے۔اب آپ پر بالکل الزام نہ رہا۔بالفرض آپکی خطا ایسی تھی تو آپنے ابن مسعودؓ کے سامنے اعتراف قصور کیا اور معافی چاہی۔توبہ و استغفار کیا بلکہ ایسے شخص کے روبرو عذر گناہ کیا جس نے قبول نہ کیا حالانکہ خداے رحیم فرماتا ہے انہ یقبل التوبۃ عن عبادہ۔آپکے اس فعل مین لوگونکو ترغیب دینا بھی مقصود تھا کہ اسی طرح کسی کی خطا اور قصور اگر سرزد ہو تو معاف کرانا چاہیے۔ایک روایت سے یہ بھی ثابت ہے کہ ابن مسعودؓ نے آپکا قصور معاف کر دیا اور آپ سے راضی ہوگئے۔شقیق بن سلمہ بن سعید جو ابن مسعود کے دوست ہین کہتے ہین کہ مین ابن مسعودؓ کی عیادت کو اونکے مرض موت مین گیا۔اونکے پاس چند لوگ بیٹھے تھے جو حضرت عثمانؓ کی شان مین کچھ کہہ رہے تھے

اونھون نے سنکر کہا۔ خبردار۔ جناب عثمان کے قتل کا ارادہ نہ کرنا۔ اگر تم اونکو مار ڈالوگے تو اونکا مثل دوسرا نہ پاؤگے۔ (خمیس و تحفہ)

اس قول سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعودؓ کو جناب عثمان رضؓ سے جو رنج و کدورت تھی وہ اس قسم کی شکر رنجی تھی جو آپس مین بھائیون اور برابر والون مین ہوجایا کرتی ہے نہ یہ کہ ابن مسعودؓ آپکی خلافت کے منکر ہون یا آپکی بے لیاقتی کے قائل تھے۔ اس قسم کا باہمی ملال اکثر ہو ہی جاتا ہے خصوصا سیاست و انتظام ملکی مین تو اس سے چارہ ہی نہین اگر اس خفیف بات کو جس سے کسی فرد بشر کو مفر نہین طعن مین شمار کرین تو معترضین کو بڑی مشکل پیش آویگی اور اونکو بھاگنے کی بھی راہ نہ ملیگی۔ جناب علی مرتضی رضؓ نے اپنے حقیقی بھائی عقیلؓ کو چھوڑ دیا۔ اونکا وظیفہ بند کردیا اور اسقدر تنگ کیا کہ وہ بعد جنگ صفین کے حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔

ابوایوب انصاریؓ کو جو جلیل القدر صحابی ہین معزول فرمایا اور پہ سختی کی۔ اونسے کلام ترک کیا۔ اونکا وظیفہ مقررہ موقوف فرمایا۔ یہانتک نوبت پہونچی کہ ابوایوبؓ تنگ آکر مدینہ منورہ چھوڑ ملک شام مین جناب معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔ حضرت عقیل اور ابوایوبؓ ابوذر اور ابن مسعودؓ سے مرتبہ مین کچھ کم نہین۔ اگر جناب عثمانؓ مورد طعن ہین تو جناب علی مرتضی بھی اسمین آپکے شریک حال ہین۔ الحفیظ والامان۔ خدا کی پناہ۔ جناب رسولخدا کے داماد ونکو طعن کے ساتھہ یاد کرنا یا یہ خیال بد دل مین لانا مرد مومن کی شان سے دور ہے۔ یہ فہم کا قصور ہے جو ایسے امور کو سمجھا باب طعن تصور کرے ؏ سخن شناس نۀ دلبرا خطا اینجاست۔ ان حضرات کو اس سے مطلب نہین کہ بات کیا ہے اور ہم کس کو کہہ رہے ہین۔ تعصب و بغض بیجا اس درجہ غالب آگیا ہے کہ اپنی بھی خبر نہ رہی حضرات

شیخین تو بزعم اُنکے غاصب ظالم و جابر ہین آپ کی عداوت نے اوسبہی کو کہلا دیا۔ داماد ون تک کو نہ چہوڑا۔ اونپر بہی بوچہار شروع کردی یہہ اُنکی ہنسی دل لگی ہے۔

زبان بگڑی تو بگڑی تہی خبر لیجے دہن بگڑا		لگے منہ بہی چڑانے دیتے دیتے گالیان صاحب

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ والا قصہ بہی بے اصل ہے۔ انہون نے تو سب صحابہ کرام سے قبل بیعت جناب عثمان رضی اللہ عنہ راے لیکر اور سب کو آپ پر متفق پاکر آپکی خلافت مناسب سمجھکر بیعت کی تہی۔ اگر بالفرض بعد کو نادم ہوتے تو ضرور تصریح کے ساتہہ کہہ دیتے اور جبکہ بقول اہل شیعہ معززین صحابہ آپکی خلافت سے خوش نہ تہے تو اوسوقت عبد الرحمن کو کسکا ڈر تہا حق بات ظاہر کرنے مین کبہی دریغ نہ کرتے۔ لوگ تو انکے تابع تہے کُھلّم کُھلّا جناب عثمان رضی اللہ عنہ کو خلافت سے علیحدہ کرکے اپنی مرضی کے موافق دوسرے کو خلیفہ بنا لیتے نفاق یا تقیہ کی تہمت حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کی نسبت قائم کرنا سراسر جہالت و عداوت ہے جناب عبد الرحمن رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہین۔ انکو جنت کی بشارت ہے۔ ان دونون صاحبون کے بارہ مین اسقدر ضرور صحیح طور سے ثابت ہوا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور جناب عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے درمیان بہائی چارہ کرا دیا تہا اس وجہ سے عبد الرحمن رضی اللہ عنہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ سے اکثر مذاق و دل لگی کیا کرتے تہے۔ چونکہ آپکے مزاج مین حیا و شرم غالب تہی ایک روز آپنے تنگ ہوکر فرمایا۔ اے ابن عوف رضی اللہ عنہ مجہکو خوف ہے کہ تم میرے خون سے بہی دل لگی کروگے (یعنی ہنسی مذاق مین میرا خون کرو) یہہ کوئی بات موجب طعن و تشنیع نہین اس قسم کی گفتگو تو اکثر یارون۔ دوستون ہمصحبتون مین ہوا ہی کرتی ہے۔ اسکا اثر کسی طرف دل مین نہین رہتا۔ اگر فوری رنجش یا ادنیٰ کدورت ہوئی تو ایک لحظہ کے بعد دفع ہوجاتی ہے۔ جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بہی اس قسم کا مزاح اور خوش طبعی اکثر لوگون سے

ہوا کرتا تھا چنانچہ دار قطنی بروایت زیاد بن عبداللہ نخعی روایت کرتے ہین کہ ہم لوگ کوفہ کی جامع مسجد مین جناب علی رضہ کے پاس بیٹھے ہوے تھے کہ آپکے پاس موذن نے آکر کہا۔ اے امیر المومنین۔ نماز عصر تیار ہے۔ آپنے فرمایا۔ بیٹھ جا موذن بیٹھ گیا۔ پہر دوبارہ آپسے نماز کے واسطے کہا۔ آپنے فرمایا یہ کتا ہمکو طریق سنت کی تعلیم دیتا ہے۔ دیکھئے۔ آپکا یہ فقرہ مذاقیہ تھا

حضرت عمار رض کا قصہ جس طرح یہ لوگ نقل کرتے ہین بالکل غلط ہے۔ سوافق روایات صحیحہ کے وہ قصہ اس طرح ہے کہ ایک روز عمار رض اور سعد بن ابی وقاص رض مسجد نبوی مین آے اور ایک شخص کی معرفت جناب عثمان رض کی خدمت مین اطلاع دی کہ ہم مسجد مین آپ سے ملنا چاہتے ہین باتین آپ ہی کے متعلق اور آپکی شکایت کے بابت کرنی ہین۔ آپ تہوڑی دیر کے واسطے تشریف لائین جناب عثمان رض نے اپنے غلام کی زبانی جواب کہلا بہیجا۔ آج مجھکو ضروری کام درپیش ہین اسوقت آپسے نہین مل سکتا۔ فلان روز آپ آئین اطمینان سے آپکی باتین سنونگا اور جو آپکو کہنا ہو کہہ لیجیے گا۔ حضرت سعد رض تو یہ جواب پاکر چل دیے مگر عمار رض نے دوبارہ آدمی بہیجکر درخواست کی کہ آج ہی آئیے۔ آپنے وہی عذر سابق کیا۔ عمار رض نے پہر آدمی بہیجا۔ آپنے پہر عذر کیا۔ آپکے غلامون نے عمار کو مار پیٹ کر مسجد سے کہینچکر باہر کر دیا اور کہا۔ اذن لینے کی حد شرع مین تین ہے تم شرعی حد سے بڑہ گئے لہذا تمہاری تعزیر ضرور ہوئی۔ جناب عثمان رض یہ حال سنکر دوڑتے ہوے مسجد مین تشریف لاے اور عمار رض کو بلوا کر آپنے قسم کہائی اور فرمایا۔ "میرے کہنے سے یہ کام نہین ہوا ہے۔ آپ میری جانب سے کدورت نہ رکہیے گا" پہر آپنے غلام کو جس نے مارا تہا خوب تنبیہ کی بعد اسکے آپنے عمار رض کی طرف اپنا ہاتہ دراز کر کے فرمایا۔ لو مین حاضر ہون اپنا بدلہ مجھسے لے لو حضرت عمار رض نے آپکے ہاتہ کو بوسہ دیا اور راضی ہو کر واپس گئے اور پہر کسی طرح آپسے رنجش نہ رکہی بلکہ عمار رض اون لوگون کے شریک تھے جو آپکے محاصرین کو

روکتے اور فتنہ وفساد سے منع کرتے تھے جب لوگون نے جناب عثمانؓ پر پانی بند کردیا تو عمارؓ نے اوس مجمع مین آکر باواز بلند کہا سبحان اللہ جس شخص نے چاہ رومہ خرید کر راہ خدا مین وقف کردیا ہو اوسی پر تم لوگون نے آج پانی بند کر دیا ہے پھر جناب علیؓ کے پاس دوڑے گئے اور ان ہی دونون کی کوشش سے ایک پکھال پانی جناب عثمانؓ کے پاس پہونچایا گیا۔ دیکھو جناب عمارؓ کی محبت اور عقیدت۔ انکے نسبت اس قسم کی باتین تراش کر جناب عثمانؓ پر طعن کرنا۔ یہہ تو وہی مثل ہے کہ مدعی ومدعا علیہ تو راضی ہین مگر قاضی صاحب راضی نہین ہوتے۔

کعب بن عبدہ نہدیؓ کا قصہ ناتمام چھوڑا آدھا ذکر کر کے اعتراض جڑ دیا اور باقی قصہ رہنے دیا۔ انکا باقی قصہ یہہ ہے کہ جب جناب عثمانؓ کو کعبؓ کی مار کی خبر پہونچی آپ نے سعید بن العاص کو اس تشدد پر نہایت ملامت لکھی اور یہہ حکم دیا کہ کعبؓ کو بحرمت وعزت تمام میرے پاس روانہ کرو جسوقت کعبؓ آپکی خدمت مین پہونچے آپ نے فرمایا۔ اے کعب۔ تم نے سختی سے مجھکو خط لکھا۔ اوسمین الفاظ نہایت کریہہ و نامناسب تھے مشورہ دینے کا طریق اور نصیحت کا انداز یہہ نہین ہے۔ اپنے مسلمان بھائی کو اس طرح نہین لکھتے نہ اوسکو ایسے الفاظ مین نصیحت کرتے ہین بلکہ نصیحت نرمی وسہولت کے لفظون مین لکھنا چاہیئے تھی نہ درشتی وسختی سے۔ علی الخصوص اپنے رئیسون۔ امامون اور خلیفہ وقت کو۔ دیکھو۔ فرعون جو قطعاً بدبخت و کافر تھا خداوند تعالی نے اوسکے حق مین اپنے اولوالعزم پیغمبر جناب موسیٰ وہارون علیہم السلام کو ادب تعلیم فرمایا اور ارشاد کیا۔ فقولا لہ قولا لینا۔ فرعون سے نرمی کے ساتھہ گفتگو کرنا۔ مین نے سعید بن العاص کو تمہارے مارنے پیٹنے کو ہرگز نہین لکھا۔ صرف اسقدر لکھا تھا کہ شہر بدر کردو۔ اونہون نے اپنی طرف سے بلا اجازت میرے تم پر یہہ سختی کی۔ اب مین اپنے بدن سے کرتا اوتارتا ہون اور چابک لاتا ہون تم مجھسے اپنا بدلہ لے لو

کعبؓ نے عرض کیا کہ جب آپ اس درجہ انصاف فرماتے ہین تو مین نے بہی اپنے حق سے درگذر کی۔ درحقیقت مجہسے ہی خطا ہوئی آپکو سخت و درشت الفاظ لکہے جو کسی طرح مجہکو زیبا نہ تہا۔ اسکے بعد کعبؓ آپکی خدمت مین رہے اور آپکے خاص مصاحبون مین ہوگئے۔

اللہ اللہ۔ جناب عثمانؓ کا حلم و تواضع عجز و انکساری۔ خدا ترسی خلیفہ وقت ہوکر ادنیٰ سی بات پر پہر اوس شخص کے سامنے جو آپکے مرتبہ و عزت کا خیال نہ کرکے گستاخانہ الفاظ لکہے۔ اپنی ندامت ظاہر کرنا اور بدلہ دینے پر راضی ہونا۔ اوس سے بعاجزی و خوشامد خواستگار عفو تقصیر ہونا۔ ادہر آپکی تو یہہ بزرگی اور یہہ حال اودہر طاعنین بداعمال کی زبان درازیان۔ خداوندا! توہی دانا و بینا ہے اور توہی منتقم حقیقی ہے۔ ایسے پاک نفس بزرگ کی نسبت تو اسلام کا مدعی کوئی کلمہ سوء ادبی کا نکال لینے کی جرأت نہ کریگا مگر شاباش اون حضرات کو جو بے محابا کیا کیا کچہہ افترا پردازی کرتے ہین اور پہر اسلام کا دعوی۔

مالک اشتر کا قصہ البتہ صحیح ہے۔ اوسکا جواب یہہ ہے کہ اشتر نہ صحابی تہے نہ صحابی زادہ بلکہ کوفہ کے ایک بدمعاش چہٹے ہوے لُچّے گنڈے تہے۔ انکو خلیفہ وقت کا بالکل پاس ادب نہ تہا۔ عام بازاری اشخاص کو جناب عثمان کے عامل کی اہانت پر بہکایا کرتے تہے۔ ایسے شخص کے حرکات ناسناسب سے درگذر کرنا حاکم وقت کی شان کے خلاف ہے اور امور سیاست کے نامناسب کیونکہ اس طرح دہیل دینے کا بالانجام فساد عظیم ہوتا ہے۔ یہہ اشتر شخص وہی ہین جنکی ذات سے فتنہ و فساد کی ابتدا ہوئی اور جناب عثمانؓ کی شہادت کی نوبت پہونچی پہر بہی اس شخص کو صبر نہ آیا اور بغیہ شرارت کے نہ بیٹہا گیا۔ حضرات طلحہ و زبیرؓ کو اونکے قتل سے ڈرایا۔ یہہ دونون صاحب مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تشریف لیگئے اور جناب ام المومنین عائشہ کو اپنی پشت پناہ و سپر بنایا۔ آخرکار جدال و قتال کی نوبت آئی اور اشتر کی ان نالائق

حرکتوں سے جناب علیؓ کی خلافت مین بدنظمی آگئی۔ اشترآپ سے بھی مخالف تھے۔ ہمیشہ آپ پر بھی حکومت جتلایا کرتے اور پورے طور سے آپکی بھی اطاعت نہ کرتے تھے۔ یہہ سب حالات کتب تواریخ مین مذکور ہین جسکو شک ہو دیکھہ لے۔ جب جناب عثمان رضؓ نے اشتر اور انکے یاروں کی خواہش کے بموجب ابوموسیٰؓ کو والی کوفہ کیا اور حذیفہ بن یمان کو محکمہ خراج کا افسر کرکے روانہ فرمایا اشتر پھر بھی صبر کرکے خاموش نہ رہے اور کوفہ کے بدمعاش گروہ کو لیکر آپکے سر چڑھ آے۔ مصریونکو بھی اپنا رفیق کرلیا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ آپ شہید ہو گئے بلکہ بعض روایات سے ثابت ہے کہ خود اشتر نخعی نے آپکو شہید کیا۔ آپکی شہادت قیامت تک فتنہ وفساد کا سبب ہوئی۔ اشتر جیسا شخص تو قابل قتل تھا تاکہ سارا فساد مٹ جاتا ایسے کو نکالدینا اور اوسکی ذلت واہانت کرنا کون ایسی بات ہے جو محل طعن قرار دی جاے۔ یہہ بھی جناب عثمانؓ کا کمال حلم وحیا کا اثر ہے کہ آپنے اسکے قتل سے درگذر فرمائی اور صرف اسیقدر پر قناعت کی۔

طعن چہارم متضمن بر عدم اقامت وطرح دہی حدود شرعیہ

جناب عثمان رضؓ نے عبیداللہ بن عمر رضؓ سے قصاص قتل نہین لیا۔ اسکا قصہ یہہ ہے کہ ہرمزان اہواز کا بادشاہ جو عہد خلافت فاروقی مین مسلمان ہو کر مدینہ منورہ مین مقیم ہوا تھا اسکو عبیداللہ بن عمر رضؓ نے محض اس تہمت اور شک پر کہ ہرمزان جناب عمر فاروق رضؓ کے قتل مین شریک تھا قتل کر ڈالا۔ تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ ہرمزان پر تہمت بیجا تھی ناحق مارا گیا۔

ابولولو کی ایک لڑکی کمسن نابالغہ کو بھی عبیداللہ بن عمر رضؓ نے قتل کیا۔

جفینہ نصرانی کو بھی بہ تہمت شرکت قتل کیا جملہ صحابہ رضؓ جمع ہو کر جناب عثمان رضؓ کے پاس آے

اور کہا کہ عبید اللہ سے قصاص لینا چاہیے۔ جناب علی مرتضی رضؓ نے بھی یہی مشورہ دیا مگر آپ نے قصاص نہ لیا بلکہ بیت المال سے اولیاء مقتولین کو دیت ادا کر دی اور قصاص موقوف رکھا حالانکہ قصاص قرآن شریف کا حکم ہے اور جو شخص خدا کی کتاب کا حکم جاری نہ کرے امامت کے قابل نہین۔

ولید بن عقبہ نے شراب پی اور آپنے حد شراب اونپر جاری نہ فرمائی۔

جواب۔ جمہور علماے شیعہ کے نزدیک ابولولو کی لڑکی کے قتل مین قصاص نہین کیونکہ وہ مجوسی تہا اور قتل مجوسی مین قصاص نہین۔ علیٰ ہذا القیاس جفینہ نصرانی تہا حیرہ کا باشندہ اوسکے قتل سے بہی قصاص نہین مسئلہ یہہ ہے کہ مابین مسلمان اور کافر قصاص نہین لیا جاتا حدیث صحیح مین وارد ہے کہ مسلمان بعوض کافر کے نہ قتل کیا جاوے۔ اب رہا ہرمزان جو بظاہر مسلمان تہا اوسکے قتل سے قصاص لینا چاہیے۔ اسکا جواب اہل سنت وجماعت نے تین طرح دیا ہے۔

اوّل۔ ہرمزان کا اسلام لاکر مدینہ مین قیام پذیر ہونا اور در پردہ مسلمانونکی زک دینے اور اونکی بیخ کنی کی فکر و تدبیر مین رہنا بالخصوص جناب امیر المومنین فاروقؓ کی شہادت مین آمر ہونا اور ابولولو وجفینہ کا شریک وہمراز ہونا جیسا کہ وقت تحقیقات حضرت عبید اللہ بن عمرؓ کے بیان اور گواہون کی شہادت سے ثابت ہے اور جسکو ہم شروع خلافت عثمانی مین واقعہ قتل ہرمزان وجفینہ مین بالتصریح لکہہ آے ہین بخوبی تحقق ہوگیا اور جناب عثمانؓ کی نزدیک قتل کا حکم دینے والا بہی قاتل کے حکم مین ہے اور اوس سے بہی قصاص لینا چاہیے جیسا کہ مذہب امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور اکثر آئمہ کا ہے اسیواسطے جناب عثمانؓ نے عبید اللہ بن عمرؓ سے قصاص لینے مین توقف کیا یہہ حکم تو عام اشخاص کا ہے اور خلفا و روسا کے

باب مین اگر ایسا اتفاق ہو تو قتل کا حکم دینے والا بہی بطور سیاست ضرور قتل کیا جاوے گا۔
دوم ۔ عبید اللہ بن عمرؓ کو اگر قصاص مین قتل کرتے تو اسوقت بڑا فتنہ برپا ہوتا ۔ بنو تیم و بنو عدی ضرور مانع ہوتے ۔ بلکہ بنو امیہ ۔ بنو جمح ۔ بنو سہم یہ قبائل بہی عبید اللہؓ کے طرفدار اور لڑنے پر تیار تہے اور کہتے تہے کہ اگر عثمانؓ عبید اللہ کو قصاص مین قتل کرنا چاہینگے تو خانہ جنگی ہو جاویگی ہم لوگ اپنی جانین دینگے اور حتی الامکان عبید اللہ کو بچائینگے ۔ اگر جناب عثمانؓ عبید اللہؓ کے قتل کا ارادہ کرتے تو تمام خاندان قریش اور شرفاء عرب انکے ساتہ ہو کر غدر کر دیتے اور وہ قتل و خونریزی ہوتی جسکا دفعیہ کسیکے امکان مین نہ تہا ۔ آپنے انجام کار پر نظر فرمائی اور بغرض دفع فتنہ و فساد قصاص سے درگذر کرنا پڑا ۔ ورثاء مقتول کو راضی کر لیا ۔ اس صورت مین آپکا انتظام اور حسن تدبیر قابل تحسین و آفرین ہے اس سے اچہی تدبیر اور کیا ہو سکتی تہی ۔ قاتلان جناب عثمانؓ کی بابت کیا جواب ہے جبکہ جناب امیر المومنین علیؓ نے اونسے قصاص نہین لیا بلکہ دیت بہی ورثاء عثمانؓ کو آپنے نہین دی اور آپکے وارثونکو راضی بہی نہ کیا ۔ جناب عثمانؓ نے تو ہرمزان کے وارثونکو راضی کرکے مال کثیر خونبہا مین عنایت کیا کہ کسی کو شکایت نہ رہی اور آپکے عدل و انصاف کے ثناخوان ہوے اگر بخوف فتنہ ترک قصاص درحقیقت جاے طعن ہے تو جناب امیر المومنین علیؓ کے حقمین خوارج کے اس طعن کا کیا جواب دیا جائیگا ۔ اگر جواب ہے تو یہی ہے کہ دونون صورتونمین دونون صاحبونکو خوف فتنہ تہا لہذا قصاص ترک کیا بلکہ جناب عثمانؓ کے حقمین کوئی اعتراض نہ رہا کیونکہ آپنے ہرمزان کے وارثونکو راضی کر لیا ۔

سوم ۔ بعض حنفیہ اس طرح جواب دیتے ہین کہ تمام اہل تواریخ واکابر تاریخ دان اور محمد بن جریر طبریؒ بہ تصریح تمام لکہتے ہین کہ تمام وارث ہرمزان کے مدینہ مین موجود نہ تہے بلکہ

بعضے وارث فارس مین تھے اور کچھ یہان۔ امیر المومنین جناب عثمان رضی نے جب فارس سے وارثونکو طلب فرمایا تو چونکہ وہ لوگ خوف زدہ تھے مدینہ منورہ مین حاضر نہوی اور قصاص لینے مین سب وارثونکا حاضر ہوکر دعوی کرنا ضرور ہے اسلیئے صورت موجودہ مین آپکو قصاص لینا کسی طرح درست نہ تھا اور بجز دیت دینے کے دوسری سبیل بھی نہ تھی۔ دیت بھی بیت المال سے نہین۔ نہ قاتل کے مال وراوسکے عصبات سے دے سکتے تھے کیونکہ کتب حنفیہ مین موجود ہے کہ جو شخص امام عادل کے قتل مین مدد دے چاہے وہ خود مرتکب قتل نہوا ہو وہ مدد دینے والا واجب القتل ہے۔ ہرمزان کی مدد واعانت قتل ثابت ہوچکی تھی یہ تو واجب القتل تھا اسکے قاتل سے نہ قصاص ہے نہ دیت۔ جب دیت بھی نہین تو قاتل کے عاقلہ (عصبات) کیون یہہ بار اوٹھاوینگے۔ اب رہا۔ ہرمزان بظاہر مسلمان تھا۔ کلمہ گو اہل قبلہ تھا۔ اسکا خون مفت جاتا تھا لہذا بنظر احتیاط اور کمال سخا آپنے بیت المال سے دیت ادا فرمائی۔ ایسی صورتونمین ایسا ہی ہوتا ہے کیونکہ بیت المال سب مسلمانونکی حوائج دفع کرنیکا ضامن ہے اور تاریخ کامل مین ہے کہ جناب عثمان رضی نے اپنے ذاتی مال سے یہ دیت عطا کی۔ ہرمزان کے بعض وارثونکا مدینہ منورہ مین نہ حاضر ہونا۔ خود اہل شیعہ کی تواریخ سے ثابت ہے کچھ ہماری ہی کتابونمین نہین بلکہ شریف مرتضی کی کتاب اور دوسری امامیہ کتابونمین موجود ہے جسکو شک ہو دیکھ لے۔

ولید پر حد شراب نہ جاری کرنیکا محض بہتان ہے اور یہہ روایت بالکل غلط ہی کتب معتبرہ مین موجود ہے۔ صاحب استیعاب بحوالہ علامہ طبری نقل کرتے ہین کہ ولید پر ایک گروہ اہل کوفہ نے براہ بغض وحسد دعوی کیا اور جھوٹی گواہی دی کہ ولید نے قے کی جسمین شراب گری چنانچہ ہم اس قصہ کو بحث عزل ولید مین لکھہ آئے ہین اور بعضے اس طعن کی

تقریر اس طرح کرتے ہین کہ جناب عثمان رضؓ نے ولید پر حد شراب قائم کرنے مین تاخیر کی یہانتک کہ اس باب مین قیل و قال کی نوبت پہونچی پھر آپنے بمجبوری حد قائم کی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے ولید بن عقبہ پر حد شراب جاری کرنے مین بغرض تحقیق حال اور ثبوت کامل فی الجملہ تامل کیا جسپر لوگونمین گفتگو ہونے لگی جب آپکو بخوبی ثابت ہوگیا کہ بیشک ولید نے شراب پی ہے آپنے دُرّے مارنیکا حکم دیا۔ حدود قائم کرنے مین جناب رسالتمآب صلعم سے بھی تاخیر اور تامل منقول ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے ماعز رضؓ کے سنگسار کرنے مین توقف کیا یہانتک کہ تمام شبہے دفع ہوگئے اور یقین کامل سے انکا زنا حسب اقرار انکے ثابت ہوا۔

جناب عمر رضؓ نے بھی قدامہ بن مظعون پر حد شراب قائم کرنے مین تا تحقیق کامل تاخیر کی ہی۔ حضرت امام بخاریؒ بروایت عروہ نقل کرتے ہین کہ عبیداللہ بن عدی بن خیار سے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن اسود نے کہا "تم جناب عثمان رضؓ کی خدمت مین جاکر ولید کے بارہ مین کیون نہین گفتگو کرتے۔ لوگ اس مقدمہ مین بہت کچھ غل و شور کر رہے ہین"۔

عبیداللہ راوی قصہ کہتے ہین کہ مین ان صاحبونکے کہنے سے جناب عثمان رضؓ کی خدمتمین گیا۔ آپ نماز پڑھنے مسجد مین تشریف لاے مین نے عرض کیا مجھکو آپ سے کچھ کام ہے اور وہ کام آپ ہی کے نفع کی بات ہے جناب عثمان رضؓ نے فرمایا۔ اے شخص کیا تجھسے خیرخواہی کی اپنے حق مین امید کرون اور ایک روایت مین یہہ ہے۔ مین تیرے شر کی خدا سے پناہ مانگتا ہون۔ آپنے پناہ اسواسطے مانگی کہ مبادا وہ کوئی ایسا سوال کرین کہ اوسکے جواب مین آپ انکار کرنے پر مجبور ہون اور اس سے سائل کی دلشکنی ہو۔ (فتح الباری شرح بخاری)

راوی کا بیان ہے کہ مین اونہین لوگونکے پاس واپس چلا آیا۔ اسکے بعد جناب عثمان رضؓ کا آدمی میرے بلانے کو پہونچا۔ مین دوبارہ آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا۔ خدا نے

پاک نے جناب محمد صلعم کو حق کے ساتھہ بہیجا۔ اونپر اپنی کتاب نازل فرمائی۔ آپ اون صاحبونمین ہین جنہون نے اللہ اور اوسکے رسول صلعم کی دعوت کو قبول کیا۔ آپ نے دو ہجرتین کین اور جناب رسول خدا صلعم کی صحبت مین رہے اور حضور اقدس کی سیرت اور عادت ملاحظہ فرمائی۔ لوگ ولید کے بارہ مین آپکو بہت کچھہ کہہ رہے ہین جناب عثمان رض نے استفسار فرمایا۔ کیا تم نے جناب رسالتمآب صلعم کو دیکہا ہے۔ انہون نے جواب دیا دیکہا تو نہین مگر مجھکو آنحضرت صلعم کے حالات بخوبی معلوم ہین اور مجھہ تک سب خبرین پہونچ گئی ہین جیسا کہ کنواری لڑکی کو اوسکے پردہ مین سب خبرین پہونچ جاتی ہین۔ یہ سنکر جناب عثمان رض نے فرمایا۔ امابعد۔ خداوند تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو دین حق کیساتہہ بہیجا اور مین اون لوگونمین ہون جو خدا اور اوسکے رسول کے بلانے کو مان گئے۔ جو کچھہ آنحضرت صلعم لیکر آئے مین اوسپر ایمان لایا۔ دو ہجرتین بہی کین جیسا کہ تم کہتے ہو اور جناب رسول خدا صلعم کی صحبت مین بہی رہا اور آپسے بیعت کی۔ بخدا سے لا نیرال مین نے کبہی آنحضرت صلعم کی نافرمانی نہ کی اور نہ کبہی آپسے کہوٹ کپٹ کا قصد کیا مین ہر طرح مطیع رہا ہون یہانتک کہ آنحضرت صلعم کو خدائے پاک نے اپنے پاس بلا لیا۔ آپکے بعد جناب ابوبکر رض خلیفہ ہوئے مین اوسیطرح آپکا بہی فرمانبردار رہا۔ پہر جناب عمر رض کے عہد مین بہی یہی دستور اپنا رکہا۔ اب مین خود خلیفہ ہوا ہون۔ کیا میرا حق کچھہ نہین جیسا کہ اون نبرد گونکا حق ومرتبہ تہا۔ عبید اللہ نے عرض کیا۔ کیون نہین۔ آپ ہمارے خلیفہ۔ آپ ہمارے سردار ہین۔ آپ کا حق ہمپر بہت کچھہ ہے جناب عثمان رض فرمانے لگے۔ پہر یہہ کیا باتین ہین جو تم لوگونسے مجھکو پہونچ رہی ہین۔ ولید کا ذکر جو تم نے کیا مین بہت جلد اوسکے بارہ مین حق کے ساتھہ عمل کرونگا۔ انشاءاللہ تعالےٰ پہر آپنے جناب علی رض کو طلب فرماکر حکم دیا کہ ولید کو درّے مارے جاوین۔ پس اونکو اسی

دُرّے مارے گئے۔ (ازالۃ الخفاء)

حد شراب مین ولید کو چالیس دُرّے مارے جانیکی روایت جو سابق مین گذری وہ متعدد روایات سے ثابت ہے۔زیادہ تفصیل اسکی کتاب الحدود وکتب فقہ مین مذکور ہے یہہ مقام تحقیق نہین۔

طعن پنجم۔ فرار از جنگ اُحُد وغیر حاضری از بیعۃ الرضوان

جناب عثمانؓ جنگ احد مین بھاگے اور لڑائی سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے۔آپ جنگ بدر اور بیعۃ الرضوان مین غیر حاضر تھے اور اس بیعت کی فضیلت نص صریح سے ثابت ہے۔

جواب۔جناب عثمانؓ تنہا نہین بھاگے بلکہ روز احد مین تمام صحابی بھاگ گئے تھے بجز تیس صاحبوں کے جناب رسول خداؐ کے پاس کوئی نہ رہا۔اکیلے جناب عثمانؓ پر طعن بیجا ہے قطع نظر اسکے جب خداوند تعالی نے اس گناہ کبیرہ کو معاف کیا اور آیات قرآنی درباب عفو تقصیر نازل فرمائین تو کسی صاحب پر طعن وتشنیع باقی نہ رہی۔بالفرض اگر جناب عثمانؓ نہ بھاگتے تو کیا معترضین انکی تعریف کرتے یا شاباش دیتے تھے۔جناب ابوبکر وعمرؓ یہہ دونون صاحب تو نہین بھاگے اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ثابت وقائم رہے پھر یہہ بزرگوار کب انکی زبان ملامت بیان سے چھوٹے۔

تیرہ کس اصحاب کبار مہاجرین باقی انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین مجموعی تیس صاحب یاران باوقار جناب احمد مختار صلعم کے اس جنگ مین حضور کے ہمراہ قائم رہے۔انمین سے کون ایسا ہے جسکو معترضین برا نہ کہتے ہون اور نشانہ تیر ملامت نہ بنایا ہو۔اصحاب مہاجرین مین تو جناب ابوبکر صدیق۔عمر فاروق۔طلحہ۔زبیر۔عبدالرحمن بن عوف۔سعد

بن ابی وقاص۔ رضوان اللہ علیہم ہین۔ یہ سب اہل شیعہ کے نزدیک مطعون و ملعون ہین۔ معاذ اللہ من ہذہ العقیدۃ الفاسدہ۔ باقی یاران انصار اونکا حال بہی ظاہر ہے کہ وہ بہی انکی زبان سے نہ بچے۔ اہل سنت وجماعت کے نزدیک ان صحابہ کبار کا بہاگنا اگرچہ گناہ مین شمار ہو تو انتہا یہ ہے کہ یہ بزرگوار مرتکب گناہ کبیرہ ہوے جو توبہ سے معاف ہوا اور مابعد خداے رحیم کی مغفرت اور وعدہ سے یقیناً اس گناہ کا اثر مٹ گیا اور جناب عثمانؓ کی لیاقت امامت مین کچہ قباحت لازم نہ آئی۔ اگر کتب تواریخ وسیر مین پورے واقعہ کو از اول تا آخر دیکہو اور غور کرو تو بہاگنے والے معذور سمجہے جاوینگے کیونکہ وقت شہرت خبر قتل سردار اور تباہی لشکر کے ایسی صورت مین لڑنے والونکا ثابت رہنا اور لشکریونکا پابرجا ہونا ایک امر دشوار اور سخت مشکل ہے۔ اس امر کی تصدیق وہی خوب کرسکتا ہے جسکو کبہی جنگ مین ایسا موقع پیش آیا ہو بہلا وہ کیا جانین جو گہر مین بیٹہے شہاب کے چہینٹے اوڑایا کرتے ہین عقل دوربین اس امر کو بلا تردد تسلیم کرتی ہے جسکے بعد پہر کوئی شک و شبہ نہین رہتا۔ جناب عثمانؓ کا غزوہ بدر مین شریک نہ ہونے کا عذر قوی ہے جناب علی مرتضیٰؓ بہی تو غزوہ تبوک مین نہ تہے۔ آنحضرت صلعم نے خبرگیری ونگرانی اہل وعیال کیواسطے انکو مامور فرما دیا تہا پہر وہ کیسے مستثنیٰ ہوسکتے ہین۔ اس قسم کی غیر حاضری کو غیر حاضری نہ کہنا چاہیئے بلکہ یہ حاضر ہونیسے بہتر ہے کیونکہ جناب رسولؐ خدا کے ارشاد کی تعمیل ہے۔ اسیواسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا "عثمانؓ کو بدر مین شریک ہونیوالونکا ثواب ہے اور حصہ بہی ہے" جیسا کہ ہم اس قصہ کو بحث فضائل مین حضرت ابن عمرؓ کے قول سے نقل کر آئے ہین۔ اس بیعت مین جناب عثمانؓ کا حاضر نہ ہونا اسیواسطے ہے کہ بیعۃ الرضوان تو آپ کی موت کی ہی خبر سنکر ہوئی ہے۔ اوسوقت تو آپ مردہ تصور کیئے گئے تہے پہر

آپکا بیعت مین سب کے ساتھ حاضر ہونا کس طرح ممکن تھا۔ اگر آپ اسوقت لشکر مین ہوتے تو یہہ بیعت ہی کیون ہوتی۔ باوجود اسکے پھر بھی آنحضرت صلعم جب سب سے بیعت لے چکے اپنا داہنا ہاتھہ اپنے بائین ہاتھہ پر مار کر فرمایا۔ ھذہ یدُ عثمان۔ یعنی یہہ ہاتھہ عثمان رض کا ہاتھہ ہے۔ دوسری روایت مین یہہ لفظ ہین۔ ھذہ لعثمان یعنی یہ بیعت عثمان رض کی طرف سے ہے جس کیکا آنحضرت صلعم کی مانند نائب موجود ہوا وسکے نہ حاضر ہونیسے کیا نقصان ہے۔ (تحفہ)

طعن ششم۔ تغیر سنت نبوی صلعم

جناب عثمان رض نے سنت نبوی مین تبدیل و تغیر کر دیا اور مسئلہ متفق علیہ کے خلاف کیا۔ آپ بمقام منی جسجگہ حاجی قیام کرتے ہین۔ دسوین تاریخ ذی الحجہ سے چودھوین تک چار رکعتین پڑہتے ہی حالانکہ جناب رسول خدا ہمیشہ حالت سفر مین خصوصًا اس مقام مین فرض چار رکعت کی جگہہ دو رکعت پڑہتے تھے۔ جناب صدیق رض اور فاروق رض نے بھی قصر کیا اور جملہ صحابہ کرام کا اسپر عمل رہا جناب عثمان رض بھی اس بات کو بخوبی جانتے تھے مگر دیدہ و دانستہ آپنے نماز قصر نہ کی چنانچہ جملہ صحابہ کرام نے آپکے اس فعل پر انکار کیا اور آپسے بحث کی۔ یہہ ترک قصر آپنے اپنی خلافت کے نصف زمانہ گذرنے کے بعد نصف اخیر خلافت مین کیا۔ اول خلافت مین حسب معمول مقررہ قصر فرماتے رہے۔

جواب۔ حضرت امام شافعی رح نے اپنی کتاب ام مین اس بحث کو خوب تحقیق سے لکھا ہے۔ ماحصل اس مقام مین یہہ ہے کہ مسافر کو نماز قصر کرنا سنت ہے اور پوری پڑہنا جائز۔ (اگرچہ احناف کے نزدیک قصر پڑہنا اولی و افضل ہے) جناب عثمان رض۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رض مسور

بن مخرمہ عبدالرحمن بن اسود بن عبد یغوث سعید بن المسیب رضی اللہ عنہم کے نزدیک نماز پوری پڑھنا جائز ہے اور یہی ظاہر آیات قرآنی واحادیث نبوی سے ثابت ہوتا ہے جناب عائشہ کا قول ہے کہ جناب رسول خدا نے دونون طرح کیا۔ آپ نے سفر مین نماز کبھی پوری پڑھی اور کبھی قصر کی۔ امام شافعی یہ اقوال نقل کرکے فرماتے ہین کہ ظاہر مذہب ابن مسعود اور ابن عمرؓ کا یہی ہے۔ ابن مسعودؓ نے جناب عثمان کے پیچھے بمقام منیٰ چار رکعت پڑہین۔ لوگون نی اوسپر اعتراض کیا اور کہا۔ آپ تو ہم سے کہتے تھے کہ جناب رسول خدا نے اور جناب ابوبکر و عمرؓ نے دو رکعتین پڑہی ہین۔ ابن مسعودؓ نے جواب دیا۔ ہان یہہ مین نے تمسے کہا ولیکن عثمانؓ ہمارے امام ہین کیا ہم انکے خلاف کرین اور خلاف تو برا ہی ہے۔

نافع کا قول ہے کہ ابن عمرؓ بمقام منیٰ امام کے پیچھے چار رکعت پڑہا کرتے تھے اور جب تنہا پڑہتے تو دو ہی رکعت پڑہتے تھے۔

امام شافعیؒ نے آپکی نماز پورا پڑہنے کی یہی وجہ لکہی ہے یعنی چار رکعت پڑہنا درست ہے بعض علما نے اور بہی دو جواب دیئے ہین۔

جواب اول۔ ایوب بروایت زہری روایت کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ نے منیٰ مین نماز بخیال اعراب (دیہاتی لوگون) کے چار رکعت پڑہی۔ کیونکہ اعراب اس سال کثرت سے آے تھے آپنے انکے دکہلانے کو چار پڑہین تاکہ وہ جانین کہ اصل چار ہی رکعت فرض ہے (آپکو یہہ خیال پیدا ہوا کہ دور دور ملک کے لوگ آے ہوے ہین شاید یہہ دو رکعت پڑہتے دیکہکر اعتقاد کرلین کہ ظہر وعصر مین دو ہی فرض ہین اس وہم کے دفع کرنیکو آپنے چار رکعت ادا کین۔)

جواب دوم۔ یونس زہری سے روایت کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ نے ملاقہ طائف مین

جائداد خرید کی اور آپنے قیام طائف کا ارادہ کرلیا تھا لہذا آپ مقیم ہوی چنانچہ چار رکعت پڑہین مغیرہ ابراہیم سے روایت کرتے ہین کہ چونکہ آپنے طائف کو اپنا وطن بنالیا تھا لہذا نماز پوری پڑہی۔ یہہ دونون جواب جواول کے کچہ مخالف نہین کیونکہ تقریر جواب یون ہو سکتی ہے کہ نماز پوری ادا کرنا جائز ہے اور قصر سنت۔ آپنے جائز کو سنت پر ترجیح دی اور اس ترجیح کیوجہ قصہ اعراب تہا اور چونکہ قصر کی شرط سفر ہے اور بوجہ اقامت اور وطن ہوجانے طائف کے شرط قصر یعنی سفر مشکوک تہا لہذا پوری نماز پڑہنا اولی وانسب ہوا۔ ازالۃ الخفا

بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ طائف والاعذر خود جناب عثمان رضؓ نے پیش کیا جبکہ صحابہ نے آپ پر اعتراض کیا ہے۔ اگرچہ اس عذر کو بعض صحابہ نے نہین مانا۔ پس اس صورت مین جو جواب اولاً مذکور ہوا وہی درست ہے اور اوسپر کوئی شبہ وارد نہین ہوتا کیونکہ آپنے اس مسئلہ مین ظاہر کتاب وسنت پر عمل کیا لہذا کوئی جاے طعن نہین ہے۔

درباب عدم قصر جناب عثمان رضؓ کے روبرو صحابہ نے گفتگو کی تہی اور آپکا حال اونکو معلوم نہ تہا جب آپنے ظاہر فرمایا کہ مین نے مکہ مین نکاح کرلیا ہے اور مین گہربار والا ہوگیا ہون اور میرا قصد یہی ہے کہ مکہ مین سکونت اختیار کرون۔ اب مین مسافر نہین رہا کہ سفر کی نماز پڑہون اور مقیم کو باتفاق علما قصر جائز نہین اسیواسطے مین پوری نماز پڑہتا ہون تو صحابہؓ یہہ تقریر آپکی زبان سے سنکر خاموش رہے اور پہر آپ پر کسی نے طعن نہین کیا۔ یہہ جواب جناب عثمانؓ کا امام احمدؒ۔ امام طحاویؒ۔ ابوبکر بن شیبہؒ۔ ابن عبدالبرؒ اپنی کتابونمین لکہتے ہین۔ اوسکے الفاظ یہہ ہین۔ ان عثمان رضؓ صلی بالناس اربعا فانکر الناس علیه فقال ایها الناس انی تاهلت بمکة منذ قدمت وانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم من تاهل ببلدة فلیصل صلوة المقیم فیها۔ اخرجه احمد

عن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی زباب عن ابیہ - ترجمہ - جناب عثمان رضؓ نے بمقام منیٰ لوگونکو چار رکعت نماز پڑھائی - جب لوگون نے آپ پر انکار کیا آپنے فرمایا مین جب سے مکہ مین آیا یہان گھر کر لیا ہے اور مین نے آنحضرت صلعم سے سنا ہے کہ آپنے فرمایا - جو شخص کسی شہر مین اپنا گھر کر لے تو وہان جا کر مقیم کی نماز پڑھے - اس حدیث کو امام احمد روایت کرتے ہین وہ عبد اللہ سے وہ اپنے باپ عبد الرحمٰن سے - اس صورت مین آپ پر کوئی اعتراض نہین کیونکہ مکہ مین آکر آپ مقیم ہو گئے - اب باتفاق علما آپکو پوری نماز ادا کرنا واجب ہوا -

طعن ہفتم - منع از تمتع حج

جناب عثمان رضؓ نے تمتع حج سے منع فرمایا حالانکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تمتع کیا اور صحابہ کرام کو اجازت دی - تمتع اس کا نام ہے کہ حج کے مہینون مین میقات احرام سے نیت عمرہ کر کے احرام باندہے اور مکہ معظمہ پہونچکر ارکان عمرہ ادا کر لے حج کا احرام دوبارہ باندہے اور ارکان حج ادا کرے -

جواب - جناب عثمان رضؓ نے خود اسکا جواب ارشاد فرمایا ہے - حضرت امام احمدؒ روایت کرتے ہین کہ جناب عثمان رضؓ مدینہ منورہ سے بہ نیت حج روانہ ہوے - آپکے ہمراہ اور بہی صحابہ کبار تھے جنہین جناب علی رضؓ بہی تھے - اثنار راہ مین کسی نے حضرت علی رضؓ سے کہا - عثمان رضؓ تمتع سے منع کرتے ہین - فرمایا - جب عثمان رضؓ کوچ کرین تم سب بہی روانہ ہونا - میقات احرام سے حضرت علی رضؓ اور اونکے اصحاب نے احرام عمرہ باندہا - (جسکو تمتع کہتے ہین) مگر حضرت عثمان رضؓ نے حضرت علی رضؓ کے اس فعل پر کچھہ اعتراض نہ کیا - جناب علی رضؓ نے فرمایا - مجھکو خبر تہی کہ آپ تمتع کرنیکو منع کرتے ہین حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا - ہان حضرت علی رضؓ نے کہا - کیا آپنے نہین سنا ہے

کہ خود جناب رسولخداؐ نے تمتع کیا۔ جواب ملا۔ ہان مجھکو معلوم ہے۔

دوسری روایت حضرت قتادہؓ سے اس طرح ہے کہ وہ عبداللہ بن شقیق سے روایت کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ تمتع یا متعہ فی الحج سے منع کرتے تھے اور جناب علیؓ لبیک تمتع کی کہتے اور اوسکا احرام باندہے تھے۔ جناب عثمانؓ نے کچھہ حضرت علیؓ سے کہا جسکا جواب آپنے اس طرح دیا۔ آپ خوب جانتے ہین کہ یہہ فعل جناب رسول خداؐ نے خود کیا ہے۔ جناب عثمانؓ نے کہا۔ ہان مین جانتا ہون کہ حضور نے تمتع کیا ہے مگر ہمکو اوسوقت خوف تہا شعبہ کہتے ہین کہ مین نے قتادہ سے دریافت کیا۔ وہ خوف کیا تہا۔ اونہون نے کہا اسکا مطلب مین خود نہین سمجہا۔ تمتع حج کی ممانعت جناب عمرؓ کے کلام سے بہی ثابت ہوتی ہے۔ بروایت امام احمد بن حنبل جابرؓ سے وارد ہے کہ ہم لوگون نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمتع کیا اور ابوبکرؓ کے ساتھہ بہی کیا جب عہد فاروقی ہوا حضرت فاروقؓ نے خطبہ پڑہا اور فرمایا "قرآن وہی ہے جو سابق مین تہا کچہہ تغیر نہین ہوا۔ رسول خدا بہی وہی ہین جو پہلے تہے آپکے افعال واقوال پر جس طرح اوّلا عمل واجب تہا اب بہی ویسا ہی ہے کسی بات مین فرق نہین ہوا۔ عہد آنحضرت صلعم مین دو متعہ تہے ایک متعہ حج دوسرا متعہ عورتوں کے ساتھہ کرنا" مطلب یہہ ہے کہ اب یہہ دونون موقوف ہوگئے۔ آپکے عہد مین کسی مصلحت سے اجازت دی گئی۔ اب وہ مصلحت وغرض نہین رہی لہذا یہہ دونون متعہ ممنوع ہوئے (ازالۃ الخفا)

اس مسئلہ مین جناب فاروقؓ پر سخت اختلاف صحابہ ہوا ہے اور آپکا بہی اس مسئلہ مین یہی مذہب تہا جو جناب عثمانؓ کا قول ہے۔ حاصل مطلب یہہ ہے کہ حج تین طرح کرتے ہین اور تینون طرح پر مسنون ہے مگر اونمین سے بعض طریق افضل ہے اور اوسکا ثواب بہی زیادہ ہے۔ ہم مجملاً اقسام حج ذکر کرتے ہین تاکہ جواب سمجہنا آسان ہو۔ اقسام حج یہہ ہین۔ افراد۔

تمتع - قران - افراد اسکو کہتے ہین کہ محض بہ نیت حج احرام باندہکر جاوے اور تا ادائے حج محرم رہے اور بعد ادائے ارکان حج احرام سے باہر آوے - تمتع یا متعہ الحج اسکا نام ہے کہ میقات سے بہ نیت عمرہ احرام باندہے اور مکہ معظمہ مین پہونچکر طواف و افعال عمرہ ادا کرکے احرام سے باہر ہو جاوے پہر حج کے واسطے دوسرا احرام باندہکر ارکان حج ادا کرے تمتع کا رواج زیادہ ہے اور اس مین لوگونکو آسانی بہی ہے - قران مین حج اور عمرہ دونون کا ایک ساتہہ احرام ہوتا ہے اور دونون سے ایک ہی ساتہہ مین فارغ ہونا ہوتا ہے - ان اقسام کے متعلق کتب فقہ مین بہت کچہہ بیان ہے یہان ہمنے بقدر ضرورت لکہدیا - جناب عمر فاروق ان اقسام مین سے افراد کو بہتر جانتے تہے اور تمتع اور قران کو بہی جائز سمجہتے تہے - منع کرنا آپکا نہ اس وجہ سے ہے کہ یہہ دونون قسم منع ہین بلکہ اس نظر سے کہ افراد افضل ہے لوگ افضل عبادت کے عادی ہون - جناب عثمانؓ کا بہی یہی مذہب تہا اور آپکی ممانعت کا بہی یہی منشا تہا کہ لوگ افراد کو اختیار کرین - اس مقام مین تحقیق یہہ ہے کہ لفظ تمتع مشترک ہے - اسکے چند معانی ہین جنمین اسکا استعمال ایج و سفر ہے - تمتع کے یہہ معنی بہی ہین کہ حج چہوڑکر عمرہ کرلے بشرطیکہ قربانی اپنے ساتہہ نہ لے گیا ہو - ابن عباسؓ کا یہی مذہب ہے وہ اسیکو تمتع کہتے ہین اس طرح کرنا خاص حجۃ الوداع مین تہا اور اسکی وجہ یہہ ہوئی کہ لوگ زمانہ حج مین عمرہ کرنا بُرا سمجہتے تہے خصوصًا زمانہ جاہلیت مین تو یہہ فعل نہایت ہی درجہ بُرا تہا - جناب رسول خدا نے اس بارہ مین فرمایا کہ جو ہدی (قربانی) نہ لایا ہو وہ افعال عمرہ ادا کرکے فارغ ہو جاوے اور مین تو قربانی ساتہہ لایا ہون - جناب رسول خدا نے رسم جاہلیت باطل کرنے کو یہہ حکم دیا تہا کہ جو لوگ حج کرنے آے ہین اور قربانی ساتہہ نہین لاے وہ عمرہ کرلین کچہہ گناہ نہین مگر یہہ حکم خاص اسی سال حجۃ الوداع تک ہا آیندہ کیلئے حج کی نیت سے احرام باندہکر عمرہ کرلینا اور سعی

ترک کرنا منع ہوگیا۔ جناب عمرؓ اور جناب عثمانؓ نے جو ممانعت تمتع سے فرمائی وہ یہی تمتع ہے اور اوپر روایت مین گذرا ہے (کہ ہم کو خوف تھا) اس خوف کا مطلب یہہ ہے کہ مسلمان بھی بوجہ عادت قدیم جاہلیت کے ایام حج مین عمرہ کرنا بُرا جانتے تھے کیونکہ اوسوقت تک عادات وحرکات جاہلیت کے لوگونکے دلونمین کچھہ کچھہ باقی تھے اسیواسطے جناب عثمانؓ نے فرمایا کہ ہم خوف کرتے تھے اور اب وہ خوف نہین رہا لہذا جو فعل افضل واشرف ہے وہ کرنا چاہئے۔ دوسرے معنی تمتع کے یہہ ہین کہ طواف قدوم کو قبل طواف زیارت کے ادا کرنا اور سعی بین الصفا والمروہ طواف زیارت سے قبل کرنا اور سعی قبل طواف زیارت مین صورت عمرہ پیدا ہوجاویگی اور یہہ سعی قبل طواف متفق علیہ ہے۔ طواف قدوم باشندگان مکہ کے علاوہ اور ممالک والونکے واسطے ہے جب مکہ مین داخل ہون پہلے طواف کرین۔ طواف زیارت ہمی سے اکثر تاریخ دسوین یا اسکے بعد قربانی کے ایام مین ہوتا ہے۔

تیسرے معنی تمتع کے یہہ ہین کہ حج کے مہینونمین (جو ماہ شوال۔ ذیقعدہ۔ عشرہ ذی الحجہ ہین) عمرہ ادا کرنا پہر احرام سے باہر آکر اوسی ایک سفر مین (قبل اسکے کہ اپنے وطن کو واپس آئے) مکہ معظمہ ہی مین احرام حج باندہ کر ارکان حج ادا کرنا امیر المومنین جناب عمر فاروق اور جناب عثمان رضی اللہ عنہما حج اور عمرہ کے درمیان فاصلہ کرنا ہر ایک کو علیحدہ سفر سے علیحدہ زمانونمین ادا کرنا افضل وبہتر جانتے اور اس تمتع کو مفضول سمجھتے تھے مگر جواز کے قائل تھے

امام احمدؒ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے نقل کرتے ہین کہ ہم جناب عثمانؓ کے ہمراہ بمقام جحفہ مقیم تھے۔ آپکے پاس ایک جماعت اہل شام کی موجود تھی۔ انمین حبیب بن مسلمہ فہری بھی تھے۔ آپکے روبرو ذکر تمتع حج کا ہورہا تھا۔ آپنے فرمایا۔ کامل حج اور پورا عمرہ (باعتبار ثواب وفضیلت کے) تو یہہ ہے کہ یہہ دونوں حج کے مہینونمین نہون۔ اگر تم لوگ عمرہ موخر کرتے یہانتک

کہ عمرہ کیواسطے دوسرا سفر کرکے آتے اور خانہ کعبہ کی دوبار زیارت کرتے تو یہ افضل ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نیکی کرنیکی بہت گنجائش رکھی ہے۔ (عمرہ سال بہر تک ہو سکتا ہے اوسکے واسطے کوئی مخصوص دن نہین) حضرت علیؓ جنگل مین اپنے اونٹ چرا رہے تھے جناب عثمانؓ کی یہہ بات اون تک پہونچی تو وہ آپکے پاس آ سے اور فرمایا۔ کیا آپ اس سنت نبوی کو جو جناب رسول خداؐ نے اپنی امت مرحومہ کیواسطے جاری فرمائی اور خدا کی رخصت اور اجازت کو جو اوسنے اپنے بندونکو دی ہے تنگ کرنا چاہتے اور مسلمانونکو اوس سے منع فرماتے ہین حالانکہ یہہ رخصت واجازت (تمتع) حاجتمند اور مکہ معظمہ سے دور کے رہنے والونکے واسطے ہے۔ یہہ کہکر جناب علیؓ نے حج اور عمرہ دونونکا احرام باندہ لیا اور لبیک دونونکا نام لیکر پکار کر کہا۔ جناب عثمانؓ نے لوگونسے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کیا مین نے تمکو تمتع سے منع کیا تہا مین نے منع نہین کیا بلکہ مین نے اپنی راے سے جو طریق افضل اور زیادہ ثواب الاتہا بیان کر دیا۔ جو شخص چاہے اوسپر عمل کرے اور جو چاہے اوس کو ترک کرے۔"

حضرت امام شافعیؒ اور سفیان ثوریؒ۔ اسحٰق بن راہویہ و دیگر فقہا کے نزدیک یہی افراد تمتع اور قران سے افضل ہے۔ اسکی افضلیت پر یہہ آیت دلیل لاتے ہین۔ اتموا الحج والعمرۃ للہ۔ یعنی حج اور عمرہ کو تمام کرو اور تمام کرنے کی تفسیر مین علما کا یہ بیان ہے کہ دونوںکا احرام اپنے گہر سے باندہے یعنی علیحدہ علیحدہ سفر مین مختلف اوقات مین حج اور عمرہ ادا کرنا بہتر ہے۔ اس آیت سے فضیلت افراد نکلتی ہے۔ آگے چلکر فرمایا۔ فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی۔ ترجمہ۔ اور جو شخص فائدہ اوٹھاوے عمرہ سے ساتہ حج کے پس جو کچہہ میسر ہو قربانی سے یعنی جو شخص تمتع کرے تو اوسپہ قربانی

واجب ہے۔ اس آیت سے تمتع کرنیوالے پر قربانی کرنا ضرور ہوا۔ مفرد کے واسطے قربانی ضرور نہین۔ لہذا صاف معلوم ہوا کہ تمتع مین نقصان ہے نہ افراد مین کیونکہ قربانی کا واجب ہونا واسطے رفع نقص کے ہے اور یہہ بہی تتبع احکام شرعیہ سے معلوم ہوا کہ حج مین قربانی واجب نہین ہوتی مگر کسی قصور سے اور باوجود اسکے تمتع و قران کا جواز شرعاً ثابت ہے۔ احادیث سے آنحضرت صلعم کا افراد کو تمتع و قران پر اختیار کرنا ثابت ہوتا ہے جو صریح دلیل افضلیت افراد ہے۔ آنحضرت صلعم نے حجۃ الوداع مین افراد کیا۔ عمرہ جعرانہ مین صرف عمرہ ادا کیا۔ اس عمرہ کو جب آنحضرت صلعم نے ادا فرمایا زمانہ حج کا تہا اور فرصت بہی تہی آپ چاہتے تو حج بہی کر لیتے مگر آپ صرف عمرہ کر کے مدینہ منورہ واپس تشریف لیگئے۔

دلیل عقلی بہی افضلیت افراد کی شاہد ہے اور حج و عمرہ کا علیحدہ علیحدہ سفر کرنا عقلاً بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب دونون کا احرام۔ دونون کا سفر۔ جدا جدا ہوگا بیشک ثواب بہی دونا ملیگا۔ اسکے نظائر اور اعمال مین ملاحظہ ہون۔ جیسے ہر نماز کے واسطے تازہ وضو۔ ہر نماز کے واسطے بار بار مسجد جانا۔

ایک متعۃ الحج یہہ بہی ہے کہ بے عذر محرم حج افعال عمرہ ادا کر کے احرام سے خارج ہو۔ یہہ متعۃ الحج اور تمتع اس طرح بالاتفاق اہل سنت حرام ہے۔ یہہ محض ایک مرتبہ حجۃ الوداع مین آنحضرت صلعم کے حکم سے ہوا ہے وہ بہی کسی مصلحت سے پہر منع ہوگیا اس مصلحت کا ذکر سابق مین گذرا کہ بغرض رفع رسم جاہلیت آنحضرت صلعم نے صحابہ کو عمرہ کرنے کا حکم دیا تہا۔

صحیح مسلم مین ہے کہ متعۃ الحج خاص آنحضرت صلعم کے صحابہ کیواسطے تہا اور امام نسائیؒ بروایت حارث بن بلال نقل کرتے ہین کہ مینے عرض کیا۔ یارسول اللہ۔ کیا حج فسخ کر دینا ہم لوگو کے واسطے خاص ہے یا سب مسلمانونکو اجازت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ عام نہین بلکہ خاص ہے۔

امام نوویؒ شرح مسلم مین لکھتے ہین۔ مازری کا قول ہے کہ جس متعہ حج کو جناب عمرؓ نے منع فرمایا لوگونکو اسکے تعین مین اختلاف ہے۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہین کہ ظاہر حدیث جابر و عمران وابی موسیٰ سے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ جس متعہ مین اختلاف ہے وہ یہہ ہے کہ حج کو فسخ کرکے عمرہ ادا کرے اور اسی متعہ حج پر جناب عمرؓ لوگونکو مارتے اور اسکے کرنے سے منع کرتے تھے۔ محض تمتع یعنی ایام حج مین عمرہ کرنیکو منع نہین فرماتے تھے۔

طعن ہشتم۔ درباب خوردن گوشت صید درحالت احرام

جناب عثمانؓ نے محرم کیلیے شکار کا گوشت کھانا جائز رکھا جب صحابہؓ نے آپ پر انکار کیا تو آپنے بحث کی حالانکہ محرم کو یہہ گوشت کھانا درست نہین ہے۔

جواب آپنے محرم کیلیے وہ گوشت کھانا جائز رکھا جو کسی غیر محرم نے بطور خود بلا اسکے کہ محرم کیواسطے یا اسکے اشارہ سے یا اسکے حکم سے شکار کیا ہو۔ ایسا شکار محرم کو کھانا مضائقہ نہین۔ ہم اصل قصہ نقل کرتے ہین جس سے اسکی کیفیت معلوم ہو اور آپ پر سے یہہ الزام دفع ہو جاوے۔ امام احمدؒ عبداللہ بن حارثؓ سے روایت کرتے ہین کہ حارث کے باپ جناب عثمانؓ کے عہد خلافت مین مکہ معظمہ مین کسی کام پر مامور تھے جناب عثمان مکہ معظمہ بہ نیت حج تشریف لائے تھے عبداللہ بن حارث راوی کا قول ہے کہ مین آپکی آمد سنکر بغرض استقبال روانہ ہوا۔ آپ بمقام قُدَید فروکش تھے مین آپسے اوسی مقام پر ملا۔ اہل قریہ نے ایک چکور شکار کی تھی۔ ہمنے اسکا گوشت نمک و پانی ڈالکر پکایا۔ گوشت کو خوب گلا کر اوس کو ہڈیوں سے صاف کیا اور ثرید بنانے کے قابل پکایا پھر ہم وہ گوشت جناب عثمانؓ کیخدمت مین لیگئے۔ آپکے پاس اور بھی اصحاب تھے۔ وہ لوگ اوسکے کھانیسے رُکے۔ جناب عثمانؓ نے

فرمایا۔ وہ شکار جسکو ہم نے نہ خود شکار کیا نہ اوسکے شکار کرنیکا حکم دیا بلکہ اور لوگون نے اپنے واسطے شکار کیا ہوا اور وہ لوگ احرام مین نہ ہون اور ہمکو کہلائین تو کیا مضائقہ۔ پھر آپنے فرمایا اس مسئلہ اور ایسے شکار کی بابت کسکو گفتگو ہے۔ لوگون نے کہا حضرت علیؑ کو اہمین کلام ہے۔ آپنے جناب علیؑ کو طلب فرمایا۔ آپ تشریف لائے۔ راوی کا بیان ہے کہ میری نظر مین اسوقت جناب علیؑ کا تشریف لانا پھر رہا ہے۔ آپ اپنے دونون ہاتھون سے درخت کے پتونکو صاف کرتے جاتے تھے۔ جناب عثمان رضؓ نے فرمایا شکار کا گوشت جس کو کوئی شخص غیر محرم بغیر ہمارے حکم اور اشارہ کے محض اپنے ہی واسطے شکار کرکے لاوے اور ہمکو کہلاوے تو کیا مضائقہ۔ ہم اوسکو کہا سکتے ہین اور ہمارے واسطے اوسکا کہانا حلال ہے یا نہین حضرت شیر خدا غضبناک ہوکر بولے مین اون لوگونکو قسم دلاتا ہون جو جناب رسول خداؐ کی خدمت مین حاضر تھے جبکہ آپکے پاس گورخر کی ران لیکر لوگ آئے تھے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ ہم لوگ حالت احرام مین ہین۔ یہہ گوشت اون لوگونکو کہلاؤ جو حالت احرام مین نہین ہین جناب علی رضؓ سے یہہ حدیث سنکر بارہ شخصون نے صحابہ مین سے گواہی دی اور کہا کہ ہم اوسوقت موجود تھے اور ہمنے آنحضرت صلعم کا فرمانا سنا ہے پھر جناب علی رضؓ نے فرمایا مین قسم دلاتا ہون اوسکو جو آنحضرت صلعم کے پاس اوسوقت تھا جبکہ آپکے پاس لوگ شتر مرغ کے انڈے لائے ہین اور آپنے فرمایا کہ ہم لوگ احرام باندہے ہین اور لوگونکو یہہ کہلادو۔ یہہ قول سنکر بارہ صحابہ رضؓ سے کم اصحاب نے گواہی دی۔ راوی کا قول ہے کہ جناب عثمان رضؓ کہانے پر سے اوٹھے اور اپنے کجاوہ مین تشریف لیگئے۔ اوس منزل کے باشندون نے وہ کہانا کہایا۔ جناب علی رضؓ کے نزدیک محرم کو شکار کہانا کسی طرح جائز نہین اور آپکی دلیل حدیث مذکورہ بالا ہے مگر آئمہ اربعہ بالاتفاق موافق مذہب جناب

عثمان رضی کے شکار موصوف محرم کیواسطے حلال جانتے ہین۔امام شافعی رحمۃ نے اس بحث کو بسط کی ساتھہ اپنی کتاب مین اتمام فرمایا ہے۔حدیث ابی قتادہ انکی دلیل ہے اور حدیث صعب ابن جثامہ کا جواب دیا ہے۔ہم دونون حدیثون کا ترجمہ لکھتے ہین۔

ابو قتادہ رضی سے روایت ہی کہ مین ہمراہ رکاب جناب رسول خدا صلعم کے (واقعہ حدیبیہ مین مکہ معظمہ کو روانہ ہوا۔اثنا راہ مین اپنے چند دوستون کے ساتھہ آنحضرت صلعم کی ہمراہی سے چھوٹ رہا۔ میرے ہمراہی سب محرم تھے فقط مین محرم نہ تھا۔میرے یارون نے ایک گورخر کو دیکھا مگر میری نگاہ اوسپر نہین پڑی۔اون لوگون نے مجھکو چھوڑدیا یہانتک کہ مین نے گورخر دیکھہ لیا۔ مین اپنے گھوڑے پر بغرض شکار سوار ہوا۔مین نے اون لوگون سے اپنا کوڑا مانگا مگر کسی نے نہ دیا آخر مین نے خود کوڑا اوٹھا لیا اور گورخر پر حملہ کیا (اوسکو شکار کرکے ذبح کیا اور پکایا) خود کھایا اور میری یارون نے بھی کھایا پھر کہا کہ پچتایے (کیونکہ وہ سب محرم تھے) جب جناب رسول خدا سے ملے تو مسئلہ دریافت کیا۔آنحضرت صلعم نے فرمایا۔کیا تمہارے پاس کچہہ گوشت اوسمین کا باقی ہے۔ہم سب نے عرض کیا۔ایک ران ہمارے پاس ہی۔آپنے وہ ران (پکواکر) نوش جان فرمائی۔

دوسری روایت مین یہہ ہی کہ جب لوگون نے آپسے اس بارہ مین دریافت کیا۔آپنے فرمایا۔کیا تم مین سے کسی نے اوسکے شکار کا حکم دیا تھا یا اوسکو اشارہ سے بتلایا تھا۔لوگون نے کہا نہین۔آپنے فرمایا۔تو جو کچہہ اب باقی ہے وہ بھی کھاو۔یہہ حدیث امام بخاری و مسلم نے روایت کی ہی۔یہی حدیث آئمہ اربعہ کی دلیل ہے کہ اگر بغیر حکم و اشارہ محرم کی غیر محرم شکار کرے اور محرم کیواسطے بھی شکار نہ کیا ہو۔تو محرم کو وہ شکار کھانا درست ہے۔

صعب بن جثامہ سے روایت ہے کہ مین جناب رسول خدا کے واسطے گورخر ہدیہ لیگیا۔آپ

(محرم تھے اور) بمقام ابواء یا ودان ٹھیرے ہوے تھے۔ آپنے اوسکے قبول کرنیسے انکار فرمایا پھر جب میرے چہرہ سے آثار ملال ملاحظہ فرماے تو ارشاد کیا۔ ہم نے اسوجہ سے اسکو پھیر دیا کہ ہم سب حالت احرام مین ہین۔ یہہ حدیث بھی امام بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کی ہے۔ اس حدیث سے مطلقاً حرمت شکار کی محرم کیواسطے ثابت ہوتی ہے عام اس سے کہ محرم کیواسطے یا اوسکے کہنے سے شکار کیا ہو یا بغیر اسکے کہے دونون صورت مین حرام ہے۔

علامہ طیبیؒ شارح مشکوٰۃ شریف فرماتے ہین۔ ظاہر حدیث سے دلیل ہے کہ محرم کو زندہ شکار بطور ہدیہ کسی سے قبول کرنا جائز نہین اور گوشت شکار کا اگر کوئی ہدیہ مین لاوے تو وہ قبول کرنا درست ہے (کیونکہ حدیث مین گورخر کا لفظ آیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ زندہ تھا لہذا آپنے قبول نہ فرمایا) بعض کہتے ہین کہ گوشت گورخر کا لاے تھے اور آپنے بخیال اسکے کہ آپ ہی کے واسطے شکار کیا ہے قبول نہ فرمایا اور یہی جواب اس حدیث سے مناسب ہے کہ اسکی تائید حدیث ابی قتادہؓ اور حدیث جابر سے ہوتی ہے (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

حدیث ابی قتادہ تو ابھی گذری جابر کی حدیث یہہ ہے۔ جابرؓ روایت کرتے ہین کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اوس شکار کا گوشت کھانا حالت احرام مین تمکو حلال ہے جسکو نہ تم نے شکار کیا ہو اور نہ تمہارے واسطے شکار کیا گیا ہو۔ یہ حدیث امام ابوداؤدؒ۔ ترمذیؒ نسائیؒ نے روایت کی ہے۔

طعن نہم قرق و ضبط نمودن چراگاہ مدینہ در بازار و کشتی ہا

جناب عثمانؓ نے چراگاہ نقیع جو کہ متصل مدینہ منورہ تھی قرق کرلی۔ اس چراگاہ مین عام لوگونکے جانور چرا کرتے تھے۔ آپنے سب کے مویشی روک دیئے اور رفتہ رفتہ اور زمین بھی جو اسکے متصل

تھی اسی چراگاہ ورسنہ مین داخل کر لی جسکی وجہ سے سب مسلمانونکو تکلیف ہوئی اور انکو مویشی اورجانورونکو سخت نقصان پہونچا حالانکہ بموجب فرمان جناب رسول خدا ... گھاس آگ ان تین چیزونمین تمام مسلمان شریک ہین سب کا حق اس چراگاہ مین تھا۔ خاص اپنے واسطے کر لینا درست نہین۔ آپنے عام ممانعت کرادی کہ کوئی شخص کھجور کی گٹھلیان نہ ... جب آپکا گماشتہ داروغہ اپنی ضرورت کے قابل خرید چکے پھر اور لوگ مول لین۔ اس ... بڑا نقصان ہوا۔ تمام لوگونکے اونٹ بھوکے رہنے لگے۔ دریامین عام مسلمانونکی۔ تمام سوداگرونکے جہاز جایا کرتے تھے آپنے حکم دیدیا کہ کسیکا جہاز مال تجارت لیکر دریامین نہ جاوے۔ آپ ہی کا مال جائیگا۔ اس ممانعت سے بھی عام تجار کا جو نقصان ہوا ظاہر ہے۔

جواب۔ چراگاہ نقیع قرق کرکے خالصہ کر لینا درست ہے اور اسکا جواب بھی خود جناب عثمانؓ نے دیا ہے اور صحابہ کرام کی ذہن نشین کر دیا کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ لا حمی الا للہ ولرسولہ۔ چراگاہ خاص اللہ اور اوسکے رسولؐ ہی کے واسطے ہے۔ مین نے صدقہ اور بیت المال کے اونٹونکے واسطے اور جہاد کے گھوڑونکے لئے یہہ چراگاہ بنائی ہی اور اسی قسم کے جانورونکا رسنہ کر لیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے بھی جہاد کے گھوڑون اور صدقہ کے اونٹونکے واسطے چراگاہ خاص مقرر فرمائی تھی۔ صحابہ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلعم نے تھوڑی سی زمین چراگاہ کیواسطے مقرر فرمائی تھی لیکن آپنے اسپر دونی چوگنی چراگاہ مین شامل کر لی حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ اوسوقت کے بیت المال کو اسوقت کے بیت المال پر قیاس کرکے دیکھو کہ کسقدر زیادہ ہوگیا ہے اسیقدر چراگاہ ہونا چاہیے۔ اوس زمانہ سے اس زمانہ مین جانور صدقہ وجہاد کے بعنایت ایزدی کہین زیادہ ہوگئے ہین۔ آپکے اس بیان کو جملہ صحابہؓ نے تسلیم کر لیا اور کسی نے پھر اعتراض نہ کیا۔

بازار والا قصہ غلط ہے۔ ہان اسقدر صحیح ہے کہ دو تین روز حارث بن حکم داروغہ بازار رہے تھے۔ انہون نے اپنی طرف سے یہ کام کیا کہ کھجور کی گٹھلی خود خریدین دوسرونکو نہ لینے دین۔ جناب عثمانؓ کے پاس جب شکایت پہونچی تو آپنے حارث کو موقوف کردیا۔ کشتیونکی بابت یہہ جواب ہے کہ وہ کشتیان آپکی تہین۔ سابق مین یہہ دستور تہا کہ آپکی کشتیونپر آپ کا مال اور دیگر تاجرونکا مال جاتا آتا تہا اوسوقت کشتیان کم تہین لہذا آپکی اجازت سے اور سوداگر بہی اپنا مال لیجایا کرتے تہے جب کاروبار تجارت کو ترقی ہوئی اور تاجرون نے بہی اپنی کشتیان تیار کرالین تو آپنے اپنی کشتیونپر دوسرے تاجرونکو مال لیجانیسے منع فرمایا۔ نہ یہہ کہ دوسرے تاجرونکو انکی کشتیان سمندر مین لیجانیکی ممانعت کی۔ آپ کی جانب سے عام تبرع واحسان تہا کہ دوسرے لوگ بہی اپنا تجارتی سامان لیجایا کرتے تہے اگر آپنے اپنی کشتیونپر دوسرونکا مال لیجانا جائز نہ رکہا اور اونکو ممانعت کردی تو یہہ فعل آپکا قابل ملامت کسی طرح نہین۔ باقی رہا آپ کا دوسرے تاجرونکو تجارت سے روکنا اور اونکی کشتیان دریامین لیجانے سے منع کرنا یہہ کسی معتبر تاریخ مین نہین بلکہ محض افترا ہے۔ (تحفہ)

طعن دہم عطار جاگیرات بیاران خود

جناب عثمانؓ نے اپنے یارون مصاحبونکو بیت المال کی زمین سے بہت سی جاگیرین دین حالانکہ بیت المال مین سب مسلمانونکا حق ہے آپنے اورونکی حق تلفی کی۔

جواب - یہہ طعن بہی سراسر غلط اور خلاف واقع ہے۔ اصل یہہ ہے کہ جناب عثمان غیر آباد زمین کو آباد کرتے تہے چنانچہ بہت حصے دور دور ملکو نکے آباد ہوگئے جسکا تفصیلی حال ہم اوپر لکہہ آئے ہین جب آپکی توجہ آبادی زمین کیجانب ہوئی تو آپنے اور لوگونکو بہی اجازت

دی کہ زمین آباد کرین اور جس مقام پر افتادہ زمین قابل زراعت ہو کاشت و تردد کرکے اوسکو سرسبز کرین۔ آپنے جو زمین دی وہ اسی قسم کی تھی۔ آباد و مزروعہ زمین کسیکو جاگیر مین نہین دی کتب تواریخ موجود ہین جنکے دیکھنے سے حقیقت حال بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ افتادہ زمین جسکو عربی مین مُوات کہتے ہین اوسکا یہ حکم ہے کہ امام کی اجازت سے جو آباد کرے اوس کی مِلک ہوجائیگی۔ افتادہ زمین آباد کرنے مین بہت فوائد ہین۔ ملک کی آبادی۔ کثرت محصول کیونکہ جسقدر پیداوار کی زیادتی ہوگی اوسیقدر عشر و خراج بیت المال مین زیادہ آوے گا۔ عوام الناس کے رزق کی افزونی اس سے ہے اور اس مین کیا فائدہ کہ ہزارون بیگھہ زمین خراب۔ بیکار و بے مصرف پڑی رہے نہ سرکاری محصول کا فائدہ ہو نہ کسی شخص کے کام آوے۔ زمین کی آبادی سے ملک کی ترقی ہوتی ہے۔ جا بجا کھیتی باڑی ہونے سے رہزن۔ لوٹیرے۔ مفسدونسے ملک کو امن ہوجاتا ہے۔ اہل سیر و تواریخ نے یہہ بھی لکھا ہے کہ اشراف یمن خانہ بدوش کا ایک گروہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا۔ "ہم جہاد کی غرض سے اپنے گھر زمین۔ کھیت۔ اپنے ملک مین سب کچھ چھوڑ آئے ہین اگر ہم کو سرحد کفار کے قریب جہان جہاد کرنیکا موقع ملے زمین عنایت ہو تو ہم وہان سکونت کرین اور زراعت وغیرہ سے اپنی معاش حاصل کرین۔ باری باری ہم لوگ جہاد مین شریک ہوتے رہینگے اور جس لشکر مین ضرورت ہوا کریگی اوسمین شامل ہوکر راہ خدا مین کافرون سے لڑینگے"۔ جناب عثمان رضؓ نے ان لوگونکو فارس کے مقابلہ مین متصل سرحد کی زمین عنایت فرمائی اور یہہ لوگ وہان آباد ہوے۔ چونکہ صوبہ فارس کے لوگ پرزور اور وہانکے زمیندار سرکش تھے لہذا ان لوگون کے آباد کرنے مین اوس صوبہ والونپر فی الجملہ دباؤ پڑا۔ اہل یمن کو انکی زمینونکے بالعوض یہہ زمین ہر ایک کو جدا جدا عنایت فرمائی۔ بعض صحابہ رضؓ نے بھی

اپنی اپنی زمین بدل لی حضرت طلحہؓ کی زمین حضرموت مین تھی وہ زمین اونسے لیکر اوسکی عوض اہل مین کی زمین اونکو دی۔ اشعث بن قیس کی زمین کندہ مین تھی اونسے یہہ زمین لے لی اور اوسکے معاوضہ مین دوسری جگہہ زمین انکو ملی۔ یہہ ردوبدل زمینونکا آپس کی خوشی اور رضامندی سے ہوا جناب عثمانؓ نے کسی پر زور ڈالکر یا جبر کر کے یہہ کام نہین کیا۔ اس صورت مین آپ پر طعن کا کیا موقع ہے۔

طعن یازدہم۔ رضامندی صحابہ کرام بقتل جناب عثمانؓ

تمام صحابہ کرام جناب عثمان کے قتل پر راضی تھے اور دل مین سب آپسے بیزار رہتے تھے۔ آپکی ہجو و مذمت کیا کرتے تھے جب آپ شہید ہوے تین دن تک آپ بے گور و کفن پڑے رہے اور کسی نے آپکو دفن نہ کیا۔

جواب یہہ صریح کذب و بہتان ہے۔ نا سمجھہ لڑکے تک بھی اسکو نہین مانتے۔ خدا کے لئے آنکھین کھولو ہوش مین آؤ۔ بھلا یہہ تو کہو کہ حضرات طلحہ۔ زبیر۔ عائشہ صدیقہ۔ معاویہ۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کون سے عثمانؓ کا قصاص طلب کرتے تھے اور کس بنا پر لڑے اور ہزارون مسلمانونکا خون ہوا۔ وہ عثمانؓ یہی تو ہین۔ یا کسی فرضی۔ خیالی۔ موہومی عثمان کے عوض کشت و خون ہوا ہے۔ کتب تواریخ موجود ہین جن سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ صحابہ کرام نے بلوہ دفع کرنے مین کسی طرح قصور نہ کیا حتی الامکان زبانی کلمہ وکلام سے بلوائیونکو سمجھایا جب کسی طور ان لوگونکے سمجھہ مین نہ آیا تو صحابہ کرام نے جناب عثمانؓ سے اس جماعت اہل فساد سے لڑنے کی اجازت چاہی مگر افسوس۔ جناب عثمانؓ کسی طرح لڑائی پر راضی نہوے جب صحابہ کرام ہر طرح ہارے تھک کر خاموش بیٹھہ رہے۔ پھر بھی آپکو پانی پہونچایا اور

آپ پر سے سختی دفع کرنے کی کوشش اور حیلہ و تدابیر سے اخیر وقت تک غافل نہ رہے۔ اسی بلوہ کے زمانہ مین حضرت زید بن ثابتؓ جماعت انصار کے ساتھ جناب عثمانؓ کی خدمت مین آئے اور سب نے عرض کیا۔ اگر آپ اجازت دین تو ہم خدا کے انصار دوبارہ ہو جاوین۔ یعنی ایک مرتبہ تو جناب رسولخدا کے زمانہ مین آنحضرت صلعم کی نصرت و مدد کر چکے ہین اس وقت آپ کی مدد کرین۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ مہاجرین کے ہمراہ آپکے پاس آئے اور کہا۔ جو لوگ آپ پر بلوہ کرکے آئے ہین وہ وہی تو ہین جو ہماری تلوار کی مار سے سیدھے ہو کر او اسلام قبول کیا اور ابتک وہ مارے ہوئے ہنین جب یاد آتی ہے یا خانہ خطا ہو جاتا ہے یہہ سب شیخت اور بلند پروازی انکو اسوجہ سے ہے کہ کلمہ گو ہین اور آپکو کلمہ کا پاس ہے۔ اگر حکم ہو تو ان لوگونکو انکے گذشتہ حالات و واقعات یاد دلاکر بھولی ہوئی باتین جتلا کر راہ راست پر لاوین اور تلوار کے زور سے انکا سارا کس بل۔ ہیکڑی نکال دین۔"

تاب عدو نہین کہ یہان پاؤن رکھ سکے	آتا ہے سوے بیشۂ شیران شغال کب

جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ صاحبو۔ خدا کے لیئے یہہ بات نہ کہو۔ فقط ایک میری جان بچانے کی خاطر اسلام مین تلوار کشی اور خونریزی نہ کرو۔"

اگر از اہل ایمانی مہیا باش آفت را	کہ دندان ہیگزد پیوستہ انگشت شہادت را

خود جناب عثمانؓ کے غلام اس کثرت سے تھے کہ اگر آپ اپنے غلامونکو اجازت دیتے تو ایک دم مین اس گروہ اشرار کو انکی سرکشی و بدذاتی کا مزہ مل جاتا۔ سب غلام مسلح ہو کر آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ حضور۔ ہم وہی لوگ ہین کہ خراسان سے افریقیہ تک ہمارا مقابل کوئی نہ تھا۔ ہماری تلوار کا وہ خوف تھا کہ سب مثل بید کے کانپتے تھے ہمارے نام سے بہادران جنگ آزمودہ ڈرتے تھے آپکے حکم کی دیر ہے ابھی

اس مغرور جماعت کی قلعی کہل جاے۔ انکو انکی شرارت کا تماشا دکہلا دین۔ ایک دم مین تو یہہ مجمع کائی کی طرح پہٹ جائیگا جسوقت ہماری تلوارین بجلیان بنکر انپر گرینگی انکا خرمن وجود آن واحد مین جلکر خاک سیاہ ہوجاویگا۔ یہہ لوگ زبانی وعظ و نصیحت۔ کلام و فہمائش سے اثر پذیر نہین ہوے اور نہ کسی کے کہنے کا انکو کچہہ خیال ہوا۔ بس انکو اس غرور نے دلیر کردیا کہ ہم کلمہ گو ہین۔ مسلمان ہین۔ ہمکو کون ماریگا۔ اب یہہ راہ پر نہ آوینگے اور آپ کی بات اور صحابہ کرام کا کلام ہرگز نہ سنین گے اور نہ ذرہ برابر بہی تو اسکی قدر و منزلت نہین کرتے۔ حضور حکم دیدین اب یاراے ضبط نہین بس حد ہوچکی۔

چند بسینہ درنہم آہ جگر شگاف را		ضبط چہ سان کند کسے خنجر خوش غلاف را

جناب عثمان رضؓ نے ارشاد فرمایا "تم لوگونکو اگر میری خوشی منظور ہے اور میرا حق ادا کرنا چاہتے ہو تو ہتہیار اپنے بدن سے کہول ڈالوا ور خاموش ہوکر اپنے گہرونمین بیٹہہ رہو۔ جو تم مین سے ہتہیار کہولڈالے مین نے اوسکو آزاد کیا۔ واللہ اگر مین قبل خونریزی اہل اسلام مارا جاؤن تو مجہکو محبوب ہے اس سے کہ بعد قتل و ہلاک گروہ اہل اسلام کے قتل ہون کیونکہ شہادت تو میرے مقدر مین ہے۔ ہر حال مین ہونیوالی ہے کسی طرح اس سے مفر نہین۔ جناب رسول خداصلعم نے خود اسکی بشارت دی ہے۔ اگر تم لوگ لڑوگے پہر بہی مین قتل ہونگا اس سے کیا حاصل کہ مسلمانونمین باہم قتل و خون بہی ہوا ور مطلب بہی حاصل نہو لہذا یہی مناسب ہے کہ راضی بر ضاء مولی یہہ سب مصیبت سہکر صبر و شکر کے ساتہہ اس دنیا سے کوچ کرون"۔

نام من بندۂ عشق است و نشانم داغ ست		روز محشر بہمین نام و نشان برخیزم

کتب تواریخ شیعہ و سنی مین مذکور ہے کہ جناب علی مرتضی رضؓ نے اپنے صاحبزادون حضرات حسنین

اور اپنے بھتیجوں حضرت جعفرؓ کے صاحبزادوں اور اپنے غلام قنبر کو اور حضرت طلحہ و زبیرؓ نے
اپنے اپنے صاحبزادوں کو جناب عثمانؓ کے دروازہ پر حفاظت کے واسطے مقرر کر دیا اور فرما
دیا تھا کہ بلوائیوں کو روکیں اور گھر کے اندر نہ جانے دیں چنانچہ یہہ حضرات بلوائیوں کے مقابل
ٹھیرے رہے اور جب وہ لوگ ہجوم کرتے یہہ لوگ پتھروں لاٹھیوں سے اونکو مار مار کر دفع
کرتے تھے یہانتک کہ حضرت امام حسنؓ خون سے تر بتر ہو گئے۔ محمد بن طلحہؓ اور قنبر کے سر
زخم کاری آیا مگر لوگوں کو دروازہ سے مکان کے اندر گھسنے نہ دیا۔

گو صورت غربال ہے پر سینہ سپر ہے		اے تیر نظر حوصلہ دیکھا میرے دلکا

نہج البلاغہ ہماری اس بیان کی گواہ ہے۔ مورخ شیعہ جناب امیر المومنین علیؓ سے روایت کرتے ہیں
آپنے فرمایا۔ واللہ لقد دفعت عنہ۔ بخدا میں لایزال ہیں نے جناب عثمانؓ پر سے
یہہ ہنگامہ دفع کیا نہج البلاغت کی شرح لکھنے والے بالاتفاق جناب علیؓ کی مدد و نصرت
اور حضرت عثمانؓ سے ہجوم بلوائیاں دفع کرنیکی بابت روایات کثیرہ سے ثابت کرتے ہیں
کہ جب جناب علیؓ زمانہ بلوہ میں جناب عثمانؓ کے گھر تشریف لاتے بلوائیوں کو چابک مار مار کر
آپکے دروازہ سے دور کرتے تھے اور زبانی لعنت و ملامت سے اونکو تنبیہہ فرماتے تھے۔
مرد مومن پاک کا کام نہیں کہ جناب علیؓ کا یہہ معاملہ اور آپکی گفتگو بلوائیوں کو زجر و تنبیہہ۔
لعنت و ملامت۔ یہ جملہ امور آپکی ظاہرداری اور دنیا سازی پر محمول کرے اور یہہ خیال
کرے کہ آپ دل سے تو بیزار اور جناب عثمانؓ سے ناراض تھے۔ حاشا و کلا۔ معاذ اللہ
استغفر اللہ۔ یہ طرز و روش منافقانہ جناب علی مرتضیٰ اسد اللہ ؓ کی نسبت ہے۔ ہاں جو منافق ہے
وہ اپنے نفس خبیث پر قیاس کر کے آنجناب کی نسبت یہی رائے قایم کریگا۔ المرء یقیس
علی نفسہ۔ انسان اپنے نفس پر قیاس کرتا ہے۔ بد آدمی کی نظر ہمیشہ بدی کی طرف

جاتی ہے اور نیک نیکی کا جویان و متلاشی رہتا ہے جناب علیؓ کی ذات پاک مین نفاق و تقیہ کا گمان۔ ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ توبہ۔ توبہ۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھہم۔ یہہ بڑی بات اونکے منہ سے کیسے نکلتی ہے۔ جان نثاران و شیعان علی ہوکر اپنے امام کی نسبت ایسا خیال باطل رکھین۔ پیدا ونہین کی جرأت و بہادری ہے آفرین صد آفرین۔

طاعت پیر مغان جوی از ہمہ بیگانہ باش		اول ز بتخانہ بو دی آخر ز بت خانہ باش

ہم تسلیم کرتے ہین کہ اسوقت جناب علی رضؓ نے جو کچھہ فرمایا کیا منافقانہ برتاؤ تہا مگر اور قصص و روایات جو معتبر و مشہور ہین اونکا کیا جواب ہے۔ کیا اب بہی نفاق تہا اور بعد شہادت جناب عثمانؓ بہی آپکو خوف تہا۔ جو تقیہ کی آڑ مین طریق نفاق سے کنارہ گزین نہ ہو سکے۔ یارو خدا سے ڈرو۔ کچھہ تو انصاف کرو۔ جناب علی رضؓ نے جو خطبے بمقام کوفہ بعد شہادت جناب عثمان رضؓ پڑہے ہین اونمین آپنے قسمیہ فرمایا کہ جناب عثمان رضؓ کے قاتلونکو مین بہت روکتا اور دفع کرتا رہا۔ آپنے بمقام کوفہ ایک خطبہ کے ضمن مین بآواز بلند فرمایا۔ میری اور عثمانؓ کی مثال اون تین بیلون کی سی ہے جو ایک جنگل مین رہا کرتے تھے۔ اونکے ساتہہ اوسی جنگل مین ایک شیر بہی رہتا تہا تینون بیل تین رنگ کے تہے ایک سفید دوسرا سرخ۔ تیسرا سیاہ چونکہ وہ تینون بیل متفق تہے لہذا شیر کا قابو کسی ایک پر بہی نہ چلتا تہا۔ ایک روز شیر نے سرخ بیل و رسیاہ بیل سے کہا۔ اس جنگل مین ہم سب پر کوئی راہ نہین پا سکتا مگر اس بیل سفید کیوجہ سے۔ کیونکہ اسکا رنگ مشہور و معروف ہی۔ میرا اور تم دونوں کا رنگ یکسان ہی اگر تم دونون اس سفید بیل کو کہا لینے دو تو مین اسکو کہا ڈالون اور یہہ جنگل تمہارے لیے خالص ہو جاوے۔ دونون بیلون نے کہا۔ اچہا سفید بیل کو کہا ڈالو اور خوف نکالیو

نذر ہوجاؤں) شیر نے سفید بیل کو چیر پھاڑ کر کھا ڈالا۔ جب چند دن گذر گئے شیر نے سرخ بیل سے کہا۔ میرا رنگ تیرے رنگ سے ملتا ہے (جو تجھکو دیکھیگا شیر تصور کریگا) البتہ یہ سیاہ بیل ہمارے تیرے رنگ کے مخالف ہے اگر تو مجھکو اجازت دے تو اسکو بھی کھا جاؤں۔ اوسنے کہا بہتر ہے۔ پھر شیر سرخ بیل سے کہنے لگا۔ اب تو مین تجھے ہی کھاؤنگا۔ بیل نے کہا ذری مجھکو مہلت دو۔ مین تین بار پکار کر کچھ کہدون۔ شیر نے کہا اچھا۔ پکارو۔ بیل نے تین بار پکار کر کہا مین تو اوسی دن کھا لیا گیا جس دن سفید بیل کھایا گیا تھا۔" یہ قصہ بیان کرکے جناب امیرالمومنین علیؓ نے باواز بلند فرمایا افسوس جس دن عثمان قتل ہوئے مین اوسی دن سُست وضعیف ہوگیا۔ اس قصہ کی شہرت اور تواتر اس حد تک پہونچی ہے کہ شیعہ وسنی دونوں کی کتابوں مین موجود ہے اور کسی فریق کو جاے انکار نہین۔

حضرت عبداللہؓ بن سلام ہر روز صبح کو بلوائیوں کے مجمع مین جاکر فرماتے "جناب عثمانؓ کے قتل سے ہاتھ اوٹھاؤ آپکے قتل ہوتے ہی تمام فتنے وفساد اوٹھ کھڑے ہونگے"۔

حذیفہ بن یمانؓ لوگونکو ہمیشہ جناب عثمانؓ کے قتل سے ڈراتے اور کہتے تھے کہ آپکا قتل موجب فتنہ وفساد عظیم ہے۔

جناب عثمانؓ کے دفن مین تاخیر کی یہ وجہ ہے کہ بعد شہادت آپکے مدینہ منورہ مین ایک غدر تھا۔ ہر شخص بجاے خود اپنی جان سے خائف ولرزان تھا۔ لوگونکو اپنا ہوش نہ تھا سبکو اپنی اپنی پڑی تھی۔ بلوائیوں اور بدمعاشوں نے عجب آفت برپا کر رکھی تھی۔ صحابہ کرام کو ڈراتے دھمکاتے تھے۔ سب لوگ تو اس حالت مین گرفتار تھے آپکی تجہیز وتکفین کی فکر کون کرتا۔ بالآخر رات کے وقت جب بلوائیوں کی طرف سے فی الجملہ اطمینان ہوا آپ دفن کیے گئے جسکا مفصل حال ذکر مدفن مین ہے۔ فرشتے آپکے جنازہ پہ تھے اور نماز مین

شریک ہوے چنانچہ حافظ دمشقی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا "جس دن عثمانؓ شہید ہونگے آدمیوں کے عوض آسمانی فرشتے اونکے جنازہ پر نماز پڑہین گے" راوی کا قول ہے کہ مین نے عرض کیا۔ اے رسول خدا کے۔ کیا یہہ بات خاص عثمانؓ کے واسطے ہی یا عام شہیدونکے لیے۔ آپ نے فرمایا۔ خاص عثمانؓ کے واسطے۔

اس روایت کی تائید مین دوسری روایت اور بھی ہے جو ابن ضحاک ہیم بن خنیس سے روایت کرتے ہین سہیم خود اس واقعہ شہادت جناب عثمان مین موجود تھے۔ اونکا بیان ہی کہ جب وہ دن جسمین جناب عثمان رضؓ شہید ہوے ہین گذر گیا اور شام ہوئی تو مین نے لوگونسی کہا کہ اگر صبح تک جناب عثمان رضؓ دفن نہوے تو خوف ہے کہ مفسدین اشرار بیاد آپکی نعش مبارک کے ساتھہ کسی طرح بے ادبی سے ساتھہ پیش آوین لہذا اسی وقت شب مین دفن کردینا مناسب ہے۔ اس امر پر اتفاق کرکے ہم لوگ آپکا جنازہ رات کو لیکر بقیع الغرقد کو چلے۔ چونکہ رات کا وقت تھا تاریکی ہین ہینے یہہ کام خاطر خواہ کرلیا اور کوئی ہم سے متعرض نہوا ہم آپکا جنازہ لیے جاتے تھے کہ اثناء راہ مین پیچھے سے سیاہی معلوم ہوئی اور اوس نے ہم کو ڈہانک لیا۔ ہم لوگونکو سخت خوف نے آگھیرا اور قریب تہا کہ ڈر کر متفرق بہاگ جاوین تاگاہ ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ "تم لوگ گہبراو ڈرو نہین ہم اس جنازہ کی شرکت کو آئے ہین" سہیم ابن خنیس راوی کہتے ہین کہ وہ فرشتے تھے۔ ابن خنیس کا صحابہؓ کی ذم و ہجو کرنا یہہ محض بہتان ہے۔ یہہ شخص معتبر قابل وثوق ہین۔

اب اہل بیت کی روایت اسی باب مین سنو حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ مین نے جناب رسول خدا صلعم کو خواب مین دیکھا۔ آپ ایک گھوڑے پر سوار ہین اور سر مبارک پر نورانی عمامہ بندہا ہے۔ ہاتھہ مین فردوس کی ایک چھڑی ہے۔ مین نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ صلعم

شریک ہوے چنانچہ حافظ دمشقی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا "جس دن عثمانؓ شہید ہونگے آدمیونکے عوض آسمانی فرشتے اونکے جنازہ پر نماز پڑہین گے" راوی کا قول ہے کہ مین نے عرض کیا۔ اے رسول خدا کے۔ کیا یہہ بات خاص عثمانؓ کے واسطے ہی یا عام شہیدونکے لیے۔ آپ نے فرمایا۔ خاص عثمانؓ کے واسطے۔

اس روایت کی تائید مین دوسری روایت اور بھی ہے جو ابن ضحاک سہیم بن خنیس سے روایت کرتے ہین سہیم خود اس واقعہ شہادت جناب عثمان مین موجود تھے۔ اونکا بیان ہی کہ جب وہ دن جسمین جناب عثمانؓ شہید ہوے ہین گذر گیا اور شام ہوئی تو مین نے لوگونسے کہا کہ اگر صبح تک جناب عثمانؓ دفن نہوے تو خوف ہے کہ مفسدین اشرار مبادا آپکی نعش مبارک کے ساتھہ کسی طرح بے ادبی کے ساتھہ پیش آوین لہذا اسی وقت شب مین دفن کر دینا مناسب ہے۔ اس امر پر اتفاق کر کے ہم لوگ آپکا جنازہ رات کو لیکر بقیع الغرقد کو چلے۔ چونکہ رات کا وقت تہا تاریکی ہین ہمنے یہہ کام خاطر خواہ کر لیا اور کوئی ہم سے متعرض نہوا ہم آپکا جنازہ لئے جاتے تھے کہ اثنا راہ مین پیچھے سے سیاہی معلوم ہوئی اور اوس نے ہم کو ڈہانک لیا۔ ہم لوگونکو سخت خوف نے آگھیرا اور قریب تہا کہ ڈر کر متفرق بھاگ جاوین تاگاہ ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ "تم لوگ گھبراؤ ڈرو نہین ہم اس جنازہ کی شرکت کو آے ہین" سہیم ابن خنیس راوی کہتے ہین کہ وہ فرشتے تھے۔ ابن خنیس کا صحابہؓ کی ذم و ہجو کرنا یہہ محض بہتان ہے۔ یہہ شخص معتبر قابل وثوق ہین۔

اب اہل بیت کی روایت اسی باب مین سنو حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ مین نے جناب رسول خدا صلعم کو خواب مین دیکھا۔ آپ ایک گھوڑے پر سوار ہین اور سر مبارک پر نورانی عمامہ بندہا ہے۔ ہاتھہ مین فردوس کی ایک چھڑی ہے۔ مین نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ صلعم

ہین توآپکے دیدار کا مشتاق تہا اور آپ ایسی عجلت مین ہین۔ آپ یہ سنکر میری طرف متوجہ ہوے اور تبسم کرکے فرمایا۔ آج عثمان بن عفان جنت مین ہمارے پاس دولہ بنے ہین۔ اونکا نکاح ہو گیا اسوقت اونکے ولیمہ کی دعوت ہے لہذا مین بغرض شرکت دعوت جلدی جاتا ہون۔ اس کو حسین بن عبداللہ بناز فقیہ اور ابوشجاع شیرویہ دیلمی روایت کرتے ہین۔ دیلمی کا مشاہیر محدثین مین شمار ہے شیعہ بہی انکو معتبر جانتے ہین۔ کتاب منتقی مین بروایت ابن عباسؓ اسی سند سے اس خواب کو لکہا ہے۔

دوسرا خواب جناب امام حسنؓ سے منقول ومشہور ہے اور بروایت معتبر دیلمی نے منتقی مین نقل کیا ہے جسکو ہم فضائل مین لکہہ آے ہین اور ایک روایت قرہ بن خالد سے بہی اوپر گذر چکی ہے محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ جناب علیؓ نے بروز جنگ جمل فرمایا "خداوندا۔ قاتلین عثمانؓ پر لعنت نازل فرما! جہان کہین وہ ہون" یہہ بہی بالتصریح ہم لکہہ آے ہین۔

بروایت بالا وارد ہے کہ جناب علیؓ کو خبر ہوئی کہ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ قاتلین عثمانؓ پر لعنت کررہی ہین۔ آپنے اپنے دونون ہاتہہ دعا کے واسطے بلند کیے یہانتک کہ منہ کے مقابل ہوے پہر فرمایا۔ انا نلعن قتلۃ عثمان لعنھم اللہ فی السہل والجبل۔ مرتین اوثلثا۔ اسی سند سے دوسری روایت سے آیا ہے کہ جناب علیؓ کے سامنے حضرت عثمانؓ کی شہادت کا ذکر آیا آپ رونے لگے یہانتک کہ آنسوؤن سے ڈاڑہی تر ہوگئی۔ جندب کہتے ہین کہ مین حذیفہ کے پاس گیا۔ اونہون نے دریافت کیا کہ اس شخص کی کیا خبر ہے مین نے کہا مین جانتا ہون کہ لوگ انکو قتل کر ڈالینگے۔ آپ اس بارہ مین کیا کہتے ہین۔ جواب دیا۔ اگر عثمان کو قتل کرینگے توآپ جنت مین جاوینگے مگر قاتلونکو دوزخ نصیب ہوگی۔ اہل بیت کے اقوال آپکے قاتلونکی بابت یہ ہین حذیفہ بن یمان کو شیعہ بہی مانتے ہین اور انکی روایات پر اعتبار کرتے ہین کیونکہ حدیث

مین آیا ہے ماحصل ثم حذیفۃ فصدقوہ۔ اگر تمام صحابہ و تابعین سے جو کچھ اقوال درباب شہادت حضرت عثمانؓ اور آپکی قاتلو نکے حق مین منقول ہین ذکر کئے جاوین تو ایک دفتر ہوجاے روایات مشہورہ و متعددہ و معتبرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ تین روز تک آپکی لاش پڑا رہنا محض غلط ہے بلکہ کتب تواریخ مین اسکی تکذیب ہے کیونکہ باتفاق جملہ مورخین آپکی شہادت بتاریخ اٹھارہ ذیحجہ روز جمعہ بعد عصر کے ہوئی اور شب شنبہ مین بمقام بقیع دفن ہوے (تحفہ اثنا عشریہ) اور اس مین کسی طرح شک نہین پس آپکی شہادت دن مین قبل مغرب ہے اور رات کو کیسی وقت دفن ہوے تین دن کیسے شائد تین پہر گذرے ہون اور یہہ کچھ تاخیر مین داخل نہین خصوصا ایسے ہنگامہ و غدر مین تو آپکی تجہیز و تکفین بہت جلد ہوئی۔

طعن دوازدہم متعلق بہ قرآن مجید متضمن مباحث متعددہ

اوّل۔ جو قرآن مجید بالفعل مروج ہے اسکو خلیفہ ثالثؓ نے اپنے عہد خلافت مین جمع کیا ہی اور پیشتر جو عہد خلیفہ اول مین جمع کیا گیا تھا وہ قرآن مجید عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ نے جمع کیا تھا جسکو عثمانؓ محرق القرآن نے آگ مین جلوا دیا اور اوسکی خاکستر تک خاک مین ملا دی چنانچہ مشکوۃ شریف مین زید بن ثابت کی ایک روایت طولانی سے قصہ جمع قرآن ثابت ہے اُسکے آخر مین یہہ بھی ہے کہ جب عہد خلیفہ اول مین قرآن شریف مرتب ہوگیا تو حین حیات خلیفہ اونکے پاس رہا پہر خلیفہ ثانی کے پاس تھا اونکے بعد بی بی حفصہؓ کے پاس رہا۔ ماحصل اس اعتراض کا یہہ ہی کہ جناب عثمانؓ نے قرآن شریف مین تصرف کیا اور یہہ قرآن جو اب مروج ہے یہہ وہ قرآن بجنسہ نہین جو عہد رسالت اور عہد خلیفہ اول و دوم مین تھا۔ تالیف قرآن شریف مین زید بن ثابت کی حدیث پیش کی ہے۔

جواب- قرآن شریف جلانے کا جواب شافی ہمارے گذشتہ مضامین سے جو درباب جمع قرآن مجید ہم لکھ آے ہین صاف ظاہر ہے کہ بعد نقل قرآن شریف لوگونکے پاس جو مختلف قرآن مجید تھے جنمین روایات شاذہ وغیرہ تہین آپنے جلوا دیئے۔ کیونکہ جب ایک نسخہ اوس قرآن شریف سے جو عہد خلافت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مین بہ زمانہ جنگ یمامہ پُرزون۔ پرچون اور زبانی حافظونسے مرتب ہوا تہا اور وہ بجنسہ آپکے پاس رہا پہر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بعد آپکے ام المومنین جناب حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تہا اور اسی قرآن کو اصل منقول عنہ قرار دیکر اوس سے ایک نسخہ نقل ہوا پہر اوسکی متعدد نقلین تمام بلاد مین بہجوا دین اور جن لوگونکے پاس قرآن شریف جنمین بعض آیات مشکوک بہی تہین نکلے وہ منگوا لئے تو اب ان نسخونکی ضرورت نہ رہی اور انکے باقی رکہنے سے خوف تہا کہ کسی وقت لوگ پہر اختلاف کرین لہذا انکا جلا دینا ہی مناسب تہا۔ آپ پر یہ الزام کہ اصل قرآن مجید جلا دیا محض زبردستی اور تعصب کا ہے بر تقدیر تسلیم اس امر کے کہ آپنے وہی قرآن مجید جلا دیا جسکو حضرات طاعنین کہتے ہین تو ہمارا اونسے یہ سوال ہے کہ ان حضرات کے نزدیک خلیفہ اول نے جو قرآن جمع کیا وہ قابل اعتبار ہے یا نہین اگر قابل اعتبار ہے تو صاحب حق الیقین کی اس عبارت کا مطلب کیا ہے "آنحضرت (یعنی جناب امیر رض) در خانہ نشست و مشغول بجمع کردن قرآن شد و از خانہ بیرون نیامد تا ہمہ را جمع نکرد و بمسجد آمد عمر گفت کہ احتیاج بقرآن تو ندارم حضرت فرمود کہ دیگر این قرآن را نخواہد دید تا مہدی از فرزندان من ظاہر گرداند و بخانہ برگشت" اگر آپ خلیفہ اول کے جمع کردہ قرآن کو مانتے ہین تو یہ عبارت مرقومہ بالا محض منگہڑت ہے اور مؤلف کتاب کی افترا پردازی کیونکہ بجز اس کتاب کے کسی روایت سے ثابت نہین ہوتا کہ جناب علی رضی اللہ عنہ نے کوئی قرآن شریف جمع کیا ہے اور جن روایات مین آپکی نسبت جمع کرنا آیا ہے۔ اوس سے حفظ کرنا مراد ہے یعنی آپ ہی منجملہ

اون حضرات کے ہین جنہون نے پورا کلام مجید یاد کیا اور اس مین کس کو کلام ہے اور اگر آپ اس قرآن کو قابل اعتبار نہین سمجھتے تو بموجب اعتراف صاحب مجمع البیان - ان القرآن کان علی عہد رسول اللہ صلعم مجموعا مؤلفا علی ماھو علیہ الآن یعنی یہہ قرآن عہد رسالت مین جمع اور ترتیب کے ساتھہ ایسا ہی تھا جیسا کہ اسوقت ہے - نہ جناب صدیق اکبر نے قرآن شریف جمع کیا اور لکھایا اور نہ عہد عثمانی مین مرتب ہوا تو اس صورت مین جناب عثمان محرق القرآن نہ ٹھیرے - حدیث سے ہمکو کب انکار ہے بلکہ یہی حدیث تو ہماری دلیل ہے اور اس سے یہہ بات بھی نکلتی ہے جو ہمارے مفید مطلب ہے کہ کتابت قرآن بدعت نہین ہے بلکہ خود آنحضرت صلعم نے لکھنے کا حکم دیا تھا اور وہ پرچون پرزون مین لکھا ہوا منتشر تھا نہ اوسمین ترتیب تھی نہ وہ ایک مصحف مین تھا -

اس مقام مین بعض شراح مشکوٰۃ لکھتے ہین کہ اوس مجموعہ مین کچھہ آیات منسوخ التلاوت اور کچھہ منسوخ الحکم بھی داخل تھین اسیواسطے ایک مصحف مین یا یون کہیے ایک جلد مین جمع نہوا کیونکہ اوس زمانہ تک اوربھی احتمال نسخ و ابدال کا باقی تھا پھر جب زمانہ وحی کا منقطع ہوا تو حقتعالے نے موافق اپنے سچے وعدہ انا لہ لحافظون - کے خلفاء راشدین کو جمع کرنیکا الہام کیا چنانچہ آنحضرت کے بعد اسکی ابتدا حضرت صدیق اکبرؓ سے بمشورہ حضرت عمرؓ ہوا اور انتہا اس کام کی حضرت عثمانؓ پر بمشورت جناب علیؓ قرار پائی - لیکن عہد خلافت حضرات شیخینؓ مین بسبب کثرت حرب وجہاد و تیاری و روانگی افواج اور دیگر مہمات ضروریہ کے اگرچہ ایک مصحف مین جمع ہوا لیکن بدستور نامرتب رہا اور جناب ختنینؓ کے وقت ایک مصحف مین جمع بھی ہوا اور ترتیب بھی پایا - یہ ترتیب مطابق لوح محفوظ کی ہے اصلا کمی و بیشی کو دخل نہین اسواسطے کہ ہر سال حضرت جبرئیل علیہ السلام رمضان مبارک مین تشریف لاتے اور اسی ترتیب پر آنحضرت صلعم کے

ہمراہ بطور مدارست (دور) تلاوت فرماتے تھے یہانتک کہ عام رحلت مین آیہ - انہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید کو دو مرتبہ لائے ہین اور وہی ترتیب حضرت رسول خدا صلعم کی تعلیم سے بہت سے صحابیونکو یاد تھی اوسیکے موافق جناب عثمان صاحب الحیاء والایمان کے عہد مین بلا کم وکاست قرآن مرتب ہوا اور اب یہ وہی قرآن بعینہ ہے سر مو فرق نہین - اسمین حضرات شیعہ کو بھی مجال انکار نہین کیونکہ فاضل طبرسی مجمع البیان مین اس بات کی یون تصدیق کرتے ہین - سید مرتضیٰ علی بن حسین موسوی نے ذکر کیا کہ عہد آنحضرت صلعم مین قرآن جمع اور ترتیب کے ساتھ اسی طور پر تھا جیسا کہ اب ہے - اس دعوی پر دلیل یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کیوقت قرآن پڑہا جاتا اور یاد کیا جاتا تھا تمام وکمال اور ایک جماعت صحابہ کی اسکے یاد کرنے پر معین تھی اور حضرت کے سامنے پڑہا جاتا تھا اور ایک جماعت صحابہ نے جیسے ابن مسعود اور ابی بن کعب وغیرہ آنحضرت صلعم سے بارہا قرآن سنا اور اول سے آخر تک پڑہا - ادنی تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سب باتین قرآن کے مجموع ومرتب ہونے پر دلالت کرتی ہین اور اسپر کہ قرآن پراگندہ نہ تھا اور ذکر کیا ہے کہ جس امامیہ یا حشویہ نے اسمین خلاف کیا اوسکا اعتبار نہین - وہ خلاف اون لوگونکا ہے جنہون نے اخبار ضعیفہ نقل کئے اور اونکو صحیح سمجھے - پس معلوم یقینی کو چھوڑ کر اونکا قول معتبر نہوگا" اب حضرات طاعنین کو مجال گفتگو نہ رہی - جناب علیؓ کی نسبت قرآن چھپانیکا الزام اور جناب عثمانؓ کی بابت قرآن جلانیکا اعتراض وطعن باقی نہ رہا -

خمیازہ نہ دکان شیشہ گر سنگست		عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد	

عبارت مذکورہ بالا اگرچہ ہماری روایات کے خلاف ہے کیونکہ صاحب مجمع البیان کا دعوی ہے

کہ قرآن شریف باین ہیئت کذائی جیسا کہ اب ہے آنحضرت صلعم کے وقت مین جمع ہو گیا تہا اگر اسکا یہہ مطلب ہے کہ لکہہ گیا تہا تو یہہ بات غلط ہے اگر یہہ مراد ہے کہ لوگونکے سینونمین جمع تہا تو البتہ تسلیم ہے مگر ہمکو اس قیل و قال کی ضرورت نہین۔ ہمارا تو یہہ مدعا تہا کہ یہہ قرآن مجید وہی ہے جو آنحضرت صلعم کے وقت مین تہا اوسمین سے کچہہ قطع و برید نہین ہوئی اور اس مدعا کی تائید عبارت مجمع البیان سے ہوتی ہے وہو المراد۔

دوم۔ روایت انس بن مالک مین مذکور ہے کہ جناب عثمان نے اوس صحیفہ کو حضرت حفصہؓ کے پاس سے منگوا لیا اور وعدہ کیا کہ بعد نقل لینے کے اسکو واپس کر دونگا جب جناب عثمان رضؓ نے قرآن کو جمع کرا لیا تو اوس صحیفہ کو حفصہ رضؓ کے پاس بہیجدیا اور اپنے قرآن کا ایک ایک نسخہ اطراف ممالک مین روانہ کیا اور حکم کیا کہ سواے اس قرآن کے اور جو کچہہ صحیفے یا مصحف ہین اونکو جلا دین شیخ عبد الحق دہلوی نے لکہا ہے کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو صحف نزدیک حفصہ رضؓ کے تہے بعد واپس کرنیکے وہ بہی جلا دیئے گئے۔

جواب۔ روایت انس بن مالک سے جو حدیث منقول ہے ہم اوسکو باب جمع قرآن مجید مین مفصل لکہہ چکے ہین ضرورت اعادہ نہین۔ اوس روایت مین یہہ لفظ بہی ہے کہ ماسوا کو علی اختلاف الروایتین جلانے یا پہاڑنے کا حکم دیا۔ مرقات شرح مشکوٰۃ مین ہے کہ مراد ماسوا سے منسوخ التلاوت ہے۔

علامہ سجستانیؒ کا قول ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے سات مصحف لکہواے تہے۔ وہ اسطرح تقسیم ہوے۔ ایک مکہ معظمہ مین۔ ایک مدینہ منورہ مین۔ باقی پانچ شام۔ یمن۔ بحرین۔ بصرہ اور کوفہ بہیجے گئے۔ حضرت علی مرتضیٰ شیر خداؑ اکثر فرمایا کرتے تہے۔ واللہ عثمان نے کیا خوب کام کیا اگر اونسے یہہ کام انصرام نہ ہوتا تو مین سرانجام دیتا۔ پس اس حدیث انسؓ اور اسکی

شرحون سے ثابت ہوا کہ یہ امر جلیل الشان بہترین حسنات جناب عثمان رضؓ سے ہے اور وہ ہرگز محرق القرآن نہین بلکہ محرق ماسوی القرآن ہین کہ جو باعث اختلاف تہا اب ہی مخالفین زبان طعن نہ روکین تو اسکا علاج ہی کیا ہے یہی داغ تو دشمنونکی دلونپر ہی کہ من بعد انکے دخل وتصرف کی گنجائش نہ رہی اور مثل توریت وانجیل نسخے مختلف قرآن شریف کے ہاتہہ نہ آ ے کہ کچہہ داؤ چلتا شیخ محدث دہلوی رح کی عبارت سے یہہ نہین ظاہر ہوتا کہ جناب حفصہ رضؓ کے صحیفہ کو جناب عثمان رضؓ نے جلایا بلکہ مرقات مین لکہا ہے کہ جب مروان حاکم مدینہ کا ہوا تو اوسنے بعد انتقال امیرالمومنین حفصہ رضؓ کے اونکا مصحف خوف اختلاف سے جلوایا کیونکہ وہ قرآن شریف بے ترتیب محض تہا جب قرآن جمع کردہ جناب عثمان رضؓ بشہادت امام الائمہ محمد صحت کو پہونچا اور اسیواسطے ملا صادق کلینی نے ہی باعلاے ندا یکار دیا کہ۔ ویظہر القرآن بہذا الترتیب عند ظہور الامام الثانی عشر ویشتہر بہ۔ یعنی قرآن اسی ترتیب معروف ومشہور سے بارہوین امام مہدیؑ امام آخرالزمان کے وقت ظاہر ہوگا اور اسی ترتیب سے مشہور ہی ہوگا۔ تو اب مروان پر ہی جگہہ تشنیع وبہتان کی نہ رہی گو اور فعل اوسکے شنیع ہوا کرین اب یہان کسیکو پاؤن پہیلانیکی جگہہ نہ رہی۔ باقی یہہ کہ ع تو لشنوی یا نشنوی من گفتگوے میکنم۔ امر آخر ہے اسمین اختیار باقی ہے

سوم۔ فخر رازی رح نے نہایت العقول مین لکہا ہے کہ جلا ڈالنا باقی مصاحف کا درحقیقت نہایت تعظیم تہی کہ مبادا کوئی پرزہ اوسمین سے زمین پر گر پڑے تو باعث اہانت وسبکی کا ہوگا۔ سبحان اللہ۔ جلانا قرآن کا تو تعظیم تہا اور گرنا اوسکا زمین پر باعث تحقیر کا ہوا حالانکہ جلال الدین سیوطی رح نے کتاب اتقان مین قاضی حسین سے نقل کیا ہے کہ اوسنے کہا جلانا قرآن کا خلاف احترام ہے اور جو چیز خلاف احترام ہو وہ اہانت اور استخفاف ہے۔

جواب۔ جس مصحف مین نفع متصور نہو (جیسا کہ اکثر بچونکے پڑہنے سے پہٹ کر پرزہ پرزہ

ہوجاتا ہے۔ یا کرم خوردہ یا دیمک خوردہ ہوگیا کہ کسیطرح پڑہنے مین نہین آتا اور جابجا الفاظ اوڑ گئے ہون) اوسکے ضائع کرنے مین علما کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین جلا دینا چاہیئے اور بعضونکے نزدیک دہو ڈالنا چاہیئے لیکن محققین تفصیل کرتے ہین کہ جو قرآن من حیث انہٗ قرآن ہے جیسے یہہ قرآن مروج الآن اوسکا جلانا بہتر نہین ہے۔ کیونکہ اسمین گونہ اہانت ہے بلکہ دہوکر اسکے غسالہ (پانی) کو کسی مقام پاک مین ڈال دین یا وہ پانی پی لین کہ ہر مرض کی دوا اور ہر درد کی شفا ہے اور جو قرآن من حیث انہٗ قرآن نہین جیسے مصاحف محرقہ جناب عثمانؓ اوسکا دہونا بہتر نہین کیونکہ احتمال حرفونکے رہ جانے کا ہے بلکہ اوسکو جلا ڈالنا چاہیئے تا اثر اختلاف کا بالکل باقی نہ رہے جیسا جناب عثمان رضنے کیا۔ پس قول امام رازیؒ کا ناظر ہے اس معنی کیطرف اور قول قاضی کا ناظر ہے اوس معنی کی طرف اس تقریر پر تعارض بین القولین اوٹہہ گیا اور رازی قاضی سے راضی ہوگئے۔ اب حقیقت مین جلانا ایسے قرآن کا جس سے اختلاف اور تکفیر بکفیر ہم ہو باعث بڑی تعظیم کا ہے۔ اگر یہہ امر باعث اہانت ہوتا تو کوئی صحابی جلانے نہ دیتا۔ جناب عثمان رضنے جیسے بمشورہ صدہا صحابہ کرام کے کہ بہترین انمین جناب علی مرتضیٰ رضتھے قرآن صحیح کو جمع کیا ویسا ہی بصوابدید انہین بزرگوار کے جلوایا۔ اس صورت مین اگر جناب عثمانؓ مورد طعن کیے ہین تو جناب علیؓ اور دیگر صحابہ بہی اسمین شریک ہین اور یہہ جو کہا کہ سبحان اللہ قرآن کا جلانا تعظیم ٹہیرا اور گرنا اوسکا زمین پر باعث تحقیر کا ہوا۔ اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ گرنا قرآن کا زمین پر اور پانؤنمین روندنا معترض صاحب کے نزدیک باعث تحقیر نہین حالانکہ جلانا اور پانؤن کے نیچے لانا صورت تحقیر مین دونون برابر ہین کوئی انمین مابہ الامتیاز نہین۔ ہم تسلیم کرتے ہین کہ جلانا باعث تحقیر و اہانت ہے لیکن اورکی ہتیلی پر ہنسنا اور اپنا ٹینٹ نہ دیکھنا صاف انصاف کے گلے پر چہری چلانا ہے

فاضل کلینی بروایت زید بن جہم ہلالی امام جعفر صادق رضؓ سے نقل کرتے ہین کہ امام جعفر صادقؓ
نے یہہ آیت پڑہی۔ ولا تکونوا کالتی نقضت غزلہا من بعد قوۃ انکاثا
تتخذون ایمانکم دخلا بینکم ان یکونوا ائمۃ ھی ازکی من ائمتکم۔ فقلت
جعلت فداک ائمۃ قال ای واللہ۔ قلت انما یقرء اربی۔ قال وما اربی
واومی بیدہ فطرحہا۔ قرآن شریف مین۔ تکونوا کی جگہہ تکون ہے اور ائمۃ
کی جگہہ امۃ ہے اور ازکی کی جگہہ اربی ہے۔ راوی کا قول ہے کہ مین نے کہا۔
مین آپ پر قربان۔ کیا ائمۃ ہے فرمایا ہان قسم خدا کی۔ مین نے کہا۔ لوگ تو اربی پڑہتے
ہین آپنے ازکی پڑہا۔ فرمایا۔ اربی کا کیا مطلب۔ یہہ کہکر قرآن شریف اہانت کے ساتہہ
آپنے زمین پر پہینکدیا۔ اب فرمایئے کہ قرآن صحیح باتفاق فریقین واجب التعظیم اور قابل عمل
ہے اوسکا زمین پر دے مارنا اور اہانت سے پہینکنا اہانت ہے یا یا سوی القرآن کا جلانا
علاوہ اسکے قرآن کی عظمت اور اوسکا ادب تو یہہ ہے کہ اسکو ناپاک لوگونسے دور رکہے
نجاسات اور گندہ مقامات مین کسی جگہہ نہ پڑہے۔ اسکی تلاوت کو زندگی مین باعث برکت
اور مرنیکے بعد سبب مغفرت سمجہے۔ الحمد للہ ہم کو تو یہہ نصیب ہے۔ صاحب استبصار فرماتے ہین
لا باس ان تتلوا الحائض والجنب القرآن۔ عورت حیض والی اور مرد ناپاک جس پر
غسل واجب ہے قرآن پڑہین تو مضائقہ نہین اور آپکے یہان یہہ ادب ہے۔ کتاب من لا یحضرہ
الفقیہ مین جو منجملہ کتب معتبرہ شیعہ ہے لکہا ہے کہ جاے ضرور مین بقدر آیت الکرسی قرآن کا
پڑہنا درست ہے۔ یہہ قرآن کی تعظیم ہے۔ عوام بلکہ خواص نے قرآن کی عوض موت وحیات
مین ضمیر اور دبیر کے مرثیونپر اکتفا کی اب ارشاد فرمایئے کہ تعظیم کون کر رہا ہے اور تحقیر کون

تا زمن کہ از رقیبان دامن کشان گذشتم	گوشت خاک ما ہم بربا د رفتہ باشد

چہارم - حضرات سنیہ کا اس مقدمہ مین کیا اعتقاد ہے کہ جو مصاحف عہد شیخین مین لکہے گئے اور وہ قرآن جو ابن مسعودؓ وغیرہ اصحاب نے جمع کئے تہے اور عثمان نے اون سبکو جلادیا منزل من اللہ تہے یا نہ تہے - اگر کہو کہ منزل من اللہ اور واجب العمل تہے تو پہر کیون جلا ڈالے گئے اور اونمین کتنی آیتین تہین اور اونمین کیا مذکور تہا اور اون مصاحف محرقہ اور اس قرآن مروج مین کتنا ایر پہیر تہا - اگر کہتے ہو کہ ایسا اختلاف تہا جیسا کہ اختلاف قرأتون مین قرا سبعہ یا عشرہ کے ہے تو یہ نہین ہوسکتا کیونکہ ایسا اختلاف تو اب ہی موجود ہے اگر یہی اختلاف تہا تو اوسکو کیون جلادیا اور اس قرآن کو کیون نہ جلایا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف بہت تہا اور بڑا ایر پہیر تہا - پہر بتاؤ کہ وہ قرآن کہان گئے اگر موجود نہین تو آیہ کریمہ انا لہ لحافظون - کس طرح صادق ہوگی اور دوسری آیت - لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید - بنا بر مزعوم اہل سنت کے کس طرح صحیح ہوگی کیونکہ وہ قرآن اب نہین رہا نہ خدا نے حفاظت کی اور نہ وہ قرآن غلبہ باطل سے محفوظ رہ سکا -

جواب - مصاحف محرقہ اگرچہ منزل من اللہ تہے لیکن بسبب بے ترتیبی اور انتشار اور خلط قرأت شاذہ اور آیات منسوخہ اور بعض الفاظ تفاسیر کے علی الخصوص بجہت داخل ہونے دعاء قنوت اور خارج ہونے معوذتین کے کہ اس خروج کا شیعہ بہی انکار نہین کرتے تمام و کمال واجب العمل نہ تہے اسیواسطے جلائے گئے کہ یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف نہ پڑے اور اون مصاحف مین آیات متفقہ علیہا اتنی ہی تہین جتنی اب ہین اور مذکور اونمین یہی تہا جو اب ہے اور مصاحف محرقہ اور مروجہ مین سوائے اون باتون کے جو مذکور ہوئین کچہ ایر پہیر نہین اختلاف بہت کم تہا اور ایر پہیر کان لم یکن - وہ نا مرتب تہا یہ مرتب ہے - بموجب آیہ کریمہ انا لہ لحافظون

کے دنیا مین اسکے ہزارون حافظ موجود اور موافق آیہ لا یاتیہ الباطل کے ہر ملکون کیا بلکہ ہر قریون مین نقلین اوسکی مشہور۔ تلاوت سے کرورون پیر وجوان شاد۔ لاکھون ابجد خوانونکو جابجا سے زبانی یاد۔ قرآن مجید صحیفہ علیؓ یا مصحف فاطمہؓ نہین کہ بر خلاف لطف واصلح غار سر من رای مین مستور رہے اور نہ تہذیب طوسی یا کافی کلینی ہے کہ برعکس ہدایت وارشاد صندوق تقیہ مین مہجور رہے صاحبو یہہ کلام اللہ الملک الجبار ہے جسکی شعاع عالمتاب سے چشم باطن خیرہ اور جسکی رشد وہدایت ظاہر کالشمس فی نصف النہار ہے۔ یہہ اپنے محبون مخلصونکے سینون مین محفوظ اور اونکا مددگار ہے۔ جو بدعقیدہ ہین اور اس سے بغض رکہتے ہین اونکے پاس جانے سے اسکو عار ہے۔ یہہ بہی معجزہ کلام الٰہی قدیم زمانہ سے یادگار ہے جسکا دل نورانی ہے وہان اسکو قرار ہے۔ جو تیرہ درون ہین اونکے سینو نسے اسکو فرار ہے۔

جمالِ شاہد قرآن نقاب آنگاہ بگشاید		کہ دار الملک ایمان را بیابد خالی از غوغا

پنجم۔ اگر یہہ کہتے ہو کہ مصاحف محرقہ منزل من اللہ نہ تہے اور یہی قرآن مروج منزل من اللہ ہے تو عہد حضرات شیخین اور اوائل عہد جناب عثمانؓ مین کون سا قرآن تہا۔ کس پر عمل کیا جاتا تہا تراویحون مین کونسا قرآن پڑہا جاتا تہا جمع کرنیوالی اون مصاحف کے باعتقاد حضرات سنیہ مومن تہے یا منافق۔ اگر مومن تہے تو مومن کا کام یہہ نہین کہ کوئی نیا قرآن بنا لیوے اور کہے کہ یہہ منزل من اللہ ہے۔ اگر وہ اصحاب جنہون نے پہلے قرآن جمع کیا تہا وہ منافق تہے اور اونکا جمع کیا ہوا غلط تہا تو مقام تعجب ہے کہ شیخین نے اپنے وقت مین اون منافقون سے لیکر نہ جلوا دیا۔ اوسکو مقبول رکہا۔ احکام شرع اوس سے نکالے۔ نماز ونمین اوسے پڑہا کئے اور وہ لوگ بہی تو اصحاب تہے۔ پہر حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم تم کو یاد ہے یا بالکل فراموش ہو گئی۔

جواب۔ عہد حضرات شیخین رض اور اوائل عہد جناب عثمان رض مین اوس قرآن محرق کے پڑہنے کی کیا حاجت تہی ہزارون کو قرآن اسی ترتیب سے یاد تہا جواب ہے اور حضرت رسول خدا صلعم حضرت جبریل علیہ السلام سے ہر سال دورہ ختم قرآن کیا کرتے تہے اور اسی یاد پہ عمل کیا جاتا تہا اور تراویحون مین پڑہا جاتا تہا جمع کرنے والے اون مصحفونکے بیشک مومن تہے اگر کسیکو کچہ شبہ قرآت شاذہ وغیرہ مین پڑا تو عند الاجماع وہ ہرگز اپنے شبہہ پہ بنا اوٹہا کیونکہ مومن کا کام نہین کہ نیا قرآن بناوے حضرات شیخین رض نے جو اپنے عہد مین جمع کروایا بسبب محاربات کفار اور دفع خصوم اور مشاغل بسیار کے فرصت ترتیب کی نہ ملی اسی باعث نامرتب جمع رہا احکام شرع کے نکالنے اور نمازونمین پڑہنا کچہ قرآن محرق پہ موقوف نہ تہا بلکہ ہزارونکو یاد تہا اوسی بموجب نمازونمین پڑہا جاتا تہا اور احکام شرعی اوسی زبانی یاد کردہ قرآن سے نکالتے تہے۔ حدیث صحابی کالنجوم ہمکو خوب یاد ہے اور بحمد اللہ جیسا کہ اونہون نے کہا اور کیا ہم اونکی اقتدا کرتے ہین ہان آپ لوگونکو البتہ یہہ حدیث فراموش ہوگئی کہ اونکی اقتدا سے دور اور بجز دو چار صحابیونکے سب سے نفور ہو۔

ششم۔ جناب رسول خدا صلعم نے جو اپنی اُمت کو وصیت کی تہی کہ مین تم مین کتاب اللہ اور اہلبیت اپنے چہوڑتا ہون اور یہہ دونون جدا نہونگے تاوقتیکہ میرے پاس حوض کوثر پہ وارد نہون۔ اس کتاب اللہ سے کونسا کلام اللہ مراد ہے اگر یہی قرآن ہے جو عہد عثمانی مین مرتب و مروج ہوا تو یہہ اوس وقت کہان تہا اور جو قرآن جلائے گئے وہ منزل من اللہ نہ تہے تو پہر اہلبیت اور قرآن مین عہد عثمانی تک جدائی لازم آتی ہے شاید اس حدیث مین اتنا فقرہ رہگیا کہ عہد عثمانی سے انمین آپس مین جدائی نہ ہوگی تا ورود حوض کوثر۔ مگر توجیہہ اس فقرہ شریفہ کی کہ مین چہوڑتا ہون تم مین کتاب اللہ اور اہلبیت کو کس طرح ہو سکتی ہے

کیونکہ اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ اوس وقت کلام اللہ موجود تھا۔

جواب۔سبحان اللہ حدیث وصیت کو خوب سمجھے۔ اگر اسکے یہی معنی ہین تو مذہب شیعہ کی نسبت انقلاب عظیم ہوگا کیونکہ باعتراف معترض اور بنا برتصریح صاحب حق الیقین کے ثابت ہے کہ قرآن کامل جسکو جناب علی رضؓ نے جمع کیا تھا امام غائب کے پاس غائب ہے جب وہ ظہور فرماوینگے تو یہہ بھی نکلیگا اس صورت مین جب تک کہ جناب علیؓ نے جمع نہ کیا تھا اور جبکہ جمع کر کے غائب کر دیا تو اس مابین مین اور بعد غائب کر دینے کے گیارہوین امام تک بھی جدائی لازم آئی کیونکہ آئمہ ہدیٰ تو اسی قرآن کو پڑھتے پڑھاتے لکھتے لکھاتے آئے ہرگز قرآن مفقود کا انکے پاس اتر بھی موجود نہ تھا تا بحدیکہ بنا بر مزعوم شیعہ حضرت امام حسن عسکریؓ کی تفسیر اسی قرآن موجودہ پر ہے۔اب کسنے اپنے پانون پر تیشہ مارا اور کس نے ثقلین (قرآن واہلبیت) مین تفرقہ ڈالا۔شاید اس مین یہہ فقرہ رکھا ہوگا کہ عہد امام غائب سے اسمین جدائی ہوگی تا ورود حوض کوثر۔مگر توجیہ عبارت شریفہ کی (مین چھوڑتا ہون تم مین کتاب اللہ اور اہل بیت) کس طرح ممکن ہوگی اسواسطے کہ کتاب اللہ کا ظہور اوسوقت مسلم ہو تو ہیچ کے اہلبیت اوسوقت کہان ہونگے۔وہ زمانہ تو بالکل قریب قیامت کے ہوگا۔ اسوقت تک تمھی کے اہلبیت بغیر اوس قرآن کے رہ گئے۔

ہفتم۔ابن عبد البر مالکی نے کتاب استیعاب مین محمد بن سیرین سے روایت لکھی ہے کہ جب لوگون نے ابو بکرؓ سے بیعت کی تو حضرت علیؓ نے بیعت مین تاخیر کی اور اپنے گھر مین بیٹھ رہے۔ابو بکرؓ نے کہلا بھیجا کہ تمنے کیون دیر کی آیا میری بیعت سے یا میری امارت خلافت سے تمکو کراہیت ہے۔آپنے جواب دیا۔آپکی بیعت سے کراہیت تو نہین مگر مین نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قرآن کو جمع نہ کرلونگا سوا ے وقت نماز کے اپنی ردا کو نہ اوڑھونگا۔ابن سیرین

کہتے ہین مجھکو یہ روایت صحیح ثابت ہوا ہے کہ جناب علی رضؓ نے قرآن شریف جمع کیا موافق اوسکے کہ نازل ہوا تھا اور اگر ہاتھ آتا وہ قرآن تو البتہ اوس سے علم کثیر حاصل ہوتا۔ اسی روایت کے قریب المعنی دوسری روایت عبدالرزاق کے اسناد سے اوسی کتاب مین مذکور ہے

جواب۔ ملا علی قاری رحؒ نے مرقات مین لکھا ہے کہ یہ خبر ضعیف ہے اسواسطے کہ بسند حسن ثابت ہے کہ جناب علیؓ فرماتے تھے۔ اعظم الناس فی المصاحف اجراً ابوبکر رحمۃ اللہ علی ابی بکر ہو اول من جمع کتاب اللہ۔ قرآن شریف کے مقدمہ مین ابوبکرؓ کو بڑا اجر ہے خدا رحمت کرے ابوبکرؓ پر کہ اول قرآن کو اونہون نے جمع کیا۔ اب اس خبر صحیح کو خبر ضعیف محمد بن سیرین کی عارض نہوگی۔ معارضہ مین شرط ہے کہ متعارضان ضعف اور قوت مین برابر ہون پھر اسی کتاب مین مذکور ہے کہ بر تقدیر صحت مراد جمع سے حفظ بتمامہ ہے یا جمع بانفرادہ۔ لیکن جمع ابوبکرؓ کا اجماعی ہے کہ احتمال زیادتی و نقصان معتدین کا نہین رکھتا اور اسی جہت سے جناب علی رضؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی جمع و تالیف کو پسند اور کلمہ دعا سے خورسند کیا۔

ہشتم۔ ایسا ہم پوچھتے ہین کہ وہ قرآن جمع کردہ جناب علیؓ کیا ہوا اور کہان غائب ہوا اور کوئی اوس کا حافظ بھی ہے اور اوسکے علم کثیر کا عالم بھی ہے یا نہین۔ اگر عالم یا حافظ اوس قرآن کا ہے تو کہان کس ملک مین اور کس شہر مین مقیم ہے۔

جواب۔ یہ سوال ہے فرع صحت روایت ابن سیرین کا اور جب وہ روایت مخدوش ٹہری تو اس سوال کی بھی گنجائش نہ رہی بلکہ سائل پر اعتراض اولٹ کر پڑیگا اور اوس سے پوچھا جاویگا کہ بزعم شیعہ قرآن جمع کردہ جناب علیؓ کا وجود ہے تو یہ قرآن حاضر اوس قرآن غائب کا عین ہے یا غیر۔ اگر عین ہے تو پھر ناقص ہونیکی کوئی وجہ نہین۔ پھر امام جعفر صادق رضؓ نے اسکو زمین پر کیون پھینک مارا۔ جدائی اسمین اور اہلبیت مین کہان لازم آئی اور اگر یہ قرآن

غیر ہے تو پہر نماز وتین کیون پڑہتے ہو اور اسپر عمل کسواسطے ہے۔ اوس قرآن کو کیون نہین ڈہونڈہتے۔ آئمہ نے کیون اوسکو ظاہر نہ کیا اور بے نشان رکہا۔ قرآن پڑہتے پڑہانے کو آیا تہا یا رکہنے چہپانیکو۔ اس صورت مین چہپانا اور جلانا دونون برابر ہین۔

نہم تحقیق یہہ ہی کہ یہہ قرآن مروج اور جتنے قرآن کہ جلادیئے گئے سب تنزل من اللہ واجب التعظیم قابل تکریم ہین اہانت واستخفاف انکا گناہ کبیرہ اور احراق انکا باعث احتراق بہ نار جحیم ہے۔

جواب الحمد للہ کہ اب ادہر آئے مگر انصاف شرط ہے۔ قرآن کو پاٸخانہ مین پڑہنا کیا تعظیم اسی کا نام ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضنے اسی قرآن مرتب اور صحیح کو براہ اہانت زمین پر پہینک مارا یا وہ دوسرا قرآن تہا۔ خواجہ طوسی نے سنیونکا مدرسہ جلوادیا جو کہ خالی قرآن متعددہ سے نہ تہا۔ اب فرمایئے تعظیم کون کرتا ہے اگر یہہ باتین موجب اہانت واستخفاف کی ہین تو اب کون مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوا اور نار جحیم کسکا حظیرہ اور اگر یہہ باتین اہانت و استخفاف کی نہین تو قرآن غیر مرتب اور مشکوک فیہ کو بنظر رفع فساد کے جلانا اور یہود و نصاریٰ کا سا اختلاف مٹانا باوجودیکہ اہانت واستخفاف کا نام نہو کیا مقام الزام ہے

دہم بنا بر روایات سبعہ احرف کے جو اختلافات اونمین تہے وہ ازجملہ ساتون حرفون مین کے تہے کہ قرآن مجید اونپر نازل ہوا چنانچہ مشکوۃ مین لکہا ہے کہ خلیفہ ثانی نے خود فرمایا ہے مین نے ہشام بن حکیم بن حزام کو کلام اللہ پڑہتے سنا کہ وہ سورۂ فرقان کو برخلاف اسکے کہ مین پڑہتا تہا پڑہ رہے تہے۔ قریب تہا کہ مین اوسیوقت اونسے بگڑجاوں لیکن مین نے اونکو چہوڑدیا یہانتک کہ قرأت ختم کی۔ پہر مین چادر اونکے گلے مین ڈالکر کہینچتا اور گہسیٹتا ہوا جناب رسالتمآب صلعم کے پاس لیگیا اور کہا کہ مین نے انکو سورۂ فرقان پڑہتے سنا

مگر جس طرح آپنے مجھکو تعلیم فرمائی ہے یہہ اوسکے خلاف پڑھ رہے تھے۔ آنحضرت صلعم نے مجھسے فرمایا کہ چھوڑ دے۔ بعد ازان ہشام سے فرمایا۔ پڑہو۔ کسطرح پڑہتے ہو۔ اونہون نے اوسی طور پڑہا جیسا مین نے پہلے سنا تھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اسی طور سے یہہ سورہ نازل کیا گیا ہے پھر مجھسے فرمایا تم بھی پڑہو مین نے بھی پڑہا۔ فرمایا اسیطرح سے نازل ہوا ہے مین اوسوقت حیران ہوا۔ آپنے فرمایا کہ یہہ قرآن نازل کیا گیا ہے سات حرفون پر پس جسطرح میسر ہو پڑہو۔

جواب۔ سبعہ احرف کی تفسیر مین علما کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ سات لغت مراد ہین۔ وہ سات لغت یہہ ہین قریش۔ طے۔ ہوازن۔ ہذیل یمن۔ ثقیف۔ بنی تمیم۔ لیکن قریش بنسبت اور زبانونکے بہت فصیح ہے اسیواسطے اول قرآن اسی زبان پر اوترا۔ پھر توسع کیلیے چند دن تک اور زبانونمین بھی اجازت رہی۔ بعضے کہتے ہین کہ مراد اس سے سات قرأت مشہورہ ہین کہ سب متواتر ہین اور سبھون پر حکم قرآن کا ثابت ہے اپر صحت نماز حرمت مس جنب و حائض وغیرہ مترتب ہے۔ بعضے اور کچھ بھی مراد لیتے ہین مگر انحصار صحت کا انہین دونون پر ہے۔ یہہ اختلاف لغات سبعہ کا انہین قرأت سبعہ کی طرف رجوع کرتا ہے جس کی تفصیل مشکوٰۃ شریف مین بروایت ابن شہاب کے موجود ہے۔ اونکا قول ہے کہ یہہ سات حرف یا لغات مآل کار مین ایک ہین حلال و حرام مین اختلاف نہین ہوتا۔

ملا علی قاریؒ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی اسکے تحت مین افادہ فرماتے ہین یعنی مرجع ہر ایک کا ایک معنی کی طرف ہے اگرچہ لفظ مین اختلاف ہو اسواسطے کہ لغات سبعہ اور اسیطرح قرأت سبعہ مین اختلاف نہین ہوتا اور اگر اس طرح اختلاف ہو کہ مثبت منفی ہو جاوے اور حلال حرام۔ یا بالعکس تو یہہ قرآن مین درست نہین کہ یہہ موجب اختلاف کثیر کو ہے۔

حالانکہ خداوند پاک فرماتا ہے۔ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔ اور ہرگاہ یہہ قرآن من عند اللہ ہے تو اختلاف کثیر کو اسمین راہ نہین۔ اب اگر کچھ شک باقی رہا ہو تو عبارت مجمع البیان ملاحظہ ہو کہ وہ کسکی تائید کر رہی ہے۔

یازدھم مخفی نرہے کہ یہہ سات حرف غیر قراٰتون قُراٰے سبعہ کے تھے کہ وہ حروف باقی نرہے اور یہ باقی ہین۔ مانند قراٰت ابی بن کعبؓ اور ابن عباسؓ کے کہ آیۂ متعہ کو اسطرح پڑھا ہے۔ فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی فاٰتوھن اُجورھن فریضۃ کہ اس قراٰت مین الی اجل مسمی زائد ہے جو دیگر قراٰتومین نہین چنانچہ تفسیر کبیر مین مذکور ہے اور ابن اثیر جزری نے بھی اقرار اسکا کیا ہے کہ سبعہ احرف سواے قراٰت سبعہ کے ہین۔

جواب۔ جو لوگ قائل ہین کہ سبعہ احرف غیر قراٰت سبعہ سے مراد ہے وہ نکی غیر لغات سبعہ نہین اور نہ لغات متناقضہ مراد لے سکتے ہین کیونکہ بر تقدیر اول یعنی غیر لغات سبعہ عدم اتمام کلمۃ اللہ لازم آتا ہے اور یہہ بدلیل آیہ کریمہ۔ وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا جائز نہین اور بر تقدیر ثانی یعنی لغات متناقضہ تبدیل کلام مثبت بہ منفی یا استحالہ حلال بحرام وحرام بحلال ناگزیر ہے اور یہہ موجب اختلاف کثیر ہے قطع نظر اہل سنت شیعہ بھی اسکو روا نہین رکھتے چنانچہ صاحب خلاصۃ المنہاج تحت آیہ کریمہ۔ لا مبدل لکلماتہ وھو السمیع العلیم۔ کے لکھے ہین "ہیچکس نیست کہ تبدیل دہندہ باشد مر اخبار واحکام اورا چنانچہ تبدیل دادند توریت را زیرا کہ حقتعالی محافظت قرآن فرمودہ است" پس معلوم ہوا کہ سبعہ احرف سے وہی لغات سبعہ مراد ہین جنکا مذکور ہو چکا اب انکا باقی نرہنا ممنوع ہے کیونکہ مرجع کل لغات کا واحد ہے جیسے مرجع کل قراٰت کا واحد بلکہ یہہ لغات سبعہ ضمن مین انھین قراٰت سبعہ کے ہین چنانچہ بعض شراح مشکوٰۃ شریف نے جابجا تصریح کی ہے۔ اب لغات

اور قرأت متواترہ یہی ہین جو اس قرآن مین موجود ہین اور جو انکے سوا ہے وہ شاذ ہے یا منسوخ
خصوصًا وہ قرأت کہ جنمین اختلاف کثیر اور حلت وحرمت کا تفاوت فاحش ہو تو وہ مردود ہے
جیسے قرأت الیٰ اجل مسمٰی بعد فما استمتعتم به منهن ۔ کے کہ شیعہ اس سے اباحت متعہ کی
نکالتے ہین حالانکہ قیود ثلاثہ مکذب اس قرأت کے ہین۔ پھر متعہ کیسا تفصیل اوسکی یہہ ہے کہ حقتعالے
نے پہلے اون عورتونکو ذکر فرمایا جنسے نکاح حرام ہے۔ اس طرح پر۔ وحرمت علیکم امهاتكم
تا والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتاب الله علیکم بعد اسکے اون عورتونکا
ذکر چھیڑا جنسے نکاح حلال ہے۔ اس طرح پر۔ واحل لکم ما وراء ذالکم ان تبتغوا باموالکم
غیر مسافحین فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فریضة۔ ولاجناح علیکم
فیما تراضیتم من بعد الفریضة ان الله کان علیما حکیما۔ مگر تین قیدونکے ساتھہ۔ ایک
ان تبتغوا باموالکم یعنی مال دنیا قبول کرو مہر اور نفقہ مین۔ دوسری۔ محصنین غیر مسافحین
یعنی قید مین لانیکی غرض ہو مستی نکالنے کو نہو یہان تک کہ وہ عورت ہمیشہ کو اوس مرد کی ہو جائے
اوسکے چھوڑے طلاق دیئے بغیر نہ چھوٹے یعنی مدت کا ذکر نہ آوے کہ مہینہ تک یا برس تک
تیسری قید سورۂ مائدہ مین ہے اور یہان بھی لونڈیونکے نکاح مین ہے۔ ولا متخذات
اخدان کہ پوشیدہ اور مخفی یاری نہو۔ لوگ شاہد ہون کم از کم دو مرد۔ یا ایک مرد
دو عورت۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوگیا کہ نکاح عورتون سے جو حلال ہین مشروط بشرائط
ثلثہ ہے۔ مہر مقرر کرنا۔ بہ نیت دوام نکاح کرنا۔ علانیہ لوگونکے سامنے عام مجلس مین نکاح
منعقد ہونا اور مجموعہ شرائط ہذا غیر منکوحہ اور غیر ملک یمین مین مفقود ہے۔ کیونکہ تحلیل اور
اعارۃ کی صورت مین تو محض سود اسے مفت مین یا حلوائے بے دود۔ صورت متعہ مین احصان
نہین۔ ممتوعہ کا یہی معمول ہے کہ ہر ماہ با یارے وہر سال درکنارے۔ بلکہ اگر اسکے سیاق مین

غور کیا جاوے تو صاف صاف متعہ کی حرمت نکلتی ہے کیونکہ اگر متعہ حلال و مباح رہتا تو لونڈیونکے نکاح کو بعد نکاح حُرّہ کے بلفظ ومن لم یستطع منکم طولاً الآیہ با این تشدد تقیید والزام قیود کیون ارشاد فرماتے۔ علاوہ اسکے آیہ کریمہ الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین۔ فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون۔ صاف دو قسم کی مباشرت پر ناطق ہے ایک بی بی سے دوسری لونڈی سے اور جو سوا ان دو قسمونکے ہے وہ موجب نافرمانی خدا ہے) کھلی دلیل حرمت متعہ پر ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ زن متوعہ ان دونون قسمونسے باہر ہے۔ نہ وہ زوجہ ہوسکتی ہے نہ ملک یمین اسواسطے کہ لوازم زوجیت مثل طلاق وایلا وغیرہما کے متوعہ مین یک قلم نہین۔ حالانکہ مقررات فن سی ہے کہ جب کوئی شئے ثابت ہوتی ہے اوسکے لوازم بھی ثابت ہوتے ہین۔ اسیواسطے امام رازی نے بطریق تنزل کے فرمایا [یہ قرات (الی اجل مسمی والی) بر تقدیر ثبوت کے صرف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ متعہ کسی زمانہ مین مشروع تھا اور ہمکو اسکا انکار نہین۔ ہمارا تو یہہ دعوی ہے کہ متعہ منسوخ ہوگیا] اور یہہ قرات شاذہ غیر معتبر ہے بلکہ یون کہنا چاہئے کہ یہہ فقرہ الی اجل مسمی منسوخ الحکم والتلاوت ہے۔ امام رازی کا قول اباحت متعہ کی دلیل کسی طور نہین ہوسکتا۔ مستدل نے اپنے بچاؤ کے واسطے مطلقاً بے قید تفسیر کبیر پر حوالہ کیا اور غلط اس فقرہ کو قرآن مین پڑھا۔

گر تو قرآن بدین نمط خوانی		ببری رونق مسلمانی	

پس معلوم ہوا کہ یہہ متعہ زنان حرام ہے اور یہہ قرآت الی اجل مسمی کی غلط۔ ہرگز ابن عباس وغیرہ سے ثابت نہین۔ یار لوگون نے اپنی لذات نفسانی اور مزہ اڑانیکو بنائی ہے اور خلاف سیاق وسباق قرآنی اسکو دلیل متعہ کی ٹھیرائی ہے۔

دوازدھم۔ اگر قرأت الی اجل مسمٰی کی قرأت شاذہ ہے تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ قرأت شاذہ نہین بلکہ یہہ قرأت بوجہ اسکے کہ بہت قرآن جلا ڈالے گئے شاذ ہوگئی کیونکہ جب تمام قرآن جل گئے اور صرف ایک قرآن رہگیا تو جو قرأت اسکے سوا ہو گی وہ شاذ کہی جاویگی اگر وہ سب قرآن آج موجود ہوتے تو کاہے کو شاذ ہوتی۔ یہہ قرأت تو تفاسیر اہلبیت سے ثابت ہے اور موافق حدیث ثقلین کے جدائی قرآن کی اونسے محال ہے۔

جواب۔ واہ صاحب سمجھے تو خوب۔ ابی حضرت کدہر کھو گئے اتنا نہ سمجھے کہ اگر یہ قرأت شاذ نہو تو اہلبیت اور قرآن مین جدائی لازم آتی ہے کیونکہ آج کل تو یہی قرآن مروج ہے اور اس مین یہہ قرأت نہین اور جدائی دونون تو بزعم آپکے محال ہے پس لامحالہ اقرار کرنا ہوا کہ یہہ قرأت شاذہ غیر معتبرہ ہے وہو المطلوب۔

شاید اسیواسطے ملا فتح اللہ نے تفسیر منہج الصادقین مین تحت آیہ کریمہ فما استمتعتم کے شاذ ہونیکا انکار نہ کیا بلکہ لمعہ سے یہہ عبارت نقل کی۔ کہ گفتہ است و در قرأت شاذہ نقل از عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن مسعود و ابی بن کعب و غیر ایشان چنین وارد است کہ فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمٰی۔ معہذا بہ تصریح صاحب مجمع البیان و ملا صادق شارح کلینی کے طے ہو چکا ہے کہ یہہ قرآن موجودہ بے شبہہ وہی قرآن ہے جو حضرت صلعم کے وقت مین تہا اور امام مہدی عم کے عہد مین ہوگا۔ پہر اوسمین کہان یہہ فقرہ الی اجل مسمٰی کا تہا کہ جلانے کی وجہ سے شاذ ہوگیا۔ اسکو شاذ نہ کہنے کے کیا معنی۔ باتفاق شیعہ واجب العمل تو یہی قرآن موجود ہے اور جو خبر اسکے ظاہر کے مخالف ہے شاذ ہے اور متروک ہے۔ صاحب تہذیب باب من احل اللہ نکاحہ مین بعد ذکر حدیث جمیل بن دراج اور حماد بن عثمان اور منصور بن حازم کے جو ابو عبداللہ سے مروی ہے کہتے ہین

کہ یہ دونون خبرین شاذ وارد ہوئین مخالف ہین ظاہر کتاب اللہ کے اور جو مخالف قرآن کی ہو اوس پر عمل درست نہین۔ اب فرمایئے کہ یہہ قرأت شاذہ متروک العمل ہے یا نہین اگر نہین تو ملا فتح اللہ۔ صاحب مجمع البیان۔ ملا صادق کو جواب دیجئے۔

سیز دہم۔ الحاصل قرآن مروج بلاشبہہ منزل من اللہ اور واجب العمل ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ کچھ کم وکاست اسمین ہوا یا نہین۔ سو روایات واحادیث شیعہ وسنی سے قرآن کا نقصان فی الجملہ ثابت ہوتا ہے لیکن نہ ایسا نقصان کہ مانع ومنافی عمل کا اس قرآن موجود پر ہو اسی لیے حضرات اہلبیت رضی کا بھی عمل اسی قرآن مروج پر تہا اور حکم عمل کرنیکا اسپر ہمکو بھی ہے البتہ ہمارے بعض قدماے علما نے قرآن کے نقصان کا بھی انکار کیا ہے مگر یقین اسپر کہ نقصان کچھ اس مین نہین ہوا ہے مشکل ہے لیکن زیادتی کسی آیت کی تو البتہ نہین ہوئی ہی

جواب۔ بیشک قرآن مروج کے حق ہونے اور منزل من اللہ ہونے مین کسیکو شک نہین انکار اسکا کفر وضلال ہے۔ اب رہا کمی وبیشی کی نسبت اہل سنت وجماعت کے نزدیک تو روایات معتبرہ اور احادیث صحیحہ سے قطعًا یہہ امر طے ہوچکا ہے اور اونکی روایات سے حال بخوبی معلوم ہوگیا ہے کہ شائبہ نقصان کا اونکی کتب سے ثابت نہین نہ صراحتہً نہ اشارۃً۔ اب انکو تبرو انکے سر باندہنا گویا اس پردہ مین اپنا عیب چھپانا ہے۔ محققین امامیہ درباب قرآن مروج اس طرح کہتے ہین شیخ ابوجعفر کتاب الاعتقادات مین یہہ مضمون لکھتے ہین کہ جو شخص ہماری جانب نسبت کرتا ہے کہ قرآن زیادہ تہا اس قرآن موجود سے تو وہ جہوٹا ہے۔ مصائب النواصب مین مرقوم ہے کہ جو شیعہ کی جانب منسوب ہے کہ شیعہ قرآن مین تغیر کے قائل ہین سو یہہ قول جمہور امامیہ کا نہین اسکے قائل گروہ قلیل ہین جنکا شیعہ کے نزدیک اعتبار نہین۔ اب فرمایئے کہ ان دونون شاہدین عادلین کی شہادت سے کون جہوٹا اور بے اعتبار اور کون جیتا کون

ہارا اور بموجب تصریح صاحب البیان کون حشویہ ٹہیرتا ہے۔ شاید اسی ڈر سے خواجہ طوسی نے الزام نقصان قرآن سے تجرید کو مجرد کیا۔

طرفہ یہہ ہے کہ اس قرآن کو ناقص ہی بتاتے جاتے ہین اور عمل کرنے کو بھی کہتے ہین یہہ نہ معلوم ہوا کہ قرآن ناقص بتانا کس راہ سے ہے۔ اگر یہہ سبب ہے کہ فضائل امیرالمومنین علیؑ اور مناقب اہل بیت طاہرین اسمین نہین۔ تو سورۂ ہل اتیٰ اور آیہ تطہیر کس کے حق مین ہے ہان اخبار خلافت خلفاء راشدین اور فضائل ازواج مطہرات سیدالمرسلین خصوصاً فضیلت جناب صدیقہؓ اور تائیدات مذہب اہل سنت کی بہی اسمین مذکور ہین اور ذکر تقیہ۔ ماجرای غصب کلثوم۔ قصہ آزردگی جناب زہراء بتولؑ۔ رسن بگلو ہونا جناب شیر خدا کا۔ بیکسی اہلبیت ومضامین حق الیقین کے کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم نے جناب زہراء اور حضرت علی مرتضیٰ کو فرمایا کہ پدرت فدای تو باد۔ و برادر حمت قربان تو باد۔ اور بند شین مرثیہ ضمیر و دبیر کی اسمین نہین یہہ اسباب نقصان کے البتہ ہو سکتے ہین۔ کہین بصحت ثابت نہین ہوتا کہ جناب امیرالمومنین یا بقیہ آئمہ طاہرین نے اس قرآن کو ناقص بتایا ہو یا اپنی اولاد امجاد کو نہ پڑہایا ہو سب اسی کو لکھتے پڑہتے آے اور سر آنکھون پر رکھتے رہے۔ اگر یہہ قرآن ناقص تہا تو جناب امیرؓ نے قرآن کامل کیون نہ پہیلایا اب بات بنانی غیرت مٹانی ہے۔ فی الحقیقت اعتقاد نقصان قرآن کا مثل اعتقاد اون لوگون کے ہے جو خدا اور رسول سے لاچار ہو کر بعضی الوہیت جناب علیؓ کے قائل ہوے اور بعضون نے آپکی نبوت کا دعویٰ کیا چنانچہ اسکا بیان بجای خود مذکور ہے۔

چہاردہم۔ اب یہہ سوال کہ حضرت علیؓ کا جمع کردہ ہی قرآن ہے۔ تو بر تقدیر اسکے جناب عثمانؓ نے جسقدر محنت و مشقت قرآن جمع کرانے اور احراق باقی مصاحف مین کی بالکل

بربادھوجاتی اسکو سُنی کیون گوارا کرینگے اور وہ قرآن جو حضرت علی رضؓ نے موافق تنزیل کے جمع فرمایا تھا وہ آپ ہی کے پاس اور آپکی اولاد طیبین طاہرین کے پاس موجود ومخزون رہا اوراب حضرت صاحب الامر کے پاس موجود ہے۔ جسوقت صاحب الامرؑ کا ظہور وخروج ہوگا وہ قرآن بھی ظاہر ہوگا۔

جواب۔ یہہ سوال توظاہر البعید نہین معلوم ہوتا کیونکہ جب باعتراف ثقات تمام آئمہ ہُدی اور اونکی اولاد امجاد اسی قرآن کو پڑہتے لکہتے آے مگر بشہادت طبرسی اورشیخ طوسی حضرات حشویہ جب اس نقصان کے قائل ہوے تو سائل کو شبہہ ہوا کہ یہہ وہی قرآن ہے جو حضرت علیؓ نے جمع کیا تھا یا اور ہے اگر وہی ہے تو فہو المراد ونعم الوفاق اور اگر وہ نہین تو آپنے قرآن کو کیون چہپایا اور اسکو پڑہا پڑہایا سبحان اللہ۔ پڑہنے پڑہانیکو یہہ قرآن اور رکہنے چہپانیکو وہ قرآن۔ ہم تو جملہ بزرگان دین حامل دین متین اور جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰ شیر خداؓ کی نسبت نہایت ادب وتعظیم سے پیش آتے ہین اور اون حضرات کے حق مین اس قسم کے الزام حق پوشی وقرآن چہپانیکا قائم نہین کرتے۔ اگر دیدہ انصاف بین سے دیکہاجاوے تو صاف ظاہر ہوجائیگا کہ انہین حضرات کے ذریعے سے ہمکو جملہ احکام دینی پہونچے۔ یہہ لوگ امانتدار خدا ورسول تہے جنہون نے وہ امانت بجنسہ پہونچادی۔ پہر انکے حق مین ایسی بات کہنا جوانکی امانت مین قادح ہو بڑی جرأت ودلیری ہے خدا اس سے بچاے۔ حق تو یہہ ہے کہ جس قرآن کو حضرت عثمان رضؓ نے جمع کیا اسی کو جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے قبول کیا اور فرمایا۔ اگر عثمان نہ جمع کرتے تو مین جمع کرتا۔ جمع قرآن مین سب پر جناب عثمانؓ کا احسان ہے۔ جو اس احسان کو نہ مانے وہ احسان فراموش ہے اور بار ایمان سے سبکدوش۔ سابقاً یہہ بہی گذر چکا ہے کہ جمع کرنا جناب علیؓ کا قرآن کو ثابت نہین۔ نہ سُنی کے

یہان نہ شیعہ کے یہان ۔ پس ونکی اولاد کے پاس خصوصًا صاحب الامر کے پاس کیونکر موجود ہے ۔ لا صادق بیشک اس مقدمہ مین صادق ہین کاذب نہین کلینی کی شرح مین تصحیح لکھے گئے کہ یظہر القرآن بھذا الترتیب عند ظھور الامام الثانی عشر ویشتھر بہ یعنی یہی قرآن شریف حضرت امام آخر الزمان کے وقت مین ظہور پذیر ہوگا اور مروج و مشہور بہی رہیگا ۔ اب اہل سنت وجماعت کا اعتقاد بہی ظاہر ہوگیا کہ سب کے نزدیک بالاتفاق سلف سے خلف تک یہی قرآن جو مروج ہے حق ہے کسی طرح شک وشبہ نہین ذٰلک الکتاب لاریب فیہ جسقدر حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین پر نازل ہوا بے کم وکاست موجود ہے ۔ کیا مجال کسی کی کہ ایک حرف بڑہا سکے ۔ قل لئن اجتمعت الجن والانس علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرًا ۔ ترجمہ ۔ کہہ اے نبی صلعم ۔ اگر جمع ہوں آدمی اور جن اسپر کہ لاوین ایسا قرآن نہ لا سکینگے ایسا اگرچہ مدد کرین ایک کی ایک یا کچھ گہٹا سکے ۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ۔ ہمنے اوتاری نصیحت اور ہم اسکے نگہبان ہین کہ اسمین تبدل وتغیر ونقصان نہین ہونے دینگے ۔ وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ وھو السمیع العلیم ۔ یعنی تیرے رب کی بات پوری اور سچ ہے کوئی اوسکے کلام کا بدلنے والا نہین اور وہی سنتا جانتا ہے ۔ یہ کلام الٰہی قدیم ہے اور معجز ۔ اسکے معجزون سے ایک یہ بہی ہے کہ منافق کو یاد نہین ہوتا ۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجد لھم نصیرًا ۔ یعنی منافق سب سے نیچے درجہ مین آگ کے ہین اور ہرگز تو اونکا کوئی مددگار نہ پاویگا ۔ باقی عقیدون کی حقیقت کتب عقائد اہل سنت مین تفصیل مذکور ہے جسکو منظور ہو دیکھ لے ۔ واللہ یھدی من یشاء الیٰ

صراطِ مستقیم۔ والیہ المرجع والمآب۔

آمدن مفسدان بمدینہ منورہ

۳۵ھ میں کوفہ سے مالک بن اشتر نخعی کی جماعت جس کی تعداد دوسو تھی اور ایک سو پچاس آدمی بصرہ والے اور چہہ سو اہل مصر اس گروہ کے ساتہہ باتفاق تمام مدینہ منورہ میں داخل ہوے سب کا ارادہ یہہ تہا کہ جناب عثمانؓ کو خلافت سے معزول کر کے دوسرا خلیفہ مقرر کریں۔ جسوقت جناب عثمانؓ کو ان لوگونکی آمد اور انکا قصد معلوم ہوا آپنے مغیرہ بن شعبہؓ اور عمرو بن العاصؓ کو اس گروہ مفسدین کے پاس بہیجا۔ یہہ دونوں صاحب انسے ملے حکم خدا اور سنت نبوی پر عمل کرنیکی ہدایت کی اور شر و فساد سے منع کیا۔ مگر یہہ فرقہ بدانجام اپنی شرارت سے باز نہ آیا اور ان دونوکو بُری طرح جواب دیا۔ مجبور دونوں واپس آے اور جناب عثمانؓ کیخدمت میں سب حال ظاہر کیا۔ اب جناب علیؓ انکی فہمائش کو تشریف لے گئے آپ کو بہی وہی جواب دیا گیا مگر آپنے پہر سمجہایا اور فرمایا "تم لوگ کجروی چہوڑو راہ راست پر آؤ۔ جو کچہہ تم کو شکایتیں ہیں پیش کرو میں اونکا انتظام کردونگا اور ضامن ہوتا ہوں کہ تمہارے حسب خاطر تمہاری خواہشیں پوری کی جائینگی" بارے آپکی فہمائش سے ان لوگوں نے جناب عثمانؓ کی خدمت میں ایک عرضی لکہی جسمیں جو کچہہ شکایتیں عمال کی جانب سے تہیں سب درج کیں اور یہہ خواہش کی کہ ہمیں انصاف کیا جاوے اور بموجب حکم خدا و رسولؐ کے ہمارے حقمیں فیصلہ ہو۔ ہم راضی ہیں۔ حضرت علیؓ ضامن ہوتے ہیں کہ ہماری شکایتیں رفع کر دینگے۔ مصریونکی صرف یہہ درخواست تہی کہ عبداللہ بن ابی سرح ولایت مصر سے معزول کیے جاویں اور محمد بن ابی بکرؓ اونکی جگہہ والی مصر ہوں۔ چنانچہ جناب عثمانؓ نے اونکی درخواست منظور فرمائی اور سب لوگ اپنے اپنے ملک کو واپس گئے

ہم اس اجمال کی تفصیل روضۃ الصفا سے اس طرح نقل کرتے ہین کہ ماہ ربیع الاول ۳۵ھ
مین ہر شہر کے بیکار و نکمے اشخاص کچہہ نہ کچہہ شکایت اپنے والی وحاکم کی لیکر مدینہ منورہ مین
جمع ہوے۔ان لوگونکی ایک جماعت معتدبہ تہی۔اہل مدینہ نے انسے دریافت کیا کہ
تم لوگ فوج کی فوج یہان کیون آے ہو۔جواب دیا کہ یہان آنا ہمارا اس غرض سے ہوا
ہے کہ جناب عثمانؓ کی خدمت مین آپکے عمال وحکام کی جو ہم لوگون پر ظلم وتعدی کر رہے ہین
شکایت کرین اور آپسے عادل منصف حکام کی درخواست کرین۔جناب عثمانؓ کو جب
معلوم ہوا تو آپنے یہہ دریافت کرنا چاہا کہ اس گروہ مین اہل مدینہ سے بہی کوئی شریک
ہے یا نہین لہذا بغرض دریافت حال دو معتمد خاص اپنے اس کام پر مقرر فرمائے اور
حکم دیا کہ ان لوگونسے ملکر کسی ڈہب سے حقیقت حال معلوم کرین اور اطلاع دین۔یہ دونون
معتمد اس جماعت سے ملے اور حکمت عملی سے دریافت کرکے خبر لاے کہ عمار بن یاسر اور
ورقا بن رافع انصاری اس جماعت کے ہم داستان وہم زبان ہین۔جب جناب عثمانؓ کو
حقیقت حال واضح طور سے معلوم ہوگئی آپنے حکم دیا کہ اشراف مہاجرین وانصار ودیگر
اہل اسلام عمائد وشرفاء مدینہ مسجد نبوی مین تشریف لاوین چنانچہ سب صاحب مسجد مین
جمع ہوے۔جناب عثمان مسجد مین تشریف لاے اور بعد حمد ونعت کے فرمایا۔اے
حضرات۔ایک جماعت اطراف وبلاد سے اس شہر مین وارد ہوئی ہے۔خلاصہ کلام اونکا
یہہ ہے کہ اگر عثمانؓ ازخود بخوشی خاطر خلافت سے دست بردار ہون تو بہتر ورنہ ہم اونکو قتل
کرینگے۔اکابر مہاجرین وانصار نے جواب دیا۔یہہ لوگ واجب القتل ہین کیونکہ ہمنے جناب
رسالتماب صلعم سے سنا ہے کہ جو کوئی شخص اطاعت امام وقت سے علیحدہ ہو کر اوسکے خلاف
اور عداوت مین لوگونکو اپنی طرف بلاوے اور خود امام بنکر امام وقت کی مخالفت کرنیکا

قصد کرے تو ایسے شخص پر خدا کی لعنت ہے اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ اوس شخص کو قتل کر دین - امیر المومنین نے فرمایا - میری نسبت ان لوگون نے جو الزام قائم کیے ہین اور جنکی وجہ سے مجھکو معزول کرنا چاہتے ہین اونمین سے یہہ ہے کہ مین نے منیٰ مین نماز پوری پڑہی مگر جناب رسول اللہ اور حضرات شیخین رض قصر پڑہتے تہے - میرا جواب یہہ ہے کہ میرے اہل وعیال مکہ مین ہین مین وہان جا کر مقیم ہوگیا لہذا مجھکو قصر کرنا لازم نہین - ان صاحبونکے اہل وعیال مکہ مین نہ تہے لہذا نماز قصر پڑہی - دوسرا الزام یہہ ہے کہ مین نے قرآن جلا دیئے - اسکا جواب یہہ ہے کہ بغرض رفع اختلاف اور دفع اختلاط کلام الٰہی کلام خلق سے یہہ کام مین نے کیا - اسی طرح سب الزامون اور اعتراضون کے جواب آپنے بیان فرماے یہہ ارشاد کیا مین ابہی ان لوگونکے خون مین اپنا ہاتہہ آلودہ نہین کرتا تاوقتیکہ علانیہ مخالفت انکی نہ ظاہر ہووے اوسوقت جیسی راے آپ لوگونکی ہوگی کیا جاوے گا -

اس جلسہ مین سبکو معلوم ہوگیا کہ جناب عثمان رض کی نسبت جو عیب لگاے جاتے ہین آپ اون سب سے مبرا و پاک ہین - اس جلسہ کی خبر اور جو کچہہ گفتگو اس موقع پر پیش آئی اہل فساد کو پہونچی - اونہون نے باہم مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے - بالآخر یہہ راے قرار پائی کہ اہل مدینہ جناب عثمان رض کے دوست وہواخواہ ہین ہم لوگ ایک جماعت قلیل انکا کچہہ نہین کر سکتے نہ ہمارے پاس سامان جنگ ہے اور نہ ہمارے ساتہہ فوج - انکا مقابلہ کرنا اپنی جان دینا ہے لہذا مناسب یہہ ہے کہ اسوقت ہم لوگ اپنا اپنے شہرونکو واپس جاوین اور پہر ساز وسامان سے لیس ہوکر مدینہ کا قصد کرین - اس راے پر سب نے اتفاق کیا اور واپس گئے ایک روایت ہے کہ اسی زمانہ مین بنو ہذیل - بنو مخزوم - بنی غفار - بوجہ اسکے کہ عبد اللہ بن مسعود رض ہذلی اور ابوذر غفاری اور عمار بن یاسر کو جناب عثمان رض سے فی الجملہ ملال تہا

حضرت عثمانؓ سی کدورت رکہنی لگے۔ اسی عرصہ مین مصر کے باشندی جنکی ایک جماعت تہی مصر سے مدینہ منورہ مین آئی۔ اہل مصر کو اپنے حاکم عبداللہ بن ابی سرح سے شکایت تہی چنانچہ جناب عثمانؓ کیخدمت مین دادخواہ ہوے۔ آپنے بنابر شکایت اہل مصر عبداللہ بن ابی سرح کے نام پروانہ بہیجا جسمین اونکو نصیحت تہی اور اہل مصر کے معاملات مین سختی کرنیکی ممانعت او تنبیہ تہی۔ یہہ بہی حکم تہا کہ مظلومونکی فریادرسی کرو۔ ابن ابی سرح نے ان لوگونپر تشدد کیا اور بزور سیاست اپنا دباؤ و رعب ڈالنا چاہا اور بعض کو تادیباً زدوکوب بہی کیا اسپر اہل مصر اور بہی برافروختہ و کشیدہ خاطر ہوے۔ اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ روسا مصر جیسے علقمہ۔ عبدالرحمن بن عدیس۔ کنانہ بن لبشر لیثی۔ سودان بن حمران سکونی۔ ایک ہزار سوار شجاع و جنگ آزمودہ کو ہمراہ لیکر مدینہ روانہ ہوے۔ محمد بن ابوبکرؓ و محمد بن حذیفہؓ بہی اس لشکر مین تہے کوفہ سے مالک اشتر نخعی۔ زیاد بن نصر حارثی۔ عبداللہ بن ہشیم۔ زید بن صوحان کہ انکے ساتہ اہل بصرہ بہی ستہے اور ایک جماعت کثیر تہی مصری جماعت سے راہ مین مل گئے اور ایک بڑا لشکر ہوکر مسافت طے کرتے منزل بمنزل قیام کرتے نواح مدینہ منورہ مین داخل ہوے اور باہر شہر سے پڑاؤ ڈالا۔ اہل بصرہ طلحہؓ کی خواہش رکہتے تہے۔ کوفی زبیرؓ کو پسند کرتے تہے۔ مصری جناب علیؓ کے گرویدہ تہے۔ اس جماعت اشرار کے سردار صحابہ کرام سے ملے اور جناب عثمانؓ کے عمال کی شکایتین اور مظالم بیان کرکے دادخواہ ہوے۔ سب کے کہنے سے جناب علی مرتضیٰؓ اکابر صحابہ و اعیان مہاجرین و انصار کے ہمراہ جناب عثمانؓ کے پاس تشریف لیگئے اور کہا۔ روسا مصر حکام کے ظلم و تعدی سے ناخوش ہوکر یہان آے ہین اب مناسب ہے کہ وہان کے حکام تبدیل کردئے جائین اور بجاے اونکے اور اشخاص نیک دل نیک مزاج مقرر ہون۔ ایک روایت یہہ ہی کہ جب اہل خروج مدینہ منورہ کی باہر اوترے

رات کے وقت اپنا قاصد جناب علی رضہ کے پاس بھیجا اور اپنے آنیکا سبب اور اپنا ارادہ ظاہر کیا
جناب عثمان رض کو بھی ان لوگونکی آمد معلوم ہوگئی تھی آپ بھی بغرض مشورہ جناب علی رضہ کے گھر
تشریف لیگئے اور فرمایا۔ میری آپکی قریب رشتہ داری ہے اور میرے حق آپ پر بہت
ہین یہہ لوگ آپکی عزت وقدر کرتے ہین اور آپکا کہنا مانتے ہین۔ آپ جانتے ہین کہ مجھہ بیگناہ
کے قتل پر انہون نے بیڑہ اوٹھایا ہے۔ آپ کو لازم ہے کہ کوشش کرکے ان لوگونکو میرے
سر سے ٹالدیں اور میرے گھر نہ جانے دیجیے کیونکہ انکے میرے گھر پر جانے سے اور لوگون کو بھی
جرأت ہوگی اور انکی دیکھا دیکھی عوام الناس دلیر ہوجائینگے۔ جناب علی رضہ نے جواب دیا
مین نے آپکو بارہا نصیحت کی اور وہ راہ بتائی کہ جس سے یہہ آتش فتنہ بالکل دب جاتی
مگر افسوس آپنے میرے کہنے پر مطلق عمل نہ کیا۔ میرے روبرو تو آپ سب باتین منظور کرلیتے
ہین مگر میرے بعد اور لوگونکے کہنے سننے مین آکر سب باتین بھول جاتے ہین امیرالمومنین نے
کہا۔ اے ابوالحسن۔ اب مین پکا وعدہ کرتا ہون کہ جو کچھہ آپ کہینگے تہ دل سے منظور کرلونگا
اور آیندہ انشاءاللہ تعالیٰ کبھی آپکے خلاف کوئی کام نہ کرونگا۔ یہہ سنکر حضرت علی رضہ اکابر
مہاجرین وانصار کو لیکر اہل فساد کے پڑاو پر تشریف لیگئے اور اونکے سردارونسے مل کر
اس طرح گفتگو کی کہ وہ لوگ فتنہ وفساد سے باز آے اور خلیفہ وقت کی اطاعت پر قایم
رہے۔ بعد اسکے آپ واپس آے اور جناب عثمان رض کو اس حال سے اطلاع کی۔ جناب عثمان رض
نے روساء مصر کو طلب فرمایا اور ایک جلسہ عام مین سب کو جمع کرکے منبر پر تشریف لیگئے
اور سب کے روبرو عذرخواہی کی اور سبکو تسلی اور دلدہی کرکے آپ رونے لگے خلیفۃ المسلمین
کے رونے سے حاضرین مجلس کو بھی رقت طاری ہوئی اوس مجمع مین کوئی ایسا نہ تھا جس کی
آنکھونسے آنسو نہ جاری ہون۔ پھر جناب عثمان رض اپنے دولتخانہ کو تشریف لیگئے اس جلسہ مین

جسقدر مخالف تھے کچھہ ایسا اثر اونکے دلوںپر پڑا کہ آپکی جانب سے بالکل رنج وملال جاتا رہا اور آپکی طرف حسن ظن اور اعتقاد نیک جیسا کہ امام وقت سے رعایا کو ہونا چاہیئے پیدا ہوگیا دوسرے وقت گروہ مخالفین آپکے مکان پر جمع ہوے اس غرض سے کہ آپکی تعریف و شکریہ ادا کرکے رخصت ہون۔ اسوقت مروان بن حکم گھرمین آپکے پاس تھا آپکو بہت کچھہ ملامت کرکے بولا۔ گروہ مخالفین آپکے خلاف کی اصلا قوت نہ رکھتے تھے عقل وتدبیر کے نزدیک انکا کام کچھہ بڑا نہ تھا ابو طالب کے لڑکے نے البتہ بڑہا دیا ہوئی کا پہاڑ کر دکھایا۔ اس مین غرض یہہ تھی کہ آپ پر احسان کا چھپر دہرین اور لوگونمین اپنا نام کرین اور کسیوقت کہین کہ مین نے آپکے مخالفونکو راضی کرکے دفع کیا لہذا ضرور ہوا کہ اس قضیہ کے کچھہ حال لوگونکے سامنے بیان کیئے جاوین تاکہ لوگونکو معلوم ہوجاوے کہ دراصل بات کیا تھی اور بڑہکر کہانتک پہونچی۔ اسکے ضمن مین اور بہی فائدے حاصل ہونگے۔ مروان یہہ کہکر گھر سے باہر نکلا۔ دروازہ پر لوگونکا مجمع دیکھکر اونکو گالیان دینی شروع کردین اور بہت کچھہ سخت و درشت الفاظ کہکر لوگونکو منتشر کردیا۔ بنا بنایا کام مروان کی شرارت سے بگڑ گیا۔ لوگ آے تو تھے خوش اور اچھے ارادہ سے اب یہانسے ناراض۔ دلونمین آتش کدورت مشتعل۔ واپس گئے۔ مروان کی اس کاروائی سے اکابر شہر اور عوام الناس بہی ناخوش ہوے

دوسری روایت اس طرح ہے کہ جب اہل مصر وکوفہ جناب عثمان رض کی مخالفت پر قصد مصمم کرکے مدینہ منورہ مین جمع ہوے جناب عثمان رض نے جناب علی مرتضی رض اور جناب طلحہ و زبیر رض کو بلا کر کہا۔ اب خلافت مین تزلزل واقع ہوگیا ہے۔ آپ لوگ اگر میرے کسی کام سے ناخوش ورنجیدہ ہین تو مین کوشش کرونگا کہ آیندہ آپ کو مجھسے کوئی شکایت باقی نہ رہے مجھکو امید ہے کہ آپ اس شر و فساد کو اہل شہر کے سر سے دفع کرینگے۔ آپ لوگ اس طمع سے

کہ شائد خلافت آپ مین سے کسیکو مل جاوے خاموش بیٹھے رہین اور اس آتش فساد کو آپ تدبیر سے فرو نہ کرین میری اعانت مین کوتاہی نہ فرما وینگے۔ کیونکہ بر تقدیر اسکے کہ آپ بطمع خلافت خاموش رہین ہوسکتا ہے کہ آپ کا مدعا و تمنا حاصل نہو یا در صورت حصول میری طرح امر خلافت آپکے واسطے بھی پائیدار نہو۔

جناب علیؓ۔ آپ کوان کامون سے کیا مطلب۔

راقم۔ جناب علیؓ کے اس کلمہ اور آیندہ فقرونسے فی الجملہ ناراضی کا شائبہ پیدا ہوتا ہے مگر یہہ بات محض دوستانہ و برادرانہ طریق سے ہے نہ کہ معاذ اللہ دلی کدورت و نفسانیت سے۔ علی ہذا القیاس اور جگہہ بھی باہمی گفتگو کے موقعون مین یہہ خیال پیدا ہوتا ہے لیکن بات یہی ہے جو ہمنے بیان کی۔

جناب عثمانؓ۔ اب نصیحت و ملامت کا وقت نہین ہے۔ آپ مجھکو ملامت نہ کیجیئے اور تدبیر کار پر غور فرمائیے۔

جناب علیؓ۔ آپنے برخلاف حضرات شیخینؓ بیت المال مین تصرف کیا اپنے عزیزونکو بیشمار روپیہ دیا۔

جناب عثمانؓ۔ ان حضرات نے اپنوں اور عزیزونکی رعایت اور اونکے حقوق پر نظر نہ کی اور مین نے غریب فقرا اہل قرابت کو بیت المال سے کچھ دیا تاکہ محتاجونکا حق ادا ہو اور نیز صلہ رحمی ہو۔

جناب علیؓ۔ ایک ہزار سے زیادہ ایک شخص کو نہ دینا چاہیئے حالانکہ آپنے رقم کثیر بے تعداد عبداللہ بن خالد و مروان بن حکم کو بیت المال سے دی۔

راقم۔ بیت المال سے دینا صاحب روضۃ الصفا لکھا ہے مین تحقیق یہہ ہے کہ

حضرت عثمان رضؓ نے اپنے ذاتی مال سے دی ہے۔

جناب عثمان رضؓ۔ اگر یہہ بات آپ لوگونکو ناگوار ہے تو وہ روپیہ مین اپنے پاس سے بیت المال مین داخل کر دونگا۔

صحابہ جبان۔ اگر آپ ایسا کرینگے تو ہم لوگ جان و دل سے آپکے معین و مددگار رہین۔

جناب عثمان (بعد اس تخلیہ و گفتگو کے دوسرے روز جملہ اصحاب کبار رسول اکرم صلعم و اشراف مدینہ منورہ کو جمع کر کے)۔ اطراف بلاد سے لوگ میری معزولی کے واسطے جمع ہو کر یہان آئے ہین۔ وہ یہہ بھی کہتے ہین کہ اگر عثمان راضی خوشی خلافت سے دست بردار نہونگے تو ہم اونکو قتل کر ڈالینگے۔ اب آپ حضرات اس مقدمہ مین کیا راے دیتے ہین۔

جملہ حاضرین (یک زبان ہو کر)۔ ان مخالفونکو قتل کرنا چاہیے کیونکہ انکا خون مباح ہو گیا۔ انہون نے امام وقت کی اطاعت سے خروج کیا اور باغی ہو گئے۔

جناب عثمان۔ یہہ ٹھیک ہے مگر محض ان لوگونکے اس دعوے اور قول پر لڑنا مناسب نہین تا وقتیکہ لڑائی مین انہین کی طرف سے پہل نہو مین نے اسوقت آپ کو اسواسطے تکلیف دی ہے کہ مخالفین نے جو کچھہ الزامات اور عیب میری نسبت قائم کیے ہین اونکے جوابات آپکے روبرو بیان کرون۔

جملہ حاضرین۔ خون اہل فتنہ کا مباح ہے اس کام مین تاخیر واجب نہین۔

اس جلسہ کی خبر جب گروہ مخالفین کو پہونچی اور اکابر اہل مدینہ کی راے و تجویز اپنی نسبت سنی سب نے خائف ہو کر کہا ہم لوگونکو تاب و طاقت اہل مدینہ سے لڑنے بھڑنے کی

نہین۔مناسب وقت یہی ہے کہ اسوقت اپنے اپنے گہر واپس جاوین اور پہر موقع مناسب سے اپنے ساتہہ سامان جنگ فراہم کرکے یہان آوین اور عثمانؓ کا کام تمام کرین۔اس امر پر سب نے اتفاق کیا اور اپنے اپنے ملک کو پلٹ گئے۔یہہ بات ٹہرگئی کہ ماہ شوال مین سب لوگ مدینہ منورہ مین جمع ہون۔

صاحب روضتہ الصفا نے پہلا قصہ اور یہہ دونون جدا جدا بیان کئے ہین جن سے بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے کہ لوگ علیحدہ علیحدہ آئے مگر سیاق عبارت اور جملہ مضامین پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ لوگ ایکساتہہ آئے اور پہر واپس گئے

شیوع اخبار وحشت آثار ومشورہ اصحاب کبار وعمال با وقار

اسی ۳۵ھ مین اہل فساد مصر یونکا جماؤ ذی خشب مین ہوا اور اہل عراق ذی المروہ مین جمع ہوئے۔یہہ مجمع بغرض خروج ہوا۔اسکا سبب اہل تاریخ یہہ بیان کرتے ہین کہ عبداللہ بن سبا جو سابق مین یہودی تہا اور جناب عثمان رضؓ کے عہد مین لطمع دنیا مسلمان ہوا مدینہ منورہ سے نکلکر ملک حجاز مین گہوما اور وہان عوام الناس کے عقائد فاسد کرنے مین کوشش کی جب ملک حجاز مین اپنا کام کرچکا بصرہ پہونچا۔وہانسے کوفہ ہوتا ہوا شام مین داخل ہوا۔یہان بہی اپنا جال پہیلایا مگر کوئی اوسکی دام مین نہ آیا بلکہ اہل شام نے اوسکی شرارت وبدذاتی سے آگاہ ہوکر اپنے ملک سے اوسکو نکال دیا۔اب ابن سبا ملک شام سے نکلکر مصر مین آیا اور یہان مقیم ہوا مصریونسے ربط وضبط پیدا کیا اور ان لوگونکو اس طرح مسائل اعتقادیہ سمجہائے کہ تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا مین دوبارہ آنا مانتے ہو اور جناب رسول خداؐ کے جو افضل المرسلین واشرف النبیین ہین پہر آنیسے انکار کرتے ہو

لوگونکو اس طرح اس مسئلہ مین بہکایا اور سمجھایا کہ وہ رجعت کے قائل ہو گئے۔ جب اس قول کو عوام نے مان لیا تو اوسنے خلافت کے مسئلہ پر یہہ بحث کی کہ ہر ایک نبی کا وصی ہوتا ہے۔ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلعم کے وصی جناب علی مرتضیٰ ہین۔ بہلا اوس شخص سے بڑہکر ظالم کون ہوگا جسنے جناب رسولؐ خدا کی وصیت جائز نہ رکھی اور آپکے وصی پر غلبہ کرکے خود خلافت غصب کرلی عثمان نے ناحق خلافت کو لیا۔ انکو کسی طرح خلافت نہین پہونچتی خلافت تو جناب علیؓ کا حق ہے۔ اب تم سب خلافت کے باب مین اوٹہہ کہڑے ہو۔ تمہارے سردار غاصب جابر ہین تم اونپر طعن کرو۔ اونکو نیک راہ چلنے اور حکم خدا ماننے اور بُرے کامو نسے باز رہنے کی ہدایت کرو۔ اس کام کی توجہ سب لوگونکو دلاؤ کہ سب ملکر حقدار خلافت وصی رسول اللہ صلعم کو خلافت دین "

خلافت عثمانی کو چہہ سال نہایت امن وامان سے گذرے اور اس قلیل مدت مین جسقدر فتوحات حاصل ہوے کسی عالی ہمت بادشاہ کو نہ نصیب ہوے ہونگے ساتوان سال خلافت کا تہا کہ عبداللہ بن سبا نے خروج کیا اور یہان تک زور پکڑا کہ آخر سنہ خلافت مین جو کچہہ واقعہ پیش آیا اسیکی اندرونی آتش زنی کا نتیجہ ہے اسکا حال اس طرح ہے کہ عبداللہ بن سبا معروف بہ ابن السودا پیشتر یہودی تہا زمانہ خلافت امیرالمومنین حضرت عثمان مین بطمع مال وزر مدینہ آکر مسلمان ہوگیا مگر سچا اور پکا دیندار نہ ہوا تہا۔ یہ در پردہ دعوی محبت اہل بیت مین جناب عثمان وحضرات شیخین کے فرضی عیوب اور نقائص لوگونکو دکہلاتا اور عوام الناس کو اسی قسم کی تعلیم دیتا رہا۔ اول اول یہ بصرہ جاکر مقیم ہوا مگر جب بصرہ والے اسکی خباثت سے آگاہ ہوے اسکو نکال باہر کیا یہ کوفہ پہونچا جب وہان سے بہی شہر بدر کیا گیا شام مین آیا اور پہر شام سے جلاوطن ہونے پر مصر پہونچا حضرت عثمان رضی پر

اکثر طعن وتشنیع کرتا اہلبیت کی خفیہ طور سے دعوت دیتا اور کہتا تہا کہ محمدؐ پہر واپس آوینگے جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ حضرت علیؓ وصی رسول اللہ ہین عثمانؓ اور انسے پیشتر ابوبکرؓ وعمرؓ نے جبراً غصباً خلافت لے لی ہے غرضکہ لوگونکو اسی قسم کی تعلیم دیتا اور حضرت عثمان اور آپکے عمال کے خلاف عوام الناس کو برانگیختہ کرتا تہا تا آنکہ بعض شہرونمین اکثر جہلا ان باتون کیطرف گرویدہ ہوگئے اور ایک دوسرے سے خط وکتابت کرنیلگے اس گروہ کے ساتہہ خالد ابن ملجم۔ سودان بن حمران۔ کنانہ بن بشر وغیرہ تہے انہین لوگون نے حضرت عمار بن یاسر کو مصر مین روک لیا اور مدینہ نہ جانے دیا (ابن خلدون)

عبداللہ بن عامر کی حکومت بصرہ کو تین برس گذرے تہے جو انکو خبر لگی کہ ایک شخص عبداللہ بن سبا حکیم بن جبلہ عبدی کے پاس باہر سے آکر مقیم ہوا ہے اور اوسکے پاس ایک گروہ کی آمدورفت ہے اوسنے چند مسائل عقائد اہلسنت کے خلاف اپنے پاس آنے جانیوالونپر پیش کیے ہین اور وہ لوگ اوسکے مقلد بہی ہوگئے ہین اسلیئے ابن عامر نے اوسکو اپنے پاس بلاکر دریافت کیا تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو۔ عبداللہ نے جواب دیا مین ایک شخص اہل کتاب ہون اسلام کی رغبت اور محبت یہان لے آئی ہے۔ ابن عامر نے فرمایا مجہکو تمہاری خبر ملگئی ہے تم مسلمانونمین فساد پہیلاتے اور اونکے عقائد خراب کرنے کی کوشش کرتے ہو ایسے شخص کا رہنا ٹہیک نہین لہذا تم ہمارے شہر اور ہماری ولایت سے نکلجاؤ۔ ابن سبا بصرہ سے نکلکر کوفہ پہونچا اور پہر مصر۔ ایک روایت مین ہے کہ حکیم بن جبلہ نے خود جب اسکے عقائد پر مطلع ہوئے اسکو اپنے گہر سے نکالدیا تہا عبداللہ بن سبا موجد مذہب شیعی ہے۔ بصرہ مین اس مذہب کی ابتدا اور بنا اسی کی ذات سے ہے۔ اس مذہب کا پیشرو اور امام یہی شخص ہے۔ مصر مین آکر اسنے یہ کام کیا کہ اپنے اون احباب سے جو بصرہ و کوفہ مین اسکے

مقلد ہو گئے تھے خط وکتابت شروع کی۔ اون لوگونکی آمد و رفت بھی خفیہ اسکے پاس رہتی تھی چونکہ ابن سبا ان شہروں مین جنکا ہمنے ذکر کیا ہو آیا تھا اور ہر جگہ اسکے دو چار مقلد ہو گئے تھے اوسنے خط وکتابت کرتا رہا اور خفیہ طور سے اپنے پیرو اس کام کے واسطے تمام ملکونمین پھیلا دیئے۔ وہ عوام الناس کو نئے عقیدہ کی تعلیم دیتے تھے۔ اسکے خطوط سے اونکو اور بھی تقویت ہوتی تھی۔ رفتہ رفتہ ابن سبا کے ہم عقیدہ اور اسکے پیرو ایک معتدبہ جماعت ہو گئی جو ملکون ملکون جاتی یا بذریعہ خط وکتابت لوگونکو اس فاسد عقیدہ اور طریق جدید کی طرف بلاتی تھی۔ اب حکام و والیان ملک کی شکایتین اور اونکے عیب تحریر کے ذریعہ ایک ملک سے دوسرے ملک کو پہونچنے لگے۔ ایک اہل شہر دوسرے اہل شہر کو اپنے ملک کے حاکم کے عیوب اور شکایت لکھ بھیجتا تھا یہانتک کہ تمام ممالک محروسہ اسلام مین بد امنی کے آثار نمایان ہو چلے اور عام دلونمین شورش و فساد پیدا ہو گیا۔ شدہ شدہ مدینہ منورہ مین بھی تمام عمال کی برائیان اور شکایتین اور اونکے ظلم و جبر کی غلط حکایات ہر کس و ناکس کی زبان پر تھین۔ تمام روئے زمین قریب و بعید مین یہہ خبرین پھیل گئین۔ ہر شہر کے باشندے دوسرے شہر کے حالات سنکر کہتے تھے کہ ہم تو اچھے حال مین ہین شکر خدا کہ جس مصیبت مین فلان شہر والے مبتلا ہین ہم اوس سے محفوظ ہین اہل مدینہ کا بھی یہی قول تھا جب تمام ملکونکی خبرین سنتے اور اپنے کو ہر طرح عافیت مین پاتے تو کہتے ہم سب سے اچھے ہین اور جن مصیبتوںمین اور لوگ مبتلا ہین الحمد للہ کہ ہم ہمقرین عافیت ہین۔ جب یہہ نوبت پہونچ گئی کہ اطراف و جوانب ممالک مین جناب عثمانؓ اور آپکے عمال پر علانیہ طعن و تشنیع کا شیوع زیادہ ہوا اور مخالفین نے نہایت سرگرمی و مستعدی سے باہم خط وکتابت سے اور بھی اس آگ کو بھڑکایا اور ان واقعات کی پیہم خبرین مدینہ منورہ مین

پہونچنے لگیں اوسوقت اکابر اہل مدینہ مجتمع ہوکر امیر المومنین جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ آپ کو ان واقعات سے مطلع کیا لیکن اس سے نا واقف پاکر عرض کیا۔ اے امیر المومنین۔ کیا آپکے پاس بہی وہ خبرین آئی ہین جو ہم لوگ روزانہ سن رہے ہین“ جناب عثمانؓ نے جواب دیا۔ ”میرے پاس تو کوئی خبر وحشت ناک نہین آئی البتہ ہر جگہ کی عافیت وسلامتی سنتا ہون۔ تم لوگ میرے شریک حال ہو۔ ہر راحت ورنج مین میرے ساتہہ ہو مسلمانونکے رئیس ارباب رائے ہو اس معاملہ مین جیسی کچہہ تمہاری رائے ہو ظاہر کرو مین اوسپر عمل کرونگا“ اہل مدینہ واکابر صحابہؓ نے بالاتفاق کہا ”چند معتبر ومعتمد اشخاص کو اسلامی ممالک مین خبر لانیکے لئے روانہ فرمایئے تاکہ واقعی حالات ان ملکون کے آپ کو معلوم ہون پہر ویسا انتظام کیا جائے“ جناب عثمانؓ نے ان بزرگونکی رائے قبول فرمائی اور محمد بن مسلمہ کوفہ کی طرف۔ اسامہ بن زید بصرہ۔ عبداللہ بن عمرؓ شام کو اور انکے سوا اور دیگر اصحاب معتمدین وثقات مختلف ممالک اسلامیہ کیجانب روانہ کئے گئے۔ یہہ لوگ ان ملکونمین پہونچے خفیہ اور ظاہر ہر طرح خوب تحقیقات کی۔ بعد چند روز کے واپس آے اور سب کے سامنے بیان کیا کہ ہم نے نہ تو عمالؔ والیان ملک کی کوئی برائی دیکہی اور نہ عوام وخواص کو انکی شکایت کرتے پایا۔

درحقیقت شکایت تو تہی نہین محض ابن سبا اور اوسکے بدذات مریدونکی کارروائی تہی کہ جہوٹی خبرین تمام عالم مین مشتہر کردین جن کی کچہہ اصل نہ تہی اور تحقیقات سے بہی جناب عثمانؓ اور آپکے عمال کی بریت ہر طرح ثابت ہوئی۔

یہہ لوگ جو ملکونمین حال دریافت کرنے گئے تہے سب واپس آگئے صرف عمار بن یاسر نے جو مصر کی جانب روانہ ہوے تہے واپسی مین تاخیر کی۔ انکو ابن سبا اور اوسکی ہمراہیون

خالدبن ملجم۔سوادان بن حمران۔کنانہ بن لبشر نے اپنی طرف مائل کر کے اپنا ہمصفیر بنالیا جیسا کہ ہم اوپر لکھہ آسے ہین۔عمار بن یاسر کی واپسی مین جب زیادہ تاخیر ہوئی تو اہل مدینہ نے خیال کیا کہ انکو لوگون نے دہوکا دیا ہے اسی اثنا مین عبداللہ بن سعد عامل مصر کا خط پہونچا جسکا مضمون یہہ تہا۔ "عمار بن یاسر کو لوگون نے ملا لیا ہے وہ اونکے دم مین آگئے انکے بہکانیوالے یہہ لوگ ہین عبداللہ بن سودا معروف بابن سبا۔خالد بن ملجم۔سودان بن حمران۔کنانہ بن لبشر۔عمار اب اس گروہ کے موافق ہین اور انہین سے ساز باز رکہتے ہین" بعد اس خط کے عمار بن یاسر بہی مصر سے واپس آئے اور جیسا کہ اور صاحبون نے ہر طرح کا امن و اطمینان ظاہر کیا تہا انہون نے بہی ویسا ہی حال بیان کیا (تاریخ بدائع)

اسکے بعد جناب عثمان نے دو گشتی فرمان تمام ممالک محروسہ مین روانہ فرمائے ایک عام رعایا کے نام اس مضمون کا "مجہی اطلاع ہوئی ہے کہ میرے عمال سے عام رعایا کو کچہہ نقصان پہونچا ہے وہ رعایا کو ناحق مارتے اور انکے خلاف مرتبہ بدزبانی کرتے ہین اور رعایا انکی شاکی ہے اسوجہ سے مین نے اپنے تمام عمال کو حکم دیا ہے کہ وہ سب موسم حج مین میرے پاس حاضر ہون جن اشخاص کو میرے عمال سے نقصان پہونچا ہو یا کسی کا حق کسی عامل نے غصب کر لیا ہو اوسکو چاہئے کہ وہ موسم حج مین آکر مجہسے یا میرے عامل سے اپنا حق لے اور اوسکی تصدیق کرائے اور ثبوت دے۔ فان اللہ یجزی المتصدقین" یہہ فرمان عالی شان ہر شہر ہر قصبہ ہر قریہ مین متعدد نقلین ہو کر پہونچا۔جس نے یہہ مضمون پڑہا رو دیا اور جناب عثمانؓ کے حق مین دعا کی اور آپکے اس عدل و انصاف کی تعریف کی۔دوسرا فرمان خاص حکام و والیان ملک کے نام مشعر طلبی اونکے تہا۔چنانچہ موسم حج مین عبداللہ بن عامر۔عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔معاویہؓ۔سعید بن العاصؓ۔عمرو

بن العاص- یہہ دونون عامل سابق ہی معاویہؓ کے ہمراہ آپکی خدمت مین آے آپنے ان سب سے فرمایا- افسوس ہے کہ تم لوگونکی شکایتین اور ایذا رسانی کی خبرین مجہہ تک پہونچی ہین- بخدا مجہکو خوف ہے کہ شکایت کرنیوالے اپنی شکایت مین سچے ہون- اس کا اثر و نتیجہ یہ جو کچہہ ہوگا میرے ہی حق مین ہوگا-

جملہ عمال- کیا آپنے لوگونکو اس امر کے دریافت کرنیکو نہین بہیجا تہا- کیا ان لوگون نے آکر آپسے کچہہ نہین کہا- کیا آپکے قاصدون نے یہ نہین ظاہر کیا کہ ہم لوگونکی کوئی بُرائی نہین دیکہی- واللہ باللہ- شکایت کرنیوالے ہرگز سچے نہین- ہم لوگونکو اس شکایت کی اطلاع تک نہین ہے- نہ اسکی کچہہ اصلیت ہے اور نہ آپکو اسکا خیال کرنا چاہیے-

جناب عثمانؓ- پہر اسکے انسداد مین آپ سب کی کیا راے ہے-

سعید بن العاص- یہہ امر مصنوعی ہے لوگونمین خفیہ اس قسم کی باتین ہوا کرتی ہین شدہ شدہ عوام الناس کے کانون تک پہونچکر مشہور ہو جاتی ہین- شریر آدمیونکی یہہ حرکت ہے- اسکا علاج یہی ہے کہ جو لوگ اسکے بانی مبانی ہین اور جو اس قسم کی باتین فتنہ انگیز نکالتے ہین وہ لوگ مار ڈالے جاوین اور فساد کی جڑ باقی نہ رکہی جاوے-

عبداللہ بن سعدؓ- تحقیقات سے جس پر الزام نکلے ویسا اوسکے حق مین کیجیے- جسکے ذمہ جسکا حق ثابت ہو اوسکو دلوا دیجیے اور حالت موجودہ پر چہوڑنا خوب نہین-

امیر معاویہؓ- آپنے مجہکو حاکم کیا مین نے اپنی تجویز سے جنکو اپنے علاقہ پر مامور

کیا ہے اونکی کوئی شکایت مجھہ تک نہین آئی اور یہہ دونون شخص اپنے اپنے علاقہ کا حال خوب جانتے ہین۔

راقم۔ امیر معاویہ رضؓ نے سعید بن العاص اور عمرو بن العاص کو اپنے صوبہ مین کسی مقام پر اپنی طرف سے مامور کیا ہوگا انکے اس کلام سے (کہ یہ دونون اپنے اپنے علاقہ کا حال خوب جانتے ہین) ہمارے خیال کی تائید ہوسکتی ہے۔

عمرو بن العاص رضؓ۔ میرے خیال مین آپنے نرمی اختیار کی اور عوام کو سہولت و آسانی کا عادی کردیا عہد فاروقی مین جو کسیقدر نرمی اور آسانی تہی اُس سے زیادہ آپ یہ نرمی و سہولت پیش آے لہذا عوام الناس دلیر ہوگئے۔ اب مین مناسب سمجہتا ہون کہ آپ حضرات شیخین کا طریقہ اختیار فرماوین۔ نرمی کی جگہہ نرمی اور سختی کی جگہہ سختی سے کام لین۔

جناب عثمان رضؓ۔ جو کچہہ آپ سب صاحبون نے اپنی اپنی رائین بیان کین اور مجھکو مشورہ دیا مین نے سُنا اور خوب سمجہہ لیا۔ مگر ہر امر کا ایک طریق ہے اور ہر کام کا موقع۔ یہہ امر (فتنہ و فساد) ضرور ہونیوالا ہی کسیطرح مفر نہین جسکا خوف ہے وہی امت کو پیش آنیوالا ہے۔ جو دروازہ امت محمدی پر ابتک بند تہا وہ اب عنقریب کہلنے والا ہے ہم اوسکو آسانی اور نرمی سے روکنا چاہتے ہین۔ البتہ حدود شرعی مین کسیکی رو رعایت نہ کرینگے مین یہہ نہین چاہتا کہ کسی کا الزام فتنہ و فساد کا دروازہ کہلنے کی بابت میرے ذمہ باقی رہ جاوے ۔ کل کو کوئی

یہہ نہ کہے کہ عثمانؓ کی غفلت سے فساد پہیل گیا) اللہ تعالی عالم غیوب داتا وبینا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ مین نے لوگونکے ساتہہ نیکی اور بہلائی کرنے مین قصور نہین کیا مگر اب کیا کرون جو بات میرے امکان مین نہین اوسمین کچہہ نہین کرسکتا اب فتنہ کی چکی چلنے والی ہے۔ پس زہے نصیب عثمان کا کہ چکی کو حرکت نہ دے اور دنیا سے کوچ کرے۔ آپ سب لوگونکو تسکین دین اور اونکے حقوق ادا کرین۔ اگر خدا کے حقوق پیش آوین تو اون کے ادا کرنے مین خبردار ہرگز سستی و کاہلی نہ کرنا۔

یہہ فرما کر جناب عثمانؓ مدینہ منورہ کو روانہ ہوے۔ حضرت معاویہؓ و دیگر امراو عمال کو بہی اپنے ہمراہ لے لیا۔ اثنار راہ مین حضرت عثمانؓ کا شتربان یہہ اشعار پڑہتا جاتا تہا

قد علمت ضوامر المطی	وضمرات عوج القسی
ان الامیر بعدہ علیؓ	وفی الزبیر خلف رضیؓ

ترجمہ۔ دبلے پتلے تیز رفتار اونٹون اور ٹیڑہی کمانونکے نازک اور سبک تیرونکو معلوم ہوگیا ہے کہ امیر بعد آپ کے (یعنی حضرت عثمانؓ کے) علیؓ ہین زبیرؓ بہی جانشین پسندیدہ ہین۔

حضرت کعبؓ نے للکار کر کہا۔ کیا جہوٹ بک رہا ہے۔ بلکہ انکے بعد سفید خچر کے سوار یعنی معاویہؓ والی ہونگے۔ انکے اس فقرہ سے حضرت معاویہؓ کے دل مین طمع خلافت پیدا ہوئی اور روضۃ الصفا مین ہے کہ جناب معاویہؓ نے کعب احبارؓ سے ان ایام مین دریافت کیا کہ جناب عثمانؓ کے بعد کون صاحب خلیفہ ہین اگر مجہکو معلوم ہو جاوے

تو اول ہی سے اونکی خدمت مین حاضر ہون۔ کعب احبار نے جواب دیا بعد قتال و جدال بسیار آخر کار آپ ہی کی حکومت ہوگی۔ انکے اس کلام سے معاویہؓ کے دل مین تمنای خلافت پیدا ہوگئی ورنہ اس سے قبل حضرت معاویہؓ اپنے کو اس بڑے درجہ کا مستحق نہ جانتے تھے۔

جسوقت جناب عثمانؓ حج سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ مین داخل ہوے آپنے ایک روز جناب علیؓ طلحہؓ زبیرؓ کو بلایا۔ معاویہؓ بھی اسوقت آپکے پاس تھے حضرت معاویہؓ نے کھڑے ہوکر بعد حمد و نعت کے کہا۔

امیر معاویہ۔ آپ لوگ جناب رسول اللہؐ کے اصحاب با صفا۔ برگزیدہ خلق خدا۔ ارباب حل وعقد۔ اس امت کے والی و سرپرست ہین۔ آپنے اپنے دوست کو بلا رورعایت خلافت کے واسطے منتخب کیا۔ اب وہ بوڑھے ہوگئے۔ اونکی جوانی اور ہمت کے دن گذر گئے۔ اگر آپ انکے زیادہ ضعیف اور بیکار ہونیکے منتظر ہین تو عنقریب وہ ایسے ہی ہوجاوینگے مجھکو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اونکی عمر مین برکت دے اور اس بزرگی پر پہنچین اب انکے حق مین طرح طرح کی باتین مشہور ہورہی ہین ان باتونکے برے نتیجہ کا اثر مبادا آپ لوگونپر عائد ہو لہذا اگر آپ لوگون نے اس امر مین کچھہ فیصلہ کیا ہے تو لیجیے یہہ میرا ہاتھہ ہے مین موجود ہون۔ دوسرے لوگونکو ہرگز اس خلافت کی طمع نہ دلوائیے۔ اگر بالفرض کوئی طامع امارت ہوکر اسکو طلب کرے تو واللہ آپ لوگ سوائے پیٹھہ پھیر کر بھاگنے کے اوس سے اور کچھہ نہ دیکھین گے۔

جناب علیؓ (غصہ مین آ کر) تمکو اس کام کی کیا فکر۔ تم خاموش رہو۔

راقم - چونکہ جناب معاویہؓ نے دعوے کے ساتھہ کہا کہ دوسرا خلافت کے قابل نہین اور نہ کسی دوسرے سے یہہ کام چل سکتا ہے البتہ مین اس قابل ہون یا خلافت اوٹھا لونگا اور خوش اسلوبی سے انجام دونگا تو جناب علیؓ کو اونکا یہہ کلمہ ناگوار گذرا اور جھڑک دیا۔

جناب معاویہؓ آپ غصہ نہون میری بات کا جواب دین۔

جناب عثمانؓ - جناب عمر فاروقؓ نے کیا آپ صاحبونکو انتخاب خلیفہ کیواسطے مقرر نہین کیا تھا اور آپ نے میرے بڑہاپے مین علی الخصوص جبکہ میری وفات کا وقت قریب آیا ہے اپنے اس دوست کو خلیفہ کیا۔ اب مجھسے آپ لوگ کیون اعراض کرتے ہین۔ کیا یہہ تغیر و تلون اور آثار کشیدگی خاطر جو آپ لوگونکے چہرہ سے عیان ہین آپکے شایان ہین نہین نہین۔ آپ لوگ مجھسے بیزار نہون { آپ کی اس گفتگو سے فی الجملہ جناب علیؓ ترش ہوے اور جواب رنجش آمیز دیا لیکن جناب عثمانؓ نے پھر اس طرح گفتگو شروع کی (بدائع) جناب علیؓ سے مخاطب ہوکر } مین اپنا حال اور خلافت کے متعلق آپ سب صاحبون سے عرض کرتا ہون کہ مجھہ سے پیشتر جو دو بزرگ اس خلافت پر تھے اونہون نے بنظر ثواب اپنے نفسونپر سختی و تنگی گوارا کی اور اپنے اعزہ و اقارب کو بھی حکومت سے الگ کہا حالانکہ جناب رسالتمآب صلعم اپنے قرابت دارون عزیزونکا لحاظ فرماتے اور اونکو دیتے تھے میرے اعزہ و اقارب عیالدار۔ غریب اور قلیل

معاش والے ہین مین نے اپنا ہاتھ ان لوگونکے واسطے کھولدیا اور امارت و حکومت اسی غرض سے انکو دی اگر آپ آمین غلطی دیکھین تو انکو حکومت سے معزول کردین مین آپکے حکم کے تابع ہون۔

حاضرین۔ آپنے حق قرابت ادا کیا اور صلہ رحمی کی یہہ تو اچھا کیا مگر عبد اللہ بن خالد بن اسید کو پچاس ہزار اور مروان کو پندرہ ہزار بیت المال سے مفت دے دیا۔

عثمان رض۔ مین نے یہہ رقم ان دونونکو ضرور دی ہے مگر قرضا و مین اونسے واپس لینے والا ہون۔

آپنے دونون سے وہ رقمین وصول کرلین اور سب صاحب بخوشی خاطر آپکے پاس سے اوٹھکر چلے گئے۔ انکے چلے جانیکے بعد حضرت معاویہ رض نے جناب عثمان رض سے کہا۔

معاویہ رض۔ امیر المومنین۔ آپ میرا معروضہ لطیب خاطر منظور فرماوین اس سے پہلے کہ لوگ آپ پر حملہ کرین جسکا آپ تحمل نہ کرسکین اور خدانخواستہ نصیب اعدا اوسکا اثر آپکی ذات پر پڑے۔ مناسب ہوگا کہ آپ میرے ساتھہ شام تشریف لے چلین کیونکہ اہل شام میرے مطیع ہین اونکی مجال نہین کہ آپ کی نسبت کوئی خیال بد دل مین لاسکین۔

عثمان رض۔ مین جوار و قرب رسول خدا کسی معاوضہ مین نہین چھوڑ سکتا۔ اگرچہ اس مین میری گردن قلم ہوجاوے۔

جگر پر درد و دل پر خون توان بود	تو جانی بی تو یک دم چون توان بود

معاویہ رض۔ یہہ منظور نہین تو اچھا ایک لشکر جرار اہل شام کا آپ کی محافظت کو بھیجے

دیتا ہون جو آپکے پاس ٹھیرا رہے اور وقت پر کام آوے۔

عثمان رضؓ مین آنحضرت صلعم کے پڑوسیونکو تنگی مین نہ ڈالونگا۔

معاویہ رضؓ۔ آپ میرا معروضہ قبول نہین فرماتے۔ واللہ مفسدین ضرور شرا وٹھائینگے۔ لڑینگے اور آپ دہوکا کہائین گے۔

عثمان رضؓ حسبی اللہ ونعم الوکیل۔ خدا مجھکو کافی اور اچھا کارساز ہے۔

یہہ فرما کر خاموش ہورہے اور جناب معاویہ رضؓ رخصت ہوکر چلے گئے۔ جب جناب معاویہ رضؓ بقصد سفر شام آمادہ ہوکر روانہ ہوے تو جماعت مہاجرین پر ہوکر گذرے۔ جناب علی مرتضیٰ حضرت طلحہ رضؓ حضرت زبیر رضؓ۔ اوس مجمع مین نظر آے۔ آپ وہان ٹھیر گئے اور ان صاحبونسے کہا۔ حکومت ایک ایسی چیز ہے جسپر قدیم زمانہ سے لوگ لڑتے مرتے چلے آے ہین جب خداوند تعالیٰ نے جناب رسول اللہ کو مبعوث فرمایا۔ دین اسلام کا روشن آفتاب چمکا اور اپنی شعاعون سے ظلمتکدہ کفرستان کو نورانی کر دیا تو لوگون نے اسلام قبول کیا۔ اوسوقت قدامت اور سابقیت اسلام کا لحاظ کیا گیا۔ شرافت علم واجتہاد کا پاس رکہا گیا اور ابتک یہی طریقہ جاری ہے اگر لوگ طریق جاری وسنتون پر قائم رہین اور اوسپر عمل کرین تو فہو المراد یہہ دولت خلافت انہین بزرگونمین رہیگی اور باقی لوگ انکے تابع اور اگر بزور غلبہ خلافت درپردہ طالب دنیا ہوے تو یقین لائیے کہ یہہ نعمت اونسے سلب کر لیجاویگی اور حکومت وریاست خداوند تعالیٰ دوسرونکو دے دیگا۔ خداوند تعالیٰ حاکم حقیقی تبدیل وتغیر پر ہر طرح قادر وتوانا ہے اوسکو کچھہ مشکل نہین مین آپ لوگونمین ایک بوڑہے بڑے کو چھوڑے جاتا ہون آپ انکے ساتھہ خیرخواہی کرین اور ہر طرح انکے شریک حال رہین آپکو اس کام کے عوض سعادت نصیب ہوگی

بعد نصیحت کرکے آپ رخصت ہوکر شام کو سدہارے۔ انکی روانگی کے بعد جناب علی مرتضیٰ رض
نے فرمایا مین ان مین تو خیر و نیکی دیکھتا ہون۔ زبیر رض بولے۔ واللہ اسوقت کے سوا تو کبھی
ہمارے اور آپکے دل مین انکی عظمت و عزت نہ تہی۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

اس اثنا مین جو لوگ شریر و مفسد جناب عثمان رض کے دشمن تہے اور مدینہ مین سب کے
ساتہہ ملے جلے رہتے تہے اور بظاہر آپکی دوستی کا دم بہرتے مگر دل مین کدورت رکہتے
تہے۔ اونہون نے امرا و عمال کا چلا جانا اور مدینہ منورہ کا خالی ہوجانا غنیمت جانا
اپنے ہم خیال اہل بغی و عناد کو جو اطراف ممالک مین تہے خطوط لکہے جنکا یہہ مضمون ہی
تہا یعنی۔ اگرچہ تم باہر جہاد پر گئے ہو مگر جہاد تو مدینہ ہی مین ہے تمکو چاہیئے کہ جلد یہان
پہونچ جاو۔ (بدائع) یہہ لوگ توابع ابن سبا و احباب اہل کوفہ و مصر و بصرہ تہے۔

ان واقعات کے بیان مین مورخین نے عجب خلط ملط کردیا ہے۔ ابن اثیر کے بیان سے
یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ۳۵ھ مین جناب عثمان رض نے حج کیا اور آپکے عمال سے ملاقات و
گفتگو بمقام مکہ معظمہ ہوئی جیسا کہ ہم لکہہ آئے ہین مگر اسی سنہ مین آپکی شہادت اور آپکا
محصور ہونا کہ وہ محاصرہ چالیس روز تک رہا ہے اور بروایت واقدی اونچاس دن اور
ایک روایت مین دو ماہ بیس دن ہے اس امر کا مقتضی ہے کہ یہہ واقعہ قبل ۳۵ھ کا ہے
اور عجب نہین کہ ۳۴ھ مین آپنے عام رعایا اور خواص امرا و عمال کو موسم حج مین بلایا ہو
کیونکہ ۳۴ھ مین آپکا حج کرنا بروایت ابن اثیر ثابت ہے۔ ابن خلدون بغیر ذکر سنہ کے یہ
واقعات سلسل ذکر کررہے ہین انکے بیان سے ہی آپکا حج کرنا اور عمال کا مکہ معظمہ مین
جمع ہونا معلوم ہوتا ہے مگر بیان بالکل مبہم ہے۔ آگے چلکر آویگا کہ اس سال مین جب
وقت حج قریب آگیا تو جناب عثمان رض نے حضرت عبداللہ بن عباس رض کو امیر الحاج مقرر فرماکر

مکہ معظمہ روانہ فرمایا کیونکہ آپ محصور تھے۔اس بیان سے آپکا اس سال حج کو تشریف نہ لے جانا روایۃً بھی ثابت ہوتا ہے۔

صاحب روضۃ الصفا ان دونوں مورخوں کے خلاف دوسرے طرز پر چلے ہیں۔ انکی روایت سے جیسا ہم اوپر لکھ آئے ہیں بلوائیوں کا مدینہ منورہ میں دوبار آنا ثابت ہے۔ ایک ماہ ربیع الاول میں۔ دوسرا ماہ شوال میں جو باتفاق مورخین ہے اور انہوں نے عمال کی طلبی کا قصہ قبل ۳۵ھ کے لکھا ہے جس سے ہماری رائے کی تائید ہوتی ہے

روانگی اہل مصر و کوفہ و بصرہ برای حصار

گروہ مخالفین و منحرفین جناب عثمان رضنے باہم عہد و پیمان کر لیا تھا کہ جس وقت امرا و عمال مدینہ منورہ سے روانہ ہوں اور میدان صاف ہو تو انکی غیبت میں امیر المومنین جناب عثمان رض پر دفعۃً سب کے سب حملہ کر دینگے لیکن اتفاق سے جب امرا و عمال کی روانگی کے بعد مخالفین جناب عثمان رض حملہ نہ کر سکے تو ایک دوسرے سے خط و کتابت کرنیلگے بذریعہ خط و کتابت یہ طے کر لیا کہ ایک دن مقررہ پر سب کو مدینہ منورہ میں جمع ہو جانا چاہیئے الغرض مصری جماعت بہ تعداد پانچسو اور ایک روایت میں ایک ہزار تھی بعزم فساد مصر سے مدینہ کو روانہ ہوئی۔اس جماعت میں عبدالرحمن بن عدیس بلوی اور اشخاص ذیل تھے کنانہ بن بشر لیثی۔سودان بن حمران سکونی۔قتیرہ بن فلان سکونی۔بسر گروہی غافقی بن حرب عکی۔بلوائیان کوفہ زید بن صوحان عبدی۔اشتر نخعی۔زیاد بن نضر حارثی۔عبداللہ بن اصم عامری کے ہمراہ بہ تعداد بلوائیان مذکورہ بالا کوفہ سے چلے۔اسیقدر تعداد میں بلوائیان بصرہ حکیم بن جبلہ عبدی۔ذریح بن عباد۔بشر بن شریح قیسی۔ابن المحترش کیساتھ

بسرکردگی حرقوص بن زہیر سعدی۔ باظہار ارادۂ حج ماہ شوال ۳۵ھ مین مدینہ منورہ روانہ ہوے۔ تعداد بلوائیان علی اختلاف الروایتین ڈیڑہ ہزار یا تین ہزار تہی۔ بروایت روضۃ الصفا اہل مصر چار فرقہ تہے اور ہر فرقہ پر ایک سردار تہا علی ہذا القیاس اہل بصرہ و کوفہ بہی چار چار لشکر تہے اور ہر ایک کا علیحدہ سردار تہا سب کا ایک ارادہ ایک نیت تہی کہ جناب عثمانؓ کو معزول کرکے دوسرا خلیفہ مقرر کرین۔ یہہ گروہ اشرار تہا اور یہہ انکے سردار بدکردار تہے۔

عقد الفرید مین صرف چار سردار باغیان مذکور ہین جنکے نام یہ ہین۔ عبدالرحمن بن عدیس تنوخی۔ حکیم بن جبلہ عبدی۔ اشتر نخعی۔ یہہ تین تو اوپر گذرے چوتہا عبداللہ بن فدیک خزاعی تہا۔ شاید اس گروہ مین جو سردار معزز تہے اور اہل الراے مین جنکا شمار تہا یہی چار ہونگے۔ باقی سردار جو دوسری روایات مین مذکور ہین وہ انسے کم درجہ کے ہونگے اسوجہ سے انکا نام نہین لیا۔ اسکے بعد صاحب عقد الفرید لکہتے ہین کہ انکے ہمراہ اہل مدینہ سے مہاجرین وانصار شریک ہوے اور محاصرہ کیا۔ مگر یہہ روایت کتب معتبرہ اہل تواریخ کے خلاف ہے۔ ابن اثیر کے بیان سے صرف اہل کوفہ۔ بصرہ۔ مصر کی جماعت نے محاصرہ کیا ہے۔ مہاجرین و انصار کا نام نہین ہے۔ بہرکیف یہہ لوگ مدینہ منورہ سے تین منزل مسافت پر پہونچے۔ یہان انکے تین گروہ ہوگئے اور تین تیرہ ہوکر چند لوگ اہل بصرہ مین سے آگے بڑہکر ذوخشب مین آٹہیرے۔ ان لوگونکی طبیعتین حضرت طلحہؓ کی طرف مائل تہین۔ کچہہ لوگ بلوائیان کوفہ کے اپنی جماعت سے علیحدہ ہوکر اعوص مین آکر مقیم ہوے۔ ان لوگونکا رجحان حضرت زبیرؓ بن عوام کیجانب تہا۔ انکے ساتہہ کچہہ اہل مصر بہی اس مقام مین سکونت پذیر ہوے مگر مصریونکا رخ جناب علیؓ کی طرف تہا اور عام

بلوائی ذوالمروہ مین ٹھیرے رہے۔ زیاد بن نضر۔ عبداللہ بن اصم جو ممتاز اشخاص
مین تھے مصریون اور بصریونکے درمیان منتظم اور ادھر کی ادھر پہونچانے والے
تھے۔ دونون نے بلوائیون سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم لوگ عجلت نہ کرنا اپنے مقام سے
نہ ٹلنا جبتک ہم تمہارے واسطے مدینہ مین داخل ہوکر جاے قیام نہ تجویز کرلین ہمکو یہہ
خبر پہونچی ہے کہ اہل مدینہ نے بھی لشکر آرائی کی ہے اور ہم سے مقابلہ کرنیکا قصد ہے
اگر یہہ روایت صحیح ہے اور وہ ہم سے لڑنا حلال جانتے ہین اور ہمکو باغی قرار دیاہی اور
ہمارے ارادہ سے خبردار ہوگئے ہین۔ تو خدا کی قسم ہمارا سارا کھیل بگڑجاویگا اور ہم
اونکا کچھہ نہ کرسکین گے۔ لیکن اگر یہہ خبر غلط اور یارون کی گپ ہے تو ہم واپس آکر ویسا تم
لوگونسے ظاہر کرینگے" بلوائیون نے کہا۔ آپ دونون صاحب جاوین ہم تا واپسی آپکے
اپنے مقام سے نہ ٹلینگے چنانچہ ان دونون نے مدینہ منورہ کا راستہ لیا۔ زیاد۔ عبداللہ
مدینہ منورہ مین پہونچکر حضرات اُمّہات مومنینؓ اور جناب علیؓ وطلحہؓ و زبیرؓ سے ملے اور
ان بزرگونسے ظاہر کیا ہم لوگ بارادہ حج آے ہین اور بعض عمال کی شکایت بھی لاے
ہین۔ آپ ہم لوگونکو شہر مین داخل ہونیکی اجازت دیجیے۔ ان بزرگون نے زیاد و عبداللہ
کو روکا اور یہہ دونون اپنے گروہ مین واپس آے۔ یہان سرداران بلوائیان کوفہ و بصرہ
و مصر کو مجتمع کرکے یہہ مشورہ کیا کہ ہر فریق جدا جدا اپنے اپنے معتقد علیہ کے پاس جاکر
بمکر و حیلہ جس طرح ممکن ہو اپنا ہمصفیر بنالے اور اونکو گانٹھہ لے۔ اس ترکیب سے
ہم لوگ اپنے مطلب کو پہونچین گے اور جو قصد ہی بلا تردد حاصل کرلینگے۔ چنانچہ چند
مصری جناب علیؓ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ آپ اسوقت لشکر مین مقام احجارُ الزیت پر
مقیم تھے یہہ لشکر آپنے باجازت جناب عثمانؓ دارالخلافت کی حفاظت کے واسطے اس مقام پر

اپنی نگرانی سے جمع کیا تھا (بدائع) اسوقت آپ تلوار لٹکائے ہوئے تھے اور اپنی صاحبزادہ جناب امام حسنؓ کو جناب عثمانؓ کے پاس آپکی مدد کیواسطے اور اون لوگونکے منتشر کرنے کو جو آپکے پاس بقصد بلوہ مجتمع ہورہے تھے بھیجدیا تھا۔ مصریون نے جناب علیؓ سے عرض کیا کہ ہم عثمانؓ کی امارت سے بیزار ہین۔ آپ ہم سے بیعت لے لیجئے ابھی ہم لوگ واپس چلے جاتے ہین۔ جناب علی مرتضیٰؓ غصہ سے کانپ کر اور چلا کر فرمانیلگے۔ بیشک اس حدیث کو صالحین جانتے ہین کہ لشکر ذومروہ۔ ذوخشب۔ اعوص آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق ملعون ہین۔ بصری حضرت طلحہؓ کے پاس گئے اور اونسے بھی ایسی ہی مکر آمیز گفتگو کی۔ اونہون نے بھی ڈانٹ بتائی اور للکار کر بھگا دیا۔ حضرت طلحہؓ نے خود اپنے دو صاحبزادو نکو جناب عثمانؓ کے پاس آپ کی مدد کو بھیجا تھا۔ کوفی حضرت زبیرؓ سے ملے اور انسے بھی کیادی وجعلسازی کی باتین ایسی ہی کچھ کہین۔ آپنے بھی دتکار دیا اور وہ ڈپٹ بتائی کہ انکے پاس سے بھی بھاگتے ہی نظر آئے۔ حضرت زبیرؓ نے بھی اپنے صاحبزادہ عبد اللہؓ کو جناب عثمانؓ کیخدمت میں آپکی حفاظت کو بھیجدیا تھا۔ جب ان روباہ خصال فرقونکی اس حیلہ و جعل سے دال نہ گلی اور بیٹھے مُنہ ذلیل وخوار ہوکر یہان سے اپنے اپنے لشکر کو چلے آئے تو یہان پہونچکر یہہ مشورہ کیا کہ رات کے وقت جب اہل مدینہ غفلت مین ہون سب کے سب دفعتہً مدینہ مین چلکر جناب عثمانؓ کا محاصرہ کرلین۔ چنانچہ انکے جاتے ہی اہل مدینہ کو فی الجملہ اطمینان ہوگیا اور سب متفرق ہوکر چلے گئے (ابن اثیر وابن خلدون)

راقم۔ بیان مذکورہ بالا سے جناب علیؓ اور طلحہؓ وزبیرؓ کا اس گروہ اشرار سے علیحدہ ہونا اور انسے کسی طرح سازش نہ رکھنا بلکہ اس گروہ کو فساد سے منع کرنا اور درپے اصلاح ہونا بخوبی عیان ہے۔ اگر ان صاحبونمین سے کسیکو جناب عثمانؓ

کیجانب سے کدورت ہوتی تو یہ وہ موقع تھا کہ علانیہ مخالفت ظاہر کرتے اور اپنے معتقدین کے شریک ہوجاتے۔ واقعی حقیقت تو یہ ہے۔ اب اگر اس کے خلاف کسی روایت سے ظاہر ہو تو راوی کے تعصب یا ضعف روایت پر حمل کرنا چاہیئے۔

روایت ہے کہ جسوقت بلوائیان مصر نے قریب مدینہ منورہ پہونچکر بمقام ذوخشب قیام کیا اس ارادہ سے کہ اگر جناب عثمانؓ خلافت چھوڑ دین یا اپنے عمال کو یک قلم موقوف کر کے انکی شکایات رفع کر دین تو فہوالمراد ورنہ آپکو شہید کر ڈالین۔ جناب عثمانؓ انکے اس ارادہ سے مطلع ہوے حضرت علیؓ کے مکانپر تشریف لاے اور فرمایا۔

عثمانؓ بھائی صاحب آپ خوب جانتے ہین کہ میرے آپکے قرابت قریبہ ہے آپنے میرا حق بہت کچھ ہے۔ دیکھیے۔ یہ بلوائی آے ہین اور عجب نہین کہ کل تک میرے سرپر آجاوین۔ لوگونکے نزدیک آپکی قدر وحرمت ہے اور آپکو بنگاہ عزت وتوقیر دیکھتے ہین۔ آپکا کہنا مانتے ہین اسلیے مین چاہتا ہون کہ آپ ان لوگونکے پاس تشریف لیجاوین اور انکو مجھسے دفع کرین کیونکہ اگر یہ لوگ آکر میرا مکان گھیر لینگے تو میری اہانت ورسوائی کا باعث ہوگا اور انکو دیکھکر اور لوگونکو بھی جرأت وحوصلہ بڑھ جاویگا لہذا جس طرح ممکن ہو انکو واپس کر دیجیے۔

علیؓ مین کس طرح ان لوگونکو آپسے دفع کرون۔ آپ کب میرا کہنا مانتے ہین۔

عثمانؓ آپکے کہے پر چلونگا اور جو راے دیجیےگا اوسکی تعمیل کرونگا۔

علیؓ مین نے اس سے پیشتر آپسے بارہا کہا اور اسی بابت سمجھایا لیکن آپنے

میرا کہنا نہ مانا۔ میرے سامنے تو منظور کر لیا مگر بعد کو پھر گئے اور اپنے وعدہ پر قائم نہ رہے۔ اپنے ہمنشینوں مروان۔ معاویہ۔ ابن عامر۔ ابن ابی سرح اور سعید کے کہنے پر عمل کرتے رہے۔ یہہ ساری کارگذاری مروان اور آپکے ہمنشینون کی ہے۔ آپنے ان لوگونکا کہنا مانا اور میری راے کے خلاف کیا۔ بھلا اب مین کس طرح اور کس بنا پر ان لوگونکو واپس کرون اور انکو کیونکر سمجھاؤن

عثمانؓ۔ اب جیسا آپ کہین گے ویسا ہی کرونگا اور ان لوگونکے کہنے پر مطلقاً عمل نہ کرونگا۔

اس گفتگو اور قول و قرار کے بعد جناب علیؓ تیس اصحاب کبار مہاجرین و انصار کو لیکر سوار ہوے اور بلوائیون کی طرف کوچ کیا۔ اس جماعت مین اصحاب ذیل تھے سعید بن زید۔ ابوجہم عدوی۔ جبیر بن مطعم۔ حکیم بن حزام۔ مروان۔ سعید بن العاص۔ عبدالرحمن بن عتاب بن اسید۔ انصارین سے۔ ابواسید ساعدی۔ ابوحمید۔ زید بن ثابت۔ حسان بن ثابت۔ کعب بن مالک۔ عرب مین سے نیار بن مکرز وغیرہم رضی اللہ عنہم۔ بلوائیان مصر کے پاس پہونچکر جناب علیؓ اور محمد بن مسلمہؓ نے انسے گفتگو کی اور خوب سمجھایا۔ بارے انکی فہمائش اور نصیحت سے مصری راہ راست پر آے اور دونون صاحبونکا کہنا بگوش دل سنکر اسکو قبول کیا اور مصر کی طرف واپس ہوے۔ ابن عُدَیس بلوی نے محمد بن مسلمہ سے کہا مین تم سے کچھہ کہنے کو لوٹنا چاہتا ہون " مگر محمد بن مسلمہ نے کہا خدا سے ڈرو کیا تم اپنے امام اور سردار سے منحرف ہو کر لوٹنا چاہتے ہو کیونکہ اب ہم سے وعدہ ہو چکا ہے کہ کوئی انمین سے نہ لوٹیگا اور کسی طرح کا نزاع و فساد نہ کریگا۔ ابن عدیس نے کہا انشاءاللہ تعالی ہم ایسا ہی کرینگے۔ یہہ کہکر ابن عدیس اپنے گروہ مین چلا گیا۔ جناب علیؓ

اپنے ہمراہیونکے ساتھہ مدینہ منورہ واپس آے اور جناب عثمان رضہ کے پاس آکر مصریونکے
واپس جانے کی اطلاع کی۔(ابن اثیر)

ایک روایت اہل مصر کی نسبت اس طرح ہے کہ جس زمانہ مین مصری مدینہ منورہ آے
ہین جناب عثمان رضہ کو اونکے آنیسے پیشتر خبر ہوچکی تہی لہذا آپنے اون لوگونکا مدینہ مین آنا
اور علانیہ آپسے گفتگو کرنا مناسب نہ سمجھکر یہہ ارادہ کیا کہ مدینہ سے باہر کسی مقام پر اون
لوگوںسے مل لینا چاہیئے اور اونکی خاطر خواہ انتظام کردیا جاے چنانچہ آپ اس ارادہ سے
باہر تشریف لیگئے۔ ایک گانون مین قیام فرمایا۔ جب اہل مصر اس گانون مین پہونچے اونکو
آپکے اس گانون مین موجود ہونے کی اطلاع ہوئی وہ ٹہر گیے اور جس مکان مین آپ مقیم
تہے وہان آے اور آپسے کہا کہ قرآن شریف منگوائیے۔ جب قرآن شریف آگیا کہا۔
ساتوین سورت یعنی سورہ یونس نکالیئے اور پڑہیئے۔ آپنے سورہ یونس نکالی اور پڑہنا
شروع کی۔ جب اس آیت پر قل ارءیتم ما انزل اللّٰہ لکم من رزق فجعلتم منہ
حرامًا و حلالاً ط قل اللّٰہ اذن لکم ام علی اللّٰہ تفترون۔ مصری کہنے لگے۔
اس آیت سے چراگاہ مقرر کرنیکی ممانعت نکلتی ہے۔ آپنے کیون چراگاہ مقرر فرمائی۔ کیا
کوئی خاص خدا کا پروانہ آپکے پاس آگیا ہے یا آپ اللہ پر افترا کرتے ہین۔ جناب عثمان
نے فرمایا۔ اسکا مطلب اور شان نزول مین بیان کرتا ہون یہہ فلان فلان مقدمہ مین
نازل ہوئی ہے۔ باقی رہا چراگاہ کا جواب وہ مجھسے سنو۔ کچھہ یہہ میری ایجاد نہین مجھسے
پہلے جناب عمر فاروق رضہ نے چراگاہ مقرر کردی اور خاص زکوۃ کے اونٹونکے چرنے کے
واسطے زمین علیحدہ کرکے اور لوگونکو اوس زمین پر اپنے اونٹ چرانے سے منع فرمایا۔
جب میرا عہد خلافت ہوا۔ خدانے فتوحات زیادہ کیے۔ زکوۃ کا مال کثرت سے آنے لگا

جانور بہی زیادہ ہوگئے۔ چراگاہ سایق ناکافی سمجہکر مین نے اور زمین اوس مین شامل کی۔ یہہ کون بات محل اعتراض ہے۔ یہہ فرماکر آپ آگے پڑہنے لگے۔ مصری ہر آیت پر ٹوکتے اور آپ پر اعتراض کرتے تہے۔ آپ ہر آیت کا مطلب و رشان نزول بیان فرماکر اونکو جواب شافی دیتے تہے بعد اسکے مصریون نے چند اعتراض آپ پر پیش کئے آپنے اونکو تسلیم کیا اور اقرار کیا کہ بیشک مجہسے خطا ہوئی ہین خدا سے مغفرت چاہتا ہون اور توبہ کرتا ہون آیندہ یہہ کام نکرونگا۔ پہر اون لوگون نے آپسے چند شرائط لکہوائے۔ آپنے اونکی خاطر سے لکہدیئے۔ آپنے بہی اونسے یہہ شرط لی کہ جبتک حسب وعدہ مین اپنی شرطون پر قائم رہون میری اطاعت سے باہر نہ ہونا۔ پہر آپنے فرمایا۔ تم اور کیا چاہتے ہو۔ اونہون نے کہا۔ اہل مدینہ کو تنخواہ و سالانہ مفت نہ دیا جاوے کیونکہ بیت المال ون لوگونکا حق ہے جو کافرونسے لڑے اور اونسے بزور شمشیر مال حاصل کیا ہے۔ یا اصحاب رسول خدا حقدار ہین اونکو ملنا چاہیئے۔ آپنے اونکا یہہ کہنا بہی منظور فرمایا۔ پہر وہ لوگ آپکے ساتہہ مدینہ مین آئے اور آپسے ہر طرح راضی تہے۔ یہان آپنے لوگونکو جمع کرکے خطبہ دیا اور اوسمین بیان فرمایا۔ واللہ اہل مصر سے بہتر کوئی آنیوالا میرے پاس نہین آیا۔ انکی بدولت مین نے اپنی خطاؤنسے توبہ کی۔ اہل مدینہ خبردار ہوجاوین جسکی زمین ہو وہ کاشتکاری مین بسر کرے اور جسکے پاس جانور ہون وہ اونسے اپنی معیشت و گذران کا سامان کرے۔ بیت المال سے مفت کسیکو کچہہ نہ ملیگا۔ یہہ مال ونہین صاحبونکا ہے اور وہی حقدار ہین جنہون نے معرکون مین جہاد کئے اور تلوار چلائی اور یا اصحاب رسول خدا بوجہ شرافت کے مستحق ہین انکا وظیفہ مقرر رہیگا۔ اہل مدینہ اس فقرہ سے ناخوش ہوئے اور کہا۔ بنی امیہ کی یہ چال و

مکر ہے۔ بعد اسکے مصری راضی خوشی واپس گئے۔ (ازالۃ الخفا)

جب مصری واپس گئے اوسکے دوسرے دن صبح ہوتے ہی مروان نے جناب عثمانؓ کیخدمتمین حاضر ہوکر عرض کیا۔ امیرالمومنین آپ لوگونکو مجتمع کرکے خطبہ دیجیے اور یہہ ظاہر فرمایئے کہ اہل مصر واپس گئے اور جو کچہ ان لوگونکو شکایتین تہین اور جنکی بنا پر وہ یہان آے تہے وہ سب جہوٹی تہین تحقیق کرنے سے اونکی غلطی ثابت ہوئی آپ یہہ کام اس سے پہلے کرلین کہ لوگ اور ملکون کے آئین اور ایسے ہی واقعات آپکے پیش کرین جنکی برداشت آپ نہ کرسکین جناب عثمانؓ مروان کے کہنے سے خطبہ دینے کو کہڑے ہوے۔ جیسے ہی چند الفاظ آپکی زبان سے نکلے تہے کہ چارون طرف سے آواز آنے لگی اتق اللہ یا عثمان وتب الی اللہ۔ اے عثمانؓ اللہ سے ڈرو اور اوسی کی طرف رجوع کرو۔ ایک طرف سے عمرو بن العاص نے کہا۔ اے عثمان خدا سے ڈرو کیونکہ تم نے بڑے کامونکا بارا وٹہایا ہے اور تمہارے ساتہہ ہم ہی اوسمین پہنسے ہین لہذا تم اور ہم دونون خدا کی درگاہ مین توبہ کرین۔ امیرالمومنین جناب عثمانؓ نے ہاتہہ اوٹہا کر فرمایا۔ اللہم انی تائب۔ خداوندا مین توبہ کرتا ہون۔ اسکے بعد عمرو بن العاصؓ فلسطین کی طرف چلے گئے اور وہان اپنے قصر مین مقیم رہے۔ بعد چند سے جناب عثمانؓ کے حصار و شہادت کی خبر مشہور ہوئی۔ بعضون نے کہا ہے کہ جب جناب علیؓ مصریونکو فہمائش کرکے واپس ہوے جناب عثمانؓ کے پاس آے اور آپسے کہا۔ آپ لوگونمین جاکر اونسے بات چیت کرین اور اپنے دلی خیالات اون لوگون پر ظاہر کرین۔ اپنے حالات پر خدا کو گواہ کرکے اون لوگونکو سنایئے تاکہ آپکے حالات اونکو معلوم ہوجاوین قبل اسکے کہ اور مفسدین دوسرے شہرون سے آئین۔ یہہ جلسہ

مسجد مین ہوا ور برسر منبر اپنی اون تقصیرات کا جو آپ سے وقوع پذیر ہوئی ہین سب کے روبرو اعتراف کرکے آیندہ کیواسطے تدارک مناسب اور اطمینان عوام کر دیجیے۔ ہر خاص عام کی دلداری اور تسکین قلوب کیلئے چند کلمات ایسے بیان کیجیے جو مشتمل بر وعدہا ے اکرام و انعام ہون تا کہ یہہ خبر منتشر ہوکر خلقت آپکی جانب بالطبع مائل اور ایسے دلی الفت و انس کرنے لگے ورنہ درصورت عدم اعتراف تقصیرات و قطع اُمید آیندہ اندیشہ فساد ہے کیونکہ تمام بلاد مین ایک شورش ہو رہی ہے اور سب آپکی مخالفت پر کمربستہ ہین۔ مجھکو ابھی اطمینان نہین ہوا مین ڈر رہا ہون کہ کہین اہل بصرہ و کوفہ اسیطرح آکر آمادہ فساد نہون اور آپ مجھسے پھر کہین کہ اے علیؑ مفسدون کے پاس جاؤ اور انکو سمجھاؤ۔ اگر مین جانے مین تامل کرونگا تو آپ کہینگے کہ حق قرابت قطع کرتے ہو اور میرا حق خفیف سمجھتے ہو۔ یہ سنکر جناب عثمانؓ باہر تشریف لائے خطبہ دیا۔ لوگونکے روبرو توبہ کی اور حمد و نعت کے بعد ارشاد فرمایا مین پہلا شخص ہون جس نے ازخود نصیحت قبول کی مین اللہ تعالی سے معافی چاہتا ہون اوس سے جو مین نے کیا ہے اور اوسی کیطرف رجوع کرتا ہون اور جو کچھہ کیا اوس سے علیحدہ ہوکر توبہ کرتا ہون جب مین خطبہ سے فارغ ہون تو تمہارے شرفا آئین اور مجھکو راے دین قسم خدا کی اگر مجھکو راستی غلام کر دیگی تو مین غلامون ہی کی طرح مطیع رہونگا اور غلامون ہی کیطرح راستی کی اطاعت کرونگا اور اللہ کے سوا اور طرف راستہ نہین۔ بخدا مین تم سبکو رضامند کرونگا۔ مروان اور اوسکے ساتھیون سے علیحدہ رہونگا اور تم سے کچھہ پوشیدہ نہ رکھونگا۔ یہہ فرما کر آپ خود بھی روے اور حاضرین کو بھی رولایا یہانتک وہ روے کہ اونکی ڈاڑھیان آنسوؤن سے تر ہوگئین۔ (ابن اثیر)

جناب عثمانؓ اسقدر بیان فرماکر منبر سے اوتر آے اور اپنے گھر چلے گئے۔ پھر جناب علیؓ نے اس مجمع مین کھڑے ہوکر فرمایا۔ اے یارو۔ امیرالمومنین عثمانؓ کو جو کہنا واجب تھا اور جوان پر حق تھا وہ انہون نے صاف صاف بیان کردیا اب ان پر کسی قسم کا الزام باقی نہین رہا۔ آپ سب لوگونکو چاہیئے کہ ظاہر و باطن انکی اطاعت قبول کرین کسی طرح انکے خلاف نہ کرین اور انکو اپنا خلیفہ اور سردار برحق مانین۔ (روضۃ الصفا)

خطبہ دیگر جب آپ اپنے مکان پر پہونچے تو چند آدمیونکو بنی امیہ مین سے جو خطبہ مین حاضر نہ تھے جنمین مروان اور سعید بھی تھے اپنے مکان مین پایا۔ جب آپ بیٹھ گئے مروان بولا۔ اے امیرالمومنین۔ مجھکو کچھ کہنا ہے اگر ارشاد ہو عرض کرون قبل اسکے کہ آپ کچھ فرماوین۔ آپکی بی بی نائلہ بنت فرافصہ بول اوٹھین بس تم خاموش رہو۔ تمکو دخل دینا ان معاملات مین زیبا نہین مروان بولا۔ تم اور ہمکو روکو اور بات نہ کرنے دو۔ خدا کی شان۔ تمہاری کیا ہستی ہے واللہ تمہارے باپ کو جو مرگئے مین وضو کرنے تک کا بھی تو سلیقہ نہ تھا۔ بی بی نائلہ نے کہا۔ اے مروان۔ اپنی زبان بند کرو۔ زیادہ حد سے نہ بڑھو۔ میرے باپ کا ذکر جانے دو وہ تو مرگئے۔ تم اونپر جھوٹ بہتان لگاتے ہو۔ ہان تمہارے باپ زندہ البتہ ایسے ہین کہ اپنی جان تک نہین بچا سکتے۔ واللہ۔ اگر تمہارے باپ انکے (جناب عثمانؓ کی طرف اشارہ کرکے) چچا نہ ہوتے اور اون کے برا کہنے مین انکو رنج نہ ہوتا تو مین تمہارے باپ کا کچا چٹھا کہہ ڈالتی جسمین ذرا بھی جھوٹ نہ ہوتا مروان۔ (بی بی نائلہ سے پیچھا چھوڑاکر جناب عثمانؓ سے) کہنے لگا۔ مجھکو کچھ عرض کرنا ہے آپنے فرمایا کہو کیا کہتے ہو۔ مروان نے عرض کیا۔ میرے والدین آپ پر فدا ہون۔ اس خطبہ کیلیے جو آپنے اسوقت مجمع عام مین فرمایا ہے میری پہلے ہی سے راے تھی اور مین نے

آپ سے پہلے ہی عرض کیا تھا مگر اوس وقت آپنے پسند نہ فرمایا اور مین نے ترغیب دی تھی لیکن آپنے کچھہ توجہ نہ فرمائی۔ اب اسوقت آپکا یہہ کلام بے وقت ہوا۔ گناہ پر قائم رہنا مگر دل مین نادم ہونا اوس توبہ سے اچھا ہے جو دل سے نہ ہو بلکہ خوف دلانے سے ہو آپ چاہتے تو صرف توبہ کر لیتے مگر اپنی خطاؤنکا اقرار بر ملا سب کے سامنے نہ کرتے۔ اب کیا ہوسکتا ہے جو کچھہ ہونا تھا ہوچکا۔ مروان کے ساتھہ اور دیگر اشخاص بنی اُمیہ نے بھی جو وہان تھے آپکو اس خطبہ دینے پر ملامت کی۔ آپکی بیوی نائلہ نے ہر چند سب کو جھڑکا لیکن اونھون نے کچھہ خیال نہ کیا برابر جناب عثمانؓ کو توبہ کرنے اور خطبہ دینے پر نصیحت و ملامت کرتے رہے۔ اس عرصہ مین چند لوگ دروازہ پر آکر مجتمع ہو گئے۔ آپنے مروان سے فرمایا تم جاکر ان لوگونسے بات چیت کرو۔ مجھکو انکے سامنے جاتے شرم آتی ہے۔ مروان نے دروازہ پر آکر دیکھا تو لوگونکی بھیڑ لگی تھی ایک دوسرے پر چڑہے آتے تھے۔ مروان نے نکلکر کہا۔ تمکو کیا ہو گیا ہے۔ تمہاری کیا حالت ہے۔ تم کیون جمع ہوے ہو۔ کیا لوٹ مار کی غرض سے آے ہو۔ تمہارے منہ جُھلس جاوین۔ ارے کمبختو۔ کس کا قصد کیا ہے اور کس پر چڑہائی ہے۔ کیا تم اس ارادہ سے ہمپر چڑہکر آے ہو کہ ہمارا ملک ہم سے چھین لو خبردار۔ ہمارے پاس سے چلے جاؤ اور کبھی یہہ قصد نہ کرنا۔ واللہ اگر تم نے کسی قسم کا قصد کیا تو ہم تم پر ایسا بوجھہ ڈالین گے جسکو تم نہ اوٹھا سکو گے اور یہہ اپنی خراب راے پر پچھتاؤ گے۔ جاؤ اپنے اپنے مکانات کی طرف لوٹ جاؤ۔ بخدا جو ہمارے قبضہ مین ہے اوس سے ہم تم سے کسی طرح مغلوب نہین ہین۔ مروان کے اس کلام سے سارا مجمع تتر بتر ہو گیا۔ کچھہ لوگ اونمین سے جناب علیؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور مروان کی اس کارروائی اور گفتگو سے خبر دی۔ آپ یہہ سنکر سخت ناراض ہوے اور عبدالرحمن بن اسود بن

عبد یغوث سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا تم نے کل عثمانؓ کا خطبہ اور آج مروان کا کلام سنا ہے۔ اے اللہ کے بندو۔ اے مسلمانو مجھکو تدبیر بتلاؤ عجب مخمصہ مین پڑا ہون جب مین گھر بیٹھ رہتا ہون تو عثمانؓ کہتے ہین کہ تم نے مجھے چھوڑ دیا میری قرابت وحق کا کچھ بھی پاس نہ کیا۔ لیکن جب اونکے واسطے کوشش کرتا ہون اور کسی کام مین دخل دیتا ہون تو مروان کے کہنے سننے سے لٹو نکے کھیل کی طرح اولٹ پلٹ دیتے ہین۔ مروان ان پر ایسا حاوی ہو رہا ہے کہ جہان اوسکا جی چاہتا ہے چلاتا ہے تعجب ہے کہ باوجود مسن ہونے اور آنحضرت صلعم کی صحبت سے مشرف ہونے کے مروان کے اس طرح قابو مین ہین کہ جس کل وہ چلا دے چلاے اور یہ دم نہین مارتے یہ فرما کر جناب شیر خدا طیش مین آکر غضبناک حالت مین اوٹھے اور سیدھے جناب عثمانؓ کے پاس جا کر مروان کے کہنے پر عمل کرنے اور اوسکی راے اختیار کرنے پر بہت کچھ نصیحت اور ملامت کی اور فرمایا۔ مروان نے آپکو بگاڑا اور اوسکے کہنے سے آپ تباہ ہوے۔ اوسنے آپکو دین وعقل سے برگشتہ کر دیا۔ اوسکی اور آپکی مثال بالکل سواری کے اونٹ کی سی ہے کہ سوار جدھر چاہے لیجاے وہ اوسکے ساتھ ہی اوسکا مطیع۔ واللہ مروان کی عقل وسمجھ نہ تو اوسکے دین کے حق مین اور نہ خاص اوسکی جان کے بارہ مین ٹھیک ہے۔ بخدا وہ آپکو بُری جگہ لیجا کر چھوڑ دیگا۔ بخدا اب آج سے مین آپ کے پاس نہ آؤنگا اور نہ کبھی آپکے کام مین دخل دونگا اور نہ کبھی نصیحت کرونگا۔ مروان آپ کی راے پر مسلط ہو گیا ہے اور وہ آپکی تمام شرافت زائل کیا چاہتا ہے۔

تو بخویشتن چہ کر دی کہ بما کنی نظیری		بخدا کہ لازم آمد ز تو احتراز کردن

یہ کہکر جناب علیؓ تشریف لیگئے انکے جانیکے بعد آپکی بیوی نائلہ آئین اور کہا۔ مین نے جناب علیؓ کی گفتگو سب سنی۔ اب وہ آپکے پاس نہ آوینگے وہ آپ سے ناراض ہو گئے ہین

کیونکہ آپنے مروان کا کہا مانا۔ مروان جہاں چاہیگا آپکو لے جاویگا۔ امیر المومنین نے پوچھا پھر اب مین کیا کرون۔ نائلہ نے جواب دیا۔ آپ خدا سے ڈرین۔ حضرات شیخین کا طریقہ اختیار کرین کیونکہ مروان کی اطاعت مین سراسر آپکا نقصان ہے۔ وہ آپکو ہلاک کر دیگا لوگونکے نزدیک مروان کی نہ قدر ہے نہ کچھ عزت۔ نہ اسکا کسیکو ڈر و خوف ہے اور نہ لوگ اس سے محبت کرتے ہین۔ اسیکی بدولت لوگون نے آپکو بھی چھوڑ رکھا ہے۔ اب آپکو مناسب ہے کہ جناب علیؓ کو بلایئے اونسے معذرت کیجئے اور اونسے رای لیجئے کیونکہ وہ آپکے قرابت دار عزیز ہین وہ آپ کا کہنا مانین گے۔ آپنے غضب کیا کہ مروان بے عقل و نادان کے کہنے سے جناب علیؓ جیسے محب۔ مخلص وفادار۔ بہبودی خواہ مصلح۔ خیر طلب پھر آپکے عزیز قرابت دار۔ ذی مرتبہ شخص کو اپنے پاس سے ناخوش اور افسوس ناک حالت مین چلا جانے دیا۔ اب وہ کبھی آپکے پاس نہ آوینگے۔

بی بی نائلہ کی صلاح سے آپنے جناب علیؓ کے پاس آدمی بھیجکر اونکو طلب کیا مگر آپ تشریف نہ لاے۔ یہہ جواب دیا۔ عثمانؓ کو مین خود جتا کر آیا ہون کہ مین اب آپکے گھر نہ آؤنگا۔ مروان نے جب سنا کہ بی بی نائلہ میری نسبت جناب عثمانؓ کو سمجھا رہی ہین اور میری شکایت کر رہی ہین وہ دوڑا آیا اور آپکے سامنے بیٹھ کر نائلہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا۔ اے فرافصہ کی بیٹی۔ جناب عثمانؓ نے کہا خبردار انسے کوئی بات نہ کرنا۔ خدا کرے تمہارا منہ کالا ہو۔ نائلہ ہی میری دوست اور خیر خواہ ہے۔ یہہ سنکر مروان باز رہا۔ جناب عثمانؓ رات کے وقت جناب علیؓ کے مکان پر تشریف لیگئے اور بعد اظہار عذر بسیار فرمایا۔ اب مین کبھی آپکے خلاف نہ کرونگا اور جو کچھ راے دیجئے گا اسی پر عمل پیرا ہونگا۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا۔ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ کل

آپ نے آنحضرت صلعم کے ممبر پر چڑہکر کیا کہا تہا اور توبہ استغفار کی مگر اسکے بعد جب آپ گہر مین آے تو مروان نے آپکے دروازہ پر کہڑے ہوکر لوگونکو گالیان دین اور ایذا پہونچائی۔ جناب عثمان رضؓ نے جواب دیا۔ مین تسلیم کرتا ہون۔ میری معذرت قبول کیجیے۔ مین اقرار کرتا ہون کہ آیندہ آپکی راے پر عمل کرونگا واقعی مین سخت خفیف ہوا اور لوگونکو مجہہ پر جرأت ہوئی۔ جناب علی رضؓ نے فرمایا۔ واللہ مین لوگون کو نہایت آسانی سے دور کردونگا اور حتی الامکان آپکی حفاظت کرونگا مگر افسوس۔ جب مین آپکی بہلائی اور خیر خواہی مین کچہہ کرتا ہون تو دوسرے وقت مروان پہونچکر اوسکے خلاف پر آپکو اوبہارتا ہے پس آپ اوسکے کہنے پر عمل کرنے لگتے ہین اور میرے قول کو بہول جاتے ہین پہر سارا کہیل بنا بنایا بگڑ جاتا ہے۔

بعضون کا قول ہے کہ جب جناب عثمانؓ محصور ہوے ہین تو جناب علی خیبر مین تہے جب آپ مدینہ مین آے تو لوگونکو حضرت طلحہ رضؓ کے پاس مجتمع پایا۔ جناب عثمان رضؓ انکے مکان پر تشریف لیگئے اور فرمایا۔ اے علی رضؓ میرے حق آپ پر بہت کچہہ ہین۔ اسلام کا حق ہے۔ بہائی ہونیکا حق ہے۔ قرابت داری کا حق ہے۔ ہم زلف ہونیکا حق ہے اور بغرض تقدیر اگر جاہلیت کا زمانہ ہوتا تو بہی بنی عبد مناف کیلیے یہہ امر باعث ننگ تہا کہ بنو تیم انکے قبضہ سے حکومت چہینے۔ جناب علی رضؓ نے کہا۔ ابہی حال معلوم ہوا جاتا ہے مین بغرض دریافت حالات جاتا ہون۔ یہہ کہکر آپ مسجد مین آے۔ وہان اُسامہ موجود تہے آپنے انکا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین لیا اور انکے ساتہہ طلحہ رضؓ کے پاس تشریف لیگئے۔ اسوقت طلحہ رضؓ گہر مین تہا تہے (مشہور ہے کہ ایک جماعت مفسدین طلحہ رضؓ کے پاس آمد و رفت رکہتی تہی اور لوگونکا خیال تہا کہ مفسدین کے مددگار اور

مشیر کار طلحہؓ ہین -) آپنے فرمایا - اے طلحہ یہہ کیا معاملہ ہے - طلحہؓ نے کہا - یا ابا الحسن
البعد ما مسن الحزام الطبیین - کیا بعد اسکے کہ تنگ ڈھیلا ہو کر چھاتیون سے
لگ گیا - اے ابو الحسن - جناب علیؓ طلحہؓ کے پاس سے بیت المال کی طرف آئ اُسکے
کھلوانیکو کنجی طلب کی جب کنجیان نہ ملین تو آپنے قفل توڑکر لوگونکو جسقدر ہتا سب
تہا تقسیم کیا - لوگ طلحہؓ کے پاس سے چلے آے اور روپیہ لینے لگے - طلحہ صرف اکیلے
رہ گئے - جناب عثمانؓ کو اس سے بہت مسرت ہوئی - بعد اسکے طلحہؓ جناب عثمانؓ
کے پاس آے اور کہا - اے امیر المومنین مین نے کچھ چاہا تہا مگر خدا نے اوسکے خلاف
کیا - آپنے فرمایا - تم تائب نہین ہوے بلکہ مغلوب ہو کر آے ہو - اے طلحہ خدا تمکو
کافی ہے وہی تمکو سمجہہ لیگا - (ابن اثیر و ابن خلدون)

ہم اوپر لکھہ آے ہین کہ عمرو بن العاصؓ مدینہ چہوڑکر اس ہنگامہ مین فلسطین چلے گئے
تہے - اونکا قول ہے کہ مین عثمانؓ کے مخالف ہو گیا اور جس کسی سے ملتا انکی مخالفت
پر اوبہارتا یہانتک کہ بکریونکے چرواہے سے بہی یہی کہتا -

ایک روز کا ذکر ہے کہ عمرو بن العاص بمقام فلسطین اپنے محل مین تہے - انکے
پاس انکے دو بیٹے اور محمد بن عبد اللہ - سلامہ بن روح جذامی - بہی تہے - اس درمیان
ایک سوار مدینہ سے انکے پاس ہو کر گذرا - انہون نے مدینہ کا حال دریافت کیا اور
جناب عثمانؓ کی بابت استفسار فرمایا - اوسنے کہا - آپ محصور ہین - بلوائیونکی یورش
ہے - عمرو بنؓ العاص نے کہا - اب داغ دینے کی تیاری ہے لوہا آگ پر گرم ہو رہا ہے
وہ سوار چلا گیا پہر دوسرا سوار اودہر سے نکلا اوس سے بہی دریافت کیا - اوسنے کہا -
جناب عثمانؓ شہید ہوے - عمرو بن العاصؓ بولے - بہلا مین جس زخم کو ذرا بہی چہیڑ دون

پہر وہ کیسے نہ زور کرے۔ سلامہ بن روح نے کہا۔ اے اہل قریش تمہارے اور عرب کے بیچ مین ایک دروازہ بند تہا جسکو تم نے توڑ دیا۔ دیکھو۔ اب روز کی لڑائیان اور فساد اوٹھہ کہڑے ہوے حضرت عمرو بن العاص بولے۔ ہم نے تو حق کو جہوٹ کے محاصرہ اور قید سے نکالنا چاہا تہا تاکہ سب لوگ راہ حق اور رسید ہے راستہ پر آجاوین۔ (ابن اثیر)

اولاً اس روایت مین کلام ہے معلوم نہین کس درجہ کی ہے بر تقدیر صحت ہم کہتے ہین کہ عمرو بن العاص کو جناب عثمان رضی سے خصومت اور دلی رنجش سابق سے تہی یعنی جسوقت انکو حکومت مصر سے معزول کیا اور عبداللہ بن ابی سرح کو انکی جگہہ مامور کیا گیا اگر ان سے ایسی حرکت صادر ہوئی تو تعجب کیا۔ اسی قسم کی ایک روایت اور بہی ہے کہ اس ہنگامہ مین اہل مدینہ صحابہ وغیرہم نے اطراف بلاد مین خطوط اس مضمون کے لکہہ بہیجے کہ اگر جہاد کرنا ہو تو یہان مدینہ پہونچو تمہارے خلیفہ نے دین محمدی کو بگاڑ رکہا ہے۔ آؤ اور اسکی اصلاح کرو۔ اوپر کے بیانات اس روایت کی تردید و تکذیب کرتے ہین صحابہ کرام کی مدد و نصرت اور بلوائیونکو دفع کرنا صاف کہہ رہا ہے کہ یہہ روایت بالکل پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہین کہ یہہ روایت صحیح ہے مگر دراصل خط لکہنے والے صحابہ نہ تہے بلکہ اونکی طرف سے اور اونکے نام سے مفسدین اشرار تابعان ابن سبا نے یہ کارروائی کی ہو تو کیا عجب۔ ہم اوپر لکہہ آے ہین کہ ابن سبا کی شرارت سے تمام ملکو مین جناب عثمان رضی اور آپکی عمال کے ظلم و تعدی کی خبرین مشہور ہو گئی تہین جو عند التحقیق بالکل بے اصل اور غلط نکلین ممکن ہے کہ مدینہ منورہ مین بہی ابن سبا کے توابع موجود ہون اور جسطرح اور شہرونکی نسبت افواہین اوڑائین اہل مدینہ و صحابہ رضی کی نسبت بہی یہہ خبرین مشہور کردین بر تقدیر صحت روایت ہذا اکابر صحابہ کرام جیسے جناب علی رضی طلحہ رضی زبیر رضی وغیرہم

وامہات مومنین رضی اللہ عنہن کی نسبت نفاق یا تقیہ کا گمان کیا بلکہ پورا ثبوت ہوتا ہے
کیا حضرت علیؓ و دیگر صحابہ کا گروہ مخالفین کو سمجہانا اور دفع کرنا منافقانہ تہا۔ حاشا
وکلّا۔ استغفر اللہ۔ ہم یہہ اعتقاد نہ رکہین گے اور نہ اپنے بزرگان دین و مقتدایان
اسلام کی نسبت نفاق و تقیہ جائز رکہہ سکتے ہین۔ بعضون کا قول ہے کہ قبل زمانۂ
محاصرۂ جناب عثمانؓ محمد بن ابی بکرؓ اور محمد بن ابی حذیفہ مصر مین لوگونکو جناب عثمانؓ
کی مخالفت پر ابہار رہے تہے جب ماہ رجب مین باغیان مصر بسرداری عبد الرحمن بن
عدیس بلوی بظاہر حج و عمرہ کرنیکو اور درحقیقت بارادۂ قتل جناب عثمانؓ یا خلع خلافت
آپکے مصر سے نکلے اور بجانب مدینہ روانہ ہوے تو جو کوئی انسے پوچہتا کہ تم لوگ فوج کی
فوج کہان جاتے ہو تو یہہ کہتے حج کا ارادہ ہے مگر پہلے مدینہ منورہ واسطے زیارت مسجد
نبوی اور روضہ پاک کے جاوینگے۔ اسی جماعت مین محمد بن ابی بکرؓ بہی تہے۔ محمد بن حذیفہ
مصر مین ٹہیرے رہے۔ بعد روانگی ان لوگونکے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح حاکم مصر نے
دربار خلافت مین یہہ اطلاع کی کہ اہل مصر بظاہر حج و عمرہ کے نام سے نکلے ہین اور مدینہ منورہ
کو باظہار نیت زیارت آتے ہین مگر درحقیقت انکی نیت فاسد ہے اور انکا ارادہ کچہہ
اور ہے۔ درپردہ آپکی خلع خلافت یا دشمنان جناب کے قتل کا قصد ہے۔ جناب عثمانؓ
کو جب یہہ حال معلوم ہوا آپنے اہل مدینہ کو جمع کرکے یہہ خطبہ پڑہا۔ افسوس۔ اہل مصر نے
بہت جلد فتنہ برپا کر دیا۔ یہہ سمجہتے ہین کہ مین عرصہ دراز تک زندہ رہونگا۔ بخدا اسے
لایزال۔ اگر مین انکو چہوڑ کر مر جاونگا تو میرے بعد یہی لوگ تمنا کرینگے کہ کاش بعوض
ہر دن کے ایک ایک برس میری عمر کے دن بڑہ جاتے اور مین ان لوگونمین تا زمانہ
دراز زندہ رہتا۔ کیونکہ میرے بعد ان پر سخت حوادث کا اثر پہونچیگا۔ خون کی ندیان

پھینگی۔ بازارقتل گرم ہوگا۔ فتنہ وفساد کا شیوع ہوگا۔ ظاہرداری وخودپسندی پھیل جاویگی۔ احکام خدامین تغیر وتبدل پیدا ہوجاویگا۔ جسوقت ابن ابی سرح حسب طلب جناب عثمانؓ بعدروانگی مصریان مدینہ کو چلے گئے اور مصر خالی ہوگیا۔ تو محمد بن حذیفہ جواسی تاک مین رہگئے تھے موقع پاکر حکومت مصر پر مسلط ہوگئے اور تمام شہر کو اپنا مطیع کرلیا۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ابھی ایلہ تک پہونچے تھے کہ انکو محمد بن حذیفہ کے مصر پر مسلط ہوجانیکی خبر پہونچی اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ مصریون نے مدینہ پہونچکر جناب عثمانؓ کا محاصرہ کرلیا ہے۔ مجبور مصر واپس گئے مگر یہان تو طرح محمد بن ابی حذیفہ کی حکومت جم گئی تھی اور اونکا اوکھڑنا مشکل تھا اہل شہر بھی سب انکے طرفدار تھے عبداللہ بن سعد شہر مین نہ گھسنے پاے۔ تمام اہل شہر انکے مزاحم ہوے اب یہہ مصر سے فلسطین آکر مقیم ہوے یہانتک کہ جناب عثمانؓ شہید ہوگئے۔

محمد بن ابی بکر کی مخالفت قبل واقعہ خط کے سمجھی نہین جاتی۔ اسوقت تک توانکو جناب عثمانؓ سے بظاہر کوئی مخاصمت نہ تھی البتہ جب مصری خط پاکر دوبارہ لوٹے ہین اوسوقت سے بنا مخالفت قائم ہوئی ہے۔ شاید بطمع حکومت یہہ کارروائی انہون نے کی ہو۔ انکا مصر مین قیام کرنا اور مصریونکے ساتھہ آنا توثابت ہی۔ ابن اثیر نے یہہ روایت بہ لفظ (قیل) سے جو ضعف روایت کا لفظ ہے نقل کی ہے۔

استغاثہ مصریان وماموری محمد بن ابی بکرؓ برحکومت مصر

ہم سابق مین لکھہ آے ہین کہ جناب علی مرتضیٰؓ اور دیگر صحابہ کبارؓ کی سعی وکوشش ووعظ ونصیحت اور فہمائش سے گروہ اشرار مدینہ منورہ سے چلے گئے۔ مصریون نے یہہ

شکایت پیش کی تہی کہ عبداللہ بن سعد گورنر مصر ہم لوگو پر سختی اور ظلم کرتے ہین لہذا ہم چاہتے ہین کہ اونکی جگہہ دوسرا شخص مصر کی حکومت پر بہیجا جاوے تاکہ ہماری فریاد سنے اور ہماری حق رسی کرے۔ جناب علی رضؓ نے اونکو اطمینان دلایا تہا کہ تمہاری مرضی کے موافق ایسا ہی کیا جاویگا چنانچہ مصری بہی واپس گئے تہے (دیگر روایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل مصر کا اس مرتبہ آنا ماہ رجب مین ہوا ہے۔ شوال مین دوبارہ بطور استغاثہ کے آے ہین اور پہر محمد بن ابی بکرؓ کے ہمراہ واپس ہوکر راستہ سے پلٹ آے اور محاصرہ کیا) انکے جانیکے بعد جناب عثمانؓ نے عبداللہ بن سعد حاکم مصر کو پروانہ لکہا جسمین اونکے مظالم کی شکایت اور عتاب آمیز کلمات تہے۔ اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ عبداللہ بن سعد نے ان لوگون پر اور بہی سختی کی اور اس جرم پر کہ یہہ لوگ دارالخلافت تک انکی شکایت لے گئے بعضون کو جیلخانہ بہیج دیا اور بعضونکو اسقدر مارا کہ اس صدمہ سے مرگئے۔ اس جابرانہ کارروائی اور خون ناحق سے اہل مصر سخت برافروختہ ہوے اور سات سو آدمی مصر سے استغاثہ کے واسطے مدینہ منورہ مین آکر مسجد نبوی مین اوترے۔ شرفاے مدینہ واکابر صحابہؓ کیخدمت مین حاضر ہوکر تمام ماجرا عرض کیا اور کہا ہم اس مرتبہ اس غرض سے آے ہین کہ عبداللہ بن سعد گورنر مصر کے ظلم برداشت کرنیکی اب ہمکو تاب نہین رہی۔ کہان تک ظلم وستم سہین۔ ہم فریادی دادخواہ ہین۔ عبداللہ بن سعد کو مصر کی حکومت سے معزول کرکے دوسرا حاکم مصلح انکی جگہہ اس منصب پر مقرر کیا جاے اور خون ناحق کا قصاص اوس سے لیا جاے۔ آپ سب صاحب ہمارے واسطے خلیفہ کے حضور مین سفارش کرین۔ جناب علیؓ یہہ کیفیت سنکر امیرالمومنین جناب عثمانؓ کے پاس تشریف لاے اور فرمایا۔ آپنے عبداللہ بن سعد کے ظلم اور ناحق خونریزی کے قصے سنے۔ لوگ انکے فریادی آے ہین۔ اب اگر عبداللہ بن سعد

اس عہدے سے معزول نہ کیے جائینگے تو کوئی دم مین فتنۂ عظیم برپا ہوگا۔ اب نصیحت اور زبانی فہمائش سے کام نہین چلتا۔ بہتر ہے کہ عمال کی تبدیلی بغرض رفاہ عام و دفع شورش عوام مناسب طور سے کر دیجیے۔ یہی پیغام طلحہؓ بن عبداللہ اور جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے آپکے پاس بہیجا۔ جناب عثمان رضؓ نے اسکے جواب مین فرمایا جس شخص کی نسبت اصحاب کی رائے ہو اور مصری لوگ جسکو پسند کرین اوسکو عبداللہ بن سعد کی جگہہ مامور کردون سبہون نے محمد بن ابی بکرؓ کو اس کام کے واسطے انتخاب کیا۔ جناب عثمان رضؓ نے حسب خواہش مصریان وبموجب رائے اصحاب باصفا کے محمد بن ابی بکر کے نام گورنری مصر کا فرمان لکھہ دیا اور ایک گروہ مہاجرین وانصار کو انکے ہمراہ مصر کیطرف روانہ فرمایا تاکہ اس جماعت کی اتفاق رائے سے عبداللہ بن سعد کا مقدمہ اور دعوے خون ناحق کا فیصلہ بموجب عدالت وقانون شرعی طے کردین۔

القصہ محمد بن ابی بکرؓ اور اہل مصر سب کے سب راضی خوشی مدینہ منورہ سے روانہ ہوئی یہہ لوگ تین منزل مدینہ سے گئے ہونگے کہ انکو ایک حبشی غلام ملا۔ وہ نہایت مضطرو بدحواس سراسیمہ وحیران۔ ایک صدقہ کے اونٹ پر سوار نظر آیا اور بروایت خمیس جناب عثمانؓ کا وہ اونٹ تہا جو نہایت تیزی سے مسافت طے کر رہا تہا۔ ان لوگون نے اوسکو متوحش پاکر دریافت کیا (بروایت ابن اثیر اس غلام کا نام ابوالاعور سلمی ہے) تو کون ہے۔ تیرا کیا حال ہے اور تجہپر کیا حادثہ گذرا کہ اس طرح پریشان ہے۔ کیا کسی کے ڈر سے بہاگا جاتا ہے یا کوئی ایسا کام ضروری درپیش ہے جسکی وجہ سے یہہ عجلت اور وحشت ہے غلام حبشی نے کہا کہ مین امیرالمومنین کا غلام ہون مجہکو عامل مصر کے پاس بہیجا ہے۔ ایک شخص ہمراہیان محمد بن ابی بکرؓ نے کہا کہ مصر کے حاکم وعامل تو یہہ ہین جو ہمارے ساتہہ مصر ہی کو

جاتا ہے بین غلام نے جواب دیا کہ مجھکو تم سے کچھ غرض نہیں نہ اُنکے پاس جاتا ہون- لوگون نے اوسکو جانے دیا اور محمد بن ابی بکرؓ سے سارا قصہ آکر بیان کیا- اونہون نے اوس غلام کو پکڑ بلوایا اور دریافت کیا-

محمد- تو کون ہے-

غلام- مین غلام ہون- (پہر حیلہ وحوالہ کرنے لگا- کبھی کہتا مین امیر المومنین کا غلام ہون کبھی اپنے کو مروان کا غلام بتلاتا)

محمد- تجھکو کہان اور کسکے پاس بہیجا ہے-

غلام- عامل مصر کے پاس-

محمد- کس کام کو بہیجا ہے-

غلام- پیغام لئے جاتا ہون-

محمد- تجھکو کوئی خط عامل مصر کے نام دیکر بہیجا ہے-

غلام- نہین خط کوئی نہین ہے صرف زبانی پیغام دیا ہے-

لوگونکو اسکے کلام مذبذب سے اسکی نسبت شک گذرا اور اسکی تلاشی لی- اسکے کپڑے سامان سب ڈہونڈہا مگر خط کا پتہ نہ چلا- آخر کار اسکے پاس ایک پانی کی چھاگل تہی جو بالکل خشک تہی ایک شخص نے اوسکو اوٹہا کر ہلایا تو کچھ آواز کہڑکہڑاہٹ کی سُنی گئی- چارونطرف ہلاڈلا کر دیکہا مگر کوئی چیز اوسمین سے نہ نکلی جب اوسکو چیر ڈالا تو اوسمین سے ایک خط نکلا جو جناب عثمانؓ کی طرف سے عبداللہ بن سعد گورنر مصر کے نام تہا- محمد بن ابی بکرؓ نے اپنے ہمراہیون مہاجرین وانصار وغیرہم کو بلا کر سب کے روبرو وہ خط کہولا- اوسمین یہ عبارت تہی- اذا اتاک محمد وفلان وفلان- فاحتل لقتلھم وابطل کتابہ

وقف علی عملک حتی یاتیک امری ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ترجمہ۔ جب تمہارے پاس محمد بن ابی بکرؓ اور فلان فلان اشخاص پہونچین توکسی حیلہ وتدبیر سے ان سبکو قتل کر ڈالنا۔ محمد کے پاس جو فرمان ہے اوسکا اعتبار نہ کرنا اور تم اپنے کام وحکومت پر قائم رہنا جبتک کہ میرا حکم ثانی تمکو پہونچے۔

بروایت ابن اثیر اوس خط مین یہہ مضمون تہا عبد الرحمٰن بن عدیس اور عمرو بن الحمق و عروہ بن بیاع کو دُرے لگانا اور لوگونکے سر و ڈاڑہی مونڈ کر قید کرنا۔ بعضونکو سولی دینے کا بہی حکم تہا اور ایک روایت مین یہہ مضمون تہا کہ یہہ لوگ قتل کئے جاوین یا انکے ہاتہہ پانون کاٹ کر چہوڑ دیا جاوے۔ جب یہہ خط پڑہا گیا لوگون مین ایک غل و شور پیدا ہوا سب کے سب گہبرا گئے۔ پہر وہ خط ایک لفافہ مین کرکے بند کردیا گیا۔ جملہ ہمراہیان محمد بن ابی بکرؓ کی مہرین لگادی گئین اور ایک معتبر شخص کے پاس رکہا دیا۔ پہر سب لوگ اوس غلام کو ساتہہ لیکر مدینہ واپس ہوے۔ (تاریخ خمیس)

محاصرہ

جناب علی مرتضیٰؓ و دیگر صحابہ کرام و شرفاء مدینہ منورہ کی حسن تدبیر سے فی الجملہ آتش فساد سرد ہوئی تہی اور مصریونکے واپس جانے سے کسیقدر اطمینان ہوا تہا کہ پہر وہ پوشیدہ آگ بہڑک اوٹہی مفسدین اشرار کی زبان طعن کچہہ رُکی تہی کہ پہر از سر نو بدگوئی اور شرارت کا موقع ملگیا۔ ابہی باغیان پر دغا بالکل دفع نہین ہوے تہے کہ پہر حجت و دلیل کے ساتہہ مجتمع ہوگئے۔ مصریون نے کیا سر اوٹہایا کہ کوفی اور بصری بہی انکے ہم داستان وہم زبان اور ہم خیال بن گئے۔ مصریونکی واپسی کچہہ ایسی صورت مین ہوئی کہ تمام گروہ بلوائیان اہل کوفہ وبصرہ انکے ساتہہ ہوگیا اور انہون نے

کہلم کہلا بغاوت و فساد ظاہر کر دیا اور علانیہ لڑنے مرنے پر مستعد ہو گئے۔ اہل مدینہ جو جای پناہ اور محفوظ جگہہ مین بعیش و آرام بفکری کے ساتہہ گذر کرتے تہے اسوقت اونکی پریشانی و اضطراب کا کیا پوچہنا عورتون اور بچونکی بدحواسی کا کیا ذکر۔ جوان جوان مرد میدان اس موقعہ پر بجز خانہ نشینی کے کچہ نہ کر سکتے تہے سخت مشکل یہ تہی کہ مسلمانونسے مقابلہ تہا ادہر مسلمان اودہر مسلمان۔ دونون کلمہ گو۔ دونون ایک مذہب۔ فرق ہے تو اتنا کہ ایک جانب مطیع و فرمانبردار ہین دوسری جانب باغی۔ شریر۔ آمادہ پیکار۔ امام وقت سے منحرف اپنے امام کے خون کے طالب و خواستگار ہین۔ اوسپر طرّہ یہہ کہ خلیفہ رحم دل امیر المومنین جناب عثمانؓ کی طرف سے سخت ممانعت کہ خبردار کوئی تلوار نہ چلاے۔ مردجا نبازون کو یہہ غم اور بہی نشتر بر جگر تہا۔ منچلے سپاہی افسوس کے ساتہہ ہاتہہ ملتے تہے۔ اللہ اللہ ابہی کل کی بات ہے کہ یہی مدینہ جو عدل فاروقی اور بذل وجود عثمانی سے نہایت درجہ کی تہذیب پاکر اور دنیوی مال وجاہ سے آسودہ خاطر ہو کر اعلیٰ درجہ کی ترقی کا ایک نمونہ بن گیا تہا اور دن رات مزہ سے شہر والے چین کرتے تہے آج وہی مدینہ ہے کہ جسکے در و دیوار سے خوف و ہراس ظاہر ہے۔ گہر مین بیٹہے ڈر رہے ہین۔ نہ اپنی جانونپر اطمینان ہے نہ مالونپر نہ آبرو بچنے کی امید۔ سب کی زبانونپر الحفیظ والامان ہے۔

نے جاے درون رفتن و نے پای برون شد	درماندۂ این دائرہ ام ہمچو جلاجل

یہہ حال تو اوسوقت کا ہے جب جماعت مفسدین نے تمام مدینہ مین غدر برپا کر دیا تہا اور جناب عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ کر لیا تہا اس سے پہلے جسوقت مصریونکو جناب علیؓ نے سمجہا بوجہا کر واپس کیا تہا تو اوسوقت اہل مدینہ اطمینان سے اپنے اپنے گہرونمین سکونت گزین تہے۔ رات کے وقت اہل مدینہ کو کسی امر کی اطلاع نہ ہوئی لیکن تکبیر کی آواز

اطراف مدینہ مین گونج رہی تہی صبح ہوتے دیکہا تو امیرالمومنین جناب عثمانؓ کا مکان محاصرہ مین تہا۔ بلوائیون نے اسکو چارون طرف سے گہیر لیا تہا اور یہہ منادی کرادی تہی کہ جو شخص اپنا ہاتہہ لڑائی سے روکے گا وہ مامون ومحفوظ رہیگا۔

اب بلوائیون نے ڈیرہ ڈال دیا۔ رات دن کا حصار تہا اس عرصہ مین چند ایام تک جناب عثمانؓ لوگونکو نماز پڑہاتے رہے اور بلوائی بہی آپکے پیچہے نماز پڑہتے رہے۔ اہل مدینہ اپنے اپنے مکانون مین گوشہ نشین ہوئے۔ بلوائیون نے جناب عثمانؓ سے کسیکو بات چیت کرنیسے نہ روکا مدینہ مین بالکل بے امنی تہے۔ ہر شخص بجائے خود اپنی جان ومال وآبرو پر خائف وترسان ولرزان تہا۔ گہر سے باہر نکلتے ڈرتے تہے عجیب مخمصہ مین گرفتار تہے۔ محاصرین کی تعداد بروایت امام یافعیؒ چار ہزار رہے اور بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ مصری کوفی۔ بصری چار چار ہزار جملہ بارہ ہزار تہے۔ جب محاصرین نے ہر چہار طرف سے گہیر لیا جناب علیؓ مع دیگر اصحابؓ رؤسا مدینہ کے ان بلوائیونکے پاس تشریف لائے اور فرمایا تمکو کس چیز نے چلے جانے کے بعد واپس بُلا لیا۔ محاصرین نے کہا۔ ہم نے ایک خط ایک قاصد کے ہاتہہ سے پایا ہے جسمین ہمارے قتل کا حکم تہا۔ اسی طرح حضرت طلحہؓ سے بصریون نے اور حضرت زبیرؓ سے کوفیون نے کہا۔ ہر ایک ان بلوائیون مین سے کہہ رہا تہا کہ ہم اپنے بہائیونکی مدد کرنے کو آئے ہین جناب علی مرتضیٰؓ نے بلوائیون کو مخاطب کرکے فرمایا۔ تمکو یہہ کیسے معلوم ہوا کہ اہل مصر کیساتہہ یہ واقعہ پیش آیا ہے کیونکہ تم لوگ تو اتنی منزلونکی مسافت پر تہے۔ ایک ہی وقت معین پر کیسے واپس ہوئے۔ تعجب ہے کہ تم سیکو باوجود بعد مسافت ایک ہی وقت اطلاع ہوگئی اور سب کے سب ایک ساتہہ چڑہ آئے۔ بخدا یہ امر روز روشن سے زیادہ ظاہر ہے کہ تمہاری طبیعتین ہنوز صاف نہین اور تمہارا

سمجھا تا تمکو کارگر نہین ہوا۔ محاصرین نے جواب دیا کہ آپ جو چاہے خیال کرین ہمکو اس شخص کی خلافت کی کوئی ضرورت نہین ہے۔ یہہ خلافت سے الگ ہو جاوے۔

حضرت عثمانؓ نے والیان ممالک اسلامیہ کے نام متعدد فرامین بھیجے۔ اونکوان واقعات سے مطلع کیا۔ اہل مدینہ کی پریشانی ظاہر کی اور مدد و نصرت کی ترغیب دی۔ جہان جہان آپکے فرمان پہونچے لوگ روانگی پر آمادہ ہوے۔ شام سے حضرت معاویہؓ نے حبیب بن مسلمہ فہری کو۔ مصر سے عبداللہ بن ابی سرح نے معاویہ بن حدیج کو روانہ کیا اور کوفہ سے قعقاع بن عمرو روانہ ہوے۔ کوفہ مین اسوقت صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے عقبہ بن عامر۔ عبداللہ بن ابی اوفی۔ حنظلہ کاتب وحی رضوان اللہ علیہم اور تابعین مین سے مسروق۔ اسود۔ شریح۔ عبداللہ بن حکیم وغیرہم اور بصرہ مین جماعت صحابہ کرام سے عمران بن حصین۔ انس بن مالک ہشام بن عامر رضی اللہ عنہم تابعین مین سے کعب بن سور۔ ہرم بن حیانؒ نے اور اسی طرح شام اور مصر مین بھی صحابہ و تابعین کے ایک گروہ نے مسلمانون کو اہل مدینہ کی اعانت پر ابھارا اور نصرت و مدد کی تحریص و ترغیب دی۔ بلوائیون کے آنے کے بعد جو پہلا جمعہ ہوا اس مین امیرالمومنین جناب عثمانؓ نے نماز پڑہائی اور بعد نماز کے خطبہ پڑہنے کیلئے آپ منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا۔ اے گروہ مخالفین غضب خدا سے ڈرو اور مخالفت سے باز آو۔ قسم خدا کی اہل مدینہ خوب جانتے ہین کہ تم لوگ مطابق ارشاد جناب رسولؐ خدا کے ملعون ہو۔ پس اپنے گناہ اور خطائین نیک کام کر کے محو کر ڈالو۔ اس مجمع مین سے محمد بن مسلمہؓ کھڑے ہو گئے اور کہا۔ انا اشہد بذلک۔ حکیم بن جبلہ نے انکو بٹھلالیا۔ پھر زیدؓ بن ثابت اوٹھے انکو محمد بن ابی قتیرہ نے بٹھلالیا۔ پھر بلوائیون نے ہجوم کر کے ممبر کا قصد کیا لیکن لوگون نے کنکریان مار کر انکو مسجد سے نکالدیا مگر وہ

پھر بھی شرارت سے باز نہ آے اور جناب عثمانؓ پر پتھر پھینکے جسکے صدمہ سے آپ بیہوش ہوکر ممبر سے گر پڑے۔ سعد بن ابی وقاص۔ حسین بن علی۔ زید بن ثابت۔ ابو ہریرہ۔ رضی اللہ عنہم اہل مدینہ کیطرف سے لڑنے لگے۔ کچھ لوگ موقع پاکر جناب عثمانؓ کو حالت غشی مین گھر پر اوٹھا لاے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپکو غشی سے افاقہ ہوا تو اون صاحبونکو لڑائی سے روک کر واپس بُلا بھیجا اور اونکو لڑائی ترک کر دینے کی قسم دلائی۔ اسی مجمع بلوائیان مین جہجاہ غفاری بھی تھا۔ جب آپ بیہوش ہوکر گرے تو اسنے عصا لیکر توڑ ڈالا اور کمال بیبا کی سے کہا کہ آپکو بالو کے ٹیلہ مین دبا دین۔ جناب علی و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم آپکی عیادت کو تشریف لاے۔ اوسوقت چند لوگ بنی امیہ کے آپکے پاس بیٹھے تھے جنمین مروان بھی تھا ان لوگون نے جناب علیؓ سے کہا۔ آپنے ہم لوگونکو ہلاک کر ڈالا اور یہہ سب کارروائی آپ ہی کی ہے واللہ اگر آپ اپنے مقصود و مطلوب کو پہونچ گئے تو آپ تمام دنیا۔ سارے جہان کو اپنا مطیع و فرمانبردار کر لینگے۔ جناب علیؓ نے اسکا کچھہ جواب نہ دیا اور غصہ ہوکر اوٹھے چلے آے۔ طلحہ و زبیرؓ بھی اپنے اپنے مکان کو واپس گئے۔ اس واقعہ سے تیس دن بعد تک جناب عثمانؓ نماز پڑہاتے رہے۔ بعد ازان بلوائیون نے آپکو مسجد آنے اور نماز پڑہانے سے روک دیا اور بلوائیونکا سردار غافقی بن حرب عکّی لوگونکو نماز پڑہانے لگا اہل مدینہ اپنے اپنے مکانات و باغات مین مسلح ہوکر عزلت گزین ہوگئے اگر کوئی کسی ضرورت سے باہر نکلتا تو مسلح ہوکر تلوار ہاتھہ مین لیکر جاتا آتا۔ اس درجہ بدامنی اور خوف طاری ہوگیا کہ راہ چلنا اور گھر سے نکلنا دشوار تھا۔ حصار چالیس روز تک قائم رہا جو انسے تعرض کرتا ہتھیار و نکے ساتھہ اوس سے پیش آتے۔

بعضے کہتے ہین کہ زمانہ حصار مین جناب امیر المومنین عثمانؓ نے حضرت ابو ایوب

انصاری کو نماز پڑہانیکا حکم دیا تھا چنانچہ چند روز تک انہون نے نماز پڑہائی پہر بعد انکے جناب علی مرتضیٰ رض امامت کرتے رہے اور بعضون کا یہہ بیان ہے کہ حالت حصار مین جناب علی رض نے سہیل رض بن حنیف کو نماز پڑہانیکا حکم دیا تھا چنانچہ عشرہ ذیحجہ تک یہ امامت کرتے رہے پہر عید کی نماز پڑہائی اور چند نمازون مین امامت کی یہانتک کہ جناب عثمان رض شہید ہوگئے اور ایک روایت مین یون ہے کہ جس دن جناب عثمان رض کو بلوائیون نے مسجد مین آنے اور نماز پڑہانیسے روکا تو سعد قرظ موذن جناب علی رض کی خدمتمین آے اور کہا۔ نماز کون پڑہاے۔ جناب علی رض نے فرمایا۔ خالد بن زید کو بلاؤ۔ جب وہ آے آپنے اونکو امامت کرنیکا حکم دیا۔ اوس دن لوگونکو معلوم ہوا کہ ابوایوب رض انصاری کا نام خالد بن زید ہے اس سے پیشتر انکا نام معلوم نہ تھا۔ اس روز سے حضرت ابوایوب انصاری نماز پڑہاتے رہے اور بعض کہتے ہین کہ سہیل بن حنیف رض بحکم جناب علی رض اول ذیحجہ سے عید تک نماز پڑہاتے رہے اور عید کی نماز خود جناب علی رض نے پڑہائی اور بعد ازان تا روز شہادت جناب عثمان آپ ہی نماز پڑہاتے رہے بعض موؤرخین مصریون کے قصہ کو اس طرح لکھتے ہین کہ جب محمد بن ابی بکر رض مع اپنے ہمراہیان کے مدینہ منورہ مین واپس آے تو محمد بن مسلمہ انکے پاس سبب واپسی دریافت کرنیکو آے اور پوچھا۔ تم لوگ تو چلے گئے تھے پہر کیون لوٹ آے۔ انہون نے غلام کا ملنا اور اوسکے پاس سے خط کا پانا تمام قصہ اول سے آخر تک بیان کیا اور کہا کہ ہم لوگ جناب علی رض کی خدمت مین حاضر ہوے تھے اور یہہ حال عرض کرچکے ہین اونہون نے وعدہ کیا ہے کہ جناب عثمان رض سے اس خط و غلام کے بارہ مین گفتگو کرینگے۔ ہم نے سعد بن ابی وقاص رض اور سعید بن زید سے بہی اس معاملہ مین کہا تھا مگر ان دونون صاحبون نے جواب دیا کہ ہم اس معاملہ مین کسی طرف کچھہ نہ کہین گے

[سعد بن ابی وقاصؓ بعد واقعہ شہادت جناب عثمانؓ کسی جنگ مین شریک نہین ہوے (مستطرف)] اب آپ سے التجا ہے کہ جناب علیؓ کو لیکر ہمارے ساتھہ جناب عثمانؓ کیخدمتین بعد ظہر کے چلین اور ہمارے واسطے گفتگو کرین اور ایک روایت مین ہے کہ مصریون قی جماعت صحابہ کرام کو جمع کرکے سب کے سامنے خط کھولا سب کے روبرو وہ خط پڑہا گیا۔ صحابہ کرام خط کا مضمون سُنکر نہایت درجہ متاسف ہوے اور جسنے یہہ قصہ سُنا جناب عثمانؓ سے بدظن ہوا۔ محمد بن مسلمہ نے ان سے وعدہ کیا۔ جناب علیؓ کے پاس آے اور اونکو لیکر جناب عثمانؓ کے پاس پہونچے اوس خط اور غلام اور اونٹ کو بہی لیتے گئے اور مصریون کے آنیکی اجازت چاہی چنانچہ سرغنہ جماعت مصریان حاضر دربار خلافت ہوے مگر بکمال تمرّد و سرکشی۔ آپکو سلام خلافت تک نہ کیا نہ امیرالمومنین کے لقب سے خطاب کیا مروان بن حکم اسوقت آپکے پاس تہا بولا آپ مجہکو اجازت دیجیے کہ مین مصریون سے کلام کرون۔ آپنے فرمایا۔ کمبخت تو خاموش رہ۔ خدا تیرا منہ بند کرے۔ تو اس کام کے لائق نہین خبردار میرے معاملات مین ہرگز دخل نہ دینا۔ تو اسیوقت میرے گہر سے نکل جا۔ مروان آپکی خفگی سُنکر اوٹہا چلا گیا۔ پہر جناب علیؓ اور محمد بن مسلمہ نے اس طرح گفتگو کی۔ یہہ آپ کا غلام ہے؟ جواب اثبات مین پاکر پوچہا گیا کہ یہہ اونٹ کس کا ہے امیرالمومنین نے فرمایا کہ یہہ بہی میرا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا اور یہہ خط کسکے ہاتہہ کا لکہا ہوا ہے حضرت عثمان غنیؓ نے جواب دیا کہ بخدا یہہ خط مین نے نہین لکہا نہ اسکے کاتب کو مین جانتا ہون۔ نہ مین نے یہہ خط لکہایا مجہکو اسکا علم ہے کہ کب لکہا گیا اور نہ اس غلام کو مین نے مصر روانہ کیا۔ حضرت علیؓ اور محمد بن مسلمہ و دیگر صحابہ نے جناب عثمانؓ کی قسم پر اعتبار کیا اور آپ کو معذور رکہا مگر اتنا کہا کہ یہ کام مروان کا ہے اور یہہ خط بہی اسکے خط سے ملتا ہے بیشک

مروان ہی نے آپ کی طرف سے لکھا ہے۔ مروان کو ہمارے حوالہ کیجیے۔ جناب عثمان رضؓ نے
جواب دیا کہ مروان کو مین نہین دے سکتا۔ مجھکو اندیشہ ہے کہ مبادا اسکو کاتب خط قرار
دیکر بلا تحقیق قتل کر ڈالین۔ درحقیقت وہ کاتب نہو بلکہ کسی دوسرے نے لکھکر میری
مہر لگا دی ہوا ور میرے غلام کو بھی اس مین فریب دیا ہو۔ یہ گفتگو درپیش تھی کہ مروان
بھی آپہونچا اور اپنی نسبت الزام قائم ہوتے سنکر بولا۔ اگر مین اس امر کا مرتکب اور باعث
ہوتا تو غلام کو دریا کی راہ نہ بھیجتا تاکہ محمد بن ابی بکرؓ اور انکے ہمراہیون سے پیشترہی
مصر پہونچ جاتا۔ راستہ مین بھی گرفتار نہ ہوتا۔ الغرض بعد تحقیقات کے یہہ امر ثابت ہوگیا
کہ یہہ کارروائی مروان ہی کی ہے اور خط بھی اسکے خط سے ملتا ہے۔ مصریون نے یہ
درخواست کی کہ آپ مروان کو ہمارے حوالہ کردین۔ جناب عثمانؓ کو اندیشہ تھا کہ مروان
مفت قتل ہوگا لہذا دینے سے انکار کیا۔ باوجودیکہ مروان اسوقت گھر مین موجود تھا
اسپر مصری اور بھی غضبناک ہوے (خمیس و صواعق محرقہ) ہنوز یہ قضیہ طے نہوا تھا
کہ بلوائیان مصر کا ایک گروہ اور آن پہونچا۔ ابن عدلیس نے سب سے آگے بڑھکر عبداللہ بن
سعد گورنر مصر کی بدنظمی۔ اہل اسلام اور اہل ذمہ کے ساتھہ اونکے برتاو۔ اموال غنیمت
سے خود رقمین لے لینا اور مصر مین جو جو خرابیان اور بدعتین انکے عہد حکومت مین پیدا
ہوئین ظاہر کرکے کہا۔ جب کبھی عبداللہ بن سعد پر اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہی
کہ امیر المومنین عثمان رضؓ نے ایسا ہی لکھا ہے۔ ہم لوگ مصر سے تو اسی ارادہ پر آئے تھے
کہ آپ کو قتل کرینگے مگر حضرت علیؓ اور محمد بن مسلمہ نے ہمکو اس کام سے روکا اور وعدہ
فرمایا کہ تمہاری شکایتین ہم رفع کرادینگے۔ ہم ان صاحبون کے کہنے سے مصر کو واپس
ہوے۔ اثنار راہ مین (بمقام بُوَیب) ہمکو آپکا غلام ملا جسکے پاس آپکا خط نکلا اور جسپر

آپکی مہر ہی ہے۔ اوس خط مین آپنے عبداللہ بن سعد گورنر مصر کو لکھا ہے کہ ہم لوگون کو دُرّے مارین اور ہماری ڈاڑہی وسر مونڈ کر قید خانہ مین ڈال دین۔

عثمانؓ۔ (قسم کہا کر) مجھکو اسکی مطلقًا خبر نہین۔ نہ مینے خود لکھا اور نہ کسی سے لکھایا۔

علیؓ۔ بیشک آپکا فرمانا درست ہے۔

محمدؓ۔ بلاشک صحیح ہے۔

مصری۔ بہلا آپنے نہین لکھا تو پہر کس نے لکھا۔

عثمانؓ۔ مجھکو اسکی کیا خبر۔

مصری۔ جائے تعجب ہے کہ اس قسم کے خطوط تمہاری مہر سے لکھے جاوین اور تمہارا غلام صدقہ کے اونٹ پر سوار ہوکر خط لیجاوے اور تمکو خبر تک نہو۔

عثمانؓ۔ ہان۔ درحقیقت ایسا ہی ہوا ہے۔

مصری۔ دو حال سے خالی نہین یا تم جہوٹے ہو یا سچے۔ اگر جہوٹے ہو تو خلافت کے قابل نہین تم سے خلافت لے لینا چاہیئے کیونکہ جہوٹے کو مسلمانونکا والی بنانا جائز نہین قطع نظر اسکے تمنے ہم لوگونکو ناحق مارنے اور سزا دینے کو اپنے عامل کے خط مین لکھا اور اگر تم اپنے بیان مین سچے ہو اور درحقیقت اس غلام کے بہیجنے اور خط لکھنے کا تم کو علم نہین تب بہی خلافت کے لائق نہین کو رہے۔ کیونکہ تمہاری ضعف سیاست و غفلت اس درجہ تک پہونچ گئی کہ تمہاری بغیر اجازت و اطلاع کے جسکا جو جی چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔ تمہارے عاملونکی خباثت اور بدطینتی اس حد تک طشت ازبام ہوگئی ہے کہ ہر اعلیٰ و ادنیٰ کے کان سنتے سنتے بہر گئے اور تمہارے کان پر جُون نہ رینگی۔ ایسی

حالت مین ہم زمام امور خلافت ایسے شخص کے ہاتھہ مین جسکی ضعیف راے
وانتظام ملکی اور غفلت کے باعث اوسکے عمال خودرائی اور آزادی سے جو
چاہین کرین اور اوسکو اصلا پرواہ نہو نہین رکھتے۔اب تم اپنی خوشی سے
خلافت چھوڑکر الگ ہو جاو۔جسطرح خداوند تعالی نے تمکو خلیفہ کیا تھا
جبتک تم مین قابلیت رہی خلیفہ رہے اب اس کام کے قابل نہین لہذا
ازخود خلاقت سے دست بردار ہو۔

عثمانؓ۔مین اوس لباس کو نہین اوتارا چاہتا جسکو اللہ تعالے نے مجھکو پہنایا ہے
ہان یہہ ہوگا کہ اگر مجھسے غلطی ہوگئی تو مین توبہ کرونگا اور اپنی راے سے رجوع
کرونگا۔

مصری اگر یہ تقصیر تمسے اول بار ہوئی ہوتی تو ہم تمہاری توبہ قبول کرتے اور اوسپر
اعتبار کرتے۔لیکن ہم تو بارہا دیکھہ چکے اور آزما چکے کہ تم توبہ کرتے ہو اور
پھر وہی کام کرنے لگتے ہو۔

زباں سے گر کیا بھی تمنے وعدہ تو یقین کسکو		نگاہین صاف کہتی ہین کہ دیکھو یون مکر دینا

اب ہمپر فرض ہے کہ تمسے خلافت چھین لین یا تمکو قتل کرڈالین۔بغیر ان
دوکامون سے ایک کیئے ہم واپس نہ جاوینگے۔اگر تمہارے دوستون
اور مددگارون سے کوئی ہمارا مزاحم ہوگا تو ہم اوس سے لڑینگے اور جبتک
ہم زندہ ہین لڑے جائینگے پس یا تم تک پہونچین گے یا مرجائینگے۔

عثمانؓ۔خلافت چھوڑنے کی تو امید مجھسے ہرگز نہ کہو کیونکہ جان دینا منظور ہے مگر
خلافت نہ چھوڑونگا اور جو تم یہہ کہتے ہو کہ میرے دوستونسے لڑوگے تو

اس سے اطمینان رکھو کوئی تمہارے پاس نہ پہونچنے پاویگا کیونکہ مین کسی سے تمہارے ساتھہ لڑنے کو نہین کہتا بلکہ منع کرتا ہون۔ اگر کوئی لڑے تو اپنی خوشی سے لڑیگا میری اجازت اور میرا حکم نہین۔ اگر مین تمسے لڑنا چاہتا تو ذرا سے اشارہ مین تمام ممالک کی فوجین جمع ہو جاتین اور تمکو اسوقت اس دعوے اور جرأت کے ساتھہ میرے مقابلہ مین گفتگو کرنیکی ہمت نہ پڑتی اگر مجھکو اپنی جان کا خوف ہوتا تو مین مدینہ چھوڑ کر دوسرے شہر مین چلا جاتا اور تمہارے شر سے محفوظ رہتا۔

بہ رغبتے کہ خورم خون کسے شراب نخورد	چنان خورم دل خود را کہ کس کباب نخورد

اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی چارون طرف سے شور وغل کی آواز آنے لگی جسکے جو جی مین آتا تھا بک رہا تھا۔ جناب علیؓ اوٹھے اور بلوائیونکو جناب امیر المومنین عثمان رضؓ کے پاس سے نکالکر اپنے مکان کو چلے آے۔

جناب علیؓ کے اوٹھتے ہی اور صحابہ کرام بھی اپنے اپنے گھر چل دیئے مگر اس واقعہ سے سبکو بدرجہ کمال رنج وغم تھا اور غصہ مین بھرے تھے۔ یہہ تو سب صاحبونکو یقین تھا کہ جناب عثمان رضؓ نے قسم جھوٹی نہین کھائی اور درحقیقت خط کے مقدمہ مین آپنے جو کچھہ بیان کیا سب صحیح اور سچ ہے۔ (تمیس) اگر پھر مروان کے دینے مین آپنے کیون انکار کیا مفت مین اوسکی طرفداری کیوجہ سے بدنام ہین اور فتنہ وفساد کو ترقی ہوتی جاتی ہے) بعضے اشخاص یہہ کہتے تھے کہ اگرچہ عثمان رضؓ اس خط کے معاملہ مین سچے ہین مگر ہمارے دل سے شک نہ رفع ہوگا تاوقتیکہ آپ مروان کو نہ دیدین۔ ہم اوس سے دریافت کرین اور کرید کے پوچھین اور خط کے بابت تنقیح کرین۔ جناب عثمان رضؓ سے تو یہہ امر بعید ہے کہ

صحابہ کے قتل کا حکم دین - ادہر تو محمد بن ابی بکر کو مصر روانہ کرین اودہر اونکے قتل کا حکمنامہ لکھیہجین - بالفرض تحقیقات سے اگر ثابت ہوجاوے کہ آپنے یہہ فعل کیا ہے تو آپ مستحق خلع خلافت ہین اور اگر آپ کی برائت ثابت ہوا اور مروان کی شرارت تو مروان کے حق مین جو مناسب ہوگا کرینگے - (صواعق محرقہ) اور ایک روایت مین ہے کہ جب مصریون نے خط کا قضیہ آپکے روبرو پیش کیا - آپنے فرمایا - دو باتون سے ایک کرو - دو مسلمان مجھپر گواہی دین کہ یہہ خط مین ہی نے لکھا ہے تو مین ملزم اور خطاوار ہون اور اگر کوئی گواہ نہ پیش کرو تو میری قسم کا اعتبار کرو - مین خدا کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ یہہ خط نہ مین نے لکھا ہے اور نہ لکھوایا ہے اور یہہ بہی تم خوب جانتے ہو کہ خط دوسرے کی طرف سے لکھا جاسکتا ہے اور مُہر بہی ایک مہر کی مثل کندہ ہوسکتی ہے - مصریون نے آپکے جواب کو تسلیم کیا - مگر براہ بغض وعناد کہا - کچھ ہو اب تو تمہارا خون اللہ نے حلال کردیا ہے (ازالۃ الخفاء)

جب سب صاحب جناب عثمان رض کے پاس سے تشریف لیگئے مصریون نے آپکے مکان کا محاصرہ کرلیا - (ابن اثیر)

القصہ جب امیر المومنین عثمان رض نے مروان کے دینے سے انکار کیا تو جملہ صحابہ رض آپکے پاس سے چلے گئے اور یہہ خبر اطراف مین مشہور ہوگئی - عوام جناب عثمان رض کو برا کہتے تہے کوفہ اور بصرہ کے مفسد اور فتنہ انگیز اس موقع کے منتظر اور خدا سے متوقع اور خواستگار تہے ہی اس خبر کے سنتے ہی بقصد یورش وقتل جناب عثمان رض دوڑ پڑے اور مصریونکے ساتھ شریک ہوگئے - یہہ لوگ کچھ دور تو تہے ہی نہین بمقام ذوخشب اور ذومروہ ان لوگونکا پڑاؤ تہا - آن کی آن مین شہر مدینہ تمام بلوائیون سے بہر گیا اور چارون طرف غدر شروع ہوگیا - ان ہی ایام محاصرہ مین دربار خلافت سے جناب معاویہ رض اور ابن عامر کے نام

لیطلب امداد فرمان روانہ ہوی چنانچہ یزید بن اسدی قسری خالد بن عبداللہ کی دادا اہل شام کا ایک
گروہ لیکر روانہ ہوی جب یہہ لشکر شامی وادی القری مین پہونچا جناب عثمان رضؓ کی شہادت سُنکر
شام کو واپس گیا۔ بعضی کہتے ہین کہ شام سے حبیب بن مسلمہ فہری اور بصرہ سے مجاشع بن
مسعود سُلمی ایک جماعت معتدبہ لیکر واسطے مدد اہل مدینہ و جناب عثمان رضؓ کے روانہ ہوی تھے
جب یہہ لوگ ربذہ مین پہونچے اور انکا مقدمۃ الجیش مقام صرار متصل مدینہ منورہ پہونچا
تو آپ کی شہادت کا حال سُنکر دونون فریق واپس گئے۔ مدت محاصرہ مین اختلاف ہے
ایک روایت مین اونچاس دن اور بعضونکے نزدیک دو ماہ بیس دن ہین مگر بروایت
معتبرہ مدت حصار چالیس دن ہے۔ شائد اس اختلاف کی یہہ وجہ ہے کہ بلوائیون کا
اجتماع اخیر ماہ شوال سے ہوا ہے جیسا کہ حیوۃ الحیوان اور تاریخ خمیس کی ایک روایت سے
ثابت ہوتا ہے کہ حصار سلخ شوال یعنی آخر تاریخ ماہ شوال چاندرات کے دن سے شروع ہوا
اس حساب سے اٹھارہ ذیحجہ تک اونچاس دن ہوتے ہین اور جو مدت حصار دو ماہ بیس دن
کہتے ہین انکے نزدیک ابتدا حصار شروع ماہ شوال سے ہونا چاہیئے۔ کیا عجب جوان کے
نزدیک شہادت اٹھائیس ذیحجہ کو ہوئی ہو جیسا ہم آگے بیان کرینگے۔ جو لوگ چالیس
دن کہتے ہین اور اٹھارہ ذیحجہ تاریخ شہادت قرار دیتے ہین اونکے نزدیک ابتدا سے حصار
آٹھہ ذیقعدہ سے ہونا چاہیئے۔ قصہ مختصر بہہ بلوائیون نے سختی شروع کی اور جناب عثمان
پر پانی بند کر دیا جب جناب علیؑ کو یہ خبر پہونچی آپ سخت ناراض ہوسے اور کسی حیلہ و تدبیر
سے آپکے پاس چند مشکین پانی بھجوا دیا۔ جناب عثمان رضؓ نے اپنے مشیرون سے اس معاملہ
مین راے لی۔ اونہون نے یہہ راے دی کہ جناب علی مرتضیٰؑ کو طلب کیجیے اور اون سے
فرمایئے کہ اس گروہ اشرار کو فہمائش کرین اور اون سے وعدہ کیا جای کہ تمہاری رضامندی کا

لحاظ ہوگا اور تمہاری شکایات دور کردی جاوینگی۔ اس وعدہ واقرار مین کچھ روز ٹل جاوینگے
شاید اس مدت مین آپکی مدد کو ممالک اسلامیہ سے کچھ فوج آجاے پہران باغیونکا پورا تدارک
ہوجاویگا۔ جناب عثمان رضؓ نے فرمایا کہ یہہ لوگ بر سر فساد ہین بغیر اپنے ارادہ کو پورا کئے باز
نرہینگے اور کوئی عذر وحیلہ نسنینگے۔ مین نے پہلی مرتبہ بہی تو ان سے وعدہ کیا تہا
مگر پورا نہ ہوا اب کیون ماننے لگے۔ مروان نے جواب دیا کہ اسوقت یہہ لوگ جو کہین اسکو
مان لیجئے اور وعدہ کر لیجئے اور انکو لیت ولعل مین رکہیے مصلحت وقت یہی ہے۔ انسے
صاف صاف کہہ دیجئے کہ انکی مرضی کے موافق عمال کی بحالی اور معزولی کردیجائیگی۔ پہر
جیسا مناسب ہوگا کیجئے گا۔ یہہ لوگ باغی ہین۔ انکے قول وقرار کا اعتبار ہی کیا ہمکو تو
اسوقت حکمت عملی سے انکے شر وفساد کو ٹالنا ہے۔ القصہ جناب عثمان رضؓ نے حضرت علی مرتضیٰ
کو طلب کیا جب وہ تشریف لاے آپنے فرمایا۔ آپ بلوائیونکا ہجوم اور انکی تعدی ملاحظہ
فرماتے ہین مجھکو انپر اطمینان نہین۔ یہہ لوگ میرے خون کے پیاسے ہین۔ آپ یہہ بلا
میرے سر سے دفع کیجئے۔ جو کچہ انکی خواہش ہوگی مین کرونگا اور انکے جو کچہ حقوق عمالونپر
اور مجھپر ہونگے رتی رتی ادا کرونگا۔ جناب علی رضؓ نے فرمایا کہ یہہ لوگ آپکے انصاف وعدل کے
خواہان ہین۔ انکو آپکی خونریزی سے مطلب نہین۔ یہہ آپکے راضی کرنے سے راضی ہوجاوینگے
آپنے پہلے بہی تو انسے قول وقرار کیا تہا مگر آج تک ایفاے عہد نہ کیا۔ اب مجھکو نہ بہیجئے
کیونکہ مین اونسے اونکے حقوق پانے اور پوری کامیابی کا پختہ وعدہ کرونگا اور آپکو وعدہ
پورا کرنا ہوگا۔ جناب عثمان رضؓ نے جواب دیا کہ آپ اونسے حتمی وعدہ کر آئیے۔ بخدا۔ اب مین
جو آپ فرماوینگے اوسپر عمل کرونگا اور جو شرط آپکے اور اونکے درمیان ٹہر جاویگی مین
ضرور پوری کرونگا۔

جناب علیؓ بلوائیونکے پاس تشریف لیگئے اور اونکو مخاطب کرکے فرمایا۔ تم لوگونکا منشا کیا ہے جس امر کی بابت تمہاری درخواست ہوئی وہ منظور کیا گیا۔ آیندہ بھی تمہارے رحم دل خلیفہ تمپر انصاف کرینگے۔ وہ فرماتے ہین کہ مین اپنی ذات سے جو بے عنوانی ہوئی ہے اوسکا انصاف کرونگا۔ اب تم کس واسطے فساد پہ آمادہ ہو۔ بلوائی کہنے لگے کہ ہمکو بھی قبول ومنظور ہے ہم بھی چاہتے ہین۔ ہم مظلوم وداد خواہ ہین ہمارا انصاف کردین مگر آپ پکا وعدہ کرین اور خلیفہ کیجانب سے یقین کامل دلائین اور کوئی میعاد مقرر فرمائین کیونکہ زبانی قول کا اعتبار کہان تک کرین۔ خالی باتون سے کیا کام نکلتا ہے اوسپر عمل بھی ہونا چاہیئے۔

عہد مین عہد یہ پیمان کسی پیمان مین نہین	تیرے اقرار مین انکار تیری ہان مین نہین

جناب علیؓ یہہ جواب پاکر آپکے پاس واپس آے اور سب کیفیت بیان کی جناب عثمانؓ نے کہا کہ میرے اور اونکے درمیان ایک مدت مقرر ہوجاے کہ اس مدت مین جو کچھ ان کی خواہش ہوگی پوری کی جاویگی۔ ایک دن مین یہہ کام طے نہین ہوسکتے۔ اونکے حسب خواہش جملہ امور سرانجام ہونا دشوار ہین۔ جناب علیؓ نے فرمایا کہ مدینہ مین جو کام ہوسکتا ہے اوسکے واسطے تو میعاد کی ضرورت نہین یہہ کام تو آپ آج ہی کرسکتے ہین باقی مدینہ سے باہر جو کام ہے اوسکے واسطے البتہ آپکے حکم پہونچنے کی مدت درکار ہے۔ جناب عثمانؓ نے کہا۔ ہان اور کیا۔ خاص مدینہ کے متعلق جو کام ہین اونکے واسطے تین دن کی مدت مجھکو دیجیے مین اس عرصہ مین یہان کے متعلق جو شکایت اونکو ہوگی رفع کردونگا حضرت علی مرتضیٰؓ نے منظور کیا اور ایک عہدنامہ بلوائیونکو لکھہ کردیا جس مین اقرار تھا کہ تین دن کے اندر اون کی مرضی کے موافق عمال کی تقرری اور معزولی عمل مین آویگی اور اونکی شکایت رفع کردی جاویگی اور جو امر اونکے نقصان کا باعث ہوگا اور جس سے وہ

ناخوش ہین اوسکی بابت مناسب انتظام کیا جاویگا۔ جناب علیؓ نے بلوائیون کو سہمجہا دیا کہ اب تمہارے حسب خواہش انتظام مناسب ہوجاویگا۔ بلوائی اس اقرارنامہ سے بلا جنگ و جدل مکان کا محاصرہ کیئے ہوے رکے رہے جناب عثمانؓ موقع پاکر تیاری سامان جنگ کی طرف متوجہ ہوے اور ہتہیار وغیرہ درست کرکے ایک لشکر جمع کرلیا۔

راقم۔ جناب عثمانؓ کا بقصد مقابلہ بلوائیان لشکر فراہم کرنا بذات خود اگرچہ علامہ ابن اثیر نے لکہا ہے مگر دیگر روایات سے ثابت نہین ہوتا کیونکہ آپنے خود بلوائیون سے فرمایا ہے کہ اگر مین چاہتا تو ایک لشکر عظیم تمہارے واسطے جمع کررکہتا۔ علاوہ اسکے ایکا دیگر صحابہ اور اہل مدینہ کو ان بلوائیون کی لڑائی سے روکنا جیسا کہ آگے چلکر خود ابن اثیرہی کی روایت سے معلوم ہوگا اس روایت کی صحت کا قادح ہے البتہ دیگر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک لشکر بغرض تنبیہ مفسدان بمقام احجار الزیت جناب علیؓ نے ٹہیرایا تہا۔ اگر اس روایت سے یہی لشکر مراد ہو تو مضائقہ نہین اور چونکہ یہہ لشکر جناب عثمانؓ کی اجازت سے بہ نگرانی جناب علیؓ مقام مذکور پر ٹہیرا تہا لہذا اسکا آپکی جانب نسبت کرنا درست ہے۔

جب تین روز میعاد وعدہ ختم ہوگئے اور جناب عثمانؓ نے کسیوجہ سے کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ کیا تو اب بلوائیون نے پہر غدر مچایا اور چارون طرف سے یورش کرکے جناب عثمانؓ کے مکان کا قصد کیا۔ عمرو بن حزم انصاری نے بمقام ذی خشب جاکر اون اہل فساد کو بہی جو وہان مقیم تہے اطلاع کردی اور سب مدینہ مین آن پہونچے سب کا آپ سے یہی سوال تہا کہ عمال قدیم کو معزول کرین اور جدید عمال منصف مزاج رعایا پرور اونکی جگہہ مامور فرماوین۔ یہ بہی کہا جاتا ہے کہ بلوائیون کا یہہ قول تہا کہ یا تو منصب

خلافت سے علیحدہ ہوجایئے یا مروان کو ہمارے حوالہ کیجیئے مگر جناب عثمان رضؓ نے صاف انکار کیا اور فرمایا جسکو تم پسند کرو وہ تمہارا حاکم ہوا اور جس سے تم ناراض ہو وہ معزول کیا جاوے۔ یہہ تو نہوگا۔ تم جو چاہو کرو۔ تمکو اختیار ہے۔ بلوائی بولے۔ خدا کی قسم تمکو ایسا ہی کرنا ہوگا جیسا ہم کہہ رہے ہین ورنہ خلافت چھوڑ دو اور حکومت سے ہاتھہ اوٹھاؤ۔ نہین تو ہم تم کو قتل کرینگے۔ جناب عثمان رضؓ نے فرمایا کہ جو لباس خداوند تعالےٰ نے مجھکو پہنایا ہے مین آپ سے اوسکو ہرگز نہ اوتارونگا۔

خواہ بدگو ئید خوبان خواہ دشنامم دہید	یاد عا گوے شمائیم و ثنا خوان شما

آخر کار بلوائیون نے برہم ہوکر چارون طرف سے سخت محاصرہ کرلیا۔ جناب عثمان رضؓ نے حضرات علی رضؓ زبیر رضؓ طلحہ رضؓ کو بلوا بھیجا۔ جب یہہ حضرات اور انکے ہمراہ دیگر اکابر مدینہ منورہ تشریف لاے تو جناب عثمان رضؓ گھر سے باہر نکلے اور سب لوگون سے فرمایا۔ سب صاحب بیٹھہ جاوین چنانچہ بلوائی اور غیر بلوائی۔ کوئی گھر کے چبوترو نپر کوئی مکانون کی محرابونمین جس سنے جہان جگہہ پائی بیٹھہ گیا۔ آپنے فرمایا۔ اے اہل مدینہ مین تمکو خدا کے سپرد کرتا ہون اور تم سے ہمیشہ کیواسطے رخصت ہوتا ہون اور خدا سے دعا کرتا ہون کہ میرے بعد تمپر کسی اچھے کو خلیفہ بناے۔ تمکو مین اللہ تعالےٰ کی قسم دلاتا ہون کیا تم جانتے ہو کہ جناب عمر رضؓ کی شہادت کے وقت تمنے اللہ تعالےٰ سے دعا مانگی تھی کہ اللہ تعالےٰ تمہارے لیئے کسیکو اچھا خلیفہ منتخب کردے اور تم سب مین جو بہتر ہو اوسپر تمکو مجتمع فرماوے۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ خداوند عالم نے تمہاری دعا قبول نہین فرمائی۔ درحالیکہ تم حق پر تھے خدا کے نزدیک ذلیل و بیقدر ہوگئے۔ کیا کہوگے خدا کے نزدیک اوسکے دین کی قدر نہین رہی اسواسطے اوسنے کچھہ پرواہ نہ کی جو چاہے اوسکے دین کا والی ہوجاوے اور حال یہ کہ دیندار

ابھی تک متفرق نہین ہوے کیا کہہ سکتے ہو کہ یہہ خلافت مشورہ سے نہین ہوئی اور امت نے
یکایک بیعہ کرکے ولی کردیا - پس خدا نے یہہ کام امت کے سپرد کردیا جبکہ وہ نافرمانی کرنی لگے
اور امانت کے مقدمہ مین مشورہ ترک کیا - کیا تم کہتے ہو کہ خداوند تعالی نے بغیر میرے انجام
کار کو جانے یہہ کام مجھکو عطا کیا - مین تمکو قسم دلاتا ہون - کیا تم جانتے ہو میرے سابق
اسلام ہونے اور دین کی قدامت کا حق و شرافت اون لوگون پر جو میرے بعد اسلام لائی
ہین - تم میرے حقمین اس بزرگی و فضیلت کا اعتراف کرو - پس درگذر کرو اور میرے قتل
سے باز آؤ کیونکہ تین شخصون کے سوا اور کسی کا قتل کرنا جائز نہین ہے - ایک مرد زانی
محصن دوسرا مرتد جو اسلام کے بعد کافر ہوگیا ہو تیسرا ناحق خون کرنیوالا - کیونکہ اگر
مجھکو ناحق ناروا قتل کروگے تو تلوار اپنی گردنون پر رکھہ لوگے پھر اللہ تعالی تم سے
اختلاف کو کبھی نہ اوٹھائیگا -

رہیگا خنجر پہ تیرے دھبہ کہ تونے بیجرم مجھکو مارا	یہ داغ کا خون ہی ستمگر چھٹیگا ہرگز نہ رنگ ہو کر

بلوائیون نے تمام تقریر اول سے آخر تک سنی اور اسکے بعد جواب دیا - جو تمنے بعد جناب
عمر فاروق رض کے لوگونکا خدا سے دعا مانگنا اور اچھا خلیفہ طلب کرنا بیان کیا یہہ سب
ٹھیک ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ خداوند تعالے نے جو کچھہ اسمین کیا اچھا کیا اوسکا فعل
خالی حکمت سے نہین ہوتا - لیکن تمکو خداوند تعالے نے ایک بلاے بے درمان بنایا
ہے جسمین اوسنے اپنے بندونکو مبتلا کیا ہے - حق شرافت و قدامت و سابقیت اسلام جو
تمنے ذکر کی وہ صحیح ہے اور تم ضرور اسکے مستحق تھے اور قابل عزت و حرمت اور بیشک
تم مین لیاقت اور اہلیت خلافت کی تھی لیکن تم نے وہ باتین ایجاد کین جسکو تم بھی خوب
سمجھتے ہو اور جس کی وجہ سے ہم حق قائم کرنے کے لیے ہی اب تمکو نہین چھوڑ سکتے اس

خیال سے کہ مبادا آگے چلکر آیندہ سال تک اور فتنہ و فساد بپا ہو۔ باقی رہا تمہارا حصر
کرنا کہ تین ہی آدمیونکو قتل کرنا چاہیئے۔ اسکایہ جواب ہی کہ ہم اللہ کی کتاب مین سوا ئے
ان تین آدمیون کے اور لوگون کا قتل کرنا بھی جائز دیکھتے ہین۔ ازانجملہ وہ شخص ہے
جو دنیا مین باعث فساد ہو یا بغاوت پر لڑے اور حق کو چھوڑ دے یا وہ شخص کہ حق
راستی کو منع کرے اور اوسپر مکابرہ کرکے ناحق و ناروا لڑے۔ ان لوگونکو قتل کرنا بھی
جائز ہے۔ تمنے بیشک بغاوت کی اور حق کو منع کیا۔ اوسکے آگے آے اور اوسپر مکابرہ
کیا اور جسپر ظلم کیا اوسکو اپنے نفس سے بدلہ نہ دیا اور جو لوگ فساد و فتنہ کے باعث
ہین اونکے طرفدار ہوے اور بلاشبہ تمنے امارت کا زور و دباؤ ہمپر ڈالا۔ پس اگر تم
کہو کہ ہم تمسے مکابرہ نہین کرتے تو جو لوگ تمپر چڑھ آسے ہین اسیواسطے تو آسے ہین اور
جو تمسے لڑے اور لڑنیکو آتے ہین وہ تمہاری امارت کیوجہ سے لڑتے ہین۔ اگر تم اسوقت
خلافت چھوڑدو تو بھی وہ لوگ واپس جاوین اور تمسے کسی طرح کا تعرض نہ کرین۔

ایک روایت مین ہے کہ جناب عثمان غنیؓ نے بلوائیونسے فرمایا۔ اگر تمہارے نزدیک
یہ حق ہو کہ مجھکو قبر مین رکھو تو اپنا ارادہ پورا کرلو۔

ذبح کرنیکو میرے پوچھتے کیا ہو تکبیر	تم چھری پھیرہی دو نام خدا کا لیکر

اس کا جواب کسی نے نہ دیا پھر آپنے فرمایا۔ اگر مین نے ظلم کیا ہے تو خدا سے مغفرت
چاہتا ہون اور جو میرے اوپر ظلم ہوتا ہے اوس سے درگذر کرکے معاف کرتا ہون

(عقد الفرید)

جو کیا مین نے کیا کسنے تیری ساتھہ سلوک	جو ہوا مجھپہ ہوا ہے ستم ایسا کس پہ

جناب عثمانؓ بلوائیونکا یہہ کلام سخت سنکر خاموش ہوگئے اور گھر کے اندر بیٹھہ رہے

اسکے بعد گھر سے نہ نکلے اور اہل مدینہ کو واپس جانے اور بلوائیون سے ترک قتال پر قسم دیکر واپس کیا چنانچہ سب لوگ واپس گئے مگر حضرات امام حسن بن علیؓ۔ محمد بن طلحہؓ۔ عبداللہ بن عباسؓ۔ عبداللہ بن زبیرؓ۔ اور دیگر صحابہ کرام آپکے دروازہ سے نہ ہٹے اور بلوائیون کے مقابلہ مین قائم رہے۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

زمانہ محاصرہ مین حضرت زید بن ثابتؓ ایک جماعت انصار کے ساتھہ جناب عثمانؓ کے پاس آے اور کہا۔ امیرالمومنین۔ آپ ہمکو اجازت دین تاکہ اس گروہ اشرار سے لڑین آپ کی مدد و نصرت کرین اللہ تعالے اور اوسکے دین متین کی اعانت دوبارہ کرین اور دوبارہ انصاراللہ کا لقب حاصل کرین ایک مرتبہ تو جناب رسولِ خدا کے ساتھہ دشمنان خدا پر جہاد کیا آج آپکے دشمنونسے لڑین اور آپکی نصرت کا ثواب کمائین۔ جناب عثمانؓ نے جواب دیا کہ مجھکو اسکی حاجت نہین۔ آپ سب صاحب واپس جاوین۔

روایت ہے کہ اگر جناب عثمانؓ جنگ کا حکم دیتے تو بلوائیون کی مجال نہ تھی کہ آپکو ذراسی ایذا پہونچا سکتے۔ اگر اہل مدینہ صرف اپنی چادرون ہی سے آپکی حفاظت کرتے تو بھی آپ دشمنونکے ہاتھہ سے مامون و محفوظ رہتے لیکن جناب عثمانؓ نے سب صاحبونکو خدا کی قسم دلائی اور فرمایا۔ خبردار۔ میرے باب مین ایک شاخ محجام (سینگی جس سے حجام خون کھینچتا ہے) بھر کر بھی خون نہ گرنے پاوے۔ راوی کا بیان ہے۔ مین دیکھتا تھا کہ جب بلوائی ہجوم کرکے آپکے مکان پر چڑہ آتے تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ایک چھوٹے سے لشکر کو لیکر اونپر حملہ کرتے اور دور تک بھگا دیتے تھے اور اگر چاہتے تو اونکو قتل بھی کرتے اور سعید بن اسود بختری بھی اپنی تلوار کی دہار بچا کر دہکا دینے کے طور پر لوگونکو تلوار سے مار مار کر بھگاتے تھے اگر چاہتے تو قتل بھی کر ڈالتے مگر جناب عثمانؓ کی قسم مانع و مزاحم تھی۔

انہین دنون مین مغیرہ بن شعبہؓ جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا۔ امیرالمومنین۔ آپ مسلمانونکے سردار ہین اور اونکے امام ومقتدی۔ آپ پر حوادث زمانہ کا نزول ہے اور اس وقت جس حالت مین آپ مبتلا ہین آپ ہی خوب جانتے ہین۔ مین آپسے عرض کرتا ہون کہ تین کامونسے ایک کیجیے۔ میدان مین نکلکر گروہ بلوائیان بدمعاش سے لڑئیے آپکے ساتھہ بہت لوگ ہوجاوینگے۔ تمام اہل مدینہ آپکے طرفدار ہین۔ معاونین وناصرین کی معتدبہ جماعت اور کافی تعداد ہوجاویگی۔ یہہ لوگ باطل پر ہین اور آپ حق پر لہذا انسے لڑنا اور انکو قتل کرنا جائز ہے۔ اگر لڑنا آپکو پسند نہین اور خونریزی گوارا نہین تو مکان کی پشت مین دروازہ توڑکر آپ خفیہ اونٹ تیز رفتار پر سوار ہوکر مکہ معظمہ چلے جائیے ان کو خبر بہی نہ ہوگی اور وہان یہہ لوگ بخیال حرمت خانہ کعبہ نہ پہونچین گے۔ اگر ان دونون باتون مین سے کسیکو بہی پسند نہین کرتے تو تیسری صورت یہہ ہے کہ آپ ملک شام مین جناب معاویہؓ کے پاس چلے جاوین مگر حضرت عثمان نے اسکا جواب یہ دیا کہ ان بلوائیون کے مقابلہ مین نکلکر لڑنا مجھسے نہوگا۔ جناب رسول خدا کے بعد اول وہ شخص جسکی ذات سے مسلمانونکے خون کی ندیان بہنے لگین ہرگز نہ ہونگا۔ مکہ معظمہ مین اگر چلا جاؤن تو یہ لوگ وہان بہی میرا پیچہا کرینگے اور میرے خون سے باز نہ آوینگے۔ یہہ بہی مین نکرونگا کیونکہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے [ایک شخص قریشی مکہ مین بدعت والحاد کریگا۔ (جسکی وجہ سے حرم مین خونریزی ہوگی) جسقدر اس فتنہ مین شریک ہونیوالون پر عذاب ہوگا اوسکا نصف اس اکیلے کی گردن پر رہیگا] مین نہین چاہتا کہ وہ شخص مین ہی ہون۔ اب رہا شام مین جانا اور معاویہؓ کے پاس پناہ گزین ہونا۔ یہہ بہی مجھکو گوارا نہین مین دار ہجرت اور جناب رسول خدا کی مجاورت ہرگز ترک نکرونگا۔ (ازالۃ الخفاء)

طمع فاتحہ از خلق نداریم نیاز	عشق من از پس من فاتحہ خوانم باقیست

مدت حصار چالیس دن تھی۔ بلوائیان مصر و کوفہ و بصرہ اس زمانہ تک آپ کے مکان کا محاصرہ کیئے رہے۔ حصار کو اٹھارہ دن گذرے تھے جو دیگر بلاد کے قافلوں سے بلوائیونکو خبر پہونچی کہ عساکر اسلامی ممالک اسلامیہ سے آرہے ہین۔ اس خبر کے سنتے ہی بلوائیون مین کھلبلی مچ گئی۔ ایک دوسرے کو جرأت وہمت دلانے لگے تا کہ جلد جو کام کرنا ہے اوس سے فراغت کر لین چنانچہ بلوائیون نے محاصرہ مین سختی شروع کر دی اور لوگونکو امیر المومنین جناب عثمان رضؓ کے پاس آنے جانیسے روک دیا۔ پانی کھانا بالکل بند کر دیا۔ آپنے دروازہ پر جا کر پکار کر فرمایا۔ کیا تم لوگون مین حضرت علی ہین۔ جواب ملا۔ نہین۔ پھر آپنے فرمایا۔ کیا سعدؓ ہین۔ جواب ملا۔ وہ بھی نہین۔ پھر آپنے فرمایا۔ کیا کوئی تم لوگو مین ایسا ہے جو مجھکو پانی پلادے۔ مگر افسوس کمبخت ظالم بلوائیون نے کچھ سماعت نہ کی۔ البتہ جناب علیؓ کو کسیکی زبانی یہہ خبر پہونچی۔ آپنے تین مشکین شیرین پانی کی بھروا بھیجین۔ بلوائی مزاحم ہوے۔ بارے بہزار خرابی پانی آپ تک پہونچایا گیا جسکے لیجانے مین چند غلام بنی ہاشم اور بنی امیہ کے جو پانی لیگئے تھے زخمی ہوے۔ (خمیس)

ایک روایت مین ہے کہ آپنے جناب علی۔ طلحہ۔ زبیر اور امہات المومنین رضی اللہ عنہم کے پاس خفیہ کہلا بھیجا کہ مجھکو پانی کی سخت تکلیف ہے۔ بلوائیون نے پانی بند کر دیا ہے اگر آپ پانی پہونچا سکین تو دریغ نہ کرین۔

یک قطرہ خون نماند کنون در بدن مرا	واقف دل و جگر ہمہ یکجا گریستم

اس دردناک خبر کے سنتے ہی جناب علیؓ اور ام المومنین ام حبیبہؓ پانی پہونچانے پر مستعد ہوے۔ حضرت علیؓ علی الصبح سوار ہو کر اس گروہ اشقیا و انبوہ پر جفا کے

مجمع مین پہونچے اور نہایت غیظ وغضب مین فرمایا۔ اے گروہ بلوائیان پر جفا واے جماعت باغیان سراسر دغا۔ تمہارا یہ فعل نہ مسلمانونکے فعل سے مشابہ ہے نہ کافرون ہی۔ خبردار اس شخص کا پانی دانہ بند مت کرو۔ رومی اور ایرانی جو بلاشک وشبہ کافر ہین وہ بھی ایسا ظلم نہین کرتے۔ وہ تو اپنے قیدیون تک کو کھلاتے پلاتے ہین مگر سخت افسوس کا مقام ہیکہ تم اپنے امام برحق اور خلیفہ مطلق پر یہہ ستم روا رکھتے ہو اور روز جزا سے نہین ڈرتے

کہ این صدا بقیامت بلند خواہد شد		شکست شیشۂ دل را مگو صدائے نیست

بلوائی کہنے لگے۔ بخدا ایسا نہو گا۔ پانی کی نعمت سے تو ضرور محروم رکھے جائینگے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ انکے اس سخت جواب سے نہایت آزردہ خاطر ہوے۔ عمامہ مبارک سر سے اوتار کر جناب عثمان رضؓ کے گھر مین پھینکدیا تاکہ معلوم ہو جاے کہ علیؓ آے تھے مگر بلوائیون کی تعدی کے باعث ناکام واپس گئے۔ بعد ازان جناب علیؓ تشریف لیگئے۔ جناب ام المومنین ام حبیبہؓ بھی کچھہ کھانا پانی لیکر اپنے خچر پر سوار ہو کر تشریف لائین۔ بلوائیون نے روکا۔ خچر کے مُنہ پر مارا۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ مین اس شخص کے پاس اس غرض سے جاتی ہون کہ بنی امیہ کی جو امانتین انکے پاس ہین وہ انسے لے آؤن ایسا نہو کہ بیوہ اور یتیمون کا مال ضائع ہو جاے۔ بلوائیون نے کہا کہ تم جھوٹی ہو تم عثمان تک ہرگز نہین جاسکتین۔ مگر ام المومنین جناب ام حبیبہ رضؓ نے خچر آگے بڑھایا بلوائیون نے خچر کو مارا اور اوسکی لگام تلوار سے کاٹ دی۔ خچر بھاگا۔ جناب ام المومنین گرتے گرتے بچ گئین۔ اہل مدینہ دوڑ پڑے۔ آپکو سنبھال لیا اور آہستہ آہستہ گھر واپس لاے۔ (ابن اثیر)

العظمۃ للہ۔ ان بلوائیونکی قساوت قلبی۔ بیرحمی کس درجہ بڑھ گئی تھی کہ جو کفار

اپنے قیدیون پر ظلم وستم نہین کرتے وہ انہون نے اپنے امام برحق خلیفہ مظلوم پر جائز رکھا افسوس۔ انکو کیا ہو گیا تھا۔ انکی عقلین اور ہوش وحواس کدہر گم ہو گئے تھے۔ انکو ذرہ برابر بہی کچہ اپنی عاقبت کا خوف وخطر نہ رہا۔ خدائے جبّار وقہار کی پکڑ سے ایسے غافل وبدمست ہو گئے تھے کیا روز قیامت کا خیال انکے دلونسے بالکل جاتا رہا تھا۔ وائے صد وائے۔ کیا انکو اسوقت یہہ ڈر نہ تہا کہ ایک دن حاکم حقیقی اور عادل ومنصف شاہنشاہ دوجہان کے سامنے کہڑے ہونگے اور اوسکی روبکاری مین ہمارا مقدمہ پیش ہو گا۔ اوسوقت وہ حاکم مطلق شان قہاری مین ہو گا۔ دوسری طرف ہمارا مظلوم خلیفہ دادخواہ۔ خون ناحق اور ظلم بیجا کا فریادی پیراہن خون آلودہ پہنے خدا کی بارگاہ مین مدعی ہو گا۔ اوسوقت کیا جواب دینگے اور اوس مہلکہ مین کیا صورت نجات ہو گی حیف صد حیف۔ ذرا تو ڈرتے۔ کاش۔ اسقدر ظلم وتعدی نہ کرتے خلیفہ تشنہ لب کو آب شیرین نہ سہی کہاری پانی ہی پلاتے۔ کیا یہ نہ جانتے تھے کہ

سخت گیری باگرفتاران ندارد عافیت	نیست تر زندان رہائی زین سبب زنجیر را

دراصل ان کی شامت اعمال نے انکو اندہا کر دیا تہا۔ انکو نیک وبد کا اصلا خیال نہ رہا تہا۔ بغض وحسد کے ہاتون یہ دیوانے ہو گئے تھے۔ تعصب نے انکی آنکہون پر پٹی باندہ دی تہی اسیوجہ سے جناب علیؓ کی وعظ ونصیحت اور بار بار کی فہمائش ان پر اصلا کارگر نہ ہوئی۔ انکو یہہ بہی نہ سوجہا کہ امیر المومنین سے کیا کہہ رہے ہین اور انکا درجہ اور عزت کس مرتبہ کی ہے۔ آپکو جہٹلایا اور مجمع عام مین آپکے ساتہہ کس بے ادبی سے پیش آئے جسکے بیان کرنے سے بہی سننے والونکو عبرت ہوتی ہے۔ پناہ بخدا۔

کس بہروسہ پہ کرین تجہسے وفا کی امید	کونسے ڈہنگ تیرے جان حزین اچہے ہین

اس واقعہ کے بعد جناب امیر المومنین عثمانؓ ایک روز اپنے مکان کی چہت پر آکر کہڑے ہوے اور بلوائیونکو جمع کرکے اون کو سلام کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ مین نے کسی سے جواب سلام کا نہین سُنا شاید دل مین جواب دیا ہو بعد اسکے آپنے اپنے حقوق اور سابقین مین ہونا ظاہر کیا پہر فرمایا۔ اے لوگو مین تمکو اللہ تعالےٰ کی قسم دلاتا ہون کیا تم جانتے ہو یا نہین کہ مدینہ مین صرف ایک کنوان (بیر رومہ) تہا جسکا پانی شیرین تہا بلا قیمت وہ پانی کسیکو نہ ملتا تہا۔ دولتمند خرید کر پیتے تہے مگر فقیر و محتاج محروم رہتے تہے۔ اوسکو مین نے اپنے مال سے خرید کے وقف کر دیا تاکہ تمام مسلمان اوس سے مستفیض ہون۔ اوسکو مین نے اپنی ملک مین نہ رہنے دیا بلکہ اور مسلمانونکے ساتہ مین نے اپنے کو بہی اسکا مستحق رکہا اور جسطرح سب مسلمان اوس سے پانی پیتے تہے مین بہی پی لیتا تہا۔ بلوائیون نے جواب دیا۔ ہان یہہ سچ ہے اور ہم بہی جانتے ہین۔ آپنے فرمایا پہر تم کیون مجہکو اس کنوئین کے پانی سے روکتے ہو مین بمجبوری دریا کے پانی سے روزہ افطار کرتا ہون۔ بلوائیون نے اسکا کچہہ جواب نہ دیا۔ پہر آپنے فرمایا۔ تمکو مین خدا کی قسم دلاتا ہون۔ کیا تم جانتے ہو کہ مسجد مین لوگون کی گنجائش نہ ہوتی تہی نمازی تکلیف پاتے تہے مین نے اسقدر زمین اپنے مال سے خرید کر صحن مسجد کو بڑہا دیا ہے بلوائی بولے یہہ سب سچ ہے۔ آپنے فرمایا۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ مجہسے پہلے کبہی کوئی اور شخص بہی اس نماز پڑہنے سے منع کیا گیا ہے۔ بلوائیون نے جواب دیا نہین۔ کوئی نماز پڑہنے سے نہین روکا گیا۔ آپنے فرمایا۔ پہر تم مجہکو نماز پڑہنے سے کیون روکتے ہو۔ بلوائیون نے اسکا بہی کچہہ جواب نہ دیا۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ تمکو قسم خدا کی سچ کہنا۔ کیا آنحضرت صلعم نے میرے حق مین (اپنے فضائل بیان کرکے) ایسا ایسا نہین فرمایا

ایک روایت مین یہہ ہے کہ آپنے قرآن شریف اور کتابت وحی کی نسبت فرمایا تہا کہ کیا مین نے فلان فلان سورتین نہین لکہین۔ (ازالۃ الخفار)

بلوائیون کے دل پر آپکے اس کلام کا کچہہ خفیف سا اثر پیدا ہوا جس سے یہ لوگ جناب عثمان رضی کی ایذا رسانی کے خیال سے درگذر کرنے پر آمادہ ہوے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ بہائی جانے دو۔ جناب امیر المومنین رضی کے قتل سے ہاتہہ اوٹہاؤ بیشک ایسے بزرگ کا قتل باعث بربادئی آخرت اور برگشتگی قسمت ہے۔ چلو اپنے اپنے ملک کو واپس چلین۔ تمام بلوائیون مین اسی قسم کا چرچا ہونے لگا اور سب مین مشہور ہو گیا کہ بلوائی اب شرارت وسرکشی سے باز آے اور کوئی دم مین غدر رفع ہوا جاتا ہے مالک اشتر نخعی نے جب یہہ رنگ دیکہا تو دل مین کہنے لگا کہ معاملہ پلٹا جاتا ہے ہم چاہتے تہے کچہہ اور رنگ یہان تو اب ہمارے خلاف خواہش آثار پیدا ہو چلے۔ آخر سوچ سمجہکر اوسی دن یا اوسکے دوسرے دن اشتر بدشعار ظالمون کا سردار کہڑا ہو کر باآواز بلند اپنی فوج مین پکارا۔ یارو۔ یہہ تمام وعظ ونصیحت سراسر مکر وحیلہ ہے تمہارے پہانسنے کو یہہ دام تزویر پہیلایا گیا ہے خبردار ہوشیار رہنا۔ ہرگز انکے دم مین نہ آنا جس کام کو آے ہو کر گذرو پہر موقع نہ پاؤگے پچتاؤگے۔ اشتر کی اس تقریر سے لوگ پہر بہک گئے اور بنا بنایا کام بگڑ گیا۔ وثّاب مولیٰ جناب فاروق رضی جو بعد آزاد ہونیکے جناب عثمان رضی کی خدمت مین رہے اور جنکے حلق مین نیزہ کے زخم کے دو نشان تہے جو بروز شہادت جناب عثمان رضی کہاے تہے اور جو داغ جانیکے نشان معلوم ہوتے تہے بیان کرتے ہین کہ جناب امیر المومنین عثمان رضی نے مجہکو اشتر کے پاس بہیجکر اوسکو بلوایا جب اشتر آپکی خدمت مین حاضر ہوا آپنے فرمایا۔ اے اشتر۔ تم لوگ مجہسے کیا چاہتے ہو۔

اشتر کہنے لگا تین باتوں میں ایک بات پسند کر لیجئے یہہ آپکو اختیار دیا جاتا ہے۔ انمین
سے ایک نہ ایک ضرور ہوگی۔ خلافت کے باب مین لوگونسے کہدیجئے کہ مین اسکو چھوڑتا
ہون جسکو چاہو دو۔ یا جو تقصیرات اور جرائم آپنے کئے ہین اونکا قصاص خود بنفس
نفیس بذات خاص دیجئے۔ اگر ان دونون کامونسے انکار ہے تو اپنے قتل پر آمادہ
ہو جیئے۔ جناب عثمان رضنے فرمایا۔ بغیر یہہ امور ہوے کوئی اور چارہ کار نہین اور یہ
باتین ضرور شدنی ہین؟ اشتر بولا۔ بیشک۔ ضرور ہونے والی ہین کسی طرح آپ کو ان
تین سے مفر نہین۔ جناب عثمان رضنے فرمایا۔ خلافت تو مین چھوڑنے کا نہین کیونکہ خدائے
عزوجل نے جو لباس مجھکو پہنایا ہے مین اوسکو ہرگز نہ اوتارونگا۔ مجھکو یہہ گوارا اور
محبوب ہے کہ میری گردن ماری جاے مگر خلافت امت محمدی کو ترک نہ کرون۔

بحون آنچنین ناحق تامل بیش ازین تاکے		اگر میل عزاداری بیا و قتل محیی کن

اور ایک روایت مین اسقدر اور زیادہ ہے کہ اگر مین از خود خلافت سے دست
بردار ہون تو میرے بعد یہی طریق جاری ہو جاویگا جس خلیفہ سے لوگ ناخوش ہوے
اوسکو الگ کر دیا اور اوسکی جگہہ جسکو پسند کیا خلیفہ بنا لیا۔ (عقد الفرید)

اب رہی دوسری بات کہ مین تقصیرون کا عوض اپنے نفس سے دون۔ مین خوب
جانتا ہون کہ میرے دونون دوست حضرات شیخین رض میرے سامنے اپنے نفس سے قصاص
و بدلا دیا کرتے تھے مگر میرا بدن ضعیف اس بار گران اور اس سزا کا تحمل نہین ہو سکتا
یہہ دونون کام تو مجھسے نہونگے اب امر آخری یعنی میرا قتل۔ سو اسکی بابت خوب یاد
رکھو کہ اگر لوگ مجھکو قتل کرینگے تو بخدا کبھی وہ آپس مین محبت و الفت نہ رکھین گے
اور کبھی میرے بعد کسی اپنے دشمن سے نہ لڑین گے بلکہ آپس ہی مین تلوار چلتی رہیگی

اشتر او ٹہلکر چلا گیا۔ ہم لوگون نے خیال کیا کہ شاید یہہ لوگ راضی ہو گئے اور مخالفت ترک کر دینگے۔ ایک روز پہر آپ مکان کی چہت پر چڑہے اور جماعت محاصرین کو خطاب کرکے فرمایا۔ میرے سامنے کسی شخص کو لاؤ مین اوس سے قرآن پڑہوا ونگا۔ لوگون نے صعصعہ بن صوحان کو آگے کیا۔ وہ جوان نوعمر تہا۔ آپنے فرمایا۔ کیا تم کو اس نوجوان کے سوا دوسرا شخص نہین ملا جو اسکو میرے سامنے لاے۔ یہہ کہکر فرمایا۔ قرآن پڑہو۔ اوسنے یہہ آیت پڑہی۔ اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر۔ ترجمہ۔ جن لوگون سے لڑائی کیجاتی ہے اونکو اذن دیا گیا ہے کہ وہ بہی لڑین اور اللہ تعالےٰ اونکی مدد پر قادر ہے۔ جناب عثمان رضنے فرمایا۔ تم جہوٹے ہو یہہ آیت نہ تمہارے حق مین ہے اور نہ تمہارے یارون ہوا خواہونکے حق مین بلکہ میرے اور میرے دوستون کے حق مین ہے اور ہمارے حسب حال ہے۔ پہر جناب عثمان رضنے یہی آیت الی اللہ عاقبۃ الامور تک پڑہی۔ (ازالۃ الخفا)

زمانہ شدت وسختی حصار مین ایک دن جناب علی مرتضیٰ اسد اللہ رض جناب رسول خدا صلعم کا عمامہ مبارک زیب سر فرما کر اور ہتیارونسے آراستہ۔ تلوار گلے مین لٹکا کر بغرض مدد ونصرت جناب عثمان رض اپنے گہر سے نکلے۔ آپکے دونون صاحبزادے جناب امام حسن حسین رضی اللہ عنہما آپ کے آگے آگے تہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رض اور ایک گروہ مہاجرین وانصار آپ کے ہمراہ تہا۔ سب صاحبون نے جناب عثمان رض کے مکان پر پہونچکر بلوائیون کو ڈانٹا اور اونپر حملہ کیا وہ گروہ بد افعال روباہ خصال ان شیرون کے مقابلہ مین کب ٹہر سکتے تہے ایک ہی حملہ مین بہاگے اور متفرق ہو گئے۔ سب صاحب جناب عثمان رض کے مکان مین داخل ہوے جناب علی رضنے فرمایا۔ السلام علیک

یاامیرالمومنین جناب رسول خداؐ نے اسلام کی ترقی او رکمال بغیر لڑے اور جنگ کئے حاصل نہین کیا۔آپ خوب جانتے ہین کہ آپنے سرکشون کے ساتھہ کسطرح جہاد کئے۔بخداے عزوجل مین یقیناً کہتا ہون کہ یہہ فرقہ اشرار آپ کی جان کی خواہان ہین او رخدانہ کرے ایک روز آپکے دشمنونکو قتل کرینگے۔یہہ لوگ باغی ہین اور آپ پر خروج کیا ہے اطاعت سے الگ ہوگئے ہین یہ جان کے دشمن ہوکر سر پر چڑہ آے ہین اس صورت مین مناسب ہے کہ آپ ہم لوگونکو اجازت دین کہ ہم ان سے جاکے لڑین۔انکی ساری بغاوت وسرکشی آناً فاناً مین خاک مین ملادین اور جسطرح یہ ہمارے خون کے پیاسے ہین ہم بہی اپنی پیاسی تلوارونکو انکے خون سے سیراب کرین۔جناب عثمان رضؓ نے جواب دیا۔جو صاحب خدا کا حق اپنے اوپر جانتے ہین اور میرا حق مانتے ہین مین اون صاحبونکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ خدا کے واسطے شاخ حجام بہر کر بہی خون زمین پر اس گروہ مین سے کسیکا یا اپنا میرے سبب سے نہ گراوین۔جناب علیؓ نے مکرر یہی کہا اور اجازت دینے پر اصرار کیا مگر جناب عثمان رضؓ نے نہ مانا برابر انکار ہی کرتے رہے۔مجبو رجناب علیؓ بادل پرغم وچشم پرنم گہر سے باہر آے۔یہہ الفاظ آپکی زبان پاک پر تہے۔یا رخدایا تو دانا وبینا ہے کہ ہم نے اپنی کوشش پوری کی آیندہ مجبوری ہے۔(خمیس وحیوۃ الحیوان)

یہہ فرماتے ہوے مسجد مین داخل ہوے۔یہہ وقت نماز کا تہا لوگون نے آپسے کہا۔اے ابوالحسن امامت کیجیے اور لوگونکو نماز پڑہائیے۔آپنے فرمایا۔مین تمکو نماز نہین پڑہاتا ہمارے امام محصور ہین۔مین اکیلا نماز پڑہ لونگا۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہین کہ مین بہی جناب عثمان رضؓ کے ہمراہ آپکے گہر مین محصور تہا۔

بلوائیون کا تیر ہمارے ساتھیون مین سے ایک شخص کے آکر لگا جسکے صدمہ سے وہ شہید ہو گیا مین نے آپ کی خدمت مین عرض کیا۔ اے امیر المومنین۔ اب ہمکو بھی بلوائیو پر حملہ کرنا جائز ہو گیا کیونکہ انہون نے ہمارے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ حضور اب ہمکو اجازت دین تاکہ میدان مین نکلکر ان سرکشون سے لڑین اور انکو بھی مارین۔ جناب عثمان رض نے فرمایا۔ اے ابو ہریرہ رض مین تمکو خدا کی قسم دیتا ہون۔ اپنی تلوار پھینک دو اور خبردار لڑائی کا قصد ہرگز نہ کرنا۔ وہ لوگ صرف میری جان کے خواہان ہین اور مین عنقریب سب مسلمانون کی طرف سے اپنی جان دونگا۔ ابو ہریرہ رض فرماتے ہین مین نے جناب عثمان رض کی قسم دلانے سے تلوار پھینک دی۔ اوس دن سے آج کا دن ہے جو مجھے خبر نہین کہ میری تلوار کیا ہوئی اور کدھر گئی۔ (خمیس)

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رض بروز شہادت جناب عثمان رض زرع پہنکر اور تلوار گلے مین لٹکا کر بلوائیون کے مقابلہ پر تیار ہوے۔ جناب عثمان رض نے انکو قسم دیکر فرمایا۔ خدا کے واسطے مت لڑو اور اپنے ہتھیار کھولکر یہان رکھ دو۔ ابن عمر رض آپکے قسم دینے سے مجبور رہے۔

حضرت سلیط کہتے ہین کہ افسوس جناب عثمان رض نے ہمکو لڑائی سے روک دیا ورنہ ہم بلوائیون کو مار کر اپنے شہر کے حدود سے باہر نکال دیتے۔ (عقد الفرید)

جناب عثمان رض کے محافظین اور آپ سے بلوائیونکو دفع کرنے والے یہہ اصحاب ہین عبداللہ بن عمر۔ عبداللہ بن سلام۔ عبداللہ بن زبیر۔ امام حسن و امام حسین بن علی۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہم مروان بن الحکم۔ مغیرہ بن اخنس۔ انکے علاوہ اور ایک جماعت اہل مدینہ سے تھی جنکی تعداد ایک روایت مین چھہ سو ہے۔ جناب علی رض نے اپنے دونون صاحبزادونکو

اپنے غلام قنبر کے ہمراہ آپ کی حفاظت کیواسطے بہیجدیا تہا اور تاکید کی تہی کہ خبردار کسیکو جناب عثمان رض کے گہرین نہ گہسنے دینا۔ (خمیس)

انہین ایام مین ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رض القصیح مدینہ منورہ سے نکلین اور اپنے بہائی محمد کو ہمراہی کی غرض سے بلایا۔ محمد نے ساتہہ جانے سے انکار کیا اور جواب دیا۔ بخدا میرے امکان اور طاقت مین جہان تک ہے مین ان لوگونکو (یعنی جناب عثمان کے طرفدارونکو) جو کرنا چاہتے ہین اوس سے محروم رکہونگا اور یہ توام المومنین ہین سب انکے محرم ہین جسکو چاہین اپنے ہمراہ لیجاوین۔ حنظلہ رض کاتب وحی نے یہہ سنکر کہا۔ سبحان اللہ۔ تمکو ام المومنین اپنی ہمراہی کے لئے بلاتی ہین۔ تم اونکے ساتہہ تو جاتے نہین مگر سفہاء عرب گرگ سیرت کا اتباع کرتے ہو۔ جو تمہارے شایان شان نہین۔ تم ایسے کام کے درپے ہو جو قطعًا ناجائز و حرام ہے۔ بفرض محال اگر اسکا آخری نتیجہ یہہ ہوا کہ امیر المومنین عثمان رض مغلوب ہوگئے تو تمپر بنو عبد مناف متولی و متسلط ہوجاوینگے اور جو طمع تمکو حصول خلافت و سرداری کی ہے وہ ہرگز حاصل نہو گی۔ مفت مظلمہ مین گرفتار ہوگے اور دنیا بہی نہ پاؤ گے۔ اسکا جواب محمد بن ابی بکر نے کچہہ نہ دیا۔ حضرت حنظلہ رض کوفہ واپس گئے اور چند اشعار پڑہے جنکا ترجمہ درج ہے

ترجمہ۔ مجہکو سخت تعجب ہے کہ لوگ جس کام مین پڑے ہین اور خلافت کے زوال کا قصد کر رہے ہین اور یہہ نہین سمجہتے کہ اگر خلافت زائل ہوجاویگی تو تمام خیر و برکت اون سے دور ہوجاویگی۔ بعد زوال خلافت ان لوگونپر ذلت و خواری سوار ہوجاویگی اور بالآخر اس کا نتیجہ یہہ ہاتہہ آویگا کہ یہہ لوگ مثل یہود و نصاریٰ کے راہ حق سے دور ہو کر گمراہ ہوجاوینگے

اور وادی ضلالت مین بہٹکتے پہرینگے۔

جو واقعات جناب علیؓ اور ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کو پیش آے اوسکی اطلاع حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کو ہوگئی۔ ان بزرگون نے اپنے اپنے دروازہ بند کرلئے نہ کسی سے ملتے تہے اور نہ باہر آتے تہے۔ ایک روایت مین ہے کہ حضرت زبیرؓ قبل شہادت مدینہ سے باہر کہین چلے گئے تہے۔ آل حزم بعد محاصرہ اور پانی بند ہونیکے موقع پاکر پوشیدہ جناب عثمانؓ کو پانی پہونچاتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ دیگر اصحاب کے ساتھہ آپکے دروازہ پر بغرض مدافعت بلوائیان بیٹھے رہتے تہے اور دروازہ سے نہ ٹلتے تہے۔ جناب عثمانؓ نے ابن عباسؓ کو بلاکر فرمایا کہ آپ امیر حاج ہوکر مکہ معظمہ تشریف لیجایئے اور لوگونکے ہمراہ حج ادا کیجئے۔ ابن عباسؓ نے کہا مجھکو ان بلوائیون سے جہاد کرنا اور آپکے دروازہ پر بیٹہا رہنا حج سے زیادہ محبوب ہے۔

ہمان بخاک نشینم ز کلفت دوران		تہ ار مرتبہ گرچون غبار برخیزم

جناب عثمانؓ نے اونکو قسم دیکر مجبور کیا چنانچہ ابن عباسؓ امیر حاج ہوکر مکہ معظمہ روانہ ہوے۔

جب بلوائیون نے دیکہا کہ حجاج جناب عثمانؓ کے ہی طرف مائل ہوتے ہین اور آپ ہی کے مقرر کئے ہوے امیر کے ساتھہ حج کو جاتے ہین اور اطراف و جوانب سے بہی جو لوگ آتے ہین وہ آپ ہی کا دم بہرتے ہین اور اب حج سے فارغ ہوتے ہی مدینہ مین سب آن پہونچین گے اور ہمارے مقابل مین آکر جم جاوینگے۔ اس سے قبل ممالک اسلامیہ سے عساکر اسلامیہ کی آمد بہی سن چکے تہے تو گہبرا گئے۔ آپس مین کہنے لگے کہ ہبادا جیسی خبر اوڑی ہے اور جو ہمارا خیال ہے اگر انکی مدد کو لشکر آگئے یا لوگ حج سے

فارغ ہوکر مدینہ مین جمع ہو گئے تو اوسوقت ہمارے منصوبے سب خاک مین ملجاوینگے اس سے یہی مناسب ہے کہ ابھی موقعہ ہے جو کچھہ کرنا ہے کر گذرو اور جناب عثمانؓ کو قتل کرڈالو۔ بغیر اسکے ہماری گلوخلاصی ممکن نہین کیونکہ اطراف وجوانب مین سب لوگ ہمارے دشمن ہو گئے ہین۔ بعد قتل جناب عثمانؓ اگر لوگ جمع بہی ہوجاوینگے تو سب انکے قتل سے پریشان اور دوسرے خلیفہ کے اہتمام مین مصروف ہونگے اور اس ہلڑ مین ہم لوگ باطمینان نکل جاوینگے کوئی ہمکو نہ پاویگا۔ یہہ مشورہ کرکے اور جناب عثمانؓ کے قتل کو اس تہلکہ سے اپنی نجات کا ذریعہ تصور کرکے سبہون نے دفعتہً یورش کرکے دروازہ کہولنے کا قصد کر دیا۔

حضرات حسنین۔ ابن زبیر۔ محمد بن طلحہؓ۔ سعید بن العاصؓ۔ مروان اور دیگر اصحاب صحابہ کبار کے بیٹے اور انکے ماسوا جو صاحب دروازہ پر تہے سب نے تلوارین نکال لین اور بلوائیون کو دروازہ کہولنے سے روکا اور لڑکر اونکو پیچہے ہٹا دیا۔ جناب عثمانؓ نے انکو لڑنے سے روکا۔ قسم دیکر جدال وقتال سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ آپ لوگون نے جو حق نصرت آپکے ذمہ تہا بخوبی ادا کر دیا۔ اب للہ لڑائی سے ہاتہہ روکئے اور گہر کے اندر تشریف لائیے۔ یہہ حضرات باز نہ آے۔ پہر جناب عثمانؓ نے دروازہ کہولکر سب صاحبونکو بمنت وسماجت قسم دیکر اپنے پاس بلالیا اور دروازہ اندر سے بند کرلیا گیا۔ بلوائیون نے دروازہ پر ہجوم کر دیا اور سب کے سب ڈٹ گئے اسنتے مین ایک شخص قبیلہ اسلم سے نیار بن عیاض نام جو صحابی تہے مگر باغواے نفس شریر بلوائیون کے شریک تہے دروازہ پر آے اور جناب عثمانؓ کو آواز دی۔ آپنے بخیال اسکے کہ یہہ صحابی ہین میرے قاتلون کے گروہ سے الگ ہوجاوین اور انکی

شرکت سے بیزار ہون-اونکو قسم دیکر فرمایا کہ خدا کے واسطے تم ان لوگونسے علیحدہ ہو جاؤ-
آپ انکو اس بارہ مین تاکید کر رہے تھے کہ گھر کے اندر سے کثیر بن صلت کندی نے
بلوائیونپر تیر چلایا وہ انہین سے آکر لگا جس کے صدمہ سے یہہ مر گئے-بلوائیون نے کہا
انکے قاتل کو ہمارے حوالہ کرو تاکہ قصاص مین قتل کرین-جناب عثمانؓ نے کہا جس
شخص نے میری مدد کی اور میری نصرت مین کسیکو مار ڈالا مین کیسے اوس شخص کو تمہارے
حوالہ کرون درحالیکہ تم میرے قتل کے درپے ہو-بلوائی یہہ جواب پاکر اور بہی
برہم ہوے-غصہ مین آکر چاہا کہ گھر کے اندر گہس آوین-دروازہ پر بہی اب کوئی انکا
مزاحم نہ تہا مگر دروازہ بند پایا جہنجہلاکر دروازہ مین آگ لگا دی-سائبان مع دروازہ
کے سب جلکر خاک سیاہ ہو گیا-اب راستہ کہل گیا بلوائی بیخوف وخطر گہر کے اندر داخل
ہوے-اوسوقت امیر المومنین جناب عثمانؓ نماز پڑہ رہے تہے اور سورہ طٰہٰ
شروع کی تہی-حاضرین مکان آپکے پیچھے نماز مین شریک تہے-کسی نے بلوائیون کو نہ روکا اور
نہ انکے کسی فعل پر کوئی مزاحم ہوا-آپنے باطمینان تمام نہایت خضوع وخشوع وحضور
قلب سے برعایت تعدیل ارکان نماز ادا کی-بلوائیون کے آنے کی آہٹ اوران کی
بات چیت اور باہم گفتگو سے کسیطرح آپکو نماز کے اندر اضطراب پیدا نہین ہوا جب
آپ نماز سے فارغ ہوے تو بلوائی چلے گئے تہے پہر آپنے تلاوت قرآن مجید شروع کردی
جسوقت آیہ کریمہ الذین قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم
فزادهم ایمانا وقالوا حسبنا الله ونعم الوکیل-ترجمہ-وہ لوگ جنکو
لوگون نے کہا کہ تمہارے واسطے لوگ جمع ہوے ہین تم اونسے ڈرو-اونکا ایمان
بڑہ جاتا ہے اور (اونکے جواب مین) کہتے ہین (کچہہ پرواہ نہین) خدا ہمکو کافی ہے اور

بہتر کارساز ہے۔ پہر پہونچے حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ آنحضرت صلعم نے مجہسے اقرار لیا ہے اورمین اوسپر صابر ہون۔ بلوائیون نے جو دروازہ جلایا ہے اس سے بڑہکر کام اونکو مطلوب ہے (اوروہ میرا قتل ہے)

اسکے بعد جناب عثمان رضؓ نے سب صاحبونکو لڑائی سے روک دیا اور جناب امام حسنؓ سے فرمایا۔ تمہاری وجہ سے تمہارے باپ علیؓ سخت تشویش وتردد مین ہونگے (باغیونکے مجمع مین خدانا کردہ تمکو کچہہ صدمہ پہونچے تو مجہکو ندامت ہوگی) لہذا مین تمکو خدا کی قسم دیتا ہون کہ تم اپنے گہر چلے جاؤ۔ ہرچند آپنے ان صاحبونکو منع فرمایا مگر کسی نے نہ مانا آپکے واسطے جان دینے کو مستعد ہوگئے اور برابر بلوائیون سے لڑتے رہے۔

مغیرہ بن اخنس بن شریق جو حج کرکے سب سے پیشتر بغرض نصرت جناب عثمانؓ ایک گروہ کے ساتہہ مدینہ مین آگئے تہے اور اسوقت آپکے گہر مین تہے۔ اپنے ہمراہیونکو لیکر بلوائیونکے مقابلہ مین نکل کہڑے ہوے۔ یہہ اشعار رجزیہ پڑہتے تہے۔

قد علمت ذات القرون الميل	والحلي والانامل الطفول
لتصدقن بيعتي خليلي	بصارم ذي رونق مصقول

لا استقيل اذ اقلت قيلي

ترجمہ۔ بڑی بڑی زلفون والی عورتین اور زیور اور نازک اونگلی والی عورتین خوب جانتی ہین کہ ہم بذریعہ تلوار تیز اور شفاف کے آج کے دن اپنے دوست کی بیعت کو سچا کر دکہاوینگے اور ہم لڑائی سے منہہ نہ موڑینگے اگرچہ ہم سے کہا جاوے کہ لوٹ آؤ۔

حضرت امام حسن بن علیؓ یہہ رجز کہتے ہوے نکلے۔

لا دینہم دینی ولا انا منہم	حتی اسیرہم الی طمار ثمام

ترجمہ۔ اونکا دین میرا دین نہین اور نہ مین اون لوگونسے خوش و راضی ہونگا یہانتک کہ اونکو بلندی ثمام تک نہ پہونچا دون (ثمام ایک گھاس ہے مطلب یہہ ہوا کہ اونکو پست کردون اور زمین سے ملا دون)

محمد بن طلحہؓ کی زبان پر یہہ شعر تہا۔

انا ابن من حامی علیہ باحد	ورد احزابا علی رغم سعد

ترجمہ۔ مین بیٹا اوس شخص کا ہون جسنے آنحضرت صلعم کی جنگ احد مین حمایت و حفاظت کی اور گروہ کفار کو برخلاف خواہش سعد پہیر دیا۔

سعیدؓ بن العاص کے ورد زبان یہہ شعر تہے۔

صبرنا غداة الدار والموت واقف	باسیافنا دون ابن اروی نضارب
وکنا غداة الروع فی الدار نصرة	نشافہم بالضرب والموت نائب

ترجمہ۔ محاصرہ کے دن بمقابلہ باغیان پرجفا ہم صبر کرکے جمے رہے اور ہم اپنی تلوارین لیکر جناب عثمانؓ کے آگے لڑ رہے تہے اور موت نظر کے سامنے کہڑی تہی اور ہم اوس ہولناک دن مین صبح سے آپ کے گہر مین آپ کی مدد کر رہے تہے اور بلوائیون کا مقابلہ کرکے اونکو مارتے تہے اور موت متوجہ تہی۔

حضرت ابوہریرہؓ جب میدان مین نکلے تو یہہ کہتے جاتے تہے۔ آج کے دن اپنے خلیفہ کی اعانت مین بلوائیونکا مارنا جائز ہے اور باآواز بلند یہہ آیت پڑہتے تہے۔ یا قوم مالی ادعوکم الی النجاة وتدعوننی الی النار۔ ترجمہ۔ اے میری قوم

مجھکو کیا ہوا ہے کہ مین تمکو راہ نجات کی طرف بلاتا ہون اور تم مجھکو آگ کی طرف بلاتے ہو۔ آخر مین حضرت عبداللہ بن زبیر نکلے۔ بعد اسکے مروان نکلا۔ یہ شعر رجز کے بزبان تھے

لقد علمت ذات القرون الميل	والكف والانامل الطفول
انى اروع اول الرعيل	لغارة مثل القطا الشليل

ترجمہ۔ بڑی زلفون والی اور نازک پنجہ اور انگلیون والی عورتین خوب جان گئی ہین کہ گھوڑونپر سوار جماعت جو لوٹنے مارنے جاتی ہے اوسمین مین پہلا شخص ہوتا ہون کہ لوگونکو گھبرا دیتا ہون اور وہ مثل سنگخوارہ بعدو کے بدحواس ہوجاتے ہین۔

مروان کے مقابلہ مین ایک شخص قبیلہ بنی لیث سے بیاع نام نکلا۔ مروان نے ایک ہاتھ تلوار کا اوسپر چھوڑا اوسنے مروان کے ایک ہاتھ ایسا گردن پر مارا کہ اسکی گردن کی رگ کٹ گئی اس ضرب سے مروان مرا تو نہین مگر گردن ٹوٹ گئی اور تا زیست درست نہ ہوئی۔ پھر عبید بن رفاعہ زرقی نے مروان پر حملہ کیا اور چاہا کہ اوس کا کام تمام کرے کہ فاطمہ ابراہیم بن عدی کی والدہ جسنے مروان اور عبید دونونکو دودہ پلایا تھا دونون کے درمیان حائل ہوگئی اور عبید سے کہا۔ اگر تم اسکو مارنا چاہتی ہو تو یہ مرچکا ہے۔ گردن ٹوٹ گئی اب کیا خاک بچے گا۔ اگر اسکے گوشت اور ہڈیونسے کھیلنا اور اسکا قیمہ کرنا منظور ہے تو یہ نہایت ہی بُرا ہے۔ عبید مروان کے قتل سے باز رہا۔ فاطمہ مروان کو اپنے گھر اوٹھا لیگئی۔ اس حیلہ سے مروان کی جان بچی۔ مروان کے لڑکون نے جب انکا دور خلافت ہوا ہے فاطمہ کے ساتھ بعوض جان بچانیکے اچھا سلوک کیا اور فاطمہ کے بیٹے ابراہیم کو کسی جگہہ کا حاکم کردیا۔ (ابن اثیر)

ایک روایت مین ہے کہ جب بلوائیون نے دروازہ جلادیا تو مروان کوٹھے پر تھا۔ یہہ پانسو غلام مسلح لیکر کوٹھے پر سے اوترا اور دروازہ پر صف بندی کر کے بلوائیونسے لڑنے لگا جناب عثمان رضؓ نے مروان کو پکارا کہ مت لڑو کیونکہ میرا وقت اب قریب آگیا ہے شبکو جناب رسول خدا کو خواب مین دیکھا۔ مین نے آپ سے شکایت کی کہ آپ کی امت نے ایسا ایسا ظلم مجھپر کر رکھا ہے۔ آپنے فرمایا۔ غم مت کرو آج روزہ میرے پاس افطار کروگے اور سب مصیبتون سے نجات ہوجاویگی۔ مروان نے کہا۔ آپکے بعد ہمکو زندگی کا کیا مزہ ہے لہذا آپ کی حمایت مین جان دینا اچھا ہے۔ اس عرصہ مین بلوائی ہجوم کر کی آن پہونچے اور دروازہ پر وہ لڑائی ہوئی کہ الامان۔ پانسو غلامون نے جماعت کثیر بلوائیون سے مقابلہ کیا اور داد شجاعت دی۔ اسقدر طرفین کے لوگ قتل ہوے کہ خون کا دریا دار الخلافت کے دروازہ پر بہ نکلا۔ جناب عثمانؓ برابر ممانعت فرمارہے تھے اور بہربار یہی ارشاد تھا کہ تم لوگ نہ لڑو اور نکل جاؤ انکو میرے پاس آنے دو اور جو چاہین کرنے دو۔ (آپ کی قسم دینے سے جس غلام نے ہتھیار رکھہ دیئے اور لڑائی سے باز رہا آپنے اوسکو آزاد کیا چنانچہ ایک جماعت غلامونکی آپکی تنبیہ سے چلی گئی)

مروان نے کہا قسم خدا کی جبتک میرے بدن مین جان ہے کسی ایک کو آپکے پاس نہ آنے دونگا۔ الغرض اس جماعت سے کوئی میدان چھوڑ کر نہ نکلا یہان تک کہ سب قتل ہوگئے۔ بہت ہی کم بچے۔ مروان نے بہت سے بلوائیونکو قتل کیا۔ جب وہ خود زخمی ہوا پانون کٹ گیا۔ رگ گردن کٹ گئی تو لوگ اسکو بیٹھ پر لاد کر میدان سے اوٹھا لیگئے جو لوگ اس لڑائی مین زندہ رہے اونمین بھی کوئی ایسا نہ تھا جسکے خون نہ جاری ہوا ہو (کذا فی الطبری منقول از قرۃ العینین مؤلفہ مولوی عبد الرب صاحب واعظ دہلوی مرحوم)

مغیرہ بن اخنس کو ایک شخص نے قتل کیا۔ لوگو نکو انکے قتل کا افسوس ہوا اور انکا ذکر کر رہے تھے کہ قاتل نے انکا نام سُنکر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ عبد الرحمٰن بن عدیس سُنکر بولا کیا ہوا جواب دیا مین نے خواب دیکھا تھا کہ ہاتف کہہ رہا ہے مغیرہ بن اخنس کے قاتل کو دوزخ کی بشارت ہو۔ افسوس مین خود ہی انکے قتل کے گناہ مین مبتلا ہوا

روایت ہے کہ جناب عثمانؓ ابتدائے محاصرہ اور شہادت تک برابر روزہ رکھتے رہے۔ جیسا خود آپکے وعظ سے جو چھت پر چڑھ کر بیان فرمایا تھا ظاہر ہوتا ہے (کہ مین کھاری پانی سے روزہ افطار کرتا ہون) پنجشنبہ کو وقت افطار پانی نہ تھا لہذا آپنے روزہ افطار نہ کیا اسی حال مین رات گذاری۔ رات کو آپ کی بیوی نائلہ ہر چند پانی تلاش کرتی ہین مگر نہ دستیاب ہوا۔ اخیر رات کو بی بی نائلہ ایک ہمسایہ کی چھت پر کودین اور بدقت تمام ایک پیالہ آب شیرین کا بہم پہونچا کر جناب عثمانؓ کیخدمت مین لائین مگر افسوس کہ صبح صادق ہو گئی تھی آپنے وہ پانی نہ پیا۔ بی بی نائلہ بولین۔ آپنے افطار کے وقت پانی نہین پیا اور کچھ کھانا بھی نوش جان نہ فرمایا آج روزہ نہ رکھیئے جناب عثمانؓ نے جواب دیا مین نے آج کی شب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا حضور نے ارشاد فرمایا۔ اے عثمانؓ تم آج کا روزہ ہمارے پاس آکر افطار کرو گے۔ الغرض آپنے روزہ کی نیت کر لی اور یہہ روز جمعہ تھا کہ بلوائیون نے آپکا دروازہ جلا دیا اور بالاتفاق ارادہ کیا کہ آج آپ کو شہید کر ڈالین۔ دروازہ پر حضرات حسنینؓ وغیرہم بلوائیون کے مقابل لڑ رہے تھے اور اونکو دروازہ تک نہین آنے دیتے تھے۔ بلوائیون نے دفعتہً تیرونکی بارش کر دی یکبارگی صدہا تیران صاحبو پر برس پڑے جناب امام حسنؓ زخمی ہوے۔ خون سے نہا گئے۔ محمد بن طلحہؓ نے زخم کھائے قنبر جناب علیؓ

کے غلام کا سر پھٹ گیا۔ بلوائیون نے جب امام حسنؓ کو زخمی دیکھا اور خون مین تر بتر پایا گھبرا گئے۔ بعضون نے تو اپنا سر پیٹ لیا۔ ایک بولا غضب ہو گیا اب کوئی دم مین اولٹے لینے کے دینے پڑینگے۔ حضرت امام حسنؓ کو دیکھو۔ انکا کیا حال ہے۔ خون مین ڈوبے ہوے ہین۔ زخمون سے چور ہین۔ ابھی بنو ہاشم۔ بنو امیہ کو خبر ہو تو آفت برپا ہو جاے رسول خدا کے نواسہ۔ شیر خدا کے بیٹے کو زخمی دیکھہ لین تو تمکو پیچھا چھڑانا مشکل پڑے اب بھی موقع ہے جو کرنا ہے کر گذرو۔ ان لوگونکو تو ادہر مصروف رہنے دو اور آؤ کچہہ لوگ مکان کے پیچھے چلکر کسی حیلہ و تدبیر سے مکان کے اندر داخل ہون۔ (خمیس)

یہہ صلاح کر کے سب لوگ تو ادہر دروازہ پر حملہ کرتے رہے اور ایک گروہ بلوائیونکا آپکے مکان کی پشت پر پہونچا اور عمرو بن حزم کے گہر سے سیڑہی لگا کر اور بروایتے پشت مکان مین نقب لگا کر اوسکی راہ سے گہر مین گہس پڑا۔ سارا مکان انہین لوگون سے بہر گیا۔ (ابن اثیر)

اور ایک روایت مین ہے کہ محمد بن حزم انصاری کے مکان سے داخل ہوے چنانچہ احوص شاعر نے اس باب مین جو شعر کہے ہین اونکا ماحصل یہہ ہے کہ حزمی پر اگر قابو چل جاے تو ہرگز ترس نہ کہانا اگرچہ اوسکو آگ مین پڑا پاؤ۔ کبہی رحم نہ کہانا اوسکی سازش سے بلوائی بمقام ذی خشب مروان کے مقابل ہوے اور جناب عثمان کو گہر مین گہسکر قتل کیا۔ (عقد الفرید)

حضرات حسنینؓ اور انکے ساتہہ ایک جماعت تو دروازہ روکے ہوے تہی اور باقی آپکے مددگار غلام وغیرہ مکان کی چہت پر تہے اور اوپر سے بلوائیون پر تیر چلا رہے تہے۔ نیچے کے درجہ مین صرف جناب عثمانؓ اور ایک آپ کی بیوی نائلہ تہین۔ بلوائی

اس آہستگی سے گھر مین آ گئے کہ کسیکو ہرگز خبر نہ ہوئی اور نہ کسیکو یہہ خیال تہا کہ بلوائی دوسری راہ سے مکان مین پہونچنے کا قصد کرینگے۔ آپ کی بیوی نائلہ بہت کچہہ شور و غل کرتی رہین مگر اس ہنگامہ مین کون سنتا۔ وہ آپ کو تنہا چہوڑ کر یہی یہان سے نہ ہٹ سکین تاکہ دروازہ پر جاکر یا چہت پر آکر لوگونکو اطلاع کرتین۔ (خمیس)

شہادت جناب امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ

رخصت نالہ مجہے دے کہ مبادا ظالم	تیرے چہرہ سے ہو ظاہر غم پنہان میرا

صاحبو۔ اب آگے ان بلوائیونکی زیادتی اور بے ادبی۔ گستاخی۔ نامردی کا بیان کس زبان سے ہو۔ قلم کو تاب و توان نہین۔ دل قابو مین نہین۔ جگر خون ہوکر دیدہ سے خونبار روان ہے۔ ہاتہہ نے جواب دیا قلم چہوٹا جاتا ہے۔ سینہ چاک ہے۔ ایک ہاتہہ سے دل تہام لیا ہے دوسرے ہاتہہ سے بہزار کوشش قلم کو تہامتا ہون مگر مشکل و سخت مشکل ہے کہ اس واقعہ جانکاہ اور اس سانحہ ہوش ربا کا نقشہ ناظرین کے پیش نظر کرون۔ جسکے بغیر چارہ نہین۔ در و دیوار سے حسرت برستی تہی۔ زمین و آسمان شجر و حجر بزبان حال گرم فغان تہے۔

چہ دلتنگی ست اے ظالم چہ بیرحمی چہ بیدردی	زدی لبتی شکستی خون ناحق ریختی رفتی

افسوس۔ اے بلوائیو! خدا سے ڈرو۔ دیکہو کیا کر رہے ہو۔ اب بہی سنبہلو ہوش مین آؤ اور توبہ کرو۔ امام برحق کے قتل ناحق سے ہاتہہ اوٹہاؤ۔ خدائے رحیم و کریم تمہاری اس گستاخی کو معاف فرماویگا۔ تمکو خدا کے گہر جانا اور اوسکو منہ دکہانا ہے۔ ہمکو یہہ حیرت ہے کہ تم اپنے مالک حقیقی منتقم تحقیقی قہار جبار سے کیون اسقدر نڈر ہو گئے

کیا تمھارے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوگئے ہین - وان من الحجارۃ لما یتفجر
منه الانہار وان منہا لما یشقق فیخرج منه الماء وان منہا لما یہبط من
خشیۃ اللہ - ترجمہ - بعضے پتھر وہ ہین کہ جن سے نہرین جاری ہوتی ہین اور
بعضے ایسے ہین کہ خود بخود شق ہوجاتے ہین اور اونسے پانی بہ نکلتا ہے اور بعض
پتھر وہ ہین کہ خوف خدا سے گر پڑتے ہین مگر تمھارے دل کیا ہین - معلوم ہوتا ہے کہ
فولاد کے بنے ہین - لیکن وہ بھی تو آگ کی گرمی سے نرم ہوجاتا ہے حیف صد حیف
تمھارے دل خدا جانے کس چیز کے بنے ہین کہ کوئی وعظ و نصیحت - خوف خدا -
دنیا و عقبیٰ کی سزا کا ڈر مطلقًا اونمین اثر نہین کرتا - کیا تم سمجھے ہو کہ خدا تمھارے
افعال نہین دیکھتا ہرگز نہین - وما اللہ بغافل عما تعملون - کیا اوسکی رحیمی و کریمی
پر تمکو غرہ ہے اور اوسکی شان قہاری و جباری کو بھول گئے - یہان تو یہ بلوائیونکا
ہنگامہ ہے اور انکا قصد و ارادہ جان لینے کا ہے مگر وہان ہمارے خلیفہ برحق
صاحب حیا و ایمان امیر المومنین ذی النورین جناب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا
صبر و استقلال - تحمل و عدم اضمحلال قابل تعریف ہے کہ آپنے رسول خدا کی وصیت
کو کس طرح نباہا - ان خلیلی عہد الی وانا صابر علیه پر پورا عمل کرکے دکھلادیا
لباس خلافت جو عطیہ پروردگار تھا حسب مودۂ نبی مختار مرتے دم تک نہ اوتارا
یہہ آپ ہی کی شان تھی اور آپ ہی کے نور عرفان و روشنی ایمان کا اثر تھا جس نے
اس مہلکہ مین آپ کو ثابت قدم رکھا اور کیون نہ ہوتا آپکے واسطے تو شوق شہادت
نے یہہ تمام مصائب و تکالیف دنیوی شیرین کردیئے تھے تلخی مصیبت کو آپ حلاوت
جانفزا سمجھتے تھے - دنیاے دو روزہ کی تکلیف ناپایدار نظرون مین ہیچ تھی - صبر

جو بصورت صبر (ایلوا) ہے بلکہ درحقیقت اس سے بہی زیادہ تلخ ہے - آپ اس مین مرد میدان رہے ظلم وجفا کا تحمل جو خاصہ انبیاء کرام ہے بہ برکت صحبت حضور نبوی آپنے معتدبہ حاصل کیا اور اس مین آپنے اپنے کو ایک نمونہ ثابت کر دکہایا - اگر آپ چاہتے تو ادنی اشارہ مین آپکے مددگار و انصار اس فرقہ اشرار کو تلوار کی گہاٹ اوتارتے اور یہہ لوگ اپنے بدکردار کی سزا قرار واقعی پاتے مگر نہین - خلیفہ رحمدل نے رحم سے کام لیا - مدینہ منورہ کی حرمت اور مسلمانونکی جانونکی قدر کی - رضای مولیٰ مین ہمہ تن سر تسلیم خم کر دیا اور اوسکی مرضی وخوشی کے تابع ہو کر اپنی جان اوسی کے حوالہ کی -

ہلاک جرأت پروانہ ام کہ در رہ عشق	فنای خویش بشمع وچراغ مے جوید

اب ہم صبر اور اوسکے فضائل اور اقسام ومدارج ذکر کرتے ہین - صبر کے معنی تو معلوم ومشہور ہین محتاج بیان نہین - صبر کے بہت اقسام ہین - ایک صبر تو وہ ہے جو بندہ کے کسب و اختیار مین ہے - دوسری قسم وہ ہے جو بندہ کے کسب و اختیار سے باہر ہے قسم اول دو طرح پر ہے - خدا کے احکام بجالانے مین جو تکلیف گذرے اوسکو برداشت کرنا - جیسے نماز - روزہ حج - زکوۃ وغیرہ - جو باتین شرعاً ممنوع ہین اونسے باز رہنا - قسم دوم - جو بندہ کے اختیار مین نہین اوسپر صبر کرنا - اوسکی مثال تقدیرات الٰہی - مرض - فقر وفاقہ - موت - انکی تکالیف ومشقت برداشت کرنا - پہر صبر کے چار اقسام ہین - اول احکام خداوندی بجالانا - امور منہیہ سے باز رہنا - دوم بشر وسرور چلے جانے پر یا کسی آنے والی مصیبت کے اندیشہ سے غم نہ کرنا - سوم - جو شے مرغوب خاطر ہے اوسکا انتظار کرنا یا کسی امر شدنی تکلیف آیندہ کا خوف رکہنا - چہارم - آئی ہوئی مصیبت یا امر خوفناک پر تحمل وبرداشت کرنا -

جملہ اقسام صبر ہر مذہب ہر ملت مین - کیا مؤمن کیا کافر سب کے نزدیک محمود ہین چند اقوال مطلق صبر کی فضیلت مین نقل ہوتے ہین - اکثم بن صیفی کا قول ہے - جسنے صبر کیا فتح پائی - (یعنی مصیبت پر صبر کرنے سے بالآخر مصیبت و رنج دفع ہوکر آرام و راحت نصیب ہوگی یا اگر اس صدمہ مین جان گئی تاہم مصیبت کا خاتمہ ہوگیا اور صبر کا ثواب پایا) حدیث شریف مین ہے - صبر باعث روشنی ہے اور اسکے ذریعہ سے امید کشود کار ہے - صبر سختیون کا پردہ پوش ہے - بڑی اور مشکل کامون مین اس سے مدد ملتی ہے - حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے - بہترین اسباب - شدت مصیبت کے وقت صبر کرنا ہے - جناب عمر فاروقؓ فرماتے ہین - اگر صبر و شکر مجسم بصورت سواری ظاہر ہون تو مین دونون مین سے جسپر چاہے سوار ہون مجھکو اور کسی کی پرواہ نہوگی -

صبر کے چار اقسام جو مذکور ہوے اونکے فضائل ہم لکھتے ہین -

فضائل قسم اول یعنی احکام خدا بجالانا - منہیات سے باز رہنا - اس صبر کی بدولت فرائض ادا ہوتے ہین - امور مسنون پورے طور سے تعمیل پذیر ہوتے ہین آیہ کریمہ انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب یعنی صبر کرنے والونکو اجر بیحساب ملیگا - جناب علیؓ فرماتے ہین - صبر کا قرب و اتصال ایمان سے ایسا ہے جیسا انسان کے دھڑ سے سر حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہین - دنیا سے کوچ کرنا مسلمان کے نزدیک آسان و سہل ہے اور خدا کی طلب مین دنیا ترک کرنا سخت مشکل ہے خواہش نفسانی چھوڑ خدا کی طرف رجوع کرنا سہل ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت مین اور اوسکے ساتھہ صبر کرنا امر دشوار ہے - کسی نے حضرت جنیدؒ سے صبر کے معنی پوچھے - جواب دیا تلخی فرو لیکر پینا اور چہرہ پر شکن نہ آنا - حضرت خواصؒ کا قول ہے - احکام خدا

ورسول پر قایم رہنا صبر اسی کا نام ہے۔ عمر بن عبد العزیزؒ نے حضرت قاسمؒ بن محمد سے وصیت کی خواہش کی۔ فرمایا مصیبت و تلخی و تکلیف کی جگہہ صبر کرو۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین۔ صبر دو طرح ہے۔ مصیبت کے وقت صبر کرنا۔ ممنوعات شرعیہ سے باز رہنا دوسرا صبر اعلیٰ و افضل ہے (کیونکہ اس مین نفس کشی ہے) صبر حالت خوف و امید مین مختلف ہوتا ہے کیونکہ جس شے کا خوف ہوتا ہے انسان اوس سے بھاگتا ہے اور اوسکے علیحدہ ہونے مین صبر کرتا ہے اور جو شئے مطلوب ہے اوسکی طلب مین تکلیف و محنت گوارا کرنا اور بامید کامیابی جان لڑا دینا ہی صبر ہے۔

فضائل قسم ثانی۔ اگر تم سے کوئی چیز گم ہوجاوے یا مصیبت کا پیش آوے اس مین جو صبر ہوگا تو اوس سے گونہ راحت و فرحت حاصل ہوگی۔ ثواب علیحدہ ہے اب دو حال سے خالی نہین۔ اگر گم شدہ چیز پر یا آنے والی مصیبت پر صبر کیا اور رنج و غم کو دل سے الگ رکھا بلکہ دل سے شکر خدا کرتا رہا تو جزع و فزع مین جو تکلیف ہوتی ہے اوس سے راحت پائی اور اگر صبر نہ کیا تو گھبرانے اور رونے پیٹنے سے گئی ہوئی چیز واپس نہوگی۔ مفت کا ثواب بھی ہاتھہ سے کھویا بلکہ اولٹا گناہ اپنے سر لیا جناب علیؓ نے اشعث بن قیس سے اونکے بیٹے کے مرنے پر تعزیۃً فرمایا۔ اگر تم غم و رنج کروگے تو یہ مقتضاے محبت رشتہ قرابت ہے اور اگر صبر سے کام لوگے تو خدا کے نزدیک ثواب ہے اور دنیا مین اپنے بیٹے کا بدلا پاؤگے۔ اس صورت مین اجر صبر کیون ہاتھہ سے دو کیونکہ جو ہونیوالا تھا ہوچکا اب رونے دھونے سے کیا نتیجہ اسی مضمونکو ابو تمام شاعر نے نظم کیا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے۔

جناب علیؓ نے اشعث سے تعزیت مین فرمایا۔ آپکو خوف تھا کہ صدمہ رنج سے

وہ گناہ مین نہ مبتلا ہون۔ اگر مصیبت پر ثواب کی نیت سے صبر کروگے تو خدا کے نزدیک اجر عظیم پاؤگے اور مثل بے زبان جانورون کے غم وغصہ کرنے کے بعد تسلی ہو ہی جاویگی۔ ہمکو خدانے مرد بنایا اور مشقت اور تکلیف برداشت کرنیکی ہدایت فرمائی اور رونے پیٹنے کو تو یہہ بیوہ عورتین ہین۔

قدما کا قول ہے صبر شوق مین صبر خوف مین صبر زہد مین۔ صبر انتظار موت مین۔ جو جنّت کا مشتاق ہے وہ خواہش نفسانی پر صبر کرتا ہے۔ جو دوزخ سے خائف ہے وہ حرام کامو نسے باز رہتا ہے جو دنیا کی طرف مائل نہین وہ مصیبت کو کچھہ سمجھتا ہی نہین۔ جو موت کو ہر وقت پیش نظر رکھتا ہے وہ گناہو نسے کنارہ کش ہوتا ہے۔

قسم ثالث۔ خوفناک پیش آنے والی مصیبت کے اندیشہ و تردد سے اگر صبر کرکے راضی برضاء مولیٰ ہوکر خاموش بیٹھہ رہے تو اس صبر کی برکت سے عجب نہین کہ وہ مصیبت ٹل جاوے اور صبر کا ثواب پاوے اور جو شئے مرغوب و مطلوب ہے اسکے طفیل مین مل جاوے۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہین۔ اگر گرفتار مصیبت بامید دفع صبر کرے تو اوسکو ثواب عبادت ہے۔ جب کسی آفت سماوی یا ارضی کا خوف ہو ایسی حالت مین صبر کرنیسے فی الحال راحت ہوتی ہے اور خدا سے امید اور حسن ظن رکھنا باعث ثواب عظیم ہے۔ جزع و فزع مین بخیال مصیبت آیندہ ابھی سے غم مین پڑنا اور اپنے بدن کو گھلانا۔ خدا کے ساتھہ بدگمان ہوتا۔ گنہگار بننا اور مستحق عذاب ہونا ہے

قسم رابع۔ آئی ہوئی مصیبت پر صبر کرنا۔ اس حالت مین اگر صبر و استقلال سے کام لے اور ہوش و حواس درست رکھے۔ تو دفع مصیبت کے اسباب اور حیلے پیدا کرسکتا ہے اور دشمن کی تدبیرون اور مکر کا جواب مناسب دے سکتا ہے۔ اس

صبر کی فضیلت مین یہہ آیات کریمہ وارد ہین۔ وتمت کلمۃ ربك علی بنی اسرائیل بما صبروا۔ بنی اسرائیل پر اونکے صبر کرنے سے خدا کی بات پوری ہو گئی۔ واصبرو ماصبرك الا باللہ۔ اور صبر کر اور صبر تو اللہ ہی کے ساتھہ ہے۔ واصبر علی ما اصابك ان ذلك من عزم الامور۔ اور مصیبت پر صبر کر۔ البتہ صبر بڑے کاموں سے ہے۔

اسی لفظ صبر سے یہہ الفاظ ماخوذ ہین۔ مُتَصَبِّر۔ بہ تکلف صبر کرنیوالا جو مصیبتوں مین صبر کرے ایسا شخص کبھی صبر کر لیتا ہے اور کبھی صبر سے عاجز ہو جاتا ہے۔ صابر۔ وہ شخص ہے جو نہ شکوہ کرے اور نہ صبر کرنے سے تھکے۔ صبار۔ وہ شخص ہے کہ اگر تمام دنیا کی بلائین اور مصیبتین اسپر آپڑین یہہ بکشادہ پیشانی برداشت کرے۔ زبان سے شکوہ وشکایت کا ایک حرف بھی نہ نکالے اگرچہ بتقاضاے بشریت تکلیفوں سے ضعیف وناتوان ہو جاے۔ صبور۔ وہ شخص ہے جو ان مقامات پر ثابت ہو (سراج الملوک علامہ طرطوشیؒ)

جناب عثمانؓ نے بیشک درجہ انتہاے صبر اختیار فرمایا اور آپ مستحق خطاب صبار وصبور کے ہوے۔

بی بی نائلہ کی پریشانی کس طرح رقم ہوسکتی ہے۔

	کلیجہ تھام لوگے جب سنوگے		نہ سنواے خداشیون کسی کا

جس کے سر کا تاج برباد ہونے والا ہو۔ جسکے سردار ومالک خانمان وحاکم دل وجان پر صرصر فنا کا جھونکا چل گیا ہو اور ایک دم مین شجر حیات تبر جفا سے قلم ہونے والا ہو جس کی آسائش دنیوی وراحت زندگانی کے باغ پر بہار کو دست ظلم خزان تاراج

کر رہا ہو۔ جسکے خلیفہ ایسے شوہر پر خنجر ظلم چلنے والا ہو۔ جسکے پیارے خاوند کے قتل کا سامان ہو۔ جسکے دلدار و دلبر تازبردار زوج کے گلے کو ظالم کاٹنے والے ہون۔ جسکے دل وجان کے مالک مظلوم کو بیدرد قسائی ذبح کرنا چاہتے ہون اور جسکو یہ خوف لگا ہو کہ وہ اپنے پیارے اور عزیز والی وارث کو ابھی تھوڑی دیر مین زمین پر بسمل تڑپتا دیکھیگی۔ جسکے پیش نگاہ ہو کہ ابھی یہہ سر جو اوسکے زانو پر ہے کچھ دیر بعد خاک و خون مین پڑا ہوگا اور باوصف اسکے وہ مجبور و لاچار اور بیکس و بے قابو ہو۔ کسیطرح حفاظت وحمایت نہ کرسکتی ہو۔ بھلا ایسی عورت کے رنج وغم و اندوہ و بیم کی کیا انتہا ہوگی۔ کون اندازہ کرسکتا ہے اور کس زبان سے بیان ہوسکتا ہے۔ بس وہ جانی یا اوسکا دل۔

تا کہ خورم غم پئے تسکین درد خویش	گویم بخود کہ ز ازل این شد نصیب من

آہ۔ یہ واقعہ شہادت بھی مجھ ہی کو لکھنا ہے۔ مجبور با دل بریان وچشم گریان قلم شکستہ پا سے یہہ میدان وحشت ناک وبیابان المناک طے کرتا ہون۔

دیدے راپردہ خود کردہ بدیدن رفتم	پنبہ برگوش نہادم بہ شنیدن رفتم

اس داستان خون فشان اور قصہ پر غصہ کو ارباب تاریخ اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب بلوائی آپکے حرم سرا مین داخل ہوے تو ایک شخص کو آپکے قتل کے واسطے بھیجا۔ اوس نے آپکے سامنے آکر کہا۔ اگر تم اب بھی خلافت سے دست بردار ہو تو ہم تمکو چھوڑ دینگے۔ خلیفہ مظلوم وبیکس نے جواب دیا۔ کمبخت دور ہو۔ کیا بکتا ہے خدا کی قسم مین نے کبھی نہ زمانہ جاہلیت مین نہ اسلام مین زنا کیا۔ نہ کبھی گایا نہ اسکی خواہش کی اور جسوقت سے جناب رسول خدا صلعم کے ہاتھہ پر بیعت کی۔ کبھی یہہ سیدھا ہاتھہ

اپنی شرمگاہ پر نہین رکھا۔مین مرتے دم تک خدا کا عطیہ لباس خلافت نہ اوتارونگا اور اسی لباس کے ساتھہ اپنے خدا کے پاس جاؤنگا۔وہ اہل سعادت کو عزت دیگا اور اہل شقاوت کو ذلیل وخوار کرے گا۔(ابن اثیر)

ایک روایت یہہ ہے کہ وہ شخص جو آپکے پاس آیا ابو ثور فہری تہا۔اوسکا بیان ہے کہ آپنے فرمایا۔مجھکو خداوند تعالےٰ نے دس فضائل عطا فرماے ہین۔اسلام مین چوتہا شخص ہون۔جناب رسول خدا نے اپنی ایک بیٹی میرے نکاح مین دی جب وہ مرگئین دوسری بیٹی سے میرا نکاح کر دیا۔(چار باتین وہ بیان فرمائین جو ابن اثیر کی روایت مین درج ہین۔باقی یہہ ہین) ہر جمعہ کو ایک غلام راہ خدا مین آزاد کرتا رہا اگر کسی جمعہ کو اتفاقاً ناغہ ہوگیا تو اوسکے بعد آزاد کیا۔جملہ غلامونکی تعداد جنکو مین نے آزاد کیا دوہزار چارسو کے قریب ہے۔مین نے کبھی چوری نہین کی۔جناب رسول خداؐ کے عہد مین قرآن جمع کیا (یاد کیا یا کتابت کی) (صواعق محرقہ)

وہ شخص آپسے یہہ کلام سُنکر بلا تعرض واپس گیا۔لوگون نے پوچھا تو نے کیا کیا جواب دیا۔بغیر قتل آپ کی خلافت نہین مل سکتی۔آپ خوشی سے خلافت ترک نکرینگے اور آپکو قتل کرنا ہمارے حق مین حلال نہین۔

اب دوسرا شخص قبیلہ بنی لیث کا آپکے قتل کو آیا۔وہ بہی درباب خلع خلافت آپسے گفتگو کرنے لگا۔آپنے اوس سے فرمایا کہ تو میرا قاتل نہین ہے۔جناب رسولخداؐ نے تیرے حق مین دعا فرمائی ہے کہ تو ایسے مقامات اور محل فتنہ وفساد وقتل ناحق سے محفوظ رہے۔تو ہرگز ایسے افعال مین مبتلا ہوکر ضائع نہوگا اور جناب رسول خدا کی دعا کی برکت سے خدا تجھکو بچاتا رہیگا۔وہ شخص بہی واپس گیا اور مجمع بلوائیان سے بالکل

عللحدہ ہوگیا۔ پہر ایک شخص قریشی آیا۔ آپنے اوس سے فرمایا۔ آنحضرت صلعم نے تیرے واسطے دعاے مغفرت کی ہے تو خون حرام اور ناحق کا ہرگز مرتکب نہ ہونا۔ وہ بہی آپکی نصیحت سنکر اس مجمع اشرار سے کنارہ کش ہوا اور اپنے گہر چلا گیا۔

عبداللہ بن سلام دروازہ پر لوگون کو آپکے قتل سے روک رہے تہے اور وعظ و نصیحت سے چاہتے تہے کہ کسی طرح انکے دلونکا زنگ دور ہو۔ انکی آنکہین کہلجائین اور یہ اپنے اعمال قبیحہ پر متنبہ ہو کر اس حرکت سے باز رہین۔ آپنے مجمع بلوائیان مین جاکر بآواز بلند فرمایا۔ اے گروہ بلوائیان پر جفا ستمگر کینہ۔ بدطنیت۔ بہائم سیرت۔ اپنے حرکات ناشائستہ سے باز آؤ قتل امام برحق سے ہاتہہ اوٹہاؤ۔ خدا کے غضب کی تلوار کو جو ابہی تک نیام مین ہے مت نکالو اور شمشیر قہر ملک جبّار کو اپنے اوپر نہ چلنے دو۔ خدا کی قسم۔ اگر تم وہ تلوار نیام سے کہینچ لوگے تو پہر روک نہ سکوگے اور تا قیام قیامت پہر وہ تلوار نیام مین نہ جاویگی بلکہ تمہارے ہی اندر برابر چلتی رہیگی۔ اے کمبختو۔ تم نہین سمجہتے کہ آج کے دن تمہاری حکومت اور سلطنت فقط دُرّہ کے زور سے ہے۔ اگر تم جناب عثمانؓ کو قتل کر ڈالوگے تو یہہ امر سیاست بغیر تلوار کے قائم نہ رہ سکیگا۔ اے ظالمو۔ تم نہین دیکہتے کہ تمہارا شہر مدینہ فرشتونسے بہرا پڑا ہے۔ اگر تم اپنے خلیفہ مظلوم کو قتل کروگے تو فرشتے مدینہ چہوڑ کر چل دینگے اور جو خیر و برکت آج ہے وہ تمکو پہر تا قیامت نصیب نہ ہوگی۔

بقتلم چون کشند شمشیر نے از بیم جان ترسم	کہ طفل ست و چو بیند کشتہ ام ترسد از ان ترسم

بلوائیونکی تو عقل و ادراک اسوقت گم تہی بحر ضلالت و بغاوت مین سرتاپا غرق تہی انکے دلونسے مادۂ قبولِ حق کا اثر تک اوٹہہ گیا تہا آپکا کہنا ایک نہ مانا بلکہ جہلا کر

بکمال گستاخی جواب دیا۔ اسے یہودی بچہ۔ تجھکو کیا پڑی چل اپنی راہ لے ہماری کام مین دخل نہ دے۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے جب دیکھا کہ یہہ قوم ناعاقبت اندیش راہ حق سے بہت دور ہے اب وعظ و پند کا موقع نہین رہا مجبور واپس تشریف لیگئے۔

وعظ من گرد فشانندہ عصیان نشود	آستین شکر آلود مگس ران نشود

گروہ بلوائیان آپکے مکان مین اسی فکر مین تہا کہ جلد کام تمام کیا جاسے کئی اشخاص باری باری گئے اور واپس آے۔ ان سب کے بعد محمد بن ابی بکرؓ پہونچے۔ آپ اوسوقت تلاوت قرآن مجید مین مصروف تہے انکو دیکھکر نہایت نرمی سے فرمایا اسے محمد بن ابی بکرؓ کیون میری جان کے پیچھے پڑے ہو۔ کیا خدا پر غضب و غصہ کرتے ہو۔ مین نے تمہارا کون سا ایسا جرم کیا ہے جسکی پاداش مین مجھکو واجب القتل ٹہیراتے ہو۔ کیا مین نے کوئی تمہارا حق ضبط کر لیا ہے جسپر یہہ کینہ و حسد ہے علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ محمد بن ابی بکرؓ نے آپکی ریش مبارک پکڑ لی اور اوسکو ہلایا۔ وثاب غلام جناب فاروقؓ جو حضرت عثمانؓ کی خدمت مین رہا کرتے تہے اوسوقت موجود تہے کہتے ہین کہ مین نے آپکے دانت بجنے کی آواز سُنی (ازالۃ الخفا) اور کہا۔ خدا تم کو رسوا کرے۔ ای نعثل {نعثل بمعنی موٹا بہدا (کنایۃً احمق) اور نعثل بمعنی بوڑہا احمق۔ ایک یہودی مدینہ مین تہا اوسکا نام ہے تشبیہًا جناب عثمانؓ کو کہتے تہے۔ (قاموس)} جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ مین نعثل نہین بلکہ امیر المومنین عثمان ہون۔ محمد بن ابی بکرؓ نے کہا۔ تمکو معاویہؓ اور ابن عامر اور فلان فلان شخصون نے نہ بچایا اور اس گاڑہے وقت مین کوئی تمہارے کام نہ آیا۔ اس بڑہاپے مین بہی تمکو خلافت کی ہوس باقی ہے۔ امیر المومنین نے ارشاد کیا۔ اسے بہتیجہ۔ اگر اوسوقت تمہارے باپ زندہ

ہوتے تو میرے اس بڑہاپے کی قدر کرتے اور کبھی میری ڈاڑہی نہ پکڑتے (ابن اثیر) اور ایک روایت مین یہہ ہے۔ اے میرے بھتیجے میری ڈاڑہی چھوڑ دے۔ قسم خدا کی یہہ ڈاڑہی تیرے باپ کے نزدیک بڑی عزت دار تہی۔ اگر تیرا باپ تجھکو اسوقت دیکھتا توہر گز تیرے اس فعل پر راضی وخوش نہ ہوتا۔ (خمیس) یہ سنکر محمد بن ابی بکرؓ نے کہا اگر میرا باپ زندہ ہوتا اور تمکو یہہ کام کرتے دیکھتا تو وہ ان کامونکو کبھی پسند نہ کرتا اور مجھہ سی زیادہ سختی سے تمہاری یہہ ڈاڑہی پکڑتا۔ جناب عثمان رضؓ نے اسکے جواب مین فرمایا۔ مین تمپر خداے قادر وتوانا سے مدد چاہتا ہون اور اوسکی اعانت کا خواستگار ہون۔

نیاز خویش ہلا آئی بخلق عرض مکن		خوش آنکہ روی بدرگاہ بے نیاز کنی

محمد بن ابی بکرؓ یہہ سنکر شرما گیے اور ڈاڑہی چھوڑ کر چلے آے۔ بعضے کہتے ہین کہ انکے ہاتھہ مین ایک تیر تہا اوس سے آپکی پیشانی پر زخم لگا دیا مگر روایت اولی صحیح ہے۔
غرضکہ محمد بن ابی بکرؓ بلا تعرض آپ کی خدمت سے چلے گئے۔ ایک روایت یہہ بھی ہے کہ محمد بن ابی بکرؓ کا ہاتھہ کانپنے لگا اور جناب عثمانؓ کے فرمانے سے اونپر خوف خدا نے غلبہ کیا یہان تک کہ رو دیئے۔ اپنی حرکت پر توبہ کی۔ وہان سے نکل آے اور کہا خدا کی قسم اب مین نہ مارونگا نہ مارنے دونگا۔

ندیدم باریاب آستان عفو طاعت را		درجرأت زدم منت کش تقصیر گردیدم

انکے بعد ایک اور شخص آیا۔ جناب عثمانؓ تلاوت قرآن مجید مین مشغول تہے آپنے فرمایا۔ میرے تیرے درمیان مین قرآن شریف ہے۔ وہ شخص بہی چلا گیا بعد ازان ایک اور شخص آیا جسکا نام موت اسود تہا۔ اوسنے آتے ہی آپکا گلا گھونٹا یہہ

واپس جاکر لوگونسے کہا۔ واللہ میں نے عثمان رضؓ کے حلق سے زیادہ کوئی نرم چیز نہین دیکھی۔ مین نے اونکا گلا گھونٹا بخدا اونکا دم رُکنے لگا یہان تک کہ اونکی جان بدنین اس طرح روان تھی جیسے زخمی سانپ لہراتا ہے اور اوسکو مرتے وقت حرکت ہوتی ہے۔ پھر ایک اور شخص آیا۔ آپنے اوس سے بھی فرمایا کہ میرے تیرے درمیان کتاب اللہ ہے مگر اوس نامرد نے کچھ خیال نہ کیا تلوار کا ہاتھ آپ پر چھوڑ ہی دیا۔ آپ نے ہاتھ پر روکا جس سے دست مبارک کٹ گیا یا کٹ کر جدا ہوگیا۔ (شک راوی) پھر آپ نے فرمایا۔ بخدا اے لا یزال۔ یہہ وہ پہلا ہاتھ ہے جسنے سُوَر مفصل کلام ربانی لکھی ہین۔ (ازالۃ الخفار)

جب بلوائیون نے دیکھا کہ جو جاتا ہے وہ حضور خلیفہ کے رعب داب مین آکر ناکام واپس آتا ہے تو بالآخر ایک گروہ کمینونکا بھیجا گیا جس مین قتیرہ۔ سودان بن حمران غافقی تھے۔ غافقی نے لوہے سے آپ پر حملہ کیا اور نالائق نامرد نے کلام ربانی پر ایک لات ماری۔ قرآن شریف چکر کھا کر جناب عثمان رضؓ کی گود مین گرا۔ آیہ کریمہ۔ فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم (ترجمہ۔ قریب تیری طرف سے کافی ہوگا اونکو اللہ تعالےٰ اور وہ سننے والا جاننے والا ہے) پر خونکا قطرہ گرا۔ حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے جناب عثمان رضؓ سے فرمایا۔ تم مظلوم شہید ہوگے اور تمہارے خون کا قطرہ آیہ کریمہ۔ فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم پر گریگا حضرت ابن عباس رضؓ کا قول ہے کہ خون کا نشان ابتک قرآن مجید مین ہے۔ (خمیس)۔

(راقم۔ مشہور ہے کہ یہہ قرآن شریف ابتک مدینہ منورہ مین موجود اور بنام مصحف

مصحف امام معروف ہے) پہر سودان سیاہ باطن نے تلوار چلائی۔ بی بی نائلہ آپ پر جہک پڑین اور تلوار کو ہاتہہ پر روکا۔ اونکی اونگلیان کٹ گیئن۔ پہر اوس مرد کنے دوسرا وار کیا جسکے صدمہ سے روح مقدس جناب امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ندا ملاء اعلیٰ۔ يَا اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي۔ سنکر لبیک کہتی ہوئی جسد عنصری سے پرواز کرکے جنت الفردوس مین پہونچی اور آپ جام شہادت نوش فرماکر شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اے نور دیدہ رفتی و بے نور دیدہ ماند	مژگان چو آشیانہ مرغ پریدہ ماند

حضرات ناظرین! مین نے اپنے دل پر جبر کرکے نہایت ضبط و تحمل سے یہ چند سطور لکہی ہین۔ میرے امکان مین نہین کہ اس نمونہ محشر کا واقعہ بالخصوص اسوقت کی بیتابی و بیچینی جو گذری اوسکا حسرت ناک سین آپکو دکہلا سکون سچ تو یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ رحیم کریم ہے۔ سبقت رحمتی علی غضبی (میری رحمت و شفقت میرے غضب سے بڑہ گئی ہے) اوسکی شان ہے ورنہ اس گروہ اشرار کو زمین نگل جاتی۔ آسمان انپر پہٹ پڑتا۔ فلک سے انگارے برستے اور انکے وجود نامحمود کو نیست و نابود کردیتی۔ جو کچہ آفت ارضی و سماوی انپر آجاتی کچہ بعید نہ تہا۔ وا صد و اے۔ اس گروہ اشقیا نے اپنے سر کے تاج کو دست ظلم سے کسطرح خاک پر ڈال کر برباد کیا۔ اپنے خلیفہ مظلوم کو کس بیدردی کے ساتہہ خنجر بیداد سے قتل کیا ہے۔ انکا امام۔ انکا سردار۔ انکا حاکم۔ انکا سرپرست۔ انکا مہربان جو باوصف قدرت و امکان کے انکی زیادتیان اور جور و جفا و نکو کس تحمل سے

ستھا ہا اُسپر انکو ذرہ برابر بھی رحم نہ آیا۔ کسیکا کیا بگڑا خود یہہ ہی لوگ دنیا مین تا قیام قیامت مطعون خلائق رہے اور دار مکافات مین دیکھین گے کہ انکی دنیا کی کمائی کیا رنگ لائی اور کیا نفع دیا۔ یہہ دار دنیا جو دراصل مزرعۃ الآخرۃ ہے اس کھیت مین انہون نے کیا بویا اور انکی کھیتی کیا برگ و ثمر لائی اور انکے کیا ہاتھہ آیا۔ ابھی کیا ہے غفلت کے پردے پڑے ہین۔

بروز حشر شود ہمچو صبح معلوم ست	کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور

امیر المومنین جناب عثمانؓ کا تو کچھہ نقصان نہوا۔ دنیوی فضیلت آپکی ظاہر ہے اور آخرت کے مدارج جو آپکو نصیب ہونگے یہہ شرف شہادت اوسپر مستزاد ہوگا

رنجہ کردی ساعد و خون ہلالی ریختی	تا قیامت شرمسار دست و بازوی توام

آپ پر جو ظلم و ستم ہوا وہ تہوڑی دیر کا تہا اور جو تکلیف و مصیبت تہی وہ گذر گئی۔

پنداشت ستمگر کہ جفا بر ما کرد	بر گردن او بماند و بر ما بگذشت

اب آپ کے واسطے روح و ریحان و جنت نعیم ہے۔

دیکھا ہی ایسا صابر کوئی بھی اس جہان مین	تلوار آوے سر پہ ہو ذکر جان جان مین
بہوکا ہو سارے دن کا پیاسا ہو رات بہر کا	ہو صبح شغل قرآن اور فکر دلبر جان مین

عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ جب آپ کی روح پر فتوح طائر گلزار جنان ہوئی تو آپ کے مکان مین آوازین سب نے سنین مگر کہنے والا نظر نہین آیا۔ ابشر یا ابن عفان بروح و ریحان و برب غیر غضبان ابشر یا ابن عفان بغفران و رضوان ترجمہ۔ اے ابن عفان تمکو باغ جنت اور خوشبودار پہولونکی بشارت ہوا ور اپنے

پروردگار سے ملو جو نہایت درجہ تم سے خوش ہے۔ اے ابن عفان تمکو مغفرت ورضائے خداوندی کی بشارت ہو۔ (شواہد النبوۃ نسخہ قلمی)

وذی النورین والبرہان والحلم والندیٰ	خشوع وللقرآن تال مجمع
قنوت الدیاجی والعیون مسارۃ	بلذۃ عیش بالتہجد مولع

ترجمہ۔ جناب عثمانؓ ذی النورین ہین اور صاحب برہان وحلم وسخاوت۔ صاحب خشوع جامع قرآن اور اوسکی تلاوت کرنے والے ہین۔ آپ اندھیری راتون مین عبادت الٰہی کرتے اور تہجد مین مشغول رہتے اوسوقت کہ اور لوگونکی آنکھین دنیوی عیش ولذات مین جاگتی ہوتین۔

والصائم المحمود مشھدہ	عثمان ذی النورین فی قتلہ جاروا
اشرار قوم من الارادل فی دمہ	فی مصحف ظل للفجار فجاریۃ

عثمانؓ روزہ دار شب بیدار تھے۔ آپکی شہادت محمود ہی ایسے بزرگ کے قتل مین ظلم کیا۔ وہ لوگ بری قوم کمینہ تھی۔ ان بدکارونکی شرارت سے آپکا خون قرآن پر بہنے لگا۔ (تاریخ یافعیؒ)

روایت ہے کہ جب آپ زخمی ہوے۔ بی بی نائلہ نے آپکا سر مبارک اپنے زانو پر رکھہ لیا اور بچانے کی غرض سے آپ پر جھک گئین۔ ایک شوخ دیدہ بیباک نے انکی طرف دیکھہ کر کہا۔ دیکھو یہہ عورت کیسی موٹی ہے اسکے سُرین کسقدر بڑے بڑے ہین۔ راوی کا قول ہے کہ مین نے یہہ بات سنکر اپنے دل مین کہا۔ یہہ کمبخت دنیا کے کتے ہین آپ کے قتل سے انکا مطلب صرف حصول دنیا ہی۔ (ازالۃ الخفاء)

دوسری روایت مین یہہ ہے کہ بعد شہادت آپ کے بی بی نائلہ اپنی چادر وغیرہ آپ کو اوڑھا کر پاس بیٹھہ گئین کہ ایک نابکار مردک آیا جسکے ہاتھہ مین ننگی تلوار تھی

اوسنے کہا خدا کی قسم مین عثمانؓ کی ناک کاٹونگا۔ یہہ کہکر بی بی نائلہ سے مزاحمت کرنے لگا۔ اونہون نے اوسکی تلوار کی باڑ پکڑلی مگر اونکا ہاتہہ کٹ گیا۔ بی بی نائلہ نے رباح آپکے غلام کو جسکے ہاتہہ مین جناب عثمانؓ کی تلوار تہی پکارا اور کہا مجہکو اس نالائق کے شر سے بچا اور میری مدد کر۔ رباح نے لپک کر ایک ہاتہہ تلوار کا ایسا مارا کہ وہ نامرد جہنم واصل ہوا۔ (خمیس)

اوپر کی روایت سے واضح ہے کہ آپکا قاتل سودان ہے مگر بعضے کہتے ہین کہ جسنے آپکے قتل کا بیڑہ اوٹہایا وہ کنانہ بن بشر تجیبی ہے۔ الغرض سودان سیاہ رو جب آپکو قتل کر چکا تو اوسکو بہی آپکے ایک غلام نے ایک ہی ہاتہہ مین جہنم رسید کیا۔ (ابن اثیر) بلوائیو نکا آپکے مکان مین داخل ہونا اور آپکو شہید کرنا کچہہ ایسی عجلت کے ساتہہ اور تہوڑے وقت مین ہوا کہ دروازہ والونکو خبر نہونے پائی اور نہ اون لوگونکو جو چہت پر تہے اطلاع ہوئی اتفاقاً جو دو چار غلام آ گئے تو وہ بہی بعد شہادت کے ان بلوائیون سے مصروف ہو گئے جیسا واقعات اور روایات کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے۔ بعد شہادت جناب عثمانؓ آپکے غلامون نے قاتلین سے مقابلہ کیا جس مین بعض غلام اور بعض بلوائی کام آئے جس غلام نے سودان کو قتل کیا تہا اوسکو قتیرہ نے مار ڈالا۔ دوسرے غلام نے قتیرہ کو بہی واصل جہنم کیا۔ پہر بلوائی ہجوم کر کے گہر لوٹنے لگے اور جو کچہہ کپڑے زیور رہا تہا آیا لوٹ لیا۔ کلثوم تجیبی نے بی بی نائلہ کی چادر چہین لی۔ ایک غلام نے پہونچکر کلثوم کو ایک ہی وار مین ختم کر دیا۔ بد نہاد جب گہر کا مال واسباب لوٹ چکے عمرو بن الحمق نے آپکے سینہ بے کینہ پر براہ بغض و عناد نہایت نامردی سے نو نیزے مار کر کہا۔ اِن مین سے تین تیز ہی تو مین نے

اللہ کے واسطے مارے ہین اور چہ اسوجہ سے کہ میرے دل ہین اسکی طرف سے غبار تھا (واہ رے مردک اچھا غبار نکالا) بعد اسکے بلوائیون نے آپکا سر کاٹنا چاہا۔ نائلہ ام البنین۔ چلا کر لاش پر گر پڑین اور اپنے منہ پیٹنے لگین۔ ابن عدیس نے کہا کہ جانے دو سر نہ کاٹو سر سے ہمکو سروکار نہین۔ یہ عمیر بن ضابی آپ پر کودا کمبخت ظالم نے آپکے نازک بدن پر ٹھوکرین مارین جس سے چند پسلیان ٹوٹ گئین ٹھوکرین لگاتے وقت یہ کہتا جاتا تھا۔ تمنے میرے باپ کو قید کیا تھا جو بیچارہ قید ہی مین مرگیا۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

بعضے کہتے ہین کہ آپ کے قتل ہین دو شخص شریک ہوے۔ ابو عمرو بن بدیل خزاعی۔ اسنے چوڑے۔ تیر کے پھل سے آپکی شہ رگ گردن کاٹ دی اور کنانہ بن بشر تجیبی نے تلوار سے شہید کیا۔ آپ کے قاتل کی تعیین ہین کہ جسکے زخم سے آپ شہید ہوے مورخین ہین باہم اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ آپکا قاتل رومان بن سرحان کنجی آنکھ والا پستہ قد قبیلہ مراد سے ہے بعضے سودان بن حمران کو بعضے رومان یمامی کو۔ بعض رومان بنی اسد کو بتلاتے ہین۔ بعض کا خیال ہے کہ اسود تجیبی باشندہ مصر ہے۔ بعض کے نزدیک جبلہ بن ایہم ایک مصری شخص ہے بعض سودان بن رومان مرادی کو کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ تجیبی اور محمد بن ابی حذیفہ ہین مگر محمد بن ابی حذیفہ کا ذکر صرف ایک روایت ہین ہے جو دیگر روایات کے مقابلہ مین درجہ اعتبار سے ساقط ہے۔ اس ہین شک نہین کہ یہ سب لوگ گروہ بلوائیون مین سے تھے مگر قاتل ایک یا دو شخص ہونگے اسکے تعیین ہین اختلاف کثیر ہے۔ ازالۃ الخفاء مین جو روایت وثاب سے مروی ہے اوسمین قاتل کا نام نہین ہے بلکہ مبہم ہے کہ چند

لوگ داخل ہوے اور آپکو شہید کیا۔ دوسری روایت مین صرف کنانہ بن بشر تجیبی ہے۔ تیسری روایت مین ابن بدیل اور تجیبی دو شخص ہین۔ ابن اثیر نے بھی دو شخص لکھے ہین غافقی اور سودان بن حمران اور یہہ روایت اولی ہے۔ دوسری روایت سے جو بلفظ قیل صیغہ ضعف کی دلیل ہے کنانہ بن بشر تجیبی ثابت ہوتا ہے۔ تاریخ خمیس مین ہے کہ جب محمد بن ابی بکر جناب عثمان رضؓ کے پاس سے چلے گئے تو وہان ابن سرحان ایک شخص پستہ قد ازرق چشم قبیلہ مراد کا آپکے پاس آیا۔ خنجر اسکے ہاتھہ مین تھا۔ آپسے کہا۔ اے نعثل تم کس دین پر ہو۔ آپنے فرمایا مین نعثل نہین لیکن عثمان بن عفان ہون۔ میرا دین وملت دین ابراہیمی ہے اور مین مشرکون مین نہین اوس مردک نے کہا تم جھوٹے ہو۔ یہہ کہکر آپ کی داہنی کنپٹی پر خنجر مارا جس سے آپ زخمی ہوکر گر پڑے۔

بلوائی گھر لوٹ کر جس درجہ مین آپ شہید پڑے تھے اوسکو بند کر کے گھر سے نکل گئے اور پکار کر کہا۔ چلو بیت المال لوٹین مگر خبردار سب ایک ساتھہ چلنا کوئی پہلے نہ لوٹ لے۔ محافظین بیت المال نے جب انکا یہہ قصد دیکھا سمجھے کہ یہہ لوگ طالب دنیا ہین۔ انکے ہاتھہ سے جان بچانا ضرور ہے لہذا یہہ لوگ چل دیئے۔ بلوائیون نے بیت المال پر قبضہ کر لیا۔ بیت المال مین اسوقت صرف دو گھڑے تھے انکو لوٹ لیا کہتے ہین کہ بلوائی آپ کو شہید کر کے نادم ہوے۔ (ابن اثیر) آپ کی شہادت تاریخ اٹھارہوین یوم جمعہ ۳۵ھ ہجری کو ہوئی۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

وقت کی تصریح کسی مورخ نے نہین کی البتہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمتہ اللہ علیہ تحفہ اثنا عشریہ مین لکھتے ہین کہ عصر اور مغرب کے بیچ مین جناب عثمان رضؓ

شہید ہوے ہین۔ دیگر اقوال تاریخ وسنہ مین ہم آگے ذکر کرینگے۔ ہم لکہہ آے ہین کہ جسوقت بلوائی آپکے قتل کی غرض سے مکان مین داخل ہوے اوسوقت صرف نائلہ آپکے پاس تہین۔ اونہون نے تہرا شور کیا چلائین پکارین مگر اس ہنگامہ مین کسی نے نہ سنا۔ آپ کو اتنا موقع اور فرصت نہ ملی جو خود کوٹھے یا دروازہ پر جاکر بلوائیون کے آنیکی اطلاع کر آتین۔ علاوہ اسکے ایسے وقت مین آپ کو تنہا چہوڑکر جانا بہی مشکل تہا۔ جب بلوائی اپنا کام کرکے گہر سے نکل گئے بی بی نائلہ کوٹھے پر چڑہین اور پکار کر کہا۔ لوگو دوڑو۔ جناب امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے ظالمون نے گہر مین گہسکر آپکا کام تمام کردیا اس آواز کے سنتے ہی چارون طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور آناً فاناً تمام شہر مین اس واقعہ جانکاہ کی خبر ہوگئی۔ حضرات حسنینؓ اور دیگر اصحاب جو دروازہ پر بلوائیون سے لڑ رہے تہے اور بدانست خود اونکو مکان مین داخل ہونے اور قتل کرنے سے روک رہے تہے یہہ آواز سنتے ہی سب کے سب مکان مین داخل ہوے۔ آپ کو خنجر بیداد سے مذبوح پایا۔ سخت افسوس وحسرت کے ساتہہ لاش کے گرد ہجوم کرلیا۔ اسوقت کی حالت عجب حسرتناک اور ہول انگیز تہی۔ کوئی ایسا نہ تہا جو آپکے مظلوم شہید ہونے پر نہ روتا ہوگا۔ حضرات حسنینؓ اور انکے ہمراہی وفور غم سے بدحواس تہے۔ گلی کوچہ مین صدائے واویلاہ وامصیبتاہ بلند تہی ہر شخص کی زبان پر یہی تہا "افسوس خلیفہ برحق مظلوم وناحق قتل کئے گئے" جب اس سانحہ ہوش ربا کی خبر جناب علیؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ اور دیگر اکابر صحابہ واعیان مدینہ کو ہوئی آپکے گہر کی طرف بتعجیل تمام دوڑ پڑے سب کی زبان پر کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون تہا۔ جناب عثمانؓ کی لاشہ کو دیکہکر حضرت علیؓ بیخود ہوگئے

کثرت رنج والم سے حال زبون ہوگیا سب کی عقلین گم تہین اور خوننابہ جگر چشم گریان سے جاری تہا جناب علیؓ کمال غیظ وغضب مین تہے۔ اپنے صاحبزادون سی فرمایا تُم لوگ دروازہ پر تہے اور جناب امیرالمومنین عثمانؓ شہید ہوگئے؟ یہہ غفلت۔ تمکو تو حفاظت کے لئے بہیجا تہا۔ ایسی ہی حفاظت کیا کرتے ہین؟" یہ فرماکر اوسی عالم غضب مین آپنے جناب امام حسنؓ کے سنہ پر طمانچہ مارا اور جناب امام حسینؓ کے سینہ پر ایک گہونسا۔ محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر کو بہت سخت وسست کہا پہر غضبناک گہر سے باہر نکلے۔ طلحہؓ اثنا راہ مین ملے۔ آپ کو خیال تہا کہ طلحہؓ نے خلیفہ کے قتل مین اعانت کی ہے۔

طلحہؓ۔ اے ابوالحسن۔ آپنے حسن وحسین کو کیون مارا۔

علیؓ۔ امیرالمومنین جیسے بزرگ اور مقدس صحابی بدری جسنے جناب سرورکائنات خاتم النبیین شفیع المذنبین کی شرف صحبت کی دولت لازوال حاصل کی قریب کے رشتہ دار۔ دو صاحبزادیان آنحضرت صلعم کی جنکے نکاح مین آئین بے اثبات حجت شرعی مظلوم مقتول ہون حالانکہ یہہ لوگ دروازہ پر موجود تہے۔ انسے حفاظت نہ ہوسکی وہ اس طرح شہید ہوگئے۔

طلحہؓ۔ اگر جناب عثمانؓ مروان کو حوالہ کردیتے تو یہہ نوبت نہ پہونچتی۔

علیؓ۔ اگر مروان کو دے دیتے تو لوگ بلاتحقیق اوسکو مار ڈالتے۔

علیؓ (بی بی نائلہ کیپاس جاکر) امیرالمومنین جناب عثمانؓ کو کس شخص نے قتل کیا۔

نائلہؓ۔ مین اون لوگونکو نہین جانتی البتہ اگر اب دیکہون تو پہچان لون۔ اسقدر کہہ سکتی ہون کہ قاتل دو شخص تہے جنکے ہمراہ محمد بن ابی بکرؓ بہی آئے تہے

اور محمد بن ابی بکرؓ اور جناب عثمانؓ سے جو گفتگو ہوئی تھی کہہ سُنائی۔

علیؓ۔ (محمد بن ابی بکرؓ کو طلب فرما کر) بی بی نائلہ کہتی ہین کہ تم قتل مین شریک تھے

محمد۔ بی بی نائلہ سچ کہتی ہین۔ مین ضرور آیا۔ اور بخدا اونکے قتل کا ارادہ کر کے آیا تھا مگر جناب عثمانؓ نے میرے باپ کو یاد دلایا لہذا مین نادم ہو کر چلا گیا اور مین اب توبہ کرتا ہون اور جو کچھ بے ادبی جناب عثمانؓ کیخدمت مین مجھسے سرزد ہوئی اوس سے نادم ہون۔ خدا کی قسم مین نے نہ آپکو قتل کیا اور نہ آپکو پکڑا۔

نائلہؓ۔ محمد بن ابی بکرؓ سچ ہین۔ درحقیقت یہہ چلے گئے مگر دونون قاتلونکو انھون نے بلا لیا تھا۔

(آخری فقرہ بی بی نائلہ کی زیادتی ہے) پھر جناب علیؓ نے مروان کو طلب کیا وہ نہ ملا معلوم ہوا کہ اپنے بیٹے کو لیکر بھاگ گیا۔ (صواعق۔ عقد الفرید خمیس)

جناب عثمانؓ کے سنہ شہادت مین تو اختلاف نہین بالاتفاق ۳۵ھ ہے البتہ ابن اثیر کی ایک روایت مین ۳۶ھ ہے مگر وہ روایت شاذ معلوم ہوتی ہے اور ماہ ذیحجہ مین آپکی شہادت متفق علیہ ہے کسی نے اس مین خلاف نہین کیا ہان تاریخ شہادت مین اقوال مختلف ہین۔

علامہ واقدیؒ کا بیان ہے کہ آٹھ یا سات تاریخ ماہ ذیحجہ یوم جمعہ کو شہادت ہوئی۔ ابو عثمان نہدی کا قول ہے کہ وسط ایام تشریق (یعنی نو سے بارہ تک) مین یہہ واقعہ پیش آیا۔ بعض اٹھائیس ذیحجہ یوم جمعہ کہتے ہین۔ یہہ روایت بھی واقدیؒ سے ہے۔ بعض کا قول ہے کہ تاریخ بارہ یا تیرہ ماہ ذیحجہ یوم جمعہ ہے۔ ابن اسحٰق کہتے ہین

گیارہ برس گیارہ مہینے بائیس دن - شہادت جناب عمر فاروق رضؓ کے بعد آپ شہید ہوئے ہین اور پچیس برس بعد وفات آنحضرت صلعم کے یہہ واقعہ پیش آیا- بدہ کا دن تہا اور یوم شنبہ کو بعد ظہر دفن ہوئے- ہمنے جو تاریخ اور دن اوپر لکہا ہے وہ بروایت ابن اثیر و ابن خلدون ہے جو متفق علیہ اکابر اہل تاریخ اور روایت مشہور و معروف ہے-

مدفن و اسامی شرکا رنماز جنازہ و وقت دفنؓ

جب صحابہ کرام کو اس سانحہ ہوش ربا اور واقعہ عبرت افزا کے صدمہ سے فی الجملہ سکون ہوا اور گریہ وزاری سے بالآخر صبر و شکیبائی اختیار کی تو حکیم بن حزام قرشی- جبیر بن مطعم جناب علی کرم اللہ وجہہ کیخدمت مین آئے اور دربارہ تجہیز و تکفین جناب عثمان رضؓ آپ سے گفتگو کی- آپنے اجازت دی چنانچہ وقت شب مابین مغرب وعشا آپکا جنازہ لیکر نکلے حضرات زبیرؓ- امام حسنؓ- ابوجہمؓ بن حذیفہ- مروان ہمراہ جنازہ تہے (مروان کی شرکت سمجہہ مین نہین آتی اولاً تو وہ خود معرکہ مین الیسا زخمی ہوا تہا کہ لوگ اوسکو اوٹہا کر لیگئے اسقدر جلد اچہا ہوجانا کسیقدر بعید معلوم ہوتا ہے علاوہ اسکے ایک روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مروان اپنے لڑکے کو لیکر مدینہ سے نکل گیا تہا) بلوائیون نے راہ روکی دفن کرنے اور نماز جنازہ پڑہنے سے تعرض کیا اور راہ مین پتہر لیکر بیٹہے جناب علی رضؓ نے یہہ خبر پاکر کچہہ لوگ بہیجدیئے تاکہ بلوائیونکو مار کر دفع کرین- الغرض جبیر بن مطعم نے نماز پڑہائی اور بعضے کہتے ہین کہ حکیم بن حزام نے نماز پڑہائی تہی اور جنۃ البقیع کے باہر حش کوکب مین دفن کیا- بنابر اس روایت کے آپ شب شنبہ کو دفن ہوئے اور یہی قول معتبر ہے

اور ایک روایت مین ہے کہ آپکے جنازہ کے ساتھہ حضرت علیؓ۔طلحہؓ۔زید بن ثابتؓ
کعب بن مالکؓ اور دیگر صحابہ کبار بھی تہے۔آپ کو غسل نہین دیا گیا اور نہ دوسرا کفن
پہنایا بلکہ اوسی لباس خون آلودہ مین جو زیب بدن تہا حسب دستور شہدا دفن ہوے
بعضے کہتے ہین کہ آپ جنة البقیع کے اوس حصہ مین جو حُش کوکب کے متصل ہے مدفون ہوے
ہین۔یہہ مقام حُش کوکب اوس وقت جنة البقیع سے علحدہ اور احاطہ بقیع سے باہر تہا
جب حضرت معاویہؓ کا زمانہ ہوا دیوار حائل توڑوا کر حُش کوکب کو بقیع مین داخل کر دیا
اور عام مسلمانونکو اس حصہ مین قبرین بنانے اور دفن ہوتے کی اجازت دی چنانچہ
جناب عثمانؓ کی قبر کے گرد مسلمانون کی بہت سے قبرین ہوگئین اور رفتہ رفتہ یہہ حصہ
جنة البقیع سے ملکر ایک ہوگیا اور اب دونون مین کوئی فرق نہ رہا اور بعضے کہتے ہین
کہ جناب عثمانؓ تین روز تک بے گور و کفن پڑے رہے بعد اسکے دفن ہوے ہین۔
(ابن اثیرؒ و ابن خلدونؒ)

تاریخ اور وقت دفن مین قول محقق بحث مطاعن عثمانی مین ہم ذکر کر چکے ہین اور
آپکے جنازہ پر فرشتونکا آنا بھی بیان کر آئے ہین۔اس جگہہ ضرورت اعادہ کی نہین۔
اب ہم اور اقوال دیگر کتب تواریخ سے نقل کرتے ہین۔ریاض النضرة مین ہے کہ جس دن
جناب عثمانؓ شہید ہوے لوگونکو دن مین موقع تجہیز و تکفین کا ملا نہین اسواسطے وہ
دن اسی طرح گذر گیا البتہ جب رات کا وقت آیا تو لوگون نے آپ کو ایک دروازہ کی
کواڑ پر رکھکر اُٹھایا اور قبرستان لے چلے۔راہ مین بلوائی متعرض ہوے اور دفن
کرنے سے روکا۔بالآخر ایک قبر مین جو پہلے سے کھدی ہوئی تیار رہی تھی دفن کر دیا
امام واقدیؒ وغیرہ یہہ کہتے ہین کہ آپکو ایک تختہ پر رکھکر لے گئے ہین۔جبیر بن مطعم نے

نماز پڑہائی انکے علاوہ تین آدمی اور کل چار شخص نماز اور دفن مین شریک ہوے۔

بعض کہتے ہین کہ مسورؓ بن مخرمہ نے نماز پڑہائی۔ بعض روایات مین حکیم بن حزامؓ اور ایک روایت مین حضرت زبیرؓ نے حسب وصیت جناب عثمانؓ نماز پڑہائی ہے اور بعض روایات سے آپکے صاحبزادہ عمرو بن عثمان نے نماز پڑہائی۔

حکیم بن حزامؓ کا نسب یہ ہے۔ حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ اسدی مکی۔ کنیت آپ کی ابو خالد ہے۔ ام المومنین جناب خدیجہؓ کے بھتیجے ہین۔ بروز فتح مکہ اسلام لاے اور شرف صحبت نبوی سے فیضیاب ہوے۔ جسوقت آپ اسلام لاے آپکا سن چہتر برس کا تہا۔ ۵۴ھ یا اسکے بعد تک زندہ رہے۔ آپ علم نسب کے عالم تہے (تقریب التہذیب)

آپ کا اسلام بہت اچہا ہوا۔ اسلام مین نیک کامونکی عادت تہی۔ روایت ہے کہ آپ سو غلام راہ خدا مین عرفہ کے دن (نوین تاریخ ذیحجہ کو) آزاد فرماتے تہے اور دسوین ذیحجہ کو سو اونٹ قربان کرتے تہے۔ آپ حالت طواف بیت اللہ مین یہ فرماتے تہے۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ نعم الرب ونعم الاله احبہ واخشاہ۔ ترجمہ نہین کوئی معبود برحق مگر خدا ے وحدہ لاشریک ہے اچہا پروردگار اچہا معبود ہے مین اوسیکو چاہتا ہون اور اوسی سے ڈرتا ہون (استیعاب)

بروایت امام واقدی حضرت عثمان شب شنبہ کو بمقام حش کوکب مدفون ہوے اور آپ کی قبر (بخوف اہل فتنہ) زمین کے برابر کر دی گئی۔ کوکب ایک انصاری کا نام ہے یہ زمین اوسکی تہی جناب عثمانؓ نے اوس سے خرید لی تہی۔ سب سے پہلے آپ ہی کی قبر اس زمین مین بنی ہے۔

جناب صبحی پاشا لکہتے ہین کہ اولاً آپ حش کوکب مین دفن کیئے گیئے بعد ازان بحکم جناب علیؓ آپکا جسم مبارک حش کوکب سے نکالکر مقام جنۃ البقیع مین دفن کیا گیا۔ مگر دفن کرنیکے بعد پہر قبر سے نکالنے اور دوسری جگہہ دفن کرنے کی کوئی وجہ دریافت نہین ہوتی اور اس کتاب کے سوا دوسری کتب تواریخ معتبرہ مین بہی یہہ روایت نظر نہین آتی لہذا روایۃً ودرایۃً روایت ہذا پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔

ایک روایت مین ہے کہ آپکے دفن مین پانچ یا چہ اشخاص تہے۔ جبیر بن مطعم حکیم بن حزام۔ یسار بن مکرم تو مردون مین سے اور عورتون مین سے نائلہ بنت فرافصہ۔ ام البنین بنت عقبہ جناب عثمانؓ کی بیویان۔ یسار اور جبیر دونون قبر مین اوترے اور حکیم۔ نائلہ۔ ام البنین نے اوپر سے آپ کو لٹکا دیا اور بعد دفن کے قبر مخفی کردی۔ امام حسنؓ فرماتے ہین۔ مین آپکے دفن مین شریک تہا۔ آپ خون آلودہ کپڑونکے ساتہہ دفن کیئے گیئے۔ ایک روایت مین ہے کہ آپ تین روز تک دفن نہ ہوسکے پہر رات کے وقت بارہ شخص آئے منجملہ اونکے کچہہ عورتین تہین اور حویطب بن عبدالعزیٰ حکیم بن حزام۔ عبداللہ بن زبیر ہین۔ آپکو دروازہ کے کواڑ پر لے گیئے جب قبرستان مین پہونچے تو کچہہ لوگ وہان موجود تہے اونہون نے دفن سے روکا اور کہا خدا کی قسم ہم صبح لوگون سے کہہ دینگے کہ یہان دفن ہوئے ہین۔ بالآخر یہان سے جنازہ اوٹہا اور حش کوکب مین پہونچے۔ قبر کہودی۔ بی بی عائشہ بنت جناب عثمانؓ کے ہاتہہ مین چراغ تہا جب آپ کو دفن کرنیلگے عائشہ چلاکر رونے لگین۔ ابن زبیرؓ نے منع کیا اور کہا۔ بخدا اگر تم خاموش نہ رہو گی تو مین تمہارے سر پر مارونگا۔ وہ بیچاری چپ ہورہین پہر آپکو دفن کر دیا۔ (خمیس و عقد الفرید)

عمر۔ مدت خلافت و بیان اقوال درین باب

وقت شہادت جناب عثمانؓ بیاسی[۸۲] برس کے تھے اور ایک روایت سے اٹھاسی[۸۸] اور ایک سے
نوے[۹۰] برس اور بعض روایت مین چھہتر[۷۶] برس کا سن تھا۔ بعضے چھیاسی[۸۶] برس کہتے ہین۔
بروایت ابن اسحق اسی[۸۰] برس و بروایت دیگر آئمہ جنکو معتبر کہنا چاہیے پچانوے[۹۵]
سال کے تھے۔ امام واقدیؒ بروایت ابی یقظان کہتے ہین کہ آپ بیاسی[۸۲] برس زندہ رہے
مدت خلافت آپ کی بارہ دن کم بارہ برس ہے۔ بعض آٹھ دن کم بارہ برس کہتے
ہین۔ (ابن اثیر)

روایت اولی قرین قیاس ہے کیونکہ تیسری محرم ۲۴ھ کو آپ کی بیعت خلافت
ہوئی۔ ہمارے نزدیک تین دن کا لحاظ نہ کرکے پہلی تاریخ پہلا روز خلافت کا قرار دیا
اور روز شہادت یوم جمعہ اٹھارہ ذیحجہ ۳۵ھ ہے گیارہ دن سال مین سے کم ہوگئے لہذا مدت
خلافت بارہ دن کم بارہ برس ہوے۔ دوسری روایت مین آٹھ دن کم بارہ برس
شاید اس لحاظ سے ہون کہ آپ کی خلافت کی ابتدا روز شہادت جناب فاروقؓ سے
قرار دی جاوے۔ بروایت ابن اسحق مدت خلافت بارہ برس ہے اور ایک روایت
مین گیارہ برس گیارہ ماہ چودہ دن۔

دُوَلُ الاسلام مین لکھا ہے کہ آپ کی خلافت بارہ برس رہی۔ بعد شہادت آپکی
اختلاف واقع ہوا۔ آپکے خون کا بدلہ لینے مین باہم مسلمانون مین لڑائی ہوئی جس مین
اسی[۸۰] ہزار مسلمان قتل ہوے۔ آپ عام الفیل کے چھٹے برس بمقام طائف پیدا ہوئے
۲۹ ذیحجہ بروز دوشنبہ ۲۳ہجری کو مسجد نبوی مین بیعت خلافت ہوئی اور ماہ ذیحجہ

سنہ ۳۵ ہجری مین شہادت پائی۔

جناب عثمان رضؓ آنحضرت صلعم سے کچھ کم چھ برس چھوٹے تھے۔جناب سرور کائنات کی عمر شریف بروایت مشہور تریسٹھ برس کی ہوئی اور سنہ ۱۱ھ مین وفات نبوی سے اوسوقت جناب عثمان رضؓ کا سن ستاون برس کا تہا بعد وفات آنحضرت صلعم آپ چوبیس برس زندہ رہے یہہ مجموعہ اکاسی برس ہوے۔کسر ماہ و ایام ملاکر آپ کی عمر بیاسی برس کی ہوئی جیسا پہلی روایت ابن اثیر سے ظاہر ہے۔

انجام قاتلان خون آشام و بے ادبان ناکام

روایت ہے کہ منجملہ قاتلین جناب عثمان رضؓ عمرو بن بدیل خزاعی اور تجیبی آپکو شہید کرکے دیگر قاتلین کے ہمراہ بہاگے اور اپنی جان بچاتے ہوے مدینہ سے نکلکر شام کی طرف روانہ ہوے۔لوگون کے خوف اور پکڑنے والونکے ڈر سے دن مین یہہ لوگ کسی جنگل و بیابان مین چہپ رہتے اور رات کو سفر کرتے تہے یہانتک کہ شام اور مصر کے مابین پہونچے حسب عادت دنکو ایک غار مین جاے محفوظ سمجھکر چہپ رہے۔قضا کار کسی نبطی اوس جوار کے باشندہ کا اس غار کے قریب گذر ہوا اور اتفاقاً وہ شخص استراحت کی غرض سے کچھ دیر ٹہر گیا۔اوسکے ساتھہ گدہا تہا۔گدہے کی ناک مین مکھیان گھس گئین۔وہ گہبراکر بہاگا اور اسی غار مین جہان یہہ چہپے بیٹھے تہے گھس آیا۔اوسکا مالک اسکی تلاش و جستجو مین ڈھونڈہتا ہوا ادہر آنکلا۔غار مین اپنا گدہا پاکر اوسکے پکڑنے کے واسطے یہہ بہی غار مین چلا گیا۔وہان ان لوگونکو پوشیدہ پاکر اسکو کچھہ شک گذرا۔اوسوقت تو اپنا گدہا لیکر غار سے چلا آیا پہر اس نواح کے عامل کو جو من جانب حضرت معاویہ رضؓ مامور تہا انکے

غارمین ہونیکی خبر دی۔ عامل نے ان لوگونکو پکڑوا کر جناب معاویہؓ کے پاس چالان کردیا آپ نے بعد تحقیقات کے ان قاتلونکی گردن ماردی۔ (ازالۃ الخفاء)

حکایت۔ ایک بزرگ فرماتے ہین کہ مین خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ اوسی حال مین ایک مرد نابینا کو طواف کرتے دیکھا۔ وہ یہہ کہہ رہا تھا۔ خداوندا۔ مجھکو بخش دے۔ اگرچہ مجھکو گمان تو نہین کہ تو مجھے بخشے گا مگر تو رحیم و کریم ہے میری خطاؤنسے درگذر فرمائے تو کیا عجب ہے۔ مین نے کہا۔ بھائی وہ کون سا ایسا گناہ ہے جس سے تو اسقدر ہراسان ہے۔ بھلا مجھسے تو بیان کر۔ نابینا نے کہا۔ میرا قصہ پُر درد ہے۔ مین اپنی شامت اعمال کا کیا تذکرہ آپکو سناؤن۔ مجھہ کمبخت و بد قسمت کی عجیب عبرت آمیز داستان ہے جسے سنو جس گروہ نے جناب عثمانؓ کا محاصرہ کیا تھا مین بھی اوسمین شریک تھا اور مین نے اپنے ایک دوست کے ساتھہ قسم کھائی تھی کہ اگر عثمانؓ شہید ہون تو ہم اونکے منہ پر ضرور طمانچہ مارینگے چنانچہ جسوقت آپ شہید ہوئے مین اپنے اوسی دوست کے ہمراہ گھر مین داخل ہوا۔ نائلہ خاتون آپکی زوجہ آپکا سر مبارک اپنی گود مین رکھے بیٹھی تہین۔ میرے دوست نے کہا کہ ذرا انکا منہ کھول دو اونہون نے جواب دیا۔ اس سے تیرا کیا مطلب ہے۔ دوست نے کہا۔ ہم دونون نے قسم کھائی ہے کہ انکے تنگے منہ پر طمانچہ مارینگے اسواسطے تم انکا منہ کھول دو۔ ہم دونون ایک ایک طمانچہ لگالین تاکہ ہماری قسم پوری ہوجائے بی بی نائلہ نے کہا۔ خدا سے ڈرو جناب عثمانؓ کی بزرگی اور آپکی فضیلت صحبت نبوی پر نظر کرو آپکی دو صاحبزادیان انکے نکاح مین آئین اور آپکے دیگر فضائل بیان کئے۔ میرا دوست تو شرمندہ ہوکر واپس گیا مگر میرے سر پر شامت اعمال سوار تہی اور شیطان بہکا رہا تھا مین نے بی بی نائلہ کے کہنے پر اصلا توجہ نہ کی اور آپکا منہ کھول کر طمانچہ ماردیا۔

بی بی نائلہ نے مجھکو بددعا دی اور کہا۔ خدا تیرا گناہ کبھی نہ بخشیگا اور دنیا ہی مین تجھکو تیری اس بے ادبی وگستاخی کی سزا ل جاویگی۔ خداوندا اسکا ہاتھہ خشک کردے اور اسکو اندہا کردے۔ مین خدا کی قسم کہاتا ہون کہ مین گھر سے باہر نکلنے نپایا تھا کہ بی بی نائلہ کی بددعا اور میری گستاخی کی سزا مین میرا ہاتھہ خشک وبیکار اور آنکھونسے اندہا ہوگیا اور مجھکو گمان ہے کہ خداوند تعالےٰ میرا گناہ بہی نہ بخشیگا۔ (شواہد النبوۃ) ہمنے بطور نمونہ دو قصہ لکھے ہین بعض روایات بحث فضائل مین ہم لکھہ آے ہین اونسے اور نیز دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے قاتلین اور محاصرین سے کوئی ایسا نہ تھا جسنے دنیا ہی مین اپنے اس کام کی سزا نہ پائی ہوا ور بے داغ بچ گیا ہو بعض مجنون ہوکر مرے بعضے مرض جذام مین مبتلا ہوے بعضے آگ مین جل کر خاک سیاہ ہوگئے۔ یہہ عذاب تو دنیا ے دوروزہ کا ہے۔ وان عذاب الاٰخرۃ لشدید۔ عذاب آخرت درپیش ہے اسکی شدت وسختی کا کیا پوچہنا فی الحقیقت کار بد کا نتیجہ دنیا ہی مین ل جاتا ہے اور یہہ خون ناحق کا وبال علی الخصوص جناب عثمانؓ ایسے عادل۔ باذل۔ باحیا۔ متواضع خاشع۔ حلیم المزاج کو ظلم اور جبر سے قتل کرنا۔ یہہ ظلم کیسا۔ بہوکے پیاسے۔ روزے پر روزہ۔ تلاوت کلام ربانی مین مشغول۔ اس حالت مین آپکو ذبح کرنا۔ کلام آلہی کی اہانت کہ لات مارکر پہینکدینا اور آپکے خون سے اوسکو رنگین بنانا۔ یہہ کیا ادنیٰ گناہ ہے اور یہہ کچھہ ایسی خفیف بات ہے کہ اگر دنیا مین یہہ لوگ بچ گئے تو آخرت مین بہی بلا پرسش وباز پرس سے چھوٹ جاوینگے پہر جسوقت جناب عثمان ذی النورینؓ پیراہن خون آلود تہہ مین لیئے دادخواہ عرش کا پایہ پکڑے کہڑے ہون تو کیا غضب آلہی اوسوقت

اپنر نازل نہ ہوگا۔ ہان یہہ بات جدا ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے جیسطرح یہان صبر و تحمل فرمایا اور انکی ایذا و ظلم پر برداشت کی وہان بہی اپنی رحمدلی اور نیک مزاجی سے دعوی چہوڑ دین اور ان لوگونکی زیادتی سے درگذر فرما دین۔ مگر صاحبو معاملہ مشکل ہے۔ خدا جانے کیا پیش آوے۔ کام تو برا ہی کیا ہے۔ اگر اس حادثہ سے فرش زمین تہ ہوکر تحت الثریٰ کو چلا جاتا تو روا تہا۔ گنبد گردون گردان پہٹ پڑتا تو کیا عجب تہا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ اگر آسمان اس غم مین خون روتا تو بہت کم تہا۔ (عقد الفرید)

زین آتش اگر خشک شود بحر رواست	ور گریہ شود ترُخ ایام سزاست
آنہا کہ جفاے بیوفایان شتوند	گر زین ستم و جفا نہ گریند خطاست

صاحبو! جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہہ روز شہادت جناب ذی النورینؓ اہل مدینہ پر نہایت سخت تہا۔ یون تو بعد آنحضرت صلعم کے جناب صدیق اکبرؓ سا غمخوار امت محمدی اور جناب فاروقؓ سا پیشوا اور رہبر اسلام کا غمگسار۔ عادل رعیت پرور۔ کہان پاسے۔ یہہ حضرات دین اسلام کے پشت و پناہ و خیر خواہ امت تہے ان بزرگون نے اپنی ذات طلب مرضیات الٓہی مین وقف کردی تہی۔ دین اسلام کو ایک شاہراہ عام بنا دیا تہا کہ طالب حق بے کہٹکے آنکہہ بند کئے سیدہا چلا جاے کبہی گمراہ نہو۔ ان حضرات کی ذات بابرکات امت مرحومہ کے حق مین ایک نعمت خداداد تہی۔ اس نعمت کے زوال پر تمام عمر رونا سزاوار ہے۔ ان دونون صاحبونکے بعد جناب خلیفہ ثالث ذی النورین رضؓ نے غمگین اور غمزدہ امت کے آنسو پونچہے اور اپنے نبیؐ کی پیاری امت کے

ساتھ اس طرح پیش آئے جیسا مہربان باپ یا دل سے چاہنے والی ماں ہو۔آپ کے بذل وسخا۔جود وعطا سے امت ان بزرگو نکا صدمہ بھول گئی اور آپکی غمخواری و شفقت دیکھکر سب کے دلونسے رنج وغم دفع ہوگیا۔جناب فاروق رضؓ کی شہادت کے وقت جو دعا اچھے جانشین اور رحمدل خلیفہ کے واسطے مانگی گئی تھی وہ خداوند تعالیٰ نے قبول فرمائی اور جناب عثمان رضؓ جیسے مہربان خلیفہ کو اپنے نبیؐ کی امت مرحومہ مین مقرر فرمایا مگر افسوس دنیا کی ہر چیز بے ثبات و ناپائدار ہے اسکی کوئی نعمت ہمیشہ و برقرار رہنے والی نہین۔ابھی کچھ ہی دن گذرے تھے جو یہ لوگ اگلی نعمتونکے زوال کا غم بھولے تھے کہ اس واقعہ جانکاہ نے پھر زخم دل ہرے کر دیئے۔جراحات جگر از سر نو تازہ ہوگئے۔چوٹون پر چوٹ کھائی۔زخم پر زخم لگا۔بھلا اس غم واندوہ کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

پہلے تھی دل مین کھٹک ابتو ہر رگ مین کسک	چین اے درد تجھے بھی کسی پہلو مین نہین

پھر اسی تنے ہی پر کفایت نہین جناب عثمان رضؓ کی شہادت کیا تھی کہ جنگ وجدال کا دروازہ کھل گیا۔شر و فساد عالمگیر ہوگیا۔خدا کی تلوار نیام سے نکل آئی جس سے پناہ ممکن نہین اور نہ پھر اسکے نیام مین جانیکی تا قیامت امید باقی رہی۔

بخاری شریف مین بروایت حذیفہ مروی ہے کہ جناب عمر رضؓ کے پاس چند صحابہ کرام جنمین حذیفہ بھی تھے بیٹھے تھے۔آپنے فرمایا۔کسیکو فتنہ کی بابت حدیث یاد ہو تو بیان کرے حذیفہ کہتے ہین کہ مین نے چند فتنے ذکر کئے۔آپنے فرمایا۔مین یہ نہین پوچھتا بلکہ اُس فتنہ عظیم کا جو مثل موج دریا کے پھیلجاویگا ذکر کرو۔مین نے عرض کیا۔آپ کو اُس فتنہ سے کچھ صدمہ نہ پہونچیگا آپ غم نہ فرماوین۔آپکے اور اوس فتنہ کے درمیان

ابہی دروازہ بند ہے۔جناب عمرؓ نے فرمایا۔کیا وہ دروازہ کہلیگا یا ٹوٹ جاویگا مین نے کہا ٹوٹ جاویگا۔آپنے فرمایا۔تو پہر کبہی بند نہوگا وہ یہی فتنہ ہے یعنے جناب عثمانؓ کی شہادت۔لوگون اور فتنہ کے درمیان وجود عمر فاروقؓ حائل ہے اور یہی زمانہ گویا بند دروازہ ہے یعنی جب تک جناب فاروقؓ کا زمانہ رہیگا فتنہ نہ ہوگا۔دروازہ ٹوٹنے کا مطلب یہہ ہے کہ بعد آپکے جب دروازہ شکست ہوکر ظہور فتنہ ہوگا پہر اس فتنہ کے سکون کی امید نہین ہے۔اسیواسطے جناب عمرؓ نے سوال کیا۔دروازہ کہلیگا یا ٹوٹیگا۔کہلنے کیصورت مین توقع ہے کہ پہر بند ہوجاوے اور ٹوٹنے کی حالت مین جب دروازہ کا وجود ہی نہین رہا تو بند ہونا کیسا۔تسکین فتنہ کی کوئی امید نہ رہیگی۔تسکین فتنہ کو دروازہ بند ہوجانیکے ساتہہ تشبیہ دی اور عدم امید سکون فتنہ کو دروازہ ٹوٹنے کے ساتہہ تعبیر کیا۔حاصل کلام یہہ ہوا کہ فتنہ اوسوقت تک گویا ایک مکان مین مقید تہا اور اوسکا دروازہ بند تہا بعد جناب عمرؓ کے اوس مکان کا دروازہ ٹوٹ گیا اور فتنہ نکل پڑا۔چونکہ دروازہ شکست ہوگیا ہے اب بند ہونیکی امید بہی نہ رہی۔اس معنی کو خود جناب عثمانؓ نے اپنے کلام سے واضح کردیا ہے۔

امام مالکؒ بروایت ابی عون انصاری نقل کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ نے ابن مسعودؓ سے فرمایا۔تمہاری شکایتین جو مجہکو پہونچی ہین کیا تم اونسے باز نہ رہوگے۔ابن مسعودؓ نے عذر کیا۔پہر جناب عثمانؓ نے فرمایا۔مین نے جناب رسول خداؐ سے سنا ہے اور مجہکو خوب یاد ہے کہ عنقریب ایک امیر قتل کیا جاوے گا۔درحقیقت وہ امیر مقتول مین ہی ہون۔جناب عمرؓ مقتول نہین اونکو صرف ایک شخص نے قتل کیا مگر میرے قتل پر ایک جماعت کثیر متفق ہوگی۔(ازالۃ الخفاء)

الغرض یہہ سانحہ جانگداز امت مرحومہ پر سخت ترین مصائب ہوا جسکے ہوتے ہی ہمیشہ کیلئے اطمینان و فراغ خاطر اور عیش و آرام کوچ کر گیا۔ وللہ المستعان وعلیہ التکلان۔ اب ہم یہہ مضمون دعائیہ فقرہ پر ختم کرتے ہین۔ اللھم افرغ شابیب مغفرتك ورحمتك علی تربۃ سیدنا امیرالمومنین صاحب الحیاء والایمان ذی النورین عثمان بن عفان مادام تعاقب الملوان برحمتك یا حنان یا منان۔

مراثی

اہل مدینہ سے کون ایسا ہوگا جسکو اس واقعہ جانکاہ اور سانحہ ہوش ربا سے صدمہ عظیم اور رنج وغم نہ ہوا ہو اور آپکے جنازہ پر نہ رویا ہو۔ آپکے غم مین کون ایسی آنکھ ہوگی جو ابر نیسان کی طرح زار زار گریان نہ ہوئی ہو۔ کون ایسا سنگین دل ہوگا جسکے سینہ سے آہ شرربار کا نعرہ نکلکر نہ بلند ہوا ہو۔ یہہ وہ مصیبت ہے کہ اگر زمین کا سینہ شق ہو کر تمام عالم مین طوفان ہو جاوے تو کم ہے۔ آسمان خون روے تو بعید نہین۔ اب ہم چند مرثیون کا صرف ترجمہ لکھے دیتے ہین۔

مرثیہ حضرت حسان بن ثابت انصاری رض

تمنے کفار اور دشمنان خدا کی لڑائی اور جہاد ترک کیا اور آنحضرت صلعم کی قبر شریف کے پاس ہم سے لڑے۔ تمنے یہہ بری راہ اختیار کی اور مسلمانوں کے طریقہ کو چھوڑ دیا اور یہہ برا کام تو بدکار عمداً امر بد کے مرتکب ہونیوالے کا ہے۔ اب تم مدینہ کو آؤ تو ہم تمہارے سردارون کی خوب مہمانی

بجالائین اور مدینہ کے گرد جو اینٹین پتھر پڑے ہین اونسے تم کو دفع کرین ؛ اگر تم بغور تامل کرو اور اپنے دل مین سوچو تو تمہارا یہہ سفر اپنے خلیفہ امیر کے قتل کرنے مین راہ راست سے دور ہوا اور تم نے راہ راست نہ پائی ؛ اصحاب رسول خدا بروز شہادت قربانیون کی طرح مسجد کے دروازہ پر ذبح پڑے تھے جناب ابو عمرو عثمانؓ کی مصیبت پر روتا ہون جو بقیع غرقد مین لیٹے ہوے ہین۔

ایضًا

اگر تم جناب عثمانؓ کے خالی گھر کی طرف ہوکر گذرو تو دروازہ جلا ہوا اور گرا ہوا ویران پاؤ گے ؛ ایک زمانہ وہ تھا کہ طالب مال وزر اس گھر مین اپنی مراد پاتا تھا اور اسی گھر کی طرف بزرگی شرافت عزت کا میلان تھا ؛ اے لوگو اپنے دلونکی بات ظاہر کردو خدا کے نزدیک صدق اور کذب دونون برابر نہین ہین ؛

ایضًا

جو موت کا طالب ہو اور خالص موت اوسکو خوش ہو تو جناب عثمانؓ کے مکان کے دروازہ پر آکر دیکھ لے ؛ اگر تم بروز شہادت خلیفہ اللہ کی عزت اور مرتبہ پر نظر کرتے تو کیون ایسے برے کام مین مبتلا ہوتے ؛ آپ صبر کرکے مقتول ہوے میری ماں اور اوسکی تمام اولاد آپ پر سے قربان ہو۔ صبر بھی مکروہ حالت مین کبھی نفع دیتا ہے ؛ ہم اہل شام۔ اونکے امیر اور اپنے بھائی مسلمانون سے اونکی نصرت پر راضی ہین۔

(بطور انکار ہے یعنی ہم اونسے راضی نہین باوجودیکہ یہہ خیر خواہ تھے آپکی مدد کو نہ آے) ٭ مین تو ضرور ان لوگونکی نسبت اتہام لگاؤنگا جبتک زندہ ہون اور میرا نام حسان ہے اگرچہ وہ لوگ غایب ہون یا حاضر ٭ بہت جلد اپنے ملکون مین سُن لینگے۔ اللہ اکبر اے قاتلین عثمان رض ٭ جس شخص کے سر پر سفید بال (یعنی اسلام مین عمر گذاری اور بوڑھے ہوے) اور پیشانی پر سجدے کے نشان تھے اور راتین تسبیح و تہلیل و تلاوت قرآن مین گذارتا تھا ایسے بزرگ شخص کو قربانی بناکر ذبح کر ڈالا (ابن اثیر)

مرثیہ کعب رض بن مالک

جناب عثمان رض نے دروازہ بند کر لیا اور لڑائی سے ہاتھہ روک لئے اور یقین کیا کہ اللہ تعالے بلوائیون کے فعل سے غافل نہین ہے ٭ اور آپنے اپنے گھر والونسے فرمایا انکو نہ قتل کرو جو شخص نہ لڑے اللہ اوس سے معاف فرماے ٭ مین اللہ کو اون لوگونپر کافی جانتا ہون اونکی یہہ عداوت اور بغض آپکے سلوک کرنے اور ملانے کے بعد اونسے اللہ خود سمجھہ لیگا ٭ اور مین دیکہہ رہا ہون کہ خیر نے ان کی طرف پیٹھہ پھیر لی اور انسی چلی گئی جیسے بگولونکی ہوا ایک دم مین چلی جاتی ہے ٭

مرثیہ بی بی نائلہ زوجہ جناب عثمان رض

لوگونکو تین دن کے بعد تجیبی کے مقتول کی خبر دے دو اور مین کیسے

نہ روؤں حالانکہ میری تمام قریب رشتہ دار جناب عثمان رضؓ کے احسان وسخاوت گم ہوجانے پر رو رہے ہیں۔ (علامہ مسعودیؒ)

حسان رضؓ کے تیسرے مرثیہ کا ایک شعر اور بھی ہے۔ بروایت ابن اثیرؒ وہ شعر کسی شامی نے اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے اور علامہ مسعودی وہ شعر بھی حسان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ بیان کی ہے کہ جناب عثمانؓ حسان رضؓ کے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے اور حسانؓ دل سے آپ کی طرف مائل تھے وہ یہ ہے۔

کاش مجھکو معلوم ہوجاتا اور پرند مجھکو خبر دیتا کہ جناب علیؓ اور جناب عثمان رضؓ کے مابین کیا عداوت ورنجش تھی۔

اسی مضمون کے اور اشعار بھی ہیں۔ بروایت مسعودیؒ حسان رضؓ کے اور بروایت صاحب عقد الفرید ایک شامی نے کہے ہیں اونکا ترجمہ بھی ہم لکھتے ہیں۔

جناب عثمانؓ کو ذلیل وخوار کیا انصار نے جب آپکی موت قریب ہوئی اور آپکے دوست اور والی تمام انصار تھے ۞ آپ کو بلوائیوں میں تنہا مصیبت وبلا کے حوالہ کر دیا انکے اس علیحدہ ہوجانے میں تمام مخلوق کے حق میں عار وننگ ہے ۞ اوسوقت اہل حیا کہاں چلے گئے تھے جب آپ پر پانی بند کیا گیا۔ (ہائے وہ کیا سختی وبیکسی کا موقع تھا) آپ پر آنکھیں اور کان فدا ہوں ۞ زبیرؓ اور طلحہ رضؓ کی طرف سے کون عذر کر سکتا ہے انہیں دونوں نے تو اس فتنہ کو ویہار ا جسکے بگولے اوڑ رہے تھے ۞ جسطرح کہ بلوائی راہ حق سے بہٹک گئے یہود بھی تو بہک گئے ہیں اور اپنے علمار واحبار کی ملمع سازی سے راہ راست چھوڑ دی ۞ پھر محمد بن ابی بکرؓ اور

اور انکے پیچھے پیچھے عمارؓ علانیہ جناب عثمانؓ کے پاس پہونچ گئے اور جناب علیؓ اپنے گھر مین بیٹھے رہے لوگونسے حال دریافت کرتے رہتے تھے اور آپکے پاس شرفا اور نیک لوگ تھے ۔ آپ امر خلافت کا انتظار کر رہے تھے اور امیدوار تھے کہ تقدیر خداوندی انکو خلافت عطا کرے ۔ مین زیادہ گوئی بری سمجھتا ہون زیادتی گفتگو مین عیب ہے۔

شاعر نے ان اشعار مین انصار پر اور جناب علیؓ پر طعن کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ جناب عثمانؓ کی شہادت انصار کی وجہ سے ہوئی پھر جناب علیؓ کی نسبت یہ الزام قائم کرتا ہے کہ آپ بھی مدد و نصرت سے علحدہ رہے گھر مین بیٹھے رہے اور منتظر تھے کہ آپ کی شہادت کی خبر سنین اور مسند خلافت پر متمکن ہون اور اگر آپ چاہتے تو کبھی بلوائی آپ کی شہادت کا موقع نہ پاتے ۔ ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ جناب علیؓ اور اکابر مہاجرین و انصار گروہ گروہ جناب عثمانؓ کے در دولت پر آئے اور سب نے درخواست کی کہ آپ کی طرف سے دشمنونکا مقابلہ کرین مگر آپ نے قسمین دے دیکر سب کو روکا ۔ بمقابلہ روایات تواریخ معتبرہ شاعرون کے اشعار کا کچھ اعتبار نہین ہے ۔ اسی قسم کا ایک خط ہم نقل کرتے ہین شاعر نے تو دو ہی چار شعر کہے ہین اس خط کے دیکھنے سے اور بھی استعجاب ہوتا ہے مگر اسکا بھی جواب ہے جو ان اشعار کا ہے ۔

بعد شہادت جناب عثمانؓ آپ کی بیوی نائلہ نے آپکا پیراہن خون آلودہ مع خط کے نعمان بن بشیر کے ہاتھ جناب معاویہؓ کے پاس بھیجا ہے ۔ اس خط کا ترجمہ یہ ہے ۔

از جانب نائلہ بنت فرافصہ بخدمت امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ ۔ اما بعد ۔

مین آپکو خدای رحیم و کریم کی طرف بلاتی ہون جسنے آپ کو اپنی نعمتین عطا فرمائین ۔

اسلام کی تعلیم دی - گمراہی سے نکالکر راہ راست دکھلائی - دشمنان خدا پر فتح وظفر مرحمت کی اور اپنی پوری نعمتین ظاہر و باطن عطا کین مین آپکو خدا کی قسم دلاتی ہون - خدا اور اوسکے خلیفہ کا حق یاد دلاتی ہون - خدا کیواسطے خلیفۂ مظلوم کی نصرت کیجئے (یعنی اب اونکے خون کا عوض لیجئے) خداوند تعالے فرماتا ہے - اگر دو گروہ مسلمانونکے باہم جنگ و قتال کرین تو تم ان دونوںمین صلح کرادو اور اگر ایک کی زیادتی ہو تو اوس سے لڑو یہانتک کہ کجروی چھوڑکر راہ حق کی طرف رجوع کرے - جناب عثمانؓ پر باغیون نے چڑہائی کی اگر جناب عثمانؓ کا حق اور کچھہ آپ پر نہ تھا تو اتنا تو ضرور تھا جسقدر کہ ہر مسلمان پر اوسکے امام کا حق ہوتا ہے اور اس ادنی حق کی وجہ سے ہر مسلمان پر اپنے امام کی اطاعت و نصرت واجب ہوتی ہے - پہر جبکہ آپ جناب عثمانؓ کے قدامت اسلام - بلا و صبر مین استقلال و تحمل کو بخوبی جانتے ہین اور یہہ بہی مانتے ہین کہ اونہون نے اللہ تعالی کا دین برحق قبول کیا اور اوسکی کتاب کو مانا اور اوسکے رسولؐ کی تابعداری کی اللہ جل شانہ نے کچھہ تو اونکی قدر و عزت جانی جو اونکو انتخاب کیا اور دنیا و آخرت کی شرافت و فضیلت عطا فرمائی - اب مین آپکا تمام حال اور سارا قصہ جو میری آنکھون کے روبرو گذرا بیان کرتی ہون کہ اہل مدینہ نے آپکا مکان گھیر لیا - رات دن برابر آٹھون پہر آپ پر پہرہ رہتا تہا - ہر وقت ننگی تلوارین لئے دروازہ پر کھڑے رہتے تھے - جن اشیا پر وہ قادر تھے وہ سب روک دین یہانتک کہ پانی بہی بالکل بند کر دیا - آپ پر یہہ ظلم و ستم اسی طرح پچاس دن برابر رہا اور محاصرہ

رات دن قائم رہا۔ اہل مصر سے جب انکے ظلم کی شکایت کی جاتی تو وہ لوگ جناب علی۔ طلحہ۔ زبیر۔ محمد بن ابی بکر۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کا نام لیتے اور یہی کہتے کہ ہم تو انہین لوگونکے بلانے سے آے ہین چنانچہ انہین لوگون نے آپکے قتل کا حکم دے دیا۔ محاصرین کے ساتھہ دیگر قبائل عرب سے خزاعہ۔ سعد بن بکر۔ ہذیل۔ جُہَیْنہ۔ نبطی مدینہ والے تھے۔ یہہ لوگ آپکے قتل پر نہایت درجہ مستعد و کمربستہ تھے اور سب سے زیادہ یہی لوگ آپ پر سختی کرتے تھے۔ پھر آپ پر تیرون اور پتھرون کی بوچھار کی گئی یہانتک کہ آپکے گھر والون سے تین شخص زخمی ہوے۔ اسوقت آپکے خُدّام اور معاونین نے آپسے اجازت چاہی کہ بلوائیون کے مقابلہ کو نکلین مگر آپنے منع فرمایا اور یہہ حکم دیا کہ بلوائیون کے تیر اونہین لوگونکو واپس کر دو۔ اسپر بھی بلوائی نہ مانے بلکہ انکی جرأت اور قتل کے ارادے کو اور بھی پختگی ہوتی گئی۔ بعد ازان بلوائیون نے گھر کا دروازہ جلا دیا۔ پھر آپکے چند اصحاب آپکے مکان پر آے اور کہا یہہ لوگ انصاف کے خواستگار اور عدل کے طالب ہین۔ آپ مسجد مین تشریف لائیے۔ یہہ لوگ آپ کی خدمتمین حاضر ہوکر زبانی عرض کرینگے۔ آپ حسب خواہش اصحاب ایک ساعت مسجد مین بیٹھے مگر ہر طرف سے لوگون کے ہتھیار آپ پر چلنے کو تیار تھے۔ آپنے یہہ رنگ دیکھکر فرمایا۔ مین آج کے دن کسیکو عدل خواہ نہین دیکھتا۔ یہہ فرماکر گھر مین تشریف لے آے۔ آپکے احباب و اصحاب ایک ایسا گروہ تھا جنمین اکثر بے ہتھیار تھے۔ آپنے اپنی ذرع پہن لی اور اپنے ہمراہیون سے فرمایا۔ اگر تم لوگ اسوقت میرے پاس نہ ہوتے تو مین

آج ذرع نہ پہنتا۔ پہر ایک گروہ اہل فساد آپ پر چڑہ آیا۔ ابن زبیر نے انسے کلام کیا اور ان لوگو نسے عہد و پیمان لیا اور خدا کی قسم لی کہ یہہ لوگ جناب عثمانؓ کے پاس جاوینگے اور آپ سے گفتگو کرکے واپس آوینگے اور کسی طرح آپ کے حقمین برائی نہ کرینگے اور نہ بدی کے ساتہہ پیش آوینگے یہہ عہدنامہ انسے لکہوا کر جناب عثمانؓ کے پاس بہجوادیا۔ آپکو انکی طرف سے فی الجملہ اطمینان ہوا ہتہیار بدن سے کہول ڈالے۔ پہر دفعتہً چند لوگ گہرمین داخل ہوے جنکے آگے آگے محمد بن ابی بکرؓ تہے۔ محمد بن ابی بکرؓ نے جناب عثمانؓ کی ڈاڑہی پکڑکر آپکے لقب (یعنی نعثل) سے پکارا۔ آپنے فرمایا مین تو خدا کا بندہ ہون اور اوسکا خلیفہ عثمان ہون۔ پہر ان لوگون نے آپکے سر پر تین زخم کاری لگاے۔ آپکے سینہ کو چہیدا اور تین برچہے مارے۔ آپ کی پیشانی پر ایسا زخم شدید پہونچایا کہ ہڈی تک پہونچ گیا۔ پہر مجہسے ضبط نہ ہوسکا بیخود ہوکر آپ پر گر پڑی۔ آپ کو زخمی تو کرہی چلے تہے مگر اسوقت تک جان باقی تہی۔ اب ان لوگون نے آپکا سر کاٹنا چاہا اور یہہ ارادہ کیا کہ سر کاٹ کرلیجاوین۔ پہر میرے پاس شیبہ کی لڑکی آئی اور میرے ساتہہ وہ بہی آپ پر گر پڑی۔ قاتلون نے صرف آپکے قتل پر کفایت نہ کی بلکہ ہم دونون کو بہی خوب کچلا اور پیرونسے روند ڈالا۔ ہمارے زیور اوتار لئے۔ افسوس صد افسوس۔ امیر المومنین کی عزت و حرمت بڑی ہے مگر قاتلون نے کچہہ پروانہ کی آپ کو گہرمین گہسکر مجبور و مظلوم کرکے بستر پر قتل کیا۔ مین جناب عثمانؓ کا پیراہن خون آلود آپکے پاس

بھیجتی ہون - واللہ باللہ - قاتل کے گنہگار ہونے مین تو شبہہ نہین مگر جو لوگ ذلت و رسوائی کے باعث ہین وہ بھی ضرور گنہگار ہین - گروہ پر دغا دیکھین گے کہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچکر کہان جاتے ہین اور مین تو اپنے مالک حقیقی خداوند تعالیٰ سے شکایت کرتی ہون اور ان ظالمون کے ظلم کی دادخواہ ہون - اللہ کے خالص بندونکو اپنا درد دکھہ رو رو کر سناتی ہون -

خداوند کریم جناب عثمانؓ پر رحم فرمائے اور آپکے قاتلو نپر لعنت اور اپنی پھٹکار نازل کرے - دنیا ہی مین اونکو ذلت و خواری نصیب ہو - انکو سزا دینے سے آپکے دوستونکی آنکھین اور کلیجے ٹھنڈے ہون -

اہل شام نے جب یہہ خط سنا سب نے قسم کھائی کہ ہمپر پانی حرام ہے جب تک جناب علیؓ کو قتل نہ کرین اور جناب عثمانؓ کے قاتلون اور دشمنون کو نیست و نابود نہ کرڈالین فرزوق شاعر نے مرثیہ مین چند شعر کہے ہین اور اہل مدینہ کی طرف اشارہ کیا ہے -

خلافت اہل مدینہ سے کوچ کرکے چلی گئی کیونکہ یہہ لوگ بے راہ چلے اور انکو چھوڑ اپنے اہل اور وارث کے پاس پہونچ گئی کیونکہ اللہ تعالےٰ نے دیکھہ لیا کہ انھون نے جناب عثمانؓ کی بیحرمتی کی اور آپکا خون ظلم اور گناہ سے بہایا اور نہ جانا کہ یہہ خون کس مرتبہ کا تھا - قاتلون نے راہ حق چھوڑکر آپ کی خونریزی کی (عقد الفرید)

اس خط کے ایک ایک فقرہ پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ خط بالکل مصنوعی نائلہ کی جانب سے گڑھ لیا گیا ہے - جس شخص کو ادنیٰ بصیرت ہے وہ فوراً کہہ دیگا کہ سراسر واقعہ کے خلاف ہے اسکا مضمون صاف صاف لفظون مین کہہ رہا ہے کہ جناب عثمانؓ

کے قایل ہیں اہل مدینہ بالخصوص اکابر صحابہ و شرفا مدینہ ہین۔ بھلا کس طرح عقل تسلیم کر سکتی ہے کہ صحابہ کرام رضجناب عثمان رضایسے ذی مرتبہ صاحب حیا وایمان کے درپردہ دشمن جان تہے اور بظاہر دوست وہواخواہ اور جان قربان کرنے والے۔ پہر روایات معتبرہ کے بالکل خلاف۔ کیا ہر کتابی روایت بلا تحقیق قابل استدلال ہے۔ اہل سنت و جماعت کے نام سے بہت سی روایتین موضوع اسلام کے دشمن ظاہر کر کے دکہلاتے ہین اور معارضتہً ہمپیر پیش کرتے ہین مگر خدا بہلا کرے ہمارے علما کا جو روایت صحیح کو سقیم سے موضوع کو غیر موضوع سے جدا کر کے دو تو مین فرق بین ظاہر کر دیتے ہین۔ ہم اسکو بہی مانتے ہین کہ درحقیقت یہہ خطبی بی نائلہ نے لکہا ہے۔ تو کیا ایک عورت غمزدہ جسکو وفور غم سے اپنے نیک و بد کا ہوش نہ ہو۔ جسکی نظر و نمین دوست بہی دشمن ہو گئے ہون اور وہ اسی رنج و افسوس کے عالم مین اپنا دکہہ بہرا افسانہ۔ اپنی مصیبت کا قصہ۔ اپنے دل کی جلتی ہوئی آگ کو کسی اپنے ہمدرد کے سامنے پیش کر کے اپنے درد کی دوا اپنے مرض غم کے علاج کی خواہان ہو اور وہ جو کچہ چاہے حالت رنج و مایوسی مین بک جاوے اوسکی سب گفتگو قابل اعتبار ہو گی یا کہہ سکتے ہین کہ اسنے رنج و غم کی حالت مین بلکہ زیادہ بہی بیان کیا ہے۔ ہم سابق مین لکہہ آئے ہین کہ ابن سبا اور اوسکے معتقدین مریدین نے ہر جگہہ جناب عثمان رضکے عمال کی شکایتین پہیلا دی تہین حتی کہ اہل مدینہ کی طرف سے بہی مصنوعی و جعلی خطوط اطراف ممالک اسلامیہ مین اس مضمون کے شایع کر دیئے تہے کہ خلیفہ وقت نے فساد برپا کر رکہا ہے۔ آؤ جہاد خود مدینہ ہی مین ہے کیا اس خط کے نسبت خیال نہین ہو سکتا کہ انہین اشرار کی شعبدہ بازی ہے جسمین جنگی ڈال جالو الگ کہڑی۔ سارا فساد انہین کا ہے۔ اس گروہ کی مفسدہ پردازی

کی شہادت اور ہمارے اس خیال کی تائید تاریخی حالات اور اس گروہ کے عادات دیکھنے سے بخوبی ہوسکتی ہے۔ ہر مسلمان کی نسبت حسن ظن رکھنا ہمکو واجب ہے بالخصوص صحابہ کرام کی محبت اور انکی دلی تعظیم اور انکے طعن ولعن سے زبان روکنا یہہ توہمارا وہ عقیدہ ہے جسکے ذریعہ سے ہم مخالف فرقہ سے بالکل ممتاز ہین۔ کیا ہم اس قسم کے خطوط اور شاعرانہ کلام دیکھکر صراط مستقیم سے بہک جاوینگے۔ ہرگز نہین۔ اب ہم چند روایات اور عقد الفرید سے اسی قسم کی نقل کرتے ہین ناظرین ان روایات کو بھی اسی نظر سے دیکھین جس نظر سے کہ خط بی بی نائلہ کا اور شاعرونکے بعض مرثیہ دیکھہ آے ہین ایک شخص قبیلہ بنی لیث کی کہتے ہین کہ مین مدینہ جارہا تھا راہ مین زبیرؓ مجھکو ملے۔ مینے کہا اے ابو عبداللہ کیا حال ہے۔ جواب دیا مین مطلوب مغلوب ہون میرا بیٹا مجھپر غالب آیا اور گناہ میری طلب مین ہے۔ (اسکا مطلب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ حضرت زبیرؓ کی نسبت بھی لوگ قتل مین سعی کرنیکا الزام لگاتے ہین اور انکے صاحبزادہ نے جناب عثمانؓ کی مدد کی لہذا حاصل یہہ ہے کہ مین تو گناہ مین مبتلا ہوا اور میرا بیٹا ثواب حاصل کرنے مین مجھپر غالب آیا۔ یہہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ مین مفت مین مطعون ہوا حالانکہ کسی طرح اس کام مین نہ تھا۔) راوی کا بیان ہے کہ پھر مین مدینہ پہونچکر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی خدمت مین حاضر ہوا اور دریافت کیا۔ اے ابو اسحق۔ جناب عثمانؓ کا قاتل کون ہے۔ جواب دیا۔ آپ کو ایک ایسی تلوار نے قتل کیا جسکو عائشہؓ نے کھینچا۔ طلحہؓ نے بار پر رکھا اور علیؓ نے زہر مین بجھائی۔ پھر مین نے پوچھا زبیرؓ کدھر تھے۔ ہاتھہ سے تو اشارہ کردیا مگر زبان سے خاموش رہے۔

اس روایت کی تکذیب خود جناب عائشہ صدیقہؓ کے قول سے ہوتی ہے۔ جناب

عائشہ رضؓ فرماتی تہین - خدا کرے مُذمّم قتل ہو او سنے عثمان رضؓ کے خون مین سعی کی - ابن بدیل کا خون زمین پر جاری ہو - اعین بن تمیم پر گہر بیٹھے ذلت و خواری سوار ہو - اشتر کو خدا کا تیر لگے - راوی کا قول ہے کہ جناب ام المومنین رضؓ کی دعا مثل تیر قضا تہی کوئی انمین سے ایسا نہ تہا جسکو آپ کی بد دعا نہ لگی ہو -

راقم - اگر آپ خود ساعی ہوتین تو بد دعا نہ کرتین - اپنے بہائی محمد بن ابی بکر رضؓ کا اونکی کوشش کی وجہ سے نام بدل کر مذمم (جسکے معنی ہین بُرا مذموم) رکہدیا اور اونکو بد دعا دی -

حسان بن ثابت رضؓ نے جناب علی رضؓ سے کہا - آپ کہتے ہین کہ مین نے عثمان رضؓ کو قتل تو نہین کیا - ہان ذلیل و رسوا ضرور کیا ہے اور نہ اونکے قتل کا حکم دیا اور نہ لوگونکو اس سے منع کیا - تو آپ قاتل نہین خاذل تو ضرور ہین اور خاذل (ذلت دینے والا) گناہ مین قاتل کا شریک ہے اور ایسے موقع پر جبکہ لوگونکو کسی مسلمان کو قتل کرتے دیکہے اور اونکو باز نہ رکہے بلکہ چپ خاموش بیٹہا رہے تو ایسا شخص بہی قاتل کا شریک ہے -

کعب بن جعیل تغلبی نے جو بروز جنگ صفین جناب امیر معاویہ رضؓ کے ہمراہ تہا جناب علی رضؓ کی شان مین یہی مضمون اشعار مین نظم کیا ہے جنکا ترجمہ یہہ ہے -

جناب علی رضؓ مین کوئی امر قابل اعتراض و گفتگو نہین - ہان اتنا ضرور ہے کہ وہ محدث (بدعتی اشخاص) کو پناہ دیتے ہین اور گنہگارونکو پسند کرتے ہین اور جناب عثمان رضؓ کے قاتلونسے قصاص رفع کرتے ہین -

جب آپسے دربارہ قصاص سوال کیا جاتا ہے تو آپ مُنہ پہیر لیتے ہین اور سوال کرنیوالونکو کوئی جواب شافی نہین دیتے - آپ کا یہ حال ہے کہ نہ اس کام سے راضی اور نہ اُس سے خوش آپ نہ منع کرنیوالو نہین ہین اور نہ حکم دینے والو نمین

ان روایتونکا جواب ہم جناب عائشہ صدیقہؓ اور جناب علی مرتضیٰؓ کے کلام سے دیتے ہین اور عقد الفرید ہی سے نقل کرتے ہین - روایت ہے کہ جب بلوائی مدینہ منورہ مین آکر جمع ہوے تو بعض انمین سے جناب علیؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا - اب آپ تیار ہون اور ہمارے ساتھہ اس شخص کے قتل واید اکو چلین - آپنے فرمایا - خدا کی قسم مین تمہارا ساتھہ ندونگا - بلوائیون نے کہا - پہر ہمکو کس واسطے خط بہیجکر یہان بلا لیا - فرمایا - بخدا سے لایزال - مین نے کوئی خط تمہارے نام کبہی نہین لکہا - یہہ جواب پاکر بلوائی ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور جناب علیؓ مدینہ منورہ سے باہر اپنی زمین و دیہات پر چلے گئے - بروایت مسروق مروی ہے کہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہین - تم لوگون نے عثمانؓ کا خون پی لیا اور اونکو مثل کپڑے پاک و صاف کے جسکا میل دہوڈالا گیا ہوا ور وہ صاف نکل آیا ہو کر دیا - (یعنی اگر بتقاضای بشریت اونسے کوئی گناہ بہی صادر ہوا تو تمہارے اس ظلم وستم سے وہ سب معاف ہوگیا اور وہ گناہونکی آلودگی سے پاک و صاف گئے) پہر تم نے اونکے ساتہہ دشمنی کرکے اون کو ناحق قتل کیا - حضرت عائشہؓ کا یہہ کلام سُنکر مروان بول اوٹھا - یہہ تو آپ ہی کی کارستانی تہی - لوگونکو خط لکہہ لکہہ کر بلایا - آپکے حکم سے انہون نے اپنے امام برحق پر خروج کیا - جناب ام المومنین رضی نے فرمایا - قسم اوس ذات وحدہ کی جسپر مومن ایمان لاے اور کافرون نے انکار کیا - اسوقت تک مین نے کبہی سفیدی پر سیاہی سے ایک حرف بہی کسیکو نہین لکہا - جناب ام المومنین صدیقہؓ کے اس قول سے لوگونکو اعتقاد ہوگیا کہ جناب ام المومنین اور جناب علی مرتضیٰ شیر خداؓ کی طرف سے خطوط لکہکر اطراف و ممالک اسلامیہ مین بہیجے گئے ہین جیسا کہ ایک خط غلام کے پاس سے عامل مصر کے نام برآمد ہوا اور اسی قسم کی خط و

کتابت باعث شورش فتنہ ہوئی۔ (عقد الفرید جلد ثانی)

راقم - اگر بنظر تحقیق دیکھا جاوے تو جسقدر روایات اس باب مین ایسی ہین جن سے صحابہ کرام کی شرکت یا انکی سعی جناب عثمان رضؓ کے قتل مین مفہوم ہوتی ہے وہ اکثر موضوع نکلین گی الا روایات چند منجملہ انکے محمد بن ابی بکرؓ کی شرکت - جسکا اونہون نے خود اقرار کیا اور نادم ہوکر توبہ کی - حضرت طلحہؓ کی نسبت بہی اقوال ہین - علامہ ابن اثیر کی روایات سے اس فتنہ مین اونکی سازش پائی جاتی ہے مگر ہم کہتے ہین کہ اونکا دلی منشا یہہ نہ تہا کہ جناب عثمانؓ کو کسی قسم کا صدمہ پہونچے - ممکن ہے کہ اونکے پاس لوگ بغرض دادخواہی اور جناب عثمانؓ سے سفارش چاہنے کو گئے ہون یہہ مفت مین لوگونکی آمد و شد سے بدنام ہوے ہم آگے چلکر انشاء اللہ تعالیٰ اس باب مین لکہین گے جس سے صحابہ کرام کی بریت اور اس فتنہ سے علحدگی کماحقہ ظاہر ہوگی اور اوپر بہی لکہہ آئے ہین کہ حضرت طلحہؓ کے صاحبزادہ حضرات حسنینؓ کے ہمراہ جناب عثمانؓ کے دروازہ پر بلوائیون سے لڑتے رہے - جناب علیؓ کا مدد و نصرت کو آنا اور جناب عثمانؓ کے انکار سے مجبور واپس جانا اوپر کی روایت سے بخوبی ثابت ہوگیا ہے ایک دوسری روایت ہم اور بیان کرتے ہین -

معید خزاعی کہتے ہین کہ مین جناب علیؓ سے بعد واقعہ جمل کے ملا - مین نے کہا مین آپسے دربارہ جناب عثمانؓ کچہہ سوال کرنا چاہتا ہون اگر جواب شافی دیجئیگا تو مین جانونگا کہ آپ بری ہین اور روز قیامت بہی اس مواخذہ سے انشاء اللہ تعالیٰ پاک رہین گے آپنے فرمایا - جو چاہو پوچہو - مین نے کہا - کیا وجہ ہے کہ جناب عثمانؓ شہید کئے گئے اور آپ بیٹہے دیکہتے رہے کچہہ بہی مدد نہ کی - جواب دیا - جناب عثمانؓ ہمارے امام تہے اور آپنے لڑائی سے منع فرمایا تہا - آپکا یہہ ارشاد تہا - جسنے اپنی تلوار نیام سے کہینچی وہ ہماری جماعت سے

یا ہر ہے" اس صورت مین اگر ہم آپ کی مدد و نصرت مین بلوائیون سے لڑتے تو اپنے امام کی مخالفت مین گنہگار ہوتے۔ یہی وجہ تھی کہ مجبوراً مین خاموش بیٹھا رہا۔ پھر مین نے کہا جناب عثمان رضؓ کیون صبر و تسلیم اختیار کر کے شہید ہو گئے اور اپنے سے دشمنونکو دفع کیون نہ کیا۔ آپ کو کیا مرتبہ ملا۔ جواب دیا۔ آپکو وہ مرتبہ ملا جو حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے ہابیل کو ملا جنکو ظلم سے اونکے بھائی نے مار ڈالا تھا۔ اونھون نے مارتے وقت بھائی سے کہا۔ اگر تو اپنا ہاتھہ میرے قتل کو دراز کریگا تو مین اپنا ہاتھہ ہرگز تیرے قتل پر نہ اوٹھاؤنگا۔ مین تو اللہ کے غضب سے ڈرتا ہون۔ (یعنی جناب عثمان رضؓ نے مرتبہ شہادت اور صبر اور مظلومیت کا پایا اسیواسطے آپ دوسرونکو روکتے تھے اور آپ بالکل تابع تسلیم و رضا تھے لہذا نصرت و مدد سے انکار کیا)

دیگر اقوال سے بھی جناب علی رضؓ اور طلحہ و زبیر رضؓ اور جناب عائشہ رضؓ کی برأت بخوبی واضح ہوتی ہے۔ ملاحظہ کیجیے۔ عبد الملک بن مروان نے اپنے عہد خلافت مین نافع بن علقمہ بن صفوان کو مکہ معظمہ کا حاکم کیا حسب دستور امرا و عمال نافع نے ایک روز منبر پر خطبہ پڑھا۔ اوس خطبہ مین حضرت طلحہ و زبیر رضؓ کی شان مین برا کہا۔ ابان جناب عثمان رضؓ کے صاحبزادہ منبر کے نیچے بیٹھے تھے۔ نافع جب خطبہ سے فارغ ہو کر منبر سے اوترے ابان سے کہا مین نے جناب عثمان رضؓ کے بدخواہونکو برا کہکر آپ کو خوش کیا۔ ابان بولے مین خوش نہین ہوا بلکہ آپنے برا کیا۔ میرے گمان مین یہہ دونون صاحب قتل و ایذا سے بری و پاک ہین۔ اسحٰق بن عیسیٰ کا قول ہے۔ مین علی رضؓ کو خدا کی پناہ مین کرتا ہون کہ اونھون نے عثمان رضؓ کو قتل کیا ہو اور جناب عثمان رضؓ بھی خدا کی پناہ مین ہین کہ حضرت علی رضؓ نے اونکو قتل نہین کیا۔ اسحٰق بن عیسیٰ کا یہہ قول اسطرح ہے جیسا آنحضرت صلعم

فرمایا ہے کہ قیامت مین سخت تر عذاب اوس شخص کو ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا کسی نبی نے اوسکو قتل کیا ہو۔

عثمان بن حبیب کہتے ہین کہ مین ایک مجمع مین تہا جس مین حضرت علی مرتضیٰ عمار رض مالک اشتر صعصعہ بہی تہے۔ باتون باتون مین جناب عثمان رض کا ذکر آیا۔ عمار رض آپ کو برا کہنے لگے۔ اشتر نے بہی انکی پیروی کی۔ جناب علی رض کا چہرہ مارے غصہ کے تمتما اوٹہا۔ پہر صعصعہ نے کہا کیا حرج ہے اگر کوئی کہے کہ جناب عثمان رض اول شخص ہین جسنے اپنی خلافت مین اپنے عزیزونکو حکومت واختیارات دیئے اور اول وہ شخص ہین جس سے امت محمدی مین تفریق پڑی جناب علی رض نے فرمایا۔ اے ابو یقظان خاموش رہو۔ جناب عثمان رض کی فضائل اور سوابق اسلامی اسقدر ہین کہ اللہ تعالیٰ کبہی اونکو عذاب نہ دیگا۔ واقعہ جمل مین حضرت علی مرتضیٰ رض کا قاتلین عثمان پر لعنت کرنا دوسری جگہہ مذکور ہوچکا ہے۔ اب ہم ایک روایت نقل کرتے ہین جسمین جناب امام حسن رض کی تقریر بمقابلہ اصحاب بنی امیہ مذکور ہے اس روایت کی نسبت ہم کوئی فیصلہ قطعی نہین کرسکتے ناظرین انصاف مین خود فیصلہ کرلینگے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب امیر معاویہ رض کے پاس عمرو بن العاص رض ولید بن عقبہ بن ابی معیط۔ مغیرہ بن شعبہ۔ عقبہ بن ابوسفیان رض بیٹہے ہوے تہے اوسوقت جناب عثمان رض کا بہی ذکر اور آپ کی شہادت کے متعلق گفتگو ہورہی تہی۔ صاحبان مذکورہ بالا نے جناب معاویہ رض سے کہا۔ اسوقت جناب امام حسن رض کو بلوائیے۔ آپنے کہا۔ کیون۔ کہا۔ ہم جناب امام حسن رض کو ملامت کرینگے اور ان سے اقرار کرالینگے کہ انکے باپ نے جناب عثمان رض کو قتل کیا ہے۔ حضرت معاویہ رض نے فرمایا۔ تم لوگ کبہی اونسے بازی نہ لیجاوگے اور جناب امام حسن رض کے مقابلہ مین تمہاری بات کوئی نہ مانیگا۔ سب لوگ اونکے آگے تم کو ہر طرح جہوٹا بناوینگے

جناب امام حسن رضؓ اپنی بلاغت وفصاحت ذاتی سے تمہاری باتونکا وہ جواب دینگے جسکو سب لوگ تسلیم کرلینگے الاّیہہ لوگ نہ مانے اور جناب امیر معاویہ رضؓ سے کہا آپ اونکو ذرا بلایئے توسہی۔ آپ الگ رہین۔ ہم سمجہہ لینگے۔ الغرض جناب معاویہ رضؓ انکے اصرار سے لاچار ہوے اور جناب امام حسن رضؓ کی خدمت مین آدمی بہیجکر طلب کیا۔ جب امام حسن رضؓ تشریف لائے امیر معاویہ رضؓ نے کہا کہ مینے آپکو نہین بلایا بلکہ یہہ حضرات جو بیٹہے ہوے ہین آپکے بلانے والے ہین۔ یہہ لوگ جو کچہہ سوال کرین آپ بلاخوف وبغیر لحاظ میرے انکو جواب دیجئے آپنے فرمایا۔ ان لوگونکو جو کچہہ کہنا ہو کہین ہم سنتے ہین اور جواب معقول دینگے۔ الغرض سبسے اول عمرو بن العاص رضؓ کہڑے ہوے۔ بعد حمد وثنا کے کہا۔ اے حسن۔ آپ جانتے ہین کہ سبسے اول آپکے والد بزرگوار نے فتنہ برانگیختہ کیا اور ملک وخلافت طلب کی مگر دیکہئے انجام کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے کیسا بدلا اوسے دنیا ہی مین لے لیا۔ پہر ولید بن عقبہ بن ابی معیط کہڑے ہوے اور حمد وثنا کے بعد کہا۔ اے بنی ہاشم۔ جناب عثمان رضؓ تمہارے داماد تہے۔ تم لوگ اونکے خسر تہے۔ جناب عثمان رضؓ تمہاری قدر ومنزلت کرتے رہے اور کسی طرح تمہاری عزت وحرمت مین کمی نہ کی مگر تمنے یہہ قدر کی کہ اونسے باغی ہوے اور اونپر بلوہ کرکے ظلم وستم کے ساتہہ قتل کیا۔ اے حسن۔ ہمنے تمہارے باپ کو قتل کرنا چاہا تہا مگر اللہ تعالیٰ نے خود اونکو دوسرونکے ہاتہہ سے قتل کرادیا اور ہمکو بچالیا۔ اگر ہم لوگ جناب عثمان رضؓ کے قصاص مین اونکو قتل کرتے تو کچہہ گناہ ہم پر نہ تہا۔ پہر عقبہ بن ابی سفیان کہڑے ہوے اور کہا۔ اے حسن رضؓ۔ آپ اس بات کو سمجہہ لیجئے کہ آپکے والد بزرگوار حضرت علی رضؓ جناب عثمان رضؓ سے باغی ہوگئے۔ اونکو حسد وبغض سے قتل کیا بطمع ملک دنیا وحب ریاست اس گناہ عظیم کے مرتکب ہوے اور جناب عثمان رضؓ کی امارت اور خلافت

اونکو قتل کرکے چھین لی ہم نے تو تمہارے باپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے
خود اونکو قتل کیا" ان سب کے بعد مغیرہ بن شعبہ اوٹھے۔ انکی ساری تقریر از اول تا آخر
جناب علیؓ کی برائیون اور جناب عثمانؓ کی تعظیم اور عزت سے بھری تھی۔ یہہ لوگ جب
اپنی اپنی کہہ چکے تو جناب امام حسنؓ لخت جگر فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کھڑے ہوے اور
حمد و ثنا ر خداے عز و جل کے بعد فرمایا۔ اے معاویہؓ مین پہلے تم سے شروع کرتا ہون
پھر ان لوگونکو جواب دونگا۔ سنو۔ ان لوگون نے مجھکو گالی نہین دی نہ برا کہا بلکہ تم نے
گالیان دین اور میرے جد بزرگوار رسول خداؐ سے بغض۔ عداوت۔ مخالفت۔ جو تمکو
ہے وہ ظاہر کر دی۔ پھر آپ حاضرین جلسہ کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا مین تم سب کو
خدا کی قسم دلاتا ہون سچ سچ کہنا۔ کیا تم نہین جانتے کہ جس شخص کو ان لوگون نے گالیان
دین وہ اسلام مین پہلا شخص تھا جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا۔ بیت المقدس اور خانہ کعبہ کی
طرف نماز پڑھی حالانکہ تم اے معاویہؓ اوس دن کافر و مشرک تھے۔ جنگ بدر مین میرا باپ
علم بردار لشکر اسلام تھا اور اے معاویہ تمہارے ہاتھ مین مشرکون کا جھنڈا تھا مین سب
صاحبونکو خدا کی قسم دلاتا ہون۔ آپ لوگ جانتے ہین یا نہین کہ معاویہؓ میرے نانا کے
زمانہ مین خطوط اور فرامین لکھا کرتے تھے۔ ایک دن جناب رسالت مآبؐ نے معاویہؓ کو
خط لکھنے کے واسطے بلایا۔ یہہ کھانا کھا رہے تھے جو شخص بلانے آیا تھا اوسنے واپس جاکر
عرض کیا کہ معاویہؓ کھانا کھا رہے ہین۔ آنحضرتؐ نے اوسکو دوبارہ بھیجا۔ اوسنے پھر یہی آکر
عرض کیا۔ تیسری بار گیا پھر یہی ظاہر کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ خداوندا کبھی معاویہ
کا پیٹ نہ بھرے۔ اے معاویہؓ۔ کیا تمکو اپنے پیٹ کی خبر نہین کہ کسقدر کھا جاتے ہو اور
سیری نہین ہوتی [حضرت معاویہؓ دن رات مین سات مرتبہ یا اس سے کم و بیش کھانا کھاتے تھے

اور انکا قول تھا کہ آنحضرت صلعم کی دعا مجھکو لگ گئی ہے (فتوح البلدان) اور مستطرف مین لکھا ہے کہ امیر معاویہ روزانہ ایک سو رطل دمشقی وزن مین کھانا کھاتے تھے] مین تم سبکو خدا کی قسم دلاتا ہون - کیا تمکو معلوم نہین کہ ایک مرتبہ معاویہؓ کے باپ ایک اونٹ پر سوار تھے اور یہ اونٹ کی مہار پکڑے آگے آگے تھے - اونٹ کے پیچھے انکے بھائی عقبہ بن ابو سفیانؓ تھے جو اوسکو ہانکتے جاتے تھے - جناب رسول خداؐ نے ان لوگون کو اس حال مین دیکھکر فرمایا - خدا لعنت کرے اس اونٹ پر اور جو اسپر سوار ہے اوسپر اور جو اسکو کھینچ رہا ہے اور اسکو ہانک رہا ہے اون پر بھی خدا کی لعنت ہو - اے معاویہؓ یہ سب تو تمہارے حق مین ہے - اب اے عمرو بن العاص - تمہاری باری ہے - تم کون ہو تمکو اپنی اصلیت کی بھی خبر ہے ! - تم وہی تو ہو کہ تمہارے بارہ مین پانچ اشخاص قریش نے جھگڑا کیا تھا اور جو انمین باعتبار حسب و منصب کے نہایت ہی بُرا اور حقیر تھا اوسکی مشابہت سے تمہارے باب مین فیصلہ ہوا اور تم اوسکی طرف منسوب ہوے - پھر تم قوم قریش مین کھڑے ہوے اور کہا - میرے دشمن محمد صلعم ہین - پھر خداوند کریم نے اپنے نبیؐ کی تسلی کے لئے سورہ کوثر نازل فرمائی جسمین - ان شانئک ھو الابتر - موجود ہے - پھر بھی تم باز نہ آے اور جناب رسول خدا کی ہجو مین تیس شعر کہے - وہ شعر سُنکر حضور سردار دو عالم نے فرمایا - خدایا - مین شعر نہین کہتا لیکن ہر شعر کے بدلہ عمرو بن العاص پر لعنت بھیجتا ہون باوجود ان سب شرارتون کے تم نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس گئے اور جو کچھ وہان افترا پردازی کی ظاہر ہے تم ہی خوب جانتے ہو مگر اللہ تعالیٰ نے تمکو وہان بھی جھٹلایا اور تم ناکام و نامراد وہانسے واپس آے - تم تو ہمیشہ سے حالت جاہلیت اور زمانہ اسلام مین بنی ہاشم کے دشمن رہے ہو اسلئے مین تمہارے اس بغض و حسد پر ملامت نہین کرتا - پھر

جناب امام حسنؓ ولید بن عقبہ سے مخاطب ہوے اور فرمایا۔ اے ابن ابی معیط۔ جناب علیؓ کو گالی دینے اور برا کہنے پرمین تمکو کیا ملامت کرون۔ اونہون نے شراب کی حد تمپر اسّی دُرے لگاے اور حسب ارشاد جناب جدعالی مقدار میرے والد ماجد نے تمہاری باپ کو قتل کیا اور نانا جان نے بحکم خالق زمین وآسمان تمہارے باپ کو قتل کرایا تہا۔ جب تمہارا باپ مارے جانے کیلئے کہڑا کیا گیا تو اوسنے نہایت مایوسی کے ساتہ چہوٹے لڑکے کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ اے محمدؐ اس بچہ کا کون ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اسکے واسطے آگ ہے۔ سنو۔ تم لوگونکے حق مین نانا جان کے نزدیک آگ تہی اور بابا جان کے نزدیک تلوار اور کوڑا تہا۔ اے عقبہ تم کسیکو قتل کرنے سے کیا ڈراتے ہو" پہر آپ مغیرہ بن شعبہ سے متوجہ ہوے اور فرمایا۔ اے قوم ثقیف کے کانٹے۔ تمہارا منہ اور علیؓ کو برا کہو۔ تم کس بنا پر اونکو گالیان دیتے اور برا کہتے ہو۔ کیا جناب رسول خدا سے اونکا رشتہ وقرابت دوری کی ہے یا اونکے احکام جابرانہ تہے یا دنیا کی رغبت اونکو تہی۔ اگر ان باتونمین سے کسی پر اونکو برا کہتے ہو توتم جہوٹے ہو اور سب لوگ تمکو جہوٹا کرینگے اور جو تم کہتے ہو کہ علیؓ نے عثمانؓ کو قتل کیا توتم اسمین بہی جہوٹے ہو اور سب تم کو جہٹلا دینگے اب رہا تمہارا ڈرانا اور دہمکانا تو اسکا اثر ہمپر بالکل نہین۔ ہم تمہاری حقیقت ہی کیا سمجہتے ہین۔ تمہاری تو یہ مثل ہے کہ ایک مچہر کسی کہجور کے درخت پر بیٹہا۔ جب اوڑنے لگا تو کہجور سے کہا دیکہو سنبہلے رہنا مین اوڑتا ہون ڈالیسا نہو کہ میرے پرونکی ہوا سے تمکو صدمہ پہونچے کہجور نے (ہنسکر) کہا مجہکو تمہارا آنا تو معلوم ہوا نہین پہر تمہارا اوڑنا میرا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ ہمکو تمہاری عداوت ودشمنی کی تو پرواہ نہین پہر تمہاری گالی اور بدگوئی سے ہمارا کیا نقصان ہے" یہہ فرماکر جناب امام حسنؓ تشریف لیگئے۔ اسکے

چلے جانیکے بعد جناب معاویہ رضؓ نے فرمایا۔ تم لوگون نے دیکھہ لیا۔ میرا کہنا نہ مانا۔ کیا مین نے تمسے نہ کہا تہا کہ ان حضرات سے تم بازی نہ لیجا سکوگے۔ خدا کی قسم جب تک وہ تقریر کرتے رہے مین بالکل اندہا ہوگیا تہا کچہہ نظر نہین آتا تہا۔ تم لوگو مین درحقیقت خیر وصلاح بالکل نہین (ثمرات الاوراق مطبوعہ مصر)۔

جناب امام حسن رضؓ نے جن امور کی نسبت اشارہ فرمایا ہے اونکا بیان کرنا ضرور ہے لہذا ہم مجملاً لکہتے ہین۔ زمانہ جاہلیت مین اور بعد اسلام کے جو عزت خداوند تعالے نے قریش کو دی وہ کسی اور قوم کو نہ تہی پہر قریش مین خاندان بنی ہاشم جملہ قبائل قریش سے ممتاز تہا۔ یہہ تو دستور قدیم ہے کہ نامور اور مشہور شخص یا خاندان کے دشمن بہی زیادہ ہوتے ہین اور خاص آپس والے ہی عداوت رکہتے ہین۔ حضور سرور کائنات فخر موجودات کی ذات بابرکات سے جو شرف بنی ہاشم کو افزون ہوا یہہ بہی معلوم ہے۔ جب اسلام کا آغاز تہا اور علانیہ شعائر اسلام ادا نہو سکتے تہے تو دشمنان دین کے خوف سے مسلمانوں کی تعداد قلیل نہایت درجہ ایذا پاتی رہی۔ اوسوقت رسول کریم اور آپکے اصحاب کے دشمن اسی خاندان قریش کے لوگ زیادہ تہے جنمین بنی امیہ بہی شریک تہے چنانچہ کتب سیر مین انکی عداوت بالتفصیل مذکور ہے۔ اسی عداوت کی طرف جناب امام حسن رضؓ نے اشارہ فرمایا۔ حضرت معاویہؓ کو مخاطب کرکے جو آپنے فرمایا اوسمین تو کوئی مضمون ایسا نہین جسکی وضاحت کیجاوے البتہ عمرو بن العاص کے بارہ مین چند امور قابل بیان ہین جناب امام حسن رضؓ نے عمرو بن العاص رضؓ سے فرمایا۔ (تم وہ شخص ہو کہ تمہارے بارہ مین پانچ شخصون نے جہگڑا کیا) اصل یہہ ہے کہ زمانہ جاہلیت مین دستور تہا کہ ایک عورت کو چار چار یا پنج پانچ اشخاص اپنے تصرف مین رکہتے تہے اور باری باری سے مباشرت

کرتے تھے۔ اسی طرح نان ونفقہ سب پرتقسیم ہوتا تھا جب عورت کے حمل رہ جاتا اور بچہ پیدا ہوتا تو اوسوقت جھگڑا پڑتا۔ ہر ایک مدعی ہوتا اس صورت مین یا تو عورت کے قول پر راضی ہوتے جسکا لڑکا وہ کہدیتی اوسکا لڑکا ہوتا یا اسکا فیصلہ اس طرح ہوتا کہ عرب مین چند لوگ ایسے تھے جو فن قیافہ مین کامل مہارت رکھتے تھے اون کا یہہ کام تھا کہ وہ لڑکے کی صورت دیکھکر جسکے مشابہ پاتے اوسکو دلا دیتے تھے۔ ایسا ہی کچھ عمرو بن العاص کی پیدائش کے وقت پیش آیا۔ اس قصہ کو مستطرف مین اس طرح لکھا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص کی والدہ کا نام نابغہ ہے وہ بیٹی حرملہ بن عزۃ کی ہے۔ زمانہ جاہلیت کی کسی جنگ مین قید ہوکر آئی اور سوق عکاظ مین فروخت ہوئی۔ عبداللہ بن جدعان نے اوسکو مول لیا اور عاص بن وائل کو ہبہ کر دیا۔ بعضے کہتے ہین کہ بلا نکاح عبداللہ بن جدعان کے پاس تھی اور اوسکے تصرف مین رہی۔ ابولہب۔ امیہ بن خلف ابوسفیان بن حرب۔ عاص بن وائل بھی ایک ہی ہفتہ مین اوس سے ہمصحبت ہوئے جب عمروؓ پیدا ہوئے ان پانچون آدمیون نے دعوی کیا ہر ایک کہتا تھا کہ میرا نطفہ ہے اور میرا بیٹا ہے مجھکو ملنا چاہیئے نابغہ نے فیصلہ کر دیا کہ یہہ لڑکا عاص کا نطفہ ہے عاص اوس عورت کو نان ونفقہ دیا کرتا تھا اسوجہ سے اسکا نام ہوا اور اسکی طرف عمرو منسوب ہوئے۔ اسی قصہ کی طرف جناب امام حسنؑ اشارہ فرماتے ہین۔

نجاشی شاہ حبشہ کے پاس عمرو بن العاص کا جانا اور وہان جو معاملہ پیش آیا اسکا حال حصہ اول مین آچکا ہے ہان اس قصہ مین جو افترا پردازی کا ذکر ہے اوسکو ہم یہان لکھتے ہین۔ قریش نے جو لوگ حبشہ جانیکے لیے منتخب کیے تھے وہ عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید تھے۔ اثنا راہ مین دونون نے شراب پی اور نشہ شراب مین کسی بات پر

تکرار ہوگئی۔ عمارہ نے حضرت عمرو بن العاص کو کشتی سے دریا مین ڈھکیلنا چاہا لیکن لوگ بیچ مین آگئے جس سے بیہہ بچ گئے مگر انکے دل مین عمارہ کیطرف سے کینہ جاگزین ہوگیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ انہون نے عمارہ کو نجاشی کے ہاتہہ سے قتل کرا دیا۔ اسکا حال اسطرح ہے کہ جب یہہ دونون دربار نجاشی مین آنے جانے لگے تو ایک روز حسب عادت یہہ دونون دربار مین بیٹھے تھے ایک جوان کنیز حسین و خوبصورت مملوکہ شاہی بہی اوسجگہہ موجود تہی۔ عمارہ بہی جوان خوبرو۔ اوٹھتی جوانی۔ شباب کا زور۔ دیدار و حسین مرد تہا چونکہ حسن مین ایک جذب مقناطیسی ہے اور جسکو یہہ دولت نصیب ہوتی ہے کیسی ہی پارسا نگاہین ہون ضرور اوسکی طرف اوٹہہ جاتی ہین۔ وہ لونڈی بار بار دزدیدہ نگاہ سے عمارہ کو دیکہتی تہی۔

یوسف از کنعان بسودائے زلیخا میرود	برنمے آید غرور حسن با تسکین عشق

عمرو بن العاص تاڑ گئے اور دل مین عمارہ کے پہانسنے کی تدبیر اس سے بہتر اور نہ سوجہی۔ غرض جب یہہ دونون اپنے جائے قیام پر واپس آئے عمارہ سے کہا۔ نجاشی کی لونڈی تمپر فریفتہ ہو رہی ہے۔ اوس سے دوستی پیدا کرو۔ شائد اس تدبیر سے جو کام ہم کرنا چاہتے ہین آسان ہوجاوے۔ اگر اوس لونڈی سے تم محبت کرلوگے تو ہر طرح تمہاری معین و کفیل ہوگی۔ اب اوس سے سلسلہ جنبانی کرو اور بات چیت کرکے بادشاہی عطر طلب کرو۔ وہ تمکو دیدیگی اور اس حیلہ و تدبیر سے تمکو موقع اظہار محبت مل جاویگا۔ عمارہ تو بیخبر تہا وہ کیا جانتا تہا کہ لونڈی سے ملنا اور عطر لینا میرے حق مین سم قاتل ہوگا بے دہڑک دوسرے روز لونڈی سے ملا اور گفتگوے محبت آمیز اور اظہار تعشق کرکے عطر کی فرمائش کی لونڈی نے شاہی عطر اپنے نئے دوست کو عنایت

کیا۔ وہ عطر کسی ترکیب سے عمرو بن العاصؓ نے اپنے قبضہ مین کرلیا اور تنہا نجاشی پاس جاکر کہا ہمارا رفیق عمارہ آپکی کنیز پر مائل ہوا ہے اور وہ بھی اوسپر فریفتہ ہے۔ جانبین سے عشق و محبت کا اظہار ہے۔ لونڈی نے خاص شاہی عطر اپنے یار کو دیا ہے۔ لیجیے یہہ وہی عطر ہے" یہہ کہکر عطر پیش کیا۔ نجاشی یہہ قصہ سُنکر ازبس غضبناک ہوا کمال غیظ سے چاہا کہ فوراً عمارہ کو قتل کرے لیکن پھر سوچا کہ یہہ شخص ہمارے ملک مین ہماری اجازت و امن سے آیا ہے علانیہ اسکا قتل کرنا خوب نہین کسی حیلہ سے سزا دینی چاہیے لہذا چند لوگ جادوگر عمارہ پر مقرر کردیئے کہ کسی حکمت سے اسکے احلیل مین پارہ بھردین اون لوگون نے شاہی حکم کی تعمیل کی۔ عمارہ عمرو بن العاصؓ کے فقرہ مین آکر خود اپنی جان کا خواہان ہوا اور پارہ کی تکلیف سے بدحواس لوگون سے متنفر ہوکر بھاگا اور جنگلون بیابانون مین وحشیان صحرا کے ساتھہ اپنا مسکن بنایا۔ اسکے ہمراہی اسکی تلاش مین سرگردان و حیران پھرتے تھے۔ ایک مقام پر پکڑ پایا اور مقید کرکے لے گئے عمارہ اسی قید کی حالت مین جہنم واصل ہوا۔ (معارج النبوۃ)

باقی مضامین ظاہر ہین۔ اب ہم اصل روایت کی طرف رجوع کرتے ہین۔ اولاً تو اس قصہ کا وہی جواب ہے جو دیگر روایات کا ہے بر تقدیر صحت روایت ہم کہتے ہین کہ جناب علیؓ پر طعن کرنیوالے اکثر اصحاب بنی امیہ تھے جو آپکو منجملہ قاتلین جناب عثمانؓ شمار کرتے تھے اور یہہ خیال تھا کہ جناب علی اپنی خلافت کے خواہان ہین۔ اس قسم کے خیالات ہمیشہ ہونکی نسبت ہو ہی جاتے ہین۔ چونکہ بنی ہاشم اور بنی امیہ مین ہمیشہ سے لاگ ڈانٹ چلی آئی ہے اگر ایسے موقع پر ایک دوسرے کو کچھہ کہین تو کیا بعید ہے مگر وہ حضرات باہم جسطرح ایک دوسرے کو کہتے تھے ویسے ہی حق بات سُنکر دب بھی جاتے

تھے چنانچہ جناب امام حسنؓ کی تقریر سے سب ساکت ہوگئے اور پھر کسی نے دم نہ مارا۔
البتہ اس قسم کے واقعات سے عام لوگ اگر دلیر ہوجاوین مثلاً بنی ہاشم کے اتباع انکی
محبت مین بنی امیہ کو برا کہنے لگین تو یہ انکے شایان نہین۔ بڑے لوگو نمین باہم اگر
سخت کلامی ہو تو ہوا نکے اتباع اگر بزرگون پر طعن کرین تو بیشک بدنما ہوگا
علیٰ ہٰذا القیاس ہمکو اس قسم کے واقعات پر نظر ڈالنے سے کسی جانب فیصلہ کرنا اور
ایک فریق کی نسبت تذلیل و تکذیب کی راے قایم کرنا جائز نہین۔ ہم دونون فریق
کو بنظر عزت دیکھین گے اور دونون کا شرف صحابیت ملحوظ رکھکر اپنی زبان سے
ان حضرات کی نسبت کلمات ادب نکالین گے۔ حضرت عمرو بن العاص کا قصہ جو ہمنے
نقل کیا ہے وہ قبل اسلام کے گذرا ہے اور اسلام نے تمام گناہ حالت کفر کے نیست و
نابود کر دیئے ہین۔

محاکمہ

روایات و بیانات گذشتہ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ جو شبہات لاطائل اور ظن فاسد
بعض مورخین کی روایات سے درباب شرکت بعض صحابہ کبارؓ جناب عثمان کی شہادت
مین یا آپ کی عدم نصرت مین پیدا ہوتے ہین ہرگز قابل اعتبار اور لائق التفات
نہین ہین۔ اگرچہ جناب عثمانؓ پیرانہ سالی مین تخت خلافت پر متمکن ہوے۔ آپنے مراتب
عالی اور مناصب بزرگ اور امور حکومت کو اپنے اعزہ و اقربا کے سپرد کیا۔ بلاد اسلامیہ
مین آپ ہی کے رشتہ دار بنی امیہ عمال اور حکام ہوگئے۔ مگر ان مین بعض حضرات وہ
بھی ہین جو جناب رسول خدا کے عہد مبارک مین امارت اور حکومت پر رہے اور اکثر
حضرات شیخین کے عہد خلافت مین بوجہ اپنی لیاقت اور عقل و تمیز کے بڑے بڑے

کام انجام دیتے رہے۔ جناب عثمان رضؓ نے بہی ان لوگونکو عامل و حاکم ممالک اسلامیہ کیا اور خدمات لائقہ اور مناصب عالیہ انہین لوگونکو دیئے۔ ان لوگونکی کوشش اور بیدار مغزی حسن انتظام محنت و جانفشانی کی نتایج اور فتوحات بیشمار جسقدر حاصل ہوے وہ اظہر من الشمس ہین۔ جناب عثمان کی تجویز وتشخیص و رتدبیر ملکی حضرت عبداللہ ابن عامر کو اس خدمت کے واسطے انتخاب کرنے مین کس درجہ ظاہر ہوتی ہے اور جو کچہ ابن عامرؓ کی اہلیت۔ کارگذاری عقل و دانائی محنت وجانفشانی۔ جانکاہی کا ثمرہ ترقی ملک و فتوحات و توسیع حدود اسلامیہ مین ظہور پذیر ہوا وہ بہی مثل روز روشن عیان ہے۔ یہہ سب کچہ تو تہا مگر بنی ہاشم کو بنی امیہ کی ترقی ناگوار تہی۔ بنی ہاشم انکو اس اعلی مدارج و مناصب پر دیکہکر کیا خوش ہوتے تہے ہرگز نہین بلکہ یہہ لوگ بنی ہاشم کی آنکہون مین کہٹکتے تہے۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ جب نیر اسلام طلوع ہوا ہے تو بنی ہاشم کو بنی امیہ کے ہاتہون بالخصوص ابوسفیانؓ وغیرہ سے جو صدمات پہونچے اور جو تکالیف ان سے پائین اسکی وجہ سے بنی ہاشم کو انسے دلی کدورت تہی اب انکی ترقی اور اسلام مین ناموری وشہرت پانا کس طرح گوارا ہوتا۔ (اور یہہ طبعی بات ہے جس سے انسان مجبور ہے) اسلام نے بذریعہ اخوت سب کو ایک درجہ کا کر دیا تہا البتہ خاندان قریش جیسا زمانہ جاہلیت مین معزز سمجہا جاتا تہا اسلام نے بہی اسکی قدر بحال رکہی بلکہ اور بہی عزت افزون ہوئی۔ بنی امیہ بہی بدولت اسلام کے عزت کی نگاہ سے دیکہے جاتے تہے۔ عہد عثمانی مین تو انکی اور بہی عزت ہونے لگی جسقدر عہد رسالت بعید ہوتا گیا اوسیقدر بنی امیہ کی عزت و منزلت جس درجہ پر کہ زمانہ جاہلیت مین تہی اوسکی جانب رجوع کرتی گئی۔ جسکی وجہ سے فتنہ و فساد کا شیوع ہو چلا۔ (خلاصہ یہہ ہے

کہ دیگر اقوام عرب وغیر عرب جب اسلام مین آے اور اخوت اسلامی سے ایک درجہ پر رکھے گئے ملکی فتوحات مین دیگر اقوام کا قدم آگے تھا اسوجہ سے یہہ لوگ اپنی کو افضل سمجھتے تھے اور یہہ دعوی تھا کہ یہہ ملک ہماری ہی تلوارون نے فتح کئے ہین۔ دراصل ہمارے ہی ملک ہین۔ بنی امیہ کو کرسی صدارت پر دیکھکر ان لوگونکے حوصلے بڑھ گئے اور سارے فساد کی بنا یہی ہے) صحابہ کبار جیسے جناب حیدر کرار رض طلحہ رض زبیر رض اس فتنہ کے فرو کرنے مین بجان و دل ساعی ہوے۔ اگرچہ اہل غرض کے مطالب دلی حاصل نہ ہوے مگر ان حضرات کی کوششین بھی چندان کار آمد نہ ہوئین اور آتش فتنہ و فساد سرد نہ ہوئی۔ (دوسری وجہ یہہ بھی پیش آئی کہ جو کام باتفاق راے ایک گروہ کے ہوتا ہے اور سب تہ دل سے کوشش کرتے ہین ضرور وہ بخیر تمام انجام پذیر ہوتا ہے) گروہ صحابہ مین بھی دو چار حضرات معزز ین باقی رہ گئے تھے اور اکثر صحابہ کرام عہد فاروقی مین جنگ عراق عجم و عرب و بلاد سوریہ اور دیگر معرکون مین کام آچکے تھے اور کچھ طاعون عمواس مین راہی ملک بقا ہو گئے تھے۔ اگر ان بزرگون مین سے کچھ لوگ زندہ ہوتے تو شائد انکی نیک تدبیر اور گفتگوے صلاح آمیز سے بگڑے ہوی فریق درست ہو جاتے۔ ملک اور قوم کا تو یہہ حال تھا اوپر سے شاعرونکی چرب بیانی اور طلاقت لسانی تھی جو بذریعہ مرثیون اور اشعار کے بنی امیہ کی غیرت کو جوش دلاتی اور اونکو تہور اور شجاعت پر ابھارتی تھی بنی امیہ اپنے مخالف گروہ سے بدلا لینے مین زیادہ تیز ہمت ہوتے تھے۔ اسکے ساتھہ ہی شاعرون کی جادو بیانی نے جناب علی رض کی بے پروائی اور جناب عثمان رض کی مدد و نصرت سے بے اعتنائی خوب خوب ظاہر کر دکھائی۔ (یہی سبب ہوا کہ جناب علی رض اور دیگر حضرات صحابہ رض طلحہ رض زبیر رض کیجانب

عام خیالات مین یہہ بات جم گئی کہ یہہ لوگ خلیفہ برحق کی مدد سے کنارہ کش بلکہ اسکے بدخواہ ہین) لیکن روایات گذشتہ و اخبار سابقہ سے اس بدگمانی کی تائید کسی طرح نہین ہوتی بلکہ یہہ امر محقق ہے کہ جناب علیؓ روز ظہور فتنہ و آمد بلوائیان سے بذات خود فساد رفع کرنے اور اہل فساد کے دفع کرنے مین نہایت کوشش کے ساتھہ مصروف ہی۔ گفتگوی شایستہ اور تقریر معقول سے مصری بلوائیون کو واپس کر دیا تھا۔ جناب علیؓ تو بنفس نفیس بلوائیونکی فہمایش مین سرگرم تھے اور اپنے لخت جگر۔ نور بصر۔ فرزند سعادتمند جناب امام حسنؓ کو جناب ابن عباسؓ اور دیگر ابناے صحابہ کبار کے ہمراہ دار الخلافت کی حفاظت اور جناب عثمان کی حمایت کو متعین فرما دیا تھا اور گروہ بلوائیون کی مقابل جو خط کا بہانہ لیکر در دولت جناب عثمانؓ کو گھیرے ہوے تھے اونکو بھیج دیا تھا چنانچہ ان بزرگون نے اشرار بدبخت تبہ کار کے مقابلہ اور جنگ مین کمال عالی ہمتی اور شجاعت و مردانگی سے کام لیا جناب عثمانؓ پر جان قربان کرنے مین برابر قائم رہے اور اپنے پانون مضبوط جما دیے حتی کہ جناب عثمانؓ کثرت باغیان اشرار اور قلت جماعت معاونین شجاعت آثار سے گھبراے اور انکا مقابلہ اوس لشکر بیشمار سے دشوار تصور فرما کر بنظر کمال شفقت و وفور رحمت بہ الحاح و منت تمام ان حضرات کو واپس جانیکے لئے ارشاد کیا۔ جناب امام حسنؓ سے اس طرح فرمایا۔ صاحبزادہ مین خوب جانتا ہون کہ تمھارے پدر بزرگوار کا دل تمھارے واسطے کس درجہ بیقرار ہوگا۔ دشمنونکی فوج بے تعداد اور تم تنہا صرف دو چار یار احباب ساتھہ اسکے مقابل ٹھیرے ہو۔ خدا کے واسطے مجھکو چھوڑکر اپنے باپ کے پاس چلے جاؤ اونکے متفکر او مضطرب قلب کو تسکین دو

بلای من تہ آن بلا لاخدا را ایش من بنشین	نمے خواہم کہ پیش دیگران آید بلاے من

جناب امام حسن رضؓ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم جب تک آپ پر قربان نہو جاؤن ہیہ دروازہ نہ چہوڑونگا"

مین بہلا مرکہ عشق سے ٹل جاؤنگا	طبع معشوق نہین ہون کہ بدل جاؤنگا

جناب عثمان رضؓ کو حضرت امام حسن رضؓ کی مشقت اور تکلیف گوارا نہ ہوئی۔ دروازہ کہول دیا اور آپ کو مع آپکے رفیقونکے گہر کے اندر کرلیا۔ جب بلوائیون سے دروازہ نہ ٹوٹ سکا غضبناک ہوکر آگ لگادی۔ جناب امام حسن رضؓ اپنے ہمراہیونکے ساتہہ بلوائیونکے دفع کرنے مین مصروف تہے کہ وہ پشت دولتخانہ سے اندر گہس آے اور آپکو شہید کیا اب بنگاہ غور و تعمق ملاحظہ ہوکہ جناب علی رضؓ نے بذات خاص اگرچہ اسوقت بلوائیونکو دفع نہین کیا مگر باوجود اسکے آپکے جگرپارہ فرزندارجمند جناب امام حسن رضؓ نے ہمت اور کوشش مین دریغ نہ فرمایا۔ اگر جناب عثمان رضؓ حضرت علی رضؓ کی نصیحت اور راے پر عمل فرماتے اور مروان اور دوسرے عزیز واقربا کے کہنے پر نہ چلتے تو جناب علی رضؓ بذات خاص اسوقت آپکے دروازہ پر ہوتے اور رفع فساد مین دل و جان سے کوشش کرتے (یا جناب عثمان رضؓ اجازت دیتے تو جناب علی مرتضیٰ رضؓ فرقہ اشرار کو انکی بغاوت کا مزہ چکہاتے) ان حضرات کی مدد و نصرت۔ جناب عثمان رضؓ کی حمایت مین جان تک سے دریغ نہ کرنا آپکے روز اسلام سے تایوم بیعت خلافت اور اوسکے بعد تازیست آپکے ساتہہ ہر طرح محبت واخلاص کا برتاؤ رکہنا ظاہر وعیان ہے مخفی و نہان نہین۔ خلاصہ ہیہ کہ جناب عثمان رضؓ اوّلاً تو پیرانہ سال اسی برس سے متجاوز تہے ثانیاً اوصاف حلم وحیا سے متصف تہے (جسکی وجہ سے لوگونکو جرأت بڑہتی گئی) لہذا بلوائیونکو دفع نہ کرسکے۔ (تاریخ بدائع) اس بیان سے کماینبغی ہمارے دعوی کی تائید ہوتی ہے اور اس امر کا پورا ثبوت

ملتاہی کہ یہ اہل فساد کی شرانگیزی کا نتیجہ ہے جو حضرات صحابہ کبار کی نسبت عدم نصرت جناب عثمان رض کا ظن فاسد اور وہم کاذب پیدا کر رہا ہے۔ اب صحابہ کرام کی مدد و اعانت اور جناب عثمان رض کے ساتھہ محبت اور اخوت و ہمدردی بخوبی ثابت ہوگئی۔ یہہ بہی روایات سابقہ سے معلوم ہوگیا کہ حضرات مہاجرین و انصار سب کے سب آپکی مدد پر تیار اور آپکے مخالفین سے لڑنیکو آمادہ ہوکر آئی اور اجازت نہ پانے بلکہ قسم دلانے سے مجبور ہوکر واپس گئے اب اگر بعض روایات سے اسکے خلاف ظاہر ہو تو بر تقدیر صحت روایات و تسلیم اقوال کے ہمارے بیان آیندہ سے جواب شافی اسکا ظاہر ہوگا۔

ہر فرد انسانی کی طبعی اور خلقی بات ہے کہ اپنے مدمقابل ہمسر اور ہمعصر کو بنگاہ حسد دیکہتا ہے پہر اگر کوئی اپنے جنس مین برابر والا کسی دنیوی جاہ و جلال۔ دولت و مال مین سربرآوردہ و ناموررہوجاے یا کسی قسم کی حکومت۔ خلافت و امارت پر پہونچے تو اوسکے دوسرے بہائی برادر۔ خویش و اقربا اوسکے ساتھہ دلی محبت اور ہمدردی سے پیش نہ آوینگے بلکہ دل سے زوال نعمت کے خواہان رہینگے۔ چاہے اوسکے تنزل سے انکو ترقی نہ نصیب ہو مگر وہ عادت اور طبیعت انسانی سے مجبور ہین۔ خواہ مخواہ انکے دل مین ہوس و حرص دنیا جانشین ہوکر اپنے بہائی ذی مرتبہ کی طرف سے کشیدہ خاطر کریگی بالفرض وہ شخص حوادث زمانہ مین مبتلا ہو تو یہہ لوگ اوسکی مدد و نصرت و حمایت سے دست کش ہونگے بلکہ انکی خواہش دلی اور رضامندی اسکی ذلت و خواری مین ہوگی زمانہ حضرت آدم ع سے لیکر اسوقت تک ہر جگہہ ہر ملک ہر قوم مین ایسا ہی نظر آتا ہے (سلاطین سابقہ او رامراء زمانہ ماضیہ کے حالات کتب تواریخ مین دیکہنے سے اسکی نظائر و مثالین بیشمار نظر سے گذرینگی) یہہ بات تو انسان کی طبیعت اور خلقت مین

داخل اور اوسکی گھٹی مین پڑی ہے مگر صحابہ کرام مین بالخصوص حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم مین جنکی شان مین جناب فاروق اعظم رض کا یہہ قول ہے کہ جناب سالتماب صلعم ان لوگونسے راضی وخوش تشریف لیگئے۔اس طبعی امر کے خلاف ظاہر ہوتا ہے۔ توفیق و تائید آلہی سے اور بہ برکت صحبت آنحضرت صلعم یہہ بزرگوار اس قسم کے خیالات سے محفوظ و مامون رہے اور خلیفہ وقت کی اطاعت مین بجان و دل مصروف تھے کبہی زوال منصب خلافت کا خیال انکے پاک نفوس مین نہ گذرا۔ظاہر و باطن سے ہر طرح معین و مددگار فرمانبردار وجان نثار رہے۔اگرکسی صاحبین ہمارے دعوے کے خلاف نظر آوے تو وہ از قبیل انقباض خاطر ہے جو امر خلقی کا ادنی اثر ہے اور جسپر ہر فرد بشر مجبور ہے یہی انقباض خاطر ہے جو بعض حضرات کی عدم نصرت وکم التفاتی کا سبب ہوا اور یہی قوی سبب ہے کہ جناب عثمان رض پر سے حوادث ومصائب دفع نہ ہوسکے اور آپ امور خلافت اجرا کرنے مین اس بات پر مجبور ہوے کہ خاندان بنی امیہ کے نوجوان لائق اشخاص کو حکومت و امارت ممالک اسلامیہ پر مامور فرمایا۔(اگرچہ اسمین پاس قرابت اور لحاظ صلہ رحمی بہی تہا۔چاہے اس ضرورت ومجبوری سے آپ کا یہہ فعل محل گفتگو اورجاے اعتراض اکابر صحابہ ہو مگر اس کا یہہ نتیجہ نہ سمجہنا چاہیئے کہ آپسے سب صاحب بیزار ہوگئے اور آپکو دشمنونکے قبضہ مین چہوڑ دیا کیونکہ اوپر کی تقریر سے یہہ اشتباہ بالکلیہ دفع ہوتا ہے علاوہ اسکے روایات صحیحہ سے جو درباب مدد و نصرت صحابہ کرام اوپر گذر چکین اور تقریر معا کمہ مذکورہ سے اس وہم کی بنیاد قطع ہوتی ہے) دیکہو۔اگر ایک شخص کے دو چار بیویان ہون تو اونمین باہم کسقدر سوتیاڈاہ ہوتی ہے۔ایک دوسرے کی دشمن جانی خون کی پیاسی رہتی ہے۔کہلم کہلا عداوت اور بغض کا اظہار باہمی کینہ

حسد رکھنا کس درجہ ہوتا ہے مگر امہات مومنین ازواج مطہرات جناب نبی کریم علیہ الصلوٰت والتسلیمات کو خداوند تعالےٰ نے اس بلا سے کس درجہ محفوظ رکھا۔ تاہم امر خلقی سے مجبور تھین اور انقباض خاطر اور غیرت طبعی کے آثار کسی کسی وقت ظاہر ہو ہی جاتے تھے اور اس سے کہان تک انسان بچ سکتا ہے۔ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے۔ جب شیطان اہل عرب کے کافر ہونے سے مایوس ہو گیا تو اونکو باہمی خانہ جنگیو نمین لگا دیا۔ اسی طرح جب مرد با ایمان کے گمراہ ہونے کی اوسکو امید باقی نہ رہی تو اوسکے دل مین وسوسے ڈالنا اور خطرات نفسانی پیدا کرنا شروع کیا اور یہہ وسواس نفس تو صریح ایمان کی علامت ہے۔ (کیونکہ چور خالی مکان مین نہین گہستا جہان اسباب نقد وجنس دیکھتا ہے وہان جاتا ہے تو خطرات شیطانی بہی اوسی دل مین گذرینگے جسمین ایمان کا مکان ہو اور جس دل مین ایمان کا گذر نہین وہان خطرات نفسانی کا بہی دخل نہین) اکثر روایات سے ظاہر ہے کہ بوجہ انقباض خاطر ہمدردی و نصرت بعض صاحبون نے نہ کی مگر یہہ وہی لوگ ہین جو جناب سرور عالم کی بشارت اور سوابق اسلامیہ۔ (جناب عثمان رضؓ کے حق مین) بہول گئے۔ بمضمون حفظت شیئًا وغابت عنک اشیا کوئی کوئی بات یاد رہی اور بہت کچھہ بہول گئے۔ ایسے لوگونکی عادت ہے کہ ادنیٰ درجہ کی لغزش کو ایک کی جگہہ دس ظاہر کرتے ہین اور خفیف بات بڑہا کر اوسکو محمل خاص پر حمل کرتے ہین۔ (ظاہر ہے کہ یہہ لوگ جماعت صحابہ مین نہ تھے کیونکہ اونکی شان عالی ہے اونکے نفوس پاک اور خیالات نفیس ہین) اور جو حضرات جناب رسول خدا کی بشارت و حضرات صحابہ رضؓ کے سوابق اسلامیہ اور شرف صحبت کو یاد رکھتے ہین اگر کسی صاحب سے مقتضائے بشریت کوئی امر خلاف اونکے رتبہ کے سرزد ہوا تو ایک کی جگہہ ایک ہی

بلکہ نصف پر قناعت کر کے ظاہر کرتے ہین اور پہر اوسکا عذر بہی بیان کر دیتے ہین۔
(یہہ حضرات صحابہ کرام کی شان ہے) ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ (اور جبکہ صحابہ کرام کی بزرگی وفضیلت معلوم ہوگئی اور یہ بہی
بیان مذکورہ بالا سے ظاہر ہوا کہ اونمین بغض وعناد یا ہی نہ تہا اگر احیاناً بسبب انقباض
خاطر کے کچہہ شکر رنجی ہو جاتی تہی تو اوسکا اثر دلون مین قائم نہ ہونے دیتے تہے بلکہ
بالمشافہہ بہت جلد دلی کدورت زبانسے بیان کر کے ایک دوسرے سے صفائی کر لیتے تہے
چنانچہ سنداً ہم یہہ قصہ پیش کرتے ہین ناظرین با تمکین بچشم قبول ملاحظہ فرماوین۔)
ابو صالح ذکوان صہیب جناب عباس رضکے غلام سے ناقل ہین صہیب کا قول ہی
کہ مجہکو میرے آقای نامدار جناب عباس رض عم بزرگوار نبی مختار نے جناب عثمان رضکے بلانیکو
بہیجا مین آپکی خدمت مین حاضر ہوا۔ جناب عثمان رض اوسوقت اپنے یار واحباب کی دعوت
مین مصروف تہے۔ دن کا کہانا یارونکو کہلا رہے تہے۔ میرے بلاتے ہی آپ میرے
ساتہہ جناب عباس رضکے پاس چلے آے اور آتے ہی یہہ دعائیہ کلمہ فرمایا "خدا کرے آپکی
ذات فلاح یاب ہوا ے ابی الفضل" جناب عباس رض نے جواب دیا "اے امیر المومنین
خدا آپکو بہی خوش رکہے" پہر جناب عثمان رضنے فرمایا۔ جسوقت آپکا آدمی میرے بلانیکو
پہونچا مین یارونکو کہانا کہلا رہا تہا بس اونکو کہانا دیکر فوراً ہی آپکے پاس چلا آیا (جناب
علی رض اور جناب عثمان رض مین کچہہ رنج ہو گیا تہا حضرت عباس رض جانتے تہے اور دونون مین
صفائی کرا دینا چاہتے تہے۔) جناب عباس رضنے فرمایا "امیر المومنین۔ مجہکو خبر پہونچی ہی
کہ آپکو جناب علی رض اور اونکے طرفدارون کی نسبت کچہہ شکایت ہے اور آپ ناخوش ہین
مین آپسے التجا کرتا ہون کہ باہمی رنج وملال میری خاطر سے دفع کر دیجیے اور آپس مین

میل و اتفاق رکھیئے" جناب عثمان نے فرمایا "جو لوگ آپکے دوست ہین ہین اونمین سب سے زیادہ آپکی محبت کا دعویٰ رکھتا ہون اور آپکی سفارش قبول کرتا ہون۔ اگر جناب علی چاہتے تو وہی ہر کام مین نظر آتے مگر اونہون نے نہ مانا اور خودرائی کی" پہر جناب عباس رضہ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور اونسے فرمایا "مین جناب عثمان رضہ کے معاملہ مین آپسے خدائے کریم کو یاد دلاکر کہتا ہون کہ آپ اپنے چچازاد اور پہوپہی زاد بہائی اور اپنے دینی بہائی اور اپنے ساتہی جناب رسول خدا کے شرف صحبت مین شریک۔ ان سب پر فضیلت یہہ کہ آپکے خلیفہ جنکی آپنے بیعت کی جناب عثمان رضہ کے حقوق مذکورہ مین نظر فرمایئے" جناب علی رضہ نے فرمایا۔ (بیشک مین مانتا ہون مگر" خدا کی قسم دنیوی معاملات مین تو مین انکا فرمانبردار رہون اگر فرماوین تو مین اپنا سارا گہر بار چہوڑ کر نکل جاؤن لیکن خدا کا حکم بجالانے مین ذرہ برابر بہی سستی اور کاہلی روا نہ رکہونگا" راوی کا قول ہے کہ یہہ روایت صحیح الاسناد ہے اور مین نے خوب یاد کر لی ہے بارہا اپنے اوستاد شیخ کو سنائی۔ (ازالۃ الخفا)

درحقیقت جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ بات بیان فرمائی ہے کہ جس سے تمام شبہات دفع ہوگئے۔ مرد حق شناس کیواسطے اس سے زیادہ دلیل روشن حجت کی اب ضرورت باقی نہین رہی۔ شاہ صاحب کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحابہ کرام بغض و حسد و نفاق و دلی کدورت سے پاک و مبرا تہے۔ اگر ان حضرات مین سے کسی کی نسبت عدم اعانت و نصرت جناب عثمان رضہ کا شائبہ بہی ہے تو وہ محض انقباض خاطر کا نتیجہ ہے اور روایات سابقہ سے صحابہ کرام رضہ کی مستعدی اور جناب عثمان رضہ کی مدد و نصرت کو آنا اور آپ کی ممانعت سے مجبور و خاموش رہنا بخوبی ظاہر ہو چکا ہے

جناب علیؓ اور جناب عثمانؓ کا ذکر جو آخر مین لاے ہین اوس سے یہ امر ثابت کیا ہے
کہ اگر حضرات صحابہ کرام مین کسی قسم کی شکر رنجی ہو جاتی تھی تو وہ دین کے معاملات مین
ہوتی تھی مثلاً اگر کسی معاملہ مین جناب عثمانؓ نے بغرض تحقیق نفس معاملہ حکم دینے مین گونہ
تاخیر کی تو اوسپر اور صحابہ کرام اس خیال سے کہ امر دین کے اجرا کرنے مین تامل نہ کرنا چاہیے
کشیدہ خاطر ہو جاتے تھے۔ جناب عثمانؓ کے تاخیر کرنیکی وجہ موجہ ہوتی تھی صحابہ کرام
کا اعتراض بھی بیجا نہ ہوتا تھا جیسا کہ ولید بن عقبہ کی بابت اوپر گذر چکا ہے۔ یا عمال
کی بحالی و برطرفی ادنی ادنی شکایات پر کرنا۔ اسکو جناب عثمانؓ بوجہ رحمدلی اور نیک
مزاجی اپنی کے جائز نہ رکھتے تھے۔ اسوجہ سے عوام مین شورش پیدا ہوتی اور رشدہ شدہ
صحابہ تک یہ باتین پہونچتین جسکی وجہ سے یہ حضرات آپ سے شکایت کرتے اور آپ اونکی
راے کے موافق انتظام فرماتے تھے پھر کوئی شکایت باقی نہ رہتی تھی مگر ان جزئی امور کا
اثر اون پاک دلونمین مستقر و مستحکم نہ ہوتا تھا بلکہ فوری جوش اسلامی و حمیت دینی کے
باعث کسیقدر کبیدہ خاطر ہوتے پھر صاف ہو جاتے تھے۔ دین اسلام نے علی العموم سب
مسلمانونکو تعلیم دی ہے کہ آپس مین مسلمان ایک دوسرے سے میل و محبت رکھین
ہر ایک مسلمان اپنے بھائی مسلمان سے صاف دل رہے۔ اگر حیاناً کسی کو کسی سے رنج
پہونچے تو برملا دوسرے شخص کے روبرو ظاہر کر دے تاکہ دونون کے دل صاف
ہو جائین۔ صحابہ کرام جنکے نفوس مزکیٰ اور شرف صحبت رسول پاک سے مہذب و مجلّیٰ ہین
انکی شان اور مرتبہ تو نہایت اعلی ہے۔ انکے دل تو نہایت درجہ صاف ہین انکا نفس
امارہ مغلوب ہے۔ انکو دولت صحبت نبوی سے مرتبہ نفس مطمئنہ حاصل ہے۔ انکی نسبت
باہمی بغض و حسد کا گمان کرنا نہایت درجہ کوتاہ بینی اور اپنی عاقبت کی تباہی و بربادی ہے

علی الخصوص حضرات عشرہ مبشرہؓ - یا انکے علاوہ اور جنکو آنحضرت صلعم نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے - انکی شان و مرتبہ کا کیا پوچھنا پھر انکی نسبت انکے خلاف مرتبہ کوئی لفظ بے ادبی کا زبان سے نکالنا یا دل مین انکی جانب سے سوء ظن رکھنا سراسر اپنے دین و ایمان کا زیان ہے - ان حضرات مین باہم جو کچھ منازعات و مخاصمات واقع ہوے ہین اونکو نیک محمل پر رکھنا چاہیئے اور ان معاملات مین گفتگو کرنا بھی مناسب نہین - خداوند تعالےٰ نے ان حضرات کو بزرگ کیا - انکے خون پاک سکئے - ہمکو بھی اپنی زبان انکی برائی سے روکنا لازم و واجب ہے - بعض لوگ کہہ بیٹھتے ہین کہ صحابہ معصوم تو نہین اگر اونسے غلطی یا گناہ ہوگیا ہو تو حرج ہی کیا - آخر کو وہ بھی بشر تھے فرشتے تو نہ تھے یا انبیاے کرام کی طرح کچھ معصوم نہ تھے - ہماری رائے مین یہ الفاظ بھی ہماری زبان سے نکلنا خلاف ادب مین داخل ہے اور ہم اس کو سوء اعتقادی مین شمار کرتے ہین - ہم تسلیم کرتے ہین کہ صحابہ معصوم نہ تھے مگر اونکا مرتبہ ہماری زبان کو روکتا ہے کہ خبردار اونکی نسبت اس قسم کا وہم بھی نہ کر دیہی پاس ادب ہے کہ ہمکو فرقہ تبرائی سے ممتاز و ممیز کر رہا ہے -

انتخاب سیر و عادات جناب عثمان رضہ متعلق بہ نظام ملکی

بحث فضائل مین ضمناً بعض سیر و عادات ہم لکھہ آے ہین اب انکے علاوہ اس مقام پر ہم اور کچھہ لکھتے ہین حسن بصریؒ فرماتے ہین - ایک مرتبہ اتفاقاً میرا گذر مسجد نبوی مین ہوا اوسوقت جناب عثمانؓ وہان تشریف رکھتے تھے - آپنے چادر مبارک کو مثل تکیہ کے بنا لیا تھا اور اوس سے ٹیک لگاے بیٹھے تھے اس اثنا مین دو شخص قوم کو سعد ابن ابی

اپنا مقدمہ لیکر حاضر ہوے - ان دونون مین کسی بات پر جھگڑا تھا۔ آپنے دونون کا بیان سنکر دونون مین فیصلہ کردیا اور وہ دونون راضی خوشی واپس گئے۔

شعبیؒ سے روایت ہے کہ جناب عمرؓ اہل قریش کو امارت وحکومت کم دیتے تھے اونکے واسطے آپکا حکم تھا کہ مدینہ ہی مین رہین باہر نہ جانے پاوین۔ اس حکم کے اجرا مین بعض وقات آپکو قریش سے رنج بھی پہونچتا تھا مگر آپکا قول تھا "مجھکو تم لوگونکے بلاد اسلامیہ مین منتشر ہونے اور جابجا پھیل جانے سے امت محمدی مین بہت بڑا خوف ہے" اگر قریش مین سے کوئی شخص آپسے جہاد مین جانے کی اجازت چاہتا تو آپ یہ جواب دیتے "جناب رسول خدا کے ساتھہ جو کچھہ جہاد تم کرچکے ہو بس تمکو وہی کافی ہین اور اسیقدر ثواب وفضیلت تمہارے حق مین بہت ہے۔ اب اسوقت تمہارے واسطے اسی مین بہتری ہے کہ تم دنیا کو نہ دیکھو اور نہ وہ تمکو دیکھے" یہہ حکم آپکا مہاجرین کے واسطے مخصوص تھا باقی عام اہل مکہ کو اجازت تھی جہان جسکا جی چاہے رہے۔

جناب فاروقؓ کے بعد جب جناب عثمانؓ تخت خلافت پر جلوہ فرما ہوے آپنے مہاجرین کو اجازت دی اور جہان جسکا جی چاہا چلے گئے یہان تک کہ آپکے عہد مین تمام ممالک اسلامیہ مین یہہ بزرگوار پہونچے اور جس مقام پر یہہ پہونچے وہان کے لوگ انکی طرف عزت وحرمت کے ساتھہ ملتفت ہوے۔ اس آزادی سے مہاجرین کے نزدیک جناب عثمانؓ بہ نسبت جناب عمرؓ کے زیادہ تر محبوب ہوگئے۔ جناب عثمانؓ کا دستور تھا کہ اپنے عہد خلافت مین ہر سال لوگونکے ساتھہ حج کو تشریف لیجاتے تھے۔ امہات مومنینؓ کو بھی اپنے ہمراہ لیجاتے رہے جیسا جناب عمرؓ کا دستور تھا کہ امہات مومنین کے ساتھہ حج ادا کیا کرتے تھے۔

جناب عثمان رضؓ نے ممالک محروسہ مین عام حکم جاری کر دیا تہا کہ جملہ عمال ہوسم حج مین مجھکو بمقام مکہ معظمہ ملا کرین اور جس شخص کو کسی عامل سے یا کسی دوسرے سے ظلم پہونچا ہو وہ بھی اسی زمانہ مین آکر ملے عمال کو سخت تاکید تھی کہ رعایا کو نیک کامونکی ہدایت اور بری باتون سے ممانعت کرے۔ اگر کوئی قوی شخص کسی بیچارہ غریب ضعیف پر ظلم کریگا تو مین مظلوم کا طرفدار رہون ظالم سے اوسکو حق دلاؤنگا۔

آپکے عہد مین جب دنیوی ترقی خوب ہوئی اور چارون طرف سے دولت بیحساب آنے لگی۔ تو لوگ عیش و آرام مین منہمک ہوے۔ لہو و لعب کی جانب طبیعتین مائل ہوئین۔ سب سے اول بیکاری مین دل بہلانیکا شغل کبوتر بازی غلیل بازی تہی جسمین شوقین مزاج مبتلا ہوے۔ جناب عثمان رضؓ نے اس بیکار و لغو کھیل کے انسداد کیجانب توجہ فرمائی۔ آپ کی خلافت کو آٹھوان سال تہا کہ آپنے ایک شخص کو قبیلہ بنی لیث سے اس کام پر مقرر فرمایا کہ جس گھر مین پردار کبوتر دیکھو فوراً اوسکے پر قینچی سے کتر ڈالو۔ جسکے ہاتھ مین غلیل پاؤ فوراً چہین کر توڑ ڈالو۔

کسی نے سعیدؓ بن المسیب سے سوال کیا۔ محمد بن ابی حذیفہ کو کیا سوجھی کہ جناب عثمان رضؓ ایسے بزرگ۔ رحمدل خلیفہ حق پرست سے باغی ہوگئے اور مصریونکے ساتھ ہوکر آپ پر خروج کیا۔ سعیدؓ نے جواب دیا۔ جناب عثمان رضؓ کی عادت تھی کہ اپنے خاندان کے یتیم لاوارث بچونکی پرورش فرماتے اور سارا بار اونکا اوٹھاتے تھے۔ محمد بن حذیفہ کو بھی آپنے اپنے بچونکی طرح پالا اور پرورش کیا۔ تمام بار انکا اوٹھایا یہانتک کہ یہہ بڑے ہوگئے۔ آپ ہی کے گھر مین رہتے تھے اور انکے جملہ اخراجات کے آپ متکفل تھے ایک روز محمد بن حذیفہ نے کہا۔ "مجھکو کسی جگہہ عامل کر دیجیے"۔ آپ نے فرمایا۔ "اے

میرے بیٹے۔ اگر مین اسکو پسند کرتا تو بغیر تمہاری استدعا کی تمکو عامل کر دیتا۔"
اونھون نے کہا "اچھا آپ مجھکو اجازت دین تاکہ مین کہین باہر نکلون اور کچھہ کمائی
کرون" آپنے فرمایا "جہان تمہارا جی چاہے شوق سے جاؤ" جب یہ جانیکو آمادہ
ہوے آپنے سامان سفر اپنے پاس سے درست کر دیا۔ سواری عنایت فرمائی اور
کچھہ نقد بھی دیکر رخصت کیا۔ محمد بن ابی حذیفہ آپکو چھوڑ کر مصر پہونچے اور آپ کے
مخالفین کے ساتھہ ہو گئے۔

عمار بن یاسر اور عباس بن عتبہ بن ابی لہب دونومین کچھہ رنجش تھی۔ اکثر تبہ دونون مین
تکرار ہوئی اور گالی گلوچ تک نوبت پہونچی۔ جناب عثمان کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا آپنے دونکو
سزا دی۔ ان دونونکی لڑائی کا یہہ نتیجہ ہوا کہ دونونکے خاندان والے باہم عداوت رکھتے تھے۔
کسی شخص نے جناب عباس بن عبد المطلب کی توہین کی جناب عثمان نے اُس
شخص کو تعزیراً مارا اور فرمایا۔ رسول مقبول تو اپنے عم بزرگوار کی تعظیم فرماوین اور
مین اونکی اہانت اور ذلت کو خفیف سمجھکر خاموش رہون اور ذلیل کرنے والے کو
کوئی سزا نہ دون۔ کیا یہی انصاف اور شریفونکی قدر دانی ہے۔ جس شخص نے عم بزرگوار
جناب رسول خدا کی بے حرمتی کی اور اس پر راضی ہوا۔ اوسنے آنحضرت صلعم کی مخالفت
کی۔ آپکا یہہ فعل لوگون نے بہت پسند کیا۔

سالم بن عبد اللہ سے کسی نے سوال کیا۔ محمد بن ابی بکر کسواسطے جناب عثمان
سے برگشتہ ہوے جواب دیا غضب نفسانی اور طمع دنیوی نے انکو راہ حق سے پھیر
دیا۔ اسلام مین انکا مرتبہ کسقدر عالی تھا۔ بُرے لوگونکے فریب دینے مین آگئے اور
طمع دامنگیر ہوئی۔ محمد بن ابی بکر آپنے عزیزونکے ساتھہ بحسن سلوک پیش آتے تھے

اس قسم کے آدمی اکثر مقروض بہی ہوجاتے ہین۔ کسی وجہ سے انکے ذمہ کوئی حق ثابت ہوا جناب عثمان رضؓ نے وہ حق انسے وصول کیا۔ بس یہہ وجہ ہوئی کہ آپسے عداوت رکہنے لگے۔ کچہہ لوگونکا بہکانا باعث طمع امارت ہوا۔ کچہہ دلی کدورت اوسکی ساتہہ مل گئی اچہا خاصہ نام محمد تہا نفس شریر کے ہاتہون مذمم لقب ہوگیا۔

کعب بن ذی حنکہ نہدی نام ایک شخص کوفہ مین شعبدہ باز تہا۔ جناب عثمانؓ کو جب اسکی خبر پہونچی آپنے ولید بن عقبہ کو جو اوسوقت عامل کوفہ تہے فرمان لکہا کہ کعب کو سزا دیکر شہر بدر کردو۔ ولیدنے آپکے حکم کی تعمیل کی اور کعب کو سزا دیکر شہر سے نکال دیناوند بہیجدیا۔ کعب بہی گروہ بلوائیان مین تہا اور جناب عثمانؓ کی ہجو مین چند شعر کہے۔ جنکا ماحصل یہہ ہے۔

اپنی جان کی قسم۔ اگر تمنے مجہکو میرے گہر سے نکال دیا تو کیا حاصل ہہ لیری زلتون اور خطاؤنسے جو باز رہنے کی طمع کرتے ہو وہ لاحاصل ہے اے عثمان رضؓ تمنے حق کی طرف میرے رجوع ہونیکی امید کی تم اسی امید مین عمر بہر دہوکے مین پڑے رہوگے۔ میرا یہہ دلیس مین رہنا اور تکلیف سفر اوٹہانا اور خدا کو برا کہنا یہہ تو بہت کم ہے۔ البتہ دیناوند مین تیر رات دن بدعا کرتا رہتا ہون۔

کوفہ مین ایک شخص ضابی بن حرث برجمی تہا جس زمانہ مین حکومت ولید بن عقبہ کوفہ مین تہی اسنے انصار سے ایک کتا شکاری جسکا نام قرحان تہا اور ہرن کو شکار کرتا تہا عاریتًہ مانگا۔ وہ کتا ضابی کے پاس رہا۔ اسنے عند الطلب انصار کو واپس ندیا۔ جب آسانی ونرمی سے کام نہ نکلا تو انصار نے جبرًا قہرًا ضابی سے اپنا کتا

چھین لیا۔ ضابی کا کچھ اور بس تو چلا نہین۔ کرتا ہی کیا اکیلا ایک قوم کا مقابلہ کرنا بہی غیر ممکن تہا۔ اپنے دل کی آگ کو زبانی ہجو و مذمت سے نکالا۔ انصار نے ہتک حرمت کا دعویٰ کیا اور جناب عثمان رضؓ کے دربار مین نالش کی۔ آپنے ضابی کو تعزیر دیکر قیدخانہ بہیجدیا۔ وہ قیدخانہ ہی مین مرگیا۔ حالت قید مین ضابی نے جناب عثمانؓ کی شان مین کچھ شعر کہے جس مین آپ کے قتل ہونے کی تمنا ظاہر کی ہے۔

مین نے ارادہ کیا تہا مگر نکر سکا اور تمنا رہ گئی کہ کاش عثمانؓ کی بیویونکو
مین بیوہ کردیتا اور وہ اونپر روتین۔ کم کہنے والیان ہین جو کہتی ہون
کہ افسوس ضابی قید مین مرگیا اور کوئی اوسکے خون کا جہگڑنیوالا نہین
کہ عثمانؓ سے بدلہ لے۔

یہہ قصہ تو ضابی کا ہے اسی کی وجہ سے اوسکا بیٹا عُمَیر آپکا دشمن ہوگیا اور کمیل بن زیاد کو ہمراہ لیکر بہ قصد قتل جناب عثمانؓ مدینہ منورہ مین آیا۔ کمیل نے آپکے قتل سے انکار کیا مگر عمیر نے موقع پاکر جرأت کی اور آپ پر حملہ کیا۔ آپنے وار خالی دیکر عمیر کے منہ پر ایک ہاتہہ مارا جسکے صدمہ سے وہ چوتڑ و نکے بل زمین پر گر پڑا اور کہنے لگا۔ اے امیرالمؤمنین۔ آپنے مجھکو مارا اور تکلیف دی۔ آپنے فرمایا۔ کیا تو نے میرے قتل کا قصد نہین کیا تہا۔ اوسنے کہا۔ خدا کی قسم۔ میرا یہہ قصد نہین تہا۔ جناب عثمانؓ نے بکمال شفقت و رحمدلی فرمایا "اگر یہہ بات نہ تہی تو مجھسے بدلہ لے" عمیر نے کہا خیر جانے دیجیے۔ مین معاف کرتا ہون"

یہہ قصہ واقعہ شہادت سے پہلے کا ہے اور یہہ عمیر بن ضابی وہی شخص ہے جسکا نام پہلے آچکا ہے اور جسنے بعد شہادت آپکے جسم مبارک پر لاتین مارین اور یہ کہا

کہ تم نے میرے باپ کو قید کرکے مار ڈالا عمیر اور کمیل دونوں حجاج کے زمانہ تک زندہ رہے اور اوسنے دونوںکو قتل کیا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت طلحہؓ نے جناب عثمانؓ سے پچاس ہزار درم قرض لیئے تھے ایک روز طلحہؓ نے فرمایا۔ آپکا روپیہ سب موجود ہے لے لیجئے۔ ارشاد ہوا۔ وہ تمہارا ہی ہے اور تمہاری مروت کے عوض مین تمکو دیتا ہون۔

علامہ اصمعیؒ کہتے ہین کہ عبداللہ بن عامرؓ نے اپنی طرف سے قطن بن عبد عوف کو ایک لشکر مجاہدین کا سردار کرکے مہم کرمان پر بھیجا۔ اثنار راہ مین ایک مقام پر ندی حائل ہوئی جو سیلاب کی وجہ سے خوب طغیانی پر تھی اور راستہ بغیر عبور کے دوسرا نہ تھا کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ جرأت ہی ندی مین گھس پڑے اور اپنی جان جھلکہ مین ڈالے قطن نے لشکر کا رخ دیکھا اور اونکی ہمتین پست دیکھکر خوف کھایا کہ اگر ہمارے پہونچنے مین تاخیر ہوئی تو دشمن ہاتھ سے نکل جائیگا۔ بالآخر سوچ سمجھکر کہا "یارو۔ جو اس بہتے پانی سے اوس پار ہوجاوے اوسکو ایکہزار درم انعام دونگا" اس فقرہ کے سنتے ہی سب کے سب بطمع انعام ایکدم مین اوس پار ہوگئے اس لشکر مین چارہزار سپاہی تھے قطن بن عبد عوف نے حسب وعدہ فی کس ایک ہزار درم دیئے جسکی کل میزان چالیس لاکھ ہوئی۔ ابن عامر نے اس رقم کثیر کو بیت المال سے دینے مین انکار کیا اور جناب عثمانؓ کی خدمت مین بغرض صدور حکم مناسب اطلاع کی۔ آپنے حکم دیا کہ یہہ رقم بیت المال سے ادا کیجاے کیونکہ فی سبیل اللہ مجاہدین کی اعانت مین صرف کرنا ہے۔ اوسوقت سے انعام کا نام جائزہ مقرر ہوگیا۔

جناب عثمانؓ نے بعض صحابہ کرام کو زمین جاگیرین عطا فرمائی چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ کو

نہرین مین زمین دی۔ حضرت عمار بن یاسر کو استینیا مین اور سعد بن مالک کو قریہ ہرمزان عطا کیا۔ (کتاب الخراج)

قصہ نصاری نجران

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین یہہ لوگ مطیع ہوے اور جزیہ دینا قبول کیا اور اپنے ملک مین رہے۔ انسے عہدنامہ لکھوالیا گیا اور انکو بہی لکھہ دیا گیا۔ خلافت صدیقی مین بہی انکے ساتہہ وہی معاملات مقررہ رہے۔ جب جناب فاروق اعظم سریر خلافت پر متمکن ہوے آپکو معلوم ہوا کہ ان لوگون نے گھوڑے جمع کیے ہین اور اپنے ملک مین ہتہیار وغیرہ بہی رکہنے لگے ہین آپکو اندیشہ ہوا کہ شائد یہہ کسی وقت زور پکڑکر مسلمانونکے مقابل اوٹہہ کہڑے ہون لہذا انکو انکے ملک سے دور کردینا چاہیئے یہہ خیال فرماکر آپنے ملک یمن سے جو انکا وطن قدیم تہا انکو نکال دیا اور بمقام نجران عراق ان لوگونکو آباد کیا۔ یہہ ملک عراق مین جا بسے۔ چونکہ وطن اصلی ہر شخص کو مالوف بالطبع ہے۔ اسی غرض سے عہد خلافت عثمان مین اہل نجران آپ کی خدمت مین حاضر ہوے آپنے بہی انکو عراق مین رکہا اور انکی خواہش کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ کوفہ مین ولید بن عقبہ عامل تہے آپنے اونکو اہل نجران کے بابت یہہ فرمان لکھا۔ "یہہ فرمان امیرالمومنین عثمانؓ کی جانب سے بنام ولید بن عقبہ کے ہے۔ خدا کی سلامتی تمپر ہو۔ اللہ تعالےٰ کی حمد کرتا ہون ایسا اللہ کہ کوئی معبود اوسکے سوا نہین۔ (امابعد) سرداران اہل نجران اور انکے علما عراق کے باشندے میرے پاس آے اور انہون نے مجہسے شکایت کی اور حضرت عمرؓ کا عہدنامہ دکہلایا۔ مین نے انکا حال معلوم کیا اور جو تکلیف و ایذا مسلمانون سے (درباب وصول جزیہ) انکو پہونچی وہ بہی دریافت ہوئی اب مین نے

انکے جزیہ مین تخفیف کردی ہے تیس حُلّہ سالانہ انکے جزیہ سے معاف کردیئے اور خدا کی راہ مین چھوڑ دیئے۔ جو زمین عراق مین جناب عمرؓ نے بعوض انکی زمین یمین والی کے انکو ہمیشہ کے واسطے عطا کی ہے مین بھی دیتا ہون اور تم کو انکے ساتھہ نیکی سے پیش آنیکی نصیحت کرتا ہون یہہ لوگ ذمی ہین اور ہمارے عہد و پناہ مین ہین۔ مین انکو پہلے سے بھی خوب جانتا ہون۔ جناب عمرؓ کا لکھا ہوا عہدنامہ انکے پاس سے لیکر دیکھہ لو اور اوسکے بموجب کارروائی کرو۔ جسقدر زمین وغیرہ اوسمین لکھی ہو یا جو شرائط اوسمین درج ہون اوسپر عمل کرو۔ وہ کاغذ پڑھکر پھر انکو واپس کر دینا۔ والسلام۔

نصف ماہ شعبان ۲۷ھ مین یہہ حکمنامہ حمران بن ابان نے لکھا۔ (کتاب الخراج)

حمران بن ابان آپکے کاتب تھے۔ انکی نسبت ایک روایت اس طرح ہے کہ ایکمرتبہ جناب عثمانؓ علیل ہوے اور حالت مرض مین آپنے حمران سے ارشاد کیا "میری طرف سے بطور وصیت لکھو کہ عبدالرحمن بن عوفؓ میرے بعد خلافت پر مقرر کیے جاوین" حمران حضرت عبدالرحمن بن عوف سے ملے اور اونکو مبارکباد دی۔ عبدالرحمنؓ نے کہا۔ یہہ مبارکباد کیسی۔ حمران نے حال بیان کیا۔ عبدالرحمن بن عوفؓ آپکے پاس آئے اور حمران کی زبانی جو سنا تھا ظاہر کیا۔ چونکہ یہہ امر مخفی قابل اظہار نہ تھا حمران نے اپنی نادانی سے ظاہر کر دیا۔ جناب عثمانؓ حمران سے بہت ناخوش ہوے اور قسم کھائی کہ حمران کو اپنے ساتھہ نہ رکھینگے اور انکو بصرہ نکال دیا۔ تا وقت شہادت آپکے یہہ بصرہ ہی مین رہے۔ (سراج الملوک)

انتظامات ملکی اور جملہ نظم و نسق آپکے عہد خلافت مین اصول مقررہ عہد خلافت فاروقی پر تھے۔ شاید کسی جزئی امر مین کچھہ تبدل و تغیر ہوا ہو ورنہ مالی و ملکی قواعد

اور قوانین وہی رہے جو عہد فاروقی مین مقرر ہوے تھے۔
منجملہ عدل و انصاف آپکے منقول ہے کہ اہل کوفہ کو آپنے لکھ بھیجا تھا جس کسی کا کوئی حق مجھپر ہو۔ درم یا دینار میری ذمہ ہو یا کسیکو میرے ہاتھ سے کوئی صدمہ پہونچا ہو وہ وہان آکر اپنا حق مجھسے وصول کرلے یا معاف کردے۔
راوی کا بیان ہے کہ جب یہہ فرمان آپکا اہل کوفہ کو پہونچا جسنے سنا آپکے عدل و انصاف پر رو دیا اور سب نے کہا کہ ہم اپنے حق معاف کرتے ہین۔ (عقد الفرید)
مشہور ہے کہ جناب عثمانؓ کو شعر گوئی کا شوق نہ تھا لیکن بعضے یہہ دو شعر آپکی طرف منسوب کرتے ہین۔

غنی النفس یغنی النفس حتیٰ یکفہا	وان عضہا حتیٰ یضر بہا الفقر
وما عسرة فاصبر لہا ان تتابعت	بباقیة الا سیتبعہا یسر

جسکا جی غنی ہے وہ شخص اپنے جی کو ہر طرح روک سکتا ہے۔ کیسی ہی تکلیف اور فقر مین مبتلا ہو مگر دلی غنا اوسکو سوال نہ کرنے دیگی اور کوئی تنگی (فقر و فاقہ) باقی نہین رہتی اگرچہ پیہم یکے بعد دیگرے انسان پر آوین بالآخر تکلیف کے بعد راحت تنگی و عسر کے بعد یسر و فراخی ضرور آتی ہے۔ (زہر الآداب)
بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہہ دو شعر اکثر پڑہا کرتے تھے اور آپکے سوا ان شعرونکا کہنے والا کوئی معلوم نہین ہوتا وہ شعر یہہ ہین۔

تفنی اللذاذة ممن نال صفوتہا	من الحرام ویبقی الاثم والعار
یلقی عواقب سوء من مغبتہا	لا خیر فی لذة بعدہا النار

حرام کی لذت اور مزہ جو شخص مرتکب حرام ہوا اوس سے تہوڑی دیر مین

فنا اور نابود ہو جاتے ہین اور گناہ۔ عار و ندامت باقی رہتے ہین۔ وہ شخص لذت چلے جانے کے بعد انجام و نتیجہ بد کو پاتا ہے۔ ایسی لذت مین کیا خیر و برکت ہے جسکے بعد آتش دوزخ ہو۔ (مروج الذہب)

قطعہ تاریخ رحلت امیرالمومنین جناب عثمان رضی اللہ تعالی عنہ

چونکہ او دال خیر و احسان بود	درسن دال رحلتش فرمود
سال نقلش بگو بدرد والم	کہ وفا و حیا شد از عالم

تردید رائے صاحب الفاروق دربارۂ قصۂ بی بی شہربانو

ہمسے چند احباب نے کہا کہ بی بی شہربانو کا حال اس عہد مین کہین نہین آیا وہ لکھنا چاہیے کیونکہ شمس العلماء جناب مولوی شبلی صاحب نے لکھا ہے کہ بی بی شہربانو کا عہد فاروقی مین اپنی بہنون کے ساتھہ گرفتار ہو کر آنا بالکل غلط مشہور ہو گیا ہے۔ یہہ اگر آئی ہونگی تو عہد عثمانی مین۔ ہم پہلے عبارت الفاروق نقل کرتے ہین پھر اوسکا جواب دیتے ہین (عام طور پر یہہ مشہور ہے کہ جب فارس فتح ہوا تو یزدگرد شہنشاہ فارس کی بیٹیان گرفتار ہو کر مدینہ مین آئین حضرت عمرؓ نے عام لونڈیونکی طرح بازار مین اونکے بیچنے کا حکم دیا لیکن حضرت علیؓ نے منع کیا کہ خاندان شاہی کے ساتھہ ایسا سلوک جائز نہین۔ ان لڑکیون کی قیمت کا اندازہ کرایا جاے پھر یہہ لڑکیان کسی کے اہتمام اور سپردگی مین دی جائین اور اوس سے انکی قیمت اعلی سے اعلی شرح پر لی جاے چنانچہ حضرت علیؓ نے خود انکو اپنے اہتمام مین لیا اور ایک امام حسینؓ کو ایک محمد بن

ابی بکرؓ کو۔ ایک عبداللہ بن عمرؓ کو عنایت کی۔ اس غلط قصہ کی حقیقت یہہ ہے کہ علامہ زمخشری نے جنکو فن تاریخ سے کچھہ واسطہ نہین ربیع الابرار مین لکھا اور ابن خلکان نے امام زین العابدین رضؓ کے حال مین یہہ روایت اوسکے حوالے سے نقل کر دی لیکن یہہ محض غلط ہے۔ اولاً تو زمخشری کے سوا طبری۔ ابن اثیر۔ یعقوبی۔ بلاذری۔ ابن قتیبہ وغیرہ کسی نے اس واقعہ کو نہین لکھا اور زمخشری کا فن تاریخ مین جو پایہ ہے وہ ظاہر ہے۔ علاوہ اسکے تاریخی قراین اسکے بالکل خلاف ہین۔ حضرت عمرؓ کے عہد مین یزدگرد اور خاندان شاہی پر مسلمانونکو مطلق قابو حاصل نہین ہوا۔ مداین کے معرکہ مین یزدگرد مع تمام اہل وعیال کے دار السلطنت سے نکلا اور حلوان پہنچا جب مسلمان حلوان پر بڑہے تو وہ اصفہان بہاگ گیا اور پہر کرمان وغیرہ مین ٹکراتا پہرا۔ مرو مین پہونچکر ۳۰ھ مین جو حضرت عثمانؓ کی خلافت کا زمانہ ہے مارا گیا۔ اوسکے آل اولاد اگر گرفتار ہوے ہونگے تو اوسیوقت مجھکو شبہہ ہے کہ زمخشری کو یہہ بہی معلوم تہا یا نہین کہ یزدگرد کا قتل کس عہد مین واقع ہوا۔ انتہی ؎

مشہور مورخین جس واقعہ کی نسبت خاموش ہون تو کیا اونکی خاموشی اوس واقعہ کی تکذیب کی دلیل ہوسکتی ہے ابن اثیر۔ طبری وغیرہ نے اس قصہ کو نہین ذکر کیا لیکن اسکی تردید بہی تو اونسے منقول نہین۔ بہت سی روایات ایسی ہین کہ مورخ دیدہ و دانستہ اونکو ترک کر دیتا ہے نہ اس خیال سے کہ وہ روایات ضعیف ہین بلکہ وجہہ یہہ ہوتی ہے کہ جن اصول پر بنار روایت اوسنے رکہی ہے وہ اوسکے مطابق نہین جو کتاب وہ لکھہ رہا ہے اور جو التزام اوسنے کیا ہے اوسمین وہ روایت درج نہین کرتا اگرچہ اوس روایت کو تسلیم کرتا ہے اور اوسکی صحت کا قائل ہے۔

اسکی مثال بعینہ نقل احادیث کی مثال ہے - ایک ہی حدیث کو جسے ثقات نقل کر رہے ہین مثلاً امام مسلمؒ نے بہی وہ حدیث اپنی جامع مین نقل کی ہے لیکن بوجہہ فقدان بعض شروط امام بخاریؒ اوسکو نقل نہین کرتے - تو کیا اس صورت مین وہ حدیث صحیح نہین رہیگی یا قابل احتجاج نہوگی - البتہ جس حدیث کو دونون صاحبون نے نقل کیا ہے اوسکا پایہ بلند ہوگا بہ نسبت اوس حدیث کے جسکو ایک ہی صاحب نقل کر رہے ہین - علیٰ ہذا القیاس ہم کہتے ہین کہ یہہ قصہ ابن اثیر وغیرہ کی نظر سے گذرا اور اسکی صحت کو اونہون نے تسلیم کیا لیکن اپنی کتاب مین کیون نہ ذکر کیا اسکا جواب یہہ ہے کہ جو التزام شروط راویان اخبار کی بابت ان نامی مورخون نے کیا ہے وہ شرائط اس قصہ کے ناقلین مین مفقود تہے اور اگر وہ اس قصہ کی غلطی کا گمان کرتے تب بہی ضرور نقل کرتے اور اپنی رائے ظاہر کر دیتے - زمخشریؒ فن تاریخ مین کسی درجہ کے ہون ابن خلکانؒ نے اونکی روایت تسلیم کی کیا عجب کہ ابن خلکان کو اور طرق سے اس قصہ کی تصدیق ہوگئی ہو - صاحب تاریخ خمیس نے زمخشری کو مانا اور جسطرح ابن خلکان نے یہہ روایت قبول کی صاحب خمیس بہی نقل کرتے ہین جلد دوم صفحہ ۲۱۹ مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ ملاحظہ ہو اور جلد دوم مستطرف صفحہ ۶ مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ مین بہی یہہ قصہ عہد فاروقی مین لکہا ہے - تاریخی قرائن اس قصہ کی صداقت کے موید ہین کیونکہ جسوقت یزدگرد دار السلطنت سے بہاگا ہے کس پریشانی و بدحواسی مین تہا یہانتک کہ خزانہ و دیگر سامان کچہہ ساتہہ نہ لیجا سکا مسلمانون نے جہان سب سامان پر قبضہ کیا اوسکے ساتہہ ہی اوسکی آل اولاد کو بہی گرفتار کر لیا - قرینہ تو یہی ہے کہ یکہ و تنہا اپنی جان لیکر بہاگا ہوگا - ایسے وقت تو نفسی نفسی کا موقع ہوتا ہے بال بچون -

جو ر ولڑکون کا چہوٹ جانا بعید نہین - جناب عثمان رض کی خلافت مین یزدگرد کی بیٹیونکا
گرفتار ہوکر آنا یہہ محض اسے ہے اور اپنی تجویز و تخمین ہے - واقعات عہد عثمانی مین
طبری - ابن اثیر وغیرہ کسی نے نہین لکہا ورنہ جہگڑا ہی کیا تہا - علامہ زمخشری کسی
درجہ کا سہی جب وہ کوئی روایت نقل کرے اور دوسرے مورخون سے اوس روایت
کی تکذیب منقول نہو تو اس صورت مین زمخشری کا قول مانا جاویگا یا ہماری آپکی
راے پر فیصلہ ہوگا محض گمان پر حکم لگا دینا مقبول نہین - اگر کسی ضعیف روایت
سے بہی یہہ ثابت ہو جاوے کہ یہہ قصہ عہد عثمانی کا ہے تاہم قرائن عقلی اوس روایت
کے ضعف کو دفع کرکے مؤید ہوسکتے ہین - پہر اسکے آگے مؤلف صاحب ممدوح
لکہتے ہین - (اسکے علاوہ جس وقت کا یہہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے اوسوقت حضرت
امام حسین رض کی عمر بارہ برس کی تہی کیونکہ جناب ممدوح ہجرت کے پانچوین سال پیدا
ہوے اور فارس ۱۷ھ مین فتح ہوا اسلیے یہہ امر بہی کسی قدر مستبعد ہے کہ حضرت
علی رض نے انکی نابالغی مین اونیز اس قسم کی عنایت کی ہوگی)

یہہ کس روایت سے معلوم ہوا کہ بی بی شہربانو جوان بیس پچیس سال کی تہین
ممکن ہے کہ وہ بہی آٹہ دس برس کی ہون اور جناب علی رض نے بوجہ ہمسنی یہہ تجویز فرمائی
ہو - پہر اوس زمانہ کے قوی پر لحاظ و غور کرکے دیکہا جاوے تو بارہ برس کا لڑکا اوس
زمانہ کا اس زمانہ کے اٹہارہ بیس برس والیکے مقابل سمجہنا چاہیئے اور یہہ کیسے معلوم
ہوا کہ اوسی وقت جناب امام حسین رض کے سپرد بہی کردی گئین - ہوسکتا ہے کہ اوسوقت
جناب علی رض کی سپردگی مین رہین اور بعد بلوغ جناب امام حسین رض کو دی گئین پہر فرماتے
ہین - (اسکے علاوہ ایک شہنشاہ کی اولاد کی قیمت نہایت گران قرار پائی ہوگی

اور حضرت علیؓ نہایت زاہدانہ اور فقیرانہ زندگی بسر کرتے تہے۔ غرض کسی حیثیت سے اس واقعہ کی صحت پر گمان نہین ہوسکتا) بی بی شہربانو اور انکی بہنون کی قیمت کی تعداد کسی روایت سے ثابت کرنا چاہیئے پہر یہہ دعوی زیبا ہے کہ جناب علیؓ اسقدر قیمت نہین دے سکتے تہے اور یہہ بہی تو جناب علیؓ کی رائے تہی کہ یہہ لڑکیان بازارمین فروخت ہونے کو بہیجی جائین۔ کیا معلوم کہ وہ تینون بہنین بعد کو فروخت ہوئی ہون یا جناب عمر فاروقؓ نے بلا قیمت تینون صاحبونکو عنایت فرمائین۔ قرینہ تو یہی ہے کہ جب بازار مین فروخت نہین ہوئین تو بلا قیمت دی گئین تاکہ خاندان شاہی کی عزت برقرار رہے اور بکنے کا نام جو گونہ معیوب نظر آتا ہے انکے اوپر نہ آوے۔ برتقدیر فروخت ہونیکے کیا جناب علی مرتضیٰ کو فارس کی اموال غنیمت اور خزانہ کسریٰ اور فرش بہار سے کچھہ حصہ نہ ملا جو آپ کی مفلسی و ناداری کہو دیتا اور آپ بی بی شہربانو کو خرید سکتے۔ اسکے بعد لکھا ہے۔ (حضرت عمرؓ کی تاریخ مین اس قسم کا واقعہ جو مسلم طور پر ثابت ہے اوسمین وہی برتاؤ کیا گیا جو تہذیب و انسانیت کا مقتضیٰ تہا اور جو آج بہی تمام مہذب ملکونمین جاری ہے۔) اس سے بڑہکر تہذیب و انسانیت اور کیا ہوگی کہ دارالحرب سے قید ہوکر جو لونڈی و غلام آئے خاندان شاہی کی حرمت بحال رکھہ کر اونکو خاندان رسالت سے پیوند کردیا اور ان عورتونکو جناب علی شیر خداؓ ایسے کی بہو ہونے کی عزت دی۔ یہہ کیا تہذیب اور انسانیت مین داخل نہین۔ اس موقعہ پر مولانا شبلی صاحب کو لازم تہا کہ اگر اس قصہ سے تعرض کیا تہا تو اولاً یہہ ثابت کیا ہوتا کہ یہہ قصہ عہد عثمانی کا ہے۔ اسکی نسبت تو صرف اپنی رائے ظاہر فرمائی۔ مشہور قصہ کو غلط بتا دیا اور اوسکی غلطی کے قرائن عقلی

بیان کئے۔ یہہ قرائن اوسوقت ضرور کام آتے جب کسی روایت سے بہی عہد عثمانی کی واقعات مین ہونے کا گمان ہوسکتا ورنہ اس صورت مین خالی تردید وتغلیط سے توطالب دلیل ورمعارض ساکت نہین ہوسکتا۔

ازواج واولاد جناب ذی النورین رض

امیر المومنین جناب عثمان ذی النورین رض نے زمانہ جاہلیت واسلام مین آٹھ بیویان کین۔ ان مین سے دو جناب رسول خدا کی صاحبزادیان بی بی رقیہ رض وام کلثوم رض ہین پہلے آپکا عقد بی بی رقیہ رض سے ہوا۔

حضرت رقیہ رض کے باب مین اختلاف ہے کہ آنحضرت ص کی صاحبزادیون مین آپ بڑی ہین یا حضرت زینب رض قول صحیح یہہ ہے کہ جناب زینب رض سب مین بڑی تہین جسوقت بی بی رقیہ رض پیدا ہوئین۔ آنحضرت صلعم تینتیس ۳۳ برس کے تہے یعنی ۳۳ واقعہ اصحاب فیل زمانہ جاہلیت مین پیدا ہوئین۔ (روضۃ الاحباب)

اولاً جناب رقیہ اور ام کلثوم رض دونون صاحبزادیون کے عقد ہو چکے تہے۔ بی بی رقیہ رض کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے اور بی بی ام کلثوم رض کا نکاح عتیبہ بن ابی لہب سے ہوا تہا۔ بعض روایت سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رقیہ رض عتیبہ کے نکاح مین تہین اور اسی روایت کو روضۃ الاحباب مین مشہور لکہا ہے اور قصہ شیر کا بہی اوسی کی نسبت نقل کیا ہے۔ خمیس مین اس طرح ہے کہ عتبہ کا نکاح حضرت رقیہ رض سے ہوا اور عتیبہ کا عقد حضرت ام کلثوم رض سے اور شیر کے پہاڑنے کا قصہ عتیبہ کے نسبت لکہا ہی بعد نقل قصہ لکہتے ہین کہ شیر نے کسکو پہاڑا اسمین اختلاف ہے بعض عتبہ کو کہتے ہین

اور بعض عتیبہ کے نسبت یہہ قصہ نقل کرتے ہین اور قاضی عیاض کے حوالہ سے عُتبہ کا مقتول ہونا بیان کیا ہے۔ شواہد النبوۃ مین یہہ قصہ شیر والا عتبہ کی نسبت بیان کیا گیا ہے مگر عتبہ مین شک کے ساتھہ لکھتے ہین کہ زوج رقیہؓ ہے یا ام کلثومؓ۔ شواہد النبوۃ مین وہ قصہ اس طرح ہے کہ ام المومنین جناب خدیجہؓ نے اپنے حین حیات بی بی زینبؓ کا عقد اپنے بھانجہ ابوالعاص کے ساتھہ کر دیا تھا اور جناب رسول خدا نے بی بی رقیہؓ کا عقد عتبہ بن ابی لہب سے کیا تھا جب قریش نے آنحضرت صلعم سے عداوت برملا شروع کر دی اور ہر طرح ایذا و تکلیف دینے پر آمادہ ہوے تو قریش نے ابوالعاص اور عتبہ سے کہا کہ محمدؐ کی صاحبزادیونکو تم دونون چھوڑ دو محمدؐ کو اس سے صدمہ و غم ہوگا تم دونون کے نکاح قریش کی لڑکیون کے ساتھہ حسب پسند خاطر تمہارے کر دینگی ابوالعاص نے جواب دیا۔ مین تو اپنی بیوی کو نہ چھوڑونگا اور قریش کی کوئی لڑکی بھی اسکی برابر میری نظر مین نہین۔ آنحضرت صلعم نے انکی گفتگو سنکر انکی تعریف فرمائی اور بہت خوش ہوے۔ عتبہ طلاق دینے اور چھوڑنے پر راضی ہو گیا مگر قریش سے یہہ وعدہ لے لیا کہ سعید بن ابی العاص کی لڑکی مجھکو دو تو مین محمدؐ کی بیٹی کو چھوڑ دون چنانچہ قریش نے سعید بن ابی العاص کی لڑکی سے عتبہ کا نکاح کر دیا بدبخت عتبہ کا صرف نکاح بی بی رقیہؓ سے ہوا تھا اور ابھی نوبت رخصت نہ آئی تھی کہ وہ نالائق آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور بکمال گستاخی اور جرات و بیحیائی آپکے سامنے کہا کہ تمہارا داماد تم پر ایمان نہین لایا یہہ کہکر اپنے ناپاک منہ سے آنحضرت صلعم کی طرف تھوک دیا اور آپ کی صاحبزادی کو طلاق دیکر چلتا ہوا جناب رسالتمآب صلعم اوسکی اس حرکت ناشائستہ سے از بس ناخوش ہوے۔

اوسکے حق مین بدعا فرمائی اور ارشاد کیا۔ اللھم سلط علیہ کلبا من کلابک خداوندا تو اپنے کتون مین سے کوئی کتا اسپر مُسلط فرما۔ ابوطالب اُس وقت موجود تے جناب رسالتمآبؐ کی بد دعا سنکر عتبہ سے کہا۔ اے بھتیجے تو کسی حیلہ سے آنحضرت کی بد دعا سے نہین بچ سکتا اور بعضے کہتے ہین کہ ابوطالب نے آنحضرت صلعم سے کہا۔ اسے بھتیجے تمکو اس بد دعا کرنے سے کیا فائدہ ہوا۔ الغرض عتبہ اپنے باپکے پاس گیا اور آنحضرت صلعم کا بد دعا کرنا ظاہر کیا۔ قریش کو آنحضرت صلعم کی دعا کا تو عقیدہ تہا ہی وہ بہی بدرجہ غائت غمگین اور متردد ہوے۔ اس کے چند ہی روز بعد قریش بقصد تجارت شام کو روانہ ہوے عتبہ بہی ہمراہ تہا۔ راتکے وقت ایک منزل پر اوترے۔ اوس مقام مین ایک اہب رہتا تہا اوسنے کہا۔ ذرا ہوشیاری سے سونا۔ اس ملک مین درندے بکثرت ہین۔ ابولہب نے اپنے ساتہیون سے کہا۔ محمدؐ کی دعا سے مجہکو اطمینان نہین جی مین ڈر رہا ہون۔ تمام سامان تلے اوپر رکہکر اونچا ڈہیر کردو تاکہ عتبہ اوسپر لیٹے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ عتبہ اوس ڈہیر پر سویا اور سب لوگ اوسکے گرد اپنی دانست مین پوری حفاظت کرکے لیٹے حتی الامکان اپنا اطمینان کرلیا اور حفاظت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا لیکن حفظ حافظ حقیقی اسکے ساتہہ نہ تہی کوئی نتیجہ مفید نہ حاصل ہوا۔

گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق	بے عنایات حق وخاصان حق

خداوند تعالےٰ نے انپر خواب مسلط فرمایا اور سب کے سب بیخبر سوگئے۔ آدہی رات گذرنے پر ایک شیر آیا۔ پہلے تو اوسنے ہر ایک کو سونگہا پہر جست کرکے عتبہ پر پہونچا اور ایک ہی طمانچہ مین اسکا پیٹ چاک کردیا۔ عتبہ ایک چیخ کے ساتہہ

دوزخ کو روانہ ہوا خس کم جہان پاک۔

یہہ پہلا نکاح جناب عثمانؓ کا بی بی رقیہؓ سے ہوا اور جناب رسول خداؐ نے بحکم خدا یہہ عقد کیا۔ یہہ نکاح آپکا قبل اسلام کے ہوا ہے جیسا کہ ہم بحث فضائل مین بالتصریح لکہہ آئے ہین اور بعض کہتے ہین کہ بعد اسلام کے یہہ عقد ہوا۔ تاریخ خمیس مین جس مقام پر آنحضرت صلعم کی اولاد کا ذکر ہے یہہ مرقوم ہے کہ رقیہ ام کلثوم سے بڑی تہین حضرت عثمانؓ کا نکاح اول بعد اونکے اسلام کے ہوا۔ اسکی صحت اور تائید مین اور بہی واقعات ہین جن سے اس نکاح کا بعد اسلام ہونا متیقن ہے اور یہی صحیح ہے خمیس و روضۃ الاحباب اور دیگر روایات سے ثابت ہے کہ جب آیہ کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی اور آنحضرت صلعم نے دعوت اسلام شروع کی اور قریش کو جمع فرماکر دین اسلام کی طرف بلایا تو اوس مجمع مین ابولہب بہی تہا۔ اوسنے کہا۔ تبالک الہذا دعوتنا۔ کیا اسیواسطے تم نے ہم سبکو بلایا۔ تم کو ہلاکی ہو۔ ابولہب کی شان مین سورہ تبت یدا نازل ہوئی اسپر اور بہی برافروختہ ہوا اور اپنے بیٹے سے کہا محمدؐ کی لڑکی کو طلاق دے ورنہ مین تجہسے بیزار ہون چنانچہ وہ آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور جیسا کہ اوپر گذرا اجمال بے ادبی پیش آیا۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد نبوت کے جناب رقیہؓ کو طلاق دی گئی۔ یہہ نکاح ۲ھ نبوت مین ہوا ہی اور سنہ یکم نبوت مین جناب عثمانؓ اسلام لاچکے ہین۔ یہہ واقعات اسی امر کے مرجح ہین کہ نکاح بہی بعد اسلام جناب عثمانؓ کے ہوا۔ دوسرا قرینہ اور بہی ہے کہ بی بی رقیہؓ کا صرف عقد ہوا تہا اور اپنے شوہر اول کے گہر رخصت ہوکر نہین گئی تہین کہ اوسنے طلاق دی۔ پہر جناب عثمانؓ سے عقد ہوا جسطرح ابولہب کے بیٹے کے ہاتہہ سے جو کافر تہا

خداوند تعالی نے انکو محفوظ رکھا۔ اسیطرح جناب عثمان رضی عقد بھی حالت جاہلیت مین نہوا ہوگا
جس وقت کفار کی ایذا رسانی حد سے گذر گئی تو ایک جماعت اصحاب کبار رض
حبشہ کو ہجرت کر گئی جنمین اصحاب ذیل تھے۔ جناب عثمان رض۔ بی بی رقیہ رض بنت رسولخدا
ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس اور انکی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو۔ محمد بن
ابی حذیفہ رض حبشہ ہی مین پیدا ہوے۔ زبیر بن عوام رض۔ مصعب بن عمیر بن ہاشم۔ عبدالرحمن
بن عوف رض۔ ابو سلمہ رض بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم۔ انکے ساتھ
انکی بیوی حضرت ام سلمہ رض بھی تھین۔ عثمان بن مظعون رض۔ عامر بن ربیعہ رض انکے ہمراہ انکی
بیوی لیلی بنت ابی حثمہ بھی تھین۔ ابو سبرہ بن ابی رہم۔ سہیل بن بیضا رض۔ اس جماعت
مہاجرین کے سردار عثمان بن مظعون رض تھے اور بعضے کہتے ہین کہ جناب عثمان رض تھے۔ بعضی
روایات مین گیارہ مرد اور چار عورتین ہین۔ ہجرت ثانیہ مین حضرت جعفر بن ابی طالب رض
مع اپنی بی بی اسماء بنت عمیس کے تشریف لیگئے۔ عبداللہ بن جعفر رض حبشہ ہی مین پیدا
ہوے ہین پھر رفتہ رفتہ اصحاب کبار کوئی تنہا۔ کوئی مع اپنے اہل کے حبشہ پہونچے
وہ اصحاب یہ ہین۔ عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ اور انکی زوجہ فاطمہ رض بنت صفوان
خالد بن سعید بن العاص اور انکی بیوی ملیح بن عمرو خزاعی۔ سعید بن خالد حبشہ مین
تولد ہوے۔ عبداللہ بن جحش۔ عبید اللہ بن جحش اور انکی بیوی ام حبیبہ رض بنت ابی سفیان
قیس بن عبداللہ قبیلہ بنی اسد سے اور انکی بیوی برکۃ بن یسار۔ معیقب بن
ابی فاطمہ۔ عتبہ بن غزوان۔ طلیب بن عمیر۔ جہم بن قیس اور انکی بیوی ام حرملہ بنت
عبدالاسود۔ عمرو بن جہم۔ خزیمہ بنت جہم۔ وغیرہم۔ (سیرت ابن ہشام)
ماہ رجب ۵ھ نبوت مین ہجرت حبشہ اولی ہے۔ اسی سنہ مین بعد ہجرت صحابہ

آنحضرت صلعم ایذا رسانی کفار قریش سے تنگ ہوکر دار ارقم مین جو صفا پر واقع تھا اونتالیس صحابہ کے ساتھہ ایک ماہ کامل پوشیدہ و مخفی رہے - ارقم کا اسلام بہی اس شہ مین ہے یہہ مکان ارقم نے اپنے بیٹے کو دیدیا تھا - یہہ مکان متبرک جگہہ سمجھا جاتا تھا چنانچہ خلیفہ منصور نے بہت کچہہ مال دیکر ارقم کے صاحبزادہ سے یہہ گھر مول لیا خلیفہ مہدی نے بہی گھر خیزران (اپنی معشوقہ) کو دیا اوسوقت سے اس کا نام دار خیزران ہوگیا - (خمیس)

روایت ہے کہ جسوقت مہاجرین قریش سے مخفی ہوکر جانب حبشہ روانہ ہوئے اور جب قریب ساحل دریا پہونچے تو معاویہ بن نوفل دئلی ان حضرات کو ملا - دریافت کیا تم لوگ اس ہیأت و جماعت سے کدہر جاتے ہو - مہاجرین نے ظاہر کیا کہ تاجر ونکے جہاز کچہہ ٹوٹے ہوے فروخت ہوتے ہین اونکی خرید کا ارادہ ہے ساحل تک جاوینگے نوفل بہ نیت عمرہ مکہ معظمہ کو آتا تھا جب مکہ معظمہ مین داخل ہوا قریش سے یہہ حال ظاہر کیا - قریش نے کہا - جہاز خریدنے نہین گئے بلکہ ہمارے ڈر سے حبشہ بہاگ گئے ہین چنانچہ چند لوگ قریش نے انکے تعاقب مین روانہ کئے - مہاجرین کو حسن اتفاق سے دو جہاز حبشہ جانیوالے تیار ملے یہہ سب صاحب بخیریت تمام اوسمین بیٹھ گئے اور جہاز روانہ ہوے - انکے تعاقب مین جو لوگ کنارہ پر پہونچے اونکو معلوم ہوا کہ جہاز چھوٹ گئے آخر ناکام واپس آے - (خمیس و معارج النبوة)

اس مقام پر کچہہ حال مختصر شاہ نجاشی ملک حبشہ کا لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے نجاشی ملک حبشہ کا لقب ہے جیسے قیصر شاہ روم - کسریٰ شاہ ایران - خاقان شاہ چین نجاشی کا نام اصحمہ ہے اسکے باپ کا نام ابجر ہے متاخرین نجاشی کو ابجری کہتے ہین -

یہہ اپنے باپ کا ایک ہی اکلوتا بیٹا تہا۔ اس کا ایک چچا تہا جسکے بارہ لڑکے تہے۔
اہل حبشہ نے یہہ خیال کیا کہ اصحمہ کے باپ کے بجز اس ایک لڑکے کے اور اولاد نہین
اور اسکے چچا کے بارہ لڑکے ہین اگر سلطنت اس کو ملے تو عرصہ تک اسیکے خاندان مین
رہیگی اور غیر شخص قابو نہ پاویگا۔ یہہ تجویز کر کے کسی حکمت سے اصحمہ کے باپ کو مار ڈالا
اور اوسکے بہائی کو جسکے بارہ لڑکے تہے تخت نشین کیا۔ نجاشی اپنے چچا کی اطاعت
مین رہتا تہا اور ہر امر مین اوسکا معین و مشیر کار اور معتمد علیہ تہا۔ چونکہ نجاشی عقل و
تدبیر اور عدل و انصاف مین بدرجہ کمال مشہور تہا لہذا جملہ امور سلطنت مین اپنے
چچا کے زمانہ سے دخیل اور متصرف ہو گیا۔ جو لوگ نجاشی کے باپ کے قتل مین شریک
تہے نجاشی کی ترقی اور آئین سلطنت مین ہوشیاری اور حسن انتظام دیکہکر اپنے
دل مین سوچے کہ یہہ لڑکا ہوشیار ہے آثار جہانداری اسکے چہرہ سے عیان ہین
مبادا اپنے چچا کے بعد یہی بادشاہ ہوا اور ہم لوگونکی طرف سے عداوت قدیم ظاہر
کر کے ہمارے اعمال بد کی سزا مین اور اپنے باپ کے قصاص مین ہم لوگونکو قتل کروا
ڈالے لہذا ابہی سے اسکی فکر اور اسکے دفعیہ کی تدبیر ضرور ہے۔ یہہ سوچکر نجاشی کے
چچا سے کہا آپکے بہتیجہ کے تیور بیڈہب نظر آتے ہین اسکے باپ کے حق مین جو معاملہ
ہمنے کیا۔ اوس سے سخت خائف و لرزان ہین اسکو بہی قتل کیجیے یا اپنے ملک سے نکال
دیجیے تاکہ آپکا ملک قائم رہے اور اسکے شر سے سلطنت محفوظ و مضئون رہے۔" نجاشی
کے چچا نے جواب دیا۔ یہہ تو مشکل ہے کہ کل اس کا باپ مارا گیا اور آج تم اسکو قتل کرو
البتہ اگر تمہاری خوشی اسکے علیحدہ کرنے مین ہے تو کسیکے ہاتہہ فروخت کر ڈالو۔ الغرض
ارا کین سلطنت نے نجاشی کو سوداگرونکے ہاتہہ فروخت کیا اور چہہ سو درم قیمت وصول کی

اور نجاشی کو تاجروں کے حوالہ کیا۔ انہوں نے اسکو کشتی مین بٹھا لیا۔ منتظر تھے کہ ہوا موافق چلے تو لنگر اوٹھاوین۔ صبح کو یہہ معاملہ فروخت ہوا بعد دوپہر کے پانی برسا نجاشی کا چچا ارکین و عمائد سلطنت کے ساتھہ سیر کرتے جنگل کو نکل گیا۔ ابر آسمان پر تھا اور ترشح ہو رہا تھا کہ آسمان سے بجلی گری اور بادشاہ کو جلا کر راکھہ کر دیا۔ ارکین سلطنت اس حادثہ سے سخت پریشان ہوے نجاشی کے چچازاد بھائیوں مین کسیکو بہی لائق سلطنت نہ پاکر مجبور یہی سوچے کہ نجاشی سلطنت کے لائق ہے اوسیکو بادشاہ کردو۔ بالآخر نجاشی کی تلاش مین دریا کے کنارہ گئے۔ جہاز کا ابہی تک لنگر نہین اوٹھا تھا اور ایک روایت مین جہاز روانہ ہوگیا تھا اور حکم خدا سے پہر کنارہ آلگا تھا بہر کیف اعیان سلطنت نے نجاشی کو سوداگرون سے واپس لیا اور اوسیوقت تاج شاہی سر پر پہنا دیا اور بعزت تمام لاکر تخت سلطنت پر بٹھایا۔ دوسرے روز علی الصباح سوداگر نجاشی کی قیمت واپس لینے آے۔ امراو وزرار سلطنت نے کچھہ ڈہیل ڈہال کی سوداگر دربار شاہی مین مستغیث ہوے۔ نجاشی نے حکم دیا کہ قیمت واپس کردیا غلام انکے حوالہ کرو۔ اگرچہ غلام اسوقت تخت سلطنت پر متمکن ہو۔ لاچار قیمت واپس کی اور نجاشی کے کمال انصاف کے معترف ہوے۔ نجاشی کے عدل و انصاف کا یہہ ادنی نمونہ ہے جو بادشاہت کے دوسرے ہی دن پیش آیا۔ نجاشی کا قول تھا کہ خداوند تعالے نے لوگون سے رشوت قبول نہ فرماکر مجہکو سلطنت عنایت کی۔ (خمیس و معارج النبوۃ)

جب مہاجرین حبشہ سفر کو آمادہ ہوے جناب عثمان نے تنہا قصد سفر کیا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اپنی بیوی کو ساتھہ لیتے جاؤ تاکہ وہان تمکو تنہائی مین وحشت نہو چنانچہ بی بی رقیہ کو ساتھہ لیگئے۔ بی بی رقیہ کو حسن خداداد عطا ہوا تھا جب مہاجر حبش مین

پہونچے تو حیوۃ الحیوان مین لکھا ہے کہ لوگ حضرت رقیہؓ کے دیکھنے کو جمع ہو جاتے اور آپکی صورت دیکھکر تعجب کرتے تھے۔ آپ کو نا گوار گذرتا تھا۔ آپنے اون لوگو نپر بد دعا فرمائی چنانچہ وہ ہلاک ہو گئے۔ اصحاب رسول خدا نجاشی کے پاس نہایت عزت و حرمت سے تہے۔ جب قریش کے قاصد مہاجرین کو واپس لینے کی غرض سے حبشہ پہونچے اور بعد سوال و جواب مہاجرین کے نجاشی نے اونکو ناکام واپس کیا تو مہاجرین سے کہا۔ "تم لوگ میرے ملک مین اور میرے امن مین آے ہو۔ جو شخص تمکو ایذا پہونچائیگا سزا پائیگا مین تم لوگو نمین سے کسی ایک کی بہی تکلیف و ایذا نہ گوارا کرونگا اگرچہ مجھکو سونیکے پہاڑ اسکے معاوضہ مین ملتے ہون ہرگز نہ قبول کرونگا" پہر قریش کے ہدایا اور تحفے واپس کر دیئے اور کہا "مجھکو تمہارے ان تحفونکی کوئی حاجت نہین۔ جب خدا نے مجھکو ملک عنایت کیا میری طرف سے رشوت نہین قبول کی۔ جب مین بادشاہ نہ تہا کسی نے میرا ساتھہ نہ دیا اور نہ اطاعت کی اب مین ان لوگونکا کہنا کیون مانون"۔ ایک مرتبہ نجاشی نے مہاجرین سے کہا۔ تمکو یہان والے تکلیف تو نہین دیتے۔ جواب ملا۔ البتہ بعض لوگ ستاتے ہین۔ نجاشی نے حکم دیا کہ منادی کر دو "جو شخص مہاجرین مین سے کسیکو ایذا و تکلیف دیگا یا کسی سے تعرض کریگا اوسپر چار درم جرمانہ ہوگا" پہر مہاجرین سے پوچہا۔ اب آپ لوگ راضی ہین۔ کہا نہین۔ حکم دیا کہ عام منادی کر دو "خبردار کوئی ان لوگون سے تعرض نہ کرے اگر کسیکی شکایت سُنی جاویگی تو آٹہہ درم اوسپر جرمانہ ہونگے" سنہ ۹ھ مین نجاشی نے انتقال فرمایا۔ جناب رسول خدا نے اصحاب کرام کو خبر دی اور نماز جنازہ چار تکبیرون کے ساتہہ پڑہی گئی۔ اس نماز کی توجیہہ مین اس طرح روایت آئی ہے کہ صحابہ کرام کی نظرون سے پردہ اوٹہہ گیا تہا سب نے دیکھا کہ نجاشی کا جنازہ

سامنے نظر آتا ہے لہذا نماز ادا کی۔ صلوٰۃ علی الغائب کو نو صحابہؓ روایت کرتے ہین۔
ابوہریرہ۔ ابن عباس۔ انس۔ بریدہ۔ زید بن ثابت۔ عامر بن ربیعہ۔ ابوقتادہ۔
سہیل بن حنیف۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم اور بعض اور بہی بیان کرتے ہین۔
یزید بن ثابتؓ۔ عقبہ بن عامرؓ۔ ابوسعید خدریؓ۔ سعید بن المسیبؓ۔

اس مسئلہ مین تحقیق یہہ ہے کہ جو میت نظر سے غائب اور دوسرے ملک مین ہو اوسکی جنازہ کی نماز مین اختلاف ہی صحابہ کرام اکثر مدینہ منورہ سی باہر فوت ہوی کسی پر آنحضرت نے نماز نہین پڑہی صرف نجاشی پر نماز پڑہی۔ اس مسئلہ مین تین قول ہین۔ قول اول یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے اس فعل سے صلوٰۃ علی الغائب ادا کرنا مسنون ہوا۔ یہی مذہب امام شافعیؒ کا ہے اور امام احمدؒ سے دو قول مروی ہین۔ ایک قول مین سنت ہے۔ قول ثانی۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک خصوصیات نبوی سے ہے دوسری کو جائز نہین۔ قول ثالث۔ اصحاب امام حنیفہؒ و امام مالکؒ فرماتے ہین ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم نے نجاشی کا جنازہ دیکہکر نماز ادا فرمائی اور آپ کے حق مین یہہ امر بعید نہین۔ صحابہ کرامؓ کو اگرچہ جنازہ نظر نہین آیا لیکن یہہ تابع اور مقتدی آنحضرت صلعم تہے اس کی وجہہ اسطرح منقول ہے کہ آنحضرت صلعم سے بجز اس واقعہ خاص کے دوسرے غائب مردونکی نماز ادا کرنا ثابت نہین۔ نہ قبل اس واقعہ کے اور نہ بعد اسکے۔ اگر ثابت ہے تو ترک صلوٰۃ علی الغائب اور جسطرح آپکا فعل امت کے واسطے مسنون ہے علی ہذا القیاس جس فعل کو آنحضرت صلعم نے ترک کیا امت کے حق مین اوسکا ترک کرنا بہی مسنون ہے اب بہی اگر کسیکو نور باطن اور کشف روحانی کے بدولت کسی مقام دور و دراز پر جنازہ نظر آوے تو اوسکے واسطے بہی یہی حکم ہے کہ نماز جنازہ پڑہے۔ پس اس تقریر سے معلوم ہوا

کہ جنازہ غائب کی نماز منجملہ خصوصیات آنحضرتؐ ہے۔ ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہی کہ معاویہ بن معاویہ لیثی نے کسی مقام پر مدینہ منورہ سے باہر انتقال کیا آنحضرتؐ نے اونکے جنازہ کی نماز ادا فرمائی شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اس طرح فیصلہ کیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی جگہہ مرا جہان مسلمان نہین ہین تو نماز جنازہ غائب جائز ہے۔ اگر دار الاسلام کا واقعہ ہے تو کوئی ضرورت نہین کیونکہ اور مسلمانون نے نماز پڑھ لی فرض کفایہ ادا ہوگیا۔ آنحضرتؐ نے غائب پر نماز پڑھی اور ترک کی اور دونون فعل مسنون ہین۔ (زاد المعاد ابن قیم)

قصہ مختصر ہجرت جانب حبشہ دوبار ہوئی۔ اول مرتبہ ماہ رجب ۵ نبوت مین جناب عثمانؓ نے بہمراہی بی بی رقیہؓ مع دیگر اصحاب کبار ہجرت فرمائی۔ ماہ شوال مین خبر مصالحت سنکر واپس آئے یہان اس خبر کی غلطی معلوم ہونے پر متردد ہوئے اور بمجبوری قریش کی امان مین مقیم ہوئے چنانچہ حضرت عثمانؓ اور بی بی رقیہؓ سعید بن العاص کی امان مین رہے۔ بار دوم ہجرت اس طرح ہوئی کہ بعد چندے قریش نے پہر ایذا رسانی پر کمر باندہی آنحضرتؐ نے پہر ہجرت کرنے کی اجازت دی چنانچہ اس مرتبہ ایک سو تین صحابہؓ نے ہجرت کی منجملہ ان کے اسّی مرد۔ اکیس ۲۱ عورتین اور دو بچے تھے۔

منقول ہے کہ جب مہاجرین بعد ہجرت اولیٰ کہ واپس آئے تو حبشہ کی حالات اور وہانکی آب وہوا اور غذاے لطیف کی حکایات بیان کرتے تھے۔ جناب عثمان نے خدمت نبوی مین عرض کیا۔ اے رسولخدا۔ ملک حبشہ عمدہ تجارتگاہ ہی۔ ہر قسم کی تجارت وہان ہوتی ہے اور نفع خاطر خواہ حاصل ہوتا ہی۔ مینے اس عرصہ مین بہت کچھہ تجارت مین نفع پایا۔ مسلمانونکے حق مین حبشہ سے بڑہکر کوئی سرزمین نہین۔ جبتک خداوند تعالیٰ خدام والا کو ہجرت کا حکم کرے اور دار ہجرت معین فرماے مسلمانونکے واسطے وہی ملک اچہا ہے۔

نجاشی نے ہم لوگوںپر ازبس عنایات شاہانہ کئے اور ہر طرح خاطرداری و تواضع مین مصروف ہا
حضور سرور کائنات نے فرمایا - ارجعوا الیہا علی برکۃ اللہ - عرض کیا - اگر آپ ہمارے ساتھ
تشریف لے چلین تو یقیناً وہ لوگ مطیع اسلام ہون کیونکہ اہل کتاب ہین ارشاد ہوا کہ مجکو ابھی
ہجرت کا حکم نہین ہوا تمہارے لئے اجازت ہے -

قصہ کوتاہ - ہجرت اولیٰ مین جناب رقیہؓ حاملہ تہین - وہ حمل ساقط ہوگیا - (روضۃ الاحباب)
پہر حبشہ مین ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام عبداللہ رکہا گیا - اسی کے نام سے آپکی کنیت
ابو عبداللہ ہے یہہ لڑکا چہہ برس کا ہوکر ماہ جمادی الاولیٰ ۴ھ مین بمقام مدینہ منورہ
انتقال کرگیا - جناب عثمانؓ اوسکی قبر مین اوترے اور دفن کیا ایک روایت مین یہہ بچہ
شیر خوار تہا اور بحالت رضاعت مین وفات پائی - جناب رقیہؓ کے اور اولاد نہین ہوئی
اور نہ کوئی سلسلہ آیندہ چلا - ۲ھ مین بوقت جنگ بدر بی بی رقیہؓ بعارضہ چیچک علیل
تہین جناب عثمانؓ کو آنحضرتؐ انکی تیمارداری کیواسطے چہوڑ گئے تہے ہنوز حضور جنگ
سے تشریف نہ لائے تہے کہ جناب رقیہؓ نے انتقال فرمایا - زید بن حارثہ بشارت فتح لیکر جسوقت
مدینہ پہونچے جناب عثمانؓ اونکو دفن کررہے تہے - ایک برس دس ماہ بیس دن آنحضرتؐ
کے مدینہ منورہ مین تشریف لانیکے بعد یہہ واقعہ ہوا ہے - ابن عباسؓ سے مروی ہے
کہ جب صحابہ کرام نے حضور صلعم کو بی بی رقیہؓ کی وفات کی تعزیت کی ہے تو آنحضرت
صلعم نے فرمایا - الحمد للہ دفن البنات من المکرمات - جناب رقیہؓ نے تقریباً اکیس
برس کی عمر مین وفات پائی -

دوسری بیوی حضرت ام کلثومؓ بی بی رقیہؓ کی بہن ہین آپ کنیت ہی سے مشہور
ہین - آپ جناب فاطمہ زہراؓ سے یقیناً بڑی ہین مگر اس مین اختلاف ہے کہ رقیہؓ سے بڑی ہین

یا چھوٹی۔ روضۃ الاحباب مین ہے کہ آپکا نام آمنہ ہے۔ آپکا سنہ ولادت کتب ارباب سیر وتواریخ مین نظر سے نہین گذرا۔ شاید یہی وجہہ ہی کہ حضرت رقیہؓ اور ام کلثومؓ کے باب مین اختلاف ہے۔ حضرت ام کلثومؓ کا عقد اوّلاً عتیبہ بن ابی لہب سے ہوا تہا اور یہہ عقد قبل زمانہ نبوت ہوا ہے۔ حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ جس زمانہ مین حضرت رقیہؓ نے انتقال فرمایا۔ ام المومنین جناب حفصہؓ بنت عمر فاروقؓ کے شوہر رحلت کر چکے تہے جناب فاروقؓ کو اپنی صاحبزادی کے عقد ثانی کا خیال تہا چنانچہ حضرت عثمانؓ سے اثنا راہ مین اتفاقیہ ملاقات ہوئی انسے ذکر کیا اور فرمایا۔ کیا تمکو حفصہ کی خواہش ہے۔ چونکہ جناب عثمانؓ قبل اسکے جناب سرور کائنات کی زبان مبارک سے حضرت حفصہؓ کا ذکر سُن چکے تہے لہذا جناب عمرؓ کے اس فقرہ کا جواب نہ دیا۔ جناب عمرؓ نے حضور نبوی مین یہہ واقعہ عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔ کیا تمہارے واسطے اس سے بہتر سبیل بتلاؤن مین حفصہؓ سے نکاح کر لون اور عثمان کا عقد ام کلثوم سے جو حفصہ سے بہتر ہی کر دون اور ربعی بن خراش سے اس طرح روایت ہے کہ جناب عثمانؓ نے حضرت عمرؓ کو اونکی بیٹی حفصہ کیواسطے پیغام بہیجا۔ جناب فاروقؓ نے انکار کر دیا۔ یہہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ اے عمر مین تمکو تمہاری بیٹی کیواسطے وہ زوج بتلا دون جو عثمانؓ سے بہتر ہے اور عثمانؓ کے واسطے ایسی وجہ تجویز کر دون جو تمہاری لڑکی سے اچھی ہو۔ عرض کیا۔ ہان۔ فرمایا تم اپنی بیٹی کا نکاح مجھسے کر دو اور مین اپنی لڑکی کا عقد عثمانؓ کے ساتھہ کر دون۔ اسی نیک مناسب تجویز کی طرف اشارہ کر کے ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا ہے "جس کام کے ہونے کا سان گمان تک نہو لیسے کام کی امید زیادہ رکہو بہ نسبت اوس کام کے جسکی امید تم کو ہے کیونکہ حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ آگ کی تلاش مین نکلے تہے اور نبوت مل گئی"۔

جناب عثمان رضؓ سے مروی ہے کہ جب بی بی رقیہؓ نے انتقال کیا مجھکو بڑا صدمہ ہوا۔ اس رنج وغم مین بہت رویا۔ (ایکمرتبہ) حضور نے مجھکو روتے دیکھا بکمال شفقت ومہربانی فرمایا۔ تم کیون روتے ہو مینے عرض کیا حضور اقدس کی غلامی ودامادی کا رشتہ منقطع ہونے کا سخت افسوس ہے۔ فرمایا جبرئیلؑ حکم خداوندی لائے ہین کہ مین تمہارے ساتھ رقیہؓ کی بہن کا عقد کردون اور جو مہر اوسکا تہا اوسی مہر پر تمہاری حوالہ کرون یہ نکاح جناب عثمانؓ کا بی بی ام کلثومؓ کے ساتھ ۳ھ مین ہوا ہے۔ نکاح کے بعد دونون صاحب نہایت محبت والفت سے رہے چونکہ دنیوی عیش وآرام اور اسی طرح تکالیف ومصائب علی الخصوص راحت ومسرت کا زمانہ توبہت ہی جلد گذرجاتا ہے جناب ام کلثومؓ نے بہی ۹ھ مین انتقال فرمایا۔ آنحضرتؐ نے نماز جنازہ پڑہائی اور جناب علیؓ وفضلؓ واسامہؓ قبر مین اوترے اور آپکو دفن کیا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت ابوطلحہؓ بہی آنحضرتؐ سے اجازت لیکر قبر مین اوترے۔ مروی ہے کہ جب بی بی ام کلثومؓ نے انتقال فرمایا جناب عثمانؓ نے بہت غم کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے عثمانؓ۔ اگر میری تیسری لڑکی ہوتی تو تم سے عقد کردیتا۔

جناب ام کلثومؓ کی تجہیز وتکفین کا حال روایات معتبرہ سے اسطرح منقول ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ و حضرت صفیہ بنت عبد المطلب نے آپکو غسل دیا۔ اسوقت ام عطیہؓ بہی موجود تہین انہین کی روایت سے آنحضرت صلعم کا ارشاد فرمانا درباب غسل منقول ہے وہ یہ ہے کہ ام کلثومؓ پر تین بار یا پانچ یا سات بار پانی ڈالو اور اگر اس سے زائد ضرورت دیکہو تو زیادہ مین بہی مضائقہ نہین جس پانی سے غسل دو اوس مین بیری کی پتی ڈالدو اور اخیر مرتبہ اوس پانی سے غسل دو جسمین کافور ملایا ہو جب غسل سے فراغت ہوجاے مجھکو اطلاع دینا۔ ام عطیہ کہتی ہین کہ جب ہم غسل دے چکے آنحضرت صلعم کو مطلع کیا۔

حضور اقدس نے اپنی ازار (تہ بند) عنایت فرمائی اور حکم دیا کہ یہہ کپڑا کفن کے اندر رکھنا۔ ام عطیہؓ کا بیان ہے کہ پھر ہمنے حضرت ام کلثوم کے بالونکے تین حصہ کرکے سر کی پیچھے کر دیئے یہہ حدیث امام بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کی ہے۔ نیز بخاری شریف مین بروایت انسؓ وارد ہے کہ مین جناب ام کلثوم کے جنازہ کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ قبر کے کنارہ بیٹھ گئے۔ مینے دیکھا کہ آپ کی دونون آنکھوںسے آنسو روان تھے۔ آپنے فرمایا " تم لوگون مین کوئی ایسا بھی ہے جو شب گذشتہ اپنی اہلیہ کے ساتھہ ہم صحبت نہ ہوا ہو " حضرت ابوطلحہؓ بولے ہاں حضور مین ہون " ارشاد فرمایا " اچھا۔ تم قبر مین اوترو " حضرت ابوطلحہؓ قبر مین اوترے۔

اس حدیث کے بعض مضامین توضیح طلب ہین۔ آنحضرت نے فرمایا۔ (تم مین کوئی ایسا ہے جو شب کو اپنی اہلیہ سے ہم صحبت نہوا ہو) اس مین یہہ سر ہی کہ جس شب کو جناب ام کلثوم نے رحلت فرمائی جناب عثمان ؓ نے اپنی کسی لونڈی سے صحبت کی تھی۔ آنحضرت صلعم کو فی الجملہ یہہ فعل ناپسند ہوا لہذا اشارۃً ممانعت فرمائی آپکی طرف سے یہہ عذر ہے کہ آپ کو یہہ گمان نہ تھا کہ اوسی شب مین بی بی ام کلثوم ؓ انتقال فرمائین گی کیونکہ عرصہ سے علیل تھین بظاہر ایسی حالت بھی نہ ہوگی۔ (کرمانی)

اس حدیث کے متعلق ایک شبہہ بھی وارد ہوتا ہے کہ عورت میت کے دفن کرنیمین اوسکے محرم حقیقی رشتہ دار اور شوہر بمقابلہ غیر شخص کے مستحق ہین۔ پھر باوجود آنحضرت صلعم جو بی بی ام کلثوم ؓ کے والد بزرگوار تھے اور جناب عثمان ؓ کے جو شوہر تھے حضرت ابوطلحہؓ اور دیگر حضرات جو اجنبی اور غیر محرم تھے کیون اسکام مین شریک ہوئے جواب یہ ہے کہ جس طرح جناب عثمان ؓ کو عذر تھا آنحضرت کو بھی عذر ہوگا اور حضور کو منظور یہی ہوا

کہ وہ شخص قبر مین اوترے جو اوس رات کو اپنی اہلیہ سے ہم بستر نہوا ہو (شرح مشکوٰۃ از شیخ عبد الحق محدث دہلوی)

کار پاکان را قیاس از خود مگیر	در نبشتن ہر دو آمد شیر و شیر

جناب ام کلثوم رضہ کے کوئی اولاد نہین ہوئی بعض کہتے ہین کہ اولاد ہوئی مگر بچپن مین فوت ہو گئی۔ جناب عثمان رضہ کی اولاد کا سلسلہ ان دونون بیویون سے نہین چلا۔

تیسری بیوی فاختہ بنت غزوان ہین۔ انسے عبد اللہ اصغر پیدا ہوی لیکن عالم طفلی ہی مین مر گئے۔

چوتھی ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حممہ دوسیہ ہین انکا نام معلوم نہین کنیت سے مشہور ہین۔ انکے بطن سے چار اولادین ہین۔ خالد۔ ابان۔ عمرو۔ مریم۔ معلوم ہوتا ہی کہ یہ نکاح قبل اسلام کے ہوا عمرو یہی اوسی زمانہ مین تولد ہوے ہین کیونکہ آپ کی کنیت قبل اسلام ابو عمرو تھی جب بعد اسلام بی بی رقیہ رضہ سے عقد ہوا اور اونسے عبد اللہ پیدا ہوی ابو عبد اللہ کنیت کی۔ راقم کے آبا و اجداد کا سلسلہ نسب جناب عثمان رضہ تک بواسطہ ابان پہونچتا ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔

پانچوین۔ فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ مخزومیہ ہین۔ انسے۔ ولید سعید دو لڑکے تیسری لڑکی ام سعید ہین۔

چھٹی۔ ام البنین بنت عیینہ بن حصن فزاریہ ہین۔ انسے صرف عبد الملک پیدا ہوی اور لڑکپن ہی مین انتقال ہو گیا۔

ساتوین۔ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ ہین انکے بطن سے تین لڑکیان ہوئین۔ عائشہ۔ ام ابان۔ ام عمرو۔

آٹھوین بیوی - نائلہ بنت فرافصہ بن احوص کلبیہ ہین - انکا مذہب نصرانی تھا پہر اسلام لائین ۲۸ھ مین جناب عثمان رضؓ سے نکاح ہوا - بعض کہتے ہین کہ مریم بنت عثمانؓ نائلہ کے بطن سے ہین اور بعض کہتے ہین کہ ام البنین چہٹی بیوی سے دو اولادین عبدالملک ۔ عتبہ اور نائلہ کی بطن سے عنبہ ہی - ایک لڑکی بہی ہین جو ام البنین کے لقب سے مشہور ہین اور عبداللہ بن یزید بن ابی سفیانؓ کے نکاح مین آئین -

وقت شہادت چار بیویان آپکے نکاح مین تہین - رملہ - نائلہ - ام البنین - فاختہ - ام البنین کو آپنے حالت محاصرہ مین طلاق دیدی تہی -

بروایت ابن اثیر یہہ جملہ ازواج و اولاد آپ کی زمانہ اسلام و جاہلیت کی ہین و بروایت خمیس جملہ اولاد سولہ ہین - نو لڑکے اور سات لڑکیان - (اولاد ذکور) عبداللہ معروف باصغر اور بروایت مختصر عبداللہ اکبر - بی بی رقیہؓ کے بطن سے پیدا ہوی بچپن مین انتقال کیا اور بعض کے نزدیک چہہ برس کے سن مین مرغ کی چونچ کے صدمہ سے بیمار ہو کر مر گئے دوسرے عبداللہ اکبر اور بروایت مختصر عبداللہ اصغر - فاختہ کے بطن سے پیدا ہوے تیسرے عمرو - سب مین بڑے اور انکی اولاد ذی شرافت مشہور رہے - مروان نے انکو شام مین طلب کیا مگر یہہ نہ گئے - بمقام منی انکا انتقال ہوا ہی - چوتہے ابان کینت ابو سعید یا ابو عبداللہ مدنی ہین آپ احادیث نبوی کے راوی ہین - جنگ جمل مین عائشہ صدیقہؓ کے ساتھہ تہے عہد خلافت عبدالملک مین مدینہ منورہ کے حاکم رہے - عارضہ فالج مین مبتلا ہوی عہد خلافت یزید ۱۰۵ھ مین انتقال کیا - انکی اولاد کثیر ہے - اندلس مین بہی انکی اولاد ہے - پانچوین خالد انکے اور انکی اولاد کے پاس وہ مصحف تہا جسپر جناب عثمان کا خون گرا تہا - بروایت مختصر خلافت عثمانی مین وفات پائی - کسی گہوڑے کی لات سے زخمی ہو گئے تہے جسکی وجہہ سے

عضو ماؤف قطع کیا گیا اسی صدمہ سے انتقال کر گئے۔ انکا لقب کسیہ تہا ان سے ہی سلسلہ اولاد قائم ہوا۔ یہہ تینوں ام عمرو بن جندب کے بطن سے ہین۔ چہٹے سعید۔ ساتوین ولیدہ فاطمہ کے بطن سے۔ سعید کی کنیت ابوعثمان تہی۔ امیر معاویہؓ نے انکو خراسان کا حاکم کیا تہا۔ یہہ وہین شہید ہوے۔ مختصر مین ہے کہ سعید نے سمرقند فتح کیا اور اوسی جنگ مین انکی ایک آنکہہ جاتی رہی۔ آٹہوین عبدالملک بطن ام البنین سے پیدا ہوے اور عالم طفلی مین انتقال کیا۔ نوین مغیرہ۔ اسماء بنت ابی جہل بن ہشام کے بطن سے پیدا ہوی (اولاد اناث) مریم کبریٰ۔ ام عمرو سے پیدا ہوئین۔ ام سعید۔ سعید کی بہن عبداللہ کے نکاح مین آئین۔ عائشہ۔ انکا نکاح حارث بن حکم بن عاص سے ہوا۔ بعد انکے عبداللہ بن زبیرؓ نے نکاح کیا۔ ام ابان۔ مروان بن حکم سے نکاح ہوا۔ ام عمرو۔ یہہ تینوں رملہ سے ہین مریم صغریٰ۔ نائلہ کے بطن سے۔ عمرو بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط سے نکاح ہوا۔ ام البنین یہہ لونڈی سے پیدا ہین بروایت ریاض النضرۃ اور مختصر کی روایت سے ایک اور لڑکی ہین عمرہ بنت عثمانؓ نام۔ یہہ سعید بن العاص کے عقد مین آئین اور انہین کے پاس انتقال کیا۔ پہر سعید نے مریم کبریٰ سے نکاح کیا جب وہ انتقال کر گئے مریم کبریٰ کا عقد عبدالرحمن بن حارث بن ہشام مخزومی سے ہوا اور انہین کے پاس وفات پائی

خلافت جناب خلیفہ رابع یعسوب الدین امیر المومنین

اسد اللہ الغالب سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

نام نامی و نسب گرامی

اسم مبارک آپ کا علی رضؓ ہے اسلام سے قبل بہی یہی نام تہا۔ کنیت ابو الحسن ہی جناب رسولخدا صلعم نے آپکی کنیت ابو ریحانتین رکہی۔ آپ دوازدہ امام مین امام اول ہین۔

جابر بن عبد اللہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے جناب علی رضؓ سے فرمایا۔ سلام علیک یا ابا الریحانتین۔ عنقریب تمہارے دونون رکن فنا ہوجائینگے اور خداوند تعالےٰ میرے بعد تمہارا حافظ و نگہبان و کارساز ہے۔ جسوقت آنحضرتؐ نے وفات پائی جناب علی مرتضی رضؓ نے فرمایا۔ یہہ ایک میرا رکن دو رکنو نسے گیا جنکی نسبت ارشاد ہوا تہا۔ پہر جب حضرت فاطمہ رضؓ نے انتقال فرمایا۔ آپنے ارشاد کیا۔ یہہ دوسرا رکن تہا۔

دوسری کنیت آپکی آنحضرت صلعم نے ابو تراب رکہی۔ یہہ کنیت جناب علی رضؓ کو بہت پیاری تہی۔ آنحضرتؐ نے آپکو بہی صدیق فرمایا ہی۔ بروایت ابی لیلیٰ وارد ہی کہ حضورؐ نے فرمایا

صدیق تین ہین اوّل حبیب بن مُرّی نجار قوم ال لیس (الیاسین) سے جو اپنے پیغمبر پر ایمان لائے اور اپنی قوم سے کہا۔ اے قوم۔ خدا کے پیغمبرونکی متابعت کرو“ دوم حزقیل فرعون کے خاندان سے جنھون نے کہا تھا ”کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے رب میرا اللہ ہے“ سوم علی بن ابی طالب۔ علی ان تینو نمین افضل ہین۔

اس حدیث سے جناب ابو بکر صدیق ؓ کی صدیقیت کی نفی لازم نہین آتی کیونکہ حدیث ہذا مین انبیای کرام کے گھر والو نمین جو صدیق ہین اونکا ذکر ہے۔ جناب علیؑ کو۔ حبیب۔ حزقیل کے ساتھہ ذکر کرنا خاص اسی امر کے جانب اشارہ ہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ نے اوّلاً آپکا نام حیدر رکھا تھا جیسا کہ آپکا قول ہے۔ انا الذی سمتنی امی حیدرہ یعنی مین وہ ہون کہ میری مان نے میرا نام حیدر رکھا۔ (حیدر شیر کا نام ہے) ابو طالب آپکے والد نے یہہ نام ناپسند کیا اور علی نام رکھا۔ آپکے القاب یہ ہین۔ بیضۃ البلد یعنی مرجع اہل شہر۔ امین۔ شریف۔ ہادی۔ مہتدی۔ ذوالاذن الواعیہ یعنی صاحب گوش شنوا۔ ابو قصم۔ یعسوب الامۃ۔ یعنی سردار و رئیس امت۔ (خمیس)

جناب علی مرتضیٰؑ نسب مین ہاشمی الطرفین ہین یعنی آپکے والدین دونون ہاشمی ہین۔ جناب رسولخداؐ سے نہایت ہی قریب رشتہ ہے یعنے آپ کے حقیقی چچا کے بیٹے اور ماں کی طرف سے پھوپھی کے بیٹے ہین کیونکہ ابو طالب بن عبد المطلب آپکے چچا ہین۔ جناب علی ؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم۔ آنحضرت صلعم کے والد عبد اللہ اور ابو طالب کی چچیری بہن اور حضور خواجہ عالم صلعم کی پھوپھی ہوئین۔

ذکر ابو طالب اور اونکی اولاد کا اور سنہ ولادت و مقام پیدائش جناب علی ؓ

اس مقام پر حالات ابو طالب تمہیداً ذکر ہوتے ہین۔ بالاتفاق ابو طالب کا نام عبد مناف ہے

مگر مشہور اسی کنیت سے ہین حضرات شیعہ کہتے ہین کہ ابوطالب کا نام عمران ہے اور قرآن مجید مین لفظ آل عمران سے ابوطالب کی اولاد کی جانب اشارہ ہے۔ ابن تیمیہ نے اس قول کی کما حقہ تردید کی ہے۔ ابوطالب آنحضرت صلعم کے والد عبداللہ کے حقیقی بھائی ہین اور اسیوجہ سے عبدالمطلب نے وقت وفات کے ابوطالب کو آنحضرت صلعم کی کفالت کی وصیت کی۔ (فتح الباری شرح بخاری شریف)

روایت ہے کہ جسوقت عبدالمطلب کی عمر ایک سو دس اور بروایتے ایک سو بیس برس کی ہوئی اور آنکھون سے معذور ہو گئے۔ زندگی دنیا سے سیر آمادہ سفر آخرت ہوئے تو آنحضرت صلعم کی عمر اوسوقت آٹھہ برس کی تھی۔ عبدالمطلب کو تشویش تھی کہ میرے بعد اس یتیم بچہ کی کون پرورش کریگا۔ اسی غم مین آنحضرت صلعم کو بلا کر کمال محبت و پیار سے اپنے سینہ پر بٹھایا اور اپنے لڑکون۔ ابوطالب۔ ابولہب۔ حمزہؓ۔ عباسؓ کو طلب کیا اور کہا۔ اب میری موت قریب آن پہونچی۔ دنیائے ناپایدار سے کوچ کرونگا۔ مجھکو کوئی غم و فکر نہین بڑا غم ہے تو یہہ ہے کہ اس بچہ کی تربیت کا بار کون اوٹھاویگا۔ میرا اب آخری وقت ہے اگر عمر وفا کرتی اور یہہ لڑکا سن شعور کو پہونچتا اور اوسوقت مین مرتا تو کچھہ غم نہ تھا۔

وفا زعمر چہ جوئی کہ ہر نفس کہ زدی	چنان برفت کہ ہرگز دگر نیا ید یاد

ابولہب سب مین بڑا تھا بولا۔ اے پدر بزرگوار۔ یہہ صاحبزادہ باوقار زیر ترتیب خاکسار رہے۔ جان سے زیادہ عزیز رکھونگا۔ انکی خدمت اپنا فخر سمجھونگا۔ عبدالمطلب نے کہا۔ البتہ تو بمقدرت صاحب دولت ضرور ہے مگر اسکے ساتھہ ہی سنگدل۔ بے رحم بھی ہی یتیم نازک مزاج شکستہ خاطر ہوتے ہین تجھسے انکی نازبرداری ممکن نہین۔ بعد اسکے حضرت حمزہؓ اوٹھے اور کہا۔ جناب قبلہ و کعبہ۔ یہہ لڑکا مجھکو عنایت فرماوین۔ مین جان دل سے

خدمتگذاری کو حاضر ہون"۔ عبدالمطلب نے جواب دیا۔ بیشک تم یہہ کام انجام دیسکتے ہو مگر تم بے اولاد ہو تمکو اولاد کا درد و قلق نہین۔ تم مرد بہادر شکار دوست ہو۔ شاید میرے بچہ سے غافل رہو۔ بعد انکے حضرت عباسؓ نے فرمایا "اگر اس بندہ ناچیز کو اس خدمت کا اہل تصور فرمادین تو زہے نصیب"۔ عبدالمطلب نے کہا۔ ہان تم ضرور اس کام کی اہل ہو لیکن صاحب عیال و اولاد کثیر ہو۔ اپنے بچونکے سامنے اس غریب و یتیم بچہ کی قدر نہ کرسکوگے۔ ان سب کے بعد ابوطالب نے کہا "قبلۂ عالم مین بجان و دل آپکے پیارے فرزند کی خدمت و تربیت کا متمنی ہون۔ براہ کرم بزرگانہ مجھکو عنایت فرمایئے۔ البتہ غریب ہون۔ صاحب اولاد ہون لیکن یہہ بچہ میرے سب بچوں سے زیادہ عزیز رہیگا۔ اگر یہہ دولت لازوال مجھکو مرحمت ہو تو دنیا کی دولت سے مستغنی ہو جاؤن"۔ عبدالمطلب نے انکا کہنا بہت پسند کیا اور بدل منظور کرکے کہا "محمد سے بہی دریافت کرلو کہ وہ کس کے پاس رہنا چاہتے ہین۔ تم چارون مین جس کے گہر رہنا خوش آوے اونکو اختیار ہے"۔ یہہ کہکر آنحضرت صلعم کیطرف متوجہ ہوے اور کہا "اے نور دیدہ واے فرزند پسندیدہ تم ان چار نمین سے کس کے گہر رہنا چاہتے ہو"۔ حضور یہہ سنکر اوٹھے۔ ابوطالب کے گلے سے لپٹ گئے اور اونکی گود مین بیٹھ رہے۔ عبدالمطلب بہت خوش ہوے اور ابوطالب کو آپکی نسبت بہت کچھہ نصیحت کی۔ اوسوقت سے آنحضرت صلعم ابوطالب کے گہر رہنے لگے۔ عبدالمطلب نے آٹھوین سال بعد واقعہ اصحاب فیل وفات پائی (معارج النبوۃ)

ابوطالب اگرچہ کثیر الاولاد فقیر و تنگدست تہے مگر آنحضرت صلعم کو اپنی اولاد سے بڑہ کر رکہا۔ آپکا بستر اپنے پاس بچہاتے اور جہان آپ تشریف لیجاتے آپکے ساتھہ ساتھہ رہتے تہے۔ ایک مرتبہ مکہ معظمہ مین قحط پڑا مخلوق خدا پریشان حال و بدحواس تھی قریش نے

ابوطالب سے کہا "چلو پانی کیواسطے دعا مانگین"۔ ابوطالب آنحضرت صلعم کو لیکر خانہ کعبہ مین پہونچے۔ آپنے خانہ کعبہ کی طرف پشت کرکے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ بحکم خدائے عزوجل ہر چہار طرف سے ابر کے ٹکڑے آسمان پر دوڑ آئے اور جمع ہوکر پانی برسنے لگا۔ اسقدر بارش ہوئی کہ قحط دفع ہوگیا۔ آنحضرت صلعم ابوطالب کے لڑکونکے ساتھہ رہا کرتے تھے۔ ایک ساتھہ کھانا پینا ہوتا تھا۔ اگر کسیوقت وہ لڑکے بغیر شرکت آپکے کھانا کھالیتے تو بھوکے رہتے اور جب آپکے ساتھہ کھاتے خوب شکم سیر ہوجاتے۔ (خمیس)

جب آنحضرت صلعم سن تمیز کو پہونچے ابوطالب بدستور سابق آپکے ہر طرح کفیل رہے جب وہ زمانہ آیا کہ کفار قریش آپکے دشمن ہوگئے ابوطالب ہر وقت سینہ سپر رہتے۔ آپکو اذیت کفار سے بچایا کرتے اور آپ پر ہر دم جان نثار و قربان ہوا کرتے مگر شان ایزدی ہے کہ باوجود اس قرب و اتحاد و محبت کے انکو ایمان نصیب نہوا ایچ ہے۔

چو بوطالبے را کنی سنگریز	گہے با چنین گوہرے خانہ خیز

اہل سنت وجماعت کے نزدیک ابوطالب ایمان نہین لائے۔ آنحضرت صلعم کے اعمام مین سے چار نے آپکا زمانہ پایا۔ ابوطالب۔ ابولہب۔ یہہ دونون کافر رہے۔ حمزہ رض۔ عباس رض یہہ دونون صاحب اسلام لائے۔ ابوطالب بن عبدالمطلب کے چار بیٹے اور دو بیٹیان تھین۔ طالب جسکے نام سے کنیت ہی یہہ سب اولاد مین بڑا ہے غزوہ بدر مین کافر مارا گیا۔ حضرت عقیل رض۔ حضرت جعفر طیار رض۔ حضرت علی رض۔ ام ہانی رض۔ جمانہ یہہ دو بیٹیان جملہ چہہ لڑکا لڑکی حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم سے ہین جناب علی رض سب اولاد مین چھوٹے ہین حضرت جعفر سے دس برس چھوٹے۔ حضرت جعفر حضرت عقیل رض سے دس برس چھوٹے اور وہ طالب سے دس برس چھوٹے تھے۔

حضرت جعفرؓ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ اسلام آپکا قدیم ہے۔ جانب حبشہ ہجرت ثانیہ مین تشریف لیگئے۔ انکی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس انکے ساتھ تہین حضرت جعفر عرصہ تک حبشہ مین رہے۔ عبد اللہؓ محمدؓ عونؓ یہہ تینون صاحبزادے آپکے حبشہ مین پیدا ہوے۔ ۷ھ مین حبشہ سے مدینہ منورہ تشریف لاے۔ حضرت عقیلؓ۔ انکا نام قدیم سے یہی رہا۔ کنیت ابو یزید ہے۔ جنگ بدر مین کفار قریش کے ساتھہ جبراً آے۔ منجملہ دیگر قیدیان حضرت عقیل بہی قید ہوگئے تہے حضرت عباسؓ نے فدیہ دیکر چہوڑوا دیا۔ پہر قبل صلح حدیبیہ مسلمان ہوکر مدینہ مین تشریف لاے اور غزوہ موتہ مین شریک ہوے۔ آپ نسب قریش اور اونکے حالات کے عالم تہے چونکہ آپ قریش کے عیب بیان کیا کرتے تہے اسواسطے لوگ انسے ناخوش تہے حضرت عقیلؓ کے پاس ایک چادر تہی جسکو مسجد مین آنحضرت صلعم کا مصلےٰ بنا دیتے تہے اور حضور اوسپر نماز پڑہتے تہے۔ اکثر آنحضرت صلعم کیجد ہتمین بیٹہتے اور زمانہ جاہلیت کے قصے اور نسب کے ذکر کیا کرتے تہے آپ بڑے حاضر جواب تہے۔ آپ کی وفات خلافت حضرت معاویہؓ مین ہے سنہ وفات معلوم نہین ہوا۔ حضرت ام ہانی کا نام فاختہ یا ہند ہے آپ بروز فتح مکہ اسلام لائین۔ ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم سے آپکا نکاح ہوا اور اولاد بہی ہوئی ہبیرہ مذکور نجران بہاگ گیا اور بحالت کفر مین مرا۔ جمانہ کے اسلام مین اختلاف ہے ابن قتیبہ نے ابوطالب کی اوس اولاد مین جو اسلام لاے انکا ذکر نہین کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن قتیبہ کے نزدیک جمانہ کا اسلام ثابت نہین ہوا۔

دار قطنی نے ذیل راویان حدیث مین اولاد ابوطالب کے ذکر مین یہہ لکہا ہے۔ (جمانہ کا نکاح انکے چچیرے بہائی ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب کے ساتھہ ہوا اور اولاد۔

ہوئی ۔جیمانہ سے کوئی روایت نہین ہے) اس اخیر فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسلمان ہوئین کیونکہ اگر اسلام ثابت نہ ہوتا تو روایت اور عدم روایت کا ذکر ہرگز نہوتا۔

جناب علی مرتضی ؑ کی سنہ ولادت مین اختلاف ہے ۔شواہد النبوۃ مین ہے کہ بعد واقعہ فیل ؁ مین پیدا ہوے مگر یہہ روایت بالکل ضعیف ہی۔ خود اوسی کتاب ۔کے آگے کی عبارت سے اس قول کی تردید ہوتی ہے کیونکہ اسکے بعد لکہتے ہین۔ (وقت بعثت جناب رسالتمآب صلعم آپ پندرہ برس یا اٹھارہ برس کے تہے اور بعضے دس برس۔ بعضے سات برس۔ بعضے نو برس کا کہتے ہین۔) اگر سنہ ولادت ؁ بعد واقعہ فیل قرار دیا جاوے تو جناب رسول خدا سے آپ صرف سات برس چہوٹے ہوتے ہین۔ پہر آپ کا اسلام صغرسنی مین یہہ قوی دلیل ہے کہ آپ کی ولادت سنہ مذکور مین نہین بلکہ اسکے بعد ہے ۔تاریخ خمیس مین بہی یہی روایت شواہد النبوۃ کی نقل کی ہے ۔تعجب ہے کہ مورخین ایسی روایت جو بالکل بعید از قیاس اور پایہ اعتبار سے ساقط ہو بلا تکلف لکہہ دیتے ہین علامہ ابن حجر ؒ لکہتے ہین۔ راجح قول یہہ ہی کہ آپ کی ولادت دس برس قبل بعثت نبوی ہے ۔آپکی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ ؓ بنت اسد بن ہاشم اسلام لائین ۔ہجرت کی اور مدینہ منورہ مین وفات پائی۔ یہہ اوّل ہاشمیہ ہین جنکے صاحبزادہ ہاشمی پیدا ہوے یعنے جناب علی مرتضی ؓ کے ماں اور باپ دونون ہاشمی ہین۔ بعد آپکے ہاشمی الطرفین جناب حسنین ؓ ہین۔ علی ہذا القیاس حضرت امام باقر ؓ۔ کیونکہ آپکے والد امام زین العابدین ؓ ہاشمی ہین اور آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت حسن ؓ بن علی ؓ بن ابی طالب بہی ہاشمیہ ہین اور عبداللہ محض اور اونکے بہائی بہی ہاشمی الطرفین حسنی وحسینی ہین۔ آپکا نسب یہہ ہے عبداللہ محض۔ بن حسن مثنی۔ بن امام حسن ؓ بن علی ؓ بن ابی طالب ۔آپ کی والدہ کا نام

فاطمہ ہے وہ امام حسینؓ کی صاحبزادی ہین۔ آپکے دو بھائی حقیقی حسنؒ مثلث ابراہیمؒ ہین آپ سادات کرام مین اوّل حسنی و حسینی ہین ۱۴۵ھ مین بعمر چھیتر سال وفات پائی محمد معروف بہ نفس زکیہ آپکے صاحبزادہ ہین۔ علاوہ انکے محمد امین خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹے بھی طرفین سے ہاشمی ہین۔ کیونکہ ہارون الرشید عباسی ہاشمی ہین اور امین کی والدہ زبیدہ بنت جعفر بن منصور بھی ہاشمیہ ہین۔

جناب علیؓ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین منجملہ مناقب جناب امیر المومنین علیؓ یہ ہے کہ آپ عین کعبہ کے اندر پیدا ہوے ہین۔ حاکم نے حکیم بن حزام کے حال مین بیان کیا ہے کہ مصعب کا یہ قول (حکیم بن حزام سے قبل اور انکے بعد کوئی شخص کعبہ کے اندر نہین پیدا ہوا۔) سراسر وہم ہے جز اخیر (یعنی انکے بعد) غلط ہے کیونکہ روایت اخبار متواتر ثابت ہے کہ جناب علیؓ کعبہ کے اندر پیدا ہوے ہین۔ انتہیٰ۔

حضرت حکیمؓ بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی اسدی۔ کنیت ابو خالد ام المومنین جناب خدیجہؓ کے بھتیجے واقعہ اصحاب فیل سے تیرہ برس پیشتر خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوے۔ آپ بڑے سخی تھے بروز فتح مکہ اسلام لائے ۵۴ھ ہجری مین وفات پائی ایکسوبیس سال کی عمر ہوئی ساٹھ برس جاہلیت مین گذارے اور ساٹھ برس حالت اسلام مین۔ (خلاصہ) اور ایک روایت مین جناب علیؓ کی ولادت ۳۰ سنہ بعد واقعہ عام فیل تیرہوین رجب یوم جمعہ ہے اور آپ بیت اللہ کے اندر پیدا ہوے۔

شد او دُر و بیت الحرامش صدف		کسے را میسر نشد این شرف

حضرت فاطمہ بنت اسد آپکی والدہ ماجدہ فرماتی ہین۔ مجھکو پورے دن تھے کہ

ایک روز مین طواف خانہ کعبہ کو گئی۔ طواف مین مشغول تھی کہ مجھکو درد زہ بشدت تمام ہونے لگا۔ آنحضرت صلعم بھی اوسوقت وہان تشریف رکھتے تھے۔ میری حالت تغیر ملاحظہ کرکے فرمایا۔ اے مادر مہربان۔ آپکا مزاج بخیر ہے۔ چہرہ پر پریشانی کیون ہے۔ مین نے کہا۔ درد زہ شروع ہوگیا ہے اس سے بیچین ہون۔ حضور نے فرمایا۔ جلد طواف ختم کرو۔ مین نے کہا۔ مجھکو اب اتنی تاب نہین رہی۔ ارشاد فرمایا۔ خانہ کعبہ کے اندر جاؤ۔ خدا مشکل آسان کرنے والا ہے۔ آپکے فرمانے سے مین کعبہ کے اندر گئی اور اوسیوقت علی پیدا ہوے۔

وَلَدَتْہُ فِی حَرَمِ الْمُعَظَّمِ اُمُّہٗ		طابت وطاب ولیدھا والمولد

جناب علی کو آپ کی والدہ نے حرم معظم مین جنا۔ آپ کی والدہ پاک ہین اور اونکا لڑکا یعنے آپ اور جاے ولادت یہہ دونون بھی پاک ہین۔

گوہر چو پاک بود صدف نیز پاک بود		آمد میانۂ حرم کعبہ در وجود
لعبش ز فیض کعبہ صفا داشت لاجرم		بر دوش سید دو جہان جلوہ می نمود

دیگر

در فضائل بے نظیر آمد علی	مقتدا و پیشواے ہر ولی
آن علی کو مادرش در کعبہ زاد	آنکہ بر دوش پیمبر پا نہاد
آن علی کو عارف راز خداست	آن علی کو سرور اہل صفاست
آن علی کو شیر یزدان شہ خطاب	آن علی کو قدوۂ ہر شیخ و شاب
آن علی کو مجتبیٰ و مرتضیٰ ست	آن علی کو راز دار مصطفےٰ است
آن علی کو ہست امیر المومنین	آن علی کو ہست امام العارفین
آن علی کو قطب وقت خویش بود	اندرین وادی ز جملہ پیش بود

آن علی کو اولین اولیاست	آن علی کو بہترین اصفیاست
آن علی کو را اویس آمد مرید	آن اویسی کو بصفین شد شہید
آن علی کو شاہ دل درویش بود	مدحت او در دلم ہستی فزود
کرم اللہ وجہہ اندر شان اوست	بیشک افزون زجہان ایمان اوست

(مناقب مرتضوی نسخہ قلمی مولفہ محمد صالح حسینی ترمذی متخلص بہ کشفی)

حلیہ مبارک

صورت گرے کہ نقش جمال ترا کشید	موئے قلم کند ذرۂ آفتاب را

قد- ہمارے ممدوح کا چھوٹا تھا یعنے مائل بہ قصر بعضے کہتے ہین کہ میانہ قد سے کسیقدر دراز تھا جسم فربہ مگر بحد اعتدال۔

دکھانہ تھا جبتک کہ قد یار کا عالم	مین معتقد فتنۂ محشر نہوا تھا

آنکھین- سرگین اور بڑی بڑی نشۂ شراب وحدت سے خمار آلود- اونمین سیاہی وسفیدی بکمال خوبی باہر وپیوستہ۔

کنم ہر گہ رقم حرفے ز چشم مست شہلایش	چو نرگس دیدہ روید از قلم بہر تماشایش

سر مبارک- پر اگلے حصے مین بال بہت کم تھے بلکہ ندار د البتہ پچھلا حصہ بالونسے بھرا تھا- دوسری روایت مین ہے کہ سر پر بالونکی لکیرین تہین جیسے اونگلیون سے خط بنا دیئے ہون سر کے بال سفید براق تھے۔

گردن- صاف پر نور- آبدار مثل بلور۔

گردن ورا عاج بیار دہ باج بگردن خون تمنا	صبح سعادت خط غلامی داشتہ بر کف گشت فرزان

چہرہ۔ خوبصورت خندہ پیشانی ہنس مکھ۔

دل من بدور رویت زچمن فراغ دارد ۔ کہ چو سرو پابندست و چو لالہ داغ دارد
شب تیرہ چون سرآرم رہ پیچ پیچ زلفت ۔ مگر آنکہ شمع رویت بر ہم چراغ دارد

ریش مقدس۔ دراز و عریض۔ بال گھنے۔ گنجان اور سفید تھے آپ خضاب نہین لگاتے تھے لیکن ایک روایت سے زرد خضاب لگانا پایا جاتا ہے۔

بگرد روے تو خط نیست بلکہ کاتب صنع ۔ نوشتہ سورۂ یوسف بدور خط غبار

رنگ۔ گہر اگندمی۔ دور سے دیکھنے والا سانولا رنگ سمجھتا اور قریب والا کہتا کہ بلکہ گندمی مائل بہ سرخی ہے۔

ما راز نکہت چمن رنگ و بو چہ کار ۔ چون لالہ داغ آتش حسن برشتہ ایم

سینہ۔ عرفان کا خزینہ جسپر بال بکثرت تھے۔

سینۂ آئینہ پرداز صفا را نازم ۔ لوح گنجینۂ پر مہر وفا را نازم

شانہ۔ یگانۂ زمانہ۔ دونون شانونکے درمیان فاصلہ۔ ایک دوسرے سے جدا مضبوط و قوی۔ شانہ کی ہڈی اور رگڑی ایسی چوڑی چکلی جیسے شیر غران کی۔

بازو و کلائی۔ بھرے ہوے۔ قوت و شجاعت کی علامت۔ دونون یکسان و برابر۔ دونوںمین گوشت گویا کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ بازو اور کلائی مین کچھ فرق نہ تھا اگر آپ کسیکا بازو پکڑ لیتے تو ممکن نہ تھا کہ وہ رہا ہو سکتا۔

یہ ساعد ونکا ہی اوسکے عالم کہ جسنے دیکھا اوبہ بیدم ۔ نیام تیغ قضای مبرم لقب ہے قاتل کی آستین کا

اور عضلۂ دست جانب بالا سے موٹا پر گوشت۔ بھرا تیلا اور عضلۂ بازو چوڑا تھا

بازو و ساعد گرد و مدور فربہ لاغر بہر دو موقع ۔ عقد جواہر دست برنجن داد ہر یک زیب فراوان

اور عضلہ ساق قوی و مضبوط۔ اوپر سے موٹا نیچے کیجانب پتلا خوبصورت تھا گویا توڑکر پھر جوڑا ہو۔

کف دست و کف پا۔ خوبصورت سڈول پُر گوشت و نرم۔

شکم پاک۔ فربہ و کلان۔ ابوسعید تیمی کہتے ہین کہ ہم لوگ اطفال خورد سال تھے پارچہ فروشی کرتے اور کپڑے کاندھے پر ڈالکر بازارین پھرا کرتے تھے جب کبھی علیؑ کو بازارین دیکھتے کہتے "دیکھو وہ بزرگ شکم آئے"۔ ایکدفعہ اونھون نے ہمسے پوچھا "تم ہمکو دیکھکر کیا کہا کرتے ہو" ہمنے جواب دیا "ہم آپکو عظیم البطن کہتے ہین"۔ ارشاد فرمایا "ٹھیک ہے۔ میرا پیٹ بڑا ہے مگر اسکے اوپر والے حصہ مین علم بھرا ہے اور نیچے کا حصہ کھانے کی جگہ ہے"۔

جملہ اعضاء۔ اور مفاصل استخوان نہایت درجہ قوی اور مضبوط تھے جنمین خداداد طاقت بھری تھی جس سے کشتی کی اوسکو پچھاڑا جس سے لڑے اوسپر مظفر و منصور ہوئے

رفتار۔ آپ جھومتے چلتے تھے۔

باد صبح یار م آہوست یا رفتار کبک	یا خرام ناز آن شوخ بلا بالاست این

جب مقابلہ کفار کو نکلتے جھپٹکر چلتے مگر نہایت اطمینان اور ثبات قلبی سے۔ کسی نوع کی پریشانی و بدحواسی طاری نہوتی۔ (ابن اثیر و خمیس)

آپکے اکثر حصہ جسم پر بال تھے (فصل الخطاب) آپ کے دو گیسو بھی تھے (ریاض النصوۃ)

نہ پوچھو داغ ادا اون گیسوؤنکی کچھ نرالی ہے	بنانیسے بگڑتے ہین سنوارنیسے بکھرتے ہین

الغرض ہمارے ممدوح آقائے نامور عالیقدر جس طرح جملہ کمالات باطنی سے آراستہ و پیراستہ تھے اوسیطرح حسن و خوبی و جمال ظاہری بھی مصور ازل نے آپکو عطا فرمایا تھا۔

تربیت زمانۂ طفولیت

جناب علی مرتضیٰؑ ابھی بالکل بچہ تھے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے آپ پانچ برس کے تھے کہ مکہ معظمہ مین خشک سالی ہوئی۔ تمام مخلوقات خستہ وتباہ حال ہوئی۔ دانہ دانہ کو محتاج چشم گریان خشک۔ لب پر آہ۔ ہر آن خالق ارض وسما سے دعا۔ قریش مین جو صاحب مال تھے وہ تو خیر شکم سیر گذر کرتے تھے مگر جو فقیر ونادار صاحب عیال کثیر تھے وہ بدحال تھے۔ ابوطالب کے بال بچے بہت تھے۔ جناب رسول خداؐ نے گرانی وخشک سالی کا یہہ رنگ ملاحظہ فرما کر نہایت تاسف کیا۔ جناب عباسؓ بن عبد المطلب بنی ہاشم مین مالدار تھے۔ آنحضرت صلعم نے ان سے ارشاد کیا "چچا جان۔ اسوقت کی گرانی وتنگی نے نہایت پریشان کر دیا ہے۔ اپنے غریب کنبہ والونکو دیکھکر تو طاقت ضبط وصبر نہین جب انکی تکلیف دیکھتا ہون بیساختہ جی کڑھتا ہے۔ چچا ابوطالب کی آمدنی ومصارف وکثرت اولاد پر نظر پڑتی ہے تو دل تڑپ جاتا ہے۔ آپ اگر میری مدد کرین تو کسیقدر بار سے وہ سبکدوش ہو جائین۔ میری یہہ راے ہے کہ مین اور آپ چچا ابوطالب کے لڑکون مین سے ایک ایک کو لی لین۔ فی الجملہ وہ انکے بوجہہ سے ہلکے ہو جائینگے"۔ جناب عباسؓ نے فرمایا "بہت مناسب ہے مین راضی ہون" یہہ کہکر آپکے ساتھہ ہو لیئے۔ دونون صاحب ابوطالب کے گھر پہونچے اور یہہ فرمایا "ہم چاہتے ہین کہ جبتک یہہ گرانی اور خشک سالی ہے آپکو فکر عیال سے فارغ البال کر دین"۔ ابوطالب نے جواب دیا۔ "اچھا ہے عقیل اور طالب کو میرے پاس ہی رہنے دو اور باقی لڑکے تم لیجاؤ"۔ اسقدر اجازت پاکر جناب علیؑ کو جناب رسول خداؐ نے

لیکر اپنے سینہ مبارک سے لگالیا اور جناب جعفر طیار رضہ کو جناب عباس رضہ نے لے لیا۔ اوسوقت سے برابر جناب علی رضہ آنحضرت صلعم کے پاس رہے اور آپنے بکمال شفقت اپنے فرزندونکی برابر رکہا جسوقت آنحضرت صلعم کو نبوت ہوئی۔ علی مرتضی رضہ نے آپ کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لائے۔ حضرت جعفر رضہ جناب عباس رضہ کے پاس ہی یہانتک کہ اسلام لائے اور جوان ہوکر کمائی کے قابل ہوگئے۔ (ازالۃ الخفا)

جناب علی مرتضی رضہ اوسوقت سے ہر لحظہ خدمت نبوی مین رہتے تہے کسی وقت سفر و حضر مین آنحضرت صلعم کا ساتہ نہ چھوڑا۔

بایام طفلی امام بشر	بسر برد اندر سرا پدر
بسن صبا نز خیر الانام	بکسب کمالات کرد اہتمام

یعنی ایک جان دو قالب تہے۔

اتحادیست میان من و تو	من و تو نیست میان من و تو

جناب رسول خدا سا معلم و شفیق و مربی ہو اور جناب علی رضہ کا سا تعلیم پانے والا۔ حضور سرور کائنات صلعم جیسے اوستاد مہربان جناب علی جیسے شاگرد رشید مطیع فرمانبردار ہون پہر ایسے شخص کی تعلیم و کسب کمالات ظاہری و باطنی اور ترقی مدارج روحانی کی کیا انتہا ہوسکتی ہے اور کون اوسکی حد بیان کرسکتا ہے۔

وقت اسلام رضہ

جناب علی مرتضی رضہ جسوقت اسلام لائے ہین آٹھ برس کے تہے اور بقول بعض دس برس کی عمر تہی یہی قول راجح ہے۔ انکے سوا اور بہی اقوال ہین (فتح الباری شرح بخاری)

بعضے کہتے ہین کہ آپ آٹھ برس سے کم تھے بعضے نو برس کا بتلاتے ہین۔ (صواعق محرقہ)
شواہد النبوۃ مین ہے کہ آپ پندرہ برس کے یا اٹھارہ یا دس یا سات یا نو برس کے تھے
ذخائر العقبیٰ مین ہے کہ آپ اور زبیرؓ آٹھ برس کی عمر مین اسلام لائے اور بروایت ابن
اسحٰق دس برس کی عمر تھی اور بعضے کہتے ہین تیرہ یا چودہ یا پندرہ یا سولہ برس کے تھے
راقم۔ صحیح روایۃً و درایۃً آٹھ یا دس برس کا سن ہے اور راجح دس برس کی عمر۔
کیونکہ آپکا اسلام لانا بالاتفاق عالم طفلی اور صغر سنی مین ثابت ہے۔ خود جناب علی رض
کے قول سے آپکا اسلام سب سے قبل اور حالت نابالغی مین ثابت ہے جسکو ہم آگے لکھینگے

مبحث سابق الاسلام

مؤرخین اس امر مین مختلف ہین کہ سب سے اول کسکا اسلام ہے۔ بعض کا بیان ہے
کہ جناب ابوبکر صدیق رض سابق الاسلام ہین بعضے جناب علی کرم اللہ وجہہ کو کہتے ہین۔ اب ہم
طرفین کے اقوال و دلائل نقل کرتے ہین اور ان اقوال متضادہ کی وجہ توفیق و تطبیق
بھی ذکر کرتے ہین۔

حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا "مین نے
کسی پر اسلام پیش نہین کیا مگر اوسنے اولاً انکار کیا اور مجھسے بحث کی لیکن ابن ابی قحافہ
بلا تردد و بغیر قیل و قال میرے کہنے سے اسلام لائے اور اصلاً تاخیر و درنگ کو
راہ نہ دی" علامہ بیہقیؒ اسکے ذیل مین لکھتے ہین "چونکہ جناب ابوبکر رض نے قبل اسلام لانیکے
آنحضرت صلعم کی نبوت کی علامات و دلائل پر خوب غور کرکے آپکے برحق ہونے کی
تصدیق دل سے کرلی تھی اور بوقت دعوت اسلام انکو کسی قسم کا تردد باقی نہ تھا
لہذا فی الحال اسلام قبول کرلیا۔ اسی کلام کی تائید مین ہے۔ فرات بن سائب کہتے ہین

کہ مین نے میمون بن مہران سے سوال کیا۔ تمہارے نزدیک علیؓ افضل ہین۔ یا ابوبکرؓ و عمرؓ" میرے اس سوال سے میمون غصہ مین کانپ اوٹھے اور اونکے ہاتھ سے عصا گر پڑا جب ذرا غصہ فرو ہوا تو کہا۔ مجھکو کیا گمان تہا کہ مین ایسے زمانہ تک زندہ رہونگا کہ لوگ حضرات شیخین کے برابر دوسرونکو سمجھنے لگین گے سبحان اللہ جناب ابوبکر صدیق اور عمر فاروقؓ دونون اسلام کے سر تہے" پہر مین نے دریافت کیا۔ "ابوبکرؓ پہلے اسلام لائے یا علیؓ" جواب دیا۔ "واللہ باللہ حضرت ابوبکرؓ سابق الاسلام ہین آپ اوسوقت سے اسلام لائے ہین جبکہ (۱۹ یا ۲۰ سنہ مین) بحیرا راہب سے ملے۔ آپ ہی نے تو جناب رسول خدا صلعم اور ام المومنین جناب خدیجہؓ کی درمیان نکاح کا پیغام وسلام کیا اور نکاح کرا دیا۔ یہہ واقعات اوس زمانہ کے ہین جب جناب علیؓ پیدا نہوے تہے۔ حضرت زید بن ثابتؓ سے بسند صحیح مروی ہے کہ سب سے اول آنحضرت صلعم کیساتھ جناب ابوبکرؓ نے نماز پڑہی۔ امام ترمذی اور ابن حبان خود جناب ابوبکرؓ سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا۔ "کیا مین خلافت کا حقدار نہین۔ کیا مین اول اسلام لانے والا نہین"۔

طبرانی اپنی کتاب معجم کبیر مین اور عبداللہ بن احمد زوائد الزہد مین شعبیؒ سے روایت کرتے ہین کہ شعبیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا اسلام لانے مین کون اول ہین جواب دیا۔ ابوبکرؓ اول ہین۔ کیا تم نے حسانؓ کے اشعار نہین سنے۔

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقة	فاذکر اخاک ابا بکر بما فعلا
خیر البریة اتقاها واعدلها	الی النبی واوفاها بما حملا
والثانی التالی المحمود مشهدہ	واول الناس منهم صدق الرسلا

ترجمہ۔ جب تم کو بڑے لوگونکے مصائب یاد آئین تو جناب ابوبکرؓ کے حالات کو ذکر کرو وہ بہترین مخلوق سب مین زیادہ متقی و پرہیزگار سب سے زیادہ جناب رسول خدا صلعم کے قریب جس بار کو اوٹھایا اوسکی متحمل اور وفا کرنے والے (غار حرا مین) دوسرے (آنحضرت کے) تابع۔ آپکے مراتب قابل تعریف ہین سب لوگونسے پہلے آنحضرت صلعم کی نبوت کی اور سب پیغمبرونکی تصدیق کرنے والے۔

بلحاظ روایات مذکورہ بالا ایک جماعت صحابہ کرام و تابعین کا یہی اعتقاد ہے کہ جناب ابوبکرؓ کا اسلام اول ہے بلکہ بعض آئمہ نے اس پر اجماع و اتفاق صحابہ کرام کا دعویٰ کیا ہے۔ ان دلائل کے خلاف مین جو اور حدیثین وارد ہین اون کا جواب اور دلائل ہذا سے تطبیق اس طرح دیتے ہین کہ مردونمین سابق الاسلام جناب ابوبکرؓ ہین۔ عورتونمین جناب ام المومنین خدیجہؓ۔ لڑکون نابالغون مین جناب علی مرتضیٰؓ اور غلامون آزادشدہ مین حضرت زید اول اسلام لائے ہین اور غلامون مین حضرت بلالؓ سابق ہین

ابن اثیر اس باب مین آئمہ صحابہ کبار کے خلاف ہین وہ کہتے ہین ظاہر حال شاہد ہے کہ آنحضرت صلعم کے گھر والے سب سے پہلے اسلام لائے۔ ام المومنین جناب خدیجہؓ۔ جناب زیدؓ۔ اونکی بیوی ام ایمنؓ۔ جناب علیؓ اور ورقہ بن نوفل یہہ صاحب سب سے پہلے اسلام لائے ہین۔ اپنے اس دعوے کی تائید مین حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا یہہ قول پیش کرتے ہین کہ حضرت ابوبکرؓ سے قبل پانچ آدمیونسے زیادہ اسلام لاچکے ہین لیکن جناب ابوبکرؓ ہم لوگونسے بہتر و افضل ہین۔

بعضے کہتے ہین کہ ام المومنین جناب خدیجہؓ کا اسلام اول ہے اور انکے بعد جناب صدیق اکبرؓ اسلام لائے ہین یہی قول ابن عباسؓ و ابراہیم نخعیؒ و امام شعبیؒ کا ہے۔ (معالم التنزیل)

استیعاب و اسد الغابہ مین ہے کہ حضرت علیؑ کا اسلام اوّل ہے ۔ محمد بن کعب قرظی سے پوچھا گیا ۔ کون پہلے اسلام لایا ۔ جواب دیا حضرت علیؓ پہلے اسلام لاے ہین لیکن یہ اپنے اسلام کو مخفی رکھتے تھے ۔ اپنے باپ کے ڈر سے ظاہر نہین کرتے تھے اور جناب ابوبکرؓ کا اسلام فوراً ہی ظاہر ہوگیا ۔ اسوجہ سے لوگ اشتباہ مین پڑ گئے اور حضرت ابوبکرؓ سابق الاسلام مشہور ہوگئے ۔

بعضے کہتے ہین کہ اگر اولیت کا لحاظ کیا جاوے تو ورقہ بن نوفل سب سے پہلے مسلمان ہین جو قبل نبوت کے اسلام لاے ہین ۔

ابن اسحق کہتے ہین کہ سب سے اول جناب خدیجہؓ اسلام لائین بعد انکے مردومین جناب علیؓ نے دس برس کی عمر مین اسلام قبول کیا ۔

ریاض النضرۃ مین ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے دوشنبہ کے دن نبوت پائی اور حضرت علیؓ سہ شنبہ کو اسلام لاے ۔ رافع جناب رسول خداؐ سے روایت کرتے ہین کہ مین پیر کے دن نبی ہوا ۔ خدیجہؓ اوسی روز اخیر دن مین اسلام لائین اور میرے ساتھ نماز پڑہی ۔ دوسرے دن منگل کو علی اسلام لاے پھر زید بن حارثہ پھر ابوبکر ۔ (انکی عمر اڑتیس سال کی اور بعضی کہتے ہین سینتیس برس کی تھی ۔)

جب جناب ابوبکرؓ اسلام لاے لوگونکو اسلام کی ترغیب دیتے تھے چنانچہ آپکی تحریک سے حضرات زبیر بن عوام عثمان بن عفان ۔ طلحہ بن عبید اللہ ۔ سعد بن ابی وقاص و حضرت عبد الرحمن بن عوف اسلام مین داخل ہوے ۔ (کذا فی شرح المقاصد)

اسد الغابہ مین بروایت حضرت ابن مسعودؓ منقول ہے کہ جناب ابوبکرؓ فرماتے ہین کہ قبل بعثت نبوی مین یمن کو گیا ۔ ایک شخص معمر شیخ و عالم قبیلہ ازد کے گھر اوترا

وہ شخص کتب آسمانی پڑہا تہا۔ مجھکو دیکھکر شیخ مذکور نے کہا۔ کیا تم حرمی ہو۔

ابوبکرؓ ہان ہم اہل حرم اور مکی ہین۔

شیخ۔ مین خیال کرتا ہون کہ تم قریشی ہو۔

ابوبکرؓ بیشک مین خاندان قریش سے ہون۔

شیخ۔ کیا تم تیمی ہو۔

ابوبکرؓ ہان ضرور۔ تیم بن مرہ کے خاندان سے ہون۔

شیخ۔ اب ایک علامت اور تم مین باقی رہ گئی ہے۔

ابوبکرؓ وہ کیا ہے۔

شیخ۔ ذرا اپنا پیٹ کہول کر مجہکو دکہا دو۔

ابوبکرؓ جبتک یہہ نہ ظاہر کرو کہ اس سے تمہاری کیا غرض ہے مین اپنا پیٹ تمکو نہ دکہاؤنگا۔

شیخ۔ مجھکو صحیح اور سچے علم سے ظاہر ہوا ہے کہ ایک پیغمبر حرم مین مبعوث ہونگے۔ اونکے مددگار ایک مرد جوان۔ دوسرا سیانہ سن ادہیڑ ہوگا۔ جوان آدمی تو بڑا قوی۔ سخت بشکل کا مونمین گہس جانیوالا۔ دشوار کامونکا آسان کرنیوالا اور اونکا دفع کرنے والا ہوگا۔ دوسرا شخص عمر رسیدہ۔ سفید گورا رنگ ضعیف و نحیف۔ اوسکے پیٹ پر سیاہ تل ہوگا اور بائین ران پر ایک علامت ہوگی۔ تمہارا کیا نقصان ہے کہ جس امر کا سوال کرتا ہون اور دیکہنا چاہتا ہون وہ مجھکو کیون نہین دکہلا دیتے مین نے تمہارے تمام اوصاف تمہارے سامنے بیان کر دیئے صرف ایک علامت باقی رہ گئی ہے جسکے دیکہنے سے

میرا اطمینان کامل ہوجاویگا۔

ابوبکرؓ لو دیکھ لو اور اپنا اطمینان کر لو۔

شیخ - (ناف مبارک پر ایک سیاہ تل دیکھکر) برب کعبہ تم وہی شخص ہو اور مین تمسے ایک بات کہا چاہتا ہون اور کچھ نصیحت کرتا ہون تمکو چاہیے کہ میری کہنے پر عمل کرو اور اوسکے خلاف سے حذر۔

ابوبکرؓ وہ کیا ہے بیان کرو۔

شیخ - راہ راست سے نہ بہک جانا۔صراط مستقیم اور راہ متوسط پر قائم رہنا خدائے تعالی جو نعمت وعظمت تمکو عطا فرماے اوسکے صرف مین خدا سے ڈرتے رہنا

حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہین کہ جب مین نے اپنے کاروبار سے فارغ ہوکر مکہ معظمہ کا قصد کیا۔چلتے وقت اوس شیخ کے پاس گیا شیخ نے کہا مین نے اوس نبی کی نعت مین کچھ اشعار کہے ہین۔وہ اونکو سنا دینا مین نے وعدہ کیا۔شیخ نے بارہ شعر عربی پڑھے جن مین کا اول شعر یہ ہے۔

الم ترانی قد سمیت معاشری	ونفسی وقد اصبحت فی الحی عاھنا

ترجمہ کیا تم نہین دیکھتے کہ مین اپنی قوم مین کس عمر کو پہونچا اور بوجہ پیرانہ سالی کے مثل شاخ شکستہ کے بیکار ہو گیا ہون۔

مین نے یہہ شعر یاد کر لئے اور مکہ مین پہونچا۔ابوجہل وغیرہ دیگر سردار قریش مجھسے ملنے کو آے مین نے اونسے دریافت کیا۔کیا کوئی واقعہ جدید میرے بعد پیش آیا ہے جواب دیا ابوطالب کا یتیم پرورده مدعی نبوت ہوا ہے۔ہم سب سے کہتا ہے کہ تم لوگ باطل دین پر ہو اور تمہارے باپ دادا بھی دین باطل پر تھے۔ہم تمہارے منتظر تھے

اب تم آے ہو دیکھ لینا۔ اور وہ تمہارا بھی تو دوست ہے۔"
مین نے ان لوگونکو بلطائف الحیل ٹالا اور بمناسب وقت جواب دیکر رخصت کیا پہر مین حضور کی تلاش مین نکلا۔ معلوم ہوا کہ خدیجہ رض کے گہر ہین۔ مین وہان پہونچا۔ حضور سرور عالم دروازہ پر تشریف لاے۔ مین نے کہا۔ اے محمدؐ کیا آپنے دین قدیم آباو اجداد کا ترک کردیا۔ فرمایا۔ مین خدا کا رسول ہون مجھکو تمپر اور تمام خدا کی مخلوق پر خدا کا پیغام پہونچانے اور اوسکے دین اسلام کی تعلیم کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اب تم خدا پر ایمان لاؤ۔ مین نے کہا۔ آپکے دعوی کی دلیل کیا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ وہی مرد ضعیف شیخ کبیر السن جو تمکو یمن مین ملا ہے۔ مین نے کہا۔ مین تو بہت سے بوڑہے شخصون سے ملا۔ فرمایا وہ شخص جسنے تمکو شعر سناے ہین۔ مین نے کہا۔ اے دوست۔ آپکو کس نے خبر دی فرمایا اوسی فرشتۂ بزرگ نے جو مجھسے قبل اور انبیاء کرام کے پاس آتا تہا۔ مین نے کہا۔ ہاتہہ بڑہائیے مین گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود برحق بجز خدا کے وحدہ لاشریک لہ نہین اور آپ بیشک خدا کے رسول ہین۔ پہر مین اسلام لانیکے بعد گہر واپس آیا۔ مکہ معظمہ مین اوس روز کوئی شخص اسقدر مسرور و شاد کام نہ تہا جیسا کہ جناب رسول اللہ میرے اسلام لانیسے اوس دن خوش تہے۔

معارج النبوۃ مین ہے کہ یہہ سفر جناب یمن ابوبکر صدیق رض نے قبل بعثت نبوی کیا ہے جب وہان سے واپس آے مکہ معظمہ مین آپکی نبوت کی خبر مشتہر ہوگئی تہی۔ حضرت ابوبکر بہی اسلام لاے جیسا اوپر گذرا جب آیہ کریمہ۔ قم فانذر۔ نازل ہوئی اور آپکو تبلیغ رسالت اور دعوت اسلام کا حکم ہوا تو سب سے پہلے ام المومنین جناب خدیجہ رض ایمان لائین اوسکے دوسرے روز خواہ تیسرے روز جناب علی مرتضی رض بعمر دہ سالگی

مشرف باسلام ہوے پہر زید بن حارثہ بعد ازان حضرت صدیق اکبرؓ دولت اسلام سے شرف یاب ہوے۔ مناقب مرتضوی قلمی مین درباب سابقیت اسلام اسطرح لکھاہی کہ حضرت عمرؓ و عتبہ۔ ابوسعید حسانؓ سے منقول ہے کہ جناب ابوبکرؓ سب سے اول ایمان لائے اور حضرت ابوذر غفاری۔ سلمان فارسی۔ مقداد بن اسود۔ خباب بن الارت جابر بن عبداللہ۔ خزیمہ بن ثابت۔ زید بن ارقم۔ انس بن مالک۔ حضرت عباس رضوان اللہ عنہم سے بروایات متعددہ ثابت ہے کہ جناب علیؓ سابق الاسلام ہین۔

مولٰنا شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین "چونکہ جناب علی مرتضیٰؓ زمانہ طفولیت سے حضور سراپا نور کی کفالت و تربیت مین تہے لہذا آپکا اسلام اور جناب رسول خدا کے ساتہہ نماز پڑہنا وقت بلوغ سے قبل ہے۔ اکثر صحابہ کبار و تابعین اخیار کا قول ہے کہ ام المومنین جناب خدیجہؓ کے بعد جناب علیؓ اسلام لاے ہین" پہر شاہ صاحب مآثر جناب صدیقؓ مین اس طرح افادہ فرماتے ہین "منجملہ فضائل حضرت ابوبکرؓ یہہ ہے کہ آپ اول بعثت رسولخداصلعم مین مشرف باسلام ہوے اور اسلام لانے مین سب پر سبقت کی علماے سیر اس باب مین مختلف ہین کہ اول اسلام آپکا ہے یا جناب علی مرتضیٰؓ کا یا ام المومنین جناب خدیجہؓ کا ہے ہر ایک فریق ادلہ واضحہ اپنے مدعیٰ پر لاتے ہین مگر سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آزاد بالغین قریش سے حضرت صدیق اکبر پر کسی نے اسلام مین سبقت نہین کی فقیر اس مقام پر نکتہ باریک بیان کرتا ہے جس سے آپکی اولیت اسلام کما حقہ ظاہر و باہر ہوگی۔ وہ یہہ ہی کہ جناب صدیقؓ کی اولیت و سبقت اسلام منجملہ فضائل و مآثر بدین لحاظ شمار کیجاتی ہے کہ آپکے اسلام لاتے ہی اسلام کا شیوع ہوگیا اور روز بروز لوگ اسلام مین داخل ہونے لگے۔ آپ کا اسلام لانا لوگونکو اسلام کیطرف

اوبہا ز یوالا اوز ا ونکے دلونکو خوبی اسلام کیجانب کہینچنے والا ہے لہذا بحکم الدال علی الخیر کفاعلہ۔ آپکے بعد جسقدر لوگون نے اسلام قبول کیا اون سب کا ثواب آپکے نامۂ اعمال مین لکہا گیا۔ یہہ کام جو آپ کی ذات سے ہوا اوسی سے ہوگا جو عاقل بالغ آزاد ہو لوگونمین مشہور و معروف ہو۔ لوگ اوسکا کہنا مانتے ہون۔ اوسکو اچہا جانتے ہون۔ اوسکی اطاعت کرتے ہون اور اپنا دین قدیم چہوڑکر دوسرا دین قبول کرے اور سعی و کوشش کما ینبغی سے لوگونکو قبول دین جدید پر آمادہ کرے دوسرے شخص سے ممکن نہین اور جب آپکی ذات ستودہ صفات سے یہہ امر جلیل الشان وقوع پذیر ہوا تو آپکے محامد و اوصاف مین شمار ہوا اور آپ لقب سابق الاسلام کے ضرور مستحق ہوے اگرچہ اولیت حقیقی مین اختلاف ہو''

راقم۔ شاہ صاحبؒ کے کلام سے مستفاد ہوا کہ آپ اگرچہ اسلام مین اول نہین۔ مگر بوجہ اسکے کہ آپ باعث شیوع و ترقی اسلام ہوے اس لحاظ سے خطاب سابق الاسلام کے حقدار و مستحق ہین یہہ توجیہ ایسی نفیس ہے کہ دونون فریق راضی وخوش ہوگئے۔ جناب شاہ صاحب کی دونون عبارتون سے یہہ امر ثابت ہوا کہ جناب علی مرتضیٰ رضکا اسلام لانا جناب صدیق اکبرؓ کے اسلام سے قبل ہے۔ حقیر ناچیز کی فہم ناقص مین ایک بات آتی ہے وہ یہہ کہ جناب صدیق اکبرؓ قبل اسلام جناب رسول خدا صلعم کے رفیق رہے اور محبت و خلوص ان دونون حضرات مین تہا وہ کتب سیر سے مثل روز روشن ظاہر و ہویدا ہے اسکا کسیکو انکار بہی نہین۔ جناب صدیق رضکو جو قرب حضوری اسلام سے قبل اسلام حاصل تہا اور جسکی وجہ سے ہرطرح خیرخواہ جناب سرور کائنات صلعم رہے ہے۔ یہہ بہی بخوبی عیان ہے۔ سفر شام ۱۹ سنہ یا ۲۰ سنہ بعد واقعہ فیل مین ہمراہ رکاب حضور اقدس تہے

اور بحیرا راہب سے ملے اور اوسکے بیان سے تصدیق دلی جناب رسول خدا کی نبوت
کی حاصل ہوئی اوسوقت جناب علی مرتضیٰ پیدا ابھی نہ ہوے تھے اور نہ ام المومنین
جناب خدیجہ نے شرف زوجیت جناب رسول پاک پایا تھا اگر اوسیوقت آپ ایمان
لاے ہون تو کیا عجب ہے جیسا کہ ہم اسی دعوی پر اجماع صحابہ نقل کر آے ہین۔ باقی رہا
یہہ امر کہ بعض روایات مذکورہ بالا سے آپکا اسلام بعد پانچ چھہ صاحبون کے منقول ہے
ہم کہتے ہین کہ یہہ بعدیت ظہور اوسی مخفی اسلام سابق کی کاشف و مظہر ہے کیونکہ جس
زمانہ مین آپ اسلام لاے ہین وہ زمانہ ایسا ہی تھا اوسوقت جسکے دل مین اسلام کی
محبت اور اوسکی جانب میلان طبعی تھا وہ کفار کے خوف سے جرأت نہ کر سکتا تھا کہ اپنا
عقیدہ ظاہر کرے اور برملا کلمہ لا الہ الا اللہ زبان پر لا سکے۔ اوس زمانہ کا کیا ذکر
بعد نبوت بھی ابتدا مین یہی حالت رہی جو مسلمان ہوے چھپکر جناب فاروق اعظم رض
کے اسلام سے البتہ اسلام پردہ سے نکلکر عالم ظہور مین جلوہ گر ہوا اور پہر رفتہ رفتہ شرق
سے غرب تک آفتاب اسلام نے اپنی نورانی شعاعین پہیلا دین اور ظلمت کفر و شرک
بالکل مٹا دی صواعق محرقہ سے جو تقسیم منقول ہے کہ مردونمین اول جناب صدیق کا
اسلام ہے اور عورتونمین جناب ام المومنین خدیجہ رض اور لڑکون مین جناب شیر خدا
اول ہین تو یہہ تفریق و تقسیم بہی باعتبار اسی ظہور اسلام کے ہے۔ کیونکہ عہد نبوت سے
قبل کا لحاظ نہ کر کے مبداء اسلام تاریخ بعثت و نبوت جناب سرور کائنات قرار
دی گئی۔ اوس ور سے جسکا اسلام اوّلاً ظاہر ہوا وہ اول ہے جسکا ثانیاً مشہور ہوا
وہ ثانی ہے علی ہذا القیاس۔ یہہ بہی روایات صحیحہ سے واضح ہے کہ جناب صدیق اکبر رض
وقت نبوت و ظہور دعوت اسلام یمن کو تشریف لیگئے تھے اور وہان ایک بزرگ

عالم کبیر السن سے ملے جب یمن سے واپس آے اور آپ کی نبوت کا حال معلوم ہوا بلا تاخیر
خدمت اقدس مین آکر کلمہ پڑھ لیا۔ ماحصل اس تقریر کا یہہ ہوا کہ جناب صدیق اکبرؓ کا
اسلام حقیقۃً سب سے اوّل ہے اگرچہ باعتبار ظہور کے جناب ام المومنین خدیجہؓ وجناب علیؓ
وغیرہم کے بعد ہے۔ اب ہم اصل قصہ یعنی اسلام جناب علیؓ کیجانب رجوع کرتے ہین
اوپر گذر چکا ہے کہ جناب علیؓ بچپن سے آنحضرت صلعم کے پاس رہے۔ جب آپکی عمر
دس برس کی ہوئی۔ ایک روز جناب رسول خدا کو دیکھا کہ ام المومنین خدیجہؓ کے
ساتھہ نماز پڑھ رہے ہین۔ بعد فراغت نماز حضور سے پوچھا۔ بھائی صاحب۔ آپ یہہ
کیا کام کرتے تھے۔ جواب دیا یہہ خدا کی نماز اور اوسکی عبادت ہے۔ اوسنے اپنی بندونکو
دین اسلام قبول کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہہ طریق وآئین خداوند تعالےٰ کا محبوب ومرغوب
ہے۔ مین تمکو اس دین کی دعوت دیتا ہون تم بھی اسے قبول کرو اور دل سے اعتقاد
رکھو کہ خداے وحدہ یکتا وبے مثل ہے اوسکا کوئی شریک نہین۔ یہہ لات وعزیٰ پتھر کی
مورتین جو اپنے ہاتھوں سے تمہارے بزرگون نے تراشی ہین قابل پرستش نہین نہ انسے
کوئی امید نفع نہ خوف ضرر ہے۔ انکی عبادت ترک کرکے خداے پاک کی عبادت کرو
حضرت علیؓ نے عرض کیا "آپکے سوا مین نے کبھی کسی سے اس دین کا نام نہین سنا۔
مین بغیر اپنے والد سے مشورہ لئے کوئی کام نہین کرتا۔ اگر آپ اجازت دین تو مین اپنے
باپ سے اس امر مین راے لے لون" حضور سرور عالم نے فرمایا "اے علی۔ فی الحال مناسب
وقت یہہ ہی کہ اگر تم کو اسلام پسند نہین اور اس سے ابھی انکار ہے تو خاموش رہو کسی سے
کہنا سننا ٹھیک نہین ہے۔ یہہ گفتگو اسوقت ختم ہوگئی۔ رات کو خداے کریم ہادی مطلق نے
جناب امیر المومنینؓ کا دل نور ہدایت سے نورانی فرمادیا اور قبول اسلام کے واسطے آپ کا

سینہ کشادہ ہوگیا۔ دین اسلام کی خوبی اور بزرگی خدا ئے یکتا کی عظمت و جلالت
آپ کی نظر و نہین سما گئی۔ رات ہی سے شوق پیدا ہوا۔ جاذبہ شوق کہتا تہا۔ چل اوٹھ
ابہی دولت ایمان نعمت دین اسلام سے مالا مال ہو۔ صبح تو دور ہے آنی دیر تاخیر کیون
ضرور ہے بارے بضبط و صبر صبح کی تڑکے منہ اندہیرے حضور سرور عالم کی خدمت مین
باریاب ہوے اور بکمال ذوق و وفور شوق عرض کیا۔ اے رسول اللہ۔ مجہکو اسلام
سکہائیے۔ راہ ہدایت بتائیے۔ خرابات دین متین عنایت ہو۔ شربت خوشگوار کلمہ توحید سے
کام و دہان اس تشنہ لب کا سیراب ہو۔

سخن بیش کہ گویم چو چارہ ساز توئی	مراد دل ز کہ جویم چو دلنواز توئی

آنحضرت صلعم نے کلمہ توحید تلقین فرمایا۔ آپ کلمہ مبارک پڑہکر مشرف باسلام ہوے
ایک روایت مین اس طرح آیا ہے کہ بوقت عرض اسلام جناب امیر المومنین نے کہا
کہ مین اپنے باپ سے جاکر مشورہ لے آؤن یہہ کہکر اس رادہ سے روانہ ہوے دو چار قدم
گئے تہے کہ آپکے دل مین گذرا۔ تیرے باپ نے تو حکم دیدیا ہے کہ محمد جس کام کو تجہسے کہین
بلا تامل منظور کر لینا اب اونسے کہنی سننے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس خیال کے آتے ہی
واپس آے اور اسلام قبول کیا۔ طریقہ وضو و نماز سیکہا مگر اپنا اسلام لانا باپ سے پوشیدہ
رکہا۔ چوری چوری آنحضرت کے ساتہہ نماز پڑہا کرتے تہے جب نماز کا وقت آتا آنحضرت
صلعم آپ کو ساتہہ لیکر آبادی سے باہر نکل جاتے اور کسی محفوظ جگہہ مین جہان آدمیونکا
گذر نہ ہوتا دونون صاحب نماز ادا فرماتے اور بعض روایت مین ہے کہ جب حضور سرور عالم
نماز ادا کرتے جناب امیر المومنین ادہر اودہر تاکا کرتے کہ مبادا کوئی دشمن گہات مین ہو
اور غافل پاکر آپکے دشمنونکو کوئی صدمہ پہونچاوے۔

مروی ہے کہ ایک روز ابوطالب نے اپنے فرزند ارجمند حضرت علی کو گھر مین نہ دیکھا تلاش کیا۔ نہ ملے۔ اسی جستجو مین تھے کہ بی بی فاطمہ آپکی والدہ ماجدہ نے فرمایا "اے ابوطالب علی کو دیکھتی ہون کہ مثل سایہ ہردم محمد کے ساتھ رہا کرتا ہے۔ مجھکو اندیشہ ہے کہ محمد کی صحبت مین میرا بچہ اپنا آبائی دین اور قدیمی ملت ترک کرکے جدید مذہب اختیار کرے اور مفت مین ہاتھ سے جاوے پھر کچھ بنائے نبن پڑیگی" ابوطالب نے یہہ سُنکر اپنی اہلیہ کو تسلی دی اور کہا "ایسا نہوگا میرا لڑکا بغیر میرے صلاح ومشورہ کے کوئی کام نہین کرتا۔ تم اوسکی جانب سے مطمئن رہو۔ وہ لڑکا بڑا نیک اور میرا مطیع وفرمانبردار ہے"
(معارج النبوۃ)

اسکے بعد حسب اتفاق ایک روز ابوطالب کسی کام کو مکہ سے باہر گئے۔ ایک مقام پر انکا گذر ہوا دیکھا تو جنگل بیابان مین جناب رسول خدا نماز مین مشغول ہین اور حضرت علی ہرطرف دیکھہ رہے ہین اور بروایت محمد بن اسحٰق دونون صاحب نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوطالب نے بنظر تعجب دیکھا۔ آہستہ آہستہ دبے پائون آپکے قریب آکر بیٹھ گئے جو وقت حضور نماز سے فارغ ہوے ابوطالب نے دریافت کیا۔ اے محمد یہہ کونسا دین ومذہب ہے کہ تمنے ایجاد کیا ہے اور یہہ کیا کام ہے جو ابھی تم دونون نے کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا

اے عم مہربان یہہ خدا کا دین اور اوسکے پاک فرشتون کا طریقہ اور جملہ انبیاے کرام اور ہمارے پدر بزرگوار حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا دین ہے۔ اب خداوند تعالےٰ نے مجھکو وہ دین پاک عطا فرمایا اور اپنے بندون پر بھیجا اور مجھکو اپنا پیغامبر کیا۔ مجھکو حکم دیا کہ خدا کے بندونکو اس دین متین کی دعوت دون اور راہ راست پر لاؤن۔ اے میرے مہربان چچا۔

میں آپکو بھی خدا کی طرف بلاتا ہوں - وہ خدا یکتا و یگانہ ہے اوسکا کوئی شریک وہمسر نہیں میں اوسی خداے وحدہ کی عبادت کی ترغیب دیتا ہوں اور آپکو خداے پاک و بے مانند کی راہ دکھلاتا ہوں - اے چچا جان - آپ خوب گوش ہوش سے سنیں کہ جتنے شاہان اولوالعزم و سلاطین زمانہ ہیں اور روے زمین پر حکومت کر رہے ہیں خداے بے ہمتا کی بارگاہ بے نیاز میں سرافگندہ ہیں اور اسی عجز و نیاز و خاکساری سرافگندگی کی بدولت انکو سرفرازی و سرداری حاصل ہے -

کشمکش مرگ در و زندگیست　　پیش خداوندی او بندگیست
ہر کہ درین مرحلہ شتافتست　　جان و جہان جملہ ازو یافتست
ہر کہ درو پرتوے از رنگ و بوست　　خاک رہ و بندہ درگاہ اوست

اے عم مہربان - آپ سب سے زیادہ اس امر کے مستحق ہیں کہ دین اسلام کی دعوت اوّلاً آپ ہی سے شروع کروں اور آپکو بھی زیادہ سزاوار ہے کہ بعد قبول اسلام میرے مددگار اور پشت پناہ ہوکر اعلاے کلمۃ اللہ میں بجان و دل مصروف ہوں

بسیار دشمنست مرا و تو دوست نے　　با چون منی بگوے کہ اینہا نکوست نے
با من چرا طریق جدائی گرفتہ　　ای یار دوست بلودی الحال دوست نے

ابوطالب نے جناب سرور کائنات صلعم کا فرمانا از اول تا آخر بغور سنا - دل سے مانا اور اس طرح جواب دیا - اے راحت جان و اے فرزند دلبند جو کچھ تمنے کہا سب درست ہے یہ عین حقیقت ہے - دراصل یہہ مرشد ہوا اس قابل ہیں کہ جان و دل سے لیے جاویں اور گوش شاہد قبول میں جلوہ فرما ہوں -

باغ دل ازتازگی از حسن تقریر تو باد		شمع جان از روشنی از نور تفسیر تو باد	

مگر بات یہہ کہ میرا نفس اپنے آبائی ملت کو ترک کرنا گوارا نہین کرتا اور مجہسے عبدالمطلب کا طریق و مذہب نہین چہوٹ سکتا البتہ مین تمہارے معاملات مین خلل نہ دونگا۔ تم بفراغ خاطر تبلیغ رسالت مین مصروف رہو۔ جبتک میرے دم مین دم ہے کسی کی مجال نہین کہ تمہارے دشمنونکو نگاہ بد سے دیکہے اور کسی نوع کی تکلیف دہی اور ایذا رسانی کا خیال بد اپنے دل مین لاسکے۔ یا کوئی حاسد کینہ پرور براہ حمیت جاہلانہ تمہارے مقابل اُٹہ کہڑا ہو۔ مین اپنی زندگی مین ہر طرح تمہارا جان نثار رہون۔ میرے بعد حافظ حقیقی ناصر و مددگار ہے۔

تا است بلند و ذکر جمیلت جمیل باد		ظلت ظلیل و دشمن جانت ذلیل باد	

پہر ابوطالب جناب امیرالمومنین کی طرف متوجہ ہوے اور کہا۔ اے نور چشم لخت جگر۔ تو نے یہہ نیا دین کیسے اختیار کرلیا"۔ جناب امیرالمومنینؑ نے جواب دیا۔ اے پدر بزرگوار۔ آپ خوب سمجہ لین کہ یہہ دین برحق اور سچا ہے اور مین تو خدا اور اُسکے رسول جناب مصطفے پر ایمان لے آیا ہون۔ یہہ نماز کا فریضہ اوسنے اپنے بندون پر واجب کیا ہے ہم اوسکا فرض ادا کیا کرتے ہین"۔ ابوطالب نے آپکی تقریر پسند کی اور آپکے اسلام لانے پر معترض نہ ہوے بلکہ یون کہا "بیٹے۔ تم اپنے مہربان بہائی محمد کا ساتہہ نہ چہوڑنا۔ اونکی خدمت مین رہنا۔ وہ تمکو نیک کام ہی کی ہدایت کرین گے۔ خداوند تعالی تم دونونکا نگہبان ہے۔ مین جبتک زندہ ہون تمہاری محافظت مین اپنی جان عزیز کو فدا کردونگا اور دشمنونکے شر سے تمکو بچاتا رہونگا"۔ (معارج و ازالۃ الخفا)

خدایا داں نگہبانِ تو اے دل		ترا پیش بلاے مے فرستم

دوسری روایت مین ہے کہ ایک روز ابوطالب حضرت جعفر طیار رضؓ کے ہمراہ کسی کام کو مکہ معظمہ کے باہر پہاڑیونپر ہوکر گذرے۔ ایک مقام پر دیکھا کہ جناب رسول خدا محمد مصطفےٰ صلعم اور امیرالمومنین جناب علی مرتضیٰ رضؓ نماز پڑھ رہے ہین۔ امیرالمومنین حضور نبوی کے ایک بازو سے کھڑے ہین۔ ابو طالب نے حضرت جعفر رضؓ سے کہا۔ تو بھی اپنے ابن عم کے دوسرے بازو سے لگ کر کھڑا ہوجا۔ جناب جعفر رضؓ بر طبق اشارہ ابوطالب جناب رسول خدا صلعم کے دوسرے پہلو سے ملکر کھڑے ہوگئے اور نماز مین شریک ہوے حضور جب نماز سے فارغ ہوے حضرت جعفر رضؓ کو دیکھکر فرمایا۔ خداوندا جعفر کو دو پر عنایت فرمانا۔ اللہ جل شانہ نے حضور کی دعا قبول فرمائی حضرت جعفر رضؓ غزوہ موتہ مین شہید ہوے ابوطالب ان دونون صاحبونکو چھوڑ کر اپنے مکان پر واپس آئے۔ بی بی فاطمہ رضؓ جناب امیرالمومنین رضؓ کی والدہ ماجدہ نے دریافت فرمایا۔ تمہارے صاحبزادہ بلند اقبال علی کا بھی کچھ پتہ چلا؟ ابوطالب نے کہا۔ کیون۔ تم کسواسطے پوچھتی ہو۔ فرمایا مجھسے خادمہ نے آکر بیان کیا ہے کہ وہ محمد کے ساتھہ چھپکر جاتا ہے اور انکے ساتھہ مکہ کے جنگلون گھاٹیون مین نماز پڑھا کرتا ہے۔ کیا تمکو یہہ امر پسند ہے کہ تمہارا لڑکا عاصی نافرمان۔ بے دین ہوجاوے۔ ابوطالب نے کہا۔ خاموش رہو کچھ نہ کہو۔ ساری خدائی مین محمد جیسا کوئی نہین علی اگر اونکی متابعت کرتا ہے تو کیا قصور ہوا۔ میرا نفس شریر اجازت نہین دیتا اور دین آبائی ترک کرنے پر راضی نہین ہوتا ورنہ مین بھی محمد کا پیرو ہوجاتا اور اونکا دین قبول کرتا۔ ابوطالب کا یہہ کلمہ شدہ شدہ قریش کے گوش گذار ہوا۔ اونکو سخت ناگوار گذرا اور ابوطالب سے خوف رکھنے لگے۔

امام احمدؒ بروایت حبّہ عرنی نقل کرتے ہین کہ ایک مرتبہ جناب امیرالمومنین علیؑ منبر پر تشریف رکہتے تہے (عین حالت خطبہ مین یا اس سے قبل یا بعد خطبہ) آپ اسقدر ہنسے کہ آپکے دندان مبارک کہل گئے اور آپ کی نواجذ (کچلیان) نظر آگئین مین نے اس قبل کبہی آپکو ایسا ہنستا نہ دیکہا تہا۔ پہر آپنے فرمایا۔ مجہکو اسوقت میرے باپ ابوطالب کا قول یاد آیا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مین جناب رسول خدا کے ساتہہ بطن نخلہ مین نماز پڑہ رہا تہا ناگاہ میرے والد ابوطالب اودہر ہوکر گذرے جناب رسول خدا سے پوچہا۔ "اے بہتیجے تم دونون یہہ کیا کر رہے تہے" آنحضرتؐ نے میرے والد کو اسلام کی طرف بلایا اور نماز وغیرہ ارکان اسلام کی ہدایت فرمائی۔ میرے باپ نے کہا "تم دونون جو کام کرتے ہو اسمین کچہہ مضائقہ نہین لیکن واللہ میرے سُرین تو اس طرح اوپر کو نہ اوٹہین گے" آپ کی ہنسی اسی بات کے یاد آنے پر تہی۔ پہر فرمایا۔ "خداوندا۔ مین نہین جانتا کہ میرے اور تیرے رسول کے سوا مجہسے پہلے اس امت مین کسی نے تیری عبادت کی ہو" یہہ کلمہ تین مرتبہ زبان مبارک سے فرمایا۔ پہر ارشاد کیا۔ "قبل اسکے کہ اور لوگ نماز پڑہین مین نے سات نمازین ادا کین" (ازالۃ الخفا)

ایک شعر عربی جو آپ کی طرف منسوب اور مشہور ہے اوس کا بہی یہی مطلب ہے جو یہہ ہے۔

سبقتکم الی الاسلام طرًّا	غلامًا ما بلغت اوان حلمی

تم سب سے مین نے اسلام لانے مین سبقت کی اور اوسوقت سے اسلام لایا ہون کہ لڑکا تہا اور سن بلوغ کو نہ پہونچا تہا۔ ایک روایت مین آپسے مروی ہے کہ جناب رسول خدا کو دوشنبہ کو نبوت ہوئی اور سہ شنبہ کو مین نے نماز پڑہی۔ حسن بن زید روایت ہے

کہ جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے صغر سنی مین بہی کبہی بت پرستی نہین کی۔ اسیوجہ سے آپکے تعین کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے یعنی خداوند تعالےٰ نے آپ کی ذات کو عبادت بتون سے محفوظ رکہا۔ (صواعق)

جناب علی مرتضیٰ کا بچپن مین دستور تہا کہ جب ابوطالب آپکو لات پر دودہ چڑہانیکو دیتے آپ خود اوسکو پی جاتے اور لات پر پیشاب کر دیتے تہے۔ (مستطرف)

آیات مناقب جناب امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے حضرات خلفاء اربعہ کے مناقب مین تقریبًا تمام قرآن شریف کی ہر ایک سورت سے آیات جمع کر کے لکہی ہین لہذا ہم بہی چند آیات جن سے جناب مرتضیٰؓ کی منقبت ظاہر ہوتی ہے اس مقام پر لکہتے ہین۔

آیت پہلی۔ والسّٰبقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعد لہم جنّٰت تجری تحتہا الانہٰر خٰلدین فیہا ذالک الفوز العظیم۔ خداوند تعالےٰ نے اس آیت مین اصحاب سابق الاسلام اور اول مہاجرین و انصار کا (جن مین بالیقین جناب مرتضیٰؓ ہین) ذکر فرماکر اونکے واسطے بشارت ارشاد فرماتا ہے کہ پہلے (اسلام لانے مین) سبقت کرنیوالے مہاجرین و انصار (جو جنگ بدر سے قبل یا کعبہ کی سمت قبلہ مقرر ہونیسے پیشتر مشرف باسلام ہوے) اور جو لوگ ان سابقین اولین کی نیکی کے ساتہہ پیروی کرتے ہین (یعنی اسلام لانے اور ہجرت کرنے مین پیروی کی) ان لوگونسے خدا خوش ہوا اور یہہ خدا سے راضی ہوی (دنیا مین بہی اور باعتبار مآل کار یعنی جب ثواب و کرامت بروز

پاوینگے) اللہ تعالیٰ نے انکے واسطے تیار کر رکھی ہین جنت (نعیم کہ) جنکے نیچے نہرین جاری ہین وہ ہمیشہ اونمین رہین گے یہہ بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت پاک مین کمال درجہ بزرگی و عظمت ان حضرات صحابہ اور جناب علیؓ کی ہے اور بشارت عظمیٰ اونکو ہے کہ خدا اونسے راضی وہ خدا سے خوش۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا چاہیے جناب امیر المومنینؑ کی سابقیت اسلام کما ینبغی بحث اسلام مین ثابت ہو چکی ہے بیشک آپ اس آیہ کریمہ کے مصداق ہین۔

آیت۔ اجعلتم سقایة الحاج و عمارة المسجد الحرام کمن اٰمن باللّٰہ والیوم الاٰخر وجاھد فی سبیل اللّٰہ لا یستوٗن عند اللّٰہ واللّٰہ لا یھدی القوم الظّٰلمین الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللّٰہ باموالھم وانفسھم اعظم درجة عند اللّٰہ ط واولٰئک ھم الفائزون۔ ترجمہ۔ کیا حاجیونکو پانی پلانا اور مسجد کی خدمت کرنا (ثواب و اجر مین) برابر جانتے ہو مثل اعمال اوس شخص کے ہے جو اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان لایا اور خدا کی راہ مین جہاد کیا۔ (کبھی نہین ایسا ہو سکتا) وہ برابر نہین ہوتے اور اللہ تعالیٰ تو ظالمونکو ہدایت نہین کرتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ مین اپنی جان و مال سے جہاد کیا خدا کے نزدیک اونکے درجے بڑے ہین اور یہی لوگ مراد پانے والے ہین۔

اس آیت کریمہ کی شان نزول اس طرح ہے بروایت ابن عباسؓ کہ جب حضرت عباسؓ جنگ بدر مین قید ہو کر آئے تو فرمایا تم لوگ ہم سے اسلام مین سابق ہو تو کیا ہوا ہم بھی تو خانہ خدا کی خدمت کرتے رہے اور حاجیونکو پانی پلاتے رہے ہین۔ تم نے اسلام و ہجرت کا ثواب لوٹا تو ہم نے بھی خدمت خانہ کعبہ اور کار سقائی مین ثواب کمایا۔ تمکو ہمپر زیادتی اور

فضیلت ہی کیا ہے حسنؓ اور شعبی سبب شان نزول یہہ بیان کرتے ہین کہ طلحہ بن شیبہ نے کہا مین خانہ کعبہ کا کنجی بردار ہون اور حضرت عباس نے فرمایا مین حاجیونکو پانی پلاتا ہون جناب علی مرتضی رضہ نے فرمایا۔ مین سب سے پہلے اسلام لایا ہون اور چھ مہینون دیگر لوگونسے قبل نمازین ادا کین اور خدا کی راہ مین جہاد کیے ہین پس مجھکو تم لوگونپر مزیت وفضیلت ظاہر ہے خداوند تعالی نے جناب امیر المومنین رضہ کے موافق آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر مدارک)

مروی ہے کہ کفار قریش نے صحابہ مہاجرین اور جناب علی رضہ سے مباحثہ کیا اور کہا ہم لوگ مسجد حرام کی خدمت کرتے ہین اور اوسکو آباد رکھتے ہین حاجیونکو پانی پلاتے اور اونکو آرام دیتے ہین ہم لوگ تم سے افضل وبہتر ہین۔ جناب علی رضہ اور صحابہ کرام نے جواب دیا کہ ہم پیغمبر خدا پر ایمان لائے اور خدا کی وحدانیت کا اقرار اور روز قیامت کی تصدیق کی۔ پہر ہجرت کی۔ جہاد کئے۔ ہم بہتر ہوے کہ تم۔ ہم افضل ہین یا تم۔ خداوند تعالی شانہ نے قطعی فیصلہ فرما دیا کہ ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ الی قولہ من المھتدین یعنی مسجد حرام کی خدمت کرنا اور اوسکو آباد رکہنا البتہ اعمال صالحہ سی ہے مگر شرط قبولیت عمل صالحہ یہہ ہی کہ پہلے خدا اور روز قیامت پر ایمان لاے۔ نماز پڑہی۔ زکوٰۃ دے اور خدا سے ڈرتا رہے چونکہ کفار قریش مین یہہ صفات موجود نہین لہذا اونکے جملہ اعمال صالحہ مٹ گئے اور تمام نیکیان کان لم یکن ہوگئین۔ اس گروہ کو اون نیک اعمال کا ثواب اور نہ اونکی فضیلت حاصل ہوئی پہر بہلا مسلمانون کا مقابلہ کیا کر سکتے ہین پہر ارشاد ہوتا ہے بالفرض اگر اعمال کفار کے قابل اعتبار ہی ہون اور وہ ثواب کے مستحق قرار دیئے جاوین تاہم مسلمانون کی ہجرت اور جہاد کی برابری کیسے ہوسکتی ہے۔ لہذا ارشاد ہوا کہ لا یستون عند اللہ یعنی یہہ کفار اور اہل اسلام کسی طرح برابر نہین پہر حکم اخیر

سنا دیا اور مسلمانون کو ڈگری دیدی کہ الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللّٰہ تا اجر عظیم یعنی جن لوگون نے ایمان لاکر ہجرت کی اور اپنی جان ومال سے خدا کی راہ مین جہاد کیا وہ لوگ درجہ مین بڑے ہین یعنی انکا ایمان لانا اور ہجرت جہاد فی سبیل اللّٰہ یہہ وہ اعمال صالحہ ہین کہ مسجد حرام کی خدمت اور حاجیونکو پانی پلانے اور دیگر اعمال خیر کفار سے بدرجہا افضل ہین یہہ لوگ ایمان والے اپنے مطلب پانے والے ہین خدای کریم کی طرف سے انکو بشارت ہے کہ خدا نے انکو بخش دیا اور انسے راضی وخوش ہوا انکو بہشتین اور اونکے باغات اور ہمیشہ رہنے والی نعمتین عطا فرمائین اور یہہ لوگ تا ابد الآباد آرام وچین سے جنتون مین رہین گے اور خداوند تعالی کے نزدیک اجر عظیم ہے۔ وہ مختار ہے جسکو چاہے عطا کرے اور وہ مالک الملک ہے چاہے ادنی کام پر بہت کچھہ دے ڈالے اوسکو کوئی روکنے والا نہین۔ (راقم) اس آیت وافی ہدایت سے فضیلت جملہ مجاہدین وسابقین اسلام صاف طور سے ظاہر ہے۔ ہمارے ممدوح وآقاے گرامی قدر جناب امیر المومنین حیدر صفدر رضکی سابقیت اسلام کماحقہ عیان ہے اور آپ بلاشک اس آیت کے مصداق ہین۔

آیت۔ افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا لا یستون۔ اما الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت فلھم جنٰت الماوی نزلا بما کانوا یعملون۔ واما الذین فسقوا فماوٰھم النار کلما ارادوا ان یخرجوا منھا اعیدوا فیھا وقیل لھم ذوقوا عذاب النار الذی کنتم بہ تکذبون۔ ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون۔ ترجمہ۔ کیا جو شخص ایماندار ہے وہ مثل فاسق بدکار کے ہے۔ (ہرگز نہین) دونون برابر نہین۔ جو لوگ ایمان لاے

اور اچھے عمل کیئے اونکے واسطے جنتین ہین مہمانی اونکے اعمال نیک کی اور جو لوگ بدکار ہین اونکی جگہہ آگ ہے جب وہان سے نکلنا چاہین گے اوسی مین پھیر دیئے جائین گے اور اونسے کہا جاویگا چکھو آگ کا عذاب جسکو تم (دنیا مین) جھٹلاتے تھے اور ہم ضرور چکہاوینگے اونکو عذاب چھوٹا (دنیا کا عذاب۔ دنیا مین قتل ہونے کا۔ قید ہوکر غلام بننے کا۔ متواتر قحط سالی۔ امراض جسمانی۔) قبل بڑے عذاب کے۔ (آخرت کا عذاب۔ عذاب قبر۔ ہول قیامت شدت روز محشر۔ آگ دوزخ۔ اور دوزخ کا دائمی عذاب) شاید کہ وہ (جو لوگ انمین سے باقی رہ جاوین وہ یہہ دنیوی عذاب دیکھکر اپنے اعمال سے) پھر جاوین (اور ایمان قبول کرلین)۔ (جلالین)۔

اس آیت کی شان نزول مین مفسرین لکھتے ہین کہ بروز غزوہ بدر جناب علیؑ اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے درمیان نوبت سخت کلامی کی آئی۔ بات یہان تک بڑھ گئی کہ ولید نے کہا "تم میرے سامنے کیا باتین بناتے ہو۔ کل کے بچہ ہو مین تمسے ہر طرح اعلی و افضل ہون۔ تم مجھسے کمسن ہو مین جوان ہون۔ تم کمزور ہو مین تم سے طاقتور ہون۔ میری طلاقت لسانی اور گویائی اور میرے نیزہ کی تیزی کا تم بیچارے کیا مقابلہ کرسکتے ہو مین وہ تیز زبان ہون کہ کوئی میرے سامنے بات نہین کرسکتا اور میرا نیزہ وہ تیز رو ہے کہ میدان جنگ مین کوئی اوسکے مقابل ٹھیر نہین سکتا۔ میرا دل تم سے قوی۔ مین تم سے شجاعت مین بڑھا چڑھا مین چاہون تو دم بھر مین لشکر کے لشکر جمع کردون" جناب اسد اللہؑ اوسکی یاوہ گوئی سے سخت غیظ و غضب مین آئے۔ فرمایا "خاموش رہ او بیہودہ کیا بکتا ہے۔ تو فاسق و بدکار میرا مقابلہ کرے اور پھر اس دم دعوے کے ساتھہ ماشاء اللہ۔ شان خدا" اللہ جل شانہ نے آپ کی شان اور ولید کی تذلیل مین

یہہ آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر کشاف و جمل)

حاصل یہہ ہے کہ ولید بن عقبہ کا دعوی جناب علی رض سے افضل ہونے مین محض غلط ہے آپکے برابر بھی تو نہین ہو سکتا۔ اس مقام پر ایک شبہ وارد ہوتا ہے۔ وہ یہہ ہی کہ ولید بن عقبہ اسلام لاے اور جناب امیر المومنین عثمان رض کے عہد خلافت مین عامل کوفہ رہے اگرچہ بعد مین بجرم شراب خواری معزول کیے گئے اور اون پر حد قایم ہوئی مگر کم از کم اسلام کی بزرگی تو ضرور اونکے حق مین مسلم ہے پہر اس آیت مین وعید عذاب دوزخ کے مستحق کیسے ہو سکتے ہین۔ جواب یہہ ہے کہ یہہ اوسیوقت کی وعید ہے جبکہ وہ کافر تہے اسلام نے جیسا کہ کفر و دیگر گناہ حالت کفر سے پاک کر دیا وعید دوزخ سے بہی بیخوف ہو گئے کیونکہ سبب دخول دوزخ کفر ہے اور جب کفر سے بیزار ہو کر مطیع اسلام ہوے اب جو معاملہ اہل اسلام کے ساتہہ ہوگا وہ بہی اس مین حصہ لین گے۔ اسی طرح آیۃ ثانیہ مین اوپر گذرا ہے کہ بعض مفسرین نے شان نزول مین حضرت عباس رض کا ذکر کیا ہے اور بظاہر وہ بہی وعید کفار مین داخل ہین مگر وہان بہی یہی جواب ہے کہ وہ واقعہ قبل اسلام کا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

آیت ۱۱۔ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ط واللہ رءوف بالعباد۔ ترجمہ۔ اور بعض لوگ وہ ہین کہ رضاء خداوندی مین اپنی جان خرچ کر دیتے ہین اور اللہ تو اپنے بندون پر مہربان ہے۔

جس شب کو حضور سرور عالم صلعم مکہ معظمہ سے جانب مدینہ منورہ ہجرت کر گئے اپنے بستر پر جناب امیر المومنین علی رض کو سلا گیا تہا۔ وہ اس حالت مین تہے کہ اگر کفار حملہ کرتے تو ضرور آپ کو صدمہ پہونچتا۔ مگر آپنے محض رسول خدا کی رضامندی مین جو لعینہ

خداوند تعالیٰ کی خوشی و رضامندی سے اپنی جان کا اصلا خوف نہ کیا اور حافظ حقیقی نے آپ کو کفار سے محفوظ رکھا۔

آیت ۲۷۵ - الذین ینفقون اموالھم باللیل والنہار سرًا وعلانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون - ترجمہ - جو لوگ اپنے مال کو (راہ خدا میں) رات میں - دن میں - پوشیدہ وظاہر خرچ کرتے ہیں - اونکے واسطے اونکا اجر وثواب پروردگار عالم کے پاس ہے اور اونکو نہ خوف ہوگا اور نہ غمگین ہونگے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت جناب علی مرتضیٰؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے - ایک مرتبہ آپکے پاس کل چار درم تھے آپنے ایک درم دن میں فی سبیل اللہ محتاج کو دیا - ایک رات میں - ایک لوگوں پر ظاہر کرکے - ایک سب سے پوشیدہ اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا - (تفسیر کشاف)

آیت ۱۲ - یاایھا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ ط ذٰلک خیر لکم واطھر فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوٰکم صدقٰت ط فاذلم تفعلوا وتاب اللہ علیکم فاقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ واطیعوا اللہ ورسولہ واللہ خبیرٌ بما تعملون - ترجمہ - اے ایمان والو جب تم رسول سے رازگوئی اور صلاح مشورہ کو آؤ تو رازگوئی سے قبل کچھ خیرات دے دیا کرو - یہ تمہارے حق میں بہتر اور پاکیزہ ہے پس (اے فقرا) اگر تم کچھ نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے - (تم بلا خیرات دیئے رازگوئی میں کچھ گناہ نہیں) - کیا تم (بوجہ فقر کے) ڈر گئے اس سے کہ قبل رازگوئی کے خیرات کرو پس جب تم نے ایسا نہ کیا - (یعنی خیرات نہ دی) درحالیکہ خدا نے تم سے درگذر کی۔

(یعنی یہہ حکم منسوخ کردیا) تو نماز پڑہا کرو زکوٰۃ دیا کرو اور خدا اور اوسکے رسولؐ کی اطاعت مین رہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے کامونسے خبردار ہے۔

اسکی شان نزول مین لکھتے ہین کہ حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین امرا و غربا سب حاضر ہوتے تہے۔ امیر لوگ غریبونسے بڑہکر حضور اقدس کے پاس بیٹہتے اور سرگوشی کرتے اور اس غرض سے حضور کے متصل بیٹہتے تہے۔ غربا۔ حاجتمند اگر کچھ کہنا چاہتے تو انکے آگے موقع نہ پاتے اور نہ حضور سرور عالم صلعم کو یہہ لوگ اپنی سرگوشی سے مہلت دیتے کہ آپ غربا سے توجہ فرماتے۔ امیرونکی اس رازگوئی سے آنحضرت صلعم کو بہی بسا اوقات تکلیف ہوتی اور غریب اہل غرض تو بالکل محروم رہتے اونکو اپنے عرض معروض کا موقع ہی نہ ملتا۔ خداوند تعالیٰ نے یہہ آیت غفور رحیم تک نازل فرمائی اور حکم دیا کہ مالدار پہلے صدقہ دیدین پہر حضور سے اس طرح بات چیت کرین اور غربا کے واسطے اجازت ہے کہ وہ صدقہ خیرات پر قادر نہین لہذا بغیر صدقہ دیئے رسولؐ خدا سے سرگوشی و رازداری کی باتین کرلیا کرین۔

جب یہہ آیت نازل ہوئی آنحضرت صلعم نے جناب علیؓ کو بلاکر فرمایا۔ ہر بات پر ایک دینار صدقہ مقرر کیا جاے۔ جناب علیؓ نے عرض کیا یہہ تو بہت ہی لوگ اسقدر صدقہ کے متحمل نہ ہونگے۔ فرمایا پہر کسقدر رہو۔ عرض کیا۔ بقدر ایک حبہ یا جَو کے صدقہ مقرر فرمایا جاے۔ غرضکہ ایک درم فی مناجات (رازگوئی) مقرر ہوگیا۔ اب اس آسمانی حکم سے مالدار ذرا رُکے اور مناجات کم کردی۔ کیونکہ مال کی محبت بار بار صدقہ خیرات دینے سے روکنی لگی۔ یہہ حکم دس روز رہا اور بعضے کہتے ہین کہ ایک ہی دن دوچار گہڑی رہا پہر دوسری آیت مابعد والی سے منسوخ ہوگیا۔ مفسرین کا بیان ہی کہ خیرات دیکر مناجات کرنے والے

صاحب زر ہیت کم تھے بعض مہاجرین اور اہل بدر البتہ اسپر کاربند ہوئے اور صدقہ دیا باقی دیگر اصحاب رک گئے۔ جناب علی رض فرماتے ہین ہیسرے سوا کسی نے اس آیت پر عمل نہ کیا میرے پاس ایک دینار تھا مین سنے وہ دینار دس درم پر فروخت کیا اور جب آنحضرت صلعم سے مناجات کرتا ایک درم صدقہ دیتا یہانتک کہ دس بارین وہ دسون درم خیرات ہو گئی۔

ابن عمر رض فرماتے ہین۔ جناب علی مرتضیٰ رض کے تین فضائل ایسے ہین کہ اگر مجھکو انمین سے ایک فضیلت نصیب ہوتی تو مجھکو سرخ اونٹون بیش بہا سے بھی زیادہ محبوب تھی۔ وہ تین فضائل یہ ہین جناب فاطمہ زہرا رض کا شوہر ہونا۔ غزوۂ خیبر مین علم پانا۔ آیت نجوی پر عمل کرنا حضرت ابن عباس رض کا قول ہے کہ آیت نجوی ا اشفقتم الخ سے منسوخ ہو گئی (تفسیر کشاف تفسیر عباسی)

آیت۔ والذین اذا اصابہم البغی ہم ینتصرون۔ ترجمہ۔ اور جبا ونپر ظلم ہوتا ہے وہ بدلا لیتے ہین یعنی اپنے حق کی حفاظت واہتمام مین باغیون سے انتقام لینا امر محمود ہی مگر اوسیقدر کہ حد سے نہ بڑھے چنانچہ بعض صحابہ کبار بمقابلہ فساق وفجار رحم اور شفقت کر کے اونکی زیادتیون پر تحمل وبرداشت کرنا اور اپنی جان پر بلا ومصیبت اوٹھا لینا اور فاسقونکی جرأت بڑہا نا مکروہ جانتے تھے لہذا بقدر چشم نمائی اور اپنا داب وَ قائم رکھنے کو انتقام لینے کا اگر کوئی قصد کرے تو مضائقہ نہین۔ (کشاف)

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہین کہ یہ آیت جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے حسب حال اور آپ پر منطبق ہی۔ آپ کی خلافت مین جو مقاتلہ اور جنگ باغیون سے پیش آئی اور آپ اونسے لڑے اس آیہ کریمہ سی اوسی کی طرف اشارہ اور آپ کی تعریف ہے۔

اس آیت سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ امیر المومنین جناب عثمان رضؓ نے ایسا کیون نہ کیا صحابہ کبار آپکے طرفدار اور مطیع تھے پھر کیون محاصرہ مین بے بس ہو کر جان دی۔ اس کا جواب یہہ ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے مرتبہ رضا و تسلیم کو پیش نظر رکھا اور آیہ کریمہ ولمن صبر و غفران ذلک من عزم الامور۔ ترجمہ۔ اور جسنے صبر کیا اور بخش دیا یہہ تو بڑا کام ہی کے مصداق بنے اور راوسپر ماجور ہوے جناب علی مرتضی رضؓ نے اس آیت پر عمل کیا۔ آپ ہی محمود و منصور ہوے۔ اس کا جواب تفصیلی اوس حصہ مین خود جناب علی رضؓ کے قول سے گذر چکا ہے کہ سائل کے جواب مین آپنے فرمایا جناب عثمانؓ کو اس صبر و شکیبائی کے ساتھہ بلوائیون کے ظلم جفا برداشت کرنیکا وہ ثواب ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے مظلوم و مقتول بیٹے کو ملا۔

اب ہم اون آیات کو ذکر کرتے ہین جو فضائل اہل بیت مین وارد ہین اور جناب علی مرتضی رضؓ کو اس فضیلت مین کامل حصہ حاصل ہے۔

آیت کریمہ۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ ترجمہ نہین ارادہ کرتا خداوند تعالی مگر یہہ کہ دور کرے تمسے پلیدی اے گھروالو اور تمکو خوب پاک کردے۔

اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہہ آیت پاک جناب علی مرتضی۔ حضرات حسنین اور جناب فاطمہ رضی اللہ عنہم کی شان مین نازل ہوئی ہے۔ قرینہ اس مراد پر ضمیر عنکم جو جمع مذکر حاضر کے واسطے موضوع ہے اس آیت مین مذکور ہے اور بعض کا قول ہے کہ در باب امہات مومنین رضؓ خاصتہً نازل ہوئی۔ کیونکہ مابعد کے الفاظ اسی کی تائید کرتے ہین۔ نیز اس آیت سے قبل ازواج نبی علیہ السلام کا قصہ ہی وہ بھی اس امر پر شاہد ہے کہ یہہ آیت جو بیچ مین واقع ہوئی آنحضرت صلعم کی بیبیونکی شان مین ہے۔

دونون فریق اپنی اپنے دعوے پر احادیث سنیہ پیش کرتے ہین۔ فریق اول کے دلائل اکثر ہین لہذا اونکے قول پر اعتماد ہے۔ ہم احادیث سند فریق اول ذکر کرتے ہین۔

حدیث۔ حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہی۔ جب آیہ کریمہ تدع ابناءنا و ابناءکم نازل ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جناب علی۔ فاطمہ حسن۔ حسین رضی اللہ تعالی عنہم کو بلایا اور فرمایا۔ خداوندا یہہ میرے اہل بیت ہین۔

حدیث۔ جناب عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہین۔ ایک دن صبح کو جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم ایک چادر منقش اوڑہے ہوے تہی کہ اتنے مین جناب حسن رض تشریف لاے آپنے اونکو چادر کے اندر کرلیا۔ پہر دوسرے صاحبزادہ حضرت حسین رض آے اونکو بہی چادر اوڑہا دی پہر بی بی فاطمہ رض آئین وہ بہی چادر کے اندر بیٹہ گئین بعدہ جناب علی مرتضی رض تشریف لاے آپنے انکو بہی چادر مین کرلیا۔ پہر یہہ آیت پڑہی۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا یہہ دونون حدیثین صحیح مسلم مین ہین۔

ابوسعید خدری رض کا قول ہے کہ یہہ آیت حضرات پنج تن پاک کی شان مین اوتری ہی اور ایک صحیح روایت مین ہے کہ حضور سرور عالم نے ان چارون صاحبونکو چادر اوڑہا کر فرمایا۔ خداوندا یہہ میرے اہل بیت ہین۔ تو انکو پاک کر اور انسے نجاست ظاہری و باطنی دور فرما۔ اوسوقت جناب ام المومنین ام سلمہ رض بہی تشریف رکہتی تہین عرض کیا۔ حضرت مین بہی اہل بیت مین ہون؟ حضور نے فرمایا۔ ہان۔ تم بہی ہو۔

بیان کیفیت حدیث مذکور مین روایات مختلف ہین بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ واقعہ حضرت ام سلمہ رض کے گہر مین پیش ہوا اور بعض مین جناب فاطمہ رض کے گہر کا قصہ ثابت ہوتا ہے۔ بعض روایات مین جناب عباس رض کی نسبت بہی چادر مین آنا مذکور ہے۔

بعض روایت مین اور حضرات کی نسبت بھی اہل بیت کا لفظ فرمایا ہے۔ محب طبری کہتے ہین کہ یہہ چادر اوڑھانا مکرر مختلف اوقات اور مکان مین ہوا ہے۔ اسی واسطے روایات مین اختلاف پیدا ہوگیا۔

امام ثعلبیؒ کا قول ہی کہ اہل بیت مین جملہ اولاد ہاشم داخل ہین اور اس آیت کے مصداق ہین خلاصہ کلام جملہ روایات کو ملانے سے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ بظاہر لفظ اہل بیت سے (گھر والے) وہی حضرات مراد ہین جو آپکے گھر مین رہتے تھے اور اس آیت مین اونکا دخول یقینی ہے کیونکہ یہی کلام پاک مین مخاطب ہین۔ انکے بارہ مین تو کچھہ شک نتھا البتہ حضور نبوی کے رشتہ دار ذی نسب اس آیت سے بلفظ اہل بیت مراد ہونا مخفی تھا جسکو جناب سرور کائنات کے قول و فعل نے ظاہر کر دیا اور صاف بیان کر دیا کہ اہل بیت عام ہین گھر کے رہنے والے ہون جیسے ازواج مطہرات۔ یا ناتہ دار جیسے حضرات علی حسنین۔ فاطمہ عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم۔ اس صورت مین ان حضرات کا اہل بیت مین داخل ہونا اور مستحق تطہیر ہونا یقیناً معلوم ہوگیا۔

جناب امام حسن رضؓ سے بطرق مختلفہ منقول ہی کہ آپنے فرمایا۔ ہم وہ اہل بیت ہین کہ جنسے خداوند تعالی نے نجاست وگندگی دور فرمائی اور پاک و صاف کر دیا۔

صحیح مسلم مین زید بن ارقم رضؓ سے منقول ہی کہ کسی نے زید بن ارقم سے دریافت کیا۔ کیا ازواج مطہرات اہل بیت مین داخل ہین۔ اونھون نے جواب دیا۔ لاشک اہل بیت مین مگر دراصل اہل بیت وہی ہین جنکو صدقہ و زکوٰۃ لینا حرام ہے۔

اس آیت سے کمال فضیلت اہل بیت ثابت ہوتی ہے اور چونکہ جناب علی مرتضیٰ رضؓ اہل بیت مین داخل ہین آپ بھی اس شرافت و بزرگی مین ممتاز ہین۔ آیہ کریمہ کے الفاظ پر غور کرنیسے

نہایت درجہ علوشان حضرات اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین مفہوم ہوتی ہے بکمال تاکید و حصر کے ساتھ ارشاد ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمکو گناہونکی ناپاکی اور سوء اعتقادی کی گندگی سے پاک کرکے تمہارے دل اور سینے گنجینۂ نور بنادے جملہ اخلاق ذمیمہ و اعمال سیئہ تم سے دور کردے اور تم ہمہ تن قابل اسکے ہوجاؤ کہ انوار و برکات فیضان الٰہی کا تمپر پورا پورا ظہور ہو۔ اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ سے محلّی ہوکر اسکے اہل ہوجاؤ کہ دوزخ کی آگ تمپر حرام کردیجاوے اور خدا کے گھر نعیم دائمی و عیش و آرام جاوید نصیب ہو۔ بوجہ مذکورہ بالا جب خلافت ظاہرہ سے بوجہ اختتام زمانہ مبشر بالخیر کے آثار و برکات خلافت نبوت زائل ہوگئے اور نام کی خلافت باقی رہی سلطنت اور حکومت دنیوی ہوگئی خداوند تعالیٰ نے خاندان اہلبیت کو خلافت باطنی عطا فرمائی اور وہ حکومت دائمی عنایت کی کہ تا قیامت انسے زائل نہ ہوسکے اور نہ کوئی مزاحمت و مخاصمت کرکے انپر غلبہ حاصل کرے۔ وہ خلافت باطنی یہی طریقت و ولایت ہے جسکی بابت صوفیائے کرام و مشائخ عظام کا مستند قول ہے کہ زمانہ میں قطب الاولیا یا قطب مدار خاندان اہلبیت ہی سے ہوتا ہے اور اس پر جمہور اکابر دین کا اتفاق ہے البتہ بعض حضرات اس کے مخالف ہیں۔ منجملہ طہارت اہلبیت یہ ہے کہ اونکو صدقہ و خیرات و زکوٰۃ کا مال لینا درست نہیں کیونکہ یہ مال بمقابلہ شان و مرتبہ اہلبیت میل ہے اور طہارت و نظافت منافی قبول میل ہے لہذا اہل بیت کی شرافت و عظمت مرتبہ قائم رکھنے کو ان حضرات کیواسطے قبول زکوٰۃ وغیرہ حرام کردیا گیا۔

آیت۔ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلوا تسلیما۔ ترجمہ تحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ اور اسکے فرشتے رسول خدا پر درود

بھیجتے ہین اے ایمان والو (تم سب بھی) اوسکے نبی علیہ درود اور سلام بھیجو۔

حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہی کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ ای رسول خدا کے ہمکو سلام بھیجنا تو آپ پر معلوم ہے۔ درود کس طرح بھیجین۔ فرمایا۔ یہہ کلمات پڑہا کرو اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ اٰل محمّدٍ۔ صحابہ کرام کا سوال صیغہ وکیفیت ارسال درود سے بعد نزول آیت کے ہی اور جناب سرور کائنات کا جواب اور تعلیم درود بالفاظ مخصوص اس امر پر صریح دلیل ہے کہ اس آیت سے جملہ مسلمانون کو اہلبیت نبوی اور اپکی اولاد پر درود بھیجنے کا حکم دیتا ہی۔ اس امر کو صحابہ کرام سیاق آیت سے سمجھ گئے تھے ورنہ بعد نزول آیت نہ صحابہ کا سوال ہوتا اور نہ حضور نبوی اونکو الفاظ درود تعلیم فرماتے جب آنحضرت صلعم نے صحابہؓ کو یہہ الفاظ درود تعلیم فرمای تو اس سے معلوم ہوا کہ آپکے واسطے اور آپکے اہلبیت اور اولاد کے واسطے درود بھیجنا فرض ہے۔ یہہ بھی الفاظ درود سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ درباب درود وسلام آنحضرت صلعم نے اہلبیت اور اولاد کو اپنے ساتھہ شریک فرمایا کیونکہ آپ پر درود بھیجنے سے آپکی کمال تعظیم مقصود ہے اور جو لوگ آپکے ساتھہ اس درود مین شریک ہین اونکی بھی عظمت شان وجلالت قدر واضح ہوتی ہے۔

ایک روایت مین منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ مجھپر ناقص درود نہ بھیجا کرو صحابہ نے عرض کیا حضور۔ ناقص درود کا کیا مطلب ہے۔ ارشاد فرمایا۔ صرف اللھم صل علی محمد کہکر خاموش نہو جاو بلکہ اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ اٰل محمّدٍ پوری الفاظ ادا کیا کرو۔ بعض احادیث سے جو الفاظ درود منقول ہین جیسا کہ صحیح بخاری ومسلم مین یہہ روایات مذکور ہین اونمین صرف اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّدٍ ہے اسکی وجہ یہہ ہی کہ جس راوی کو جو الفاظ یاد رہے اوسنے نقل کردیئے مگر مجموع روایات ملانے سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ

وعلی آل محمد بہی مختلف طرق سے آیا ہے بلکہ بعض روایات مین اللہ وازواجہ وذریاتہ بہی ہے اور آلہ کے بعد ازواجہ وذریاتہ ذکر کرنیسے یہہ بہی معلوم ہوگیا کہ ازواج وذریات آل مین داخل نہین کیونکہ آل مین بنی ہاشم وبنی مطلب باایمان ہین البتہ ذریات آل مین داخل ہین اور بعد ذکر آل کے انکے ذکر مین اظہار شرافت ذریات ہی (صواعق محرقہ)

اس آیت پاک سے جناب علی کی عظمت وکرامت کسقدر ظاہر ہے۔ جناب رسول خدا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب درود بہیجا جاوے آپکے اہلبیت وآل بہی جن مین جناب علی مرتضی بالیقین داخل ہین اس صلوٰۃ وسلام مین شامل کرلئے جاوین۔

آیت۔ فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين۔ ترجمہ۔ پس جو کوئی جہگڑا کرے تم سے (اے محمد صلعم) اس مین (درباب عیسی ع) بعد اسکے کہ تمکو علم ہوگیا ہے۔ پس (اوس سے) تم یہہ کہو۔ آؤ ہم تم دونون اپنے اپنے لڑکون۔ عورتونکو بلالین اور خود بہی موجود ہون پہر عاجزی کے ساتہہ دعا کرین اور جہوٹون پر اللہ تعالی کی لعنت بہیجین۔

یہہ آیہ کریمہ دربارہ نصاری نجران نازل ہوئی۔ مروی ہی کہ جب حضور سرور عالم نے نصاری نجران کو مباہلہ کیواسطے طلب فرمایا۔ اونہون نے یہہ جواب دیا۔ ہم باہم مشورہ کرلین پہر اس مقدمہ مین آپسے کہین گے چنانچہ نصاری نے اپنی قوم کو جمع کیا اور راس معاملہ مین گفتگو کی۔ عاقب نامی ایک شخص اونمین ذی عقل وتمیز وصاحب تدبیر تہا اوس سے کہا۔ اے عبدالمسیح۔ تم کیا کہتے ہو اور اس باب مین تمہاری کیا رائے ہی۔ اوسنے جواب دیا۔ اے قوم نصاری۔ تم خوب جانتے ہو کہ محمد نبی مرسل ہین اور حضرت عیسی علیہ السلام کے

حقیمین ٹھیک ٹھیک آپنے بیان کردیا اور تمکو اب کوئی حجت باقی نہین رہی۔ خدا کی قسم جس قوم نے اپنے نبی سے مباہلہ کیا وہ تباہ وخوار ہوگئی۔ چھوٹے بڑے سب ہلاک ہوے۔ اگر تم ایسا کروگے تو واللہ باللہ تم مین سے ایک شخص بہی باقی نہ رہیگا۔ پس اگر تمکو دین کی محبت ہے اور اپنی خیریت مطلوب ہے اور اسی پر قائم رہنا چاہتے ہو تو اس شخص (آنحضرت صلعم) سے رخصت ہوکر اپنے گھر واپس جاؤ اور ہرگز (لعنت و) مباہلہ نہ کرو۔ سب نے عاقب کا کہنا پسند کیا اور جناب رسالتمآب ؐ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ یہہ صبح کا وقت تہا حضور انکے منتظر تہے۔ جناب امام حسین ؓ آپکی آغوش مبارک مین تہے۔ جناب امام حسن ؓ کا ہاتہہ آپکے ہاتہہ مین تہا۔ جناب فاطمہ زہرا رضہ حضور خواجہ عالم ؐ کے پیچہے اور اونکے پیچہے جناب علی مرتضی ؓ تہے۔ رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تہا کہ جب مین دعا مانگون تم سب آمین کہنا۔ یہہ حالت دیکہکر نصاریٰ خائف ہوے اونکے پادری نے کہا۔ اے قوم نصاریٰ مین ان لوگونکے ایسے معزز ومتبرک چہرے دیکہتا ہون کہ اگر خداوند تعالیٰ انکی بدولت اور انکی رضامندی مین پہاڑ کو اپنی جگہہ سے ٹال دے تو عجب نہین تم انسے ہرگز مباہلہ نہ کرو ورنہ نتیجہ نیک نہ دیکہوگے۔ تم سب ہلاک ہوجاؤگے اور روئے زمین پر ایک نصرانی بہی باقی نہ رہیگا۔ نصاریٰ نے خدمت نبوی مین عرض کیا اے ابوالقاسم ہم لوگونکی رائے آپسے مباہلہ کرنیکی نہین ہوتی اور یہی مصلحت سمجہتے ہین کہ آپ اپنے دین پر قائم رہین اور ہم اپنے مذہب پر۔ رسول معظم نے ارشاد فرمایا۔ اگر تمکو مباہلہ سے انکار ہے تو دین اسلام قبول کرو اور مسلمانونکے نفع وضرر مین شریک ہوجاؤ۔ نصاریٰ نے یہہ منظور نہ کیا۔ ارشاد ہوا۔ جنگ کفار مین ہمارے ساتہہ ہو۔ جواب دیا۔ یہہ بہی ہم سے نہ ہوگا ہمکو عرب سے مقابلہ کرنے اور جنگ وحرب کی طاقت نہین۔ لیکن ہم آپسے صلح پر راضی ہین

اور ہمارے آپکے یہہ شرائط مقرر ہوجاوین کہ آپ ہمپر جہاد نہ کرین۔ ہمکو ہمارے دین پر رہنے دین اور ہم آپکو سالانہ دو قسطین اشیاء ذیل ادا کرتے رہین گے قسط اول ماہ صفر مین دو ہزار حُلّہ (کپڑونکے جوڑے) قسط دوم ماہ رجب مین ایک ہزار حلّہ تیس عدد درع۔ جناب رسولخدا علیہ السلام نے یہہ جزیہ قبول فرماکر اونسے صلح کرلی اور صلحنامہ لکھہ دیا گیا۔ پہر فرمایا۔ اہل نجران کے سرپر تباہی وہلاکت آن پہونچی تہی۔ اگر یہہ مباہلہ وملاعنہ کرتے توسب کے سب مسخ ہوکر بندر اور سؤر ہوجاتے اور آتش قہر الٰہی انکو جلاکر خاک سیاہ کردیتی پہر نجران اور اوسکے باشندگان نصاریٰ مین سے ایک متنفس توکیا جانور بے زبان اور پرندے تک بہی توباقی نہ رہتے اور ایک سال بہی انکو نہ گذرتا کہ یہہ لوگ ہلاک ہوکر جہنم واصل ہوتے۔ (تفسیر کشاف)

بعد اسکے صاحب کشاف لکہتے ہین۔ اس آیت سے زیادہ قوی دلیل حضرات حسنین اور جناب علی وفاطمہؓ کی فضیلت مین کوئی نہین انتہیٰ۔ کیونکہ جب آنحضرت صلعم نے ان حضرات کو یکجا کیا اور مباہلہ کیواسطے آمادہ ہوے تومعلوم ہوا کہ آیت پاک سے یہی بزرگوار مراد ہین اور آپکی اولاد ہین۔ یہہ بہی ظاہر ہوگیا کہ بنی فاطمہ آنحضرت صلعم کے لڑکے کہے جاتے ہین اور یہہ امر احادیث ذیل سے بخوبی منقح اور روشن ہوتا ہے۔

بروایت صحیحہ آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والتحیات نے ایک روز ممبر پر فرمایا۔ لوگون کو کیا ہوگیا ہے کہ کہتے ہین۔ رسول اللہ کی قرابت اور ناتہ داری سے کسیکو کچہہ نفع نہین ہوسکتا۔ یہہ خیال اونکا بالکل باطل ہے۔ میرا رشتہ وناتہ دنیا مین تاقیامت قائم رہنے والا اور روز آخرت نفع پہونچانے والا ہے۔ اے لوگو۔ مین قیامت کے دن اپنے اہل قرابت (کو نہ بہولونگا) حوض پر سب سے پہلے پہونچکر اونکا منتظر رہونگا

طبرانی مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ خداوند تعالیٰ شانہ نے ہر نبی کی اولاد و ذریت کو اوسی نبی کی پشت سے نکالا ہے اور میری اولاد و ذریت علی مرتضیٰ کی پشت سے پیدا کی۔

روایت ہے کہ ایک روز جناب علی مرتضیٰ ؓ خدمت نبوی صلعم مین حاضر ہوے جناب عباس ؓ بھی آپکی خدمت مین موجود تھے۔ حضور سرور عالم جناب علی ؑ کو دیکھتے ہی اوٹھہ کھڑے ہوے اور بکمال شفقت و محبت گلے سے لپٹا لیا۔ آپکی پیشانی کو چوما اور اپنے پاس بٹھا لیا۔ جناب عباس ؓ نے فرمایا۔ کیا آپ انکو چاہتے ہین۔ فرمایا۔ اے چچا جان۔ بخدا مین انکو دل سے چاہتا ہون اور مجھسے زیادہ خداوند تعالیٰ ان سے محبت فرماتا ہے۔ خداوند تعالیٰ ہر نبی کی اولاد اوسکی پشت سے پیدا کرتا ہے اور میری اولاد علی ؓ کی صلب سے پیدا کی۔

دوسری روایت مین اسقدر اور بھی ہے۔ قیامت کے دن ہر ایک شخص اوسکی مان کے نام سے بلایا جاویگا مگر علی ؓ اور اونکی اولاد باپ کے نام سے پکاری جاویگی۔ علامہ ابن جوزی ؒ نے ان روایات کی توثیق کی ہے۔

اور بروایت جناب عمر فاروق ؓ وارد ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جملہ ذرائع و اسباب و نسب قیامت کے دن بیکار ہونگے کوئی کام نہ آویگا البتہ میرا سبب اور نسب کہ یہہ کار آمد ہے اور وہان بھی کام آویگا اور ہر نبی کی اولاد دختر اپنے باپ کی طرف منسوب ہے مگر فاطمہ کی اولاد میری طرف منسوب اور میری اولاد کہی جاتی ہے۔

آیات متذکرہ بالا سے جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ ؑ کی فضیلت اور کرامت کسقدر ظاہر ہوتی ہے جناب نبوی کی اہلبیت اطہار اور خاندان رسالت جناب رسول مختار کی بزرگی اظہر من الشمس ہے اور جناب امیر المومنین کا آل سید رسل مین داخل ہونا بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ ظاہر و باہر ہے پھر آپکی بحر محامد ناپیدا کنار مین غواص خرد جسقدر

غوطہ زنی کرے اوسیقدر دُر شاہوار اوصاف نکلتے رہینگے اور تا قیامت تعدِ محیط کمالات جناب حیدر کرار تک پہونچنا خارج از امکان عقل و بیرون از حد امکان ہے۔ اب ہم آپ کے چند مناقب و فضائل جو احادیث صحیحہ مین وارد ہین ذکر کرتے ہین۔

احادیث مناقب امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

آپکے مناقب مین احادیث بیشمار ہین اور جسقدر آپکے فضائل احادیث مین مذکور ہین کسی دوسرے کے نہین۔ قاضی اسمٰعیل امام نسائی۔ ابو علی نیشاپوری کا قول ہے کہ کسی صحابی کے حق مین اسدرجہ مبالغہ و تاکید سے فضائل مذکور نہین ہوے جسقدر کہ جناب علی مرتضیٰ رض کی شان مین وارد ہین۔ وجہ اسکی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے جناب رسولخدا کو جو محاربات و مناقشات جناب علی مرتضیٰ رض کے زمانہ مین پیش آنیوالے تھے اون سب سے مطلع فرمایا تھا لہذا امت مرحومہ کو آپکے فضائل و کمالات سنا کر جتلانا ضرور تھا کہ یہہ ایسے شخص ہین جنکے زمانہ مین یہہ حوادث و فتن ظاہر ہونگے۔ لوگ انسے باغی ہو کر ان پر خروج کرینگے جو لوگ علی رض کے طرفدار و معین و مددگار ہونگے خدا اونسے راضی و خوش ہے جو انسے مخالف ہوگا وہ راندۂ درگاہ کبریا ہوجاویگا۔ اس اظہار سے یہہ غرض تھی کہ لوگ ایسے پر آشوب زمانہ مین راہ حق پر ثابت قدم رہین۔ یہہ وجہ تو کثرت ورود احادیث شروع زمانہ مین ہی تھی پھر جب آپکا عہد خلافت ہوچکا آپکے بعد بنی امیہ کا دور دورہ ہوا لوگ آپکے خلاف ہوکر علی الاعلان مجامع و محافل مین ممبر و نپر چڑھکر آپکی تنقیص شان کرتے اور سب وشتم مین مبتلا ہوتے۔ بنی امیہ کے ساتھہ خوارج بھی ہمزبان و ہم داستان ہوگئے تھے کہ بعض فرقہ خوارج آپکی تکفیر کا قائل ہوا جب یہہ نوبت پہونچ گئی تو ناقلین احادیث نبوی

وحفاظ اخبار فضائل جناب علی مرتضیٰ رض ان احادیث کے اشتہار کی جانب متوجہ ہوی اور خوارج کے عقائد باطلہ کی تردید مین بہی حدیثین پیش کین اسواسطے آپکے فضائل ومناقب کی احادیث اس ر ماتہ تک بکثرت مشتہر ہوگیئین (صواعق محرقہ) ورنہ فی نفسہ حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم مین سے ہرایک کے فضائل ومناقب اگر بغور تامل ونظر انصاف دیکہے جاوین توکچہہ کم نہین (فتح الباری شرح بخاری)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا مین اسکی تقریر اس طرح کی ہی آپکے فضائل ومناقب مین کثرت احادیث کی وجہ یہہ ہے۔ اوّلاً توجناب مرتضیٰ رض کمالات سوابق اسلامی مین راسخ قدم تہے۔ ثانیاً قرابت قریبہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ۔ اسنے آپکے شان ومرتبہ کو اور بہی دوبالا کردیا۔ ہمارے آقا حضور محبوب رب العلمین اپنے اہل قرابت اور ناتہ دار ونکے ساتہہ کس درجہ نظر شفقت رکہتے تہے۔ یہ تو عادت شریف ہرایک اہل قرابت کے ساتہہ بالعموم تہی جناب علی مرتضیٰ رض جب سایہ تربیت نبوی مین آگئے وہ حقوق قرابت اور بہی پختہ ہوگئے اور جناب مرتضوی رض کی شان مین اور بہی کرامت وعنایت دوچند ہوئی۔ اوسپر مزید لطف نبوی یہہ ہوا کہ جناب فاطمہ زہرا رض جناب مرتضیٰ رض کے عقد مین آئین۔ اب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت کی کیا انتہا اور جناب علی مرتضیٰ رض کی بزرگی کی کیا حد ہوسکتی ہے۔ اسکے بعد جب آپ تخت خلافت پر متمکن ہوے اور عوام الناس آپکی طرف سے کشیدہ خاطر ہوکر آپسے باغی ہوگئے توجو صحابہ کرام اسوقت بقید حیات تہے اس عام شورش کے دفع کرنے مین اونہون نے احادیث نبوی مشتہر کین اور حتی الامکان کوشش کی کہ عام اہل فساد احادیث نبوی اور جناب مرتضیٰ کے فضائل ومناقب سنکر راہ راست پر آجاوین اور اس ہنگامہ کے فرو کرنے مین جسقدر

تیر تدبیر اونکے پاس تھے سب صرف کر دیئے۔ اسواسطے باب مناقب و فضائل مرتضوی نہایت وسیع ہوگیا۔ بعض احادیث حد تواتر کو اور بعض درجہ حسن کو پہونچ گیئن۔ بعد اسکے فریق مدعیان محبت اہل بیت نے اپنی طرف سے بہت سی موضوع حدیثین اضافہ کین۔

ہم سب سے اول چند حدیثین تبرکاً صحیح بخاری و مسلم سے نقل کرتے ہین۔

حدیث ۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی رضؓ تمہارا مرتبہ میرے نزدیک وہ ہی جو مرتبہ حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسی علیہ السلام کے نزدیک تھا مگر فرق یہہ ہی کہ میرے بعد کسیکو نبوت کا درجہ حاصل نہین یعنی جیساکہ وقت روانگی جناب موسیٰ علیہ السلام کے بجانب کوہ طور حضرت ہارونؑ اونکی جگہہ خلیفہ ہوکر بنی اسرائیل کے نگران رہی ایسی ہی جناب رسول خدا جب غزوہ تبوک کو تشریف لیگئے تا واپسی آپکے جناب علی مرتضیٰ اہل بیت نبوی کے نگہبان رہے۔

حدیث ۔ زر بن حبیش رضؓ سے روایت ہی کہ جناب علی رضؓ نے فرمایا قسم اوس ذات پاک کی جسنے ادنی دانہ سے درخت اوگایا اور روح پیدا کی نبی امی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے بتاکید فرمایا ہی۔ اے علی رضؓ تمکو مرد ایماندار ہی چاہیگا اور منافق تم سے بغض رکھیگا۔ یہ حدیث صحیح مسلم مین ہی۔

حدیث ۔ صحیح بخاری مین بروایت براء بن عازب منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا اے علی تم مجھسے ہو اور مین تمسے۔

حدیث ۔ امام ترمذیؒ بروایت عمران بن حصین رضؓ نقل کرتے ہین کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ علی مجھسے ہین اور مین علی سے ہون اور علی رضؓ ہر مرد مومن کے دوست و ناصر ہین۔

حدیث ۔ سلمان رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا سب سے اول اسلام لانیوالے

اور سب سے پیشتر قیامت کے دن مجھسے حوض پہ ملنے والے علیؓ ہین۔

حدیث۔ زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ جناب حبیب رب العٰلمین نے حضرات علی۔ فاطمہ حسنین رضی اللہ عنہم کے حق مین ارشاد فرمایا جس سے تم لڑو اوسکے واسطے مین بھی لڑائی ہون (یعنی لڑنے والا) اور جس سے تم صلح کرلو مین بھی اوسکے حق مین صلح ہون۔

حدیث۔ جناب علی مرتضیٰؓ فرماتے ہین کہ جب مین نے آنحضرت صلعم سے کچھ سوال کیا آپنے میرا سوال پورا کیا اور جب مین نے سکوت کیا تو میرے سوال سے قبل مجھکو عنایت فرمایا۔

حدیث۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جنگ طائف کے دن حضور فخر رسل نے امیر المومنین علیؓ کو علیحدہ بلاکر دیر تک سرگوشی اور راز کی باتین کین۔ لوگون نے کہا حضور نے بہت دیر تک اپنے چچیرے بھائی سے صلاح ومشورہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ مین نے کیا اونسے مخفی باتین کین بلکہ دراصل خدا ہی نے یہہ کیا۔

حدیث۔ حضرت ام عطیہ فرماتی ہین۔ حضور نبی مکرم نے جناب علیؓ کو ایک لشکر کا سردار کرکے کسی مہم پر روانہ فرمایا مین نے سنا کہ حضور دونون ہاتھہ اوٹھاے دعا مانگ رہے تھے۔ خدایا۔ جبتک علیؓ کو بخیریت زندہ نہ دیکھہ لون مجھکو موت نہ آوے یہہ حدیثین ترمذی مین ہین

حدیث۔ امام احمد بروایت جناب ام سلمہؓ نقل کرتے ہین کہ حضور رسول خدا ارشاد فرماتے ہین جسنے علیؓ کو برا کہا اوسنے مجھکو برا کہا۔

حدیث۔ بروایت امام نسائی جناب علیؓ سے مروی ہی کہ حضور نبوی مین جو میرا مرتبہ تھا وہ کسیکو نہ تھا مین پچھلی رات تڑکے خدمت نبوی مین حاضر ہوتا اور حجرہ مبارک کے باہر سے کہتا السلام علیک یا نبی اللہ۔ پس اگر آپ کھنکھارتے تو مین واپس جاتا ورنہ حجرہ کی اندر داخل ہوتا

حدیث۔ جناب علی فرماتے ہین۔ ایکمرتبہ مین بیمار ہوا جناب رسول معظم میرے پاس تشریف لاے

مین اوسوقت شدت و تکلیف مرض مین یہہ دعا مانگ رہا تھا۔ خداوندا۔ اگر میری موت آن پہونچی ہے تو اس عذاب سے جلد نجات دیکر راحت نصیب فرما اور اگر ابھی زندگی کے دن باقی ہین تو یہہ مرض دفع کر اور اگر میرا امتحان اور جانچ ہے تو مجھکو صبر مرحمت فرما۔ حضور نے یہہ دعا سنکر فرمایا۔ تمنے ابھی کیا کہا۔ مین نے وہی الفاظ اعادہ کئے۔ آپنے مجھکو ایک لات ماری اور فرمایا یہہ دعا مانگ۔ خدایا مجھکو اس مرض سے شفا دے۔ جناب علیؑ فرماتے ہین کہ اوس دن سے آج کا دن ہے مجھکو وہ مرض پھر نہوا۔

حدیث۔ بروایات متعددہ حضرت ابن عمرؓ علیؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا مین علم کا شہر ہون علیؓ اوسکے دروازہ ہین۔ ایک روایت مین اسقدر اور زیادہ ہے۔ جو شخص علم کا طالب ہو وہ علی کے پاس آوے اور ترمذی مین ہے۔ مین حکمت کا گھر ہون اور علی اوس کا دروازہ۔

حدیث۔ حاکم بسند صحیح جناب علیؓ سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا۔ مجھکو حضور سرور عالم نے یمن کا عامل مقرر فرماکر روانہ کیا۔ چلتے وقت مین نے عرض کیا حضور مجھکو حکومت پر بھیجتے ہین اور مین تو ابھی جوان (ناتجربہ کار) ہون مجھکو یہہ بھی نہین معلوم کہ فیصلہ کرنا اور مقدمات طے کرنا کسکو کہتے ہین۔ آپنے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر پھیرا اور فرمایا۔ خداوندا علیؓ کے دلکو راہ نیک دکھا اوسکی زبان حق بات پر ثابت رکھنا۔ جناب علیؓ کا قول ہے کہ قسم اوس ذات پاک کی جو دانہ پھوڑ کر اوسمین سے درخت اگاتا ہے مین نے دو شخصونکی درمیان کبھی کسی مقدمہ مین فیصلہ کرنے مین کسی طرح کا شک نہین کیا۔ (بلکہ کیسا ہی باریک اور الجھاؤ والا مقدمہ کیون نہو جب میرے روبروپیش ہوا بے دھڑک و بلا تردد فیصل کردیا)

ایک روایت مین ہے اقضاکم علیؓ یعنی تم لوگومین بڑے فیصلہ کرنے والے علیؓ ہین

اسکا سبب اس طرح بیان کرتے ہین کہ ایک مرتبہ رسول معظم کی خدمت مین دو شخص اہل خصومت حاضر ہوے۔ ایک نے دعوی کیا۔ حضور میرے پاس ایک گدہا تہا اور اس شخص کے پاس ایک بیل۔ اسکے بیل نے میرے گدہے کو مار ڈالا۔ حاضرین جلسہ سے ایک صاحب بول اوٹہے کہ جانور بے زبان پر کیا ضمان و تاوان ہے۔ حبیب اکرم نے فرمایا۔ اے علیؑ۔ تم ان دونون مین تصفیہ کردو۔ جناب علیؓ نے فریقین سے سوال کیا۔ یہہ دونون رسی مین بندہے تہے یا کہلے تہے یا ایک بندہا اور ایک کہلا تہا۔ فریقین نے جواب دیا۔ گدہا بندہا تہا مگر بیل چہوٹا ہوا تہا اور بیل کا مالک اوسکے پاس تہا۔ آپنے حکم دیا۔ بیل والے پر ضمان ہی گدہے کی قیمت اوسکے مالک کے حوالہ کرے۔ جناب رسول الثقلین نے یہہ فیصلہ پسند فرمایا اور یہی حکم جاری کیا۔

کسی نے جناب علیؓ سے سوال کیا۔ کیا بات ہی جو آپ احادیث نبوی بہ نسبت دیگر صحابہؓ کے زیادہ تر روایت کیا کرتے ہین۔ آپنے جواب دیا۔ جب مین حضور سرور کائنات سے کوئی بات پوچہتا حضور مجہکو جواب دیتے اور اگر مین آپکی خدمت مین خاموش بیٹہا رہتا تو آپ خود مجہسے گفتگو شروع فرماتے۔

حدیث۔ بروایت ام المومنین جناب ام سلمہؓ منقول ہے کہ جب آنحضرت صلعم حالت غضب مین ہوتے تو کسی کی مجال نہ ہوتی کہ حضور سے بات کرے مگر جناب علیؓ اوسوقت بہی آنحضرتؐ سے کلام کرتے تہے۔

حدیث۔ حضرت ابن مسعودؓ سے منقول ہی کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا۔ علیؓ کیطرف نظر کرنا عبادت ہے۔

حدیث۔ ام المومنین جناب ام سلمہ سے روایت ہی کہ جناب رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جسنے علی کو دوست رکہا اوسنے مجہکو دوست رکہا اور جسنے علی سے بغض رکہا اوسنے مجہسے

بغض رکھا اور جسنے مجسے بغض رکھا تو اوسنے اللہ جل شانہ سے بغض رکھا۔

حدیث۔ ابوسعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کو مخاطب کرکے فرمایا۔ ای علی رضؓ تم موافق حکم قرآن شریف کے لڑوگے جیسا کہ اسوقت بہی بموجب حکم خدا کفار سے جہاد کیا۔

حدیث۔ جناب ام سلمہ رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب نے ارشاد فرمایا۔ علی رضؓ قرآن کی ساتہہ ہین اور قرآن انکے ساتہہ رہیگا یہانتک کہ دونون قیامت کے دن میرے پاس حوض کوثر پر آملین۔

حدیث۔ زید بن ارقم رضؓ کہتے ہین کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے علی رضؓ کے دروازہ کے سوا سب گہرونکے دروازے جو مسجد مین تہے بند کردینے کا حکم دیا اس باب مین تم مین سے کسی نے کچھہ کہا۔ واللہ مین نے اپنی طرف سے کسیکا دروازہ بند نہین کیا بلکہ مجہکو خدا کیجانب سے جیسا حکم ہوا مین نے اوسکی تعمیل کی۔

علامہ ابن حجر رحؒ نے پورا قصہ اس طرح بحوالہ زید بن ارقم نقل کیا ہے کہ بعض صحابہ کرام کے مکانات جو مسجد سے متصل تہے اونکے دروازے مسجد کے اندر تہے اور آمد ورفت اون مکانونمین مسجد سے ہوتی تہی آنحضرت صلعم نے فرمایا سب دروازہ ادہر والے بند کردو صرف علی رضؓ کا دروازہ کہلا رہنے دو۔ چنانچہ اسکی تعمیل کی گئی۔ اسپر صحابہ نے گفتگو کی تو آپنے وہ ارشاد فرمایا جو اوپر گذرا۔

صواعق محرقہ مین ہے کہ اسی مضمون کی حدیث جناب ابوبکر رضؓ کے مناقب مین وارد ہے اور ان دونون مین تعارض نہین۔ کیونکہ یہہ واقعہ زمانہ سابق کا ہے اور جناب ابوبکر رضؓ کے بارہ مین جو ارشاد ہوا وہ وقت مرض الموت کے ہے۔

علامہ ابن حجر اس جگہہ بعد ذکر طرق ہر دو حدیث کے لکہتے ہین۔ ابن جوزی رحؒ نے

یہہ حدیث موضوعات مین شمار کی ہے اور علت اسکی یہہ ذکر کی ہے کہ حدیث درباب جناب ابوبکرؓ صحیح ہے اور یہہ اوسکے مخالف ہے مگر ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوع کہنے مین سخت خطا کی محض اپنے گمان فرلاے سے یہہ حکم دیدیا اور کثرت طرق روایت کو بالکل نہ دیکھا باوجودیکہ دونون حدیثونمین باہم تطبیق ممکن ہے۔ بزار نے اپنی مسند مین لکھا ہے کہ حدیث علیؓ کے راوی اہل کوفہ ہین اور وہ جملہ روایات حسن ہین۔ ابوبکرؓ والی حدیث کے ناقل اہل مدینہ ہین اور حدیث بروایت ابوسعید خدریؓ سے (جو ترمذی مین ہے اور جسکے الفاظ یہہ ہین جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی۔ تمہارے اور میرے سوا کسیکو درست نہین کہ حالت جنابت مین مسجد سے ہوکر گذرے) دلیل صاف ہے کہ جناب علیؓ کا دروازہ آمد ورفت مسجد مین تہا۔ دراصل قصہ یہہ ہی کہ جناب علیؓ کے مکان کا دروازہ مسجد مین تہا اور دیگر صحابہ کے دروازے مسجد سے باہر ہی تہے جو بند کردیئے گئے۔ انکے گہر کا راستہ اسی طرف تہا لہٰذا دروازہ قائم رہا اب خلاصہ اس توجیہ کا یہہ ہوا کہ دروازہ بند کرنے کا حکم دوبارہ ہوا ہے پہلی مرتبہ مین جناب علیؓ اس حکم سے مستثنی ہوے بار دوم مین جناب ابوبکرؓ کیونکہ صحابہ کرام کے گہرونمین دوہرے دروازے تہے مسجد کے اندر اور مسجد سے باہر دوسری طرف ہی مگر جناب علیؓ کے گہر کا دروازہ صرف ایک ہی مسجد کے اندر تہا جسوقت سب کے دروازے مسجد کی طرف والے بند کردیئے گئے تو لوگون نے آسانی کیواسطے تاکہ مسجد مین نماز کے وقت آنے جانے مین سہولت ہو کہڑکیاں لگالین۔ بار دیگر کہڑکیاں ہی بند کردی گیئن۔ صرف جناب ابوبکرؓ کے مکان کی کہڑکی جو مسجد مین تہی قائم رہی۔ (فتح الباری)

حدیث۔ عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے۔ تم لوگ علی سے کیا چاہتے ہو (تین بار فرمایا) وہ مجھسے ہین اور مین اونسے۔ میرے بعد علی ہر مومن کے یار اور دوست مددگار ہین

حدیث مین لفظ مولیٰ وارد ہے اور مولی بمعنی اولی العینی حقدار یا حاکم یا خلیفہ مراد لینا اور جناب علیؓ کی خلافت بلافصل جناب رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ثابت کرنا۔ استعمال فصحا کے خلاف اور لغت سے بعید از قیاس ہے اس کی تحقیق صواعق محرقہ مین مذکور ہے

حدیث۔ انسؓ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلعم نے ارشاد فرمایا۔ مرد مومن کی نشانی اوسکے ایمان کی علامت علی بن ابی طالب کی محبت ہے۔

حدیث۔ جابر سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا۔ علیؓ نیکون کے امام و سردار ہین۔ قاتل کفار بدکار ہین جو انکی نصرت کرے وہ منصور ہے جو انکی ذلت کا خواہان ہو وہ ذلیل و مردود بارگاہ معبود ہے۔

حدیث۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ علیؓ جنت مین ایسے روشن و تابان ہونگے جیسے صبح کا ستارہ دنیا والون کو اپنی روشنی سے نورانی کر دیتا ہے۔

حدیث۔ جناب علی مرتضیٰ حضور سرور عالم صلعم سے روایت کرتے ہین علی ایماندارونکے یعسوب (سردار) ہین اور مال منافقونکا سردار ہے۔

حدیث۔ حضور سرور کائنات صلعم نے فرمایا۔ چار شخص ہین جنکی محبت منافق کے دل مین نفاق کیساتھ جمع نہین ہوسکتی اور اونکو ایماندار ہی چاہیگا۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حدیث۔ ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ حضور رحمۃ للعالمین مرض الموت مین باہر تشریف لائے۔ ہم لوگ فجر کی نماز مین تھے۔ آپنے ارشاد فرمایا مین تم لوگون مین کتاب اللہ اور اپنی سنت چھوڑے جاتا ہون میری سنت سے قرآن شریف کو گویا کرو ہرگز تمہاری آنکھین نابینا نہ ہونگی اور کبھی تمہارے قدم صراط مستقیم سے الگ نہ پڑینگے اور جبتک تم دونو نکولئے

رہوگے کبھی تمہارے ہاتھہ قصور نہ کرینگے" پھر حضرات علی و عباس رض کے جانب اشارہ کرکے فرمایا۔ ان دونوں کے حق میں نیکی اور خیر کی وصیت کرتا ہوں۔ جو شخص انکی حفاظت کریگا اور انکی ایذا رسانی سے اپنے ہاتھہ و زبان کو روکیگا قیامت کے دن اسکو خداوند تعالیٰ ایسا نور کرامت فرماویگا جسکی روشنی مین میرے پاس حوض کوثر پر پہونچ جاویگا۔

حدیث۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رض سے روایت ہے کہ جب رسول خدا فتح مکہ سے فارغ ہوکر طائف مین تشریف لائے اور بعد محاصرہ سترہ یا انیس راتوں کے ایک روز آپنے خطبہ پڑہا تو بعد حمد و ثنا کے ارشاد فرمایا "اے لوگو مین تمکو اپنی اہلبیت کے حق مین بھلائی اور نیکی کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ تم لوگ قیامت کو مجھسے حوض پر ملوگے۔ قسم اوس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے۔ تم لوگ نماز قائم رکھو۔ زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ ورنہ مین اپنے کسی آدمی کو تمپر مسلط کردونگا کہ وہ تمہاری گردنین قلم کردیگا" یہہ فرماکر جناب علی مرتضیٰ رض کا ہاتھہ پکڑکر فرمایا۔ وہ شخص یہی ہے۔

حدیث۔ جناب علی رض فرماتے ہین۔ حضور سرور کائنات کسی باغیچہ مین تشریف رکھتے تھے کہ مجھکو طلب فرمایا اور ارشاد کیا۔ واللہ مین تمسے راضی ہوں تم میرے بھائی ہو۔ میرے لڑکوں کے والد مشفق۔ میرے طریق پر قتال و جدال کرنا۔ جو کوئی میرے قول و قرار پر مرا وہ جنت کے خزانوں مین ہے اور جو تمہارے عہد پر مرا اوسنے بھی اپنا کام پورا کرلیا اور جو شخص تمکو تمہارے بعد چاہیگا اوسکا خاتمہ ایمان پر اور تا قیامت امن کے ساتھہ ہے۔

ثنا و توصیف از اقوال صحابہ کرام

حضرت عمر فاروق رض نے جناب علی مرتضیٰ کی شان مین فرمایا۔ علی ہم لوگوں مین بڑے فیصلہ

کرنیوالے ہین حضرت ابن مسعود رضہ کا قول ہے۔اہل مدینہ مین آپ اچھے قاضی اور حکم کرنیوالے ہین حضرت ابن عباس رضہ نے فرمایا۔اگر کوئی معتمد شخص ہمارے سامنے جناب علی رضہ کے فتوے اور احکام بیان کرے تو ہم مقدمات مین انسے باہر کوئی فتویٰ نہ دینگے۔جناب فاروق رضہ اس امر دشوار اور مقدمہ پیچیدہ مین کہ جناب علی رضہ کی راے نہ ہوتی اس سے پناہ مانگتے تھے۔

جناب فاروق رضہ سے منقول ہے۔جناب علی رضہ کے ماسوی صحابہ مین کوئی ایسا نہ تھا جسکا یہہ قول ہو کہ مجھسے سوال کرو۔

حضرت ابن مسعود رضہ کہتے تھے۔اہل مدینہ مین علم فرائض کے عالم اور کار قضا و افتا مین جناب علی رضہ سب سے اعلیٰ ہین۔ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضہ کے سامنے آپکا ذکر آگیا تو فرمایا سنت کے بڑے عالم علی رضہ ہین مسروق کا قول ہے جناب رسول خدا کے اصحاب کو جو علم حاصل ہے وہ حضرات عمر۔علی۔ابن مسعود رضی اللہ عنہم تک منتہی ہوتا ہے راقم۔اگر اس علم سے علم باطنی مراد ہو تو بہت موزون ہی عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ کہتے ہین جناب علی رضہ کو ملکہ راسخہ علم مین حاصل تھا۔قدامت اسلامی۔آنحضرت صلعم کی دامادی کی فضیلت۔احادیث نبوی کی سمجھہ بوجھہ۔جنگ کفار مین علوی شان۔سوال مین سخاوت آپکی ذات بابرکات مین مجتمع تھے حضرت ابن عباس رضہ فرماتے ہین جس جگہہ قرآن مجید مین یا ایہا الذین آمنوا کا لفظ ہی جناب علی خاص ہین ضرور شامل ہین بلکہ اس باب مین گویا آپ اسکے امیر و سردار ہین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جناب علی رضہ کو تین چیزین ایسی بے نظیر عطا ہوئین کہ اگر مجھکو اونمین سے ایک بھی مل جاتی تو سرخ اونٹونسے زیادہ محبوب ہوتی۔کسی نے سوال کیا وہ کون سی ہین۔جواب دیا۔جناب سید المرسلین کی صاحبزادی اونکی عقد مین آئین اونکے واسطے مسجد مین رہنا جائز ہے یہہ روز فتح خیبر حضور سرور عالم نے علم عنایت فرمایا۔

روایت ہے کہ جب حضرت امیر المومنین علیؑ کوفہ مین داخل ہوے ایک حکیم عرب کا باشندہ آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا۔ واللہ اے امیر المومنین۔ آپکی ذات پاک سے خلافت کو زینت حاصل ہوئی۔ خلافت نے کچھ آپکی زینت دوبالا نہ کی بلکہ آپکے وجود باجود سے خلافت کا مرتبہ عالی ہوگیا۔ کچھ آپکی عزت اس سے افزون نہ ہوئی۔ بیشک خلافت آپ ایسے خلیفہ کی محتاج تھی مگر آپکو کچھ اسکی پرواہ نہ تھی۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہین مین نے اپنے باپ سے کہا کہ جناب علیؓ و معاویہؓ کا کچھ حال بیان کیجیے۔ جواب دیا۔ جناب علی مرتضی کے دشمن بہت تھے اونھون نے بہت کچھ آپکے عیوب و نقائص ٹٹولے مگر ایک بات بھی قابل گرفت ہاتھ نہ آئی۔ لاچار ایسے شخص کے پاس پہونچے جو آپ سے جنگ و جدال و قتال کرچکے تھے۔ ان دشمنون نے اونکو اپنے جال مین پھانس لیا۔ (حاصل یہ ہی کہ امیر معاویہؓ آپ کے برخلاف تھی لہذا دشمنون نے موقع پاکر انکو ملا کر اپنا ہمزبان و ہم خیال بنالیا۔) (صواعق محرقہ)

ازالۃ الخفا مین احادیث متذکرہ بالا کے علاوہ جو احادیث فضائل مرتضوی مین لکھی ہین اونمین سے ہم کچھ حدیثین اس مقام پر نقل کرتے ہین۔

ام المومنین جناب ام سلمہؓ نے ابو عبداللہ جدلی سے فرمایا۔ کیا تم لوگونمین ایسے بھی ہین جو حضور سرور کائنات کو گالی دیتے ہین۔ اونھون نے جواب دیا۔ معاذ اللہ ایسا کون ہے ام المومنین نے فرمایا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جسنے علیؑ کو گالی دی اوسنے مجھکو گالی دی

روایت ہے کہ ایک شخص شامی حضرت ابن عباسؓ کے پاس آیا اور جناب علیؑ کو برا کہنے لگا۔ آپنے اوسپر سنگریزے پھینک مارے اور فرمایا۔ اے دشمن خدا تو نے رسول اللہ کو ایذا دی۔ خداوند تعالی فرماتا ہے جسنے اللہ اور اوسکے رسولؐ کو ایذا دی اوسپر دین و دنیا مین

خدا لعنت اوتارتا ہی اور اوسکے واسطے عذاب رسوائی کا ہے۔ اگر نبی اکرم اسوقت زندہ ہوتے تو ضرور تیرے کلام سے ایذا پاتے۔

حدیث۔ ام المومنین جناب عائشہؓ فرماتی ہین کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ میرے پاس سردار عرب کو بلاؤ میں نے عرض کیا ای رسول اللہ کیا آپ سید العرب نہیں ہین۔ فرمایا۔ مین سردار و سید اولاد آدم ہون اور علی سید العرب ہین۔

حدیث۔ زید بن ارقمؓ سے مروی ہی کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا جس شخص کو محبوب ہو کہ میری سی زندگی پاوی اور میری سی موت کی تمنا اوسکو ہوا ور جنت خلد کی جسکا وعدہ پروردگار عالم نے کیا ہی آرزو رکھتا ہو تو وہ علی کا دوست بن جاوے۔ علیؓ تمکو ہرگز راہ حق سے نہ الگ کرینگے اور کبھی چاہ ضلالت مین نہ ڈالین گے۔

جناب علیؓ فرماتے ہین۔ انما انت منذر ولکل قوم ھاد۔ اس آیت مین قوم کو عذاب الٰہی سے ڈرانیوالے جناب رسول خدا ہین اور مین ہادی ہون۔

حدیث۔ ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلعم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لیگئے اور اونسے فرمایا۔ اے فاطمہ مین اور تو اور یہہ مرد سونے والا۔ (حضرت علیؓ) اور یہہ دونون (حضرات حسنینؓ) قیامت مین ایک جگہ ہونگے۔

حدیث۔ ابن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ رسول معظم نے فرمایا مین نے جناب باری سے دعا مانگی تہی کہ جس شخص کو مین اپنی بیٹی بیاہ دون یا جن عورتون سے مین خود نکاح کر لون وہ سب میرے ساتھ جنت مین ہون خداوند تعالیٰ نے یہہ دعا میری قبول فرمائی۔

حدیث۔ عبد اللہ بن سعدؓ راوی ہین کہ جناب خاتم النبیینؐ نے فرمایا ہے۔ میرے پاس خداوند تعالیٰ نے تین مرتبہ وحی بھیجی کہ علیؓ مومنون کے سردار۔ پرہیزگارونکے امام میری آنکھ

یکجا کر کے جنت مین لیجانے والے ہین۔

حدیث۔جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین۔مین ایک روز حضور اقدس کے ہمراہ مدینہ کے کوچون مین سیر کر رہا تھا۔آپکے دست مبارک مین میرا ہاتھہ تھا۔سیر کرتے کرتے ہم دونون ایک باغ مین داخل ہوی۔مین نے باغ کی نظافت وشادابی دیکھکر عرض کیا۔حضور کیا ہی نفیس باغ ہے۔ارشاد پاک ہوا۔اے علی۔تمہارا باغ جنت کا اس سے زیادہ شاداب ہے۔

حدیث۔جناب علیؓ فرماتے ہین کہ مین ایک دفعہ بیمار ہوا۔حضور سرور دوجہان میری عیادت کو تشریف لائے۔مین لیٹا ہوا تھا آپ مجھسے تکیہ لگاکر بیٹھہ گئے اور اپنی چادر مجھکو اوڑہادی۔جب حضور نے دیکھا کہ مجھکو کچھہ تسکین ہی مسجد مین تشریف لیگئے اور بعد نماز پھر تشریف لائے اور مجھپر سے چادر اوٹھاکر فرمایا۔ای علی۔اوٹھو۔مین اوٹہ بیٹھا گویا کوئی شکایت ہی مجھکو نہ تھی پھر آپنے فرمایا مین نے جو دعا خدا سے مانگی اوسنے قبول فرمائی اور مین نے کبھی کوئی دعا خاص اپنے واسطے نہین مانگی مگر تمکو اوسمین ضرور شریک کرلیا۔

حدیث۔امیرالمومنین جناب مرتضویؓ سے مروی ہے کہ سردار دوجہان محبوب یزد سبحان نے ارشاد فرمایا۔اے علیؓ تم بہشت برین مین ایک خزانہ کے مالک ہوگے اور تم جنت کے دونون سرے کے محافظ اور صاحب ہوگے۔خبردار (محرمات پر) ایک نظر کے پیچھے دوسری نظر کبھی نہ لگانا۔نظر اول (جو بلا قصد ہو) تمہارے واسطے حلال وجائز ہے اور نظر ثانی (جو قصداً ہو) وہ تمہارے حق مین وبال ہے۔راقم۔اسی معنی مین یہہ شعر ہے۔

دو چیز بصفت حلالست وہم بشرع درست	سرود خانہ ہمسایہ حسن رہگذرے

حدیث۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ جناب علیؓ کو چار فضائل حاصل ہین جو کسی مین نہین جملہ اہل عرب وعجم مین آپ اول وہ شخص ہین جسنے حضور سرور عالم کے ساتھہ نماز پڑہی۔آپ ہر وہ مین

لشکر نبوی کے علم بردار رہے۔ آپؓ غزوہ احد میں جناب رحمۃ للعالمینؐ کے ساتھ رہے اور لوگونکے قدم اوکھڑ گئے تھے مگر آپ صبر و استقلال کے ساتھ معرکہ جنگ میں ثابت قدم رہے۔ آپؓ نے آنحضرتؐ کو بعد وفات شریف غسل دیا اور قبر میں اوتارا۔

حدیث۔ ام المومنین جناب ام سلمہؓ فرماتی ہین مین بقسمیہ کہتی ہون کہ علیؓ کا درجہ حضور نبوی مین بہت بڑا تھا حضور شفیع المذنبین کی رحلت کے دن کا قصہ ہے کہ ہم لوگ حضور کی عیادت کو گئے ہوے تھے وقت صبح کا تھا۔ آپ بار بار فرماتے تھے۔ کیا علیؓ آگئے۔ کیا علی آگئے۔ بی بی فاطمہؓ نے عرض کیا۔ کیا آپنے اونکو کسی کام کو بہیجا ہے۔ (ابھی تو وہ نہین آے) بعد کچھ دیر کے جب علیؓ آگئے تو مین نے خیال کیا کہ حضور علیؓ سے کچھ فرمائینگے لہذا یہان تخلیہ ہوجانا چاہیے اس خیال سے ہم لوگ ادہر ادہر ہوگئے۔ مین دروازہ کے قریب بیٹھ گئی۔ جناب سرکائنات علیؓ کی طرف جھک گئے اور دونو مین کچھ مشورہ و صلاح ہوتی رہی۔

حدیث۔ انسؓ کہتے ہین کہ مین حضور نبوی کی خدمت گذاری مین رہا کرتا تھا۔ ایک روز کسی نے ایک جوزہ مرغ بریان آپکو ہدیہ بہیجا۔ آپنے فرمایا۔ خداوندا۔ اپنے محبوب ترین مخلوق سے کسیکو بہیجدے جو میرے ساتھ یہہ گوشت کہاوے۔ راوی کا بیان ہے کہ مین نے اپنے جی مین کہا۔ خدا کرے وہ شخص انصار مین سے ہو۔ اتنے مین جناب علیؓ آگئے۔ مین نے کہا جناب نبی اکرم اسوقت کسی کام مین ہین۔ حضرت علیؓ واپس گئے۔ پہر دوبارہ آے اور اذن چاہا۔ حضور نے حکم دیا کہ دروازہ کہولدو اور انکو آنے دو۔ پہر مجھسے فرمایا۔ تم نے ایسا کیون کیا۔ مین نے عرض کیا۔ حضور مین نے آپکی دعا سنکر یہہ چاہا تھا کہ جو شخص آپکو مطلوب ہے وہ میری قوم سے ہو۔ آپنے فرمایا۔ ٹھیک ہے ہر شخص اپنی ہی قوم کو چاہتا ہے۔ یہہ روایت ترمذی نے اگرچہ بسند غریب نقل کی ہے مگر اسکی تائید اور روایات سے اسقدر ہوگئی ہے کہ اسکی غرابت جاتی رہی۔

خصائل حمیدہ و اوصاف پسندیدہ

قادر توانا خالق ارض و سما نے ہمارے ممدوح آقائے ذی وقار کی اصل فطرت مین وہ کمالات امانت رکھی تھے جو خواص افراد بنی آدم اور اشراف حال نوع انسان مین ہوتے ہین۔ اسیواسطے آپ جامع اخلاق حسنہ تھے شجاعت و قوت۔ حمیت۔ وفا وغیرہ اوصاف مین آپکو کامل حصہ عنایت ہوا تھا۔ پھر جود الٰہی نے ان اخلاق سنیئہ کو اپنی مرضیات مین صرف کیا اور فیض بیحد آفیاض شامل حال ہو کر باعث ترقی مقامات عالیہ ہوا۔

شجاعت۔ آپکو خداداد طاقت و شجاعت تھی اگر آپکی شجاعت کے قصے لکھے جاوین تو ایک دفتر ہو جاوے بطور نمونہ دو چار روایات ہدیہ ناظرین ہین۔ باقی اپنے موقع پر ندکور ہونگے آپ شجاعت مین سب پر مقدم اور شجاعان طبقہ اولی مین ہین۔ جملہ بہادران عرب مین ایک فرد کامل و ممتاز ہین۔ آپکو بہادران زمانہ مانتے تھے۔ ابتک آپکی شجاعت کی وہ شہرت ہے کہ جب دلیرون بہادرون کا ذکر آتا ہے آپ کا نام نامی سب مین اول ہوتا ہے۔ جناب علی رضی سے منقول ہے کہ جس ذات پاک کے قبضہ مین ابن ابی طالب کی جان ہے اوسکی قسم کھا کر کہتا ہون کہ ہزار ہاتھ تلوار کے مارون اور لڑائی مین مارا جاؤن یہ مجھکو بہت آسان و مرغوب ہے اس بات سے کہ بستر پر پڑے پڑے جان دون۔

ایک عرب کا قول ہے۔ جب ہم لوگ کسی لڑائی مین لشکر لیکر نکلتے اور جس لشکر مین آپ ہوتے اوس لشکر سے مقابلہ ہوتا تو ہم لوگ اپنی زندگی سے مایوس ہو جاتے اور ایک دوسرے کو وصیت کرنے لگتے تھے۔

منقول ہے کہ جناب علی رضی نے امیر معاویہ رضی سے کہا تم نے لوگونکو لڑائی کیواسطے بلایا ہے

اب ان سب کو تو الگ رہنے دو اور آؤ ہم تم دونون آپس مین ایک دوسرے سے نبٹ لین تا کہ لوگ واقف ہوجاوین کہ ہم تم دونون مین کسکا آئینہ دل زنگ کدورت سے صاف ہے اور کسکی آنکھون پر پٹی بندھی ہے مجھکو تو تم خوب جانتے ہو کہ مین ابوالحسن ہون۔ تمہارے دادا ماموں اور بھائی کو بدر کے دن کیسا کچل کچل کر مارا ہے۔ میری یہہ تلوار وہی ہے اور مین ایسے ہی قوی دل سے دشمن کا مقابل ہوتا ہون۔

مروی ہے کہ کسی نے آپ سے سوال کیا۔ اے علیؑ عین موقع جنگ مین آپ کہان ملین گے جواب دیا۔ وقت آغاز جنگ کے جس جگہہ مجھکو چھوڑو گے اوسی مقام پر پاؤ گے۔ (یعنی مین قدم جما کر ایک جگہہ لڑتا ہون) یہہ آپکے کمال ثبات واستقلال کی دلیل ہے۔

کسی نے آپسے پوچھا۔ آپ کسطرح بڑے بڑے بہادرونکو قتل کرڈالتے ہین۔ فرمایا۔ مین جسوقت دشمن سے قریب ہوتا ہون تو یہہ فرض کرلیتا ہون کہ ضرور اسکو قتل کرونگا اور میرا مقابل بھی جان جاتا ہے کہ علیؑ مجھکو مار لینگے۔ پس مین اور اوسکی پست ہمتی دونون ملکر اسکے قتل کا باعث ہوتی ہین۔

مصعب بن زبیرؓ کہتے ہین۔ جناب علیؑ لڑائی کیوقت نہایت ہوشیار اور چالاک رہتے تھے۔ ہوش وحواس قائم رکھتے تھے۔ لڑائی کے داؤن گھات خوب یاد تھے کسیکو قدرت نہوتی تھی کہ آپ پر قابو پاسکے۔ آپکی زرہ صرف آگے کی جانب تھی اور پشت خالی رہتی تھی کسی نے آپسے کہا۔ کیا آپکو اس بات کا اندیشہ نہین کہ دشمن پس پشت آکر آپ پر حملہ کرے اور نصیب دشمنان کوئی صدمہ پہونچاے۔ فرمایا۔ اگر مین اس حالت کو پہونچ جاؤن اور ایسا غافل وبدحواس ہوجاؤن کہ دشمن میری پیچھے آکر مجھپر وار کرے اور مین اسکو اتنی مہلت دون تو ایسے وقت تک خدا مجھکو زندہ نہ رکھے۔ (مستطرف)

وفا- آپ مین ایک امر خلقی تھی جسکی بدولت مقام محبت آپکے واسطے مرحمت فرمایا گیا یہہ معنی احادیث متعددہ سے ثابت ہین - آپ کا محبوب خدا و رسول ہونا اور خدا و رسول کا آپکے محبوب ہونا دلائل واضحہ سے ظاہر ہے -

مقابلہ اعدا و دفع دشمنان خدا- (یہہ شجاعت کا ثمرہ ہی) اور یہہ آپکے سوابق اسلامیہ کے متعلق ہی اور آخرت مین اسکا نتیجہ عجیب و غریب مرحمت ہوگا - آیہ کریمہ - **ھذان خصمان اختصموا** الخ - آپکے حق مین اور آپ کے دیگر رفقا کی شان مین نازل ہوئی ہے -

صحیح بخاری مین جناب علی رضؓ سے مروی ہے کہ مین قیامت کیدن خدا کے روبرو زانو کے بل کھڑا ہوکر اپنے مخالفین سے مخاصمت کرونگا - قیس کا قول ہے کہ آیت **ھذان خصمان اختصموا فی ربھم** - جنگ بدر کے مجاہدین جناب حمزہ - علی - عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم اور شیبہ بن ربیعہ - عتبہ بن ربیعہ - ولید بن عتبہ کافران قریش کے باب مین نازل ہوئی ہے

سختی - دلیری کسیکی پرواہ نہ کرنا - خدا کے کام مین لحاظ قرابت کرکے اوسکے کام سے باز نہ رہنا ان امور کے ذریعہ سے آپ امر منکر و مکروہ سے لوگونکو روکتے رہے - بیت المال کی حفاظت کی اوسکو خدا کے کامونمین صرف کیا - جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے - اے لوگو علی کی شکایت میرے سامنے نہ کرو وہ تو خدا کی راہ اور اوسکے کامونمین بڑے سخت ہین -

اپنی قوم کی حمایت- اپنے بہائیون کی طرفداری و حفاظت مثلاً اپنے کسی بہائی کے مرتبہ و منصب قائم ہونے مین سعی و کوشش بلیغ کرنا اور اوسکی نصرت مین ہمت قوی سے کام لینا یہہ خصلت خواص قوم اشراف مین ہوتی ہے جب برہنمائی فیض الٰہی داعیہ اشاعت اسلام و اعلاء کلمۃ اللہ آپکی ذات مقدس مین پیدا ہوا آپنے اس خلقی عادت سے کام لیا اور اس معنی عقلی کو آپنے خارج مین ظاہر کر دکہایا اسکا اثر عجیب اور مقام غریب حاصل ہوا کہ اخوت رسول -

موالاۃ۔ (دوستی ونصرت) یا دیگر الفاظ وصی ۔یا وارث سے تعبیر کرسکتے ہین۔ (درباب موالاۃ احادیث اوپر گذرین) جناب علی مرتضیٰ رضؓ حضور پرنور کے حین حیات فرماتے تھے۔ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر رسول خدا مرجاوین یا مقتول ہون تو کیا تم اپنے پیچھے اولٹ پڑوگے۔ واللہ باللہ۔ ہم دین اسلام چھوڑکر اولٹے پانٔون کبھی نہ پھرینگے۔ ہمکو تو خدا نے راہ حق دکھلادی۔ اگر ہمارے رسول مرجائین یا مارے جائین تو ہم بھی تازیست خود کفار سے لڑے جائینگے اور جس بنا پر حضور جہاد کرتے ہین ہرگز یہہ طریق ترک نہ کرینگے۔ مین آنحضرت صلعم کا بہائی۔ ولی۔ دوست وناصر ہون۔ علم نبوی کا وارث ہون۔ اس باب مین مجھسے زیادہ حقدار کون ہے۔ (ازالۃ الخفا)

زُھد۔ خواہش نفسانی کو حقیر وذلیل کہنا اور اونکے پیچھے نہ جانا اور خلاف خواہش نفس عمل کرنا۔ منقول ہے کہ امیر معاویہؓ نے ضرار صُدّی سے کہا جناب علی مرتضیٰ رضؓ کے کچھہ مناقب بیان کرو۔ اونھون نے جواب دیا۔ امیرالمومنین مجھکو اس کام سے معاف فرماوین۔ آپنے باصرار فرمایا کہ بیان کرو۔ ضرار نے کہا جب امیرالمومنین کی اسدرجہ تاکید ہے تو مین عرض کرتا ہون۔ بخدا اسے لائیزال جناب علی مرتضیٰ رضؓ کے علوشان کی انتہا نہ تھی۔ آپ سخت قوتون والے تھے۔ آپکا کلام حق فیصل (دو ٹوک بات) تھا۔ عدل وانصاف کے ساتھہ حکم کرتے تھے۔ چشمہ علم تھے کہ آپسے علم مثل پانی کے جاری تھا۔ آپکے جملہ حرکات وسکنات سے حکمت ودانائی ٹپکتی تھی۔ دنیا کے سبز وشاداب باغ سے وحشت۔ تاریک شب اور اوسکی وحشت سے الفت تھی۔ خوف الٰہی مین سدا دیدۂ حق بین اشکبار رہتے۔ فکر آخرت مین ہمیشہ ڈوبے ہوے۔ لباس مختصر بقدر ضرورت آپکو پسند تھا۔ غذاے نفیس کی رغبت نہ تھی بلکہ طعام فقیرانہ پر قناعت تھی۔ ہم لوگون مین بلاامتیاز مراتب مثل ایک معمولی شخص کے رہا کرتے تھے۔ جب ہم کسی حاجت مین آپکو یاد کرتے فوراً مستعد ہوتے۔ اگر ہم آپسے طالب انتظار ہوتے تو آپ انتظار کرتے۔ آپکی ہیبت ورعب وجلال اس درجہ تہیر

غالب تہا کہ باوجود اس قرب و مزاج دانی کے کسیکا حوصلہ نہ پڑتا تہا کہ آپ سے ہم کلام ہوتا۔ آپ اہل دین کی عظمت رکہتے۔ مساکین کو اپنے قریب کرتے تہے۔ کوئی قوی شخص امر باطل مین آپسے طمع نہ رکہتا ضعیف و بیکس آپکے عدل سے ناامید نہ ہوتا۔ (عبادت و شب بیداری کا یہ حال تہا کہ) مین نے بچشم خود بعض اوقات دیکہا ہے کہ شب تاریک نے اپنی ظلمت سے تمام عالم کو ڈہانک لیا اور تارے غائب ہو گئے مگر آپ ایسے وقت عالم تنہائی مین اپنی ریش مبارک پکڑے محراب مسجد مین کہڑے ہو کر خوف الٰہی سے بیچین و بیقرار مثل خوف زدہ کے تڑپ رہے ہین۔ آپکے رونیکی دردناک آواز احیانًا کان مین پڑ جاتی تو معلوم ہوتا کہ آپ یہ فرما رہے ہین "ای دنیا ے غدار مکار تو اور لوگونکو جاکر فریب دے۔ تو اپنا حسن و جمال ظاہر کیا ہوا مجہپر پیش کرتی ہی اور مجہکو اپنا عاشق و فریفتہ بنانا چاہتی ہے۔ کمبخت یہ بات نہو گی نہ ہونی ہے مین تو تجہکو طلاق بائن دی چکا اور اب رجوع نہین کرنے کا۔

ناز و انداز ترا مجہکو عروس دنیا	باعث فتنہ ہو کیونکر جو نہ دیکہون تجہکو
خوشہ چین ہو مرے خرمن کا اگر پروین ہی	نیم جو کی ہی عوض مول نہ لون مین اوسکو

اے نالائق دنیا۔ تیری عمر کوتاہ اور تو بالکل بے قدر ہے۔ افسوس۔ سفر دور و دراز درپیش اور راہ وحشتناک ہے اور زاد آخرت قلیل ہی"۔ حضرت امیر معاویہؓ یہہ سنکر رو دیے اور اوس جلسہ مین کوئی ایسا نہ تہا جسکے آنسو نہ جاری ہون پہر فرمایا۔ واللہ ابوالحسنؓ ایسے ہی تہے۔ خدا اونپر رحم فرماوے۔ اے ضرار۔ تمکو اونکا غم کس درجہ ہو گا۔ ضرار نے کہا۔ امیر المومنین

اگر دست از دہان آہ آتشبار بردارم	مشبک ہمچو مجمر میتوانم ساخت گردون را

بس یہہ سمجہ لیجئے کہ جیسے کسی عورت کا اکلوتا لاڈلا بیٹا اوسکی آنکہونکے سامنے اور اوسکی گود مین ذبح کر دیا جاوے تو اوس دکہیاری غم کی ماری کے نہ آنسو تہمتے ہین نہ اوسکے رنج و غم کی کوئی

انتہا ہوتی ہے یہی حالت میری ہے۔ (مستطرف)

لباس۔ عبداللہ بن ابی ہذیل کہتے ہین مین نے جناب علی مرتضیٰ رضؓ کو دیکھا کہ آپ ایک موٹا کرتا پہنے تہے اوسکی آستین ایسی تہین کہ جب آپ کہینچتے تو ناخن تک پہونچ جاتین اور چہوڑ دیتے تو نصف کلائی تک ہوتین۔

ورع وتقویٰ۔ شبہات سے پرہیز رکہنا اسدرجہ آپکے مزاج مین تہا کہ حضرت ام کلثومؓ آپکی صاحبزادی نقل کرتی ہین کہ ایک دفعہ کوئی شخص آپکی خدمت مین ترنج لایا۔ اوسمین سے ایک ترنج آپکے صاحبزادہ امام حسن یا امام حسین رضؓ نے اوٹھا لیا۔ آپنے اون کے ہاتہ سے لے لیا اور اوسکو بہی تقسیم کر دیا۔

مروی ہر کہ اموال غنیمت مین آپکا دستور بالکل موافق عادت جناب ابوبکر کے تہا جسوقت جو مال آتا فوراً تقسیم فرماتے اور بیت المال مین نہ رکہتے البتہ اگر وقت ہوتا اور تقسیم کرنے مین تکلف ہوتا تو بمجبوری دوسرے دن پر رکہہ چہوڑتے اور یہہ فرمایا کرتے تہے "اے دنیا مین تیرے فریب مین نہ آؤنگا تو اور لوگونکو دہوکا دے" اموال غنیمت مین سے کبہی کوئی چیز اپنے واسطے خاص نہ کی بلکہ جملہ اہل اسلام اوسمین شریک ہوتے کبہی کسی عزیز قریب کے دینے مین تخصیص نہ کی حکومت پر دیانت دار امین اشخاص مقرر فرماتے اور اگر کسی عامل کی شکایت درباب خیانت آپکے گوش گذار ہوتی فوراً اوسکو یہہ آیہ کریمہ لکہہ بہیجتے۔ قد جاءتکم موعظۃ من ربکم فاوفوا الکیل والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔ بقیۃ اللہ خیر لکم ان کنتم مؤمنین وما انا علیکم بحفیظ۔ اس آیت کے بعد یہہ ارقام فرماتے جسوقت میرا خط تمکو پہونچے جو تمہارے ہاتہ مین کام ہر اوسکی حفاظت کرنا اور جب میری طرف سے دوسرا شخص تمہاری جگہہ پہونچ جاوے تو یہہ حکومت اوسکے

سپرد کر دینا۔ یہہ مضمون ختم کرکے آپ آسمان کی طرف نگاہ اوٹھا کر جناب باری مین التجا کرتے خداوندا۔ تو دانا بینا ہے مین نے اپنے عمال کو تیری مخلوق پر ظلم کرنے کا حکم نہین دیا اور نہ تیرے حقوق ترک کرنیکو کہا ہے۔

مروی ہیکہ ایک مرتبہ آپنے جملہ سامان بیت المال سے نکالکر مستحقین پر تقسیم کر دیا بعدہٗ مکان مین جھاڑو دلوا کر اس امید پر نماز پڑہی کہ یہہ جگہہ قیامت مین آپکے واسطے گواہ ہو۔

بروایت عاصم بن کلیب منقول ہیکہ ایک دفعہ اصبہان سے مال آیا۔ آپنے اوسکے سات حصہ مساوی کیئے۔ منجملہ اموال ایک روٹی بہی تہی۔ اوسکے بہی سات ٹکڑے کرکے ہر حصہ پر ایک ایک ٹکڑا رکہہ دیا اسپر بہی بکمال احتیاط قرعہ ڈالا کہ کسکو حصہ دلدیا جاوے۔ (اللہ اللہ یہہ کمال ورع وتقویٰ ہے)

منقول ہیکہ جناب علی نے فرمایا۔ مجھکو تمہارے اموال غنیمت مین سے بجز اس ایک شیشہ کے اور کچھہ نہ ملا یہہ بہی ایک دہقان نے ہدیۃً بہیجا ہے۔ بعد ازان آپ بیت المال مین تشریف لیگئے اور جسقدر سامان تہا سب مسلمانون پر تقسیم کر دیا پھر فرمایا۔ وہی شخص خلاص ہوا جسکے پاس صرف ایک ٹوکری کہجور کی ہو اور دن مین ایک مرتبہ کہجور نکالکر کہا لیا کرے اور بس۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب علی مرتضیٰ رضؓ ممبر پر تشریف فرماتہے۔ آپنے فرمایا۔ کوئی شخص یہہ میری تلوار مجھسے خریدے۔ اگر میرے پاس اسوقت اتنے دام ہوتے کہ مین ایک تہبند خرید لیتا تو تلوار کو ہرگز نہ بیچتا۔ یہہ سنکر ایک صاحب اوٹھے اور کہا مین آپکو ازار کی قیمت قرضاً دیتا ہون۔

صبر بر تنگی معاش۔ اپنی ذات پر سختی و تکلیف گوارا کرنا اور فقر و فاقہ مین راضی رہنا۔

مروی ہیکہ آپنے اپنی والدہ جناب فاطمہ بنت اسد سے فرمایا تہا کہ اے امان جان۔

آپ گھر کے باہر کے کام جیسے پانی بھرنا اور دیگر ضروریات وغیرہ بہم پہونچانا کر لیا کریں۔ آپکی بہو گھر کے اندر کے کام کاج چکی پیسنا آٹا گوندھنا۔ روٹی پکانا وغیرہ وغیرہ کر لیا کریگی۔

ضمرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر گھر کا کام تو بی بی فاطمہؓ کے تعلق کر دیا تھا اور باہر بازار ہاٹ کا سودا سلف لانا جناب علیؓ کے سپرد فرمایا تھا

امام احمدؒ جناب علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب خلاصۃ الاصفیا احمد مجتبی محمد مصطفےٰ نے اپنی صاحبزادی فاطمہؓ کا عقد میرے ساتھہ کر دیا۔ ایک دن میں نے اپنی بیوی سے کہا اب تو پانی بھرتے بھرتے میرا سینہ درد کرنے لگا۔ تمہارے باپ کے پاس قیدی غلام ہوکر آئے ہیں تم جاکر ایک خادم حضور سے مانگ لاؤ۔ جناب فاطمہؓ نے فرمایا سچ ہے خدا کی قسم۔ چکی چلانے سے میرے ہاتھہ میں بھی چھپولے پڑ گئے ہیں۔ یہہ کہکر آپ خدمت نبوی میں حاضر ہوئیں۔ آنحضرت صلعم نے بکمال مہربانی فرمایا بیٹی۔ کیا تم کسی ضرورت سے آئی ہو۔ بی بی فاطمہؓ سوال کرتے شرمائیں۔ جواب دیا۔ صرف حضور کے سلام کو چلی آئی تھی یہہ کہکر بدون درخواست غلام واپس آئیں۔ میں نے پوچھا۔ کہو کیا کر آئیں۔ جواب دیا میں شرم کی وجہہ سے سوال نہ کرسکی۔ پھر ہم دونوں میاں بیوی خدمت نبوی میں پہونچے۔ میں نے عرض کیا۔ حضور پانی بھرتے بھرتے میرا سینہ درد کرنے لگا۔ جناب فاطمہؓ نے بھی کہا۔ چکی کھینچنے سے میرے ہاتھہ میں آبلے پڑ گئے اب خداوند تعالی نے فراخی بخشی ہے اور حضور کے پاس لونڈی غلام آئے ہوئے ہیں ایک ہمکو بھی عنایت ہو۔ حضور سرور کائنات نے فرمایا۔ واللہ۔ تمکو تو میں انمیں سے ہرگز نہ دونگا کیونکہ اہل صفہ فقراء مساکین آج کل بھوکے ہیں اور میرے پاس کچھہ نہیں کہ اونکے کھانے کو دوں البتہ یہہ لونڈی غلام فروخت کرکے انکی قیمت اہل صفہ کے کھانے میں صرف کرونگا۔" یہہ سنکر ہم دونوں واپس آئے۔ اسکے بعد جناب سرور عالم

ہمارے گہر تشریف لائے۔ ہم دونون اپنی خوابگاہ مین تھے اور ایک چھوٹی چادر اوڑہ لی تھی۔
وہ اسقدر کوتاہ تھی کہ اگر سر چھپاتے تو پانون کہل جاتے اور اگر پانون ڈہانکتے تو سر کہلا رہتے
ہم دونون حضور کو دیکہکر اوٹہنے لگے۔ آپنے فرمایا۔ لیٹے رہو۔ مین تمکو ایک امر خیر تعلیم کرتا ہون
جو تمہارے واسطے خادم سے زیادہ مفید ہے۔ مجھکو جبرئیل علیہ السلام نے تعلیم کیا ہے۔ وہ
یہہ ہی کہ ہر نماز پنجگانہ کے بعد سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ اللہ اکبر دس دس بار کہہ لیا کرو اور
سوتے وقت سبحان اللہ۔ ۳۳ بار۔ الحمد للہ۔ ۳۳ بار اللہ اکبر۔ ۳۴ بار پڑہ لیا کرو حضرت علیؑ
فرماتے ہین جب سے مجھکو رسول خدا نے یہہ کلمات تعلیم فرمائے ہین مین نے کبھی ترک نہین کئی
ابن الکوا نے پوچھا۔ کیا صفین کی رات کو بھی نہین چھوٹے۔ فرمایا ہان۔ اوس شب کو بھی
پڑہ لئے تھے۔

مجاہد جناب امیر المومنینؑ سے روایت کرتے ہین کہ ایکمرتبہ مجھکو مدینہ منورہ مین بہوک
لگی۔ کہانیکو کچھہ پاس نہ تہا جب بہوک نے غلبہ کیا تو گہر سے نکلا کہ کچھ محنت مزدوری کرکے
قوت لایموت حاصل کرون الغرض بتلاش معاش عوالی مدینہ مین پہونچا۔ ایک عورت کو
دیکھا کہ مٹی کے خشک ڈہیلے تلے اوپر جمع کر رکھے تھے مین نے خیال کیا۔ شاید یہہ پانی سے
تر کرکے گارا بنانا چاہتی ہے۔ مین نے جب دریافت کیا تو میرا خیال ٹھیک نکلا (اُسکو
مزدور کی تلاش تھی) بالآخر میرے اوسکے فی ڈول ایک خرما مزدوری قرار پائی مین نے
سولہ ڈول بڑے بڑے کنوئین سے نکالے یہانتک کہ میرے دونون ہاتہہ پُر آبلہ ہوگئے
جب پانی بہر چکا تو ڈیلونکو خوب تر کردیا اور اپنے کام سے فارغ ہوکر اوسکے پاس آیا اور
اپنے ہاتہونکے آبلے دیکہنے لگا۔ اوسنے موافق قول و قرار کے سولہ خرمے مجھکو گن دیئے۔ مین
اونکو خدمت نبوی مین لایا اور سارا قصہ عرض کیا۔ حضور نے بہی وہ خرمے میرے ساتہہ تناول فرمائے

محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ جناب امیر المومنین رضؓ فرماتے ہین۔ ایک دن ایسا بہی مجہپر گذر گیا ہے کہ حضور سرورِ عالم کے ساتہہ شدت بہوک سے مین نے اپنے پیٹ پر پتہر باندہا۔ اوس وقت میرے دوست واحباب کی تعداد چالیس ہزار تہی (سبحان اللہ کس درجہ قناعت۔ توکل اور صبر تہا۔ یہہ آپ ہی کی شان تہی۔)

جس طرح جناب علی مرتضیٰ رضؓ دنیا کی تنگ عیشی پر متحمل تہے اور حظوظ نفسانی سے متنفر یہی طرزِ عمل اپنے عزیزون اور قریب رشتہ دارونکے ساتہہ بہی رکہا تہا چنانچہ اپنے بہائی حضرت عقیل بن ابی طالب کے بال بچونکے خرچ کو روزینہ بقدر کفایت جو مقرر فرما دیئے تہے وہ ہر روز اونکو ملتے تہے اور اوسی پر تمام گہربار کا کہانا چلتا تہا۔ ایک روز حضرت عقیل رضؓ کے بال بچونکو ہریرہ کہانیکی خواہش ہوئی چونکہ بجز معمولی جَو کی نقد تو ملتا نہ تہا لہذا بچونکی خاطر سے روزانہ جَو مین کسیقدر نکالتے اور جمع کرتے رہے۔ جب کسیقدر جمع ہو گئے تو اونکو بیچ کر حضرت عقیل رضؓ گہی اور کہجور خرید لائے اور ہریرہ تیار کیا۔ کہانیکے وقت اونکے لڑکون نے جناب علی رضؓ کو بہی بلا لیا سب کہانیکو بیٹہے۔ تذکرۃً ہریرہ پکانیکی فکر مین جَو جمع کرنا اور اونکو فروخت کرکے گہی اور کہجور لانا مذکور ہوا۔ آپنے فرمایا جب اتنے جَو روز نکالتے رہے تو باقی کہانے مین کافی ہوتی تہی؟ لڑکون نے کہا۔ ہان کافی ہوجاتی تہے۔ آپنے اوسی روز سے روزینہ مقررہ مین اوسیقدر کمی کردی اور یہہ فرمایا کہ ضرورت سے زائد دینا مجہکو حلال نہین۔ جناب عقیل رضؓ اسپر برہم ہوی آپنے لوہا گرم کرکے حضرت عقیل رضؓ کے رخسار کے پاس لگایا تو وہ بیتاب ہوکر اُف اُف کرنے لگے۔ آپنے فرمایا۔ تم تو اس دنیا کی ہی آگ سے اسقدر گہبراتے ہو اور مجہکو دوزخ مین ڈالا چاہتے ہو۔ حضرت عقیل رضؓ نے کہا۔ مین تمہارے پاس سے جاتا ہون اور ایسے شخص کے پاس ہونگا جو مجہکو سونا اور کہجور دیگا۔ اسکے بعد جناب عقیل رضؓ شام مین امیر معاویہ رضؓ کے پاس چلے گئے۔ امیر معاویہ رضؓ

خاطر سے پیش آوے۔ ایکدن امیر معاویہؓ نے کہا۔ اگر عقیلؓ مجھکو اپنے بھائی سے بہتر نہ سمجھتے تو اونکو چھوڑ کر میرے پاس ہرگز نہ آتے۔ حضرت عقیلؓ نے سنکر فرمایا۔ میرے بھائی علیؓ میرے دین میں بھلے ہیں اور تم دنیا کے اعتبار سے میرے حق میں بہتر ہو۔ افسوس ہے میں نے دنیا کو اختیار کر لیا جو تمہاری پاس چلا آیا۔ اب خدا سے خاتمہ بخیر ہونے کی دعا ہے۔

ابن عساکر نے یہہ قصہ یون بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت عقیلؓ نے جناب علیؓ سے کچھہ سوال کیا اور کہا میں محتاج فقیر ہون کچھہ مجھکو عنایت کیجئے۔ آپنے فرمایا۔ اچھا دونگا۔ صبر کرو جب اور مسلمانونکو وظیفہ ملیگا تمکو بھی دیا جاویگا۔ چونکہ جناب عقیل صاحب اولاد تھے اور اونکو امور خانہ داری میں ضرورت درپیش تھی صبر نہ کرسکے اور آپسے مکرر سہ کرر سوال کیا۔ آپنے تنگ آکر ایک شخص سے فرمایا۔ انکو بازار لیجاؤ اور یہہ دوکانونکی قفل توڑکر جسقدر نقد وجنس کی ضرورت ہووے لیویں۔ جناب عقیلؓ نے کہا۔ کیا خوب۔ آپ مجھکو چوری کی علت میں گرفتار کرانا چاہتے ہیں۔ ارشاد ہوا۔ تم ہی مجھکو چور بنانا چاہتے ہو کیونکہ خواہ مخواہ کہہ رہے ہو کہ مسلمانوں کا حق تمہارے حوالہ کردون اور چور بنون۔ حضرت عقیل نے کہا میں معاویہؓ کے پاس جاتا ہون۔ آپنے فرمایا تمکو اختیار ہے۔ اسکے بعد حضرت عقیل شام چلے گئے اور امیر معاویہؓ سے ملے اونھوں نے ایک لاکھہ درم حوالہ کئے اور کہا۔ ممبر پر چڑھکر آپ اپنے بھائی کا سلوک اور میری قدردانی بیان کردیجئے۔ حضرت عقیلؓ ممبر پر چڑھے۔ حمد وثنا کے بعد فرمایا۔ ایہا الناس میں اپنا حال عرض کرتا ہون میں نے جناب علی مرتضیٰؓ پر بہت زور ڈالا اور اپنے مصارف زمانہ کی شکایت کرکے چاہا کہ معمول سے زائد وظیفہ دیا کریں مگر اونھوں نے میری اخوت پر لحاظ نہ کرکے اپنے دین کو مجھپر مقدم رکھا۔ پھر میں امیر معاویہؓ کے پاس چلا آیا۔ اونھوں نے ایک لاکھہ درم مجھکو دیئے اور اپنے دین پر مجھکو ترجیح دی۔

قوت حافظہ و ضبط احادیث نبوی - احادیث و وقائع کا یاد رکھنا اور ضرورت کیوقت اونپر عمل کرنا اونکو موقع سے کام مین لانا - اس باب مین آپ کو کمال حاصل تھا اور اس فضیلت مین آپ ممتاز تھے -

حضرت شیخ الشیوخ سہروردی قدس سرہ عوارف مین ارقام فرماتے ہین - بروایت عبداللہ بن حسن منقول ہی کہ جب آیہ کریمہ وتعیہا اذن واعیہ - ترجمہ - کان ہوشیار کلمات الٰہی کی حفاظت کرتے ہین - نازل ہوئی حضور محبوب رب العلمین نے جناب علی رض سے ارشاد فرمایا - اے علی رض مین نے جناب باری تعالیٰ این دعا کی کہ ایسے کان تمہارے ہوجائین جناب امیر المومنین کا قول ہے قبل اسکے مین بات بہول جایا کرتا تھا مگر اُسوقت سے کبہی کچہ نہ بہولا -

بروایت امام احمدؒ جناب علی رض سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ عہد خلافت فاروقی مین کچہ مال آیا جناب فاروق رض نے تقسیم کردیا - کچہ باقی رہگیا حضرت فاروق رض نے حاضرین سے دربارہ مال بقیہ استفسار کیا سب نے یہہ جواب دیا کہ آپ مسلمانونکے کاروبار مین اپنے جملہ امور معاش زمین تجارت وغیرہ سے بالکل عدیم الفرصت ہوگئے ہین رات دن ہمارے ہی کامون مین مشغول رہتے ہین آپ یہہ باقیماندہ اپنے صرف مین لائین جناب فاروق رض نے جناب علی رض سے دریافت کیا مین نے کہا سب لوگ تو آپکو اجازت دیتے ہین جناب فاروق نے فرمایا آپ اس بارہ مین اپنی رائے ظاہر فرمائین مین نے کہا آپ یقین کے مرتبہ کو ظن و گمان کے درجہ مین کیون کرتے ہین جناب فاروق رض نے فرمایا آپ اس دعوی کی دلیل پیش کیجئے مین نے کہا آپکو یاد ہوگا کہ جناب سالتمآب نے آپکو اموال زکوۃ تحصیل کرنے پر مقرر فرمایا تھا - آپ حضرت عباسؓ کے پاس گئے - آپکے اور اونکے درمیان کچہ ملال خاطر تھا - اونہون نے آپکو زکوۃ دینے سے انکار کیا پہر آپ مجھکو حضور نبوی مین لیگئے - اوسوقت آنحضرت ؐ کو ہمنے

پریشان خاطر پایا تو واپس گئے پہر دوسرے دن جب خدمت نبوی مین حاضر ہوے حضور سرورعالم خوش و بشاش تہے مین نے جناب عباسؓ کا زکوۃ دینے سے انکار کرنا عرض کیا حضور نے فرمایا۔ کیا تمکو معلوم نہین کہ چچا کا مرتبہ باپ کے برابر ہے۔ (یعنی مین اپنے چچا کی عظمت و حرمت کرتا ہون تمکو بہی اونکی عزت کرنا چاہیئے اگر زکوۃ تمکو نہ دی شاید ادا کرچکے ہون یا پہر دیدینگے) بعد اسکے ہم نے حضور سرورعالم سے دریافت کیا کہ کل حضور کے بشرہ سے انقباض خاطر ظاہر تہا اور آج بحمداللہ بحالی اور بشاشت عیان ہے اسکی وجہ ارشاد ہو فرمایا۔ کل جسوقت تم آئے ہو مین اوس سے قبل مال صدقہ تقسیم کرچکا تہا۔ اوسمین سے دو دینار بچ رہے تہے اوسکی فکر مین تہا اور آج اسوقت مجہکو خوشحال پاتے ہو اسکی وجہ یہہ ہے کہ مینے وہ دینار خرچ کرڈالے۔ جناب امیرالمومنین عمر فاروقؓ نے یہہ سنکر فرمایا۔ اے علیؓ آپ سچ فرماتے ہین بالکل ٹہیک ہے۔ مین اوسوقت بہی آپکا شکر گذار ہوا تہا اور اب بہی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہون۔

سعید بن مسیب سے منقول ہے کہ عہد فاروقی مین ایک عورت مجنونہ کی نسبت زنا ثابت ہوا۔ جناب فاروقؓ نے سنگسار کرنے کا حکم دیا اور ایک عورت نے چہہ مہینے مین بچہ جنا۔ لوگون نے حرامی نطفہ قرار دیکر دربار خلافت مین مقدمہ پیش کیا۔ آپنے بعد تحقیقات اسکو بہی سنگسار کرنیکو فرمایا۔ ابہی مجرمون پر حد جاری ہونے نہ پائی تہی کہ امیرالمومنین جناب علی مرتضیؓ نے دوسری عورت کی نسبت فرمایا کہ اقل مدت چہہ ماہ ہے اور آیہ کریمہ وحملہ و فصالہ ثلثون شہرا پیش کی اور مجنونہ کی نسبت یہہ حدیث (مجنون مرفوع القلم ہے) سُنائی۔ جناب عمر فاروقؓ نے تسلیم کیا اور فرمایا۔ لولا علی لہلک عمر۔

ابوطفیل کہتے ہین کہ مین جناب علیؓ کے خطبہ مین ایک مرتبہ حاضر ہوا۔ آپنے فرمایا مجہسے

کتاب اللہ کے مطالب پوچھو۔ خدا کی قسم کوئی آیت ایسی نہین جسکو مین نہ جانتا ہون کہ کسوقت نازل ہوئی ہے رات کو یا دن کو۔ پہاڑ پر یا نرم زمین مین۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین۔ بخدائے جل و علا۔ جناب علیؑ کو نو حصہ علم بالتخصیص دیا گیا اور دسوان حصہ باقی ماندہ تمام جہان کو ملا۔ خدا کی قسم پھر اوس دسوین حصہ مین بھی آپ شریک ہوئے اور پھر اوسمین سے بھی حصہ پایا۔

حدت ذہن سرعت انتقال۔ کیسا ہی مشکل سے مشکل معاملہ اور دشوار سے دشوار مقدمہ پیش آتا آپ فوراً اوسکی تہ تک پہونچ جاتے اور فیصلہ کر دیتے۔ یہہ قوت جواد مطلق نے اس درجہ آپکو عنایت کی تھی کہ جسکا بیان نہین۔ حضور سرور عالمؐ نے اسیواسطے آپکی شان مین اقضاھم علیؓ فرمایا۔ آپنے اس وصف کمال کو فصل خصومات مین صرف کیا۔ جسکے چند نظائر ہدیہ ناظرین ہین۔

منقول ہے کہ جناب عمر فاروقؓ نے جناب علیؓ سے یہہ مسئلہ دریافت کیا۔ ایک شخص کی مان کسی دوسرے شخص کے نکاح مین ہے۔ ایک وس زوج کو کیا کرنا چاہیئے۔ آپنے جواب دیا۔ وہ شوہر اپنی زوجہ سے رُکا رہے۔ حاصل سوال یہہ ہی کہ جس شخص کی مان دوسرے کے پاس تھی وہ مر گیا اور شوہر اپنی زوجہ کا جو کہ دراصل لونڈی ہے وراثتہً مالک ہو گیا۔ حاصل جواب یہہ ہی کہ شوہر کو استبرا کرنا واجب ہے یعنی ایک حیض تک اوس سے قربت نہ کرے (عقد الفرید) کیونکہ عورت کا لڑکا جب مرا تو اس عورت کا مالک شوہر ہو گیا نکاح جاتا رہا۔

روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب علیؓ سے سوال کیا۔ مشرق سے مغرب تک کس قدر مسافت ہے۔ آپنے فوراً جواب دیا۔ آفتاب ایک دن مین طے کر جاتا ہے۔ پھر پوچھا۔ آسمان اور زمین مین کسقدر فاصلہ ہے۔ آپنے فرمایا دعا قبول ہو کر ایک ساعت مین پہونچ جاتی ہے

زربن حبیش سے روایت ہے کہ دو شخص کہانے بیٹھے۔ ایک کے پاس پانچ روٹیاں تہین دوسرے کے پاس تین جب دونون نے اپنا اپنا کہانا سامنے رکہا ایک تیسرا شخص ودہر سے گذرا اور انکو سلام کیا۔ دونون نے اوسکو بلا لیا۔ وہ بہی آکر بیٹہہ گیا تینون نے ملکر وہ سب آٹہہ روٹیاں کہا ڈالین تیسرا شخص اوٹہہ کہڑا ہوا اور جاتی وقت آٹہہ درم دونون کو دیئے اور کہا۔ یہہ اوس کہانیکا عوض ہے جو مین نے تمہارے ساتہہ کہایا ہے۔ وہ تو چلتا ہوا اب ان دونومین حجت وتکرار شروع ہوئی جسکی پانچ روٹیاں تہین وہ کہتا تہا کہ میری روٹیاں زیادہ تہین لہذا پانچ درم مین لونگا اور تمہاری تین تہین تین درم تم لے لو جسکے پاس تین روٹیاں تہین وہ یہہ جواب دیتا تہا کہ چار چار درم نصفا نصف بانٹ لو۔ دونومین جوتی لات چلی کسی طرح فیصلہ نہ ہوا۔ بالآخر جناب امیر المومنین رضؑ کی روبکاری مین مقدمہ پیش کیا اور طالب انصاف ہوے۔ آپنے دونونکے بیانات سنکر تین روٹی والے سے فرمایا۔ تم کو جو تین درم ملتے ہین یہہ کم نہین کیونکہ تمہاری تین ہی روٹیاں تہین اور تمہارے ہمراہی کی پانچ لہذا تم کو جو ملتا ہے اوسپر بخوشی راضی ہوجاؤ۔

مدعی۔ مین اپنا پورا حق لونگا۔

علی رضؑ اگر حق پر چلتے ہو تو تمہارا حق صرف ایک درم ہے۔ تین درم جو یہہ شخص دیتا ہے تمہارے حق سے کہین زیادہ ہین۔

مدعی۔ سبحان اللہ۔ آپنے اچہا فیصلہ کیا تین تو یہہ خود دیتا رہا اور مین اوسپر راضی نہوا اب آپ فرماتے ہین کہ تیرا حق ایک ہی درم ہے۔

علی رضؑ بیشک تمہارا حق ایک درم سے زیادہ نہین۔ تمہارا فریق تین درم پر صلح کرتا تہا مگر تمنے نہ مانا اور بات بڑہادی۔ اب تم مانتے نہین تو سن لو کہ تمہارا حق کیا ہے۔

مدعی- فرمایئے اور وجہ معقول بیان کیجئے-

علی رضہ- آٹھ روٹیون کے تین تین ٹکڑے برابر کے کرو-سب ۲۴ ہوی-اب تم تین آدمی کھانے والے تھے یہہ تو معلوم نہین کہ کسنے زیادہ کھایا کسنے کم-لہذا فرض کرلو کہ سب نے برابر کھایا-

مدعی- ہان بیشک-

علی رضہ تو اس صورت مین ہر ایک نے آٹھ آٹھ ٹکڑے کھاے-تمہاری تین روٹیون کے نو ٹکڑے ہوے جنمین سے تمنے آٹھ خود کھالیے صرف ایک ٹکڑا بچ رہا جو تیسری نے کھایا اور اسکی پانچ روٹیان تھین جنکے پندرہ ٹکڑے ہوے آٹھ خود کھای اور سات تیسرے کو کھلاے-اب تمہاری تین روٹیون کے نو ٹکڑو نمین سے صرف ایک ٹکڑا تیسرے مرد نے کھایا جسکا عوض تمہارا حق ایک درم ہے اور تمہارے ہمراہی کی پانچ روٹیونکے پندرہ ٹکڑو نمین سے سات ٹکڑے تیسرے نے کھای لہذا سات درم اوسکے ہین-

مدعی- آپنے ٹھیک فیصلہ کیا-بیشک میرا حق ایک ہی درم ہے اور مین راضی ہون-

محمد بن زبیر سے روایت ہے کہ مین مسجد دمشق مین گیا ایک بوڑھا شخص نظر آیا-بڑہاپے کی وجہ سے اوسکی گردن کی ہڈیان ایک دوسرے سے مل گئی تھین-مین نے پوچھا تم تو بڑی عمر والے ہو-تمنے کس کسکو دیکھا ہے-اوسنے جواب دیا-بیشک-مین نے حضرت عمر رضہ کا زمانہ دیکھا ہے-مین نے سوال کیا-کسی غزوہ مین بھی شریک ہوے ہو-کہا-ہان جنگ یرموک مین جہاد کیا ہے مین نے کہا جناب عمر رضہ سے کچھہ سنا ہو تو بیان کرو-اوسنے اس طرح کہنا شروع کیا-مین ایک مرتبہ چند جوانون کے ہمراہ حج کو چلا راہ مین ایک مقام پر شتر مرغ کے

انڈے پڑے پائے۔ وہ ہم لوگون نے حالت احرام مین توڑ پھوڑ ڈالے۔ جب ارکان حج سے فارغ ہوکر واپس آئے تو انڈونکا ذکر جناب امیرالمومنین عمر رضؓ سے کیا۔ آپنے کچھ جواب نہ دیا بلکہ ہم سے مڑکر چلدیئے اور ہمکو ارشاد ہوا کہ پیچھے پیچھے چلے آوین۔ چلتے چلتے ہم لوگ دولت سرای حضور نبوی پر پہونچے۔ آپنے ٹھہرکر ایک دروازہ پر دستک دی۔ اندر سے کسی عورت نے جواب دیا۔ آپنے پوچھا کیا یہان ابوالحسن (علی رضؓ) ہین۔ جواب ملا نہین۔ پھر آپ وہانسے چلدیئے اور ایک سایہ دار مقام پر ہوکر گذرے اور ہمکو یہی ارشاد ہوا کہ چلے آؤ۔ بالآخر جناب علی رضؓ سے ملاقات ہوئی آپ زمین پر بیٹھے ہوے اپنے ہاتھ سے مٹی برابر کر رہے تھے۔ جناب فاروق رضؓ کو دیکھتے ہی فرمایا۔ خوش آمدید یا امیرالمومنین۔

فاروق رضؓ۔ یہہ لوگ حالت احرام مین تھے کہ راستہ مین شتر مرغ کے انڈے توڑ ڈالے۔

علی رضؓ۔ آپنے خود کیون تکلیف فرمائی انہین لوگونکو بھیج دیا ہوتا۔

فاروق رضؓ۔ مجھکو خود آنا لازم تھا (کیونکہ ایک مسئلہ شرعی کا استفسار منظور تھا)

علی رضؓ۔ جسقدر انڈے توڑے ہین اوتنے ہی نر اونٹونکو اسیقدر جوان اونٹنیونپر چھوڑین اون اونٹنیون کے جسقدر بچے پیدا ہون جب وہ قابل قربانی ہون قربانی کئے جاوین۔ یہہ اس گناہ کا کفارہ ہے۔

فاروق رضؓ۔ اونٹنی کا تو حمل گر بھی جاتا ہے پھر اسکا کیا تدارک ہوگا۔

علی رضؓ۔ انڈے بھی تو گندے ہوجاتے ہین۔

فاروق رضؓ۔ خداوندا مجھپر کوئی سخت کام نہ پڑے مگر ابوالحسن میرے پاس ہی ہون۔

راقم۔ قطع نظر اسکے کہ اس صورت مین علما و فقہاء دین کے نزدیک محرم پر شکاری پرند کے انڈے تلف کر دینے مین کیا جزا واجب ہے۔ جناب علی مرتضیٰ کا یہہ فیصلہ

قابل تعریف ہے آپکے قوت اجتہاد اور انتقال ذہن کی کیا نفیس نظیر ہے۔ باقی تحقیق مسئلہ اسکا یہہ مقام نہین اسکے واسطے کتب فقہ موضوع ہین۔

حسن بن عتم سے روایت ہے کہ دو شخصون نے ایک قریشی عورت کے پاس سو دینار امانت رکہے اور یہہ کہدیا کہ ہم دونون جب آوین تو دینا صرف ایک کے حوالہ نہ کرنا۔ اسکو ایک سال گذر گیا اب اون دونون مین سے ایک شخص آیا اور اوس عورت سے ظاہر کیا کہ میرا ساتھی مر گیا امانت مجھکو واپس دے۔ عورت نے انکار کیا۔ مرد نے عورت کے اقربا کو بیچ مین ڈالا۔ بعد گفتگوے بسیار عورت نے مجبور دینار اس شخص کو دیدیے پہر ایک برس کے بعد دوسرا شخص آیا اور امانت طلب کی۔ عورت نے سارا قصہ کہہ سنایا جسپر دونون مین تکرار ہوئی اور جناب عمر فاروق رضہ کی روبکاری مین دعوی پیش ہوا۔ آپنے عورت پر دلوانے تاوان کا حکم کرنا چاہا اور ایک روایت مین ہے کہ یہہ فرمایا میرے نزدیک تو ضامن ہے۔ عورت نے کہا۔ خدا کے واسطے آپ فیصلہ نہ کرین اور ہمارا مقدمہ علی مرتضی رضہ کی روبکاری مین منتقل کردین جناب فاروق رضہ نے فریقین کو خدمت مرتضوی مین بہیجدیا۔ آپ پہچان گئے کہ دونون مرد ونکی چالاکی ہے۔ غریب عورت کو مفت پہانسا ہے آپنے مدعی سے فرمایا۔ کیا تمنے یہہ نہین کہا تہا کہ ایک کو نہ دینا بلکہ جب دونون ایک ساتھہ آئین تو دینا۔ مدعی نے جواب دیا۔ ہان یہہ بات کہی تہی آپنے فرمایا۔ تو جاؤ اور حسب شرط اپنے ساتھی کو لاؤ جب امانت ملیگی۔

روایت ہے کہ جب امیر المومنین علی رضہ عہد رسالت مین حاکم ہو کر یمن مین داخل ہوے تو وہان یہہ مقدمہ آپکی عدالت مین دائر ہوا کہ ایک غار شیر کے شکار کرنیکو کہودا گیا تہا۔ اتفاقاً چار شخص اوس غار پر ہو کر گذرے۔ اونمین سے ایک کا پانون پہسلا اور گرنے لگا تو دوسرے کو پکڑ لیا پہلا شخص غار مین چلا تو اوسکے ساتھہ دوسرا بہی چلا اوسنے تیسرے کو اور تیسرے نے چوتھے کو

پکڑا آخر چارون غارمین گر پڑے بتقضاء الٰہی شیر بہی اوس غارمین آن پہونچا اوسنے چارون کو چیر پہاڑ کر ہلاک کر ڈالا۔ مرنیوالے تو مر گئے مگر اونکے اولیامین باہم تنازع ہوا ایک نے دوسرے پر دعوی کیا اور طالب دیت ہوے۔ آپکے اجلاس مین دعوی پیش ہوا۔ آپنے فرمایا مین تمہارے درمیان فیصلہ کئے دیتا ہون اگر تم اوسپر راضی ہوجاؤگے تو بہتر ہوگا ورنہ تم لوگونکو باہمی تکرار وجنگ وجدال سے روکونگا اوسوقت تک کہ تم جناب سالتمآب کیخدمت مین جاؤ اور حضور نبوی سے تمہارے بارہ مین حکم صادر ہو۔ میرا فیصلہ یہہ ہے کہ جن لوگون نے یہہ گڈہا کہودا ہے اون کے قبیلہ والونکو جمع کرو اور اونسے دیت بتفصیل ذیل لو۔ ایک ربع دیت۔ ایک ثلث۔ ایک نصف ایک دیت کامل۔ جو شخص اون چارونمین سے اول گرنے لگاتہا اوسکی دیت تو ایک ربع ہے کیونکہ اوسکے پکڑنیسے تین آدمی ضائع ہوے لہذا اوسکی دیت بہی بقدر تین ربع ساقط ہوگئی۔ دوسرے کی دیت جسکو پہلے نے پکڑ لیا تہا ایک ثلث ہے کیونکہ یہہ باعث ہلاکت دو شخصونکا ہوا۔ تیسرے کی نصف ہے کیونکہ اسنے ایک کو ہلاک کیا چوتہے کی دیت کامل ہے یہہ کسی کے ہلاک کا سبب نہین ہوا۔ وہ لوگ آپکے فیصلہ پر راضی نہ ہوے اور حضور سرور عالم کیخدمتمین حاضر ہوے اور سارا ماجرا عرض کیا جناب علیؓ کی تجویز بہی پیش کی جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے امیر المومنین جناب علی مرتضیٰؓ کا فیصلہ پسند فرمایا اور اوسی مطابق حکم دیا۔

حارث سے روایت ہے کہ جناب علیؓ کی اجلاس مین ایک شخص اپنی عورت کو لئے ہوئے حاضر ہوا اور ظاہر کیا کہ اس عورت نے وقت نکاح مجہسے اپنا عیب چہپایا اب معلوم ہوا کہ یہہ مجنونہ ہے آپنے غور وتامل فرمایا تو عورت کو حسینہ وجمیلہ پایا۔ اوس سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا۔ تیرا شوہر کیا کہتا ہے۔ عورت نے جواب دیا۔ امیر المومنین مجہکو جنون نہین ہے لیکن وقت مباشرت مجہپر غشی طاری ہوجاتی ہے یہہ سمجہتا ہے کہ جنون ہے۔ آپنے عورت کا جواب سنکر شوہر سے فرمایا

اسکو لیجا اور اچھی طرح رکھہ البتہ تو اسکے قابل نہین۔ (تجھکو یہ تمیز نہین کہ یہ مجنونہ ہی یا نازک مزاج حسینہ و شکیلہ)

زید بن ارقم رضؓ سے روایت ہے کہ جناب علی رضؓ کے دربار مین تین شخص ایک مقدمہ لیکر آے۔ ایک لونڈی مشترکہ سے ایک ہی طہر مین تینون نے بمقام یمن صحبت کی۔ اوس سے لڑکا پیدا ہوا۔ ہر ایک مدعی تہا کہ میرا ہے۔ آپنے ہر ایک سے جداگانہ یہہ سوال کیا۔ کیا تم یہہ لڑکا اس شخص کو (دوسرے کی طرف اشارہ کرکے) دینے مین خوش ہوگے۔ ہر ایک نے جواب دیا نہین یہہ ہرگز پسند نہین۔ آپنے فرمایا۔ تم شرکا متخاصمین ہو۔ مین قرعہ ڈالتا ہون جسکا نام نکلے اوسیکا لڑکا ہے وہ ذیلوث قیمت مولود اپنے دو شریکون کو ادا کردے۔ چنانچہ اسی پر فیصلہ ہوا جب آنحضرت صلعم نے یہہ قصہ سُنا پسند کرکے ارشاد فرمایا۔ جیسا علی رضؓ نے فیصلہ کیا میرے نزدیک بہی یہی حکم ہے (ازالۃ الخفا)

ظہور معجزات نبوی ؐ درحق جناب علی ؑ بارہا انوار و برکات نبویہ علیہ الصلوۃ والسلام کا ظہور بالاختصاص ذات مرتضوی مین ہوا جسکی وجہ سے متعدد بعض جناب رسول خدانے آپکی بابت ظاہر فرماے۔ وقت روانگی جانب یمن آپکا دربارۂ فصل مقدمات عرض کرنا آنحضرت ؐ کا آپکو دعا دینا اور بہ برکت دعا خطاب اقضاھم علی پانا اور اس کام مین شہرہ آفاق ہونا۔ دربارۂ ضعف قوت حافظہ شکایت کرنا اور جناب نبوی کا نفل نماز تعلیم فرمانا۔

حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رحمۃ للعالمین تشریف فرماتے کہ جناب علی ؑ حاضر ہوے اور عرض کیا حضور میرے والدین فدا ہون میرے سینہ سے یہہ کلام ربانی نکل جاتا ہے مجھکو اسکے یاد رکہنے کی قدرت نہین ہوتی۔ حضور نے فرمایا اے ابوالحسن مین تمہے چند کلمات کہتا ہون اونسے تمکو نفع کثیر پہونچیگا اور جسکو تم تعلیم کروگے اوسکو بہی خیر دارین نصیب ہوگی۔ وہ یہہ ہی کہ شب جمعہ کو بہتر تو یہہ ہے کہ پچہلی رات ہو جب ایک ثلث باقی رہے اگر ممکن نہ ہو تو شروع رات ہی مین۔ چار رکعت نماز بہ نیت نفل شروع کرو۔ اول رکعت مین الحمد اور

سورہ یٰس۔ دوسری مین بعد الحمد کے حٰم سورہ دخان تیسری مین الحمد اور الٓم تنزیل یعنی سورہ
سجدہ چوتھی مین الحمد و سورہ تبارک پڑہو۔ بعد سلام کے خدا کی حمد و ثنا کرو محمد پر اور جملہ انبیاء
کرام پر درود بھیجو۔ جملہ مومنین و مومنات کے حق مین استغفار کرو بعد اسکے یہہ دعا پڑہو۔
اَللّٰهُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ
اَسْاَلُکَ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ وَنُوْرِ وَجْهِکَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ کِتَابِکَ کَمَا عَلَّمْتَنِیْ
وَارْزُقْنِیْ اَنْ اَتْلُوَهٗ عَلَی النَّحْوِ الَّذِیْ یُرْضِیْکَ عَنِّیْ + اَللّٰهُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْاَلُکَ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ
وَنُوْرِ وَجْهِکَ اَنْ تُنَوِّرَ بِکِتَابِکَ بَصَرِیْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِیْ وَاَنْ تُفَرِّجَ
بِهٖ عَنْ قَلْبِیْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِیْ وَاَنْ تَغْسِلَ بِهٖ بَدَنِیْ فَاِنَّهٗ لَا یُعِیْنُنِیْ
عَلَی الْحَقِّ غَیْرُکَ وَلَا یُؤْتِیْهِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ
الْعَظِیْمِ۔ اے ابو الحسن یہہ نماز و دعا تین جمعہ یا پانچ یا سات جمعہ تک پڑہو حکم خدا سے قبول
ہوگی قسم خدائے پاک کی جو دیندار یہہ کریگا ضرور مطلوب پاویگا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہین
پانچ یا سات جمعہ نہ گذرے تھے کہ جناب علی رض پہر خدمت نبوی مین حاضر ہوے اور عرض کیا۔
حضور مین اس سے قبل چار آیتین رو رو یاد کرتا تہا وہ بہی بہول جاتا تہا اور اب چالیس آیتین
جسوقت دل مین پڑہتا ہون تو اس طرح یاد ہو جاتی ہین کہ گویا قرآن دیکہکر پڑہ رہا ہون۔
قبل ازین ایک حدیث بہی یاد نہ رہتی تہی اور اب جسقدر حدیثین سنتا ہون سب بجنسہ یاد رہتی ہین
آنحضرت صلعم نے حفظ احادیث کے واسطے آپکے حق مین دعا کی اور فرمایا خداوند علی رض
کے کان یاد رکہنے والے کردے۔ جنگ خیبر مین جب آپکی آنکہین آشوب کر آئین آپنے
دعا فرمائی اور آنکہین بالکل اچہی ہوگئین۔ حضرت علی رض فرماتے ہین پہر اوسوقت سے کبہی مجہکو

آشوب چشم کی شکایت نہ ہوئی۔ یہہ بہی آپکے حق مین دعا کی۔ خدایا۔ علی رضؓ سے گرمی و سردی کی مضرت دفع فرما۔ اس دعا کا یہہ اثر قوی ظاہر ہوا کہ جناب علی رضؓ ایام گرما مین جاڑون کے کپڑے اور سرما مین باریک کپڑے پہنے رہتے تہے اور آپکو سردی و گرمی کی اصلا تکلیف نہ ہوتی تہی۔

جسوقت جناب فاطمہ رضؓ کو آپکے عقد مین دیا یہہ دعا فرمائی۔ خداے کریم تمہاری اولاد کثرت سے اور پاک طیب پیدا کرے اور اس مین برکت عطا فرماے۔ حضرت انس فرماتے ہین خدا کی قسم۔ اللہ تعالی نے ان دونوںکو اولاد پاکیزہ اور بکثرت دی۔ (ازالۃ الخفار)

معجزہ بازگشتن آفتاب بعد غروب براے جناب علی کرم اللہ وجہہ۔ اگرچہ یہہ منجملہ معجزات حضور سرور کائنات خلاصہ موجودات علیہ التحیات ہی لیکن جناب علی مرتضی رضؓ کی رفعت شان کی دلیل روشن ہی بلکہ بعض لوگ منجملہ کرامات مرتضوی شمار کرتے ہین باسانید صحیحہ و طرق متعددہ حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ بعد فتح خیبر منزل صہبا مین جناب سرور کائنات فروکش تہے ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر حضور نے جناب علی رضؓ کو کسی کام کیواسطے روانہ فرمایا اس مابین مین عصر کی نماز بہی حضور نے پڑہ لی بعد اسکے جناب علی رضؓ کام کرکے واپس آے اور حضور نبوی کی خدمت مین حاضر ہوے حضور اقدس نے استراحت فرمائی اور سر مبارک آغوش جناب علی رضؓ مین رکہا اوسی حال مین وحی نازل ہوئی۔ معمول شریف تہا کہ جسوقت جناب رسالتمآب صلعم پر وحی نازل ہوتی حالت قریب غشی کے طاری ہوجاتی تہی۔ جناب امیر المومنین علی رضؓ جیسے بیٹہے تہے خاموش بیٹہے رہے۔ آپنے نماز عصر نہین پڑہی تہی۔ آفتاب غروب ہوگیا۔ آنحضرت صلعم نے بعد نزول وحی سر مبارک اوٹہا کر فرمایا اے علی۔ تم عصر پڑہ چکے ہو۔ آپنے عرض کیا۔ ابہی نہین پڑہی۔ حضور اقدس نے یہہ دعا فرمائی خداوندا تیرا بندہ۔ علی رضؓ۔ تیرے نبی کے کام مین اپنے نفس کو روکے ہوے تہا اسواسطے نماز فوت ہوگئی تو آفتاب کو اسکے واسطے پہیر دے۔ حضرت اسماء رضؓ فرماتی ہین کہ آفتاب بعد

غروب پہر مغرب سے لوٹ آیا اور اسقدر بلند ہوا کہ پہاڑون اور زمین پر دہوپ پہیلی ہوئی نظر آئی جناب علی اوٹھے اور وضو کرکے نماز عصر ادا کی اسکے بعد آفتاب پہر غروب ہوا۔

ابن جوزی نے اگرچہ یہہ حدیث موضوعات مین لکہی ہے مگر دیگر علماء حدیث نے ابن جوزی کے قول کی تردید کرکے معتبر اسانید سے اسکو روایت کیا ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا مین مع اسناد امام طحاوی سے اس معجزہ کو نقل کیا ہے۔ تاریخ خمیس مین بہی یہہ قصہ واقعات سنہ ۲ھ مین بعد غزوہ بدر لکہا ہے۔ شواہد النبوت مین بہی یہ قصہ مذکور ہے۔ روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ مین بہی مسطور ہے اور یہہ بہی لکہا ہے کہ سب لوگون نے آفتاب کا واپس ہونا دیکہا اور تعجب کیا۔

صواعق محرقہ مین بعد نقل قصہ ہذا اون اکابر آئمہ کا ذکر کرکے جو اسکی صحت کے قائل ہین اس قصہ کے متعلق ایک عجیب حکایت لکہی ہے وہ اسطرح ہے کہ علامہ ابو منصور مظفر بن اردشیر عبادی واعظ نے کسی جلسہ مین وعظ کہا اتفاقاً وہ وقت بعد عصر تہا انہون نے یہی حدیث رد آفتاب بعد عصر بیان کی اور فضائل اہل بیت بہی ذکر کیے۔ آسمان پر اسقدر ابر محیط چہا گیا اور آفتاب کو چہپا لیا کہ حاضرین جلسہ نے غروب آفتاب کا گمان کیا واعظ صاحب اپنے وعظ مین مصروف تہے کہ دفعۃً ممبر پر چڑہ گئے اور آفتاب کو خطاب کرکے بکمال جذبہ چند شعر پڑہے جنکا ترجمہ یہ ہے یا ظاہری معنی اسی کا ہے کہ اے آفتاب جبتک مدح آل مصطفےٰ ختم نہ ہو ہرگز غروب نہونا۔ مین اونکی ثنا و صفت کر رہا ہون تو اپنی باگ موڑے رہنا۔ اے آفتاب۔ کیا تو بہول گیا اور وہ وقت یاد نہین رہا کہ آل مصطفےٰ کے واسطے تو دوبارہ طلوع ہوکر غروب ہونیسے ٹہر رہا تہا۔ اوسوقت تو جنکے مولا اور سردار کیواسطے لوٹ آیا تہا اب اسوقت ہم لوگ مداح آل مصطفےٰ اور سامعین کیواسطے غروب ہونیسے توقف کر۔ راوی کا بیان ہے کہ ابر ہٹ گیا اور سورج صاف نظر آنے لگا۔

حکمت و داناۂ - آپکی حد شمار سے افزون اور احاطہ تقریر سے باہر ہے بطور نمونہ چند کلمات جو آپکی زبان مبارک سے ارشاد ہوی تبرگاً و تیمناً درج ذیل ہو کر ہدیہ حضرات ناظرین بار یک بین ہوتے ہین

کلمات حکمت آیات سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

یہہ وہ کلمات ہین کہ اگر انکے مثل کی تلاش و جستجو مین اونٹونپر سوار ہو کر دور دراز سفر کرو تو وہ اونٹ لاغر ہو جاوین اور تمکو ان کلمات کا مثل نہ ملے۔

بندہ کو واجب ہے کہ اپنے پروردگار سے امید رکھے اور اپنے گناہون سے ڈرتا رہے۔

جسکو علم نہین ہے وہ علم سیکھنے مین شرم نہ کرے۔

جسکو کسی سوال کا جواب نہین آتا اُسکے جواب مین اللہ اعلم کہنے سے نہ شرماوے۔

خوب سمجھ لو کہ صبر کا مرتبہ ایمان سے وہ ہے جو سر کو تمام جسم سے پس جیسے سر جانے سے جسم بیجان و بیکار ہو جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس جب صبر نہ رہیگا تو ایمان بھی چلا جاویگا۔

مجھکو تمسے دو ہی باتونمین مبتلا ہونیکا خوف ہے۔ درازی امید۔ پیروی خواہش نفسانی اول تو آخرت بھلا دیتی ہے اور ثانی طلب حق سے باز رکھتی ہے اور دنیا تو پیٹھ پھیر کر چل دی اور آخرت سامنے آرہی ہے۔ دنیا و آخرت دونونکے بیٹے ہین تم آخرت کے (سپوت) بیٹے ہونا۔ آجکے دن عمل کرنا ہے حساب نہین اور کل حساب ہوگا عمل کرنیکا وقت نہ رہیگا۔

خوشحالی اوس گمنام بندہ کو جو سب لوگونکو پہچانتا ہے مگر اوسکی قدر کوئی نہین جانتا۔ ہان خداوند تعالیٰ اوسکو اپنی رضامندی کے ساتھہ خوب جانتا ہے۔ ایسے لوگ رہنمائی کے چراغ ہین اونکی برکت سے بڑے بڑے فتنے دفع ہوتے ہین۔ خداوند کریم اونکو اپنی رحمت مین لے لیتا ہے۔ یہہ لوگ نہ افشا کنندہ راز نہ چغلخور ہین اور نہ سنگدل ریاکار ہین۔

جناب علی کرم اللہ وجہہ جب کوئی لشکر کسی مقام پر روانہ فرماتے تو اوسپر کسیکو سردار مقرر کرکے وقت رخصت اوسکو یہ نصیحت کرتے۔

خوف خدا کی تمکو وصیت کرتا ہون۔ خدا سے ضرور ملنا ہے اور اوسکے سوا کہین تمہاری انتہا نہین۔ وہی دنیا و آخرت کا مالک ہے جن اعمال سے قرب خدا حاصل ہوا ونکو لازم پکڑو۔ خدا کے نزدیک دنیا کا بدلہ نیک موجود ہے۔

جسنے ایمان کے ساتھہ قرآن کو جمع کیا (یعنی سیکھا یاد کیا) وہ شخص مثل ترنج کے ہی خوشبودار خوش ذائقہ اور جسنے ایمان جمع نہ کیا اور نہ قرآن سیکھا اوسکی مثال اندرائن کا پہل ہی۔ بدبودار اور بدمزہ۔

کسی نے آپسے سوال کیا۔ آپ قبرستان مین اکثر جایا کرتے ہین اسکی کیا وجہ ہے جناب امیر المومنین نے فرمایا مین اونکو بہتر پڑوسی پاتا ہون۔ برائی سے روکتے اور آخرت یاد دلاتے ہین۔

یہہ اقوال ابوبکر بن شیبہ نے جمع کئے ہین۔

(۱) لوگ خواب غفلت مین پڑے سو رہے ہین جب مرتے ہین تو ہوشیار و خبردار ہوتے ہین (۲) لوگ اپنے زمانہ سے بہت مشابہ ہین اسقدر اپنے باپون سے مشابہ نہین (۳) گر پردہ اوٹھہ جاوے توجسقدر یقین ہے اس سے زائد نہ بڑہین گی (۴) جسنے اپنی قدر و منزلت پہچان لی وہ کبھی برباد نہو گا (۵) ہر شخص کی قیمت وہی ہی جو اوسمین خوبی پیدا کردی (۶) جسنے اپنی حقیقت جانی اوس نے خدائے وحدہ کو پہچان لیا۔

مولف۔ ظاہر مطلب یہہ ہی کہ جب بندہ اپنے ذلیل۔ عاجز۔ ناچیز ہونیکا قائل ہوکر اپنے کو فانی سمجھیگا تو خداوند تعالی کی عظمت و جبروت او رمعبود حقیقی اور باقی ہونے کو مان لیگا۔ کیونکہ ضد سے ضد پہچانی جاتی ہے۔

یہہ قول جناب علیؑ کی طرف منسوب ہے مگر مشہور یہہ ہے کہ یحییٰ بن معاذ رازیؒ کا کلام ہے
(۷) ہر انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔ اسکا مطلب شیخ سعدیؒ کے اس شعر سے صاف ظاہر ہوجاتا ہے۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد		عیب و ہنرش نہفتہ باشد	

(۸) جسکی زبان شیرین ہے اوسکے بھائی بہت (زبان شیرین ملک گیری) (۹) نیکی سے مرد آزاد غلام ہوجاتا ہے۔ (۱۰) بخیل کے مال تلف ہونے یا وارث کے مالک ہونیکی بشارت دو (۱۱) بات پر نظر کرو کیسی کہی کہنے والیکو نہ دیکھو۔ (۱۲) مصیبت پر گھبرا جانا پوری محنت اٹھانا ہے (۱۳) گمراہی و سرکشی کے ساتھہ فتح نہین ہوتی (۱۴) تکبر و غرور پر تناز یبا نہین (۱۵) کھانیکی حرص اور بدہضمی ہو تو صحت کجا (۱۶) بے ادبی کے ساتھہ شرف نہین۔ (۱۷) حسد کیساتھہ راحت نہین (۱۸) اپنا عوض لیا تو سرداری کہان (۱۹) مشورہ ترک کرنے کے ساتھہ کار صواب نہین ہوتا (۲۰) جہوٹے آدمی کو مروت کسکی (۲۱) تقویٰ سے بڑہکر کوئی کرامت نہین (۲۲) توبہ سے بڑہکر نجات دلانے والا کوئی سفارش کنندہ نہین (۲۳) کوئی لباس خوشنما زیادہ عافیت وصحت جسمی سے نہین (۲۴) جہل سے زیادہ معالج کو عاجز کرنیوالا کوئی مرض نہین (۲۵) جس شخص نے اپنی قدر پہچانی اور اپنی چال سے تجاوز نہ کی خدا اوسپر رحم کرے (۲۶) بار بار عذر کرنا قصور کو یاد دلاتا ہے (۲۷) مجمع مین کسیکو نصیحت کرنا اوسکی سرکوبی ہے (۲۸) جاہل کے پاس نعمت ایسی ہی جیسے غلاظت پڑنے کی جگہہ مین باغ ہو (۲۹) صبر کی بہ نسبت گہبراہٹ مین زیادہ تعب و مشقت ہے (۳۰) جو پوشیدہ مکر کرے اور دائون چلے وہ بڑا دشمن ہے (۳۱) دانائی کی بات مرد ایماندار کی گم شدہ چیز ہے۔ (۳۲) بخل سب عیبونکو جمع کرلیتا ہے (۳۳) تقدیر کے آگے تدبیر نہین چلتی (۳۴) بندۂ شہوت غلام سے ذلیل تر ہے (۳۵) مرد حاسد بلا قصور دوسرے

ناخوش ہوتا ہے (۳۶) گنہگار کا سفارش کنندہ خود اوسکا گناہ کافی ہے (یعنی اگر دل سے نادم ہے) (۳۷) نیکبخت وہ ہی جو دوسرے کو دیکھکر نصیحت پذیر ہو۔ (۳۸) احسان و نیکی کرنا زبان کاٹ دیتا ہے یعنی بدگوئی سے زبان رک جاتی ہے (۳۹) بدترین فقر حماقت ہے (اس سے بڑھکر کوئی محتاجی نہین) (۴۰) عقل بڑی دولت و مالداری ہے (۴۱) لالچی بندہ ذلت و خواری کی قید مین مبتلا ہے (۴۲) اگر کوئی ہلاک ہو تو چندان جائے تعجب نہین تعجب تو اسپر کہ کیسے نجات پائی (۴۳) طمع کی روشنی مین اکثر عقلین بدحواس ہو جاتی ہین (۴۴) جب تمکو نعمت نصیب ہو تو کم درجہ والی نعمت کو قلت شکر سے نہ بھڑکا دو (بلکہ اوسپر بھی بہت شکر کرنا چاہیئے) (۴۵) جب تم دشمن پر قابو پاؤ تو اوس سے درگذر کرنا اوسپر قابو پانیکا شکریہ سمجھو۔ (۴۶) کوئی بات دل مین چھپاؤ مگر زبان اور چہرہ بشرہ سے ظاہر ہو ہی جاتی ہے (۴۷) بخیل جلد محتاج ہو جاتا ہے۔ دنیا مین اوسکی گذر فقیرانہ ہوتی ہے اور آخرت مین مالدارونکا حساب اوس سے لیا جاویگا۔ (۴۸) عقلمند کی زبان اوسکے دل کے پیچھے ہوتی ہے اور احمق کا دل اوسکی زبان کے پیچھے ہوتا ہے یعنی مرد عاقل اول بات خوب سمجھ لیتا ہے پھر زبان سے نکالتا ہے اور احمق بے سمجھے سوچے کہہ گذرتا ہے۔ (۴۹) علم کمینہ کو بلند مرتبہ پر پہونچا دیتا ہے اور جہل مرد عالی قدر کو پست مرتبہ کر دیتا ہے (۵۰) علم مال سے بہتر ہے۔ (۵۱) مال کی تو حفاظت کرتا ہے اور علم تیرا حافظ ہے۔ (۵۲) علم حاکم اور مال محکوم ہے (۵۳) عالم بے عمل بدکار اور جاہل عبادت گذار نے میری پیٹھ توڑ دی (یعنی مجھکو سخت صدمہ دیا) یہ عالم فتویٰ دیگا اور لوگونکو اپنے اعمال بد سے متنفر کر دیگا اور ایسا عابد جاہل اپنے زہد سے خلق خدا کو گمراہ کریگا۔ (۵۴) لوگونمین کم قیمت وہ شخص ہی جسکو علم کم ہے۔ کیونکہ ہر شخص کی قیمت و قدر اوسکی خوبی پر ہے (۵۵) فقیہ عالم کامل وہ شخص ہی کہ آیات و احادیث

خوف خدا لوگونکو سنا کراونکو اوسکی رحمت سے نا امید نہ کردے اور مضمون رحمت و مغفرت بیان کر کر اونکو عذاب خدا سے بیخوف نہ کردے کہ وہ گناہو نمین مبتلا ہوجاوین اور قرآن کو چھوڑ کر دوسرے سے مشغول نہ ہو (۵۶) بہتر رہبر توفیق ہے حسن خلق اچھا ہمنشین ہی عقل عمدہ دوست ہی۔ ادب کیا اچھی میراث ہی۔ خودپسندی سے زیادہ وحشت انگیز کوئی شے نہین۔

کسی شخص نے آپسے درباب جود وسخا سوال کیا آپنے فرمایا۔

(۵۷) سخاوت تو یہی ہے کہ ابتدائً قبل سوال کے ہو اور جو مانگنے پر ہو وہ سخاوت نہین بلکہ حیا اور کرم ہے (۵۸) دنیا کے حوادث اور تکالیف۔ ہر ایک کی انتہا ہے انسان کو چاہیئے کہ مصیبت سے غافل ہوجاوی تاکہ اوسکی مدت ختم ہوتے پر وہ خود بخود دفع ہوجاویگی اور اگر قبل انتہائے مدت اوسکو ظاہر کریگا تو اوسکا اثر رنج و غم کو افزون کرے گا۔

یہہ توشتے نمونہ از خروارے ہے اگر جملہ کلام آپکا لکھا جاوے تو ایک دفتر ہوجاوے شاعری مین بھی آپکو ملکہ تامہ حاصل تھا ہم اشعار ذیل نقل کرتے ہین یہہ وہ اشعار ہین جو آپنے حضرت امیر معاویہؓ کو اونکا فخر سنکر لکھے تھے۔

محمد النبی اخی و صہری	وحمزۃ سید الشہداء عمی
جعفر الذی یمسی و یضحی	یطیر مع الملائکۃ ابن امی
و بنت محمد سکنی و عرسی	منوط لحمہا بدمی و لحمی
و سبطا احمد ابنائی منہا	فمنکم من لہ سہم کسہمی

ترجمہ۔ محمدؐ نبی میرے بھائی اور میرے خسر ہین اور شہیدونکے سردار حمزہؓ میرے چچا ہین اور جعفر طیارؓ جو صبح و شام فرشتونکے ساتھ اوڑتے ہین میرے حقیقی بھائی ہین۔ آنحضرتؐ کی بیٹی (فاطمہ) سبب میرے آرام کی اور بی بی میری ہین۔ اونکا گوشت میرے گوشت اور

خون سے ملایا گیا ہے اور دونون نواسے آنحضرت صلعم کے اور میرے بیٹے اونہین بی بی سے ہین پس تم مین کون ایسا ہے کہ حصلہ اوسکا مثل میرے حصہ کے ہے۔

منقول ہے کہ حضرت عقیل رضؓ نے اپنے بہائی جناب علی مرتضیٰؓ کی خدمت مین خط لکھا اور آپکا حال دریافت کیا۔ آپنے یہہ دو شعر جواب مین لکھہ بہیجے۔

فان تسألنی کیف انت فاننی	جلید علی عض الزمان صلیب
عزیز علیّ ان تری بی کابۃ	فیفرح واش اویساء حبیب

ترجمہ۔ اگر تم میرا حال دریافت کرتے ہوکہ تو کیسا ہے تو مین مصائب زمانہ پر متحمل اور مضبوط ہون مجہپر یہہ سخت گذرتا ہے کہ دنیا کی تکلیف میرے چہرہ بشرہ سے ظاہر ہوا اور میرا دشمن دیکہکر خوش اور دوست غمگین و آزردہ ہو۔

مؤلف۔ جناب علیؓ کی علمی لیاقت اور فصاحت وبلاغت اور اس طرز کو خطبون مین اختیار کرنا یہہ خاص آپ ہی کی ایجاد ہے۔ دیگر کلام نظم ونثر کو بخوف طوالت ہم ذکر نہین کرتے صرف چند کلمات پر اکتفا کی۔ یہہ وہ کلمات ہین کہ اگر تعویذ حرز جان ایمان کئے جاوین تو روا ہے۔ جو شخص انپر کاربند ہوگا منافع دارین اوسکے نصیب ہونگے۔ درحقیقت اکسیر ہدایت اور کیمیای سعادت ہین۔ جو انسے غافل ہے وہ بادیہ ضلالت مین حیران مرض جہل مین گرفتار و سرگردان ہے۔

تحصیل علوم دینی قرآن و حدیث

جناب علی مرتضیٰ رضؓ اون حضرات صحابہ مین ہین جنہون نے حضور سرور عالمؐ کے عہد مین قرآن مجید جمع کیا اور جناب نبی اکرم سے سیکہا یاد کیا۔ وہ صحابہؓ یہہ ہین۔ عثمان رضؓ۔ علی رضؓ۔ ابن مسعود رضؓ

حضرت سالم رض مولیٰ ابی حذیفہ۔ وغیرہم اور ان حضرات سے تابعین نے سند قرآن شریف حاصل کی چنانچہ قرارت حمزہ جناب عثمان وعلی رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے۔

درباب نقل احادیث نبوی جناب علی مرتضیٰ رض منجملہ حفاظ حدیث ہین آپسے اکثر احادیث منقول ہین۔ کتب معتبرہ مین قریب چھ سو احادیث کے آئمہ حدیث آپسے روایت کرتے ہین مگر درحقیقت جملہ احادیث مرفوعہ کی تعداد جو آپسے مروی ہین ایک ہزار ہے۔ بعض احادیث ایسی ہین کہ آپسے پیشتر کسی نے روایت نہین کین آپ ہی اوس باب کے فاتح ہین۔ ازانجملہ حدیث حلیہ مبارک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے اوقات وعادات کا بیان۔ (نماز مناجات) جسکی مواظبت سے طالب حق کو لذت مناجات حاصل اور قلب کو نور و سرور نصیب ہوتا ہے۔ یہہ نماز ترمذی رح نے نقل کی ہے (نماز چاشت صلوٰۃ الزوال) جو کہ ارباب تصوف کے نزدیک نہایت مفید اور طالب کے حق مین ازبس نافع ہے آپ ہی سے منقول ہے۔

فتاوی احکام۔ قدرے قلیل توفصل مقدمات مین ہم ذکر کر آئے ہین۔ کتب شافعیہ تصانیف عبد الرزاق۔ ابوبکر بن ابی شیبہ مین آپکے فتاوی کا حصہ وافر مذکور ہے۔

بیان بحث توحید وصفات مین آپنے حصہ کامل لیا۔ یہہ رنگ آپکے خطبوں مین بکمال فصاحت وبلاغت موجود ہے اور اس طرز خاص مین آپ دیگر صحابہ کبار سے ممتاز ہین۔ فن کلام مین درباب توحید وصفات آپ متکلم اول ہین۔ جناب علی رض نے اصل اجمال کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ آپکے بعد متاخرین نے اس بحث مین گفتگو کی مگر اصل مضمون کے علاوہ اور بھی بہت کچھ اضافہ کردیا۔

تصوف۔ مین جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ رض کی ذات مبارک ایک دریائے ناپید اکنار ہے

اور جسقدر اولیاے کرام گذرے ہین اسی دریا سے سیراب ہوے ہین مگر افسوس کہ آپ اپنی عہد خلافت مین خانہ جنگیونمین اس درجہ مشغول رہے کہ اصول تصوف کی تفصیل ظاہر ہونیکی نوبت نہ پہونچی۔ (ازالۃ الخفار)

علم نحو۔ اس علم کے موجد جناب علی مرتضیٰ رضی ہین۔ عاری نے اجرومیہ کے حاشیہ مین لکھا ہے کہ جناب علی رضہ نے جو کچھہ علم نحو کے متعلق مرتب کیا تھا وہ ابوالاسود کو دیا اور فرمایا انح علی ھذا النحو (اس ڈھنگ پر لکھہ) ابوالاسود نے اوسی طریقہ پر اس فن کو مدوّن کیا اور نام اوسکا نحو رکھا۔ ابوالاسود دُوَلی جسکا نام ظالم ہے وہ ابن عمرو۔ بن جندل۔ بن سفین بن علس بن نفاثہ بن عدی بن دُوَل بن بکر بن کنانہ تھا۔ ۶۹ھ مطابق ۶۸۸ء مین اوسنے وفات پائی۔ جسوقت زیاد بن ابیہ (یا زیاد بن سمیہ) حاکم عراقین ہوا ابوالاسود زیاد کی بچونکا معلم تھا۔ یہہ تو اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ اسنے قواعد علم نحو جناب علی مرتضیٰ رضہ سے سیکھے تھے مگر یہہ اس درجہ بخیل تھا کہ کسیکو بتانا نہ چاہتا تھا۔ زیاد نے بھی اس سے درخواست کی تھی کہ اون قواعد کو جمع کرکے لکھہ دے اور اس علم کو مشہور کردے تاکہ قرآن خوانونکو آسانی ہوجاوے اور غلطی سے محفوظ رہین مگر اوس نے انکار ہی کیا۔ اتفاقاً ابوالاسود ایک روز کسی قاری قرآن شریف کی طرف ہوکر گذرا وہ ان اللہ بریٔ من المشرکین و رسوله۔ پڑھ رہے تھے (یعنی رسولہٖ زیر کے ساتھہ۔ اسکے یہہ معنی ہوے کہ اللہ تعالے مشرکین اور اپنے رسول سے بیزار ہے۔ حالانکہ اصلی مطلب یہہ ہی کہ خدا اور اوسکا رسول مشرکونسے بیزار ہے) ابوالاسود نے جو ایسی فاش غلطی سنی تو اوسکو بہت رنج ہوا اور کہنے لگا مین نہ جانتا تھا کہ عرب کی اب یہہ حالت ہوگئی اور اس طرح اونکی عقلین گم ہوگئین۔ فوراً وہانسے اولٹے پائون پھرا اور زیاد سے کہا۔ جناب نے جو کچھہ حکم دیا تھا مین اوسکی

تعمیل بسروچشم آمادہ ہون مگر ایک کاتب بلوا دیجئے۔ زیاد نے ایک کاتب بلادیا۔ ابوالاسود نے اوسکو ناپسند کیا پہر دوسرا کاتب بلایا اوسکو پسند کیا اور کہا جب مین منہ کہولا کرون تو حرف کے اوپر نقطہ دینا اور جب مین بند کرلیا کرون تو نیچے نقطہ دینا۔ کاتب نے ایسا ہی کیا اور قواعد علم نحو لکہکر ایک کتاب کی صورت مین جمع ہوگئے۔ (صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب)

راقم۔ اصل واضع علم نحو ابوالاسود مشہور ہے مگر قوانین کی ترتیب جناب علی ؓ نے کی اور ابوالاسود کو تعلیم کئے۔ باعتبار حقیقت آپ واضع علم نحو ہین اور ابوالاسود شاگرد اوّل ہی ازالۃ الخفا مین یہی قصہ عہد فاروقی مین لکہا ہی اسکے بعد لکہتے ہین کہ حضرت فاروق اعظم ؓ نے اسود کو حکم دیا کہ قواعد علم نحو وضع کر واس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم نحو کی وضع عہد فاروقی سے ہے۔ اب رہا یہ امر کہ وہان اسود نام ہے یہان ابوالاسود ہے۔ بظاہر دو نام مین مشہور واضع نحو ابوالاسود دُوَلی ہے۔

ان دو روایتو مین تطبیق اسطرح ممکن ہے کہ قواعد مقرر کرنے کی تجویز عہد فاروقی مین پیش ہوئی ہوگی مگر اجرا اوسکا نہوا پہر جناب علی مرتضی ؓ نے اوسکے قواعد منضبط کرکے ابوالاسود کو تعلیم فرمائے اور بعد ایک زمانہ کے ابوالاسود نے وہ قواعد بصورت کتاب مدّون کئے۔ علاوہ اسکے جناب فاروق اعظم ؓ ہر کام مین صحابہ کرام سے مشورہ لیا کرتے تہے اور جناب علی مرتضی ؓ کی علمی لیاقت تو ظاہر ہے کہ کس درجہ تہی کیا عجب ہی کہ تدوین قوانین نحو کا کام جناب علی مرتضی ؓ کے سپرد کیا گیا ہو۔ اب اگر یہہ کام عہد فاروقی مین جناب علی مرتضی ؓ نے شروع کیا ہو اور ابوالاسود کو قوانین نحو سکہلا دیئے ہون تو کیا منافات ہے بہرحال اس علم کے موجد جناب علی مرتضی ؓ ہین۔

مشاہدات وکرامات جناب امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ

جملہ کرامات بالاستیعاب ذکر کرنا موجب تطویل ہے لہذا ہم دوچار کرامات نقل کرتے ہین

اصبغ راوی ہین کہ ہم جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ تھے اثنار سفر مین جب آپ بمقام کربلا ہوکر گذرے۔ارشاد فرماتے تھے۔اس مقام پر پیسر لخت جگر کے لشکر کے اونٹ بٹھئین گے یہان اونکے کجاوے رکھے جاوینگے۔یہان اونکے خون گرینگے جناب رسولخدا کے نواسے اور رکنے والے اس میدان مین شہید ہونگے جن پر زمین وآسمان رو دینگے۔

روایت ہے کہ دو شخص اہل مقدمہ اثنار راہ مین کسی مقام پر آپکو ملے اور اپنا مطلب عرض کیا۔آپ اوسی جگہہ دیوار کے سایہ تلے بیٹھ گئے۔اتفاقاً وہ دیوار گر رہی تھی کسی نے کہا حضور دیوار کے نیچے سے علحدہ ہٹ کر بیٹھئے دیوار گرنیکو ہے آپنے فرمایا۔کچھہ پرواہ نہین خدا ہمارا نگہبان ہے۔یہہ فرماکر اون دونو مین تصفیہ کردیا۔آپ دیوار تلے سے اوٹھکر علحدہ ہوے ہی تھے کہ دیوار گر پڑی۔

حارث روایت کرتے ہین کہ مین جنگ صفین مین آپکے ہمراہ تہا۔ناگاہ ایک اونٹ اہل شام کا جسپر پالان پڑا تہا اور اوسپر سوار بیٹھا تہا سوار و پالان کو پھینک کر آپکے پاس چلا آیا اور اپنا منہ آپکے دوش مبارک پر رکھکر کان کے پاس لگا دیا۔آپنے فرمایا۔یہی علامت حضور سرور عالم صلعم نے مجسے بیان فرمائی تھی۔راوی کہتے ہین کہ اوس دن سخت معرکہ قتال پیش آیا۔

نقل ہے کہ جناب علی رضہ نے کوئی بات بیان فرمائی ایک شخص نے اوسکی تکذیب کی آپنے فرمایا۔اگرمین سچا ہون تو تجہپر بددعا کرون۔اوسنے کہا۔جو چاہی کیجئے۔آپنے بددعا

فرمائی۔ وہ شخص وہانسے جانے نہ پایا تہا کہ اندہا ہو گیا۔

فضالہ بن ابی فضالہ راوی ہین کہ جناب علی مرتضیٰ رضؓ بمقام ینبوع مریض تہے مین اپنے والد کے ہمراہ آپکی عیادت کو حاضر ہوا میرے باپ نے عرض کیا۔ اس ویران منزل مین آپ تنہا سب سے الگ کسواسطے مقیم ہین۔ یہہ تو وہ مقام مسکن ناجنس ہر کہیں خدا یہان موت آوے تو بجز دیہاتی جہنیہ کے اور کون ہے ٹہکانے لگاوے۔ آپ مدینہ منورہ تشریف لیچلین اگر وہان حکم خدا پہنچیگا تو آپکے یار واحباب اچہی طرح سے تجہیز و تکفین کرکے اور نماز جنازہ اداکرکے دفن کر دینگے۔ ابو فضالہ بدری تہے۔ جناب علی رضؓ نے فرمایا مین اس بیماری مین نہ مرونگا حضور سرور عالم ؐ نے مجہسے وعدہ فرمایا ہے کہ تم نہ مروگے یہانتک کہ زخمی ہوا ور داڑہی و سر خون سے ترتبر ہو جاوے۔ ابو فضالہ آپکے ساتہہ جنگ صفین مین تہے اور اسی جنگ مین شہید ہوے۔

عبیدہ سے روایت ہے کہ جسوقت ابن ملجم جناب علی رضؓ کے روبرو آتا آپ یہہ شعر پڑہتے

اریدحیاتہ ویرید قتلی		عذیرك من خلیلك من مراد

ترجمہ مین اوسکی زندگی کا خواہان اور وہ میرے خون کا پیاسا ہے (اے میرے قاتل) اپنے قبیلہ مراد سے کسی اپنے دوست عذر خواہ کو لے آ۔ (کہ وہ میرا تیرا انصاف کردے)

نیز جناب علی مرتضیٰ رضؓ اکثر فرمایا کرتے تہے۔ بدترین امت (یعنی میرے قاتل) کو کون چیز مانع ہے اور اوسکو کس امر کا انتظار ہے وہ اپنا کام کیون نہین کرتا۔ اسکو (داڑہی کیجانب اشارہ کرکے) اس سے (خون سر) سے کیون نہین رنگین کرتا ہے۔ خون سے رنگنا نہ کہ عطر و عبیر سے سرخ کرنا۔ (ازالۃ الخفاء)

بجر مرادی سے روایت ہے کہ مجہسے جناب علی رضؓ نے فرمایا۔ تم اوسوقت کیا کروگے جب

تمسے مجہپر لعنت کرنیکو کہا جاوے اور تم اسپر مجبور کئے جاؤ۔ مین نے عرض کیا۔ کیا ایسا ہوگا۔ فرمایا۔ ہان یہہ امر شدنی ہے۔ مین نے کہا۔ پہر کیسے بچونگا۔ فرمایا۔ زبان سے مجہپر لعنت کرنا مگر دل سے بیزار نہونا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب یہہ وقت مجہپر آیا اور حجاج کے بہائی محمد بن یوسف نے مجہکو حکم دیا کہ مین جناب علیؓ پر لعنت کرون (محمد بن یوسف حاکم مین تہا اور عبد الملک کا عہد خلافت تہا) مین مجبور ہوا اور پکار کر کہا۔ حاضرین! امیر المومنین نے مجہکو حکم دیا ہے کہ مین علیؓ پر لعنت کرون۔ لہذا مین کہتا ہون خدا اوسپر (محمد بن یوسف پر) لعنت کرے آپ سب صاحب بہی اوسپر لعنت کرین۔ میرے اس فقرہ کا مطلب صرف ایک شخص سمجہ گیا اور کسیکو خیال بہی نہ گذرا کہ اسکا مطلب کیا ہوا اور مین نے اس کتبہ سے ظالم کے پنجہ سے نجات پائی (صواعق محرقہ)

مروی ہے کہ ایک شخص کی نسبت آپکو گمان ہوا کہ امیر معاویہؓ کا مُخبر ہے اور آپ کی خبرین اونکو چوری چوری پہونچایا کرتا ہے۔ آپنے اوسکو بُلا کر پوچہا۔ اوس نے صاف انکار کیا آپنے فرمایا۔ کیا تم قسم کہاتے ہو کہ تم جاسوس نہین۔ اوس مرد نے قسم کہالی۔ آپنے فرمایا۔ اگر تم نے یہہ قسم جہوٹی کہائی ہے تو خداوند تعالی تمکو نابینا کر دیگا۔ ایک ہفتہ بہی نہ گذرا ہوگا کہ وہ شخص اندہا ہوگیا۔

روایت ہے کہ آپنے اہل کوفہ کو محمد بن ابی بکرؓ کی متابعت اور فرمانبرداری کیواسطے بتاکید اکید ارقام فرمایا۔ مگر اون لوگون نے شامت اعمال سے آپکے فرمانے پر اصلا توجہ کی اور راہ تمرد وعناد سے نہ پہرے۔ آپنے اہل کوفہ پر بد دعا کی اور فرمایا۔ خداوندا کسی ایسے ظالم و جابر کو انکے سر پر مسلط فرما کہ انکی شرارت وسرکشی کا مزہ انکو چکہاوے اور یہہ لوگ اپنی اعمال بد کی سزا کو پہونچین۔ خداوند تعالی نے آپکی دعا قبول فرمائی جس دن آپنے یہہ دعا کی اوسی

شب کو طائف مین حجاج بن یوسف ثقفی پیدا ہوا اور اہل کوفہ کو اُسکے ہاتھون جو کچھ
پہونچا وہ بخوبی ظاہر ہے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب علیؓ ممبر پر تشریف رکھتے تھے۔ آپنے فرمایا۔ مین خدا کا
بندہ ہون۔ رسولخدا کا بہائی نبی الرحمۃ کا وارث ہون۔ جناب فاطمہ کا شوہر ہون۔ کوئی
دوسرا اگر یہہ دعوی کریگا غضب آلہی مین گرفتار ہوکر تباہ و برباد ہوجاویگا۔ حاضرین جلسہ
سے ایک شخص نے کہا۔ یہہ بات تو ہر مسلمان کہہ سکتا ہے کہ انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلعم
مین خدا کا بندہ۔ رسولخدا کا بہائی ہون۔ وہ کہنے والا اپنی جگہہ سے نہ اوٹھنے پایا تھا کہ جنون
وخلل دماغ مین مبتلا ہوگیا۔ لوگون نے اوسکو مسجد سے نکال دیا۔ اوسکی قوم سے پوچھا گیا
کہ اسکو کبھی جنون ہوا تھا۔ لوگون نے کہا کہ کبھی نہین۔

روایت ہے کہ ایک روز جناب امیر معاویہؓ نے اپنے مشیران خلافت سے فرمایا کسی طریق
سے یہہ معلوم ہوجاتا کہ میرا انجام کیا ہونا ہے۔ حاضرین نے عرض کیا۔ ہم لوگ اسکو نہین بتلا
سکتے۔ آپنے فرمایا۔ مین جناب علیؓ سے دریافت کرسکتا ہون جو انکی زبان مبارک سے ارشاد
ہوگا یقیناً درست وصحیح ہوگا اور اصلا آمیزش باطل اوسمین نہ ہوگی۔ یہہ فرماکر تین معتمد اشخاص
بلاکر فرمایا تم یہان سے تینون ایک ساتھ جاؤ جب کوفہ ایک منزل رہ جاوے تو ایک
دوسرے کے بعد کوفہ پہونچکر میری موت ظاہر کرے مگر تینون کا بیان متفق ہو۔ اختلاف
نہ ہونے پاوے۔ ایک ہی مرض مین بیمار رہنا۔ روز۔ ساعت انتقال۔ موقع دفن۔ نماز
پڑہانیوالا۔ ان امور مین متفق اللفظ رہنا۔ وہ حسب فہمائش جناب امیر معاویہؓ روانہ ہوے
جب کوفہ ایک منزل رہگیا۔ دو شخص تو اوسی منزل پر ٹہیر رہے اور ایک کوفہ مین داخل ہوا
لوگون نے دریافت کیا۔ کہانسے آتے ہو۔ کہا شام سے۔ پوچھا گیا۔ وہان کیا حال ہے

جواب ملا۔ حضرت معاویہ رضؓ نے انتقال فرمایا۔ لوگون نے یہہ خبر جناب علی رضؓ کے پاس ہونچائی آپنے کچھہ توجہ نہ فرمائی۔ دوسرے دن دوسرا شخص ہونچا اوسنے بھی یہی خبر مشہور کی اور شدہ شدہ آپ تک ہونچی آپ سُنکر خاموش رہے تیسرے روز تیسرا آدمی کوفہ مین داخل ہوا اور مثل روز اول و دوم خبر وفات جناب معاویہ رضؓ تمام شہر مین منتشر ہوگئی۔ لوگ جناب امیر المومنین علی رضؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ حضور دو روز سے جناب معاویہ کی خبر وفات مشہور ہے آج بھی ایک شخص شام سے آیا اوسکی زبانی بھی یہہ خبر سُنی گئی اور تحقیق کرنے سے صحیح معلوم ہوئی ہے۔ آپنے فرمایا۔ ہرگز نہین۔ یہہ خبر غلط ہے۔ تاوقتیکہ میری ڈاڑھی خون سے رنگین نہوگی۔ معاویہ رضؓ ہرگز نہ مرینگے۔ تینون شخص شام واپس گئے اور جناب معاویہ رضؓ کی خدمت مین عرض حال کیا۔

روایت ہے کہ ایک روز جناب علی مرتضیٰ رضؓ مسجد کوفہ مین تشریف فرما تھے۔ اتفاقاً ابن ملجم اوسوقت مسجد مین آیا آپ نے اوسکو دیکھکر اپنے دل مین یہہ شعر پڑھا۔

اشدد حیازیمک للموت	فان الموت لاقیکا
ولا تجزع عن الموت	اذا حل بوادیک

ترجمہ۔ موت کیواسطے ہر آن آمادہ و کمر بستہ رہو کیونکہ موت ضرور آنیوالی ہے اور جب سر پر آ پہونچے تو اوس سے گہبراتا ہی کیا۔ بعد ازان آپنے ابن ملجم کو اپنے پاس بلا کر دریافت فرمایا۔ زمانہ جاہلیت یا لڑکپن مین تمہارا نام اور کچھہ بھی تھا۔ اوسنے کہا مجھکو یاد نہین۔ آپنے فرمایا۔ تمہاری کوئی دائی بھی تھی جو تمکو شقی۔ عاقر۔ طالح۔ کہتی تھی۔ ابن ملجم نے کہا۔ حضور بیشک۔ تھی اور مجھکو اسی لقب سے بلاتی تھی۔

روایت معتبرہ سے ثابت ہے کہ جسوقت جناب علی مرتضیٰ رضؓ گھوڑے پر سوار ہونیکا قصد

فرماتے ایک پائون رکاب مین رکہتے اور قرآن مجید شروع کرتے سواری کی پشت پر سنبہل کر بیٹہنے اور دوسری رکاب مین پائون ڈالنے کی نوبت نہ آتی کہ آپ تمام قرآن مجید ختم کردیتے تہے

مولف - بظاہر یہہ روایت عقلاً ازبس بعید ہے - اکثر ناظرین اسکو بنظر مذاق و مزاح ملاحظہ فرماوینگے مگر جو حضرات معجزات انبیاے کرام کے قائل ہین اور کرامات خوارق عادات اولیاء اللہ کو مانتے ہین وہ کسی طرح شک و وہم کو دخل نہ دینگے - یہہ کرامات قوت روحانی کا ادنی اثر ہے اور اس قوت کو قوت طے لسانی سے تعبیر کرتے ہین یعنی زبان مین وہ قوت آجانا کہ زمانہ قلیل چند منٹ یا سکنڈ مین کلام مجید ختم کردے فی زماننا اسکی نظیر خارجی برقی قوت کو ملاحظہ فرمایئے - بلکہ یہہ کیا چیز ہے جو قوت خداداد ہے اوسکے مقابل جعلی و مصنوعی طاقت کسی طرح کام نہین دے سکتی ہے بزرگان دین سے خوارق عادات بکثرت صادر ہوے ہین طرفۃ العین مین مسافت بعیدہ طے کرنا اسی طرح ایک دم مین کلام اللہ ختم کردینا - مرد حق بین کے نزدیک کسی طرح جاے استعجاب نہین - البتہ جو عقل کا پیرو ہے اور ہر کام مین عقل کو اپنا مقتدا و مرشد بنا رکہا ہے اوسکے نزدیک تو بیشک اس قسم کے امور از قسم مستحیلات ہین - وہ کب مانیگا بلکہ ہنسی مین اوڑائیگا مگر کچہہ پرواہ نہین چشمہ آفتاب خاک ڈالنے سے تیرہ نہین ہوتا - ہان خاک ڈالنے والے پر وہ خاک اولٹ کر گرتی ہے اور اوسکو اندہا خاک آلودہ کردیتی ہے -

روایت ہے کہ جسوقت جناب امیر المومنین علی مرتضی کوفہ مین پہونچے - اہل کوفہ آپکی خدمت مین حاضر ہوے - اونمین ایک جوان شخص بہی تہا - وہ آپکی خدمت مین رہنے لگا - اتفاقاً اوس جوان نے کسی عورت سے نکاح کرلیا - ایک روز بعد نماز فجر آپنے ایک شخص سے فرمایا - فلان محلہ مین جاؤ وہان مسجد کے پہلو مین ایک مکان ہے اوسمین دو مرد و عورت

باہم لڑرہے ہین تم اون دونونکو میرے پاس لے آؤ۔ تہوڑی دیر مین دونون آپ کی خدمت مین حاضر کئے گئے۔ آپ اونکی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا۔ آج رات تم دونون مین بیڈھب لڑائی رہی۔ مرد نے کہا۔ حضور مین نے اس عورت سے عقد کیا ہے بعد نکاح جب یہ خلوت مین میرے سامنے آئی مجھکو اسکی صورت دیکھتے ہی اس درجہ نفرت پیدا ہوئی کہ اگر اوسوقت میرے امکان مین ہوتا تو اسکو گہر سے نکال باہر کرتا۔ اوسیطرہ یہہ ہوا کہ اسنے آتے ہی مجھسے وہ لڑائی شروع کی کہ جسکی انتہا نہین۔ برابر صبح تک لڑتی رہی بلکہ اسوقت تک کہ حضور کا آدمی گیا اور ہم دونونکو خدمت مین حاضر کیا۔ جناب امیر المومنین ع نے اہل جلسہ سے فرمایا۔ مجھکو اس شخص سے اس قسم کی باتین کرنا ہین جنکا اورون کے روبرو اظہار خوب نہین یہہ سنکر حاضرین دربار اوٹھ گئے۔ صرف وہی دونون مرد و عورت رہگئے جب تخلیہ ہوگیا تو آپنے عورت سے فرمایا۔ تو اس مرد کو پہچانتی ہے۔

عورت۔ جی نہین۔

علی ع۔ مین تجھکو سارا قصہ کہہ سناتا ہون جسکو سنکر تو خودبخود اچھی طرح پہچان لیگی مگر مجھسے حتمی وعدہ کر کہ جو کچہہ تجھسے دریافت کرون صحیح صحیح بیان کرنا خبردار جھوٹ نہ بولنا۔

عورت۔ مین وعدہ کرتی ہون۔

علی ع۔ تو فلان عورت ہے۔

عورت۔ ہان۔ وہی ہون جو آپ فرماتے ہین۔

علی ع۔ تیرا ایک چچیرا بہائی تہا جس سے تجھکو محبت والفت تہی اور وہ بہی تجھپر مائل تہا۔

عورت۔ درست ہے سر مو فرق نہین۔

علی رضؓ تیرے باپ کو اوسکے ساتھ تیرا عقد کرنے مین انکار تھا اور اوسکو منظور نہ تھا کہ یہہ تعلق ہو۔

عورت۔ حضور نے سچ فرمایا۔ درحقیقت ایسا ہی ہوا ہے۔

علی رضؓ۔ ایک شب کو تو بغرض رفع حاجت گھر سے باہر نکلی تھی۔ تیرا چچازاد بھائی تیری تاک مین تھا تیرے پیچھے ہو لیا اور تجھکو پکڑ کر تجھسے ہمصحبت ہوا۔ تو اوسیوقت حاملہ ہو گئی پھر تو نے اپنی مان سے یہہ قصہ کہا لیکن باپ سے پوشیدہ رکھا جب حمل کو پورے دن گذر گئے تو درد زہ شروع ہوا اوسوقت تو اپنی مان کو لیکر آبادی سے باہر ویرانہ مین پہونچی۔ وہان لڑکا پیدا ہوا اوسکو ایک کپڑے مین لپیٹ کر کسی کھنڈر مین ڈال دیا۔ ناگہان ایک کتا آگیا اور اوس کپڑے کو جسمین بچہ لپیٹا تھا اپنی خوراک سمجھکر سونگھنے لگا۔ تو نے کتے کے پتھر مارا وہ پتھر بچہ کے سر پر پڑا جسکے صدمہ سے اوسکا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا تیری مان نے اپنی چادر کا کونا پھاڑ کر اوس بچہ کے سر پر پٹی باندہ دی اور تم دونون مان بیٹی بچہ کو اسی حال مین چھوڑ کر اپنے گھر واپس آئین۔

عورت۔ آپ کا فرمانا بالکل درست ہے۔ سر مو فرق نہین۔ یہہ واقعہ بجز میرے اور میری مان کے تیسرا نہین جانتا۔

علی رضؓ۔ رات کو تم دونون اوس بچہ کو چھوڑ کر چلی گئین صبح کیوقت فلان قبیلہ والے اوس بچہ کو اوٹھا لیگئے اور پرورش کیا جب وہ جوان ہوا تیرے ساتھ عقد کیا وہ بچہ یہی جوان ہے جو تیرے ساتھ ہے یہہ فرما کر آپنے اوس جوان سے فرمایا۔

اے شخص تو اپنا سر کھول کر دکھلا۔ جوان نے سر کھولا تو نشان زخم موجود تھا۔ عورت نے پہچانا اور
اوسیوقت اقرار کیا کہ بیشک یہہ میرے پتھر کا نشان ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہہ جوان تیرا لڑکا ہی اور
تو اسکی ماں چونکہ تو اسپر حرام ہے خداوند تعالی نے تیری حفاظت کی۔ جا اپنے لڑکے کو لے جا۔
براء بن عازبؓ راوی ہین کہ جناب علی مرتضیٰ نے مجھسے فرمایا۔ اے براء۔ میرے لخت جگر
نور بصر حسین مظلوم تشنہ دہان کو اشقیا میدان کربلا مین شہید کرینگے اور تم اونکی نصرت و مدد
نہ کروگے۔ آپ کا ارشاد درست ہوا فی الحقیقت جناب امام حسینؓ شہید ہوگئے اور مین اونکی
مدد سے محروم رہا اور ابتک نادم ہون اور یہی حسرت قبر مین ساتھ لیجاؤنگا۔
روایت ہے کہ جب آپنے کوفہ سے لشکر بغرض قتال مخالفین طلب فرمایا تو اہل کوفہ نے
بعد حیلہ و عذر بسیار لشکر روانہ کیا۔ ابھی لشکر اثنا ر راہ مین تھا کہ آپنے فرمایا۔ کوفہ سے دو ہزار
سپاہی آتے ہین۔ اوسوقت آپکے احباب مین سے ایک شخص موجود تھے اونکا بیان ہی کہ مین
آپسے یہہ بات سنکر منتظر رہا جب لشکر آیا مین سر راہ کھڑا ہو کر شمار کرنے لگا۔ واللہ پورے دو ہزار تھے
روایت ہے کہ جسوقت جناب علی مرتضیٰؓ بصرہ مین تشریف لیگئے۔ آپکے سامنے روپیہ
اشرفی لائی گئین۔ آپنے ملاحظہ فرماکر ارشاد کیا۔ اے مال دنیا۔ مجھکو کیا فریب دیتا ہی۔ تیری
دم مین تو اہل شام ہی آوینگے۔ کل جب تجھپر قبضہ پاوینگے تو اونکو اپنا کر لینا۔ مجھسے یہہ امید
ہرگز نہ کیجیو۔

رفعت دنیاے دون معراج پستیہا بود	گشت قارون ہر کرا برداشت از جا آسمان

تمامی اہل بصرہ کو آپکا یہہ کلمہ شاق گذرا اور جب آپکی خدمت سے رخصت ہوے آپس مین چرچا
کرنے لگے۔ آپکو بھی یہہ خبر پہونچی۔ حضور نے دربار عام کیا اور فرمایا میرے دوست مکرم جناب
رسول معظم نے مجھسے ارشاد فرمایا ہے۔ اے علی تم خدا سے اس حال مین ملوگے کہ تم اور تمہارے

شیعہ خدا سے راضی ہونگے اور وہ اونسے خوش ہوگا۔ تمہارے دشمن تمہارے پاس ناخوش اور جبراً آوینگے اور اونکے ہاتھہ (نخوت و کبر کی خاطر سے) اونکی گردنوں میں ہونگے۔ (پھر آپنے اپنے ہاتھہ اپنے گلے مین لگاکر صورت حال ظاہر کی)

اس مقام سے آپکے شیعہ کی تعیین ہوگئی کہ فرقہ سنیہ اہل سنت وجماعت ہے نہ مدعی محبت زبانی دعوے کرنے والے کیونکہ اوسوقت بھی فرقہ اولے آپکے محب اور ہر معرکہ مین ناصر و مددگار رہے ہے اور آپکی محبت واتباع مین اپنی جانین قربان کین جب اس لقب پاک کے مستحق ہوی کیونکہ محبت جو راہ شریعت سے علیحدہ اور سبیل ہدایت سے ایک طرف ہو وہ دراصل عداوت ہے اور یہہ نام کی محبت باعث ہلاکت صاحب محبت ہے اور جو ایسی محبت رکھیگا وہ فی النار والسقر ہوگا اور یہہ بھی بخوبی ظاہر ہے کہ آپکے دشمن خوارج ہین اور جو اونکے ساتھہ اہل شام سے شریک ہوے جناب معاویہؓ اور اونکے اصحاب قطعاً اونسے الگ ہین۔ وجہ یہہ ہے کہ یہہ اصحاب عالیمقدار اگرچہ جناب علیؓ سے لڑے مگر انکے پاس بھی دلیل تھی اگرچہ اجتہادی خطا واقع ہوئی تاہم ثواب پایا اور جناب علی مرتضیٰؓ اور آپکے اصحاب دونے اجر کے مستحق ہوے۔ ہم اپنے دعوے پر کہ مخلصین شیعہ کون حضرات ہین خود جناب علی کرم اللہ وجہہ کے کلام سے دلیل واضح بیان کرتے ہین۔

مطالب عالیہ مین ہے کہ جناب علیؓ ایک جماعت پر ہوکر گذرے۔ وہ لوگ آپکو دیکھتے ہی اوٹھہ کھڑے ہوے۔ آپنے دریافت فرمایا۔ تم کون لوگ ہو۔ وہ بولے حضور ہم آپ کے شیعہ ہین آپنے اونکو شاباشی دی اور فرمایا۔ تم کو میرے شیعہ اور پیرو ہونیکا دعویٰ ہے اور میرے دوست و ناصر بنتے ہو مگر یہہ کیا بات ہے کہ تم مین اپنے شیعہ ہونے کی کوئی نشانی نہین پاتا اور اپنے احباب و جانبازونکی علامات مین سے ایک بھی تمہارے اندر نہین دیکھتا

آپکے ہمراہ جو آپکے اصحاب و ریچے فدائی آپ پر جان دینے والے تھے اونھون نے کہا ہم آپکو اوس بزرگ ذات پاک کی قسم دیتے ہین جسنے خاندان اہلبیت کو کرامت و شرافت عطا فرمائی۔ آپ اپنے شیعہ کے کچھ اوصاف بیان فرمایئے (تاکہ ہم لوگ بھی اونکو پہچان جائین) جناب علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ ہمارے شیعہ یہہ لوگ ہین۔ خدا کو پہچاننے والے اوسکے احکام بجالانیوالے سچ بات کہنے والے۔ اونکی غذا قوت لایموت ہے (بغرض تقویت جسمانی جس سے عبادت خدا کی طاقت رہے جو کچھ خشک و تر غذا مل گئی اوسپر قناعت کی) اونکا لباس و پوشاک متوسط و میانہ ہے تواضع کی چال ہے۔ خدا کی طاعت سے ذوق اور اوسکی عبادت مین نہایت عاجز و مستغرق رہتے ہین جن چیزون پر خداوند تعالیٰ نے نظر ڈالنا حرام کر دیا ہے اونسے آنکھین بند کر لیتے ہین۔ اونکے کان علم خداوندی کے سننے کے مشتاق و منتظر رہتے ہین۔ دنیا کی تکلیف و راحت اونکے نزدیک یکسان ہے نہ فراخی مین وہ متکبر ہوتے ہین نہ تنگدستی سے پریشان و بدحال وہ دیدار الٰہی کے اسدرجہ مشتاق ہین او رزندگی دنیا اونپر اس مرتبہ شاق ہے کہ اگر موت و زندگی منجانب اللہ نہ ہوتی اور ہر شخص کو ایک مدت مقررہ حیات فانی دنیای بے ثبات نہ عطا ہوتی تو اونکی جانین اس قفس عنصری کالبد خاکی مین ایک پل بھی نہ ٹہرتین بلکہ اوسکے شوق اور تمنائے حصول درجات عالیہ مین ہستی سراب نما کو چھوڑ کر عالم بالا کو پرواز کر جاتین اور عذاب اخروی کے ڈر سے اونکو زندگی دنیا غیر ممکن ہوجاتی۔ خداوند تعالیٰ شانہ کا جلال و عظمت اونکے دیدہ حق بین مین سمای ہوی ہے اور ماسوی خالق یکتا اونکی نظر و نمین ہیچ ہے (شوق حصول نعمائے جنت۔ خوف عذاب دوزخ مین اونکا یہہ حال ہے کہ گویا جنت کو دیکھہ رہے ہین اور اہل جنت اس وقت تختو نپر مسند لگائے بیٹھے ہوے اونکے پیش نظر ہین۔ دوزخی آگ مین جلتے ہوے اور

عذاب مین مبتلا ہی اونکی نگاہونمین پہر رہے ہین - ایام قلیل زندگانی دنیاے چند روزہ کے
مصائب پر صبر کیا اور اوسکے بعد راحت دائمی اور آرام وعیش ابدی کے مستحق ہوگئے -
اونکو دنیا نے اپنے دام مین لانا چاہا مگر یہہ اوسکے پہندہ مین نہ آئے اور وہ از خود اونکی طالب
ہوئی لیکن اُنکی بے التفاتی سے آپ ہی تہک کر ہار گئی - محراب عبادت مین صف بستہ حالت
قیام مین انکی راتین گذر جاتی ہین اور نہایت ذوق سے تلاوت کلام آلہی مین مصروف رہتے ہین -
قرآنی مثالین اونکی نفوس کی وعظ ہین اور آیات فرقانی اونکی امراض کی دوا لحظہ بلحظہ اپنی پیشانی ہتیلی گہٹنے
قدم بکمال عجز و نیاز بارگاہ صمدیت مین خاک پر دہرتے ہین - آنکہونسے آنسوؤنکے فوارہ
نکلکر رخسارونپر بہتے ہین شہنشاہ حقیقی - ملک جبار عظیم - پروردگار غفور رحیم کی بزرگی بیان
کرتے ہین اور اپنی گلوخلاصی کی اوسی کی بارگاہ بے نیاز مین بکمال ادب التجا کرتے اور پناہ
مانگتے ہین - اس طرح تو اونکی رات گذرتی ہے - دن مین اونکا یہہ حال ہے کہ نیکوکار ذی علم
حکما ہین - پرہیزگار عالم مردان باخدا - دیندار ہین - پروردگار عالم کے ڈرنے اونکو لاغر
کر دیا ہے - وہ مثل تیر کے دبلے پتلے ہین تم اونکو دیکہو تو بیمار تصور کرو یا مجنون و دیوانہ
جانو - حالانکہ وہ نہ مریض ہین نہ مجنون بلکہ عظمت وجبروت آلہی نے اونپر اس درجہ تسلط
کر لیا ہے کہ اونکی عقلین گم ہوگئین اور اونکے ہوش وحواس جاتے رہے ہین - جب غلبہ
عظمت وجلال سے اونپر خوف طاری ہوتا ہے تو بارگاہ باریتعالی مین رجوع کرتے ہین
اور اعمال صالح مین مصروف ہوجاتے ہین اور تہوڑے سے عمل پر راضی نہین ہوتے اور
عمل کے بعد امید حصول جزا نہین کرتے بلکہ عمل کرکے قصور نفس کے قائل ہوجاتے ہین
اور بخوف عدم قبولیت ڈرتے رہتے ہین -

آرزو دارم کہ در شقت تن بیمار من	خالی از افغان وزاری فارغ از شیون ہنوز

اون کا دین قوی اور تصدیق و یقین کامل ہے۔ طلب علم و فہم دین مین حریص ہین۔ موقع حلم سے واقف۔ میانہ روی مین ہوشیار و تمیز دار۔ حالت غنا و مالداری مین اونکی چال میانہ ہوتی ہے۔ فقر و فاقہ پر صبر کرتے ہین۔ اونکی عبادت نہایت خضوع کی ساتھہ ہوتی ہی۔ حق عباد ادا کرنے مین سرگرم ہین۔ کسب معاش مین سہولت و نرمی سے کام لیتے ہین۔ رزق حلال کے طالب ہین۔ راہ حق مین اونکو نشاط خاطر ہے۔ خواہش نفسانی روکنے مین سبحان اللہ اونکو ایسی قوت ہے کہ اوسپر تنبگل مار کر شرارت نفس سے محفوظ رہتے ہین کسی امر کی جہالت سے اونکا کوئی نقصان نہین ہوتا۔ جو اعمال کرتے ہین اوسکا شمار رکھتے ہین (یعنی محاسبہ نفس اونکا دستور ہے اعمال نیک و بد کی جانچ کرلیا کرتے ہین) نیک اعمال کرکے اپنے نفس کو قصوروار جانتے ہین۔ صبح ہوئی تو اونکا کام ذکر خدا ہی شام ہوئی تو انعام الٰہی کا شکر کرنا ہے۔ خواب غفلت مین رات گذارنے سے ہوشیار رہتے ہین۔ رات کو جو عبادت کرتے ہین بامید فضل و رحمت ایزدی صبحکو خوش حال ہوتے ہین۔ باقی رہنے والی چیز کی رغبت شیئ فانی سے نفرت ہے۔ عالم باعمل ہین۔ علم کے ساتھہ زیور حلم و بردباری سے آراستہ۔ دنیا کی فکروں سے فارغ البال۔ آخرت کے کامون مین سست و کاہل نہین۔ آرزوئے دور و دراز سے نفور۔ گناہون سے دور۔ موت کے منتظر۔ انکا دل عشق خدا سے آباد ہے۔ اونکا نفس قانع ہے۔ اپنے دین کے محافظ۔ غصہ روکنے والے۔ اونکے ہمسایہ اونکے غیظ و غضب سے امن مین رہتے ہین۔ اونکے اعمال ریا سے مبرا ہین۔ دنیا کی حیا و شرم سے نیک کام ترک نہین کرتے۔ ظاہر و باطن ایک ہین۔

از پردہ خودی بدر آ و نگاہ کن | بر یک قرینہ است نہان و عیان ما

میرے شیعہ یہہ لوگ ہین جن مین یہہ اوصاف ہین وہ مجھسے ہین اور مین اونسے"۔

جناب علی مرتضی رضی نے یہہ اوصاف بیان فرمائے تو آپکے احباب مین سے ہمام بن عباد بن خثیم پر جو بڑے عابد و زاہد تھے۔ آپکا کلام سنتے سنتے اس درجہ اثر طاری ہوا کہ غش کہا کر گر پڑے۔ لوگون نے سنبہالا اور اوٹھایا تو مردہ پایا۔ اونکو غسل دیا۔ جناب علی رض نے نماز پڑہائی اور مقابر مسلمین مین دفن کئے گئے۔ (صواعق محرقہ)

مولف حضرات ناظرین اہیہ کلمات ستبرکہ جناب امیر المومنین یعسوب الدین۔ حیدر و صفدر۔ اسد اللہ الغالب۔ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی خاص زبان مبارک سے ارشاد ہوئے ہین جو حضور فیض گنجور نے اپنے محبان مخلص اور دوستان صادق کی شان مین فرمائے ہین اور اونکی علامت ظاہر کردی ہے۔ درحقیقت سچی محبت اور اصلی اتباع اسی کا نام ہے کہ اپنے محبوب متبوع کے قدم بقدم چلے۔ اپنے دلربا و دلبر جانفزا کی ہر آن پر جان سے فدا ہو اور ہر حال مین اوسکی خوشی اپنی خواہش اور تمنا پر مقدم رکہے اور ہمہ تن اوسی کا ہو رہے۔ زبانی دعوی اور سینہ کوبی ع عشق در دل چون نبود سینہ جنبانی چہ سود۔ بلا دلیل مقبول نہین اور محض بیان دعوی بغیر حجت و شاہد کسی عدالت مین مسموع نہین نہ ایسے پوچ ولچر بیانات کسی عدالت مین نگاہ وقعت سے دیکہے جاتے ہین بلکہ اس قسم کا مدعی مکار شمار کیا جاتا ہے۔ اب منصف مزاج خود ہی فیصلہ کرلیگا کہ اس کلام کے مصداق کون اشخاص ہین۔ ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین اور ناظر حق پرست کی رائے پر چھوڑتے ہین

احادیث ظہر شدہ وقائع آئندہ و مثبتہ خلافت و شہادت

جاننا چاہیئے کہ جو کچھ واقعات آپکو پیش آنیوالے تھے اور بعد وفات جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات اونکا ظہور ہونے والا تہا وہ آنحضرت نے بالتفصیل جناب علی رض

بطریق پیشین گوئی بیان فرما دیئے تھے چنانچہ چند احادیث اس مضمون کی ہم اس مقام پر لکھتے ہین۔

غنیۃ الطالبین مین ہے جناب امیر المومنین علی رضؓ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ مجھپر پیش آنیوالا تھا جناب سالتمآب نے اپنی حین حیات سب کچھ مجھسے بیان فرما دیا۔ یہانتک کہ یہہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ بعد حضور نبوی امت مرحومہ کے سردار و خلیفہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ پھر فاروق اعظم رضؓ پھر عثمان ذی النورین رضؓ ہونگے بعد ان تینونکے مجھکو خلافت ہوگی مگر میری خلافت پر اتفاق نہ ہونے پاوے گا۔

یہہ حدیث بلفظہ اگرچہ سند مین غریب ہے مگر دیگر روایات معتبرہ و صحیحہ سے جنمین حضرات شیخین و جناب عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہم کی خلافت مذکور ہے اسکی غرابت دفع ہوتی ہے۔ البتہ جناب علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت۔ اس باب مین احادیث ذیل ملاحظہ ہون

امام احمدؒ جناب علی رضؓ سے روایت کرتے ہین کہ کسی نے جناب ختم الانبیاء سے سوال کیا حضور کے بعد کسکو اپنا حاکم کرین۔ ارشاد فرمایا۔ میرے بعد اگر ابوبکر رضؓ کو حاکم کروگے تو اونکو ایک مرد ہادی۔ امین۔ دنیا سے بے پرواہ۔ آخرت کا طلبگار اور اوسکا راغب پاؤگے۔ اگر عمر رضؓ خلیفہ ہوے تو وہ اس مین بڑے مضبوط۔ امانت دار ہین خدا کے کام مین کسی کی ملامت سے نہین ڈرتے اور اگر علی رضؓ کو خلافت دوگے تو وہ راہ پانیوالی اور راہ دکھانیوالے ہین تمکو صراط مستقیم پر چلاوینگے۔

جابر رضؓ سے روایت ہے کہ جناب سید الاصفیا نے فرمایا۔ اے علی رضؓ تم خلیفہ ہوگے اور تمہاری ڈاڑہی تمہارے سر کے خون سے رنگین کی جاویگی۔

جناب علی مرتضی رضؓ فرماتے ہین کہ میرے آقائے نامدار احمد مختار نے مجھسے ارشاد فرمایا ہے

کہ میری امت کے لوگ میرے بعد میری ناخوشی کے کام کرین گے۔

حضرت عباس رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؓ میرے بعد تم سختی و مصیبت مین پڑو گے۔ اونھون نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ میرا دین تو سلامت رہیگا۔ فرمایا۔ ہان دین سالم رہیگا۔

جناب علی رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے علی۔ تمہارے زمانہ مین بہت کچھ اختلاف شایع ہوگا اگر تم سے ہو سکے تو اپنے بچاؤ کی کوشش کرنا۔

اکثر احادیث سے ثابت ہے کہ جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی خلافت پر اتفاق نہ ہونے پاویگا الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام۔ خلافت نبوت مدینہ مین ہے اور حکومت و سلطنت شام مین ہے۔ یہہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ خلافت جناب عثمان رضؓ کی شہادت سے اوٹھہ جاویگی یعنی خلافت مرتضوی پر لوگ متفق نہ ہونگے (چنانچہ ایسا ہی ہوا)۔

ابو درداء رضؓ روایت کرتے ہین کہ جناب رسول معظم نے فرمایا مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک ستون میرے سر کے نیچے سے بلند ہو کر چل دیا مین اوسکو دیکھتا رہا اور خیال گذرا کہ یہہ اب چلا جاویگا لیکن وہ ستون شام کی طرف جھک پڑا مین نے تعبیر کی کہ جبتک شام مین فتنہ و فساد نہ واقع ہوگا دین اسلام کو غلبہ رہیگا۔ پھر آپنے واقعہ جمل سے خبر دی

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ حضور ختم المرسلین نے فرمایا ہے مین تم لوگونکو سات فتنون سے جو میرے بعد ہونگے ڈراتا ہون۔ ایک فتنہ مدینہ سے شروع ہوگا۔ دوسرے کی ابتدا مکہ سے ہوگی تیسرا یمن سے۔ چوتھا شام سے شروع ہوگا۔ پانچوان مشرق سے آویگا۔ چھٹا مغرب سے اور ساتوان خاص شام کے اندر سے پیدا ہوگا اور یہہ فتنہ سفیانی ہے۔

ابن مسعود رضؓ کا قول ہے کہ اس زمانہ والون سے بعضے اول فتنہ کو پاوینگے اور بعضے اخیر

فتنہ کو بھی دیکھہ لینگے - ولید بن عیاش کہتے ہین - مدینہ والا فتنہ حضرت طلحہ و زبیر کا مدینہ چھوڑ کر مکہ معظمہ مین آنا (یعنی جنگ جمل کی ابتدا) اور فتنہ مکہ سے واقعہ شہادت حضرت عبداللہ بن زبیر مراد ہے - فتنہ شام کے بانی مبانی بنی امیہ ہین اور فتنہ مشرق اور باقی دیگر فتنے بھی بنی امیہ کی ذات سے ہوے -

صحیح بخاری و مسلم مین بروایت ابوہریرہؓ مروی ہے کہ جناب سالتمآبؐ نے فرمایا - تاوقتیکہ دو گروہ عظیم جنکا دعوی ایک ہو باہم قتال و جدال نہ کر لینگے قیامت نہ قائم ہوگی - اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ اہل شام نے قرآن شریف اوٹھایا اور ظاہر کیا کہ ہمارے تمہارے درمیان کلام اللہ ہے اور جناب علیؓ نے فرمایا - یہہ قرآن خاموش بے زبان ہے اور مین قرآن ناطق ہون -

جناب علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا بنی اسرائیل نے اختلاف کیا اور باہم اونمین صفائی نہ ہوئی جبتک دو فیصلہ کرنے والے نہ مقرر ہوے مگر وہ دونون خود گمراہ ہوے اور لوگونکو بھی گمراہ کیا - میری امت مین بھی ایسا ہی اختلاف ہوگا اور اسکا خاتمہ بھی اسی طرح ہوگا کہ دو حکم مقرر ہونگے اور خود گمراہ ہوکر لوگون کو گمراہ کرینگے -

ظہور خوارج اور اونکا یہہ قول کہ دین خدا مین حکم مقرر کرنا صحیح نہین اور حضرت امیر المومنین علیؓ اور جناب امیر معاویہؓ کے درمیان جو دو حکم کی رائے سے صلح ہوئی یہہ فیصلہ درست نہ ہوا یہہ مضمون بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے -

واقعہ نہروان بیان فرمانا - یہہ بھی صحیح اور متواتر حدیث سے پایہ ثبوت کو پہونچا ہے ہم یہہ حدیث واقعہ نہروان مین ذکر کرینگے -

جناب علی مرتضیٰؓ کی شہادت ایک خارجی بے دین کے ہاتھہ پر ہونا -

جناب امیر المومنین علی جسوقت بجانب عراق آمادہ سفر ہوے اور آپنے جانور سواری کی رکاب مین پانوٴن رکھا تو عبداللہ بن سلام آپ کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا۔ آپ عراق نہ جایئے۔ آپکے حق مین وہان جانا بہتر نہین۔ آپکو وہان زخم تلوار پہونچیگا۔ حتی الامکان ایسے مقام تہلکہ سے بچنا لازم ہے۔ آپنے فرمایا۔ خدا کی قسم حضور اقدس نے تم سے قبل مجھکو یہی حدیث سنادی ہے اور مجھکو خوب یاد ہے۔ ابوالاسود راوی کہتے ہین کہ مین نے اپنے جی مین کہا۔ واللہ آپ کیسے دلیر وجنگجو ہین جو اس قسم کی باتین لوگونسے بیان کرتے ہین۔

زید بن وہب کہتے ہین کہ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ بصرہ مین ایک جماعت پر گذرے اوسمین ایک شخص خارجی جعد بن یحیٰی نامی تھا وہ آپ کو دیکھکر کھڑا ہو گیا اور خطبہ پڑہنے لگا بعد حمد و نعت کے آپکی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ خدا سے ڈرو۔ اے علی تم کو بھی ایکدن مرنا ہے آپنے فرمایا مین مرونگا نہین بلکہ مقتول ہونگا۔ اس سر سے ایک ضرب تلوار خون جاری کر دیگی اور یہہ داڑہی رنگین ہو جاویگی۔ یہہ حکم خداوندی اور امر معہود ومقرر شدہ ہے جو ضرور ہونے والا ہے۔ پھر اوس خارجی نے آپکے لباس پر طعن کیا اور کہا۔ آپ اس لباس سے عمدہ نفیس دوسرا لباس کیون نہین پہنتے۔ جواب دیا۔ یہہ میرا لباس و پوشش کبر و نخوت سے دور ہے اور اس قابل ہے کہ مسلمان ایسے لباس پہننے مین میری اقتدا کرین۔

حضرت انس راوی ہین کہ مین آنحضرت صلعم کے ہمراہ جناب علی کی عیادت کو گیا۔ آپ بیمار صاحب فراش تھے۔ اوسوقت آپکے پاس جناب ابوبکر صدیق اور عمر فاروق بھی موجود تھے رسول اللہ کو دیکھتے ہی یہہ دونون صاحب اوٹھہ کھڑے ہوے۔ حضور اقدس جناب علی کے پاس بیٹھ گئے۔ یہہ دونون صاحب دوسری جگہہ بیٹھے اور ایک نے دوسرے سے کہا علی اس مرض سے جانبر نہونگے۔ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ابھی نہ مرینگے

بلکہ آیندہ زمانہ مین شہید ہونگے۔

عمار بن یاسرؓ راوی ہین کہ مین غزوہ ذی العشرۃ مین جناب علیؓ کا رفیق تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کیا مین بدبخت ترین اشخاص کو نہ بیان کردون۔ ہم نے عرض کیا۔ ہان حضور۔ ضرور ارشاد فرمایئے۔ فرمایا۔ ایک تو وہ شخص سرخ رنگ والا ہے جسنے حضرت ثمودؑ کی اونٹنی کو ہلاک کیا۔ دوسرا وہ بدبخت وشقی مرذالائق ہے جو اے علی تمہارے سر اور ڈاڑھی کو خون آلود کرے گا۔

بعد انقضاء عہد خلافت حقہ حکومت نوجوانان قریش (بنی امیہ) کے بارہ مین احادیث متعدد وارد ہین جن سے یہہ امر محقق ہوتا ہے کہ جناب امیر المومنین علیؓ کے عہد پر خلافت کا خاتمہ ہے۔

امام بیہقیؒ ابن مواہب سے روایت کرتے ہین کہ مین جناب امیر معاویہؓ کی خدمت مین حاضر تھا اس اثنا مین مروان آپکے پاس آیا اور کہا۔ اے امیر المومنین میرے سر پر بڑا بار ہے اہل قرابت کھانے پینے والے بکثرت ہین۔ دس لڑکے۔ دس بھتیجے۔ دس بھائی اتنے آدمی میری کفالت اور پرورش مین ہین۔ آپ میری حاجت روائی کیجیئے اور فکر عظیم سے سبکدوش فرمایئے۔ یہہ کہکر مروان واپس گیا۔ جناب امیر معاویہؓ حضرت عباسؓ سے جو اونکے پاس تخت پر بیٹھے تھے مخاطب ہوے اور کہا۔ آپ جانتے ہین جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اولاد حکم مین جب تیس جوان ہوجاوینگے تو خدا کا دین وکتاب ذریعہ فریب ومکر بناوینگے اور خدا کا مال اموال غنیمت اپنا حق سمجھ کر آپ ہی خورد برد کرلیا کرینگے اور دوسرے اہل استحقاق کو بالکل محروم رکھینگے اور جسوقت انکی تعداد چارسو ننانوے تک پہونچ جاویگی تو پھر انکی تباہی وبربادی مین کچھہ دیر نہ ہوگی دفعۃً سب کے سب ہلاک ہوجاوینگے۔ حضرت ابن عباسؓ نے

فرمایا۔ ہان مجھکو یہہ حدیث خوب یاد ہے۔ بعد ازان مروان نے اپنے لڑکے عبد الملک کو جناب امیر معاویہ رضؓ کے پاس بھیجا اور اپنی غرض و حاجت اوسکی زبانی کھلا بھیجی۔ عبد الملک دربار خلافت مین حاضر ہوا اور اپنا مطلب کہکر واپس گیا۔ اوسکے جانیکے بعد جناب معاویہ رضؓ نے بدستور اول حضرت ابن عباس رضؓ سے کہا۔ آپکو یاد ہوگا کہ جناب رسالتمآب ؐ نے عبد الملک کا نام لیکر فرمایا ہے۔ یہہ شخص (ابو الجبابرۃ الاربعۃ) چار ظالم و جابر حاکمونکا باپ ہوگا۔

ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مین نے بنی الحکم کو خواب مین دیکھا ہے کہ میرے ممبر پر بندرون کی طرح کود رہے ہین۔ راوی کا قول ہے کہ اسکے بعد حضور سرور عالم صلعم کو تا آخر وقت حیات کسی نے خوش اور ہنستے نہ پایا اور ایک روایت مین ہے کہ جب حضور نبوی یہہ خواب دیکھکر غمگین و ملول ہوے تو رب العالمین نے اپنے محبوب کی تسلی کو وحی نازل فرمائی اور بیان کر دیا کہ بنی امیہ کو دولت دنیا نصیب ہوگی۔ اس سے آپکو فی الجملہ اطمینان حاصل ہوا اور ایک روایت مین حاکم و بیہقی نقل کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ ؐ نے خواب دیکھا کہ بنی امیہ ممبر شریف پر ایک دوسرے کے بعد خطبہ پڑھ رہے ہین۔ حضور کو یہہ خوش نہ آیا اور خاطر مبارک قرین رنج وملال ہوئی۔ خداوند تعالی نے اپنے پیارے حبیب کے خوش کرنے کو سورہ انا اعطینا اور سورہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر نازل فرمائین جس مین حضور کیواسطے حوض کوثر دینے کا وعدہ اور لیلۃ القدر کی فضیلت اور بنی امیہ کی مدت حکومت ایک ہزار مہینے بیان کئے۔

قاسم بن فضل کہتے ہین کہ مین نے بنی امیہ کی خلافت کا حساب لگایا تو پورے ہزار مہینے ہوتے ہین۔

جناب علی رضؓ کے حق مین دو فریق (آپکے یاران فدائی اور آپکے دشمن جانی) کا

ذکر بھی احادیث مین آگیا ہے۔

جناب علی رضؓ فرماتے ہین کہ حضور سرور کائنات نے مجھکو بلا کر فرمایا۔ اے علی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال تم پر صادق ہے۔ یہود اونکے دشمن ہوگئے اونکی والدہ کو تہمت لگائی۔ نصاریٰ اونکے دوست بنے مگر فرط محبت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس درجہ تک پہنچا دیا جسکے وہ کسی طرح حقدار نہ تھے۔ جناب علی رضؓ فرماتے ہین کہ میرے بارہ مین میرے دوست مبالغہ کرنے والے اور جو بات مجھہ مین نہین وہ میرے حق مین کہنے والے راہ حق سے دور ہوگئے اور میرے دشمن بدخواہ عداوت کی راہ سے میرے اندر عیب گیری اور برائیان کرنے پر آمادہ ہوئے اور مجھکو صدمہ پہنچایا۔ خبردار آگاہ ہوجاؤ کہ مین نبی رسول نہین نہ مجھپر وحی آتی ہے لیکن کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر میرا عمل ہے حتی الامکان اپنی عقل و سمجھہ سے کام لیتا ہون اور اسپر عمل کرتا ہون پس اگر خدا کی اطاعت کا تمکو حکم دون تو تمپر میری اطاعت واجب و لازم ہے۔ چاہے تمکو اسمین تکلیف و مشقت ہو خواہ آسانی و راحت ہر حال مین میری متابعت سے علیحدہ ہونیکے مجاز و مختار نہین اور اگر بالفرض کسی ایسے کام کو کہون جسمین خدا کی نافرمانی لازم آتی ہو تو اوسوقت میرا کہنا ہرگز نہ سننا۔ کیونکہ کسی کی اطاعت مین خدا کی معصیت کا مرتکب ہونا ہرگز درست نہین۔ ہان حکم خدا مین طاعت ہے۔ (ازالۃ الخفاء)

مؤلف۔ اس بیان سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ جناب علی رضؓ کی محبت کسکا نام ہے اور آپکا اتباع کیا چیز ہے۔ افراط و تفریط اس باب مین دونون جادۂ حق صراط مستقیم سے باہر ہین۔ حد متوسط و درجہ اعتدال اہل اسلام کو نصیب ہے اور متبعان سنت سنیہ۔ محبان خاص و دوستان با اخلاص جناب امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہین اور

سچے ہوا خواہ اور آپکے اور جملہ اہلبیت کے نام پر جان فدا کرنے والے ہین۔ کیونکہ محبت کا یہی تقاضا ہے کہ انسان جسکو دوست رکھتا ہے اوسکے ہر قول و فعل کی اطاعت اپنے اوپر واجب و لازم جانتا ہے اور یہی طریق سلف صالحین کا ہے۔ سواد اعظم اور جماعت کثیر ہی بزرگان دین ہین اور ان حضرات سے جناب علی مرتضی رضؓ کے مناقب و اوصاف منقول ہین۔

اب ہم چند اشعار امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے آپکے فضائل اور محبت اہل بیت مین نقل کر کے بحث فضائل کو ان اشعار پر ختم کرتے ہین۔

اذا نحن فضلنا علیًا فاننا		روافض بالتفضیل عند ذوی الجھل
وفضل ابی بکر اذا ما ذکرتہ		رمیت بنصب عند ذکری للفضل
فلا زلت ذا رفض ولا نصب کلاھما		بحبھما حتی اوسد فی الرمل

ترجمہ۔ جب ہم جناب علی رضؓ کے فضائل بیان کرتے ہین تو جاہل لوگ سنکر ہمکو رافضی کہتے ہین اور جسوقت جناب صدیق اکبر رضؓ کے فضائل ذکر کرتے ہین تو لوگ ناصبی و خارجی ہونیکی تہمت لگاتے ہین چاہے مین رافضی کہا جاؤن خواہ ناصبی ہین تو تا زندگی دونون صاحبونکی محبت پر قائم ہون۔

قالوا ترفضت قلت کلا	ایضًا	ما الرفض دینی ولا اعتقادی
لکن تولیت غیر شک		خیر امام وخیر ھادی
ان کان حب الولی رفضا		فاننی ارفض العباد

ترجمہ۔ لوگ مجھکو کہتے ہین کہ تو رافضی ہو گیا۔ مین اونکو جواب دیتا ہون۔ ہرگز نہین رفض میرا دین و اعتقاد نہین لیکن مین بہتر امام اور بہتر ہادی کا دوست ضرور ہون۔ اگر جناب علی رضؓ ولی کی محبت کو رفض کہتے ہو تو البتہ مین اس لحاظ سے پکا رافضی ہون۔

یا راکبا قف بالمحصب من منیٰ	ایضاً	واھتف لساکن خیفھا والناھض
سحراً اذا فاض الحجیج الی منیٰ		فیضاً کملتطم الفرات الفائض
ان کان رفضاً حب آل محمد		فلیشھد الثقلان انی رافض

ترجمہ اے سوار محصب مین جو بمقام منیٰ واقع ہے ٹھرجا اور اوس مقام کے کھڑے اور بیٹھے لوگونکو صبح کے وقت جبکہ حاجیون کا ہجوم ہو اور خلقت خدا مثل سیلاب دریای فرات کے امڈی چلی آتی ہو میری طرف سے پکار کر کہہ دے کہ اگر آل محمدؐ کی محبت کا نام رفض ہے تو دونون فریق (شیعہ و سُنی یا جن و انسان) گواہ رہین کہ مین رافضی ہون۔

امام بیہقیؒ کہتے ہین کہ خوارج نے امام شافعیؒ پر تہمت رفض لگائی تو آپنے یہہ شعر پڑہے مروی ہے کہ امام مزنیؒ نے امام شافعیؒ سے کہا آپ خاندان اہل بیت کے دوست و خیر خواہ ہین اور اونسے محبت رکھتے ہین۔ اس مضمون کے کچھہ اشعار تو کہہ دیجیے۔ امام شافعیؒ نے یہہ شعر پڑہے۔

ومازال کتما منک حتیٰ کانی		بردجواب السائلین لاعجم
واکتم ودی مع صفاء مودتی		لتسلم من قول الوشاۃ واسلم

ترجمہ مین ہمیشہ تیری محبت چھپاے رہا اور سائلین کے جواب دینے مین گویا مین گونگا ہوگیا۔ باوجود صاف وخالص محبت کی مین نے اپنا عشق لوگونپر ظاہر نہ کیا تاکہ چغلخور و نکی زبان سے تجھکو محفوظ رکھون او خود بھی اونکے طعن و تشنیع سے بچا رہون۔

حالات قبل ہجرت مجملاً واقعات گذشتہ

حضور نبوی کی توجہ مبارک حضرت علیؓ کی طرف اس درجہ تھی اور اس قسم کے معاملات

آپکے ساتھ ہے جن سے آپکی خصوصیات یوماً فیوماً ترقی کرتی رہین بچپن سے تربیت نبوی مین آنا اور کاروبار خانگی مین شرکت وغیرہ وغیرہ ایسے معاملات مین جو خاص آپ ہی کی ذات کیساتھ مختص ہین یہانتک کہ والدین سے بھی آپکو بیراسے نام تعلق تھا۔

امام نسائی کتاب خصائص مین نقل کرتے ہین کہ امیرالمومنین سے کسی نے سوال کیا کیا وجہ ہے کہ آپ اپنے عمزاد بھائی کے وارث ہوے اور باپ اور چچا کی وراثت نہ پائی۔ ارشاد فرمایا۔ ایکمرتبہ حضور خواجہ عالم نے بنی عبدالمطلب کی دعوت کی۔ بمقدار ایک مُد کھانا پکوایا گیا لیکن اس قلیل طعام مین ہی وہ برکت ہوئی کہ سب شکم سیر ہوگئے اور کھانا بچ رہا۔ بعدہ ایک چھوٹے پیالہ مین پانی آیا اور سبکو سیراب کرنے پر بھی باقی رہا۔ اب حضور سے ارشاد ہوا۔ اے اولاد عبدالمطلب مین بالخصوص تمپر اور بالعموم عام لوگونپر نبی ہوکر بھیجا گیا ہون۔ تمنے اور لوگونکا حال دیکھ لیا ہے اب تم مین سے کون میری بیعت کرکے میرا بھائی۔ میرا صاحب۔ میرا وارث وجانشین ہونا چاہتا ہے۔ مگر کوئی نہ بولا۔ مین سب مین چھوٹا تھا اوٹھ کھڑا ہوا۔ ارشاد نبوی ہوا کہ تم بیٹھ جاؤ۔ پھر حضور نے وہی کلمات تین بار فرماے اور مین ہربار کھڑا ہوکر بیٹھا دیا جاتا تھا۔ بارسوم حضور نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ مین پکڑ لیا اسیواسطے مین حضور کا وارث ہون (وراثت سے وراثت علمی مراد ہے نہ کہ دنیوی مال وجائداد کی کیونکہ انبیاے کرام کے مال کا کوئی وارث نہین ہوتا)

جناب علی فرماتے ہین کہ ایک روز مین حضور کے ہمراہ خانہ کعبہ مین گیا اور حضور میرے شانہ پر قدم جماکر کھڑے ہوے اور مین آپکو لیکر کھڑا ہوگیا پھر حضور کو معلوم ہوا کہ مین بار نبوی اوٹھانیسے عاجز ہون تو مجھکو ہٹا کر اوترپڑے اور مجھکو شانہ مبارک پر چڑھا کر کھڑے ہوگئے۔ اوس حالت مین مجھکو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آسمان کے قریب پہنچگیا ہون

اگر چاہتا تو آسمان کو چھو لیتا۔ پھر بن سقف کعبہ پر چڑھ گیا اور وہان سے حسب حکم نبوی پیتل تانبے کی سورتین یکجا کرکے نیچے پھینک دین وہ اس طرح ٹوٹین جیسے شیشہ چور چور ہوجاتا ہے۔ جب اس کام سے فارغ ہوچکا تو حضور کے سامنے سے جس طرح اوپر چڑھا تھا نیچے اوتر آیا۔

جسوقت حبیب اکرم رسول معظم نے درمیان صحابہ کرام بمقام مکہ معظمہ بھائی بندی کرائی تو حضرت علی کو اپنا بھائی بنایا۔ ترمذی مین حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب درمیان اصحاب کرام عقد مواخات باندہا گیا تو حضرت علی بارگاہ نبوی مین گریہ کنان تشریف لائے اور عرض کیا کہ سب صحابہ کے تو بھائی مقرر کرا دیئے مگر مین تنہا رہ گیا۔ ارشاد پاک ہوا۔ اے علی تم تو میرے دین و دنیا کے بھائی ہو مجھسے بڑہکر دوسرا بھائی نہین ہوسکتا۔ علامہ ابن حجرؒ کہتے ہین کہ یہہ عقد مواخات بار اول مکہ مین درمیان مہاجرین ہوا ہے اور دوبارہ مدینہ مین مابین مہاجرین و انصار واقع ہوا۔ صاحب خمیس فرماتے ہین کہ یہہ عقد بمقام مدینہ منورہ مہاجرین و انصار مین بعد ہجرت پانچ یا آٹھ ماہ گذرنے پر ہوا ہے۔

وفات ابوطالب ۱۰ نبوت

محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ جب ابوطالب مرض الموت مین مبتلا ہوئے اکابر قریش عیادت کو آئے اور بعد مزاج پرسی اونسے کہا۔ اے ابوطالب۔ اپنے بھتیجہ محمدؐ کے پاس کسی کو بھیجو اور اونسے کہو کہ اپنی بہشت مین سے جسکا ذکر کیا کرتے ہین کچھ کھانا تمہارے واسطے بھیدین تاکہ اوسکے کھانے سے تمہارا مرض دور اور صحت جسمانی حاصل ہو۔

ابوطالب نے حضور سرور عالم کیخدمت مین کہلا بھیجا کہ مین سن طبعی کو پہونچا ضعف لاحق حال ہے مزید بران مرض سے اور بھی ناتوان ہوگیا ہون مین نے تمہاری بہت کچھ خدمت کی ہے اور ہمیشہ بچون کی طرح رکھا اور دشمنونکے مقابل سینہ سپر رہا ہون۔ اب اسوقت کچھ کھانے پینے کو اپنی بہشت مین سے میرے واسطے بھیدو شاید بیماری سے شفا پاؤن۔ آنحضرت صلعم نے اسکے جواب مین کچھ نہ فرمایا مگر جناب صدیق اکبرؓ حضور کی خدمت مین موجود تھے وہ بول اوٹھے۔ خداوند تعالیٰ نے بہشت کی نعمت کافر پر حرام فرمائی ہے۔ پیغامبر یہہ فقرہ سنکر واپس گیا اور صورت حال ظاہر کی۔ قریش نی دوبارہ اوسی شخص کو خدمت اقدس مین بھیجا اور وہی سوال سابق کیا۔ حضور سے ارشاد ہوا۔ خداوند عالم نے کافر پر اپنی نعمت بہشت حرام کر دی ہے۔ وہ یہہ جواب پاکر واپس گیا پھر خود حضور اقدس ابوطالب کے گھر تشریف لیگئے اور فرمایا۔ تھوڑی دیر کیلئے یہان خلوت کر دو۔ قریش نے جواب دیا جس طرح ابوطالب تمہارے چچا ہین ہمارے بھی عزیز و قریب ہین۔ ایسے وقت ہم کیسے چھوڑ دین۔ مجبور حضور سرور عالم ابوطالب کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا چچا جان۔ مجھپر تمہارے حقوق بہت ہین۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ایک بار کلمہ طیبہ اپنی زبان سے کہہ دو اور میری مدد کرو تاکہ قیامت کے روز خدای ذے الجلال کی بارگاہ عزت مین تمہاری سفارش کرون۔ ابوطالب نے پوچھا۔ وہ کلمہ کیا ہے۔ فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ۔ ابوطالب نے جواب دیا مین خوب جانتا ہون کہ تم میرے خیر خواہ اور سعادتمند لڑکے ہو اور میری بھلائی چاہتے ہو۔ اگر مجھکو اس امر کا خوف نہ ہوتا کہ میرے بعد قریش تمکو ملامت کرینگے اور کہین گے کہ تمہارا چچا ابوطالب ڈر کر تمہارے خوش کرنیکو یہہ کلمہ کہہ کر مرا تھا تو مین ضرور پڑھ لیتا اور

ایک روایت مین ہی کہ حضور نے فرمایا۔ اے چچا۔ اورونکو تم کہتے ہو کہ میری بات سنین اور میری متابعت کرین مگر خود اسلام قبول نہین کرتے۔ ابوطالب نے جواب دیا۔ حالت صحت مین اگر مسلمان ہوجاتا تو مضائقہ نہ تھا۔ اب مرتے وقت اگر کلمہ پڑہون تو لوگ یہی کہینگے کہ موت کے ڈر سے مسلمان ہوگیا۔ حضور سرورعالم ابوطالب کے ایمان لانے سے مایوس ہوکر ملول خاطر اوٹھہ کھڑے ہوے اور فرمایا مین اب بہی خدا سے تمہارے واسطے مغفرت چاہونگا تا وقتیکہ مجھکو ممانعت نہ ہوجاوے۔ (روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ)

مواہب لدنیہ مین ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو یہ وصیت کی اُے سرداران قریش۔ تم برگزیدہ مخلوق خدا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قوم عرب مین تمکو سرافراز و ممتاز فرمایا ہے مین تمکو وصیت کرتا ہون کہ محمد کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا۔ اون سے نیک برتاؤ رکھنا۔ وہ قریش مین امانت دار۔ ہر ایک کے دوست وبہی خواہ ہین۔ خدائے کریم کے پاس سے وہ دین متین لائے ہین جسکو دل مان لیتا ہے مگر خوف بدگوئی خلائق سے زبان اقرار نہین کرتی۔ بخدا مین بچشم یقین دیکہہ رہا ہون کہ محتاج عرب دیہاتی۔ اہل بادیہ مسکین و ضعیف نے۔ محمد کی دعوت کو قبول کرلیا اور اونکے کلمہ کی تصدیق کی۔ تم لوگونکا انجام کار بہی دیکہہ رہا ہون کہ تمہاری سرداری و عزت سب خاک مین مل گئی۔ گھر اوجڑ گئے۔ جو تم مین ذلیل و خوار تہے وہ بباعث قبول اسلام تمہارے سردار بن گئے اور جو لوگ محمد کی عداوت مین قوی تہے وہ اب اونکے زیادہ محتاج ہین جو اونکی دشمنی سے دور رہتے اونکو قرب حاصل ہے۔ تمام عرب خالص محبت اور صاف دل سے اونکے مطیع و فرمانبردار ہوگئے ہین اور اپنے جان و مال کا حاکم اونکو بنا دیا ہے اے قریش تم سب کے دوست ہوجاؤ اور جان و مال سے اونکے محافظ و ناصر بن جاؤ۔

جواونکی راہ چلیگا راہ یاب ہوگا اور جواونکی سیرت وعادت پر عمل کریگا سعادت پاویگا۔ واے صد واے۔ اگر میری زندگی وفا کرتی اور موت کچھہ دن اور مہلت دیتی تو مین محمد کے سر سے آنیوالی مصیبتون اور بلاؤن کو ضرور رد کرتا" یہہ مضمون لکھکر ابوطالب نے کفر پر انتقال کیا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ جب میرا باپ مرگیا تو مین خدمت نبوی مین حاضر ہوا اور عرض کیا حضور کے بوڑھے چچا گمراہ نے دنیا سے رحلت کی۔ آنحضرت یہہ سنکر رونیلگے اور مجھکو حکم دیا تم جاؤ۔ اونکو غسل دو اور کفن پہنا کر دفن کردو۔ مین نے عرض کیا۔ اے رسول خدا کے وہ تو مشرک مرے ہین مین کیسے اونکی تجہیز وتکفین مین شریک ہون۔ ارشاد ہوا۔ جاؤ۔ اونکو مٹی مین چھپا آو۔ خدا اونکی بخشش کرے۔ مین نے حسب ارشاد نبوی اپنے باپ کو غسل دیا اور کفنا کر قبر مین دفن کرکے خدمت اقدس مین واپس آیا۔ حضور نے میرے حق مین دعاے خیر کی اور فرمایا تم بھی غسل کرلو۔ آپکے فرمانے سے مین نے بھی غسل کیا راوی کا قول ہے کہ جب جناب علی مرتضیٰ کبھی مردہ کو نہلاتے تو خود بھی غسل کرتے تھے ایکس روایت ہے کہ حضور سید عالم بھی ابوطالب کے جنازہ کے ساتھہ تشریف لے گئے اور بکمال تاسف فرماتے جاتے تھے اے چچا۔ تمنے خوب حق قرابت ونانا ادا کیا اور میرے بارہ مین حتی الامکان دریغ نہ کیا۔ خداے کریم تمکو اسکا بدلا عطا فرماوے۔

لکھا ہے کہ جب ابوطالب کے دفن سے فراغت ہوئی تو حضور پر نور مغموم ومحزون دولتخانہ پر تشریف لاے اور چند روز تک گھر سے باہر کہین تشریف نہ لیگئے۔ ہر وقت ابوطالب کے حق مین دعاے مغفرت فرمایا کرتے تھے صحابہ کرام کو جب یہہ حال معلوم ہوا عرض کیا ہم بھی اپنے آبا واجداد کی مغفرت خدا سے چاہین حضرت ابراہیم خلیل اللہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے باپ کے واسطے دعا کی اور ہمارے رسول اکرم اپنے چچا کے واسطے دعا کر رہے ہین۔ خداوند تعالیٰ نے یہہ آیت نازل فرمائی۔ ما کان للنبی والذین امنوا تا آخر آیت۔ (روضۃ الاحباب)

انوار التنزیل مین ہے کہ آیہ کریمہ۔ انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء۔ خاص ابوطالب کے حقمین نازل ہوئی ہے کیونکہ جب حضور سرور عالم کی فہمایش سے ابوطالب اسلام نہ لاے تو حضور کو از بس رنج گذرا۔ خداوند تعالیٰ نے حضور کی تسلی وتشفی کیلیئے یہہ آیت نازل فرمائی اور جب آپنے ابوطالب کے حقمین دعای مغفرت کی تو ما کان للنبی الآیۃ نازل ہوئی آیہ کریمہ۔ انک لا تھدی من احببت کا نزول ابوطالب کے قصہ مین تو ظاہر ہے مگر آیت اولیٰ بعد وفات ابوطالب ایک مدت گذرنے پر نازل ہوئی ہے جو کہ ہر شخص کیواسطے عام ہے اور جس سے ہر مسلمان کو کافر کے حقمین دعاے آمرزش طلب کرنا منع ہوگیا ہے۔ بہرکیف ابوطالب کا کفر پر مرنا یقینی ہے اور جو دیگر روایات اسلام ابوطالب پر دال ہین وہ بمقابلہ روایات ہذا محض بے اعتبار وضعیف ہین۔

دیگر روایات سے واضح ہوتا ہے کہ سبب نزول آیت ما کان للنبی الخ یہہ ہے کہ جناب رسولخدا واسطے اداے عمرہ مکہ معظمہ تشریف لیگئے۔ اثنا راہ مین حضور اپنی والدہ آمنہ کی قبر پر ٹھیرے اور خداوند تعالیٰ سے درخواست فرمائی کہ اپنی والدہ کے حق مین دعاے مغفرت کرین۔ بارگاہ ایزدی سے اجازت نہ ملی اور یہی آیت مشتمل بر منع استغفار برای مشرکین و کفار نازل فرمائی۔ (روضۃ الاحباب)

وہ ضعیف روایت جسکو قائل اسلام ابوطالب اپنے نزدیک اقوی دلیل سمجھتے ہین

یہہ ہے۔ محمد بن اسحق سے مروی ہی کہ جسوقت حضور سرور کائنات ؐ نے کلمہ توحید ابو طالب پر پیش کیا تو ابو طالب نے صاف انکار کر دیا مگر حضرت عباس ؓ جو اسوقت تک اسلام نہین لائی تھے ابو طالب کے چہرہ کو دیکھنے لگے اور اونکو لبونکی حرکت معلوم ہوئی تو اونہون نے اپنا سر جھکا کر ابو طالب کے منہ کے قریب کیا پھر سر اوٹھا کر خدمت نبوی مین عرض کیا۔ اے بھتیجہ۔ جو کلمہ تم نے ابو طالب کو تلقین کیا وہ ہی اونکی زبان سے آہستہ نکلا اور مینے سن لیا۔ حضور نے فرمایا مین نے نہین سنا۔

یہہ روایت سراسر ضعیف ہے۔ اسکی تردید روایت بخاری شریف سے بلفظ صریح موجود ہے کہ اخیر کلمہ ابو طالب کی زبان سے یہی نکلا علیٰ ملة عبد المطلب۔ دوسرا جواب یہہ ہے کہ اگر ابو طالب کا خاتمہ کلمہ توحید پر ہوا تو جناب رسالتمآب کی غم کرنے اور آیت کریمہ۔ انك لا تهدی کی نازل ہونے اور حضور کا ابو طالب کے حقمین استغفار کرنے اور خداوندی ممانعت کے نازل ہونیکی کیا وجہ ہے۔

صحیح بخاری مین حضرت عباس ؓ سے روایت ہے کہ مین نے بعد وفات ابو طالب بخدمت نبوی مین عرض کیا۔ آپنے اپنے چچا کو کچھہ نفع نہ پہونچایا۔ وہ تو آپکے بڑے مہربان و خیر خواہ تھے۔ ارشاد ہوا میری ہی وجہ سے تو ابو طالب پر خفیف عذاب ہو رہا ہے صرف ٹخنے تک آگ مین ہین اور اگر میرے اونکے یہہ مراسم وارتباط نہ ہوتے تو دریاے آتش مین ڈوبی ہوتے اور طبقہ اسفل نار مین جگہہ پاتے۔

اس حدیث سے محمد بن اسحق والی حدیث کا ضعف جو بسند ابن عباس ؓ بروایت راوی مجہول الاسم نقل کی ہی ظاہر ہوتا ہے اور الفاظ حدیث ہذا سے ثابت ہے کہ ابو طالب کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے کیونکہ حضرت عباس ؓ کا سوال کرنا اور آنحضرت صلعم کا جواب دینا

سوء خاتمہ ابوطالب کی صاف دلیل ہے۔ علاوہ اسکے جناب علیؓ کا فرمانا کہ وہ مشرک مرے ہین مین کس طرح اونکے تجہیز و تکفین مین شریک ہون حجت واضح ہے کہ ابوطالب کو اسلام نصیب نہ ہوا۔

معالم التنزیل مین ہے کہ کفر کے چار اقسام ہین۔ کفر انکار۔ کفر جحود۔ کفر عناد۔ کفر نفاق قسم اول یہہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی وحدانیت نہ دل سے مانے اور نہ زبان سے اقرار کرے اور یہہ ظاہر ہے قسم دوم یہہ ہے کہ خدا کو دل سے تو مانے مگر زبان سے انکار پر قائم رہے۔ جیسا ابلیس لعین اور یہود کا کفر۔ قسم سوم کفر عناد یہہ ہے کہ دل سے خدا کو ایک مانے۔ زبان سے اوسکی وحدانیت کا مقر ہو لیکن دین الٰہی پر عمل نہوا ور نہ اوسکا مطیع و فرمانبردار ہو۔ جیسا ابوطالب کا کفر تھا کیونکہ اوس جواب سے جو آنحضرت کو مرض موت مین دیا یہہ امر بخوبی روشن ہے اور ان اشعار سے بہی جو ابوطالب نے آنحضرت کے جواب مین پڑھے ہے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ ترجمہ اشعار۔ مین یقیناً جانتا ہون کہ دین محمدی تمام دینون سے بہتر ہے اگر مجھکو خوف طعنہ زنی اور ملامت کا نہ ہوتا تو اسوقت تم مجھکو دیکھہ لیتے کہ قبول دین اسلام پر جرأت کرجاتا۔ (اے محمدؐ) تم نے مجھکو راہ حق کی جانب بلایا اور مین خوب جانتا ہون کہ تم خیر خواہ ہوا ور اپنی بات مین سچے۔ خدا کی امانت پہونچانے مین امانت دار ہو۔ قسم چہارم کفر نفاق۔ زبانی اسلام ظاہر کرے مگر دل سے عقائد کفر پر قائم رہے جس طرح آنحضرت صلعم کے زمانہ مین منافقون کا دستور تھا۔ علماء سنت وجماعت کے نزدیک کفر بجمیع اقسامہ یکسان ہے کسی قسم کا کافر ہو اگر کفر پر مرا تو خداوند تعالیٰ کی مغفرت سے محروم ہے نعوذ باللہ منہا۔

ابوطالب کی وفات اوائل ماہ ذیقعدہ ۱۰ سنہ نبوت مین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ

نصف ماہ شوال سنہ نبوت مین انتقال کیا۔ (استیعاب) حیوۃ الحیوان مین ہے کہ جسوقت
ابوطالب نے وفات پائی آنحضرت صلعم کی عمر شریف اونچاس سال آٹھ ماہ گیارہ دن کی تھی
ابوطالب کچھ اوپر اسی برس کے ہوکر مرے اور بروایت مواہب لدنیہ ستاسی سال کے
تھے اور ایک روایت مین نصف ماہ شوال سنہ نبوت تاریخ وفات ہے۔ ابن جوزیؒ
کہتے ہین کہ ہجرت نبوی سے تین برس پیشتر ابوطالب کی وفات ہوئی ہے۔

اہل سنت وجماعت کے نزدیک ابوطالب کی وفات حالت کفر مین ہوئی لیکن حضرات
شیعہ مدعی ہین کہ ابوطالب نے مرتے دم اسلام قبول کرلیا تھا مگر وہ احادیث بمقابلہ احادیث
صحیح بخاری و دیگر روایات معتبرہ محض سست اور غیر معتبر ہین۔ اونمین سے بطور نمونہ ایک
روایت محمد بن اسحٰق سے نقل ہوئی ہے۔ علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہین "مین نے وہ روایات جو
اہل تشیع نے درباب اسلام ابوطالب جمع کی ہین دیکھی ہین اونمین سے ایک بھی قابل اعتبار نہین
مین نے چند روایات اونمین کی اپنی کتاب اصابہ مین بمقام ترجمہ ابی طالب نقل کی ہین"۔

ہجرت سنہ ۱۴ نبوت مطابق سنہ ۱

جب ایذاے کفار مکہ مسلمانون پر حد سے گذر گئی جملہ اصحاب کبار دو دو چار چار کرکے ہجرت
کرگئے صرف جناب رسالتمآبؐ حضرت صدیقؓ جناب علیؓ رہ گئے۔ کفار نے ایک شب
باتفاق یہہ صلاح کی کہ حضور اقدس کے دشمنون کو قتل کرڈالین حضرت جبرئیل امین علیہ السلام
بحکم رب العلمین خدمت نبوی مین نازل ہوے اور ظاہر کیا کہ اس رات کو آپ بہمراہی
صدیق اکبرؓ مدینہ منورہ روانہ ہون چنانچہ حضور خواجہ عالم نے جناب علیؓ کو اپنے بستر پر سلا
دیا اور خود غار حرا کیجانب روانہ ہوے۔ جب رات ہوئی کفار بہ نیت فاسد گرد

دولت سرائے نبوی بارادۂ فاسد جمع ہوئے حضور سرورعالم کو جب معلوم ہوا آپ نے علی مرتضیٰؓ سے فرمایا۔ مجھکو حکم ہجرت ہوگیا ہے مین اسیوقت روانہ ہوتا ہون تم میرے بستر پر میری سبز چادر اوڑہکر بے خوف وخطر لیٹ رہو خداوند عالم تمہارا حافظ وناصر ہے۔ اہل مکہ کی امانتین جو میرے پاس ہین تمہارے سپرد کرتا ہون میرے بعد جسکی امانت ہے اوسکے حوالہ کرکے تم بھی میرے پاس مدینہ چلے آنا۔ جناب علی مرتضیٰؓ حسب ارشاد حضور چادر مبارک سبز رنگ اوڑہکر بستر نبوی پر لیٹ رہے اور حضور سرور دوجہان ولتجانہ سے نکلے چلے گئے کچھ دیر بعد ایک مرد اجنبی صورت کفار کے مجمع مین آیا اور اونسے پوچھا۔ تم لوگ یہان کسکا انتظار کر رہے ہو۔ جواب ملا۔ محمد کے منتظر ہین۔ اوسنے کہا تم لوگ ناامید ہوے دل کی آرزو دل ہی مین رہی محمدؐ تو تمہارے سرونپر خاک ڈالکر تشریف لیگئے۔ الغرض کفار گھر مین گھس آے اور چاہا کہ جناب علیؓ پر حملہ کرین۔ آپ اوٹھہ بیٹھے۔ کفار نے دریافت کیا۔ محمد کہان ہین۔ فرمایا۔ معلوم نہین۔ کفار نے جناب علیؓ سے کچھ تعرض نہ کیا اور حیران وشرمندہ واپس گئے۔

خمیس مین ہے کہ کفار دروازہ پر صبح تک منتظر رہے۔ دروازہ کے درزونسے جناب علیؓ کو حضور کے خوابگاہ مین سبز چادر اوڑہے دیکھکر یہی جانتے تھے کہ محمد ہین۔ صبح ہوتے ہی گھر مین گھس پڑے جناب علیؓ کو پایا حضور کی نسبت دریافت کیا آپنے لاعلمی ظاہر کی تو غلط جان کر آپکو مارا پیٹا اور کچھ دیر تک قید رکھا بعد ازان چھوڑ کر حضور سرور عالم کی تلاش مین سرگردان ہوے۔

امام غزالیؒ احیاء العلوم مین اوس رات کو حضرات جبرئیل ومیکائیل علیہ السلام کا حضرت علی کی حفاظت کیلئے تشریف لانا لکھتے ہین چنانچہ یہ قصہ شمس التواریخ حصہ اول مین

گذر چکا ہے خداوند جل وعلا نے اس خدمت کی قبولیت مین جناب مرتضوی کے حق مین خلعت آیہ کریمہ ومن الناس من یشری تا رءوف بالعباد نازل فرمائی۔ اسی قصہ کے متعلق جناب شیر خدا سے ابیات ذیل منقول ہین۔

وقیت بنفسی خیر من وطی الثری	ومن طاف بالبیت العتیق وبالحجر
رسول الله خاف ان یمکروا به	فنجاه ذو الطول الاله من المکر
وبات رسول الله فی الغار امنا	موقی وفی حفظ الاله وفی ستر
وبت اراعیهم وما یثبتوننی	وقد وطنت نفسی علی القتل والاسر

ترجمہ۔ مین نے اپنی جان سے اوس ذات پاک کی حفاظت کی جو زمین پر چلنے والو نمین سب سے بہتر اور جملہ طایفین کعبہ وحجر اسود مین افضل ہے۔ وہ خدا سے عالم کے رسول پاک ہین جب آپکو دشمنو نسے خوف ہوا۔ تو قادر مطلق نے آپکو مکر اعدا سے نجات دی اور حضور رسول اللہ شب کو غار مین بامن وآسائش تمام رہے اور خدا کی حفاظت وپردہ پوشی حضور کے شامل حال تھی اور مین نے اس حال مین رات گذاری کہ دشمنونکو دیکھ رہا تھا مگر وہ مجھکو نہ پہچان سکے اور مین تو اپنی جان سے قتل وقید پر مستعد ہوگیا تھا۔ (معارج النبوۃ وخمیس)

بعد روانگی حضور سرور انس وجان ومحبوب خالق دوجہان تین روز تک حضرت علی مرتضیٰ مکہ معظمہ مین مقیم رہے اس عرصہ مین جسقدر اموال امانت آپکی سپردگی مین تھا آپنے اونکے مالکونکے حوالہ کیا اور فارغ البال ہوکر مدینہ منورہ روانہ ہوے۔ بعد طے مراحل ومنازل مدینہ پہونچکر حضور نبوی سے کلثوم بن ہدم کے گھر ملے۔

روایت ہے کہ جناب علی مرتضیٰؑ کفار مکہ سے پوشیدہ روانہ ہوے۔ تنہا سفر۔ دشمنو نسے اندیشہ۔ رات کو راہ چلتے دن مین کسی محفوظ جگہہ آرام کرتے۔ شوق دل رہبر تھا جذبہ محبت

حضور فخر عالم قلادۂ گردن جان تھا۔ پیادہ پائی اور منزلین طے کرنیکا کبھی اتفاق نہوا تھا۔ راہ دشوار گذار۔ قدم قدم پر خار مغیلان۔ آپکے پای مبارک زخمی ہوگئے پھپھولے پڑگئے اس حالت مین بہی آپ رہروی سے باز نہ رہے۔ وہ دشت وبیابان سنسان عرب کا جنگل کف دست میدان۔ اندہیری رات مین جابجا بالو کے تودے دور سے بشکل مہیب نظر آتے تھے۔ اژدر خونخوار یا افعی زہردار کا گمان ہوتا تھا۔ ہر قدم پر آبلہ پا سے صدای آہ نکلتی۔ کہیت دو کہیت چلتے زخمونکے درد سے بیچین ہوکر دم لیتے اور سستانیکو بیٹھہ جاتے پھر آگے بڑہتے تھے۔

دربیابان جنون چون آشیان عنکبوت	تارہاے دامنم پیدا ز نوک خارہا

الغرض اسی طرح منزلین قطع کرکے جناب شیر خدا علی مرتضیٰؓ سترہ یا اٹھارہ ربیع الاول کو حاضر خدمت اقدس ہوے۔ حضور رحمۃ للعالمین اپنے پیارے عزیز بھائی کو دیکھکر بہت خوش ہوے۔ پانون کے زخم ملاحظہ انورمین گذرے کمال تاسف فرمایا۔ بکمال شفقت دست حق پرست اون زخمونپر پھیرا۔ ہاتھہ کی برکت سے اوسیوقت تمام زخم اچھے ہوگئے اور کسی قسم کا درد وتکلیف وتکان سفر باقی نہ رہا اور دست مبارک کی برکت سے پھر کبھی کوئی درد وزخم وتکلیف نہ پہونچا۔ (معارج النبوۃ)

نکاح جناب علی مرتضیٰؓ با حضرت فاطمہ زہراؓ

ارباب سیر وتواریخ واصحاب تحریر وتسنیخ عرائس معانی کو سریر توضیح پر یون جلوہ گر کرتے ہین کہ حضرت ام المومنین ام سلمہؓ وسلمان فارسی ؓ سے روایت ہے کہ جب سیدہ فاطمہؓ دسن شعور اور وقت بلوغ کو پہونچین تو اکابر قریش نے حضور سرور کائنات کی خدمت مین پیغام نکاح

بھیجا مگر حضور اقدس نے کسیکو کچھ جواب نہ دیا۔ ایک روز جناب صدیق اکبرؓ نے درخواست کی حضور نے فرمایا۔ فاطمہ کا عقد خداوند تعالیٰ کے حکم پر موقوف ہے پھر حضرت فاروق اعظمؓ نے استدعا کی۔ آپ کو بھی یہی جواب ملا۔ (معارج وخمیس)

اور بروایت دیگر دونوں صاحبوں کے پیغام میں یہہ جواب ارشاد فرمایا کہ فاطمہؓ چھوٹی ہے (ازالۃ الخفار)

ایک دن جناب ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت سعدؓ مسجد نبوی میں بیٹھے جناب فاطمہؓ کا ذکر کر رہے تھے۔ یہہ تذکرہ درپیش تھا کہ اکابر قریش نے حضور سرورعالم کی خدمت میں جناب فاطمہؓ کی خواستگاری کا پیغام بھیجا مگر حضور نے کسیکو قبول نہیں فرمایا اب علیؓ باقی رہگئے ہیں انکی طرف سے ابھی تک پیغام نہیں گیا ہے شاید انکا پیغام جاوے تو منظور فرمالیں جناب ابوبکرؓ نے فرمایا "میرے خیال میں علیؓ بوجہ تنگدستی و فقر کے خواستگاری سے رُکے ہیں اور میرا گمان غالب ہے کہ خاص انہیں کی وجہ سے بی بی فاطمہؓ کے عقد میں تاخیر ہو رہی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں سے فاطمہؓ کا عقد ہوگا" یہہ فرما کر صدیق اکبرؓ جناب عمرؓ اور سعدؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔ آپ دونوں صاحب اگر میرے ساتھ متفق ہوں تو علیؓ کے پاس چلیں اور جناب فاطمہؓ کے واسطے پیغام دینے کی ترغیب دیں۔ اگر اونکو غریبی و محتاجی کا عذر اور فقر مانع خواستگاری ہے تو اونکی مدد کریں اور زر ونقد سے اونکی اعانت اپنے ذمہ واجب جانیں۔

رو زمن زدیک و بلبیم تا چہ گل خواہد شگفت آنجا	درین وادی چو مہی آتشے از دور مے بینم

حضرت سعدؓ بولے اے ابوبکرؓ۔ خدا آپکو ہر کار خیر میں توفیق عطا فرماتا ہے۔ آپکی رائے انسب ہے ہم آپکے ساتھ میں تشریف لے چلیئے۔ الغرض یہہ تینوں صاحب بزرگوار

سرداران مہاجرین وانصار سے متفق ہوکر جناب علیؓ کی تلاش مین مسجد سے نکلے۔حضرت علی مرتضیٰؓ اپنا اونٹ پانی پلانے کو آبادی سے باہر ایک باغ مین لیگئے تھے۔یہہ تینون بھی اونکی جستجو مین باغ ہی کے اندر داخل ہوے۔حضرت علیؓ ان کو دیکھتے ہی استقبال کر کے انسے ملے اور سبب آنیکا دریافت کیا۔حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا۔اے علی مرتضیٰ جسقدر محامد پسندیدہ اور خصائل حمیدہ دنیا مین ہین خداوند تعالیٰ نے آپکو عطا کئے ہین اور آپ اونمین سابق ہین جناب رسولؐ سے جو قربت خصوصیت آپکو ہے وہ دوسرے کو نصیب نہین۔اکابر واشراف قریش نے فاطمہؓ کی شادی کا پیغام دیا مگر کسی نے جواب قبول نہین سنا مین گمان کرتا ہون کہ بی بی فاطمہؓ خاص آپ ہی کے واسطے ابتک بیٹھی ہین آپ اپنے واسطے کیون نہین پیغام دیتے"۔

شیر خدا نے جواب دیا آپکو اور عمر فاروق کو تو جواب مل گیا۔آپکے بعد اب میری ہمت نہین پڑتی کہ خواستگاری کرون اور مبادا وہی انکاری جواب پاؤن علاوہ آپ دونون صاحبونکے دیگر اکابر قریش کو بھی جواب دیا گیا۔اب مین کس امید پر پیغام دون دوسری روایت مین ہے کہ صدیق اکبرؓ کی گفتگوئے ترغیب سنکر علی مرتضیٰؓ آبدیدہ ہوے اور فرمایا"اے ابوبکرؓ۔اسوقت آپنے میری آتش شوق جسکو مین نے بمشکل دبایا تھا ازسرنو برافروختہ کردی اور جس خیال کو اپنے دل غمزدہ سے بزور دور کردیا تھا وہ آپ کی ترغیب وتحریص سے دوبارہ قائم ہوگیا۔حضور نبوی کی دامادی کی رغبت اور تمنا جسقدر مجھکو ہے شاید کسی اور کو نہ ہوگی۔مگر افسوس مجبور ہون۔تنگدستی ومحتاجی کے ہاتھون معذور ہون۔فقر زبان روکتا ہے ناداری یہہ آرزو دل مین نہین آنے دیتی۔بارہا دل نے کہا۔تو بھی استدعا کر لیکن بے زری سے حوصلہ نہ پڑا اور دل کی بات

دل ہی مین رہی زبان تک نہ آسکی"۔

آس کہتے ہین جسے آس نہین پاس نہین		پاس سے پر کسی حالت مین مجھے یاس نہین

جناب ابوبکرؓ نے فرمایا۔ اے علیؓ آپ عذر بیجا وتہیدستی کا عذر کرتے ہین۔ دنیا سے غدار ومکار خدا اور اوسکے رسول کے نزدیک بیقدر وبے اعتبار ہے۔ آپ قلت مال و شکستگی احوال کا خیال اپنے دل سے نکال ڈالین اور حضور نبوی مین درباب عقد جناب فاطمہؓ خواستگاری کرین۔ میرا دل گواہی دیتا ہی کہ آپ کا سوال رد نہوگا اور آپ شاہد مدعا سے ہم آغوش ہونگے۔ حضور آپکی خواستگاری بطیب خاطر منظور فرمالینگے۔

الغرض امیرالمومنین آپکے کہنے سننے سے آمادہ ہوے۔ اونٹ کی مہار ہاتھ مین لی گھر تشریف لیگئے اور اونٹ باندہکر خدمت نبوی مین حاضر ہوے۔ آنحضرت جناب ام المومنین ام سلمہؓ کے گھر تشریف فرما تھے۔ جناب علیؓ نے دروازہ کی زنجیر ہلائی۔ ام سلمہؓ نے فرمایا۔ کون ہے۔ حضور نے فرمایا "اوٹھو جلد دروازہ کھول دو۔ یہہ وہ شخص ہے جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور اوسکا رسول اوسکو دوست رکھتے ہین"

ام سلمہؓ نے عرض کیا "میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون۔ ایسے کون بزرگ ہین جنکی حقمین حضور یہہ ارشاد فرماتے ہین"۔ ارشاد ہوا "یہہ شخص میرا بھائی میرے چچا کا بیٹا۔ علی بن ابی طالب ہے"۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ یہہ سنتے ہی مین جھپٹ کر اوٹھی اور دروازہ کھولدیا۔ بخدا اے لم یزال تاوقتیکہ دروازہ کھولکر مین حجرہ کے اندر نہ پہونچ گئی جناب علیؓ گھر مین نہ آے۔ جب اونکو معلوم ہوا کہ مین حجرہ مین پہونچ گئی اندر آے اور کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور نے جواب دیا۔ وعلیک السلام یا علی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔ اور اپنے پاس بٹھا لیا۔ امیرالمومنین نے

سر نیچے کرلیا اور زمین پر نظر جمائی حضور نے فرمایا۔ اے علیؑ مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ تمکو کچھہ کہنا ہے مگر شرم عرض حال سے مانع ہے۔ بے تکلف جو کہنا چاہتے ہو کھو۔
تمہاری حاجت پوری کرونگا اور تمہاری استدعا قرین اجابت ہوگی" عرض کیا۔
اے رسول اللہ حضور کو معلوم ہے کہ زمانہ طفولیت سے حضور نے مجھکو اپنی ملازمت کا شرف
عطا فرمایا۔ ظاہری و باطنی تربیت اس خاکسار کی فرمائی اور جسقدر شفقت کریمانہ
و توجہات مربیانہ جناب اقدس کی اس خاکسار کے بمقدار حال زار پر مبذول رہی اوسکا
دسوان حصہ بھی میرے والدین نے مجھپر نہ کی ہوگی۔ حضور کے قدمونکی برکت سے یہہ نحیف
دین باطل اور عقائد فاسد آبا و اجداد سے پاک رہا اور دین متین صراط مستقیم کا راہ
یاب ہوا۔ اے رسول خدا حضور میرے سرمایہ نشاط و سرور و ذخیرہ فرح و انبساط موفور
ہین۔ الحمد للہ کہ حضور کی برکت تربیت سے یہہ ادنی انمک پروردہ قوی بازو ہوگیا اور
سعادت دارین و فلاح و خیر ابدی بدرجہ اتم نصیب ہوئی۔ صرف یہہ آرزو دل مین باقی
ہے کہ اس حقیر کی خانہ آبادی ابتک نہین ہوئی۔ اہلیہ صاحب خانہ سے جو مونس جان
و موجب انس روح روان ہے تاہنوز محروم ہے۔ مدت سے دل کا تقاضا تھا کہ حضور کی لخت جگر
فاطمہ زہرا کی خواستگاری کرون مگر بخیال گستاخی ہمت نہ پڑتی تھی اور نہ شرم اجازت
دیتی تھی۔ آج بمقتضاے کمال اضطراب بمضمون ع کرمہاے تو مارا کرد گستاخ۔
بکمال ادب عرض پرداز ہون کہ یہہ خانہ زاد قدیم شرف فرزندی سے سرفراز فرمایا جاے
امید کہ یہہ استدعاے حقیر خلعت قبول حاصل کرے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ مین دور سے حضور کو دیکھہ رہی تھی۔ جناب
علیؓ کی استدعا سے چہرہ مبارک بوجہ کمال مسرت مثل آفتاب عالمتاب چمکنے لگا۔

حضور نے آپکا کلام سنکر تبسم کیا اور فرمایا۔ اُے علی نقد وجنس جسکی شادی وبیاہ مین ضرورت ہوتی ہے تمہارے پاس کسقدر رہے"۔ آپنے عرض کیا۔ میرا حال حضور پر خوب روشن ہے۔ بجز نام خدا و رسول مصطفےٰ میرے پاس کیا دھرا ہے۔ حضور اقدس سی مخفی نہین کہ سرمایہ دنیوی میرا صرف ایک تلوار۔ ایک زرہ۔ ایک اونٹ ہے اور بس۔ اللہ کا نام محمد کا کلمہ۔ ان چیزونکی بابت جیسا حکم ہو فروخت کرکے نقد حاصل کرون اور ضروریات عقد مین صرف کردون"۔ ارشاد ہوا"تلوار کام کی چیز ہے۔ ہر وقت جہاد رہتا ہے اور اوسمین کام آتی ہے۔ اونٹ پر سوار ہوکر جانا آنا رہتا ہے یہہ بھی رکھنا چاہئے۔ البتہ زرہ اگرچہ یہہ بھی کارآمد ہے مگر خیر۔ اسوقت اسکو فروخت کرڈالو اور ایک روایت ہے کہ جسوقت جناب علی نے خواستگاری کی حضور نبوی نے فرمایا"میری فاطمہ کا مہر کسقدر دوگے"آپنے جواب دیا"حضور مین فقیر ومحتاج ہون میرے پاس کیا ہے"۔ ارشاد ہوا"تمہاری وہ زرہ کہان ہے"۔ عرض کیا"حضور میرے پاس ہے مگر وہ تو حطمیہ (کم قیمت وبیقدر) ہے چارسو درم کی بھی نہوگی"۔ ارشاد ہوا"تمسے وہی زرہ قبول کرتا ہون جاؤ اوسیکو لے آو"۔ اور ایک روایت مین ایک گھوڑا اور زرہ ہے۔ حضور نے فرمایا گھوڑا تو سواری کیواسطے رہنے دو مگر زرہ فروخت کرڈالو۔

بروایت بریدہ اس طرح منقول ہے کہ جسوقت امیر المومنین خدمت نبوی مین حاضر ہوے حضور نے فرمایا اے علی تمہاری کیا حاجت ہے آپنے درباب عقد خواستگاری کی حضور نے فرمایا۔ مرحبا واہلاً۔ یعنی خوش آمدی واہل این کار ہستی اور کچھ اس سے زائد نہ فرمایا جب علی باہر نکلے مہاجرین و انصار نے دریافت کیا کہ آپکو کیا جواب ملا۔ آپنے کہا صرف یہہ دو کلمہ ارشاد فرماے۔ صحابہ نے کہا حضور کی ایک ہی بات کافی تھی مگر آپکو دو باتین

ارشاد ہوئین آپکی درخواست قبول فرمائی نیز خوشی وراحت آپ کے حوالہ کی۔
حطمیۂ کی تفسیر مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ چوڑی اور ثقیل گرانبار یاوہ زرہ جسپر تلوار اثر نہ کرے بلکہ خود ٹوٹ جاوے (مگر یہہ وصف زرہ ممدوح ہے جسکی وجہ سے گران قیمت ہوتی ہے) بعضے کہتے ہین کہ عبدالقیس کے قبیلہ مین ایک شخص حطمہ بن محارب زرہ ساز تھا اوسکی طرف منسوب ہے۔ بعض کے نزدیک حطمیہ خراب زرہ ہے اور یہی معنی اس مقام مین چسپان ہین کیونکہ جناب علیؓ نے اوسکو برائی کے ساتھہ ذکر کیا۔
جناب علیؓ فرماتے ہین کہ حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ میرے ہمراہ مسجد نبوی مین تشریف لیگئے ہمکو مسجد مین داخل ہوئے کچھہ دیر نہ ہوئی تھی کہ حضور خواجہ عالم رونق افروز ہوئے۔ چہرہ مبارک ایسا دمکتا تھا جیسے چودھوین رات کا چاند۔ حضور نے آتے ہی حضرت بلالؓ کو حکم دیا اور ایک روایت مین حضرت انسؓ سے فرمایا کہ جملہ اصحاب مہاجرین وانصار کو بلاؤ۔ حکم کی دیر تھی کہ جملہ اصحاب آن واحد مین مسجد کے اندر جمع ہوگئے۔ خواجہ کائنات علیہ الصلوٰت والتحیات ممبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا۔ اے سرداران اسلام حضرت جبرئیل حکم رب جلیل لیکر ابھی میرے پاس آئے اور ظاہر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو بیت المعمور مین جمع فرماکر اپنی کنیز فاطمہ بنت محمد کا نکاح اپنے بندہ خاص علی بن ابی طالب سے کردیا اور مجھکو ارشاد ہوا ہے کہ اپنے اصحاب بے ریا ومحبان باصفا کے سامنے عقد نکاح کی تجدید کرون اور ایجاب وقبول بحضور گواہان عادل ہوجاوے۔ پھر جناب علیؓ سے ارشاد ہوا۔ "اے علی۔ اوٹھو خطبہ پڑھو"۔ جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰ اوٹھے اور حضور نبوی کے روبرو کھڑے ہوئے اور خطبہ پڑھا۔ بعد حمد خدا ونعت محمد مصطفےٰ فرمایا "حضور رحمۃ للعالمین سیدالمرسلین نے اپنی صاحبزادی فاطمہ زہرا کو میرے نکاح مین دیا

اور مہر میری زرہ قرار پائی ہے مین نے بخوشی خاطر قبول کیا۔ آپ صاحب گواہ ہون“ حاضرین جلسے نے التماس کیا۔ اے رسول خدا۔ کیا حضور نے نکاح کر دیا ہم لوگ گواہ ہوتے ہین۔ فرمایا۔ ہان مین نے اپنی بیٹی فاطمہ کو علی کے نکاح مین دیا۔ اس پر ہر طرف سے آواز (خدا ان دونو مین برکت عطا فرمائے) بلند ہوئی۔ نکاح کے بعد ایک طباق بھر کر خرماتے تازہ حضور کے سامنے رکھے گئے۔ حضور نے حکم دیا کہ لوٹ لو۔ صحابہ نے خرمے لوٹ لئے۔ اسی سے علما نے استنباط کیا ہے کہ محفل عقد نکاح مین شکر یا دام لوٹنا تا مضائقہ نہین۔ بلکہ بعضے فقہا دین اسکو مستون کہتے ہین۔

روایت ہے کہ حضور سرور عالم نے بی بی فاطمہؓ سے قبل نکاح فرمایا کہ علیؓ تمہارے نکاح کے خواستگار ہین۔ آپ یہ سنکر خاموش ہو رہین زبان سے کچھ جواب ندیا۔ پھر حضور نے مسجد مین آکر صحابہ کے روبرو عقد نکاح کر دیا۔ اسی لئے علمائے کرام فرماتے ہین کہ نکاح کے وقت اگر لڑکی جوان بالغ ہو تو ولی کو اوس سے اجازت لینا مناسب ہے اور باکرہ کا سکوت بمنزلہ اجازت و رضا ہے۔

روایت ہے کہ حضور رسول مکرم جب عقد نکاح کر چکے دولت سرا مین تشریف لے گئے اور اہلبیت کو اس نکاح سے مطلع فرمایا پھر حضرت علیؓ سے ارشاد ہوا۔ اے علیؓ تم اپنی زرہ فروخت کر کے اوسکی قیمت لاؤ۔ جناب علیؓ بحکم نبوی پاکر زرہ فروخت کرنے لیگئے دراصل وہ زرہ ایسی نفیس تھی کہ تلوار اوس پر اثر نہین کرتی تھی۔ چارسو درم اور ایک روایت مین چارسو اسی درم پر جناب عثمانؓ نے خرید کی اور قیمت نقد جناب علیؓ کے حوالہ کر کے زرہ پر قبضہ کیا۔ بعد اتمام عقد جناب ذی النورین نے فرمایا ”اب مین اس زرہ کا مالک ہوگیا مجھکو اختیار ہے جسکو چاہون دون“ حضرت علیؓ نے فرمایا ”بیشک

زرہ آپ کی ہوگئی آپ اسکے مالک ہوئے" جناب عثمان رضؓ نے فرمایا "درحقیقت مجھسی زیادہ
آپ اسکے حقدار ہین اور مین نے بطور ہبہ شرعی زرہ آپکو دی ہیہ آپ ہی کو مبارک رہے"
جناب علیؓ سخاوت عثمانی ملاحظہ فرماکر ازبس خوش ہوئے اور شکریہ اونکا ادا کرکے
زرہ اور نقدی لیکر خدمت نبوی مین حاضر ہوئے اور تمام کیفیت عرض کی۔ جناب
رسول خداؐ نے جناب عثمان رضؓ کے حقمین دعاے خیر فرمائی۔ پھر جناب رسالتمآب نے درم
لیکے ایک مٹی بھر کر صدیق اکبرؓ کو عنایت فرمای اور ارشاد کیا۔ اسباب جہیز فاطمہؑ
خرید لاؤ۔ حضرت سلمانؓ و بلالؓ کو بھی ہمراہ کر دیا۔ جناب ابوبکر رضؓ نے درم لیکر گنے تو
تین سو ساٹھہ درم تھے جناب صدیقؓ فرماتے ہین کہ مین نے اس نقد سے بی بی فاطمہؑ کا
جہیز اسباب ذیل خرید کیا۔ ایک فرش خواب پارچہ مصری کا جسکے اندر اُون بھری تھی
ایک فرش چرمی۔ دو تکئے۔ ایک مین پوست خرما دوسرے مین اون تھی۔ ایک چادر
پشمی۔ دو ظرف گلی پانی کے واسطے۔ دوسری روایت مین یہہ سامان ہے۔ دو چادرین
دو بازو بند نقرئی۔ ایک قطیفہ چادر کلان وہ اسقدر طول وعرض مین کوتاہ تھی کہ
حضرت علی و فاطمہؑ جب اوسکو اوڑہکر سوتے تو پوری طرح دونون صاحبونکو کافی
نہوتی تھی۔ دو تھالی پارچہ کتان کی ایک کے اندر لیف خرما بھرا تھا دوسری مین ریشہ
سنختیان بجاے روئی و اون کے تھی۔ چار تکئے۔ دو مین اون بھری تھی اور دو مین لیف
خرما۔ ایک پیالہ۔ چکی۔ چلنی۔ ایک مشک۔ دو عدد سبوے گلی۔ ایک پلنگ مع بچھونے
کے بھی تھا۔

جب یہہ سامان جہیز بی بی خاتون جنت کا حضور سرور انبیا کی نظر انور سے گذرا
حضور نے آبدیدہ ہوکر فرمایا۔ خداوندا۔ انکو برکت عطا فرما۔ ان کا سامان و ظروف

استعمال کیا ہی نفیس ہے۔ مٹی کے برتن ہیں۔

سامان جہیز سے جسقدر درم پس انداز ہوے وہ حضور نبوی نے ام المومنین جناب ام سلمہؓ کے حوالہ فرماے تاکہ دیگر ضروریات عروس مثل خوشبو۔ عطر وغیرہ منگوالیں۔

حضرت علی مرتضیٰؓ سے منقول ہے کہ نکاح کو ایک ماہ کے قریب ہو گیا اس مدت مین حضور اقدس کے سامنے کسی نے رخصت کا ذکر تک نہین کیا۔ بعد انقضای ایک ماہ کامل ایک روز میرے بھائی عقیل بن ابی طالب میرے پاس آے اور کہا۔ خدا نے کیا تمہارا نکاح ہو گیا اور حضور کی دامادی کا شرف جو نصیب ہوا اس سے کمال درجہ خوشی ہوئی مگر مین چاہتا ہون کہ رسم رخصت بھی ظہور پذیر ہو۔ مین نے کہا میری بھی تمنا و خواہش ہے۔ لیکن حضور سرور کائنات کی خدمت مین اپنی زبان سے کسطرح عرض کرون شرم دامنگیر ہے۔ حضرت عقیلؓ مجھکو لیکر کاشانہ حضور پر نور پر حاضر ہوے اور حضرت ام ایمنؓ سے ملکر اس باب مین گفتگو کی۔ ام ایمنؓ نے جواب دیا۔ تم مردونکا جو کام تھا۔ (یعنی عقد نکاح) وہ تو ہو گیا اب رخصت ہم عورتونکا کام ہے اور سرانجام مہم ہذا امہات مومنین کے متعلق ہے کیونکہ اسکے بابت عورتونکی بات مقبول ہوتی ہے اب مین جاتی ہون اور اسکا تذکرہ ام سلمہؓ سے چھیڑونگی دیکھون وہ کیا فرماتی ہین بعدہ ام ایمنؓ ام المومنین ام سلمہؓ کیخدمت مین گئین اور تذکرہ کیا پھر دوسری ازواج مطہرات کے پاس جاکر بھی گفتگو کی۔ جملہ امہات مومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ مین جمع ہوئین جناب رسولخدا بھی وہان رونق افروز تھے۔ ازواج مطہرات مین حضور اس طرح نظر آتے تھے جیسے کواکب سیارہ مین ماہ چہاردہم۔ الغرض ازواج مطہرات نے رخصتی جناب فاطمہؓ مین اس طرح ذکر چھیڑا۔ اول ام المومنین جناب خدیجہؓ کا تذکرہ

در پیش ہوا اور بکمال تاسف سے عرض کیا کہ اگر اسوقت سیدہ فاطمہؓ کی والدہ ماجدہ بی بی خدیجہؓ زندہ ہوتین تو نھایت خوشی سے شادی بیاہ کا کام کرتین۔ اونکی لیاقت وحسن انتظام کے سامنے ہم لوگونکی کوئی ضرورت نہ ہوتی مگر افسوس ہے کہ وہی نہین اور سب کچھہ ہے۔ اب ہم لوگ خواستگار ہین کہ بی بی فاطمہؓ کی رخصتی کا سامان کرکے اونکے دوالہ حضرت علیؓ کے گھر بھیجدین۔ جناب رسالتمآب ام المومنین جناب خدیجہؓ کا نام سُنکر آبدیدہ ہوے اور فرمایا۔ آہ۔ خدیجہؓ کے برابر کون ہوسکتا ہے۔ اونہون نے تو میری تصدیق ایسے وقت کی جب تمام زمانہ میری تکذیب کررہا تھا۔ خدیجہ نے اپنا تمام مال ودولت میری خوشی اور خدا کی رضامندی مین صرف کرڈالا۔ اوس کے پاک دین کی ہر طرح اعانت کی۔ اسکے عوض خداوند تعالی نے مجھسے فرمایا کہ خدیجہ کیواسطے ایک مکان سبز زمرد کا مین نے تیار کیا ہے تم اونکو حالت حیات مین بشارت دیدو۔ جب حضور یہہ فرماکر خاموش ہوے تو حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا۔ حضور نے خدیجہؓ کی تعریف جو کچھہ فرمائی وہ اسی لائق تھین اونکا درجہ عالی اور پایہ بلند ہے خداوند تعالے ہمکو اور اونکو بہشت مین ملادے سر دست یہ التماس ہے کہ حضور کے بھائی علیؓ کی تمنا ہے کہ اونکی بیوی رخصت فرمائی جاوین اور یہہ دو گوہر نبوت و ولایت رشتہ اتصال مین منسلک ہوجاوین۔ حضور اقدس نے فرمایا" اے ام سلمہؓ علی نے آج تک یہہ خواہش مجھپر ظاہر نہ کی"۔ ام سلمہؓ نے عرض کیا" اے رسول اللہ علیؓ حیادار ہین انکو خود عرض کرتے شرم آتی ہے۔ وہ کیسے ظاہر کرتے" آپنے ام ایمنؓ کو حکم دیا کہ جاؤ۔ علیؓ کو میرے پاس بُلالاؤ۔ ام ایمنؓ جناب علیؓ کو لیکر خدمت نبوی مین تشریف لائین عورتون نے آپکے واسطے جگہہ خالی کردی آپ نیچی نگاہ کرکے نھایت شرم وادب سے خاموش بیٹھہ گئے

آنحضرت نے فرمایا" اے علیؓ- کیا تم اپنی اہلیہ کو رخصت کرانا چاہتے ہو" عرض کیا" جی ہان اے رسول خدا کے میرے باپ اور مان دونون حضور پر سے قربان ہون" حضور سرور عالم نے شب آیندہ یا دوسری شب مقرر فرمادی- آپ خوش و خورم خدمت نبوی سے رخصت ہوے- انکے چلے جانیکے بعد آنحضرت نے حکم دیا کہ فاطمہؓ کی زینت کے واسطے جو چیز درکار ہو اوسکا مناسب انتظام کردیا جاوے-

بعد الفراغ جملہ امور رخصتی حضور سرور عالم نے ایک ہاتھہ مین حضرت علیؓ کا ہاتھہ لیا اور دوسرے مین جناب فاطمہؓ کا ہاتھہ پکڑکر پہونچا آے- بعدہ حضرت فاطمہؓ کو گلے لگا کر پیار کیا- دعاے برکت دیکر حضرت علیؓ کے سپرد کیا اور وہانسے واپس آے- جب حضور واپس ہوے تو اسما بنت عمیس وہان نظر آئین- حضور نے فرمایا- تم یہان کیون رہ گئین عرض کیا شائد فاطمہؓ کو کسی چیز کی ضرورت پیش آے اور کسی سے بباعث شرم و حیا نہ کہہ سکین اسواسطے مین یہان رہنا چاہتی ہون- حضور نے فرمایا- مناسب ہے خدا تمہارے دین و دنیا کے کام پورے کرے-

ایک روایت ہے کہ حضور سرور کائنات نے ام سلیمؓ کو ارشاد فرمایا- میری لڑکی فاطمہؓ کو علیؓ کے گھر پہونچا آؤ اور اونسے کہہ دینا کہ مین عشا پڑھکر آؤنگا- چنانچہ بعد فراغ نماز عشا آپنے ایک کوزہ پانی کا خود اوٹھالیا- جناب علیؓ کے حجرہ مین تشریف لے گئے- اپنے دہن پاک کا لعاب مبارک اوس پانی مین ڈالا پہر سورہ معوذتین اور دیگر دعائین پڑھکر دم کین اور فرمایا- اے علیؓ تم دونون اس پانی سے کچھہ پی لو اور وضو بھی کرلو اور ایک روایت مین ہے کہ کسیقدر اوسی پانی مین سے حضرت فاطمہؓ کے سر و سینہ پر چھڑک دیا اور فرمایا- خداوندا مین فاطمہ اور اوسکی اولاد کو شیطان کے مکر و حیلہ سے

تیری پناہ مین دیتا ہون۔ پھر تھوڑا پانی جناب علیؓ کے سر اور دونون شانون کے درمیان چھڑک کر وہی دعا دی اور بروایتے یہہ فرمایا۔ خداوندا۔ یہہ دونون مجھسے ہین اور مین ان سے جیساکہ تونے مجھکو پاک کیا اسی طرح ان دو تونکو پاکیزہ فرما۔ پھر ارشاد ہوا جاؤ خداوند عالم تم دونون میان بیوی مین الفت و محبت پیدا کرے اور تمہاری اولاد مین برکت عطا فرماوے۔ اسکے بعد حضور نبوی نے واپس ہونا چاہا حضرت فاطمہ زہراؓ رونے لگین حضور نے دست شفقت اونکے سر پر پھیرا اور فرمایا بیٹی کیون روتی ہی۔ بخدا اے عالم مین نے تجھکو ایسے شخص کے عقد مین دیا ہے جو سابق الاسلام ہے۔ علم و حلم مین ممتاز۔ دولت عرفان سے مالامال اور میرے اہل قرابت مین سب سے افضل و بہتر ہے۔ بخدا اے وحدہ۔ جسکے قبضہ مین میری جان ہے۔ تیرا زوج علی۔ دنیا و آخرت مین سردار اور صالحین سے ہے۔ خداوند تعالی نے تجھکو بہتر شوہر عنایت کیا ہے۔ زنہار اسکی نافرمانی نہ کرنا۔ دل و جان سے اسکی اطاعت مین سرگرم رہنا۔ پھر جناب علیؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ اے علی۔ فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ اسکی خوشی مین میری خوشی ہے۔ یہہ رنج و غم پاویگی تو مجھکو بھی صدمہ ہوگا۔ یہہ نصیحت ختم کرکے حضور اپنے دولتخانہ کو تشریف لے آے۔

مروی ہے کہ بعد عقد جناب رسالتمآب نے فرمایا۔ اے علی۔ دعوت ولیمہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ بروایت معارج النبوت روغن و خرما آیا اور حیس (ملیدہ) تیار ہوا وہ حضور نے مع صحابہ کرام کے تناول فرمایا اور بروایتے سعد بن معاذؓ نے ایک دنبہ فربہ دیا اور صحابہ انصار چند صاع جو لاے۔ جسکا طعام ولیمہ تیار ہوا (خمیس) اور بروایتے حضور سرور عالم نے خرما سویز عنایت فرماے۔ (روضۃ الاحباب)

یہہ عقد مبارک ماہ صفر یا رجب ۲ھ مین ہوا ہے اور رخصت بھی ماہ مذکور مین ہوئی اور بعضونکے نزدیک رخصت اسکے بعد ہوئی۔

تاریخ خمیس مین قصہ نکاح واقعات ۲ھ مین لکھا ہے اور ایک روایت سے جس کو صحیح کہا ہے ماہ رجب مین اس نکاح کا ہونا بیان کیا ہے علامہ طبریؒ کی روایت سے نکاح ماہ صفر اور رخصت ذی الحجہ مین تاریخ مقدم نبوی سے بائیس مہینے بعد ہوئی ہے۔

وقت نکاح عمر جناب شاہ مردان شیر خدا اکیس سال پانچ ماہ تہی اور سیدہ فاطمہ زہرا پندرہ برس پانچ ماہ یا ساڑھے چہہ ماہ کی تہین۔ ایک روایت مین آپ کا سن اٹھارہ سال کا تھا۔

علامہ ابن جوزیؒ کہتے ہین کہ نبوت سے پانچ برس پہلے جس زمانہ مین خانہ کعبہ کی بنا قریش نے کی جناب سیدہ فاطمہؓ پیدا ہوئین۔ اس حساب سے آپکی عمر وقت نکاح تقریباً انیس سال ہوتی ہے۔ شاید راوی نے کسر نکال کر اٹھارہ سال کہدیئے ہون۔

علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہین کہ بی بی فاطمہؓ اسلام مین پیدا ہوئین اور کہا گیا ہے کہ قبل بعثت نبوی آپ کی پیدائیش ہے۔ علامہ کے قول سے ولادت آپ کی بعد نبوت کے اور یہی قول اونکے نزدیک معتبر معلوم ہوتا ہے کیونکہ دوسرا قول بہ لفظ قیل صیغہ ضعف کے ساتھہ لکھتے ہین تو اس صورت مین وقت نکاح آپکا سن پندرہ سال کا ہونا ظاہر اور قرین قیاس ہے۔ صواعق محرقہ مین ہے کہ حضرت فاطمہؓ کا نکاح آخر ۲ھ مین بنا بر روایت صحیحہ ہوا ہے۔ آپکا سن پندرہ برس چہہ مہینے کا اور حضرت علیؓ اکیس برس پانچ مہینے کے تہے۔ صاحب صواعق کے نزدیک اگرچہ آخر ۲ھ مین عقد ہے مگر سن و سال ہر دو صاحبان مطابق روایت اولی الخمیس و موافق قول علامہ ابن حجر ہے

بعض مؤرخین کا قول ہے کہ جملہ اولاد رسالت پناہ بجز ایک صاحبزادہ حضرت ابراہیم کے قبل نبوت کے پیدا ہوئی ۔

بعد نکاح دونون صاحب نہایت الفت و محبت سے گذر کرتے تھے۔ جناب علی رضؓ نے تاحیات بی بی فاطمہؓ دوسری عورت سے نکاح نہین کیا۔

صحیح بخاری مین مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ جناب علی رضؓ نے۔ (جویریہ) بنت ابی جہل کے ساتھہ نکاح کا پیغام بھیجا۔ جناب فاطمہؓ سنکر اپنے والد بزرگوار کیخدمت مین حاضر ہوئین اور عرض کیا۔ حضور کی قوم والے کہتے ہین کہ محمد کو اپنی لڑکیونکے بارہ مین غصہ نہین آتا۔ (میرے شوہر) ابی جہل کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے ہین۔ جناب خواجہ عالم مسجد مین تشریف لائے اور فرمایا۔ امابعد۔ ابوالعاص بن الربیع سے مینے (اپنی بیٹی زینبؓ کا) نکاح کیا اوس نے جو مجھسے کہا اوسکو سچا کیا۔ (جو وعدہ کیا وہ پورا کیا) فاطمہ میرے بدن مین سے ایک ٹکڑا ہے۔ مجھکو کب خوش آویگا کہ اوسکو ایذا پہونچے۔ واللہ۔ رسول اللہ کی بیٹی دشمن خدا کی بیٹی کے ساتھہ ایک شخص کے پاس کبھی نہین رہسکتی۔ یہہ خطبہ سنکر جناب علی رضؓ پھر خیال عقد سے درگذرے اور بروایت امام ترمذیؒ یہہ الفاظ ہین کہ بنی ہشام مجھسے اجازت چاہتے ہین کہ اپنی لڑکی کا نکاح علی بن ابی طالب کے ساتھہ کردین مین اذن نہین دیتا۔ (تین بار فرمایا) ہان اگر علیؓ کو خواہش ہو تو میری لڑکی کو طلاق دیکر بنی ہشام کی لڑکی سے نکاح کرلین۔ فاطمہ میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے جو اوسکو ایذا دیگا اوسنے مجھکو ایذا دی۔

تکنیہ جناب علیؓ بہ ابی تراب

سنہ ۲ھ مین جس وقت غزوہ عشیرہ ہوا ہے جناب علیؓ کی کنیت ابوتراب رکھی گئی حضرت

عمار بن یاسرؓ کہتے ہین۔ اس غزوہ مین مین اور جناب علی مرتضیٰ ایک ساتھ رہتے تھے حضور سرورعالم بمقام عُشیرہ مقیم تھے ہم نے دیکھا کہ چند لوگ قبیلہ بنی مدلج کے اپنے چشمہ اور کھجورونمین کام کررہے تھے مجھسے جناب علیؓ نے فرمایا۔ آؤان کسانونکا کام دیکھین مین اونکے ساتھ اوس مقام پر گیا اور کچھ دیر اونکا کاروبار دیکھتے رہے پھر ہمکو نیند معلوم ہوئی۔ غلبہ خواب سے کھجور کے جھنڈ مین لیٹ رہے۔ فرش خاک کو اپنی خوابگاہ بنایا اور ایسی غفلت کی نیند سوے کہ ہمکو اپنی خبر نہ رہی جب حضرت رسول مقبول وہان تشریف لاے اور ہمکو جگایا تب بیدار ہوے۔ آنکھ کھولی تو دیکھا کہ پاے مبارک سے ہمکو جگا رہے تھے۔ زمین کی خاک دھول سے ہم دونون لتھڑے ہوے تھے حضور نے جناب علی سے فرمایا۔ اے ابوتراب۔ (اسوقت سے یہی کنیت آپکی ہوگئی) مین تمسے بدترین اشخاص کا ذکر کرتا ہون۔ ایک تو وہ سرخ رنگ قوم ثمود سے ہے جسنے اونٹنی ہلاک کی۔ دوسرا بدبخت۔ اے علیؓ تمہارا قاتل ہے۔ ابن اسحق اس قصہ کی نسبت اس طرح ناقل ہین کہ جب حضرت علیؓ کسی بات پر جناب فاطمہؓ سے ناخوش ہوتے تو اپنی زبان سے بخوف ملال و دلشکنی حضرت سیدہ کچھہ نہ فرماتے بلکہ غصہ ضبط کرتے اور اپنے سر پر خاک ڈال لیتے تھے حضور سرورعالم کو اونکی یہہ عادت معلوم ہوگئی تھی۔ جب آپ اونکے سر پر خاک دیکھتے تو سمجھہ جاتے کہ بیوی میان مین آج کچھہ شکر رنجی ہے اور بخطاب ابوتراب آپکو یاد فرماتے۔ اسوجہ سے آپکی کنیت ابوتراب ہوگئی۔ اور بروایت سہل بن سعد اسطرح وارد ہے کہ ایکدفعہ حضور سرورکائنات اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہؓ کے گھر تشریف لیگئے حضرت علیؓ کو نہ پاکر دریافت فرمایا کہ کہان ہین۔ بی بی فاطمہ زہراؓ نے عرض کیا میری اونکی کچھہ تکرار ہوگئی ہے وہ مجھپر غصہ ہوکر چلے گئے ہین۔ حضور نے ایک شخص سے فرمایا

جاؤ دیکھو کھان ہین - وہ گیا اور تلاش کرکے پتہ لگایا پھر حاضر ہوکر ظاہر کیا کہ مسجد مین سو رہے ہین جناب سرور دوجہان مسجد مین تشریف لیگئے دیکھا تو حضرت علیؓ فرش خاک پر چادر بچھاے سو رہے ہین وہ چادر سمٹ گئی ہے اور زمین کی خاک دھول اونکی پیٹھ مین بھر گئی ہے حضور اونکے پاس بیٹھ گئے اور بکمال شفقت دست حق پرست سے پیٹھ سے خاک جھاڑتے اور فرماتے تھے "اے ابوتراب اوٹھو" یہہ حدیث صحیح بخاری و مسلم مین ہے

احوال شجاعت جناب حیدر کرارؓ مع دیگر کوائف

یون تو سیدنا جناب علی مرتضیٰؓ جملہ غزوات مین باستثنار غزوہ تبوک ہمراہ رکاب حضور خواجہ عالم رہے ہین مگر جن غزوات مین آپنے بمقابلہ کفار داد شجاعت دی اور دیگر کارہاے نمایان ظاہر فرماے ہم اونہین غزوات کو بقدر ضرورت ذکر کرینگے تاکہ ہمارے ممدوح عالیقدر جناب اسد اللہ الجبار حیدر کرارؓ کے فضائل و کمالات کے نمونے ہدیہ ناظرین باتمکین ہون مفصل حال شمس التواریخ حصہ اول مین ملاحظہ ہو۔

غزوہ بدر ۲ھ منجملہ اون غزوات کے واقعہ بدر ہے جسوقت غزوہ بدر کے لئے بہادران اسلام تیار ہوے تو حضور سرور عالم نے بتاریخ بارہ روز شنبہ ماہ رمضان و بروایتے تیسری ماہ رمضان یا بتاریخ نوین روز شنبہ ماہ رمضان کو مع لشکر ظفر پیکر مدینہ منورہ سے نکلکر چاہ ابی عنبہ پر پڑاؤ ڈالا۔

قبل شروع جنگ رات کے وقت آنحضرتؐ نے جناب علی مرتضیٰؓ۔ زبیر بن عوام سعد بن ابی وقاص کو مع دیگر اصحاب کفار قریش کا حال دریافت کرنے کو روانہ فرمایا۔ انکو کچھہ غلام قریش کے جو اونٹون پر پانی کی مشکین لئے جاتے تھے ملے اور سب تو بھاگ گئے

صرف دو غلام پکڑ لئے گئے۔ اونکو حضور کی خدمت مین حاضر کیا۔ تنبیہ کرنے سے حالات قریش۔ اونکی تعداد اور سردار ونکے نام معلوم ہوئے۔ غلامونکو چھوڑ دیا گیا۔ عتبہ شیبہ اور ولید کفار کی طرف سے لڑنیکو آئے۔ ادھر سے تین شخص انصاری مقابل ہوئے۔ کافرون نے پکار کر کہا۔ اے محمد۔ ہماری قوم کے لوگ ہمارے مقابلہ پر بھیجو چنانچہ لشکر اسلام سے حضرت حمزہؓ علیؓ عبیدہؓ بن حارث مقابلہ کو نکلے۔ کافرون نے نام پوچھے۔ انہون نے اپنے اپنے نام بتائے۔ کافرون نے کہا۔ ہان تم ہمارے جوڑ ہو۔ حضرت عبیدہ نے تو عتبہ بن ربیعہ کا مقابلہ کیا حضرت حمزہ شیبہ بن ربیعہ کے سامنے ٹھیرے اور جناب علی مرتضیٰؓ ولید بن عتبہ سے لڑے۔ ان دونون صاحبون نے تو ایک ایک ہاتھ مین شیبہ اور ولید کو جہنم رسید کیا مگر عبیدہؓ اور عتبہ مین دو دو ہاتھ چلے جس سے دونو نکے زخم کاری آیا حضرت حمزہؓ و علیؓ نے عتبہ پر حملہ کیا اور اوسکو بھی اسکے ساتھیونکے پاس ایک دم مین بھیجدیا۔ بعدہ جناب علی مرتضیٰؓ لشکر کفار سے لڑتے رہے اور کافرونکے وجود ناپاک سے زمین کو پاک کیا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ عین جنگ مین جبکہ جانبین سے آتش جدال و قتال گرم تھی مین بھی لڑ رہا تھا اسی اثنا مین بحضور نبوی حاضر ہوا اور حضور کو دیکھا کہ آپ ہمہ تن دعائے فتح و ظفر مین مصروف ہین۔ یاحی یاقیوم آپ کی زبان مبارک سے جاری ہے مین پھر معرکہ قتال مین واپس گیا پھر کچھ دیر کے بعد آکر دیکھا تو حضور کو اوسی حال مین مشغول بدعا پایا۔ (تاریخ خمیس)

بروایت ابو صالح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ جناب سرور کائنات نے بدر کے دن مجھ سے فرمایا اور نیز جناب ابو بکرؓ کو ارشاد ہوا کہ تم دونونکا خداوند کریم نگہبان ہے تمہاری حفاظت کو حضرات جبرئیل و میکائیل علیہما السلام تمہارے داہنے بائین

صف قتال میں موجود رہتے ہیں اور اسرافیل بھی تمہارے لشکر میں ہیں (ازالۃ الخفاء)
تفسیر کشاف میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام پانچسو فرشتوں کے ساتھ لشکر اسلام کے حصہ میمنہ میں تھے اور حضرت میکائیل علیہ السلام اسیقدر فرشتوں کے ہمراہ میسرہ پر متعین تھے جس میں جناب علیؓ تھے۔

اس جنگ میں جناب علیؓ نے بہت سے کفار قتل کئے۔ بعض روایات میں چھتیس کافر جناب شاہ مردان شیر یزدان کے زخم تیغ خونریز سے واصل جہنم ہوئے منجملہ اُنکے یہہ لوگ ہیں۔ عاصی بن سعید بن العاص بن امیہ۔ ولید بن عتبہ بن ربیعہ۔ عامر بن عبداللہ طعیمہ بن عدی بن نوفل۔ نوفل بن خویلد بن اسد یہہ منجملہ شیاطین قریش ہے جس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ کو وقت اظہار اسلام رسی سے باندھکر لٹکا دیا اور ترک اسلام پر جبر کیا تھا۔ نضر بن حارث بن کلدہ بن علقمہ۔ بنی عبد الدار۔ عبداللہ بن منذر بن ابی رفاعہ بن عائذ۔ حاجب بن سائب۔ عاص بن منبہ بن حجاج۔ بنی سہم۔ ابو العاصی بن قیس بن عدی سہمی۔ اوس بن مغیرہ بن لوذان بن سعد بن جمح۔ معاویہ بن عامر۔

حرملہ بن عمرو۔ حرملہ بن اسد۔ مسعود بن ابی امیہ بن مغیرہ۔ عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس۔ علی اختلاف الروایات وہ کافر ہیں جنکو آپنے بلا شرکت دیگرے قتل کیا اور جو کفار بشرکت دیگر صحابہ قتل کئے وہ یہہ ہیں۔ حنظلہ بن ابی سفیانؓ برادر جناب امیر معاویہؓ۔ عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔ زمعہ بن اسود بن عبد المطلب عقیل بن اسود بن عبد المطلب۔

قصہ قتل نوفل بن خویلد اس طرح منقول ہے کہ نوفل معرکہ جنگ میں پکارتا پھرتا تھا

اے گروہ قریش ہمت نہ ہارنا بڑہے رہنا - مار لیا ہی - کیا کہتا تمہارا ہی تو نام ہوگا - دیکھو آج کا دن ناموری و شہرت حاصل کرنے کا ہے - خبردار بھاگنے والون مین تمہارا نام نہ ہو - جب نوفل نے دیکھا کہ معاملہ دگرگون ہے لڑائی کا رنگ بدل گیا - اور اب کوئی دم مین قریش بھاگا چاہتے ہین تو بدحواس ہوگیا - مسلمانونکو خطاب کرکے چلا اوٹھا "اے بہادران قوم و انصار تمکو ہمارے مارنے سے فائدہ - ؟ کیا تمکو اونٹ درکار نہین" وہ مردک اسی غل و شور مین مصروف تھا کہ ناگاہ جبار بن صخر بن امیہ انصاری نے اوس نامرادکو گرفتار کرلیا - اب کیا تھا مثل طائر اسیر دام بہت کچھہ پھڑکا قید سے نکل جانا چاہا لیکن ممکن نہوا - جبار بن صخر اوسکو قید کئے لیجارہے تھے کہ اثناء راہ مین جناب امیر المومنین علی مرتضی مل گئے - نوفل نے آپکو اپنی جانب متوجہ پاکر جبار سے دریافت کیا - یہہ کون بہادر ہے - جبار نے جواب دیا - یہہ شیر خدا علی مرتضی ہین - نوفل بولا - یہہ قتل کرنے مین بڑے ہتہ چھٹ اور ربید ریخ ہین اپنی قوم کو تو مثل چیونٹی کے مسل ڈالتے ہین اور بالکل خیال قرابت و عزیزداری دل مین نہین لاتے انکے ہاتھہ سے زندگی کی خیریت نظر نہین آتی - نوفل یہہ کہہ ہی رہا تھا کہ آپنے ایک ہاتھہ اوسپر چھوڑدیا - نوفل نے سپر کو پناہ سر کیا - آپ کی تلوار اوسکی سپر سے چمٹ گئی - آپنے بزور قوت بازو تلوار جدا کرکے دوسرے وار مین نوفل کے پاؤن قلم کردئیے اور تیسرے وار مین خاتمہ کردیا پھر خدمت نبوی مین حاضر ہوے - حضور سرور عالم فرما رہے تھے کسیکو نوفل بن خویلد کا حال بھی معلوم ہے - ؟ آپنے عرض کیا - اے رسول خدا مین نے اوسکو قتل کردیا - حضور یہہ سنکر خوش ہوے اور فرمایا - الحمد للہ کہ میری دعا قبول ہوئی - لشکر کفار نابکار سے ستر کافر مارے گئے اور ستر ہی قید ہوے -

روایت ہے کہ بعد فتح وظفر جب حضرت رسالت پناہ میدان رزم سے واپس ہوے اور بمقام اثیل پہونچے جملہ کفار قیدی حضور کے ملاحظہ مین پیش ہوے جب نظر مبارک نضر بن حارث پر پڑی خوب غور سے ملاحظہ فرمایا۔ نضر نے اپنے رفیق سے کہا محمد کی نگاہ مجھپر اس طرح پڑی اور مین اونکی چتون سے تاڑ گیا کہ وہ مجھکو زندہ نہ رکھینگے۔ رفیق نے جواب دیا۔ تمہارے دل مین خوف سمایا ہے اسیواسطے یہہ خیال کرتے ہو پھر نضر نے حضرت مصعب بن عمیر سے کہا "تم میرے قریب رشتہ دار عزیز ہو۔ اپنے پیغمبر صاحب سے میرے واسطے سفارش کر دینا کہ جو معاملہ میرے یارونکے ساتھہ ہو وہی مجھسے بھی کیا جاوے" حضرت مصعب نے جواب دیا "تمہاری اور اونکی برابری نہین تمہاری ذات سے اصحاب رسول خدا کو بہت کچھہ ایذا پہونچی ہے جسکی وجہہ سے حضور نبوی کو سخت صدمہ ہوا ہے۔ تم نے قرآن پاک پر بہت سے طعن کئے ہین" نضر نے اپنے خلاف مزاج جواب پاکر کہا "واللہ۔ تم بڑے خشک مزاج نکلے اگر تم قریش کے ہاتھہ مین قید ہوجاتے تو مین تمہارا دوست بنکر تمکو چھوڑا لیتا مگر تم میرے واسطے صاف جواب دیتے ہو" حضرت مصعب نے کہا "یہہ ٹھیک ہے مگر اب مین تم جیسا نہین رہا۔ اسلام نے جملہ عہد و پیمان حالت کفر اور تمام تعلقات و مراسم محبت گذشتہ قطع کر دیئے" منقول ہے کہ جب آنحضرت نے نضر بن حارث کے قتل کا حکم دیا تو حضرت مقداد رضؓ نے سفارش کی اور عرض کیا۔ حضور یہہ میرا قیدی ہے اسکی جان بخشی فرمائی جاوے۔ آنحضرت نے بارگاہ الٰہی مین مناجات کی۔ بارالٰہا مقداد کو اپنے فضل و کرم سے بے نیاز فرما۔ پھر جناب علی رضؓ سے فرمایا۔ اے علی رضؓ اوٹھو۔ نضر کی گردن مارو۔ جناب علی رضؓ نے حسب ارشاد عالی نضر کو قتل کر دیا۔

جسوقت اموال غنیمت تقسیم ہوا منبہ بن حجاج کی تلوار جسکا نام ذوالفقار تھا جناب رسالتمآب کے حصہ مین آئی حضور نے وہ تلوار جناب حیدر کرار رضؓ کو عنایت فرمائی (معارج النبوت)

حضرت حسن بصریؒ سے غزوہ بدر کے بارہ مین منقول ہے۔ طوبیٰ لجیشٍ امیرہم رسول اللہ ومبارزہم اسد اللہ وجہادہم طاعۃ اللہ ومددہم ملائکۃ اللہ وثوابہم رضوان اللہ۔ اوس لشکر کو خوشخبری ہے جسکے سردار رسول خدا لڑنے والے اسد اللہ رضؓ اور اللہ کی طاعت لشکریونکا جہاد ہے اونکی مدد کو خدا کے فرشتے اور اونکا ثواب رضاء الٰہی ہے۔ (روضۃ الاحباب)

روایت ہے کہ جب غزوہ بدر سے واپس ہوئے اثناء راہ مین ایک مقام پر جناب سرور کائنات صلعم نظر نہ آئے صحابہ کرام سخت پریشان وبدحواس ہوئے۔ اسی تردد مین لشکر ٹہیر گیا اور حضور کا انتظار ہونے لگا کہ اتنے مین جناب خواجہ عالم حضرت علی مرتضیٰ کے ہمراہ تشریف لاتے نظر آئے سب نے حضور کو گھیر لیا گویا گرد شمع پروانونکا ہجوم ہوگیا۔ سب نے عرض کیا حضور کے نہ ملنے سے سب پریشان تھے معلوم نہین حضور عالی کہان تشریف لیگئے تھے۔ ارشاد ہوا۔ علیؓ کے پیٹ مین درد پیچ ہونے لگا یہ رفع حاجت کو ٹہیر گئے مین انکے انتظار مین رہگیا اور انکو تنہا چھوڑنا میرے دل نے گوارا نہ کیا۔ (ازالۃ الخفاء)

اللہ اللہ۔ کسقدر حضور نبوی کو آپ سے محبت تھی جس طرح بچونکے ہمراہ اونکے مہربان مان باپ پاخانہ پیشاب کرانیکو ساتھہ ساتھہ جاتے ہین حضور خواجہ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے بھی وہی عنایت آپکے حال پر مبذول فرمائی۔

ولادت جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ۔ نصف ماہ رمضان المبارک ۳ھ ہجری کو حضرت امام حسنؓ رونق افزائے آغوش مادر ہوے۔ دیگر روایات بہی اس باب مین ہین مگر روایت ہذا سب مین صحیح ہے۔ بعض روایت مین تاریخ ولادت نصف شعبان ۳ھ ہے بعضے کہتے ہین کہ واقعہ احد کے ایک یا دو برس بعد آپ پیدا ہوے۔

حضرت امام زین العابدین رضؓ سے روایت ہے کہ جب آپکی ولادت کا وقت قریب آیا تو حضور سرور عالم نے حضرت اسمار بنت عمیس اور ام ایمنؓ کو جناب سیدہ فاطمہ رضؓ کے پاس بہیجدیا اور فرمایا۔ تم آیۃ الکرسی اور معوذتین پڑہ پڑہ کر فاطمہؓ پر دم کرتی جانا۔

اسمار بنت عمیس کہتی ہین کہ جسوقت حسنؓ پیدا ہوے انکے پیدا ہونیکے بعد مین نے خون نفاس حضرت فاطمہ رضؓ کے نہ دیکھا۔ مجھکو تعجب ہوا اور خدمت نبوی مین عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔ میری بیٹی فاطمہ پاک وطاہر ہے۔

حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ حسنؓ کا عقیقہ جناب سرور عالم نے کیا اور فاطمہ کو حکم دیا کہ حسنؓ کا سر منڈوا کر بالونکے ہموزن چاندی خیرات کر دینا چنانچہ وہ بال تولے گئے ایک درم یا کچھہ کم ہوے۔

حضرت فاطمہ رضؓ سے مروی ہے کہ ایک ران بکری کی اور ایک درم دائی کو دیا گیا۔

حضرت اسمار بنت عمیس سے روایت ہے کہ ساتوین دن امام حسنؓ کا عقیقہ ہوا دو مینڈہے ذبح کئے گئے اور دائی کو ران دی گئی۔ حسنؓ کا سر منڈوا کر بالونکے برابر چاندی خیرات ہوئی پہر حضور نبوی نے دست مبارک سے حسنؓ کے سر پر خوشبو لگائی اور فرمایا۔ اے اسمار۔ لڑکے کے سر پر خون لگانا رسم جاہلیت ہے (خوشبو زعفران وغیرہ لگا دینا چاہیے) پہر دوسرے برس حسینؓ پیدا ہوے اونکا عقیقہ بہی اسی طرح ہوا۔ اسمار کا قول ہے

کہ مین نے حسینؓ کو حضور اقدس کی گود مین لٹا دیا۔حضور رونے لگے۔مین نے عرض کیا۔
آپکے دشمن کیون روتے ہین۔فرمایا۔اے اسمارؓ یہہ میرا بیٹا تیغ جفا سے شہید ہوگا
میری امت کے باغی اسکو قتل کرینگے۔خداوند تعالی میری شفاعت اونکو نصیب نہ کریگا
اے اسمار۔خبردار فاطمہؓ سے یہہ بات نہ کہنا وہ نئی زچہ ہے سُنیگی تو غم کریگی۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت حسینؓ کا عقیقہ ساتوین دن ہوا اور اوسی دن ختنہ بھی کیا گیا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ جب حسنؓ پیدا ہوے مین نے اونکا نام حرب رکھا۔حضور نبوی میرے گھر تشریف لاے اور فرمایا میرے بیٹے کو میرے پاس لاؤ۔اوسکا کیا نام رکھا ہے۔لوگون نے کھا حرب نام رکھا ہے۔فرمایا یہہ نام نہین بلکہ حسنؓ ہے پھر جب حسینؓ پیدا ہوے اونکا نام بھی حرب رکھا اور حضور نے حسینؓ تجویز فرمایا جب محسن پیدا ہوے اونکو بھی ہم نے حرب کھا مگر آپنے فرمایا۔اسکا نام محسن ہے۔پھر حضور نے فرمایا۔مین نے ان بچونکے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے لڑکونکے نام پر رکھے ہین۔شبر۔شبیر۔مُشبّر۔یہہ تینون حضرت ہارون علیہ السلام کے لڑکے تھے اور حسن حسین محسن۔اونہین تینون نام کا عربی زبان مین ترجمہ ہے۔

روایت ہے کہ حسن وحسین اہل جنت کے نام ہین۔زمانہ جاہلیت مین کسیکے یہ نام نہین ہوے اور ایک روایت ہے کہ حضور نبوی نے آپکا نام حسن رکھا اور کنیت ابو محمد۔زمانہ جاہلیت مین کوئی اس نام سے مشہور نہین ہوا اور ایک روایت ہے کہ خداوند عالم نے یہہ دونون نام حسن وحسین اپنی مخلوق سے پوشیدہ رکھے جب یہ دونون صاحبزادے پیدا ہوے تو حضور سرورکائنات نے یہی نام رکھے۔حضرت امام جعفر صادقؓ سے مروی ہے کہ یہہ نام

ساتوین دن بروز عقیقہ رکھے گئے ہین حضرت ابورافع سے روایت ہے کہ جب حضرات حسنینؓ پیدا ہوے حضور سرور عالم نے انکے کانونمین اذان دی۔

حضرت ام الفضل زوجہ حضرت عباسؓ فرماتی ہین کہ مین نے حضور نبوی سے عرض کیا مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ حضور کے اعضاء مبارک سے کوی عضو میرے گھر مین ہے۔ فرمایا۔ تمہارا خواب اچھا ہے فاطمہ کے لڑکا ہوگا اور تم اوسکو اپنا دودھ پلاوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا حسنؓ پیدا ہوے تو حضرت قثمؓ کے ساتھ ام الفضلؓ کا دودھ پیا اور تعبیر خواب پوری ہوئی۔

واقعہ احد ۳ھ۔ اس جنگ مین جناب امیر المومنین اسد اللہؓ نے جس شجاعت و جوانمردی سے کفار کا مقابلہ کیا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔

مروی ہے کہ جب حضرت مصعب بن عمیرؓ علمدار لشکر سید ابرار نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم وقت قتال قبیصہ ابن قمیہ لیثی کے ہاتھ سے شہید ہوگئے تو ایک فرشتہ بصورت مصعب بحکم خداوند تعالیٰ علم بردار مقرر ہوگیا تاکہ مسلمان بوجہ قتل مصعب کے پریشان وبدحواس نہ ہون وہ فرشتہ علم لئے ہوے معرکہ قتال مین تھا حضور سرور عالم نے اخیر دن مین فرمایا۔ اے مصعب آگے بڑھو۔ فرشتہ نے جواب دیا مین مصعب نہین ہون حضور نے اوسوقت پہچانا کہ یہہ فرشتہ بشکل مصعب ہے اور مصعب شہید ہوگئے۔ بعد ازان حضور نے علم فوج جناب علی مرتضیٰؓ کے سپرد فرمایا۔ آپ علم لیکر مسلمانون کے ہمراہ ہوکر لڑتے رہے۔

روایت ہے کہ جب لڑائی تیزی پر ہوئی حضور سرور عالم انصار کے جھنڈے کے تلے تشریف فرما ہوے اور جناب علیؓ کو حکم دیا کہ تم علم لیکر فوج اعدا پر حملہ کرو۔ آپ علم لئے ہوے

باآواز بلند یہہ فرماتے جاتے تھے۔ انا ابو القصم یا انا ابو القصم۔ (یہہ بھی آپکی کنیت ہے) کہ اس مابین مین ابوسعید بن ابوطلحہ علمدار لشکر کفار نے آپکو ڈانٹا اور کہا اے ابو القصم کیا مجھسے لڑوگے۔ آپنے فرمایا۔ ہان جسکو اپنی طاقت و زور پر گھمنڈ ہو میری تلوار خونخوار کا مزہ چکہے۔ جو شربت مرگ کا پیاسا ہو۔ میری شمشیر خارا شگاف کا پانی پیے۔ الغرض دونون میدان مین نکلے۔ طرفین سے ایک دو ہاتھ چلے تھے کہ ضرب حیدری سے وہ ناکام وخود دنیای ناپایدار سے ہمیشہ کیواسطے رخصت ہوگیا۔ جناب علی ؓ اوسکو گرا کر مڑے اور دوسرا وار کرکے ٹھنڈا نہ کیا۔ اصحاب نے آپسے کہا۔ اسکا کام تمام کیون نہ کیا۔ زخمی چھوڑے جاتے ہو۔ آپنے فرمایا۔ "وہ زخمی اس بدحواسی مین گرا کہ اوسکا ستر کہل گیا اور میری نگاہ پڑگئی۔ مجھکو اوسکی حالت بے بسی پر ترس آیا۔ مین نے کہا۔ زخم کاری تو کہا چکا ہی خود بخود مرجاویگا"۔ دوسری روایت اس طرح ہے کہ ابوسعید میدان جنگ مین نکلا اور اپنا مقابل طلب کیا۔ چند بار آواز دی مگر ادہر سے کوئی نہ نکلا۔ پھر وہ متکبر براہ نخوت کہنے لگا۔ اے اصحاب محمد۔ تمہارا دعویٰ تو یہہ ہے کہ جو تم مین سے مارا جاتا ہے وہ جنت مین جاتا ہے اور ہم لوگ دوزخ کے کندے ہین۔ لات وعزیٰ کی قسم۔ تم جھوٹے ہو دیکھو مین کب سے تمہارا منتظر کہڑا ہون اور برابر آواز دے رہا ہون مگر کوئی میرے مقابل نہین آتا۔ اگر تم اپنے قول مین سچے اور دل سے اوسپر معتقد ہوتے تو پھر مرنیسے کیون ڈرتے کوئی نہ کوئی تو میری تلوار کے سامنے آتا۔ جناب شاہ مردان شیر یزدان کب اس کافر کی یاوہ گوئی ہرزہ سرائی پر تاب لاسکتے تھے فوراً مثل شیر غران صف سے نکلکر اوسکے مقابل ہوے اور اوسکو قتل کیا۔

اوس روز سات یا گیارہ علم بردار لشکر کفار کے غازیان اسلام کے ہاتھون مارے گئے

منجملہ اونکے دو علمدار اور بھی حضرت علی رضؓ نے قتل کیے۔ (ازالۃ الخفا و خمیس)

حضرت علی مرتضیٰؓ فرماتے ہین کہ جنگ احد مین جب لڑائی سخت ہو گئی حضور سرور عالم میری نگاہ سے غائب ہو گئے مین غمگین و ملول حضور کو مجمع مقتولین مین تلاش کرتا پھرتا تھا اور اپنے دل سے یہہ باتین کرتا جاتا تھا۔ افسوس حضور کا پتہ نہ لگا۔ مجمع کفار سے حضور کا بھاگ جانا تو بعید از قیاس ہے حضور ایسے نہین کہ کافرونسے بھاگ جاوین ان لاشون مین بھی نظر نہین آتے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ہماری شامت اعمال سے ہمپر غضب نازل فرمایا اور اپنے پیارے حبیب کو اپنے پاس آسمان پر بلالیا پھر دل نے کہا۔ اب اس سے بہتر اور کچھہ نہین کہ تو بھی مجمع کفار مین گھس جا اور خود بھی راہ مولیٰ مین جان دے۔ پس یہہ سوچ کر مین نے تلوار نکالی اور خدا کا نام لیکر بخوف و خطر مجمع کفار نابکار مین گھس پڑا۔ آن واحد مین وہ مجمع کائی کی طرح پھٹ گیا اور حضور سرور عالم مجھکو صحیح و سالم نظر آئے۔ شکر خدا بجالایا۔ معلوم ہوا کہ حافظ حقیقی نے اپنے فرشتے بھیجکر حضور کی حفاظت کی۔

منقول ہے کہ جب غلبہ کفار سے مسلمانونکو ہزیمت ہوئی اور حضور نبوی کو تنہا چھوڑکر بھاگ کھڑے ہوئے۔ آنحضرت صلعم نے ادہر اودہر نظر کی تو جناب علیؓ کو اپنے پہلو سے کھڑا پایا۔ فرمایا۔ اے علی تم اپنے بھائیون سے کیون نہ مل گئے۔ آپنے عرض کیا مجھکو حضور کی پیروی کرنا تھی۔ اسی اثنا مین چند کفار نے حضور اقدس کا قصد کیا حضور نے فرمایا۔ اے علی دیکھو یہہ گروہ نابکار آتے ہین انکی خبر لو۔ آپ برائے تعمیل ارشاد اودہر متوجہ ہوئے اور ایک ہی حملہ مین اونکی جمعیت منتشر کر دی اور بعضونکو قتل کیا پھر دوسری جماعت نے رخ کیا اوسکو بھی آپنے دفع کیا۔

علامہ ابن حجرؒ فتح الباری مین لکھتے ہین کہ جنگ احد مین اصحاب مہاجرین سے حضرات ابوبکر۔ علی۔ عبدالرحمن بن عوف۔ سعد۔ طلحہ۔ زبیر۔ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم اور اصحاب انصار سے حضرات ابودجانہ۔ حباب بن منذر۔ عاصم۔ حرث۔ سہل بن حنیف سعد بن معاذ۔ اسد بن حضیر۔ رضی اللہ عنہم حضور سرور عالم صلعم کے ہمراہ میدان جنگ مین قائم رہے تھے۔

اس معرکہ جنگ مین جناب علیؓ کا داہنا ہاتھ جسمین علم تھا لوٹ گیا۔ حضور سرور عالم نے فرمایا۔ علم اونکے بائین ہاتھ مین دیدو یہی ہے علم بردار دنیا و آخرت کے ہین۔ (خمیس)

محمد بن اسحق کا قول ہے کہ معرکہ احد مین جن کافرونکو حضرت علی مرتضیٰؓ نے قتل کیا اونکے نام یہ ہین۔ طلحہ بن ابی طلحہ۔ ابوسعید۔ کلدہ۔ عبداللہ بن حمید بن زہرہ۔ ابوالحکم بن اخنس بن شریق ثقفی۔ ولید بن ابی حذیفہ بن مغیرہ۔ امیہ بن ابی حذیفہ۔ ارطاۃ بن شرحبیل۔ ہشام بن امیہ۔ عمرو بن عبداللہ جمحی۔ بشر بن مالک۔ صواب مولی بنی عبدالدار

جناب علی مرتضیٰؓ سے مروی ہے کہ جنگ احد مین سولہ زخم مجھکو پہونچے اور ہر زخم ایسا کاری پہونچا تھا کہ مین اوسکے صدمہ سے زمین پر گر پڑتا تھا مگر ہر مرتبہ ایک جوان خوبصورت جسکے پاس سے خوشبوئے معطر آتی تھی میرا بازو پکڑ کر مجھکو کھڑا کر دیتا اور مجھسے کہتا۔ جاؤ کافرونکو مارو۔ تم خدا و رسول کے کام مین ہو وہ تمسے راضی و خوش ہین۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو یہہ ماجرا مین نے حضور نبوی کی خدمت مین عرض کیا۔ فرمایا۔ اوس مرد کو بھی پہچانا کہ کون تھا مین نے عرض کیا۔ پہچانا تو نہین مگر اتنا یاد ہے کہ وہ شخص دحیہ کلبی کے مشابہ تھا۔ حضور نے فرمایا۔ خدا تمہاری آنکھین روشن کرے وہ جبرئیل علیہ السلام تھے (معارج النبوت)

روایت ہے کہ عین کارزار مین جناب علی مرتضیٰ کی تلوار ٹوٹ گئی حضور نبوی مین عرض کیا اے رسول اللہ میری تلوار ٹوٹ گئی اب کس چیز سے کافرونکو مارون۔ حضور نے اپنی تلوار ذوالفقار عنایت فرمائی۔ آپ وہ تلوار لیکر اس ہمت وشجاعت سے لڑے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ اے علی۔ اپنی تعریف سنتے ہو فرشتہ آسمان پر کہہ رہا ہے لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار۔ جناب علیؓ فرماتے ہین کہ یہہ بشارت عظمیٰ سنکر مین اس قدر خوش ہوا کہ ذوق شوق سے میرے آنسو گر پڑے اور شکر الٰہی بجالایا۔ (معارج النبوۃ و ازالۃ الخفاء)

روضۃ الاحباب مین بھی یہہ فقرہ مذکور ہے۔ اوسکے بعد لکھتے ہین۔ اکابر محدثین و اہل سیر اس حدیث کو اسی طرح نقل کرتے ہین مگر علامہ ذہبیؒ نے سند حدیث کے راوی کو ضعیف لکھا ہے۔

بعد ازان حضور سرور عالم نے جناب علی مرتضیٰؓ کو بدریافت حال کفار روانہ فرمایا اور یہہ ارشاد ہوا۔ دیکھو کس طرف اونکا رخ ہے اگر وہ اونٹون پر سوار ہین اور گھوڑونکو کوتل چھوڑا ہے تو سمجھ لو کہ مکہ جاتے ہین اور اگر گھوڑون پر سوار ہین اور اونٹ خالی ساتھ ہین تو جانو کہ مدینہ کا قصد ہے۔ اگر وہ مدینہ کا رخ کرینگے تو مین اسی حال مین اون کے سر پر پہونچونگا اور اونکا کام تمام کردونگا۔ جناب علیؓ کفار کے پیچھے گئے دیکھا تو اونٹون پر سوار مکہ کو جارہے تھے۔ خدمت اقدس مین حاضر ہوے اور سارا ماجرا عرض کیا۔

جب کفار کی جانب سے ہر طرح اطمینان ہوگیا تو زخمیونکی مرہم پٹی کی تدبیرین ہونے لگین۔ مدینہ منورہ سے عورتین اپنے اپنے مردونکی خیریت دریافت کرنے اور اونکے زخمونکے علاج کو آن پہونچین منجملہ اونکے جناب فاطمہ زہراؓ اپنے پدر بزرگوار نبی مختار

سید ابرار کی خدمت مین حاضر ہوئین اور حضور کو زخمی دیکھکر رونے لگین حضور انکو دیکھکر ایس خوش ہوے اور اپنے گلے سے لگا لیا حضرت علی مرتضی رض خون دہونے کے واسطے حوض سے اپنی ڈہال بھر کر پانی لے آے۔

بخاری شریف مین ہے کہ جناب علی ع حضور نبوی کے زخمون پر ڈہال سے پانی ڈالتے تھے اور جناب فاطمہ رض زخمون کو خون سے پاک وصاف کر رہی تہین۔ جب حضرت فاطمہ رض نے دیکھا کہ خون کسی طرح نہین تہمتا بلکہ پانی ڈالنے سے اور بہی زیادہ نکل رہا ہے تو ایک ٹکڑا بوریا جلا کر اوسکی راکھہ زخمون پر چھڑک دی۔ خون فوراً بند ہو گیا۔ اکثر حضور نبوی زخمونکا علاج پرانی بوسیدہ ہڈی سے کیا کرتے تھے۔

ابن اسحق کہتے ہین کہ جب حضور نبوی دولتخانہ پر تشریف لاے اپنی تلوار جناب فاطمہ رض کے حوالہ کی اور فرمایا۔ بیٹی۔ یہہ آلودہ خون ہے اسکو خوب دہو ڈالو۔ آج اس تلوار نے مجھکو سچا کیا۔ جناب علی رض نے بہی اپنی تلوار حضرت فاطمہ زہرا کو دی اور فرمایا۔ اسکو بہی دہو لینا۔ اسنے بہی مجھکو آج سچا کیا اور خوب کام دیا۔ (ازالۃ الخفار)

ولادت سیدنا امام حسین رض سنہ ۴ ھ ۔تاریخ چھہ شعبان سنہ ۴ ھ کو آپ بمقام مدینہ منورہ پیدا ہوے۔ ایک روایت مین روز سہ شنبہ ۴ شعبان ہے اور بعض کہتے ہین کہ آپ سنہ ۳ ھ مین پیدا ہوے۔ بعد ولادت جناب امام حسن ع ماہ ذیقعدہ مین آپ شکم مادر مین آے اور کل پچاس دن حضرت امام حسن ع کی ولادت کو گذرے تھے کہ جناب فاطمہ رض حاملہ ہو گئین۔ استیعاب مین ہے کہ مدت مابین ولادت امام حسن رض وحمل جناب فاطمہ صرف ایک طہر ہے۔

قتادہ کا قول ہے کہ حضرت امام حسین رض چھہ مہینے بعد حضرت امام حسن ع کے پیدا ہوے

تاریخ تشریف آوری جناب سالتمآب صلعم سے بمقام مدینہ منورہ پورے پانچ برس چھ ماہ بعد حضرت امام حسینؓ پیدا ہوے۔ احوال عقیقہ۔ تسمیہ۔ ختنہ۔ آپکا بحث ولادت حضرت امام حسنؓ مین گذر چکا ہے۔

جنام امام حسنؓ کی تاریخ ولادت ہے کہ بروایت صحیح نصف ماہ رمضان ۳ھ ہے حساب لگانیسے اور ایام و تاریخ قرار حمل چھہ ماہ ملانیسے جناب امام حسینؓ کی ولادت ماہ ربیع الثانی مین ثابت ہے، اور اگرچہ شعبان خواہ چار شعبان ۴ھ آپکی ولادت قرار دیجاوی تو آپکا رحم مادر مین نو ماہ رہنا ثابت ہوتا ہی۔ حالانکہ آپکا شکم مادر مین کل چھہ ماہ رہنا روایات بالاسی پایا جاتا ہی پس ان سب روایات کے ملانیسے معلوم ہوتا ہی کہ ذکر تاریخ و ماہ ولادت جناب امام حسینؓ مین راوی کی غلطی ہے اور صحیح تاریخ ولادت ماہ ربیع الثانی مین معلوم ہوتی ہی

غزوہ خندق یا جنگ احزاب ۵ھ۔ اس معرکہ مین جسوقت دلیران کفار قریش خندق عبور کرکے اس پار مقابلہ شیران اسلام مین قائم ہوسے تو جناب علی مرتضیٰ نے عمرو بن ود کا مقابلہ کیا اور اوس کو جہنم واصل کیا۔ اسکی لڑائی مین جو جوہر شجاعت جناب اسد اللہ سے ظاہر ہوا وہ قابل قدر ہے۔

روایت ہے کہ عمرو بن وُدّ نامی پہلوان شجاعان عرب مین سر برآوردہ تھا۔ تن تنہا ہزار مردان جنگجو کا مقابل سمجھا جاتا تھا۔ معرکہ خندق مین یہ مغرور خود پسند نشہ جرات سے مخمور میدان جنگ مین مثل پیل دمان چنگھاڑتا پھرتا تھا اور بکمال نخوت و غرور اشعار رجز فخر و تکبر سے برزبان تھے۔ جنگ بدر مین یہ مرد کے غازیان اسلام کے ہاتھون زخمی جان بلب ہوکر بھاگا تھا اور یہہ نذر مانی تھی کہ جبتک محمد سے بدلا نہ لے لیگا اپنی بدن مین تیل نہ لگائیگا۔ جنگ احد مین بوجہ اونہین زخمونکی لڑنیکی قابل نہین ہوا اسیواسطے نہ آسکا

اب اسوقت صحیح و درست ہوکر بیحیائی کے قربان پھر منہ دکھانے اور ید انست خود اپنی نذر پوری کرنے آیا ہے۔ قصہ مختصر عمرو بن وُدّ میدان مین نکلا اور اپنا مقابل طلب کیا۔ حضور سرور عالم نے اوسکی یاوہ گوئی سنکر فرمایا۔ کوئی ایسا ہے کہ اس کا فرخاسر کا کام تمام کرے۔ جناب علی مرتضیٰ صف سے نکلے اور حضور نبوی مین بکمال ادب عرض کیا جناب مجھکو اجازت ہو مین اس سے لڑونگا۔ جناب رسالتمآب نے کچھ جواب نہ دیا۔ عمرو بن وُدّ دوبارہ للکار کر طالب جنگ ہوا جناب علیؑ نے پھر اجازت چاہی۔ حضور نے فرمایا۔ تم ٹھہرو۔ دیکھتے نہین کون شخص ہے یہہ تو عمرو بن وُدّ ہے۔ بارسوم وہ بدبخت اجل رسیدہ بہت بلبلایا اور جوش شجاعت سے منہ سے لام و کاف نکالنے لگا صحابہ کرام کو مخاطب کرکے پکارا۔ کیا تم مین کوئی ایسا مرد نہین جو میرے مقابل مین نکلے۔ تمہاری جنت کہان گئی اور تمہارا دعویٰ اب کیا ہوا۔ اگر تمہاری جنت برحق اور تمہارا دعوی صحیح ہے تو کسیکو میرے مقابلہ مین بھیجو۔ جناب اسد اللہ حیدر کرارؓ اوسکے یہہ کلمات سنکر بیتاب ہوگئے حضور سے پھر اجازت چاہی اور عرض کیا۔ حضور۔ اب تو اس مردک کے طعنے سنے نہین جاتے۔ اگر زندگی ہے تو باقبال حضور اس نالائق گیدی کو ابھی قتل کرتا ہون۔ جناب رسالتمآب نے جب آپکا اصرار اسقدر دیکھا تو اپنی تلوار ذوالفقار آپکو دی اور اپنی زرہ اوتار کر پہنادی عمامہ دست مبارک سے سر پر باندہا اور اجازت میدان دی پھر ہاتھ اوٹھاکر دعا کی۔ خداوندا عبیدہ بن حارث کو بدر و زبدر تو نے اپنے پاس بلالیا۔ حمزہؓ کو مجھسے جدا کیا۔ اب یہہ علیؑ تیرا بندہ خاص ہے۔ میرا بھائی۔ میرا دوست میرے چچا کا لڑکا ہے اسکو مین تیری پناہ مین دیتا ہون۔ تو اسکو میدان سے صحیح و سالم مظفر و منصور پھر مجھسے ملا جناب شیر یزدان شاہ مردان پاپیادہ عمرو بن وُدّ کی جانب روانہ ہوے

اور اشعار رجزیہ پڑھتے جاتے تھے جنکا ترجمہ یہہ ہے۔

اے کافر جلدی نہ کر مین تیری آواز سنتے ہی تیرے سر پر مثل پیام اجل پہونچ گیا۔ میری نیت قوی اور قواعد جنگ سے واقف ہون اور اپنی ہمت و حوصلہ مین سچا ہون۔ مجھکو یقین کامل ہے کہ ابھی آن واحد مین تیرے جنازہ پر رونے والیان کہڑی ہوئی نوحہ و زاری کرتی ہونگی اور تیری ساری مشیخت ایک وار تلوار مین نکل جاویگی۔ ایسا ہاتھ جمایا ہوگا کہ جسکا ذکر عرصہ دراز تک لوگونمین باقی رہیگا اور ہنگامہ جنگ مین مردان کارزار میری ضرب کی تعریف کرتے رہین گے۔

عمرو بن ودّ نے دریافت کیا تم کون ہو جو اس بیباکی و دلیری سے میرے سامنے اپنی تعریف کر رہے ہو۔ آپنے جواب دیا۔ مین علی ہون۔ اوستے کہا۔ علی بن عبد مناف۔ فرمایا۔ ہان علی بن ابی طالب۔ اسد اللہ الغالب ہون اور یہہ بھی فرمایا۔ اے عمرو مین نے سنا ہے۔ تمہارا قول ہے کہ اگر کوئی قریشی تمکو دو باتونمین سے کسی کی طرف بلاویگا تو تم ایک مان لوگے۔ عمرو نے جواب دیا۔ میرا یہہ قول ضرور ہے۔ آپنے فرمایا۔ مین تمکو ادہر بلاتا ہون کہ تم اللہ کو واحد جانو اور دین اسلام اختیار کرو۔ اوستے کہا مجھسے یہہ امید نہ رکھو۔ پھر آپنے فرمایا۔ اچھا دوسری بات مانو جو تمہارے حق مین بہتر ہے تم بلا جنگ اپنے گہر واپس جاؤ اور ان کفار کے ہمراہ ہوکر ہمارا مقابلہ نہ کرو اگر ہم کو فتح ہوئی تو گویا اسوقت تمہارا نہ لڑنا ہماری مدد ہے اور اگر قریش غالب آے اور ہم کو شکست ہوئی تو تمہارا مقصد حاصل ہوا اور بغیر تمہارے لڑے بھڑے تمہارا مطلب نکل آیا۔ عمرو نے کہا۔ کہتے تو تم ٹھیک ہو مگر اسوقت بغیر جنگ کئے میرا گھر کو واپس جانا

میرے حق مین بُرا ہوگا۔ عورتین تک مجھپر طعنہ کرینگی اور ہنسینگی کہ بڑے مردستے نذر پوری نہ کرسکے معرکسے بغیر جدال و قتال واپس آئے۔ پھر کہا۔ اے بھتیجہ تم ابھی کمسن نوجوان پُرارمان ہو۔ تمہارے یہہ دن نہین ہین۔ کسی اپنے چچا کو بھیجو اور تم واپس جاؤ مین تمسے لڑنا نہین چاہتا تمہارے باپ میرے بڑے دوست تھے۔ مجھکو یہہ پسند نہین کہ اپنی تلوار خونخوار سے تمہارا خون گراؤن۔ جناب علیؓ نے فرمایا۔ لیکن مجھکو تو تمہارا خون بہانا ناپسند نہین مین تو تمہارے خون کا پیاسا ہون اور تمہارا ملک الموت۔ عمرو بن ود یہہ سُنکر مارے غصہ کے کانپ اوٹھا۔ بیساختہ تلوار نکالکر ایک ہاتھہ آپ پر چھوڑ دیا۔ آپنے اوسکا وار خالی دیکر فرمایا۔ واہ۔ یہی بہادری ہے۔ تم گھوڑے پر سوار مین پیادہ؟ بڑے مرد ہو تو گھوڑے سے اوتر آؤ۔ ہمارے تمہارے دو دو ہاتھہ ہوجاوین تمکو بھی معلوم ہو کہ کسی بہادر سے سابقہ پڑا اور لڑائی کسکو کہتے ہین۔ عمرو بن ود یہہ سنکر گھوڑے سے اوتر پڑا غصہ مین اپنے بیزبان گھوڑے کے پانٔون قلم کر ڈالے اور آگ بھبوکا ہوکر جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی طرف لپکا۔ اب دونون مین لڑائی شروع ہوگئی۔ میدان کارزار مین ان دو پہلوانونکی لڑائی سے اسقدر گرد و غبار بلند ہوا کہ یہہ دونون اوسمین چھپ گئے کچھہ دیر بعد نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا جس سے لوگ سمجھے کہ جناب علی حریف پر غالب آئے اور اوسکو قتل کیا اور ایک روایت مین ہے کہ عمرو نے پر غضب ہوکر بقوت تمام ایک ہاتھہ تلوار کا جناب علیؓ کے سر پر چھوڑا آپنے سپر کو پناہ سر کیا مگر تلوار نے سپر کاٹی اور ہلکا سا زخم سر پر آگیا۔ آپنے نہایت استقلال و جوانمردی سے اوسکا جواب دیا اور ایک ہاتھہ ذوالفقار کا ایسا بھرپور لگایا کہ عمرو کی گردن قلم ہوکر الگ گر پڑی اور دھڑ زمین پر پھڑکنے لگا جب صدائے تکبیر حضور اقدس کے گوش حق

نیوش تک پہونچی آپکو معلوم ہوا کہ عمرو بن ودمار اگیا - کفار نابکار اپنے یار جانباز کو کشتہ دیکھکر جناب علیؓ پر ٹوٹ پڑے - ضرار بن خطاب اور ہبیرہ بن ابی وہب آپ پر حملہ آور ہوے - ادہر بہی لشکر اسلام سے حضرت عمر فاروق - زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما جناب علیؓ سے ملکر کافرونکو قتل کرنے لگے - ضرار جیسے ہی جناب علیؓ کے سامنے آیا اور آنکہین چار ہوئین پیٹھ دیکر بہاگ گیا - بعد جنگ اوس سے سبب فرار پوچہا گیا تو جواب دیا کہ علیؓ کے چہرہ سے مجہکو میری موت نظر آئی - ٹہرنا دشوار ہوا جان لیکر بہاگا ہبیرہ کچہہ دیر آپسے لڑتا رہا مگر آپکی تلوار کا چرکا کہا کر پہر نہ رک سکا بخوف جان اپنی زرہ آپکی طرف پہینک کر بہاگ گیا - پہر عبداللہ بن مغیرہ مخزومی سامنے آیا وہ بہی بیک ضرب ذوالفقار ملک عدم کو روانہ ہوا اور ایک روایت سے حضرت زبیر نے اوسکو قتل کیا نوفل بن عبداللہ بدحواسی مین بہاگا تو خندق مین گر پڑا مسلمانون نے اوپر سے پتہرونکا مینہہ برسایا - وہ چیخ کر کہنے لگا - یاروا س طرح کتے کی موت نہ مارو - ایک ضرب تلوار سے ٹہنڈا کر دو - جناب علیؓ اوسکے سر پر پہونچے اور اوسکی کمر پر ایک ہاتہہ ایسا جمایا کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے ہو گیا -

روایت ہے کہ بعد قتل عمرو بن ودّ جناب امیر المومنین علیؓ نے اوسکی زرہ وسلاح جنگ وغیرہ پر اصلا توجہ نہ فرمائی - عمرو کی بہن اوسکی لاش پر روتی ہوئی آئی اور سرہانے بیٹہکر دیکہا تو ہتہیار وغیرہ سب موجود تہے کہنے لگی میرے بہائی کا قاتل کوئی مرد کریم الطبع گرامی قدر - قومیت مین اوسکا ہمسر ومقابل معلوم ہوتا ہے پہر لوگون سے دریافت کیا - جواب ملا - علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب نے تیرے بہائی کو قتل کیا ہے یہہ سنکر اوسنے دو شعر کہے جنکا مطلب یہہ ہے -

اگر میرے بھائی عمرو کا قاتل علیؓ کے سوا اور کوئی ہوتا تو البتہ مجھکو تا زیست خود بھائی کے غم مین رونا اور ماتم کرنا زیبا تھا۔ لیکن اوسکا قاتل تو ایسا شخص ہے جسپر کوئی عیب لگ نہین سکتا اور وہ شخص ہمیشہ سے بلقب بیضۃ البلد مشہور ہے۔

جناب علیؓ سے چند اشعار عمرو بن ود کی لڑائی مین منقول ہین جنکا ترجمہ یہہ ہے۔
وہ شخص اپنی نادانی و حماقت سے بتون سے مدد مانگ کر میرے مقابل ہوا اور مین نے پروردگار محمد سے اوسپر مدد چاہی۔ مین بعنایت ایزدی اوسکو قتل کرکے مظفر و منصور رزمگاہ سے پھرا اور اوس کافر خاسر کو مثل ایک تنہ کھجور کے زمین ناہموار پست و بلند مین پڑا چھوڑ آیا۔ اوسکے کپڑون اور ہتھیارون سے اپنی آنکھہ بالکل بند کرلی۔ اگر بجاے اسکے مین مقتول ہوتا تو وہ کافر میرے کپڑے لتے سب و تار لیجاتا۔ اے گروہ کفار بدشعار کیا تمہارا خیال ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے دین کو رسوا و ذلیل کریگا اور اپنے رسول پاک کی کچھہ قدر و عزت نہ رکھیگا۔ ہرگز ایسا نہوگا بلکہ خدا تمہین کو خوار و بے اعتبار کردیگا۔ (ازالۃ الخفار)

قصہ بنی قریظہ۔ اس واقعہ مین بھی جناب علی مرتضیٰ کی کوشش اور ہمت نے اپنا ظہور دکھلایا۔

مروی ہے کہ جسوقت آنحضرت جانب بنی قریظہ عازم ہوے اوّلاً جناب اسد اللہؓ کو لشکر اسلام کا علم بردار کرکے اودھر روانہ فرمایا۔ جناب علی مرتضیٰؓ حسب ارشاد حضور نبوی لشکر سے پہلے قلعہ کے قریب پہونچ گئے اور اپنا علم زیر قلعہ نصب کردیا جناب علی

فرماتے ہین کہ جب مین قلعہ کے متصل پہونچا تو ایک شخص مجھکو دیکھکر قلعہ پر سے شور وغل مچا کر بولا۔ لوگو۔ ہوشیار ہوجاؤ قاتل عمرو بن ود یہان بھی آن پہونچا۔ دوسرے نے کہا۔ علی رضؓ نے عمرو کو کیا قتل کیا ایک شہباز بلند پرواز کو شکار کیا اور ہم لوگون کی بیٹھ توڑ ڈالی اور جس کام کا ارادہ کیا اوسکو پوراہی کر چھوڑا۔ مین نے اپنے دل مین کہا الحمد للہ۔ اسلام غالب و ظاہر اور شرک مغلوب اور پوشیدہ ہوگیا۔

لکھا ہے کہ جب آپ نے زیر قلعہ علم نصب کر دیا تو بالائے قلعہ یہودی جناب رسالتمآب کی شان پاک مین الفاظ بے ادبانہ و گستاخانہ کہنے لگے۔ جناب علی رضؓ نے وہ کلمات نامناسب سنے تو آپنے ابو قتادہ رضؓ کو علم کی حفاظت پر چھوڑا اور خود حضور رسولخدا کی خدمت مین واپس گئے۔ اودہر سے حضور تشریف لاتے تھے آپ راستہ ہی مین ملگئے آپنے عرض کیا۔ حضور ان نالائقون خبیثون کے قلعہ سے دور رہین تو اچھا ہے۔ فرمایا۔ کیا تم نے اون سے کچھ بری باتین سُنی ہین۔ عرض کیا۔ ہان۔ حضور سرور عالم نے فرمایا۔ جب مجھکو دیکھ لینگے تو کوئی کلمہ بد زبان سے نہ نکالینگے۔

ابن اسحق کا قول ہے کہ جب محاصرہ کو مدت گذری اور یہودی قلعہ سے نیچے نہ اوترے تو جناب علیؓ اور حضرت زبیر بن العوام رضؓ دونون آگے بڑھگئے اور قلعہ کے متصل پہونچ کر فرمایا۔ اب مین بغیر حملہ کئے واپس نہ جاؤنگا یا تو قلعہ فتح کرلونگا اور یا جام شہادت نوش کرکے حضرت حمزہ رضؓ سے مل جاؤنگا۔ اہل قلعہ اوپر سے آپکے تیور دیکھکر ڈرگئے اور آنحضرت کی دوہائی دینے لگے۔ پہر حضرت سعد بن معاذ کے حکم پر اوترے۔

فدک سنہ ۶ ھ۔ اس سنہ مین جناب رسالتمآب کو خبر ہوئی کہ بنی سعد نے لشکر جمع کیا ہے اور یہود خیبر کی مدد کا قصد کر رہے ہین آپنے ایک سو غازیان شجاعت آثار کی

جماعت بسرداری جناب علی مرتضیٰ جانب فدک روانہ فرمائی جناب علی مرتضیٰ رات کو سفر کرتے اور دن مین مخفی مقام مین سکونت پذیر ہوتے تا آنکہ بمقام ہمج پہونچے۔ وہان ایک مشرک ملا اوس سے احوال کفار دریافت فرمایا۔ اوسنے جواب دیا کہ اگر مجھکو امان دو تو مین تم کو ایسے راستے سے اونکے سر پر پہونچا دون کہ کسیکو اصلا خبر نہو اور تم اپنا کام کر لو۔ آپنے اوسکا کہنا منظور فرمایا۔ وہ شخص اہل اسلام کو لیکر راہی ہوا۔ سب کفار کی بیخبری مین اونپر پہونچ گئے۔ جناب علیؓ نے قتل و غارت شروع کر دی۔ یہود تاب مقابلہ نہ لاسکے جملہ مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوسے۔ اس معرکہ مین پانسو اونٹ اور دو سو بکریان اہل اسلام کے ہاتھ آئین۔ جناب علیؓ نے عمدہ اور نفیس اونٹو نسے چند اونٹ آنحضرتؐ کے واسطے انتخاب کرکے بقیہ اونٹ و بکری غازیان اسلام پر تقسیم کر دین اور بخیر و خوبی مدینہ منورہ مین واپس آسے۔

صلح حدیبیہ ۶ھ۔ اس صلح مین بھی جناب علیؓ ہمراہ رکاب جناب رسالت پناہ صلعم تھے صلحنامہ آپ ہی کے قلم سے لکھا گیا۔ آپ کی گواہی بھی اوسپر ہوئی۔ وقت تحریر صلحنامہ حضورؐ کے نام نامی کے ساتھ لفظ رسول اللہ لکھا گیا تھا مگر کفار اسپر راضی نہ ہوسے حضورؐ نے وہ لفظ اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور بعد ختم صلحنامہ جناب علیؓ سے فرمایا۔ اے علیؓ ایسا ہی معاملہ تمکو بھی کسیوقت پیش آویگا۔ حضورؐ کا فرمانا واقعہ صفین مین ظاہر ہوا۔ بیعت رضوان مین جناب علی مرتضیٰؓ بھی شریک تھے۔

جنگ خیبر ۷ھ۔ یہہ ملک وسیع و آباد جسکے متعلق متعدد قلعے ہین مدینہ منورہ سے تین منزل پر ہے۔ یہہ غزوہ خیبر شروع ۷ھ مین واقع ہوا۔ اس جنگ مین جو کارنمایان جناب علی مرتضیٰؓ نے کئے وہ مشہور و معروف زبان زد خاص و عام ہین۔

روایت ہے کہ جسوقت آنحضرت صلعم مع لشکر اہل اسلام بقصد جہاد خیبر کی جانب تشریف فرما ہوے تو جناب علی مرتضیٰ رض بوجہ آشوب چشم کے چلنے پھرنے سے معذور تھے ہمراہ رکاب جناب رسالتماب نہ جاسکے مگر بعد روانگی حضور سرور عالم کے آپ تنہا مدینہ مین نہایت گھبراے اور مفارقت حضور نبوی نے بیچین کیا تو کچھ اپنی علالت اور آنکھونکے درد و تکلیف کا خیال نہ فرمایا اور بیتابانہ بجانب خیبر روانہ ہوے۔ بعد طے مسافت خدمت اقدس مین شرفیاب ہوے۔ یہان یہہ حال تھا کہ مجاہدین اسلام قلعہ قموص کا محاصرہ کئے ہوے تھے اور قریب بیس راتین گذر گئی تھین کہ روزانہ جنگ ہوتی تھی مگر صورت فتح و ظفر آئینہ خیال مین بھی جلوہ گر نہ ہوتی تھی۔ ایام محاصرہ مین حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ درد شقیقہ بنفس نفیس معرکہ جنگ مین تشریف نہ لیجا سکتے تھے روزانہ کسی صاحب کو علم فوج عنایت فرماتے چنانچہ ایک روز جناب عمر رض علمدار فوج اسلامی ہوے اور دوسرے دن جناب ابوبکر صدیق رض اس خدمت سے سرفراز ہوے تیسرے دن پھر جناب فاروق رض نے علم لیا اور برابر صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی مگر کسی طرح فتح نہ ہوئی۔

بخاری شریف مین ہے کہ جس صبح کو قلعہ فتح ہونیوالا تھا رات کو جناب رسول اللہ نے فرمایا۔ کل صبح کو ایک شخص جو محبوب خدا و رسول ہے علم لیگا اور خداوند تعالیٰ اوسی کے ہاتھ پر یہہ قلعہ فتح کریگا اور وہ شخص جنگ سے بھاگتا نہین۔ جملہ صحابہ رض صبح ہوتے ہی حاضر دردولت ہوے ہر ایک کو یہی آرزو تھی کہ مجھکو علم لشکر عنایت ہو۔ جناب علی رض کا کسیکو خیال بھی نہ تھا کیونکہ وہ آنکھونکے درد مین مبتلا تھے۔ حضور نے مجمع صحابہ پر نظر ڈالکر استفسار کیا علی کہان ہین۔ لوگون نے عرض کیا حضور وہ تو آشوب چشم مین مبتلا ہین۔

آپ نے اونکو طلب فرما کر لعاب دہن مبارک آنکھو نسے لگایا اور حقتعالے سے دعا کی۔آپ کی آنکھین فوراً اچھی ہوگئین حضور نے اونکے ہاتھ مین علم دیا۔جناب علیؓ نے عرض کیا۔کیا مین اونکو یہانتک مارون کہ وہ مثل ہمارے (مسلمان) ہوجاوین حضور نے فرمایا۔تم سیدہے چپ چاپ اونکی طرف چلے جاؤ جب اونکی حد مین پہونچو اوّلاً اونکو دعوت اسلام دینا قسم خدا کی۔اگر ایک کافر بہی تمہارے ذریعہ سے اسلام قبول کرے تو تمہارے واسطے سرخ اونٹونکی قطار سے زیادہ بہتر ہوگا اور ایک روایت مین ہے کہ جناب علی مرتضیٰ اپنے خیمہ مین آنکھونسے پٹی باندہی پڑے تہے اور یہ کہہ رہے تہے۔خداوندا جسکو تو دے اوسکو کوئی روکنے والا نہین اور جس سے تو روک دے اوسکا کوئی دینے والا نہین۔علی الصباح جب آپ کی طلبی ہوئی تو حضرت سلمہ بن اکوع آپکا ہاتھ پکڑکر حضور کی خدمت مین لائے آپ درد چشم سے بیچین تہے اور آنکھون پر پٹی بندہی تہی۔

حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ جب مین حضور کے پاس پہونچا۔آپنے میرا سر آغوش مبارک مین رکھہ لیا اور میری آنکھومین تہوک دیا۔فوراً میری آنکھین اچھی ہوگئین اور تارہ ہی چمکنے لگین۔اوسوقت سے آج تک پھر کبھی آنکھونکا درد مین نہین جانتا کہ کیسا ہوتا ہے یہ بہی حضور نے مجھکو دعا دی۔خداوندا۔اس سے گرمی و سردی کا ضرر دفع کر چنانچہ یہ دعا بہی میرے حقمین قبول ہوئی۔بعد ازان حضور اقدس نے خاص اپنے ہاتھون سے زرہ مبارک پہنادی۔ذوالفقار کمر سے باندہی اور علم عنایت کرکے فرمایا۔جاؤ بحکم خدا تمہارے نام فتح ہے۔

سلمہ بن اکوع کہتے ہین کہ حضرت علیؓ جہپٹکر قلعہ کی طرف چلے۔مین ہی پیچہے پیچہے

اونکے ہولیا یہانتک کہ زیر قلعہ پہونچکر جھنڈا ایک جگہہ گاڑ دیا۔ ایک یہودی نے بالاے قلعہ سے جھانک کر پوچھا۔ اے بہادر تو کون ہے جو اس طرح بیخوف وخطر ہماری سرحد مین آگیا۔ آپنے فرمایا مین علی بن ابی طالب ہون۔ یہودی آپکا نام سنکر چیخ اوٹھا۔ لوگو خبردار ہو قسم توریت شریف کی تم مغلوب ہوے اور تباہ وبرباد ہو گئے سب سے پہلے حارث یہودی مرحب کا بھائی مع چند مردان جنگجو کے قلعہ سے باہر نکلا اور میدان رزمگاہ مین ٹھیرا۔ ادہر سے دو سپاہی یکے بعد دیگرے گئے مگر دونون اوس کافر کے ہاتھ سے شہید ہوے پھر جناب علیؑ سے مقابلہ ہوا۔ آپنے ایک ضرب شمشیر اوسکو ٹھنڈا کیا۔ مرحب نے بالاے قلعہ سے جب اپنے بھائی کو مردہ دیکھا جوش خون سے ضبط نہ کرسکا۔ اپنے بھائی کا بدلہ لینے کو نہایت جوش وخروش کے ساتھ میدان مین آن پہونچا۔ مرحب نامی بہادر تھا۔ اہل خیبر مین سرآوردہ وہ اس وضع سے آیا کہ دوہری زرہین پہنے۔ دو تلوارین لٹکاے۔ دو عمامے سے باندہے اور اونپر ایک گران خود آہنی۔ خود پر ایک پتھر اندر سے بقدر خود خالی پہنے ہوے بیچ مین سے خود نکلا ہوا ہاتھ مین نیزہ جسکی بھال تین من کی وزنی تھی۔ اس جوان قوی ہیکل شیر صورت کے مقابلہ مین کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ لڑائی کا نام لے۔ الغرض اس سج دہج سے یہہ کافر خاسر اوچھلتا ازسرتاپا دریاے آہن مین غرق جنگگاہ مین ڈکارتا ہوا آن پہونچا اور رجز کے شعر پڑہتا جاتا تھا جنکا ترجمہ یہہ ہے۔

خیبر والے مجھسے خوب واقف ہین کہ میرا نام مرحب ہے۔ ہتھیار بند دلیر ومردانہ کارزار آزمودہ جہاندیدہ ہون۔ لڑائی مین دشمن پر کبھی نیزہ مارتا ہون کبھی تلوار چلاتا ہون جب آتش حرب مشتعل ہوکر شعلہ افگن ہوتی ہے

تو میری تلوار سے کوئی نہین بچ سکتا۔

جناب شاہ مردان اوسکی زبان درازی سنکر مقابلہ مین آے اور فرمایا۔ مجھکو بھی پہچانتے ہو کہ مین کون ہون مین اسد اللہ ہیبتہ اللہ ہون مین وہ شخص ہون کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا مین شیر بیشہ شجاعت ہون مین شیر نر مردم در ہون مین وہ شیر نر ہون جسکے دیکھنے سے بہادرون کے مارے خوف کے کلیجے پانی ہوتے ہین مین وہ جنگلی شیر ہون جسکی کلائیان اور گردن پرگوشت وقوی ہین مین تمکو اس کلمہ درازی کا ابھی مزہ چکھاتا ہون۔

مرحب نے خواب مین دیکھا تھا کہ شیر نے مجھکو پھاڑ ڈالا جناب علی مرتضیٰ نے بنور فراست وکشف باطنی معلوم کرلیا لہٰذا رجز مین اسی مضمون کے شعر پڑہے تاکہ اوسپر آپ کی ہیبت طاری ہو اور اوسان خطا ہوجاوین (خمیس)

الغرض جب دونون ایک دوسرے سے مل گئے تو مرحب نے آپ پر تلوار چلانا چاہا مگر آپنے پھرتی کرکے اللہ کا نام لیکر ایک ہاتھ ذوالفقار کا اوسکے سر پر چھوڑا مرحب نے سپر کو پناہ پھر کیا مگر تلوار کیا تھی برق قضا تھی اوسپر جناب علی رض کا ہاتھ اور کلائی وپنجہ کی قوت خداداد۔ دراصل دست اجل تھا تلوار نے ڈھال کاٹی۔ پتھر پھوڑ کر خود توڑا دونون عمامے کاٹے۔ سر کی دو پھانکین کردین اور تالو کاٹتی ہوئی ڈاڑہون مین آاوتری اور ایک روایت مین تا باستخوان سرین کاٹتی ہوئی گھوڑے کے زین تک پہونچ گئی۔ ایک مرحب کے دو ہوگئے۔ اوس کافر کی روح ناپاک دوزخ مین جا پہونچی پھر لشکر اسلام ٹوٹ پڑا اور دونون طرف سے خوب تلوار چلی۔ میدان رزمگاہ نمونہ لالہ زار ہوگیا۔ جناب علی رض نے اس معرکہ مین آٹھہ جوان نامی گرامی قتل کئے جولشکر

یہودمین نامور عالیقدر تھے۔ لشکر کفار کے قدم اوکھڑ گئے گرتے پڑتے قلعہ مین بہاگ گئے
جناب علی مرتضیٰ رضہ نے اونکا پیچھا نہ چھوڑا اور دروازہ قلعہ تک پہونچ گئے۔ اسی اثنا مین
ایک یہودی نے آپکے ہاتھہ پر تلوار ماری جسکے صدمہ سے ڈہال ہاتھہ سے چھوٹکر
گر گئی۔ آپنے قلعہ کا آہنین دروازہ بزور قوت خداداد اوکھاڑ کر بجاے سپر ہاتھہ مین
لے لیا اور اوسی طرح لڑتے رہے۔ جب آپنے دروازہ اوکھاڑا تو تمام قلعہ کو جنبش
ہوگئی۔ شواہد النبوت مین ہے کہ آپنے وہ دروازہ خندق پر بجاے پل کے رکھہ دیا
کہ اوسکے ذریعہ سے مسلمان قلعہ مین داخل ہوے۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو آپنے
وہ دروازہ اسی بالشت پیچھے پہینک دیا۔

ابورافع مولی آنحضرت کہتے ہین کہ سات آدمیون نے ملکر اوس دروازہ کو اولٹنا
چاہا مگر دروازہ کو جنبش نہ ہوئی۔ ایک روایت مین ستر اور ایک مین چالیس آدمیونکا
بہی ذکر ہے۔ یہہ بہی لکھا ہے کہ ستر آدمی بمشکل تمام اوس دروازہ کو اپنی جگہہ لگا سکے
منقول ہی کہ وہ دروازہ آٹھہ سو من کا وزنی تھا۔ جناب علی رضہ فرماتے ہین۔ مین نے وہ
دروازہ جسمانی طاقت سے نہین اوکھاڑا بلکہ روحانی قوت اور خداداد طاقت سے اسقدر
وزن اوٹھا لیا تھا۔

روایت ہے کہ جب چالیس آدمی وہ دروازہ نہ اوٹھا سکے تو جناب علی رضہ کے
دل مین اپنے زور و قوت پر ناز و فخر ہوا۔ فی الحال حضرت جبرئیل علیہ السلام خدمت
نبوی مین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ اے رسول خدا۔ علی رضہ کو حکم دیجیے کہ ایک بار
وہ دروازہ اور اوٹھائین۔ آپنے حکم دیا اور جناب علی نے بہت زور لگایا کہ دروازہ
اوٹھالین مگر ذرہ برابر بہی جنبش نہ ہوئی۔ حضرت جبرئیل نے کہا۔ خداوند تعالے نے

فرماتا ہے۔ علی کی یہہ طاقت نہ تہی کہ اسقدر بار گران اوٹھا لیتے اوسکو تو مین نے اوٹھایا تھا۔ اسیواسطے جناب علی رضنے فرمایا ہے کہ مین نے دروازہ قوت روحانی سے اوٹھا لیا تھا نہ زور جسمانی سے۔ جب قلعہ فتح کر کے آپ واپس ہوے آنحضرت نے بکمال مسرت آپکا استقبال کیا خیمہ سے نکلکر آپکو گلے سے لگایا اور پیشانی چومی پہر فرمایا۔ اے برادر بجان برابر۔ تمہاری کوشش وجانفشانی مجھکو معلوم اور تمہاری سعی عنداللہ مشکور ہوئی اور مین تمسے بہت راضی وخوش ہون۔ جناب حیدر کرار نے یہہ الفاظ زبان مبارک سے سنکر فرط سرور سے رو پڑے۔ ارشاد ہوا۔ اے علی۔ اسوقت یہ رونا کیسا۔ خوشی کا مقام ہے یا رنج وغم کی جگہہ۔ عرض کیا۔ حضور۔ خوشی سے مین رو دیا اور میرے لئے اس سے بڑھکر اور کون سا وقت خوشی کا ہوگا کہ حضور مجہسے راضی ہین۔ سرور عالم نے فرمایا۔ مین ہی تنہا تم سے راضی نہین بلکہ خداوند تعالی۔ تمام ملائکہ مقربین۔ جبریل ومیکائیل علیہم السلام بہی تم سے خوش ہوے۔

عمرۃ القضا۔ اسی ۷ھ مین بماہ ذیقعدہ آنحضرت نے عمرہ کیا۔ حضور کے ہمراہ وہ اصحاب کبار بہی تہے جو گذشتہ سال صلح حدیبیہ مین بہ نیت عمرہ آے تہے اور بغیر ادا ارکان عمرہ واپس گئے۔ منجملہ اونکے جناب علی مرتضی بہی تہے۔

مروی ہے کہ عمارہ بنت جناب سید الشہدا امیر حمزہ مکہ معظمہ مین اپنی والدہ سلمی بنت عمیس کے پاس رہتی تہین۔ جناب علی رضنے انکے بارہ مین حضور سرور عالم سے عرض کیا۔ آپکے چچا حمزہ کی لڑکی ان مشرکون مین رہتی ہے اوسکو کفار قریش کے ہاتہہ مین چھوڑنا مناسب نہین میرے نزدیک یہہ اچھا ہوتا کہ اسکو حضور اپنے ہمراہ لئے چلتے حضور نے اسکا کچھ جواب نہ دیا جسوقت حضور مع صحابہ اخیار مکہ معظمہ سے

روانہ ہوے تو عمارہ جناب رسالتمآب کے پیچھے پیچھے اے چچا۔ اے چچا پکارتی ہوئی دوڑین جناب علی رضؓ نے اونکا ہاتھ پکڑکر حضرت فاطمہ رضؓ کے ہودج مین بٹھالیا جب مدینہ پہونچے تو جناب علی اور زید بن حارثہ اور جعفر رضی اللہ عنہم مین درباب پرورش عمارہ بحث ہوئی حضرت علی رضؓ کا یہہ قول تھا۔ میرے چچا حمزہ کی لڑکی ہے اور مین لایا ہون۔ حضرت جعفر کہتے تھے۔ میری چچیری بہن اور اوسپر یہہ خصوصیت زیادہ ہے کہ اس لڑکی کی خالہ میری بیوی ہے۔ حضرت زید مدعی تھے کہ میری بھتیجی ہے اور مین حمزہ کا وصی بھی ہون ان تینون صاحبونمین یہانتک گفتگو بڑہی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک خبر پہونچی۔ حضور نے تینون صاحبونکو بلاکر یہہ فیصلہ کردیا کہ عمارہ اپنی خالہ کے پاس رہے کیونکہ خالہ بمنزلہ مان کے ہے چنانچہ حضرت جعفر رضؓ نے عمارہ کو لے لیا۔ پھر حضرت علی رضؓ سے فرمایا۔ تم مجھسے ہو۔ ہم تم دونون ایک ہین۔ حضرت جعفر کو ارشاد ہوا۔ تم شکل و شمائل مین میرے مشابہ ہو اور حضرت زید کے حق مین حکم ہوا۔ تم ہمارے بھائی اور دوست ہو۔ یہہ حدیث بخاری مین ہے۔

فتح مکہ ۸ھ جب فتح مکہ کا حضور رسالت پناہ نے مصمم ارادہ کرلیا اور سامان سفر درست ہونے لگا تو حضرت حاطب رضؓ بن بلتعہ نے ایک خط بنام کفار قریش مشعر براطلاع قصد جناب رسالتمآب ایک عورت ام سارہ نامی قریش کی لونڈی کی ہاتھہ روانہ کیا۔ اوس عورت نے خط اپنی چوٹی مین پوشیدہ کرلیا اور مکہ کو روانہ ہوئی خداوند تعالےٰ نے اپنے رسول پاک کو اس حال سے خبردار کیا۔ آنحضرت صلعم نے جناب علی مرتضیٰ زبیر۔ مقداد۔ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ تم مکہ کی جانب جاؤ۔ بمقام خاخ ایک عورت ملیگی اوسکے پاس سے خط لے آؤ۔ حضرت علی رضؓ فرماتے ہین کہ ہم تینون سوار ہوکر اوس

عورت کے گرفتار کرنیکو مدینہ سے نکلے جس مقام پر حضور نے پتہ دیا تھا اوسی جگہ ایک عورت اونٹ پر سوار ملی۔ ہمنے اوس سے خط مانگا اوس نے انکار کیا اور کہا۔ میرے پاس کوئی خط پتر نہین۔ ہمنے اوسکا اونٹ بیٹھایا اور اوسکی جامہ تلاشی لی مگر خط نہ ملا ہمنے اوس عورت سے کہا تعجب ہے۔ حضور کا فرمانا کبھی غلط نہین ہوتا۔ کیا بات ہے جو خط کا پتہ نہین لگتا۔ اگر تو خط ہمارے حوالہ کردے تو بہتر ہے ورنہ ابھی تجھکو ننگا کر کے ہم خود خط ڈھونڈھ لینگے جب اوس نے دیکھا کہ اسسے پیچھا چھڑانا دشوار ہے مجبوراً خط اپنی چوٹی سے نکالکر ہمارے حوالہ کیا۔ ہم وہ خط حضور کیخدمت مین لائے۔ حضور نے حضرت حاطب کو بلا کر سبب ارسال خط دریافت فرمایا۔ اونہون نے عرض کیا۔ حضور مین پکا دیندار مسلمان ہون مگر اسوقت بخیال اسکے کہ میرے اہل و مال قریش مین ہین اونکو اطلاع دینے مین وہ میرے احسانمند ہونگے اور میرے مال اور عزیزونکی حفاظت کرینگے یہہ خط لکھا ورنہ مین منافق نہین نہ معاذاللہ دین اسلام سے روگردان ہون۔ حضور نے اونکی تصدیق کی اور فرمایا سچ کہتے ہو۔ کچھہ مضائقہ نہین۔ حضور نبوی مسجد حرم شریف مین داخل ہوئے حضرت علی رضؓ کے ہاتھہ مین خانہ کعبہ کی کنجی تہی جو عثمان بن طلحہ کے پاس سے لائے تھے۔ آپنے عرض کیا۔ حضور۔ پانی پلانے کی خدمت تو ہمکو پہلے ہی سے ہے کنجی برداری کیخدمت بھی عنایت فرمایئے۔ حضور نے حضرت عثمان بن طلحہ کو بلا کر کنجی اونکے حوالہ کی اور فرمایا۔ آج دن نیکی اور وفاء عہد کا ہے۔

بعد فتح مکہ حضور سرور عالم نے حضرت علی رضؓ کو شانہ مبارک پر سوار کر کے خانہ کعبہ پر چڑھا دیا۔ آپنے تمام بت اوپر سے گرا دیئے بعد ازان میزاب کی طرف سے بلحاظ ادب نبوی خود کو دپڑے جب نیچے آگئے تبسم کیا۔ آنحضرت نے سبب تبسم استفسار فرمایا

عرض کیا میں اسبات پر ہنسا کہ اسقدر بلند مکان سے کودا مگر کچھ صدمہ نہیں پہونچا جناب سرور عالم نے فرمایا محمد نے تمکو اوپر چڑھایا اور جبرئیل نے نیچے اوتارا پھر چوٹ وصدمہ کیسے پہونچتا۔

قصہ بنی جذیمہ۔ اسی ۸ھ۔ ماہ شوال مین جناب رسالتمآب نے حضرت خالد بن ولید کو جانب بنی جذیمہ روانہ فرمایا۔ انکو یہہ حکم دیا تھا کہ صرف دعوت اسلام دینا جنگ نہ کرنا۔ جناب خالد بن الولید اس قبیلہ مین پہونچے وہ مسلح انکے سامنے آئے آپنے سبکو قید کرلیا اور بے احتیاطی سے بعضے قیدی قتل کرڈالے۔

اسی زمانہ مین حضور سرور عالم نے خواب دیکھا کہ ایک لقمہ ملیدہ کا حضور نے نوش جان فرمایا مگر کچھہ چیز اوس مین سے حضور کے حلق مین اڑ گئی۔ جناب علی رضہ نے اپنا ہاتھہ ڈالکر وہ شئی نکال لی یہہ خواب جناب سرور کائنات نے صحابہ رضہ سے بیان فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضہ نے تعبیر دی کہ حضور کسی جگہہ کچھہ لشکر بھیجین گے جو خلاف مرضی مبارک کوئی کام کر گذریگا پھر جناب علی رضہ کی ذات سے اوسکی اصلاح ہوجاویگی۔ اس خواب کے بعد ہی یہہ واقعہ بنی جذیمہ پیش آیا۔ آنحضرت نے یہہ حال سنکر جناب علی رضہ کو اس قوم کے پاس بھیجا اور آپکے ساتھہ مال بھی کردیا۔ حضرت علی رضہ نے جاکر بعد دریافت حال جو لوگ بلاقصور مقتول ہوے اونکی دیت ادا کی اور جسکا جو مال ضایع ہوا اوسکا معاوضہ دیا جب سب کا معاوضہ و دیت ادا کر چکے تو دریافت کیا اب تو کسیکا کچھہ حق نہین رہا سبھون نے جواب دیا سب نے اپنا حق بھر پایا۔ آپنے بقیہ مال بھی اونہین لوگون کو دیکر فرمایا جس کسیکا حق نادانستہ رہگیا ہو یہہ مال احتیاطاً اوسکا عوض سمجھہ لینا۔ اس اصلاح و انتظام کے بعد حضرت علی مرتضیٰ رضہ

خدمت نبوی مین واپس آے اور سب حال عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ تم نے خوب کیا

غزوہ حنین ۸ھ۔ جب وقت مقابلہ کفار لشکر اسلام کو ہزیمت ہوئی تو حضور سرور عالم کی خدمت مین جو اصحاب رہگئے تھے اونمین جناب علی مرتضیٰؑ بھی تھے۔

جسوقت لڑائی شروع ہوئی تو ایک شخص قوم ہوازن سے ایک سرخ اونٹ پر سوار علم لئے ہوے پیچھے اوسکے قوم ہوازن معرکہ جنگ مین آیا۔ جو کوئی اوسکے سامنے آتا اوسکے نیزہ مار دیتا اور جو لوگ سامنے سے ہٹ جاتے تو آگے بڑہ جاتا تھا۔ وہ اسی کام مین مشغول تھا کہ جناب علی مرتضیٰؑ اور ایک صحابی انصاری اوس شتر سوار علمدار کی طرف جھکے حضرت علیؓ نے ایک ہی ہاتھ مین اونٹ کے پانوْن قلم کر دیئے۔ اونٹ سرین کے بھل گر پڑا اسوار سنبھلنے نہ پایا تھا کہ اوپر سے دوسرا ہاتھ انصاری کا پڑا جس سے اوسکا پانوْن کھٹے سے الگ اوڑ گیا اور اونٹ پر سے الگ گرا۔

اسی معرکہ مین ایک پہلوان قوی الجثہ۔ طویل القامت۔ اونٹ پر سوار۔ کفار مین مشہور و معروف۔ ابو جردل نام معرکہ کارزار مین مسلمانون کی طرف متوجہ ہوا شیر بیشہ وغا جناب اسد اللہ اوسکے مقابل ہوے۔ ایک ہی وار شمشیر آبدار سے اوس کافر کو شربت ناگوار اجل پلا دیا۔ ایک دم مین ساری شجاعت خاک مین ملا دی۔ اہل اسلام کی ہمت بڑھی کفار کی کمرین ٹوٹ گئین۔

غزوہ طائف ۸ھ۔ جس زمانہ مین جناب سرور کائنات طائف کے محاصرہ مین مصروف تھے تو جناب علی مرتضیٰؓ کو چند اصحاب کبار و مردان کارزار کے ہمراہ گرد و نواح مین روانہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ اس نواح مین جہان کہین بتخانہ پاو مسمار کر ڈالو جناب علیؓ بغرض تعمیل ارشاد مع ہمراہیان خود روانہ ہوے اور قبیلہ بنی خثعم مین

پہونچے۔ اس قوم مین ایک نامی دلاور شجاع زمانہ تھا وہ آپکے مقابل لڑائی کو آن پہونچا
آپکے ہمراہیون مین کوئی صاحب ہمت مقابلہ کرسکے بالآخر جناب علی نے بہ نفس نفیس
اوس پہلوان کے مقابلہ کا قصد کیا ہرچند حضرت ابوالعاص بن ربیع نے کہا کہ آپ
اسوقت سردار ہین آپ نہ جاوین ہم لوگون مین سے کسیکو بھیدیجئے مگر آپ نہ مانے اور
میدان مین اوسکے مقابل تشریف لیگئے اور ایک ہی وار تیغ آبدار مین اوس خود
کام کا کام تمام کردیا۔ بعد خدمت بت شکنی و بربادی بتخانہ انجام دیکر واپس
مدینہ منورہ ہوے۔

بتخانہ فلس ۹ھ ۔ ماہ ربیع الآخر ۹ھ مین جناب علیؑ بحکم حضور رسالت پناہ
ایک سو پچاس یا دو سو جوانان انصار کے ساتھ فلس روانہ ہوے۔ یہہ ایک بُت کا
نام ہے جو بنی طے مین تھا۔ اس لشکر مین ایک سو اونٹ اور پچاس گھوڑے تھے۔

جناب علیؓ نے بتخانہ کو کھدوا ڈالا اور اموال غنیمت مین لونڈی غلام۔ اونٹ
بکریان بہت کچھہ ہاتھہ آئین تین تلوارین ملین۔ ایک خود لی اور ایک حضور نبوی
کے واسطے لاے۔ عدی بن حاتم بجانب شام فرار ہوگئے۔ اونکی بہن سفانہ بنت حاتم
قیدیونکے ساتھہ خدمت نبوی مین حاضر ہوئین۔ حضور نے اونکو رہا کیا جسکی وجہ سے
عدی بن حاتم از خود حاضر خدمت اقدس ہوکر مشرف باسلام ہوے۔

تبلیغ سورہ توبہ ۔ ۹ھ مین جناب ابوبکر صدیقؓ امیر حاج مقرر ہوکر مکہ معظمہ
روانہ ہوے بعد روانگی اونکے اوائل آیات سورہ برأت نازل ہوئین۔ آنحضرت نے
جناب علیؓ کو حضرت صدیقؓ کے عقب مین روانہ فرمایا۔

روایت ہے کہ جب آپکو یہہ حکم ہوا تو آپنے کہا حضور اس کام کے واسطے تو کسی

مرد لسّان۔ تیز زبان۔ خوش بیان کو روانہ فرماتے ہین نہ خوش تقریر ہون نہ خطبہ خوان۔ مجھسے یہہ کام کیسے انجام ہوگا۔ ارشاد ہوا تم نہ جاوٴگے تو مجھکو جانا پڑیگا کیونکہ ہم دونون مین سے ایک یہہ کام کرسکتا ہے تیسرا نہین۔ عرض کیا۔ اگر ایسا ہی تو مین جاتا ہون۔ فرمایا۔ جاوٴ خدا تمہاری زبان ثابت رکھیگا۔ تمہارے دل کو راہ حق دکھلائیگا پھر آپکے منہ پر دست مبارک پھیر کر رخصت فرمایا۔

اور ایک روایت اس طرح ہے کہ جب سورہ براۃ نازل ہوئی اور آنحضرت نے یہہ آیات پاک اہل مکہ کو سُنانا چاہین تو صحابہ کرام نے عرض کیا۔ کسیکی معرفت صدیق اکبر کے پاس بھجوا دیجیے۔ وہ موسم حج مین لوگونکو پڑھکر سُنا دینگے۔ فرمایا۔ یہہ کام تو میرا ہی ہے مین خود جاوٴن یا میرے اہل بیت مین سے کوئی جاے پھر حضرت علی رضؓ کو بُلا کر فرمایا یہہ آیات پاک جسوقت لوگ منیٰ مین جمع ہون پڑھکر سنا دینا اور یہہ بھی کہہ دینا کہ سال آیندہ سے کوئی مشرک حج کو نہ آوے اور طواف خانہ کعبہ کوئی برہنہ ہوکر نہ کرے جسکا عہد وذمہ تھا وہ بعد انقضاے میعاد چار ماہ منسوخ ہو جاویگا۔ آپ بہ تعمیل ارشاد ہدایت بنیاد ناقہ عضباء پر سوار ہوے اور مکہ معظمہ کو سدھارے۔ راستہ مین جناب ابوبکر رضؓ سے جاملے۔ جناب صدیق رضؓ نے فرمایا۔ کیا تم امیر الحاج مقرر ہوکر آئے ہو آپ نے کہا نہین امیر تو آپ ہین مین آپکا تابع ہون محض واسطے تبلیغ احکام نبوی حاضر ہوا ہون۔ جناب صدیق اکبر رضؓ امیر رہے اور جملہ حجاج عرب نے بدستور قدیم حج ادا کیا پھر دسوین تاریخ جناب علی مرتضیٰ رضؓ کھڑے ہوے اوّلاً آیات سورہ براۃ پڑھین بعد دیگر احکام نبوی سُناے اور مشرکین کے واسطے یہہ حکم سُنایا کہ آج سے چار ماہ تک جسکو جہان جانا ہے چلا جاوے اسکے بعد عہد نہ رہیگا اور مسلمانونکو جو ممانعت کفار کی

دست اندازی سے کی گئی ہے پھر نہ رہیگی ہان جسکے عہد کی مدت مقرر ہو چکی ہے اوسکا عہد و دستا انقضاے مدت مقررہ باقی رہیگا۔ بعد اسکے جناب ابوبکر صدیق اور جناب علی مرتضیٰ مدینہ منورہ واپس آے۔

تقرری یہ حکومت یمن سنہ ۱۰ھ مین جناب سیف اللہ خالد بن الولید یمن کے حاکم مقرر کرکے بھیجے گئے پھر اونکی جگہہ علی مرتضیٰ رض مقرر فرماے گئے۔ ایک روایت مین ہے کہ عہد حکومت خالد رض مین آپ واسطے لانے خمس اموال غنیمت بھیجے گئے تھے جسوقت آپ کی نسبت حکم نبوی صادر ہوا آپنے عذر کیا کہ مین نوعمر ناتجربہ کار ہون مجھہ مین قابلیت حکومت اور مقدمات فیصل کرنیکی نہین ہے تو آنحضرتؐ نے آپکے حق مین دعاے خیر کی خود اپنے ہاتھون سے عمامہ آپکے سر پر باندہا۔ دو شملے عمامہ کے ایک آگے بقدر ایک گز کے اور دوسرا پیچھے ایک بالشت لٹکا دیئے اور عَلم دیکر تین سو جانبازان اسلام کے ہمراہ یمن کی جانب روانہ فرمایا جناب علی رض یمن مین مقیم رہے اور نہایت خوبی سے مہمات نظم ونسق انجام دیئے اور آپ کی کوشش وسعی سے بہت کچھہ فتوحات نصیب غازیان اسلام ہوئین۔

روایت ہے کہ جسوقت جناب علی مرتضیٰ رض ملک یمن مین داخل ہوے تو جو لوگ اسلام نہ لاے تھے اونکو دین اسلام کی دعوت دی۔ وہ آپ کی تعلیم وتلقین سے راہ راست پر آے اور قبیلہ ہمدان کے اہل یمن مطیع اسلام ہوے۔ آپنے خدمت نبوی مین اطلاع کی۔

بعضے مورخین آپکے حالات مین اس طرح لکھتے ہین کہ آپ یمن مین مقیم ہوے اور اپنے لشکر کو گرد و نواح مین روانہ فرمایا جب وہ لشکر فتح وظفر وکامیابی کیساتھہ

واپس آیا تو جناب علیؓ خود بمقابلہ مخالفین تشریف لیگئے۔ ایک گروہ مخالفین سے مقابلہ
ہوا۔ آپنے اونکو ہرچند فہمایش کی اور اسلام کی ترغیب دی مگر وہ نہ مانتے بالآخر جنگ
کی ٹہیری۔ گروہ مخالفین قبیلہ بنی مدحج سے ایک نامی پہلوان اسود خزاعی نام آپ کے
مقابل ہوا۔ آپنے ایک وار تلوار سے اوسکو ہمیشہ کے واسطے جانب ملک عدم بہیجدیا
اوس ایک کے مرتے ہی سب کے حواس باختہ ہوگئے۔ آپکا رعب و ہیبت اسدرجہ غالب
ہوا کہ پھر کوئی مقابل نہ ہوا۔ آپ تلوار کہینچکر مثل شیر غران اوس مجمع مین جا پڑے۔ قریب
بیس آدمیونکے طعمہ نہنگ اجل ہوئے باقیماندہ بھاگ نکلے۔ آپنے اونکا تعاقب
نہ چھوڑا جب وہ ہرطرح مجبور ہوے اسلام کے طالب و راماں خواہ ہوے۔ آپنے
سبکو کلمہ توحید تلقین فرمایا اور شربت خوشگوار جام کلمہ شہادت سے شیرین کام کیا۔

حجۃ الوداع سنہ ۱۰ھ جسوقت حضور سرور عالم نے بقصد حج سفر کیا اور احرام
باندہا جناب علیؓ یمن مین تہے آپکو بہی اطلاع دی کہ حج مین آؤ چنانچہ آپ مکہ معظمہ کو
روانہ ہوے اور احرام اس نیت سے باندہا کہ جو نیت رسول خدا کی وہ میری۔ آپ کثیر التعداد
اونٹ قربانی کے واسطے ہمراہ لاے۔ جناب رسول خدا علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی
قربانیوں مین بہی آپکو شریک فرمایا جب آپ حضور سرور عالم سے ملے حضور نے استفسار
فرمایا کہ تمنے کیا نیت کی۔ عرض کیا مجھکو یہہ تو معلوم نہ تہا کہ حضور نے احرام بہ نیت عمرہ
باندہا ہے یا بقصد حج۔ اسواسطے مین نے یہہ نیت کی کہ جو حضور کی نیت ہے وہی میری
حضور نے فرمایا مین نے حج کی نیت سے احرام باندہا ہے اسیواسطے احرام پر قایم ہون
تم بہی احرام سے باہر نہ ہونا۔

جناب علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو رنگین کپڑے پہنے آنکہون مین سرمہ لگاے احرام سے

باہر دیکھکر اونپر اعتراض کیا - آپنے جواب دیا - مجھکو والد بزرگوار نے احرام سے باہر ہونیکی اجازت دی اسواسطے مین نے یہہ کیا - جناب علی رضؓ نے آنحضرت کی خدمت مین شکایت کی اور یہہ بھی بیان کیا کہ وہ آپکا نام لیتی ہین حضور نے فرمایا سچ کہتی ہین -

عبداللہ بن حارث کندی سے روایت ہے کہ مین نے حجۃ الوداع آنحضرت کے ساتھ کیا ہے - دسوین تاریخ حضور خواجہ عالم اوس میدان مین جہان قربانی ہوتی ہے تشریف لیگئے اور جناب علی رضؓ کو بلایا اور دونون صاحبون نے برچھا پکڑکر اونٹ نحر کئے جب قربانی سے فارغ ہوے تو جناب رسول اللہ خچر پر سوار ہوے - جناب علی رضؓ کو اپنے پیچھے سوار کرلیا اور وہان سے روانہ ہوے -

بعد فراغت حج الوداع جناب سالتمآب مع اصحاب کبار مدینہ منورہ روانہ ہوی اثناء سفر مین خم غدیر مین منزل کی - (یہہ مقام مکہ و مدینہ کے درمیان جحفہ سے تین میل ہے - اس مقام کا نام دراصل خم ہے اسکے پاس ایک چشمہ یا تالاب ہے جسکو عربی مین غدیر کہتے ہین - اب خم غدیر ایک نام ہوگیا -) نماز ظہر یہان ادا کی گئی پھر ارشاد نبوی ہوا مین عنقریب دنیا سے کوچ کرنے والا ہون اور تم مین دو چیزین چھوڑتا ہون جو ایک دوسرے سے عزت و قدر مین بڑی ہے - کتاب اللہ - میری اولاد - دیکھنا لحاظ رکھنا میرے بعد تم لوگ انسے کیسا معاملہ رکھتے ہو - یہہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگی اور دونون باہم ملی رہینگی اور اسی طرح قیامت کے دن حوض کوثر پر مجھسے ملینگی - خداوند تعالی میرا ولی ہے اور مین ہر مرد دیندار کا ولی ہون پھر جناب علی کا ہاتھ پکڑکر فرمایا جسکا مین ولی ہون اوسکے یہہ بھی ولی ہین خداوندا تو بھی اوسکا ولی ہوجا جسکے ولی علی ہون اور جو انسے عداوت رکھے اوسکا تو بھی دشمن ہو (ازالۃ الخفا)

راقم۔ اس حدیث کے متعلق جو حضرات شیعہ کا قول ہے اسکا جواب صواعق محرقہ مین مذکور ہے بخوف طوالت ہم اوسکو ذکر نہین کرتے۔

روایت ہے کہ جناب عمر فاروق رضؓ نے فرمایا۔ اے علیؓ آپکو مبارک ہو آپ ہر مرد و زن دیندار کے مولےٰ ہوگئے۔

بعض علما کا قول ہے کہ بُریدہؓ نے جو شکایت جناب علیؓ کی خدمت نبوی مین کی اسیوجہ سے حضور سرورعالم نے خم غدیر مین جناب علیؓ کی شان مین یہہ حدیث بیان فرمائی۔

وفات جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱ھ

جب حضور سرورعالم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیاے فانی کو چھوڑکر عالم جاودانی کو تشریف فرما ہوے جناب اسداللہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مع دیگر اصحاب اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور نبوی کے غسل و دفن کی خدمت بجالاے۔

روایت ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ حضرت عباسؓ۔ قثم بن عباسؓ۔ اسامہ بن زیدؓ۔ شقرانؓ مولی رسول خداؐ نے غسل دیا۔ حضرت اوس بن خولی بدری نے جناب علیؓ سے کہا۔ خدا کے واسطے اے علیؓ ہمکو بھی شریک کرلو اور اس نعمت عظمیٰ سے محروم نہ رکھو آپ نے انکو بھی بلالیا۔ جناب علیؓ غسل دیتے تھے اور دیگر اہل بیت پانی ڈالتے جاتے تھے حضور سرورعالم کو مع لباس کے غسل میت دیا گیا۔ غسل کے وقت جناب علیؓ فرماتے تھے میرے مان باپ حضور پر سے قربان۔ آپ کسقدر پاکیزہ ہین جسقدر صفائی و طہارت حالت زندگی مین تھی اب بھی اوسیقدر پاک و صاف ہین۔ جب غسل دے چکے اور کفن پہنایا بعد اداے نماز جنازہ حضرات اہل بیت۔ جناب علیؓ و عباسؓ

فضل رضؓ وغیرہ قبر مین اوترے اور حضور سرور دو جہان محبوب خالق سبحان کو دفن کیا
مروی ہے کہ وقت وفات جناب سرور کائنات صحابہ کرام و فور صدمۂ غم والم
سے بیخود تھے بعضے مجنون ہو گئے۔ بعضے بیہوش و مدہوش تھے چنانچہ جناب عثمان رضؓ
سے قوت گویائی زائل ہو گئی اور آپکو اصلا سدہ بدہ نہ تھی جہان بٹھا دیا بیٹھ گئے
جدہر کوئی لیگیا چلے گئے کچھہ اپنے تن بدن کی خبر نہ تھی یہہ حالت آپ کی دوسرے
دن تک رہی۔ جناب علی مرتضی رضؓ کا یہہ حال ہوا کہ سکتہ کے عالم مین مثل جسم مردہ ہو گئے
اپنی جگہہ سے جنبش کی طاقت نہ تھی۔ اسی طرح سب صاحبونکا حال تھا صرف جناب
ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عباس رضؓ البتہ ہوش و حواس مین تھے جنکی تسلی و اطمینان دلانے سے
اصحاب کبار کو ہوش آیا پھر حضور کی تجہیز و تکفین مین مصروف ہوئے خمیس و معارج النبوۃ
درحقیقت یہہ واقعہ ہی ایسا تھا۔ اس سے زیادہ کون سانحہ ہوش ربا ہوگا کہ امت
مرحومہ کے سردار جو مثل پدر مہربان بلکہ مان باپ سے زیادہ دوستدار و غمگسار تھے
اس جہان سے ہمیشہ کیواسطے کوچ کر گئے اور اپنے فراق دائمی کا داغ سینہ مہجوران
غمگین کو دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اے زہجر انت زمین و آسمان بگریستہ
جسم و جان خون گشتہ و روح روان بگریستہ

کن فکان چون قالب اندو تو چو جانی لاجرم
در فراق تو مکان و لامکان بگریستہ

نے ہمین ما خاکیان بھر تو ماتم داشتند
بلکہ رضوان نیز در باغ جنان بگریستہ

نے ہمین صدیقؓ و فاروقؓ اندو عثمانؓ و علیؓ
کز برائے صدر و بدر کن فکان بگریستہ

بلکہ ذرات جہان از عرش و فرش و بحر و بر
اندرین ماتم باشک خون فشان بگریستہ

خون گری ای دیدہ بھر سرورے کز ماتمش
جبرئیل اندر فلک با قدسیان بگریستہ

آدمؑ و نوحؑ و خلیلؑ و موسیؑ و عیسیؑ بجمع	در عزاے این رسول انس و جان بگریستہ
اہلبیت آندم کہ گریان گشتہ از بہر رسول	سنگ خارا ابر دل پر درد شان بگریستہ
جای آن دارد کہ بکشایم زدیدہ جوی خون	اندرین ماتم کہ ذرات جہان بگریستہ

آمدن مضر بمدینہ منورہ وحل سوالات از جناب علی مرتضیٰ رضہ

جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو دس روز گذرے تھے کہ ایک شخص مسافرانہ وضع سے چہرہ پر نقاب ڈالے ہاتھہ مین کوڑا مسجد نبوی کے دروازہ پر آکر کھڑے ہوگئے اور کہا السلام علیکم اے یاران رسول خدا۔ اللہ تعالےٰ تم کو اس صدمہ جانکاہ کے عوض کرامت وعزت مرحمت فرماے۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے محبوب کو بُلا لیا۔ وہ خدا کے بندہ تھے خداوند تعالیٰ حی لاموت قدیم ہی اوسکی ذات کو بقا و قیام ہے اوسکے سوا ہر چیز فانی ہے۔ جناب رسالتماب کی وفات سے بڑھکر اور کیا صدمہ ہوگا۔ خداوند رحیم وکریم آپ سبکو صبر عطا فرماے اور اس مصیبت کی جزاے عظیم مرحمت کرے۔ یہہ کہکر استفسار کرنے لگے۔ آپ لوگون مین وصی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کون صاحب ہین۔ جناب صدیق اکبر رضہ نے حضرت علی رضہ کی جانب اشارہ کرکے فرمایا یہہ وصی رسول اللہ ہین۔ وہ نووارد آپ سے ملتفت ہوے اور سلام کیا۔ آپنے جواب دیا وعلیکم السلام یا مضر صاحب البر صحابہ یہہ نام آپکے منہ سے سنکر متعجب ہوے۔ مسافر نے دریافت کیا۔ اے جوانمرد آپ کو میرا نام کیونکر معلوم ہوا فرمایا مجھکو حضور سرور عالم نے تمہارے نام اور حالات سے اطلاع دی ہے۔ اگر تم چاہو تو سارا قصہ ابھی تمہارے روبرو کہہ سناؤن۔ اوسنے پوچھا آپکا نام کیا ہے

فرمایا۔علی بن ابی طالب جناب سرورِ عالم کے چچا کا لڑکا ہون۔اوس شخص نے یہہ
نام سنکر کہا۔الحمد للہ۔پھر جناب علیؓ نے اوس شخص کے سامنے اس طرح قصہ کہنا
شروع کیا۔تم عرب ہو۔نام تمہارا مضر ہے اور باپ کا نام دارم۔تمہاری عمر اب
تین سو ساٹھہ برس کی ہے جب تم سو برس کے ہوے تو اپنی قوم کو عبادت
غیر خدا سے منع کیا۔جناب سالتمآب کی پیدایش کی اونکو بشارت دی اور حضور
نبوی کے اوصاف اپنی قوم کو سناے۔اپنی قوم کو ہدایت کی کہ اگر زمانہ رسالت
پاؤ تو حضور پر ایمان لانا اور نجات ابدی حاصل کرنا۔تمنے اپنی قوم کو جب اس
طور سے وعظ و نصیحت کی وہ تمپر اولٹ پڑے اور تمکو مار پیٹ کر کنوئین مین ڈالدیا
تم ابھی تک اوسی کنوئین مین قید تھے۔جب سرور دو جہان رسول خالق کون و مکان
نے دنیا سے رحلت فرمائی۔تمہاری قوم عذاب آلہی مین مبتلا ہوکر سیل فنا سے ہلاک
ہوئی اور تمکو اوس چاہ محبس سے نجات ہوئی۔پھر تمکو خداوند تعالے کا حکم ہوا کہ مدینہ
جا کر قبر نبوی کی زیارت کرو۔تم اپنے مقام سے روانہ ہوے اور اسوقت مدینہ مین
داخل ہوے۔حضور نبوی نے یہہ سب حال مجھسے ارشاد فرمایا ہے اور یہہ بھی حکم
دیا ہے کہ جب تم آؤ تو حضور کی طرف سے تمکو سلام کہون۔مضر یہہ حال سنکر رو دیئے
جناب علیؓ کے سر مبارک پر بوسہ دیا اور آپکے سامنے بیٹھے۔آپنے فرمایا۔اپنے چہرہ سے
نقاب اوٹھاؤ۔مضر نے منہ کہول دیا۔ساری مسجد اونکے نورانی چہرہ سے جگمگا
اوٹھی۔بعدہ مضر نے کہا۔اے علیؓ مین آپسے چند باتین دریافت کرتا ہون اونکا
جواب دیجئے ان باتونکی خبر بجز پیغمبر کے یا اوسکے وصی کے دوسرے کو ہرگز نہین۔آپنے
فرمایا بیان کرو۔مضر نے یہہ سوال کئے۔

(۱) وہ کونسا نر ہے کہ بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا - (۲) وہ کون مادہ ہے جو بے ماں باپ کے ہوئی - (۳) وہ کون نر ہے کہ بے باپ کے ہوا - (۴) وہ کون پیغمبر ہے جو نہ از قسم جن وملائکہ - نہ از نوع حیوانات چارپایہ درندگان ہے (۵) ایسی قبر کون سی ہے جسمین انسان گیا اور آسودہ حال زندگی کی - (۶) وہ کونسا جاندار ہے کہ اپنے دوستونکو ڈرایا - (۷) ایسا جسم کونسا ہے کہ کھاتا پیتا نہین - (۸) روئے زمین پر وہ کون مقام ہے کہ صرف ایک ہی مرتبہ آفتاب کی روشنی اوسپر پڑی - (۹) وہ بے جان شے کیا ہے جس سے جاندار پیدا ہوا - (۱۰) وہ عورت کون ہے جس سے تین گھنٹے مین لڑکا پیدا ہوا - (۱۱) دو ساکن کون ہین - (۱۲) دو متحرک کون ہین - (۱۳) وہ دو دوست جنمین باہم دشمنی نہین ہوتی - (۱۴) دو دشمن جو کبھی آپس مین دوست نہین ہوتے - (۱۵) شے کیا ہے - (۱۶) لاشئے کسکو کہتے ہین - (۱۷) سب مین اچھی اور خوبصورت کیا چیز ہے - (۱۸) سب مین بدصورت کیا ہے - (۱۹) رحم مادر مین اول کیا چیز بنتی ہے - (۲۰) وہ کون چیز ہے جو قبر مین سب کے بعد سڑتی گلتی ہے -

جناب علی مرتضیٰ نے ہر ایک سوال کا جواب اس طرح دیا -

(۱) جو نر بے ماں باپ کے ہوا وہ حضرت آدم علیہ السلام ہین محض قدرت خدا سے پیدا ہوے - (۲) وہ مادہ حضرت حوّا علیہا السلام ہین جو بے ماں باپ کے ہوئین (۳) وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہین کہ بغیر باپ کے پیدا ہوے - (۴) وہ پیغمبر کوّا ہے جسکو خداوند تعالےٰ نے قابیل کے پاس واسطے تعلیم کیفیت دفن لاش ہابیل کے بھیجا تھا (۵) وہ قبر مچھلی کا پیٹ ہی کہ یونس علیہ السلام کو نگل گئی تھی - آپ مچھلی کی پیٹ مین تین روز رہے اور وہ پانی پر چلتی پھرتی تھی مگر آپکو کسیطرح کا صدمہ نہ پہنچا

(۶) وہ ایک چیونٹی تھی جو اپنی غذا کی تلاش مین نکلی ایک ستون پر چڑہی اور اوسکے ساتھہ اور چیونٹیان بھی تہین وہ ستون حضرت سلیمان علیہ السلام کے سر پر تھا۔ وہ چیونٹی بولی۔ دیکھو تمھارے چلنے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سر پر خاک نہ گرنے پاوے ورنہ آپکو تکلیف ہوگی۔ (۷) عصائے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے (۸) جسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی امت کو لیکر دریا مین داخل ہوے پانی جابجا سمٹ گیا اور لوگونکے جانیکو راستہ ہوگیا زمین خشک نکل آئی اوسپر آفتاب کی روشنی پڑی۔ پھر بعد عبور بنی اسرائیل پانی اپنی جگہہ آگیا اور زمین چھپ گئی۔ (۹) وہ پتھر ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام کے معجزہ سے پتھر مین سے اونٹنی نکل آئی گویا پتھر سے پیدا ہوئی۔ (۱۰) حضرت مریم علیہا السلام کا حاملہ ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا صرف تین گھنٹے مین ہوا ہے۔ (۱۱) زمین و آسمان کہ یہ دونون ہمیشہ ساکن ہین۔ (۱۲) آفتاب و مہتاب کہ ہر وقت گردش مین رہتے ہین کسیوقت سکون پذیر نہین۔ (۱۳) جسم و جان یہہ دو دوست ہین کہ کبھی ایک دوسرے کے دشمن نہین ہوتے۔ (۱۴) موت و زندگی دونون باہم دشمن ہین کبھی انمین دوستی و محبت نہین ہوتی۔ (۱۵) شئے۔ مرد ایماندار خدا کا دوست فرمانبردار ہے۔ (۱۶) لاشئے کافر بدکردار بدانجام ذلیل و خوار ہے۔ (۱۷) سب چیز و نمین حسین و خوبصورت انسان کا چہرہ ہے۔ (۱۸) بدصورت سب مین بدن بے سر ہے۔ (جسکے دیکھنے سے خوف طاری ہوتا ہے)۔ (۱۹) رحم مادر مین سب اعضا سے پہلے کلمہ والی اونگلی بنتی ہے۔ (۲۰) قبر مین سب اعضا کے بعد وہ ہڈی گلتی ہے جو نتہائے پشت مین ہے۔

مضر نے اپنے سوالونکے جواب سنکے بہت خوش ہوے آپ کی پیشانی پر بو

دیا جسقدر صحابہ کبار اوس جلسہ مین موجود تھے سب نے جناب علی رض کی تعریف کی اور نے
اقرار کیا کہ بیشک آپ علم نبوت کے وارث ہین بعدہ مضر نے کہا۔ اب مجھکو روضہ رسول
پاک مین لیچلیئے۔ جناب علی رض ہمراہ ہوے اور قبر مبارک پر پہونچے۔ مضر قبر شریف دیکھتے
ہی بیخود ہو گئے۔ قبر شریف سے لپٹ گئے بار بار اپنا سینہ اور منہ قبر نبوی سے ملتے تھے
اور دیدۂ خونبار سے سیل اشک روان تھے۔ جناب علی رض نے فرمایا مضر کو اسی طرح
رہنے دو۔ کوئی دم مین انکی روح عالم بالا کو پرواز کرنے والی ہے چنانچہ تھوڑی ہی دیر
بعد لوگون نے دیکھا تو اونکا سر قبر شریف پر تھا اور جسم جان سے خالی تھا۔ انا للہ وانا
الیہ راجعون۔ صحابہ نے اونکی تجہیز و تکفین کرکے جناب سید الشہدا حضرت حمزہ رض کی
قبر کے پاس دفن کر دیا۔ (معارج النبوت)

وقائع عہد خلافت صدیقی تا آخر عہد عثمانی

جسوقت حضور سرور کائنات نے رحلت فرمائی صحابہ کبار سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوے
اور جناب صدیق اکبر رض کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ بعد اوسکے دوسرے دن بیعت عامہ
منعقد ہو گئی مگر چند اصحاب سادات اہل بیت اس جلسہ مین نہ تھے منجملہ اونکے جناب
علی رض و حضرت زبیر بن العوام رض بھی نہین آے۔ جناب ابوبکر صدیق رض نے ان دونون صاحبونکو
طلب فرمایا اور وجہ انکار و تخلف استفسار کی۔ دونون نے یہہ عذر کیا۔ ہمکو آپکی
شرافت اور استحقاق خلافت مین کلام نہین۔ لاشک بعد جناب رسول خدا کے
آپ سب مین فضل ہین حضور نبوی نے حالت حیات مین آپکو امامت نماز پر معین
فرمایا۔ باقی دیگر خصوصیات و کرامات آپکی ظاہر ہین البتہ ہمکو اسکا ملال ہوا کہ ہم

مشورہ مین کیون نہ بلاے گئے بعد اسکے دونون صاحبون نے بیعت کرلی جناب علی مرتضی رضؓ تا آخر وقت جناب ابوبکر صدیق رضؓ ہر طرح آپکے مشیر اور وزیر رہے اور حضرت صدیق اکبر رضؓ بھی آپکے مرتبہ وعزت کا خیال فرماتے تھے۔

بعد وفات حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو صدمہ جناب علی مرتضی رضؓ کو پہونچا وہ جناب سیدہ خاتون جنت فاطمہ زہرا رضؓ کی رحلت ہے۔ یہہ حادثہ جانکاہ اس طرح ہے کہ مرض الموت آپکا دراصل فراق جناب رسول خدا تھا۔ مروی ہے کہ جس دن سے آنحضرتؐ نے رحلت فرمائی کبھی کسی نے جناب فاطمہ رضؓ کو ہنستے نہ دیکھا ہر وقت اسی غم مین گریان و نالان رہتین بالانجام چھہ مہینے بعد آنحضرت صلعم کے پاس جا پہونچین۔

مہر رحمت سرشت من خاک در بہشت من		عشق تو سرنوشت من راحت من رضای تو

بظاہر کچھہ ایسی علالت آپکو نہ تھی چند روز بیمار رہین۔ بروز وفات حضرت علی مرتضی کہین تشریف لیگئے تھے آپنے غسل کیا۔ پاکیزہ کپڑے پہنے۔ بستر پر استراحت فرمائی۔ قبلہ کی جانب منہ کیا۔ سیدہے ہاتھہ کا تکیہ بنایا اور کلمہ شہادت پڑہکر سراے فانی سے ملک جاودانی کو رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جناب علی رضؓ جسوقت تشریف لاے یہہ سانحہ ہوشربا سنکر رنج وغم سے بیخود ہوگئے۔ جس حجرہ مین جناب فاطمہ رضؓ خواب مرگ سے مانوس ہورہی تہین گئے اور نہایت درد و اضطراب کے ساتھہ فرمایا۔ اے بنت رسول اللہ۔ بعد حضور نبوی کے تمہارے دم سے مجھکو تسکین و تسلی تہی۔ افسوس تم نے بہی مجھکو تنہا چھوڑا۔ واے صد واے۔ اب میرے دل کا تشفی دینے والا کون ہے پھر آپ بہت روے اور دو شعر پڑہے جنکا مطلب یہہ ہے۔

دنیا مین کوئی دو دوست ایسے نہین جنمین کبھی فراق نہ ہو۔ بعد آنحضرت صلعم کے
فاطمہ کی جدائی میرے حقمین باعث صدمہ عظیم ہے اور انکی وفات صاف دلیل
اس بات کی ہے کہ دوست کسیکا ہمیشہ قائم نہین رہتا۔

مروی ہے کہ جسوقت آپنے جناب سیدہؑ کو بعد وفات کپڑے اوڑہے بستر پر
مردہ دیکھا تو رونے لگے اور چند شعر پڑہے جنکا ترجمہ یہہ ہے۔

ہر دو دوستونکا اجتماع ایکدن جدائی و فرقت سے بدلجاتا ہے اور جو شخص مرنیکے
قریب ہے اوسکی مدت فرقت یاران گذشتہ سے بہت کم ہے۔ مین دیکھتا ہون کہ حوادث
وامراض دنیوی مجہپر بکثرت ہین اور جو مبتلاے امراض ہے وہ موت تک علیل رہتا
ہے۔ یکے بعد دیگرے یاران زمانہ کو کہوتا جاتا ہون یہی قوی دلیل ہے کہ کوئی دوست
ہمیشہ رہنے کا نہین۔

پہر آپ حسب وصیت جناب فاطمہؑ رات ہی کو تجہیز وتکفین سے فراغت کرکے نماز پڑہی اور بقیع مین دفن کیا
جسوقت آپ دفن سے فارغ ہوے اور مٹی دیکر ہاتہہ جھاڑے کسیکے اشعار پڑہے جنکا ماحصل یہہ
مین اشک حسرت بہاکر کہہ رہا ہون۔ (افسوس) زمین باقی ہے اور دوست چلے
جارہے ہین۔ اے یارو اگر موت کے سوا دوسری چیز تمکو پہونچی ہوتی تو مین ضرور
اوسپر غصہ وعتاب کرتا مگر مشکل تو یہہ ہے کہ موت پر کسیکا زور نہین چلتا (سراج الملوک)
دوسرے روز صحابہ کبار نے آپسے شکایت کی کہ ہم لوگونکو اطلاع کیون نہ کی۔
ہم بہی اونکی تجہیز وتکفین مین شریک ہوتے اور ثواب نماز حاصل کرتے۔ آپنے
عذر کیا اور فرمایا۔ مین مجبور تہا مین نے حسب وصیت اونکے بلا اطلاع آپکے رات ہی کو
دفن کردیا۔ آپ کی وفات بقول اصح شب شنبہ تیسری ماہ رمضان المبارک سے

حضور رسول معظم کی رحلت سے پورے چھ ماہ بعد یہہ سانحہ جگر خراش پیش آیا۔ روایت ہے کہ جناب فاطمہ رضہ نے حضرت علیؑ کو وصیت کی تھی کہ اگر میری وصیت مانو توتم سے کہوں ورنہ دوسرے کو وصیت کر جاؤں۔ آپنے فرمایا مجھکو منظور ہے۔ مین خود وصیت ادا کرونگا۔ تم شوق سے کہو۔ جناب فاطمہ رضہ نے فرمایا مجھکو رات کے وقت دفن کرنا تاکہ غیر محرم اشخاص کی نظر میرے جنازہ پر نہ پڑے۔

روشن نشد بہ محرم و بیگانہ سوز ما ؎		ماخویش را بہ گوشۂ ویرانہ سوختیم ؎

مؤلف۔ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ رضہ کا حضرت صدیق اکبر رضہ کی بیعت خوشی سے قبول کرلینا اور خلافت صدیقی کو برحق ماننا۔ جناب ابوبکر رضہ کو اپنے سے افضل جاننا ہر طرح آپکے امور خلافت اور مشورہ مین مثل مشیر و وزیر کے شریک حال رہنا۔ ظاہر و باطن آپ سے محبت رکھنا۔ آپکی اقتدا و اتباع جملہ امور دینی مین حضرت صدیق رضہ کے قدم بقدم چلنا۔ علیٰ ہذا القیاس حضرت صدیق رضہ کا آپکے منصب و درجہ کا خیال کرنا اور آپکی عزت و حرمت توقیر و تعظیم مین سرمو فرق روا نہ رکھنا۔ آپکو اہلبیت نبوی مین شمار کرکے اپنوں سے زیادہ آپکو سمجھنا۔ وہ باتین ہین جو محبت و خلوص طرفین کی عمدہ دلیل و نشانی ہین۔ غاصب و مغصوب منہ کے مابین اس قسم کے تعلقات یکسان رہنا اور تاحین حیات مراسم اخوت و مودت و طریق برادرانہ کا برتاؤ ہونا اور کسیوقت رنج و کدورت کا ظاہر نہ ہونا۔ بالخصوص جناب شیر خدا علی مرتضیٰ رضہ ایسے شخص سے جو بکمال شجاعت و فتوت و ہمت و مردانگی شہرۂ آفاق اور سختی و شدت امور دین مین بے نظیر علی الاطلاق ہوں اپنے مخالف سے دب کر رہنا اور ظاہری محبت و فرمانبرداری و اطاعت برتنا عقلاً و نقلاً ابعد و بالکل خارج از قیاس ہے۔ درباب طلب وراثت شکر رنجی و ملال ظاہری جو پیدا

ہوا تھا وہ بھی جناب صدیق رضؓ کے معقول عذر اور مدلل وجوہ اور صحابہ کرام کی تصدیق اور بیان سے ایسا رفع ہو گیا کہ مابعد مین کسیکو کسی سے شکایت نہین رہی۔ ان سب باتونکو حصص اولین مین بالصراحت لکھا جا چکا ہے جو طالب حق کیواسطے کافی ہین۔

پھر جسوقت جناب فاروق اعظم رضؓ خلیفہ ہوئے۔ جناب علی رضؓ نے آپسے بھی بلا تکلف بیعت کرلی اور تا وقت شہادت جناب فاروق رضؓ جو باہمی تعلقات رہے ہین وہ اظہر من الشمس ہین۔ اس سے بڑھکر اور کیا چاہیئے کہ آپنے اپنی صاحبزادی جناب فاروق رضؓ کے عقد مین دیدی اور یہہ نکاح جس طرح آپکی خوشی و رضامندی کے ساتھہ صورت پذیر ہوا اسکا انکار دیدہ انصاف پر تعصب کی پٹی باندھنا اور جناب شیر خدا رضؓ کو نھایت بودا و کمزور (معاذ اللہ) سمجھنا ہے۔ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست۔

جناب فاروق رضؓ جنکی شان وَاَمرُہم شوریٰ بینہم ہے مہمات خلافت و نظم و نسق امارت مین آپسے مشورہ لیا کرتے تھے۔ مقدمات پیچیدہ و دشوار و قضایاے مشکلہ مین آپ ہی کی رائے روشن کیجانب رجوع کرتے تھے چنانچہ چند نظائر اوسکے ہم اوپر لکھہ آئے ہین۔ اپنے صاحبزادونکا نام ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ رکھنا بھی کمال محبت کی علامت ہے۔ کیا اسکو بھی تقیہ کہین گے۔ خدا کے شیر اور بزدل۔ واہ صاحب واہ۔ خوب قدردانی ہے۔ توبہ توبہ۔ من احب شیئاً اکثر ذکرہٗ۔ انسان اپنی شی محبوب کا ذکر اکثر کرتا رہتا ہے۔ اپنے پیارون کے نام ہر وقت برزبان ہوتے ہین نہ کہ دشمن۔ ظالم۔ جابر۔ غاصب کے نام۔ پھر اپنے پیارے لڑکونکے نام جو باعث روشنی چشم و راحت جان ہین رکھے جائین۔ جناب فاروق رضؓ کا فارس کی شاہزادی کو جناب امام حسین رضؓ کے حوالہ کرنا بھی تو الفت و خلوص کی نشانی ہے اس بارہ مین بھی جناب علی مرتضیٰ کی رائے صائب نے فیصلہ کیا اور

شاہ فارس کی خاندانی عزت قائم رکھنے بلکہ عزت بڑہانیکو خاندان نبوت سے ملا دیا جنکے بطن سے سلسلہ سادات کرام چلا اور تا قیامت باقی رہیگا۔ کیا حضرات شیخین رض کی نسبت اب بہی گمان ظلم و غصب ہو سکتا ہے ہرگز نہین۔ ورنہ بڑی مشکل ہوجاویگی۔ درصورت غاصب و جابر ہونے کے اونکا جہاد کب درست ہوا اوکی فتوحات سے لونڈی و غلام جو ہاتھہ آے وہ بہی شرعی غلام نہین ہوے۔ پہر اونسے سلسلہ سادات جاری رہا معاذ اللہ من ذلک۔۔ یہہ فرق نسل مین ڈالنے والے یہی حضرات شیخین ہین؟ پہر بیچاری مظلوم سادات کو فخر نسب و شرافت قومی کیا رہی۔ توبہ توبہ۔ الامان۔ الحفیظ۔ صاحبو ہم تو یہہ کبہی نہ کہینگے۔ ہمارے دلون مین تو اس قسم کے توہمات کو بہی دخل نہین۔ جب بیعت عثمانی ہوئی ہے اوس مجمع مین باوجودیکہ بعض صحابہ کی نظر جناب علی رض کی طرف تہی مگر آپنے بلا تامل و تاخیر اوسیوقت جناب عثمان رض کے ہاتھہ پر بیعت کرلی اور اونکی خلافت کو تسلیم کیا۔ بعد اسکے تا اخیر وقت شہادت جناب عثمان رض آپ ہر طرح ممد و معاون رہے جس کی نسبت اسی کتاب کے حصہ اول ضمن محاصرہ و تقریر محاکمہ مین ہم بہ تفصیل ذکر کرچکے ہین۔ الغرض جناب امیر المومنین علی رض زمانہ ہر سہ خلافت مین مثل ایک بڑے رکن و مشیر کاروبار امور انتظامی رہے۔ تینون صاحب بہی آپ کی قدر و منزلت اور آپکے ساتھہ نہایت محبت و الفت برادرانہ کا برتاؤ و معاملہ کرتے رہے۔ ہمارا دعوی زبانی نہین بلکہ واقعات کے دیکہنے اور پڑہنے سے تفصیلی حالات سے تصدیق کامل ہو سکتی ہے

آخر سنہ ۳۵ھ بیعت خلافت جناب امیر المومنین سیدنا علی رض بن ابی طالب

راویان آثار و حاکیان اخبار قصہ بیعت کو اس طرح نقل کرتے ہین۔ محمد بن حنفیہ سے روایت ہے

کہ ہنوز جناب عثمانؓ محصور تھے جو ایک شخص نے جناب علی مرتضیٰؓ کی خدمت مین آکر عرض کیا۔ جناب عثمانؓ شہید ہوگئے۔ بعدازان دوسرا شخص آیا اوس نے بھی یہی ظاہر کیا۔ جناب علی مرتضیٰؓ اوٹھنے لگے مگر صدمہ غم شہادت جناب عثمانؓ سے آپ کی حالت متغیر ہوگئی۔ محمد بن حنفیہؓ نے کمر پکڑ لی کہ مبادا آپ گر پڑین۔ آپنے فرمایا۔ میری کمر چھوڑ دو پھر جناب عثمانؓ کے دولتخانہ پر تشریف لیگئے۔ وہان جناب عثمانؓ شہید ہوچکے تھے آپ اونکے مکان سے واپس آئے اور گھر کا دروازہ بند کرکے خاموش غمگین بیٹھے رہے۔ (خمیس)

بعدازان حضرات طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ ایک گروہ انصار و مہاجرین کے ہمراہ آپکے پاس آئے۔ آپ اسوقت دولتخانہ مین تھے بعض کہتے ہین کہ بنی عمرو بن مبذول کے باغیچہ مین تشریف فرما تھے دروازہ کہلوا کر مکان کے اندر داخل ہوئے اور آپسے کہا۔ لوگون کے واسطے امام و خلیفہ کی ضرورت ہے۔ بغیر امام کے اونکے کام چل نہین سکتے۔ ہم لوگ اسیواسطے آئے ہین کہ آپ کی بیعت کرین۔ آپنے جواب دیا۔ تم سب جسکو پسند کرو اوسکو اپنا امام و امیر بنالو۔ مجھکو امارت کی تمنا نہین اور نہ مین اسکو پسند کرتا ہون جسکو تم پسند کروگے مین بھی اوسپر راضی ہونگا۔ سب نے کہا۔ ہم آپسے بڑھکر افضل اور اس کام کا اہل و مستحق کسی کو نہین دیکھتے۔ جو سوابق اسلامی اور قرابت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکو حاصل ہے وہ اب دوسرے کو کہان۔ فرمایا۔ مجھکو معاف رکھو مین بہ نسبت امارت کے وزارت و مشیر کار خلافت ہونا اپنے حق مین بہتر سمجھتا ہون۔ مگر سب نے پھر باصرار تمام کہا۔ ہم آپ ہی کو خلیفہ کرینگے آپکے سوا دوسرا اسکی لیاقت و قابلیت نہین رکھتا۔ جب آپنے صحابہؓ کا مبالغہ و منت و سماجت اس درجہ دیکھا تو فرمایا۔ آپ سب لوگ اس طرح میرے واسطے گرویدہ ہین تو بمجبوری مجھے بھی منظور ہے لیکن میری بیعت چوری چھپے نہ ہوگی۔ مسجد مین سب

جمع ہون اور علانیہ مجمع عام مین بیعت ہو۔ یہہ فرماکر آپ مسجد مین تشریف لاے۔ اسوقت وضع مبارک یہہ تھی۔ ایک تہمد باندہے۔ ایک چادر اوڑہے۔ سر پر عمامہ جو ریشم اور اُون کا تھا نعلین ہاتھہ مین۔ کمان سے ٹیک لگاکر کھڑے ہوے بیعت شروع ہوئی۔ سب سے اول حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضؓ نے بیعت کی۔ انکا ہاتھہ لنجہا تھا۔ (جنگ احد مین حضور سرور عالم صلعم کی حفاظت مین بیکار ہوگیا تھا) حبیب بن ذویب انکو اول بیعت کرتے دیکھکر بولے انا اللہ۔ (بسم اللہ ہی غلط ہوئی۔ خدا خیر کرے) جس ہاتھہ سے بیعت شروع ہوئی وہ تو لنجہا ہے۔ یہہ کام انجام ہوتا نظر نہین آتا۔

حضرت طلحہؓ کے بعد حضرت زبیرؓ نے بیعت کی۔ جناب علیؓ نے فرمایا۔ اگر آپ دونون صاحب بخوشی خاطر میری بیعت منظور کرتے ہون تو فبہا۔ ورنہ مین حاضر ہون آپکی بیعت کرلون۔ آپ دونون صاحبونمین سے جو خلافت قبول کرین مین خوش ہون اور سب سے اول بیعت کرنے والا ہون۔ ان دونون صاحبون نے جواب دیا نہین ہم آپکی بیعت کرتے ہین۔

بعضونکا قول ہے کہ حضرت طلحہ و زبیرؓ نے بیعت کے بعد لوگون سے کہا۔ ہم اوسوقت بیعت نہ کرلیتے تو کیا کرتے ہم کو تو اپنی جانونکا خوف تھا اور ہمکو یہہ معلوم تھا کہ حضرت علیؓ ہماری بیعت کیون کرنے لگے۔ بعد چار ماہ کے یہہ دونون صاحب مکہ معظمہ کو چلے گئے۔

الغرض حضرت طلحہ و زبیر کے بعد اور لوگون نے بیعت کی۔ پھر لوگ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو لاے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ آؤ تم بہی میری بیعت کرلو۔ انہون نے جواب دیا آپ میری طرف سے مطمئن رہین لوگونکو بیعت کرلینے دیجیے پھر مین بہی بیعت کرلونگا۔ واللہ آپکو میری ذات سے کوئی صدمہ نہ پہونچیگا۔ آپنے فرمایا۔ سعدؓ کو جانے دو کچہہ مضائقہ نہین

بعدازان حضرت عبداللہ بن عمرؓ کولاے اور انسے بھی بیعت کو کہا۔ انہون نے جواب دیا۔ سب لوگ بیعت کرلین پھر مین بھی حاضر ہون۔ آپنے فرمایا۔ کسی کو اپنا ضامن دو۔ ابن عمر بولے۔ مین ضامن نہین دے سکتا۔ اشتر نے کہا۔ امیر المومنین۔ مجھکو اجازت دیجیے کہ اس شخص کی گردن اوڑادون۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ جانے دو مین انکا ضامن ہون۔ تم کو مین خوب جانتا ہون تم تو ہمیشہ سے کج خلق شریر طبیعت ہو۔

پھر انصار نے بیعت کی۔ مگر بعض انصار اور مہاجرین نے بیعت سے تخلف کیا۔ از انجملہ انصار مین سے حضرت حسان بن ثابت۔ کعب بن مالک مسلمہ بن مخلد۔ ابوسعید۔ محمد بن مسلمہ نعمان بن بشیر۔ زید بن ثابت۔ رافع بن خدیج۔ فضالہ بن عبید۔ کعب بن عجرہ۔ سلمہ بن سلامہ بن وقش ہین۔ رضی اللہ عنہم اور مہاجرین مین سے عبداللہ بن سلام۔ صہیب بن سنان۔ اسامہ بن زید۔ قدامہ بن مظعون۔ مغیرہ بن شعبہ تھے۔ رضی اللہ عنہم انصار مذکورہ بالا مین سے اکثر عثمانی تھے چنانچہ نعمان بن بشیرؓ نائلہ زوجہ عثمانؓ کی کٹی ہوئی اونگلیان اور حضرت عثمانؓ کا خون آلود قمیص لیکر شام چلے گئے۔ حضرت حسانؓ تو ایک شاعر تھے اونکو کچھہ پرواہ نہ تھی حضرت زید بن ثابت کو جناب عثمانؓ نے دفتر بیت المال کا افسر کردیا تھا اور کعب بن مالک قوم مزینہ پر عامل صدقہ ہوکر گئے تھے۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

آپ کی بیعت باتفاق جملہ مہاجرین و انصار و اکابر صحابہؓ منعقد ہوئی باستثناء حضرات مذکورہ سب نے بیعت قبول کرلی جو لوگ بیعت سے الگ رہے آپنے اونپر جبر بھی نہ کیا بلکہ لوگونکے استفسار پر فرمایا۔ یہہ لوگ امر حق سے بیٹھ رہے اور باطل کو بھی اختیار نہ کیا (یعنی بیعت کرلیتے تو امر حق مین شریک ہوتے اور اس سے بلا مخالفت میرے الگ رہے تاہم کچھہ بُرائی نہین) (خمیس)

بعضے کیفیت بیعت یون لکہتے ہین کہ بعد حادثہ شہادت جناب امیرالمومنین عثمان رضؓ
پانچ روز تک مدینہ بے خلیفہ وبے چراغ رہا- اس عرصہ مین بلوائیونکا سرگروہ غافقی بن حرب
مدینہ منورہ کا امیر تھا- بلوائی اپنا پیچھا چہوڑانیکو چاہتے تہے کہ کسیکو امیر کردین مگر اونکو
کوئی شخص ایسا نہ ملا- رات دن اسی تلاش مین سرگرم رہے- حضرت طلحہ رضؓ مدینہ منورہ سے باہر
اپنے باغ مین مقیم تہے- حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ وزبیر رضؓ بہی مدینہ مین نہ تہے- بنی امیہ
بہاگ گئے تہے- حضرت سعید بن العاص- ولید- مروان- مکہ معظمہ چلے گئے تہے جو بہاگ
نہ سکے وہ پوشیدہ ہوکر بیٹہ رہے- انکی دیکہا دیکہی اور بہی اکابر واشراف مدینہ اپنے اپنے
گھر چہوڑکر چل دیئے تہے- مصری جناب علی رضؓ کے پاس آے اور بیعت خلافت کیواسطے
استدعا کی- آپنے صاف انکار فرمایا اور اونکو دہتکار دیا- کوفی حضرت زبیر رضؓ کو تلاش کرکے
اونسے ملے اور یہی درخواست کی آپنے بہی ڈانٹ بتائی- بصری حضرت طلحہ رضؓ سے جاکر ملے
مگر اونہون نے بہی خشک جواب دیا اور اونکو للکار کر نکال دیا- اب بلوائیون نے حضرت
سعد بن ابی وقاص کو ڈہونڈہ نکالا اور آپسے بہی یہی سوال کیا- آپنے فرمایا- مجہکو خلافت
کی حاجت نہین جو اسکا خواستگار ہو اوس سے کہو- حضرت ابن عمر نے بہی یہی جواب دیا
بالآخر سب سے مایوس ہوے پھر آپس مین کھچڑی پکنے لگی- ایک نے دوسرے سے کہا- اب تو
اپنی خیریت نظر نہین آتی- بغیر امام مقرر کئے اگر اپنے ملکون کو واپس جاتے ہین تو خدا جانے
کسقدر اختلاف واقع ہو اور امت محمدی فتنہ وفساد مین پڑجاوے- سخت حیرانی
وپریشانی ہے کہ کوئی خلافت قبول نہین کرتا عجب عالم حیرت ہے- خلافت سے اس قدر
گریز ہے اور ایسی بری چیز سمجہتے ہین- پہر جو انمین صاحب عقل وہوش تہے اونہون نے
متفق ہوکر اہل مدینہ کو جمع کرکے اونسے کہا- تم لوگ اہل شوریٰ ہو- اہل حل وعقد ہو-

تمہارا حکم تمام امت محمدیہ پر چلتا ہے۔ تم کسیکو امام مقرر کرو ہم سب تمہارے مطیع و فرمانبردار ہین۔ ہم تمکو آج کے دن کی مہلت دیتے ہین بخدا اگر اس مدت مقررہ مین تمنے اپنی تجویز سے امام مقرر نہ کرلیا تو یہہ سمجہہ لو کہ تمہارے حق مین بہتر نہ ہوگا۔ ہم کل کے روز علیؓ۔ زبیرؓ۔ اور انکے علاوہ بہتیرے اشخاص کو قتل کر ڈالینگے۔ اہل مدینہ جناب علیؓ کی تلاش مین نکلے چارون طرف سے آپکو گہیر لیا اور کہا۔ آپ نازک وقت کو دیکھتے ہین۔ اسلام پر کیسی سخت مصیبت پڑی ہے۔ ہم لوگ کیسی آفت مین پہنسے ہین۔ مدینہ منورہ اسوقت کس حال مین مبتلا ہے۔ آپنے جواب دیا مجھکو صاحب معاف فرماوین کسی اور کو خلیفہ بنالین۔ مین ایک امر عظیم کی وجہ سے جو عام عقلون اور سمجھو نسے باہر ہے اس بار خلافت سے سبکدوش رہنا چاہتا ہون۔ اہل مدینہ نے کہا۔ آپ خدا کے واسطے ہمارے حال زار پر رحم فرماوین اسلام کی جانب نظر کیجیے۔ فتنۂ عالمگیر کی طرف توجہ فرمائیے۔ خدا سے ڈرئیے۔ آپنے فرمایا مین آپ سب صاحبون کی استدعا قبول کرتا ہون مگر آپ سب صاحب خوب سمجھہ لین کہ مجھسے بیعت کرلینے مین آپ اپنے سر ایک بار عظیم لیتے ہین جسکا آپکو متحمل ہونا پڑیگا اور اگر مجھکو اس سے علیحدہ رکہتے تو مین بہی ایک شخص تم مین سے ہوتا اور جسکو تم خلیفہ کرتے مین بہی اوسکا مطیع و فرمانبردار رہتا۔ اسکے بعد آپنے دوسرے دن بیعت لینے کا وعدہ فرمایا اور سب لوگ رخصت ہوے اس درمیان مین لوگون نے باہم صلاح کی کہ اگر حضرت طلحہؓ و زبیرؓ ہمارے متفق ہوکر جناب علیؓ کی بیعت تسلیم کرلین تو سب کام درست ہوجاوے اور مابعد کو اندیشہ اختلاف و فتنہ و فساد نہ باقی رہے۔ چنانچہ بصریون نے چند اشخاص کے ہمراہ حکیم بن جبلہ کو حضرت زبیرؓ کے پاس بہیجا۔ یہہ لوگ گئے اور حضرت زبیرؓ کو بزور و خوف تلوار لے آے۔ اشتر مع دیگر اشخاص حضرت طلحہؓ کو جبراً حضرت علیؓ کی

پاس لاے۔ ہر چند حضرت طلحہؓ نے کہا۔ مجھکو رہنے دو دیکھو اور لوگ کیا کہتے ہین پیچھے مین ہی بیعت کرلونگا مگر اشتر نے ایک نہ سُنی جس دن بیعت ہوئی ہے جمعہ کا دن تھا صبح ہوتے ہی چھوٹے بڑے مدینہ والے۔ بصری۔ کوفی۔ مصری سب کے سب مسجد مین جمع ہوگئے۔ بصریون اور کوفیون کو یہہ خوف تھا کہ مصریونکے حسب خواہش جناب علی خلیفہ ہوتے ہین اور ہم لوگ انکے تابع ہونگے۔ اس خیال سے حضرات طلحہ و زبیرؓ پر دونون گروہ دانت پیستے تھے کہ انہون نے خلافت کیون نہ پسند کی اور کوفیون و مصریون کی درخواست سے کیون روگردان ہوکر انکار کیا مگر مصری خوش تھے اونکی مُنہ مانگی مراد حضرت علی مرتضیٰؓ کی خلافت ہوگئی۔ جب سب لوگ آگئے۔ جناب علیؓ تشریف لاے اور ممبر پر چڑہکر فرمایا۔ اے اشراف قوم۔ صاحبان عقل و ہوش۔ امر خلافت مین تم لوگونکو اختیار ہے اور کسیکا حق نہین جو تمہارے اس کام مین خلل انداز ہو۔ تم جسکو انتخاب کرو وہی خلیفہ ہے۔ کل تم لوگ میرے پاس پریشان ہوکر آے تھے اور مین امارت و خلافت سے گریز کرتا تھا مگر تم اسپر مصر ہوے کہ مین ہی تمہارا امیر ہون۔ صاحبو۔ آگاہ ہو میرے پاس صرف تمہارے مال کی کنجی ہے اور مین اوس مال مین سے ایک درم بھی بلا اجازت تمہارے نہین لے سکتا۔ اب بھی اگر تم لوگ کل کی بات پر دل سے راضی ہو تو خیر مین موجود ہون اور بیعت لینے کو حاضر ورنہ مین کسیکو جبراً نہین پکڑتا۔ سب نے ایک زبان ہوکر کہا۔ ہم کل کی بات پر راضی ہین آپکو اپنا امیر بنا چکے۔ آپنے فرمایا۔ خداوندا۔ تو گواہ ہے (یہہ لوگ میری خلافت پر راضی ہین) جب یہہ بات طے ہوگئی تو اشتر نے حضرت طلحہؓ کا ہاتھ پکڑ کر جناب علیؓ کے سامنے پیش کیا اور سب سے اول اونہون نے آپکی بیعت کی بعدہٗ حضرت زبیرؓ نے

بیعت کی پھر جو لوگ اس جلسہ مین حاضر نہ ہوے تھے وہ بلاے گئے اور انھون نے بھی بیعت کر لی اور بیعت عامہ منعقد ہو گئی سب نے اس شرط پر بیعت کی کہ جناب علی رض کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق حکم دینگے۔ دربارہ اداے حقوق قریب و بعید قوی و ضعیف۔ شریف و کمینہ کا فرق نہ ہو گا سب ایک نظر سے دیکھے جاوینگے بعد تکمیل بیعت عامہ حضرت طلحہ رض نے کہا مین نے تو زیردستی بیعت کر لی اور حضرت زبیر رض بھی کہتے تھے۔ مجھکو عبد القیس مین کا ایک چور پکڑ لایا اور میری گردن پر چھری رکھ دی مین نے ترس جان سے بیعت کر لی۔

یہہ روایت بنا بر اقوال اون مؤرخین کے ہے جو کہتے ہین کہ حضرات طلحہ و زبیر رض نے بجبر و اکراہ بیعت کی۔ حضرت زبیر رض کے بیعت کرنے مین بعض مؤرخین کا اختلاف بھی ہے۔ (کثرت روایات سے حضرت زبیر کا ہونا اور بیعت کرنا ثابت ہوتا ہے)

جناب علی مرتضیٰ رض کی خلافت سے اہل مدینہ کا کام بن گیا اور اونکو بدستور سابق جیسا حضرات خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین اطمینان تھا ویسی ہی بیفکری حاصل ہو گئی۔ یہہ واقعہ بیعت خلافت مرتضوی یوم جمعہ ۳۵ھ کو ہوا جبکہ پانچ راتین ماہ ذیحجہ سے باقی رہ گئی تھین۔ (یعنی ۲۵ ذیحجہ ۳۵ھ کو بیعت ہوئی) عام لوگ آپکی بیعت کا حساب ذرشہادت جناب امیر المومنین عثمان رض سے کرتے ہین۔

بیعت عامہ کے بعد جناب امیر المومنین علی رض نے خطبہ پڑھا۔ بعد حمد و ثنا کے فرمایا

ان اللہ انزل کتابا ھادیا بیّن فیہ الخیر والشر فخذوا بالخیر ودعوا الشر۔ الفرائض الفرائض۔ ادّوھا الی اللہ تعالیٰ یؤدّکم الی الجنۃ۔ انّ اللہ حرّم حرمات غیر مجھولۃ وفضل حرمۃ المسلم علی الحرم کلھا۔ وشدّ اللّٰہ

بالاخلاص والتوحید حقوق المسلمین - فالمسلم من سلم المسلمون من لسانه ویدہ الا بالحق لایحل دم امرئ مسلم الا بما یجب - بادروا امر العامۃ وخاصۃ احدکم الموت - فان الناس امامکم وان ما خلفکم الساعۃ تحدوکم تخففوا تلحقوا - فانما ینتظر بالناس اخراہم اتقوا اللہ عباد اللہ فی بلادہ - وعبادہ انکم مسئولون حتی عن البقاع والبہائم - اطیعوا اللہ فلا تعصوہ - واذکروا اذ کنتم قلیل مستضعفون فی الارض - ترجمہ - خداوند تعالیٰ نے کتاب پاک رہنما تمہارے واسطے اوتاری - اوسمین نیک و بد دونوں ظاہر کر دیئے نیکی کو پکڑو اور اوسپر عمل کرو - برائی ترک کرو اور اوس سے دور بھاگو - اللہ تعالیٰ کے فرائض ادا کرتے رہو - وہ تمکو اسکی عوض میں جنت دیگا - اللہ جل شانہ نے ممنوع چیزیں منع فرمادیں اور مسلمان کی حرمت اور بزرگی سب سے بڑھکر گردانی - اخلاص اور توحید سے مسلمانوں کے حقوق مضبوط و قوی کر دیئے - مسلمان وہی شخص ہے جسکے ہاتھ و زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں ہاں اگر حق کی تعمیل ہو تو اس صورت میں مسلمان کی ایذا کا خیال نہ ہوگا - مرد مسلمان کا خون حلال نہیں ہوتا مگر اوسی کام سے جو اسکے خون کو مباح کر دے جو امر ہر خاص و عام کو پیش آنے والا ہے وہ موت ہے اس سے قبل عمل کر لو - جانے والے لوگ تم سے پہلے چلے گئے اور قیامت تمہارے پیچھے آرہی ہے - دنیا کے بار سے ہلکے اور آمادہ سفر رہو اور گذرے ہوئے اشخاص سے مل جاؤ کیونکہ پچھلے باقیماندہ کا انتظار ہو رہا ہے - اللہ سے ڈرو اور اوسکے بندے جو ملکوں میں ہیں اونکی ایذا رسانی سے بچو - اے بندگان خدا تم سے سوال ہوگا یہانتک کہ زمین اور بے زبان جانوروں کی بابت بھی پوچھ ہوگی - خدا کی اطاعت کرو

اوسکے نافرمان نہ ہو اور یاد کرو اوس وقت کو کہ تم روئے زمین پر تھوڑے اور کمزور تھے پھر خطبہ ختم کر کے آپ اپنے دولتخانہ کو تشریف لیگئے۔ آپ مکان پر پہونچے ہی تھے کہ حضرات طلحہ و زبیر مع چند صحابہ کے آے اور کہا۔ چونکہ ہم نے بیعت اس شرط کی ہے کہ آپ حدود و قصاص قائم کرینگے اور یہہ لوگ بلوائی عثمان رض کے قتل مین شریک ہین لہذا آپ ان لوگون سے جناب عثمان رض کا قصاص لین۔ آپنے جواب دیا بھائیو۔ جو آپ لوگ جانتے ہین مین بہی اوس سے جاہل نہین۔ مگر افسوس ہے یہہ لوگ ایسے ہین کہ ہمپر حاوی اور متصرف ہو رہے ہین اور ہمارا اونپر قابو نہین۔ بالفعل مجھکو ایسی قدرت حاصل نہین ہے کہ تمہارے حسب خواہش عمل کر سکون۔ یہہ لوگ اکیلے اس قتل کے مرتکب نہین بلکہ مشکل تو یہہ ہے کہ تمہارے غلام اور تمہارے مطیع قومین بہی انکے ساتھ ہین اور تمہارے دیہاتی گنوار بہی انکے ہمدم و ہمقدم ہین۔ یہہ لوگ تم سے اس طرح خلط ملط ہین کہ جب چاہین تمکو ایذا پہونچائین اور تم اونکا کچھ بہی نہ کر سکو۔ کیا ایسی حالت مین تم انپر قدرت پا سکتے ہو اور وہ تمہارے قابو مین آسکتے ہین اور تم انسے خاطر خواہ بدلا لینے پر قادر رہو۔ اونہون نے جواب دیا۔ بیشک ہمکو اسکی قدرت و طاقت نہین۔ آپنے فرمایا۔ قسم بخدا۔ مین خود اسی فکر مین ہون کہ جناب عثمان رض کے حقوق کی نگہداشت پوری طور سے کیجاوے۔ اونکے قاتلین بداعمال سے بدلہ لیا جاوے۔ اگر خدا کو منظور ہے تو اسکا موقع بہی آجاویگا۔ یہہ لوگ جاہل ہین انکے واسطے فساد کا سامان اور زیادہ شرارت حاصل ہے۔ شیطان جو راہ نکالتا ہے تو اوسکے پیرو زمین پر بہت ہو جاتے ہین۔ درباب قصاص جناب عثمان رض تین فریق ہین۔ اگر اس کام مین چھیڑ کیجاوے تو ایک فریق ایسے اسوقت ملینگے جو تمہارے

ہمخیال ہین-ایک گروہ وہ ہین جو تمہارے برخلاف قصاص جائز نہین سمجھتی تیسرا فریق وہ ہے کہ نہ اسمین اور نہ اومین-ابھی اس کام مین ذرا تامل کرو-لوگونکی طبیعتین سکون پذیر ہون-اونکے دل ٹھر جاوین-دیکھو بیٹھے لوگ کیا کرتے ہین-پھر اپنی قوت حاصل کرکے اپنر حملہ کر دینا اور خون عثمانی کا انتقام خاطر خواہ لے لینا-اس کلام کے ختم ہوتے ہی طلحہ و زبیرؓ اور دیگر صحابہ اوٹھے چلے گئے-پھر لوگون مین قاتلین جناب عثمانؓ کی بابت سرگوشیان ہونے لگین-قریش عجب حالت مین تھے-نہ تو خروج و انتقام لینے پر قادر تھے اور نہ یہ معاملہ اپنے حال پر چھوڑنا چاہتے تھے-بعد شہادت جناب عثمانؓ بنی امیہ اور دیگر اقوام کا مدینہ منورہ سے نکل جانا بھی باعث ہیجان قریش تھا لوگون مین مختلف خیالات کے لوگ تھے-بعضے جناب علیؓ کی راے سے متفق تھے اور بعضے کہتے تھے-جو کچھ ہمکو کرنا ہے اوسمین دیر کیون کرین-حضرت علیؓ تو اپنی راے پر کام کرینگے ہمارا کہنا کیون مانین گے علاوہ اسکے وہ قریش پر دوسرونکے بہ نسبت زیادہ سخت ہین-جناب علیؓ کو انکے خیالات کی جو اطلاع ہوئی تو آپنے پھر سبکو بلا کر جمع کیا-اکابر قریش بھی آے-آپنے خطبہ پڑھا-فضائل قریش ذکر کئے-اپنی احتیاج اونکی طرف-اونکے واسطے نظر و توجہ رکھنا اور رام خلافت و حکومت انہین حضرات کے دم سے ہونا وابستہ بیان کرکے فرمایا مین خدا سے اجر کا خواستگار ہون-پھر بآواز بلند فرمایا-جو غلام اپنے مولی مالک سے بھاگا ہوا اور پھر اپنے آقا کی طرف رجوع نکرے تو وہ ذمہ و پناہ سے نکل گیا-بعد اسکے آپنے حکم دیا کہ اعراب اور سبیئہ مدینہ سے نکل جاوین اور اپنے ملکون کو چلے جاوین-سبیئہ نے انکار کیا اور اعراب اونسے متفق ہو گئے-اونکا یہہ قول تھا-آج ہمکو یہہ حکم ملا اگر اسکو مانتے ہین تو کل کے دن ہم پھر دلیر ہو جاوینگے اور پھر ہم انکا کچھہ نہ کر سکین گے-پھر ان دونون فریق نے

فساد پر آمادگی ظاہر کی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ جناب علی مرتضیٰ اپنے گھر مین تشریف رکھتے تھے اتنے مین حضرات طلحہ و زبیر تشریف لائے۔ انکے ساتھ چند اصحاب کبار بھی تھے۔ آپنے فرمایا کیا بدلے لینے کو تیار ہو مخالفین آمادہ فساد ہین۔ ان صاحبون نے جواب دیا۔ یہ لوگ بڑے سرکش ہین۔ فرمایا۔ ابھی کیا ہے آگے چلکر انکی شرارت دیکھ لینا۔ اگر میری قوم کے سردار میرا کہنا مانین اور میری رائے پر چلین تو مین سچ کہتا ہون ایسی تدبیر و حکمت عملی سے کام نکالون کہ وہ بہت آسانی سے اپنے دشمنونکو ذبح کر ڈالین۔ اسپر حضرت طلحہ بولے۔ مجھکو بصرہ جانے دیجیئے مین جاکر لوگونکے خیالات درست کرکے آپ کی متابعت پر آمادہ کرون اور مخالفین کے ڈرانیکو ایک لشکر جمع کرلاؤن۔ حضرت زبیرؓ نے کہا۔ مین کوفہ جاکر ایسا ہی انتظام کرون۔ حضرت علی مرتضیٰؓ نے کسی مصلحت سے انکی درخواست منظور نہ کی اور فرمایا۔ ابھی ٹھیرے رہو اس معاملہ مین پھر رائے دونگا۔

بعد بیعت امیر المومنین نے عزل و نصب عمال پر توجہ مبذول فرمائی مگر حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ ابھی موقع نہین ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہین کہ بعد شہادت عثمانؓ مین حج سے فارغ ہوکر مدینہ واپس آیا اور علی مرتضیٰ کی خدمت مین گیا۔ اوسوقت مغیرہ بن شعبہ آپکے پاس خلوت مین کچھ باتین کر رہے تھے میرے پہونچتے ہی وہ اوٹھکے چلے گئے۔ مین نے دریافت کیا۔ ابھی مغیرہؓ سے اور آپسے کیا باتین ہوئین۔ فرمایا۔ اس سے قبل مغیرہؓ نے مجھسے یہہ کہا تھا کہ ہمپر آپکا حق ہے۔ آپکی اطاعت و خیر خواہی ہمارے ذمہ واجب ہے۔ آپ صحابہ کرام اور اہلبیت نبوی مین بزرگ ہین پھر ہمارے خلیفہ۔ ہمارے سردار۔ ہمارے امیر ہین۔ رائے صائب و تجویز اسکو کہتے ہین

کہ دفع الوقتی نہ کرکے انجام کار آنیوالے حوادث پر نظر رکھکر عمدہ بات نکالی جاوے جس سے نہ فی الحال نقصان ہو نہ آئندہ خوف زیان۔ میری رائے اگر آپ قبول فرماوین تو یہہ ہے کہ امیر معاویہؓ۔ عبداللہ بن عامر اور دیگر عمال عہد خلافت عثمانیؓ کو فی الحال بحال رکھیئے۔ ایک کو بھی معزول نہ فرمائیے۔ جب یہہ لوگ آپکے مطیع ہو کر آپکی بیعت کرلین اور فتنہ و فساد کو سکون ہو جاوے پھر آپکو اختیار ہے جسپر اعتماد ہوا وسکو رکھیئے۔ جسکو برخلاف سمجھیئے موقوف کردیجئے گا۔ مغیرہؓ کی یہہ گفتگو سنکر مین نے اونکی رائے سے انکار کیا اور کہا۔ دین کے معاملہ مین تو ہرگز سستی نہ کرونگا اور نہ کسی کی رعایت ہوگی اور اپنے کام مین ذلت و رسوائی ذرہ برابر بھی مجھکو گوارہ نہین۔ مغیرہؓ نے کہا۔ اگر آپ میری رائے پسند نہین فرماتے تو اسقدر میرا معروضہ قبول فرمائیے کہ معاویہؓ کو تو بحال رہنے دیجیئے اور باقی عمال مین سے جسکو چاہیئے موقوف کردیجیئے جسکو چاہیئے بحال رکھیئے۔ کیونکہ یہہ مرد جری ہین انکی ہمت بڑھی ہوئی ہے۔ اہل شام سب انکے مطیع ہین اور آپ انکے بحال رکھنے کی دلیل بھی رکھتے ہین کیونکہ حضرت عمرؓ کے وقت سے یہ شام کے والی ہین۔ مین نے اسکا یہ جواب دیا۔ واللہ۔ معاویہؓ کو تو اب دو دن بھی نہ رکھونگا۔ مغیرہؓ یہہ جواب پاکر میرے پاس سے چلے گئے۔ مین یہہ خوب جانتا تھا کہ مغیرہ کے نزدیک مین غلطی پر ہون۔ آج ابھی پھر آئے اور اسوقت یہہ کہا۔ اول مرتبہ جو مین آپسے ملا اور اپنے نزدیک جو مناسب سمجھا عرض کیا مگر آپنے نہ مانا اور میرے خلاف اپنا منشا ظاہر فرمایا۔ اب مین بھی یہی مناسب سمجھتا ہون کہ جو آپ کی رائے ہے وہی بہتر ہے آپ جسکو قابل حکومت تصور کرین اوسکو بحال رکھین جسکو چاہین موقوف کردین اور اوسکی جگہہ اپنا معتمد علیہ مقرر کرین۔ اللہ تعالی آپ کا معین و کارساز ہے کیسکی شوکت و حشمت کا اندیشہ نہین۔

جناب عبداللہ ابن عباس یہ گفتگو تمامہ سنکر بولے۔ مغیرہؓ نے اول مرتبہ جو راے دی وہ خیر خواہی کی تھی اور اب جو کہہ گئے آپ کو دھوکا دے گئے ہین۔

علیؓ۔ مغیرہ کی پہلی بات مین کیا خیر خواہی ہے۔

عبداللہ۔ مناسب تو یہہ تھا کہ وقت شہادت جناب عثمانؓ آپ یہان نہ ہوتے بلکہ مکہ مین ہوتے مگر خیر۔ گذشتہ را صلوات۔ اب تدبیر یہہ ہے کہ چونکہ امیر معاویہؓ اور اونکے اصحاب دنیا دار ہین اگر وہ اپنی جگہہ بحال رہے تو اونکو یہ خیال نہ ہوگا کہ ہمارے خلیفہ اب کون ہین ہمکو تو اپنی حکومت سے کام ہے وہ حاصل ہے اور اگر اونکو ابھی معزول کر دیجئے گا تو حکومت جانے کا صدمہ ہوگا۔ اوس وقت وہ دیکھین گے کہ کیسا انقلاب ہوگیا اور کہین گے افسوس۔ خلافت عثمانی مین کیا لطف حکومت تھا اب ہماری حکومت ناحق چھین لی۔ کسی سے صلاح نہ مشورہ اپنی راے سے جو چاہا کیا۔ ہمارے بھائی عثمانؓ کو قتل کیا اور پھر یہہ ظلم کیا کہ امارت سے برطرف کر دیا۔ یہہ غم اونکا اس درجہ ہوگا کہ آپ پر حملہ کرینگے اور اہل شام و عراق جو اونکے رفیق و فرمانبردار ہین سب آپکی مخالفت پر کمربستہ ہوکر چارون طرف سے آپ پر ٹوٹ پڑینگے۔ پھر طلحہ و زبیرؓ پر بھی اطمینان نہین۔ کیا عجب کہ یہ دونون بھی آپکے خلاف ہوکر خدانخواستہ آپ پر حملہ کرین میری بھی یہی راے ہے کہ ابھی حضرت معاویہؓ کو اپنی جگہہ قائم رہنے دیجئے اگر وہ آپ کی بیعت کر لینگے تو مین ضامن ہوتا ہون کہ معاویہؓ کو ایسی تدبیر و حکمت عملی سے اوکھاڑ دونگا کہ آپ بھی خوش ہوجاوینگے۔ ابھی انکے برطرف کرنے مین یہہ بھی اندیشہ ہے کہ بنی امیہ لوگونکو یہہ دھوکا دینگے کہ ہم قاتلین حضرت

عثمان رضؓ سے قصاص طلب کرتے ہین جیسا اہل مدینہ بھی یہی بات کہہ رہے ہین کہ ہم طالب قصاص ہین۔ مبادا یہہ صورت پیش آئی تو اس ذریعہ سے آپ کی حکومت درہم و برہم کر دینگے اور آپ اوسوقت کسی طرح اسکو دفعیہ کر سکین گے کیونکہ ابہی آپ کی خلافت کو استقرار و ثبات حاصل نہین ہوا ہے۔

علی رضؓ۔ واللہ میرے پاس تو معاویہ رضؓ کے واسطے فقط تلوار ہے۔ اگر عاجز ہو کر نہ مرون تو ایسی موت سے نہین ڈرتا اور لڑکر مرجانا نفس کیواسطے موجب ننگ و عار نہین۔

عبداللہ رضؓ۔ امیرالمومنین۔ آپ ایک مرد شجاع و دلیر ضرور ہین مگر لڑائی ہین صائب الرائے نہین۔ کیا آپ کو حدیث نبوی الحرب خدعۃ یاد نہین۔

علی رضؓ۔ ہان یہہ تو سچ ہے۔ بیشک حیلہ و تدبیر سے خوب کام نکل جاتا ہے۔

عبداللہ رضؓ۔ واللہ اگر آپ میرا کہنا مانین تو مین ایسی راہ بتاؤن جس مین آپکا نہ کچھہ نقصان ہو اور نہ کسی قسم کا گناہ اور حسب خاطر خواہ آپکا کام بن جاوے بخلاف اسکے وہ لوگ تدبیرین سوچتے اور انجام کار پر غور ہی کرتے رہ جاوین اور پیش افتادہ امور انکو نہ سوجھہ پڑین۔

علی رضؓ۔ مجھہ مین نہ آپ کی سی خصلتین ہین اور نہ معاویہ رضؓ کے سے عادات۔

عبداللہ رضؓ۔ اچھا۔ آپ میرے کہنے سے اپنا مال و اسباب لیکر ینبوع چلے جائین اور اپنے گھر مین دروازہ بند کر کے خاموش بیٹھہ رہین۔ کسیکو اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دین۔ اس سے عرب خوب سرگردان و پریشان ادہر اودہر پھرا اور کسیکو اہل خلافت نہ پاکر مجبوراً آپ ہی کے پاس مطیع ہو کر آئینگے اور اگر اسوقت آپ ان لوگونکے ساتھہ اوٹھین گے تو بیشک کل کے روز حضرت عثمان رضؓ کے خون کا

الزام آپ ہی پر لگاوینگے۔

علی رضہ آپنے اپنے نزدیک نیک صلاح دی مگر مین آپکا کہنا نہین مانتا لیکن آپ میرے کہے پر کاربند ہون۔

عبد اللہ مین تو آپکا تابعدار ہون بیشک میرے حق مین یہی بہتر و مناسب ہوگا کہ آپ کی اطاعت کرون۔

علی رضہ اچھا مین نے آپکو شام کا والی مقرر کر دیا۔ آپ سامان سفر درست کر کے جانب ملک شام روانہ ہون۔

عبد اللہ مین آپ کی حکم عدولی نہین کرتا لیکن یہہ راے مناسب نہین ہے کیونکہ امیر معاویہ بنی امیہ مین حضرت عثمان رضہ کے بھائی۔ اسوقت شام کے والی و عامل ہین۔ جملہ اہل شام اونکے تابع فرمان ہین۔ مجھکو آپسے جو تعلق قرابت ہے وہ یہہ خوف دلا رہا ہے کہ میرے پہونچتے ہی مجھکو بعوض خون جناب عثمان قتل کر ڈالین گے یا قید کر دینگے اور جو کچھہ غبار و کدورت آپکی طرف سے ہے وہ سب مجھپر اوتارینگے۔ البتہ یہہ راے مناسب ہے کہ پہلے آپ حضرت معاویہ رضہ سے خط و کتابت کر کے کسیطرح اونسے بیعت لیوین اور اونکو امید وار مراسم خلافت کرین۔

علی رضہ واللہ یہہ تو مجھسے کبھی نہ ہوگا

حضرت ابن عباس رضہ یہہ سنکر خاموش ہوگئے اور چونکہ مغیرہ رضہ نے جناب علی کو نصیحت کی تھی اور آپنے قبول نہ فرمائی لہذا وہ ناراض ہو کر مکہ معظمہ چلے گئے۔ مغیرہ رضہ یہ کہتے تھے کہ مین نے اولاً جناب علی کو بنظر خیر خواہی نصیحت کی مگر جب اونہون نے نہ مانی ہین نے دوسری بار اونکو دہوکا دیا۔ (ابن اثیر۔ ابن خلدون)

سنہ ۳۶ھ

تبدیلی عمال و آغاز خلافت حضرت معاویہؓ

جناب علی مرتضیٰؓ نے عمال ممالک محروسہ اسلامیہ مین اس طرح تبدل و تغیر شروع کیا کہ حضرت عثمانؓ بن حنیف کو بصرہ کا حاکم کیا۔ حضرت عمارہ بن شہاب کو کوفہ پر۔ حضرت عبیداللہ بن عباسؓ یمن کے امیر ہوے حضرت قیس بن سعدؓ والی مصر مقرر ہوے حضرت سہیل بن حنیف امیر شام کئے گئے۔

ان اصحاب کے حالات اس طرح مذکور ہوتے ہین کہ حضرت سہیل بن حنیف شام کو روانہ ہوے جب بمقام تبوک پہونچے تو انکو چند سوار آتے ہوے ملے۔ اونھون نے پوچھا آپ کون ہین کہان جاتے ہین۔ انہون نے جواب دیا مین امیر شام مقرر ہوا ہون سوارون نے کہا۔ اگر حضرت عثمانؓ کی طرف سے آپکو امارت شام ملی ہے تو مبارک ہو تشریف لے چلئے ہم ہی ہمراہ رکاب ہین اور اگر جناب عثمانؓ کے سوا دوسرے نے آپ کو حاکم شام کیا ہے تو سیدھے واپس جائیے۔ اسی مین آپ کی خیریت ہے۔ حضرت سہیل نے کہا۔ کیا تم کو معلوم نہین کہ جناب عثمانؓ شہید ہوے اور حضرت امیرالمومنین اسداللہ علی مرتضیٰؓ سریر آرائے خلافت ہین۔ اونھون نے یہ جواب دیا ہم خوب جانتے ہین مگر آپ آگے نہ بڑھین اسی مقام سے پلٹ جاوین۔ (ابن اثیر)

کیونکہ جملہ اہل شام حضرت علیؓ سے مخالف اور حضرت معاویہؓ کے موافق ہین اور حضرت عثمانؓ کے خون کے مدعی۔ (روضۃ الصفا)

حضرت سہیلؓ تبوک سے واپس آے اور جناب علی مرتضیٰ کی خدمت مین سارا حال عرض کیا

حضرت قیس بن سعد والی مصر ہوکر مصر کو چل دیئے۔ راستہ مین بمقام ایلہ ایک دستہ سوار و سے ملاقات ہوئی جو مصر سے آرہا تھا۔ سوارون نے پوچھا آپ کون ہین۔ جواب دیا مین قیس بن سعد گروہ قاتلین عثمانی رضہ سے ہون مین ایسے لوگونکو ڈھونڈھتا ہون جن سے ملکر پناہ گزین ہون اور جہانتک مجھسے ممکن ہوگا اونکی مدد کرونگا۔ (شائد انھون نے یہہ حیلہ اسوا سطے کیا ہوکہ مصری انکو اپنا موافق سمجھکر انکی امارت پر متفق ہون ورنہ یہہ قاتلین جناب عثمان مین نہین تھے) سوارون نے کہا بسم اللہ تشریف لیچلیئے۔ الغرض حضرت قیس مصر مین داخل ہوے۔ انکے پہونچتے ہی مصریون مین پھوٹ پڑگئی اور اونکے تین گروہ ہوگئے ایک فریق نے تو حضرت قیس کی اطاعت قبول کی اور انسے مل گئے۔ دوسرا بمقام خربتا عزلت گزین ہوا۔ وہ لوگ یہہ کہتے تھے کہ اگر جناب عثمان رضہ کے قاتلین قتل کیے جاوینگے تو ہم انکے ساتھ ہین ورنہ ہم الگ ہین گے تاوقتیکہ ہمکو کوئی نہ چھیڑے ہم کسی سے متعرض نہونگے تیسرے فریق کا یہہ دعوی تھا کہ ہم جناب علی رضہ کا ساتھ دینگے بشرطیکہ وہ خون عثمانی رضہ کا بدلا ہمارے بھائیونسے نہ لین اور اس خیال سے درگذرین۔ (ابن اثیر)

ابن خلدون کی روایت مین اس طرح ہے کہ مصریون کے چند فرقے ہوگئے بعضون نے حضرت قیس کا ساتھ دیا اطاعت قبول کی اور چند لوگون نے بانتظار قصاص قاتلین جناب عثمان رضہ سکوت اختیار کیا اور بعضون نے یہہ کہا کہ جبتک ہمارے بھائی مصری مدینہ سے واپس نہ آئینگے ... [illegible] ... اوسوقت تک ہم کچھہ نہ کرینگے نہ کسی کی اطاعت قبول کرینگے اور نہ کسی کی امارت سے منکر ہونگے حضرت قیس رضہ نے یہہ حال جناب علی رضہ کی خدمت مین لکھہ بھیجا۔

حضرت عثمان بن حنیف بصرہ مین داخل ہوے انکو کسی نے نہ روکا اور نہ انھون نے حضرت عبداللہ بن عامر والی سابق بصرہ کو مستعد جنگ و جدال پایا اور نہ کسی طرح

اونکی جانب سے فتنہ وفساد کا اندیشہ دیکھا۔ اکابر وعمائد بصرہ مین انکے پہونچنے پر اسقدر اختلاف ضرور رہوا کہ کچھ انکے تابع ہوگئے اور کچھ الگ۔ بعضے سکوت پذیر تھے اور یہہ کہتے تھے کہ بالفعل ہم کچھ نہین کرتے تاوقتیکہ اہل مدینہ کا واقعی حال ہمکو دریافت نہو۔ جسطرف اونکا رخ دیکھینگے ہم بہی اوسی طرف ہوجاوینگے۔ کوفہ کی طرف عمارہ بن شہاب وانہ کئے گئے تھے وہ مقام زبالہ مین پہونچے تھے کہ طلیحہ بن خویلد سے ملاقات ہوئی یہہ بطلب انتقام خون جناب عثمان رضؓ نکلے تھے انکا قول تھا "افسوس۔ اس ہنگامہ فتنہ وفساد کی مجھکو پہلے سے خبر نہوئی اور نہین وقت پر پہونچ سکا" انکا کوفہ سے نکلنا اوسوقت ہوا ہے جبکہ قعقاع بن عمرو کوفہ سے وقت محاصرہ جناب عثمانؓ آپکی مدد کو مدینہ کی طرف آئے اور خبر شہادت سنکر کوفہ واپس گئے۔ طلیحہ کو صاحب سلامت کے بعد معلوم ہوا کہ عمارہ امیر کوفہ مقرر ہوکر آئے ہین طلیحہ نے کہا۔ آپکے حق مین یہی بہتر ہے کہ مدینہ واپس جائین۔ کوفہ والے جناب علی رضؓ کے مقرر کردہ عامل کو ہرگز پسند نہین کرتے اور اپنے امیر ابوموسیٰ اشعری کو کسی سے بدلنا نہین چاہتے۔ اگر آپ میرا کہنا نہ مانین گے تو مین آپ کی گردن ابہی ایک وار تلوار سے اوڑا دیتا ہون۔ عمارہ یہہ رنگ ڈہنگ دیکھکر اولٹے پھرے اور جناب علیؓ کی خدمت مین ساری سرگذشت آکر عرض کی۔

حضرت عبیداللہ بن عباسؓ جانب یمن روانہ ہوئے۔ یہان حضرت یعلی بن منیہ حاکم تھے۔ اسی زمانہ مین یعلیؓ نے تمام خزانہ اپنے قبضہ مین کیا اور زر ونقد لیکر مکہ معظمہ کو چلے گئے۔ حضرت عبیداللہ جب یمن مین پہونچے تو میدان خالی تھا یہہ بلامزاحمت شہر مین داخل ہوئے۔

جسوقت حضرت سہیل بن حنیف شام کی طرف جاکر راستہ ہی سے واپس آئے

اور امیرالمومنین جناب علیؓ کی خدمت مین تمام قصہ کہہ سنایا۔ آپ نے حضرات طلحہ و زبیرؓ کو بلاکر فرمایا۔ افسوس ہے جس امر سے آپ لوگونکو ڈراتا تھا وہی پیش آیا۔ اب اس کام کا خاتمہ کیئے بغیر مفر و نجات نہین اور یہہ فتنہ آگ کا خواص رکھتا ہے جسقدر آگ کو برافروختہ کرو اوسیقدر مشتعل ہوگی اور زور پکڑے گی۔ حضرات طلحہ و زبیرؓ نے کہا ہمکو مدینہ سے نکلنے کی اجازت دیجیے۔ آپ نے فرمایا مین حتی الامکان شر و فساد کو روکونگا اور حکمت عملی سے یہہ آتش نہفتہ بڑہنے نہ دونگا اور اگر بغیر لڑے بھڑے چارہ کار نظر نہ آیا تو مجبوری ہے کیونکہ آخری علاج داغ دینا ہے۔

پھر آپ نے ایک خط لکھکر معبد سُلمی کے ہاتھ حضرت ابو موسیٰؓ والی کوفہ کے پاس روانہ فرمایا۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے جواباً لکھا۔ اکثر اہل کوفہ نے برضا و رغبت اور بعضون نے بجبر و اکراہ میرے ہاتھ پر آپ کی بیعت کرلی ہے اور بظاہر حاضر و غائب آپکے مطیع ہین۔

دوسرا خط آپ نے حضرت امیر معاویہؓ کے نام لکھا اور سبرہ جہنی کو دیکر جانب شام روانہ کیا۔ سبرہ خط لیکر جناب معاویہؓ کی خدمت مین پہونچے۔ خط دیا مگر جواب نہ پایا۔ سبرہ جواب کے انتظار مین مقیم رہے۔ جب جواب کا تقاضا کرتے حضرت معاویہؓ چند اشعار پڑھکر ٹال دیتے۔ اون اشعار کا مطلب یہہ ہے۔

مین اگر قلعہ بندی کرون خواہ سخت لڑائی جو جوانونکو بوڑہا کر دے لڑون

اور تمہارے سر پر چڑہ آؤن تو کیا ہونا ہے اور اب کیا حاصل۔ مرنے والا

تو اس بے بسی اور مظلومیت مین شہید ہوا ہے کہ جسکے ہول اور دہشت سے

جوانمردونکے بال سفید ہوگئے۔ آقا اور مولی سب کے سب تھک کر بیٹھ رہے

اور اس خون کا عوض لینے والا اور فیصلہ کرنے والا ہمارے سوا کوئی نہین ہا

(اس مضمون سے جناب عثمانؓ کی شہادت اور قریش کی پست ہمتی اور ضعف کی جانب اشارہ ہے اور اپنی آمادگی ظاہر کرنا ہے) غرضکہ اسی لیت ولعل مین قاصد کو امیر معاویہ نے رکھا اور جواب خط جناب علی مرتضیٰؓ نہ دیا۔

جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کو تیسرا مہینہ ماہ صفر شروع ہوگیا اوسوقت حضرت معاویہؓ نے ایک شخص بنی عبس مین سے قبیصہ نام کو بلایا۔ ایک خط بمہر اوسکے حوالہ کیا۔ اوس خط کے لفافہ پر یہہ سرنامہ تھا۔ من معاویة الی علی ۔ قبیصہ کے ہمراہ جناب علیؓ کے قاصد سبرہ کو بھی رخصت کیا۔ یہہ دونون قاصد خط لیکر شام سے چلے اور ماہ ربیع الاول ۳۶ھ مین داخل مدینہ ہوے۔

قبیصہ کے پہونچتے ہی اہل مدینہ کو خبر ہوگئی کہ حضرت معاویہؓ نے کوئی پیغام بھیجا ہے۔ یہہ بھی خیال تھا کہ امیر معاویہؓ جناب علی مرتضیٰؓ کے خلاف ہین۔ قبیصہ جسوقت خط لیکر آے سب کی نگاہین انھین کیطرف تھین اور منتظر تھے کہ قبیصہ کیا ظاہر کرتے ہین قبیصہ خدمت مرتضوی مین حاضر ہوے اور حسب ہدایت جناب امیر معاویہؓ خط پیش کیا۔ مہر توڑی گئی۔ خط کھولا گیا تو اوسمین بروایت ابن اثیر کوئی خط نہ تھا اور بروایت تاریخ بدائع ایک سادہ کاغذ لفافہ کے اندر سے نکلا۔ جناب علی مرتضیٰ نے چین بجبین ہوکر فرمایا۔ یہہ کیا معاملہ ہے۔ قاصد نے عرض کیا مین قاصد ہون۔ پیغام رسان۔ کیا مجھکو امان ہے۔ آپنے فرمایا۔ ہان۔ تمہارا کیا قصور۔ قاصد نہین مارا جاتا جو دل مین آے بیخوف وخطر ظاہر کرو۔ قاصد نے اجازت پاکر اس طرح عرض کیا۔ مین شام مین ایسے لوگونکو چھوڑ آیا ہون جو سواے قصاص خون جناب عثمانؓ کسی طرح راضی نہونگے۔ کوئی امر اونکو اس ارادہ سے روک نہین سکتا۔ آپنے دریافت فرمایا۔ کس سے بدلہ لینگے۔

قبیصہ نے عرض کیا۔حضور کی گردن مبارک سے عوض لینے والے ہین۔شام مین اسوقت یہہ جوش و خروش ہے کہ ساٹھہ ہزار شیخ حضرت عثمانؓ کی قمیص خون آلودہ پر رو رہے ہین جو اسی غرض سے جامع دمشق کی ممبر پر بچھا دیا گیا ہے۔جناب علی مرتضیٰؓ نے فرمایا افسوس۔وہ لوگ مجھسے خون کے طالب ہین حالانکہ مین جناب عثمانؓ کا خیر خواہ و مددگار رہا۔اے خدائے علام الغیوب۔مین خون عثمانؓ سے بری ہون۔واللہ۔قاتلین عثمانؓ کسطرح صاف نکلے جاتے ہین۔وہ چاہے تو اچانک پکڑلے وہ جو کام کرنا چاہتا ہے پورا ہی کرلیتا ہے۔پھر آپ نے قبیصہ کو حضرت معاویہؓ کی طرف واپس کیا۔قبیصہ نے کہا۔کیا مجھکو ہر طرح اپنی جان پر اطمینان و امن ہے۔فرمایا۔تم نڈر رہو کر چلے جاؤ کوئی تم سے متعرض نہ ہوگا۔

قبیصہ عبسی آپ سے رخصت ہوکر چلے۔فرقہ سبئیہ نے چلاکر کہا۔یہہ کتا جو کتون کی طرف سے قاصد ہوکر آیا ہے دیکھو نکلا جاتا ہے اسکو مارلو۔زندہ نہ جانے پاوے قبیصہ نے چلاکر کہا۔دوہائی آل مضر کی۔دوہائی آل قیس کی۔دوڑنا مجھکو بچانا۔موذیون کے جنگل سے چھوڑانا۔پھر سبئیہ کو مخاطب کرکے کہا۔مجھہ یکہ وتنہا پر کیا غرّاتے ہو میرے وہان پہونچنے کی دیر ہے۔خدا کی قسم چار ہزار خصی جوان مسلح۔اسپ سوار۔تیرانداز آمادہ پیکار میرے پہونچنے کے منتظر ہین۔مین وہان پہونچا نہین کہ وہ تمپر مثل بلائے ناگہانی کے آپڑینگے اسوقت تم دیکھہ لوگے کہ کتنے پیادے اور کسقدر سوار ہین۔آل مضر نے قبیصہ کو فرقہ سبئیہ کے ہاتھہ سے بچالیا اور انسے کہا۔چپ چاپ چلے جاؤ مگر قبیصہ کہتے جاتے تھے۔واللہ۔اب ان لوگونکی کمبختی آئی ہے۔اپنے اعمال بد کی سزا ضرور پائینگے اور جس بلا سے ڈرائے جاتے ہین وہ انپر آنے والی ہے

جس امر کا انکو خوف ہے، وہ نازل ہوا ہی چاہتا ہے۔اب یہ کسیطرح بچ نہین سکتے۔بخدا
انکے اعمال صالحہ ختم ہو گئے۔انکی ہوا بگڑ گئی۔قسم خدا کی۔انپر صبح اگر بخیریت گذر گئی تو
شام کو ذلیل وخوار نظر آوینگے۔قبیصہ عبسی تو یہہ کہکر شام کو روانہ ہو گئے۔ادہر اہل
مدینہ نے چاہا کہ کسی ترکیب سے دربارہ قتال اہل شام وجنگ امیر معاویہؓ جناب علی مرتضیٰ
کی رائے دریافت کرین کہ آپ اہل قبلہ کی لڑائی پر جسرأت رکہتے ہین یا اس سے انکار ہے
اہل مدینہ کو اس سے قبل یہہ ہی خبر پہونچی تہی کہ جناب امام حسن رضؓ نے حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کو
اہل اسلام کی باہمی جنگ وخونریزی سے منع کیا ہے اور یہہ رائے دی ہے کہ آپ دونون
فریق سے الگ ہو کر گوشہ نشین ہو جائین اور لوگونکو انکے حال پر چہوڑ دین۔بغرض
دریافت امر مذکور اہل مدینہ نے زیاد بن حنظلہ تمیمی کو آپکی خدمت مین بہیجا کہ کسی ترکیب سے
آپکا عندیہ ظاہر ہو جاوے۔(ابن اثیر)

تاریخ بدائع مین بجاے زیاد بن حنظلہ کے حنظلہ تمیمی۔آپکے مقرب دوست۔ندیم
قدیم لکہا ہے اور تقریب التہذیب وخلاصہ مین ہے۔حنظلہ بن ربیع بن صیفی تمیمی معروف
بہ حنظلہ کاتب صحابی ہین۔جنگ عراق مین حضرت خالد کے ساتہ تہے۔پہر کوفہ مین رہے
حضرت علی رضؓ کے بعد وفات پائی۔

زیاد ایک عرصہ سے جناب علیؓ کی خدمت مین نہین گئے تہے۔اہل مدینہ کے
کہنے سے آپ کی خدمت مین حاضر ہوے۔یہہ تہوڑی دیر آپکے پاس بیٹہے رہے کہ
آپنے فرمایا۔زیاد۔آمادہ ہو جاؤ۔زیاد نے عرض کیا۔حضور۔کس کام کے واسطے۔ارشاد
فرمایا۔شام کی لڑائی کیلئے۔زیاد بولے۔نرمی۔آسانی۔تالیف قلوب مناسب ہے۔
اور یہہ شعر پڑہا۔

ومن لم یصانع فی امور کثیرۃ	یضرس بانیاب ویوطاء بمنسم

ترجمہ۔ جو شخص بے سوچے سمجھے کاموں میں گھس پڑتا ہے یا نیک روش نہیں اختیار کرتا اکثر اوقات ترک اوٹھاتا ہے اور اوسکا انجام یہہ ہوتا ہے کہ دانتوں سے کاٹا جاتا اور اونٹ کی لاتوں سے پامال ہوتا ہے۔ جناب علی انکا اشارہ سمجھہ گئے اور اپنا قصد ظاہر کرنے کو یہہ شعر تمثیلاً پڑہا۔

متی تجمع القلب الذکی وصارما	وانفا حمیا تجتنبک المظالم

ترجمہ۔ جسوقت تمہارا دل ہوشیار اور تلوار تیز۔ آبرو محفوظ۔ یہہ تینوں چیزیں جمع ہوجاؤ تو دوسرونکے ظلم سے ضرور تمکو بچالیں گی۔

زیاد سمجھہ گئے کہ جناب علیؓ طرح دینے والے نہیں۔ معاویہؓ سے ضرور معرکہ آرائی ہوگی۔ آخر آپ کی خدمت سے اوٹھے اور لوگونکو آپکی راے سے آگاہ کیا اور یہہ کہا۔ تلوارین سنبہالو۔ لڑائی پر آمادہ ہوجاؤ۔ اہل مدینہ کو بھی اب جناب علیؓ کی نیت معلوم ہوگئی۔

اس واقعہ کے بعد حضرات طلحہ وزبیرؓ آپ سے عمرہ کی اجازت لیکر مکہ معظمہ چلے آے۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

جب حضرات طلحہ وزبیرؓ نے دیکھا کہ جناب علی مرتضیٰ عمال بنی امیہ خصوصاً جناب امیر معاویہؓ کی معزولی کا مصمم قصد رکھتے ہیں اور اس بارہ میں خیرخواہونکی بات نہیں سنتے اور فی الحال بنی امیہ کی معزولی اور معاویہؓ کی موقوفی میں فتنہ و فساد کا اندیشہ ہے لہذا اب انسے علحدہ ہوجانا مصلحت ہے چنانچہ دونوں صاحب حج کے بہانہ مکہ معظمہ چلے آے۔ یہاں اہل مکہ کو بسبب شہادت جناب عثمانؓ نہایت اضطراب

مین پایا۔ انہون نے اہل اسلام کے باہمی جدال وقتال سے خود محترز رہنا چاہا اور لوگونکو یہہ راے دی کہ اصحاب کبار مین سے جسپر سب کا اتفاق ہو اوس کی بیعت کرلو اور بات نہ بڑہاؤ۔ (تاریخ بدائع)

ایک روایت اس طرح ہے کہ جسوقت جناب علی کے مقرر کردہ عمال مین سے جو عامل واپس آے اور آپکو ممالک اسلامیہ کے حالات اور اونکے خیالات معلوم ہوے تو نہایت درجہ دلتنگ ہوے۔ حضرات طلحہ و زبیرؓ سے اس بارہ مین صلاح لی کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ دونون صاحبون نے کہا۔ ہمنے سابقًا عرض کیا تہا کہ کوفہ وبصرہ مین ہم دونونکو بہیجدیجیے مگر آپ کی راے نہین ہوئی۔ اب آپ کے مخالفین اس امر کے خواہان ہین کہ ہم دونون آپ کی اطاعت سے خارج ہوجائین لہذا مناسب نظر آتا ہے کہ آپ ہمکو رخصت فرمادین ہم مکہ معظمہ مین جاکر عبادت الٰہی مین مصروف ہون۔ لوگونکو ہمارا جانا اور آپ سے علیحدہ ہونا معلوم ہوجاویگا۔ کیا عجب۔ وہ یہہ کہین کہ طلحہ وزبیر اب جناب علی سے الگ ہوگئے۔ یہہ خیال کرکے آیندہ فتنہ وفساد سے باز رہین اور رفتہ رفتہ آپ کے مطیع فرمان ہوجاوین۔ خدانخواستہ اسکے خلاف پہربہی لوگ راہ راست پر نہ آوین اور جنگ پر آمادہ ہون تو پہر مجبوری ہے آپ بہی اوسوقت سامان جنگ کرکے اونکا مقابلہ کرین کیونکہ امور خلافت وحکومت بغیر زور شمشیر کے انجام پذیر نہین ہوتے۔ باغی وسرکش جبتک ضرب تیغ آبدار کا مزہ نہین چکہتے شرارت سے باز نہین آتے۔

عروس ملک کسے در کنار گیرد چست	کہ بوسہ بر دم شمشیر آبدار زند

امیرالمومنین حضرت علیؓ نے اونکے جواب مین فرمایا۔ اپنے امکان ومقدور بہر تو مین مخالفین کے

ساتھ نرمی و صلح سے پیش آونگا۔ دلجوئی و شیرین زبانی سے اگر مان گئے تو خیر ورنہ پھر تلوار تو فیصلہ کرہی دیگی۔ آپ لوگ مجھسے علیحدہ گی چاہتے ہین تو بہتر ہے۔ بسم اللہ جہان آپکا جی چاہے تشریف لے جائیے مین آپ دونون صاحبونکو اجازت دیتا ہون۔ (روضۃ الصفا)

اسکے بعد جناب علی رضؓ نے جب خوب دیکھہ لیا کہ چارون طرف لوگ آمادہ فساد ہین تو خود بھی ترتیب لشکر کی جانب متوجہ ہوے۔ ملک شام پر فوج کشی کا قصد مصمم کر کے اہل مدینہ کو اہل شام کی لڑائی پر ابھارا اور سب لوگونکو سامان جنگ مہیا کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا۔ تمہاری حکومت و سلطنت کی حفاظت قبضہ قدرت خداوند تعالے شانہ مین ہے تم اوسکی اطاعت مین رہو گے تو وہ تمہارا حافظ و ناصر ہے۔ پس لازم ہے کہ اوسکی اطاعت دل سے خوشی کے ساتھ کرو نہ جبراً ناخوشی سے۔ بخدائے عزوجل تم اوسکے کام مین جان و دل سے مستعد ہوجاوٴ گے تو خیر ہے ورنہ یہ حکومت اسلامی تمہارے ہاتھہ سے نکال لیگا اور دوسرونکے حوالہ کر دیگا پھر تمکو حکومت نہ دیگا تا وقتیکہ اوسکی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف رجوع نہ کروگے چلو اوٹھو۔ اوس قوم کی طرف دوڑو جس نے تمہاری جماعت مین تفرقہ ڈال دیا ہے۔ شاید خداوند تعالی تمہاری کوشش سے یہہ عالمگیر فساد دفع کر دے اور تم بھی اس دوا دوش مین اپنے فرض منصبی سے بری الذمہ ہوجاوٴ۔

پھر جناب علی رضؓ نے بذات خاص یہہ انتظام فرمایا کہ حضرت محمد بن حنفیہ اپنے صاحبزادہ کو عَلَم لشکر مرحمت کیا اور اونکو علمدار افواج اسلامی بنایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کو میمنہ سپرد ہوا۔ عمرو بن ابی سلمہ رضؓ یا عمرو بن ابی سفیان بن عبد الاسد میسرہ پر متعین ہوے۔ ابولیلی بن عمرو بن الجراح حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے بھتیجہ کو مقدمہ لشکر کا سردار فرمایا۔ اس لشکر کی کسی حصہ پر اون لوگونمین سے کسیکو سردار نہین کیا جو حضرت عثمان رضؓ کے قتل مین بلوائیونکے

شریک ہوئے تھے۔لشکر کو اس طرح مرتب فرما کر حضرت قثم بن عباسؓ کو بجائے اپنے مدینہ منورہ پر مامور کیا جب اس کام سے فراغت پائی تو قیس بن سعدؓ والی مصر عثمان بن حنیف والی بصرہ۔ابو موسیٰ اشعریؓ والی کوفہ کو لشکر فراہم کرنے اور لوگونکو واسطے جنگ اہل شام آمادہ کرنے کو لکھا۔ہنوز شام پر فوج کشی کی تیاری ہو رہی تھی جو یہہ خبر گوش گذار ہوئی کہ اہل مکہ اور ام المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ دوسری طرف کا قصد رکھتے ہین اور برسر مخالفت ہین۔جناب علی مرتضیٰ نے فی الحال شام کی عزیمت فسخ کردی۔(ابن اثیر۔ابن خلدون۔)

جناب علی مرتضیٰؓ کا حضرت عثمانؓ کے خون اور اس ہنگامہ سے بری الذمہ ہونا کہ درحقیقت ذی النورینؓ ایسے بزرگ کا قتل کرنا صریح ظلم و گناہ عظیم تھا تقریر محاکمہ مین (جو حصہ اول مین گذری) بخوبی ظاہر ہوگیا ہے۔یہہ بھی معلوم ہے کہ جناب عثمانؓ نے کوئی ایسا قصور نہ کیا تھا جسکے عوض مین مستحق قتل ہوسے البتہ اونکی نسبت اہل غرض نے جو الزام قائم کیا تھا وہ یہی تھا کہ بنی امیہ کو امور مملکت پر حاوی کردیا۔مروان کو سر چڑہا لیا اگرچہ بنی امیہ کا تقرر مناصب جلیلہ پر باعث ترقی و فتوحات کثیر ہوا اور مروان کی طرفداری و حمایت بھی بیجا نہ تھی کیونکہ اسکی خوش تدبیری اور حسن انتظام نے جناب عثمانؓ کے دل مین جگہہ کرلی تھی۔مروان سراپا برائیو مین غرق سہی مگر اسکی لیاقت کا ادنیٰ نمونہ ہے کہ یزید کے بعد اسلام مین جو فتنہ و فساد شائع ہوا تھا اوسکو دفع کرکے ملک مین امن پھیلا دیا۔اسکی حالات دیکھنے سے اسکی سعی و تندہی کی کافی شہادت ملتی ہے۔لیکن یہہ امور کچھہ ایسے بنی ہاشم کے دلونکو اور نیز اہل مدینہ کو ناگوار طبع تھے کہ جناب عثمانؓ کی طرف سے دل برداشتہ ہوگئے اور اسکا اثر ایسا قوی پڑا کہ جناب علی مرتضیٰؓ کی خلافت مین آپکے ہاتھہ کوئی قوی سبب موجب

دفع شر و فساد نہ آیا۔ ایک جانب سے بنی ہاشم برافروختہ خاطر دوسری طرف سے اہل مدینہ انصار مخالفت پر آمادہ۔ پھر انصار کو یہہ دعویٰ تھا کہ ہم اسلام کے خیر خواہ۔ قدیمی جان نثار ہین۔ بنی امیہ تو اسلام کے دشمن تھے انکو یہیہ عروج اور ہمارے حقوق پر کچہہ نگاہ نہین۔ غرضکہ ان بحثون سے یہہ لوگ بہی جناب علیؓ سے خوش نہ تہے۔ اب آپکے ساتہہ کون تہے صرف آپکے قریبی رشتہ دار۔ وہ بہی گنتی کے دو چار یا آپکی اولاد اور بس۔ بہلا اس صورت مین جناب علیؓ تن تنہا کیا کرسکتے تہے۔ ایک طرف آگ بجہاتے دوسری طرف شر افگن ہوتی۔ بااینہمہ آپ ہی کی ہمت و شجاعت تہی جو ایسے پر آشوب زمانہ مین استقلال کو ہاتہہ سے نہ دیا۔ (تاریخ بدائع)

راقم۔ عام فساد تمام ممالک محروسہ کا دفع کرنا عقلاً ایک تنفس کی ذات سے غیر ممکن تہا۔ پہر فرقہ سبائیہ جو بانی مبانی شہادت جناب عثمانؓ تہا وہ اب بہی خاموش کب رہا۔ اس گروہ کی شر انگیزی اور بہی ترقی فساد کا قوی سبب ہوتی رہی اور یہہ فرقہ دشمن اسلام اپنی تدبیر و نیمین کامیاب ہوکر اور بہی قوت پکڑتا گیا۔

مقدمات واقعۂ جمل

جسوقت مکہ معظمہ کی خبر جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ کو پہونچی آپنے اکابر و شرفاء مدینہ کو جمع کرکے فرمایا۔ یقیناً جناب عائشہ صدیقہؓ طلحہ و زبیرؓ میری خلافت و امارت سے ناخوش ہین میرے کام کو در پردہ درہم برہم کرنا چاہتے ہین۔ بظاہر لوگونکو اصلاح کیجانب بُلایا اور دفع فساد کا حیلہ کیا ہے۔ ابہی مین صبر و تحمل سے کام لیتا ہون اور جبتک تمہاری جماعت پر مجہکو کسی امر کا اندیشہ نہ ہوگا مین خاموش ہون۔ اگر وہ لوگ رُکے رہے تو مین بہی پہل

نکرونگا اور سُنی ہوئی خبر کا کچھ اعتبار نہ کرونگا - اسکے بعد دوسری خبر آئی کہ اہل مکہ نے بصرہ کیجانب رُخ کیا ہے - جناب علی رض یہہ خبر سنکر خوش ہوے اور فرمایا - یہہ اچھا ہوا - بصرہ مین ہوشیار و عقلمند لوگ ہین - ان لوگونکی لبغاوت و خلاف سے خوش نہ ہونگے اور نہ انکا ساتھہ دینگے بلکہ امید ہے کہ ہمارے مطیع و موافق ہوجاوینگے - حضرت ابن عباس نے فرمایا - آپ یہہ خبر سنکر خوش ہوے مگر میرے نزدیک تو بصرہ خیمہ گاہ اشراف عرب ہے - مشاہیر و رؤسا کا مسکن ہے - وہ خود سرداری کے خواہان اور عزت و ثروت کے طالب ہین - امر دشوار اور فتنہ و فساد کے خوجویان رہتے ہین - ایسے وقت مین جب اونکے ہم خیال مل گئے تو اونکی منہ مانگی مراد حاصل ہوئی - دیوانہ را ہوے بس ست - اونکی طبیعتین اور بہی برانگیختہ ہوجاوینگی - فرمایا - آپکا کہنا بہی ٹہیک ہے - پھر آپ آمادہ روانگی ہوے اور اہل مدینہ کو ہمراہ چلنے کا حکم دیا لیکن یہہ امر اونپر شاق گذرا آپنے کمیل نخعی کے معرفت حضرت عبداللہ بن عمر رض کو بلا بھیجا اور اونسے بہی ہمراہ چلنے کو کہا - حضرت ابن عمر نے جواب دیا مین بہی اہل مدینہ ہون اور اونکے ساتھہ - جو وہ کرینگے وہی مین بہی کرونگا - اگر وہ آپکے ساتھہ ہون تو مجھکو بہی انکار نہین - اگر وہ نہ جاوینگے تو مین بہی نہ جاؤنگا - آپنے فرمایا - اچھا - تم اس بات پر ضامن دو کہ مدینہ سے میرے خلاف خروج نہ کروگے - ابن عمر رض نے جواب دیا - واللہ ایسا نہ ہوگا - آپنے فرمایا - اچھا جاؤ مجھکو تمپر اطمینان ہے ضامن کی ضرورت نہین - حضرت ابن عمر رض اہل مدینہ سے ملے اونکا یہہ قول تہا بڑی مشکل ہے - اب ہمکو کیا کرنا چاہیئے - یہہ کام ہمپر ابہی تک مشتبہ ہے - جبتک صاف ظاہر نہ ہوجاویگا ہم گہر سے قدم نہ نکالین گے - رات کے وقت حضرت ابن عمر رض سب سے مخفی مدینہ منورہ سے نکلکر چل دیئے - جاتے وقت حضرت ام کلثوم رض

بنت علیؓ زوجہ جناب عمر فاروقؓ سے اہل مدینہ کا مقولہ کہہ گئے اور یہہ بھی ظاہر کر دیا کہ میں بہ قصد عمرہ مکہ معظمہ جاتا ہوں اور جناب علیؓ کی بر خلاف ہر گز نہیں ہوں میری طرف سے مطمئن رہیں صبح ہوتے ہی جناب علیؓ سے لوگوں نے آکر بیان کیا کہ شب کو نیا واقعہ پیش آیا جو حضرت عائشہ صدیقہ۔ طلحہ۔ زبیر۔ معاویہ رضی اللہ عنہم کی مخالفت سے سخت تر ہے فرمایا وہ کیا ہے۔ عرض کیا۔ شب کو ابن عمرؓ شام کی جانب روانہ ہو گئے۔ آپنے فوراً حکم دیا کہ ناکہ بندی ہو جاوے پھر آپ بازار تشریف لیگئے تا کہ اطراف کے آنے والوں سے معلوم ہو جاوے کہ ابن عمرؓ در حقیقت شام گئے ہیں یا اور کسی طرف۔ بنظر احتیاط چار طرف سوار دپیادے پھیلا دیئے اور حضرت ابن عمرؓ کے گرفتار کر لانے کو حکم دیدیا۔ شہر میں خبر روانگی ابن عمرؓ سے ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ حضرت ام کلثومؓ یہہ سنکر اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا۔ اے والد مہربان۔ آپ پریشان نہوں۔ ابن عمرؓ مکہ بغرض ادائے عمرہ گئے ہیں۔ آپسے مخالف ہو کر نہیں گئے بلکہ مطیع ہیں حضرت علیؓ کو انکے کہنے سے اطمینان ہو گیا فوراً اپنے خیال سے باز آئے اور لوگوں سے فرمایا لوٹ آؤ واللہ ام کلثوم سچ کہتی ہیں اور ابن عمر بھی سچے ہیں مجھکو انپر پورا اعتماد ہے کہ وہ میرے خلاف نہونگے۔ سب لوگ آپکے فرمانے سے ابن عمرؓ کی طلب سے باز رہے۔

مکہ معظمہ میں لوگوں کے جماؤ کا یہہ سبب ہوا کہ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ زمانہ محاصرہ جناب عثمانؓ میں مدینہ سے بقصد حج مکہ کو تشریف لے گئی تھیں بعد ادای ارکان حج مکہ معظمہ سے کوچ کر کے مدینہ واپس آتی تھیں۔ اثنار راہ میں بمقام سرف آپکے ماموں عبید بن ابی سلمہ بنی لیث سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ظاہر کیا کہ جناب عثمان شہید ہو گئے اور چند روز مدینہ منورہ بے چراغ رہا۔ حضرت ام المومنین نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون

پھر کیا ہوا عبیدہ نے کہا۔ علیؓ کی بیعت خلافت ہوگئی۔ فرمایا جناب عثمانؓ ناحق و مظلوم مارے گئے ہین اونکے خون کا معاوضہ لونگی۔ یہہ فرما کر آپ اسی مقام سے واپس ہوکر مکہ مین داخل ہوئین حطیم مین پردہ کیا گیا۔ آپ وہان بیٹھین جب حرم شریف مین لوگونکا مجمع ہوگیا۔ آپنے فرمایا۔

افسوس صد افسوس۔ اطراف وجوانب کے شہرون کے بازاری۔ دیہاتی جنگلی سخت دل۔ مدینہ کے غلام جمع ہوگئے اور بلوہ کردیا۔ ناحق و ناروا عثمان مظلوم مقتول کی مخالفت پر کمربستہ ہوے۔ محض اس بنا پر کہ آپنے نوعمرونکو حکومت و امارت دیگر ممالک اسلامیہ مین عامل کرکے بہیجا تھا۔ حالانکہ عثمان سے پہلے جو بزرگوار گذرے ہین اونہون نے بہی ایسا ہی کیا تھا۔ کچھ آپکی ایجاد نہ تہی اور نیز اس الزام پر کہ آپنے چراگاہ ہونکے واسطے زمین خاص کردی تہی عثمان نے اونکے ان الزامونکا جواب بہی دیدیا اور اونکے حسب خواہش عمال کی بابت انتظام بہی کردیا پھر بہی یہہ لوگ شرارت سے باز نہ آے اور بلا عذر قوی و دلیل محکم اپنے دعوے پر قایم رہے بلکہ اور بہی عداوت زیادہ ظاہر کرنے لگے۔ ہاے غضب۔ ان لوگون نے بدعہدی کی۔ بلا سوچے سمجھے عجلت کر بیٹھے۔ واے صد واے۔ جو خون اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا وہ انہون نے بہا دیا۔ جس شہر کو اللہ تعالیٰ نے بزرگ و معظم و محترم کیا تھا انہون نے وہان پر خون کی ندی جاری کردی جس مہینہ مین خونریزی ممنوع تہی اوسمین کشت و خون کا بازار گرم کردیا جس مال کا لینا جائز نہ تھا اوسکو لوٹ لیا واللہ۔ عثمانؓ کی ایک اونگلی تمام روے زمین کے اشراف سے افضل ہے

اور جو تہمت آپ کے ذمہ لگا کر آپ کی عداوت پر کمر بستہ ہوے پھر آپ کا
خون کیا یقیناً آپ اوس سے ایسے پاک و صاف ہو گئے جیسے سونا کیٹ سے
خالص اور کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے۔

عبداللہ بن عامر حضرمی جو جناب عثمان کی طرف سے مکہ کے عامل تھے یہ کلام سنکر بولے
مین سب سے پہلے جناب عثمان رضؓ کے خون کا بدلہ لینے والونمین ہون۔ انکے ساتھ بنو امیہ نے
بھی بخوشی خاطر اپنی آمادگی ظاہر کی حجاز والونمین یہی لوگ اون لوگونمین اول ہین جو طالب
قصاص تھے۔ از انجملہ سعید بن العاص۔ ولید بن عقبہ وغیرہما ہین۔

اس عرصہ مین عبداللہ بن عامر بن کریز حاکم بصرہ نقد مال کثیر اور یعلی بن منیہ یمن سے
چھ سو اونٹ اور چھ لاکھ درم لئے ہوے مکہ مین داخل ہوی۔ اونٹون کو تو مکہ سے باہر
بیٹھایا اور خود جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی ملازمت حاصل کی۔ اسی اثنا مین
حضرات طلحہ و زبیرؓ بھی وارد مکہ ہوے۔ جناب صدیقہؓ نے انسے حال مدینہ کا دریافت
فرمایا انھون نے بیان کیا کہ ہم بلوائیون اور اعراب کے خوف سے بھاگ آے ہین۔ وہ لوگ
اشراف و اکابر مدینہ پر پوری طرح غالب آ گئے ہین۔ خود اونکو حق و باطل مین کچھ امتیاز نہین
اور نہ اہل مدینہ اپنی جانون کو اعراب سے محفوظ رکھنے کی قدرت رکھتے ہین بلکہ عجیب عالم
حیرانی مین ہین۔ ام المومنین نے فرمایا۔ اونپر خروج کرنے کا ہمارا قصد ہے۔ تم بھی ہماری
ساتھ ہو۔ حاضرین مین سے بعضون نے راے دی کہ شام کی طرف چلنا چاہئے مگر ابن
عامر اس راے کے خلاف ہوے اور کہا۔ شام مین امیر معاویہؓ ہین وہ اس مقصد کے لئے
واسطے کافی ہین۔ ہان بصرہ چلنا مناسب ہے۔ بصرہ والے میرے احسانمند ہین وہ مجھکو
مانتے ہین۔ علاوہ اسکے وہان والونکا رجحان طلحہؓ کیجانب ہے جب یہ ہماری ساتھ ہین

تو بآسانی اہل بصرہ ہمارے مطیع ہو جائینگے۔ ان لوگون نے بصرہ چھوڑ ابن عامر کے چلے آنے پر اعتراض بھی کیا اور کہا۔ تم جنگ صلح کے ڈہنگ سے واقف نہین۔ تمکو اسوقت بصرہ چھوڑنا کیا ضرور تھا اگر آج بصرہ پر تم مسلط ہوتے تو جس طرح اہل شام سے ہمکو اطمینان ہے اسی طرح اہل بصرہ سے ہم بیخوف ہوتے۔ ابن عامر نے اسکا کوئی معقول جواب نہ دیا یہہ لوگ اسی حیص بیص مین پڑ گئے کہ اب کیا کرنا چاہیئے اور کس طرف رُخ کرین۔ بالآخر یہی رائے قرار پائی کہ بصرہ چلنا مناسب ہے۔ اسپر سب کا اتفاق ہو گیا۔ یہ امر طے ہوا کہ فی الحال مدینہ کو اپنے حال پر چھوڑنا چاہیئے کیونکہ ابھی ہمکو بلوائیون کے مقابلہ کی پوری قوت نہین۔ سر دست بصرہ پر قبضہ کر لینے سے ہماری طاقت بڑہ جاویگی اور جس طرح کہ اہل مکہ ہمارے موافق ہین ایسا ہی اہل بصرہ کو ساتھہ لیکر کامل قوت مقابلہ قاتلین جناب عثمانؓ حاصل کر لینگے پھر اس حالت مین اگر تائید ایزدی ہمارے شامل حال ہوئی تو ہم اپنے ارادون مین کامیاب ہونگے ورنہ جو خدا کو منظور ہو۔ ہم اپنی کوشش سے کیون غافل ہون۔ اہل مکہ و اصحاب الرائے نے اسکو پسند کیا اور سب نے اس رائے پر صاد کیا حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی کہا گیا کہ وہ بھی قاتلین جناب عثمانؓ پر خروج کرین اور اہل مکہ کے ساتھہ ہون۔ حضرت ابن عمرؓ نے صاف انکار کیا اور کہا مین مدینہ والونکے ساتھہ ہون جو وہ کرینگے مین بھی وہی کرونگا۔ مجھہ سے اپنے ساتھہ شریک ہونے کی تمنا نہ رکھو۔ اہل مکہ نے اُنسے کسی قسم کا تعرض نہ کیا۔

حضرات امہات المومنین نے جب حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قصد بصرہ کیجانب بدلا دیکھا تو سب نے آپکا ساتھہ چھوڑ دیا۔ صرف ام المومنین جناب حفصہ بنت عمر فاروقؓ نے جناب صدیقہؓ کی ہمراہی کا قصد کیا لیکن اپنے بھائی ابن عمرؓ کے منع کرنے سے یہ بھی رک گئین

ابن عامرؓ و یعلی بن منیہؓ نے جو مال اپنے ساتھ لائے تھے اوس سے قافلہ کی روانگی کا ساز و سامان درست کر دیا۔ حضرت صدیقہؓ کی طرف سے منادی نے یہہ ندای عام دی "جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ حضرت طلحہ حضرت زبیرؓ بصرہ کی طرف جارہی ہین جس شخص کو اسلام کی ہمدردی اور اعزاز دین منظور ہو۔ مخالفین کی جنگ اور خون جناب عثمان ذی النورینؓ کا بدلہ لینا چاہتا ہو ہمارے ساتھ چلے۔ اگر اوسکے پاس سواری و سامان سفر نہ ہو ہم سے اونٹ لے" اس ندائے عام سے چھہ سو آدمی آمادہ ہوئے اونکو چھہ سو اونٹ دیئے گئے۔ باقی اور سواریون پر جملہ اہل مکہ و مدینہ ایک ہزار و بروایت دیگر نوسو مکہ معظمہ سے نکلکر جانب بصرہ روانہ ہوئے۔ کچھہ دور چلکر اور اطراف جوانب کے آدمی آملے جس سے تین ہزار کی جمعیت ہوگئی اور یہہ جنگی قافلہ بادیہ پیما ہوا۔

جب ام المومنین حضرت صدیقہؓ اس قافلہ کے ساتھہ بصرہ کو روانہ ہوگئین تو یہان مکہ مین حضرت ام فضل بنت حارث حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی والدہ ماجدہ نے ایک شخص ظفر نامی کو قبیلہ جہینہ سے اجرت دیکر مدینہ منورہ اس ہنگامہ کی خبر پہونچانے روانہ فرمایا۔ ظفر خط لیکر جناب علیؓ کی خدمت مین پہونچے خط آپکے ہاتھہ مین دیا اور زبانی بھی سارا قصہ کہہ سنایا۔

مکہ سے نکلکر جب وقت نماز ہوا قافلہ ٹھیر گیا۔ مروان نے اذان دی اور حضرات طلحہؓ و زبیرؓ کے پاس آکر کہا۔ آپ دونون صاحبون مین سے کسکو خلافت کا سلام کرون اور امامت نماز کسکے سپرد ہوگی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بول اوٹھے میرے باپ کے سپرد کرو حضرت محمد بن طلحہؓ نے کہا نہین۔ بلکہ میرے باپ نماز پڑہاوینگے۔ جناب عائشہ صدیقہؓ نے یہہ سنکر مروان کو بلاکر فرمایا۔ کیا تم ہماری درمیان پھوٹ ڈالنا چاہتے ہو۔ امامت میرا

یہانتجا (عبداللہ بن زبیرؓ) کریگا۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی اور حضرت ابن زبیر نے نماز پڑھائی۔ ایک روایت سے عبدالرحمن بن عتاب بن السید امام مقرر ہوئے اور تا وقت شہادت خود امامت کرتے رہے۔

امہات المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ ساتھ ذات عرق تک آئین اور اس مقام پر سب آپ سے ملکر وقت رخصت خوب روئین اور اسلام کی نازک حالت پر سخت ماتم کیا۔ مرد و عورت تو نکلے رونے سے اسوقت ذات عرق مین ایک ہنگامہ محشر برپا تھا۔ اس دن کے سوا کبھی کسی جگہہ اسقدر مرد و عورت رونے والے جمع نہ ہوے ہونگے لہذا اس دن کا نام یوم النحیب (رونے کا دن) ہوگیا اسی مقام پر سعید بن العاص مروان اور اوسکے ساتھیونسے آملے۔ سعید نے پوچھا تم لوگ کہان جاتے ہو اور جنسے خونکا بدلہ لینا ہے اونکو پیچھے چھوڑے جاتے ہو ان لوگونکو تو پہلے اسجگہہ ٹھنڈا کردو پھر آگے بڑہو۔ مروان نے جواب دیا۔ ابھی جلدی نہ کرو۔ خاموش چلے چلو حضرت عثمانؓ کے جملہ قاتلین کو ایک دم خاک فنا مین ملا دینگے اور کسی ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے سعید نے مروان سے یہہ جواب پاکر حضرت طلحہؓ و زبیرؓ سے تنہائی مین پوچھا سچ فرمائیگا اگر آپ کو فتح ہوئی تو امارت و خلافت کسکو دیجئے گا۔ جواب دیا۔ دونون مین سے جسکو سب لوگ باتفاق منتخب کرین۔ سعید نے کہا نہین۔ بلکہ حضرت عثمان کے لڑکے کو دیجئے گا کیونکہ اسوقت آپ لوگ خون عثمانؓ کا بدلہ لینے نکلے ہین۔ دونون صاحبون نے کہا۔ واہ یہہ کیسے ہوسکتا ہے۔ اکابر و شیوخ مہاجرین کو چھوڑکر لڑکونکو حاکم بناوین کیا یہی انصاف اور خیر خواہی اسلام ہے۔ سعید بولے۔ مین گمان کرتا ہون کہ اب میری تمام کوشش اسی جانب ہوگی کہ خلافت بنی عبد مناف کے ہاتھہ سے نکلکر دوسرون

پہونچی (یعنی آپکی وفات مین یہ امید نہ رکھون کہ خلافت میرے خاندان مین رہے گی)
حضرات طلحہ وزبیرؓ نے اسکا کچھہ جواب نہ دیا سعید بن العاص ان لوگون کی رفاقت سے
علیحدہ ہوکر لوٹ کھڑے ہوے۔ سعید کے الگ ہوتے ہی عبداللہ بن خالد بن اسید
بہی واپس ہوے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کہا میرے نزدیک سعید کی رای مناسب ہے
جسقدر بنی ثقیف ہین سب اس قافلہ کا ساتھہ چھوڑ دین۔ چنانچہ مغیرہؓ اور جسقدر انکے
ہمراہی بنی ثقیف تھے ایک دم سے واپس ہوے۔ حضرات طلحہ وزبیرؓ بقیہ لوگون کے
ہمراہ آگے بڑہے اور انہین کے ہمراہ ابان وولید پسران جناب عثمانؓ تھے۔

حضرت یعلی بن منیہ نے جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کو ایک اونٹ پر سوار کیا
جسکا نام عسکر تھا جسکو اسّی دینار مین خرید کیا تھا۔ بعضے کہتے ہین کہ یہ اونٹ قبیلہ
عرنیہ مین سے ایک شخص کا تھا۔ اوسی اونٹ والے کا بیان ہے کہ مین کسی جگہہ اپنے اونٹ پر
سوار جارہا تھا راستہ مین مجھکو ایک سوار ملا۔ اوسنے پوچھا۔ کیا تم اپنا اونٹ بیچتے ہو۔
مین نے کہا ہان۔ پوچھا کس قیمت پر۔ جواب دیا۔ ایک ہزار درم لونگا۔ اوس سوار نے
کہا۔ کیا تم دیوانہ ہو۔ جو اسقدر قیمت کہہ رہے ہو۔ مین نے کہا۔ کیون صاحب کیا تم
قیمت گران سمجھتے ہو۔ تم اس اونٹ کے اوصاف کیا جانو۔ یہ ایسا تیز رفتار ہے کہ مین اسپر
سوار ہوکر جس کسی کا قصد کرتا ہون مجھکو بہت جلد اوسکے پاس پہونچا دیتا ہے اور اگر کبہی
مین خود کسی موقع پر فرار ہونا چاہون تو اسکے ذریعہ سے آناً فاناً کوسون نکل جاتا ہون اور
مجھکو کوئی پا نہین سکتا۔ اوس شخص نے کہا۔ تم یہ بہی جانتے ہو کہ یہ اونٹ کس کے
واسطے خرید اجاتا ہے۔ یہ اونٹ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ کی سواری کیلیے
درکار ہے۔ مین نے کہا۔ یہ بات ہے تو اونٹ بلا قیمت حاضر ہے شوق سے لیجاؤ

اوسنے کہا۔ یہ نہ ہوگا بلکہ تم میرے ہمراہ گھر چلو مین تمکو اسکے معاوضہ مین ایک اونٹنی اور کچھہ درم بھی دونگا۔ مین اوس شخص کے ساتھہ ہولیا۔ میرا اونٹ تو اوسنے لے لیا اور اوسکے عوض مجھکو ایک اونٹنی نفیس مہریہ اور چہہ سو درم نقد دئے اور کہا۔ کیا تم کو راہ کی شناخت ہے۔ مین نے جواب دیا۔ اس کام مین تو مشاق ہون اور اس فن کا ماہر۔ یہ سنکر اوس نے مجھکو ساتھہ لیا اور اب اوس قافلہ کا رہبر مین ہی تھا جب کسی نئے جنگل مین پہونچتے تو مجھسے اوس جنگل کی کیفیت پوچھتے یہانتک کہ ہم چشمہ حُواب پر پہونچے یہان کتّون نے بھونکنا شروع کیا۔ لوگون نے مجھہ سے دریافت کیا۔ اس چشمہ کا کیا نام ہے۔ مین نے کہا کہ اس چشمہ کو حواب کہتے ہین یہ کلمہ سنتے ہی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ چلا اوٹھین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ افسوس صد افسوس۔ کیا خطائے فاش سرزد ہوئی یہ تو وہی مقام ہے جسکا نام مین نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے جسوقت حضور کے گرد بیبیان بیٹھی ہوئی تہین تو حضور نے ارشاد فرمایا تھا۔ کاش مجھکو معلوم ہوتا کہ حواب کے کتے تم مین سے کسکو دیکھکر بھونکین گے یہ فرماکر حضرت صدیقہ رضؓ نے اونٹ کے بازو پر ہاتھہ مارکر بیٹھا دیا اور فرمایا۔ مجھکو یہان سے واپس لے چلو۔ واللہ مجھکو حضور کے فرمانے کی تصدیق ہوگئی کہ مین ہی وہ ہون جس کی نسبت حضور نے فرمایا ہے پھر آپ ایک شبانہ روز مع اہل قافلہ اوسی مقام پر قیام پذیر رہین کہ اسی اثنا مین لوگون نے یہہ غل وشور مچا دیا۔ النجاء النجاء قد ادرککم علی۔ جلدی کرو جلدی کرو اپنے بچاؤ کی جگہہ ڈھونڈھو۔ علی رضؓ تمہارے سر پر پہونچ گئے۔ یہہ غل سنکر سبھون نے نہایت تیزی سے بصرہ کا رُخ کیا جسوقت سواد بصرہ مین پہونچے۔ انکو عمیر بن عبد اللہ تمیمی ملا اوتھون نے جناب صدیقہ کیخدمت مین

عرض کیا۔ اے والدہ مکرمہ۔ مین بکمال ادب آپکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ آپ ہرگز ایسی قوم مین تشریف نہ لیجاوین جس سے آپنے اس سے پہلے خط وکتابت نہ کی ہو۔ اوّلاً عبداللہ بن عامرؓ کو بصرہ مین بھیجیے یہہ وہانکے عامل رہے ہین وہان والونسے ان کے تعلقات قدیم وعراسم دوستانہ واحسانات برادرانہ ہین۔ یہہ پہلے اہل بصرہ سے ملین اور آپکے ارادہ سے اطلاع دین پھر آپ تشریف لیجاوین تاکہ وہ لوگ آپ کی بات سنین اور مطیع فرمان ہون۔ عائشہ صدیقہؓ نے اسی راسے سے اتفاق کیا اور عبداللہ بن عامر کو بصرہ کی جانب روانہ فرمایا۔ اسکے ساتھہ ہی احنف بن قیس۔ صبرہ بن شیمان وغیرہم عمائد ورؤسا شہر بصرہ کے نام جدا جدا خطوط لکھواکر روانہ فرماے اور خود مع قافلہ بانتظار واپسی عبداللہ بن عامرؓ وجواب خطوط بمقام حفین ٹھیر گئین۔

اہل بصرہ کو جب اہل مکہ کی آمد معلوم ہوئی تو عثمان بن حنیف نے عمران بن حصین کو جو عام اشخاص مین سے اور ابوالاسود دؤلی کو جو منجملہ خواص شہر تھے بغرض دریافت منشار دلی جناب عائشہ صدیقہؓ کی خدمت مین بھیجا۔ ان دونوںسے کہہ دیا کہ خود بھی بنظر غور وتامل آپکا قصد ونیت اور آپکے ہمراہیون کی طرز وروش جانچ لینا۔ یہہ دونون بصرہ سے نکلکر قافلہ کی طرف متوجہ ہوے اور حفین پہونچکر آپ کی خدمت مین باریاب ہوے۔ بعد سلام کے عرض کیا۔ ہمارے امیر نے ہمکو حضور کی خدمت مین بھیجا ہے اور خدام والا کے قدم رنجہ فرمانے کا سبب دریافت کیا ہے۔ کیا ہمکو اطلاع احوال کی عزت حاصل ہوگی اور بندگان حضور وجہ تشریف آوری سے مطلع فرمائینگی۔ ام المومنین نے فرمایا۔ بخدا مجھہ سی مادر مہربان اپنی اولاد سے کوئی خبر پوشیدہ نہین رکھتی میرے یہان آنے کا باعث یہہ ہے کہ عام بلوائی اور رفتنہ پرداز

قبائل واوباشں نے حرم رسول خدامین خونریزی کی۔بدعتین کین۔خدا ورسول کی لعنت کے مستحق ہوے۔بلاقصور وحجت شرعی اپنے امام امیرالمومنین عثمانؓ کوقتل کیا جوخون شرعًا حرام وباعزت تھا اوسکو حلال وذلیل سمجھکر بہایا۔مال لوٹ لے گئے۔طرح طرح کے فساد کئے۔اب ہین مسلمانونکو لیکراس غرض سے نکلی ہون کہ ان بلوائیونکے حالات سے مطلع ہون اور جولوگ میرے پیچھے رہگئے ہین اونکا اضطراب وقلق رفع کرنے کی فکر کرون۔نیز یہہ کہ اب مسلمانونکو کیا کرنا چاہیئے۔میرامقصود اس خروج سے محض مسلمانونکی اصلاح حال کرناہے۔یہہ ہماراکام ہے کہ نیک کامونکا حکم دین اور بری کامون سے منع کرین۔یہہ کہکر آپنے لاخیر فی کثیر من نجوٰھم۔تاآخر آیت پڑہی۔وہ دونون آدمی اب حضرت طلحہؓ کے پاس آے اوران سے دریافت کیا۔آپ لوگ کس غرض سے یہان آے ہین۔جواب ملا۔بطلب معاوضہ خون عثمانؓ۔انہون نے کہا۔کیا آپنے جناب علیؓ کے ہاتھہ پربیعت نہین کی۔جواب ملا۔ہان۔ضرور کی مگراس شرط پر کہ قاتلین عثمانؓ سے قصاص لینگے اوروہ بہی اس حالت سے کہ تلوار میری گردنپر رکھدی گئی تہی اورہین علی کی بیعت نہ توڑتا اگر وہ میرے اورقاتلین عثمانؓ کے درمیان حائل نہ ہوجاتے۔پھروہ دونون حضرت زبیرؓ کے پاس آے۔اونسے بہی یہی سوال وجواب ہوا۔اہل مکہ کامنشا اور عندیہ لیکر یہہ دونون شخص واپس گئے۔ادہر قافلہ مین منادی نے کوچ کی ندا کردی۔ابوالاسود نے حضرت عثمان بن حنیف کے پاس پہونچ کرایک شعر پڑہا جسکا مطلب یہہ ہے۔

اے ابن حنیف مین خبر لے آیا۔بس اب تیار ہوجاؤ اوران آنیوالونکی لڑائی کیواسطے کمر باندہکر صبرو استقلال کیساتھہ میدان مین نکلکر مقابلہ کرو۔

عثمان بن حنیف رضؓ نے کہا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون - برب کعبہ اسلام کی چکی چلی خدا
خیر کرے - دیکھیئے کیا انجام ہوتا ہے - کون سی زمین سر سبز و شاداب ہماری چراگاہ
ہوتی ہے - پھر عمران و ابو الاسود سے مخاطب ہو کر پوچھا اب تمہاری کیا رائے ہے
عمران بولے - آپ خاموشی اختیار کر کے انسے الگ ہو جائین اور کسی طرح انکے کام
مین خلل انداز نہ ہون - عثمان رضؓ نے کہا مجھسے یہہ نہو گا بلکہ مین انکو روکونگا یہانتک کہ
امیر المومنین جناب علی رضؓ تشریف لاوین - اسکے بعد عمران اپنے گھر چلے آئے اور عثمان
اپنے کام مین مصروف ہوے - اتنے مین ہشام بن عامر انکے پاس آئے اور یہہ رائے
دی کہ جو تدبیر آپ کرنا چاہتے ہین مجھکو اندیشہ ہے کہ اس مین مبادا آپ کو امر مکروہ
پیش آئے کیونکہ اسلامی دیوار مین ایسا شگاف نہین ہوا ہے جو آپ کی تدبیر سے
اصلاح پذیر ہو اور شیشۂ اسلام کو وہ شکستگی نہین پہونچی جسکی درستی ممکن ہو - یہ لوگ
آپکا دباؤ نہ مانینگے اور آپکا کچھ زور اثر نہ چلیگا - مناسب وقت یہی ہے کہ نرمی و
ملائمت سے فی الحال کام نکالئے اور انکی زیادتی پر چشم پوشی کیجیے تا وقتیکہ جناب
امیر المومنین علی رضؓ کا کوئی حکم اس بارہ مین نہ آئے - عثمان بن حنیف رضؓ نے اس سے انکار
کیا اور لوگون مین عام منادی کرا دی کہ مسلح ہو جاوین - حکم کی دیر تھی - آن واحد
مین سب مسجد مین جمع ہو گئے - عثمان رضؓ نے ایک شخص کوفی قیس نامی کو تقریر کرنے
کے لئے کھڑا کیا - اوس نے لوگونکو مخاطب کر کے کہا - اے لوگو اگر یہہ لوگ ڈر کر مکہ
سے تمہارے پاس آئے ہین تو یہہ بات بالکل خلاف قیاس ہے کیونکہ یہہ ایسے شہر
سے آئے ہین جہان چڑیون تک کو امن ہے اور اگر طالب قصاص عثمان رضؓ ہین تو یہہ
ہم لوگونکو کیا غم ہے ہم امیر المومنین عثمان رضؓ کے قاتل نہین - پس میری بات مانو -

جہان سے یہہ لوگ آے ہین اوسی طرف انکو لوٹا دو۔ اسود بن سریع سعدی نے کھڑے ہوکر کہا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ یہہ لوگ ہمکو قاتلین عثمانؓ سمجھکر آے ہین۔ یہ بات نہین ہے بلکہ یہہ لوگ ہمارے پاس اسواسطے آے ہین کہ ہمکو اور ہمارے سوا اور لوگونکو اپنا مددگار بنا کر قاتلین عثمانؓ پر حملہ کرین۔ پھر قیس پر کنکریونکی بوچھار ہونے لگی جس سے عثمانؓ کو معلوم ہوا کہ اہل مکہ کے طرفدار و ناصر بصرہ ہی مین موجود ہین اس سے انکی دلشکنی ہوئی اور سخت صدمہ پہونچا مگر اپنے دلکو مضبوط کرکے ترتیب لشکر مین مصروف ہوے۔

مقابلہ اہل مکہ با بصریان

اب قافلہ نے بصرہ کا رخ کیا اور حضین سے چلکر مربد تک پہونچا حصہ اعلی سے شہر مین داخل ہونا چاہا مگر اوسی مقام پر ٹھہر گئے۔ عثمان بھی اپنے تابعین کے ہمراہ بقصد مقابلہ بصرہ سے نکلکر میدان مین صف آرا ہوے۔ اہل بصرہ سے جو لوگ جناب عائشہ صدیقہ کا ساتھ دینا چاہتے تھے وہ بھی شہر سے نکلکر آپکے لشکر مین مل گئے اور طرفین کا اجتماع مربد مین ہوا حضرت طلحہؓ میمنہ لشکر پر سردار تھے صف سے نکلکر خطبہ پڑھا خدا کی حمد و ثنا کی۔ آنحضرت صلعم پر درود بھیجا۔ جناب امیر المومنین عثمانؓ کے فضائل بیان کیئے اور آپکے طلب قصاص پر لوگونکو برانگیختہ کیا۔ اسی طرح حضرت زبیرؓ میسرہ پر تھے صف سے نکلے اور ایسا ہی بیان کیا۔ اہل میمنہ نے دونون بزرگونکی تقریر کی تصدیق کی عثمان بن حنیفؓ حضرت طلحہؓ کے مقابلہ پر میسرہ لشکر اہل بصرہ مین تھے ان کی اصحاب نے حضرت طلحہ و زبیر کے بیانات کی تکذیب کی اور کہا۔ آپ دونون کی بات کا

اعتبار کیا۔ مدینہ مین جناب علیؑ کی بیعت کی اور یہان یہہ کہنے آئے۔ اسپر مٹھی بھر بھر کر دونون طرف سے کنکریان چلنے لگین۔

بعدہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے حمد خدا بیان کی اور فرمایا۔ عام اشخاص جناب عثمان بن عفان کو بُرا کہتے اور اونکے عمال پر عیب لگاتے تھے۔ ہمارے پاس مدینہ مین اکثر شکایات لاتے مگر ہم اون لوگونکو جھوٹا۔ مکار۔ دغاباز۔ مفتری۔ فتنہ پرداز پاتے تھے اور جناب عثمانؓ کو نیک۔ پرہیزگار۔ وفادار منصف۔ عادل۔ رحمدل جانتے تھے۔ اہل غرض کے دلون مین جو بات تھی اوسکے خلاف ظاہر کرتے اور ہمیشہ دلی خیالات پوشیدہ رکھتے رہے۔ افسوس۔ اسپر بھی اون لوگون نے بس نہ کیا بلکہ ایک جتھا چوری چوری قائم ہوکر فی الجملہ قوت حاصل کرلی اور دفعتہً آپکا محاصرہ کرلیا اور آپکو بلاجرم وقصور نہایت تکلیف کیساتھہ بےبس ومجبور کرکے بے آب ودانہ شہید کرڈالا محرمات خداوندی کو بلاتردد وبغیر عذر شرعی حلال کرلیا۔ اب تمکو بجز اسکے کہ قاتلین عثمانؓ سے بدلہ لو اور کتاب اللہ پر عمل کرو اور کوئی صورت جائز نہین ہے۔

جناب ام المومنینؓ کی اس تقریر کا یہہ اثر ہوا کہ عثمانؓ بن حنیف کے ہمراہی دو فریق ہوگئے۔ ایک فریق تو آپکے تابع ہوے اور یہہ کہتے تھے۔ بیشک جناب ام المومنین سچ فرماتی ہین۔ دوسرے عثمانؓ بن حنیف کے مطیع رہے اور اس فریق کی تکذیب کرتے تھے۔ پھر آپس مین ایک دوسرے کو کنکریان مارنے لگے۔ جناب ام المومنین یہہ رنگ دیکھکر اپنے خیمہ مین واپس آئین آپکے ہمراہی اہل میمنہ بمقابلہ عثمان بن حنیف سے ہٹکر بمقام دباغین حدود مربد مین چلے آئے عثمان بن حنیف کے ہمراہی جنکا میلان ام المومنین کی طرف تھا ادھر ٹوٹ آئے۔ بعضے حالت تذبذب مین اور بعضے

دل سے انکے ساتھہ رہے۔

اتنے مین حضرت جاریہ بن قدامہ سعدی جناب ام المومنین صدیقہؓ کی خدمتمین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ اے ام المومنین۔ بخدا اے طم نیزل۔ جناب عثمان ذی النورین کا شہید ہونا اس سے آسان و پسندیدہ تہا کہ آپ اس ملعون اونٹ پر سوار ہوکر لڑائی کو اپنے گہر سے نکلین۔ آپکے واسطے خداوند تعالی کا تو یہہ حکم تہا کہ پردہ مین حرمت و عزت کے ساتہہ سکونت پذیر ہوتین۔ آپنے اوس پردہ کی ہتک کی اور اپنی حرمت کو مباح کر دیا۔ لاشک جو آپسے لڑنا چاہتا ہو اوسکا قتل مناسب ہے۔ اگر آپ اپنی طبیعت سے یہان تشریف لائی ہین اور جنگ و جدال کا ارادہ ہے تو اب بہی خیریت ہے آپکے حق مین بہتر ہے کہ اپنے مکان کو واپس جائین اور اگر از خود نہین بلکہ لوگون کے کہنے سننے سے مجبوری و لاچاری کے درجہ سے آئی ہین تو اللہ تعالی سے استعانت چاہین اور لوگونکو واپس ہونے کا حکم دین۔ یہہ تقریر ختم نہ ہوئی تہی کہ ایک جوان بنی سعد مین سے حضرات طلحہ و زبیرؓ کے پاس گئے اور اس طرح کہا۔ ای زبیرؓ۔ آپ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری ہین اور اے طلحہؓ آپنے آنحضرت صلعم کی حفاظت اپنے ہاتہہ سے کی ہے آپ دونون صاحب جلیل القدر صحابی ہین۔ افسوس۔ جاے تعجب ہے کہ آپ اپنی والدہ مکرمہ کو تو یہان لڑائی پر ساتھ لاے مگر یہہ تو فرمایئے کہ کیا آپ کی بیویان بہی آپکے ساتہہ آئی ہین۔ دونون نے جواب نفی مین دیا۔ جوان بنی سعد نے کہا۔ تو مین آپ لوگونکا ساتہہ نہین دیتا یہہ کہکر اس لشکر سے الگ ہو گئے۔ ادہر یہ باتین ہو رہی تہین کہ حکیم بن جبلہ عبدی اہل بصرہ کی جانب سے سوار و نکار سالے لئے ہوے آپہونچا اور آتے ہی لڑائی چہیڑ دی۔ پہلے تو

اہل مکہ نے بغرض مدافعت تیرونکا مینہ برسایا پھر یہہ خیال کرکے کہ تیر باری موقوف کر دینے سے شائد حکیم بھی رُک جاوے اپنا ہاتہہ کچھ دیر روکا مگر حکیم نہ رُکا اور نہ اپنے سوارونکو حملہ کرنے سے روکا آخر مجبور ہوکر ہمراہیان جناب ام المومنین نے بھی ادہر سے جواب دیا۔ یہہ لڑائی فم السکہ پر ہوئی۔ طرفین سے تہوڑی ہی دیر تک ایک دوسرے پر حملے ہوتے رہے کہ اتنے مین شام ہوگئی اور رات نے انکے درمیان پڑکر لڑائی سے باز رکہا۔ عثمان بن حنیف دارالامارت کو واپس گئے اور اہل مکہ دارالرزق کیطرف متوجہ ہوے۔

تمام رات امید وبیم مین گذری۔ طرفین اپنے اپنے سامان مین مصروف رہے دو دو چار چار گہڑی بعد کسی نکسی طرف سے لوٹ مار کی آواز خوفناک دل ہلانے والی لوگونکے کانون مین پڑجاتی تہی۔ فریقین مین سے جو جسکو پاتا تہا گرفتار کرلیجاتا تہا۔ خدا خدا کرکے سفیدۂ صبح نمایان ہوا۔

میدان دارالرزق رزمگاہ طرفین قرار پایا۔ دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابلہ مین صفین درست کرکے ٹہیرے حکیم بن جبلہ ہاتہہ مین نیزہ لئے صف مین پہر رہا تہا اور ام المومنینؓ کو گالیان دیتا جاتا تہا۔ عبدالقیس مین سے ایک شخص اوس سے متعرض ہوا اور کہا۔ تم کس کو گالیان دے رہے ہو۔ جواب دیا۔ عائشہ کو۔ اوس شخص نے کہا۔ اے ابن خبیثہ (حرامی) کیا ام المومنینؓ کی شان مین یہہ کہتا ہے حکیم نے ایک نیزہ مارکر اوسکا کام تمام کیا اور گالیان بکتا ایک عورت کے پاس ہوکر گذرا۔ اوس عورت نے بھی اسکو منع کیا اوسکو بھی مار ڈالا۔ پھر تو زور شور کے ساتھہ لڑائی شروع ہوگئی اور دن ڈہلے تک بازار جدال وقتال گرم رہا۔ عثمان بن حنیف کے

ہمراہی بہت سے مارے گئے اور طرفین سے بتعداد کثیر اشخاص زخمی ہوے۔ جب لڑتے لڑتے دونون فریق تہک گئے لاچار ہوکر صلح کی طرف جہکے۔ اس مضمون کا عہدنامہ لکہا گیا کہ ایک شخص معتمد علیہ فریقین مدینہ کو بہیجا جاوے اور اہل مدینہ سے دریافت کرے کہ حضرات طلحہ و زبیرؓ نے جبراً بیعت کی ہے یا خوشی سے اگر جبراً بیعت انکی ثابت ہوجاوے تو عثمان بن حنیف بصرہ چہوڑکر چلے جاوین اور حضرات طلحہ و زبیر بصرہ پر قبضہ کرلین درصورت دیگر یہہ حضرات بصرہ سے باز آئین اور مع اپنے لشکر کے بصرہ سے کوچ کرین

بعد تکمیل عہدنامہ کعب بن سور (قاضی بصرہ) مدینہ منورہ روانہ ہوے۔ جب یہہ مدینہ مین داخل ہوے جمعہ کا دن تہا لوگ انکے پاس جمع ہوگئے۔ انہون نے اوس مجمع مین کہڑے ہوکر کہا۔ اے اہل مدینہ۔ مین اہل بصرہ کی طرف سے قاصد ہوکر تمہارے پاس آیا ہون اور سب صاحبون سے یہہ پوچہتا ہون کہ حضرات طلحہ و زبیرؓ نے جناب علیؓ کی بیعت بطیب خاطر راضی و خوشی سے کی ہے یا جبراً کراہت و زبردستی و خوف جان سے۔ اسکے جواب مین جملہ حاضرین نے سکوت اختیار کیا مگر حضرت اسامہ بن زید کہڑے ہوگئے اور کہا۔ حضرات طلحہ و زبیرؓ نے جبراً بیعت کی۔ اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی لوگ چارون طرف سے حضرت اسامہ پر ٹوٹ پڑے اور اونکو مارنے لگے قریب تہا کہ انکا کام تمام ہو جو صہیبؓ۔ ابوایوبؓ۔ محمد بن مسلمہؓ دوڑ پڑے اور اسامہ کو لوگونکے ہاتہ سے بچاکر اونکے گہر پہونچا آے۔

کعب بن سور یہہ حال دریافت کرکے بصرہ کی جانب واپس ہوے۔ اس واقعہ کی خبر جناب علیؓ کو بہی پہونچی۔ آپنے عثمان بن حنیف کو خط لکہا جسکا مضمون یہہ ہے۔ طلحہ و زبیر میری خلافت سے کیا ناخوش ہوے بلکہ مجہپر لوگونکا اتفاق کرنا اور مجہکو افضل

جانا ہی اونکو ناگوار ہوا واللہ اگر وہ مجہسے خلع خلافت چاہتے ہین تو اس خواہش مین اونکا کوئی عذر مقبول نہین اور اگر اسکے سوا اور کچھہ چاہتے ہین تو وہ ہمکو دیکھہ لین گے اور ہم اونکو سمجھہ لین گے۔

یہہ خط عثمان بن حنیف کے پاس پہونچا۔ کعب بن سور نے بہی بصرہ مین پہونچکر زبانی حال بیان کیا۔ کعب کی واپسی پر حضرت طلحہ و زبیرؓ نے عثمانؓ کو واسطے گفتگوئے صلح اپنے پاس بلا بہیجا اور بصرہ خالی کر دینے کا پیغام دیا مگر عثمانؓ اونکے پاس نہین گئے اور حضرت علیؓ کا فرمان پاکر بصرہ خالی کرنے سے قطعاً انکار کیا۔ حضرت طلحہ و زبیرؓ چند اشخاص کو لیکر اندہیری رات مین بعد نماز عشا مسجد کی طرف آئے۔ یہہ لوگ عشا دیر کر کے پڑہتے تہے چنانچہ اسوقت مسجد مین نمازی جمع تہے اور اتفاقاً اوسوقت عثمان بن حنیف نے وقت معمولی سے دیر کر دی اور مسجد مین نہین آئے۔ کہتے ہین کہ اوس شب آندہی پانی بشدت تہا اور تاریکی عالمگیر تہی۔ حضرت طلحہ و زبیرؓ کے حکم سے عبد الرحمن بن عتاب نے آگے بڑہکر مسجد کے اندر حملہ کیا۔ مسجد مین جو لوگ تہے وہ بہی تلوارین نکالکر مقابل ہوئے۔ دونون طرف سے خوب تلوار چلی اوسوقت مسجد مین چالیس آدمی تہے وہ قتل ہوئے پہر ان کا کوئی مزاحم نہ رہا۔ عثمان بن حنیف کو ڈہونڈہا مگر نہ پایا آخر اونکے گہر مین گہس پڑے اور اونکو حضرت طلحہ و زبیرؓ کے پاس لے آئے۔ انکے پاس پہونچتے پہونچتے عثمانؓ کا یہہ حال ہو گیا کہ انکے چہرہ پر ڈاڑہی برائے نام رہ گئی تہی باقی تمام ڈاڑہی موچہین لوگون نے نوچ ڈالین۔ حضرت طلحہ و زبیرؓ کو انکی یہہ توہین دیکہکر تاسف ہوا اور جناب ام المومنین عائشہؓ کو اس حال سے خبر دی۔ آپنے حکم دیا کہ یہہ چہوڑ دئے جاوین اور بعضے کہتے ہین کہ جب عثمانؓ پکڑے گئے تو لوگ انکو جناب ام المومنینؓ کی

خدمت مین لے گئے اور انکے باب مین حکم مناسب چاہا۔ آپنے انکے قتل کا حکم دیا۔ اسپر ایک عورت جو وہان موجود تھی بول اوٹھی مین آپ کو خدا کی قسم دلاتی ہون کہ یہہ صحابی ہین صحبت نبوی کا پاس و لحاظ فرمایئے۔ آپنے حکم دیا۔ اچھا قید کر دو۔ مجاشع بن مسعود نے کہا۔ انکو خوب مار و پھر انکی ڈاڑھی۔ موچھین پلکین۔ ابرو۔ مونڈ کر چھوڑ دو چنانچہ چالیس دُرّے انکو مار کر چارا برو کا صفایا کرکے چھوڑ دیا۔ اب بیت المال پر حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ کو افسر کر دیا۔ (ابن اثیر و ابن خلدون۔)

دوسری روایت اس طرح ہے کہ جسوقت اہل مکہ بصرہ کے نواح مین داخل ہوئے تو جناب ام المومنین عائشہؓ کی طرف سے ایک خط بنام زید بن صوحان لکھا گیا جسکا یہہ مضمون ہے۔ ام المومنین عائشہؓ زوجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بنام زید بن صوحان جو اونکا خالص بیٹا ہے۔ اما بعد۔ میرا یہہ خط پاکر تم فوراً میری مدد کو پہونچو۔ اگر تم تاخیر کروگے تو لوگ حضرت علیؓ کے دباؤ سے مجھکو ذلت دینگے۔ زید بن صوحان نے اسکے جواب مین یہہ لکھہ بھیجا۔ بیشک مین آپکا خالص اور سچا بیٹا ہون بشرطیکہ آپ اس گروہ و قافلہ سے الگ ہوکر اپنے گھر جاکر بیٹھہ رہین ورنہ سب سے پہلے مین ہی آپکا مخالف ہون۔

زید بن صوحان نہایت افسوس کے ساتھہ کہتے تھے۔ ام المومنین پر خدا رحم فرمائے اونکو تو یہہ حکم تھا کہ گھر مین بیٹھی رہین اور ہمکو جہاد و قتال اور گھر سے باہر نکلنے کا حکم ہوا تھا مگر افسوس قضیہ برعکس ہوگیا۔ ام المومنین نے اوس حکم کو ترک کیا اور ہمارے واسطے وہ حکم تجویز کیا (یعنی خانہ نشینی) اور جو کام ہمارا تھا وہ خود کرنے لگین اور ہم کو اس (جہاد) سے منع کر دیا۔

جسوقت اہل مکہ بصرہ مین داخل ہوے ہین اوسوقت یہان کے عامل عثمان بن حنیف تھے جب انسے اور اہل مکہ سے مخاصمت ہوئی تو زید بن صوحان نے اہل مکہ سے دریافت کیا عثمان بن حنیف تو تمہارے یار ومین ہین انسے کیون ناخوش ہو۔ جواب دیا ہم انکو اہل امارت نہین پاتے اور ہمارے ساتھ جس طرح یہہ پیش آے معلوم ہے۔ زید نے کہا مجھکو عثمان بن حنیف نے حکم دیا ہے کہ حضرت علی کی خدمت مین تمہارے آنے کی اطلاع بذریعہ خط کردون اور تاوقتیکہ وہان سے جواب نہ آوے مین امامت کرتا رہون اہل مکہ زید سے باز رہے اور انہون نے دار الخلافت کو خط لکھہ بہیجا۔ اس کے بعد دو یا تین دن گذرے تھے کہ لوگ عثمان بن حنیف پر حملہ کر بیٹھے۔ جب عثمان بن حنیف کو قید کر لیا تو طلحہؓ و زبیرؓ بصرہ مین داخل ہوے اور لوگون کو جمع کر کے کہا۔ اے اہل بصرہ توبہ گناہ کے لئے ہے۔ ہم لوگون نے چاہا تہا کہ جناب امیر المومنین عثمان ذی النورین کی نسبت جو شکایات عام لوگونکی تہین اوس سے آپکو بری الذمہ کردین مگر اس درمیان مین کمینے بلوائیون نے بلوہ کر کے آپکو شہید کر ڈالا۔ حاضرین نے حضرت طلحہؓ کو مخاطب کر کے کہا۔ آپ کے خطوط تو ہمارے پاس اسکے خلاف آتے تھے۔ حضرت زبیر نے جواب دیا۔ ہم نے یقیناً ایسے خط نہ لکھے ہونگے۔ اس فقرہ کو ختم کر کے حضرت عثمان ذی النورین کی شہادت کا واقعہ بیان کیا اور حضرت علی کی شان مین اسی واقعہ کے متعلق تہمت لگانا شروع کیا۔ ایک شخص بنی عبد القیس سے اوٹہ کہڑے ہوے اور کہا۔ آپ تہوڑی دیر خاموش رہین مجھکو کچھہ عرض کرنا ہے۔ حضرت زبیرؓ خاموش ہو گئے۔ اوسنے کہا۔ اے حضرات مہاجرین۔ آپ وہ لوگ ہین جنہون نے سب سے پہلے دعوت اسلام قبول کی اور اس فضیلت مین آپ اورون سے بڑہے رہے۔ آپکے بعد اور لوگ

اسلام مین داخل ہوے - بعد وفات حضور سرور کائنات اپنے مین سے ایک شخص کے
ہاتہ پر بیعت کی اور اونکو اپنا خلیفہ بنالیا - آپنے ہم لوگوںمین سے کسی سے مشورہ نہ لیا مگر
ہم آپکے انتخاب خلیفہ پر راضی ہوے اور اونکو اپنا امیر وحاکم تسلیم کرلیا - خداوندتعالے
نے اونکی امارت کو مسلمانوں کے واسطے برکت کا سبب کیا - پھر وہ خلیفہ اول جسوقت
رحلت فرما ہوے آپنے ایک اور شخص کو اپنی راے وتجویز سے بغیر اسکے کہ ہم سے
مشورہ لین اپنا خلیفہ بنالیا - ہم اسپر بہی راضی رہے اور اونکی خلافت وامارت بخوشی
خاطر قبول کی جب دوسرے خلیفہ نے بہی وفات پائی تو چہ آدمیونکے مشورہ پر
امر خلافت رہا اور آپ لوگون نے بغیر ہمارے مشورہ کے جناب عثمان رضکے ہاتھ
پر بیعت کی پھر آپ ہی لوگ اونسے بددل ہوے اور بغیر صلاح ہمارے اونکو قتل کیا
اب حضرت علی رضکی بیعت کرلی اس مین بہی ہمسے کچہ نہ پوچھا مگر ہم ان دونون امیرونکی
امارت کے منکر نہ ہوے اور جو کچہ آپ لوگون نے کیا ہر طرح جائز وگوارا رکہا - اب کیا
ہوگیا کہ حضرت علی رضسے بہی ناراض ہوکر اونسے لڑائی پر آمادہ ہوگئے ہو - کیا اونہون
نے مال غنیمت خود لے لیا اور آپ کو اوسمین سے کچہ نہ دیا یا کوئی ناحق کارروائی
اونسے ظاہر ہوئی جسکی وجہ سے آپنے یہہ قصد کیا ہے یا کسی فعل ناجائز کے مرتکب
ہوے ہین کہ جس سے استحقاق خلافت باطل ہوگیا پھر اسپر بہی بس نہین بلکہ
ہمکو بہی اپنے ساتھہ لیا چاہتے ہو اور ہم سے شرکت کی درخواست ہے - یہ کیا بات ہے
ذرا ہم کو بہی تو معلوم ہو حضرت طلحہ رض وزبیر رض کے ہمراہی اس شخص پر ٹوٹ پڑے اور
قتل کرنا چاہا مگر اوسکے ہم قوم حمایت پر اوٹھہ کھڑے ہوے اور اسوقت انکے
ہاتھہ سے بچالیا - دوسرے دن موقع پاکر اہل مکہ نے پھر اوس شخص عبدی پر حملہ کیا

اوسکے سب ساتھیونکو گھیر لیا۔ آخر ایک دم سے ستر آدمی اونمین سے مارے گئے

اسکے بعد حضرت طلحہؓ و زبیرؓ عثمان بن حنیفؓ کو گرفتار کرکے بصرہ مین مقیم رہے بیت المال پر انکا قبضہ تھا مجلس انکے تحت مین تھا۔ اکثر اہل بصرہ انکے مطیع ہوگئے اور جو انکی رفاقت سے علیحدہ تھے وہ چپ رہے۔

عثمانؓ بن حنیف پر جو کچھ گذری اسکی خبر حکیم بن جبلہ کو جب پہونچی تو کہا۔ اگر مین عثمانؓ کی مدد نہ کرون تو خدا سے بالکل نڈر ہون۔ یہہ کہکر عبد القیس اور ربیعہ کا ایک گروہ ساتھ لیکر عثمانؓ کی کمک کو دار الرزق کا قصد کیا۔ اس گھر مین غلہ بھرا تھا حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کا ارادہ تھا کہ یہہ غلہ نکالکر اپنی جماعت پر تقسیم کردین چنانچہ اسی غرض سے وہ بھی اسوقت یہان آے تھے۔ ان دونون مین ملاقات ہوئی۔ ابن زبیرؓ نے حکیم سے پوچھا۔ تم یہان کسواسطے آے ہو۔ حکیم نے کہا۔ ہم کچھ غلہ لینے آے ہین اور ہماری یہہ خواہش ہے کہ آپ عثمانؓ کو چھوڑ دین وہ دار الامارت مین رہین اور حسب صلحنامہ ہمارے اور آپکے تا آنے جناب علی کسی قسم کی حجت و تکرار نہو۔ قسم خدا کی اگر اسوقت ہمارے پاس کافی مدد ہوتی تو ہم آپ کی زیادتی پر ہرگز صبر نہ کرتے بلکہ جسقدر آپنے ہمارے آدمی قتل کرڈالے ہین ہم آپ سے اسکا بدلہ لیتے۔ چونکہ آپنے ناحق مسلمانونکو قتل کیا لہذا آپ لوگونکا بھی خون بہانا اب روا ہوگیا ہے۔ افسوس صد ہزار افسوس۔ آپ لوگ غضب الٰہی سے بالکل نہین ڈرتے۔ فرمائیے تو سہی کہ وہ کون سی حجت اور حیلہ شرعی ہے جس سے آپ حرام خون کو حلال سمجھتے ہین۔ ابن زبیرؓ نے جواب دیا۔ امیر المومنین جناب عثمان غنیؓ کے خون کے بدلے مین۔ حکیم نے کہا۔ تو کیا جن لوگونکو آپنے قتل کیا وہ حضرت عثمانؓ کے

قاتل تھے۔ آپکو عذاب الٰہی سے ڈرنا چاہیئے۔ ابن زبیرؓ نے اسکا کچھ جواب نہ دیا اور یہہ کہا۔ ہم تمکو اس غلہ سے کچھ نہ دینگے اور نہ ہم عثمان بن حنیف کو چھوڑینگے تاوقتیکہ جناب علیؓ خلافت کو ترک کر دین۔ حکیم بولے۔ خدایا! تو حاکم عادل ہے ہمارا انکا انصاف تیرے ہاتھہ ہے۔ پھر اپنے ہمراہیونسے کہا۔ اب مجھکو ان لوگونسے لڑنے مین کوئی شک نہین رہا جس کسی کو شک ہو وہ واپس جاے۔ اتنا کہہ کر حکیم بن جبلہ آگے بڑھے اور لڑائی شروع ہوگئی۔ حضرت طلحہ و زبیرؓ بھی خبر پاتے ہی اپنی جماعت کے ساتھہ مقام جنگ مین آپہونچے۔ حکیم نے اپنے گروہ مین چار سپہ سالارونکو جنگ کا ذمہ دار بنایا۔ خود حضرت طلحہؓ کے مقابل ہوا۔ ذریح کو زبیر کے مقابل۔ ابن المحترش کو عبدالرحمن بن عتاب کے اور حرقوص بن زہیر کو عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کے مقابلہ پر مقرر کر دیا۔

حضرت طلحہؓ نے فرمایا۔ الحمد للہ کہ اہل بصرہ جن سے ہم خون کے طالب ہین ہمارے واسطے جمع ہوگئے۔ خدایا! انمین سے ایک کو بھی زندہ نہ رکھنا۔ اب لڑائی نہایت تیزی سے شروع ہوگئی۔ حضرت طلحہؓ تین سو آدمیونکے ساتھہ حملہ آور ہوے۔ حکیم میدان جنگ مین تیغ زنی کر رہے تھے ناگاہ ایک شخص نے ایک ہاتھہ تلوار کا انکے پائون پر ایسا مارا کہ وہ کٹکر جدا ہوگیا اور حکیم سُرین کے بل گر پڑے پھر سنبھلکر اپنا کٹا ہوا پائون اوس شخص کے ایسا تاک کر مارا کہ وہ گر پڑا یہہ جست کر کے اوسکے پاس پہونچے اور تلوار سے قتل کر دیا پھر بوجہ زخمی ہونے کے اوس مردہ لاش سے تکیہ لگا کر بیٹھہ رہے۔ انکے ہمراہی انکو اوٹھا لیگئے۔ پھر بھی یہ ایک ہی پائون پر کھڑے رہے چارون طرف تلوار چل رہی تھی اور یہہ کھڑے ہوے

طلحہؓ و زبیرؓ کو برا کہہ رہے تھے ناگاہ کسی نے پکار کر کہا۔ اب تم نے اپنے اعمال بد کا بدلہ پایا۔ جب مصیبت پڑی تو گھبراتے ہو یہہ وہی خدا کا عذاب ہے جیسا تم نے اپنے امام مظلوم کے ساتھہ کیا اور جماعت اسلام مین تفرقہ ڈالا۔ اب ذرا تم بھی مزہ چکہہ لو اس معرکہ مین بہت سے آدمی حکیم کی طرف کے کام آے۔ حکیم بن جبلہ بھی مارے گئے انکو یزید بن اسحم نے قتل کیا اور بعضے کہتے ہین کہ انکا قاتل ضخیم نامی ایک شخص ہے۔ حکیم کی لاش انکے قاتل یزید بن اسحم اور حکیم کے بھائی کعب کی لاشون کے درمیان ملی۔ حکیم کا لڑکا اشرف اور دوسرا بھائی رعل بن جبلہ بھی مارا گیا۔ حکیم کے مارے جانے کے بعد عثمان بن حنیف کو بھی لوگون نے قتل کرنا چاہا مگر انہون نے کہا۔ میرا بھائی سہل مدینہ مین ہے۔ یاد رکھو اگر مجھکو قتل کروگے تو وہ میرا بدلہ تمسے لیگا۔ لوگون نے انکو چھوڑ دیا اور یہہ مدینہ کی طرف روانہ ہوے۔ ذریح مع اپنے ہمراہیون کے مارے گئے۔ پھر منادی نے ندا کی۔ جسکے پاس گروہ قاتلین جناب عثمانؓ مین سے کوئی شخص ہو وہ لاکر حاضر کرے چنانچہ یہہ لوگ لاے گئے اور سب قتل کر دیئے گئے صرف ایک حرقوص رہ گئے اہل مکہ نے قتل و قید کرتے ہوے انکا تعاقب کیا مگر انکی قوم بنی سعد نے روکا۔ حرقوص بھی منجملہ قاتلین حضرت عثمانؓ تھے انکے نہ دینے سے اہل مکہ غضبناک ہوے اور ایک مدت مقرر کر دی کہ اس عرصہ مین حرقوص کو حوالہ کر دین اسپر بنی سعد کو شاق گذرا اور حرقوص کو نہ دیا۔ عبد القیس بھی اس بات پر بگڑ گئے کہ بعد جنگ کے لوگ پکڑ پکڑ کر کیون قتل کیے گئے۔

بعد خاتمہ جنگ کے حضرت طلحہ و زبیرؓ نے لوگون کو بیت المال سے انعام تقسیم کیا

جو انکے خاص مطیع و فرمانبردار تھے اونکو کچھ زیادہ دیا۔ عبد القیس و ربکر بن وائل
ناخوش ہوکر انکی جماعت سے نکل گئے۔ بیت المال پر قبضہ کرنا چاہا مگر اور لوگ مانع
ہوے پھر بھی جو کچھ ہاتھ آیا لیکر چلتے ہوے اور بصرہ سے نکلکر بانتظار تشریف
آوری جناب علی مرتضی رض راہ پر ڈیرہ ڈال دیا۔

حضرات طلحہ و زبیر رض نے اہل شام کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور جناب عائشہ صدیقہ رض
کی طرف سے اہل کوفہ۔ اہل یمامہ و اہل مدینہ کو بھی اس حال سے آگاہ کیا اور حضرت عثمان رض
کے قاتلین سے بدلہ لینے کی ترغیب و راپنے ساتھ شریک ہوکر اس کام کی پورا کرنیکی
تاکید بلیغ کی۔ اسی مضمون کے خطوط بھی لکھکر روانہ کیئے گئے۔ یہہ واقعہ اواخر ماہ
ربیع الثانی ۳۶ھ میں جب پانچ راتین ماہ مذکور کی باقی تھین واقع ہوا۔

اسکے بعد اہل بصرہ نے حضرات طلحہ و زبیر رض کی بیعت کر لی۔ بعد انعقاد بیعت حضرت
زبیر رض نے فرمایا۔ اگر ایک ہزار سوار میرے ساتھ ہون تو مین آگے بڑھکر حضرت علی پر حملہ
کرون۔ مگر کسی نے سماعت نہ کی۔ آپنے کہا۔ یہہ وہی فتنہ ہے جسکی خبر ہمکو پہلے سے
دی گئی تھی۔ اسپر آپکے ایک غلام نے کہا۔ آپ اس ہنگامہ کو فتنہ سمجھتے ہین اور پھر
دیدہ و دانستہ جنگ مین شریک ہین۔ جواب دیا۔ ہم خوب دیکھتے اور جانتے ہین اور
اسپر کیا موقوف ہے ہمنے ہر کام ہونے والیکو معلوم کر لیا اور یہہ بھی جان لیا کہ ہمارا
قدم اس کام مین فلان موضع پر ہوگا البتہ اس کام کا انجام معلوم نہین کہ کیا ہونا ہے
علقمہ بن وقاص لیثی کہتے ہین کہ جس زمانہ مین حضرت ام المومنین عائشہ رض۔ طلحہ رض زبیر رض
نے خروج کیا ہے مین حضرت طلحہ رض کو دیکھتا تھا کہ وہ اکثر تنہائی مین سرنگون عالم تفکر مین
خاموش بیٹھے رہتے تھے اور خلوت اونکو بہت پسند تھی۔ مین نے پوچھا۔ ای ابو محمد

کیا وجہ ہے کہ آپ کو تنہائی پسند ہے اور اکثر سوچ مین رہتے ہین۔ اگر آپ کے نزدیک یہ جنگ و جدال مکروہ ہے تو آپ گھر بیٹھین۔ آپ نے جواب دیا۔ اے علقمہ ہم سب ایک وقت مین اپنے دشمنو نکے حق مین ایک قوی ہاتھہ تھے۔ اب (باہمی نزاع سے) دو پہاڑ مضبوط وسخت لوہے کے ہوگئے اور آپس مین ایک دوسرے کا خواہان ہوگیا۔ مجھسے جناب امیرالمومنین عثمانؓ کے حق مین جو کچھہ (کمی و قصور نصرت واعانت مین) واقع ہوا اب اوسکی تو یہی ہے کہ طلب قصاص خون حضرت عثمانؓ مین میرا خون بھی زمین پر گرے مین نے کہا۔ اگر آپکا یہہ قصد ہے تو اپنے بیٹے محمد کو گھر واپس کیجیے۔ آپ صاحب زمین وجائداد واہل وعیال ہین خدا نخواستہ اگر آپ جنگ مین کام آے تو یہہ آپ کی جگہہ قائم رہینگے۔ جواب دیا۔ تم اونکو روکو اور لڑائی سے پھیر کر مکان کو بھیجدو۔ مین محمد بن طلحہؓ کے پاس آیا اور کہا۔ تمہارا گھر رہنا مناسب ہے۔ مبادا تمہارے والد کو چشم زخم زمانہ پہونچے تو تم بجاے اونکے گھربار کے محافظ ونگران رہوگے۔ محمد نے جواب دیا۔ مجھے یہہ کب پسند ہے کہ والد بزرگوار جان دینے جاوین اور مین آرام گھر پر رہون۔ جب اونکا حال معلوم نہو تو آنے جانے والو نسے پوچھتا پھرون کہ اہل قافلہ کیسے ہین۔

روانگی جناب علیؓ جانب بصرہ

ہم اوپر لکھہ آے ہین کہ جسوقت اہل مکہ کا قصد اہل مدینہ کو معلوم ہوا اور جناب علی مرتضیٰ بھی اہل مکہ کے ارادہ پر مطلع ہوے تو آپنے شام کا عزم فسخ کر کے انکی جانب توجہ فرمائی۔ اس کام کے واسطے اکابر واشراف مدینہ کو جمع کر کے بعد حمد وثنا کے فرمایا۔ اب لوگونکی حالت درست نہ ہوگی تاوقتیکہ اونسے وہی معاملہ سابق والا جس سے وہ

صلاح پذیر ہوئے ہین نہ کیا جاوے یہ راہ راست پر نہ آوینگے لہذا اسپ صاحب خدا وند تعالیٰ
سے مدد چاہین وہ مددگار اور ہمارا معین و ناصر ہے وہ سب کام درست کر دے گا
اہل مدینہ نے جب آپکا قصد جنگ کی جانب دیکھا ابتدا اگرچہ مقابلہ حضرات ام المومنین
صدیقہؓ طلحہؓ۔ زبیرؓ خروج کرنا شاق گذرا۔ زیاد بن حنظلہ تمیمی یا حنظلہ لوگونکو سست دیکھکر
اوٹھ کھڑے ہوئے سب کے سامنے اپنی مستعدی ظاہر کی اور جناب علیؓ سے کہا اور
لوگونکو خروج کرنا ناگوار ہے تو کیا مضائقہ وہ نہ جاوین مین آپکے ہمراہ رکاب ہون اور
جان دینے کو حاضر۔ اسکے اوٹھتے ہی دو اصحاب جلیل القدر جو انصار مین ذی عزت و عالی
مرتبہ تھے ابوالہیثم بن تیہان بدری خزیمہ بن ثابت آپ کی رفاقت پر مستعد ہو گئے
بعض روایات مین ابو قتادہ انصاریؓ بھی ہین۔

امام شعبی کا بیان ہے کہ اس فتنہ مین بجز چیہ اصحاب اہل بدر کے ساتوان بدری
شریک نہین ہوا سعید بن زید کا قول ہی کہ کوئی عمل خیر ایسا نہین جسکو چار صحابہ آنحضرتؐ
ملکر کرین اور اوس مین جناب علیؓ ایک نہ ہون۔

مروی ہے کہ حضرت ابو قتادہ انصاریؓ نے کہا۔ اے امیر المومنین۔ آنحضرت صلعم
نے یہ تلوار اپنے مبارک ہاتھ سے میرے گلے مین ڈالی تھی۔ مین نے اسکو عرصہ تک
نیام مین رکھا ہے اب اسکے نکلنے کا وقت آگیا اور آپکے مخالفین پر چلنا چاہتی ہے
مین چاہتا ہون کہ آپ مجھکو سب سے پہلے اوس طرف روانہ کرین چنانچہ آپنے اونکو پہلے
ہی سے بھیجدیا۔

ام المومنین جناب ام سلمہؓ نے بھی فرمایا۔ امیر المومنین میرے چلنے مین خدا کی نافرمانی کا
خوف ہے اور شائد آپ کو بھی میرے ہمراہ چلنے سے انکار ہوگا ورنہ مین آپ کے ساتھ

ضرور چلتی یہہ میرا چچیرا بہائی جو مجہکو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے آپ کے ہمراہ رکاب جاویگا اور معرکون مین لڑیگا چنانچہ یہہ صاحب جناب علیؓ کے ہمراہ ہوے اور اس جنگ مین ساتہہ رہے بعد اسکے آپنے اونکو بحرین کا عامل مقرر کر دیا پہر اونکو معزول کرکے بجاے اون کے نعمان بن عجلان دورقی (زرقی) کو مامور فرمایا۔

جناب علی مرتضیؓ نے قبل روانگی خود مدینہ پر حضرت تمام ابن عباسؓ اور ربروایت بعض سہیل بن حنیفؓ کو اور مکہ پر قثم بن عباسؓ کو مامور فرمایا اور اخیر ماہ ربیع الثانی ۳۶ھ مین اوس لشکر کے ساتہہ جسکو شام کے واسطے مرتب کیا تہا بصرہ کی طرف روانہ ہوی کوفیون اور بصریون کے نوسو آدمی اور اہل مدینہ بہی بخوشی خاطر ہمراہ رکاب ظفر انتساب آپکے لشکر مین تہے۔ آپکا قصد تہا کہ اہل مکہ کو حتی الامکان اونکے ارادہ سے روکین اور جدال وقتال سے باز رکہین۔ مدینہ منورہ سے نکلکر کچہہ دور پر حضرت عبداللہ بن سلام آپکو مل گئے اور آپکے گہوڑے کی باگ پکڑکر کہا۔ امیرالمومنین۔ مدینہ سے نکلکر باہر نہ جاوین واللہ اگر آپ چلے جائین گے تو مسلمانونکا امیر یہان پہر لوٹ کر نہ آویگا۔ لوگ عبداللہ بن سلام کی طرف گالیان دیتے ہوے جہپٹ پڑے لیکن آپنے فرمایا ہین۔ ہین۔ جانے دو یہہ جناب رسول خدا کے صحابی اور اچہے آدمی ہین۔ الغرض اس مقام سے آگے بڑہے۔ ربذہ پہونچے تو یہہ خبر آئی کہ طلحہؓ وزبیرؓ بصرہ مین داخل ہوگئے۔ آپنے اس مقام پر قیام کیا اور جو کچہہ احکام جاری کہنا تہے صادر فرماے۔

اس اثنا مین جناب امام حسنؓ آگئے اور مدینہ سے بصرہ کی طرف خروج کرنے اور آپکا کہنا نہ ماننے پر اس طرح نصیحت کی۔ اے پدر بزرگوار مین نے بارہا آپسے عرض کیا مگر آپنے کبہی میرے معروضہ پر توجہہ نہ فرمائی۔ خدانخواستہ نصیب اعدا آپکی جان کو صدمہ

پہونچے تو اوسوقت کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔ امیرالمومنین نے فرمایا کہ بیٹا تمہاری عادت ہے کہ ذراسی بات مین گھبراجاتے ہو اور عورتونکی طرح رونے لگتے ہو۔ تم نے کونسی بات مجھسے کہی جو مین نے اوسکو نہ مانا۔ جناب امام نے عرض کیا۔ مین نے حضرت عثمان کی محاصرہ کی دن آپسے عرض کیا تھا کہ آپ اسوقت مدینہ سے باہر چلے جاوین آپ کی موجودگی مین انکا قتل ہونا خوب نہین پھر جس دن وہ شہید ہوگئے مین نے آپ کی خدمت مین درخواست کی تھی کہ ان لوگونکی بیعت قبول نہ فرمایئے تا وقتیکہ اطراف و ممالک اسلامیہ و عرب کے قاصد آپکے پاس حاضر نہ ہون آپ بیعت سے انکار رکھین لیکن آپنے میری التماس قبول نہ فرمائی بعد اسکے جب ام المومنین عائشہؓ اور طلحہؓ و زبیرؓ نے خروج کیا تو مین نے یہ التجا کی کہ باوا جان۔ آپ گھر بیٹھے رہین یہانتک کہ انکی شورش رفع ہو کر ملک مین امن ہوجائے کیونکہ جو فساد ہونے والا ہے آپکے ہاتھہ پر نہو اور آپ ہر طرح اس الزام سے الگ رہین مگر افسوس آپنے اسپر بھی کچھہ خیال نہ فرمایا۔

جناب علیؓ نے فرمایا۔ نورچشم۔ محاصرہ و شہادت کے وقت جو تمنے مدینہ سے نکل جانیکی مجھکو رائے دی تھی بیشک تمہاری وہ رای صائب تھی اور میرے حق مین بھی مناسب تھا لیکن مین بےبس تھا۔ لوگون نے مجھکو بھی تو گھیر لیا تھا جیسا عثمانؓ کو۔ مین جاتا تو کہان اور کس طرح۔ بیعت کے بارہ مین جو تمنے منع کیا تھا اوسکی یہہ وجہ ہوئی کہ مین نے خیال کیا اگر بیعت نہین لیتا ہون تو یہہ کام مسلمانونکا ضائع ہوا جاتا ہے اور ارباب حل و عقد چونکہ اہل مدینہ ہین جب وہ میری بیعت پر راضی ہوگئے تو پھر مجھکو تاخیر کی کوئی وجہ نہ تھی بعد وفات جناب سرور کائنات کے سب لوگون نے ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی مین نے بھی کرلی پھر جب جناب صدیقؓ رحمت الٰہی سے واصل ہوے حضرت عمرؓ کے ہاتھہ پر

بیعت ہوئی اور مین نے بہی قبول کی بعد ازان جناب عمرؓ بہی رحمت ایزدی سے جا ملے
مین بہی ارباب شوریٰ مین تہا لوگون نے حضرت عثمان کی بیعت پسند کی مین بہی اونمین تہا
اور بلا تامل بیعت کر لی پہر بلوائیون نے حضرت ذی النورینؓ کو بلوہ کر کے شہید کر ڈالا
اور اہل مدینہ نے بخوشی خاطر بلا اکراہ واجبار میرے ہاتہہ پر بیعت کی پہر مجہکو کیا عذر تہا
اب مین اوس شخص سے ضرور لڑونگا جو میری مخالفت کریگا اور اپنے ساتہہ مطیع وفرمانبردار
لوگونکو لیجاؤنگا اور مخالفین کی سرکوبی قرار واقعی کرونگا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کوئی حکم
صادر کرے اور وہ سب حاکمونمین بہتر حکم کرنے والا ہے - اپنے اس قول کا کہ مین طلحہ
وزبیرؓ کی نسبت سکوت کر کے گہر بیٹہہ رہون اور اونپر خروج نہ کرون) بہی جواب سن لو کہ
مین تمہارے کہنے پر عمل کرون توکس طرح کام چلے - کیا تم چاہتے ہو کہ مین مثل اوس کفتار
کے ہوجاؤن جسکو لوگ ہر چہار طرف سے بہٹ مین گہیر لین اور یہہ کہا جاوے کہ کفتار
یہان نہین ہے مگر جب لوگ اوسکو زخمی کردین تو وہ جان بچا کر نکل بہاگے - کیا مین بہی
خاموش رہکر اپنی حالت اس ذلت وخواری کو پہونچا دون اور جو کام میری ذات سے
متعلق ہین اگر مین اونمین نہ پڑون اور اپنے فرائض منصبی کو نہ انجام دون تو کون شخص
وہ کام کریگا - صاحبزادہ - تم اس خیال سے درگذرو اور مجہکو میرے حال پر چہوڑ دو -
حضرت امام حسنؓ یہہ جواب پاکر خاموش ہو رہے - پہر جناب علی مرتضیٰؓ نے ربذہ سے محمد بن
ابی بکرؓ اور محمد بن جعفرؓ کو کوفہ کی طرف روانہ فرمایا اور اونکو حکم دیا کہ لوگونکو لڑائی کے
واسطے جمع کر کے ادہر روانہ کرین اور اہل کوفہ کے نام یہہ خط لکہا - مین تمکو دیگر اہل بلاد پر
ترجیح دیتا ہون اور تم کو پسند کرتا ہون جب کسی حادثہ مین مجہکو ضرورت ہوئی تم لوگونسے
اعانت چاہی - اب اسوقت میرا ساتہہ دو اور خدا کے دین کے مددگار ہوکر جلد ہمارے

پاس چلے آؤ۔ ہماری نیت اصلاح امت سے فتنہ وفساد ونزاع باہمی دفع کرکے سب مسلمان
جیسے سابق مین ایک دوسرے کے بہائی تھے اب بہی ویسے ہی ہوجاوین ۔
یہہ دونون صاحب کوفہ کو سدہارے اور جناب علی مرتضیٰؓ ربذہ مین مقیم رہے۔
مدینہ منورہ سے دیگر سامان حرب ہتہیار وجانور وغیرہ جو کچھہ درکار تہا منگوالیا۔ پھر
آپنے کھڑے ہوکر یہہ خطبہ پڑہا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین اسلام سے ہمکو عزت دی
اور ہمارا مرتبہ بلند کیا اسی کی برکت سے ہمکو باہم بہائی بہائی بنادیا۔ اسی کی بدولت ذلت و
قلت کے بعد ہمکو عزت وکثرت عطا فرمائی۔ ہم سے باہمی بغض۔ حسد۔ کینہ۔ دور کر دیا۔
جبتک خدا نے چاہا اوسکے بندے اسی راہ پر چلتے رہے۔ اسلام اونکا دین حق اونکے
اندر اور کتاب اللہ اونکی رہبر وامام۔ یہہ حالت ہماری اوسوقت تک رہی کہ مفسدون
نے باغواے شیطان جناب عثمانؓ کو شہید کر ڈالا۔ خبردار ہوجاؤ۔ اب وہ وقت
آگیا ہے کہ امت محمدیہ مین اختلاف واقع ہوا ور مثل پہلی اُمتون کے اسکے بہی متعدد
فرقے ہوجاوین۔ ہم خدا سے ایسے برے آنیوالے وقت سے پناہ مانگتے ہین اور ایسا
زمانہ ضرور ہونے والا ہے۔ آگاہ رہو۔ یہہ امت تہتر فرقے ہوجاویگی۔ ان سب
فرقون مین بدتر فرقہ وہ ہوگا جو میری طرف اپنے کو نسبت کرینگے مگر اونکے اعمال میرے
اعمال کے خلاف ہونگے مین نے ایسے لوگونکو پایا ہے اور خود دیکہا ہے تم لوگ اپنے
دین کو لازم پکڑو اور میری راہ پر چلو کیونکہ یہی راہ تمہارے نبی کی ہے اور اپنے رسول
کی سنت کے متبع رہو اور جو امر مشکل یا مشتبہ پیش آے اوس سے اعراض کرو اور ایسے
امر کو قرآن شریف پر پیش کرو اوسمین اسکا حکم دیکہو۔ پس جسکو قرآن بتلاوے اوسپر عمل
کرو اور جسکا وہ انکار کرے اوسکو چہوڑدو اور اپنے اللہ کو مالک وپروردگار مانو اور

اسلام کو اپنا دین جانو۔ محمد صلعم کو اپنا نبی و رسول اور قرآن شریف کو امام اور حکم کرنے والا اپنا ؤ۔ جب آپ یہہ خطبہ ختم کر چکے اور ربذہ سے آگے روانگی کا ارادہ فرمایا تو آپکے لشکر کو آپکا قصد معلوم ہوگیا۔ ابن رفاعہ بن رافع نے کہا۔ اے امیر المومنین۔ آپکا کیا ارادہ ہے اور ہمکو کہان لے جائیگا۔ فرمایا۔ ہمارا قصد اور نیت تو اصلاح ہی بشرطیکہ وہ کہنا مان گئے اور ہمارا حکم قبول کیا۔ ابن رفاعہ بولے۔ اگر وہ ہمارے کہنے مین نہ آے تو کیا کیجئے گا۔ فرمایا۔ ہم اونکے عذر پر اونکو چھوڑ دینگے۔ اونکا حق اونکو ادا کردینگے اور صبر کرینگے۔ پھر پوچھا گیا۔ اگر اسپر بہی وہ راضی نہ ہوے تو کیا علاج۔ فرمایا جبتک وہ ہمکو چھوڑے رہین گے ہم بہی اونسے متعرض نہونگے۔ سوال کیا گیا۔ اگر وہ ہمارا پیچہا نہ چھوڑین تو پھر کیا کرنا چاہیئے۔ فرمایا۔ اس صورت مین ہم اپنے کو اونسے بچاوینگے۔ عرض کیا گیا۔ بہت خوب۔ آپکا فرمانا منظور ہے۔ پھر حجاج بن غزیہ انصاری نے کھڑے ہوکر کہا۔ اے امیر المومنین۔ ہم آپ کو اپنے کام سے خوش کرینگے جیطرح قول سے راضی رکھا ہے۔ واللہ۔ ہم اللہ کی نصرت کرینگے جس طرح اوس نے ہمارا نام انصار رکھا ہے۔

ابہی آپ ربذہ ہی مین تھے کہ طے کی ایک جماعت آپکی طرف آتی ہوئی نظر آئی۔ کسی نے کہا انمین سے بعض لوگ اس غرض سے آے ہین کہ آپکی ہمراہی مین جنگ پر جاوین اور بعضے محض سلام کرنے۔ فرمایا۔ خدا دونو نکو جزاے خیر عطا فرماوے۔ بیٹھہ رہنے والونپر مجاہدین کو فضیلت ضرور ہے۔ جب وہ لوگ آپکی خدمت مین حاضر ہوے آپ نے فرمایا۔ تم کس کام پر ہمارے ساتہہ ہوگے۔ جواب دیا گیا۔ جو کام آپ چاہین ہم جان و دل سے اوسکے لئے حاضر ہین۔ ارشاد ہوا۔ خدا تمکو جزاے خیر دے۔ تم

لوگون نے بہنسی خوشی اسلام قبول کیا۔ مرتدون سے جہاد کیا۔ اپنے مال و صدقات مسلمانونکو دیئے۔ اوس جماعت مین سے سعید بن عبید طائی بولے۔ امیر المومنین بعض ایسے ہین کہ اپنے دلی حالات زبان سے ظاہر کرسکتے ہین مگر خدا کی قسم میرے پاس ایسی زبان نہین کہ اپنے دلی خیالات آپکے حضور بیان کرسکون تاہم کوشش کرتا ہون اور اللہ سے توفیق چاہتا ہون کہ کچھ عرض کرون مین ظاہر و باطن آپ کی خیر خواہی کرونگا ہر معرکہ مین جان نثاری کو حاضر ہون جسقدر آپکا حق اپنے ذمہ واجب جانتا ہون آپکے ہم عصر کسی دوسرے کا حق اسقدر نہین مانتا کیونکہ آپکو فضیلت اور آنحضرت صلعم سے شرف قرابت حاصل ہے۔ آپنے فرمایا۔ شاباش جزاک اللہ۔ رحمک اللہ جو تمہارے دل مین تھا خوب ظاہر کردیا۔ سعید بن عبید جنگ جمل مین آپکے ساتھ تھے بعدہ ہر جگہہ رفیق رہے بالآخر جنگ صفین مین شہید ہوے۔

اب جناب علیؑ مع لشکر کے ربذہ سے روانہ ہوے۔ مقدمۃ الجیش پر ابو لیلی ابن عمرو الجراح مقرر تھے۔ علم لشکر محمد بن الحنفیہؓ کے پاس تھا اور آپ ایک سرخ اونٹ پر سوار تھے ایک کمیت گھوڑا آپ کی سواری کا کوتل ہمراہ تھا۔ فید مین پہونچکر قیام کیا۔ اس مقام پر قبیلہ اسد اور بنی طے کی دوسری جماعت آپکے پاس حاضر ہوئی اور ہمراہ رکاب چلنے کی درخواست کی۔ آپنے فرمایا۔ تم اپنے اقرار پر ثابت قدم رہو۔ فی الحال مہاجرین میرے ساتھ کافی ہین۔

اسی منزل پر ایک شخص کوفہ کا ملا۔ آپنے نام پوچھا۔ کہا۔ عامر بن مطر شیبانی۔ فرمایا۔ اہل کوفہ کی خبر سناؤ۔ اوسنے کچھ حال بیان کیا۔ استفسار کیا۔ ابو موسیٰ کا کیا قصد ہے۔ کہا۔ اگر آپ صلح کرینگے تو ابو موسیٰ آپکے ساتھ ہین اور جو لڑائی کا قصد ہو

تو وہ اسکے ساتھ نہین۔ آپنے فرمایا۔ بخدا اے لا نزال مین بجز صلح کے اور کچہہ نہین چاہتا ہان اگر نہ مانینگے تو مجبوری ہے۔

پھر فید سے چلکر ثعلبیہ مین قیام ہوا یہان عثمان بن حنیف رض پر جو کچہہ گذرا تہا معلوم ہوا۔ آپنے اپنے ہمراہیونسے یہہ حال بیان کیا اور فرمایا۔ خداوندا! جس بلا مین طلحہ و زبیر رض مبتلا ہوے ہین مجھکو اوس سے معاف رکہنا۔

جب اسادمین پہونچے تو حکیم بن جبلہ اور قاتلین جناب عثمان رض کی سرگذشت سنی اور فرمایا۔ اللہ اکبر۔ کیا اگر طلحہ و زبیر رض نے بدلہ لے لیا تو اب مجھکو اس جھگڑہ سے نجات ہوجاویگی۔

یہان سے آگے بڑہے تو ذی قار پہونچے۔ اس مقام مین عثمان بن حنیف رض آکر آپسے ملے انکے منہ پر ایک بال بہی نہ تہا اور بعضے کہتے ہین یہہ ربذہ مین ملے تہے۔ عثمان بن حنیف رض نے اپنا چہرہ دکہلا کر کہا۔ امیرالمومنین نے مجھکو موچہون۔ ڈاڑہی والا بصرہ پر عامل کرکے بہیجا تہا اب مین حضور مین امرد بنکر آیا ہون۔ آپنے فرمایا۔ تمکو اسکا اجر اور نیکی ملیگی۔ لوگون نے اس سے قبل دو صاحبونکو خلیفہ کیا اون صاحبون نے کتاب و سنت کے ساتہہ عمل کیا پھر تیسرے کو خلیفہ بنایا اور جو کچہہ اونکے حق مین کیا ظاہر ہے اونکے بعد سب نے میری بیعت کی اور طلحہ و زبیر رض نے بہی بیعت کی۔ اب میری بیعت فسخ کرکے بدعہدی کرتے اور مجہپر لوگونکو اوبہارتے ہین۔ تعجب ہے کہ ان دونون نے حضرت ابوبکر رض۔ عمر رض۔ عثمان رض۔ کی اطاعت کی اور میری مخالفت کرتے ہین اور بخدا یہہ بہی جانتے ہین کہ مین اون بزرگونسے جدا نہین۔ خداوندا! تو منصف عادل حاکم ہے طلحہ و زبیر رض نے جس کام کو باندہا ہے وہ کہول دے اور جو قصد کرتے ہین اوسمین کامیاب نہون اپنے

اعمال بد کا نتیجہ بد دیکھہ لین - آپ ذی قار مین بانتظار واپسی محمد بن ابی بکرؓ و محمد بن جعفرؓ مقیم رہے - یہان قوم ربیعہ کی خبر آئی او ر عبد القیس کا حضرت طلحہ و زبیرؓ سے مقابلہ کرنا معلوم ہوا - آپنے دونون کی تعریف کی - اسی جگہہ بکر بن وائل آپسے ملے اور اپنی خواہش شرکت ظاہر کی - آپنے انسے بہی وہی فرمایا جو طے او ر اسد کو ارشاد کیا تھا محمد بن ابی بکرؓ و محمد بن جعفرؓ کوفہ پہونچکر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے ملے اور جناب علی کا خط پیش کیا - لوگونکو آپ کی متابعت و شرکت جنگ کی ترغیب دی مگر کوئی شخص انکے کہنے مین نہ آیا - اوس دن شام تک دونون اسی کام مین مصروف رہے لیکن ایک متنفس نے بہی مستعدی ظاہر نہ کی - بالآخر ابو موسیٰؓ کے پاس واپس آے - اونکے دربار مین اور لوگ بہی صاحبان عقل و تمیز تہے - درباب خروج ابو موسیٰؓ سے مشورہ کیا - انہون نے جواب دیا - آج کیا راے طلب کرتے ہو اسکا موقع اور وقت تو کل گذر گیا جسوقت جناب عثمانؓ پر یورش کی تہی اور اوسیکا نتیجہ آج پیش آیا - اب کیا پوچہتے ہو - ایسے وقت مین لڑائی کے واسطے خروج کرنا دنیا کی راہ ہے اور خاموش بیٹہہ رہنا آخرت کی - اہل کوفہ یہہ سنکر بیٹہہ رہے - دونون محمد اسپر ناخوش ہوے اور ابو موسیٰ سے نہایت غصہ اور تشدد کے ساتہہ پیش آے - ابو موسیٰؓ نے کہا - واللہ عثمانؓ کی بیعت میری اور جناب علی کی گردنون مین ہے اگر لڑائی امر ضروری ہے تو قاتلین عثمانؓ سے ہے وہ جہان کہین ہون لڑنا چاہیئے - ہم جبتک قاتلین عثمانؓ کو قتل نہ کرلینگے دوسرونسے ہرگز نہ لڑینگے - دونون محمد یہہ خبر لیکر ذی قار واپس آے اور جناب علیؓ کو کوفہ کے حالات سے مطلع کیا - آپنے اشتر سے مخاطب ہو کر فرمایا تم مستعد آدمی اور ہر کام مین داخل ہونے والے ہو لہذا

ابن عباسؓ کو لیکر ابو موسیٰؓ کے پاس جاؤ اور بگڑی بات بناؤ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ
اور اشتر نخعی کوفہ روانہ ہوے اور ابو موسیٰؓ سے ملے۔ اونسے فوجی امداد طلب کی
ابو موسیٰ اشعریؓ نے اہل کوفہ کو جمع کر کے ارشاد کیا۔ ایہا الناس۔ صحابہ جناب
رسول اللہ وہی اصحاب ہین جو حضور کی صحبت سے مشرف ہوے ہین ان حضرات کو
بخوبی جانتا اور انکو انکے غیر سے امتیاز کرتا ہون۔ البتہ تمہارا حق بھی ہمپر ہے اور
مین تمہاری خیر خواہی کی بات کہتا ہون۔ راے مناسب تو یہہ ہے کہ خدا کی
حکومت کو ذلیل نہ کرو اور اللہ پر جرأت نہ کر بیٹھو۔ اہل مدینہ سے الگ ہو کر جو
تمہارے پاس آے ہین تم اونکو مدینہ ہی کی طرف لوٹا دو تاکہ سب آپس مین ایک
بات پر متفق ہو جاوین۔ اہل مدینہ ہی خوب جانتے ہین کہ کس کو استحقاق خلافت ہے
اور کون حقدار امارت ہے۔ یہہ وقت پر آشوب و زمانہ فتنہ و فساد ہے ایسی حالت
مین تو سوتا آدمی جاگتے سے بہتر ہے اور جاگتا بستر پر خاموش پڑا ہوا بیٹھنے والی
سے اچھا اور بیٹھا کھڑے سے۔ کھڑا سوار سے۔ سوار دوڑ دھوپ کرنے والے
سے بہتر ہے۔ لہذا تم ایسے وقت مین اپنی جگہہ سے نہ ٹلو اور اپنی تلوارین نیام مین
کر لو۔ تیر ونسے بھال نکال ڈالو۔ کمان کا رودہ توڑ دو۔ مظلوم بے لبس کو پناہ دو
یہانتک کہ یہہ فتنہ دفع ہو جاے اور اتفاق کی صورت پیدا ہو کر اہل اسلام کا
کام اصلاح پذیر ہو۔ ابو موسیٰ کا یہی جواب ان دونون کو بھی تھا۔ حضرت ابن عباسؓ
اشتر کے ساتھہ جناب علی کی خدمت مین واپس آے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ آپنے
امام حسنؓ و عمار کو روانہ فرمایا۔ یہہ دونون کوفہ پہونچکر مسجد مین داخل ہوے۔ اہل
کوفہ کو خبر ہوئی۔ سب سے اول مسروق بن اجدع مسجد مین آے اور دونون صاحبو نکو

سلام کیا پھر حضرت ابوموسیٰ آئے اور امام حسنؑ سے معانقہ کیا اور حضرت عمار بن یاسرؓ سے مخاطب ہوکر کہا۔ اے ابویقظان۔ تم نے امیرالمومنین کی مخالفت کی۔ اور انکے مخالفین کے ساتھ ہوئے۔ اپنی ہمراہی گروہ فجار کے ساتھ جائز رکہی حضرت عمار نے جواب دیا۔ آپ کا خیال غلط ہے نہ مین نے ایسا کیا نہ مجھکو اونسی کوئی ملال تہا۔ امام حسنؑ نے قطع کلام کرکے ابوموسیٰؓ سے فرمایا۔ آپنے لوگونکو ہماری اعانت ومدد کرنے سے کیون باز رکہا۔ قسم خدا کی ہماری نیت بجز اصلاح امت و رفع فساد اور کچھ نہین۔ پھر امیرالمومنین جناب علیؑ سا بزرگ شخص جنکو اصلاح امت مین کسیکا ڈر نہین حضرت ابوموسیٰ نے جواب دیا۔ میرے مان باپ آپ پر سے قربان۔ آپ سچ فرماتے ہین۔ لیکن مین نے آنحضرت سے حدیث سنی ہے پھر وہی حدیث فتنہ جو اوپر گذری بیان کرکے کہا۔ خداوند تعالیٰ نے مسلمانونکو ایک دوسرے کا بہائی بنادیا ہے اور انکا خون ومال ایک دوسرے پر حرام فرمایا ہے۔ اس بات سے حضرت عمارؓ کے آگ لگ گئی غصہ مین شعلہ بھبوکا ہوکر حضرت ابوموسیٰؓ کو گالی دے بیٹھے اور کہڑے ہوکر کہا۔ اے لوگو۔ آنحضرت صلعم نے فقط انہین سے فرمایا ہے کہ تم کو ایسے وقت گہر مین بیٹہنا بہتر ہے (یہی تو عالم ہین اور سب جاہل) انکی اس تیزی پر کسی شخص نے انکو گالی دی اور کہا۔ کل کے دن تو تم بلوائیون کے ساتھ تھے اور آج ہمارے امیر سے جہالت کر رہے ہو آخر کوفی حضرت عمارؓ پر لوٹ پڑے لیکن حضرت ابوموسیٰؓ نے بچالیا۔ اس اثنا مین زید بن صوحان اپنی جماعت کے ساتھ مسجد مین داخل ہوئے۔ انکے ہاتھ مین دو خط تھے جو امیرالمومنینؓ نے انکو اور اہل کوفہ کو جدا جدا لکھے تھے۔ زید کے نام جو خط تہا اوسکا یہ مضمون تہا تم اپنے گہر بیٹھے رہو یا میری مدد کرو۔ اہل کوفہ کے نام بہی یہی الفاظ تھے۔ زید بن صوحان مسجد کے دروازہ پر

ٹھیر گئے اور لوگون سے دونون خط سنا کر کہا۔ ام المومنین کے واسطے خدا کا حکم تو یہ ہے
کہ گہرین سکونت پذیر ہون اور ہمکو یہہ حکم ہے کہ جہاد کرکے فتنہ رفع کرین مگر ام المومنین
اسکے برخلاف خود لڑائی کو نکلین اور ہمکو گہر بیٹہہ رہنے کا حکم دیا ہے۔ زید کی یہہ کلمہ
درازی دیکھکر شبث بن ربعی بول اوٹھے۔ اے عمانی۔ تو نے جلولا مین چوری کی
اوسپر ہاتہہ کاٹا گیا پھر اپنی حرکات ناسزا سے باز نہین آتا اور اب ام المومنین رض سے
نافرمان ہوکر لوگونکو اونسے پہیر رہا ہے۔ ابوموسیٰ رض نے جب دیکہا کہ باتون بات سخت
کی لڑائی ہوئی جاتی ہے تو اوٹہہ کہڑے ہوے اور اس طرح فرمایا۔ ایہا الناس میری
بات سنو میری اطاعت کرو۔ عرب کے ٹیلون مین سے ایک ٹیلہ بن جاوٴ کہ مظلوم۔ درد
رسیدہ۔ بہاگا ہوا تمہارے پاس جگہہ پاوے اور ڈرنے والا تمہاری پناہ مین آکر
بے خوف ہوجاوے۔ فتنہ جب گہیر لیتا ہے اوسوقت حق و باطل مین تمیز نہین رہتی
اور جب دفع ہوجاتا ہے پھر آنکہین کہلتی ہین۔ بیشک یہہ فتنہ مثل مرض عام کے اوٹہہ
کہڑا ہوا ہے جسکو جوبائی ہوا چارون طرف لئے پھرتی ہے۔ اسکے صدمہ سے مرد
حلیم و مستقل مزاج حیران و مضطر ہوجاتا ہے۔ ایسے وقت لازم ہے کہ اپنی تلوارین
نیام مین کرلو اور آلات حرب توڑ پہوڑ کر خانہ نشینی اختیار کرو۔ قریش اگر خروج سے
باز نہین رہتے تو اونکو چہوڑ دو۔ وہ اہل علم کا فراق گوارا کرکے دار ہجرت چہوڑ کر امرا
و روٴسا کا ساتہہ دین تو تم اونسے علیحدہ رہو۔ میری خیر خواہی قبول کرو اور مجہسے بدعہدی
نہ کرو۔ میرے مطیع بنے رہوگے تو تمہارا دین تمہاری دنیا محفوظ رہیگی اور جو اس فتنہ
کی آگ کے قریب گیا وہ بدبخت ہوا۔ زید بن صوحان نے اپنا ٹنڈا ہاتہہ ہلا کر عبداللہ
بن بدیل سے کہا۔ دریاے فرات جسوقت سیلاب و طغیانی پر ہوا اوسکو روک سکتے ہو

اور جسطرف سے آیا ہے اوسی طرف پھیر دینے کی تمکو قدرت ہے۔ اگر تم اس پر قادر رہو تو بیشک
یہہ ہنگامہ جو اسوقت طوفان عظیم کا حکم رکھتا ہے تمہارے دفع کرنے سے رک جاویگا
مگر تمہارے امکان سے باہر ہے پس ایسی صورت مین جو امر اپنے اختیار مین نہین اوسکو
چھوڑکر امیر المومنین کی طرف اونکی مدد کو چلو اور سید المسلمین جناب علی کی خدمت مین
حاضر ہوکر دولت سعادت حاصل کرو۔ پھر قعقاع بن عمرو کھڑے ہوے اور اس طرح
گفتگو کی مین تمہارا خیرخواہ مشفق ناصح ہون مین تمہاری ہدایت چاہنے والا ہون مین
تم سے ایک بات کہتا ہون جو حق ہے اور تمہاری رہبر طریق۔ جو کچھہ تمہارے امیر ابو موسیٰ
نے فرمایا وہ حق ہے مگر اسوقت اسکی تعمیل ٹھیک نہین اور نہ اب اسکا موقع رہا۔ زید نے
جو بات کہی وہ قابل سماعت نہین وہ تو خلافت کا دشمن ہے۔ اوس سے خیرخواہی
کی امید نہ رکھو۔ حق بات اور مناسب وقت یہہ ہے کہ بدون امارت و خلافت کے چارہ
کار نہین سبب اسکے انتظام امور عوام و دادخواہی مظلوم و دفع ظالم ممکن نہین اور تمہارے
امیر المومنین جناب علی رض خلیفہ ہو ہی چکے ہین اور جو کچھہ اونکا دعوی ہے اور جس کام پر تمکو
بلا رہے ہین یہہ اونکا عین انصاف ہے تمکو جو بلایا ہے تو محض اصلاح امت کے واسطے۔
پس مناسب ہے کہ بلا عذر و تامل چل کھڑے ہو تا کہ اس امر مین جو معاملات ہون اونکو
تم لوگ بھی دیکھو سنو تم بھی حق تک پہونچ جاؤگے۔ عبد الخیر خیوانی نے کہا۔ اے ابو
موسیٰ رض کیا حضرت طلحہ و زبیر رض نے جناب علی کی بیعت نہین کی۔ ابو موسیٰ رض نے کہا۔ ہان
کی۔ پوچھا گیا۔ کیا حضرت علی رض سے کوئی خطا صادر ہوئی جس سے وہ اسکے مستحق ہوں کہ
اونکی بیعت فسخ کردی جاوے۔ جواب ملا۔ یہہ ہمکو نہین معلوم۔ عبد الخیر نے کہا۔ ہم آپ کو
چھوڑے دیتے ہین تاکہ آپ خود بخود جان لینگے۔ آپکو یہہ خبر نہین کہ کوئی شخص بھی اس

فتنہ سے باہر ہو کیونکہ اسوقت سب مسلمان چار گروہ ہو گئے ہین۔ حضرت علیؑ کوفہ مین حضرت طلحہؓ وزبیرؓ بصرہ مین۔ حضرت معاویہؓ شام مین۔ چوتھا فرقہ اہل حجاز۔ مگر یہہ کسی کام کے نہین انکی مدد سے کسی دشمن کو دفع نہین کر سکتے۔ حضرت ابوموسیٰؓ بولے۔ یہی توسب مین بہتر ہین سب سے علیحدہ اور باقی سب فتنہ ہین۔ عبدالخیر نے کہا۔ اے ابو موسیٰؓ۔ اب آپ پر بدعہدی وخیانت غالب آگئی۔ پہر سیحان بن صوحان کہڑے ہوے اور کہا۔ ایہا الناس۔ امر خلافت کا منتظم اور تمہارا سب کا سردار ایک شخص ضرور ہونا چاہیئے۔ بغیر اسکے ظالم کو دفع کرنا اور مظلوم کی فریادرسی کرنا اور سب مین باہمی اتفاق پیدا ہونا ممکن نہین۔ حاصل یہہ کہ بغیر کسیکو امام بنائے چارہ نہین جبکہ تمہارے والی وسردار امیرالمومنین جناب علی جو اسکے حق مین مامون ہین۔ معاملات دینی مین فقیہ ہین۔ تمکو اس کام کے لئے بلا رہے ہین کہ جو کچہ اونکے اور حضرت طلحہ وزبیرؓ کے درمیان باہمی نزاع ہے اوسکو خوب دیکہو۔ غور کرکے سمجہو اور آپس مین صفائی کرادو تو اس صورت مین صاحبو مین تو تیار ہون جسکو چلنا ہو چلے مین اوسکے ساتہہ ہون بعدہ حضرت عمار بن یاسرؓ نے یہہ تقریر کی۔ صاحبو۔ ابن عم جناب رسول خدا تم سب کو ام المومنین عائشہؓ اور طلحہ وزبیرؓ کا نزاع رفع کرنے کو بلا رہے ہے اور حق بات کی جانب پکار رہے ہین مین ام المومنینؓ کی فضیلت کا منکر نہین مین گواہی دیتا ہون کہ بیشک حضرت صدیقہؓ حضور سرور عالم کی زوجہ۔ دنیا وآخرت کی بیوی ہین۔ دیکہو۔ حق بات مین غور کرو۔ اپنے امیرالمومنین کے ساتہہ ہو۔ اونکے طرفدار حق پر ہو کر لڑو۔ بعدہ جناب امام حسنؑ کہڑے ہوے اور اس طرح فرمایا۔ اے لوگو۔ اپنے امیر کی دعوت اور ہماری اطاعت قبول کرو۔ اپنے بہائیون کی مدد کو چلو کیونکہ فی الحال جو اس

فتنہ سے الگ ہے، وہ بھی عنقریب ایسی بلا مین مبتلا ہوگا۔ بخدا۔ اس امر خلافت کے جو والی ہوے ہین وہ صاحبان عقل ہین اشرف وممتاز اور باعتبار انجام کے بہتر ہین پس تم سب ہمارا کہنا مانو اور جس بلا مین ہم تم سب مبتلا ہو گئے ہین اوس مین ہماری مدد کرو۔ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؑ فرماتے ہین۔ میرا یہ خروج کرنا دو حال سے خالی نہین یا مین ظالم ہون یا مظلوم۔ جو شخص جانب حق کی رعایت کرنا چاہتا ہے مین اوس کو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ ضرور یہان چلا آوے اگر مجھکو مظلوم دیکھے تو میری اعانت کرے۔ اگر مجھکو ظالم پاوے تو مجھ سے حق لیکر مظلوم کو دے۔ قسم خدا کی حضرت طلحہ وزبیرؓ نے سب سے پہلے میری بیعت کی اور یہی دونون ہین جنہون نے سب سے اول مجھسے بیوفائی کی۔ کیا مین نے کسیکا مال مار رکھا یا احکام خداوندی سے کسی حکم کو بدل ڈالا۔ لہذا سب لوگ جناب علیؓ کی مدد کو چلو اور نیک کام کا حکم دو۔ برے کام سے روکو۔ اس تقریر سے لوگونکے دلونمین فوری اثر اور ایک جوش پیدا ہوگیا۔ سبہون نے آمادگی ظاہر کی اور جناب علیؓ کی مدد کو راضی ہو گئے۔

قبیلۂ طے کے لوگ عدی بن حاتم کے پاس آے اور اونسے پوچھا۔ تمہارا کیا حکم ہے اور اس معاملہ مین کیا راے دیتے ہو۔ اونہون نے کہا۔ ہم نے حضرت علی کی بیعت کی ہے وہ ہم کو نیک کام کی طرف بلا رہے ہین اور اس ہنگامہ عظیم مین مدد چاہتے ہین۔ انکے اس کہنے پر ہند بن عمرو نے اس طرح تائید کی۔ امیر المومنین نے ہمکو بلایا۔ اپنے قاصد بھیجے یہانتک کہ اونکے صاحبزادہ امام حسنؓ خود ہمارے پاس تشریف لاے۔ دوستو۔ ہم سب کو لازم ہے کہ اپنے امیر کا حکم مانین۔ اونکے تعمیل ارشاد مین جانونسے دریغ نہ کرین اور آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر ہر طرح آپ کے

شریک ہون۔ انکے بعد حجر بن عدی نے یہہ تقریر کی۔ اے لوگو۔ امیر المومنین کی دعوت قبول کرو جس طرح جس سے ممکن ہو سامان کے ساتھہ یا بلا سامان اونکی خدمت مین حاضر ہو۔ مین آپ سب کے آگے ہوتا ہون۔ ان تقریرونسے ہی لوگ بالکل آمادہ ہو گئے اور تیاری سامان سفر مین مصروف ہوے۔

ایک روایت اس طرح ہے کہ بعد روانگی امام حسنؓ و عمار بن یاسرؓ جناب علی مرتضیٰ نے اشتر نخعی کو بھی کوفہ بھیجدیا۔ یہہ اوسوقت کوفہ مین داخل ہوے جب حضرت ابوموسیٰ مسجد مین لوگونکو جناب علیؓ کی مدد کرنے سے منع کر رہے تھے اور حضرت امام حسن و عمارؓ اور انکے ساتھہ اور لوگ ابوموسیٰ کی تردید اور بحث و مباحثہ مین مصروف تھے اشتر جس قبیلہ پر ہوکر گذرتے اوسکو قصر کی طرف بلاتے جاتے تھے چنانچہ یہہ ایک جماعت کثیر کے ساتھہ قصر امارت تک پہونچے ابوموسیٰ مسجد مین لوگونکو خانہ نشینی کی ہدایت کر رہے تھے اور جناب امام حسنؓ فرماتے جاتے تھے کہ تم عہدہ صوبہ داری سے الگ ہوجاؤ اور ہمارے ممبر کو چھوڑ دو حضرت عمارؓ بھی آپکے کلام کی تائید کرتے جاتے تھے۔ یہان مسجد مین تو یہہ بحث درپیش تھی اودھر اشتر نے قصر امارت مین گھسکر حضرت ابوموسیٰؓ کے غلامونکو پکڑ پکڑ کر نکالنا شروع کردیا۔ وہ بھاگے ہوے ابوموسیٰؓ کے پاس پہونچے اور کہا۔ اشتر نے ہمکو نکال دیا۔ ابوموسیٰؓ یہہ سنکر اپنے محل مین آئے۔ اشتر نے انکو دیکھتے ہی ایک ڈانٹ بتائی اور چلا کر کہا۔ تمہاری مان مرجاے خدا تمکو یہان سے نکالے۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا۔ مجھکو شام تک رہنے کی اجازت دو۔ اشتر نے کہا۔ خیر۔ اسکا مضائقہ نہین۔ مگر دن ہی کے اندر اپنا سامان و اسباب اس محل سے لے کر چلے جاؤ۔ خبردار۔ رات نہ ہونے پاوے۔ اشتر کے ہمراہی حضرت ابوموسیٰ کا اسباب

لوٹنے لگے مگر اشتر نے منع کر دیا اور کہا یہہ ہمارے پڑوسی ہین اور ہماری امن مین ہین
بہر کیف جسوقت اہل کوفہ چلنے کو تیار ہوے تو جناب امام حسنؑ نے فرمایا ہم کل سویرے
کوچ کرینگے جسکا ہمارے ساتھہ خشکی کی راہ چلنا ہو وہ سواری سے اور جسکو براہ دریا
جانا ہو وہ اوس راہ سے آسے چنانچہ حضرت امام حسنؑ قریب نو ہزار کی جمعیت اہل
کوفہ سے لیکر روانہ ہوے چھہ ہزار تو خشکی کے راستہ سے چلے اور باقی براہ دریا اور
بعضے لکھتے ہین کہ اس گروہ کی تعداد ایک اوپر بارہ ہزار تھی ۔ ابو الطفیل کہتے ہین
کہ یہہ تعداد مین نے قبل پہونچنے اونکے حضرت علیؑ کی زبان سے سنی تھی ۔ جب اہل
کوفہ کی آمد آمد ہوئی تو مین سر راہ بیٹھکر گنتا رہا جسقدر آدمی حضرت علیؓ نے فرمای تھے پورے
نکلے ایک شخص بہی اوس سے نہ کم تھا نہ زیادہ ۔

جناب امام حسنؑ کے ہمراہ جو اہل کوفہ روانہ ہوے اونپر اس تفصیل سے سردار تھی
قبائل کنانہ ۔ اسد ۔ تمیم ۔ رباب اور مزینہ پر معقل بن یسار رباحی ۔ قیس پر سعد بن
مسعود ثقفی عم مختار ۔ بکر ۔ تغلب اور ربیعہ پر محدوج ذہلی ۔ مذحج و اشعریین پر حجر بن عدی
بجیلہ ۔ انمار ۔ خثعم اور ازد پر مخنف بن سلیم ازدی ۔ کوفیون مین سے اس جماعت کے
سردار حضرت قعقاع بن عمرو ۔ سعد بن مالک ہند بن عمرو اور ہیثم بن شہاب تہے ۔ رؤسا ر
محرکین (یعنی قبائل کو خروج پر آمادہ کرنے والے) مین سے یہہ لوگ ہین ۔ زید بن
صوحان ۔ اشتر ۔ عدی بن حاتم ۔ مسیب بن نجبہ ۔ یزید بن قیس اور انکے مثل اور بہی
تہے جو انسے درجہ مین کم نہ تہے مگر سردار نہین کئے گئے ۔ یہ حضرت علیؓ سے ذی قار مین آکر ملے
آپ استقبال کو سوار ہو کر تشریف لیگئے آپکے ہمراہ اور اصحاب بہی تہے منجملہ اونکے ابن عباس ہین جب یہ
لوگ آپکے سامنے آئے آپنے مرحبا کہی اور فرمایا ۔ اے اہل کوفہ تمتے شاہان عجم

کو زیر کیا۔ اونکی جماعتین توڑین یہانتک کہ تم اونکے وارث ہوے۔ پھر تمنے اپنے ممالک
مقبوضہ کو خوب قوت دی اور لوگونکو اونکے دشمنون پر مدد دی۔ مین نے تمکو اسواسطے
بلایا ہے کہ میرے ساتھ اپنے بہائیون اہل بصرہ سے مقابلہ کرو۔ اگر وہ لوگ اپنی رائے
ناقص سے پھرین تو فہو المطلوب اور اگر اپنے خیالات پر اصرار کرین تو ہم اونکا علاج
نرمی و سہولت سے کرینگے تاکہ ہماری طرف سے ظلم کی ابتدا نہ ہو۔ ہم کسی کام کو جسمین
صلاح و خوبی ہو نہ چھوڑینگے اور جسمین ذرہ برابر بھی فساد ہو بے اصلاح کئے باز نہ رہینگے
یہ سب تو آپکے پاس ذی قار مین مجتمع ہو گئے اور قبیلۂ عبد القیس جنکی تعداد ہزار و نسے
متجاوز تھی مابین بصرہ اور جناب علیؓ راہ مین ٹھیرے ہوے آپکے منتظر تھے جیسا
اوپر گذرا۔ قبل اسکے کہ جناب امیر المومنین علی مرتضیؓ ع اپنی لشکر کے ذی قار سے بصرہ
کی جانب روانہ ہون آپنے حضرت قعقاع بن عمرو کو جنہین شرف صحبت آنحضرت صلعم
حاصل ہے بلا کر فرمایا۔ تم بصرہ جا کر طلحہ و زبیرؓ سے ملو اور اتفاق و الفت کی بابت اونکو
سمجھاؤ۔ اختلاف و جنگ و جدال کے نتائج بد سے ڈراؤ اور اگر وہ تم سے ایسی بات
پوچھین جسکی نسبت تمکو ہدایت نہین کی گئی تو کیا جواب دو گے۔ قعقاع نے جواب دیا
مین اوّلاً اونسے اس قسم کی گفتگو کرونگا جسکی بابت آپنے مجھکو ہدایت فرمائی ہے۔
اگر وہ اسکے ماسوا اور امور پیش کرینگے تو اپنی رائے و اجتہاد سے مناسب وقت و حسب
حال جیسا دیکھتے سنتے ہین جواب دینگے۔ آپنے فرمایا بیشک تم اس کام کے اہل ہو
اور بخوبی انجام دو گے۔ غرض حضرت قعقاعؓ آپ سے رخصت ہوے اور بصرہ مین
پہونچکر پہلے ام المومنین عائشہ کی خدمت مین گئے۔ سلام کر کے اس طرح عرض کیا۔
اے مادر مہربان۔ آپ کس غرض سے خروج پر آمادہ ہوئین۔ فرمایا۔ لوگون کا اختلاف

دور کرکے اومنین اصلاح پیدا کرنیکو مین نے گھر چھوڑا۔ قعقاع رض نے کہا۔ حضرت طلحہ و زبیر رض
کو بلوائیے تاکہ میرے اونکے مابین جو گفتگو ہو آپ بھی سنین۔ جناب ام المومنین رض نے
دونون صاحبونکو بلوا بھیجا وہ آے۔ قعقاع رض نے کہا مین نے جناب ام المومنین رض سے
دریافت کیا کہ آپ کس مطلب سے یہان تشریف لائین اسکے جواب مین فرمایا۔ اصلاح۔
آپ دونون صاحبون سے بھی یہی سوال ہے آپ انکے موافق ہین یا مخالف۔ دونون
نے جواب دیا کہ موافق۔ قعقاع نے پوچھا کہ اس اصلاح کا طریق کیا ہے اور آپکسکو
اصلاح سمجھے ہوے ہین۔ اگر ہم بھی اوسکو اصلاح جانین گے تو خود آپکے شریک ہونگے
اور اگر اوسمین فساد سمجھین گے تو ہرگز ایسی اصلاح کے پاس نہ جائینگے۔ حضرات طلحہ
و زبیر بولے۔ قاتلین جناب عثمان رض سے قصاص لینا۔ اگر وہ لوگ قصاص سے بری
کردیئے جاوین تو گویا قرآن شریف پر عمل ترک کیا گیا۔ قعقاع بولے۔ ذرا غور فرمائیگا
آپنے اہل بصرہ سے قاتلین جناب عثمان رض کو قتل کیا اور اس قتل و خونریزی سے قبل
آپکا کام کسیقدر درست تھا۔ آپنے صرف چھ سو آدمی اونکے قتل کیے جس سے چھ ہزار
آدمیونکو برافروختگی ہوئی اور آپسے الگ ہوکر آپ کی جماعت سے نکل گئے۔ آپنے حرقوص
بن زہیر کا تعاقب کیا لیکن اون چھ ہزار نے اوس ایک کو بچا لیا۔ اب بھی اگر آپ
اونکو چھوڑ دینگے تو اوسکی یہی وجہ ہوگی کہ آپنے بغرض اصلاح اونکو چھوڑ دیا اور اگر اون
لوگونسے لڑینگے تو جو لوگ آپکے مخالف ہوگئے ہین وہ بھی اب قاتلین عثمان رض کے طرفدار
ہوکر اس درجہ فتنہ و فساد برپا کرینگے کہ جسکا رفع کرنا مشکل ہوجاویگا اور آپ مصیبت
مین پڑ جاوینگے۔ پھر جسوقت اہل بصرہ سے مقابلہ ہوگا تو مضر و ربیعہ کے گروہ ان کے
طرفدار ہوکر آپسے لڑینگے۔ جیسا ابھی کل کے واقعہ مین آپنے ملاحظہ کرلیا۔ ام المومنین رض نے

فرمایا۔ پھر تمہاری کیا راے ہے۔ قعقاع نے جواب دیا کہ اس مرض دشوار کا علاج تسکین و تدبیر مناسب فتنہ فرو کرنا اور مصالح سے کام لینا ہے تا کہ مسلمانونکو عافیت حاصل ہو اگر آپ سب صاحب باہم متفق رہین تو یہہ علامت خیر و برکت اور خدا کی رحمت ہے اور گویا کہ خون جناب عثمانؓ کا عوض مل گیا اور اگر خدانخواستہ آپس مین اختلاف بڑہا اور حالت موجودہ پر اصرار کر کے اصلاح نہ کی گئی تو علامات شر و فساد کے اور آثار تباہی ملک و حکومت اسلامی سمجھنا چاہیئے۔ اے حضرات۔ عافیت اختیار فرمائیے چین و امن ہاتھہ سے نہ دیجئے۔ آرام و اطمینان خدا کا عطیہ ہے۔ آپ لوگ مفاتیح خیر ہین۔ آپ اسی وصف پر قائم رہین اور ہم غریبونکو بلا مین نہ ڈالین ورنہ آپ بہی اوس بلا مین مبتلا ہوجاوینگے۔ خدا کی قسم مین آپ کی خدمت مین یہہ بات عرض کر رہا ہون اور آپ صاحبونکو اصلاح کیجانب بلا رہا ہون اور دل مین ڈرتا جاتا ہون کہ یہہ امر تمام نہ ہوگا تا وقتیکہ خداوند تعالےٰ اس امت کو جو کم مایہ ہو گئی اور کیا کچھہ حوادث اسپر نازل ہوے اپنا ارادہ پورا نہ کر لیگا نہ چھوڑے گا کیونکہ اس امر حادث کا اندازہ نہین ہو سکتا اور یہہ امر عظیم مثل اسکے نہین ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو مار ڈالے یا چند اشخاص ملکر ایک جان کو قتل کرین یا ایک قبیلہ والے ایک مرد کو ہلاک کر ڈالین۔

اس تقریر سے جناب ام المومنینؓ اور حضرت طلحہ و زبیرؓ کے دلونپر بہت بڑا اور اچھا اثر پڑا۔ تینون صاحبون نے بالاتفاق فرمایا بیشک تمہاری راے صائب و مستحسن ہے۔ تم جناب علیؓ کے پاس واپس جاؤ اگر اونکی رای تمہاری رای کی موافق ہی تو ابھی صلح ہوی جاتی ہے۔ حضرت قعقاعؓ جناب امیر المومنین علیؑ کی خدمت مین واپس آے اور اس سے مطلع کیا۔ آپنے اس راے کو بہت پسند فرمایا اور فریقین کی صلح پر اذ بس

خوش ہوے۔ جملہ اہل لشکر کی طرف سے بھی اس صلح پر رضامندی ظاہر ہوئی مگر بعضے دل سے صلح کے خواہان تھے اور بعضے ناخوش۔

جسوقت حضرت قعقاع ذی قار سے بصرہ روانہ ہوے تو انکے جانے کے بعد چند اہل بصرہ ذی قار مین پہونچے۔ انکا یہہ خیال تھا کہ اہل کوفہ کا حال معلوم ہوجاوے کہ وہ کس طرف ہین اور انکی کیا راے ہے اور کس غرض سے یہان آے ہین جدال و قتال منظور ہے یا صلح و اتفاق کے خواہان ہین چونکہ اہل بصرہ سب کے سب باستثنار بعض اشخاص دل سے خواستگار اصلاح اور رفع فساد تھے یہان آنیسے یہی انکے مدنظر تھا کہ اہل کوفہ پر اپنی راے ظاہر کردین کہ انکا ارادہ لڑنے کا نہین الحاصل وفود بصرہ اپنے اہل قرابت کوفیون سے ملے۔ کوفیون نے وہی بات ظاہر کی جو بصریونکی خواہش تھی۔ یہہ لوگ کوفیونکو اپنا ہمخیال پاکر انکے ہمراہ جناب امیرالمومنین علیؓ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ آپ کو بھی انکا قصد معلوم ہوا آپنے جریر بن شرس سے حضرت طلحہ و زبیرؓ کا حال دریافت فرمایا۔ انہون نے سارا قصہ اور اونکے خیالات بیان کئے۔ وفود بصرہ یہان کا حال معلوم کرکے اور اہل کوفہ سے متفق ہوکر بصرہ لوٹ گئے اور حضرت قعقاعؓ بصرہ سے واپس آے۔ اسکے بعد جناب علی مرتضیٰ نے لشکر یونکو جمع کرکے خطبہ پڑھا۔ اول حمد و نعت خدا بیان کی بعدہ زمانہ جاہلیت اور اوسکی خرابیان۔ پھر اسلام اور اوسکی سعادت و برکت۔ اللہ تعالیٰ کا امت محمدی پر انعام کرنا۔ بعد جناب رسالتمآب صلعم کے خلیفہ اول پر متفق کردینا۔ پھر خلیفہ ثانی رضی و ثالثؓ کا زمانہ اور اونکی خلافت پر اتفاق ہونا۔ بعدہ گروہ طلبگار دنیا کا فتنہ و فساد خلیفہ ثالث سے اونکی نعمت و کثرت فتوحات خدا کے دین پر حسد

بغض رکہنا اونکی فضیلت و بزرگی کو بہول جانا پہراون پر خروج کرنا اور جماعت اسلام مین تفرقہ ڈالنا۔ بیان کرکے فرمایا۔ مین کل کے روز یہان سے جانب بصرہ کوچ کرونگا جملہ اہل لشکر میرے ساتہہ چلین۔ البتہ جو لوگ حضرت عثمان ذی النورین رضہ کے قتل مین کسی طرح شریک ہوے ہین اون مین سے ایک بہی میرے ہمراہ نہو۔ وہ لوگ میرے لشکر سے نکل جاوین مجہکو اونکی شرکت واعانت کی ضرورت نہین ہے۔

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کی اس تقریر پر ایک گروہ مندرجۂ ذیل نے مجلس خاص منعقد کی۔ علیا بن ہثیم۔ عدی بن حاتم۔ سالم بن ثعلبہ قیسی۔ شریح بن اوفی اشتر نخعی مع دیگر اون اشخاص کے جو حضرت امیر المومنین عثمان رضہ پر خروج کرنے کی رائے مین شریک تہے اور خروج ومحاصرہ مین انکا قدم سب سے آگے تہا۔ مصریونین سے بہی ایک جماعت تہی جنمین ابن السودا اور خالد بن ملجم تہے۔

راقم۔ ابن اثیر نے یہہ نہین ظاہر کیاہے کہ یہ جلسہ جناب علی رضہ کے لشکر مین ہوا یا آپکی فوج سے نکلکر دوسری جگہہ مگر روضۃ الصفا مین تصریح کے ساتہہ لکہاہے کہ جسقدر بلوائی جناب عثمان کی شہادت مین شریک تہے جناب علی رضہ کا حکم پاکر آپکے لشکر سے نکل گئے اور دوسری جگہہ یہہ جلسہ قائم ہوا ہے۔ ناظرین ان لوگونکے نام سے بعضونکو تو یقیناً پہچان گئے ہونگے۔ ابن السودا وہی عبد اللہ بن سبا ہے جو باعث فساد وشہادت جناب عثمان ذی النورین رضہ ہوا ہے۔ سارے کانٹے اسیکے بوے ہوے ہین۔ تخم نفاق قلوب عوام مین اسی کا ڈالا ہوا ہے۔ میان اشتر کو کون نہین جانتا۔ کوفہ مین یہہ ایک مانے ہوے بزرگ مسلم اوستاد ہین۔ انکی کاروائیان اور کیفیت بار عہد عثمانی مین بالخصوص وقت محاصرہ وشہادت جناب عثمان رضہ جو کچہہ ظاہر ہوئی

سب جانتے ہین - ان لوگونکے نام یاد رکھنا چاہیئے - واقعات آیندہ کے بانی وبانی فساد وشرارت کی جڑ انہین بزرگونکی ذات ہے -

القصہ یہہ لوگ مخفی جلسہ مین وقت معہود پر جمع ہوے اور آپس مین اس طرح مشورہ کرنے لگے کہ ابھی تک تو حضرت طلحہ وزبیرؓ طالب قصاص جناب عثمان تھے اور اب جناب امیر المومنین علیؑ کی بھی یہی راے معلوم ہوتی ہے - اور آپ کتاب اللہ سے خوب واقف ہین اور جو لوگ قاتلین عثمانؓ سے قصاص لینے کو کہہ رہے ہین اونکی بہ نسبت آپ کا عمل قرآن پر اور اوسکو سمجھنا بڑہا ہوا ہے - آپکا فرمانا ہم سب نے بخوبی سن لیا ہے - یہہ بھی معلوم ہے کہ اس لشکر مین جناب علیؑ کے ساتھہ اسوقت وہ لوگ بھی ہین جو قتل جناب عثمانؓ مین شریک تھے بلکہ یہی لوگ تعداد مین زیادہ ہین اور غیر کم - پس اگر حضرت طلحہ وزبیر جناب علیؓ سے مصالحت کرینگے اور دونون فریق ایک ہوجاوینگے تو ان کی جماعت کثیر اور ہم انمین بہت قلیل نظر آوینگے اور وہ ہمارے ساتھہ بوجہ ہماری قلت کے جو چاہین گے بلا تامل کر گذرینگے اور ہم جماعت عظیم کے مقابل کچھہ چیز نہ ہونگے - بخدا وہ ایک دم مین ہم سب کو برباد وہلاک کر ڈالینگے - یہہ گفتگو تو سب کے مشورہ مین ہوئی - پھر ہر ایک شخص نے جداگانہ اپنی اپنی راے اس طرح ظاہر کی -

اشتر نخعی - طلحہ وزبیرؓ کی راے تو ہمکو معلوم ہوگئی اور جو اونکا ارادہ ہماری بارہ مین تھا وہ بھی ظاہر ہوگیا - البتہ حضرت علیؑ کی نیت ابتک معلوم نہین کہ ہماری نسبت کیا ہے مگر ہم کہتے ہین کہ ان سب کی راے ہمارے حق مین ایک ہی ہے اگر انمین صلح ہوگی تو ہمارے خون پر صلح ہوگی - لہذا

مناسب وقت یہی ہے کہ تم سب ملکر حضرات علیؓ طلحہؓ زبیرؓ پر حملہ کرین اور انکو بہی حضرت عثمانؓ کے پاس پہونچا دین۔ فی الحال ہنگامہ بڑا ہوگا مگر خود بخود سکون بہی ہوجاویگا۔

ابن السوار۔ یہہ راے ٹہیک نہین۔ تمہاری جماعت ذی قارمین کل ڈہائی ہزار شمار مین ہے یا قریب سولسو کے۔ حضرت طلحہؓ کے ساتھ جنگی لشکر ہی ہر ایک اونمین کا شوق کارزار مین مست حکم کا منتظر۔ ذرا اشارہ پالی تو مثل نہنگ کے دریاے جنگ مین گہس پڑی۔ ادہر حضرت علیؓ کی فوج دیکہو ہزارونکی تعداد ہے۔ تم انکے مقابلہ مین کسی طرح اپنا خیال پورا نہین کرسکتے۔

علبا ابن ہیثم۔ بہتر یہہ ہے کہ اسوقت تم لوگ اس فریق کو چہوڑکر الگ ہوجاؤ اور ان دونون کو آپس مین لڑنے دو اگر یہہ جماعت لڑائی مین ضایع ہوکر کم ہوجاویگی تو دوسرا فریق ان پر غالب آویگا اور اگر انکو فتح ہوئی تو وہ لوگ مغلوب اور محتاج مدد ہوجاوینگے۔ اوسوقت تم اونسے میل کرنا۔ بہرحال ابہی ان دونونکی لڑائی دیکہو اور ان کو چہوڑکر کسی دوسرے ملک کو چلے جاؤ جب یہہ وقت آوے کہ ان مین سے ایک فریق تمہارا موافق اور تمہارا حاکم ہوجاوے پہر اوسوقت سمجہہ لینا۔

ابن السوار۔ یہہ راے ٹہیک نہین۔ یہہ لوگ تو خدا سے چاہتے ہین کہ تم الگ ہوجاؤ اور کسی قوم کے ساتھہ نہ ہو اگر تم دونون فریق سے علحدہ ہوجاؤگے تو یاد رکھو کہ یہہ لوگ تمکو ایک ایک کرکے چن لین گے۔

عدی بن حاتم۔ ہم نہ اس صلح سے راضی ہین اور نہ کشیدہ خاطر لیکن سخت تعجب ہے کہ آپ لوگ ابہی سے اس تردد مین پڑکراس قسم کی باتین کرنے لگے۔ ارے میان سعید ہی سی بات ہے۔ اگر بالفرض لڑائی ہوگئی تو کیا ہم کمزور ہین ہمارے پاس گھوڑے ہتہیار سب کچہہ موجود ہے۔ اگر یہہ لوگ ہماری طرف بڑہین گے ہم ہی بڑہین گے اور حملہ کرینگے اور اگر یہ ہم سے رک رہے تو ہم ہی رک جاوینگے۔

ابن السوار۔ یہہ بات تو ٹھیک کہی۔

سالم بن ثعلبہ۔ انکے ساتہہ ہین اگر طالب دنیا ہو تو خیال باطل ہے اور میری تو یہہ نیت نہین واللہ۔ اگر کل لڑائی ہوگئی تو ہمارے ہاتہہ مال دنیا سے کچہہ نہ آویگا اور مین خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ ان لوگون کے سر تو تلوار ہی جدا کریگی اور انکا فیصلہ تلوار ہی سے ہوگا۔

ابن السوار۔ تم نے البتہ ایک بات کہی۔

شریح بن اوفی۔ قبل اسکے کہ تم خروج کرو کوئی بات طے کرلو اور جو امر جلد کرنا ہے اسمین تاخیر کو راہ نہ دو لیکن جسکا ابہی وقت نہین بلکہ تاخیر کا مستحق ہے اسمین عجلت نہ کرو۔

ابن السوار۔ اے بہائیو۔ تمہاری عزت اسی مین ہے کہ لوگونمین مل جل کر آپس مین انکو لڑا دو۔ میرے نزدیک یہہ بہتر ہوگا کہ کل جب فریقین مجتمع ہون تو جس طرح ممکن ہو کسی حکمت سے لڑائی چہیڑ دو حضرت علی رض حضرت طلحہ رض و زبیر رض آپس کی لڑائی مین مشغول ہوکر تمہاری طرف سے غافل ہوجاوینگے

اوسوقت تم لوگونمین سے جوانکے ساتھہ ہون وہ اپنی حفاظت کرسکتے ہین اور جس امرکوتم مکروہ جانتے ہواوس سے بالکل بچ جاؤگے۔

اس آخری تقریر پر سب کااتفاق ہوگیااور اسی پر یہہ کمیٹی برخاست ہوئی۔ یہہ جلسہ اس احتیاط اور پوشیدگی کے ساتھہ ہواکہ بجزان لوگونکے کسی غیرکواسکی مطلق خبر نہ ہوئی۔ان مخالفین کی مشورہ کاماآل کاریہہ ٹھیراکہ بظاہرلشکرمین ملے رہین اور دل مین جناب علیؓ کوحضرت طلحہ اور زبیرؓ سے لڑادینے کی فکرین کرتے رہین چنانچہ ایساہی ہوا صبح ہوتے ہی جناب امیرالمومنین علیؓ نے ذی قار سے کوچ کیا۔تمام لشکرآپکے ساتھہ ہوا۔عبدالقیس پرپہونچے۔وہ بہی آپکے ساتھہ ہوے پہریہان سے چل کر زاویہ مین منزل کی اور زاویہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہوے۔حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور حضرت طلحہؓ وزبیرؓ فرضہ سے ادہر روانہ ہوے اور نصف جمادی الثانی ۳۶ھ مین دونون فریق مقام قصرعبیداللہ بن زیادمین ایک دوسرے سے ملاقی ہوے۔

شقیق بن ثور نے عمروبن مرحوم عبدی سے خط وکتابت کرکے یہہ طے کرلیاتہا کہ جسوقت جناب علیؓ کالشکریہان آوے تو یہہ دونون آپکے لشکرمین مل جاوین چنانچہ جب آپ اپنے لشکرکے ساتھہ قصرعبیداللہ مین پہونچے یہہ دونون شخص مع اپنے قبائل بکربن وائل اور عبدالقیس کے آپکے لشکرسے آملے۔لوگون نے انکی شرکت سے کہا "جس طرف یہہ لوگ ہوے بیشک وہ غالب آویگا"

تین روزتک دونون فریق اپنے اپنے فرودگاہ مین بلاجدال وقتال ایک دوسرےکے مقابلہ پرٹہیرے رہے۔اس مدت مین جناب علیؓ باہمی اتحادواتفاق کی

بابت مراسلت کرتے رہے اور لوگونکو صلح کی طرف بلاتے رہے۔ جو لوگ آپکے لشکر مین آنے والے تھے وہ آکر مل گئے اور آپ کی طرف تعداد کثیر کی جماعت ہو گئی۔

اسی مدت مین حضرت زبیرؓ کے ہمراہیون مین سے ابو الحرباء نے لڑائی چھیڑنے کی راے دی اور اس طرح تقریر کی۔ ابھی حضرت علیؓ کے ساتھ تھوڑے سے آدمی ہین آپ ایک ہزار سوارون سے ان پر حملہ کر دین قبل اسکے کہ انکے ہمراہی انسے آملین انکا کام تمام کر دیجیے۔ حضرت زبیرؓ نے جواب دیا۔ ہمکو بھی ترکیب معلوم ہے اور امور حرب سے بخوبی واقف ہین۔ ہم اور حضرت علیؓ سب ایک ہین سب کا ایک دعوی اسلام۔ سب ایک ہی نبی کی امت۔ ہمارے انکے اتفاقیہ نزاع و اختلاف پیدا ہو گیا جس نے دو گروہ کر دیئے ورنہ کل تک ہمارے انکے درمیان کوئی فرق نہ تھا اور جو شخص گنہگار قیامت کے روز خداوند تعالیٰ کے روبرو بلا عذر و حیلہ شرعی کھڑا ہو گا اوسکی داد و فریاد سماعت پذیر نہو گی۔ انکا قاصد ہمارے پاس سے کل اس حال مین گیا ہے کہ ہمکو قوی امید ہے جو ہماری انکی صلح ہو جاوے۔ تمکو بھی اس امر کی بشارت ہو لہذا لڑائی مین جلدی نکرو بلکہ صبر و استقلال سے کام لو۔ پھر صبرہ بن شیمان حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ سے ملے اور دربارہ جنگ ابو الحرباء کی تائید راے مین یہہ کہا۔ اب موقع اسکا ہے کہ آپ ہم لوگونکو لیکر ان پر چڑھائی کر دین۔ بہ نسبت قوت و شدت کے راے و تدبیر کو معاملات حرب مین بڑا دخل ہے۔ حضرت طلحہ و زبیرؓ نے جواب دیا۔ ایسا حادثہ جسمین ہم سب مبتلا ہین کبھی آنحضرت صلعم کے زمانہ مین پیش نہین آیا تاکہ اوسکا حکم قرآن شریف یا حدیث سے نکلتا اور ہم اوسپر بلا تکلف عمل کرتے۔ بلکہ یہہ مصیبت تو اسی زمانہ مین ہم پر پڑی ہے اسکا فیصلہ راے و اجتہاد پر موقوف ہے۔ اجتہاد بھی لوگونکا مختلف ہے جناب علیؓ

اور اونکے پیرو کہتے ہین کہ ابھی اس کام (یعنی قصاص جناب عثمان رض) مین تحریک خوب نہین اس سے بالکل الگ رہو۔ ہم کہتے ہین کہ نہین ہم نہ رکین گے اور اب تاخیر روا نہ رکھین گے حضرت علیؑ کا یہہ قول ہے کہ قاتلین جناب عثمان رض کو چھوڑ دینا بھی یہ آپ عنقریب راہ خلاصی ظاہر ہوئی جاتی ہے اور جو امر کہ مسلمانونکے حق مین نافع ہی ابھی ظہور پذیر ہو گا پس اس صورت مین ہم سے غداری نہ ہوگی۔

حضرت طلحہ و زبیر رض کو بہت کچھہ مفسدون نے بھڑکایا مگر ان صاحبون نے انکے کہنے پر توجہ نہ فرمائی جناب علی رض کو بھی اسیطرح بعض لوگون نے جنگ پر اوبھارا مگر آپنے بھی انکار کیا چنانچہ اوسکی تشریح یہہ ہے کہ آپ کو جب خبر ہوئی کہ فتنہ پرداز طرفین کو جنگ پر اوبھار رہے ہین تو آپنے اپنے لشکر مین کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ اثنائے خطبہ مین اعور بن بنان منقری کھڑے ہوے اور آپسے بصرہ کی طرف آنے کی وجہ دریافت کی۔ آپنے فرمایا مین بغرض اصلاح و رفع فساد اور فتنہ کی بھڑکنے والی آگ کو فرو کرنے آیا ہون۔ شاید اللہ تعالی امیکے ذریعہ سے امت محمدیہ کو متفق کر دے اور اوسسے لڑائی اوٹھادے اعور نے عرض کیا۔ اگر وہ ہمارا کہنا نہ مانین اور صلح نہ اختیار کرین۔ ارشاد ہوا۔ ہم اونکو اونکے حال پر چھوڑ دینگے اگر ہم سے متعرض نہ ہوے۔ اعور نے کہا۔ اگر وہ ہم کو نہ چھوڑین بلکہ لڑنے پر آمادہ ہون جواب دیا۔ اونکو اپنے سے دفع کرینگے۔ اعور نے پوچھا کیا اونکے گروہ مین ایسے بھی ہین جو اونکے نفع کے طالب اور اونکے خیرخواہ ہون جسطرح کہ اونکے بہکانے والے ہین۔ فرمایا۔ دونون قسم کے لوگ ہین۔ اتنے مین ابو سلامہ نے کھڑے ہو کر استفسار کیا۔ کیا آپکے نزدیک ان طالبان قصاص کے پاس کوئی دلیل اس خون کے معاوضہ لینے کی ہے۔ اگر وہ اللہ کے واسطے یہہ فعل کرتے ہین

آپنے جواب دیا۔ ہان۔ سوال کیا گیا۔ پھر آپ جو مطالبہ معاوضہ خون مین تاخیر کرتے ہین تو کیا آپکے پاس بہی کوئی دلیل ہے۔ فرمایا۔ ہان ہے جب کوئی امر مشتبہ پیش آوے اور کسی ایک جانب حجت بین نہ ملے اور اوسکا حکم دریافت کرنا دشوار ہو تو ایسی صورت مین نہایت احتیاط اور تامل و تدبیر سے کام کرنا چاہیئے اور مقتضاے احتیاط یہی ہے کہ تاخیر کرے جلد بازی مین نقصان ہوتا ہے۔ اسپر ابو سلامہ نے کہا۔ اگر خدانخواستہ ہمارے اونکے کل مقابلہ ہو گیا تو ہمارا اونکا کیا حال ہو گا۔ فرمایا۔ مجھکو امید ہے کہ ہمارے اونکے مقتولین جو صاف دل خدا واسطے لڑے جنت مین جاوینگے۔ پھر جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے لشکریونکو لڑائی سے اس طرح ممانعت فرمائی۔ اے لوگو۔ اپنے ہاتھونکو اس قوم کی لڑائی سے روکے رہنا۔ اپنی زبانین انکی برائی سے بند رکھنا۔ خبردار ہم سے پہلے انکی طرف نہ بڑہنا کیونکہ مدعی علیہ کل قیامت کو وہی شخص ہو گا جس نے آج جھگڑا شروع کیا اور لڑائی مین سبقت کی۔

سوال کرنے والونکی یہہ غرض تہی کہ آپ اپنی زبان سے لڑائی کی نسبت حکم دیدین اور بعضے محض تحقیق کے طالب اور آپکا قصد دریافت کرنا چاہتے تھے۔ آپنے بہی اونکو جواب دیکر بعد مین قطعی ممانعت کر دی کہ خبردار کوئی لڑائی کا ارادہ نہ کرے۔

خطبہ سے فارغ ہو کر جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے حکم بن سلام۔ مالک بن حبیب کو حضرات طلحہ و زبیرؓ کی طرف بہیجا اور یہہ پیغام دیا کہ اگر آپ اوس امر پر قائم ہین جو حضرت قعقاع کی زبانی ہمکو معلوم ہوا ہے تو لڑائی سے رکے رہین اوسوقت تک کہ کوئی امر فیصل طے ہو جاوے۔ اسی اثنا مین احنف بن قیس اور بنی سعد آپ کی خدمت مین حاضر ہوے بنی سعد نے حرقوص بن زہیر کو بچا لیا تہا۔ (جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے) اور اوس

گروہ سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔ یہ جنگ پر کمربستہ آئے تھے۔

حضرت احنف بن قیسؓ بعد شہادت جناب امیر المومنین عثمانؓ کے حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے۔ حضرت احنفؓ کہتے ہین کہ جس زمانہ مین حضرت امیر المومنین عثمانؓ محاصرہ مین تھے مین حج کو جا رہا تھا مین ام المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ اور حضرت طلحہ و زبیرؓ سے مدینہ مین حج کو جاتے وقت ملا اور اُن سے کہا۔ امیر المومنین عثمانؓ ضرور شہید کئے جاوینگے انکے بعد کس کے ہاتھ پر بیعت کیجاویگی سب نے بالاتفاق فرمایا جناب علیؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوگی مین یہہ دریافت کرکے حج کو چلا گیا۔ پھر جب حج سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ واپس آیا تو جناب عثمانؓ شہید ہو چکے تھے مین نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور مدینہ منورہ مین سب طرح کا امن اور جناب علیؓ کی خلافت مستحکم پاکر اپنے اہل و عیال مین چلا آیا۔ اس عرصہ مین حضرت ام المومنین عائشہؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ بصرہ مین وارد ہوے۔ مجھکو اصلا خبر نہ تھی ناگاہ ایک شخص نے آکر کہا کہ ام المومنین عائشہؓ حضرت طلحہ و زبیرؓ محلہ خریبہ مین ٹہرے ہین اور تمکو بلاتے ہین۔ مین نے پوچھا یہان کب آئ اور کس غرض سے۔ جواب دیا حضرت علی مرتضیٰ سے لڑنے آے ہین اور تمسے مدد چاہتے ہین قاتلین جناب عثمانؓ سے معاوضہ خون لینگے مجھکو اس بات سے سخت تشویش ہوئی مین نے اپنے جی مین کہا۔ یا الہ العالمین۔ اب مین کیا کرون حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور آنحضرت صلعم کی حواری حضرت طلحہ و زبیر کی مخالفت کرتا ہون تو مشکل ہے اور انکے ساتھہ ہوکر جناب علیؓ ابن عم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خروج کرون حالانکہ انہین بزرگونکے حکم سے آپکی بیعت بھی کر چکا تو بھی سخت دشوار ہے۔ بہرحال اپنے دل سے یہی باتین کرتا ہوا اونکی خدمت مین پہونچا۔ ادھون نے

اپنا ارادہ ظاہر کرکے فرمایا ہم اسی غرض سے یہان آے ہین مین نے عرض کیا۔ ای
حضرات مین آپ تینون صاحبونکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ آپ لوگون نے مجھکو جناب
علی کی بیعت کرنیکو اجازت دی تھی یا نہین۔ فرمایا۔ ہان۔ اوسوقت اجازت ضرور دی
تھی مگر وہ اپنے قول و وعدہ سے پھر گئے۔ یہ سنکر مین نے عرض کیا بخدا اے لا یزال
مین آپ لوگون سے نہ لڑونگا اور نہ جناب علی مرتضیٰ ابن عم رسول اللہ صلعم کے مقابلہ
مین نکلونگا۔ آپ ہی کے حکم سے مین اونکی بیعت کر چکا اب مجھسے یہ نہوگا کہ اونسے لڑون
براے مہربانی مجھکو اجازت دیجیے کہ فریقین سے علحدہ ہوکر اپنے گھر بیٹھ رہون
اون حضرات نے میری درخواست قبول فرمائی اور مین بصرہ چھوڑکر جلجا مین مع اپنے
چھ ہزار آدمیونکے مقیم ہوا۔ (یہ مقام بصرہ سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے)
پھر جس وقت امیر المومنین جناب علی بصرہ کی طرف تشریف لاے اور بمقام قصر
عبید اللہ بن زیاد مقیم ہوے احنف آپکی خدمت مین آے اور عرض کیا ہماری
قوم بصرہ والے یہ خیال رکھتے ہین کہ آپ اون پر غالب آوینگے تو اونکے مرد قتل
کرکے اونکی عورتین لونڈیان بنا لینگے۔ آپنے فرمایا۔ مجھسی یہ خوف رکھنا زیبا نہین
خون تو اوسی شخص کا مباح ہے جو قبول اسلام سے روگردان ہو یا اسلام چھوڑ کر
کافر ہوجاوے۔ یہ لوگ تو مسلمان ہین پھر مجھسے کیون ڈرتے ہین۔ احنف نے عرض کیا
آپ دو باتون مین سے ایک اختیار فرماوین۔ یا مین آپکے ہمراہ ہوکر آپکے مخالفین سے
لڑون یا دس ہزار تلوارین آپسے روکون۔ آپنے فرمایا۔ تم نے اپنے ہمراہیونکو کسواسطے
گوشہ نشین کر رکھا ہے۔ جواب دیا۔ اونکا یہ عہد پورا کرنے کو کہ بمقابلہ کفار نکلین گے
مین نے طرفین کی شرکت سے روکا ہے۔ آپنے فرمایا۔ اچھا تم دس ہزار تلوارین ہم سے

روکو۔ احنف یہہ اجازت پاکر واپس ہوے اور اپنے لوگونکو جنگ سے بیٹھ رہنے کو کہا
اور اس طرح ندا کی۔ یا آل خندق۔ یا آل تمیم۔ یا آل سعد۔ اس آواز پر یہہ قبائل لشکر
فریقین سے نکلکر احنف کے ساتھہ ہوئے اور تا اختتام واقعہ جمل کسی طرف نہ تھے۔ جبکہ فتحیابی جناب
جناب علی مرتضی رض ظفریاب ہوے آپکے تابع ہو گئے اور احنف بہی آپکی خدمت میں
حاضر ہوے اور پوری پوری اتباع کی۔

قتال و جدال فریقین واقعہ جمل

العظمۃ للہ یہہ واقعہ عبرت خیز حیرت انگیز مسلمانون کی آپس کی جدال و قتال جسکی
تقریر سے زبان ناطقہ لال ہے۔ میدان جنگ ایک حسرتناک منظر بنا ہوا ہے۔ ایک
طرف جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جناب رسالتمآب صلعم اور حواری رسول
مقبول صلعم جناب طلحہ و جناب زبیر رض مع لشکر اسلام جسمین صحابہ کرام و دیگر اکابر اشخاص
بہی ہین دوسری جانب حضرت شیر خدا امیر المومنین جناب علی مرتضی رض مع جماعت اصحاب
کبار و دیگر رئیسان قوم ذی وقار ہین حضرات ناظرین! کوئی معمولی معرکہ ہوتا تو اوسکی
کیفیت لکھتے ہوے جی لگتا۔ قلم بہی اپنی جولانی دکھلاتا۔ ایسی صورت مین تو سادہ مضمون
بعض کتب تواریخ کا ترجمہ اور نفس مطلب نقل کرنا بہی بڑے غضب کا سامنا ہی کیونکہ
دونون فریق ہمارے پیشوا ہمارے دین کے سردار ہمارے آقا جناب سرور عالم کے
منتسبان خاص۔ اصحاب با اختصاص ہین۔ بہلا کسی مسلمان کی مجال ہے کہ ان
بزرگون کی نسبت کسی طرح کا وہم و خیال انکے شان و مرتبہ کے خلاف اپنے دل مین
لاے اپنا دین و ایمان کہو بیٹہے۔ آخرت مین روسیاہ ہوکر گروہ فساق و فجار بداعمال کے

ساتھ حشر ہو۔ صاحبو! ہم اسوقت بدرجہ مجبوری دل پر جبر کرکے بحیثیت ایک مورخ کے کتب تاریخ سے یہہ واقعہ نقل کر رہے ہین۔ الحمد للہ کہ ہمارے سینہ بے کینہ مین نقش پاک اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذ وھم غرضا من بعدی۔ کا کندہ ہے ہم آل اطہار واصحاب اخیار کے نام پر جان قربان کرتے ہین۔ ان بزرگونکی محبت اور اتباع ہمارے واسطے سبب نجات اور باعث فلاح وحصول درجات ہے۔

قصہ مختصر مورخین باتمکین واقعہ جمل کو اس طرح نقل کرتے ہین کہ جب قصر عبید اللہ بن زیاد پر دونون فریق ایک دوسرے کے مقابل صفین جما کر ٹھیرے تو حضرت زبیرؓ صف سے نکلے یہہ مسلح ایک گھوڑے پر سوار تھے۔ انکو دیکھکر لوگون نے جناب علی مرتضیٰ سے عرض کیا کہ حضرت زبیرؓ اس طرف آتے ہین۔ آپنے فرمایا۔ یہہ ایسے شخص ہین کہ انکو نصیحت اور خوف خدا یاد دلانے کا اثر ہوگا۔ حضرت زبیرؓ کے بعد حضرت طلحہؓ بھی میدان مین آئے۔ اودہر سے جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ انکی طرف تشریف لیگئے اور اسقدر ان دونون صاحبون سے قریب ہوے کہ سواریونکی گردنین آپس مین بہڑ گئین۔ جناب علیؓ نے فرمایا۔ آپ لوگ بیشک میری عداوت پر کمر بستہ ہین اور یہہ سوار و پیادے۔ آلات جنگ سارا سامان میرے ہی واسطے جمع کیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپنے اس عداوت کی کوئی وجہ ٹھرالی ہے؟ آپ اللہ تعالیٰ سے ڈرین۔ آپکا انجام کار مثل اوس عورت کے نہو جاوے جسنے سوت کات کر ریزہ ریزہ کرڈالا۔ کیا مین آپکا دینی بھائی نہین۔ کیا آپ پر میرا خون اور مجھپر آپکا خون حرام نہین ہے۔ کیا آپ کوئی ایسی وجہ بتا سکتے ہین جس سے میرا خون آپکو مباح ہوگیا ہے۔ حضرت طلحہؓ نے فرمایا کیا آپنے جناب عثمانؓ کے قتل مین سازش نہین کی۔ آپنے جواب دیا۔

اللہ تعالیٰ اپنا دین پورا کرے گا۔ وہ منصف وحاکم حقیقی ہے۔ اے طلحہؓ آپ خون جناب عثمانؓ کے طالب ہیں اور میری نسبت یہہ اتہام ہے۔ توبہ۔ توبہ۔ قاتلین عثمانؓ پر خدا کی لعنت ہو۔ اے طلحہ۔ آپ جناب رسالتمآب کی بیوی کو لیکر انکے حیلہ اور قوت سے لڑتے ہیں اور اپنی بیوی کو گھر چھوڑ آئے اور پردہ مین بٹھلا آئے ہین۔ کیا آپنے میری بیعت نہیں کی حضرت طلحہؓ نے جواب دیا۔ ہان کی مگر مجبوری تلوار میری گردنپر تہی۔ پھر جناب علی مرتضیٰؓ حضرت زبیرؓ کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا۔ اے زبیرؓ آپ کو کس امر نے خروج پر آمادہ کیا۔ جواب دیا۔ آپ اسکے باعث ہوے۔ فرمایا۔ کیا آپ بعد حضرت عثمانؓ کے مجھکو خلافت کا مستحق نہیں سمجھتے اور مین تو آپکو اپنا عزیز۔ عبد المطلب کی اولاد مین شمار کرتا ہون اور اے زبیرؓ کیا آپ آنحضرت کا وہ فرمانا بہول گئے جب ایک دن مین حضور کے ہمراہ بنی غنم مین ہوکر گذرا آنحضرت نے میری طرف دیکھکر تبسم فرمایا۔ مین بہی حضور کو دیکھکر ہنسنے لگا۔ تو آپنے کہا تہا کہ ابن ابی طالب اپنا تکبر ترک نکرینگے۔ آپکے قول پر آنحضرت نے فرمایا۔ علی متکبر نہیں۔ البتہ تم علی سے لڑوگے اور بے انصافی اور ظلم کے ساتھہ پیش آؤگے۔ یہہ سنکر حضرت زبیرؓ نے فرمایا۔ ہان خوب یاد دلایا۔ بیشک حضور نے یہہ فرمایا تہا۔ اگر آپ میری روانگی سے قبل اور اسکے خروج سے پیشتر یہہ واقعہ مجھکو یاد دلاتے تو مین ہرگز ادہر نہ آتا اور اب بھی خدا کی قسم مین آپسے ہرگز نہ لڑونگا۔

بعد اس گفتگو کے جناب علی مرتضیٰ اپنے لشکر مین واپس آئے اور اپنے ہمراہیوں سے فرمایا حضرت زبیرؓ نے خدا کی قسم کہائی ہے کہ وہ تم سے نہ لڑینگے۔ حضرت زبیرؓ بہی حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کی خدمت مین واپس گئے اور کہا۔ جسوقت سے مین نے

ہوش سنبھالا ہے اس سے قبل جس کسی موقع پر گیا ہوں اپنا انجام کار بخوبی جانتا تھا سوائے
اس موقعہ کے کہ بے سمجھے بوجھے بے اسکے کہ نتیجہ کار پر نظر کروں چلا آیا۔ آپ نے فرمایا۔
تمہارا اس کہنے سے کیا منشا ہے اور کیا چاہتے ہو۔ جواب دیا۔ میرا یہ قصد ہی کہ مین
ان سب کو چھوڑ کر چلا جاؤن۔ جناب ام المومنینؓ اسکا جواب نہ دینے پائی تھین کہ حضرت
زبیرؓ کے بیٹے عبد اللہ بول اوٹھے۔ ہان جب دونون فریق کو جمع کر لیا اور ایک کو دوسرے
کی عداوت پر خوب تیز کر دیا تو اب چھوڑ کر جانے کا قصد ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ
حضرت علیؓ کے علمون کے پھریرون سے ڈر گئے اور آپ نے یہہ سمجھہ لیا ہے کہ ان علمون کے
اوٹھانے والے جوانمرد جنگجو ہین اور آپ کو یقین ہو گیا ہے کہ ان علمون کے نیچے سرخ
موت ہی۔ موت کے خوف نے آپکو کچا کر دیا اور آپ مین نامردی آگئی۔ حضرت زبیرؓ نے
فرمایا۔ اب تو مین نے قسم کھالی ہے کہ لڑائی مین نہ جاؤنگا۔ حضرت عبد اللہؓ نے عرض
کیا۔ اپنی قسم کے کفارہ مین اپنے غلام مکحول کو آزاد کر دیجئے اور مقابلہ مین نکلئے (افسوس
حضرت عبد اللہؓ کے طعن و تشنیع سے آپ نے مکحول یاسرجس کو کفارۂ قسم مین آزاد کیا۔
اور بعضے کہتے ہین کہ جب حضرت زبیرؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت عمار بن یاسرؓ جناب علیؓ
کے ہمراہ ہین تو آپ نے بلا جنگ واپس پھر نیکا قصد کر لیا کیونکہ حضرت زبیرؓ نے آنحضرت
صلعم سے سنا تھا کہ حضرت عمارؓ کو خطاب کر کے فرمایا۔ اے عمارؓ۔ تمکو گروہ باغی قتل کریگا
حضرت زبیرؓ ڈرے کہ مبادا اس جنگ مین حضرت عمارؓ کے قاتل آپ ہی ہون اسواسطے
آپ واپس آئے پھر حضرت عبد اللہؓ نے آپ کو لڑائی پر بھیجا۔

اس واقعہ مین اہل بصرہ تین گروہ ہو گئے تھے کچھہ لوگ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے
ہمراہ تھے اور کچھہ جناب علیؓ کے ساتھہ رہنے پر تلے ہوئے تھے تیسرا گروہ وہ تھا

جو سکوت مین تھا نہ انکی طرف نہ اونکے ہمراہ۔ اسی گروہ مین احنف بن قیس۔ عمران بن حصین اور ان دونون کے تابع تھے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رض نے مسجد حدان قبیلہ ازد مین قیام فرمایا۔ اسوقت سردار ازد صبرہ بن شیمان تھے۔ انکو کعب بن سور نے یہہ راے دی تھی کہ جسوقت فریقین کا مجمع ہوگا اور آپس مین جنگ ہوجاویگی تمکو اپنا بچانا مشکل ہوجاویگا کیونکہ انکا سیلاب ایک بلاے ناگہانی ہوگا۔ مصلحت اسی مین ہے کہ تم میرے کہنے سے کسیکے شریک نہ ہو اور اپنی قوم کو لیکر علحدہ ہوجاؤ۔ مجھکو صلح کے آثار نظر نہین آتے مضر و ربیعہ کی برابری اسوقت تم نہ کرو وہ دونون آپس مین بھائی ہین باہم لڑتے بھی ہین اور پھر دم بھر مین ایک ہوجاتے ہین۔ صبرہ نے کعب بن سور کی اس نصیحت و خیر خواہی پر اصلا توجہ نہ کی بلکہ ناخوش ہوی اور اونسے کہا۔ تم مین ابھی تک نصرانی اثر باقی ہے۔ تم مجھکو یہہ راے دیتے ہو کہ باہمی اصلاح مین شریک نہ ہون اور جناب ام المومنین رضا و حضرت طلحہ و زبیر کو درصورتیکہ صلح نہ ہو خوار و ذلیل کرون اور حضرت عثمان رض کے قاتلون سے بدلہ لینے مین اونکا ساتھہ نہ دون واللہ یہہ مجھہ سے نہوا ہے اور نہ ہوگا۔

الغرض صبرہ مع اپنے قبیلہ کے جناب ام المومنین عائشہ رض کے ساتھہ ہوی۔ جملہ اہل یمن بھی آپکے طرفدار تھے۔ جو قبائل حضرت ام المومنین کے ہمراہ تھے اون کی تفصیل اور اونکے سردارونکے نام یہہ ہین۔ رباب مع اپنے قبائل۔ عدی۔ تیم۔ ثور و عکل کے منظر۔ دونون قبیلے بہ سرداری منجاب بن راشد۔ بنو عمرو۔ بنو تمیم بہ سرگروہی ابو الجرباء۔ بنو حنظلہ بہ سرداری ہلال بن وکیع۔ ازد بمعیت صبرہ بن شیمان۔ سلیم

بمتابعت مجاشع بن مسعود سلمیؓ۔ بنی عامر غطفان بامارت زفر بن حارث۔ بکر بحکومت مالک بن مسمع۔ بنی ناجیہ بہ سرکردگی خریت بن راشد۔ یمن کے حاکم ذوالاجرۃ حمیری تھے منذر کو صلح ہوتے مین کچھ شک نہ تھا۔ ربیعہ انسے اوپر اوترے اور یہہ بھی صلح کے امیدوار تھے۔ اہل یمن انسے نیچے ٹھیرے انکو بھی صلح کا یقین تھا اور جناب ام المومنین عائشہؓ صدان مین مقیم تھین اور آپکا لشکر بمقام زابوقہ تھا۔ ہر قبائل کے سردار وہی لوگ تھے جو اوپر مذکور ہوئے اور اونکی تعداد تیس ہزار تھی۔ جناب علی مرتضیٰؓ کے لشکر مین بیس ہزار آدمی تھے۔ یہہ سب ایک دوسرے کے مقابل اوترے۔ چونکہ دونون لشکر مین ایسے قبائل بھی تھے جن مین بعضے ادہر اور بعضے اودہر تھے لہذا مضر کے مقابلہ پر مضر اوترے ہوے تھے اور ربیعہ کے سامنے ربیعہ یمن کے روبرو یمن فریقین کے آدمی ایک دوسرے کے ساتھہ بے تکلف ملتے جلتے تھے۔ سوای حرف صلح کے دوسری بات کسی کی زبان پر نہ تھی۔ حکیم اور مالک جو قبل اسکے جناب علی کے لشکر سے حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے پاس گئے تھے وہ بھی یہی خبر لیکر واپس آے کہ ہم لوگ بھی اوسی عہد و اقرار پر ہین جسپر قعقاعؓ ہم سے رخصت ہوکر گئے ہین۔ خود جناب علی مرتضیٰؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ باہم مل چکے تھے اور صلح سے بڑہکر کوئی بات نہ دیکھی اور لڑائی و فساد ترک کرنے پر اتفاق ہوگیا۔ اسی صلح اور امن و امان کے برقرار رکھنے پر تینون صاحب ایک دوسرے سے علیحدہ ہوے۔ شام کو جناب علی مرتضیٰؓ کیطرف سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرات طلحہ و زبیر کے پاس صلح کی گفتگو کرنے آے۔ ادہر سے حضرت محمد بن طلحہؓ جناب امیرالمومنین علیؓ کے پاس حاضر ہوے۔ کل امور و شرائط طے ہوگئے اور صبح کے وقت صلحنامہ اور معاہدہ لکھنے کی راے قرار پا گئی۔

یہہ حضرات اپنے اپنے لشکر وںمین بخیریت تمام ہنسی خوشی واپس آے۔ فریقین نے اپنے اپنے لشکر ونکے سردارون اور رؤساے قبائل کو بلاکر صلح ہوجانے کی اطلاع کردی دونون طرف رات نہایت امن وچین کے ساتھہ عافیت وسلامتی مین کٹی۔ سب اس بات پر خوش تھے کہ صلح ہوگئی اور صبح صلحنامہ لکھہ جاویگا۔ علی العموم دونون لشکرونمین تو یہہ حال تھا اور ہر ایک بخیال صلح فارغ البال مگر جو لوگ کہ جناب عثمان کے قتل اور شر وفساد کے باعث تھے اونکو یہہ رات عالم پریشانی وبدحواسی مین گذری کیونکہ یہہ صلح ہوجانیکو اپنے حق مین زہر سمجھے ہوے تھے۔ جب یہ صلح کا خیال کرتے اپنی موت آنکھونکے سامنے دیکھتے۔ رات کو سونا آرام کرنا کیسا۔ نیند کس کی آنکھہ مین آتی۔ یہان تو دغدغہ دوسرا تھا آپس مین مشورہ ہی کرتے رات کٹ گئی۔ آخر راے اسپر قائم ہوئی کہ خیریت چاہتے ہو توجس طرح ممکن ہو صبح ہوتے ہی لڑائی چھیڑ دیجاے حتی الامکان صلح نہ ہونے دو۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی فریقین کی لاعلمی مین فتنہ پردازون مفسدون وبدمعاشون نے لڑائی کا رنگ جمادیا۔ تاریکی شب مین تلوارین نکالکر بلوائیان مضر اپنے مقابل مضر پر۔ ربیعہ ربیعہ پر۔ یمن والے یمن والون پر دفعتہً جا گرے اور مارنا شروع کردیا۔ اہل بصرہ اور ہر گروہ اپنے اپنے مقابل پر حملہ آور ہوے۔ فریقین اطمینان سے پڑے سو رہے تھے۔ ناگہانی بلا سر پر آگئی تو مجبور بقصد مدافعت انہون نے بھی جواب دیا اور بات کی بات مین دونون لشکرونمین غدر مچ گیا۔

ابن اثیر وابن خلدون کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ لوگ فرقہ اشرار جناب علیؓ کے لشکر مین تھے بظاہر آپکے مطیع مگر دل مین خائف اور فریقین مین لڑائی کرادینے کی فکر مین تھے۔ تمام قصہ اول سے آخر تک دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گروہ اشرار

آپ کے لشکر مین داخل رہا اور اسی میل جول مین اپنا کام نکالا۔ صاحب روضۃ الصفا نے اس فرقہ کا آپ کے لشکر سے علیحدہ ہو جانا لکھا ہے لہذا اس مقام پر لکھتا ہے کہ یہہ گروہ پچھلی رات کو اصحاب جمل کے لشکر پر جا پڑا۔ جب اون لوگون نے مدافعت کی تو ہزیمت خوردہ جناب علی کی لشکر مین گھس پڑا اصحاب جمل تعاقب کرتے یہان بہی پہونچے یہان والے سمجھے کہ حضرت طلحہ و زبیرؓ نے شبخون مارا حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کو اس ہنگامہ کی خبر ہوئی تو عجلت کے ساتھ میمنہ پر جسکہ ربیعہ تہی عبدالرحمن بن حارث کو سردار کرکے روانہ کیا۔ میسرہ پر عبدالرحمن بن عتاب کو بہیجدیا اور خود قلب لشکر مین ٹہیرے رہے۔ لوگون سے دریافت کیا کہ یہ بلوہ کس نے کردیا یہ جواب ملا اہل کوفہ نے پو پہٹتے ہی تیرباری شروع کردی حضرت طلحہؓ و زبیرؓ نے فرمایا۔ افسوس حضرت علیؓ بغیر خونریزی کئے نہ مانینگے۔ یہ کہکر حملہ آور گروہ کی مدافعت کرنے لگے اہل بصرہ نے کوفیون کو اونکے لشکر کی طرف لوٹا دیا۔ علی مرتضیٰؓ شور سنکر خیمہ سے باہر آئے اور دریافت کیا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہے۔ سبئیہ نے ایک شخص کو پہلی ہی سے سکہا پڑہا کر کہڑا کر رکہا تہا اوسنے کہا۔ ہم رات کو اطمینان سے سوئے تہے صبح نہ ہونے پائی کہ اہل بصرہ نے شبخون مارا۔ ہمارے ہمراہی بہی سوار ہوگئے اور لڑائی چہڑگئی آپنے یہ سنکر فوراً انتظام کیا۔ میمنہ و میسرہ پر سردار مقرر کرکے بہیجدیئے خود بہی سوار ہوکر کمال تاسف سے فرمایا۔ مین جانتا ہون کہ طلحہ و زبیرؓ نے ہمارا کہنا نہ مانا۔ افسوس بغیر قتل و خونریزی کی باز نہ آئے اس عرصہ مین سبئیہ نے کام سے غافل نہ تہے برابر قتل و خونریزی مین مصروف رہے جناب علیؓ نے بآواز بلند فرمایا۔ لڑائی سے ہاتہ روکو (مگر اس ہنگامہ مین کون سنتا تہا) اس مقام پر روضۃ الصفا مین ہے کہ صبح ہوتے گروہ اہل فساد مین سے جو الگ ہوگئے تہے اشراف و رئیس جیسے اشتر و عدی بن حاتم وغیرہم جناب علی کی خدمت مین حاضر ہوے اور آپ سے اپنی شرکت کی درخواست کرکے لشکر مین آملے۔ جناب علی مرتضیٰؓ اور حضرات طلحہ و زبیرؓ نے بہی منادی کرادی

کہ کوئی شخص کسی پر حملہ نہ کرے تاوقتیکہ وہ اسپر وار نہ کرے۔ کسی بھاگنے والے کا تعاقب کر کے قتل نکریں زخمی کو نہ مارے۔ کسیکا مال واسباب نہ چھینے رعایای بصرہ کے آلات حرب۔ کپڑے۔ سامان۔ وغیرہ نہ لوٹے۔

اب لڑائی نے زور پکڑا۔ کعب بن سور جناب ام المومنین عائشہ کی خدمتمین گئے اور عرض کیا۔ اے ام المومنینؓ لوگون نے لڑائی شروع کردی اور کسی طرح قتل و خونریزی سے باز نہین آتے۔ آپ موقع پر تشریف لے چلئے۔ شاید اللہ تعالیٰ آپکی برکت سے مصالحت کرادے۔ غرض آپکے اونٹ پر عماری رکھی گئی اور زرہ سپر زرہین پہنائی گئین پھر ام المومنینؓ سوار ہوئین معرکہ سے علیحدہ ایسے موقع پر آپ کا اونٹ کھڑا کیا گیا جہان سے شوروغل بخوبی سنائی دیتا تھا۔ چونکہ ام المومنینؓ اس دن اونٹ پر سوار تھین اسلئے اس واقعہ کا نام یوم الجمل ہوگیا۔ حضرت زبیرؓ کے مقابلہ مین حضرت عمار بن یاسرؓ آگئے ۔ ان پر نیزہ سے حملہ کیا اور بار بار انپر نیزہ چلاتے تھے مگر حضرت زبیرؓ اونکے حملہ کو روکتے اور خود انپر وار نہ کرتے تھے حضرت عمارؓ کہتے جاتے تھے۔ کیا آپ مجھکو قتل کر ڈالینگے حضرت زبیرؓ جواب دیتے تھے نہین مین آپکو قتل نہ کرونگا حضرت زبیرؓ اگر چاہتے تو حضرت عمارؓ کو قتل کر ڈالتے لیکن انکو آنحضرت صلعم کا فرمانا "اے عمارؓ تمکو گروہ باغی قتل کریگا" یاد تھا اس واسطے اونکے حملے روکتے اور بطور دھمکی کے خود ہی بچاکر کوئی ہاتھ اونپر چھوڑ دیتے تھے پھر حضرت زبیرؓ میدان رزمگاہ سے نکلکر جانب وادی السباع تشریف لیگئے چونکہ آپ جناب علیؓ سے حدیث سن چکے تھے اسواسطے جنگ سے گریز کی۔

جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ دور سے غل وشور سن رہی تھین کہ استے مین

زیادہ آواز بلند ہوئی۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ یہ غل وشور کیوں بڑھ گیا۔ لوگوں نے کہا۔ لشکر والوں کی آوازیں آرہی ہیں۔ فرمایا۔ خیریت ہے یا شر کی علامت ہے۔ جواب ملا۔ اب تو ہوا بگڑی معلوم ہوتی ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک اصحاب جمل بھاگ کھڑے ہوئے

حضرت طلحہؓ کے زانو میں ایک ناگہانی تیر لگا۔ زخم کاری آیا (کہتے ہیں کہ جب زخم کو دبا دیتے خون بند ہو جاتا اور جب چھوڑ دیتے جاری ہو جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ رہنے دو یہ خدا کا تیر ہے یہ زخم جان لینے والا ہے (عقد الفرید۔)

آپ نے اپنا پاؤں گھوڑے کے پہلو سے خوب جما لیا تاکہ گر نہ پڑیں اور بآواز بلند پکارتے تھے۔ اے اللہ کے بندو۔ لڑائی سے باز رہو اور میری طرف لوٹ آؤ حضرت قعقاعؓ نے انکو زخمی پاکر کہا۔ آپ زخمی ہو گئے۔ اب مناسب ہے کہ یہاں سے چلے جائیے اور کسی مکان میں جاکر آرام کیجیے حضرت طلحہؓ وہاں سے چل دیئے۔ خون آپ کے پاؤں سے جاری رہا۔ آپ یہ کہتے جاتے تھے "خداوندا! حضرت عثمان کے خون کا عوض مجھ سے لے اور مجھ سے راضی ہو جا" خون اسقدر نکلا کہ آپکا موزہ خون سے لبریز ہو گیا اور آپ کو ضعف طاری ہوا قریب تھا کہ غشی لاحق ہو آپ نے غلام سے کہا میرے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو جا۔ مجھکو گرنے سے سنبھال اور جلد کسی مکان میں پہونچا اوتار دے۔ غلام بدقت تمام آپکو لیکر بصرہ میں داخل ہوا اور ایک مکان کھنڈر ویران میں جا اوتارا۔ وہاں طائر روح مقدس قفس عنصری سے پرواز کر کے باغ جناں میں جا پہونچا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب حضرت طلحہؓ کا اخیر وقت تھا تو اوس مکان میں ایک شخص وارد ہوا بروایت ازالۃ الخفا یہ شخص ثور بن مجزاۃ ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کیا تم امیر المومنین علی مرتضیٰؓ کے

اصحاب مین سے ہو جواب دیا ہان - فرمایا - اپنا ہاتھہ دراز کرو مین تمسے بیعت کرتا ہون
یہہ فرماکر آپ نے بیعت کرلی - آپ کو خوف تھا کہ ایسی حالت مین کہین دم نہ نکلجاسے
جو جناب علی مرتضیٰ کی بیعت نہ کرسکون لہذا بالواسطہ بیعت کرلی - ثور کا بیان ہے
کہ حضرت طلحہؓ نے میرے ہاتھہ پر بیعت کرلی پھر اونکا دم نکل گیا مین حضرت علی کیخدمتمین
حاضر ہوا اور آپ کو اس حال سے مطلع کیا - آپ نے فرمایا اللہ اکبر خداوند تعالے نے
نہ چاہا کہ طلحہؓ بغیر میری بیعت کئے ہوسے جنت مین جاوین - (ازالۃ الخفا)

اس حالت زخم مین آپ فرماتے تھے افسوس مجھسے زیادہ اپنے خون کو ضائع
کرنے والا کوئی بوڑھا شخص نہ ہوگا - آپ اوسی جگہہ مدفون ہوسے - آپکے پاؤن مین
مروان بن حکم نے تیر مارا اور بعضے کہتے ہین دوسرے شخص کے تیر سے آپ شہید ہوسے
(ابن اثیر و ابن خلدون)

وقت شہادت آپ کی عمر تریسٹھہ ۶۳ سال کی تھی اور ایک روایت مین باسٹھہ ۶۲
اور بعضے چونسٹھہ ۶۴ برس کہتے ہین - (خمیس)

تاریخ مسعودیؔ مین ہے کہ جب حضرت زبیر لڑائی سے نکل گئے مروان نے دل مین
کہا زبیرؓ بھی چلے گئے اور طلحہ بھی جاتے ہین مناسب ہے کہ انکو یہان ٹھنڈا کردون
یہہ خیال کرکے آپ کی رگ ہفت اندام پر ایک تیر مارا -

حضرت زبیرؓ کا واقعہ اس طرح گذرا کہ آپ نے رزمگاہ سے نکلکر وادی السباع کا
رخ کیا - اثناء راہ مین احنفؓ بن قیس کا لشکر ملا - احنف نے آپکو جاتے ہوسے دیکھکر
کہا واللہ - اب اس الگ ہونے کا کیا اعتبار ہے جب مسلمانونکو بھڑ کردیا اور وہ
ایک دوسرے سے لڑنے لگے جب آپ ادہر سے گذر گئے احنف بن قیس نے

اپنے ہمراہیوں سے کہا۔ کون ایسا ہے جو حضرت زبیرؓ کی خبر لائے۔ عمرو بن جرموز بولا۔ میں جاتا ہوں۔ یہ کہکر آپ کے پیچھے روانہ ہوا اور آپ سے جا ملا۔ آپنے پوچھا۔ تمہارا یہاں آنے سے کیا مطلب ہے۔ جواب دیا۔ آپسے کچھ سوال کرنا ہے۔ عطیہؔ آپکا غلام کہنے لگا۔ یہ شخص آپکے دشمنوں کو ایذا پہونچانے والا ہے۔ فرمایا۔ ایک شخص سے کیا خوف ہے۔ یہ فرماکر آگے روانہ ہوے۔ اس عرصہ میں نماز کا وقت آیا۔ آپ گھوڑی سے اوترے اور نماز پڑہانے آگے ہوے کہ ابن جرموز نے پیچھے سے ایک وار میں آپکو شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بروایت مسعودیؒ آپ کی عمر چھیاسٹھ برس کی تھی۔ ابن جرموز آپ کا گھوڑا۔ ہتھیار۔ مہر لیکر چلتا ہوا۔ غلام کو چھوڑ دیا۔ غلام نے آپ کو اوسی مقام میں دفن کیا اور لشکر میں آکر لوگوں کو اس واقعہ کی خبر دی۔

ابن جرموز احنف کے پاس آیا اور حضرت زبیرؓ کا قتل کرنا بیان کیا۔ آپنے ناخوش ہوکر کہا بخدا میں نہیں جانتا کہ یہ کام تو نے اچھا کیا یا برا۔ پھر ابن جرموز حضرت علیؓ کے لشکر میں پہونچا۔ دربان سے کہا۔ قاتل زبیرؓ کے حاضر ہونے کی اجازت مانگ لا۔ دربان نے حضور میں جاکر اجازت چاہی۔ آپنے فرمایا۔ آنے دو اور اوسکو دخول دوزخ کی بشارت دو۔ ابن جرموز حاضر خدمت ہوا اور حضرت زبیرؓ کی تلوار پیش کی۔ آپنے تلوار ہاتھ میں لیکر دیکھی اور نہایت دردناک لہجہ میں فرمایا۔ اسی تلوار کے ذریعہ سے اکثر اوقات زبیرؓ نے جناب رسالتمآبؐ کی ذات اقدس سے مصیبتیں دفع کیں۔ یہ فرماکر وہ تلوار ام المومنین عائشہؓ کے پاس بھیج دی۔ (ابن اثیر)

اور ایک روایت میں ہے کہ ابن جرموز حضرت زبیرؓ کا سر کاٹ کر جناب علیؓ کی خدمت میں لایا جب آپکے سامنے آیا آپنے فرمایا۔ تجھکو دوزخ کی بشارت ہو

کیونکہ آنحضرتؐ فرماتے تھے۔ قاتل زبیرؓ کے واسطے دوزخ کی بشارت ہے۔

ابن جرموز آپ کے پاس سے چلا گیا اور شعر پڑہتا جاتا تھا جسکا مطلب یہہ ہے میں علیؓ کے پاس زبیرؓ کا سر کاٹ لایا اور اپنے نزدیک اسکو ثواب سمجھے ہوئے تہا مگر افسوس آپنے مجھکو بغیر دیکھے آگ دوزخ کی بشارت دی۔ تحفہ لانے والے کے حق مین تو یہہ بشارت بہت بُری ہے" (عقد الفرید)

اب اسوقت لڑائی قریب ختم ہونے کی تہی اور بہاگے ہوئے بصرہ کے قریب پہونچ گئے تھے مگر جسوقت سواران لشکر جناب علیؓ نے ام المومنین عائشہؓ کی اونٹ کو دیکہا چارون طرف اوسکے گرد جمع ہوگئے اسلئے مفرورین پھر لوٹے اور ادمنی ور دشوار اور دلی جوش و خروش کے ساتہہ دوبارہ لڑائی شروع کردی کعب بن سور اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھے جناب عائشہؓ نے جب دیکہا کہ لوگ کسی طرح لڑائی سے باز نہین آتے تو کعب بن سور سے فرمایا۔ تم اونٹ کو چہوڑ دو اور یہ قرآن شریف لیکر صف لشکر سے نکلکر میدان مین جاؤ اور لوگونکو اسکے محاکمہ کی طرف بلاؤ کعب قرآن شریف لیکر گئے۔ امیر المومنین کا لشکر انکی طرف بڑہا سب سے آگے فرقہ سبئیہ تہا اوسنے کعب بن سور پر تیرون کی بارش کردی۔ ہزارون تیر ایک ساتہہ انپر پڑے اور یہہ شہید ہوگئے۔ گروہ سبئیہ ام المومنین کی عماری پر تیر چلانے لگے۔ آپنے بلند آواز سے اپنے ہمراہیونکو امداد کے لئے بلایا اور یہہ فرماتی تہین لوگو اللہ سے ڈرو۔ روز حساب کا خوف کرو۔ مگر کوئی سنتا نہ تہا بلکہ اور آگے بڑہے آتے تھے جب حضرت صدیقہ نے دیکہا کہ لوگ کسی طرح لڑائی سے ہاتہہ نہین روکتے آپ قاتلین جناب عثمانؓ پر بد دعا کرنے لگین تاکہ لوگ آپ کی بد دعا سے ڈر کر جنگ سے باز رہین۔ اہل لشکر بہی آپکے

ہمراہ بددعا کرنے لگے۔ ایک طرف لڑائی کا زور و شور دوسری طرف بددعا کی ہزارون آوازین ایک ساتھہ ملکر آتی تہین جن سے میدان رزمگاہ گونج اوٹھا تھا جناب علی مرتضیٰؓ نے دریافت حال فرمایا معلوم ہوا کہ ام المومنین قاتلین جناب عثمان پر بددعا کر رہی ہین۔ آپنے بہی فرمایا۔ اللہم العن قتلۃ عثمان۔ جب اس تدبیر سے بہی لڑائی نہ رکی توام المومنین نے سرداران میمنہ و میسرہ سے کہلا بہیجا کہ تم لوگ ثابت قدمی سے لڑتے رہو تمہاری مدد کو اور فوج بہیجتی ہون۔ جب آپنے دیکھا کہ لڑنے والے مجہہ ہی پر حملہ کرتے بڑہے چلے آتے ہین اور سب طرف سے مجہہ ہی پر یورش ہے تو آپنے لشکریونکو ایک پُرجوش تقریر سے پھر لڑائی پر اوبھارا (ناظرین اس امر کا خیال رکھین کہ جناب ام المومنینؓ پر حملہ کرنے والے فرقہ اشرار سبئیہ ہی تھے)

آپکے جوش دلانے سے بصرہ کے قبیلہ مضر نے اپنے مقابل کوفہ کے مضر کو توڑ ڈالا اور اونٹ کے آگے کا میدان حملہ آور حریف سے صاف کر ڈالا پھر تیرون کی بارش کردی طرفین ایک دوسرے کے حملہ کا جواب تیرونسے دے رہے تھے۔ جناب علی مرتضیٰؓ جس جگہہ کھڑے تھے لڑنے والونکی ریل پیل سے وہان سے مجمع ہین ہوگئے اور محمد بن حنفیہ علمدار فوج سے فرمایا حملہ کرکے ان لوگونکو ہٹادو۔ محمد بن حنفیہ نے آگے بڑہنے کا قصد کیا مگر بجز تیرونکی نوک کے کسی طرف راہ نہ تہی مجبور رُک رہے۔ یہ دیکھکر جناب علی مرتضیٰؓ نے علم اپنے صاحبزادہ کے ہاتہہ سے لے لیا اور فرمایا تم میری آگے رہو۔ اسوقت تک صرف مضرین باہم مقابلہ تھا باقی فریقین علیحدہ تھے۔

جناب علی مرتضیٰ کے لشکر مین زید بن صوحان کی قوم نے انسے کہا کہ تم ہی ہمارے ساتھہ اس ہنگامہ سے الگ رہو یہہ زور شور تم کسی طرح روک نہین سکتے۔ تم نہین

دیکھتے کہ مضر تمہارے سامنے کس گرما گرمی سے اونٹ کی طرف بڑھ رہے ہین۔ جو اونٹ کے قریب جاتا ہے مارا جاتا ہے۔ اونہون نے جواب دیا۔ موت زندگی سے بہتر ہے اور مین تو موت کا خواہان ہون یہہ کہکر معرکہ مین گھس پڑے۔ زید بن صوحان اور سیمان بن صوحان دونون بہائی مارے گئے۔ انکے بہائی صعصعہ زخمی ہوکر کچھہ دنون زندہ رہے آخرکار وہ بہی انتقال کرگئے۔ اب دوسرے قبائل بہی لڑنے لگے۔ جناب علی مرتضی ؓ نے یہہ ہنگامہ فرو کرنے کی تدبیر بہت کچھہ کی مگر ایک پیش نہ گئی۔ آپنے قبائل ربیعہ و یمن کی طرف آدمی بہیجکر حکم دیا کہ اپنے سردارونکی متابعت کرو اور لڑائی سے باز رہو چنانچہ ایک شخص عبد القیس کا کہڑا ہوا اور پکار کر کہا۔ اے لوگو امیر المومنین تمکو حکم خدا کی طرف بلاتے ہین۔ مگر ماننے والا کون تہا بلکہ برعکس یہہ جواب ملا جو شخص حدود اللہ کو قائم نہین کرتا وہ ہمکو کیون بلاتا ہے۔ کعب بن سور کو ربیعہ نے تیرونسے مار ڈالا انکے خون کا عوض کوئی نہین لیتا۔ القصہ فریقین کسی طرح باز نہ آے۔ لڑائی کا عنوان تہوڑی دیر کے لئے پہر خطرناک منظر بنگیا۔ کوفہ کے یمن والون نے بصرہ کے یمن والونکا مقابلہ کیا۔ اہل کوفہ کسی طرح قتال سے ہاتھہ نہ روکتے تھے اور اونکا یہی مطلب تہا کہ ام المومنین کے اونٹ تک پہونچ جاوین اور آپکے دشمنون کو ایذا پہونچائین۔ آپنے یہہ دیکھکر اپنے لشکریونکو پہر حفاظت کرنے کی تاکید کی۔ دونون طرف خوب جم کر لڑائی ہونے لگی اور دونون حریف جوش مردانگی مین ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔ بصرہ کے اہالی یمن اور ربیعہ کا گروہ کوفہ کے اہالی یمن اور ربیعہ پر غالب آیا اور اونکو بہگا دیا۔ پہر بہی دونون گروہ کوفہ والے سنبہلکر لڑنے لگے۔ انکے علم کے نیچے دس آدمی مارے گئے پانچ ہمدان کے اور پانچ یمن کے۔ پہر علم کو

یزید بن قیس نے سنبھالا۔ کوفی ربیعہ کے علم کے نیچے زید بن عبداللہ بن رقیہ۔ ابوعبیدہ بن راشد بن سلمی کام آئے۔ لڑائی لحظہ بلحظہ تیز ہوتی جاتی تھی صفوں کی ترتیب جاتی رہی تھی یہاں تک کہ کوفیوں کا وہ گروہ جو میمنہ لشکر میں تھا اپنے قلب سے اور بصریوں کا میسرہ اپنے قلب سے مل جل گیا۔ ایسے لڑائی میں مصروف ہوئے کہ سدھ بدھ نہ رہی بدحواسی میں سوائے مارنے اور مرنے کے اور کام نہ تھا۔ اس فریق کے میمنہ نے اوس فریق کا میسرہ اور اسکے میسرہ نے اوسکے میمنہ کا آگا روکا اور حریف کو اپنے مجمع میں داخل ہونے سے باز رکھا۔ شجاعان مضر جانبین سے بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے اور باہم پکار کر کہتے جاتے تھے۔ حریف کے ہاتھ پاؤں کاٹو جان سے نہ مارو۔ چنانچہ فریقین کے زور آزما اپنے مقابل پر حملہ کرکے اوسکے ہاتھ پاؤں قلم کر دیتے تھے۔ اس واقعہ میں جسقدر ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے لوگ نظر آئے اور کسی معرکہ میں اتنے نہ دیکھے گئے۔ عبدالرحمن بن عتاب کا ہاتھ پہلی شہادت کٹ گیا تھا۔

جناب ام المومنین نے اپنے بائیں طرف ملاحظہ فرما کر دریافت کیا تم کون لوگ ہو۔ جواب ملا۔ صبرہ بن شیمان آپکے جان نثار اولاد۔ دبنو ازد فرمایا۔ شاباش اے آل غسان۔ میری حفاظت کرو۔ مفسدوں کے ہاتھ سے بچاؤ۔ تمہاری بہادری جو سنی جاتی تھی آج اوسکے ظاہر ہونے کا دن ہے۔ ازدی جناب ام المومنین رض کے اونٹ کی مینگنی اوٹھا کر سونگھتے تھے اور کہتے تھے کیا اچھی خوشبو آتی ہے جیسے مشک و عنبر ہو۔ کیوں نہو ہماری ماں کے اونٹ کی مینگنی ہے۔ پھر آپنے داہنی طرف والوں سے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ جواب ملا۔ بکر بن وائل۔ فرمایا۔ تمہارے

مقابل عبد القیس ہین مجھکو اونکے حملے سے بچاتا۔ غرضکہ ان دونون فریق مین سخت جنگ ہوئی پھر آپ سامنے کے لشکر سے متوجہ ہوئین اور فرمایا یہہ کون لوگ ہین عرض کیا گیا۔ ہم لوگ بنی ناجیہ ہین۔ فرمایا۔ واہ واہ کیا کہنا۔ تمہاری تلوارین تو نامی مشہور ہین الطحی۔ قرشی۔ شاباش۔ میری حفاظت کا خیال رکھنا۔ پھر بنو ضبہ نے آپکے اونٹ کی حفاظت کی اور حریف سے لڑتے رہے۔ اسوقت آپکے گرد آتش جدال و قتال نہایت زوروں پر تھی۔ بنو ضبہ کے ساتھ بنو عدی بن عبدۃ کا گروہ شریک ہوا اور دونون قبیلہ نکے مل جانے سے آپکے گرد مجمع کثیر ہو گیا۔ یہہ گروہ نہایت شدت اور قوت سے آپکی حفاظت مین لڑتا رہا۔

سب سے اول اونٹ کی مہار کعب بن سور کے ہاتھ مین تھی جب یہہ مارے گئے تو انکے بھائی عبد اللہ نے یہہ کام کیا۔ وہ بھی مارے گئے تو مہار شتر عمیرہ بن یثربی نے لی۔ اودہر سے ہند بن عمر جملی مرادی حملہ آور ہوا۔ دونون مین دو دو ہاتھ چلے ابن یثربی نے ابن عمر کو قتل کر ڈالا۔ علیا بن ہیثم نے ابن یثربی پر حملہ کیا اور مارا گیا۔ اسی طرح سیحان بن صوحان مارے گئے اور انکے بھائی صعصعہ زخمی ہوے ابن یثربی اونٹ کی مہار پکڑکر اشعار رجز پڑہنے لگا جنکا مطلب یہہ ہے ”میری شجاعت کا کون منکر ہو گا مین قاتل علیا۔ ہند جملی۔ ابن صوحان ہون اور مین تو علیؓ کے دین پر ہون مین نے ان لوگونکو مار ڈالا اور کسی کی پرواہ نہین۔ میرے غم کو ابو الحسن دفع کرنے والے کافی ہین“۔ حضرت عمارؓ نے سنکر فرمایا۔ تو نے بڑی حفاظت کے ساتھ پناہ پکڑی۔ اگر تو سچا ہے تو اس لشکر سے نکلکر ہمارے پاس چلا آ۔ ابن یثربی نے اونٹ کی مہار دوسرے شخص کو دی اور حضرت عمارؓ سے مقابل ہوا۔ آپ نو نوّے

برس کے تھے اور بعضے کہتے ہین اسّی سے زیادہ عمر تھی صرف ایک پوستین آپکے بدن پر تھی جسکو ایک رسّی کے ساتھہ کمر سے باندھ لیا تھا۔ آپ بمقابلہ ابن یثربی بہت کمزور تھے لوگ انکو دیکھکر افسوس سے کہنے لگے۔ ہائے عمار اپنے دوستونکے پاس جانا چاہتے ہین ابن یثربی نے انپر تلوار چلائی عمار رضؓ نے سپر پر روکی۔ تلوار سپر کو کاٹ کر اوسمین اولجھہ گئی ابن یثربی نے بہت زور کیا مگر نہ نکلی۔ حضرت عمار رضؓ کو موقع ملگیا اور اپنی تلوار سے اُسکے پانؤن قلم کر دیئے۔ ابن یثربی گر پڑا لوگ قید کر کے حضرت علی رضؓ کے سامنے لائے۔ ابن یثربی نے فریاد کی کہ مجھکو قتل نہ کیجیے۔ آپنے فرمایا کہ تو نے تین شخصونکو قتل کیا اب بھی نہ مارا جاوے۔ غرض آپکے حکم سے مارا گیا۔

بعد قتل ابن یثربی زمام شتر ایک عدوی نے لی۔ اوس نے ایک شخص بنی عدی کو دی اور خود لڑائی مین مصروف ہوا۔ اوسکے مقابل ربیعہ عقیلی آئے۔ دونون مین تلوار چلی اور دونون ایک ساتھہ زخمی ہوکر گرے اور مر گئے۔ پھر حارث ضبّی نے مہار شتر لی۔ یہہ شخص بڑا سخت تھا۔ جناب ام المومنین رضؓ کے شتر کی مہار لیئے ہوئے لڑتا جاتا تھا اور اشعار رجز بر زبان تھے۔ اسکے بعد عمر ضبّی نے مہار لی۔ اسی طرح مہار شتر پر چالیس آدمی قتل ہوئے۔ جناب ام المومنین فرماتی تھین۔ جب تک بنو ضبہ نے میرے اونٹ کی محافظ رہے وہ اچھی حالت پر رہا اور جب اونکی آواز مین نہ پائی تو اونٹ مارا گیا۔ (بنو ضبّہ اشعار رجز پڑھتے تھے جنکا ترجمہ یہہ ہے "ہم بنو ضبہ اصحاب جمل ہین جب موت آجاتی ہے توہم بید ریغ اوسکے منہ مین کود پڑتے ہین اور موت ہمارے نزدیک شہد سے زیادہ شیرین ہے")

اور ایک روایت مین ستر آدمی قریش کے اونٹ کی مہار پر مارے گئے۔

منجملہ اونکے محمد بن طلحہؓ ہین۔ یہہ شتر کی مہار پکڑے ہوے کہہ رہے تھے۔ اے والدہ مہربان میرے واسطے کیا حکم ہے۔ آپنے فرمایا تم اولاد آدم مین بہتر ہو۔ اگر شریک قتال وجدال نکرو۔ محمد بن طلحہؓ اوسی جگہہ تحیر رہے۔ اونپر جو حملہ کرتا اوسکو رد کرتے اور حٰمٓ لا ینصرون پڑھتے جاتے تھے خود کسی پر حملہ نہ کرتے تھے۔ ایک جماعت اونکے قتل پر آمادہ ہوئی جسمین یہہ لوگ تھے۔ مسکیر اسدی۔ معکبر بنی معاویہ بن شدّاد عبسی۔ عفار سعدی نمری۔ انمین سے کسی نے نیزہ مارکر آپکو شہید کیا۔ آپکے بارہ مین اوسنے چند اشعار بھی پڑھے جنکا ترجمہ یہہ ہے۔ "محمد بن طلحہؓ عابد شب بیدار تھے۔ خدا کی یاد مین مصروف رہتے تھے۔ اونکی ذات سے لوگونکو ایذا نہین پہونچتی تھی۔ مین نے نیزہ سے اونکو زخمی کیا وہ منہ اور ہاتھونکے بل زمین پر گر پڑے۔ مجھکو وہ حٰمٓ پڑھکر سناتے تھے۔ افسوس۔ یہان آنے سے پہلے حٰمٓ پڑھتے اور یہان نہ آتے وہ صرف اس بات پر مارے گئے کہ حضرت علیؓ کے تابع نہ تھے اور جو شخص اتباع حق نہین کرتا اوسکا انجام کار ندامت ہے"۔ انکے بعد عمرو بن اشرف ازدی نے اونٹ کی مہار پکڑی۔ جو انکے قریب جاتا اوسکو تلوار سے قتل کرتے۔ حارث بن زہیر ازدی انکے مقابل آیا۔ جانبین سے تلوار چلی اور دونون ٹھنڈے ہو گئے۔ عمرو بن اشرف کے بعد انکے خاندان کے تیرہ آدمی اسی طرح کام آے۔

جناب ام المومنینؓ کے اونٹ کے گرد بڑے بڑے دلیر و شجاع آپکی حفاظت مین جانبازی کو حاضر تھے اور چارون طرف سے حلقہ باندھے ہوے تھے۔ لڑتے تھے جان دیتے تھے مگر کسیکو اونٹ کے قریب نہ آنے دیتے تھے اور عجیب اتفاق ہوا کہ جس نے اونٹ کی مہار پکڑی وہ مارا گیا۔ اونٹ کی مہار اور علم فوج وہی شخص لیتا تھا جو

محافظین شتر کے نزدیک معروف و مشہور اشخاص مین ہوتا۔ وہ مہار لیکر اپنا نام
و نسب بہی اپنی زبان سے کہہ دیتا کہ مین فلان ہون۔ موت تو کسیکو مرغوب بالطبع
نہین اور نہ کوئی از خود اوسکا خواستگار و طلبگار ہوتا مگر اوس دن اسکے بالعکس
نظر آتا تہا۔ لوگ یقیناً جانتے تھے کہ جسنے اونٹ کی مہار پکڑی وہ مارا گیا لیکن
خوشی سے اس کام کو کرتے تہے۔ جو کوئی مخالفین سے اونٹ کا قصد کرتا وہ مارا
جاتا یا زخمی ہوکر واپس ہوتا اور پہر آنیکے قابل نہ رہتا تہا منجملہ اونکے عدی بن
حاتم طائی بہی اونٹ کی طرف بقصد حملہ بڑہے۔ انکی آنکہ جاتی رہی لہذا واپس
آئے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ اونٹ کے قریب آئے۔ ام المومنین ؓنے دریافت
فرمایا۔ یہہ کون شخص ہے۔ عرض کیا۔ آپکا بیٹا۔ بہانجا ہون۔ یہہ کہکر اونٹ کی مہار
پکڑ لی۔ اشتر نخعی نے آکر انپر ایک ہاتہہ تلوار کا چہوڑا جس سے زخم شدید آیا۔ انہوں نے بہی
جواب دیا اور اشتر نے ہلکا سا زخم کہایا۔ پہر دونون مین کشتی ہونے لگی۔ ایک دوسرے
سے لپٹ گئے اور زمین پر گر پڑے۔ عبد اللہ بن زبیرؓ نے اپنے ہمراہیون سے کہا
مجھکو مالک کے ساتہہ قتل کر ڈالو۔ لوگ مالک کو اشتر کے نام سے پہچانتے تہے۔ مالک کے
نام پر کسی نے قصد نہ کیا۔ آخر طرفین سے لوگ دوڑ پڑے اور ان دونوں کو چہوڑا دیا
پہر عبد الرحمن بن عتاب نے مہار لی۔ اشتر کا قول ہے کہ مین انکے مقابل ہوا۔
انکو لڑائی مین سخت اور ہوشیار پایا مگر مین نے مار لیا پہر انکی جگہہ اسود بن عوف نے
مہار شتر لی انسے بہی مجھسے لڑائی ہوئی۔ یہ بڑے بہادر اور سخت لڑنے والے تہے۔ انکی
لڑائی نے میرے دانت کہٹے کر دیئے دل مین کہتا تہا اگر انسے مقابلہ نہ کیا ہوتا
تو اچہا تہا۔ بارے بہزار خرابی جان چہوڑا کر الگ ہوا۔ جندب بن زہیر غامدی سامنے

آگئے ہین نے اونکو مار لیا۔ عبد اللہ بن حکیم بن حزام کے ہاتھہ مین علم قریش تہا مین نے
دیکہا کہ وہ عدی بن حاتم سے لڑرہے ہین۔ دونون ایک دوسرے پر مردانہ حملے
کررہے تہے مین عدی بن حاتم کے ساتھہ ہوگیا اور عبد اللہ بن حکیم کو ہم دونون نے
ملکر قتل کیا۔ پہر مہار شتر اسود بن ابی بختری نے لی۔ یہہ قریشی ہین یہہ بہی مارے گئے۔
مروان بن حکم بہی زخمی ہوا۔ عبد اللہ بن زبیرؓ کے بدن پر بہتر زخم تیر و نیزہ کے لگے
اسپر بہی ہمراہیان جناب ام المومنینؓ کا جوش کم نہ ہوتا تہا اور نہ فرقہ سبئیہ اور اونکی
پیرو اونٹ پر حملہ کرنے سے باز آتے تہے۔ اشتر کا بیان ہے کہ جنگ جمل سے زیادہ
کوئی معرکہ سخت میری نظر سے نہین گذرا۔ کوئی بہاگنے کا نام تک نہ لیتا تہا ہم سب
اس طرح ڈٹے ہوے جنگ پر قائم تہے جیسے کالا پہاڑ۔

اونٹ کی مہار اسقدر لوگونکے ہاتہون ہاتہہ رہی کہ وہ بہی ٹوٹ کر پرزہ پرزہ
ہوگئی۔ یہہ سب کچہہ ہوا مگر لڑائی کا خاتمہ ہوتا نظر نہ آتا تہا۔ کثرت سے لوگ مارے گئے
ہزارون کے ہاتہہ پانون کٹ گئے میمنہ و میسرہ کا فرق نہ رہا۔ فریقین قلب لشکر سے
آکر مل گئے مگر پہر بہی وہی زور شور تہا۔ آخر جناب امیر المومنین نے جنگ ختم کرنیکی
یہہ ترکیب سوچی دیگر اشخاص بہی اس رائے کے موافق ہوے کہ جبتک اونٹ
زندہ ہے اس لڑائی کا خاتمہ نہ ہوگا اگر کسی طرح اونٹ مارا جاوے تو ابہی جنگ کا
خاتمہ ہوا جاتا ہے چنانچہ آپنے بلند آواز سے پکار کر فرمایا۔ اونٹ کے پانون کاٹ
ڈالو۔ یہہ لوگ آپ ہی متفرق و منتشر ہوجائینگے۔ ایک شخص نے آپکے حکم کی
تعمیل کی۔ ایک تلوار اس زور سے ماری کہ اونٹ زخمی ہوگیا اور بلبلا کر گر پڑا۔
راوی کا بیان ہے کہ مین نے کبہی کسی اونٹ کے بلبلانیکی ایسی تیز آواز نہ سُنی تہی۔

کوفیان ازد کا علم مخنف بن سلیم کے پاس تہا وہ مارے گیئے تو صقعب نے لیا۔ اوسکے بعد عبداللہ بن سلیم نے سنبہالا۔ یہہ جب مارے گیئے تو علاء بن عروہ نے لیا۔ علم انہین کے ہاتہہ مین تہا کہ فتح ہوگئی۔ کوفیان عبد قیس کا علم قاسم بن سلیم کے ہاتہہ مین تہا۔ انکے بعد زید بن صوحان علمدار ہوے یہہ سادات تابعین سے ہین بڑے نمازی روزہ دار تہے (تاریخ یافعی) جب یہہ مارے گیئے تو انکے بہائی سیمان بن صوحان نے علم لیا۔ یہہ مارے گیئے تو اور متعدد اشخاص علمدار رہے۔ اونہین مین عبداللہ بن رقیہ ہین انکے بعد منقذ بن نعمان کو علم ملا۔ جب یہہ بہی کام آے تو ان کے بیٹے مرہ نے سنبہالا۔ علم انہین کے ہاتہہ مین تہا کہ فتح کا ڈنکا بجا۔ بکر بن وائل کا علم حرث بن حسان ذہلی کے ہاتہہ مین تہا۔ انہون نے آگے بڑہکر مقابلہ کیا۔ یہہ اپنے خاندان کے پانچ آدمیونکے ساتہہ اور چند لوگ بنی محدوج کے اور ۳۵ پینتیس آدمی بنی ذہل کے معرکہ مین کام آے (ابن خلدون وابن اثیر)

حارث بن حسان رض نے اپنے بہائی سے کہا۔ اے بہائی۔ کیا اچہی یہ لڑائی ہے اگر ہم حق پر ہون۔ بہائی نے جواب دیا۔ ہم ضرور حق پر ہین کیونکہ لوگ تو ادہر اودہر چلے گیئے مگر ہم اہلبیت جناب رسالتمآب کے پاس ہین اور انکی حفاظت مین جان دے رہے ہین۔

اوسی جنگ مین عمیر بن اہلب ضبّی زخمی ہوکر گر زمین پر پڑا تڑپ رہا تہا کہ جناب علی رض کے لشکر کا ایک سپاہی اوسکے پاس ہوکر گذرا۔ عمیر کو شعر پڑہتے دیکہکر کہا یہ وقت کلمہ پڑہنے کا ہے۔ شعر کی جگہہ کلمہ پڑہو۔ عمیر نے کہا۔ میرے پاس آکر کہو مین سمجہا نہین ذرا اونچا سنتا ہون۔ وہ شخص عمیر کے پاس بیٹہہ گیا اور اوسکے منہ سے

منہ ملا کر کلمہ پڑہا۔ عمیر نے جست کر کے اوس بیچارہ کا کان دانتوں سے مضبوط پکڑ لیا۔ وہ جڑ سے اوکھڑ آیا۔

بعضوں نے اونٹ کے مارے جانے کا قصہ اس طرح نقل کیا ہے کہ اشتر اونٹ کے پاس سے لڑکر واپس آ رہے تھے اور ادہر قعقاع جا رہے تھے کہ انہوں نے اشتر سے کہا۔ کیا تم پھر اونٹ کی طرف جا کر لڑ سکتے ہو۔ اشتر نے اسکا کچھ جواب نہ دیا۔ قعقاع رضؓ نے کہا۔ اے اشتر تم یہہ نہ سمجھنا کہ تم ہی لڑائی کے ڈھنگ سے واقف ہو بلکہ ہم بھی لڑنا جانتے ہین۔ یہہ کہکر حضرت قعقاع رضؓ نے بڑہ کر حملہ کر دیا۔ اوسوقت شتر کی مہار زفر بن حرث کے ہاتھہ مین تھی۔ اسوقت بنی عامر کے شیوخ مین سے کوئی باقی نہ بچا تھا سب اونٹ کے آگے مارے گئے اور ان سب کے بعد زفر نے مہار لی تھی۔ زفر رجز یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔ قعقاع نے بجیر بن دلجہ سے کہا۔ اے بجیر تم اپنی قوم سے بحیلہ و تدبیر مناسب سازش کر کے اونٹ کے پاس جاؤ اور اوسکو مار کر گرا دو تاکہ لڑائی کا خاتمہ ہو جاوے ورنہ اسکا انجام بد نظر آتا ہے۔ خدانخواستہ جناب ام المومنین رضؓ کو صدمہ پہونچا تو بڑی بات ہے لیں اوسی صورت مین ہماری اور تمہاری سب کی نجات اور لڑائی کا خاتمہ ہے (چونکہ فریقین مین ہر قبائل کے لوگ کچھہ ادہر کچھہ ادہر تھے لہذا بجیر نے اپنی ہی قوم سے سازش کرنا چاہی اور بجیر جناب علی رضؓ کے لشکریوں مین تھے) بجیر نے اپنی قوم کو پکار کر کہا۔ اے آل ضنبہ اے عمرو بن دلجہ مین تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں تم سے کچھ کہونگا۔ اونہوں نے اجازت دی بجیر نے وہان پہونچکر کہا۔ کیا مجھکو تھوڑی دیر تک تاوقتیکہ تمہارے پاس واپس نہ آجاؤن امن دے سکتے ہو۔ اونہوں نے جواب دیا۔ ہان تمکو امن ہے۔ بجیر امن پاکر اونٹ کے پاس گئے اور ایک تلوار اوسکے پاؤن پر ماری اور خود اونٹ کے دوسرے

پاؤن پہر گر پڑے۔ اونٹ بلبلا کر گرنے لگا۔ قعقاع ؓ نے اپنے نزدیک والون سے کہدیا کہ تمکو اسی ہی پہر خود ذرفر کے ساتہہ تنگ اور رسیان کاٹ کر ہاتہون ہاتہہ عماری سنبہال کر زمین پر رکہہ دی عماری کثرت تیرون سے شکل سیہی (خارپشت) نظر آتی تہی۔ جو لوگ اونٹ کے گرد و پیش تہے اونٹ کے گرتے ہی بہاگے اور آتش جدال و قتال دفعتہً فرو ہوگئی جب لوگ بہاگے حضرت امیر المومنین نے عام منادی کرا دی کہ خبردار کوئی بہاگنے والے کا پیچہا نہ کرے کسی زخمی آدمی کا اسباب نہ چہینا جاوے۔ کوئی کسی کے گہرون مین نہ گہسے پہر حکم دیا کہ ام المومنین کی عماری مقتولین کے درمیان سے اوٹہا کر صاف میدان مین رکہی جاوے۔ محمد بن ابی بکر ؓ کو ارشاد ہوا کہ عماری پر ایک قبہ (یا خیمہ) قائم کردین اور یہہ بہی دریافت کرلین کہ ام المومنین کے کہین کوئی زخم تو نہین لگا۔ محمد عماری کے پاس آے اور اپنا سر عماری مین ڈالا۔ ام المومنین ؓ نے فرمایا۔ کون۔ عرض کیا۔ آپ کے گہر والون مین سے آپ کے نزدیک جو سب سے برا شخص ہو وہ مین ہون۔ ام المومنین ؓ نے اپنے بہائی کو بخیریت زندہ پاکر فرمایا۔ الحمد للہ خداوند تعالی نے تمکو صحیح و سالم رکہا۔

بعضون نے لکہا ہے کہ جب اونٹ گرنے لگا تو محمد اور عمار دونون اوسکے پاس پہونچ گئے اور عماری کو اونٹ پر سے اوتار کر دور فاصلہ پر جہان کوئی شخص نہ تہا لیجا کر رکہدیا۔ محمد نے اپنا ہاتہہ عماری کے اندر ڈالا۔ ام المومنین ؓ نے فرمایا۔ کون ہے جواب ملا آپکا بہائی ہون ہمشیرہ صاحبہ۔ خدانخواستہ آپکے کوئی زخم تو نہین پہونچا۔ ارشاد ہوا تم یہ کیون پوچہتے ہو۔ عرض کیا۔ کیا اب بہی مین گمراہی پر ہون۔ فرمایا نہین بلکہ اب راہ پر آگئے۔ پہر حضرت عمار ؓ نے دریافت کیا۔ اے مادر مہربان۔ آج اپنے لڑکون کی لڑائی آپنے ملاحظہ فرمائی ؟ ارشاد ہوا مین تمہاری مان نہین ہون۔ عمار ؓ بولے۔

مین تو ضرور کہونگا چاہے آپ ناخوش ہون۔ فرمایا۔ اب تمنے فتح پائی تو لگے فخر کرنے اور یہ تو کوئی فتح وظفر نہین ہے۔ اس کے بعد جناب امیر المومنین خود تشریف لائ اور دریافت کیا۔ کیف انت یا امہ۔ اے مادر مہربان۔ آپ کیسی ہین۔ فرمایا الحمد للہ بخیریت ہون۔ جناب علی رضنے فرمایا۔ اللہ تعالی آپسے درگذر فرماوے۔ ارشاد ہوا اور آپسے بھی خدا درگذر کرے۔ بعد اسکے اعین بن ضبیعہ بن اعین مجاشعی حاضر خدمت ہوا اور عماری مین جھانکا۔ آپنے فرمایا۔ دور ہو تجہپر خدا کی لعنت۔ اوسنے کہا بخدا مین حمیرا (لقب جناب ام المومنین رض) کو دیکھتا ہون۔ آپ اوسکے اس لفظ پر اور بھی برافروختہ خاطر ہوئین۔ بد دعائیہ کلمات اوسکے حق مین ارشاد فرمائے۔ "خدا تیرا پردہ فاش کرے۔ کمبخت تیرے ہاتہہ کٹین۔ تیری لاش برہنہ پڑی رہے" جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کی بد دعا اوسکے حق مین تیر کا کام کر گئی۔ اسکے بصرہ مین ہاتہہ کاٹے گئے پھر قتل کیا گیا اور سولی پر چڑہایا گیا اور لاش بے کفن بالکل برہنہ ازد کے کھنڈرو مین پھینک دی گئی۔ بعد ازان جناب ام المومنین کی خدمت مین سرداران اسلام حاضر ہوے۔ انمین حضرت قعقاع بن عمرو رض بھی تھے۔ اونھون نے آتے ہی سلام کیا۔ آپنے جواب دینے کے بعد فرمایا۔ خدا کی قسم مجھکو یہہ منظور تھا کہ آج کے واقعہ سے بیس برس پہلے مرجاتی۔ قعقاع رضنے واپس ہوکر امیر المومنین کیخدمت مین یہہ قول بیان کیا۔ آپنے بھی فرمایا۔ کاش اس واقعہ سے بیس برس قبل مین مرجاتا تو کیا خوب ہوتا۔

منقول ہے کہ جناب علی مرتضی رض بعد واقعہ جمل کے اکثر یہہ اشعار نہایت افسوس کے ساتھہ پڑہا کرتے تھے۔

الیک اشکو عجری و بجری	ومعشرا اغشوا علی بصری
قتلت منھم مضری بمضری	شفیت نفسی و قتلت معشری

خداوندا میں تیرے ہی آگے اپنا سب حال عرض کرتا ہوں اور اپنی قوم کی شکایت بیان کرتا ہوں جسنے میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور میں نے اپنے تابعین مضر کو باہم لڑا دیا اور ایک کو دوسرے کے ہاتھوں قتل کرادیا۔ اپنی قوم کو گویا اپنے ہی ہاتھ سے قتل کرکے اپنے دل کو خوش کرلیا۔

جب آفتاب عالمتاب نے مقتولان معرکہ کے غم میں سیاہ نقاب اپنے روشن چہرہ پر ڈالا اور رات نے ماتمی لباس پہنکر اپنے پردۂ ظلمت میں عروسان پردہ نشین انجم کو صحن افلاک پر اس حسرتناک سین دیکھنے اور کشتگان دشت نبردگاہ پر ماتم کرنے کو جلوہ گر کیا محمد بن ابی بکر جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کو شہر بصرہ میں لیگئے اور عبداللہ بن خلف خزاعی کے گھر میں صفیہؓ بنت حارث بن ابی طلحہؓ (عبد الداری) مادر طلحۃ الطلحات بن عبداللہ بن خلف کے پاس ٹھیرایا۔ رات ہی کے وقت فریقین کے زخمی مقتولین کی لاشوں میں سے ڈھونڈھ ڈھونڈھکر شہر میں لائے گئے اور ان کے علاج مرہم پٹی کی مناسب تدبیر کیگئی جناب علی مرتضیؓ مقتولین کے ملاحظہ کے لئے تشریف لیگئے۔ بروایت عقد الفرید رات کے وقت معائنہ فرمایا۔ آپکے غلام کے ہاتھ میں شمع تھی۔ آپ ہر ایک لاش کو بغور دیکھتے اور تاسف فرماتے تھے۔ کعب بن سور کی لاش دیکھکر فرمایا۔ افسوس کیا تمکو خیال ہے کہ ہمپر صرف عوام الناس نے خروج کیا حالانکہ انمیں ایسے بزرگ عالم بھی ہیں جب عبدالرحمن بن عتاب کی لاش پر گذرے۔ فرمایا۔ ہائے۔ یہ شخص اپنی قوم کا سردار حامی و مددگار تھا حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کو بھی ملاحظہ کیا۔

اونکا چہرہ غبار آلودہ صاف کرکے فرمایا۔اے ابو محمد مین سخت ناخوش ہون کہ تم کو خاک آلودہ زمین پر پڑا دیکھہ رہا ہون۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔بخدا۔مجھکو بہت مکروہ ہے کہ قریش کو اس حالت مین دیکھون۔بخدا اے لا یزال تم وہی شخص ہو جس کی شان مین کسی نے یہہ شعر کہا ہے۔

فتی کان یدنیہ الغنی من صدیقہ		اذا ما ھو استغنی ویبعدہ الفقر

ترجمہ۔آپ وہ جوانمرد سخی تھے کہ اپنے دوست کے قریب ہوتے اور وہ غنی ہوجاتا اور آپ کثرت جود سے فقیر ہوکے اوس سے جدا ہوتے۔علامہ مسعودی نے اسکے بعد ایک شعر اور بہی لکھا ہے۔

کان الثریا علقت فی یمینہ		وفی خدہ الشعری وفی الاخری البدر

ترجمہ طلحہؓ کی یہہ شان و مرتبہ عالی ہے کہ گویا ثریا اونکے داہنے ہاتھہ مین اور بدر بائین ہاتھہ مین ہے اور پیشانی پر شعری تارا ہے۔پہر فرمایا مین خداے پاک سے امیدوار ہون کہ مین۔عثمانؓ۔طلحہؓ۔زبیرؓ سب ان لوگون مین ہونگے جنکی شان مین آیہ کریمہ ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔نازل ہوئی ہے مقتولین مین سے جس لاش کو آپ دیکھتے یہی فرماتے۔لوگونکا خیال تہا کہ اس جنگ مین عوام الناس ہی نے ہمپر خروج کیا تہا۔افسوس۔اس مین یہ فلان شخص عابد۔زاہد مجتہد بہی شریک تہا جب آپ سب لاشین دیکھہ چکے تو حکم دیا کہ بمقام رصافہ مین جمع کی جاوین۔چنانچہ سب لاشین ایک جگہہ جمع کی گئین۔آپ نے مقتولین اہل بصرہ و کوفہ فریقین کے لشکریون پر نماز جنازہ پڑہائی۔اہل قریش پر بہی جو دونون لشکر و نمین تہے اور اس معرکہ مین کام آے نماز ادا کرکے سب کو

دفن کرا دیا کٹے ہوے ہاتہہ پانون یکجا کرکے ایک بڑی قبر مین دفن کئے گئے لشکر گاہ مین جو کچہہ مال واسباب ہتہیار وغیرہ تھے جمع کرکے جامع مسجد بصرہ مین بھجوا دیئے اور یہہ منادی کرادی کہ باستثنا ان ہتہیارونکے جن پر شاہی نشانات ہون جو شخص اپنے مال واسباب کا نشان دے لیجاے۔

ابن اثیر و ابن خلدون نے اس معرکہ مین مقتولین طرفین کی تعداد دس ہزار بیان کی ہے۔ اسمین نصف نصف دونون طرف کے ہین منجملہ انکے بنی ضبّہ مین سے ایکہزار جوان کام آے۔ بنی عدی مین سے ستر جوان اونٹ کے گرد کٹ گئے جن مین اکثر حافظ قرآن تھے۔ تاریخ مسعودی مین ہے کہ معرکہ جمل مین طرفین کے تیرہ ہزار آدمی مقتول ہوے جس مین جناب علیؑ کی طرف سے پانچ ہزار اور باقی حضرات طلحہ و زبیرؓ کے لشکر کے تھے اس باب مین اور بہی اقوال ہین بعضے تعداد مقتولین اس سے زیادہ کہتے ہین بعض کم صرف سات ہزار بیان کرتے ہین۔ تاریخ یافعی مین تعداد مقتولین تیئیس ہزار لکھی ہے۔ یہہ واقعہ جمل شروع تاریخ ہجری سے پینتیس ۳۵ برس پانچ ماہ۔ دس دن کے بعد پیش آیا۔ (اسکا حساب خالی از تکلف نہین تاریخ ہجرت روز روانگی آنحضرت صلعم مکہ معظمہ سے رکھی جاوے خواہ یوم مقدم شریف مدینہ منورہ مین قرار دیا جاوے ماہ جمادی الاخری تک یہہ مدت نہین ہوتی بلکہ اس حساب سے واقعہ جمل ماہ شعبان یا رمضان مین ہونا چاہیے) تاریخ واقعہ جمل علی التعیین صحیح طور سے نہین معلوم ہوئی۔

بعد اختتام واقعہ جمل احنف بن قیس بنی سعد کو لیئے ہوے جناب امیر المومنین کیخدمت مین آے۔ آپنے فرمایا۔ اب تم انتظار کر چکے۔ احنفؓ نے جواب دیا مین اپنے حق مین اسی مین بھلائی سمجھا اور جو کچہہ ہوا آپ ہی کے حکم سے ہوا۔ اے امیر المومنین

اب نرمی اختیار فرمایئے کیونکہ جو راستہ آپنے اختیار کیا ہے وہ دور و دراز ہی آپ کل کے بہ نسبت آج ہمارے زیادہ محتاج ہین۔میرا احسان مانئے۔آئندہ حوادث مین مجھکو اپنا خالص دوست جانئے اور مجھسے ایسی باتین نہ کیجئے۔مین آپ کا ہمیشہ سے ہمدرد و ناصح ہون۔

دوشنبہ کے دن امیر المومنین شہر بصرہ مین داخل ہوے۔تمام اہل بصرہ مع سرداران قوم مع اپنے اپنے گروہ کے حاضر ہوے اور آپ کی بیعت کی یہانتک کے زخمی اور مستامن بھی بیعت مین داخل ہوے۔ازآنجملہ عبد الرحمن بن ابی بکرہ بھی آئے اور بیعت کی۔آپنے اونسے دریافت فرمایا۔مجھسے علیحدہ ہوکر انتظار مین خاموش بیٹھ رہنے والے (یعنی ابوبکرہ) کس حال مین ہین۔عرض کیا۔بیمار ہین ورنہ خود آتے اور وہ تو آپ کی خوشی کے خواہان ہین۔ارشاد فرمایا چلو اونکو دیکھ آوین۔عبد الرحمن آگے ہوے اور آپ اونکے ہمراہ ابوبکرہ کے پاس پہونچے اور فرمایا۔تم بھی مجھسے الگ ہوکر منتظر تھے۔ابوبکرہ نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر کہا۔اس درد نے مجبور کر دیا طاقت نشست و برخاست تک نہ رہی ورنہ ضرور حاضر ہوتا۔آپنے اونکا عذر قبول فرمایا اور ارشاد کیا مین چاہتا ہون کہ تمکو حکومت بصرہ دون لیکن ابوبکرہ نے انکار کیا اور جواب دیا۔اس سے یہہ بہتر ہوگا کہ آپ اپنے خاندان مین سے کسی شخص کو مقرر فرمائین وقتاً فوقتاً اوسکو نیک مشورہ دیتا رہونگا۔آپنے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو حاکم بصرہ اور زیاد ابوبکرہ کی بھائی کو خراج و بیت المال پر مامور فرمایا۔ابن عباسؓ کو تاکید کردی کہ ہر کام مین زیاد سے مشورہ لیتے رہین۔زیاد زمانہ جنگ جمل مین گوشہ نشین رہے کسی طرف نہ تھے۔(ابن اثیر) علامہ ابن خلدونؒ نے روایت مذکورہ بالا مین

بجاے ابوبکرہ کے زیاد کا نام لکھا ہے۔
حضرت ابوبکرہ رضؓ صحابی ہین۔ انکا نام نفیع بن حارث بن کلدہ ثقفی ہے۔ کنیت سے مشہور ہین غزوہ طائف مین اسلام لاے اور بصرہ مین مقیم ہوے۔ سنہ ۵۱ یا سنہ ۵۲ھ مین وفات پائی۔ زیاد سے اور ابوبکرہ رضؓ سے یہہ رشتہ ہے کہ ابوبکرہ رضؓ کے والد حارث ثقفی کی ایک لونڈی سمیہ نام تہی اوس سے دونون پیدا ہوے یہہ قصہ ہم مطاعن عثمانی مین لکھ آے ہین اکثر زیاد حارث کے نطفہ سے نہین مگر ابوبکرہ رضؓ اور زیاد ایک مان دو باپ سے ہین۔
جناب علی مرتضی رضؓ ابوبکرہ رضؓ کے پاس سے اوٹھکر ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ کی پاس عبداللہ بن خلف کے مکان مین تشریف لیگئے۔ بصرہ مین یہہ مکان بہت بڑا تہا۔ چونکہ واقعہ جمل مین عبداللہ بن خلف ام المومنین رضؓ کی ہمراہی مین شہید ہوے تھے اور عثمان بن خلف جناب علی رضؓ کے لشکر یون مین تھے وہ بہی اس جنگ مین شہید ہوے اسواسطے عورتین گہرمین جمع تہین اور ان دونون مقتولین کو یاد کرکے رو رہی تہین اون عورتون مین صفیہ زوجہ عبداللہ بن خلف بہی منہ ڈہانکے مصروف آہ وبکا تہی۔ جناب علی رضؓ کو دیکھتے ہی بول اوٹہی اے علی رضؓ اے دوستونکے قاتل۔ اے جماعت مین تفریق ڈالنے والے۔ خدا تمہارے بچونکو بہی یتیم کرے جس طرح تمنے عبداللہ کے لڑکونکو یتیم کیا۔ آپنے اوسکے کہنے کی کچھ پرواہ نہ کی۔ سلام کرکے ام المومنین رضؓ کے پاس بیٹھہ گئے اور فرمایا صفیہ توہمکو برا کہہ رہی ہے اور مین نے اوسکو جب دیکھا ہے کہ یہہ لڑکی تہی۔ تاریخ مسعودی مین ہے کہ جناب علی رضؓ کے ہمراہ اس مکان مین حضرات حسنین اور دیگر صاحبزادے اور بہتیجے اور بنی ہاشم بہی گئے تھے ام المومنین رضؓ نے عبداللہ بن زبیر رضؓ کے واسطے سفارش کی کہ انکو امن دیا جاوے آپنے اونکو امن دیا حضرات حسنین رضؓ نے مروان۔ ولید بن عقبہ اور جناب امیر المومنین حضرت عثمان رضؓ کے

صاحبزادونکے واسطے امان چاہی آپنے یہہ بہی منظور کیا۔جب آپ واپس جانے لگے تو صفیہ بہہ برا کہنے لگی۔آپنے سواری روک کراور ایک مکان کی طرف جس مین زخمی لوگ پڑے تھے اشارہ کرکے فرمایا۔میرا جی چاہتا ہے کہ اس گہر مین جسقدر زخمی ہین سبکو مارڈالون۔(آپ عورتونکے برا کہنے سے ناخوش نہوے بلکہ اونکے چڑانیکو یہ فرمایا تہا) آپ کا دستور تہا کہ بہاگنے والیکو لڑائی مین قتل نہ کرتے تھے۔زخمی پر ہاتہہ نہ اوٹہاتے لوگونکے گہر مین نہ گہستے اور اونکا مال نہ لوٹتے تھے۔جب آپ واپس ہوے۔ایک شخص ازدی نے کہا۔یہہ عورتین ہمپر غالب نہونے پاوین۔دیکہئے صفیہ نے کیا کچھ حضور کو کہہ ڈالا۔آپ اوس شخص کے کہنے پر ناخوش ہوے اور فرمایا۔جانے دے۔انکی پردہ دری کرنا۔گہر مین گہس جانا۔انکو ذلیل وخوار کرنا ہمارا کام نہین۔خبردار اسکا خیال نہ کرنا وہ جو چاہین کہین۔تمکو گالیان دین۔تمہارے سردارون۔بزرگونکو برا کہین کہنے دو وہ بیچاریان ناقصات عقل ہین۔ہمکو تو زنان مشرکین سے ہاتہہ روکنے کا حکم ہے اور یہہ تو مسلمان بیویان ہین بہلا انکو ایذا دینا کس درجہ گناہ نہوگا۔دوسرا شخص کہنے لگا امیرالمومنین۔دو شخص کہڑے ہوے ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کو برا کہہ رہے ہین۔ایک تو یہہ کہہ رہا ہے "تمہاری مان کو یہہ جزا ملی کہ اوتکے لڑکے اوتسے نافرمان ہوگئے"۔ دوسرا یہہ کہتا تہا۔"اے والدہ آپ اپنے گناہ سے توبہ کیجئے"۔ آپنے قعقاع رض کو حکم دیا کہ جاکر تحقیقات کرو کون شخص ہین اور اونکو میرے پاس پکڑلاؤ۔حضرت قعقاع گئے تحقیقات سے معلوم ہوا کہ قبیلۂ ازد کی کوفی دو شخص عجلان وسعد عبداللہ کے بیٹے ہین۔دونون کو پکڑلاے۔آپنے اونکو برہنہ کرکے درہ سے پٹوایا۔سو درے دونونپر پڑے گئے۔

روایت ہے کہ ام المومنین جناب صدیقہ رض وقت جنگ اپنے پاس والون سے

مقتولین کی بابت باربار دریافت فرماتی تہین - لوگ جب کسیکے مرجانے کی خبر دیتے
خواہ وہ آپ کی طرف کا ہوتا یا مخالفین سے آپ فرماتین - خدا اوسپر رحم فرماوے کسی نے
اعتراضاً پوچھا - یہہ کیسے ہوسکتا ہے - فرمایا - آنحضرتؐ نے ان لوگونکے حق مین جنت کی
گواہی دی ہے اور ارشاد فرمایا ہے - فلان جنت مین ہے فلان جنت مین ہی جناب علیؓ
سے بہی اسی طرح درباب مقتولین طرفین منقول ہے -

جب امور انتظامی سے فرصت ملی تو ام المومنین کی روانگی کی تیاری کی گئی - جملہ
سامان سفر سواری اونٹ وغیرہ - دیگر حوائج ضروری سب مہیا کر دیئے - آپکی ہمراہیون مین سے
جو معرکہ جنگ سے بچ رہے اور ساتہہ جانے کو راضی ہوے اونکو آپکے ساتہہ کیا جس نے
آپ کی معیت پسند کی اوسکو ہمراہ کیا - سرداران بصرہ کی خواتین باعفت چالیس بیبیان
جناب ام المومنینؓ کے ہمراہ رکاب کر دین - محمد بن ابی بکرؓ کو بہی ساتہہ کر دیا جب یہ سب
سامان درست ہوگیا تو روانگی کا دن مقرر فرمایا جسوقت قافلہ روانہ ہونے کو تیار
ہوگیا آپ تشریف لاے - جملہ اکابر و روساے بصرہ و امراے لشکر اسلام بہی جمع ہوے
ام المومنینؓ سواری مین تہین - دیگر ہمراہی بہی اپنی اپنی سواریون مین تھے - ام المومنینؓ نے
جملہ حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا - اے میرے عزیز لڑکو - خبردار آپس مین کوئی کسیکو برا
نہ کہنا - بخداوند کریم میرے اور علیؓ کے درمیان کسی قسم کا رنج وملال کبہی اس سے پہلے
نہ تہا اور نہ اب ہے اسوقت جو کچہہ پیش آیا امر شدنی تہا اور یہہ صرف اس طرح تہا جیسی
کہ کسی عورت کو اپنے سسرالی عزیزون رشتہ دارونسے شکر رنجی ہوجاتی ہے اور یہہ
قسم کے دم مین اوسکا اثر باقی نہین رہتا - علی کی طرف سے اگر میری شان مین کوئی امر
ظہور پذیر ہوا تو وہ اونکی خیرخواہی پر محمول ہے وہ خدا کے خاص بندون - اچھے

لوگون مین ہین۔ جناب علیؓ نے فرمایا بیشک ام المومنینؓ سچ فرماتی ہین۔ جو کچھ ارشاد ہوا درست وبجا ہے۔ درحقیقت میری آپکی کوئی رنجش نہ تھی۔ آپ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پاک بیوی اور دین و دنیا مین حضور نبوی کی اہلیہ مقدسہ ہین۔ اسکے بعد جناب ام المومنینؓ نے کوچ کیا۔ یہ غرہ رجب یوم شنبہ تھا۔ جناب علی مرتضیٰؓ چند میل تک پہونچانے گئے اور آپکے صاحبزادے ایک منزل تک پہونچا آے۔ بصرہ سے جناب ام المومنینؓ مکہ معظمہ تشریف لیگئین اور تا اداے حج وہین مقیم رہکر رونق افروز مدینہ ہوئین۔

اب کچھ حال اون لوگون کا جو وقت گرنے اونٹ اور اختتام جنگ کے معرکہ سے بھاگے مرقوم ہوتا ہے بنو امیہ کا گروہ جو معرکہ جنگ سے بچ گیا تھا شام کی طرف روانہ ہوا۔ اونمین عتبہ بن ابی سفیانؓ و عبدالرحمن یحییٰ پسران حکم و برادران مروان سرگشتہ و بدحواس بھاگے جاتے تھے۔ راہ مین عصمہ بن آبیر تیمی انکو مل گئے۔ انکو پناہ دیکر اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ آرام سے رکھا۔ انکی مرہم پٹی زخم دوزی کی۔ جب زخم مندمل ہوگئے عصمہ نے انکو شام روانہ کیا۔ چارسو سوار لیکر خود انکو دومۃ الجندل تک پہونچانے گئے اوس مقام پر پہونچکر مفرورین نے کہا۔ اب تم تکلیف نہ کرو تمنے اپنا ذمہ وعہد پورا کردیا اور جو تمپر حق تھا ادا کردیا عصمہ واپس آے اور یہہ لوگ شام پہونچے۔

ابن عامر بھاگے تو انکو بھی ایک شخص بنی حرقوص کا جسکا نام مُرّی تھا مل گیا۔ اوسنے انکو امن دیکر شام پہونچا دیا۔

مروان بن الحکم مالک بن مسمعؓ کی پناہ مین آیا اور نہایت امن و آرام سے رکھا گیا جسکے عوض مین اولاد مروان نے عہد خلافت بنی مروان مین مالک کیساتھہ نیک سلوک کیا اور مالک کو عزت و حرمت کے ساتھہ رکھا۔ بعضے کہتے ہین کہ مروان بن حکم بھاگا نہین

بلکہ جناب ام المومنین رضؓ کے ہمراہ بصرہ مین رہا پھر آپ ہی کے ہمراہ بصرہ سے روانہ ہوکر اثنائے راہ مین علیحدہ ہوکر مدینہ چلا گیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ معرکہ جنگ سے بھاگ کر ایک ازدی کی گھر جسکا نام وزیر تھا چھپ رہے۔ بعد رفع شور وشر صاحب خانہ سے کہا۔ تم ام المومنین کیخدمت مین جاؤ اور میرے حال سے اطلاع دو مگر خبردار محمد بن ابی بکرؓ کو خبر نہ ہونے پاے۔ وزیر آپکی خدمتمین آیا اور صورت حال ظاہر کی آپنے فرمایا۔ محمد کو بلاؤ۔ وزیر نے کہا عبداللہ نے منع کر دیا ہے کہ محمد کو اطلاع نہ ہونے پاے۔ آپنے وزیر کے کہنے پر خیال نہ فرماکر محمد کو بلا کر حکم دیا کہ اس شخص کے ساتھ جاؤ عبداللہ بن زبیرؓ اسکے گھر مین ہین اونکو میرے پاس لے آؤ محمد اوس شخص کے ساتھ اوسکے گھر گئے اور عبداللہ بن زبیرؓ کو لیکر ام المومنین کی خدمت مین حاضر ہوے۔

یہہ حال تو مفرورین کا تھا جو بطور جملہ معترضہ کے بیان کیا گیا اب ہم پھر اوپر سے بیان کرتے ہین کہ جب ام المومنین عائشہؓ مکہ معظمہ کو روانہ ہوگئین تو جناب علی مرتضیٰؓ بعد فراغت بیعت اہل بصرہ و دیگر امور مہاجرین و انصار کے ہمراہ بیت المال مین تشریف لیگئے خزانہ مین روپیہ و اشرفی کا ڈھیر دیکھکر فرمایا۔ یا صفراء غری غیری اے دنیا۔ تیری زرد رنگت پر مین فریفتہ نہ ہونگا۔ دوسرونکو فریب دے۔ پھر کچھ دیر تک مال کو نظر حیاے دیکھتے رہے۔ (مسعودیؒ) چھہ لاکھہ سے زائد نقد موجود تھا آپنے سب روپیہ نکالکر اپنے ہمراہیان حاضرین معرکہ پر تقسیم فرمایا۔ فی کس پانچ پانچ سو رقم ہاتھہ آئی۔ آپنے اونسے فرمایا۔ اگر خداوند تعالیٰ نے تمکو شام پر بھی فتح عنایت فرمائی تو تمہارے وظائف کے علاوہ اسیقدر اور دیا جاویگا اسپر فرقہ سبئیہ نے آپ پر در پردہ

طعنہ زنی و تشنیع شروع کردی۔ اس سے قبل جب آپنے لوگونکو مفرورین کا تعاقب کرنے اور اونکا مال لوٹنے سے منع فرمایا تہا اوسوقت بہی اس فرقہ نے آپ پر زبان طعن دراز کی تہی اور یہہ کہا تہا۔ کیا خوب انصاف ہے اونکا خون تو ہمارے واسطے حلال ہے مگر اونکا مال ہمارے لئے حرام ہے۔ جناب علیؑ کو اونکے یہہ خیالات معلوم ہوے تو آپنے فرمایا۔ ہم مین اونمین کیا فرق ہے۔ جب ہمسے انہون نے اعراض کیا اور جنگ سے رک رہے وہ ہم مین ہو گئے اور جب سر پر چڑہ آے اور ہماری خون کے خواہان ہوے تو اوسوقت ہمارے دشمن اور ہمارے قاتل ہین ہم بہی اونسے لڑتے ہین

حضرت قعقاعؓ کا قول ہے کہ مسلمانونکی لڑائی جو جنگ جمل و صفین مین ہوئی عجب کچھ اندازکی تہی۔ ہم اپنے حریف کو نیزونکی نوک سے ٹالتے تھے اور نیزہ کے نیچے والے سرپر ہم خود ٹیک لگاتے تہے اسی طرح ہمارے حریف بہی کرتے تھے۔

عبداللہ بن سنان کاہلی کہتے ہین کہ روز جمل مین پہلے ہم نے تیر اندازی کی جب تیر ختم ہو گئے تو نیزونسے کام لیا۔ وہ بہی ٹوٹ گئے اور ہمارے اونکے سینونمین نیزونسے ایک جال بنکر اچھا خاصہ راستہ ہو گیا تہا کہ اگر سوار ونکا لشکر اوسپر گذرنا چاہتا تو بلا تکلف جا سکتا تہا۔ جب نیزے بہی نہ رہے تو جناب علیؓ نے فرمایا۔ اے بنی مہاجرین اب تلوارین لو۔ پہر تلوارین نکل پڑین اور اونکی چوٹونکی آواز ایسی سنی جاتی تہی جیسے دہوبی کندی کر رہا ہو۔ تلوارونکے ہاتھہ بہی اس طرح مارتے تھے کہ دیکہنے والے ڈر جاوین اور اگر کسی پر ایک آدہ ہاتہہ پڑ جاوے تو جان سے نہ جاے بلکہ قصداً اولٹی تلوار یا ٹیچا کر مارتے تھے۔

قدرت الٰہی ملاحظہ ہو کہ جس دن واقعہ جمل ہوا ہے اوسی دن شام کے وقت

قبل غروب آفتاب اہل مدینہ کو باوجود بعد مسافت خبر ہوگئی۔اس طرح پر کہ ایک گِدہ مدینہ منورہ کے قریب اوڑا جاتا تہا اوسکے پنجہ مین کوئی چیز لٹکتی نظر آئی۔ وہ اتفاقاً پنجہ سے چہوٹ کر گرپڑی۔لوگون نے دوڑکر اوٹہایا تو ایک پنجہ دست انسان نظر آیا۔اونگلی مین مہر تہی جسپر عبد الرحمن بن عتاب لکھا تہا۔مہر دیکہکر معلوم ہوا کہ لڑائی ہوگئی۔یہ ہاتہہ وہی تہا جو قبل شہادت کٹ گیا تہا اوسکو گِدہ اوٹہا لایا۔علیٰ ہذا القیاس۔جو مقامات درمیان مکہ و مدینہ و بصرہ واقع ہین وہان بہی کٹے ہوے ہاتہہ پانون گِدہ اوٹہا لیگئے اور وہان کے باشندے واقعہ جمل سے آگاہ ہوے۔

جناب امیر المومنین نے چاہا کہ چندے بصرہ مین قیام فرماکر وہان کا انتظام قرار واقعی کرکے دوسری جانب متوجہ ہون مگر فرقہ سبئیہ نے نہ ٹہیرنے دیا۔یہ لوگ بعجلت تمام بصرہ سے بغیر اجازت آپکے دوسری طرف روانہ ہوے آپنے بہی انکا تعاقب کیا بخیال اسکے کہ مبادا یہ لوگ کسی امر کا قصد کرین تو فوراً اوسکی روک تہام کردیجاوے (کامل)

بعد فراغ واقعہ جمل جناب امیر المومنین علیؓ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو والی بصرہ کرکے کوفہ کی جانب روانہ ہوے بارہ تاریخین رجب کی گذرنے پر آپ کوفہ پہونچے (مروج الذہب)

بعضون نے اس واقعہ کو کسیقدر اختلاف کے ساتہہ بیان کیا ہے جناب امیر المومنینؓ کا مع لشکر بصرہ پہونچنا اور عثمان بن حنیف اور حکیم بن جبلہ مین اول مرتبہ جنگ ہونا موافق روایت مذکورہ بالا لکہکر باقی مضمون اس طرح نقل کیا ہے کہ جسوقت محمد بن ابی بکرؓ کوفہ مین داخل ہوے اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اونکو مدد دینے سے انکار کیا تو محمد نے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاصؓ کو بخدمت جناب امیر المومنین علیؓ

بمقام ربذہ بھیجا۔ انہوں نے آکر سب حال ظاہر کیا۔ آپنے ہاشم کو دوبارہ ابوموسیٰ کے پاس یہ پیغام دیکر بھیجا کہ تم لوگونکو میری مدد پر کیون نہین بھیجتے۔ تم والی کوفہ اسیواسطے بنائے گئے ہو کہ حق پر میری مدد کرو۔ اسپر بھی ابوموسیٰ رضؓ نے کچھہ توجہ نہ کی۔ ہاشم نے ایک خط مشعر حال ابوموسیٰ محل بن خلیفہ طائی کے ہاتھہ جناب امیر المومنین کیخدمت مین روانہ کیا اوسکا مضمون یہ تھا مین ایسے شخص کے پاس آیا ہون جو بالکل آپکے مخالف ظاہر اور دشمن کھلا ہوا ہے۔ آپنے امام حسنؓ اور عمار بن یاسرؓ کو کوفہ روانہ فرمایا۔ انکے پیچھے قرظہ بن کعب کو والی کوفہ مقرر کرکے بھیجدیا اور حضرت ابوموسیٰ کے نام یہہ خط لکھا مین نے حسنؓ اور عمارؓ کو فوج جمع کرنیکے واسطے تمہارے پاس بھیجا ہے اور قرظہ بن کعب کو بجائے تمہارے حاکم کوفہ مقرر کرکے روانہ کرتا ہون۔ انکے پہونچتے ہی تم کار امارت سے دست بردار ہو کر اپنے کو معزول سمجھو اور جملہ کاروبار حکومت قرظہ کے سپرد کردو۔ اگر میری لکھنے پر بخوشی خاطر الگ نہ ہوگے تو مین نے قرظہ کو حکم دیدیا ہے وہ تمکو خدمت امارت سے زبردستی جدا کردینگے اور اگر تم اونسے لڑوگے تو وہ تمہارے ٹکڑے اوڑا دینگے۔ ابوموسیٰ رضؓ یہہ خط پاتے ہی الگ ہوگئے۔ امام حسنؓ نے کوفہ کے آدمی جمع کئے اور جناب علی مرتضیٰؓ مع لشکر ربذہ سے جانب بصرہ روانہ ہوے۔

ادہر لشکر حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کا حال اس طرح ہے کہ جون بن قتادہ کہتے ہین مین حضرت زبیرؓ کے پاس تھا کہ ایک سوار نے آکر بیان کیا۔ امیر المومنین جناب علیؓ کا لشکر فلان مقام پر آگیا ہی مگر آدمی گنتی مین تھوڑے ہین نہ اونکے پاس آلات حرب کافی ہین نہ اونکی ہمتین قوی ہین۔ یہ کہکر چلا گیا پھر دوسرا سوار آیا اور وہ اس طرح مظہر ہوا۔ لوگ فلان فلان مقامات تک آگئے تھے مگر آپ کی کثرت لشکر اور اسباب جنگ کی خبر سنکر

کچھ ایسے خائف ہوے کہ اوسی مقام سے بھاگ گئے۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا۔ دور ہو میرے سامنے ایسی باتین نہ کر امیر المومنین علیؓ کثرت لشکر سے خوف کھا کر بھاگنے والے ہین؟ اونکے ہاتھمین اگر صرف عرفج کی چھڑی ہو توبھی وہ ہمارے مقابلہ کو تیار رہین۔ دوسرا سوار بھی چلا گیا۔ بعدازان سامنے سے گرد و غبار اوٹھتا نظر آیا۔ ایک سوار نے آکر کہا دیکھئے یہ لشکر آن پہونچا۔ جون کا بیان ہے کہین آگے بڑھکر عمارؓ سے ملا اور حال دریافت کرکے زبیرؓ کے پاس واپس آیا۔ جب ہوا نے گریبان غبار چاک کیا جناب علیؓ کا لشکر نمودار ہوا اب لوگون مین بحث ہونے لگی۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا۔ اس فوج مین حضرت علی نہین ہین۔ آنے والے سوار نے کہا۔ وہ ضرور ہین۔ حضرت زبیرؓ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم علیؓ ہرگز نہین ہین۔ سوار نے پھر قسمیہ دعوی کے ساتھہ کہا کہ حضرت علیؓ ضرور ہین۔ آخرکار حضرت زبیر نے دو شخص خبر لانے کو بھیجے۔ اونھون نے واپس آکر ظاہر کیا کہ حضرت علی مرتضیٰ بھی تشریف لائے ہین حضرت زبیرؓ آپکا نام سنتے ہی کہنے لگے۔ آہ ناک کٹ گئی افسوس پشت ختم ہو گئی اور اسقدر خوف غالب ہوا کہ بدن مین لرزہ پڑگیا۔ ہاتھہ سے ہتھیار چھوٹ پڑے۔ جون کہتے ہین کہین خاموش یہ گفتگو سنتا رہا پھر حضرت زبیرؓ کی یہ حالت دیکھکر کہا۔ ہاے مین مارا پڑا۔ میری مان نے مجھکو گم کیا۔ یہ وہ واقعہ عبرت انگیز ہے کہ مجھکو مرجانا بہتر معلوم ہوتا ہے اور اس مین شرکت گوارا نہین۔ یہ کہکر مین نکل گیا اور خانہ نشین ہوا۔ پھر جناب علی کا تشریف لانا اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ سے گفتگو مصالحت اور اسپر اتفاق اور بعدمین حضرت زبیرؓ کا کفارہ قسم ادا کرکے لڑائی کو نکلنا مثل روایت سابق کے بیان کرکے لکھتے ہین کہ جب لڑائی کسی طرح نہین رکی تو حضرت علی نے فرمایا۔ کون ایسا ہے جو قرآن شریف لیکر اہل فساد سے جاکر کہے کہ آؤ اسپر عمل کرو جو کلام الٰہی

حکم دے مانو اور لڑائی سے باز رہو۔ اگر اس کام مین اوس شخص کا ہاتھہ کٹ جای تو دوسرے
ہاتھہ مین مصحف لے اور اگر وہ بہی کٹ جاے تو دانتون سے پکڑ لے۔ آپ کے حکم سے صرف
ایک شخص آمادہ ہوا۔ آپ صف مین پہرے اور یہی فرماتے تھے اور پہر بار وہی جوان جواب
دیتا تہا چنانچہ وہی جوان مصحف لیکر معرکہ مین گیا۔ جب اوسکے دونون ہاتھہ کٹ گئے
تو قرآن شریف دانتون سے پکڑ لیا اور اسی حال مین شہید ہوا۔ جناب علی مرتضیٰ رض نے
جب لڑنے والونکا یہہ تمرد ملاحظہ فرمایا تو آپنے ارشاد کیا۔ اب انکو مارنا حلال ہے۔ آپکے
حکم کی دیر تہی کہ لشکری فریق ثانی پر ٹوٹ پڑے اور خوب ڈٹ کر لڑے پہر لوگ
سمٹکر جناب ام المومنین رض کے گرد آگئے۔ انمین اکثر قبیلہ ضبہ اور ازد کے تہے۔ یہہ ہنگامہ
جدال و قتال دن چڑہے سے قریب عصر تک نہایت گرمی کے ساتہہ رہا۔ پہر اصحاب
جمل بہاگ کہڑے ہوے۔ ایک ازدی نے پکار کر کہا۔ لوٹ آو۔ اسپر محمد بن حنفیہ رض
نے اوسکا ہاتھہ کاٹ ڈالا۔ وہ کہنے لگا۔ بہائیو اب بہاگ چلو۔ پہر قبیلہ ازد مین قتل کا
بازار گرم ہوگیا۔ آخر ازدی پکار اوٹہے۔ دوہائی ہے امیر المومنین کی ہم اونکے دین
پر ہین۔ بعد اسکے حضرت عمار و زبیر کا مقابلہ حسب تفصیل سابق مذکور رہے۔ عبداللہ بن
زبیر رض بہی زخمی ہوگئے۔ انہون نے اپنے کو زخمیون مین ڈال دیا اور اس حیلہ سے بچ رہے
پہر اونٹ مارا گیا اور حضرت ام المومنین رض کو محمد بن ابی بکر رض نے ایک خیمہ مین لاکر اوتارا۔
حضرت علی مرتضیٰ تشریف لاے اور جناب ام المومنین رض سے فرمایا۔ آپکی ذات سے یہہ ہنگامہ
ہوا آپ لوگون کو جمع کرکے لائین اور اونمین لڑائی کرادی۔ ہزارون جانین تلف ہوئین
جناب ام المومنین رض نے جواب دیا۔ جو کچھہ ہونے والا تہا ہوگیا۔ مجہہ سے خطا ہوئی
معاف کرو۔ آپنے فرمایا۔ بیشک آپکی قوم نے آپکو بلا مین ڈالا اسی طرح میرے لوگون نے

مجھکو اس مصیبت مین مبتلا کیا۔ بعد ازان سامان سفر درست کرکے چند مرد و عورتونکے ساتھہ جناب ام المومنین ؓ کو بصرہ سے جانب مکہ معظمہ روانہ فرمایا۔

علامہ ابن اثیرؒ فرماتے ہین کہ مین نے اس واقعہ جمل کو صرف علامہ ابوجعفر طبری کی کتاب سے نقل کیا ہے کیونکہ یہہ فن تاریخ مین معتمد علیہ ہین۔ دیگر مورخین نے اپنی کتابین ایسی روایات رطب و یابس سے بھردی ہین جو درجہ اعتبار سے ساقط ہین۔

علامہ ابن خلدونؒ بعد نقل واقعہ جمل لکھتے ہین کہ مین نے یہ واقعہ کتاب ابوجعفر طبریؒ سے خلاصہ کرکے لکھا ہے کیونکہ مجھکو بمقابلہ دیگر کتب تواریخ کے انکی کتاب پر وثوق و اعتبار ہے اور یہہ کتاب اون روایات ضعیفہ سے جو کتب ابن قتیبہ و دیگر مورخین مین مذکور ہین بالکل مبّرا ہے۔

واقعہ ہذا مین طرفین سے جو اصحاب شہید ہوے اونکے نام یہہ ہین۔ یہہ علاوہ اونکے ہین جنکے نام اوپر آچکے حضرت عبدالرحمن بن طلحہ بن عبید اللہ۔ حضرت طلحہؓ کے بھائی۔ حضرت عمرو بنؓ عبداللہ بن ابی قیس بن عامر۔ حضرت محرز بنؓ حارثہ بن ربیعہ بن عبدالعزی بن عبد شمس۔ معرض بن علاط سلمی۔ حجاج بن علاط کے بھائی۔ یہہ جناب علی کیطرف تھے حضرت مجاشعؓ و مجالدؓ مسعود سلمی کے بیٹے۔ جناب ام المومنین کی طرف تھے۔ حضرت مجاشعؓ بلا اختلاف مورخین جنگ جمل مین شہید ہوے لیکن انکے بھائی مجالدؓ کے بارہ مین اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن حکیم بن حزام اسدی۔ یہہ جناب ام المومنین کی طرف تھے انکا اسلام بروز فتح مکہ ہے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ اُسیدی۔ جناب ام المومنین خدیجہؓ کے صاحبزادہ۔ جناب امیر المومنین علیؓ کے ہمراہ تھے اور بعضے کہتے ہین کہ بصرہ مین انتقال کیا مگر روایت اولی صحیح ہے۔ حضرت ہلال بن وکیع تمیمی۔ جناب ام المومنین ؓ کی

ساتھ تھے۔ حضرت معاذ بن عفراءؓ بدری ہین جناب علیؓ کی طرف تھے اور بعضے کہتے ہین
کہ اس واقعہ مین شہید نہین ہوے بلکہ واقعہ حرہ تک زندہ رہے۔

مؤلف۔ ناظرین باتمکین واقعہ ہذا کو از اول تا آخر بنظر انصاف ملاحظہ کرکے خود فیصلہ
کرلین گے کہ بعد صلح کے اس آگ کے مشتعل کرنے والے کون لوگ تھے۔ فرقہ سبائیہ یا
سبئیہ جنکو صلح ہوجانے سے اپنی جانونکا دغدغہ تھا اور یہہ دغدغہ اونکا غلط نہ تھا کیونکہ
وہ سمجھتے تھے کہ قاتلین جناب عثمانؓ ہم ہی ہین جب ان دو گروہ لڑنے والونمین ایکا ہوگیا
توخون عثمانی رضؓ کے قصاص مین کیا عجب ہے کہ اس گروہ مین سے ایک بھی جانبر نہو اور موقع
موقع سے انکے وجود سے صفحہ ہستی پاک کردیا جاوے لہذا اپنے حق مین باہم جنگ
کرادینا ہی باعث نجات سمجھے اگرچہ وہ اپنے ارادہ مین پوری طرح کامیاب نہ ہوے بلکہ
انمین سے بھی ہزارون مارے گئے تاہم بہت سے بچ رہے۔ اب اس صورت مین صحابہ کرام اور
جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور جناب امیر المومنین
علی مرتضیٰؓ مین سے کسیکو خاطی۔ ظالم۔ جابر۔ معاذاللہ سمجھکر ان بزرگونکی نسبت یا انکے
ہمراہیونکی بابت براہ سوء ظنی کلمات گستاخانہ سے پیش آنا دیدہ و دانستہ انصاف کا
خون کرنا ہے۔ رہا یہہ امر کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰؓ امام برحق تھے حضرت طلحہؓ
و زبیرؓ اور نیز جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ نے اپنے خلیفہ کی اطاعت ترک کرکے
آپ پر خروج کیا اسکی بابت ہم ازالۃ الخفاء سے لکھتے ہین۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ
فرماتے ہین ان بزرگون نے اپنے اجتہاد مین خطا کی۔ پھر بھی معذور ہین اور انکی خطا
معاف کیونکہ مجتہد خطا کرنے والے کو بھی ایک اجر اجتہاد کا ہے۔ ان حضرات نے
دلیل ظاہر و راجح کو چھوڑ شبہ پر عمل کیا اور خطا کی شبہ انکو دو طرح واقع ہوا۔ ایک تو

یہ ہے کہ جناب علیؓ کی بیعت منعقد نہین ہوئی کیونکہ اکابر اہل مدینہ ارباب حل و عقد آپ کی بیعت کے منکر ہوے جیسا کہ جناب طلحہؓ و زبیرؓ نے دل سے بیعت نہ کی بلکہ جبراً اور خوف جان سے (علاوہ ان دو حضرات کے اور اصحاب نے بھی جیسے حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ وغیرہم نے جنکے نام قصہ بیعت مین گذر چکے ہین بیعت نہ کی لہذا بیعت تام نہ ہوئی کیونکہ آپ کی بیعت پر اجماع و اتفاق نہ ہونے پایا پس اس صورت مین آپ خلیفۃ المسلمین نہ ٹھیرے اور آپ کی اطاعت واجب نہین) دوسرا شبہ یہہ ہے کہ قصاص حق ہے اور جناب عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص لینا جناب علیؓ پر واجب تھا اور باوجود قدرت کے آپنے ترک کیا بلکہ ترک کرکے دوسرونکو بھی جو قصاص لینے پر آمادہ تھے روکا۔ یہہ کام جناب امیر المومنین کا خلاف حق واقع ہوا اور آپنے اس حکم دینے مین خطا اجتہادی کی۔ یہہ دو شبہ ایسے تھے جنکی وجہ سے جناب ام المومنینؓ و حضرت طلحہ و زبیرؓ نے آپ کی اطاعت سے انحراف کیا اور نوبت واقعہ جمل پہونچی۔

راقم۔ اول شبہ کے مقابل دلیل ظاہر و قوی یہہ ہے کہ جناب علی مرتضیٰ کی خلافت اجماعی ہے۔ اوسوقت سے جبکہ حضرت امیر المومنین عمرؓ نے بعد اپنے خلافت کو ارباب شوریٰ کی رائے پر چھوڑا تھا اور اوسوقت بالاتفاق حضرات ختنینؓ مستحق خلافت سمجھے گئے تھے جیسا ہم حصہ اول مین لکھ آے ہین اور جبکہ حضرت امیر المومنین عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوگئی تو بعد انکے جناب علیؓ کا درجہ رہا اور بعد شہادت جناب عثمانؓ آپ بلاشک باجماع سابق مستحق خلافت ہین۔ اب ہر وقت بیعت جو خاص خاص اصحاب بیعت سے الگ رہی بلا اسکے کہ آپکی نسبت کوئی الزام قائم کرین یہ انکی علیحدگی

اجماع سابق کی توڑنے والی نہین اور جبکہ سکوت کے ساتھہ بیعت نہ کی (نہ اقبال نہ انکار) توبلاشبہ اکثر اصحاب کا بیعت کرنا اجماع ہے اور آپکی بیعت تمام ہونے مین کوئی شک باقی نہین رہا اور جو صاحب اجتہاد بمقابل اس دلیل واضح کے شبہ پر عامل ہوے وہ خطاء اجتہادی مین پڑے جیسے حضرت ام المومنین حضرت طلحہ۔ حضرت زبیر وغیرہم رضی اللہ تعالی عنہم۔ دوسرے شبہ کا جواب اور اوسکی مقابل دلیل بیّن یہہ ہی کہ جناب امیرالمومنین علی رض نے قصاص لینے مین تاخیر کی۔ قصاص کا انکار اونہون نے کب کیا بلکہ جسوقت بعد بیعت جناب طلحہ رض و زبیر رض نے دربابِ اخذ قصاص آپ سے گفتگو کی آپنے تسلیم کرکے فرمایا کہ ابہی موقع نہین ہے ذرا اطمینان ہوجاے اور تمام ممالک اسلامیہ مین اس جدید خلافت کی اطلاع اور لوگون کی اطاعت معلوم ہوجاے تو قصاص لینا چاہیئے جیسا ہم اوپر قصہ بیعت مین لکھہ آے ہین اب اس تاخیر کو اپنے اجتہاد سے منع سمجھہ لینا اور باوجود قدرت اخذ قصاص باز رہنا ہی خطاء اجتہادی تھی جو تمسکین کو عارض ہوئی اور چونکہ صاحب اجتہاد تھے لہذا اون حضرات کی خطا معاف ہے بلکہ خدا کی رحمت سے ہے کہ باوجود خطا کے اجر ثواب سے محروم نہ رہے لہذا اسوجہ سے بہی وہ حضرات مستحق ملامت نہین ہین۔ پہر ان حضرات کا اپنی خطا پر متنبہ ہونا اور جنگ سے باز رہنا بلکہ اپنی جان لیکر معرکہ جنگ سے نکل جانا حضرت طلحہ رض کا آخری وقت جناب علی رض کے ہمراہی کے ہاتہہ پر بیعت کر لینا صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اس واقعہ مین طرفین کے قلوب ہواے نفسانی سے پاک تہے یہہ بہی واقعات دیکہنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ طرفین کی نیت صلح پر تہی مگر مفسدون کی شرارت سے ہنگامہ برپا ہوگیا۔ پہر ان بزرگون کی کیا خطا۔ اب ہم وہ اقوال جو بعد اختتام جنگ حضرات صحابہ کی

زبان مبارک سے درباب فریقین کتب معتبرہ مین منقول ہین لکھتے ہین۔ اکثر اقوال قصہ مین گذر چکے ہین اونکے علاوہ یہہ ہین۔

ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ کسی نے جناب امیر المومنین علی رضؓ سے اصحاب جمل کی نسبت سوال کیا کہ کیا وہ مشرک تھے۔ آپنے فرمایا (توبہ توبہ) شرک سے تو وہ بھاگے (اسلام قبول کیا) سائل نے کہا۔ کیا منافق تھے۔ جواب دیا۔ منافق تو اللہ تعالیٰ کو کم یاد کرتے ہین۔ پوچھا گیا۔ پھر کون اور کس درجہ کے تھے۔ فرمایا۔ ہمارے مسلمان بھائی تھے۔ ہم سے باغی ہو گئے تھے۔

روایت ہے کہ جسوقت جناب امیر المومنین علیؓ مقتولین کی لاش ملاحظہ کرنے تشریف لیگئے آپکے ہمراہ محمد بن ابی بکرؓ و عمار بن یاسرؓ بھی تھے۔ آپ فرماتے جاتے تھے۔ خدایا ہمکو اور ان مقتولین کو بخش دینا۔ ان دونون مین سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ سنتے ہو کہ حضرت علیؓ کیا فرماتے ہین۔ دوسرے نے جواب دیا۔ ہان سنتا ہون۔ کسی نے بروز جمل حضرت عمار بن یاسرؓ سے دریافت کیا کہ حضرت ام المومنین کی شان مین تمہارا کیا خیال ہے۔ جواب دیا۔ آپ ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پاک زوجہ دنیا و آخرت مین بیوی ہین لیکن خدا نے اس واقعہ مین تمہارا امتحان لیا کہ کون اونکی طرف ہو کر اونکا مطیع ہوتا ہے اور کون اونکے خلاف پر کمر باندہتا ہے۔

جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے بروز جمل فرمایا۔ ہمارے حریف کا خیال ہے کہ ہم نے اونپر ظلم کیا اور ہم کہتے ہین اونکی زیادتی تھی۔ ہمارا یہہ خیال اونکی نسبت نہ تھا کہ وہ کافر ہین اور ہم کافرون سے لڑتے ہین۔

جسوقت جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے وقت شکست اصحاب جمل لوگونکو اونکے لوٹنے سے

منع فرمایا۔ تو آپ پر فرقۂ خوارج نے یہہ اعتراض کیا۔ کیا اچھا حکم ہے۔ خون تو اونکا ہمارے واسطے حلال ہے مگر مال حرام ہے۔ آپنے جواب دیا۔ اہل قبلہ کی لڑائی مین یہہ طریقہ مسنونہ جاری ہی کہ بعد فتح اونکا مال لینا درست نہین۔ اونہون نے کہا۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا۔ فرمایا۔ اچھا جناب ام المومنین عائشہؓ کو تم سب ملکر لوٹ لو یا قرعہ ڈالو جسکی نام نکلین وہ لیجاے کہنے لگے سبحان اللہ۔ یہہ تو ہماری والدہ مکرمہ ہین۔ آپنے فرمایا۔ کیا تم پر حرام ہین۔ جواب دیا۔ ہان۔ آپنے فرمایا۔ تمہارا جب اونکی نسبت خیال ہی کہ اونکو لوٹنا حرام سمجھتے ہو تو اسی طرح اونکے لڑکو نکا مال بہی تمپر حرام ہی (عقد الفرید)

پورا واقعہ دیکہنے سے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب کبارؓ نے اپنی خطاء اجتہادی پر افسوس ظاہر کیا اور دوران جنگ مین معرکہ سے نکل گئے جیسا حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے حالات مین ہم اوپر لکھہ آئے ہین۔ نیز مولنا شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہین۔ ان بزرگو نکا اپنی راے سے رجوع کرنا منقول ہے۔

جناب ام المومنینؓ نے فرمایا مین ایک شاخ درخت ہوتی تو بہتر تہا اس واقعہ مین تو میرے قدم نہ آتے۔

جناب علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے بروز جمل فرمایا۔ اے زبیرؓ آپکو خدا کی قسم ہے کیا آپ بہول گئے کہ ایک دن مین اور آپ الگ بیٹھے باتین کر رہے تہے۔ حضور سرور عالم نے ہم دونون کو علحدہ دیکھکر فرمایا۔ اے علی تم انسے کیا سرگوشی کر رہے ہو۔ واللہ یہہ تمسے ایکدن لڑینگے۔ حضرت زبیرؓ نے یہہ حدیث سنکر فوراً اپنی سواری کے منہ پر ہاتہہ مارکر اوسکو پہیرا اور جنگ گاہ سے نکل کر چلے گئے۔

اگر یہہ روایات تسلی بخش حضرات طاعنان نہون اور اونکی دلی کدورت اصحاب

جمل کی جانب سے رفع نہ ہو تو ہم کہتے ہین کہ ان حضرات نے بُرا کیا۔ خطا کی۔ جناب امیر المومنین خلیفہ برحق کے مقابلہ پر خروج کیا۔ تاہم یہہ حضرات بزرگان دین مستحق ملامت نہین ان مقتدایان امت مرحومہ کے سب گناہ معاف ہین۔ آیت وافی ہدایت ان حضرات کی شان مین ملاحظہ فرمائیے اور زنگ کدورت سے آئینہ دل کو صاف کر کے ان کی محبت سے جلا دیجیئے۔ فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم اوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرت عنھم سیئتھم ولادخلنھم جنت تجری من تحتھا الانھر ثوابا من عند اللہ۔ ترجمہ۔ جن لوگون نے راہ خدا مین ہجرت کی اور اپنے گھر سے نکالے گئے اور راہ خدا مین ایذا دیئے گئے اور کفار سے لڑے اور مارے گئے ہم اونکی تمام بُرائیان وگناہ معاف کر دینگے اور اونکے اعمال صالحہ کی جزا مین جنت نعیم عطا کرینگے وہ جنت اور بہشتی باغ ایسے ہین جنکے درختون کے نیچے نہرین جاری ہین یہہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اونکو ثواب اور جزا خیر ہے۔

صحیح حدیث مین وارد ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اللہ جل شانہ نے اہل بدر پر جھانک کر دیکھا اور فرمایا۔ جو چاہو کرو ہمنے تمہارے سب گناہ بخش دیئے۔

کوئی مرد منصف مزاج اسکا انکار نہین کر سکتا کہ حضرات طلحہؓ وزبیرؓ اس آیت پاک کے مصداق ہین۔ ان دونون صاحبون کا عشرہ مبشرہ مین ہونا قطعی الثبوت ہے۔

جناب ام المومنینؓ تو آنحضرت صلعم کی دنیا وآخرت کی بیوی ہین۔ جب خداوند تعالےٰ نے ان بزرگونکی شان مین یہہ بشارت نازل فرمادی اب ان حضرات کی نسبت غوغا کرنا اور معاذ اللہ تفسیق وتکفیر روا رکھنا دائرہ اسلام سے خارج ہونا اور بیشک اپنے کو ناری اور دوزخ کا کندہ بنانا ہے۔ مناقب وفضائل حضرت زبیرؓ وحضرت طلحہؓ کے

کتب احادیث مین بکثرت موجود ہین۔ حضرت طلحہؓ وزبیرؓ حواری وناصر جناب رسول خدا ہین حضرت زبیرؓ حضور نبوی صلعم کے پہوپہی زاد بہائی ہین۔ دونون صاحب عشرہ مبشرہ مین سے ہین۔ جناب طلحہؓ کی شان مین ایک بزرگ سے نقل ہے کہ مین حضرت عارف باللہ شیخ ابو محمد معروف بہ ابن عبداللہ بصری قدس سرہ کی ہمراہ ایک روز بصرہ سے باہر گیا۔ حضرت طلحہؓ کے مزار پر شیخ موصوف پہونچے۔ جب قبر شریف کچہ فاصلہ پر رہ گئی تو حضرت شیخ ابو محمدؒ اولٹے پانون لوٹ کہڑے ہوے۔ بعد ازان پہر قبر پر آے اور فاتحہ و درود شریف پڑہکر آپ کی روح کو ثواب پہونچایا اور کچہ دیر تک نہایت ادب سے عالم مراقبہ مین رہے پہر واپس ہوے۔ اثناء راہ مین مین نے عرض کیا کہ آپ اول مرتبہ جا نیسے کیسے رک رہے اور پہر واپس ہوکر قبر پر تشریف لیگئے۔ فرمایا جسوقت میری نظر قبر پر پڑی مین نے دیکہا کہ حضرت طلحہؓ حلّہ سبز زیب بدن فرماے تاج شاہانہ جسمین جواہرات اور سرخ یاقوت جڑے ہین سر پر رکہا ہوا نہایت شان وشوکت کے ساتھہ بیٹہے ہین اور آپ کے پاس دو خوبصورت جوان عورتین بہی ہین مین آپ کو اس حال مین دیکہکر شرمایا اور اونکے عیش مین خلل انداز ہونا مناسب نہ سمجہا لہذا واپس ہوا مگر حضرت طلحہؓ نے مجہکو آتے ہوے دیکہہ لیا تہا قسمین دلاکر بلایا۔ اسواسطے مین لوٹ کر آپکے مزار پر حاضر ہوا۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ۔ (تاریخ امام یافعیؒ)

فرمان جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؑ بنام اشعث بن قیس کندی والی آذربیجان

وقت شہادت حضرت امیر المومنین عثمانؓ اشعث بن قیس آذربیجان پر آپکی طرف سے

والی تھے۔ جناب امیرالمومنین علی مرتضی رضؓ نے بعد فراغت مہم واقعہ جمل کے انکے نام فرمان لکھا جسکا خلاصہ یہہ ہے۔ سلام علیک۔ اگر تمہارا دل میری طرف سے صاف ہوتا تو سب سے پہلے میری بیعت قبول کرتے۔ تمکو میری خلافت اور لوگونکا میری بیعت قبول کرنا معلوم ہو چکا ہے۔ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کا مجھسے بیعت کر کے عہد شکنی کرنا اور حضرت ام المومنینؓ کو ساتھہ لیکر بصرہ آنا پھر میرا مدینہ منورہ سے آنا اور واقعہ جمل ہونا تم سُن چکے ہوگے۔ اب تم اپنے مآل کار پر نظر کرو کہ میری اطاعت تمہارے حق مین مفید ہوگی یا مخالفت سے سرسبز ہوگے۔ یہہ خوب سمجھہ لو کہ یہہ حکومت جو تمکو دی گئی ہے غذاے نرم ولقمہ خوشگوار تمہارے کھانیکو نہین ہے۔ یہہ سب خدا کا مال تمہارے ہاتھہ مین امانت ہے اور تم خدا کے خزانچی ہو۔ تمہارے ذمہ محض اسکی حفاظت ہے اور کچھہ نہین۔ تمہارا یہ کام ہے کہ جو اسکے مستحق ہین یہ تمہارے ہاتھہ سے اون تک پہونچ جاوے۔ جب یہ فرمان اشعث کے پاس پہونچا لوگونکو جمع کر کے خطبہ پڑھا جسکا یہ مضمون ہے۔ ایہا الناس حضرت عثمانؓ بن عفان نے مجھکو والی آذربیجان کر کے بھیجا تھا چنانچہ اوسوقت سے ابتک مین تمہارا حاکم ہون اب حضرت امیرالمومنین علیؓ خلیفہ ہوے اور لوگون نے اونسے بیعت کرلی ہم لوگون کو بھی اونکی اطاعت واجب ہے کیونکہ امیرالمومنین علیؓ کے مخالفین کا انجام جو ہوا وہ ظاہر ہے۔ جناب علیؓ ہر طرح امراہل اسلام مین مامون ہین اور استحقاق خلافت آپ ہی کو ہے۔ لہذا سب لوگ اونکی اطاعت قبول کرو۔ (عقد الفرید)

قصہ خوارج سجستان

واقعہ جمل سے فراغت پاے تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ حسکہ بن عتاب حبطی اور عمران

بن فضیل برجمی نے عرب کے عوام الناس کا ایک گروہ جمع کرکے خود اوسکے سردار ہوکر بقصد ملک
گیری خروج کیا اور جانب سیستان روانہ ہوے کیونکہ انکو معلوم ہو گیا تہا کہ اہل سیستان
نقض عہد کرکے خود سر و مستقل حاکم ہو گئے ہین۔ یہہ لوگ زالق مین جاکر اوترے۔ زالق
نواح سیستان مین ہے۔ اہل زالق نے عہد شکنی کی تہی حسکہ اور عمران نے زالق پر قبضہ
کرلیا اور اموال غنیمت بہت کچہہ انکے ہاتہہ آیا۔ بختری آصم بن مجاہد مولی شیبان کے
دادا کو پکڑلیا۔ پہر کیا تہا۔ مالدار ہوگئے ہمتین بڑہ گئین۔ نظرین بلند پروازی کرنے لگین
ایک زائق کیا ہاتہہ آیا کہ تمام سیستان اپنا بنانا چاہا۔ آگے بڑہے زرنج پر پہونچے۔ عبدالرحمٰن
بن سمرہ جو عہد عثمانی مین یہان کے حاکم بلکہ ان بلاد کے فاتح تہے زمانہ شور و فتنہ محاصرہ
عثمانی مین اپنی جگہہ امیر بن احمر لیشکری کو حاکم کرکے مدینہ منورہ چلے آئے تہے اونکا زرنج
سے روانہ ہونا تہا کہ رعایا نے سر اوٹہایا اور اپنے حاکم امیر کو نکال کر خود مختار ہو گئی
اور اپنی قوم مین سے ایک کو حاکم کرلیا۔ یہ خوارج کے پہونچنے سے ڈر گئی اور بغیر جنگ
وجدال صلح کرکے انکو اپنے شہر مین داخل کرلیا۔ اس قصہ پر کسی شاعر نے جو شعر کہا
اوسکا مطلب یہہ ہے۔

اہل سیستان کو فاقون اور جنگ کی بشارت ہو ابن فضیل اور بہو کے ٹوٹے
عرب انکے شہر مین آگئے ان لوگون کو نہ چاندی مالدار کرتی ہے نہ سونا۔

جناب علی مرتضیٰ کو جسوقت ملک سیستان کی بدعہدی اور خوارج کا دخل و قبضہ
معلوم ہوا آپنے عبدالرحمٰن بن جزء طائی کو یہہ مہم سر کرنے سیستان پر بہیجا۔ عبدالرحمٰن
زرنج مین پہونچکر خوارج سے مقابل ہوے مگر حسکہ کے ہاتہہ سے مارے گئے۔ جناب علیؓ
کو اس واقعہ کی خبر ہوئی آپنے فرمایا۔ حسکہ کے قبیلہ کے چار ہزار مرد قتل کرونگا۔

کسی نے کہا وہ تو کل پانچسو بھی نہ ہونگے۔ پھر آپنے عون بن جعدہ بن ہبیرہ مخزومی کو عامل سجستان مقرر کرکے روانہ فرمایا۔ انکو عراق کے راستہ مین بہدالی طائی ڈاکو نے مار ڈالا۔ اب جناب علی رضؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کو لکھا کہ کسی شخص کو چار ہزار کی جماعت سے والی سجستان کرکے روانہ کرو حضرت ابن عباس رضؓ نے ربعی بن کاس عنبری کو چار ہزار جوانونکے ساتھہ ادہر کو روانہ کیا۔ ربعی بن کاس کے ہمراہ حصین بن ابی الحر۔ مالک بن خشخاش عنبری اور ثابت بن ذی الحرہ حمیری مقدمتہ الجیش پر تھے۔ یہہ جماعت سجستان پہونچی جسکہ سے مقابلہ ہوا جسکو مار گیا اور ربعی نے اوس ملک پر قبضہ کرکے اپنا انتظام کیا۔ ثابت کا نام عبدالرحمن بھی تھا۔ (فتوح البلدان وابن اثیر)

قتل محمد بن ابی حذیفہ

جسوقت جنگ یمامہ مین ابوحذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس شہید ہوگئے انکے لڑکے محمد سایہ عاطفت جناب امیرالمومنین عثمانؓ مین پرورش پانے لگے یہانتک کہ سن شعور کو پہونچے اتفاقاً یہہ شراب پیکر بدمست ہوے جناب عثمان رضؓ نے انپر حد شراب قائم کی۔ انپر دُرّے پڑے پھر توبہ کرکے اپنی ظاہری حالت بدل دی اور اپنے ہمسنون مین ایک مشہور و معروف متقی۔ عابد۔ زاہد۔ دیندار ہوگئے۔ اسوقت تک محمد حسب دستور سابق جناب عثمان رضؓ کے گھر رہتے تھے۔ ایکمرتبہ انہون نے کسی شہر کی حکومت چاہی اور جناب امیرالمومنین ذی النورین کی نصیحت پر برافروختہ ہوکر چلے گئے اور معیت محمد بن ابی بکر رضؓ زبان طعن دراز کی جیسا خلافت عثمانی مین ہم بیان کرآے ہین۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر حضرت عبداللہ بن ابی سرح کو بھی پہونچی۔ انہون نے جناب عثمان رضؓ کی خدمت مین دونون کی شکایت لکھہ بھیجی جناب عثمان رضؓ نے لکھا۔ محمد بن ابی بکر رضؓ حضرت صدیق رضؓ کے صاحبزادہ جناب ام المومنین عائشہ

صدیقہ رضؓ کے بھائی ہین اونکی شرارت پر لحاظ نکرو۔ محمد بن ابی حذیفہ میرا لڑکا اور بہتیجا ہے اور ہین نے اوسکو پالا ہے ابھی لڑکا قریش کا چوزہ ہے۔ اس سے بھی درگذر کرنا چاہیئے۔ اور بہ نرمی وسہولت ان دونونکو سمجھا دو کہ آیندہ ایسی حرکات ناموزون وخلاف وضع سے باز رہین۔ ابن ابی سرح رضؓ نے لکھا کہ اوس چوزہ کے پر نکل آے اور اب اوڑا چاہتا ہے اسپر بھی جناب عثمان رضؓ نے درگذر کی اور تیس ہزار درم مع خلعت کے محمد بن ابی حذیفہ کو روانہ فرماے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ احسان ماننا اور اپنے مربی قدیم کا شکریہ ادا کرنا تو درکنار محمد نے وہ درم اور خلعت مسجد مین رکھکر علانیہ مجمع اشخاص مین کہا۔ اے گروہ مسلمانان۔ آپ لوگ دیکھتے ہین کہ امیر المومنین عثمان رضؓ مجھکو حیلہ وفریب مین پھانسا چاہتے ہین اور یہ کہ دین مین خلل اندازی کرنیکو یہہ درم وخلعت رشوت بھیجے ہین مین یہہ رشوت کیسے قبول کرون۔ اہل مصر انکی اس کارروائی سے اور بھی معتقد ہوے اور انکی عزت وتعظیم بہ نسبت سابق اور زیادہ کرنے لگے حتی کہ انکے ہاتھہ پر بیعت کرلی اور اپنا سردار جانتے تھے۔ جناب عثمان رضؓ کو جب محمد کی یہہ شرارت وبغاوت معلوم ہوئی آپنے ایک خط لکھا جس مین اپنے احسانات ظاہر فرماے اسپر بھی محمد بن ابی حذیفہ نے کچھہ پرواہ نہ کی اور تمرد وسرکشی سے باز نہ آے اور بالآخر جب ابن ابی سرح امیر المومنین کی مدد کیلئے مصر سے نکلے یہہ موقع پاکر حاکم ہوگئے اور تا زمانہ بیعت حضرت علی رضؓ حاکم رہے۔ اس وقت عمرو بن العاص نے امیر معاویہ رضؓ کی بیعت کرلی تھی امیر معاویہ رضؓ نے عمرو بن العاص کو قبل اسکے کہ قیس بن سعد جناب علی کی طرف سے مصر کے عامل ہوکر آوین مصر کا حاکم کرکے روانہ فرمایا۔ یہہ مصر پہونچے مگر محمد بن ابی حذیفہ نے داخل نہونے دیا مجبور مصر سے باہر عریش مین جا ٹھیرے اور محمد کو بحیلہ وفریب اپنے پاس بلایا۔

وہ حیلہ یہہ ہے۔ جب عمرو بن العاص رضؓ نے دیکھا کہ محمد بن ابی حذیفہ مصر پر قابض ہین اور مصر والے انکے مطیع و فرمانبردار ہین لہذا اب چالاکی سے انکا کام ختم کرنا چاہیئے۔ یہہ سوچ کر محمد کے پاس ایک قاصد روانہ کیا اور یہہ پیغام زبانی دیا کہ مین نے امیر معاویہؓ کی بیعت کر لی تھی مگر اب مین اونکی بیعت سے منحرف ہو گیا ہون کیونکہ میرے نزدیک حضرت علی مرتضیٰ اہل خلافت و استحقاق ہین مین اونکی بیعت کرنا چاہتا ہون مگر تمسے پہلے ملاقات ہو جاوے اور زبانی باتین ہماری تمہاری ہو جاوین تو مین حضرت علیؑ کی خدمت مین حاضر ہو کر بیعت کر لون۔ میرا ارادہ پختہ ہو گیا ہے کہ جان و مال سے جناب علی مرتضیٰ کا شریک ہون۔ محمد بن ابی حذیفہ انکے دم مین آگئے اور صرف ایک سو آدمی اپنے ہمراہ لیکر مصر سے نکلے اور حضرت عمرو بن العاص رضؓ سے ملاقات کی۔ انہون نے پہلے ہی سے انتظام کر لیا تھا۔ چارون طرف سے مکان گہیر لیا اور منجنیق جابجا قائم کر کے ان سب آدمیونکو دفعتہً مار ڈالنا چاہا۔ محمد بن ابی حذیفہ کو عمرو بن العاص رضؓ نے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا مگر یہہ روایت بالکل غلط ہے۔ قرائن عقلی و نیز دیگر واقعات و روایات اسکی تکذیب کرتی ہین کیونکہ حضرت قیس بن سعدؓ کو جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے اپنی خلافت ہوتے ہی مصر پر بہیجدیا تہا اور یہہ وہان قابض و متصرف ہو گئے تھے۔ اگر محمد بن ابی حذیفہ کو حضرت عمرو بن العاص رضؓ نے قیس رضؓ کے پہونچنے سے پیشتر قتل کیا تہا تو مصر پر انکا قبضہ ہوتا اور حضرت قیس وہان نہ جمنے پاتے اسواسطے کہ مصر اُسوقت حاکم سے خالی تہا۔ قیسؓ ابہی پہونچے نہ تھے۔ محمد بن ابی حذیفہ قتل ہو چکے تھے پہر عمرو بن العاص کا کوئی مزاحم و مقابل نہ تہا اور اس مین کسیکا اختلاف نہین ہے کہ عمرو بن العاصؓ کا قبضہ مصر پر واقعہ صفین کے بعد ہوا ہی اور یہی روایت معتبر ہے پس اسوقت محمد بن ابی حذیفہ کا قتل ہونا غلط ٹہیرا۔

بعضوں نے کہا ہے کہ وقت محاصرہ محمد بن ابی حذیفہ مصر مین رہ گئے تھے اور ابن ابی سرح مصر سے باہر تحوم یا فلسطین مین بانتظار حال جناب عثمانؓ سکونت پذیر ہوئے بعد شہادت جناب امیر المومنین ایک سوار ابن ابی سرحؓ کے پاس آیا۔ آپنے اوسکی زبانی واقعہ شہادت سنکر افسوس کیا اوس سوار سے پوچھا کہ اب مدینہ والے کس فکر مین ہین اوس نے جواب دیا۔ جناب علی مرتضیٰ سے بیعت کر لی۔ انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہکر پوچھا۔ کیا تم لوگوں کے نزدیک جناب علیؓ کی بیعت خلافت حضرت عثمانؓ کے قتل کے برابر ہے۔ سوار نے کہا۔ ہان بیشک۔ ابن ابی سرح نے کہا۔ شائد تم عبد اللہ بن سعد ہو۔ اوسنے جواب دیا۔ ہان۔ پھر اوس سوار نے کہا۔ تم اپنی جان کی خیر چاہتے ہو تو جلد یہان سے چلدو۔ امیر المومنینؓ تمہارے اور تمہارے جملہ اصحاب کے دشمن جانی ہورہے ہین اگر تم کو پاوین تو قتل کر ڈالین اور تیرے پیچھے مصر کا امیر ہو کر ایک شخص آ رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کون شخص ہے۔ کہا قیس بن سعد بن عبادہؓ۔ ابن ابی سرحؓ نے کہا (یہ تو اچھا ہوا) خدا محمد بن حذیفہ کو ہلاک کرے۔ وہ کمبخت بڑا نالائق نکلا پھر عبد اللہ بن ابی سرح شام مین حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیس بن سعدؓ جب مصر کے عامل ہوئے ہین۔ محمد بن ابی حذیفہ زندہ تھے اور یہی صحیح ہے مگر یہ پتہ نہین چلتا کہ وہ از خود مصر سے کیون چلے گئے کیا قیس بن سعدؓ سے ڈر کر نکل گئے اور ایک روایت اونکی نسبت اس طرح ہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ بعد واقعہ صفین کے مصر کی طرف آتے تھے ادھر سے محمد بن ابی حذیفہ ایک لشکر کے ساتھ جا رہے تھے۔ عمرو بن العاصؓ نے انکے پاس ایک شخص کو بھیجا اور زبانی پیغام دیا کہ مین تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہون چنانچہ دونوں ایک دوسرے سے

سے ملے۔ عمرو بن العاص رضؓ نے انسے وہی گفتگو مکر آمیز جو اوپر گذری کی اور باہم وعدہ ہو گیا
کہ فلان دن فلان مقام پر ہمسے ملنا صرف سو آدمی اپنے ہمراہ لانا۔ الغرض محمد بن ابی
حذیفہ اونکی چال سے غافل حسب وعدہ قصر عریش مین پہونچے اور دہوکے مین گرفتار
کر کے حضرت معاویہؓ کی خدمت مین بہیجدئے گئے۔ آپنے انکو قیدخانہ مین کر دیا۔ حضرت
معاویہؓ کی بیوی کی لڑکی محمد بن ابی حذیفہ کی پھوپی زاد بہن تہین۔ اونکو انکا قید ہونا
معلوم ہوا۔ کہانیکے ساتھ ایک سوہن چہپاکر انکے پاس بہیجدیا۔ محمد نے سوہن سے
اپنی قید کاٹ ڈالی اور منتظر موقع فرصت رہے۔ دربانون کو غافل پاکر قیدخانہ سے نکل
بہاگے اور ایک غار مین جاکر چہپ رہے مگر یہانسے پہر گرفتار ہوکر ماری گئے۔ بعضے اس طرح نقل کرتے
ہین کہ یہ شام مین قید رہے اور تا زمانہ قتل حجر بن عدی محبس مین تھے پہر قیدخانہ سے
نکل بہاگے۔ مالک بن ہبیرہ سکونی انکی تلاش مین نکلے اور انکو پاکر مار ڈالا قبل اسکے
مالک نے حجر بن عدی کے مقدمہ مین حضرت معاویہؓ سے سفارش کی تہی مگر اونکی سفارش
منظور نہ ہوئی چونکہ مالک غصہ مین تھے لہذا محمد بن ابی حذیفہ پر اپنا غصہ اوتارا۔
بعضے مورخین نے یہ لکہا ہے کہ بعد قتل محمد بن ابی بکرؓ محمد بن ابی حذیفہ ایک جماعت
کے ساتھ عمرو بن العاص کے پاس پناہ گزین ہوے مگر عمرو بن العاصؓ نے انکو دہوکا دیکر
حضرت معاویہؓ کے پاس بمقام فلسطین بہیجدیا۔ انہون نے انکو محبس مین کر دیا۔ یہہ
قید سے بہاگے۔ حضرت معاویہؓ انکے بہاگنے پر اور بہی ناخوش ہوے اور عبیداللہ
بن عمرو بن ظلام خثعمی کو بہیجا۔ محمد بن ابی حذیفہ ایک غار مین چہپے بیٹھے تہے جو متصل
حوران کے واقع ہے۔ اس غار کے قریب کاشتکار رہتے تہے۔ اتفاقاً چند گدہے ادہر
آنکلے اور غار مین جانا چاہا محمد بن ابی حذیفہ کو دیکھکر بھڑکے اور بہاگے۔ کسانون نے

گدہونکو بھاگتے دیکھا تو کہا۔ بلاوجہ گدہے نہین بہاگے۔ آخر اونمین سے ایک شخص غار مین آیا اور انکو دیکھکر واپس گیا حسب اتفاق عبید اللہ بن عمر و جو انکی تلاش مین تھے ادہر ہوکر گذرے کسانون نے انسے کہا کہ اس غار مین ایک شخص چھپا بیٹھا ہے۔ عبید اللہ بن عمر و نے ان لوگونسے حلیہ دریافت کیا اور خود جاکر دیکھا تو محمد بن ابی حذیفہ تھے۔ انکو پکڑ لیا۔ پہلے تو چاہا کہ حضرت معاویہؓ کے پاس لیجاوین پہر سوچے شاید وہ انکو چھوڑ دین کیونکہ یہہ معاویہؓ کے ماموں زاد بھائی تھے غرضکہ اس خیال سے عبید اللہ بن عمرو نے انکا کام تمام کر دیا۔

جملہ روایات مذکورہ پر غور کرنے سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید محمد بن ابی حذیفہ (قبل آمد قیس بن سعد) اپنے توابع اہل مصر کو لیکر مصر سے نکل گئے اور قلعہ غزہ کو اپنا مسکن و مامن قرار دیا اور اسی جگہہ مقیم رہے جسوقت بعد واقعہ صفین کے عمرو بن العاصؓ والی مصر ہوکر ادہر آئے محمد بن ابی حذیفہ کو غفلت سے مار ڈالا۔ اگرچہ یہہ احتمال سیاق واقعات کے مناسب معلوم ہوتا ہے مگر کسی مؤرخ نے نہین ذکر کیا بلکہ بیانات کچھہ اس طرح خلط ملط کر دیئے ہین کہ اوقات و وقائع بھی بخوبی معلوم نہین ہوتے۔ محمد بن ابی حذیفہ کا واقعی حال اور قصہ قتل معلوم نہ ہوا۔

امارت قیس بن سعدؓ بر مصر

اوپر صرف اس قدر گذر چکا ہے کہ یہہ عامل مصر مقرر ہوکر مصر پہونچے اور اہل مصر بعضے انکے تابع ہوئے۔ اب انکا پورا قصہ اسطرح لکھا جاتا ہے کہ حضرت قیس بن سعدؓ سردار قوم انصار ہین غزوات مین آنحضرت صلعم کے ساتھہ رہتے تھے عَلم جماعت انصار انکے

پاس ہوتا تھا خوش تدبیر مرد میدان کارزار تھے۔ ماہ صفر ۳۶ھ میں قبل واقعہ جمل جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے انکو حکومت مصر پر مقرر کیا اور یہہ فرمایا۔ جن اشخاص پر تمکو اعتماد ہو اپنے ہمراہ لیتے جاؤ۔ مدینہ سے ایک لشکر مرتب کرکے ساتھہ لو تا کہ تمہارے دشمن تمہارے رعب داب کو مانین۔ ان امور کا لحاظ رکھنا۔ اپنے دوست کی عزت وحرمت کرنا۔ اپنے محسن کیساتھہ حسن سلوک سے پیش آنا جس سے اندیشہ نقصان ہو اوسپر سختی رکھنا۔ عوام و خواص کو نرمی وخوش مزاجی سے اپنے دام مین لانا کیونکہ نرمی وسہولت مین برکت ہے حضرت قیس رضؓ نے جواب دیا۔ آپ لشکر لیجانے کو فرماتے ہین اوسکا جواب یہہ ہے کہ لشکر لیجانیکی ضرورت نہین کیونکہ اہل مدینہ کا لشکر لیجانے پر بھی اگر ایسی صورت پیش آئی کہ مین مصر مین نہ داخل ہو سکا تو پھر کوئی تدبیر قبضہ وتسلط کی نہوگی اور مین مصر کے اندر قدم نہ رکھہ سکونگا لہذا مناسب یہہ ہے کہ لشکر آپکے واسطے چھوڑ جاؤن۔ شائد آپ کو لشکر کی ضرورت ہوئی تو آپکے پاس موجود رہیگا اور اگر کسی مقام پر بھیجنا چاہا تو یہہ بھی ممکن ہوگا۔ یہہ کہکر قیس رضؓ نے صرف سات آدمی اپنے ہمراہ لئے اور مصر پہونچے مصریونکو مسجد مین جمع کرکے ممبر پر چڑھے اور جناب علی مرتضیٰ کا فرمان پڑھکر سنایا۔ اپنی امارت کو ظاہر کیا۔ آپکی بیعت امارت اور واجب الاطاعت ہونے کا اعلان کیا۔ بعدہ کھڑے ہوکر یہ خطبہ پڑھا۔ قابل حمد وثنا وہی معبود برحق ہے جسنے حق ظاہر کیا باطل مٹا دیا ظالمونکو پامال فرمایا۔ اے حاضرین ہمنے جس شخص کو افضل واعلیٰ بعد آنحضرت صلعم کے اسوقت مستحق خلافت پایا اوسکے ہاتھہ پر بیعت کرلی لہذا تم سب لوگ بھی بہ تعمیل حکم کتاب اللہ وسنت رسول اللہ اوسکی بیعت کرو کیونکہ اگر ہم کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عمل نہ کرین تو ہماری بیعت تمہاری گردنونمین نہ رہیگی۔ اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی جملہ حاضرین نے

بیعت کرلی۔اس صورت سے مصر پر انکا پورا تسلط ہوگیا۔

قیس نے بیعت لینے کے بعد مصر کے اطراف وجوانب کی طرف اپنے عمال روانہ کیے۔ باستثنار ایک قریہ کے جو بنام خربتا مشہور ہے کہ یہان والے امیر المومنین جناب عثمان رضؓ کے خون کے طالب تھے اور یزید بن حارث وسلمہ بن مخلد منجملہ عمائد ورؤسار قریہ اور قوم کے سردار تھے۔اہل قریہ نے قیس رضؓ کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور مطالبہ خون جناب عثمان رضؓ مین اعانت چاہی۔ سلمہ بن مخلد نے بھی یہی خواہش ظاہر کی۔ چونکہ یہہ گروہ باشوکت وقوت تھا فی الحال اونسے جنگ وجدال مناسب نہ تھا اسواسطے قیس رضؓ نے نرمی وسہولت سے اونکو رام کرنا چاہا اور اونکے قاصد کو یہہ جواب دیا۔کیا تم ہم پر حملہ کرنا چاہتے ہو۔واللہ مین تمسے یہہ ارادہ نہین کرتا اور نہ تم لوگونسے جدال وقتال منظور ہے۔اگر تمکو مار کر بعوض امارت مصر حکومت شام کی پاؤن تو یہ گوارا نہ کرون۔اسکے جواب مین یزید بن حارث سردار قریہ نے جواب دیا۔مین جبتک زندہ ہون تمکو کوئی صدمہ نہ پہونچیگا تم بلاخوف وخطر مصر کی حکومت کرو۔قیس رضؓ نے کہلا بھیجا مین تمکو جناب علی رضؓ کی بیعت پر مجبور نہین کرتا تم کو اختیار ہے کرو یا نہ کرو۔

الغرض حسن تدبیر سے ان لوگونسے میعادی مصالحت کرلی اور اونکو اونکے حال پر چھوڑ دیا اس میل جول سے خراج بھی اوس قریہ کا وصول کرلیا اور کسی نے انکار نہ کیا حضرت قیس مصر ہی پر رہے اور اس عرصہ مین واقعہ جمل منقضی ہوگیا۔

جناب امیر المومنین علی رضؓ کی کامیابی اور قیس بن سعد رضؓ کی مصر پر امارت جناب امیر معاویہؓ کو سخت گران گذری اور حضرت علی رضؓ سے دل مین نہایت درجہ خائف ہوے۔ان کے دل مین یہہ خطرہ متمکن ہوا کہ مبادا امیر المومنین علی رضؓ ایک طرف سے اہل کوفہ وعراق کو لیکر

اور دوسری طرف سے قیسؓ مصریونکو لیکر شام کا قصد کر دین تو بڑی مشکل کا سامنا ہوگا۔ ہم
دونو نکے بیچ مین دب کر مجبور محض ہوجاوینگے اور ساری قوت و طاقت سلب ہوجاویگی۔
بہرحال حضرت معاویہؓ نے بنظر حفظ ماتقدم حضرت قیسؓ کے نام ایک خط لکھا جس کا یہہ
مضمون ہے "سلام علیک۔ اما بعد تم نے امور سیاست مین جناب عثمانؓ پر الزامات قائم
کئے اور جوانونکو حکومت دینا بڑا جرم قرار دیا پہر اونکے خون مین پڑ گئے حالانکہ تم کو معلوم تہا
کہ اونکا خون کسی طرح تمہارے واسطے حلال نہ تہا تمنے جرم سنگین کا ارتکاب کیا اور امر مکروہ
و ناپسند و حرام پر عمل کیا۔ اے قیسؓ۔ اللہ تعالی کی درگاہ مین توبہ کرو۔ تم اون لوگون مین ہو
جو حضرت عثمانؓ پر بلوہ کرکے آئے تہے اور تمہاری ہی ذات سے یہہ ہنگامہ برپا ہوا۔ تمہارے دوست
کی نسبت ہمکو کامل یقین ہے کہ ساری کارروائی او رامیر المومنین جناب عثمان کی شہادت
انہین کے دم سے ہے۔ یاد رکہو۔ یہ خون تمہارا پیچہا نہ چہوڑیگا۔ تمہاری قومی شرافت وعزت کا
کچہہ پاس و لحاظ نہ کریگا۔ اگر تمکو اپنی جان کی فکر اور اوسکی حفاظت مطلوب ہے تو جناب عثمانؓ
کے قصاص طلب کرنیوالو مین مل جاؤ اور اس کام مین ہمارے تابع ہوکر ہمارے معین و مددگار
ہو۔ بر وقت فتح و غلبہ ہم تمکو دونون عراق کی حکومت دینگے اور نیز تا زیست خود تمہاری قوم
سے جسکو چاہوگے حکومت حجاز دونگا۔ علاوہ اسکے اور جو تمہاری خواہش ہوگی پوری کرونگا
اپنی رای سے جلد اطلاع دو"۔ حضرت قیسؓ کے پاس یہہ خط پہونچا خط پڑہکر سوچے کہ ابہی معاویہ
کو باتون مین ٹالنا چاہیئے۔ اپنے دل کے خیالات سے اونکو بالکل خبر نہ دو اور فی الحال اونسے
ظاہرداری کرنا اور جنگ سے بچنا مناسب ہے چنانچہ خوب ہر پہلو پر نظر کرکے یہ جواب لکھا۔
بعد حمد و نعت کے۔ مجہے معلوم ہوا جو تمنے لکہا خوب سمجہا حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بارہ مین
جو لکہتے ہو یہہ محض تمہارا خیال ہے۔ مجہکو اس واقعہ سے دراصل کوئی تعلق نہ تہا نہ مین

اس مین کسی طرح شریک تھا بلکہ اس کام کے پاس تک نہین گیا اور نہ مجھکو اپنے صاحب کی شرکت
اس ہنگامہ مین محسوس ہوتی ہے مین جہانتک غور کرتا ہون وہ بھی اس سے بالکل بے
لوث ہین۔ باقی رہی تمہاری اطاعت یہہ معمولی بات نہین ہے کہ مین اسکا جواب ابھی
دیدون اس بارہ مین غور و تامل کر رہا ہون۔ یہہ کام عجلت کا نہین ہے حالانکہ مین تمہارے
لئے ہر طرح کافی ہون تاہم میری طرف سے ایسا کوئی امر نہوگا جو تمکو ناگوار و شاق گذرے اسکی
بابت سمجھہ بوجھکر انشاء اللہ تعالیٰ جواب دونگا۔ حضرت معاویہؓ نے یہہ خط پڑھکر دوسرا
خط اس مضمون کا لکھا یعنی تمہارا خط پڑھا اس مین کوئی صاف بات نظر نہین آتی تم میری
خواہش کے قریب نہین ہوتے تاکہ مین تمکو صلح خواہ خیال کرون اور نہ تمہارے اس خط سے
دوری و خلاف ظاہر ہوتا ہے کہ مین تمکو اپنا جنگجو شمار کرون مین تو تم کو صلح کے لئے بلاتا ہون
تم اس سے نہ بھاگو مین تمہین لڑائی سے بچاتا ہون میرا کہنا مانو اور حیل و فریب کی باتین مجھہ سے
نکرو مجھہ سا شخص ہرگز تمہارے دام تزویر مین نہین آسکتا اور نہ تم ایسو تکے نقر و نمین آکر
کسی حیلہ مین گرفتار ہوسکتا ہے۔ والسلام۔ قیسؓ نے یہہ خط دیکھکر سمجھہ لیا کہ اب حضرت
معاویہؓ حیلہ و حوالہ سے نہ مانینگے اور نہ یہہ ٹالنے سے ٹلنے والے ہین اسواسطے جو کچھہ اون کے
دل مین تھا اوسکو نہایت صاف الفاظ مین ظاہر کر دیا اور نہایت طعن و تشنیع بھرا ہوا خط
حضرت معاویہؓ کو لکھا۔ امابعد مجھکو تعجب ہے کہ تم کسقدر مجھکو فریب دے رہے ہوا ور مجھسے اپنی
اطاعت کی طمع رکھتے ہو اور مجھکو بالکل حقیر و کمزور سمجھہ لیا ہے۔ کیا تم مستحق امارت و خلافت
کی اطاعت سے مجھکو نکالنا چاہتے ہو۔ وہ شخص تو اس قدر عالی مرتبہ ہین کہ سب لوگون مین اس
امارت کے لائق سب مین سچ بات کہنے والے۔ راہ حق کے ہادی۔ آنحضرت صلعم سے باعتبار تعلق
کے بہ نسبت اور سب کے بہت قریب۔ کیا تم مجھکو اپنی اطاعت مین داخل ہونے کو کہتے ہو۔

(تم اپنی حقیقت بھولے ہوئے ہو۔ تم کیسے ہو۔ تم) ایسے ہو جو اس امارت مین سب لوگون سے دور تر۔ مکر کی باتین کہنے مین سب مکارونسے زیادہ۔ آنحضرت صلعم سے تعلق کے اعتبار سے از بس لعید۔ گمراہ اور گمراہ کئیوالے ۔ انکے سپوت پوت۔ ایک شریر شیطان ابلیس کی جماعت سے اور تمہاری یہہ دہمکی مین خدا کی قسم کہاتا ہون کہ اگر مین تمکو اس طرح مجبور اور اپنی لڑائی مین مصروف نہ کردون کہ تمکو اپنی جان کے لالے پڑجاوین تو سمجہنا کہ تم بڑے خوش نصیب تھے

والسلام۔

جناب امیر معاویہؓ یہہ خط پڑہکر قیسؓ کی طرف سے نا امید ہوگئے اور سمجہ لیا کہ قیس انکے دام مین نہ آوینگے اور یہہ حضرت امیر المومنین علیؓ کے سچے ہمدرد و مطیع ہین۔ پہر دوسرا جال پہیلایا۔ اہل شام پر یہہ ظاہر کیا کہ قیسؓ ہمارے مطیع ہوگئے ہین ہم سے اونسے خط و کتابت ہے طرفین سے برابر قاصد آتے جاتے رہتے ہین تم لوگ قیسؓ کو کبہی برا نہ کہنا۔ وہ ہمارے خیرخواہ اور ہمدرد ہین۔ اونکے معاملات اور برتاؤ سے تم بخوبی سمجہ سکتے ہو کہ وہ کس طرف ہین۔ دیکہو تمہارے ہم خیال بہائیون طالب قصاص جناب عثمانؓ خربتا کے رہنے والونسے کس طرح پیش آتے ہین۔ اونکے وظائف وعطایا بدستور سابق جاری رکہے۔ اسکے علاوہ اور بہی احسانات کرتے رہتے ہین۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ در پردہ قیسؓ تمہارے رفیق ہین۔ یہہ تو زبانی ظاہر کیا پہر ایک خط جعلی قیسؓ کی طرف سے اپنے نام لکہوایا اوسمین درباره قاتلین جناب عثمانؓ اپنا ارادہ جنگ ظاہر کرنا اور امیر معاویہؓ کے ساتھہ ہو نام قوم تہا اور یہہ خط علی الاعلان اہل شام کو پڑہ کر سنایا۔

راقم حضرت امیر معاویہ اس چال مین بازی لیگئے اور جناب امیر المومنین علیؓ کو قیسؓ کی جانب سے بدگمان کردیا۔ محمد بن ابی بکرؓ اور محمد بن جعفرؓ اور نیز اون جاسوسونکی معرفت

جو شام مین تھے ان واقعات کی خبر جناب علی مرتضی رضؓ کے گوش گذار ہوئی۔ آپ کو ان باتوں سے سخت تردد و تشویش لاحق حال ہوئی اور آپنے حضرات حسنین و عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کو بلا کر ان حالات سے مطلع کیا۔ ابن جعفرؓ نے عرض کیا۔ امیر المومنین جس امر سے آپکو قلق و اضطراب پیدا ہو کسی شخص کی نسبت شک و تردد ہو ایسے امر کو چھوڑ کر جو سبب اطمینان و تسلی قلب ہو اختیار فرمایئے قیسؓ کو مصر سے معزول کیجیئے۔ آپنے فرمایا۔ واللہ باللہ العظیم مجھکو قیسؓ کی نسبت ایسی افواہ کا اصلا گمان نہین ہے مین کبھی یہہ باتین سچ نہ مانونگا۔ محض افترا پردازی ہے قیسؓ اس اتہام سے بالکل پاک ہین۔ عبداللہ بن جعفرؓ نے جواب دیا۔ آپ قیسؓ کو معزول کردین اگر درحقیقت جو اونکی نسبت مشہور ہے صحیح نکلا تو وہ آپسے ناخوش ہوکر کسی طرح آپ پر ملامت نہ کرینگے۔ جناب علی مرتضیٰؓ اسی تردد مین تھے۔ ہنوز کوئی انتظام نہ کیا تھا کہ مصر سے قیسؓ نے عرضداشت بھیجی اوسکا یہہ مضمون تھا کہ کچھ لوگ آپکی بیعت سے متوقف ہین فی الحال مصلحتًہ اونسے تعرض نہین کیا گیا اور اونکی جدال و قتال سے ہاتھ روکا گیا۔ عبداللہ بن جعفرؓ نے یہہ راے دی۔ آپ قیسؓ کو لکھین کہ متوقفین اور سکوت کرنے والونسے لڑین مجھکو اندیشہ ہے کہ وہ اپنے حال پر چھوڑنے سے رفتہ رفتہ سرکش ہوجاوین اور آیندہ اونکی حالت خطرناک صورت مین نظر آوے۔ لہذا ابھی سے اونکو دبانا چاہیئے۔ جناب علیؓ نے قیس کو لکھہ بھیجا کہ جو لوگ میری بیعت سے سکوت کرنیوالے ہین اونسے لڑو اور بزور شمشیر اونسے بھی بیعت لو حضرت قیسؓ نے اسکی مخالفت کی اور جواباً یہہ لکھا۔ امابعد۔ مجھکو آپکے حکم سے سخت تعجب ہوا آپ ان لوگونسے لڑنیکو فرماتے ہین مگر میرے نزدیک مصلحت نہین۔ یہہ لوگ آپسے رکے ہوے ہین اوسکے ساتھہ آپکے دشمن کو بھی روکنے والے ہین۔ اگر اس حالت مین انسے چھیڑ چھاڑ کی گئی تو فوراً آپکے دشمن سے ملکر اوسکے مددگار ہوجاوینگے اور آپ پر سب کے سب حملہ کر دینگے۔

اے امیرالمومنین اس معاملہ مین میری راے ناقص پر عمل فرمایئے اور اونکی لڑائی سے ہاتھہ روکیئے۔ اسوقت یہی مناسب اہے کہ آنکو اونکے حال پر چھوڑ دیجیے۔ والسلام۔ جب یہ خط پڑہا گیا تو عبداللہ بن جعفرؓ نے عرض کیا۔ امیرالمومنین۔ آپ قیسؓ کی معزولی مین تاخیر نہ فرماوین فورًا اونکی جگہہ محمد بن ابی بکرؓ کو والی مصر مقرر کرکے روانہ فرمایئے۔ مجھکو خبر ملی ہے کہ قیسؓ کا مقولہ ہے۔ تاوقتیکہ مسلمہ بن مخلد جو موضع خربتا مین قوم کے سرگروہ ہین قتل نہ ہونگے امارت مصر کو استقرار و ثبات نہین (قیسؓ اون لوگونکو مہلت دیچکے ہین۔ وہ نہ لڑینگے محمد بن ابی بکر جا کر اوس سرکش کو قتل کرین۔ محمد بن ابی بکرؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ دونون باہم اخیافی بھائی ہین) الغرض حسب تجویز اونکے جناب علی مرتضیٰؓ نے قیسؓ کے نام حکم معزولی اور محمد بن ابی بکرؓ کے نام پروانہ تقرری لکھکر مصر کی جانب روانہ فرمایا اور بعضے کہتے ہین کہ پہلے اشتر نخعی کو امیر مصر کرکے بھیجا تھا جب وہ اثناء راہ مین مرگئے تو محمد بن ابی بکرؓ بھیجے گئے۔

بہرکیف محمد بن ابی بکرؓ مصر مین داخل ہوے۔ حضرت قیسؓ کو اپنی امارت کا فرمان دکھایا حضرت قیسؓ نے کہا۔ کیا کسی نے میری طرف سے جناب امیرالمومنین کو بدظن کردیا۔ محمدؓ نے جواب دیا۔ یہہ کوئی بات نہین ہے۔ آپ شوق سے اپنی حکومت پر رہین مین بھی آپکے ساتھہ رہونگا۔ قیسؓ نے منظور نہین کیا اور کہا کہ اب مین یہان نہ ٹھیرونگا پھر اپنی معزولی بلاوجہ سے ناخوش ہوکر مصر سے مدینہ منورہ چلے گئے ایک روز حسان بن ثابتؓ جو عثمانی تھے آے اور بطور طعن کے کہا۔ تم نے جناب امیرالمومنین عثمانؓ کو قتل کرادیا اور امیرالمومنین علیؓ نے تمکو امارت مصر سے نکال دیا۔ تمہارے سر جناب عثمانؓ کے قتل کا مواخذہ رہا اور تمہاری کچھہ قدر بھی نہ ہوئی۔ قیسؓ نے پر غضب ہوکر کہا۔ اے دل کے اندہے۔ اگر مجھکو یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمہارے مارنے سے تمہاری اور میری قوم مین لڑائی ہوجاویگی تو مین ابھی تمکو قتل

کر ڈالتا اور تمہارا قصہ پاک کرتا۔

راقم۔ جناب امیر المؤمنین عثمان رض کے طرفدار وںکا اسی قسم کا خیال تھا حضرت حسان رض بھی اونہین مین تھے۔ انہون نے قیس رض پر طعنہ زنی کی انہون نے بہی سخت جواب دیا۔ اس طرح کی گفتگو ہچشمون مین ہوہی جاتی ہے۔ واقعہ جمل مین اکثر جگہ حضرت علی مرتضی رض نے حضرات طلحہ رض و زبیر کو برا کہا اور اونہون نے آپ پر طنز و تشنیع کی مگر یہہ باتین ایسی نہین کہ ہم اپنی رای سے اون بزرگونکی نسبت کچہہ زبان سے نکالین۔ وہ آپس مین ہم مرتبہ تھے غصہ سے ایک نے دوسرے کو برا کہا پہر دم بہر مین ایک ہوگئے۔ ہمارے سے پر کدورت دل اور سینے اون بزرگونکے نہ تھے۔ ان امور مین ہم اونکی تقلید نہین کر سکتے۔

مدینہ مین مروان بن حکم مقیم تہا حضرت قیس رض کو اس نے کچہہ اس طرح دہمکایا ڈرایا کہ مجبورا بیلہ و سہل بن حنیف مدینہ چہوڑ کر جناب علی رض کی خدمت مین کوفہ پہونچے قیس رض نے جناب امیر المومنین رض کو زبانی حال کہہ سنایا۔ آپکو معلوم ہوا کہ انکی معزولی و برطرفی مین بڑا دہوکا کہایا۔ آپ نے انکے عذرات و دلائل درباب تاخیر مقاتلہ متوقفین بہت پسند فرمائے۔ جب محمد بن ابی بکر رض کے مقتول ہونے کی خبر آئی قیس رض کی عزت آپ کی نظر وںمین اور بہی فزون ہوئی انکی رائے و تجویز پر آفرین کی اور ہر کام مین انسے مشورہ لیا کرتے تھے۔ حضرت قیس و سہل رض ساتھہ ساتھہ رہے اور جنگ صفین مین دونون صاحب شریک تھے۔

اب مروان کا قصہ ملاحظہ ہو حضرت امیر معاویہ رض کو جب معلوم ہوا کہ مروان نے حضرت قیس رض کو خوف دلاکر نکال دیا اور وہ پہر حضرت علی مرتضی رض کے پاس چلے گئے انکو سخت افسوس ہوا مروان کے نام ایک خط عتاب آمیز لکہا جسکا ایک فقرہ مع ترجمہ یہہ ہے۔ لو امددت علیا بمائۃ الف مقاتل لکان الیسر عندی من قیس بن سعد فی رایہ

ومکانہ۔ ترجمہ۔ اگر تم علیؓ کی مدد کو ایک لاکھ مردان کارزار بھیجتے تو یہہ آسان تھا اور مجھکو اصلاً ناگوار نہ ہوتا البتہ قیس بن سعد سے خوش تدبیر صاحب اسے کا علیؓ کا رفیق اور مشیر ہو جانا مجھپر سخت گران گذرا۔

یہہ حالات بطور جملہ معترضہ تھے جو درمیان مین آگئے۔ اب پہر محمد بن ابی بکرؓ کا قصہ سنئے

جسوقت محمد بن ابی بکرؓ مصر مین داخل ہوے جناب امیر المومنین علیؓ کا فرمان مجمع عام مین اہل مصر کو پڑہکر سنایا۔ بعدہ خطبہ پڑہا جسکا ترجمہ یہہ ہے۔ الحمد للہ۔ خداے پاک نے ہم کو اور تمکو راہ حق کی ہدایت کی جس مین ہزارون نے اختلاف کیا اور راہ نہ پائی اور ہم سب کو وہ باتین سوجہائین جن سے جاہل لوگ نابینا ہے۔ ایہا الناس خبردار ہو جاؤ مجھکو امیر المومنین نے تمپر والی و حاکم کرکے بہیجا ہے اور مجھکو وہ فرمان جو ابہی پڑہ چکا ہون عطا فرمایا ہے مین خدا ہی سے توفیق چاہتا ہون اور اوسی پر توکل ہے اور اوسیکی طرف رجوع کرنا ہے اگر تم میری امارت میرے اعمال مین طاعت الٰہی دیکہو تو اسپر خدا کا شکر ادا کرو کیونکہ وہی ہادی راہ صواب ہے اور اگر میرے اعمال و افعال خلاف حق نظر آئین تو مجھکو اطلاع دو اور جو فیصلہ ناحق ہوا ہو اوسکو پہر میرے سامنے پیش کرو اور مجہپر تنبیہ کرکے خطا و غلطی کی اصلاح کرالو اس صورت مین تمکو ہر طرح کا استحقاق ہوگا کہ مجھکو راہ ناصواب سے روک سکتے ہو خداوند تعالےٰ ہمکو اور تمکو نیک اعمال کی توفیق عطا فرماے۔ آمین۔ یا رب العٰلمین یہہ خطبہ دیکر ممبر سے اوترآے۔ ایک مہینہ تک کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ کیا پہر جو لوگ کہ بیعت جناب امیر المومنین علیؓ مین سکوت کیے ہوئے تھے اور جنکو حضرت قیسؓ نے مہلت دے رکھی تہی اونکی طرف پیغام بہیجا کہ تم لوگ میری اطاعت قبول کرو جناب امیر المومنینؓ کی بیعت کرلو یا ہمارا ملک چہوڑکر نکل جاؤ۔ اونہون نے جواب دیا۔ ہم ابہی کچھہ نہین کہتے۔ فی الحال ہمکو اور مہلت دو

کہ ہم اپنے مآل کار پر غور کر کے تمہاری اطاعت کر لین یا جیسا کچہہ اپنے نزدیک مناسب سمجھین گے ویسا کرینگے۔ ابہی ہمارے ساتھہ جنگ نہ کرو۔ محمد بن ابی بکرؓ نے اونکو مہلت نہ دی۔ اون لوگون نے بہی اپنی حفاظت کا معقول انتظام کر لیا جب واقعہ صفین ہو چکا اور فریقین کی طرف سے ثالث مقرر کئے گئے اور جناب علیؓ اس مہم سے فارغ ہوکر کوفہ واپس آئے تو یہہ لوگ چونکہ محمد بن ابی بکرؓ سے پہلے ہی سے کشیدہ خاطر تہے۔ لشکر لیکر مقابل ہوے محمد بن ابی بکرؓ نے بسرداری حارث بن جمہان جعفی ایک لشکر اہل خربتا پر بہیجا۔ اس گروہ مین یزید بن حارث مع قبیلہ بنی کنانہ کے تہے۔ غرض اس لشکر سے اور اہل خربتا سے خوب جنگ ہوئی۔ حارث بن جمہان مارے گئے۔ انکی جگہہ ابن مضاہم کلبی سردار ہوکر گئے وہ بہی مارے گئے اور لشکر شکست خوردہ مصر بہاگ آیا جب دومرتبہ شکست ہوئی تو محمد بن ابی بکرؓ نے جناب امیر المومنین کی خدمت مین اطلاع کی۔ آپنے حکم دیا کہ فی الحال اون سے متعرض نہو آیندہ وقت فرصت سمجہا جاویگا۔

قدوم حضرت عمرو بن العاصؓ نزد جناب امیر معاویہؓ

جسوقت بلوائیون نے مدینہ منورہ مین جناب امیر المومنین عثمان ذی النورینؓ کا محاصرہ کر لیا تہا حضرت عمرو بن العاص اپنے دونون لڑکون عبداللہؓ و محمد کو لیکر مدینہ منورہ سے فلسطین چلے گئے تہے۔ انکے جانے کا سبب آنکا یہہ قول تہا۔ اے اہل مدینہ۔ جو لوگ یہان نہ رہینگے اگر انکے ہوتے ہوے جناب عثمانؓ شہید ہوے تو اون لوگون پر عدم نصرت کا وبال و ذلت ضرور رہیگی پس جو شخص ایسے گاڑہے وقت آپکی مدد کر سکتا ہے وہ نصرت و مدد سے دریغ نہ کرے اور جو عاجز ہے اوسکو یہان سے نکل جانا چاہیئے۔

جب یہہ فلسطین پہونچے بعد دو چار دن کے انکو ایک سوار مدینہ سے آنے والا ملا انہون نے
اوسکا نام پوچھا۔ اوسنے حصیرہ نام بتایا۔ آپنے کہا۔ ابہی محصور ہین۔ پہر دوسرا سوار آیا جس نے
اپنا نام قتال ظاہر کیا انہون نے نام سنکر کہا حضرت عثمان شہید ہوگئے۔ جب اوس سے
حال دریافت کیا تو اوسنے شہید ہونا بیان کیا۔ پہر ایک اور سوار آیا۔ نام پوچھا۔ کہا حرب۔
آپنے کہا۔ افسوس۔ لڑائی ہوگی۔ پہر اور حال دریافت کیا جواب ملا جناب امیر المومنین علیؓ
کی بیعت ہوگئی۔ یہہ سنکر سلم بن زنباع بولے۔ اے گروہ عرب۔ تمہارے اور لڑائی کے درمیان
ایک دروازہ مضبوط تہا تم نے اوسکو توڑ ڈالا اور بجائے اوسکے دوسرا دروازہ قائم کیا۔
عمرو بن العاصؓ بولے ہم یہی چاہتے تھے کہ وہ دروازہ لوٹے۔ اسکے بعد عمرو بن العاص نے پاپیادہ
فلسطین سے کوچ کیا۔ دونون لڑکے انکے ساتھ تھے۔ یہہ روتے ہوے عورتون کی طرح
بین کرتے چلے۔ ہاے عثمان ولے عثمانؓ حیا اور دین کو موت آگئی۔ تم کیا دنیا سے سدہارے
کہ حیا اور دین نے تمہارے ساتھ دنیا سے کوچ کیا۔ غرض اسی طرح ماتم کرتے دمشق مین داخل ہوے
یہہ حضرت طلحہؓ کی خلافت کے امیدوار اور اسپر خوش تھے اور جناب علیؓ کی بیعت سنکر انکو رنج ہوا

حضرت عمرو بن العاصؓ عہد رسالت مین عمان پر عامل ہوکر گئے تھے وہان ایک عالم
یہود کی زبانی انکو جملہ حالات و واقعات زمانہ آیندہ معلوم ہوچکے تھے اوسکے موافق یہ ہر ایک
امر شدنی کو اوسکے آثار سے معلوم کرلیتے تھے کہ اب فلان واقعہ ہونے والا ہے چنانچہ
ویسا ہی ہوتا تہا اوسی عالم نے انسے بیان کیا تہا کہ بعد وفات حضور سرور کائنات حضرت
ابوبکرؓ خلیفہ ہونگے انکی مدت خلافت بہت کم ہوگی پہر دوسرے شخص اوسی قوم کے خلیفہ
ہونگے اور عرصہ تک خلیفہ رہینگے پہر دہوکے سے مارے جاوینگے انکے بعد اوسی قوم سے تیسرے
شخص عرصہ تک خلافت کرینگے پہر بلوہ مین شہید ہونگے۔ بعد انکے چوتھے شخص اوسی قوم کے

ہوجائینگے مگر اونکی بیعت خلافت پر اتفاق نہ ہوگا اور بہت کچھ لڑائیاں درپیش ہونگی پھر شہید ہوجائینگے۔ اونکے بعد والی شام حاکم ہوجاوینگے اونکی حکومت عرصہ تک رہیگی اور لوگ اونپر متفق ہوجائینگے وہ اپنی موت سے مرینگے کوئی اونکو قتل نہ کریگا۔

جناب علی کی بیعت سنکر عمرو بن العاصؓ دمشق چلے گئے۔ وہان قیام کیا اور منتظر رہے کہ لوگ کیا کرتے ہین۔ پھر جناب ام المومنین عائشہؓ حضرات طلحہ و زبیرؓ کے خروج کی خبر سنکر گونہ مسرور ہوے۔ بعد ازان واقعہ جمل اور جناب علی کی فتح سنکر کبیدہ خاطر ہوگئے اور انکی حالت مین تذبذب واقع ہوا پھر سنا کہ شام مین حضرت معاویہؓ جناب امیر المومنین علیؓ کے خلاف ہین اور حضرت معاویہؓ کو جناب عثمانؓ کا شہید ہونا ازبس شاق گذرا ہے حضرت معاویہ انکے نزدیک بہ نسبت جناب علی مرتضیٰؓ کے محبوب اور دوست تھے۔ بہرحال انکے بیعت نہ کرنے سے عمرو بن العاصؓ کو تسلی اور سکون قلب حاصل ہوا۔ اپنے دونون بیٹون سے رائے لی اور کہا۔ تمہارے نزدیک کیا صلاح ہے۔ علیؓ سے ملون یا معاویہؓ کے پاس چلون مگر علیؓ سے تو مجھکو کوئی امید نفع کی نہین ہے وہ مجھکو اپنے کسی کام مین شریک نہ کرینگے صاحبزادہ عبداللہ نے جواب دیا۔ ای پدر بزرگوار۔ آنحضرت صلعم نے اور حضرات شیخین رضی نے انتقال فرمایا اور یہہ تینون صاحب آپسے راضی وخوش تھے میرے نزدیک تو آپ اپنا ہاتھ کھینچے رہین اور اپنے گھر خاموش بیٹھے رہین تاوقتیکہ کسی ایک پر لوگونکا اتفاق نہ ہولے اوسوقت آپ بھی بیعت کرلین۔ دوسرے صاحبزادہ محمد نے یہہ جواب دیا۔ بابا جان۔ آپ عرب کے ممتاز اشخاص مین ہین جبتک آپ اس امر خلافت مین دخل نہ دینگے کیسے متفق علیہ ہوسکتی ہی۔ عمرو بن العاصؓ دونون صاحبزادونکی گفتگو سنکر بولے۔ اے عبداللہ تمنے وہ رائے دی ہی جو میرے دین مین نافع ہے اور اے محمد تم نے وہ بات کہی جس مین میری

دنیا کا فائدہ ہی اور آخرت کی برائی۔ پھر آپ دونون بیٹونکو لیکر حضرت معاویہؓ کے پاس پہونچے یہان اہل شام کو اس حال مین پایا کہ سب جناب عثمان کے خون کے طالب قصاص ہین اور جناب معاویہؓ کو اس بارہ مین برانگیختہ کر رہے ہین۔ عمرو بن العاص رضنے کہا تم حق پر ہو اپنے خلیفہ مظلوم کے خون کا بدلہ لو۔ اسکے بعد روزانہ امیر معاویہؓ کے دربار مین جاتے رہے مگر چندے اونہون نے انکی طرف توجہ نہ کی۔ عمرو بن العاص رضکے بیٹون نے انسے کہا۔ آپکی یہان کچھ قدر وعزت نہ ہوئی اب یہان سے دوسری جگہہ چلئے۔ ایک روز عمرو بن العاصؓ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس گئے اور اونسے کہا تعجب ہے کہ مین ہر طرح آپکی مدد و نصرت کو موجود ہون اور اسیواسطے یہان آیا ہون مگر آپ مجھسے اعراض کرتے ہین۔ میرا ارادہ ہے کہ آپکے ساتھہ ہوکر قاتلین عثمان کو مارون اور اس کام مین مین نے اس درجہ بہت بڑائی ہے کہ جس شخص کی فضیلت و سابقیت مسلم ہے اوسکو چھوڑکر دنیا کا طلبگار بنکر آپسے ملا۔ حضرت معاویہؓ یہ سنکر انسے متفق ہو گئے اور انکو کاروبار و صلاح و مشورہ حکومت مین اپنا شریک کرلیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضکی نسبت مورخین کے بیانات متضاد منقول ہین مخالفین جناب عثمان رضکے ساتھہ انکی سازش۔ محاصرہ و قتل مین سعی و کوشش۔ پھر بعد شہادت جناب عثمان رنج و غم ظاہر کرنا۔ طالبین قصاص کیساتھہ ہونا اور جناب امیر معاویہؓ کی متابعت اسی غرض سے کرنا مفہوم ہوتا ہے۔

دیگر حوادث ۳۶ھ

شروع سنہ ہذا مین بعد شہادت حضرت عثمان اور قبل واقعہ جمل حضرت حذیفہ بن یمان نے انتقال فرمایا۔ منجملہ دیگر فضائل کے یہ آپکے مخصوصات سے ہی کہ مومن کو منافق سے تمیز کرلیتے تھے۔ حضور عالم علم لدنی نے آپکو مخفی اسرار تعلیم فرمائے تھے۔ آپکا قول ہے کہ اور لوگ تو

رسول اللہ سے امور خیر دریافت کرتے تھے مگر مین امور شر پوچھا کرتا تھا تاکہ اونکو معلوم کرکے شر سے محفوظ رہون۔ آپ وقت شہادت جناب عثمان کوفہ مین علیل تھے۔ جب خبر شہادت وکیفیت بیعت مرتضوی سُنی لوگونسے کہا کہ مجھکو مسجد مین لیچلو لوگون نے لاکر ممبر پر بٹھا دیا آپنے فرمایا کہ امیر المومنین علی کی بیعت سب پر واجب ہے وہ اہل خلافت و مستحق اطاعت ہین مین اونکی بیعت خوشی سے کرتا ہون اور خدا کا شکر ہے کہ مین اسوقت تک زندہ رہا اور اونکی بیعت مین داخل ہوا۔ پھر اپنے بیٹون صفوان اور سعد کو متابعت مرتضوی کی تاکید کی اور کہا کہ اونکو بہت کچھ لڑائیان پیش آوینگی تم اونکا ساتھ دینا۔ اس واقعہ کے بعد سات دن یا چالیس دن زندہ رہکر وفات پائی (مسعودیؔ)

حضرت سلمانؓ فارسی نے رحلت فرمائی۔ انکی عمر دو سو پچاس و بقول بعض تین سو پچاس برس کی ہوئی۔ انہون نے حضرت عیسیٰؑ کے بعض اصحاب کو دیکھا ہے۔ انکے سنہ وفات مین اختلاف ہے بعض مین ۳۵ھ ہی اور صاحب تقریب ۳۴ھ لکھتے ہین۔

عبداللہ ابن ابی سرح امیر مصر نے عسقلان مین وفات پائی۔ یہ امیر معاویہ کے ہمراہ صفین کیطرف آتے تھے مگر بادل ناخواستہ کہ راستہ مین انتقال فرمایا۔ (ابن اثیرؒ و امام یافعیؒ)

یہ قریشی عامری ہین۔ بڑے شہسوار مرد میدان کارزار شجاع و جنگجو صاحب غزوات و فتوحات عظیمہ تھے۔ انکی آرزو تھی کہ میرا خاتمہ نماز مین ہو چنانچہ یہی دعا مانگا کرتے تھے۔

نکل جای دم تیرے قدمونکے نیچے		یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے	

جس دن وفات پائی صبح کو وضو کیا اور نماز شروع کی۔ سیدھی طرف سلام پھیر چکے تھے اولٹی جانب پھیرنا چاہتے تھے کہ روح پرواز کر گئی۔ (خمیس)

قدامہ بنؓ مظعون حجمی بدری مہاجر حبشہ۔ عمرو بن ابی عمرو بن ضبہ فہری۔ ابو شداد بدری

رضی اللہ عنہم نے اسی سال انتقال کیا۔
سنہ مذکور مین امیر المومنین نے یزید بن حجیہ تیمی کو رے کا حاکم کیا۔ انہون نے خراج مین سے تیس ہزار کا تغلب کیا۔ آپنے بلاکر بعد تفتیش درّونسے پٹواکر قید کردیا اور اونکو موّلے سعد کے سپرد کیا۔ یزید انکی حراست سے بھاگ کر امیر معاویہ رض کے پاس پہونچے۔ اونھون نے انکو کچھہ زر ونقد دیا۔ یہ وہان رہنے لگے اور حضرت علی کی برائیان کیا کرتے تھے عہد امارت امیر معاویہ مین اونکے ساتھہ عراق پہونچے اور رے کے حاکم ہوگئے بعض کہتے ہین کہ جناب علی کے ہمراہ واقعہ جمل و صفین مین تھے اور جنگ نہروان مین ساتھہ دیا تو آپنے پھر رے کا والی کردیا

مقدمات و اسباب واقعہ صفین

جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ رض جب واقعہ جمل سے فارغ ہوکر بقصد شام کوفہ مین تشریف لائے ایک خط بنام جریر بن عبد اللہ بجلی عامل ہمدان دوسرا اشعث رض بن قیس کندی والی آذربیجان لکھا۔ دونون کا ایک مضمون تھا کہ اپنے بلاد متعلقہ سے ہماری بیعت لیکر خود ہمارے پاس چلے آو چنانچہ وہ دونون آپکے حکم کی تعمیل کرکے حاضر خدمت ہوے۔ آپکو منظور ہوا کہ کسیکو امیر معاویہ رض کے پاس خط دیکر بھیجین جریر نے کہا کہ یہ خدمت میرے متعلق فرماوین۔ میری اونکی دوستی ہے مین اونکو زبانی بھی نصیحت کرونگا کیا عجب کہ میرا کہنا اونکے ذہن نشین ہو اور آپ کی بیعت قبول کرلین۔ اشتر خلاف ہوے اور جناب علی رض سے علیحدگی مین کہا۔ یہ معاویہ رض کے دوست ہین۔ انکو نہ بھیجئے۔ مجھکو ارشاد ہو تو اس خدمت کو انجام دون۔ آپنے فرمایا۔ انہین کو جانے دو۔ دیکھو معاویہ رض کیا جواب دیتے ہین اور یہ وہانسے واپس آکر کیا ظاہر کرتے ہین۔ بالآخر جریر بن عبد اللہ سفارت کو تیار ہوے۔

جناب امیرالمومنین رضؓ نے ایک خط انکے حوالہ کیا جس مین اپنی بیعت اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کی عہد شکنی اور واقعہ جمل مین آپ سے لڑنا لکھا تھا اسکے بعد حضرت معاویہؓ کو اپنی بیعت مین داخل ہونے کو لکھا تھا۔

جریرؓ یہہ خط لیکر حضرت معاویہؓ کے پاس پہونچے۔ اونہون نے جواب دینے مین تاخیر کی اور عمرو بن العاص رضؓ سے اس معاملہ مین مشورہ لیا۔ اونہون نے جواب دیا۔ اہل شام کو جمع کرکے حضرت علیؓ پر تہمت خون عثمانؓ لگایئے اور لشکر لیکر حضرت علیؓ سے مقابلہ کیجئے۔ حضرت معاویہؓ نے انکے کہنے پر عمل کیا۔ جریرؓ کے روکنے سے یہ غرض تہی کہ جریرؓ خود اپنی آنکہہ سے اہل شام کا معاوضہ خون عثمانی پر مستعد ہونا دیکہہ لین اور خون عثمانی کا اتہام جناب علیؓ پر اہل شام کی زبانون سے سنکر واپس جاوین اور یہان کی حالت اور لوگون کا جوش و خروش بیان کرین۔

اہل شام کی یہہ کیفیت تہی کہ نعمان بن بشیر جناب امیرالمومنین عثمانؓ کا خون آلود پیراہن اور اونکی بیوی نائلہ کی دو انگلیان جڑ سے علیحدہ اور نصف انگوٹہا اور دو انگلیان مع کسیقدر ہتہیلی کٹی ہوئی شام مین لیکر گئے تہے۔ حضرت معاویہؓ نے یہہ کرتہ ممبر پر رکہوا دیا اور اوسپر او انگلیان رکہہ دی گئین۔ اہل شام انکو دیکہکر مدتون روتے رہے اور اونہون نے متفق ہوکر قسمین کہائین کہ جبتک خون عثمانی کا معاوضہ نہ لینگے اوسوقت تک ٹہنڈا پانی نہ پئینگے نہ پانی کو سوائے غسل جنابت کے ہاتہہ سے چہوئین گے۔ نرم بچہونے پر نہ سوئینگے اور جو شخص خون کا بدلہ لینے مین حائل و حارج ہوگا اوسکو بہی مار ڈالینگے۔ (کامل)

جریر بن عبداللہؓ تین ماہ تک شام مین مقیم رہے اور حضرت معاویہؓ انکو ٹالتے رہے۔

امیرالمومنین جناب علیؓ نے جریرؓ کے نام خط لکہا جسکا مطلب یہہ ہے کہ جسوقت میرا

یہہ خط تمکو ملے معاویہؓ سے قطعی جواب لو۔ لڑائی یا صلح۔ دو باتونسے جسکو وہ اختیار کرین مختار ہین۔ اگر لڑائی پر مستعد ہین تو اونکو اونکے حال پر چھوڑ کر چلے آؤ اور اگر صلح خواہ ہون تو میری بیعت اونسے لیکر جلد واپس آؤ۔ (عقد الفرید)

جریر بن عبداللہؓ یہ ماجرا اور یہہ جوش اہل شام کا دیکھکر کوفہ واپس آئے اور امیر المومنین کی خدمت مین زبانی حال عرض کیا۔ یہہ بھی کہا کہ اہل شام کا قول ہے۔ آپنے جناب عثمانؓ کو قتل کرایا۔ قاتلین عثمانؓ کو پناہ دی اور وہ بغیر بدلہ لئے نرکینگے تاوقتیکہ قاتلین جناب عثمانؓ کو نہ مارلین یا آپ کو قتل کرین۔

جب جریرؓ بے نیل مرام واپس آئے تو اشتر نخعی نے جناب علیؓ سے کہا۔ امیر المومنین مین نے آپکو پہلے ہی منع کیا تہا لیکن آپنے میرا کہنا نہ مانا۔ جریر نے قصداً شام مین اتنے عرصہ تک قیام کیا اور اتنی دیر لگادی کہ اہل شام اپنی مضبوطی کرلین۔ انکے جانے سے ایسا دروازہ کھل گیا جسکے کھلنے کی ہمکو امید نہ تھی اور نہ کوئی خوفناک راہ ایسی رکھی کہ جسکا انسداد نہ ہوگیا ہو۔ جریرؓ انکی طعنہ زنی سے برہم ہوے اور جواب دیا کہ اگر تم میری جگہہ جاتے تو زندہ واپس نہ آتے۔ اہل شام تمہاری بوٹیان جدا کرکے تمہارا قیمہ بناتے۔ وہ تمکو جناب عثمانؓ کا قاتل جانتے ہین۔ اشتر نے کہا۔ اگر امیر المومنین مجھکو اجازت دیتے اور مین جاتا تو اہل شام کو معقول جواب دیتا اور معاویہؓ کو اپنی تقریر سے ایسا لاجواب کرتا کہ اونکو فکر و تامل کی مہلت نہ ملتی۔ اگر امیر المومنین میرا کہنا مانتے تو مین تم جیسے آدمیونکو قیدخانہ مین رکہتا اوسوقت تک کہ یہہ معاملہ ہمارا اور معاویہؓ کا طے نہوجاتا۔ جریرؓ اس بدزبانی و غلط اتہام سے ناخوش و کبیدہ خاطر ہوکر قرقیسا کی طرف چلے گئے اور وہانسے حضرت معاویہؓ کی طلبی پر شام مین داخل ہوے۔

بعضون نے لکھا ہی کہ جریر بن عبد اللہ رضؓ کو بغیر جواب واپس کر دینے کے باعث شرحبیل بن سمط کندی ہوئی۔ اسکا سبب یہ ہے کہ عہد فاروقی مین جسوقت حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ عامل عراق تھے جناب عمر فاروق رضؓ نے شرحبیل کو انکے پاس بھیجدیا تھا حضرت سعد رضؓ نے انکی بہت عزت کی اور اپنے مقربین مین داخل کیا۔ اشعث بن قیس کندی بھی عراق مین تھے انکو شرحبیل کے عزت و مرتبہ پر حسد پیدا ہوا۔ اوسی زمانہ مین حضرت سعد رضؓ نے جریر کو مدینہ منورہ روانہ کیا۔ اشعث نے جریر رضؓ سے کہا۔ تم مدینہ جاتے ہو اگر ممکن ہو تو امیر المومنین کے حضور مین شرحبیل کی شکایت کرنا لیکن انھون نے مدینہ پہونچکر ایسا نہین کیا بلکہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی تعریف کی۔ بعد اسکے امیر المومنین فاروق نے شرحبیل اور جریر کو عراق سے اپنے پاس بلالیا۔ جریر کو تو مدینہ مین رکھا اور شرحبیل کو شام روانہ فرمایا۔ شرحبیل یہان بہت عزت و حرمت سے رہے۔ انکے باپ سمط غازیان شام سے ہین۔ جب حضرت جریر رضؓ حضرت معاویہ رضؓ کے پاس آئے تو حضرت معاویہ رضؓ نے شرحبیل کو بلایا اور اونسے امیر المومنین کا خط آنا ظاہر کرکے اونکو جریر رضؓ سے ملایا۔ شرحبیل نے رائے دی کہ حضرت عثمان ہمارے خلیفہ تھے اگر تم اونکے خون کا معاوضہ طلب کر سکتے ہو تو کوتاہی نہ کرو ورنہ ہم تمسے الگ ہوتے ہین حضرت جریر رضؓ یہان کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھکر کوفہ واپس گئے۔ پھر شرحبیل ہی کے اشارہ سے حضرت معاویہ رضؓ نے جریر رضؓ کو بلالیا۔ چونکہ یہ اشتر کی طعنہ زنی سے ناخوش ہو گئے تھے۔ حضرت معاویہ رضؓ کے پاس چلے آئے۔ (ابن خلدون و ابن اثیر)

امیر المومنین علی رضؓ اور جناب معاویہ رضؓ کے درمیان قبل صفین خط و کتابت ہوتی رہی عقد الفرید مین آپکے خطوط مع جوابات مذکور ہین۔ تاریخ خمیس سے آپکا ایک فقرہ کا خط اور اسیقدر جناب معاویہ رضؓ کا جواب ہم بطور نمونہ کے یہان نقل کرتے ہین۔

خط جناب علی مرتضیؓ بنام جناب معاویہؓ غرک عزک فصار قصار ذلک ذلک فاخش فاخش فعلک فعلک تھدیٰ بھذا۔ ترجمہ۔ تمہاری عزت وعزتیہ نے تمکو فریب دیا انجام اسکا ذلت وخواری ہے اپنے فعل بد سے ڈرو شائد اسکے ذریعہ سے تم راہ پاؤ۔

جواب ازطرف امیر معاویہؓ۔ علی قدری علیٰ قدری۔ ترجمہ۔ بقدر میری حوصلہ و ہمت کے میری دیگ کو جوش ہے۔

روانگی جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰ جانب صفین و وقائع اثناء راہ

المختصر جسوقت جناب امیرالمومنین کو امیر معاویہؓ کی جانب سے امید صلح نہ رہی بلکہ جنگ و جدال کی آمادگی ظاہر ہوئی تو آپ نے کوفہ مین ابومسعود انصاری کو اپنا نائب کرکے [بتاریخ ۶ ماہ شوال سنہ ۳۶ھ کوفہ سے کوچ فرمایا۔ (مسعودی)] اور نخیلہ مین پہونچکر لشکر مرتب کیا۔ اسی مقام پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ اہل بصرہ کے ہمراہ آپ سے مل گئے۔ اہل کوفہ کی ایک جماعت جسمین مرہ ہمدانی اور مسروق ہین رہگئے ان دونون نے اپنے وظائف سالانہ لیکر قزوین کا رخ کیا اور آپ کے ساتھ صفین مین شریک نہ ہوے۔ مسروق اپنی غیر حاضری پر افسوس کرتے اور بارگاہ ایزدی مین استغفار کرتے تھے۔

شام مین حضرت معاویہؓ کو جناب علیؓ کی آمادگی کی خبر پہونچی وہ بھی لشکر جمع کرنے کی فکر مین مشغول ہوے اور اپنے وزیر عمرو بن العاصؓ سے مشورہ لیا۔ اونھون نے جواب دیا۔ جب علی مرتضیٰؓ نے لشکر کشی کی ہے آپ بھی اونکی طرف چلئے اور اپنی تدبیرون اور حیلون اور چالون سے اونکے مقابل ہوجیئے۔ آپ کے مقابل علیؓ ہمت کمزور ہین۔ اہل عراق جو اونکے تابع تھے اونکی جمعیت منتشر و متفرق ہوگئی۔ اونکی شوکت و دبدبہ سست ہوگیا۔ اہل بصرہ حضرت علیؓ سے

خوش نہین۔ اونکی جماعت سے بہت سے قتل ہوے۔ سرداران بصرہ وکوفہ ودلیران معرکۂ شجاعت یوم جمل مین کام آے۔ اب اونکے ساتھہ کون ہین۔ جماعت قلیل۔ گنتی کے آدمی وہ بہی کمزور ناتوان۔ پہر آپ حق پر لڑتے ہین آپنے خلیفہ کے خون کا بدلا چاہتے ہین۔ خداوند تعالی آپ کا حامی ومددگار ہے۔ آپکے ذمہ اپنے خلیفہ شہید مقتول ومظلوم کا حق ہے اوس حق کو اپنی گردن سے ادا کیجئے اور اللہ تعالی سے ڈریئے ایسا نہو کہ آپ کی طرف سے بدلا لینے مین قصور ہو اور اوس کی سزا مین اولٹے آپ مبتلا ہو جاوین۔ اسی قسم کی باتین کر کے حضرت معاویہؓ کو لڑائی پر تیار کر دیا۔ حضرت معاویہؓ نے اپنے ممالک محروسہ کی فوج جمع کرنے اور لڑائی کا ساز وسامان بہم پہونچانیکو بتاکید بلیغ خطوط لکہے۔ تین علم تیار کیے۔ ایک عمرو بن العاصؓ کو دیا۔ ایک اونکے دونون لڑکون کو اور ایک اپنے غلام وردان کو دیا۔ ادہر جناب علی مرتضیؓ نے اپنے غلام قنبر کو علم لشکر عنایت فرمایا تہا۔

جناب امیر المومنینؓ نے آٹھہ ہزار کی جمعیت سے زیاد بن نضر حارثی کو اور چار ہزار کی جماعت بسرداری شریح بن ہانی بطور مقدمۃ الجیش نخیلہ سے بجانب شام روانہ کی خود بہی نخیلہ سے کوچ کر کے مداین مین تشریف لاے۔ یہانسے بہی لشکر لیا۔ سعد بن مسعود عم مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کو والی مداین مقرر کر کے معقل بن قیس کو بسرداری تین ہزار جوانان کارزار آگے بڑہنے کا حکم دیا۔ انکو یہہ ارشاد ہوا کہ موصل ہوتے ہوے ہمکو رقہ مین مل جاوین۔ اس لشکر کو روانہ کر کے آپنے بہی مداین سے کوچ کیا۔ جب آپ رقہ مین داخل ہوے اہل رقہ کو حکم دیا کہ پل تیار کرین تاکہ دریا پار ہو کر شام روانہ ہون۔ اونہون نے حکم کی تعمیل نہ کی حالانکہ اون کے پاس سامان موجود تہا۔ کشتیان جمع کر رکہی تہین۔ آپنے اس حکم عدولی پر کچہہ تشدد نہ فرمایا بلکہ یہہ ارادہ کیا کہ دوسری راہ سے منبج کے پل پر سے عبور فرماوین مگر اشتر نے اون لوگون کو

ڈانٹا اور پکار کر کہا میں قسم کہاتا ہوں کہ اگر ہمارے عبور کرنے کو پل تیار نہ کر دوگے اور امیر المومنین کو ادہر سے نہ اوترنے دوگے تو خوب یاد رکھو کہ قضا تمہاری سر پر آگئی میں ابھی تلوار لیکر آتا ہوں ایک کو بھی زندہ نہ رکھونگا۔ تمہارا مال واسباب بھی سب لوٹ لونگا۔ اہل رقہ اشتر کی للکار سے تھر تھر کانپنے اور آپس میں کہنے لگے۔ یارو۔ یہہ شخص اشتر ہے اسکو خوب جانتے ہو یہہ اپنی قسم پوری کرکے چھوڑیگا بلکہ جسقدر کہا تہیں اوس سے زیادہ کرد کھائیگا مناسب ہے کہ پل تیار کر دو اور اس بلا کو سر سے ٹالو۔ لاچار اونکی خوشامد کی اور کہا۔ آپکے واسطے پل بنا جاتا ہے آپ شوق سے عبور فرماویں۔ القصہ دم کے دم میں پل تیار ہوگیا اور جناب امیر المومنین علیؑ نے مع اپنے لشکر کے عبور فرمایا۔ عبداللہ بن ابی حصین کی ٹوپی سر پر سے گر گئی انہوں نے گھوڑے سے اوتر کر اوٹھالی پھر عبداللہ بن حجاج ازدی کی بھی ٹوپی گری انہوں نے بھی اوٹھالی اور ایک شعر پڑہا جسکا مطلب یہہ ہی "اگر پرندا وڑا کر فال لینے والے کی بات ٹھیک ہے تو بیشک ہم بہت جلد قتل ہونگے" یہہ سنکر ابن ابی حصین بولے۔ یار سچ کہتے ہو میرے نزدیک تو موت سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں ہی۔ مروی ہے کہ یہہ دونوں جنگ صفین میں مارے گئے (ابن اثیر)

اثناسفر میں کسی مقام پر لشکر پیاسا ہوا۔ دور تک پانی کا نام نشان نہ پایا۔ ہر ایک جان بلب قریب مرگ ہوگیا۔ جناب امیر المومنینؑ نے ان لوگونکو راستہ سے موڑ کر جنگل و بیابان کا رخ کیا۔ کچھہ دور گئے تھے کہ سامنے سے ایک دَیر نظر آیا۔ سب اوس طرف بکمال عجلت پانی کی امید پر چلے۔ دَیر کے رہنے والے فقیر سے پانی کا پتہ پوچھا۔ فقیر نے جواب دیا۔ صاحبو! پانی یہانسے دو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ لشکریوں نے عرض کیا حضور ہمکو اجازت دیں قبل اسکے کہ ہماری طاقت شدت تشنگی سے سلب ہوجاوے ہم پانی کے پاس پہونچ جاویں۔ آپنے فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ پانی اسی مقام پر ملا جاتا ہے۔ یہہ فرماکر آپنے خچر کو چند قدم آگے بڑہایا اور

ایک مقام پر اشارہ کیا کہ اس جگہہ کو کہودین۔ لشکری کدال لیکر بہڑ گئے تہوڑاہی کہودا تہا کہ ایک بڑا پتہر ظاہر ہوا وہ اسقدر سخت تہا کہ کسی کدال سے نہ ٹوٹ سکا۔ آپنے فرمایا کہ اس پتہر کے نیچے چشمہ آب شیرین ہے۔ ہر چند لشکریون نے کوشش کی مگر وہ پتہر نہ ٹوٹا اور نہ اپنی جگہہ سے ٹسکا جناب امیر المومنین خود نچر سے اوتر پڑے۔ آستین چڑہا کر بزور قوت حیدری ایک ہی حملہ مین پتہر اوس جگہہ سے اوٹہا کر دور پہینک دیا۔ نہایت صاف و شیرین خوشگوار برف سے زیادہ ٹہنڈا پانی نکلا۔ ایسا با مزہ پانی اس سفر مین کسی منزل پر میسر نہ آیا تہا۔ تمام لشکر نے پانی پیا اور بقدر ضرورت مشکیزے ویکہالین بھرلین جب سیراب ہو گئے تو آپنے وہ پتہر اوٹہا کر اوس چشمہ پر رکہہ دیا مگر لوگونکو اُس پر مٹی ڈالنے اور پاٹنے سے منع فرمایا۔ فقیر اپنے دیر سے یہ حالت دیکہہ رہا تہا جناب امیر المومنینؑ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض پیرا ہوا۔ کیا آپ پیغمبر مرسل ہین۔ فرمایا نہین۔ پہر کہا۔ کیا کوئی فرشتہ مقرب ہین۔ جواب ملا نہین۔ پوچہا۔ آخر آپ کون ہین فرمایا مین پیغمبر مرسل نبی آخر الزمان جناب محمد مصطفےٰ کا وصی ابن عم ہون۔ فقیر نے کہا۔ آپ ہاتہہ بڑہائیے اور مجھکو مسلمان کر لیجیے جناب امیر المومنینؑ نے اپنا ہاتہہ اوسکو دیا وہ کلمہ شہادت پڑہکر مسلمان ہو گیا۔ آپنے دریافت فرمایا۔ کیا وجہ ہوئی کہ تم عرصہ سے اپنے دین پر تہے اسوقت مجھکو دیکہتے ہی مسلمان ہو گئے۔ فقیر نے جواب دیا۔ اے امیر المومنین۔ یہہ دیر اس پتہر کے اوٹہانے والیکے واسطے بنایا گیا ہے مجھسے پہلے اور بہی فقیر اس دیر مین گذرے ہین۔ مین نے اپنی کتابونمین پڑہا تہا اور اپنے عالمونکی زبانی سنا تہا کہ اس مقام پر ایک چشمہ ہے۔ اوس پر ایک سنگ گران وزن رکہا ہے اوسکو بجز پیغمبر مرسل یا اوسکے وصی کی دوسرا شخص نہ اوٹہائیگا مین نے اسوقت آپسے یہہ کام دیکہا پس مجھکو یقین ہو گیا کہ وہ شخص آپ ہی ہین پہر وہ فقیر ہمراہ رکاب ہوا اور جنگ صفین مین اہل شام سے لڑتا رہا یہانتک کہ شہید ہو گیا۔ جناب

امیر المومنین رضؓ نے اوس پر نماز پڑہی اور مقبرہ شہداء صفین مین دفن فرمایا۔ اوسکے حق مین اکثر دعا فرمایا کرتے اور یہہ ارشاد ہوتا کہ وہ میرا دوست تہا۔ (شواہد النبوت)

جب آپ فرات پر پہونچے تو زیاد بن نضر حارثی اور شریح بن ہانی آپسے آکر ملے۔ انکے پیچہے رہجانیکی یہہ وجہ ہوئی کہ یہہ مع لشکر کے فرات کے کنارہ کنارہ خشکی کی راہ چلے جب عانات پہونچے تو خبر ملی کہ حضرت معاویہؓ کا لشکر ادہر آرہا ہے۔ انکو خیال آیا کہ راستہ ہی مین مقابلہ نہ ہوجاے ہمارے اور امیر المومنین جناب علیؓ کے درمیان دریاے فرات حائل ہوگا ہم اوس پار ہونگے اور جناب علی ابہی اسی طرف ہین معلوم نہین کہ حریف کا لشکر کسقدر ہے اگر ہم اونکے مقابلہ مین کمزور پڑے تو جناب علیؓ کو ہماری خبر بہی نہونے پاوے گی اور یہان لشکر کا خاتمہ ہوجاویگا پس یہہ تجویز کرکے جسطرف جارہے تہے وہ راستہ چہوڑدیا اور عانات سے عبور کرنا چاہا مگر اہل عانات نے انکو روکا۔ یہہ مزاحمت کرنا مناسب نہ سمجہے مجبور ہیت کی طرف لوٹ آے اور وہانسے دریاے فرات عبور کرکے جناب امیر المومنین کے لشکر سے آملے۔ آپنے ان دونون سردارون کو بارہ ہزار لشکر دیکر آگے روانہ کیا۔ یہہ وہی لشکر ہے جو انکے ساتہہ کوفہ سے آیا تہا۔ جب یہہ حدود روم مین داخل ہوے ابو الاعور سلمی لشکر شام لئے ہوے مل گئے۔ زیاد وشریح نے جناب امیر المومنین کو اس حال سے مطلع کیا۔ آپنے اشتر کو انکی طرف بہیجا اور حکم دیا کہ بہت جلد اونسے جاملو وہان پہونچکر زیاد وشریح کو میمنہ ومیسرہ پر مامور کرنا اور خود پورے لشکر کو اپنی کمان مین لینا مگر خبردار جنگ مین پیشدستی تمہاری جانب سے نہ ہو۔ بلکہ اوّلاً اونکو صلح کی جانب بلاؤ اپنی کہو اونکی سنو۔ اونکے بغض وعداوت مین آپے سے باہر ہوکر جاتے ہی حملہ نہ کر بیٹہنا۔ مکرر سہ کرر اونکو سمجہانا باہمی اسلامی جنگ کے نتائج افسوسناک اور عاقبت خراب سوجہانا۔ اسپر بہی وہ نہ مانین اور لڑائی شروع کردین تو مضائقہ نہین تم بہی جواب دینا۔ اونسے اسقدر قریب متصل پڑاؤ نہ ڈالنا

کہ تمہاری اونکی کوئی لڑائی ہو اور نہ اتنے فاصلہ اور بعد پر کہ دیکھنے والا تمکو لڑائی سے گریز کرنیوالے اور رعب سے ڈرنیوالے تصور کرے حتی الامکان میرے آنے تک لڑائی نہ ہونے پاوے مین بھی انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے پیچھے ہی پہونچتا ہون۔ اس طرح اشتر کو خوب سمجھا کر روانہ فرمایا زیاد و شریح کو بھی اشتر کی اطاعت اور انکے ساتھ رہنے کی تاکید لکھ بھیجی۔ اشتر کے پہونچتے ہی زیاد و شریح نے لشکر کا چارج انکو دیا اور خود اشتر کی ماتحتی مین میمنہ و میسرہ پر رہے۔ اشتر نے جناب امیر المومنین علیؓ کے احکام کی پوری اتباع کی اور لڑائی کی ابتدا ادھر سے نہ ہونے دی فریق ثانی بھی دن بھر علحدہ ٹھیرے رہے۔ طرفین سے ایکنے دوسرے پر حملہ نہ کیا۔ شام کے قریب ابوالاعور سلمی نے اشتر کی فوج پر حملہ کیا۔ تھوڑی دیر تک لڑائی رہی پھر دونون علحدہ ہوگئے رات اطمینان سے گذاری دوسری دن صبح ہوتے پھر صف آرا ہوے۔ اشتر کی طرف سے ہاشم بن عتبہ مرقال اور لشکر شام سے ابوالاعور میدان مین نکلے تمام دن لڑائی ہوتی رہی اور ایک دوسرے کے مقابلہ مین جمے رہے قریب شام دونون لشکر اپنے اپنے پڑاؤ کو واپس جارہے تھے کہ اشتر نے لشکر شام پر حملہ کر دیا اور کہا تم لوگ واپس جاؤ اور آرام کرو البتہ ابوالاعور کہان ہے ہمارے مقابلہ مین آے۔ ابوالاعور یہہ رنگ دیکھکر ٹھیر گئے۔ یہہ اپنے کل والے مقام سے ذرا ہٹ کر ٹھیرے اور اشتر نے اپنے پھراپہونکی صف بندی اوسی جگہہ کر دی جسجگہہ روز گذشتہ مین ابوالاعور کا لشکر صف بستہ ٹھیرا رہا تھا پھر اشتر نے سنان بن مالک نخعی سے کہا کہ تم میری طرف سے ابوالاعور کے پاس جاؤ اور اوسسے کہو تمکو دعویٰ مردانگی ہو تو قلب لشکر سے نکلکر مقابلہ مین آؤ۔ سنان نے کہا۔ ابوالاعور کو اپنے مقابلہ کے واسطے بلاؤن یا آپکے مقابلہ کو اور آپکے نام سے۔ اشتر نے کہا۔ کیا اگر مین تمکو اوسسے لڑنیکا حکم دون تو تم اونکا مقابلہ کرسکتے ہو۔ سنان نے جواب دیا کیون نہین۔ اشتر نے انکی ہمت پر تعریف کی اور دعا دیکر کہا۔ شاباش ایسا ہی چاہیئے مگر تم

ابوالاعور کو میرے نام سے بلاتا۔ سنان لشکر شام مین داخل ہوے اور پکار کر کہا مجھکو امن دینا خبردار کوئی مجھپر ہاتھہ نہ چلاے مین قاصد ہون۔ یہہ کہتے ہوے ابوالاعور کے پاس جا پہونچے اور اشتر کا پیغام پہونچایا۔ ابوالاعور نے سنکر سکوت کیا بعد کچھہ دیر کے کہا۔ اشتر کی راے نے اور اوسکی عقل ہی نے تو سارا انتظام عہد عثمانی مین تہہ و بالا کر دیا۔ اشتر ہی کی ذات سے جناب امیرالمومنین عثمانؓ کے عمال عراق سے نکالے گئے۔ اشتر ہی کی بدولت جناب امیرالمومنین شہید کے عیب اور برائیان لوگونکی زبانونپر تہین۔ اشتر ہی کی شرارت سے کہ ہنگامہ محاصرہ برپا ہوا اور امیرالمومنین بیبس و مظلوم شہید کیے گئے۔ اب اوسیکا وبال ہی کہ آج خون ناحق یہہ رنگ لایا ہے اور اوسکے قصاص مین ایک عالم مین قیامت برپا ہو رہی ہی۔ مین ایسے شخص سے مقابلہ نہین کرتا۔ سنان نے کہا۔ اب تم کہہ چکے مجھسے اسکا جواب سن لو۔ ابوالاعور بولے مین تمہارا جواب سننا نہین چاہتا میرے پاس سے چلے جاؤ۔ سنان اشتر کے پاس واپس آے۔ اشتر نے سنکر کہا۔ ابوالاعور کو اپنی جان عزیز ہے۔ اس عرصہ مین دونون طرف سے سپاہی لڑتے رہے یہانتک کہ رات نے بیچ مین پڑکر دونونکو میدان رزمگاہ سے جانب آرامگاہ پہیر دیا۔ دوسرے دن صبح کے وقت جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰ بہی تشریف لے آے اور آتے ہی حکم دیا کہ لشکر لیکر آگے بڑہو۔ اشتر مع لشکر آگے بڑہے لیکن انسے پہلے حضرت معاویہؓ فرات پر پہونچ گئے تہے اور پانی پر قبضہ کر لیا تہا اور جاے امن اور مناسب اپنے لشکر کیواسطے تجویز کرکے پڑاو ڈال دیا تہا۔ اشتر کے بعد جناب امیرالمومنین علیؓ بہی لشکر سے مل گئے اور فرودگاہ مناسب تلاش کی۔ اس مقام پر صرف ایک ہی گہاٹ تہا جسپر حضرت معاویہؓ نے پہلے ہی سے قبضہ کرکے ابوالاعور کو متعین کر دیا تہا کہ کسی کو پانی نہ لینے دین نہ کسیکا قبضہ اوس جانب ہونے پاوی۔ ہمراہیان جناب علی مرتضیٰؓ نے دوسرا گہاٹ اور پانی لینے کا مقام ڈہونڈہا مگر

نہ ملا مجبور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ لوگ پیاسے ہین اور پانی پر معاویہ ؓ کا لشکر پڑا ہے یہان بجز اسکے دوسرا گھاٹ قرب وجوار مین نظر نہین آتا۔ آپنے صعصعہ بن صوحان کے ذریعہ جناب معاویہ ؓ کے پاس کہلا بھیجا۔ ہم تمھاری طرف بقصد جنگ نہین آئے تھے۔ جبتک تمہارے عذر سنکر جواب معقول نہ دیتے ہرگز تمھاری لڑائی کا ارادہ نہ کرتے مگر افسوس تمھاری ہی طرف سے ابتدا ہوئی۔ تمہارے سوار و پیادے تم سے پہلے پہونچ گئے اور ہمارے لشکر سے لڑائی چھیڑ دی حالانکہ ہم کو تمھاری جنگ سے گریز تھا اور اب بھی یہی خیال ہے تا وقتیکہ تمکو دعوت راہ حق نہ دینگے اور تمام حجت نہ کرلینگے تم پر دست اندازی نہ کرینگے۔ اب تمھاری طرف سے اوسپر یہہ طرہ دوسرا ہوا کہ ہماری لوگونکو پانی سے روک دیا۔ اور اپنے آدمیونکا پہرہ قائم کر دیا۔ تم اپنے ہمراہیونسے کہلا بھیجو کہ ہمارے آدمیونکو پانی لینے سے نہ روکین تاکہ آسانی کیساتھ ہمارے تمہارے امور متنازعہ مین فیصلہ ہو جاوے اور بغیر کشت وخون طرفین سب مسلمان اپنی اپنے گھر واپس جاوین۔ اگر تمکو یہہ منظور ہے کہ جس غرض سے ہم آئے ہین فی الحال اوسکو چھوڑ کر پہلے پانی ہی پر لڑین جو غالب آوے پانی پاوے مغلوب پیاس سے مرجاوے تو ہم اس پر بھی راضی ہین۔ حضرت معاویہ ؓ نے اپنی ہمراہیونسے رائے لی۔ ولید بن عقبہ اور عبداللہ بن سعد نے کہا۔ پانی پر سے قبضہ نہ اوٹھانا چاہیئے جیسا ان لوگون نے امیرالمومنین کو تین دن کا پیاسا شہید کیا ویسا ہی یہ لوگ بھی پیاسے تڑپا تڑپا کر مارے جاوین۔ عمرو بن العاص ؓ نے رائے دی کہ پانی پر سے قبضہ اوٹھا لیجیے۔ وہ پیاسے رہین اور ہم پانی سے سیراب ہون یہہ مناسب نہین۔ خدا سے ڈرنا چاہیئے تلوار کی مار کیا کم ہے جو پانی ہی روکا جاوے۔ اسپر ولید و عبداللہ نے پھر کہا۔ ہم آج رات تک تو ضرور اونکو پانی سے روکین گے کیونکہ پانی کی تکلیف سے وہ پریشان ہو کر خود واپس

ہون گے یہی والپسی اون کے حق مین ہزیمت ہے۔

صعصعہ سے اور ولید وعبداللہ سے سخت کلامی ہونے لگی صعصعہ نے کہا خداوند تعالےٰ ان بدکارون شرابخوارونکو پانی سے روکتا ہے ہم اوسکے خاص بندے کبھی پیاسے نہ رہین گے اے عبداللہ خدا تجہپر لعنت کرے اور اس فاسق بدکار ولید پر خدا کی مار پڑے۔ ولید وغیرہ نے بہی ایسا ہی کچہہ گالی گلوچ کے ساتھہ جواب دیا اور تہوڑی دیر کیلئے تو تو مین مین ہوگئی۔ جناب معاویہ رضؓ نے صعصعہ سے کہا۔ اب تو تم والپس جاؤ جو کچہہ رائے قرار پائیگی ہم عقب سے کسی کی زبانی کہلا بہیجین گے۔ بعضے کہتے ہین کہ ولید اور ابن ابی سرح جنگ صفین مین شریک نہین ہوے

صعصعہ والپس آئے اور یہی حال عرض کیا معاویہؓ کا جواب بہی ظاہر کیا۔ اب جناب معاویہ رضؓ کی طرف سے ابوالاعور کی مدد پر اور سوار بہیجے گئے اور دوسرا حکم نافذ ہوا کہ لشکریان جناب علی کو پانی لینے سے روکین۔ امیرالمومنین رضؓ نے یہ خبر سنکر اپنے لشکر سے فرمایا کہ اب اینر حملہ کرکے پانی پر قبضہ کرو۔ آپکا حکم پاتے ہی اشعث بن قیس کندی نے عرض کیا مین اودہر جاتا ہون۔ یہ کہکر ایک لشکر مرتب کرکے فرات کا رخ کیا اور مقابل ہوکر تیرون کا مینہ برسا دیا۔ کچہہ دیر تک تیراندازی ہوتی رہی جب تیروتے سے ترکش خالی ہوگئے نیزے چلے اور پہر دونون طرف سے خوب تلوار چلی اور دریا کنارہ بہادرون کا خون پانی ہوکر بہہ نکلا۔ امیر معاویہ رضؓ نے یزید بن اسد بجلی قسری کو ایک لشکر دیکر ابوالاعور کی مدد کو بہیجا ادہر سے جناب امیرالمومنین نے شبیث بن ربعی کو کچہہ بہادران جانباز کا سردار کرکے اشعث کندی کی اعانت پر روانہ فرمایا۔ پانی پر لڑنے ولے ان تازہ دم سپاہیون کی مدد سے اور بہی قوی پشت ہوگئے اور خوب جان توڑ کر لڑنے لگے۔ پہر عمرو بن العاص رضؓ ایک لشکر کثیر لیکر ابوالاعور کی مدد کو پہونچے۔ ادہر سے جناب علی مرتضیٰ نے ایک جماعت عظیم کو بسرداری اشتر نخعی روانہ فرمایا۔ قصہ کوتاہ بازار قتال خوب گرم ہوا۔ بہادر جنگ کے

شوقین بڑہ بڑہ کر ہاتھہ مارتے اور جوش شجاعت مین اشعار رجزیہ پڑہتے اور دشمن کو ہٹاتے جاتے تھے۔ (ابن اثیر)

ابوہانی بن معمر کہتے ہین کہ مین اوس روز اشتر کے ہمراہ تہا مین نے دیکہا کہ اشتر پیاس سے بدحواس ہین مگر معرکہ سے منہ نہین موڑتے۔ برابر حریف پر مردانہ حملے کر رہے ہین مین نے پانی اونکے آگے کیا مگر اونہون نے انکار کیا اور کہا تاوقتیکہ اور مسلمان بہائی پانی سے سیراب نہ ہونگے مین پانی منہ سے نہ لگاؤنگا۔ پہر اشتر نے حملہ کرکے سات آدمی حریف کے قتل کئے جب پیاس نے سب پر غلبہ کیا۔ اشتر نے حکم دیا کہ جب مین حریف کو دریا سے ہٹاؤن تم لوگ مشکین لیے ہوی میرے ساتھہ رہنا اور موقع پا کر پانی بہر لینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس ترکیب سے سب پانی سے سیراب ہوے۔ (روضۃ الصفا)

الغرض جناب علی مرتضیٰ کے لشکر نے اوس دن وہ داد شجاعت دی کہ حریف کے چہکے چہڑا دیئے۔ لشکر شام کو لب فرات سے ہٹا دیا اور اپنا قبضہ کر لیا اور کہنے لگے ہم اہل شام کو ایک قطرہ پانی کا نہ دینگے جیسا اونہون نے ہمسے پانی روکا تہا ہم بہی اوسکا بدلہ لینگے جناب علی مرتضیٰ نے فرمایا۔ خبردار ایسا نہ کرنا۔ تم بقدر ضرورت پانی لے لو اور تمام فرات اونکے حوالہ کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے تمکو فتح و ظفر عنایت کی اونکو اونکے ظلم و تعدی کی سزا مل گئی۔ ہزیمت کہائی ذلت پائی بس اونکے واسطے یہہ کیا کم ہے جو پانی سے ترسلے جاوین۔

تاریخ مسعودی مین ہی کہ جسوقت شامیون نے فرات پر قبضہ کر لیا اور لشکریان جناب علیؑ کو تکلیف ہوئی تو کسی نے اشعث بن قیس کندی کے خیمہ مین ایک رقعہ لکہہ کر ڈال دیا اوسمین چند اشعار تہے جنکا مطلب یہہ ہی کہ اگر اشعث آج کے دن ہمسے یہہ مصیبت پیاس کی نہ دفع کرینگے اور بذریعہ اپنی تلوار کی فرات کا پانی ہمکو پلا کر ہماری جانین تلف

ہونیسے نہ روکین گی تو آخر مرنا ہی ہے ہم سمجھینگے کہ ہم بہی اونہین لوگون مین ہین جو ہمسے پہلے گذر گئے"
یہہ اشعار اشعث کی نظر سے گذرے انکو حمیت وغیرت نے جوش دلایا۔ جناب علی مرتضیٰ رض کی
خدمت مین حاضر ہوکر وہی اشعار دکھلائے۔ آپنے چار ہزار سپاہیونکا لشکر انکو دیکر فرمایا جاؤ
معاویہ رض کے لشکر پر حملہ کرو اور اپنی قوم کو پانی پلاؤ۔ مین بہی تمہارے پیچھے آتا ہون۔ اوس
دن اشعث نے بڑی دلاوری سے حملہ کیا۔ انکی ہمت وجانفشانی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ لشکر
شام پانی سے ہٹ گیا۔ جناب علی رض نے اشعث کی مدد پر اشتر کو بہیجا اور انکے بعد خود لشکر
لیکر پہونچے جب شامی لشکر پانی چہوڑکر ہٹ گیا اور جناب علی مرتضیٰ رض اپنے تمام لشکر کو لیکر
اوس جگہہ پر قابض ہوگئے تو حضرت معاویہ رض نے عمرو بن العاص سے کہا۔ اے ابوعبداللہ
تم کیا کہتے ہو۔ کیا یہہ ہمکو پانی دینگے یا ہمارے پانی روکنے کا بدلہ لینگے۔ اونہونے جواب دیا
وہ آپ کو پانی سے نہ روکین گے۔ وہ کچہہ اس غرض سے نہین آئے ہین بلکہ اونکا مطلوب تو
ہماری اطاعت وبیعت ہے جبتک ہم اونکے مطیع نہ ہونگے وہ پیچہا نہ چہوڑینگے۔ حضرت معاویہ
نے امیر المومنین رض کے پاس ایک شخص کو بہیجا اور پانی لینے کی اجازت مانگی۔ وہ شخص آپ کے
لشکر مین داخل ہوا اور آپ سے ملا۔ آپنے بخوشی خاطر اجازت دی اور عام منادی کرادی
کہ جسکو ضرورت ہو بلاخوف وخطر پانی لیجاوے۔ کسیکو ممانعت نہین ہے۔

یہ مقام جہان طرفین کا جماؤ ہوا دریاے فرات کے کنارہ قریب رقہ کے واقع ہے اور بنام صفین
مشہور ہے۔ جناب علی رض کے لشکر مین ستر ہزار اور بروایتے نوے ہزار عراقی تہے۔ حضرت معاویہ رض کیجانب بہی ستر
ہزار اور بروایت مختصر جامع عراقی نوے ہزار اور اہل شام ایک لاکھ بیس ہزار تھے۔ (خمیس)
لشکر عراق بنام زخرجہ مشہور تہا اور لشکر شام بلقب خضریہ معروف۔ (عقد الفرید)
علامہ مسعودی رح فرماتے ہین کہ لشکر جناب علی رض کی تعداد مین لوگونکے اقوال مختلف ہین

بعضے زیادہ بیان کرتے ہین اور بعضے کم۔ مگر قول متفق علیہ یہہ ہی کہ آپ کی طرف نوے ہزار تھے۔
علیٰ ہذا القیاس تعداد لشکر شام مین بہی مگر قول صحیح یہہ ہے کہ پچاسی ہزار تہے۔

آغاز محاربات صفین

حضرات ناظرین! یہہ مقام بہی نازک مزلۃ الاقدام ہے۔ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ رض کی عزت وجلالت قدر پر نظر کیجاوے اور آپکے استحقاق خلافت کو دیکھیے تو آپکے مخالفین کون ہوے اب آگے زبان روکنا چاہیے۔ اوّلاً آپکے مخالفین کو بہی ایک نظر دیکھہ لیجیے پہر کچہ کہیے اودہر دیکھتے ہین تو جناب امیر معاویہ رض بہی جلیل القدر صحابی ہین اونکے ساتھہ بہی بعض اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اون بزرگون کی شان مین لب ہلانا اور کلمات سوء ادبی سے اپنی زبان خراب کرنا ہمارا مذہب نہین طریق سلامت روی یہی ہے کہ ان واقعات کو اس نظر سے ملاحظہ کیجیے کہ اصحاب کبار کی نسبت خیالات خلاف شان ومرتبہ اونکے دل مین نہ گذرین جب تک ان بزرگونکا پاس ادب اور شرف صحبت نبوی پر نظر رہیگی بیشک راہ مستقیم نہ چہوٹیگی اور اگر خدانخواستہ کسی طرح وساوس شیطانی کا گذر ہوا تو راہ حق سے بہٹک کر وادئی ضلالت مین گمراہ ہوے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

جناب امیر المومنین علی رض فرات پر قبضہ پاکر مع اپنے لشکر کے دو روز تک اہل شام کے مقابل ٹہیرے رہے۔ ان دو دن مین نہ ادہر سے کوئی پیغام ہوا نہ اودہر سے۔ بالکل حالت سکون تہی لڑنے بہڑنے کا کچہ ذکر نہ تہا تیسرے روز یکم ذیحجہ ۳۶ھ کو آپنے ابو عمرو بشیر بن عمرو بن محصن انصاری۔ سعید بن قیس ہمدانی شبیث بن ربعی تمیمی کو جناب معاویہ رض کے پاس بہیجنے کو انتخاب فرمایا اور ان کو زبانی درباب قبول اطاعت واتفاق۔ ترک منازعت ومخالفت

امیر معاویہؓ کو فہمائش کرنیکا حکم دیا۔ شیثؓ نے عرض کیا۔ امیر المومنین۔ امیر معاویہؓ کیطرف سے اپنے اتباع اور بیعت کی امید نہ رکھیئے۔ اونسے یہہ امر محال وبعید از قیاس ہی۔ ممکن نہین کہ وہ آپکی اطاعت سے شرف عزت پاوین۔ آپنے فرمایا۔ ہمکو قطع حجت کرنا ہے۔ اپنی گردن سے الزام اوٹہانا ہے آگے اونکو اختیار ہے تم لوگ جاؤ دیکھو کیا جواب دیتے ہین۔ شیث بن ربعی کوفی ہین۔ انہون نے کئی رنگ بدلے ہین۔ ابتدا ء حال مین سجاح کاہنہ کے مؤذن تھے پہر مسلمان ہوے بلوائیون کے ہمراہ قاتلین جناب عثمانؓ کے شریک رہی پہر جناب علیؓ کے ساتھہ ہوئے۔ بعد ازان آپکو چہوڑکر خوارج مین مل گئے۔ پہر توبہ کی۔ اوسکے بعد یزید کے لشکر مین حضرت امام حسینؓ کی شہادت مین موجود تھے۔ پہر مختار بن ابی عبیدہ کے ساتھہ جناب امام حسینؓ کے خون کے بدلا لینے والون مین شریک رہی۔ بعدہ کوتوال شہر کوفہ ہوی۔ پہر قتل مختار مین شریک ہوے تقریباً ۸۰ھ مین بمقام کوفہ وفات پائی (تقریب) آدمی کیا ایک طرفہ معجون تے۔ غرض تینون صاحب جناب معاویہؓ کے پاس پہونچے۔ اول بشیر بن عمر والنصاری نے کہڑے ہوکر بعد حمد وثنا کے کہا۔ اے امیر معاویہؓ۔ یہہ دنیا ہمیشہ تمہاری پاس رہنے والی نہین ایک روز اسکا ساتھہ چہوٹے گا اور تم دار آخرت کو سفر کروگے۔ حاکم وعادل حقیقی کے اجلاس مین پیش ہوگے وہ تمہاری اعمال کا حساب لے گا اور اونکے مطابق جزا دیگا مین تمکو خدا کی قسم دلاتا ہون۔ برائے خدا تفریق جماعت اور امت محمدیہ مین اختلاف پیدا کرنے سے پرہیز کرو اور مسلمانونکی باہمی خونریزی کے باعث نہ بنو۔ امیر معاویہ بات کاٹکر بولے تم ہمکو سمجہانے آے ہو اور دفتر وعظ ونصیحت ہمارے واسطے کہول رہی ہو مردخدا۔ اپنے دوست کو سمجہاتے اور اونکو لڑائی سے منع کیا ہوتا۔ بشیر نے جواب دیا۔ ہمارے دوست تمہاری طرح نہین ہین۔ اونکا مرتبہ خدا نے بہت بڑا کیا ہی۔ سابق الاسلام ہین۔ آنحضرتؐ کے قریبی رشتہ دار۔ باین ہمہ فضائل اونکو

سب کے مقابلہ مین استحقاق خلافت ہے۔ حضرت معاویہؓ بولے۔ پھر وہ کیا کہتے ہین اور اونکا کیا
منشا ہی۔ جواب دیا کہ وہ تمکو اللہ سے ڈرنیکا حکم کرتے ہین اور جس راہ حق کی طرف تمکو بلاتی
ہین اوسکو تمسے قبول کرانا چاہتے ہین۔ تم کو لازم ہے کہ اپنے ابن عم کی اطاعت کرو اور طریق
حق سے منحرف نہ ہو۔ معاویہؓ نے کہا کیا ہم اونکے کہنے سے مطالبۂ خون عثمان چھوڑ دین ؟
واللہ ہم سے تو یہ ہرگز نہ ہوگا۔ اسکے بعد سعید بن قیس نے گفتگو کرنی چاہی مگر شبث نے اونکو روک کر
اس طرح کہا کہ اے معاویہؓ۔ تم نے جو بشیر کو جواب دیا ہم خوب سمجھے۔ واللہ تمہارا انشا ہم جانتے ہین
ہمپر تمہاری غرض مخفی نہین۔ تمہاری خواہش اس خلافت کا حاصل کرنا ہی۔ جب کوئی حجت و
صریح دلیل اس دعوی کی تمہارے ہاتھ نہ آئی اور عوام۔ کمینون۔ اوباشون کو اپنا مطیع بنانے
اور اپنی جانب مائل کرنیکا کوئی ذریعہ نہ ملا تو یہی حیلہ نکالا کہ ہم جناب عثمان کے خون کی طالب
ہین۔ تم چاہتے ہو کہ اسی بہانہ سے خلافت تمہارے واسطے خاص ہوجاوے اور لوگ تمہارے گرویدہ
ہوجائین چنانچہ تم اس غرض سے صرف اسقدر کامیاب ہوئے کہ فرقہ سفہا۔ بے عقل۔ شریر
بدمعاش تمہارے تابع ہوگئے۔ کیا ہم بے خبر ہین کہ تم نے اسی خلافت کی خواہش مین باوجود
قدرت کے جناب امیر المومنین عثمانؓ کی نصرت نہ کی اور اپنے گھر بیٹھے تماشا دیکھتے رہے۔ اونکی شہادت
پر خوش تھے۔ اس مرتبہ و عزت کے حاصل کرنے مین خلیفہ مظلوم کو قتل ہوتے دیکھا کئے اور ذرا
جنبش نہ کی یاد رکھو۔ لبسا اوقات آرزومند و طالب ناکام و نامراد رہتا ہے ع اے بسا
آرزو کہ خاک شدہ۔ اور کبھی اسکے برعکس بھی ہوتا ہے کہ تمنا سے زیادہ مل جاتا ہی مگر اس پر
اعتبار نہین۔ یہہ تو خدا کے ہاتھ ہی۔ ان دونون صورتو مین کوئی تمہارے حق مین بہتر نہ ہوگی
کیونکہ درصورت ناکامی و نامرادی تمہارا حال بدتر ہوگا اور بر تقدیر حصول مراد خاطر خواہ
تمہارا مطلوب وسوقت حاصل ہوگا کہ خداوند تعالی کے غضب کے مستحق دوزخ ہوجاو۔

(یعنی خلافت ملنا آسان نہین۔ خلیفہ برحق سے لڑو اونکو قتل کرو۔ ہزارون مسلمان ضائع
ہون) اے معاویہؓ۔ اللہ سے ڈرو۔ جو خیال تمہارے دل مین ہی اوس سے باز آؤ اور مستحق خلافت
سے منازعت ترک کرو۔ امیر معاویہ نے غضبناک ہوکر جواب دیاکہ مین تمہاری بیوقوفی۔
نادانی۔ جہالت سے واقف ہوگیا۔ تمہارا رفیق۔ دوست ایک مرد مہذب شریف خاندان۔ قوم کا
سردار ہی جو ہم سے گفتگو کررہا تہا تمنے اوسکی بات توکاٹ دی اور خود بولنے لگے۔ پہر مجہسے گفتگو
کی تو بالکل بے جوڑ۔ بے ربط۔ جن امور کا تمکو علم نہین اوسمین تقریر کی۔ دخل در معقولات
تمکو بات کرنے تک کا تو سلیقہ نہین۔ تم سراسر جہوٹ بولے اور مستحق ملامت ہوے۔ اے دیہاتی
کمینہ عرب سخت دل۔ بدخو۔ جاؤ ہمارے پاس سے ابہی چلے جاؤ۔ اب ہم سے بات مت
کرو۔ تمہاری اس بیہودہ گفتگو کا ہمارے پاس جواب اگر ہی تو تلوار خون آشام ہی شبث بولا
کیا تم ہمکو تلوار سے ڈراتے ہو۔ خدا کی قسم ہم بہت جلد تمہارے سرونکو چمکتی ہوئی تلوارین
دکہاوینگے۔ یہ کہکر تینون صاحب حضرت معاویہؓ کے خیمہ سے باہر نکلے اور جناب امیر المومنین
کی خدمت مین حاضر ہوکر کل حالات عرض کیئے۔ آپنے بدرجہ مجبوری جنگ کا سامان کیا۔
روزانہ لڑائی ہونے لگی جناب علیؓ کے حکم سے لشکر عراق سے ایک دستہ فوج بسرداری کسی
خاندانی ذی عزت شریف سردار کے جنگ گاہ مین جاتا۔ اہل شام کی جانب سے بہی اسی طرح ایک
جماعت آتی اور دن بہر جنگ ہوتی۔ دوسرے دن دوسرا فریق حسب دستور روزاول
طرفین سے آتا اور بازار جدال و قتال گرم ہوتا جنگ مغلوبہ اس خیال سے نہین کی کہ اگر
طرفین سے کل اہل عراق و شام دفعتہ لڑنے لگین گے تو اسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ دونون لشکر کا
تقریبًا کل حصہ تلف ہوجائیگا لہذا ایک ایک جماعت دونون طرف سے آتی تھی۔
امیر المومنین اپنے لشکر سے باری باری ایک ایک قوم کو روزانہ لڑائی پر بہیجتے تہے اس طرح

کہ مثلاً ایک روز اشتر اپنی قوم کو لیکر گئے دوسرے دن حجر بن عدی کندی۔ اون کے بعد شبیث بن ربعی۔ بدستور سابق۔ پھر ایک روز خالد بن معمر۔ بعد اسکے زیاد بن نضر حارثی۔ پھر ایک دن زیاد بن خصفہ تیمی۔ کسی دن سعید بن قیس ہمدانی کی باری آتی۔ کسی روز معقل بن قیس ریاحی۔ کبھی حضرت قیس بن سعد انصاری نے میدان رزمگاہ مین اپنی شجاعت ظاہر فرمائی گاہی اشتر نخعی اور یہی سب سے زیادہ میدان جنگ مین آتے اور آتش جدال تیز کرتے تھے

حضرت معاویہؓ کی طرف سے اصحاب ذیل باری باری آتے تھے۔ عبد الرحمٰن بن خالد بن الولیدؓ۔ ابوالاعور سلمی۔ شرحبیل بن سمط کندی۔ حمزہ بن فالک ہمدانی جس روز سے لڑائی چھڑ گئی بلاناغہ روزانہ ہوتی رہی بلکہ کبھی ایسا ہی ہوا ہے کہ ایک دن مین دو بار جنگ کا اتفاق ہوگیا اور تمام ماہ ذیحجہ اسی کشت وخون مین گذر گیا۔ تا گاہ **ہلال ماہ محرم ۳۷ھ** آسمان پر نکل آیا۔ چاند کیا نمودار ہوا گویا قاضی قضا نے دو گروہ لڑنے والونکو خنجر ہلال کھینچکر ڈرایا اور منع کر دیا کہ اب ماہ محرم آگیا ہی لڑائی سے ہاتھ روکو۔

اس ماہ مبارک کی حرمت سے طرفین جنگ وقتال سے رک رہے اور فریقین بامید صلح تا انقضای ماہ محرم ترک جنگ پر راضی ہوگئے۔ یہہ پورا مہینہ اطمینان وآرام سے گذرا۔ سب کے دلومین یہی امید جاگزین تھی کہ اب صلح ہوجاویگی مگر کوئی کارروائی اس قسم کی نہین ہوئی۔ اس مدت مین جناب امیر المومنین نے دوبارہ عدی بن حاتمؓ۔ یزید بن قیس ارحبی۔ شبیث بن ربعی۔ زیاد بن خصفہ کو حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا۔ یہ آے اور اس طرح سلسلہ کلام چھیڑا۔

عدی۔ اے معاویہؓ ہم تمہارے پاس آے ہین اور تمکو راہ حق کی دعوت کرتے ہین۔ تمکو ایک ایسے امر کی طرف بلاتے ہین جس سے خداوند تعالیٰ ہماری بات۔ ہماری

امت وجماعت مین ایکا کردی اور مسلمانونمین اتفاق ہوکر اونکے خون بچ رہین ہماری غرض اصلاح ذات البین (اہل اختلاف) ہے۔ تمہارے چچیرے بہائی امیر المومنین علی رضمسلمانونکے سردار اونمین افضل سابقین اسلام سے ہین اسلام مین اونکے خصائل پسندیدہ ہین۔ وہ مستحق خلافت واجب الاطاعت ہین۔ سب نے اونکی بیعت پر اتفاق کرلیا ہی اب بجز تمہارے کوئی باقی نہین رہا یا جو تمہارے ساتہہ ہین وہ اونسے منکر ہین۔ ای معاویہؓ۔ ایسا نہو کہ تمکو اور تمہارے ہمراہیونکو وہی واقعہ پیش آے جو اصحاب جمل کے آگے آیا۔

معاویہؓ۔ (قطع کلام کرکے غصہ کے ساتہہ) عدی! تم ہم سے لڑنے آے ہو یا صلح کی باتین کرنے۔ ذرا غور تو کرو کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ اے عدی۔ کیا تم نہین جانتے کہ مین کون ہون۔ حرب کا بیٹا صخر کا پوتا ہون۔ واللہ۔ مین لڑائی سی مطلق نہین ڈرتا۔ جنگ سے مجہکو اصلا ہراس نہین۔ خدا کی قسم۔ تم البتہ اون لوگونمین ہو جو حضرت عثمانؓ پر بلوہ کرکے آے اور اونکو شہید کیا اور مین خوب جانتا ہون کہ تم قاتلین مین سے ہو۔ مجہے امید ہی کہ اسکی سزا مین خدای جبار و منتقم حقیقی تم کو بہی قتل کرے گا۔

شبث وزیاد۔ (متفق اللفظ ہوکر) ہم تمہارے پاس اس غرض سے آے ہین کہ ہماری اور تمہاری صلح کی باتین ہون مگر تم نے تو مثالین کہنا شروع کردین (اپنی شیخی و بزرگی جتانے لگے) اب بیکار باتین جانے دو اور وہ گفتگو کرو جس سی ہمارا تمہارا نفع ہو۔

یزید۔ ہم لوگ محض ایکا رسفارت آے ہین۔ ہمارا کام یہہ ہی کہ جو پیغام لای ہین

وہ تم تک پہونچا دین اور جو تم جواب دو وہ امیرالمومنین کی خدمت مین جا کر
عرض کر دین۔ ہم کچہ تمہاری ناصح بنکر نہین آے لیکن تمہاری خیر خواہی اور
عامہ مسلمین کا نفع ضرور ہم کو ملحوظ نظر ہے۔ تمکو وہ باتین یاد دلانا ضرور سمجھتے ہین
جن سے کل کو تمپر حجت ہون اور ہماری غرض یہ ہی کہ مسلمانونمین تفریق جماعت
نہ ہونے پاوی اور باہم اتفاق والفت۔ اخوت اسلامی جیسی زمانہ سابق مین
تہی لوٹ آوی۔ ہمارے خلیفہ وسردار جناب امیرالمومنین علیؑ کی بزرگی کے
سب مسلمان قائل ہین۔ تمپر بہی مخفی نہین ہی۔ اے معاویہ۔ اللہ تعالیٰ کے
غضب سے ڈرو اور امیرالمومنین کی مخالفت نہ کرو۔ خدای وحدہٗ کی قسم ہی کہ
ہم اس زمانہ کے لوگونمین خدا سے ڈرنے والا۔ احکام خداوندی پر عمل کرنے
والا۔ دنیا سے بے رغبت۔ جامع جملہ عادات خیر۔ جناب علیؑ سے بڑہ کر کسی
شخص کو نہین پاتے۔

معاویہ۔ (حمد وثنا کے بعد) جماعت کی بابت تم ہمسے کیا کہتے ہو اور تم ہمکو اسطرف
کیا بلاتے ہو۔ جماعت ہمارے ساتہہ ہی ہے۔ تمہاری اس خواہش کا کہ
ہم تمہاری دوست کی اطاعت قبول کرین جواب یہ ہی کہ ہم اونکو اہل خلافت
نہین سمجھتے اور جب ہماری نزدیک مستحق خلافت نہین تو واجب الاطاعت
بہی نہین ہین۔ تمہارے دوست اہل خلافت اسوجہ سے نہین ہین کہ اونہونے
ہمارے خلیفہ کو قتل کیا۔ اونکے قاتلین کو پناہ دی۔ مسلمانون کی جماعت
متفقہ مین تفریق ڈال دی۔ پہر باوجود اسکے تمہارے دوست کہتے ہین
کہ ہم خلیفہ کے قاتل نہین۔ ان سب باتو نپر بہی ہمکو اونکی اطاعت منظور ہی

بشرطیکہ وہ ہمارا اتنا کہا کریں کہ قاتلین جناب عثمانؓ کو ہمارے حوالہ کریں
ہم اونکو قصاص میں قتل کر ڈالیں پہر ہم اونکے مطیع ہیں اور جیسا کہ وہ چاہتے
ہیں جماعت میں تفریق نہ ہوگی۔

شیث۔ اے معاویہ۔ خدا تمکو ہدایت دے۔ کیا تم حضرت عمارؓ کو قتل کرکے خوش
ہوگے۔

معاویہؓ۔ کیوں کیا ہوا میں اونکے قتل سے ناخوش کیوں ہونے لگا۔ اگر میرا قابو
چلا تو جناب عثمانؓ کے غلاموں کے بدلے عمارؓ کو قتل کرونگا۔

شیث۔ قسم خدا کی جسکے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہی۔ جبتک بہادروں کے شانے
بار سے ہلکے اور زمین اور فضا زمین تمپر تنگ نہ ہوجاویگی تم عمارؓ پر قابو
نہ پاؤگے۔

معاویہؓ۔ اگر ایسا وقت آیا تو تم پر بھی دنیا تنگ ہوجاویگی اور تم کب بچ سکتے ہو۔
شیث اور اونکے ہمراہی اس سخت کلامی سے برافروختہ ہوکر اوٹھے چلے گئے۔ حضرت معاویہؓ
زیاد بن خصفہ کو روک کر علیحدہ لیگئے اور خلوت میں اونسے یہہ کہا۔ ای برادر ربیعہ۔ حضرت علیؓ نے
رشتہ ناتا قطع کردیا۔ ہمارے امام وخلیفہ برحق کو ناحق قتل کروایا۔ پہر اونکے قاتلونکو پناہ دی
میں تم سے مدد چاہتا ہوں۔ اپنے قبیلہ کے ساتھہ میری نصرت کرو۔ میں حتمی وعدہ کرتا ہوں کہ
اگر میں غالب آیا اور فتح پائی تو دو شہروں (مکہ و مدینہ یا مصر و کوفہ یا اور دو شہر) میں سے جو
تم پسند کروگے تمکو اونکا والی کردونگا۔ زیاد نے انکار کیا اور جواب دیا میں دلیل روشن پر
ہوں اور خدا کا احسان وانعام مجہپر ہے میں مؤید من اللہ ہوں۔ میں گنہگاروں کا معین و
پشت پناہ نہیں ہوسکتا۔ یہہ کہکر اوٹھے اور اپنے لشکر میں واپس آئے۔

انکے چلے جانے کے بعد حضرت معاویہ رضؓ نے عمرو بن العاص رضؓ سے کہا مین انمین سے جس کسی سے کچھہ بات کہتا ہون وہ ایک ہی جواب دیتا ہی گویا ان سب کے دل ایک ہی ہین۔ سر مو فرق نہین۔ پہر حضرت معاویہ رضؓ نے اپنی طرف سے حبیب بن مسلمہ۔ شرجبیل بن سمط۔ معن بن یزید بن الاخنس کو جناب امیر المومنین کی خدمت مین بہیجا۔ یہہ تینون آپکی خدمت مین حاضر ہوے۔ اول حبیب نے حمد و ثنائے الٰہی بیان کرکے یہہ تقریر کی۔

حبیب۔ امیر المومنین جناب عثمان رضؓ خلیفہ برحق تھے۔ کتاب اللہ پر اونکا عمل تھا اور اوسکے مطابق حکم دیتے تہے۔ تمنے اونکی زندگی ناخوش سمجھی اور یہہ خیال کیا کہ وہ بہت دنون تک زندہ رہینگے۔ پس تمنے اونپر ظلم کرکے اونکی زندگی کا خاتمہ کر دیا اور اونکو اس جہان سے ہمیشہ کیلئے رخصت کر دیا۔ اگر تم کو انکار ہے اور اپنے کو اونکا قاتل کہنے سے بیزار ہو تو جو اونکے قاتل ہین اونکو ہمارے حوالہ کر دو پہر تم خلافت سے علٰحدہ ہو جاؤ۔ مسلمان اپنی کمیٹی اور اتفاق سے جسکو چاہین گے خلیفہ بنا لینگے۔

علی رضؓ۔ (برہم ہوکر) کمبخت تو کون ہے۔ ہم سے خلافت اور اوس سے الگ ہونیکی بابت گفتگو کرتا ہے۔ خاموش۔

حبیب۔ واللہ۔ تم مجھکو ایسی حالت مین دیکھوگے کہ تمکو ناگوار ہوگا۔

علی رضؓ۔ خدا تجھکو اوس دن کے لئے زندہ نہ رکھے۔ جا۔ جو تیرے دل مین ہو کر گذر۔

شرجبیل۔ ہم لوگ تو سفیر ہین اور پیغام رسان۔ یہہ ہمارا کلام نہین ہی بلکہ آپکے دوست یہی کہتے ہین۔ کیا آپ اسکے سوا اور کچھہ جواب دے سکتے ہین۔

علی رضؓ۔ میرے پاس اسکے سوا اور جواب نہین۔

بعد اسکے جناب علی مرتضی رضؓ نے حمد وثنا کے بعد یہہ فرمایا۔ خداوند تعالی شانہ نے اپنے نبی پاک کو حق کے ساتہہ مبعوث فرمایا اور آپکی برکت سے لوگونکو گمراہی وہلاکت سے نجات دی۔ اختلاف و نفاق باہمی کو اتفاق کے ساتہہ بدل دیا اور سب کو ایک راستہ پر متفق کردیا پہر خداوند تعالی نے اونکو اپنے پاس بلالیا۔ آپکے بعد سب نے ابوبکر صدیق رضؓ کو خلیفہ کیا اور اونہون نے حضرت عمر فاروق رضؓ کو۔ یہہ دونون صاحب نیک سیرت تہے۔ عدل وانصاف انہون نے اپنا شعار رکہا۔ اگرچہ ہم بہ نسبت اون دونون صاحبونکے آنحضرت سے قریب تر تہے لیکن دونون صاحب اپنے فرائض منصبی عمدگی سے ادا کرتے رہے لہذا ہمنے بہی اونکی امارت مین دست اندازی نہ کی بلکہ ہر طرح اونکے مطیع اور ہر کام مین مشیر وخیر خواہ رہے دونون صاحبون کے بعد حضرت عثمان رضؓ کو سب نے ملکر خلیفہ کیا۔ عوام الناس کو اونسے کشیدگی ہوگئی۔ اونکے افعال پر حرف گیری کرنے لگے۔ جسکا انجام یہہ ہوا کہ اونکو قتل کیا۔ پہر لوگ میرے پاس آے اور میری بیعت کے خواستگار ہوے مین نے انکار کیا مگر اونہون نے اصرار کیساتہہ کہا کہ لوگ تمہاری خلافت اور بیعت پر راضی ہین تمہارے سوا اور کسی کو پسند نہین کرتے اور ہمکو خوف ہے کہ تمہارے انکار سے لوگونمین تفریق ہوجاویگی اور شیرازہ اجتماع ٹوٹ جاویگا۔ مین نے جب یہہ حال دیکہا مجبوری لوگونسے بیعت لی۔ پہر حضرت طلحہ وزبیر رضؓ نے میری مخالفت کی اور بیعت کرکے فسخ کردی مگر مین انکی مخالفت سے بالکل ہراسان نہوا۔ علی ہذالقیاس معاویہ رضؓ نے میری بیعت نہین کی تو مجہکو اونکے خلاف سے بہی کچہ اندیشہ نہین ہے اور یہہ تو دولت سابقیت اسلام سے محروم ہین اور نہ اسلام کی تصدیق مین انکا قدم آگے ہے۔ معاویہ تو طلیق بن طلیق ہین (یعنی اون لوگون مین ہین جو حالت کفر مین قید ہوکر آے اور فدیہ لیکر چہوڑ دیئے گئے) انکو استحقاق خلافت کسی طرح نہین ہے۔

عام اشخاص مین انکا شمار ہی۔ معاویہؓ اور انکے باپ تو ہمیشہ خدا اور رسول سے لڑتے رہے اور جبراً اسلام مین داخل ہوے۔ مجھکو تم لوگون سے سخت تعجب ہے۔ باوجودیکہ مین اہلبیت نبی کریم سے ہون اور جس خاندان سے تمکو خلاف اور بغض نہ رکھنا چاہیئے مین اوسی خاندان سے ہون پھر میرے ہوتے ہوے مجھکو چھوڑکر معاویہ کی کیسے مطیع ہوگئے اور ایسی فاحش غلطی مین پڑے ہین تمکو کتاب اللہ اور سنت رسول کی طرف دعوت دیتا اور دین حق کو زندہ کرنے اور باطل کے مارنے کی طرف بلا رہا ہون۔ سفیرون نے کہا۔ کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ جناب عثمانؓ مظلوم مارے گئے ہین۔ آپنے فرمایا۔ مین نہ اونکو مظلوم کہتا ہون نہ ظالم۔ اسپر وہ لوگ یہہ کہکر (جو شخص یہہ نہین کہتا کہ جناب عثمانؓ مظلوم مارے گئے ہم اوس سے بیزار ہین) اوٹھے اور اپنے لشکر کی طرف واپس ہوے۔ جناب امیرالمومنین نے اونکے واپس جانے پر آیہ کریمہ۔ انك لا تسمع الموتی۔ فهم مسلمون تک پڑھکر فرمایا۔ یہہ لوگ گمراہی مین اسیقدر کوشش کررہے ہین جسقدر تم طلب حق اور اطاعت پروردگار مین سعی کرتے ہو۔

عدی بن حاتم قبیلہ طے کے ساتھ اور عامر بن خذمری طائی بنی خذمر کے سردار معہ دونون قبائل بنی طے کی آپکے لشکر مین تھے ان دونون سردارونمین علم کی بابت جھگڑا ہوا کہ جنگ صفین مین علم کون لے۔ بنی خذمر بہ نسبت بنی عدی کے زیادہ تھے۔ عبداللہ بن خلیفہ بولانی نے بطور تصفیہ کے جناب امیرالمومنین کیخدمت مین یہہ راے ظاہر کی اور بنی خذمر کو مخاطب کرکے کہا۔ کیا تم لوگ عدیؓ پر غلبہ چاہتے ہو۔ کیا تم مین عدی کا مثل ہی یا تمہارے آبا واجداد اونکے بزرگونکے برابر ہین۔ حاتم کا مقابلہ سخاوت مین کون کرسکتا ہی۔ حاتم کا مثل سخاوت و شجاعت حمایت قرابت مین کون ہے۔ عدی ابن ذی المرباع اور سخی عرب کے

بیٹے ہین انکے باپ اپنا مال لٹا دیتے تھے۔اپنے پڑوسی کی مدد کرتے تھے۔کبھی بیوفائی نہ کی کبھی بدکاری فحش گوئی کی بخل سے دور نامردی سے نفور۔بہلا تم لوگونمین سے کوئی تو اپنا باپ ایسا دکہلادے یا خود عدی کے برابر ہونیکا دعویٰ کرے۔پہر وہ اسلام لانے مین تم سب سے افضل ہین۔آنحضرت کیخدمت مین وفد ہو کر گئے۔نخیلہ۔قادسیہ۔مدائن۔جلولار۔نہاوند تسترمین قبیلہ طے کے سردار یہی عدیؓ تھے۔آپنے فرمایا۔بس کرو۔تم نے تو تعریف کے پل باندہ دیئے۔پہر بنی طے کو طلب کرکے اون سے پوچھا۔ان معرکون مین تمہارے سردار کون تھے۔جواب ملا۔عدی بن حاتم۔ابن خلیفہ نے عرض کیا۔امیر المومنین اب ان لوگون سے دریافت فرماوین کہ عدیؓ کی سرداری پر راضی ہین یا نہین۔آپ نے یہی سوال کیا۔جواب ملا کہ ہم راضی ہین۔فرمایا۔عدیؓ تم مین علم لینے کے حقدار ہین غرض ہردو قبیلہ بنی طے کا علم عدیؓ بن حاتم کے پاس رہا اور جنگ صفین مین یہ اپنی قوم کے سردار اور علم بردار تھے۔

آخر ماہ محرم ۳۷ھ مین جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ نے جب مصالحت کی صورت نہ دیکھی اعلان جنگ کردیا۔آپکے منادی نے لشکر شام مین پکار کر کہہ دیا کہ اے شامیو۔جناب امیر المومنین خلیفۃ المسلمین فرماتے ہین کہ مین نے تمکو مہلت دی اور تمہارا بہت انتظار کیا کہ راہ حق کی جانب رجوع کرو اور صراط مستقیم پر آجاؤ مگر تم اپنی سرکشی و گمراہی سے باز نہ آے اور امر حق کو قبول نہ کیا مینے تمہارا عہد تمپر پہیر دیا۔اللہ تعالیٰ خیانت کرنیوالونکو دوست نہین رکہتا۔لاچار اب مین تمسے لڑائی پر آمادہ ہوگیا۔یہ اعلان جنگ سنکر شامی اپنے سردارونکے پاس جمع ہوے۔حضرت معاویہؓ و عمرو بن العاصؓ ترتیب لشکر اور درستی سامان جنگ مین مصروف ہوے۔جناب امیر المومنین نے بہی اپنے لشکر مین رسالون کی تیاری کا حکم دیا اور عام طور سے یہہ احکام ہدایت صادر فرماے۔جبتک حریف جنگ شروع نہ کرین تم لوگ

اونپر حملہ نہ کرنا اسواسطے کہ تم لعبنایات ایزدی حجت پر ہو اور تمہارے ہاتھہ دلیل روشن ہی
تمہاری طرف سے ابتدا نہوگی تو تمہارے واسطے دوسری دلیل ہوجاویگی جسوقت لڑائی مین
دشمن کا لشکر پسپا ہوکر بہاگے تو بہاگنے والون کا تعاقب کرکے قتل نہ کرنا۔ زخمی سپاہی کو
نہ قتل کرنا نہ اوسکا اسباب لوٹنا۔ کسی مقتول کا ستر نہ کہولنا اور نہ اوسکے کان۔ ناک۔ وغیرہ
کاٹنا۔ جب تم اونپر غالب آکر اونکے خیمہ گاہ مین داخل ہو تو خبردار کسی کی پردہ دری و بیحرمتی
نکرنا کیسی کے گہر مین نگہس جانا اور اونکا مال واسباب نہ چہین لینا۔ عورتونپر دست اندازی نہ کرنا
اگرچہ وہ تمکو گالیان دین تمہارے سردارون اور بڑونکو برا کہین کیونکہ وہ ضعیف النفس
والقویٰ۔ ناقص عقل۔ ناقص دین ہین۔ آپ عین معرکہ کے وقت بہی انہین احکام کی تاکید
فرماتے تھے۔ آپکا یہ معمول ہر جنگ مین تہا۔ بعد اسکے آپنے لشکریونکو جنگ کی ترغیب دی اور
اونکے حق مین دعا فتح وظفر اس طرح کی۔ اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ حرام چیز سے
آنکہہ بند کرلو۔ لڑائی کے وقت شور و غل نہ کرنا۔ باتین کم کرنا اپنی جانونکو لڑائی کے قوانین
اور اوسکی گہاتون مصائب سختی۔ حملہ کرنے۔ تیراندازی۔ وغیرہ پر ثابت وقائم رکہنا اور
ایسے وقت مین خدا کو یاد کرتے رہنا اور اوسکی یاد سے غافل نہ ہوجانا۔ تم فلاح پاؤگے۔ باہم
نزاع وخصومت نہ کرنا تاکہ شامت نامردی وسستی مین مبتلا ہوجاؤ اور تمہاری ہوا بگڑ جاے
سختی پر صبر کرنا۔ اللہ تعالی صبر کرنے والونکے ساتھہ ہی۔ پہر یہہ دعا فرمائی۔ خداوندا! تو انکے
دلونمین صبر ڈالدے تو انپر اپنی نصرت نازل فرما۔ بارالہا! انکو مستحق اجر کر۔

یہہ سب امور انتظامیہ آخر ماہ محرم مین ہوے۔ اودہر آسمان پر چاند صفر کا کیا نکلا گویا
مریخ فلک نے اپنا خنجر نیام سے نکالکر دونون لشکرونکو لڑائی کا نادری حکم دیدیا ادہر دلیران زمانہ
لڑائی کے مشتاق تو پہلے ہی سے کیل کانٹے سے ہوشیار ہورہے تہے ہمہ تن لڑنے مرنے پر

آمادہ ہو گئے۔ صبح ہوتے ہی یکم ماہ صفر ۳۷ھ یوم چہارشنبہ کو نبردگاہ فریقین کے لشکر سے بھر انظر آتا تھا۔ دونوں لشکروں کے بیچ میں قاضی اجل کا خیمہ نصب ہو گیا۔ جو لوگ حیات دنیوی کا حصہ پورا لے چکے تھے موت کے انتظار میں صف باندھ کر ٹھیرے۔

جناب امیرالمومنین اسداللہ الغالب علی بن ابی طالب نے اپنے رفیقوں جانبازوں کی فوج کو اس طرح مرتب فرمایا کہ اشتر نخعی کو سواران کوفہ پر۔ سہل بن حنیفؓ کو سواران بصرہ پر پیادگان کوفہ پر حضرت عمار بن یاسرؓ سردار ہوئے اور پیادگان بصرہ کی کمان حضرت قیس بن سعدؓ کو ملی۔ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو جو بہ لقب مرقال مشہور تھے لشکر کا علم عنایت ہوا۔ قاریان کوفہ کی افسری پر مسعر بن فدکی مامور ہوئے۔ میمنہ فوج پر اشعث بن قیس کندی اور میسرہ پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ مقرر ہوئے۔ دیگر امراو سرداران قبائل جو اپنی اپنی قوم کے ساتھ آپ کے لشکر میں تھے یہ ہیں۔ سلیمان بن صرد خزاعی۔ حارث بن مرہ عبدی۔ عمرو بن حمق۔ حصین بن منذر۔ احنف بن قیس۔ نعیم بن ہبیرہ۔ حارثہ بن قدامہ۔ رفاعہ بن شداد۔ ابو ایوب انصاریؓ۔ ابوالہیثم بن شیبان نقیب آنحضرت صلعم۔ عدیؓ بن حاتم طائی۔ عمرو بن عطارد۔ جنید بن زہیر۔ خالد بن معمر۔ شبث بن ربعی۔ سعد بن قیس۔ بن عبداللہ بن الطفیل۔ عمرو بن حنظلہ۔ شداد الہاتی۔ قاسم بن حنظلہ۔ سعد بن مسعود ثقفی۔ شریح بن ہانی۔ معقل بن قیس۔ قبیصہ بن شداد۔ عامر بن وائلہ۔ حارث بن نوفل۔ زید بن صوحان۔ حصین بن نمیر۔ حجر بن عدی۔ خزیمہ بن جابر۔

حضرت معاویہؓ نے بھی اپنے لشکر کو اس طرح مرتب کیا۔ میمنہ پر ذوالکلاع حمیری۔ میسرہ پر حبیب بن مسلمہ فہری۔ مقدمہ لشکر پر ابوالاعور سفیان بن عوف سلمی کو مقرر کیا۔ سواران دمشق پر عمرو بن العاصؓ کو سردار بنایا اور پیادگان دمشق مسلم بن عقبہ مری کی

ماتحت کیے بخشی فوج اعلیٰ افسر ضحاک بن قیس کو کیا۔ جملہ شامی پیادون نے مرنے اور نہ بھاگنے پر بیعت کی اور ایک دوسرے کو عمامہ سے باندھکر پانچ صفین کرکے لڑنے کو نکلے علم فوج عبدالرحمن بن خالد بن ولید کے سپرد ہوا۔ انکے لشکر کے باقی اور سردارونکے نام یہ ہین رفعہ بن حارث۔ سفیان بن عمرو۔ مسلمہ بن خالد۔ بشیر بن ارطاۃ۔ حارث بن خالد۔ ہمام بن قبیط۔ حوشب بن ذی ظلیم۔ حسان بن بجدل۔ حابس بن ربیعہ۔ زید بن بحیرہ۔ یزید بن اسد۔ طریف بن عمیر۔ مخارق بن حارث۔ قاتل بن قیس۔ حمزہ بن مالک۔ قعقاع بن ازہر۔ ہلال بن ابی ہبیرہ۔ یزید بن امیہ۔

طرفین سے جب صف بندی ہوچکی تو لشکر عراق سے اشتر اپنے رسالہ کو لیکر نکلے لشکر شامی سے حبیب بن مسلمہ اپنے ماتحت لشکر کے ساتھہ انکے مقابل ہوے۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی مگر کوئی نتیجہ خیز فیصلہ نہ ہوا۔

دوسرے دن بروز پنجشنبہ ہاشم بن عتبہ سوار و پیادونکے ساتھہ میدان جنگ مین آے۔ اہل شام مین سے ابوالاعور سلمی انکے مقابل ہوے اور تمام دن لڑکر شام کو اپنے اپنے لشکر مین واپس آے۔

تیسرے دن بروز جمعہ حضرت عمار بن یاسرؓ اور عمرو بن العاصؓ سے مقابلہ ہوا۔ یہہ لڑائی بہ نسبت دودنون پہلے کے نہایت سخت و خونریز ہوئی۔ بالآخر حضرت عمارؓ نے اپنے بہادرون سے کہا۔ اے اہل عراق۔ تم دیکھتے ہو اس شخص کو جو خدا و رسول سے لڑا مسلمانون پر ظلم کیا۔ مشرکین کی مدد کی پہر جب دیکھا کہ خدا اپنے دین کو غالب کریگا اور اپنے رسول کو فتح و ظفر عنایت فرمائیگا تو یہہ شخص آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوا مگر جان کے خوف سے نہ خدا و رسول کی رضامندی و خوشی کا جویان ہوکر پہر بعد وفات حضور سرورکائنات

قسم خدا کی یہہ شخص مسلمانوں کی عداوت مین مشہور و معروف رہا۔ مجرمون اور بدکارونکا تابع اور اونکا ساتھی بنا رہا۔ اے دلیران واے شیران اسلام۔ اس شخص کے مقابلہ مین ثابت قدم رہنا اور اسکی لڑائی سے منہ نہ موڑنا۔ پھر زیاد بن نضر سے جو رسالہ کے افسر تھے فرمایا۔ تم بھی اہل شام پر حملہ کرو۔ زیاد اونپر ٹوٹ پڑے۔ لوگ انکے مقابلہ مین جمے رہے ظہر تک یہہ لڑائی برابر کی رہی۔ اسکے بعد حضرت عمار رضؓ نے ایسا سخت حملہ کیا کہ عمرو بن العاص کا منہ پھر گیا اور اونکو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ بھاگ کر اپنے لشکر مین مل گئے۔ اس دن زیاد بن نضر اپنے سوتیلے بھائی عمرو بن معاویہ سے مقابل ہوے لیکن ایک دوسرے کو پہچان کر رزمگاہ سے واپس گیا۔ شام کے قریب دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر لوٹ آے آجکی لڑائی مین لشکر شامی کے بہت سے آدمی کام آے اور کچھ لوگ لشکر عراق کے بھی مارے گئے

چوتھا حملہ شنبہ کے دن ہوا۔ آج ادھر سے محمد بن حنفیہ اور لشکر شام سے عبید اللہ بن عمر بن الخطاب نکلے۔ فریقین کے دلاور نبرد آزما جی توڑ کر لڑ رہے تھے۔ محمد بن حنفیہ کی طرف ہمدانی لشکر تھا اور اہل شام سے عبید اللہ بن عمر رضؓ کے ساتھ حمیر۔ لخم۔ جذام تھے۔ (عبید اللہ بن عمر رضؓ کو باشتباہ قتل ہرمزان حضرت علی رضؓ نے خلیفہ ہو کر قتل کرنا چاہا مگر یہہ مدینہ سے بھاگ کر امیر معاویہ سے آملے) عبید اللہ بن عمر رضؓ نے صف سے نکلتے ہی محمد بن حنفیہ کو مقابلہ کیواسطے للکارا۔ محمد بن حنفیہ بکمال شجاعت و مردانگی میدان مین نکلے لیکن جناب امیر المومنین علی رضؓ نے گھوڑا دوڑا کر انکو واپس کر لیا اور خود عبید اللہ بن عمر رضؓ کے مقابل ٹھیرے مگر وہ آپکے سامنے سے چلے گئے۔ محمد بن حنفیہ نے عرض کیا اگر آپ مجھکو نہ روکتے تو مجھکو امید تھی کہ عبید اللہ بن عمر رضؓ کو آج قتل کر ڈالتا۔ دونون لشکر بھی واپس ہوے۔

پانچوین لڑائی یکشنبہ کے دن ہوئی۔ لشکر عراق سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ

اورشام سے ولید بن عقبہ اپنے لشکر لیکر میدان مین آجمے۔ ولید بن عقبہ بنی عبد المطلب کو گالیان دے رہے تھے۔ ابن عباس کو تاب نہ رہی پکار کر فرمایا۔ اے صفوان۔ دعوی مردی و زور آزمائی ہو تو میرا مقابلہ کرہ مگر ولید مقابل نہین ہوے اس وزابن عباسؓ کو غلبہ رہا۔ دونون لشکرونمین غروب آفتاب تک سخت لڑائی رہی۔ شام ہوتے ہی فریقین اپنے اپنے لشکرگاہ کو واپس گئے۔

چھٹے روز دوشنبہ کو جناب علی مرتضیٰؓ کے لشکر سے حضرت قیس بن سعد انصاری اور لشکر شام سے ذوالکلاع حمیری برآمد ہوے۔ شام تک فریقین برابر لڑتے رہے۔ رات نے دونون لڑنے والونکو ایک دوسرے سے جدا کیا۔ اس دن ہی سخت معرکہ ہوا اور دونون طرف کے جانباز سپاہی کام آے۔

ساتوین دن روز سہ شنبہ کو ادھر سے اشتر اودھر سے حبیب اپنے اپنے زیر کمان فوج لئے ہوے رزمگاہ مین نکلے۔ دونون مین سخت ہنگامہ قتل و خونریزی گرم رہا۔ قریب ظہر دونون لشکر ایک دوسرے سے جدا ہوے۔ اس دن فریقین کے آدمی بہت مارے گئے اور شامی لشکر کے سپاہیون نے بڑے زخم کھاے۔

امیرالمومنینؓ نے فرمایا جبتک مجموعی قوت سے اپر حملہ نہ کرینگے لڑائی کا خاتمہ ہونا مشکل نظر آتا ہے پھر آپ نے شب چہارشنبہ کو اپنے لشکر سے فرمایا۔ خداوند تعالیٰ شانہ کی حمد و ثنا ہے اوسی کی بارگاہ بے نیاز قابل تعظیم و تکریم ہے اوسی کی قدرت ہے۔ جس کام کو توڑ دے کوئی اوسکو جوڑ نہین سکتا اور جسکو قوی کردیا کس کی مجال ہے کہ اوسکو توڑ سکے اگر وہ احکم الحاکمین چاہے تو روے زمین پر اختلاف کا نام باقی نہ رہے کوئی ایک بندہ بھی اوسکی مخلوقات سے خلاف کرنے پر قادر نہ ہو سکے۔ نہ کوئی گمراہ جماعت کسی امر مین

اختلاف کرے مفضول کم درجہ والا اپنے سے بلند مرتبہ وافضل کی فضیلت وبزرگی کا
کبھی انکار نہ کرے۔ ہمکو اور مخالفین کو اوسی کا حکم اس میدان کارزار مین کھینچ لایا ہے۔ ہم
سبکو وہ دیکھتا ہے اور ہماری باتین سنتا ہے۔ وہ قادر وتوانا ہے اگر چاہے آن واحد مین
ظالمونکو عذاب دے اوسکو منظور ہو تو ظالمونکو جھوٹا کرکے جای رجوع حق کو ظاہر کردے
لیکن حاکم حقیقی نے دنیا دار اعمال بنائی اور آخرت کو دار القرار کیا تاکہ بدکار اپنے
اعمال قبیحہ کی سزا اوس عالم مین پائین اور نیک بندون کو اونکی نیکی کا اچھا بدلا ملے۔
ہوشیار رہو۔ کل صبح پھر حریف کا سامنا ہے آج کی رات خدا کی عبادت مین گذارو اور قرآن مجید
کی تلاوت مین صبح کردو۔ اپنے مالک حقیقی سے فتح وظفر اور دشمن کے مقابلہ مین صبر واستقلال
وثبات کی دعا مانگو۔ کل صبح دشمن سے نہایت ہوشیاری اور کوشش کے ساتھ مقابلہ
کرنا کیا عجب ہے کہ خدا تمکو فتح نصیب کرے اور تم اپنے دعوے مین سچے ظاہر ہو جاؤ۔

غرض یہہ رات آپکے لشکر مین عبادت وتلاوت کلام آلہی مین گذری۔ نماز فجر ادا کرکے
لشکریون نے آلات حرب سنبھالے۔ زرہ خود۔ جسکے پاس جو سامان تھا زیب بدن کیا۔ جناب
علی مرتضی اثرات ہی سے بذات خود سامان جنگ مین مصروف تھے صبح ہوتے ہی لشکر مرتب
ہوگیا۔ آپنے ہر قبیلہ کو حکم دیا کہ وہ اہل شام کے اوس حصہ لشکر پر حملہ کرے جسمین اوسکے
بھائی ہین چنانچہ ازدسے فرمایا۔ تمہارے سپرد ازدہین تم اونکا مقابلہ کرنا۔ خثعم سے ارشاد
ہوا کہ تم اپنے بھائیون خثعم سے سمجھہ لینا۔ غرض اسی طرح ہر گروہ اپنے ہم قبیلہ کی لڑائی کا
ذمہ دار کردیا گیا جس قبیلہ کے اہل قرابت شامی لشکر مین نہ تھے جیسے بجیلہ کہ آپکے
لشکر مین انکی ایک جماعت تھی اور لشکر شام مین اس قبیلہ کے لوگ صرف دوچار گنتی کے
تھے انکی واسطے حکم دیا کہ تم شام کے اون قبائل سے جنکے لوگ ہمارے لشکر مین نہین

ہین مقابلہ کرنا چنانچہ بجیلہ مد مقابل لخم قرار دئے گئے۔ یہہ احکام پاکر لشکر عراق آٹھوین دن چہارشنبہ کو صبح ہوتے ہی میدان مین صف آرا ہوا۔ اودہر سے اہل شام مقابلہ پہ آکر قایم ہوے۔ جناب امیر المومنین بنفس نفیس صحابہ کرام اہل بدر و مہاجرین و انصار و دیگر اشراف قبائل کے ساتہہ تہے۔ ابن عباس فرماتے ہین کہ مین نے اوس روز جناب علی مرتضیٰؑ کو دیکہا کہ آنحضرت کے نچر شہبا پر سوار سفید براق عمامہ سر پہ باندہے تہے آپ کی آنکہین مشعل کی طرح چمکتی تہین۔ ہر گروہ و قبیلہ کی طرف گذرتے اور اونکو لڑائی پر ثبات و استقرار کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ اسی طرح تمام لشکر مین گشت کرتے ہوی ہمارے گروہ کی طرف آنکلے اور فرمایا۔ اے جماعت مسلمانان۔ جنگ کے وقت اپنی آواز بلند نہ کرنا۔ خوف خدا کو اپنا شعار بنانا۔ تلوارونکو نیام کے اندر جنبش دے لو تاکہ نکالتے وقت وقت نہ واقع ہو۔ مقابلہ کے وقت حریف پر نگاہ جمائے رہنا۔ ایسا نہ ہو وہ تمکو غافل پاکر حربہ کر بیٹھے۔ نیزہ مارتے وقت دشمن کی نرم جگہہ پر گوشت کا خیال رکہو۔ صبر و استقلال اختیار کرو اور اپنے دل خوش رکہو۔ تم خدا کی حفاظت مین ہو تم کو کیا خوف و خطر ہے تم ابن عم رسول اللہ کے ساتہہ ہو۔ خوب سنبہل سنبہل کر حملے کرو۔ لڑائی سے بہاگنا برا سمجہو کیونکہ دنیا مین پشتہا پشت تک بدنامی رہیگی اور قیامت مین آگ کا سامنا ہی۔ یہ گروہ حریف یہہ خیمہ بلند تمہارے روبرو ہے اسپر حملہ کرو۔ یہان تک کہ حق کے منہ سے پردہ اوٹھہ جاے۔ تمہین کو غلبہ ہوگا خدا تمہارے ساتہہ ہے تمہارے اعمال کم نہ کریگا بلکہ پورا عوض عطا فرماویگا۔ (مسعودی)

دونون طرف سے دن بہر لڑائی ہوتی رہی میدان رزم مین بازار موت گرم رہا مگر کوئی فریق اپنے حریف پر غالب نہ آیا۔ شام ہوتے دونون لشکر اپنی اپنی جگہہ واپس آسے

آخری جنگ مغلوبہ وخاتمہ واقعہ صفین

اس لڑائی کو چھڑے ہوے آج نوان دن ہے اور یہ نوان معرکہ روز پنجشنبہ ہے۔ آج جناب علی مرتضیٰؓ کا ارادہ ہے کہ لڑائی کا خاتمہ ہوجاوے۔ بغیر قطعی فیصلہ لڑائی سے نہ رکین یون تو ماہ ذیحجہ تمام لڑتے ہی گذرا مگر ان ایام مین جو روزمرہ جنگ ہوئی اس مین ہزارون بہادر کام آے سب سے بڑھکر آج غضب کا سامنا ہے۔ دونون طرف بہادر وشجاع۔ کٹنے مرنے کی خواہش ہتھیلی پر جان لئے۔ مرنے مارنے پر آمادہ۔ صاحبو۔ یہ مسلمانونکی لڑائی آپس کی خانہ جنگی ہے۔ اسکے نام سے بدن تھرتھراتا ہے۔ لکھنا درکنار خیال تک سے جان لرزتی ہے۔ لکھتے وقت اشہب تیزگام خامہ تیزتگ اس میدان مین ٹھوکرین کہاتا ہے۔ دو قدم چلنا دشوار ہے۔ پاے لنگ ہے دل تنگ ہے۔ بہرحال دل پر جبر کرکے کلیجہ ہاتھون سے تہام کر اس واقعہ ہول انگیز کو لکھتے ہین۔

بوجہہ وہ سر پہ گرا ہے کہ اوٹھاے نہ بنے	کام وہ آن پڑا ہے کہ بناے نہ بنے

جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰؓ آج نماز فجر اول وقت ادا فرماکر ترتیب صفوف لشکر مین مصروف ہوے۔ آپکے میمنہ پر عبداللہ بن بدیلؓ بن ورقا خزاعی تھے اور میسرہ پر عبداللہ بن عباسؓ۔ قاریان وحفاظ قرآن کا گروہ عمارؓ وقیس بن سعدؓ وعبداللہ بن یزید کے ہمراہ تھا۔ باقی تمام سرداران قبیلہ اپنے اپنے قبائل کے ساتھہ اپنے اپنے پہریرون ومقامات وجہات مقررہ پر بکمال مستعدی موجود تھے۔ جناب علی مرتضیٰؓ قلب لشکر مین اہل کوفہ وبصرہ ومدینہ کے ساتھہ رونق افروز تھے۔ اہل مدینہ مین اکثر انصار اور کچھہ خزاعہ وکنانہ بھی تھے۔ انکے ماسوا دیگر قبائل کے لوگ تھے۔

اب ایک نظر لشکر شام کو بھی دیکھہ لیجیے حضرت معاویہؓ نے ایک پر تکلف بڑا خیمہ استادہ کرایا ہے اوسمین بیٹھے ہوے اہل شام سے موت پر بیعت لے رہے ہین۔ خیمہ کے گرد سواران دمشق کا رسالہ احاطہ کئے ہوے ہے۔

بعد اس انتظام کے لڑائی شروع ہوگئی۔ عبداللہ بن بدیل نے اپنی زیر کمان فوج لیکر حبیب بن مسلمہ پر جو میسرہ شام مین تھے حملہ کر دیا اور اپنی فوج کے دل بڑہاتے اور ہمت دلانے کو اس طرح تقریر کی۔ اے بہادرو! اے امیرالمومنین کی اطاعت مین جان نثار کرنے والو! خوب یاد رکھو کہ حضرت معاویہؓ نے اوس امر کا دعوی کیا ہے جسکے وہ حقدار نہین اور اہل حق سے منازعت کرکے ناحق اونکا حق چھیننا چاہتے ہین۔ ایسے شخص سے دشمنی کی ہے جو اونکے ہم پلہ۔ اونکے برابر۔ اونکے مقابل نہین۔ معاویہؓ حجت باطل کے ساتھہ جدال و قتال کر رہے ہین وہ چاہتے ہین کہ حق کو ذلیل و خوار کرین۔ معاویہؓ تمیر دیہاتی گنواروں کی فوج لیکر چڑہ آے ہین۔ اپنی زبانی قوت سے اون سادہ دلون پر امر واقعی پوشیدہ رکھا اور اونکے قلوب مین تخم فساد بو دیا ہے اسلئے اون نادانون کی خباثت اندرونی ترقی پر ہے۔ اے بہادرو! تم اوس گروہ اشرار سنگین دلون سے لڑو۔ اونکی کثرت سے ہرگز خوف نہ کرو۔ اللہ تعالی تمہارے ہاتھون اونکی شرارت و گمراہی پر اونکو عذاب دیگا۔ اونکو ذلیل و رسوا کرکے تمکو اونپر فتح دیگا۔ وہ ارحم الراحمین ایمان والون کے دلونکو شفا دیتا ہی۔

ایک طرف جناب اسداللہ اپنی پُرزور تقریر اور کلمات نصائح و حکمت سے بہادرونکے دل اس طرح اوبھار رہے تھے۔ ای شیران بیشہ شجاعت! اپنی صفین برابر رکھو۔ ایک دوسرے سے اس طرح ملے رہو کہ گویا تمہاری صف ایک آہنین مضبوط سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہی زرہ پوش جوان آگے بڑہے رہین۔ جنکے بدن پر زرہ نہین وہ اون سے پیچھے ہون۔

تلوار مارتے وقت مُنہ بند رکھو۔ دانت سے دانت ملالو کیونکہ اس ترکیب سے تلوار کا پورا زور پڑتا ہے اور دشمن کا سر جدا ہو جاتا ہے۔ حریف کے ہاتھون اور پائون کا قصد کرو تم نیزونکی زد سے بچ رہو گے۔ نظر ایک طرف قائم رکھو اس سے دل قوی رہتا ہے۔ خیال منتشر نہین ہونے پاتا اور دل کو ہنگامہ ضرب کے ہولناک نظارہ سے سکون ہوتا ہے آواز پست رکھو۔ لڑتے وقت شور وغل نہ کرو کیونکہ خاموشی سے سُستی و نامردی دفع ہوتی ہے اور عزت و وقار کی علامت ہے۔ اپنے عَلَم اپنے گروہ سے الگ نہ کرو بلکہ بہادرونکے ہاتھ مین رکھو۔ صدق اور صبر سے مدد لو صبر کے بعد نصرت الٰہی نزول فرماتی ہے۔

ایک گروہ مین یزید بن قیس ارحبی اپنی تقریر دلکش سے لڑنے والونکو اس طرح برانگیختہ کر رہے تھے۔ بہائیو! مسلمان وہ ہی جس نے اپنے دین کو سلامت رکھا۔ یہہ قوم ہمارے مخالف ہے اس بنا پر تو لڑتے نہین ہین کہ ہمنے دین کو ضائع کر دیا ہے اور وہ اوس کی درستی چاہتے ہین یا ہمنے کوئی حق خداوندی تلف کر دیا ہے وہ اوسکو زندہ کرنا چاہتے ہین بلکہ اونکی جنگ وجدال سراسر دنیا ہی کی واسطے ہے۔ اونکی غرض حکومت حاصل کرنا ہے وہ چاہتے ہین کہ دنیا کے اولو العزم بادشاہ ہو جاوین۔ سارے عالم کو اپنا مطیع کر لین۔ خدا نہ کرے وہ تمپر غالب ہون۔ خدا اونکو غلبہ اور خوشی نصیب نہ کرے۔ تمہاری حریف۔ سعید۔ ولید۔ ابن عامر۔ ایسے عمال کے اعمال و اقوال تمہارے سامنے پیش کر کے تمکو الزام دینا چاہتے ہین۔ ان لوگون نے اپنے عہد امارت مین ایک ایک جلسہ مین ہزارون روپیہ خوشامد خورون چاپلوسون کو مفت دے ڈالا ہے۔ اگر کسی نے اعتراض کیا تو یہ جواب دیا یہہ مال ہمارا۔ ہماری میراث ہی۔ یہہ ملک ہماری تلوار کے مفتوحہ ہین ہم جسکو چاہین دین ہمپر کوئی گناہ نہین حالانکہ یہہ دعویٰ اونکا غلط تھا اور قول باطل بلکہ ملکی فتوحات سے

جو کچھ حاصل ہوا وہ خدا کا مال تھا جسکو ہمارے نیزون ہماری تلوارون نے فتح کیا۔ اے بہادرو! اللہ کے بندو! ان ظالمون کو مارو قتل کرو۔ اگر یہہ غالب ہوجاوینگے تو تمہارا دین و دنیا دونون ضائع کردینگے۔ ان لوگون کا حال تم خوب جانتے ہو اور انکی حقیقت سے کما حقہ واقف ہو۔ خدا کی قسم۔ اب بھی یہہ لوگ شرارت سے باز نہین آتے۔

ایک جانب تو ان تقریرون کا زور شور تھا اور دوسری طرف لڑائی کا بازار گرمی پر یہہ لڑائی بڑے زور و نپر تھی تقریباً ظہر تک اس نے طول کھینچا اور ایک سی شدت پر رہی۔ عبداللہ بن بدیل حریف کے لشکر کو پیچھے ہٹا دیتے تھے مگر وہ پھر اپنے مقام پر آجاتا تھا بعد ظہر کے انہون نے یکبارگی مجموعی قوت سے ایسا حملہ کیا کہ حبیب بن مسلمہ کے پانْون اوکھڑ گئے اور مجبور حضرت معاویہ کے خیمہ تک پیچھے ہوتے ہوے لوٹے۔ حضرت معاویہؓ نے جو یہ رنگ دیکھا تو اون لوگونکو جنہون نے مرنے پر بیعت کی تھی حبیب کی کمک پر روانہ کیا۔ یہہ لوگ تازہ دم تھے انکے مل جانیسے ہمراہیان حبیب بن مسلمہ قوی پشت ہوگئے اور سنبھلکر اس شدت کا حملہ اور یکبارگی ہلہ کیا کہ میمنہ اہل عراق کی ترتیب جاتی رہی۔ لوگ منتشر ہوگئے۔ عبداللہ بن بدیل کے ساتھہ صرف تین سو یا دو سو جنگ آور سپاہی گروہ قرا سے رہ گئے۔ یہہ ایک دوسرے کے سہارے سے میدان جنگ مین نہایت پامردی کے ساتھہ قائم رہے اور باقی بھاگ کر جناب امیرالمومنین کے پاس جا پہونچے۔ اب تھوڑی دیر کیلیے میمنہ عراق گویا بالکل صاف ہوگیا۔ امیرالمومنین رضؓ نے یہہ رنگ ملاحظہ فرماکر فوراً سہل بن حنیف کو اہل مدینہ کی جماعت سے عبداللہ بن بدیل کی مدد پر مقرر فرمایا۔ چونکہ میمنہ پر اب روک نہین رہی تھی لہذا اہل شام کا ایک گروہ کثیر سہل بن حنیف کے سدراہ ہوا اور انکو عبداللہ بن بدیل تک نہ پہونچنے دیا۔ لڑائی کا عنوان

زیادہ خطرناک ہوگیا میمنہ وقلب کے درمیان اہل یمن تھے۔ جسوقت میمنہ کو ہزیمت ہوئی اہل یمن بھی اپنا مقام چھوڑکر قلب کی جانب اولٹے پھرے۔ ابھی میمنہ سنبھلنے نہ پایا تھا کہ اہل میسرہ کو بھی ہزیمت ہوئی۔ بنی مضر جو حصہ میسرہ پر تھے بھاگ نکلے البتہ ربیعہ کمال استقلال سے لڑتے رہے۔ امیر المومنین میمنہ کا انتظام نہ کرپائے تھے کہ میسرہ کی شکست دیکھکر انکے سنبھالنے کے غرض سے ادہر رُخ کیا۔ آپکے ہمراہ اسوقت صرف حضرات حسنین ومحمد تھے۔ تیرونکا مینھہ برس رہا تھا۔ کبھی کبھی تیر آپکے شانہ اور گردن کے بیچ مین ہوکر نکل جاتا تہا۔ آپکے صاحبزادے آپکے آگے ہوجاتے اور آپ کی حفاظت کرتے مگر آپ اونکو سامنے سے ہٹا دیتے تھے۔ احمر خادم ابوسفیان آپ کو تنہا دیکھکر جلدی سے جھپٹا۔ ادہرسے آپکا خادم کیسان اوسکے ارادہ پر مطلع ہوکر مثل تیر کے اوسکے سرپر پہونچا اور دونون مین لڑائی ہونے لگی۔ ابھی تلوار کے دو دو ہاتھہ چلے تھے کہ کیسان کام آیا۔ امیر المومنین رضؓ نے لپک کر احمر کی زرہ پکڑلی۔ اوسکو سرسے اونچا اوٹھاکر زمین پر اس زور سے پٹکاکہ ہڈیان چُرمُر ہوگئین۔ لشکر شام آپ کو جنگ مین مصروف پاکر آپ کی طرف متوجہ ہوا مگر ربیعہ نے آگے بڑہکر اونکا زور توڑ دیا۔ آپ لشکر شام کو قریب پاکر بہوت جلد اونکی طرف متوجہ ہوے۔ امام حسن رضؓ نے عرض کیا۔ اے والد بزرگوار۔ آپ جلدی سے اپنے لشکر مین ہوجاوین تو بہتر ہوگا۔ فرمایا "جان پدر! تمہارے باپ کے واسطے بھی ایک دن مقرر ہے کہ اوس سے تجاوز ممکن نہین۔ نہ کوشش کرنیسے وہ وقت ٹل سکتا ہی اور نہ جلدی چاہنے سے وہ دن آسکتا ہے۔ خدا کی قسم تمہارے باپ کو کچھہ پرواہ نہین کہ موت اوسپر آپڑے یا وہ ازخود موت پر جا پڑے"۔

اس داروگیر مین میدان جنگ سے گرد وغبار اسقدر بلند ہوا کہ کسیکا علم پہچانا نہ جاتا تھا

آپنے ربیعہ کے قریب جاکر اونکو پکار کر فرمایا۔ یہ کسکا علم ہے اور کون لڑ رہا ہے۔ جواب ملا۔ آپکی جان نثار ربیعہ۔ ارشاد ہوا بیشک یہ اونکا علم ہے جنکا حافظ و نگہبان آج کے دن خدائے مہربان ہی۔ شاباش صبر و استقلال کیساتھہ لڑتے جاؤ۔ حصین بن منذر سے فرمایا۔ اے جوان شیر دل ذرا اپنا علم ایک گز اور آگے بڑہا دی۔ وہ بولے۔ حضور۔ ایک گز کیا بلکہ دس گز آگے بڑہتا ہون۔ یہہ کہکر وہ اسقدر آگے بڑہ گئے کہ آپنے فرمایا۔ بس اب اپنی جگہہ ٹہیرے رہو۔ ربیعہ نے ایک دوسرے کو پکار کر کہا۔ دیکھنا۔ آج دشمنون کا زور زیادہ ہے۔ خدانخواستہ اگر امیرالمومنین کے دشمنونکو چشم زخم زمانہ پہونچا اور تم مین سے ایک بہی زندہ رہا تو تم سے زیادہ عرب مین کوئی بے عزت و رسوا نہ ہوگا۔ لڑو! لڑو!۔ دیکہو۔ آگے کے سوا پیچہے قدم نہ پڑین۔" ربیعہ اوسدن اس شجاعت و جانفشانی سے لڑے کہ کبہی کسی معرکہ مین ایسی کد و کاش نہ کی تہی۔ اوسوقت جناب امیرالمومنین نے اونکی تعریف مین چند اشعار پڑہے جنکا مطلب یہہ ہے۔

یہہ سیاہ پہریرے والے علم کسکے ہین۔ جب اونسے کہا گیا کہ آگے بڑہ جاؤ تو حصین کا قدم آگے تہا اور علم لئے ہوے آگے بڑہے اس حال مین کہ حوض موت اور خون سے بہرے چہلک رہے تہے۔ ہم نے ابن حرب کو اپنے نیزون اور تلوارونکا مزہ خوب چکہایا یہانتک کہ وہ پیٹہہ دیکر بہاگ نکلے۔ جس قوم نے وقت مقابلہ کے صبر و ثبات کے ساتھہ اونکا مقابلہ کیا اور اوس وقت خطرناک مین کہ بہادرون کی آوازین خوف سے پست ہو جاتی تہین یہہ قوم سینہ سپر رہی۔ خداوند تعالی اس بہادر قوم کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہہ لوگ بڑے جانباز مردان کارزار۔ کریم النفس ہین۔ اونکے اخبار و حکایات پاکیزہ۔ اونکی عادات و خصائل پسندیدہ ہین۔ یہہ قبیلہ ربیعہ کے شریف خاندانی لوگ ہین۔

جسوقت لشکر خونخوار وسپاہ جرار کے مقابل ہوتے ہین تو انکے جوہر شجاعت آشکارا ہوتے ہین۔

اس عرصہ مین اشتر خرامان خرامان اہل میمنہ کی ہزیمت سے شکستہ خاطر آپکے سامنے سے گذرے یہ میمنہ کی جانب جارہے تھے اور آپ میسرہ کی طرف متوجہ تھے۔ آپنے اشتر کو بلایا۔ لُبّیک مالک" اشتر لبیک کہتے ہوے حاضر ہوے۔ آپنے فرمایا۔ تم اس قوم ہزیمت خوردہ کی طرف جاکر میری طرف سے پیغام دو کہ تم لوگ اس موت سے بھاگ کر کہان جاوگے۔ تم موت کو اپنی جان بچاکر بھاگنے سے عاجز نہ کرسکوگے۔ بالفرض اسوقت جان بچ گئی اور کچھہ حیات ناپائدار رہاتھہ آئی تو یہ زندگی کے دن کی۔ یہہ باقی رہنے والی نہین۔ اشتر نے باواز بلند یہہ الفاظ ادا کئے اور جناب امیرالمومنین کا پیام جملہ منہزمین کو سنادیا۔ پھر جوش مین آکر چلّا اوٹھے۔ اَنَا الاَشتَرُ۔ اَنَا الاَشتَرُ۔ اِلَیَّ۔ مین اشتر ہون مین اشتر ہون میری طرف آو۔ منہزمین سے بعضے اس آواز پر اشتر کے پاس لوٹ آے اور بعضے بھاگے چلے گئے۔ اشتر نے چلاکر کہا۔ اے لوگو۔ آج تمنے کیسی لڑائی کی صورت بگاڑدی۔ اے بنی مذحج۔ صرف تم لوگ میرے پاس آو۔ اس آواز پر مذحج نے جواب دیا اور ایک گروہ اشتر کے پاس آن پہونچا۔ اشتر نے اونسے کہا۔ تم نے کوئی کام خدا کی رضا کا نہین کیا۔ اپنے دشمن کے دفع کرنے مین اپنی قوم کی کوئی خیرخواہی نہین کی۔ یہہ کیا بات ہے۔ یارو۔ تم نامی بہادر جنگجو۔ مردمیدان اپنے دشمن پر صبح تڑکے چھاپا مارنے والے۔ جوانان کارزار شہسوار روز جنگ ہوکر اپنے ہم چشمون ہمعصرونکی ہلاکت وتباہی کا سبب ہوتے ہو۔ ایسے نشانہ انداز نیزہ باز سفاک ہوکر کہ حریف کو مارکر خون کا بدلا نہین دیتے۔ اونکے مقتولین کا خون رائگان ومفت جاتاہے۔ اگر آج کے دن ہمت ہار دوگے تو کل سب بہادر تمہاری ہی پیروی کرینگے۔

پھر بہادری وجوانمردی کا نام صفحہ روزگار سے مٹ جائیگا۔ اب اپنے امیر المومنین کی خیر خواہ وجان نثار بن جاؤ اور سچے دل وحوصلہ سے دشمن کا مقابلہ کرو۔ خداوند تعالی سچونکا دوست ہے اور اونکے ساتھ۔ قسم اوس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے ان لوگونمین سے ایک مرد بھی دین مین میرے نزدیک مچھر کے پر کی برابر قدر وعزت نہین رکھتا۔ آج میرے منہ کو روشن کرو۔ اسکی رونق گئی ہوئی تمہاری کوشش سے پھر آجائیگی۔ خداوند تعالے تمہارے ہاتھ پر فتح نصیب کرے۔ جماعت اعظم کی اتباع کرو کیونکہ اللہ تعالی اسی طرف ہے۔ اشتر کی اس دل بڑہانے والی تقریر نے مذحج کے سینونمین ایک آگ لگادی۔ سب نے مشتعل و ریک زبان ہو کر کہا۔ آپ جس مقام پر ہمارا ہونا پسند کرین ہم اوسی جگہہ ہونگے اشتر نے مذحج کو لیکر سب سے بڑے حصہ لشکر شام پر حملہ کر دیا۔ یہہ حصہ شامیونکا اہل عراق کے میمنہ پر قبضہ کرتا چلا آتا تھا مذحج اوسکے مقابل مین اڑگئے اور مار مار کر ہٹانے لگے۔ ہمدان کی چند نوجوان (جو قبیل اسکے آٹھ سو تعداد مین تھے) ایک سے ایک بڑھکر جنگجو میمنہ مین قائم رہے اور آج کے دن وہ داد شجاعت دی کہ انکے ایک سو اسی جوان اور گیارہ سردار بہ ترتیب ذیل معرکہ مین کام آے سب سے اول ذُویب بن شریح عَلَم بردار ہو کر مارے گئے۔ ان کے بعد شرحبیل۔ مرثد۔ ہبیرہ۔ یریم۔ سمیر۔ (یہ سب شریح کی اولاد ہین)۔ عمیرہ۔ حارث بشیر کے لڑکے۔ سفیان۔ عبداللہ۔ بجیر۔ زید کے بیٹے۔ یہ سب یکے بعد دیگرے علم لیتے اور قتل ہوتے چلے گئے ان سب کے بعد وہب بن کریب نے علم لیا۔ وہ اپنی بقیہ قوم کے ساتھ معرکہ جنگ سے افسوس کرتے ہوے میمنہ کی ہزیمت سے بر داشتہ خاطر یہہ کہتے ہوے واپس جا رہے تھے۔ کاش اسوقت عرب مین ہمارا کوئی ساتھی ہوتا اور ہم سے مرنے یا فتحیاب ہو کر معرکہ سے لوٹنے پر قسم لے لیتا تو ہماری شجاعت کے جوہر ظاہر ہوتے یا تو ہم فتح پاکر سرخرو میدان جنگ سے واپس آتے

یا قتل ہوکر اپنے بہائیونسے مل جاتے۔ اشتر نے جواب دیا۔ یارو۔ رنجیدہ نہو۔ ہم تمہارے ساتھ ہین۔ ہم قسم کہاتے ہین کہ جبتک مظفر و منصور نہ ہونگے میدان کارزار سے منہ نہ موڑینگے اور اگر موت آگئی تو خیر اوسی میدان مین لڑکر جان دینگے۔ اہل ہمدان یہ سنکر اشتر کے ساتھ ہولئے۔ اشتر نے ہمدانی گروہ لیکر میمنہ اہل شام پر حملہ کر دیا۔ اشتر کی ہمت سے تمام لشکر مین ایک جوش و خروش پیدا ہوگیا اور لوگون نے بہی حملے شروع کر دیئے۔ جو لوگ بہاگے تہے وہ بہی لوٹ کر مل گئے۔ اشتر جس جماعت پر گذرتے اوسکو صاف کر دیتے۔ جو گروہ مقابل ہوتا اوسکا منہ پہیر دیتے۔ بازار قتل جو اس سے قبل چند لمحے کے لئے ٹہنڈا ہوگیا تہا از سر نو پہلے سے زیادہ گرم ہوگیا۔ اشتر جنگ مین مصروف تہے ناگاہ زیاد بن نضر حارثی کو دیکہا کہ لڑائی مین مارے گئے اور لوگ اونکو اوٹہائے ہوے اپنے لشکر مین لیجا رہے ہین۔ یہ عبداللہ بن بدیل کی مدد کو آئے تہے۔ زیاد نے آگے بڑہکر علم لیا۔ انکے آجانے سے میمنہ پہر سنبہل گیا مگر یہہ مارے گئے۔ انکے بعد یزید بن قیس ارحبی کو لوگ اسیطرح اوٹہائے ہوے لئے جا رہے تہے۔ اشتر نے دونون صاحبونکو اس حال مین دیکہکر افسوس کیا اور کہا۔ صبر کا مقام ہے۔ افسوس کیسے کیسے لوگ کام آے۔ اب بہی اس شخص کو خدا سے شرم نہین آتی اسقدر خونریزی ہوئی مگر اسکے دل کی آگ فرو نہین ہوئی۔ اب بہی باز آجاتے تو باقیماندہ مسلمان بچ جاتے"۔ یہہ کہکر سخت حملہ کر دیا۔ انکے ساتھ حارث بن جمہان بہی مل گئے۔ دونون نے ایک ساتھ ملکر لڑائی کا پلہ دوبالا کر دیا۔ مابین عصر و مغرب لشکر شام تتر بتر ہوکر بدحواس گرتا پڑتا بہاگا۔ اشتر اور انکے ہمراہیون نے مارتے مارتے منہزمین کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہونچا دیا اور لڑتے بہڑتے عبداللہ بن بدیل کے پاس پہونچ گئے۔ یہ دو سو یا تین سو قاریون کے ساتھ اہل شام کے نرغہ مین تہے۔ جب شامی بہاگے سامنے کا میدان کہل گیا

اور یہ اپنے بھائیون کو دیکھکر جوش مسرت سے تکبیر کہہ اوٹھے اور امیر المومنین کو دریافت کیا جواب ملا کہ اسوقت میسرہ مین ہین اور لوگ آپکے آگے لڑ رہے ہین۔ ابن بدیل اور ان کے ہمراہیون نے جناب امیر المومنین کی خیریت سنکر کہا۔ الحمد للہ کہ جناب امیر المومنین کی خبر حیات سنکر ہمارے مردہ جسمون مین جان آگئی۔ ہمکو گمان تھا کہ امیر المومنین اور آپ سب کے سب شہید ہوگئے۔ پھر کہنے لگے۔ آپ آگے بڑھین اور حریف کو اچھی طرح شکست دین۔ اشتر نے جواب دیا۔ آپ لوگ ہمارے ساتھ اسی جگہ قائم رہین۔ آپکے واسطے اور آپکے اصحاب کے حق مین یہی مناسب ہے۔ مگر ابن بدیل نے اشتر کا کہنا نہ مانا اور انکے خلاف اپنے ہمراہیوں کے ساتھ لشکر شام کو مارتے قتل کرتے حضرت معاویہ کی طرف بڑھے۔ حضرت معاویہ کے گرد بھاگے ہوے سپاہی چارون طرف سے جمع ہوگئے تھے گویا پہاڑونکی چار دیواری سنگین تھی۔ امیر معاویہ دو تلوارین لئے اپنے لشکر کو جنگ کی ترغیب دے رہے تھے۔ عبد اللہ اپنے لشکر کے آگے آگے تھے جو انکے قریب آتا اوسکو قتل کرتے اسی طرح ایک جماعت کو قتل کیا۔ یہانتک کہ صفون کو پھاڑتے حضرت معاویہ کے قریب پہونچ گئے۔ شامیون نے چارون طرف سے سمٹ کر انکو اور انکے ہمراہیونکو گھیر لیا۔ عبد اللہ نے داد شجاعت دی اور قتل و خونریزی کا بازار گرم کر دیا بالآخر شہید ہوے۔ انکے اکثر ہمراہی بھی کام آے۔ بقیۃ السیف زخمی ہوکر لوٹے۔ اہل شام نے تعاقب کیا۔ اشتر نے یہ حال دیکھکر فوراً حارث بن جمہان کو انکی حفاظت کے واسطے روانہ کیا۔ حارث نے اوس جماعت پر حملہ کر دیا یہانتک کہ دور تک انکو بھگا دیا اور مجروحین کو لشکر گاہ تک پہونچا آے۔ امیر معاویہ نے عبد اللہ بن بدیل کو جنگ کرتے دیکھا تھا جب یہہ مقتول ہوکر گرے تو ایک شخص انکے دیکھنے کو بھیجا کہ کون تھے اہل شام نے انکو نہین پہچانا۔ خود جناب معاویہ نے انکی لاش پر آکر دیکھا اور پہچان کر کہا۔

انا اللہ۔ یہہ تو عبداللہ بن بدیلؓ ہین۔ واللہ اگر خزاعہ کی صرف عورتین موقع پائین تو ہم سے لڑین۔ اور یہہ تو مرد ہین انکا کیا کہنا۔

بعد شہادت ابن بدیلؓ اشتر نے قبیلہ مذحج سے کہا۔ تم قوم عک سے لڑنا اور منجملہ ہمدان کندہ سے کہا۔ تم قبیلہ اشعری کا مقابلہ کرنا۔ پہر انکو ساتہہ لیکر شام تک لڑتے رہے اور ایک مجموعی قوت سے ایسا سخت حملہ کیا کہ لشکر شام کے قدم اوکہہ گئے اور پیچہے ہٹنے لگے یہانتک کہ اون پانچ صفون سے جنہون نے موت پر بیعت کرکے اپنے کو عماموں سے باندہ لیا تہا جا ملے۔ اشتر نے دوسرا حملہ کرکے ان پانچ صفون مین سے چار کو ڈہیر کردیا۔ حضرت معاویہؓ نے گہبرا کر اپنا گہوڑا ہنکایا اور سوار ہوے اونکا قول ہے کہ اوسوقت مین نے بہاگ جانے کا قصد کرلیا تہا مگر ایک شاعر کے چند شعر جو بہاگنے کی مذمت مین ہین مجہکو یاد آے اور مین رُک گیا۔ عمرو بن العاصؓ نے میری طرف دیکہکر کہا آج صبر کا دن ہے اگر فتح حاصل ہوئی تو کل فخر کرنا۔ مین نے کہا سچ کہتے ہو۔

اس معرکہ مین جندب بن زہیر صف لشکر عراق سے نکلے اور قبیلہ ازد شامی کے سردار سے مقابلہ کیا۔ لیکن شامی کے ہاتہہ سے قتل ہوے پہر اوسی شامی نے جندب کی قوم سے عجل سعد عبداللہ کے لڑکو نکو مارا۔ ابو زینب بن عوف بہی کام آے۔

عبداللہ بن ابی حصین ازدی قاریون کی جماعت مین منجملہ ہمراہیان عمار بن یاسرؓ صف سے نکلے رجز پڑہتے ہوے میدان جنگ مین آے اور مارے گئے۔ عقبہ بن حدید نمیری بہی اسی جماعت سے یہہ کہتے ہوے نکلے۔ ”واے صد واے۔ چراگاہ دنیا خشک ہوگئی اوسکے درخت قطع ہوگئے اوسکے جدید لذات پُرانے ہوگئے اوسکے میوہ بدذائقہ اور تلخ پڑ گئے۔ اس دنیا سے میرا دل پہر گیا۔ مجہکو تمناے شہادت ہر معرکہ مین لیے پہرتی رہی مگر خدا نے نہ چاہا اور ابتک اس دولت سے محروم رہا۔ خدا کو یہی منظور تہا کہ اس معرکہ مین بہی شریک ہون آج اپنی جان کو شہادت کی تمنا مین پیش

کر رہا ہون اور امید ہے کہ آج محروم نہ رہونگا۔ اے اللہ کے بندو۔ اب دشمنان خدا سے جہاد کرنے مین کیا انتظار ہے۔ اس دار ناپائدار کے آگے دار آخرت ہے اور مین تو ادہر متوجہ ہوتا ہون"

انکی اس تقریر سے انکے بہائی عبید اللہ۔ عوف۔ مالک۔ ساتہہ ہوے اور یہانتک تیغ زنی کی کہ دنیا سے سفر کر گئے۔

لشکر شام سے شمر بن ذی الجوشن شیر کی طرح ڈکارتا ہوا نکلا۔ ادہر سے اُدہم محرز باہلی اُسکے مقابل ہوے۔ دونون مین ایک وار تلوار کا چلا مگر کسیکو کچہہ صدمہ نہ پہونچا شمر پیاسا تہا۔ میدان سے پہر کر پانی پیا پہر تازہ ہو کر آیا اور نیزہ کا ایک وار کرکے ادہم کو مار کر گرا دیا۔

بجیلہ کا علم ابو شداد قیس بن ہبیرہ احمسی کے ہاتہہ مین تہا۔ (انکے باپ یہ لقب مکشوح مشہور ہین) قیس نے اپنے ہمراہیون سے کہا چلو اس شخص سنہری ڈہال والے (عبدالرحمن بن خالد) پر حملہ کرین یہہ کہکر حملہ کیا۔ بعد مقاتلہ سخت کے عبدالرحمن کے قریب پہونچکر او نپر تلوار چلائی حضرت معاویہ کا ایک رومی غلام بیچ مین آگیا اور انکا وار روک کر ایک ہاتہہ تلوار کا چہوڑا جس سے انکے پانو کا پنجہ اوڑ گیا قیس نے سنبہلکر پہر وار کیا اور غلام رومی کو قتل کر ڈالا۔ چارون طرف سے انپر نیزے چلنے لگے اور یہہ شہید ہوے۔ پہر عبداللہ بن قلع احمسی نے علم لیا اور لڑتے لڑتے بہر مارے گئے۔ انکے بعد عفیف بن ایاس نے علم سنبہالا اور آخر جنگ تک علم انہین کے ہاتہہ مین تہا۔

حازمؓ بن ابی حازم قیس بن ابی حازم کے بہائی اور حضرت ابو حازمؓ دونون شہید ہوے نعیم بن صہیب بن عیلہ بہی کام آے۔ یہ سب قوم بجیلہ سے امیر المومنین کے ساتہہ تہے۔

امیر المومنین یہہ ملاحظہ فرماکر کہ آپکے اہل میمنہ لڑ بہڑ کر پہر اپنے مورچہ پر آگئے اور دشمنونکی جمعیت پراگندہ کرکے سامنے کا میدان صاف کر دیا اونکی طرف تشریف لاے۔ اون کے بہاگنے پر ملامت اور پہر لوٹ آنے پر تعریف کی اور کہا مین نے تمہاری ہزیمت اور شکست کو

دیکھا جبکہ صحرائی سنگدل بدوی قوم اور دیہاتی شامیون نے تمپر حملہ کرکے تمکو تمہاری جگہہ سے ہٹا دیا۔ مجھکو سخت تعجب ہوا کہ تم لوگ تو عرب مین سردار اور اشراف تھے۔ خدا کی عبادت کرنیوالے شب بیدار۔ راتونکو قرآن پڑہنے والے۔ اہل حق اور حق کی دعوت دینے والے ہو۔ ان گنوارو نکے حملے سے کس طرح بھاگ نکلے۔ اگر تم بھاگنے پر اب نہ لوٹ آتے اور ہزیمت کھا کر پھر حملہ نہ کرتے تو اس صورت مین تم ضرور اوس سزا کے مستحق ہوتے جو لڑائی سے بھاگنے والے کے واسطے مقرر ہے اور تم یقیناً گروہ ہالکین مین ہو جاتے لیکن تمہارے اس دوبارہ جرأت وحملہ نے میری دل کا کھٹکا نکال دیا۔ اور میرے سینہ کی سوزش وقلق خوشی وراحت کے ساتھہ بدل گئی مین نے بچشم خود دیکھہ لیا کہ جس طرح اونہون نے تمکو ہزیمت دی تھی تمنے بھی اونکو مار کر بھگا دیا اور جیسے شامیون نے تمکو تمہاری جگہہ سے ہٹا دیا تھا۔ تم نے بھی اونکو اس طرح بھگا دیا جس طرح اونٹونکا گلہ بھڑکایا ہوا بدحواس ہوکر ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگتے ہین اب تم کو لازم ہے کہ میدان جنگ مین ثابت قدم رہو۔ اللہ تعالے کی طرف سے تمپر اطمینان اور تسکین قلب نازل ہوئی ہے۔ خداوند کریم تم کو یقین کے ساتھہ قایم رکھیگا اور بھاگنے والے کو یقین کر لینا چاہیئے کہ وہ خدا کو ناخوش کرنیوالا اور اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالنے والا ہے۔ آپ کی اس جوش دلانے والی تقریر نے بہادرونکے حوصلے بڑہا دیئے۔ لڑائی کا بازار جو اس سے پیشتر تہوڑی دیر کیلئے سرد ہوگیا تھا پھر گرم ہوگیا تلوارون اور نیزونکے چلنے کی آوازون اور بار بار تکبیر کی دل ہلا دینے والی صداؤن سے میدان جنگ دوبارہ گونج اوٹھا۔ فریقین سے دلاوران نبرد آزما نشہ شراب شجاعت سے مست شوق جنگ مین بڑہ بڑہ کر حملے کرنے لگے۔

بشر بن عصمہ مری لشکر ابھی عراق سے نکلکر شامی گروہ مین مل گئے تھے۔ اس معرکہ مین بشر نے مالک بن عقدیہ جشمی کو دیکھا کہ شامیون سے لڑرہے ہین اونکو اونپر سخت غصہ آیا۔ نیزہ لیکر اونپر

جھپٹے۔ دوچار طعن طرفین سی چلے کہ مالک زخمی ہوکر گرے۔ بشر نے انکو قتل نہین کیا مگر زخمی کرنی پر متاسف اور اپنے دل مین کمال نادم تھے۔

عبداللہ بن طفیل بکائی نے لشکر شام پر حملہ کیا جب معرکہ سے واپس ہوے بنی تمیم مین سے قیس بن مرہ نامی جو دراصل عراقی تھے عبداللہ کے مقابل ہوے اور اپنا نیزہ انکے دونون شانون کے بیچ مین رکھہ دیا۔ یزید بن معاویہ عبداللہ کے چچیرے بہائی دونون کے بیچ مین آگئے۔ اور اپنا نیزہ تمیمی کے پس پشت لگاکر کہا۔ واللہ۔ ابہی نیزہ پار کرتا ہون۔ تمیمی بولے تمکو خدا کی قسم ہی اگر مین نیزہ تمہارے رفیق سے الگ کرون تو تم بہی اپنا نیزہ مجہسے الگ کرلینا۔ آخر ایک نے دوسری سے اپنا نیزہ ہٹالیا۔ ایک مرد عکی شامی میدان مین آکر مبارزطلب ہوا۔ لشکر عراق سی قیس بن فہدان کندی اوسکے مقابل ہوے۔ دونون مین کچہہ دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر عبدالرحمن نے عکی کو نیزہ سے مار ڈالا۔ قیس بن یزید میدان جنگ مین آے ادہر سے ابوالعمرطہ بن یزید انکے ہم نبرد ہوے۔ چونکہ دونون بہائی بہائی تھے ایک دوسرے کو بہچان کر بغیر جنگ میدان سے واپس گئے۔

لشکر عراق مین سے اس روز بنی طے نے سخت ہنگامہ قتال گرم کیا۔ شامیون نے انکے واسطے ہر چہار طرف سے جمع ہوکر حملہ کرنا چاہا جب بنی طے اور شامیون سے مقابلہ ہوا شامیونکی طرف سے حمزہ بن مالک ہمدانی نے آگے بڑہکر بنی طے سے سوال کیا کہ تم کون لوگ ہو۔ ان مین سے عبداللہ بن خلیفہ نے جو بڑے لسّان۔ شاعر خوش بیان شیعی مذہب تہے یہہ جواب دیا۔ ہم بنی طے ہین۔ نرم وریتلی زمین کے رہنے والے اور پہاڑ کے باشندے۔ ہم طے نیزہ باز ہین۔ ہم طے مرد میدان کارزار ہین۔ شہسوار صبح کے وقت تاخت وتاراج کرنے والے۔ حمزہ بن مالک نے کہا سبحان اللہ۔ تم نے اپنی قوم کی خوب تعریف کی۔ پہر فریقین مین خوب جمکر لڑائی ہوئی۔ عبداللہ بن خلیفہ نے اپنی قوم سے کہا

میرا سب مال تم پر سے قربان ہو دین اور شرافت پر لڑو۔ بشر بن عسوس کی ایک آنکھہ اس جنگ مین جاتی رہی۔

قبیلہ نخع نے خوب حق شجاعت ادا کیا۔ یہہ قبیلہ لشکر عراق سے نکلکر شامیونکی طرف بڑہا۔ اس گروہ مین سے اصحاب ذیل نے جان فروشی کی اور لڑتے لڑتے جان دی۔ حیانؓ۔ بکر۔ ہوذہ کی لڑکے شعیب بن نعیم۔ ربیعہ بن مالک بن وہبیل۔ اُبّی علقمہ بن قیس فقیہ کے بہائی۔ یہ بنام اُبّی الصلوٰۃ مشہور تہے کیونکہ بڑے نمازی تہے۔ علقمہ کا پائون جنگ مین کٹ گیا۔ وہ کہا کرتے تہے۔ مجھکو اپنے پائون کے ضائع ہونیکا کچھہ غم نہین اگر یہہ پہلے سے زیادہ صحیح وسالم ہوتا تو کیا تھا۔ اسکے کٹنے سے تو امید رکہتا ہون کہ خدا کے گہر اس مصیبت کا اجر عظیم عنایت ہوگا۔ علقمہ کہتے ہین۔ مین نے خواب مین اپنے بہائی اُبّی کو دیکہا۔ مین نے سوال کیا۔ تمکو اس جنگ کا کیا ثواب وعوض ملا۔ جواب دیا۔ خدا کے روبرو ہم اور ہمارے حریف دونون پیش کئے گئے۔ ہم دونون بحث ہوئی ہم او نپر غالب آے اور وہ مغلوب ہوے۔

لشکر شام سے قبیلہ حمیر نے مع دیگر شامیون کے ایک جماعت عظیم کے ساتھہ لبسرداری ذوالکلاعؓ وعبیداللہ بن عمر الخطابؓ لشکر اہل عراق پر حملہ کیا۔ قبیلہ حمیر میمنۂ اہل شام تہا۔ ادہر سے انکے جواب دینے کو میسرۂ اہل عراق سے ربیعہ لبسرداری حضرت عبداللہ بن عباسؓ بڑہے۔ حمیر نے انپر سخت حملہ کیا مگر انہون نے اس استقلال وجوانمردی کے ساتھہ جواب دیا کہ حمیر کے قدم اوکھڑ گئے۔ عبیداللہ بن عمرؓ نے پہر ہمت دلائی اور للکار کر کہا۔ اُے بہادران شام۔ یہی لوگ اہل عراق تو قاتلین حضرت عثمانؓ اور جناب علیؓ کے دوست ومددگار ہین انکو چہوڑ کر کہان جاتے ہو۔ ذرا خدا کا خیال کرو۔ اسی مردانگی پر حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلا لینے آے تہے۔ اس ترغیب سے پہر ایک بار جی توڑ کر حملہ کیا گیا۔ پہر بہی ربیعہ میدان جنگ مین قدم جمائے رہے۔ اسی معرکہ مین

عبیداللہ بن عمرؓ اپنے لشکر کے آگے آگے اشعار رجز پڑہتے جاتے تھے۔ امیر المومنین علیؓ نے انکو دیکھکر آواز دی "اے ابن عمرؓ۔ کس بنا پر ہم سے لڑتے ہو۔ اگر اسوقت تمہارے باپ زندہ ہوتے تو کبہی ہرگز نہ لڑتے" جواب دیا "مطالبہ خون عثمانؓ مین تم سے یہہ ساری جنگ وجدال ہے" آپنے فرمایا "اے عبیداللہ۔ تم حضرت عثمانؓ کا خون طلب کرتے ہو اور خدا وند تعالی تمسے ہرمزان کے خون کا مطالبہ کریگا" پھر آپنے اشترؓ کو حکم دیا کہ عبیداللہ کا مقابلہ کرو۔ اشترؓ بہی رجزیہ شعر پڑہتے ہوی اونکے سامنے آے مگر عبیداللہ مقابل مین نہ ٹہیرے اور یہہ مبارزطلبی نہ کی حمیر کے مقابل مین ربیعہ نے صبر واستقلال سے کام لیا مگر چند لوگ جو تلوار کی چوٹین برداشت نہ کر سکے بہاگ نکلے۔ علم بردار اور دوسرے مضبوط دل۔ قاریان وحفاظ قرآن انکے مقابلہ مین اڑے رہے۔ بہاگنے والی جماعت مین خالد بن معمر بہی ہین۔ اوّلاً بہاگنے والونکے ساتھہ یہہ بہی بہاگے مگر جب پہر کر دیکھا کہ انکی قوم ربیعہ کے حفاظ و علم بردار میدان مین جمے لڑ رہے ہین تو پلٹے اور گروہ منہزمین کو بہی واپس کر کے دوبارہ لڑائی مین شریک ہوے۔

خالد کی نسبت لوگون نے جناب امیر المومنین کی خدمت مین چغلی کہائی تہی کہ یہہ حضرت معاویہؓ سے خط وکتابت رکہتے ہین۔ آپنے خالد کو مع اونکی قوم ربیعہ کو بُلا کر تحقیقات فرمائی اور حکم دیا کہ اگر تم نے ایسا فعل کیا ہے تو ہمسے الگ ہو کر جس جگہہ چاہو چلے جاؤ مگر معاویہؓ کی عملداری سے باہر دوسری جگہہ اختیار کرو۔ خالد نے انکار کیا اور اپنی برات مین گواہ پیش کیے۔ انکی طرف سے ربیعہ نے کہا اے امیر المومنین۔ اگر ہمکو خبر ہوتی کہ یہہ معاویہؓ سے ملے ہوے ہین تو ہم انکو ابتک زندہ کیون چہوڑتے۔ آپنے ضمانت لیکر خالد کو بری کر دیا اور یہہ لڑائی مین شریک رہے۔ اسوقت کے بہاگنے پر لوگون نے انکو پہر متہم کیا کہ بیشک یہہ اہل شام سے ملے ہین۔ بہاگنا انکا اس غرض سے تہا کہ ہمکو ہزیمت ہو۔ خالد نے یہہ عذر کیا کہ مین بہاگنے والونکے پیچہے اس

غرض سے گیا تھا کہ انکو ہمت دلا کر واپس لاؤن چنانچہ جن لوگون نے میرا کہنا مانا اونکو پھیر ہی لایا۔
الغرض جسوقت ہزیمت خوردہ جماعت واپس آکر ربیعہ سے مل گئی پھر لڑائی کا رنگ بدل گیا اور تھوڑی دیر کو جو ہزیمت کے آثار نمایان ہوی تھے وہ رفع ہوگئے اور پھر حمیر کے ساتھ سخت لڑائی ہونے لگی۔ اس اثنا مین زیاد بن عمر بن حصفہ عبد القیس کے گروہ مین پہونچے اور کہا۔ ای عبد القیس آج ربیعہ کا خاتمہ ہی۔ گروہ عبد القیس سنتے ہی ربیعہ سی آملے اور اونکی گئی ہوئی قوت کو سنبھالا عنوان جنگ جو اس سے پیشتر ربیعہ کے حق مین مضر معلوم ہو رہا تھا اب موافق و مفید ہو گیا۔ حمیر کے چھکے چھوٹ گئے۔ اونکی قوم کے بہت سے لوگ مارے گئے۔ سمیر بن ریان عجلی کام آے۔ اون کے سردار ذو الکلاع حمیری عبید اللہ بن عمرؓ محرز بن صحصح بصری کے ہاتھ سے قتل ہوے محرز نے عبید اللہ بن عمرؓ کی تلوار ذو الوشاح لے لی۔ یہہ تلوار جناب امیر المومنین عمر فاروقؓ کی دی ہوئی تھی پھر جب حضرت معاویہؓ عراق کے حکمران ہوے یہہ تلوار محرز سے لے لی۔ بعضی کہتے ہین کہ عبید اللہ کے قاتل ہانی بن خطاب ارحبی ہین۔ بعضو نکے نزدیک مالک بن عمرو تنعی حضرمی نے انکو شہید کیا۔

جب امیر معاویہؓ نے دیکھا کہ اہل شام سب کے سب اس جنگ مین کام آے جاتے ہین اور اہل عراق کسی طرح جنگ سے نہین رکتے تو نعمان بن جبلہ تنوخی کو جو اپنے قبیلہ پر صاحب علم اور افسر تھے بلا کر کہا مین چاہتا ہون کہ تمھاری قوم پر تم سے زیادہ حملہ کرنے والا اور معرکہ مین ہوشیار کارگذار افسر کر دان۔ نعمان نے جواب دیا اگر ہم کسی اور معرکہ جنگ مین کسی لشکر عظیم مین ہوتے تو اب ہماری جرأت و بہادری ملاحظہ کرتے مگر ایسے وقت کیا کرین وہ لوگ بھی تیغ بران اور تیر سے خون فشان رکھتے ہین پھر ہم اونسے لڑ رہے ہین۔ یہہ بھی جانتے ہین کہ ہمارے مقابل صاحبان بصیرت اہل حق ہین۔ واللہ ہم نے اپنی جان کی پرواہ نہ کی اور آپکے ملک کی حفاظت اپنے

دین پر اختیار کی اور آپ کی خواہش بموجب دیدہ و دانستہ راہ حق چھوڑ دی۔ ہم حق کو خوب پہچانتے تہے مگر آپکے اتباع مین اوس سے الگ ہوگئے اور ابن عم رسول اللہ کے مقابلہ مین ہم کو توفیق راہ حق نہ ہوئی۔ آپکے ملک و حکومت کے بچانے مین گمراہ ہوے حالانکہ ہم جانتے ہین کہ جناب علیؑ سابقین اسلام اول مہاجرین ہین۔ دیگر فضائل مین آپ سب سے افضل ہین۔ اگر ہم اونکے مطیع ہوتے اور اونکی طرف سے لڑتے تو بیشک اپنی قوم کے واسطے اچھا کرتے ہماری محبت اونکے واسطے ظاہر ہوتی لیکن ہم تو آپکے مطیع ہوچکے اب اسکو پورا کرنا ہے چاہے گمراہ ہون یا حق پر اور یہ بالیقین معلوم ہے کہ حق کہان ہی ہم تو بالکل گمراہ ہوگئے جبکہ آپکے ساتھ ہوے۔ اب غوطہ کے انجیر اور وہانکے میوہ جات کی حفاظت مین لڑتے ہین کیونکہ اسکا تو ہم کو یقینی طور سے علم ہوگیا کہ جنت کے میوے اور اوسکی نہرین ہمارے نصیب مین نہین ہین خیر دنیا ہی سنبھل جاے تو غنیمت ہے۔ یہ کہکر اپنی قوم مین چلے گئے اور لڑائی مین مصروف ہوے۔

عبید اللہ بن عمرؓ کا معمول تہا کہ جب کسی جنگ کو جاتے تو انکی بیویان انکے بدن پر سلاح جنگ آراستہ کرتین صرف ایک بیوی شیبانیہ جو ہانی بن قبیصہ کی بیٹی تہین انکے متعلق یہہ خدمت نہ تہی چنانچہ جس روز شہید ہوے ہین حسب دستور مسلح ہوکر سب سے رخصت ہوے شیبانیہ سے متوجہ ہوکر کہا مین آج تمہاری قوم سے لڑنے جاتا ہون۔ میری نیت ہے کہ اپنے خیمہ کی ہر ایک طناب مین تمہاری قوم کے سردار قتل کرکے لٹکاؤنگا۔ بیوی نے کہا مین اس جنگ مین آپکا جانا پسند نہین کرتی۔ کہا کسواسطے۔ جواب دیا۔ جو شخص اہل عراق کے مقابلہ مین نکلا وہ زندہ پہرا اور میرا دل گواہی دیتا ہی اور گویا مین اپنی آنکھونسے اسوقت دیکھہ رہی ہون کہ آپ اونکے لشکر مین مقتول پڑے ہین اور مین اونسے آپکی لاش مانگ رہی ہون۔ آپنے یہہ سنتے ہی غضبناک ہوکر بیوی کے سر پر کمان کہینچ ماری کہ اونکا سر زخمی ہوگیا پہر کہا۔ تم ابہی دیکھہ لینا کہ مین تمہارے

سامنے کیسے کیسے سردار تمہاری قوم کے مار کرلاتا ہون یہہ کہکر میدان کارزار کو روانہ ہوئے میدان جنگ مین حریث بن جابر جعفی سے مقابلہ ہوا اور اوسکے ہاتہہ سے شہید ہوے۔ جب انکی بیویونکو خبر ہوئی تو حضرت معاویہؓ سے درخواست کی کہ انکی لاش منگوا دین۔ آپنے فرمایا۔ ربیعہ سے مانگو۔ اور دس ہزار درم خرچ کرکے اونسے لاش لاؤ۔ الغرض وہ سب ربیعہ کے پاس گیئین اور اونسے اپنے شوہر کی لاش طلب کی اور روپیہ دینے کہا۔ ربیعہ نے اس کی بابت جناب امیرالمومنین سے راے لی۔ آپنے فرمایا نہین مردہ لاش کیا بیچوگے شیبانیہ کے حوالہ کردو۔ آپکے حکم سے وہ لاش اون عورتون کے حوالہ کی گئی۔

اس جنگ کے بعد حضرت عمار یہہ کہتے ہوئے نکلے۔ اے اللہ۔ تو خوب جانتا ہے۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تیری مرضی اس مین ہے کہ مین اپنے کو اس دریا مین پہینکدون تو بیشک مین ایسا ہی کرتا۔ خداوندا۔ کاش مین معلوم کرلیتا کہ اگر تیری خوشی اسی مین ہے کہ مین تلوار کی دہار اپنے پیٹ پر رکہہ لون اور اوسکو اس زور سے دباؤن کہ میری پشت سے اوس پار نکل جاے تو بلاشبہ مین ایسا ہی کرتا۔ آے العلمین مین نہین جانتا کہ آج کے دن تیرے نزدیک اس گروہ فاسقین کے جہاد سے کوئی عمل زیادہ پسندیدہ ہوگا۔ کاشکے مجھکو معلوم ہوتا تو مین وہی عمل کرتا۔ واللہ مین خوب جانتا ہون کہ یہ لوگ ہم سے لڑے جاوینگے اور ہماری لڑائی سے ہاتہہ نہ روکین گے اور ہم کو ایسی مار مارینگے کہ جہوٹے مدعی شک مین پڑجاوین قسم خدا کی۔ اگر یہ لوگ ہمکو مار کر ہجر کی گرم ہوون تک بہگا دین تب بہی ہمکو یہی یقین ہوگا کہ ہم حق پر ہین اور یہ باطل پر۔ پہر لوگونسے مخاطب ہوکر باواز بلند فرمایا۔ کون ایسا ہے جو خداوند تعالی کی خوشنودی کا جویان ہوا ور طلب رضاے مولی مین اپنے مال واولاد کی طرف پہر کر جانیکی تمنا نہ رکہتا ہو۔ عمارؓ کی زبان سے یہ فقرے پورے نہ نکلے تہے کہ ایک گروہ نے سینہ سپر ہوکر آپکی ہمراہی اختیار کی۔ آپنے فرمایا ہمارے ساتہہ چلو اور

اس گروہ مدعیان کاذب خون جناب عثمانؓ پر حملہ کرو قسم خدا کی یہ لوگ طالب قصاص عثمان نہین لیکن انکو دنیا کی چاٹ پڑی ہے اور اوسکی لذاتنے انکو اپنا عاشق و شیدا کرلیا ہے۔ یہ لوگ بخوبی جانتے ہین کہ جب حق انکے ذمہ ثابت ہوگا یہ اپنی خواہشات نفسانی حاصل کرنیسے محروم کردیئے جاوینگے اسواسطے اپنی مرادات دلی حاصل کرنیکو قصاص کی آڑ مین اپنی جانین بچارہے ہین۔ انکو فضل سوابق اسلامی حاصل نہین کہ جسکے ذریعہ سے لوگونکو اپنا مطیع کرلین اور اونپر والی و حاکم بن بیٹھین ناحق دیدہ و دانستہ اپنی تابعدار اقوام کو فریب دے رکھا ہے اور جہال کی بہکانیکو پکار رہے ہین۔ ہای ہمارے امام مظلوم کو قتل کر ڈالا۔ انکی غرض یہہ ہے کہ اسی حیلہ سے زبردست بادشاہ ہوجاوین اور یہ غرض انکی حاصل ہی ہورہی ہے۔ اگر اسوقت یہ لوگ ایسا جھوٹا دعوی مکروفریب کے ساتھہ نہ کرتے تو آج انکی طرف دو آدمی بھی نہ ہوتے۔ خداوندا! اگر آج تو ہماری مدد کریگا تو تیری رحیمی ہے تو ہمیشہ سے ہمارا ناصر و مددگار ہے اور اگر انکی فتح ہے تو جو کچھہ تیرے بندونکے حق مین ان لوگون نے بدعتین کی ہین اسکے عوض انکو دار آخرت مین عذاب الیم کا مستحق فرمایا۔ یہہ فرماکر آپ آگے بڑہے۔ انکے ہمراہ ایک جماعت بہادران جانباز تہی۔ آپ صفین کے حدود مین جس طرف ہوکر گذرتے اصحاب آنحضرتؐ سے جو آپکو ملتے آپکے ساتھہ ہوجاتے یہانتک کہ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاصؓ کے پاس پہونچے۔ یہ امیر المومنین علیؓ کے لشکر کے علم بردار تھے۔ آپکی ایک آنکہہ جاتی رہی تہی حضرت عمارؓ نے فرمایا۔ ای ہاشم اعور ہمارے ساتھہ چلو۔ جو اعور لڑائی مین نہ جاوے وہ اچھا نہین۔ اے ہاشم سوار ہو اور ہمارا ساتھہ دو۔ ہاشم بہی انکے ہمراہ ہوے۔ آپنے کہا۔ اے ہاشم آگے بڑہو۔ موت نیزونکی بہال کے نیچے ہے اور جنت زیر سایہ شمشیر آبدار ہے۔ اسوقت آسمانونکے دروازے کہل گئے ہین حورین بناؤ سنگہار کیے ہماری منتظر ہین مین آج اپنے دوستون حضور نبوی وغیرہ سے ضرور ملونگا۔

نظارہ ہو اونکے زیر خنجر خونخوار ہوتے ہین	غنیمت جانتا ہون جان کا دنیا مین ان لوگون

غرضکہ اسی طرح لشکر شام پر حملہ کرتے بڑہی چلے جاتے تھے کہ عمرو بن العاص رض مل گئے۔ آپنے فرمایا "اے عمرو تف ہے تم پر۔ تم نے اپنے دین کو مصر کی عوض فروخت کر ڈالا"۔ جواب ملا "یہہ بات نہین ہے بلکہ مین خون جناب عثمان رض کا معاوضہ طلب کرتا ہون"۔ حضرت عمار رض نے فرمایا "مین اپنے علم و یقین سے گواہی دیتا ہون کہ تم اپنے ان افعال سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نہین چاہتے۔ اگر آج قتل سے بچ گئے تو کل ضرور مرنا ہے اوسوقت تمکو معلوم ہو گا جبکہ ہر شخص کو علیٰ قدر نیت اوسکے عذاب و ثواب ملیگا۔ تم نے آج ہی اس علم بردار کے ساتھہ لڑائی نہین کی بلکہ تین بار آنحضرت کے ساتھہ اسی علمبردار سے لڑ چکے ہو اور آج یہ چوتھی مرتبہ ہے۔ کیا تم کو یاد نہین ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ عمار رض کو گروہ باغی مار یگا۔ کیا یہہ فعل تمہارا نیکی اور تقویٰ کی علامت ہے"۔

ایک مین ہون کہ کبھی اور پہ مائل نہوا	ایک تم ہو کہ تمھے یاد مدد مین ہوئے

عمرو بن العاص رض نے اسکا کچھہ جواب نہ دیا اور حضرت عمار رض پھر جنگ مین مصروف ہوے۔ پھر لڑتے لڑتے اپنی جگہہ واپس آے اور پانی مانگا۔ ایک عورت بنی شیبان کی ایک پیالہ مین دودہ اور پانی ملا ہوا آپکے پاس لائی۔ آپنے پیالہ ہاتھہ مین لیکر فرمایا۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ آج کے دن نیزونکی بہالونکے نیچے اپنے احباب سے جا کر ملونگا۔ مخبر صادق نے سچ فرمایا تہا۔ آج وہی وعدہ کا دن ہے۔ اے لوگو۔ تم مین سے کون آج نیزونکے نیچے ہو کر اللہ کے پاس جانا چاہتا ہے۔ پانی پیکر حضرت عمار رض شامی فوج مین گہس گئے۔ شامی چارون طرف سے آپ پر ٹوٹ پڑے اور نیزے چلنے لگے یہانتک کہ آپ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے (ابن اثیر)

آپکو ابو الغاریہ عاملی اور ابو حوا سکسکی نے شہید کیا۔ آپکے سامان ہتھیار وغیرہ کی بابت دونون مین جھگڑا ہوا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض کے پاس گئے اور فیصلہ چاہا۔ آپنے فرمایا

دُور ہوا ور میرے سامنے سے چلے جاؤ۔ حضرت عمار شام کیوقت شہید ہوئے ہین۔ عمر شریف ۹۳ ترانوے سال کی تہی۔ آپکے جنازہ پر جناب امیر المومنین علیؓ نے نماز پڑہی اور بغیر غسل دیئے صفین ہین دفن کئے گئے۔ آپکے نسب مین مورخین کا اختلاف ہے۔ بعضے آپکو بنی مخزوم کہتے ہین بعضے کہتے ہین کہ حلیف بنی مخزوم تہے۔ (مسعودیؒ)

تقریب التہذیب مین ہے کہ عمار بن یاسر بن عامر بن مالک عنسی۔ کنیت ابو الیقظان ہے۔ مولی بنی مخزوم ہین۔

حبۃ بن جوین عرنی کہتے ہین کہ مین نے حضرت حذیفہ بن یمان رضؓ سے کہا۔ ہمکو کوئی حدیث فتنہ کی بابت سنایئے۔ فرمایا۔ تم اوس گروہ مین رہنا جس مین ابن سمیہ ہون کیونکہ آنحضرت نے فرمایا ہے عمار کو فرقہ گمراہ سرکش راہ حق سے دور قتل کریگا اور اونکا آخری رزق مرتے وقت دودہ پانی ہوگا۔ حبۃ کا بیان ہے کہ مین بروز شہادت موقع پر موجود تہا۔ عمارؓ نے کہا۔ میرا آخری رزق لاؤ۔ لوگ ایک پیالہ دودہ پانی کا جسکا حلقہ سرخ تہا لائے۔

ذوالکلاع حمیری حضرت عمرو بن العاصؓ کی زبانی یہہ حدیث سن چکے تہے۔ ذوالکلاع عمرو رضؓ سے کہا کرتے تہے۔ اے عمرو رضؓ۔ افسوس ہے تم کس مظلمہ مین گرفتار ہو۔ دیدہ و دانستہ فرقہ باغی مین داخل ہوئے ہو۔ عمروؓ جواب دیتے تہے۔ ہمارا ہی تو یہی انجام ہوگا (یعنی ہم ہی مظلوم ہین) ذوالکلاع حضرت عمارؓ سے قبل شہید ہوئے انکی شہادت کے بعد عمرو بن العاصؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا۔ معلوم نہین ہمکو ذوالکلاع کے مارے جانے پر زیادہ خوش ہونا چاہیئے یا عمارؓ کے قتل پر بجدا ی لایزال۔ اگر ذوالکلاع عمارؓ کے بعد زندہ رہتے تو یقین مانیئے کہ وہ تمام اہل شام کو لیکر حضرت علیؑ سے مل جاتے اور ہم کو چہوڑ دیتے۔

چند لوگ حضرت معاویہؓ کی خدمت مین آئے۔ ہر ایک مدعی تہا کہ قاتل عمارؓ وہی شخص ہے

اور مستحق سلب مقتول عمرو بن العاص اوس سے دریافت کرتے کہ عمارؓ نے آخر وقت کیا کلمہ کہا۔ وہ ٹھیک نہ بتا سکے انہین مین ابن حوی بھی آیا۔ اوسنے کہا۔ آج اپنے احباب محمد اور اونکے دوستوں سے ملونگا۔ عمرو بن العاص نے کہا۔ بیشک تو اونکا قاتل ہے۔ کمبخت دور ہو۔ تیرے ہاتھ کبھی فتحیاب نہ ہون۔ ناشاد نامراد۔ تونے اپنے پروردگار کو ناراض کیا۔"

روایت ہے کہ ابوالغاریہ بعد قتل حضرت عمارؓ کے حجاج کے زمانہ تک زندہ رہا۔ ایک روز حجاج کے دربار مین پہونچا۔ حجاج نے اسکو تعظیم و تکریم کے ساتھہ بٹھایا اور دریافت کیا۔ کیا تم نے ابن سمیہ کو شہید کیا ہے۔ جواب دیا۔ ہان۔ حجاج نے کہا "جو شخص قیامت کے روز عظیم الباع (جسکی درازی ہر دو دست زیادہ ہو کنایہ بلند حوصلہ عالی ہمت سے ہے) کو دیکھنا چاہتا ہو وہ آج ہی دنیا مین اس شخص قاتل ابن سمیہ کو دیکھہ لے۔" ابوالغاریہ نے حجاج سے کچھہ سوال کیا مگر حجاج نے انکار کیا اسپر ابوالغاریہ نے کہا۔ ہم نے تمام دنیا کو تمہارا مطیع کر دیا اور تم ہمکو اوس مین سے کچھہ نہین دیتے یہہ کیا انصاف ہے۔ خود بھی قائل ہو کہ مین قیامت مین عظیم البلاع ہونگا۔ حجاج نے کہا "بیشک ایسا ہی ہوگا۔ خدا کی قسم جس شخص کی ایک ایک ڈاڑھہ پہاڑ احد کے برابر ہو اور ران کوہ ورقان جیسی۔ جائے نشست مدینہ سے لیکر ربذہ تک۔ اوسکے دونون ہاتھہ کسقدر بڑے بڑے ہونگے کیا وہ شخص قیامت مین عظیم الباع نہ ہوگا۔ واللہ اگر عمارؓ کے قتل مین تمام روئے زمین کے آدمی شریک ہوتے تو بیشک سب کے سب دوزخ مین جاتے۔"

عبدالرحمن اسلمی کہتے ہین کہ بعد شہادت عمارؓ مین لشکر معاویہؓ مین داخل ہوا تاکہ معلوم کرون کہ ان لوگونکو بھی عمارؓ کے قتل ہونیکا غم ہے یا نہین ہم لوگونکا دستور تھا کہ جب لڑائی موقوف کرتے تو ایک دوسرے لشکر والونسے ملتے جلتے۔ ہم اونسے باتین کرتے وہ ہمسے۔ مین اسی غرض سے جا رہا تھا کہ حضرت معاویہؓ۔ عمرو بن العاصؓ۔ ابوالاعور۔ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ ٹہلتے اور باہم باتین

کرتے نظر آئے۔ عبداللہ اپنے باپ سے کہہ رہے تھے "اے باباجان۔ آج آپنے ایسے بڑے جلیل القدر صحابی کو قتل کیا جنکی شان مین آنحضرت نے ایسا کچھ فرمایا ہے" عمروؓ نے پوچھا۔ کیا فرمایا ہے۔ عبداللہؓ نے کہا۔ کیا آپکو یاد نہین جس دن مسجد نبوی کی تعمیر ہو رہی تھی اوس دن اور صحابہ کرام تو ایک ایک اینٹ اوٹھاتے تھے مگر عمارؓ دو دو اینٹین لاتے تھے چنانچہ بوجھہ اوٹھانے کے صدمے سے بیہوش ہوکر گر پڑے۔ آنحضرت صلعم انکے پاس تشریف لائے۔ انکے چہرہ سے خاک جھاڑتے جاتے اور فرماتے تھے "اے ابن سمیہ اور لوگ تو ایک ایک اینٹ اوٹھاتے ہین مگر تمنے زیادہ ثواب کی غرض سے دو دو اینٹین اوٹھائین۔ تمکو تو طلب نیکی مین یہہ حرص ہی باوجود اسکے تمکو ایک دن گروہ ظالم قتل کریگا" عمرو بن العاصؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا۔ اونہون نے جواب دیا کہ مین نے نہین سنا۔ عمروؓ نے وہی حدیث سنائی۔ حضرت معاویہؓ بولے "کیا عمارؓ کو ہم نے قتل کیا اونکا قاتل تو وہی شخص ہے جو یہان اونکو لایا" حضرت معاویہؓ کا یہہ قول سنکر اور لوگ بھی یہی کہنے لگے راوی کہتے ہین مین نہین جانتا کہ حضرت معاویہؓ حضرت عمارؓ کے قتل سے زیادہ خوش تھے یا اونکے بھراہی۔ یہہ مقولہ جناب معاویہؓ کا جناب علی مرتضیٰ نے سنکر بہ غضب ہوکر فرمایا۔ اگر یہی بات ہے کہ مین نے عمارؓ کو قتل کیا تو آنحضرت حضرت حمزہؓ کے قاتل ٹھیرے کیونکہ آپنے حمزہؓ کو کفار سے لڑنے بھیجا تھا اور وہ شہید ہوے۔

المختصر بعد شہادت عمارؓ امیر المومنین علی مرتضیٰ کو سخت افسوس ہوا آپ ربیعہ و ہمدان کے گروہ مین تشریف لیگئے اور فرمایا "تمہین لوگ میری زرہ اور نیزہ ہو میرے دست و بازو ہو" آپکی اس فقرہ پر بارہ سردار قبائل اوٹھہ کھڑے ہوے اور اپنی اپنی قوم مضر۔ ربیعہ۔ ہمدان کو لیکر آپکے ساتھہ ہوے سب کے آگے آپ اپنے خچر پر سوار تھے۔ پھر سب نے متفق ہوکر لشکر شام پر سخت حملہ کیا۔ انکی صفین اولٹ دین۔ کوئی صف قائم نہ رکھی۔ جو سامنے آیا مارا گیا یہانتک کہ یہہ گروہ حضرت علیؓ کو

قریب پہونچ گیا۔ امیر المومنین ؑ نے آگے بڑھکر فرمایا۔

اقتلھم ولا اری معاویۃ		الجاحظ العین العظیم الحاویہ

اور جوش مین آکر حضرت معاویہ ؓ سے للکار کر کہا "معاویہ! ناحق لوگونکو لڑوا کر کیون تلف کرتے ہو۔ اس سے کیا فائدہ۔ آؤ۔ ہم تم نپٹ لین۔ جو اپنے مقابل کو مارے وہی خلافت و امارت پاوے" عمرو بن العاص ؓ نے حضرت معاویہ ؓ سے کہا "یہہ فیصلہ تو اچھا ہے" اونہون نے جواب دیا "واہ کیا اچھا فیصلہ ہے۔ صریح دیکھ رہے ہو کہ جو علی ؑ کے مقابل ہوا وہ مارا گیا۔ تم کیون نہین اپنے واسطے یہہ فیصلہ پسند کرتے۔ اگر دعوی مردی ہے تو جاؤ انسے لڑو" عمرو بن العاص ؓ نے کہا۔ "وہ تو آپکو بلا رہے ہین اونکے مقابلہ کو نہ نکلنا آپکے واسطے ٹھیک نہین ہے۔ جواب دیا "بجاو درست ہے خود لڑائی سے منہ چھپاؤ اور مجھکو لڑنے کو کہو۔ معلوم ہوتا ہے تم چاہتے ہو کہ مین مارا جاؤن تو میرے بعد تمکو حکومت مل جائے" (ابن اثیر)

بعض روایات مین مذکور ہی کہ حضرت معاویہ ؓ نے عمرو بن العاص ؓ کو قسم دلائی اور کہا کہ تم حضرت علی ؑ کے مقابلہ مین جاؤ۔ عمرو بن العاص ؓ اونکے قسم دلانے سے مجبور جناب علی ؑ کے مقابلہ مین آئے آپنے انکو پہچان کر تلوار نکالی اور چاہا کہ اپنر وار کرین مگر عمرو بن العاص نے فوراً اپنا ستر کھول دیا اور برہنہ ہوگئے اور کہا یہ آپکا بھائی جبراً لڑنے آیا ہے۔ بہادر نہین۔ آپکے مقابل مرد میدان نہین۔ آپنے اونکی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا۔ کمبخت تیرا برا ہو۔ عمرو بن العاص ؓ معرکہ سے لوٹ گئے (مسعودی)

ابو الاغر تمیمی کہتے ہین بروز صفین مین لشکر عراق مین کھڑا تھا کہ میری پاس ہو کر عباس بن ربیعہ گذرے۔ صرف اونکی آنکھین آگ کے شعلہ کی طرح یا جیسے سانپ کی آنکھین ہون دمک رہی تھین اور باقی تمام بدن سلاح جنگ مین پوشیدہ سر تا پا دریاے آہن مین غرق تھا۔

اونکے ہاتھہ مین ایک تیغہ تھا۔ ایک شریر و تیز گھوڑے پر سوار تھے۔ میدان جنگ مین اپنے
گھوڑے کو جولان کر رہے تے۔ لشکر شام سے غرار بن ادہم نامی ایک پہلوان نے نکلکر انکو ڈانٹا
اور کہا۔ اے عباس۔ گھوڑے سے اوتر پڑو۔ عباس نے جواب دیا میرا گھوڑے سے اوترنا تمہارے
حق مین گویا زندگی سے مایوس ہوجانا ہے۔ آخر دونون گھوڑونسے اوترے۔ عباس نے اپنا گھوڑا
اپنے غلام حبشی کے حوالہ کیا۔ دامن کمر سے لپیٹ کر شامی کے مقابل ہوے۔ دونون طرف
تلوارین بجلیونکی طرح کوندہ گئین۔ دونون لشکر لڑائی سے رُک رہے اور ان پہلوانون کی لڑائی
کا تماشا دیکھنے لگے۔ دونون مین کچہہ دیر تک تلوار چلتی رہی۔ کوئی کسی پر غالب نہ آیا۔ آخر کار
عباس نے شامی کی زرہ ایک جگہہ شکستہ پائی۔ پھرتی کرکے ہاتہہ سے اوسکو دور تک نوچ ڈالا جس سے
نیزہ مارنیکی کافی جگہہ نکل آئی پہر حملہ کرکے اوسی مقام پر نیزہ جمادیا کہ شامی منہ کے بل گر پڑا۔
دونون لشکر سے آواز تکبیر اسیقدر بلند ہوئی کہ میدان جنگ گونج اوٹھا۔ اتنے مین جناب علی مرتضیٰ
نے دریافت فرمایا کہ کس نے کسکو قتل کیا۔ معلوم ہوا کہ عباس بن ربیعہ نے شامی جوان کو
مارا۔ آپنے آگے بڑہکر عباس سے کہا مین نے تمکو اور عبداللہ بن عباس رض کو منع کر دیا تہا کہ خبردار
میدان مین بقصد جنگ نہ نکلنا۔ عباس نے عذر کیا اور کہا حریف نے میرا نام لیکر پکارا پہر کیسے نہ
جاتا۔ فرمایا۔ تمکو اپنے امام کی اطاعت کرنا واجب ہے نہ اپنے دشمن کی۔ حضرت معاویہ غرار کے
قتل سے بہت متاسف ہوے۔ اپنے لشکر مین نگاہ اوٹھا کر دیکھا اور کہا۔ کون ایسا ہی کہ غرار کا
بدلہ لے۔ دو شخص جری جنگ آزمودہ بنی لخم کے انکے کہنے سے معرکہ مین نکلے۔ معاویہ رض نے کہا۔
عباس کے قاتل کو ایک سو اوقیہ سونا اور اسیقدر چاندی اور اسیقدر چادر یمنی انعام دونگا۔ یہ
دونون پہلوان میدان مین آکر عباس کے طالب ہوے۔ عباس نے جواب دیا کہ مین اپنے مالک سے
اجازت لیکر ابھی تمہارے سامنے آتا ہون۔ حضرت علی رض میمنہ مین تھے۔ عباس نے حاضر ہوکر

دوجوانون کا مبارزطلب ہونا بیان کیا۔ آپنے فرمایا۔ معاویہؓ چاہتے ہین کہ بنی ہاشم مین ایک متنفس بھی زندہ نہ رہے۔ خدا کا نور بجھانا چاہتے ہین مگر خدا اپنا نور پورا ہی کریگا۔ خیر تم اپنے ہتھیار میرے ہتھیار سے بدل لو۔ یہہ کہکر اپنے ہتھیار کھولکر عباس کی ہتھیار اپنے بدن پر لگائے اور اونکے گھوڑی پہ سوار ہوکر دونون شامیونکے مقابل ہوے۔ اوتھون نے بالکل نہ پہچانا بلکہ یہی سمجھے کہ عباس ہین کیونکہ عباس جناب علیؓ سے مشابہ تھے۔ غرض جناب علیؓ نے یکے بعد دیگرے دونون کو دم کے دم مین قتل کردیا پہر میدان سے واپس آکر اپنے ہتھیار بدل لئے اور بتاکید فرمایا کہ اگر اب پھر تمہارے مقابلہ کو کوئی آوے تو میرے پاس چلے آنا حضرت معاویہؓ کو ان دونون پہلوانونکے قتل ہونے سے صدمہ پر صدمہ ہوا اور سخت افسوس کیا۔

روایت ہے کہ انہین ایام معرکہ مین ایک روز حضرت معاویہؓ نے جناب علیؓ کے میسرہ پر حملہ کیا اتفاق وقت ہے کہ آپ اوسی حصہ مین تھے۔ آپ انکو دیکھکر بہ تبدیل وضع لباس معاویہؓ کی مقابل ہوے معاویہؓ نے انکو پہچان کر گھوڑے کو ایڑ ماری اور اپنے لشکر کی جانب موڑا۔ آپ انکی پیچھے ہوے مگر یہہ پھرتی کرکے نکل گئے۔ آپ انکے لشکر مین پہونچ گئے تھے ایک شخص کو قتل کرکے واپس آے اور اونکے نہ پانے پر افسوس فرماتے تھے (مروج الذہب)

اس حملہ مین سعید بن قیس ہمدانی اپنے قبیلہ کے ساتھ قیس بن سعد بن عبادہ انصاری انصار کے ساتھ۔ عدی بن حاتم بنی طی کے ہمراہ تھے اور خوب خوب حملے کیے۔ داد شجاعت دی۔ لشکر شام کو پراگندہ کردیا۔ اشتر نخعی بحکم جناب علی مرتضیٰ علم لیکر اہل حمص و قنسرین پر جا گرے اور ہنگامہ قتل گرم کردیا۔

ہاشم بن عتبہ مرقال مثل شیر مست اپنی جماعت کے آگے خرامان خرامان نشہ بادہ شجاعت مین شاہ حریف کی فوج پر بڑہ بڑہ کر حملے کرتے تھے۔ امیر المومنین علیؓ انکے پیچھے تھے۔ فرمایا۔ ای اعور

آج نامردی نہ کر بیٹھنا۔ شاباش آگے بڑہے رہنا۔ ہاشم نے اوس حملہ مین اٹھارہ آدمی لشکر شامی سے قتل کئے۔ انکے ہمراہیون نے قسم کہائی تھی کہ رزمگاہ سے واپس نہ پھرینگے فتح کرلین یا مارے جاوین۔ ہاشم آخر کار لڑتے لڑتے جب قتل ہوے توانکے بیٹے نے علم سنبہالا۔ امیرالمومنین کو ہاشم کی شہادت معلوم ہوئی آپ اونکی لاش پر تشریف لیگئے اور نہایت افسوس کے ساتھ دردناک اشعار پڑہے اور اونکے حق مین دعاے خیر کی۔

اثناے جنگ مین ایک گروہ جناب علی مرتضی رضکے لشکر کا شامیون نے گرفتار کیا اور حضرت معاویہؓ کے پاس لیگئے۔ آپنے اونکو رہا کرنے کا حکم دیا عمرو بن العاصؓ بولے۔ آپ انکو قتل کرڈالین۔ قیدیونمین عمرو بن اوس اودی ہی تو پکار اوٹھے۔ اے معاویہؓ مجھکو قتل کیجیے آپ میرے ماموں ہین رشتہ کا لحاظ فرماے۔ آپنے فرمایا مین تمہارا ماموں کس طرح سے ہوا ہمارے اور قبیلہ اود کے تو خویشی ہیو یندی نہین۔ عمرو بن اوس نے کہا۔ مجھسے سن لیجیے۔ اگر مین رشتہ نکال دون تو امان دیجیے گا ورنہ اختیار رہے۔ آپنے وعدہ کیا۔ اوتھون نے اس طرح ظاہر کیا۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ زوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ نہین۔ آپنے کہا۔ بیشک ہین۔ کہا وہ میری ماں ور آپکی بہن ہین لہذا آپ میرے ماموں ہوے۔ معاویہؓ نے فرمایا۔ اتنے لوگون مین کوئی اس قدر سمجھدار نہین جیسا کہ یہہ شخص قرابت ورشتہ کو سمجہا یہہ کہکر اونکو رہا کردیا۔ اسی طرح جناب علی مرتضی رض نے ادہر کے قیدیونکو چھوڑوادیا وہ حضرت معاویہؓ کے پاس ایسے وقت پہونچے کہ لشکر عراق کی سپاہی قید ہوکر آئی تھے اور عمرو بن العاصؓ اونکی بابت کہہ رہے تھے کہ انکو قتل کیجیے۔ معاویہ نے عمرو بن العاصؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ اگر ہم تمہارے کہنے سے قیدیونکو مرواڈالتے تو بڑی بری مصیبت مین پڑتے۔ یہہ کہکر سب کو چھوڑدیا۔

ہاشم بن عتبہ کا حال اور انکی لڑائی وشہادت کا قصہ بروایت ابن اثیر اس طرح مذکور ہوتا ہے

کہ شام کے قریب ہاشم نے لوگونکو پکار کر کہا۔ جو شخص خدا اور رسول کیواسطے لڑنا چاہے اور اوسکی خوشنودی کا خواہان ہو میرے ساتھ آئے۔ بہت سے لوگ انکے تابع ہوئے۔ ہاشم نے انکو لیکر اہل شام پر متواتر حملے کئے۔ شامی بھی نہایت استقلال سے لڑتے رہے۔ ہاشم نے کہا۔ بھائیو۔ انکی صبر و استقلال سے گھبرا نہ جانا۔ واللہ انکا سارا صبر صرف حمیت عرب ہے۔ اور یہ عرب کے جھنڈے تلے ہین۔ نام پر مر رہے ہین۔ ورنہ بمقابلہ تمہارے یہہ گمراہ ہین اور تم حق پر ہو۔ پھر قاریون کی جماعت لیکر شامیون پر ایسا سخت حملہ کیا کہ قریب تھا جو فوج حریف بھاگ کھڑی ہو کہ ادھر سے ایک جوان اشعار رجز پڑھتا نکلا۔ ہر وار مین دو ایک کو صاف کر دیتا تھا زبان سے گالی گلوج لعن طعن بھی کرتا جاتا تھا۔ ہاشم نے کہا "اے جوان۔ یہہ کیا کلام ہے جسکا بدلا بالآخر مواخذہ آخرت ہی ہے اور یہہ کیا جنگ ہے جسکے بعد بازپرس ہوگی۔ اے جوان خدا سے ڈر۔ اوس دن سے سوال کیا جاویگا اور جو تیرا مطلوب و مقصود ہے اوس سے بھی مطالبہ ہوگا" جوان نے کہا "مین تم لوگون سے اسواسطے لڑتا ہون کہ تمہارے سردار نمازی نہین اور نہ تم لوگ نماز پڑھتے ہو تمہارے سردار نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا اور تم سب نے اس قتل مین اونکو مدد دی"۔ ہاشم نے جواب دیا "اے برادر تجھکو عثمانؓ کے خون سے کیا مطلب۔ تجھکو یہہ بھی خبر ہے کہ اونکے قاتل کون لوگ ہین۔ کیا اصحاب رسول اللہ اور اونکے بیٹون نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا یا گروہ حفاظ قرآن جو اہل دین صاحب عمل ہین۔ یا جن بزرگون نے ایک لحہ اس دین کی غمخواری اور اصلاح مین کوتاہی و کمی نہین کی وہ لوگ ایسے جرم عظیم قتل امام مظلوم کے مرتکب ہوسکتے ہین تیرا یہہ خیال بالکل باطل ہے اور تیرا یہہ قول کہ ہمارے سردار نماز نہین پڑھتے سراسر بہتان اور محض افترا ہے۔ ارے وہ تو اون نمازیون مین ہین جو سب سے اول نمازی ہوئے اور وہ مخلوق خدا مین سب سے زیادہ خدا کے دین کو سمجھنے والے ہین۔ جناب رسول خدا سے رشتہ و قرابت مین

سب سے قریب۔ بہلا تیری سمجھ مین آگیا کہ ایسا شخص اور نماز نہ پڑہے۔ اب سن۔ اونکے ہمراہی بھی لوگ ہین جو اسوقت میرے ہمراہ ہین۔ یہہ سب قاری۔ حافظ قرآن ہین۔ ساری رات تہجد مین قرآن پڑہا کرتے ہین۔ رات بہر نہین سوتے۔ اے عزیز۔ تو ان گمراہ شامیونکے بہکانے مین آگیا اور ناحق قتل و خونریزی مین مبتلا ہوا"۔ ہاشم کی تقریر دلپذیر سنکر جوان بولا۔ کیا میری توبہ قبول ہوگی۔ جواب دیا گیا۔ کیون نہین۔ تو توبہ کر۔ خدا اے رحیم قبول کریگا۔ وہ تو ایسا رحیم اپنے بندونپر مہربان ہی کہ اپنے گنہگار بندونکی توبہ قبول کرتا اور اونکے گناہونسی درگذر فرماتا ہی۔

باید بیچارا بہ نیکوئی بدل خواہیم ساخت	کار ما با بندگان بد بجز این رنگ نیست

وہ جوان یہہ گفتگو سنکر لڑائی سے پھر گیا۔ پہر تہہ ارشامیون نے بہکایا اور کہا "افسوس تو عراقی کے فریب مین آگیا" مگر اوسنے ایک نہ سنی اور یہی جواب دیا "عراقی نے خیرخواہی کی اور میرے حق مین مفید بات کہی"۔ ہاشم مرقال اپنے یارونکے ساتھہ لڑتے رہے یہانتک کہ فتح کے آثار نظر آتے لگے۔ اتنے مین قریب مغرب قبیلہ تنوخ کا ایک لشکر انپر آگرا۔ اگرچہ یہہ اونکے مقابلہ مین جمے رہے لیکن یہہ پہلے سے لڑرہے تھے اور وہ گروہ تازہ دم اور تعداد مین انسے کئی حصہ زیادہ تھا حارث بن منذر تنوخی نے ہاشم پر نیزہ سے وار کیا اور یہہ زخمی ہوکر گرے۔ اوسی وقت جناب امیرالمومنین علی نے انکے پاس ایک شخص کی زبانی کہلا بھیجا کہ اپنا علم آگے بڑہاؤ۔ ہاشم زمین پر پڑے ہوی تھے کہ قاصد انکے پاس پہونچا اور پیغام سنایا۔ انہون نے قاصد سے کہا دیکھو میرا پیٹ پہٹ گیا۔ زخم کاری آیا۔ اب کوئی دم کا مہمان تعمیل حکم سے معذور ہون۔ یہہ کہکر شہید ہوگئے۔ اس معرکہ مین ہاشم نے نو یا دس جوان شامی لشکر کے قتل کئے تھے۔

امیرالمومنین لڑتے لڑتے اہل شام کے ایک رسالہ کیطرف گذرے۔ آپنے ملاحظہ فرمایا کہ وہ لوگ غسانی ہین کسی طرح معرکہ مین سستی نہین کرتے۔ نہایت صبر و استقلال و ثابت قدمی سے

لڑرہے ہین۔ فرمایا یہہ لوگ جب سخت مار کھائین تلوارون نیزے انکی کھوپڑیون اور ہڈیونکو توڑین انکے جوڑ جوڑ۔ بازو۔ کلائی مونڈھے جدا نہ ہوجاوین آہنین گرزونسے انکے سر نہ کچلے جائین تب تک یہ نہ مانین گے۔ پھر بآواز بلند فرمایا۔ کہان ہین اہل صبر و مددگار خدا کی مرضی کے طالب مردان خدا آخرت کی خواہش مین اپنی جانونکی پرواہ نہین کرتے۔ اس آواز پر ایک گروہ مسلمانونکا لبیک کہتا ہوا حاضر ہوا۔ آپنے محمد بن حنفیہ کو اس گروہ پر سردار کرکے فرمایا۔ تم اس گروہ غسّان پر جاؤ انکا علم جو سامنے نظر آتا ہی سیدہے اسیکے رُخ آہستہ آہستہ چلے جاؤ۔ جب انکے سینونپر اپنے نیزونکی نوکین لگا دو تو ٹہیرے رہنا پہر جیسا میرا حکم پہونچے ویسا کرنا۔ یہ سمجھا کر محمد بن حنفیہ کو غسّان کے مقابلہ مین روانہ فرمایا۔ پھر دوسری جماعت اوسیقدر تعداد مین انکی مدد کو بہیجی اور حکم دیا کہ دونون جماعتین ایک ساتھہ غسّان پر حملہ کرین۔ محمد بن حنفیہ نے اپنے پُرزور حملہ سے غسّان کو ہٹا دیا اور اونکے مورچہ پر قابض ہوگئے۔ اس حملہ مین بہت سے سپاہی جانباز طرفین کے کام آے۔ لشکر اہل عراق سے عبداللہ بن کعب مرادی معرکہ جنگ مین زخمی پڑے تھے اودہر اسود بن قیس مرادی گذرے۔ عبداللہ نے اسود کو دیکھا بلایا۔ وہ آے اور کہنے لگے۔ افسوس تمکو اس حالت مین فرش خاک و خون پر تڑپتا دیکھہ رہا ہون۔ تم بڑے جوانمرد۔ اپنے پڑوسیونکے سر سے آفات دفع کرنے والے تھے۔ تم اون لوگومین تھے جو خدا کو بہت یاد کرتے ہین۔ خدا تمپر رحم فرمائے۔ آخری وقت کچھہ مجھکو وصیت کرتے جاؤ۔ عبداللہ بن کعب نے جواب دیا۔ تمکو خوف الٰہی کی وصیت کرتا ہون۔ امیر المومنین علی ؑ کے خیر خواہ بنے رہنا۔ اونکی رفاقت نہ چھوڑنا یہانتک کہ خدا فتح و ظفر نصیب ولیا یا جناب امیر المومنین ؑ فرماے یا تم لڑتے لڑتے خدا کی راہ مین جان دو۔ یہہ کہکر بیہوش ہوگئے جب کسیقدر افاقہ ہوا تو بولے۔ امیر المومنین کیخدمت مین میرا سلام کہنا اور میری طرف سے عرض کرنا۔ آپ لڑتے

جائین اور یہانتک کوشش کرین کہ میدان جنگ آپکے پس پشت ہوجاوے جس شخص نے صبح اس حال مین کی کہ میدان جنگ اوسکے پس پشت ہوگیا وہ بیشک فتحمند و منصور ہوگا۔ یہ کہکر انتقال کر گئے۔ اسود نے جناب امیرالمومنین کی خدمت مین حاضر ہوکر اطلاع دی۔ آپنے فرمایا اللہ تعالیٰ اوسپر رحم فرماوے۔ زندگی مین ہمارے مخالفین سے لڑے اور مرتے وقت بھی ہمکو وصیت کر گئے۔ بعض کہتے ہین کہ رات دن کی لڑائی کی رائے عبدالرحمن بن حنبل جمی نے دی تھی (ابن اثیر و ابن خلدون)

لیلۃ الھریر

الغرض دن ختم ہوا رات شروع ہوئی مگر لڑائی بدستور قائم رہی۔ یہہ شب جمعہ تھی۔ دونون طرف سے نیزہ بازی ہوتی رہی یہانتک کہ نیزونکے ٹکڑے اوڑگئے پھر تیر چلے وہ بھی ختم ہوگئے آخرکار تلوارین نکل پڑین۔ تمام شب جناب امیرالمومنین میمنہ و میسرہ کے درمیان گشت لگاتے رہے اور ہر گروہ کو تاکید فرماتے تھے کہ آگے بڑھو اور حریف کو ہٹاتے جاؤ۔ اسی حال مین رات تمام ہوگئی اور سفیدہ صبح نمودار ہوا۔ لڑائی ایک حال پر قائم تھی۔ آپنے صبح ہوتے ملاحظہ فرمایا تو معرکہ جنگ آپکے پیچھے تھا۔ اشتر میمنہ مین اور ابن عباسؓ میسرہ مین اور آپ قلب لشکر مین تشریف فرما تھے اور پورا لشکر ہر جانب سے سمٹ کر مجموعی قوت سے جنگ کر رہا تھا۔ اب آفتاب نکل آیا یہہ دن جمعہ کا تھا۔ لڑائی برابر ہوتی رہی لیلۃ الھریر اور یوم جمعہ مین پانچسو تیئیس ۵۲۳ جوان جنگجو مین سے دن مین زیادہ تر جناب امیرالمومنین نے خاص اپنے ہاتھ سے قتل کئے اور جب ہاتھ مارتے تکبیر کہتے اور جسپر حملہ کرتے اوسکو قتل ہی کرتے۔ اشتر میمنہ مین تھے۔ جمعرات کے دن بعد زوال سے انہون نے میمنہ کے ساتھ جنگ شروع کی تھی اور رات بھر اسیطرح میمنہ پر لشکر کو لڑاتے رہے اور دوپہر تک جمعہ کے دن اسی طرح بدستور سابق میمنہ پر متعین

رہے۔ وہ اس طرح اہل میمنہ کو آگے بڑہاتے تھے کہ اپنے ہمراہیوں سے کہتے۔ ایک نیزہ برابر آگے بڑہ جاؤ جب وہ لوگ اسقدر بڑہ جاتے تو کہتے۔ ذرا اور بقدر ایک کمان کے بڑہ چلو۔ وہ بڑہ جاتے۔ پہر اسی طرح بار بار کہتے اور وہ بڑہتے جاتے تھے یہانتک کہ اکثر لوگونکو بار بار کا تہوڑا تہوڑا آگے بڑہنا اور پہر ٹہر کر لڑتے جانا گران گذرا۔ اشتر نے اونکی یہہ گرانی دیکھکر کہا مین تمکو خدا کی پناہ مین دیتا ہون۔ اس طرح فتح ہونا معلوم ہے۔ پہر اشتر نے اپنا گھوڑا طلب کیا اور علم حیّان بن ہوذہ نخعی کے حوالہ کرکے گھوڑے پر سوار ہوکر فوج کے درمیان ٹہلنے لگے اور بآواز بلند کہتے جاتے تھے۔ کون ایسا ہے جو اپنی جان خدا کے ہاتھ بیچ کر اشتر کی ساتھ ہوکر لڑے یہانتک کہ فتح ہو یا اللہ تعالیٰ سے مل جاے۔ انکی صدا پر بہت سے لوگ ساتھ ہوگئے۔ حیّان بن ہوذہ نخعی بھی تھے۔ اشتر ان سب کو لیکر اپنی جگہ میمنہ مین آملے اور سب سے کہا سب ملکر ایسا حملہ کرو کہ اپنے خدا کو خوش کرلو اور بذریعہ اس حملہ کے دین اسلام کو عزت دو میرے ماموں چچا سب تمپر سے قربان ہوجائین۔ پہر گھوڑے سے اوتر پڑے۔ اوسکو الگ کردیا اور علم بردار سے کہا۔ علم آگے بڑہاؤ۔ یہہ کہکر شامیون پر حملہ کردیا ان کے حملہ کرتے ہی تمام ہمراہی اللہ اکبر کہکر حریف پر پل پڑے اور ایسی ماردی کہ اہل شام کے مُنہ پہر گئے۔ اونکو مارتے مارتے اونکے لشکرگاہ تک پہونچادیا۔ وہان پہونچکر سخت ہنگامہ قتل برپا کردیا۔ علم بردار کو قتل کرڈالا۔ جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے جب ملاحظہ فرمایا کہ اب فتح ہوتی ہے تو اشتر کی مدد کو اور لشکر بہیجدیا اور متواتر مدد کی رسد جاری رکھی۔ اب فتحیابی مین کوئی کسر باقی نہین رہی تھی۔ لشکر شام پر بدحواسی چہاگئی تھی۔ سب بھاگنے پر آمادہ ہورہے تھے اگر ایک لمحہ اور اسی طرح لڑائی رہتی تو شامی معرکہ جنگ سے کافور ہوجاتے کہ عمرو بن العاص رضؓ نے اپنی فوج کی بدحواسی اور بیتابی دیکھکر حضرت معاویہ رضؓ سے کہا۔ اب آپ کیا دیکھتے ہین

لڑائی کا رُخ کس طرف ہے، اور انجام کار کس کے جانب۔ آپ کے ہاتھہ میدان نہ آئیگا۔ اگر آپ میرا
کہنا مانین تو اسوقت بھی ایک ایسی تدبیر سوجھی ہے جس سے ہمارے واسطے اتفاق واجتماع
حاصل ہو اور ہمارے حریف کے حق مین باعث اختلاف ونفاق وفرقت ہو" معاویہؓ نے
پوچھا وہ کیا تدبیر ہے۔ عمرو بن العاص نے کہا۔ ہماری طرف نیزو نپر قرآن شریف اوٹھای
جائین اور ہم یہہ کہین۔ ہمارے تمہارے درمیان یہہ کلام الٰہی ہے اسکے۔ طابق فیصلہ ہو
اگر حضرت علیؓ کے لشکر والے اسکو نہ مانینگے تو بعضے اونمین ایسے ضرور ہونگے جو یہہ کہین گے۔
ہم قرآن پر عمل کرتے ہین جو یہہ فیصلہ کریگا ہمکو منظور ہے۔ ایسی حالت مین اونکے لشکر مین باہم
اختلاف پڑجاویگا اور اگر سب لوگ قرآنی فیصلہ پر راضی ہوجاوینگے تو سردست لڑائی بند
ہوجاویگی اور فیصلہ کیواسطے کوئی مدت مقرر ہوگی۔ فی الحال کشت وخون سے نجات
مل جائیگی" حضرت معاویہؓ نے یہہ رائے پسند کی۔ نیزون پر قرآن شریف اوٹھاے گئے
اور پکار کر کہا گیا۔ اے بھائیو۔ ہمارے تمہارے درمیان جو حکم یہہ قرآن شریف کردے
اوسپر راضی ہوجاوین۔ لشکر عراق نے قرآن کو نیزون پر اور یہہ صدا سنکر کہا شروع کردیا
"ہم کتاب اللہ کے فیصلہ کو منظور کرتے ہین۔ اسکی رو سے جو فیصلہ ہوجاے ہمکو انکار نہین"
یہہ کہکر لڑائی سے ہاتھہ روک لئے۔ کہان تو یہہ تھا کہ اہل شام بھاگا چاہتے تھے اور اہل
عراق ہاتھہ دھو کر اونکے پیچھے پڑے تھے یا اب یکبارگی معرکہ کارزار بالکل سرد ہوگیا۔ جناب
امیر المومنین علیؓ نے للکارا" اے خدا کے بندو۔ کیا غضب کرتے ہو حریف کے دھوکے مین نہ آؤ
ہمت نہ ہارو۔ اپنے حق کے حاصل کرنیکو بڑھو اور دشمنونکی جنگ مین تامل نہ کرو معاویہؓ
عمرو بن العاصؓ۔ ولید بن عقبہ حبیب۔ ابن ابی سرح ضحاک کے قرآن اوٹھانے پر نجاؤ۔
مین انکے حالات سے بخوبی واقف ہون اور تمسے زیادہ ان لوگونکو جانتا ہون انکے بچپن سے

اور اُنکے بڑے ہونے کے بعد بھی مین انکی صحبت مین رہا ہون۔ لڑکپن مین یہہ لوگ بڑے شریر لڑکون مین تھے اور سن شعور پر پہونچکر بھی بہت بڑے شریر لوگون مین سے ہوے۔ خدا کی قسم قرآن شریف کے اوٹہانے مین بڑے مکر و فریب مین تمکو ڈالا ہے اور اپنے بچاؤ کے واسطے یہ چال چلے ہین"۔ لوگون نے جواب دیا "ہم سے یہہ نہین ہوسکتا کہ ہم کتاب اللہ کی طرف بلائے جائین اور اوسکو قبول نہ کرین"۔ آپنے فرمایا "ہم ان لوگون سے اسیواسطے تو لڑتے ہین کہ کتاب اللہ پر عمل کرین کیونکہ انہون نے اوسکے احکام کی نافرمانی کی اور جو اوسکا قول و قرار تہا سب بہول گئے اور اوسکو پس پشت ڈال دیا"۔ مسعر بن فدکی تمیمی۔ زید بن حصین طائی نے مع اون قاریونکے جو بعد کو خوارج مین شامل ہو گئے یہہ جواب دیا "اے علیؓ۔ کتاب اللہ کو منظور کرو اور جیسا اوسکی طرف بلائے جاتے ہو تو اوسکے مطابق عمل کرو ورنہ ہم تمہارے گروہ کو پکڑکر جبراً شامیونکے حوالہ کر دینگے یا تمہارے ساتھہ بھی وہی برتاؤ کرینگے جو ابن عفانؓ کیساتہہ کیا تہا" آپنے فرمایا "میرا امر و نہی اپنے حق مین یاد رکھو اور میری گفتگو خوب کان دہر کر سنو۔ اوسپر عمل کرو۔ اگر میری اطاعت کرتے ہو تو میرے کہنے سے لڑے جاؤ اور اگر میری نافرمانی پر آمادہ ہو کر مجھسے باغی ہو گئے ہو تو تمکو اختیار ہے جو چاہو کرو"۔ مسعر وغیرہ نے جواب دیا۔ یہہ تو امر آخر ہے سردست آپ اشتر کو بلوائیے اور اونکو لڑائی سے روک دیجئے۔

امیر المومنین جناب علیؓ انکی مخالفت پر سخت مجبور ہوے اور طوعاً کرہاً یزید بن ہانی کی معرفت اشتر کو بلا بہیجا۔ اشتر نے جواب دیا "یہہ وقت ایسا نہین ہے کہ آپ مجھکو اپنے پاس طلب فرماکر میری جگہہ سے ہٹائین۔ مجھکو قوی امید ہے کہ خداوند تعالیٰ اولیار دولت کو ابھی مظفر و منصور کرتا ہے۔ بس ایک ہی دو حملونکی کسر ہے کہ حریف بہاگا چاہتا ہے"۔ یزید نے واپس آکر جیسے ہی یہہ پیغام پہونچایا مسعر کے ہمراہیون نے شور و غل مچانا شروع کر دیا اور اشتر کی

طرف سے غبار اوٹھتے دیکھکر کہنے لگے۔ واللہ۔ ہمکو یقین ہی کہ آپ ہی کے حکم سے اشتر لڑ رہے ہین اور آپنے اونکو لڑائی سے روکا نہین۔ آپنے فرمایا۔ کیا تمنے دیکھا تھا کہ یزید کو اشتر کے پاس بھیجتے وقت مین نے یزید سے کوئی بات تمسے پوشیدہ کہی تھی۔ کیا مین نے جو کچھہ کہا سب کے سامنے برملا سبکو سناکر نہین کہا۔ پھر مجھپر یہہ الزام کسواسطے ہی۔" اونہون نے جواب دیا۔ کچھہ ہو۔ ہم یہ جھگڑا نہین جانتے۔ صاف صاف آپسے کہتے ہین کہ اشتر کو جلد واپس بلا لیجئے ورنہ ہم آپکو معزول کر دینگے۔ آپنے یزید سے جھڑک کر کہا۔ جاؤ اشتر سے کہہ دو کہ میرے پاس فوراً چلے آئین۔ فتنہ کا دروازہ کھل گیا ہے۔ اب یہ دروازہ بند کرنے سے بند نہ ہوگا۔ یزید پھر اشتر کے پاس گئے اشتر نے پوچھا۔ کیا قرآن شریف اوٹھانے سے یہ قیامت برپا ہوئی۔ یزید نے کہا۔ ہان۔ اشتر نے کہا۔ مجھکو اسکا خیال پہلے ہی ہوا تھا۔ عمرو بن العاص رضؓ کی رائے نے یہ فتنہ اوٹھایا ہے کیا تم نہین دیکھتے کہ فتح ہمارے ہاتھہ ہونے والی ہے۔ یہہ موقع ایسا نہین ہے کہ مین یہان سی ذرا دیر کو بھی الگ ہون۔ یزید نے کہا۔ کیا تم فتح ہونا دوست رکھتے ہو یا یہ پسند کرتے ہو کہ کہ امیر المؤمنین دشمنون کے قبضہ مین ہو جائین یا شہید کر ڈالے جائین۔ اشتر نے کہا کیسے منظور کر سکتا ہون کہ ہمارے امیر المؤمنین کے دشمنونکو صدمہ پہونچے۔ یزید نے پورا حال اور اون لوگونکا قول بیان کیا۔ اشتر سنتے ہی فوراً حاضر ہوے۔ مسعر اور اونکے ہمراہیون سے مخاطب ہوکر کہا۔ اے اہل عراق۔ صاحب ذلت و خواری۔ جب تم اہل شام پر غالب آئی اور اونکو بھی تمہارے غلبہ کا یقین ہوگیا تو اونہون نے قرآن شریف اوٹھائے اور تمکو اوسکے فیصلہ پر بلانے لگے۔ خدا کی قسم۔ یہ لوگ بڑے مکار و غدار ہین۔ انہون نے احکام آلٰہی کو بالکل ترک کر دیا اور راہ حق و طریق سنت چھوڑ کر الگ ہوگئے۔ قرآن مجید اوٹھانا ان لوگونکا محض فریب تھا جس مین تم پھنس گئے۔ خدا کے واسطے مجھکو بقدر دودہ دوہنے کے

مہلت دو۔ تمہاری فتح کے آثار محسوس ہورہے ہین ایک دم مین فتح کامل نصیب ہوگی۔
مسعر کے تابعین نے انکار کیا۔ اشتر نے کہا۔ اچھا اس سے بھی کم اسقدر مہلت دو کہ جسقدر
وقت مین گھوڑے کی ایک دوڑ ختم ہوتی ہے کیونکہ مجھکو قوی امید فتح کی ہے۔ افسوس
عین وقت پر تم دھوکا کھاتے ہو۔ دیکھو پچتاؤگے اسکا یہہ جواب ملا۔ اب اگر ہم لڑنے کی
اجازت دین تو تمہارے ساتھہ ہم بھی گناہ مین شریک ہونگے۔ اشتر نے کہا۔ بھلا تم لوگ اسکا
توجواب دو کہ ابھی دو چار گھڑی پہلے جب وہ لوگ تم سے لڑرہے تھے اور تم سے افضل اور
اشرف لوگونکو جنکو تم بالیقین اپنے سے بہتر مانتے ہو شہید کر رہے تھے کیا اوسوقت تم حق پر
لڑتے تھے یا ناحق کی لڑائی تھی اور اب جو لڑائی سے رک رہے ہو تو یہ رُکنا حق ہے یا ناحق
اگر یہہ ترکِ قتال حق ہے اور لڑائی ناحق تھی تو جسقدر صحابہ شہید ہوے تمہارے اعتقاد
کے بموجب سب آگ مین داخل ہوے۔ جواب ملا۔ اے اشتر یہ باتین جانے دو۔ ہم شامیوں سے
اللہ واسطے لڑے اور اللہ واسطے ہی اونسے جنگ ترک کی۔ اشتر نے کہا۔ افسوس صد افسوس
تم فریب دیے گئے اور اونکے فریب مین آکر لڑائی چھوڑ بیٹھے۔ ہاتھہ آئی ہوئی فتح کھودی۔ اے
سیاہ پیشانی والو۔ یہہ تمہاری پیشانیونکے کالے کالے ڈھٹے جو کثرت سجود سے نمایان ہین
انکو دیکھکر سمجھتے تھے کہ تم بڑے نمازی ہو۔ زہد دنیا دل مین سمایا ہے۔ دیدار خداوند تعالی
مین نہایت ذوق وشوق کے ساتھہ نمازین پڑھتے ہو۔ آج معلوم ہوا کہ تمہاری غرض ان
ٹکرون سے محض طلب دنیا تھی اور ساری نماز ریاکاری کی تھی۔ دنیا تمکو حاصل نہ ہوگی بلکہ
مین خیال کرتا ہون کہ آج سے تم لوگ کبھی عزت و بزرگی کا منہ نہ دیکھوگے اور سدا خوار و ذلیل
رہوگے۔ دور ہو جس طرح قوم ظالم رحمت خداوندی سے بعید ہوگئی۔ اشتر کی اس سخت کلامی پر
ہمراہیان مسعر نے انکو خوب گالیان دین۔ اشتر نے بھی انکو برا کہا۔ اونہون نے اشتر کی

منہ پر کوڑے مارے۔ اشتر نے اپنا کوڑا اونکی سواری پر چلایا۔ قریب تہا کہ باہم جنگ چہڑ جائے لیکن جناب امیر المومنین نے فریقین کو ڈانٹ دیا جس سے وہ شور وغل فرو ہوگیا اور سب نے کہا۔ ہم بدل منظور کرتے ہین کہ قرآن ہمارے اونکے درمیان فیصلہ کر دے۔

لڑائی کا خاتمہ تو اشتر کے ادہر آتے ہی ہو چکا تھا اب اسوقت لڑائی بالکل بند ہوگئی چارون طرف ایک سکوت کا عالم ہے نہ ہتہیارونکے چلنے کی آواز آتی ہے نہ اونکی رنق اور رجزخوانی کی صدا کسی کان مین پہونچتی ہے البتہ مقتولین معرکہ پر رونے والونکی آہ وزاری کی المناک آوازین رہ رہ کر کانونمین پڑجاتی ہین۔ زمین وآسمان مین ایک اداسی ہمائی ہوئی ہے۔ میدان کارزار مین مقتولین کی لاشین جابجا پڑی نظر آتی ہین کسی طرف زخمی خاک وخون مین پڑے لوٹ رہے ہین کسی جگہہ کسی لاش پر اوسکے دوچار عزیز واحباب لاش اوٹہانیکی فکر مین کہڑے ہین۔ اسوقت معرکہ جنگ ایک ہیبتناک منظر ہورہا ہے۔

تقرر حکمین

جب غل وشور رفع ہوگیا اور لڑائی بہی رک گئی تو اشعث بن قیس کندی آگے بڑہکر جناب امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ لوگون نے قرآن مجید کا حکم مان لیا اور قتال وجدال سے ہاتہہ روکا اگر آپ اجازت دین تو مین حضرت معاویہؓ کے پاس جاؤن اور اون سے اونکے منشاء دلی کو دریافت کرون۔ آپنے اجازت دی۔ اشعث حضرت معاویہؓ کے پاس آے اور کہا۔ آپنے کس غرض سے قرآن شریف نیزونپر بلند کیے۔ جواب ملا تاکہ ہم اور تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کرین۔ تم اپنی طرف سے ایک شخص جسکو متدین سمجہو منتخب کرو اور ہم بہی ایسا ہی شخص اپنی طرف سے انتخاب کرین پہر اون دونون سے حلف لیا جاے کہ کتاب اللہ کے موافق وہ فیصلہ کرینگے بعد ازان جو فیصلہ وہ کردین اوسپر

ہم اور تم دونوں بخوشی خاطر راضی ہوجائیں۔ اشعث نے کہا۔ یہہ فیصلہ بہت مناسب ہے ہمکو منظور ہی یہہ کہکر امیر المومنین کیخدمت میں آے اور حضرت معاویہؓ کا پیغام پہونچایا۔ حاضرین جلسہ نے کہا۔ ہم بھی اس پر راضی ہین اور اس فیصلہ کو قبول کرتے ہین۔

اہل شام نے اپنی طرف سے عمرو بن العاصؓ کو منتخب کیا۔ اشعث۔ زید بن حصین۔ مسعر بن فدکی اور اون لوگون نے جو بعد کو خارجی ہوگئے کہا۔ ہم ابو موسیٰؓ پر راضی ہین وہ ہماری طرف سے حکم ہون۔ علی مرتضیٰؓ نے فرمایا۔ مین اس انتخاب پر راضی نہین۔ اشعث اور اوس کے ہمراہی کہنے لگے کہ ہم تو انہین کو انتخاب کرتے ہین۔ انہون نے ہمکو قبل واقعہ جن امور سے ڈرایا وہ سب پیش آے۔ ہم انکے سوا دوسرے کو اپنی طرف سے حکم نہ بنائین گے۔ ارشاد مرتضوی ہوا۔ مین ابو موسیٰؓ پر بالکل اعتبار نہین کرتا۔ یہ وہی شخص ہین جو مجھسے متنفر ہوکر بھاگے۔ واقعہ جمل مین لوگونکو میرے ساتھ جانے سے روکا اور میری طرف سے اونکو بہکایا پھر بھی مین نے طرح دی ایک ماہ بعد اونکو امن دیا۔ مین ایسے شخص کو ہرگز حکم نہ بناؤنگا البتہ ابن عباسؓ اس قابل ہین۔ اونکو اپنی طرف سے حکم کرسکتا ہون۔ اشعث وغیرہ نے کہا آپ اور وہ دونون ایک ہین۔ ابن عباسؓ آپکے عزیز ہین۔ جب آپکا حکم ہم نہین مانتے اور یہ ضرورت دوسرے کو حکم بنا رہے ہین تو اسوقت جیسے آپ ویسے ابن عباسؓ۔ ہم ایسے شخص کو حکم بنانا چاہتے ہین جسکو آپکے اور حضرت معاویہؓ کے ساتھ تعلق یکسان ہو کسی جانب قرابت قوی اور احتمال لحاظ رشتہ داری کا نہ ہوتا کہ بلا پاس و لحاظ کسی کے حق اللہ فیصلہ کردے۔ جناب مرتضوی نے فرمایا۔ اچھا ابن عباسؓ کو جانے دو اشتر تو میرے عزیز نہین ہین۔ یہی حکم ہون۔

اشعث وغیرہ۔ اشتر ہی کی ذات سے تو سارا فساد پھیلا ہے کیا انکے سوا کوئی دوسرا

شخص آپکو نہین ملتا۔ ارشاد ہوا کیا تم کو ابوموسیٰ رضکے سوا اور کوئی شخص نظر نہین آتا۔

منکرین بولے۔ بیشک۔ ابوموسیٰ کو آنحضرت کی صحبت نصیب ہوئی جس اشتر محروم ہین [علاوہ اسکے ابوموسیٰ ایک بغرض و بے عوض آدمی ہین (بدائع) تعصب و رجنبہ داری کو اونمین دخل نہین۔]

امیرالمومنین ان مباحث سے تنگ ہوگئے اور مجبور ہوکر ارشاد فرمایا۔ اچھا جو چاہو اور جو تمہاری سمجھ مین آے وہ کرو۔

اس گفتگو کے دوران مین احنف بن قیس نے کہا۔ امیرالمومنین۔ آپ اسوقت سخت تردد مین مبتلا ہین مین نے ابوموسیٰ کو خوب آزمایا ہے۔ اونکی مثال بعینہ اوس کنوئین کی سی ہے جسکی جگت پست اور پانی قریب ہو ہر شخص بآسانی اوس سے پانی لے سکتا ہو اس کام کے واسطے تو ایسا شخص موزون ہے جو انسے ایسا قریب ہو کہ گویا انکے ہاتھون مین ہے اور اگر چاہے تو انسے ایسا دور ہوجای کہ گویا آسمان پر ایک تارہ ہوگیا اور اوسکو کوئی پا نہین سکتا اگر آپ مجھکو حکم ہونیکا مستحق نہین سمجھتے تو مجھکو بھی ان دو حکمونکے ساتھ ثالث کر دیجیے مین ہمیشہ سے آپکا خیر خواہ ہون جب کوئی سختی پیش آئی مین نے اوسکو آسان کر دیا اور جب کسی امر پیچیدہ مین کوئی گتھی پڑگئی تو مین ہی نے اوسکو سلجھایا اور جب آپ کے نفع کے کام مین کوئی گرہ لگائی اور وہ کھل گئی تو پہلی گرہ سے زیادہ مضبوط دوسری گرہ اوسکی جگہ لگادی اور آپکا کام سنبھالا۔ اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرونگا۔ اشعث وغیرہ نے اسکو بھی نہ مانا اور ابوموسیٰ رضکی حکم ہونے پر اڑے رہے۔ احنف بن قیس نے کہا۔ اگر تم ابوموسیٰ رض ہی کو حکم کرتے ہو تو انکی پشت کو مردونکی مدد سے گرمی دو۔ اس مابین مین اشتر امیرالمومنین کی

خدمت مین حاضر ہوی۔ بعد گفتگوے بسیار وبحث وتکرار یہی راے قرار پائی کہ ابوموسیٰؓ ادہر سے حکم ہون چنانچہ انکے بلانیکو انکا غلام جو یہان موجود تہا روانہ کیا گیا۔ یہہ لڑائی سے الگ بمقام عرض مقیم تہے۔ غلام نے انکے پاس پہونچکر ظاہر کیا کہ فریقین مین مصالحت ہو گئی۔ ابوموسیٰؓ نے کہا الحمد للہ۔ پہر غلام نے کہا۔ لوگون نے آپکو حکم قرار دیا ہے اور آپکی راے پر فیصلہ منحصر کیا گیا ہے۔ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہہ کہکر روانہ ہوے۔ تاریخ مسعودی مین ہے کہ قبل واقعہ صفین ابوموسیٰؓ کہتے تہے۔ بنی اسرائیل مین برابر جنگ ہوتی رہی آخر کار دو حکم مقرر کئے مگر اونکا فیصلہ ایسا ہوا کہ فریقین اوسپر راضی نہ ہوے۔ سوید بن علقمہ نے سنکر کہا۔ شاید ایسا ہی اتفاق اب بہی ہو تو آپ کسی طرف حکم نہ ہونا۔ ابوموسیٰؓ نے فرمایا خدا ایسا وقت نہ لاے کہ مین حکم بنایا جاؤن۔ میرے واسطے توکہین زمین و آسمان مین جاے امن نہ رہیگی۔ بعد اس واقعہ کے جب یہ حکم ہوے تو سوید نے انسے کہا۔ آپکو اپنی وہ بات یاد ہے۔ جواب دیا۔ بہائی خدا سے عافیت طلب کرو یعنی مین حکم تو بنایا گیا ہون خداوند تعالےٰ انجام بخیر کرے۔

جناب امیر المومنین کے لشکر مین یہہ قصہ پیش ہی تہا کہ حضرت ابوموسیٰؓ تشریف لاے۔ عمرو بن العاصؓ بہی آپکی خدمت مین اقرار نامہ لکہنے کو حاضر ہوے۔ کاتب نے یہہ عبارت لکہی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا ما تقاضی علیہ۔ امیر المومنین عمرو بن العاص نے جہٹ قلم پکڑ لیا اور کہا۔ یہہ ہمارے امیر نہین۔ تمہارے ہون تو ہون (اس لفظ کو قلمزد کردو) جناب شیر خدا نے بہ خیال رفع فساد فرمایا کہ انکا کہنا کرو۔ احنف بن قیس بولے۔ اس لفظ کو نہ مٹائیے مجہے اسکے مٹانے سے بدفالی کا خیال ہوتا ہے۔ مجہکو بڑا خوف ہے کہ اگر اسوقت لفظ امیر المومنین مٹا ڈالئے گا تو پہر یہہ خطاب آپکو نہ ملیگا۔ اسکو نہ مٹائیے چاہے اسپر

جنگ ہوجاے۔ اشعث نے کہا کہ امیر المومنین کا لفظ ضرور مٹا دیجئے۔ امیر المومنین نے فرمایا (لفظ امیر المومنین اپنے ہاتھہ سے مٹا کر) اللہ اکبر صلح حدیبیہ میں بہی ایساہی واقعہ پیش آیا تہا یہہ قدیمی سنت ہے۔ حضور نے اپنے ہاتھہ سے لفظ رسول اللہ مٹا ڈالا اور فرمایا۔ اے علیؓ تمکوبہی ایک دن ایساہی واقعہ پیش آویگا۔ عمرو بن العاص کہنے لگے سبحان اللہ۔ آپ ہمکو کفار سے تشبیہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ ہم مسلمان ایماندار ہیں۔ حضرت مرتضوی سے ارشاد ہوا۔ اے ابن نابغہ تم کب فاسقوں کے سردار و مددگار اور مسلمانوں کے دشمن نہ تہے۔ عمرو بن العاص بولے۔ آجکے بعد خداوند تعالی پہر کبہی آپکی صورت نہ دکہلاے۔ ارشاد ہوا۔ میری بہی خدا سے یہی دعا ہے کہ اللہ تعالی میری مجلس کو تم سے اور تم ایسے لوگوں سے ہمیشہ پاک رکہے۔ عمرو بن العاصؓ خاموش ہوگئے اور کاتب نے لکہنا شروع کیا۔ هذا ما تقاضى عليه على بن ابى طالب ومعاوية بن ابى سفيانؓ۔ قاضى علىؓ على اهل الكوفة ومن معهم۔ وقاضى معاوية على اهل الشام ومن معهم اننا ننزل عند حكم الله وكتابه وان لا يجمع بيننا غيره وان كتاب الله بيننا من فاتحة الى خاتمة نحيى ما احيى ونميت ما امات فما وجد الحكمان فى كتاب الله وهما ابو موسىؓ عبد الله بن قيس وعمرو بن العاصؓ عملا به وما لم يجدا فى كتاب الله فالسنة العادلة الجامعة غير المفرقة۔ ترجمہ۔ یہہ وہ عہدنامہ ہے جسپر علیؓ بن ابی طالب اور معاویہ بن سفیان نے باہم فیصلہ کیا ہے علیؓ نے اہل کوفہ اور اون لوگوں کی طرف سے جو اہل کوفہ کے ساتہہ ہیں حکم مقرر کیا اور معاویہؓ نے اہل شام اور اون لوگوں کی جانب سے جو اہل شام کے ساتہہ ہیں دوسرا حکم مقرر کیا۔ اقرار یہہ ہے کہ ہم لوگ ان کے حکم اور اوسکی کتاب کو اپنا حاکم اور منحصر علیہ قرار دیتے ہیں اور یہہ بہی اقرار ہے کہ سواے حکم خدا اور کتاب اللہ کے دوسرے کو کچہہ دخل

اور آمیزش ہمارے معاملہ مین نہوگی۔ کتاب اللہ شروع سے اخیر تک ہمارے درمیان ہے جسکو اس کتاب نے زندہ کیا ہم بھی اوس کو زندہ رکھین گے اور جسکو اس نے مارا ہے ہم بھی اوسکو مارین گے پس یہہ دونون حکم ابوموسیٰ وعمرو بن العاص کتاب اللہ پر عمل کرین اور جو کتاب اللہ مین نہ پائین تو ایسی سنت کی روسے حکم دین کہ وہ انصاف کرنے والی سب کو طریق واحد پر جامع ہوا اونمین اختلاف پیدا کرنے والی نہو۔ علامہ مسعودی نے اتنا اور بڑھایا ہے۔ دونون حکم کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کرینگے۔ اگر اوسکے خلاف اونکا فیصلہ ہوگا تو درجہ اعتبار سے ساقط سمجھا جائیگا۔

بعد تحریر عہدنامہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ وعمرو بن العاص رضؓ نے جناب امیرالمومنین علی رضؓ حضرت معاویہ رضؓ اور دونون لشکرون سے یہہ عہد وپیمان لیا کہ حکمین کو اونکے جانون اور اہل وعیال کا امن دیا جاوے اور امت مرحومہ پر واجب ہے کہ جو فیصلہ یہہ دونون کردین اوسکے نفاذ واجرا پر انکی مدد واعانت دل سے کرے۔ ابوموسیٰ رضؓ وعمرو بن العاص رضؓ دونون حکمین کا یہہ فرض منصبی ہے کہ خدا کو حاضر وناظر سمجھکر بلا رورعایت کسی فریق کی کتاب اللہ کے موافق حق فیصلہ کردین اور امت مرحومہ کو لڑائی وفساد۔ جنگ وجدال وتفرقہ مین نہ ڈالین اگرچہ فیصلہ کرنے کی میعاد ماہ رمضان المبارک ۳۷ھ مقرر ہے مگر حکمین کو اختیار ہے کہ اسکے بعد جب چاہین فیصلہ کرین۔ مقام فیصلہ ایسی جگہہ ہو جو درمیان اہل کوفہ واہل شام نصف مسافت پر دونون کے بیچ مین واقع ہو۔ ان شرائط کے طے ہوجانے پر طرفین سے سربرآوردہ ومعزز اشخاص اصحاب ذیل نے اپنے دستخط اور گواہی کردی امیرالمومنین کی طرف سے یہہ لوگ تھے۔ اشعث بن قیس سعید بن قیس ہمدانی۔ عبداللہ بن طفیل عامری عقبہ بن زیاد حضرمی۔ یزید بن حجیہ تیمی۔ مالک بن کعب ہمدانی۔ ورقا بن سمی بجلی عبداللہ بن محل عجلی

حجر بن عدی کندی۔ حضرت معاویہؓ کی طرف سے یہہ اشخاص ہین۔ ابوالاعور۔ حبیب بن مسلمہ۔ زمل بن عمرو عذری۔ حمزہ بن مالک ہمدانی۔ عبدالرحمن بن خالد مخزومی۔ سبیع بن یزید انصاری علقمہ بن ابی سفیانؓ۔ یزید بن الحر عبسی۔ یہہ عہدنامہ تیرہوین صفر ۳۷ھ کو لکہا گیا اور یہہ راے قرار پائی کہ ماہ رمضان المبارک مین جناب امیرالمومنین علیؓ بمقام دومتہ الجندل یا اذرح حکمین کے پاس وقت فیصلہ تشریف فرما ہون۔ اشتر سے دستخط کرنے کو کہا گیا تو اوس کا یہہ جواب ملا مین اگر اس قرارنامہ پر دستخط کرون تو میرا داہنا ہاتہہ میرے ساتہہ نہ رہے اور نہ بایان ہاتہہ مجہکو نفع دے میرے پاس کوئی ایسی دلیل خدا کی طرف سے نہین کہ مین اپنے دشمن کو گمراہ نہ سمجہتا ہون۔ کیا تم لوگون نے فتح ہوتے ہوے نہین دیکہی تہی اشعث نے کہا۔ بخدا مین نے فتح ہوتے نہ دیکہی۔ اب تم بہی ہمارے ساتہہ ہوجاؤ اور ہم سے اعراض نہ کرو۔ اشتر نے جواب دیا۔ خدا کی قسم۔ دنیا کے کام مین بہی تم سے الگ ہون اور آخرت کے امور مین بہی تمسے علٰحدہ رہونگا۔ خداوندتعالٰے نے میری تلوار سے ایسے لوگونکے خون گراے ہین جو تم سے بہتر و افضل تہے۔ تمہارا خون کچہہ اونکے خون سے حرمت و عزت مین بہتر نہین ہے اس فقرہ سے اشعث کا چہرہ سیاہ پڑ گیا پہر اشعث اقرارنامہ لیکر خوش خوش لشکر مین نکلے اور لوگونکو سناتے پہرتے تہے۔ اقرارنامہ کا مضمون پڑہتے ہوے قبیلہ بنی تمیم مین گذرے اونمین عروہ بن ادیہ ابوبلال کے بہائی بیٹہے تہے اور بنی تمیم تو اقرارنامہ سنکر خاموش رہے مگر عروہ بن ادیہ نے کہا۔ تم خدا کے کامون امر ونہی مین لوگونکو حکم بناتے ہو اور اونکی راے پر فیصلہ ہوتا ہے مگر خدا کے سوا کسیکا حکم منظور و مقبول نہین ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے (لا حکم الا للہ (اس فقرہ کا کہنے والا پہلا شخص یہی ہے) یہہ کہکر اشعث پر تلوار چلائی۔ اشعث نے اپنا گہوڑا بڑہا دیا۔ وہ تلوار اوسکے پٹہے پر پڑی اور خفیف زخم آیا۔ اشعث اپنا گہوڑا

اوس مجمع سے نکال لیگئے۔ انکی قوم یہہ واقعہ سنتے ہی جمع ہوگئی اور انکو بنی تمیم کی طرف پھیر لائی۔ کچھہ لوگ یمن کے بہی اشعث کے طرفدار ہوگئے۔ قریب تہا کہ بنی تمیم اور اشعث کے طرفدار یمنین تلوار چل جاے مگر احنف بن قیس اور مسعر فدکی اور چند اشخاص بنی تمیم نے اس معاملہ مین پڑکر نزاع دفع کر دیا۔ عروہ بن ادیہ کی جانب سے معافی طلب کی گئی اور فساد کو آگے بڑہنے سے روک دیا گیا۔

جناب امیر المومنین کی خدمت مین بعض لوگون نے اشتر کا انکار اور اقرار نامہ پر دستخط نہ کرنا اور اشتر کا پہر جنگ کرنیکا ارادہ بیان کیا۔ آپنے فرمایا۔ واللہ۔ میری راے تو مصالحت اور تقرر حکمین کی پہلے ہی سے نہ تہی مگر تمہین لوگون نے یہہ کیا اور اقرار نامہ لکھوالیا۔ اب صلح کے بعد اور اقرار مدارسطے ہو جانے پر مین رجوع نہین کرتا۔ خلاف وعدہ و اقرار حکم خدا کی مخالفت کر کے گناہ مین نہ پڑونگا اور خدا کی کتاب چہوڑکر اوس سے آگے نہ بڑہونگا البتہ جو شخص خدا کا حکم نہ مانے اوس سے لڑو۔ باقی رہا میری نسبت اگر یہہ خیال ہو کہ مین لوگونکے ڈر سے خلافت چہوڑکر الگ ہو جاؤن تو یہہ خیال باطل ہے مین ان لوگونمین کسیکو ایسا نہین پاتا کہ اس امر مین میرا مقابلہ کرے اور نہ مین کسی سے ڈرتا ہون۔ رہی اشتر کی شکایت۔ کاش تم مین سے اوس جیسے دو شخص یا ایک ہی شخص ہوتا اور جیسا کچھہ مین اپنے دشمن کے معاملہ مین سمجھتا ہون ویسا وہ بہی سمجہتا۔ خیر جو ہوا اچھا ہوا تم لوگونکا بار میرے سر سے بہت کچھہ ہلکا ہوگیا۔ آیندہ امید ہے کہ تمہارے کام راست ہو جاوین۔ تم کو یاد ہوگا کہ مین نے اس سے قبل تمکو صلح ہونے سے منع کیا تہا مگر افسوس تمنے نہ مانا۔ تم نے ایسا کام اختیار کیا ہے جس سے تمہاری قوت مین ضعف آگیا اور تمہارا دباؤ جاتا رہا۔

واپسی از جنگ صفین

بعد تحریر اقرارنامہ و تکمیل شرائط صلح لوگونمین اختلاف پڑ گیا۔ بعضے اسپر خوش تھے بعضے تحکیم اور فیصلہ مجوزہ کو خلاف حکم خدا و رسول سمجھکر جناب علی مرتضی ؑ کے مخالف ہو گئے۔ یہانتک نزاع و خلاف باہمی پیدا ہوا کہ آپکے لشکر مین بھائی بہائی سے۔ بیٹا باپ سے۔ عداوت رکھنے لگا۔ جسکو دیکھو عداوت پر کمر بستہ تھا۔ سارا لشکر آپس مین ایک دوسری کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا۔ جناب امیر المومنین نے انکے انجام کار پر غور فرما کر حکم دیدیا کہ یہان سے لشکر کوچ کرے اور سب اپنے اپنے گھر چلے جائین (تاریخ مسعودی)

لوگ صفین سے چل دیئے اور جناب امیر المومنین نے بہی کوچ کیا۔ فرقہ حروریہ آپکے مخالف ہو گیا۔ سب سے اول کلمہ انکا یہی تہا کہ حکم بنانا درست نہین ہے۔ آپکے لشکر والے جس راستہ سے گئے تہے واپسی مین اوسکے خلاف خشکی کی راہ سے واپس ہوے۔ راہ مین آپس مین گلشپ کرتے۔ گالی گلوچ۔ لپا ڈکی۔ پہبتیان اوڑاتے۔ آوازے کستے چلے جاتے تھے۔ خوارج کہتے تھے وہ "اے دشمنان خدا۔ تمنے خدا کے کام مین سستی کی اسکا انجام برا دیکھو گے" محبان امیر المومنین جواب دیتے وہ "اے نالائقو۔ تمنے ناحق ہمارے امام کو چھوڑا امت مرحومہ مین فرقت ڈالی۔ خدا تمکو سمجھے اور اسکا عوض جزاے بد دے"

مسافت راہ قطع کرکے نخیلہ سے آگے بڑہ گئے اور کوفہ کی آبادی۔ مکانات دور سے نظر آنے لگے متصل کوفہ چند مکانات تھے وہان زیر سایہ دیوار ایک مرد ضعیف بیٹھا ہوا تہا۔ اوسکے چہرہ سے آثار ضعف و نقاہت ظاہر ہوتے تھے۔ امیر المومنین ؑ نے اوسکو سلام کہا۔ بوڑہی نے بہت خوبی سے جواب سلام دیا۔ آپنے پوچھا مین تمکو بیماری سے متغیر پاتا ہون اور تمہارے چہرہ سے ضعف نظر آتا ہے۔ مرد ضعیف نے جواب دیا۔ ہان۔ مین

بیمار تھا۔ فرمایا۔ شاید تم بیماری سے ناخوش تھے۔ جواب ملا۔ بیشک مین چاہتا تھا کہ یہ مرض دوسرے کو ہوتا اور مین محفوظ رہتا۔ آپنے فرمایا۔ کیا مرض مین تمکو امید ثواب نہ تھی۔ اوسنے عرض کیا۔ کیون نہین۔ ارشاد ہوا۔ تمکو بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے تمہارے گناہ بعوض تکلیف مرض کے بخش دیئے۔ تمہارا کیا نام ہے۔ پیر مرد نے کہا۔ مجھکو صالح بن سلیم کہتے ہین۔ پوچھا گیا۔ کس قبیلہ سے ہو۔ جواب دیا۔ اصل تو قبیلہ سلامان طے سے ہون مگر اب سلیم بن منصور کے جوار مین ہون۔ فرمایا۔ سبحان اللہ تمہارا نام کیا اچھا ہے اور تمہارے باپ کا نام کسقدر پیارا ہے اور جسکی طرف تم منسوب ہو وہ بھی خوب ہے۔ جسکے جوار مین ہو اوسکا نام بھی دلچسپ ہے۔ کیا تم ہمارے ساتھ اس لڑائی مین تھے۔ پیر مرد نے کہا نہین حاضر ہو سکا۔ بخدا میرا پختہ ارادہ تھا لیکن بخار نے شرکت سے معذور رکھا۔ فرمایا۔ مریضون اور ضعیفون پر کچھ الزام نہین۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ ہمارے اور شامیون کے اس جنگ کی بابت لوگونکا کیا خیال ہے ضعیف نے التماس کی۔ جو لوگ عوام الناس کے درجہ مین بدوضع اور شریر النفس ہین وہ تو خوش تھے اور باقی غمگین و اوداس اور یہ لوگ خیرخواہ ہین۔ آپنے فرمایا۔ سچ کہتے ہو۔ خداوند تعالیٰ نے تمہارا مرض تمہارے گناہونکا کفارہ کر دیا کیونکہ دراصل مرض کوئی امر ثواب اور نیکی نہین لیکن بندہ مین جو گناہ پاتا ہے اوسکو گرا دیتا ہے۔ اسواسطے مرض اچھا سمجھا جاتا ہے اجر تو زبانسے نیک بات کہنے۔ ہاتھ پاؤن سے اعمال نیک کرنے مین ہے۔ خداوند تعالیٰ محض عقائد حقہ کی بدولت ایک عالم کو جنت مین داخل کریگا۔ یہہ فرما کر آپ آگے بڑھے تھوڑی دور چلکر عبد اللہ بن ودلیعہ انصاری سے ملے اور آپکو سلام کرکے ساتھ ہوے۔ آپنے دریافت فرمایا۔ ہمارے بارہ مین لوگونکے کیسے خیالات ہین۔ عرض کیا بعضے تو خوش تھے اور بعضے ناخوش۔ فرمایا۔ عوام کو جانے دو اہل عقل باتمیز اشخاص کی

کیا رائے ہے۔ کہا۔ وہ لوگ یہہ کہتے ہین کہ جناب امیرالمومنین علیؑ کے ساتھہ ایک جماعت عظیم
تھی آپنے اونمین جدائی ڈالکر فرقہ فرقہ کر دیا۔ اونکے پاس ایک مضبوط قلعہ تھا اوسکو خود
منہدم کر دیا۔ اب اوس قلعہ کی بنا اور رامت کا اجتماع دشوار ہے اور اگر امیرالمومنین بعض
لوگونکے خلاف کرنے کا خیال نہ کرتے بلکہ جو مطیع تھے اونکو لیکر شامیون سے لڑتے
رہتے اور فتح پاتے یا ہلاک ہوتے تو یہہ عین ہوشیاری تھی۔ ارشاد فرمایا مین نے سنگین
قلعہ کو مسمار کیا یا خود اونہین لوگون نے۔ مین نے جماعت مین تفریق کی یا خاص اونہون نے
اب رہی اونکی یہہ بات کہ مین صلح نہ کرتا بلکہ بدستور سابق لڑے جاتا۔ اسکا جواب یہہ ہے
کہ یہ امر مجہپر مخفی نہ تھا اور مین بہی اسکو خوب سمجھے ہوے تھا مین نے اپنی جان کی کچھہ پرواہ
نہ کی تھی مین جان کے ساتھہ سخاوت کرنے پر اور مرنے پر خوش تھا اور مین نے آگے بڑہنے کا
قصد کر لیا تھا اور یہی نیت تھی کہ لڑائی سے ہاتھہ نہ رکنے پاوے چاہے جان رہے یا جاوے
مگر بات نہ جاوے لیکن افسوس تو یہہ ہے کہ میرے لڑکے حسنؑ وحسینؑ میرے قصد پر مطلع ہوکر
مجہسے آگے بڑہ گئے۔ پہر مین نے دیکھا تو عبداللہ بن جعفرؓ محمد بن حنفیہ بہی میرے آگے آگے تھے
مین اوسوقت اس بات سے ڈرا کہ خدانخواستہ یہہ لڑکے اگر جنگ مین شہید ہوگئے تو جناب
رسول خداؐ کی نسل منقطع ہوجاویگی پس اس خوف نے مجھکو صلح کرنے پر مجبور کر دیا۔ اگر زندگی
باقی ہے اور خدا کو منظور ہے تو وہ لوگ کہان جاتے ہین مین اکیلا تن تنہا اونسے لڑونگا
یہ فرماکر آگے بڑہے۔ آپکے داہنے ہاتھہ پر سات آٹھہ قبرین نظر آئین۔ فرمایا۔ یہہ قبرین یہان
کیسی ہوئین۔ لوگون نے عرض کیا۔ آپکے پیچھے حضرت خباب بن ارتؓ نے وفات پائی۔ اونکی
یہہ وصیت تھی کہ گہر سے باہر شہر کے کنارہ دفن کئے جائین لہذا حسب وصیت اونکی قبر یہان
ہوئی اونکے بعد اور لوگون نے بہی یہان دفن کرنا شروع کر دیا چنانچہ اب یہہ چند قبرین جو

آپنے ملاحظہ فرمائین یہان ہوگئین۔ آپنے اونکا نام سنکر تاسف کیا اور فرمایا۔ خداوند تعالےٰ خباب پر رحم فرماے۔ کیا خوبی کے آدمی تھے۔ دل سے اسلام قبول کیا۔ خوشی کے ساتھہ ہجرت کی۔ زندگی جہاد کفار مین گذاری۔ امراض جسمانی مین مبتلا رہے۔ اللہ تعالیٰ کسیکا نیک عمل ضائع نہین کرتا۔ پھر اون قبرون پر کہڑے ہوے اور فرمایا۔ "اسلام علیکم۔ اے وحشتناک گھرونکے رہنے والے اور میدان مین گذر کرنے والے۔ اے مسلمان مرد و عورت۔ تم ہم سے آگے پہونچے۔ ہم بہی تمہارے پیچہے پیچہے آتے ہین اور عنقریب تمسے مل جاوینگے۔ خداوندا! ہم کو اور ہمارے ان مسلمان بہائیون کو بخش دے اور ہمارے سب گناہ معاف فرما۔ مبارک وہ شخص ہی جسنے آخرت کو یاد کیا اور عذاب آخرت سے ڈرا۔ عمل اچہے کئے اور روز حساب کے واسطے کمائی نیک کی۔ تہوڑے رزق پر قناعت و صبر کیا اور اللہ جل شانہ کی تقدیر پر راضی رہا۔" یہ دعا ختم کرکے آگے بڑہے۔ کوچہ بنی ثور کے متصل ہوکر گذرے وہان ایک مکان سے رونے کی آواز سنکر دریافت فرمایا کہ کون رو رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ مقتولین جنگ صفین کے ورثا اپنے اعزہ کو یاد کرکے رو رہے ہین۔ ارشاد ہوا۔ مین شہادت دیتا ہون کہ جو لوگ میرے ساتھہ اس جنگ مین ثواب کی امید پر لڑے اور مارے گئے وہ بیشک شہید ہوے۔ پہر جس جگہ قبیلہ فائشین کا مسکن تھا وہان گذرے۔ وہان بہی رونے کی آواز سنی اور تسلی و تشفی فرماکر آگے بڑہے پہر محلہ شبافیین مین پہونچے۔ ایک زور و شور کی آواز گریہ و زاری سنکر آپ وہان ٹہیر گئے۔ حرب بن شرحبیل شبامی اپنے گہر سے نکل آے۔ آپنے اونسے فرمایا۔ کیا تمہاری عورتین تمپر غالب ہین۔ تم اونکو رونے چیخنے سے منع نہین کرتے۔ اونہون نے عرض کیا۔ اے امیرالمومنین ہم کیا کرین مجبور ہین۔ اگر ایک دو گہر کے لوگ مارے جاتے تو صبر آتا ہم گہر والونکی تسلی و تشفی کرتے عورتونکو رونے چلانے سے باز رکہتے مگر اس خاندان کی تو بالکل صفائی ہوگئی۔ ایک سو اسّی جوان

مقتول ہوے۔ کس کسکو منع کرین کس کسکو سمجہائین۔ کوئی گہر ایسا نہین جس مین رونے والے نہون۔ ہم مرد تو صبر کرتے ہین بلکہ شہادت سنکر خوش ہوتے ہین۔ جناب علیؓ نے فرمایا۔ خدا تمہارے مقتولین اور مردون پر رحم فرماے۔ پہر تسلی و تشفی فرماکر آگے روانہ ہوے۔ حرب بن شرحبیل پاپیادہ آپکے ساتھہ تہے اور آپ سوار تہے۔ آپنے فرمایا۔ اب تم واپس جاؤ۔ تم سے معزز شخص کا پاپیادہ میرے ساتھہ چلنا خوب نہین اس مین حاکم وقت کے حق مین سبب فساد اور مسلمان کی ذلت ہے۔ وہ واپس گئے اور آپ آگے چل دیئے۔ ایک دوسرے محلہ مین گذر ہوا۔ جہان عثمانی فرقہ رہتا تہا۔ وہ لوگ آپکو دیکہکر کہنے لگے۔ واللہ۔ انہون نے کچہہ کام نہ کیا۔ گئے اور خالی واپس آے۔ آپنے اونکی تقریر سنکر اپنے ہمراہیونسے فرمایا۔ یہہ اون لوگونکے سردار ہین جنہون نے کبہی ملک شام نہین دیکہا۔ جن لوگون کو ہم ابہی چہوڑ آے ہین وہ لوگ اس گروہ سے بہتر ہین پہر آپنے دو شعر پڑہے جنکا یہہ مطلب ہے۔ "تمہارا بہائی وہ ہے کہ اگر کسی مشقت و مصیبت مین تمکو اوبہار کر ڈال دے تو خود بہی اوسمین تمہارا شریک حال رہے اور تمہارے رنج و مصیبت پر غم کہاے۔ وہ شخص تمہارا بہائی نہین ہے کہ تمپر حوادث زمانہ کا یورش دیکہکر تمسے الگ ہوکر تمپر ملامت کرے۔" پہر آپ آگے چلے اور خدا کا نام لیتے ہوے قصر خلافت مین داخل ہوے۔

جو لوگ تقرر حکمین پر ناخوش ہوکر آپسے رنجیدہ ہوے وہ بلقب خوارج مشہور ہوے اور صفین سے کوفہ تک تو آپکے لشکر مین تہے مگر کوفہ مین داخل ہوتے ہی علیحدہ ہوکر کوفہ سے باہر بمقام حرورا مقیم ہوے۔

مقتولان کارزار صفین

صحابہ کرام مین سے اصحاب ذیل نے اس معرکہ مین شربت شہادت نوش فرمایا۔ جندب بن زہیر ازدی

۲ خزیمہؓ بن ثابت ذوالشہادتین۔ آپ ابتدا جنگ مین لڑائی سے الگ رہے۔ جسوقت عمار بن یاسرؓ شہید ہوے تو آپ بھی معرکہ مین آے ۳ سہیلؓ بن عمرو بن ابوعمر انصاری بدری ۴ اویس قرنی یہہ جلیل القدر تابعی ہین انکے فضائل مین احادیث و اخبار کثیرہ وارد ہین جو انکے کمال شرافت پر دال ہین۔ مگر انکے بارہ مین اختلاف ہے، بعضی کہتے ہین کہ حضرت اویس قرنیؓ نے دمشق مین وفات پائی یا ارمینیہ یا سجستان مین علی اختلاف الاقوال۔ ۵ حازمؓ بن ابی حازم قیس احمسی بجلی کے بہائی۔ ۶ ابوالہیثم بنؓ تیہان۔ یہہ بدری ہین اور بروایتے لیلۃ العقبہ مین سب سے اول آنحضرت صلعم کی بیعت کی۔ بعضی کہتے ہین کہ جنگ صفین سے کچہہ دنون بعد وفات پائی۔ ۷ عبیدؓ بن تیہان۔ ۸ یعلیؓ بن منیہ۔ انکے باپ کا نام امیہ تہا۔ عتبہ بن عزوان کے بہانجہ یا پہوپہی زاد بہائی ہین۔ ۹ ابوعمرہ انصاری بدری۔ والد عبدالرحمن۔ بروایتے ۱۰ حضرت ابوفضالہ انصاری بدری۔ ۱۱ صفوان۔ ۱۲ سعید حضرت حذیفہ بن الیمان کے لڑکے۔ یہہ حضرات جناب علی مرتضیٰ رضی کے لشکر مین تہے۔ امام یافعیؒ نے بہی انمین سے بعض کا شریک جنگ صفین ہونا لکہا ہے۔ حابس بن سعد طائی۔ انکے صحابی ہونے مین اختلاف ہے۔ تاہم جلیل القدر باعزت قاضی حمص تہے آپ لشکر شام مین پیادونکے افسر تہے۔ یہہ یزید بن عدی بن حاتم طائی کے ماموں ہین جب شہید ہوے تو انکے بہانجہ یزید نے انکے قاتل کو دہوکے سے قتل کیا۔ عدیؓ نے چاہا کہ اپنے بہانجہ کو اولیاء مقتول کے سپرد کر دین مگر وہ حضرت معاویہؓ کے پاس بہاگ کر چلے گئے۔

یہ نام اون حضرات کے ہین جنکا ذکر اور حال شہادت دوران واقعہ مین اوپر نہین آیا انکے علاوہ اکثر اصحاب کے نام جو طرفین سے اس جنگ مین شہید ہوے۔ اپنی اپنی جگہہ مذکور ہو چکے ہین۔ اب ہم تعداد جملہ مقتولین ہر دو لشکر مورخین کے اقوال سے نقل کرتے ہین ارباب تواریخ نے ذکر تعداد مقتولین مین بہت کچہہ اختلاف کیا ہے۔ احمد بن دورقی

یحیی ابن معین سے نقل کرتے ہین کہ ایکسو دس دن کے عرصہ مین جو زمانہ جنگ صفین ہی دونون طرف کے ایک لاکھہ دس ہزار سپاہی کام آے۔ نوے ہزار لشکر شامی کے اور بیس ہزار لشکر عراق کے مگر ہمارے نزدیک اہل شام کی تعداد جسقدر مورخین بیان کرتے ہین اوس سے زیادہ ہے ہماری نظر مین ایک لاکھہ پچاس ہزار سوار و پیادے صرف لڑنیوالی لشکر شام مین تھے۔ انکے خدمتگار و توابع اس کے علاوہ ہین۔ اب اس بنا پر جملہ حاضرین اہل شام کو شمار کرین اور لڑنیوالون کے ساتھہ اونکے خدمتگار و توابع بھی شامل کرلئے جاوین تو تین لاکھہ بلکہ اس سے زائد بڑھ جاتے ہین۔ اس طرح پر کہ ہر سپاہی و سوار کے ساتھہ اقل درجہ ایک خدمتگار ضرور ہوتا ہے اور بعضے ایسے بھی ہین کہ جنکے ہمراہ پانچ پانچ دس دس خدمتگار بھی ہوتے ہین جیسا کہ امرا و رؤسا قوم و افسران لشکر۔ اودھر اہل عراق جنگجو و مردان کارزار ایک لاکھہ بیس ہزار تھے (اسیقدر انکے خدمتگار و توابع۔ جملہ دو لاکھہ چالیس ہزار ہوے مگر یہ تعداد تخمینی اور قیاسی ہے جو مبالغہ سے خالی نہین اور ناظرین اسکو ایشیائی قدیمی عادت مبالغہ شاعرانہ پر محمول کرینگے اب دوسری تعداد جو قرین قیاس ہے اور اقوال مورخین کے موافق ہے وہ یہہ ہے کہ) ہیثم بن عدی طائی۔ شرقی بن قطامی۔ ابو مخنف۔ لوط بن یحیی اکابر معتمدین کے اقوال سے جنکو ہم سابقاً لکھہ آے ہین نقل کرتے ہین کہ لشکر عراق نوے ہزار اور لشکر شام پچاسی ہزار جملہ مبارزین و مقاتلین سوار و پیادہ ایک لاکھہ پچہتر ہزار تھے۔ جن مین فریقین سے جملہ ستر ہزار جانباز معرکہ صفین مین کام آے۔ پینتالیس ہزار لشکر شام کے تابعان معاویہ رض سے اور پچیس ہزار لشکر عراق کے محبان جناب علی مرتضی رض سے مجموعہ ستر ہزار مین پچیس صحابی بدری بھی ہین جو لشکر فریقین مین تھے۔ ظاہر ہے کہ معرکہ و مقتل مین تعداد مقتولین مین وہی اشخاص شمار ہوتے ہین جو گنتی مین آے اور اونکا قتل ہونا معلوم

ہوا اور اونکی لاش یاسر وغیرہ کا پتہ چلا اور جو ہنگامہ قتال مین بدحواس ہوکر تہرمیت خوردہ دریا مین گرکر ڈوب گیے یا جنگل مین مارے گیے اور اونکی لاش طعمہ درندگان صحرائی ہوئی یا اتفاقاً زخمی ہوکر معرکہ سے نکل گیے اور اپنے گہر پہونچکر مرے) وہ حد شمار سے باہر اور انکی تعداد فی الجملہ دشوار ہے (مروج الذہب علامہ مسعودیؒ)

مؤلف۔ مورخین نے تعداد معرکون مین بہت کچہ اختلاف کیا ہے خمیس مین ہے کہ دونون لشکر صفین مین ایک سو دس دن مقیم رہے اور نوّے لڑائیان ہوئین۔ بعض اس سے زیادہ بیان کرتے ہین چنانچہ روضۃ الصفا کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ربیع الاول مین دونون لشکرونکا اجتماع بمقام صفین ہوا اور تین ماہ کامل طرفین ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے اس عرصہ مین دونون سے پیام وسلام جاری رہا اور اس مدت مین پچاسی مرتبہ فریقین کے لشکر لڑائی کے واسطے جمع ہوے مگر دونون طرف سے نصیحت اور زبانی فہمائش ہونے سے نوبت جنگ نہین پہونچی۔ پہر نصف جمادی الآخر سے تا رویت ہلال رجب جنگ ہوتی رہی بعد پہر لڑائی موقوف رہی اور تا انقضاے ماہ محرم طرفین بغیر جنگ وجدال ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے۔ پہر شروع صفر سے بازار قتل وقتال گرم ہوا اور آخرکار شامیون کے قرآن شریف نیزون پر بلند کرنے سے لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ پہر ایک مقام پر لکہتے ہین کہ گیارہ ماہ تک فریقین میدان صفین مین جمع رہے اور علاوہ ماہہاے حرام کے لڑائی ہوتی رہی اور بخیال تلف ہر دو سپاہ جنگ مغلوبہ نہین ہوتی تہی۔ ان لڑائیون مین قریب ستر ہزار آدمیونکے جناب امیر المومنین علیؓ کی طرف کے کام آے منجملہ اونکے ستر اصحاب کبار بدری تھے اور لشکر حضرت معاویہؓ سے ایک لاکہ بیس ہزار سپاہی مارے گیے مگر یہہ جملہ روایات درباب شمار معرکہ ومدت جنگ صفین وتعداد مقتولان علامہ

ابن اثیر- علامہ ابن خلدون اور علامہ مسعودی کے بیان کے خلاف ہین لہذا انکا ذکر کرنا موجب طوالت کلام سمجھکر ہم نے اوسسے اعراض کیا- اب ہرسہ کتب سے معرکون کی صحیح تعداد جو معلوم ہوتی ہے وہ یہہ ہے کہ تمام ماہ ذیحجہ لڑائی مین گذرا اور تمام ماہ محرم لڑائی موقوف رہی پہر یکم صفر روز چہارشنبہ سے شروع ہوئی اور دسوین صفر یوم جمعہ کو شام تک لڑائی کا خاتمہ ہوگیا- تمام دن شمار کرنے سے چالیس لڑائیان ہوتی ہین- یا دو چار اس سے زیادہ-

علامہ مسعودیؒ فرماتے ہین کہ بعد واقعہ جمل جناب امیرالمومنین علیؑ کا کوفہ مین آنا اور پہر حضرت معاویہؓ سے بمقام صفین مقابلہ ہونا اسکے درمیان چہہ ماہ تیرہ دن کی مدت ہے اور آپکا قیام صفین مین ایک ماہ دس یوم ہوا اور جملہ معرکے جو صفین مین ہوے وہ ستر ہین- یہ قول قرین قیاس ہے اگرچہ بیان واقعات سے اسقدر لڑائیون کی تعداد نہین معلوم ہوتی لیکن اس قول کی تصدیق اس طرح ہوسکتی ہے کہ مشہور مشہور لڑائیان مورخین نے لکہین جو چالیس ہوتی ہین باقی چہوڑ دین اگر سب ملائی جاوین تو پوری ستر ہوجاوین- پہر بہی مورخین کی کوتاہ قلمی سے اضطراب رفع نہین ہوتا اور تاریخ روانگی جناب امیرالمومنین علیؓ پر نظر ہوا اور صفین مین دونون لشکرونکا اجتماع پہر ایک ماہ کامل محرم الحرام لڑائی کا موقوف رہنا یہہ سب امور پیش نظر کئے جاوین تو وہی چالیس معرکے ثابت ہوتے ہین اور بس-

اصل یہہ ہی کہ ابن اثیر و ابن خلدون نے اس سے بحث نہین کی کہ کتنی لڑائیان ہوئین اور نہ اسکی تصریح کہ طرفین کس تاریخ کو پہونچے اور کس تاریخ کو بعد تحریر اقرارنامہ واپس ہوے اب اونپر تو کوئی اعتراض نہین اونکی تحقیق مین جو بات آئی لکہہ دی جسکی بابت شک ہوا

یا روایت معتبر نہ پائی اوس سے ساکت رہے اسی طرح مسعودیؒ نے بھی وہی واقعات لکھے جو اونکے نزدیک حق تھے اور اوسکے ساتھہ ہی اقوال مختلفہ ناقلین آثار و اخبار نقل کر دیئے۔ اونپر بھی کوئی الزام نہیں کیونکہ مورخین کا دستور ہے کہ بعد تحریر روایات صحیحہ دیگر روایات سے بھی تعرض کرتی ہین جنکی غلطی ثابت ہوتی ہی اوسپر تنبیہہ کر دیتی ہین جسکی نسبت شک ہوتا ہے کبھی اشارۃً لکھہ دیتے ہین کبھی نہین بہرحال ان تینون کتابونسے جو ہمکو ملا اور صحیح معلوم ہوا اوسکو مسلسل بیان کر دیا

صاحب خمیس بحوالہ دول الاسلام نقل کرتے ہین کہ جنگ صفین مین جناب امیر المومنین علی رضؓ کے ہمراہ اور حضرت معاویہؓ کی طرف ایک جماعت صحابہ کرام سے تھی۔ ایک گروہ سادات صحابہ رضؓ سے کسی طرف شریک نہین ہوا جنمین سے چند یہہ ہین۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ فاتح عراق۔ حضرت سعید بن زید۔ ابو الیسر سلمی۔ زید بن ثابت۔ محمد بن مسلمہ۔ عبداللہ بن عمر فاروقؓ اسامہ بن زید صہیب رومی۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان حضرات نے سلامتی گوشہ نشینی مین دیکھی۔ ان بزرگونکا قول تھا کہ اگر کفار سے لڑائی ہوتی اور مسلمان جہاد کو نکلتے تو ہم ضرور شریک ہوتے۔ یہہ آپس کی لڑائی۔ اہل فتنہ و باغیونپر لشکر کشی۔ اہل قبلہ سے جدال و قتال ہے ہم اس مین شریک نہین ہوتے۔

رائے اہل حق درباب معرکہ صفین

بیانات سابقہ سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ اس معرکہ مین جملہ اہل اسلام تین فریق تھے ایک جماعت جناب امیر المومنین علی رضؓ کے ہمراہ دل سے مطیع۔ آپکو خلیفہ برحق مانتے تھے۔ جملہ افعال و اقوال مین آپکے متبع۔ بندگان خاص۔ منتسبان با اختصاص۔ پیرو طریقہ سلف معتقدین مذہب خلف۔ درحقیقت اہل سنت وجماعت یہی لوگ تھے۔ دوسرا گروہ جناب امیر معاویہؓ کی جانب تھا وہ اونکے ہوا خواہ و فرمانبردار تھے خواہ دل سے یا بطمع دنیوی۔ تیسرا فریق وہ معدود ے

چند اصحاب کبار یا اونکے توابع جو مسلمانونکی باہمی لڑائی مین کسی طرف شریک ہونا بہتر نہ سمجھکر کنارہ کش ہوے۔ اگرچہ یہہ حضرات امیر المومنین علیؓ کو خلیفہ برحق جانتے تھے لیکن احتیاطاً آپکے ساتھہ نہوے۔ اب یہہ دو فریق رہے۔ مطیعان جناب امیر المومنین علیؓ و ہمراہیان جناب معاویہؓ۔ یہہ بہی معلوم ہے کہ دونون طرف صحابہ کرام بھی تھے اور جنگ مین شہید ہوے۔

تاریخی حیثیت سے دیکہا جاے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس لڑائی کی بنا جناب معاویہؓ اور شامیونکی طرف سے ہے اور یہ وہ لوگ ہین جنہون نے جناب علی مرتضیٰ کی خلافت کو تسلیم نہین کیا اور نہ بیعت قبول کی۔ ان لوگون مین بنی امیہ کی بہی ایک جماعت تہی جو بخیال ناقص اپنے جناب امیر المومنین علیؓ کو قاتل جناب امیر المومنین عثمانؓ مانتے ہوے تھے اور زیادہ تر جو جنگ جمل کے بانی و سبانی تھے اور جو اپنے زعم مین خون عثمانیؓ کے طالب تھے مگر اس مین مریدان ابن سبا کی کارگذاری بہی تہی۔ شامیونمین بطلب قصاص جناب عثمانؓ جوش و خروش پیدا کرنا دراصل انہین کی نہفتہ موشگافی تہی۔ بہرکیف جناب معاویہؓ کو اپنے ارادونمین کامیاب ہونیکی امید شامیونکی اتفاق پر ہوئی اور اونکے ملانے کو طلب قصاص سے زیادہ چلتا منتر دوسرا ہاتہہ نہ لگا۔ اسیکے ذریعہ سے انہون نے ایک جماعت کثیر اپنے تابع کرلی اور قبائل عرب انکے ساتھہ ہوکر مرنے اور جان دینے پر آمادہ ہوگئے۔ قبل صفین اگرچہ بیعت خلافت جناب معاویہؓ منعقد نہ ہوئی تہی تاہم بحیثیت ایک با اختیار حاکم یا رئیس ملک کے یہ علاقہ شام پر حکمران تھے۔ چونکہ ملک گیری اور اپنے حریف کے ملافی مین دخل تام انکو حاصل تہا اور سب سے زیادہ ایک وصف حلم خداداد انکے حصہ مین آیا تہا جسکی وجہ سے کہہ سکتے ہین کہ یہ صلح کل یا ہر دل عزیز ہونے کی قابلیت رکھتے تھے۔ علاوہ اسکے

قبائل عرب مین خاندانی حرمت وفضیلت صحابیت۔ حضرات شیخین وجناب ذی النورین کے
زمانہ مین حکومت وامارت پر سرفراز رہے۔ یہہ سب باتین ایسی تہین کہ عوام الناس کوتاہ مین
کی نظرونمین عزت کی نگاہ سے دیکہے جاتے تہے بلکہ جہال انہین کو مستحق خلافت جانتے تہے
یہہ وہ اسباب تہے جو انکے حوصلہ بڑہانے مین معین ہوے۔ پہر بعض حضرات صحابہؓ کی شرکت
عام اشخاص کے دلونمین اور بہی انکی عزت واہلیت جمانے کا باعث ہوا۔ ان دو متخاصمین
مین عقلاً ونقلاً ایک حق پر دوسرا باطل پر ہوگا مگر عقل اسبات کو تسلیم نہین کرتی کہ ایک کو
مسلمان باایمان کہین دوسرے کو اہل طغیان بے ایمان قرار دین اور ان دونون گروہ مین
وہ نسبت قائم کی جاوے جو اہل اسلام کو کفار فجار سے ہے کیونکہ طرفین باتفاق مورخین وجملہ اہل ملل
مسلمان صاحب قبلہ واحد تہے دونون ایک خدا کی ماننے والے دونون ایک پیغمبر کی امت دونون کا ایک ہی
قرآن۔ ایک ہی کلمہ۔ دونون دیندار پرہیزگار۔ اس زمانہ والون سے بدرجہا افضل و
اشرف تہے پہر نسبت ہوگی تو اسیقدر کہ ایک عادل رعیت پرور بادشاہ کے حکم سے اوسکی ممالک
محروسہ کا ایک حصہ اوسکی اطاعت سے نکلکر برسر مقابلہ ہوا اور بادشاہ پر خروج کرے بنا ر مخالفت چند
قوانین مروجہ عدالت وحکومت بادشاہ وقت ہون جنکو یہ گروہ باغی اپنی عقل ورای سے ناحق تصور
کرے اور اپنے بادشاہ کو مستحق سلطنت نہ تصور کرے یہی نسبت جناب امیر المومنین علیؓ
اور آپ پر خروج کرنے والونکے درمیان ہے۔ اگرچہ یہان یہ شبہ ہوتا ہے کہ جناب امیر معاویہؓ
نے آپکی بیعت کب قبول کی مگر اسکا جواب ہماری تقریر کے آخری فقرہ سے نکلتا ہے۔
حاصل کلام جناب امیر معاویہؓ اور اونکے تابع بیشک جناب امیر المومنین علیؓ کے مقابلہ مین
باغی ٹہیرے لیکن بعد مصالحت اب کیا حکم ہوتا ہے۔ عقل دوربین کا یہی جواب ہے کہ اب
دونون ایک ہوگئے اور اب کوئی فریق مستحق ملامت نہین رہا وہو المطلوب یہ توزبانی

تقریر ہتی اب بزرگان دین کے اقوال ملاحظہ ہون جس سے بہت سے شکوک رفع ہونگے۔ مولینا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہین کہ حضرت معاویہؓ کی نسبت الزام ہے تو یہی کہ وہ مجتہد تہے خطا کی دلیل راجح چہوڑ کر شبہ مین پڑگئے۔ انکی مثال بالکل وہی ہے جیسا واقعہ جمل مین اصحاب جمل کو دہوکا ہوا اور خطا کی بالکل وہی تقریر اور وہی جواب ہے انکے اونکے فرق اتنا ہے کہ اونکو دوسرا شبہ تہا جو وہان بیان ہوچکا انکو یہ شبہ پیش آیا کہ بہت سے اشخاص نے جناب امیر المومنین علیؓ کی بیعت سے تخلف کیا اکثر صحابہ بیعت سے الگ رہے ملک شام کے ہزارون مسلمانون نے بیعت قبول نہ کی لہذا آپکی بیعت منعقد نہ ہوئی کیونکہ بیعت تام ہوتے مین تسلط اور غلبہ۔ احکام خلیفہ وقت جاری ہوتا۔ ان مین سے کوئی بات نہ پائی گئی لہذا بیعت ناتمام رہی اب امیر المومنین جناب علیؓ کے خلاف کرنیسے باغی نہین ہوسکتے۔ یہ اونکا شبہ تہا۔ تسلط اور غلبہ نہ دیکھکر خطا کی۔ حالانکہ اتمام بیعت کے واسطے یہ شرط نہین ہے۔ کیونکہ آپ کی خلافت منعقد ہوچکی تہی اور اوسپر اجماع ہوچکا تہا۔ علاوہ اسکے احادیث کثیرہ دال ہین کہ آپ مستحق خلافت ہین اور اپنے زمانہ مین واجب الاطاعت اور آپکے خلاف آپ سے مخالفت ومفارقت کرنیوالا خارق جماعت ہے

جناب معاویہؓ کی مخالفت کی ایک وجہ اور ہوئی۔ اونکو حضرت کعب احبارؓ کی زبانی معلوم ہوچکا تہا کہ انکو خلافت ہوگی اور نیز احادیث نبوی خود انکے گوش گذار ہوچکی تہین جنکی وجہ سے انکو خلافت کا خیال دامنگیر تہا۔ ہم وہ احادیث نقل کرتے ہین۔

حضرت معاویہؓ فرماتے ہین کہ جب سے مین نے آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے یہ حدیث "اے معاویہؓ اگر تم حاکم ہونا تو اچہی طرح نیکی وخوبی کے ساتہ حکومت کرنا" سنی مجہکو خلافت کی طمع پیدا ہوئی۔ بروایت عبداللہ بن عمرؓ یہ الفاظ ہین "اگر تم خلافت پاؤ اور حکومت

مل جاوے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور عدل اپنا طریقہ رکھنا" حضرت معاویہؓ فرماتے ہین۔ اوسوقت سے مجھکو خیال پیدا ہو گیا کہ مین ضرور اس بار خلافت مین مبتلا ہونگا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے جناب معاویہؓ کو خطاب کر کے فرمایا۔ اگر خداوند تعالیٰ تمکو یہہ قمیص پہناویگا تو تم کیا کرو گے۔ ام المومنین جناب ام حبیبہ نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ کیا میرا بھائی خلیفہ ہوگا۔ ارشاد ہوا۔ ہان ہوگا لیکن اونکی خلافت ہونے مین بہت کچھہ ہنگامہ و فساد برپا ہوگا۔

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ مجھسے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے معاویہؓ عنقریب میرے بعد تم میری امت کے والی ہوگے۔ جب یہ وقت آوے تو خبردار میری امت کے نیک لوگونسے اونکے کام قبول کرنا اگر کسی سے خطا ہوجاوے تو معاف کرنا۔ حضرت معاویہ کہتے ہین مجھکو اوسیوقت سے یہہ خیال بندھ گیا۔

حضرت امام حسنؓ بروایت جناب امیر المومنین علیؓ نقل کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جبتک معاویہؓ مالک نہ ہونگے یہہ رات دن قائم رہین گے۔

مسلمہ بن مخلدؓ کہتے ہین کہ مین نے آنحضرتؐ کو یہ فرماتے سنا۔ خداوندا معاویہؓ کو علم کتاب عطا فرما۔ اونکو ملکو نمین حکومت عنایت کر۔ اونکو عذاب قبر سے بچا۔

عروہ بن رویم سے روایت ہے کہ ایک اعرابی حضور سرورعالمؐ کی خدمت مین حاضر ہوا اور بکمال گستاخی و جہالت کہا۔ آئیے مجھسے کشتی لڑیئے۔ حضرت معاویہؓ موجود تھے اوٹھہ کھڑے ہوے اور اوس اعرابی سے کہا کہ مین تجھسے لڑتا ہون۔ حضور نے فرمایا۔ معاویہؓ کبھی کوئی غالب نہ آویگا۔ راوی نے جب یہہ حدیث بروز واقعہ صفین جناب علیؓ کے سامنے بیان کی تو آپنے فرمایا۔ اگر یہ حدیث مجھکو تم اس سے قبل سناتی تو مین ہرگز معاویہؓ سے لڑنے نہ آتا۔

کیا عجب ہے کہ ان احادیث سے جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل مین خیال خلافت جم گیا ہو اور وہ اپنے کو مستحق خلافت سمجھکر جناب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے لڑے۔ اس صورت مین انکے واسطے صریح دلیل موجود تھی اگر انپر عمل کر کے اہل خلافت جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جدال و قتال کیا تو بیشک معذور ہین اور کسی طرح مستحق ملامت نہین۔ ہان جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کی شرافت و اہلیت و قرب نبوی و بزرگی اہل بیت پر نظر نہین کی اسوجہ سے خطا کی پھر بھی ثواب اجتہاد سے محروم نہین ہین اور جو انکے تابع ہین وہ حکم مقلدین مین ہین جیسا مجتہد کو اپنے اختیار پر عمل کرنا درست ہے ویسا ہی مقلد کے واسطے حاجت دلیل نہین اوسکے واسطے مجتہد کا قول دلیل کافی ہے یہ حکم تو مقلد محض کا ہے۔ اب رہے وہ لوگ جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر مین درجہ اجتہاد رکھتے تھے اونکے واسطے تو تقلید کافی نہین اوسکا جواب یہ ہے کہ وہ بھی اسی اجتہاد مین شریک تھے اور جس طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطار اجتہادی کی وہ بھی انکے ساتھ اپنے اجتہاد مین مخطی تھے۔ اب متخلفین کی بابت ملاحظہ ہو۔

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین۔ اس مقام مین مسئلہ باریک ہے کہ اکثر لوگ اس بارہ مین پھسل گئے اور صراط مستقیم سے دور پڑے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ جب امیر المومنین جناب علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ برحق ہونا یقینی معلوم ہے تو اس صورت مین آپکی نصرت و اعانت سب پر واجب تھی۔ جو لوگ آپکے مطیع و فرمانبردار تھے وہ تو آپکو اپنا امام مانتے تھے اونھون نے آپکی مدد و نصرت سے علیحدگی اختیار کی ان لوگون کے واسطے کیا حکم ہے مجتہد مصیب (یعنی اجتہاد کرنیوالے صواب پر) تھے یا مجتہد مخطی (خطا کرنیوالے) تھے اسکے جواب مین جو میرے نزدیک حق ثابت ہوا وہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے اجتہاد مین حق پر تھے آپکی واسطے نصرت امام برحق کرنا بھی درست تھی اور خانہ نشینی اولیٰ۔ کیونکہ اسکے واسطے

دلیل متعارض نہین۔ احادیث دالہ بر وجوب نصرت امام و احادیث ترک قتال و عزلت ایسے پر آشوب زمانہ اور مسلمانون کی باہمی جنگ و جدال مین دونون قسم کی احادیث ملانے سے قدر مشترک اسقدر نکلتا ہے کہ ایسی صورت مین امام کی نصرت جائز و رخصت ہے اور عزلت و خانہ نشینی عزیمت و اولی ہے۔

وہ احادیث فتنہ و آشوب اس جگہہ بوجہ طوالت نہین لکھی گئین ہان اکثر اس مضمون کی حصہ اول مین لکھہ آئے ہین مگر اس جگہہ پر شبہ گذرتا ہے کہ احادیث ترک قتال ایام فتنہ و فساد کا خلاصہ تو یہہ ہے کہ ایسے پر آشوب وقت مین خانہ نشین ہوجانا اور لڑائی سے ہاتھہ روکنا باعث ثواب ہی اور خداوند تعالی کے نزدیک امر پسندیدہ اور راونپر عامل مستحق درجات عالیہ ہی۔ لیکن سمجھہ مین نہین آتا کہ دہر جناب امیر المومنین علی رض کو خلیفہ برحق تسلیم کرتی جاؤ اور جب آپ پر وقت مصیبت پڑجاے تو آپکی اعانت نہ کرو بلکہ گھر بیٹھے تماشا دیکھا کرو اس مین خدا کی رضا اور امید ثواب ہے۔ یہ عجیب بات ہے۔ جواب یہ ہی کہ آنحضرت صلعم کو یقینًا معلوم تھا کہ ہرچند جناب علی مرتضی رض خلیفہ برحق ہین لیکن انکی نصرت انکو کوئی نفع نہ دیگی اور عالم تقدیر مین یہہ بات طے ہوچکی ہے کہ انکے وقت مین نصرت و مدد کا بالکل موقع نہ رہیگا لوگونکا آپ پر متفق ہونا۔ آپکے احکام بلاد اسلام مین جاری و نافذ ہونا بالکل قطع ہوجائیگا ایسی حالت مین آپکی مدد کے واسطے لوگونکو سمجھانا اور ہر چہار طرف سے اس کام کو جمع ہونا باعث زیادتی فتنہ کا ہوتا جسکا نتیجہ بالعکس ظاہر ہوتا اور نصرت و مدد خلیفہ برحق کی اوس جگہہ مطلوب ہوتی ہی جہان اوسکے منصور و مظفر ہونے کی قوی امید ہو یہان تو امید موہوم بھی نہ تھی بلکہ یقینًا معلوم تھا کہ کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی اور کسی حیلہ و تدبیر سے آپ پر اتفاق ہوکر شور و شر رفع ہونا ممکن نہین لوگونکو جمع کرنا اور آپکی مدد پر تحریص و ترغیب دینا اور

آپکے دشمن مدمقابل کی لڑائی وجنگ سے کیا حاصل لہذا حکم ہوگیا کہ ایسے پرآشوب وقت
مین جبکہ تمہاری تدبیراور کوشش سے کوئی نتیجہ حاصل ہونے والا نہ ہواپنے گھرمین خاموش
بیٹھے رہو (جیسا حضرت عثمان ذی النورین رضؓ نے اپنی مدد واعانت سے منع فرمایا یا دیگر صحابہ کرام
جو آپکی مدد ونصرت سے کنارہ کش ہوکر خانہ نشین ہوگئے تھے بالکل اسیکے مشابہ ہے) دیکھو اسکی
نظیر واقعہ حرہ ہے (بعد شہادت جناب امام حسینؓ یزید کے زمانہ مین مدینہ منورہ کی لوٹ مار
مراد ہے) کہ اہل مدینہ کا مظلوم ہونا بالیقین معلوم تھا اور قاتلون کے ظالم ہونے مین
کوئی شبہ نہ تھا باوجود اسکے آنحضرتؐ نے لوگونکو لڑائی سے منع فرمایا تھا۔ ابوذرؓ سے روایت ہے
کہ حضور نے ارشاد فرمایا تم اوسوقت کیا کروگے جب لوگ عذاب بھوک مین مبتلا ہونگے
اور یہ حالت فاقونکے بدولت پہونچ جاویگی کہ تم اپنے گھرسے مسجد مین آوگے تو غلبہ ضعف
وشدت بھوک سے گھر جانیکی قدرت نہ ہوگی اور اگر کسی طرح گرپڑکر مسجد سے گھر پہونچ گئے
تو بارہ دیگر مسجد نہ جاسکوگے مین نے کہا۔ اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے۔ یا جو خدا
اور اوسکے رسول کا حکم ہو۔ فرمایا۔ اوسوقت عفت سے کام لینا۔ کسی سے سوال نہ کرنا۔ پھر
فرمایا۔ اے ابوذر۔ اوسوقت کیا کروگے جبکہ احجار الزیت خون سے ڈوب جائیگا۔
مین نے کہا جو حکم ہو۔ فرمایا۔ اپنے میل والون سے مل جانا مین نے عرض کیا۔ کیا تلوار لیکر
اپنی گردن پر رکھہ لون۔ فرمایا۔ خبردار ایسا نہ کرنا ورنہ ظالمونکے شریک حال ہوگے۔
مین نے عرض کیا پھر کیا کرون۔ ارشاد ہوا۔ اپنے گھر بیٹھے رہنا مین نے عرض کیا۔ اگر کوئی
میرے گھرمین گھس آئے اور مجھے قتل کرنا چاہے۔ فرمایا۔ اگر تمکو تلوار کی چمک سے ڈر معلوم ہو
تو چادر سے منہ چھپا لینا قاتل تمہارا عذاب اپنے سر لیجائیگا۔ اسپر اگر کوئی اعتراض کرے
کہ جب فتنہ وفساد کے زمانہ مین اسقدر ترک جنگ کی تاکید ہے تو اس صورت مین

جناب امیرالمومنین علیؓ کو اور آپکے اقربا وعزیزونکو جنگ کی ممانعت کیون نہ فرمائی۔ ان حضرات کو بہی منع فرماتے تاکہ یہ نہ لڑتے اور ہزارون کا کشت وخون نہ ہوتا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ آپکے حق مین دوسری وجہ غالب ہوئی اور آپکو لڑائی قائم کرنے اور اوسپر سختی وصبر گوارا کرنے کا سبب دوسرا تہا۔ وہ یہ ہے کہ آپ خلافت نہ ترک فرماوین معارضین ومخاصمین کے ڈر سے اسکو ہاتہ سے نہ دین اور حتی الامکان خلافت کے استحکام مین کوشش تمام بجالائین تاکہ قیامت کے روز زمرہ خلفا مین آپکا حشر ہو۔ اسکی نظیر جناب امیرالمومنین ذی النورینؓ کا قصہ ہے۔ یہ وجہ تو آپکی جنگ وجدال کی تہی۔ آپکے اقربا واعزہ جو آپکے شریک رہے اونہون نے حق قرابت وصلہ رحمی ادا کیا اور خدمت خلیفہ برحق بجالائے وہ اس جہت سے ماجور ہوے۔ حضرت عمار بن یاسرؓ کی شرکت اسی بناپر تہی اگرچہ کوئی رشتہ ناتا نہ تہا مگر بوجہ صحبت قدیم کے حکم اقارب مین تہے۔ پس جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰؓ اور آپکے اقارب کے حق مین یہی شایان تہا کہ عزت خلافت کو ہاتہ سے نہ دیا اور جو لوگ حق قرابت نہ رکہتے تہے اونکے واسطے اختیار دیا گیا۔ جو آپکے شریک حال ہوے اونہون نے جانب رخصت عمل کیا جو علیحدہ رہے اور خانہ نشین ہوے اونہون نے عزیمت جہت اولی اختیار کی ع ہر سخن وقتے وہر نکتہ مکانے دارد۔ (بہرحال آپکے موافقین کے دونون گروہ ماجور ومستحق ثواب ہین اور مخالفین کی نسبت سابق مین گذر چکا کہ وہ بہی بعلت تقلید معذور ہین) جناب علی مرتضیٰؓ سے دونون لڑائیون جمل وصفین کے قبل اور بعد اقوال متضادہ مروی ہین۔ لڑائی سی پہلے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ جنگ وجدال ضروری سمجہتے تہے اور بعد جنگ کے افسوس کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کرنے سے بیزار ہوے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ بوجہ کمال ورع وتقوی کے آپنے دلیل جانب خلاف (ترک جنگ) ملاحظہ

فرمائی (واقعہ جمل کے متعلق دونون قسم کے اقوال ہم لکھہ آے ہین۔ اب جنگ صفین کی بابت بعد جنگ کے جو آپنے فرمایا وہ یہ ہے) ابوبکر سلیمان بن مہران سے نقل کرتے ہین کہ جناب علی مرتضیٰؓ جنگ صفین مین بکمال تحسر وافسوس اپنے لب چباتے اور فرماتے تھے اگر انجام کار مجھکو معلوم ہوتا تو ہرگز لڑائی پر نہ نکلتا۔ ای ابوموسیٰ مجاؤ اور فیصلہ کردو چاہے لوگ میری گردن کاٹنے پر راضی ہون۔

شعبی حارث سے روایت کرتے ہین کہ جب امیر المومنین علیؓ جنگ صفین سے واپس آے اور آپکو یہہ معلوم ہوگیا کہ اب کام آپکے ہاتھہ سے نکل گیا اور اتفاق عامہ ہونا دشوار ہے تو آپ اکثر اوقات اس قسم کی باتین کرتے جو کبھی اس سے قبل آپکی عادت نہ تھی منجملہ اون باتونکے یہہ فرماتے تھے۔ اے لوگو۔ اب امیر معاویہؓ کی امارت پر ناخوش نہ ہو بلکہ اسیکو غنیمت جانو اگر یہہ بھی نہ رہی تو تم دیکھہ لوگے کہ لوگونکے سر شانونسے مثل اندرائن کے پھل کے گرین گے۔

اعتزال خوارج

تحریر اقرارنامہ کے بعد فریقین کے لشکر اپنے اپنے شہرون مین چلے گئے۔ حضرت معاویہؓ دمشق مین داخل ہوے۔ امیر المومنین علی مرتضیٰؓ کوفہ مین تشریف لاے۔ آپکے لشکر مین سے بارہ ہزار خوارج الگ ہوکر کوفہ کے متصل مقام قصبہ حرورا مقیم ہوے اور اپنا سردار بخشی فوج وامیر جنگ شبث بن ربعی تمیمی کو پیش امام عبد اللہ بن الکوا یشکری کو مقرر کرلیا (چونکہ ان لوگون نے حرورا کو اپنا مسکن کیا تھا اسواسطے یہ گروہ حروریہ کے نام سے مشہور ہی اور جناب امیر المومنین علیؓ سے الگ ہوکر امام برحق پر خروج کیا لہذا خوارج کا لقب پایا) (اونکا منادی یہ پکارتا پھرتا تھا بیعت اللہ جل شانہ کی ہے)

نیک کاموں کا حکم کرنا بُرے کاموں سے بچانا ہمارا فرض منصبی ہے۔ بعد فتح کے شوریٰ سے کل کام انجام دیئے جائینگے (ابن اثیر)

خوارج کا یہ عقیدہ تھا کہ بیعت خلافت و امامت کوئی چیز نہین۔ عمرو بن العاص ایسے شخص کو جسنے ہزارون مسلمانون بیگناہ کا خون اس جنگ صفین مین کرا دیا حکم کرنا گناہ کبیرہ سمجھتے تھے (بدائع)

ایک روز جناب علی مرتضیٰ مسجد کوفہ مین خطبہ فرما رہے تھے کہ خوارج نے آکر ہانک لگانا شروع کر دی۔ تم سختی اور دشمن کی مار سے گھبرا گئے۔ فیصلہ پر راضی ہوے۔ ذلت و خواری دین کے کام مین قبول کی۔ خدا کے سوا کسیکا حکم نہین ہے۔ آپنے جواب دیا بیشک مین تمہارے واسطے حکم خدا کا منتظر ہون۔ اسپر خوارج بولے۔ آیت کریمہ۔ ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین۔ پڑھی۔ (آپکو مصداق آیہ کریمہ بنایا۔ معاذ اللہ) آپنے بھی ایسا ہی جواب دیا۔ فاصبر ان وعد اللہ حق ولا یستخفنک الذین لا یوقنون (سورہ)

خوارج کی یہ زیادتی و شرارت شیعان متبعان امیر المومنین علی نے دیکھکر کہا۔ ہماری گردنون مین تو پہلے ہی سے علی کی بیعت ہے اب دوبارہ اسپر بیعت کرتے ہین کہ جسکے آپ دوست ہین ہم بھی اوسکے دوست ہین اور جسکے آپ مخالف و دشمن ہین ہم بھی اوسکے دشمن ہین خوارج نے سنکر کہا۔ کیا خوب۔ تم لوگون نے حضرت علی کی بیعت کی جس سے تمپر فرض ہو گیا کہ جسکے وہ دوست ہون تم بھی اوسکے دوست ہو اور جس کے وہ دشمن ہون تم بھی اوسکے دشمن ہو۔ علیٰ ہذا القیاس اہل شام نے حضرت معاویہ کو اچھا سمجھکر اونسے بیعت کر لی اور ہر کام مین اونکے مطیع ہو گئے۔ ہماری نزدیک تم دونون حق سے منزلون

دور ہوگئے اور مثل دو گھوڑون گھوڑ دوڑ کے ایک دوسرے کے آگے کفر کی جانب سبقت کر گئے [راقم۔ یہہ عقیدہ اونکا (مسلمان امام کی بیعت کرنیوالے کافر ہین) اونکی کفر کا موجب ہے]

زیاد بن نضر نے خوارج کو جواب دیا۔ واللہ ہمنے امیر المومنین علی کی بیعت کتاب وسنت پر کی ہی لیکن جب تم اونکے مخالف ہوے تو شیعان علیؓ اونکے پاس آے اور یہ کہنا شروع کیا۔ جسکے آپ دوست نہین ہم بہی اوسکے دوست نہین اور جسکے آپ دشمن ہین ہم بھی اوسکے دشمن۔ درحقیقت ہمارا یہی عقیدہ ہی اور یہی حق وراست ہے۔ جو اسکا مخالف ہے وہ خود گمراہ ہونے والا اور دوسرونکو گمراہ کرنے والا ہے۔

اسوقت سے اسلام مین تین فریق ہوگئے۔ اہل سنت وجماعت۔ شیعان علی۔ خوارج۔ جناب علی مرتضیٰؓ اسلام کی تفریق سے بنہایت درجہ دلتنگ وحزین ہوے پہر آپ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بلا کر فرمایا۔ آپ حرورا مین جاکر خوارج سے ملین مین بہی آتا ہون تا آنے میرے اونسے بحث ومباحثہ نہ کرنا بین خود پہونچکر اونسے بحث کرونگا اور انشاء اللہ تعالے اونکے شکوک کے جوابات دیکر راہ راست پر لاؤنگا۔ حسب ارشاد جناب امیر المومنینؓ حضرت ابن عباسؓ خوارج کے پاس تشریف لیگئے۔ آپنے انکی وضع قطع ملاحظہ کی۔ لانبے کرتے پہنے صوفیانہ وضع۔ پیشانیون پر نمازوں کے ڈھٹے۔ صورت وشکل مین نمازی۔ دیندار متقی۔ عابد معلوم ہوتے تہے۔ خوارج آپکو دیکہتے ہی اوٹہ کہڑے ہوے اور مرحبا کہکر نہایت تعظیم وتکریم کے ساتہ استقبال کیا اور مقام صدر مین بٹہلا کر سبب آنیکا دریافت کیا۔ آپنے فرمایا مین ابن عم وداماد رسول خداؐ کے پاس سے آیا ہون۔ مہاجرین وانصار تم لوگونکے پاس مجھکو بہیجا ہے۔ خوارج نے کہا۔ صاحب آپنے بڑا غضب کیا کہ خدا کو چہوڑ کر

اونکے بندونکو دین کے کام مین حکم بنا لیا۔ ہم اپنے اس فعل سے تائب ہوگئے ہین۔ اگر امیر المومنین علیؓ
بھی توبہ کرلین اور ہمارے ساتھ پھر دشمن کے مقابلہ کو چلین تو ہم اونکے مطیع ہین اونکا ساتھ
دینگے (عقد الفرید)

عبداللہ بن عباسؓ انکی فضول و بدعقلی کی باتونپر ضبط نہ کرسکے باوجودیکہ جناب امیر المومنینؓ
نے انکو منع کردیا تھا پھر بھی بول اوٹھے۔ تم لوگ تقرر حکمین پر کیون حرف گیری کرتے ہو۔ بحالت
نزاع میان بیوی کے درمیان خداوند تعالی نے تقرر حکم کا حکم دیا ہے چہ جائیکہ امت مرحومہ
کے نزاع مین حکم نہ مقرر کئے جائین اسکے علاوہ اور نظائر تحکیم شرع مین موجود ہین۔ حدحرم
مین اگر خرگوش شکار کیا جاے تو اوسکی قیمت حکم کی راے سے مقرر ہوگی۔ کیا تمکو معلوم نہین
کہ جناب رسول خدا نے واقعہ حدیبیہ مین صلح کرکے لڑائی ترک فرمائی۔ خوارج بولے۔ جس چیز
مین اللہ تعالی نے اپنے بندونکو اختیار دیا ہے وہ اوسمین مختار ہین مگر جسکا حکم خود اوسنے
صادر فرما دیا اوسمین بندونکو بجز اطاعت و تسلیم کی چون وچرا کرنیکا مطلق اختیار نہین
اور نہ اوس مین قیاس ورلے کو کچھ دخل کی جگہ باقی ہے مسئلہ مبحوث عنہ مین راے
و قیاس نہین چل سکتا کیونکہ اللہ جل شانہ نے حکم دیدیا ہی جیسا زانی اور چور کی سزائین مقرر
فرمادین۔ اب ان مین کسی کو کمی وبیشی کرنے کا اختیار نہین ہے۔

انکے اس قول سے باب اجتہاد وقیاس جو احکام شرعیہ کی دلیل رابع ہے مسدود ہوتا ہے
عبداللہ بن عباس نے فرمایا۔ قرآن پاک کی آیت دیکھو۔ خداوند تعالی فرماتا ہے۔
یحکم بہ ذوا عدل منکم۔ تم مین سے جو دو صاحب عدل ہون حکم بناے جائین۔ خوارج
کہنے لگے۔ یہ حکم صید وزوجین کا ہے اور کھیتی والا قصہ ہے (جسکا حضرت سلیمان علیہ السلام
نے فیصلہ کیا تھا) مسلمانون کے خون کا اس مین ذکر کہان ہے قطع نظر اسکے کل کی بابت یہ

کہ عمرو بن العاص رضؓ سے ہم لوگ لڑ رہے تھے۔ تمہارے نزدیک وہ عادل ہونگے ہم تو اونکو ظالم سمجھتے ہین۔ اگر وہ عادل ہین تو ہم نے قصور کیا اونسے ناحق لڑے اور اگر وہ عادل نہین تو ظالم و فاسق کا عادل بنانا کیا معنے۔ تمنے حضرت معاویہؓ اور اونکے ساتھہ والونکی بابت آدمیون کو حکم مقرر کیا۔ حالانکہ خداوند تعالےٰ اونکی شان مین فرماتا ہے کہ اونسے لڑو یہانتک کہ وہ اپنی راہ سے رجوع کرین۔ دوسرا گناہ تم نے یہ کیا کہ تمنے اپنے اور اونکے درمیان عہد و پیمان کر لیا اوسپر طرہ یہ کہ زبانی وعدہ نہین بلکہ لکھا پڑھی کر کے پختگی کر لی حالانکہ خداوند تعالیٰ کا حکم اسکے خلاف ہے، اوسنے تو سورہ برات نازل فرما کر ممانعت کر دی کہ مسلمانون اور اہل حرب کے درمیان سلسلہ اقرار و پیمان قطع کر دو۔ ہان جو لوگ جزیہ دین اور ذمی ہو جاوین اونکے واسطے عہد نامہ ہونا چاہیئے۔

راقم۔ یہ خوارج کی سراسر غلطی ہے۔ حکم نہ ماننا اور قرآن شریف سے مواضع مخصوصہ کے سوا اور جگہہ قیاس سے حکم بنانیکی ممانعت سمجھنا اونکی کوتاہ عقلی و نافہمی ہے۔ سورہ برات سے کفار کے ساتھہ عہد و پیمان کی ممانعت ہی نہ عام جنگ کی۔ چاہے مسلمانون ہی ہو۔ خوارج کو یہی دہوکا ہوا کہ حضرت معاویہؓ اور اونکے ساتھہ ولے اہل حرب تھے انسے لڑائی کا حکم ہے اسی قسم کے خیالات سے دین سے نکل گئے۔

بعد روانگی ابن عباسؓ زیاد بن نضر کو امیر المومنین نے خوارج کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ وہان جا کر اس بات کا اندازہ کر لینا کہ خوارج کا میلان کس شخص کی جانب ہے اور اپنے گروہ مین کسکو اپنا سردار مانتے اور کسکے کہنے مین ہین۔ زیاد بن نضر گئے اور وہان سے واپس آکر بیان کیا کہ یزید بن قیس کے پاس لوگون کی آمد و رفت زیادہ رہتی ہے اور وہی بظاہر ان سب مین ممتاز و مرجع اعلیٰ و ادنیٰ و صاحب اثر معلوم ہوتے ہین۔ آپ یہ حال دریافت

فرماکر خود مع دیگر اصحاب کے موضع حرورا مین تشریف لیگئے اور سیدھے یزید بن قیس کے خیمہ مین داخل
ہوے۔ دو رکعت نماز ادا فرماکر یزید بن قیس سے ہمکلام ہوے اور اونکو اصفہان اور رے
کی حکومت سپرد فرمائی۔ بعد ازان اوس جلسہ مین تشریف لیگئے جہان ابن عباسؓ خوارج سے بحث
کر رہے تھے۔ آپنے اونسے فرمایا کہ مین نے تو تمکو بحث و مباحثہ سے منع کر دیا تھا۔ پھر فرمایا۔
خداوندا جو آج دنیا مین فلاح پا گیا تو کل آخرت مین بھی اوسیکو نجات و فلاح نصیب ہوگی
پھر خوارج سے خطاب کیا۔ تمہارے مشیر اور سردار کون صاحب ہین۔ جواب ملا۔ ابن الکوا۔
آپنے پوچھا بیعت کرکے پھر مجھپر خروج کرنے کا کیا سبب ہے۔ خوارج کہنے لگے۔ جنگ صفین کے
ترک کرنے مین آپنے بیجا حکومت گوارا کی۔ فرمایا مین تمکو خدا کی قسم دلاتا ہون سچ کہنا۔
کیا تم نہین جانتے کہ جب شامیون نے مصحف اوٹھائے تو سب سے پہلے تمہین لوگ بول
اوٹھے کہ اب ہم نہین لڑتے۔ یہ کس کی راے تھی مین نے صاف صاف تمکو جتلا دیا تھا
کہ مین خوب جانتا ہون ان لوگون کے قول و فعل کا اعتبار نہین مگر تم نہ مانے اور فیصلہ پر
اصرار کرتے رہے مین مجبور ہوگیا با این ہمہ حکمین سے مین نے عہد لیا ہے کہ قرآن شریف
کے مطابق فیصلہ کرینگے۔ پس اب بھی موقع ہمارے ہاتھہ ہے۔ اگر اون لوگون نے فیصلہ
حق پر کیا تو پھر ہمکو کوئی عذر نہین اور نہ مخالفت کرنے کی کوئی وجہ ہے اور اگر خلاف
شرع فیصلہ ہوا تو ہم اوس سے بیزار ہین پھر اوسوقت جو حق ہوگا کر گذرینگے۔ جواب ملا۔ کیون
جناب مسلمانونکی خونریزی مین آدمیونکا حکم مقرر کرنا آپ عدل و انصاف سمجھتے ہین
فرمایا۔ ہم نے آدمیونکو حکم نہین بنایا بلکہ قرآن شریف کو حکم بنایا ہے اور وہی ہمارا احاکم
عادل ہے مگر قرآن شریف کاغذ پر لکھا ہوا دو دفتیون مین ہے وہ خود تو بولتا نہین آدمی
بولنے والے ہین اور اوسکے ساتھہ تکلم کرتے اور اوسکا حکم اپنی زبان سے ادا کرتے ہین

اسپر خارجی کہنے لگے۔ بہلا صاحب۔ یہہ تو ہمارے ذہن نشین ہوگیا اب ایک بات اور رہی وہ بہی سمجہا دیجئے یعنے آپنے اس فیصلہ کی مدت کیون مقرر کی۔ جب فیصلہ حق ہی تو موجب تاخیر کیا ہے۔ ارشاد ہوا۔ تقرر مدت مین یہ فائدہ متصور ہے کہ سب عوام وخواص۔ عالم وجاہل صغیر وکبیر کو اسکی خبر ہوجاوے اور شاید اللہ تعالیٰ اس عرصہ مین کوئی ایسی بات پیدا کردے جس سے امت مرحومہ کا افتراق رفع ہو اور سب ایک امر پر متفق ہوجائین اب سب لوگ ہمارے ساتہہ شہر مین داخل ہون۔ خداوند تعالیٰ تم سب پر رحم فرمائے۔ آپکی شیرین گفتاری سے خوارج دنگ ہوگئے اور اس تقریر دلپذیر سے مخالفت سابقہ سے اپنے دل مین نادم وپشیمان ہوکر بلا تکلف آپکے ہمراہ کوفہ مین داخل ہوے۔

کہتے ہین کہ خوارج کا قول ہے۔ جسوقت آپنے ہمکو الزام دیا کہ مصالحت تمہاری ہی خواہش سے ہوئی مین تو انکار کرتا تہا اسکے جواب مین ہمنے کہا۔ آپ سچ کہتے ہین بیشک ہماری ہی خواہش تہی مگر بعد مین ہمنے جانا کہ ہم مصالحت کرکے کافر ہوے ہمکو مصالحت جائز نہ تہی لہذا ہمنے مصالحت سے جو کفر ہے توبہ کرلی اور پہر لڑائی کی دل مین ٹہان لی۔ اگر آپ بہی توبہ کرتے ہین تو ہم آپکے مطیع ہین ورنہ خلاف۔ جناب علیؑ نے ہمارے اس کہنے پر خود توبہ کرکے ہماری بیعت کرلی اور فرمایا "چلو شہر مین چلکر آرام کے ساتہہ قیام کرو۔ چہہ مہینے تک ٹہیرے رہنا۔ اس عرصہ مین جانور کہا پیکر موٹے تازے ہوجائینگے اور ادہر ادہر سے مال بہی آجائیگا پہر تازہ دم اور مضبوط ہوکر اپنے دشمنونکے مقابلہ کو نکلینگے"۔ چنانچہ آپکے اس وعدہ پر ہم سب کے سب کوفہ مین داخل ہوے مگر ان کا یہہ قول سراسر جہوٹ واتہام ہے۔ جناب امیر المومنین علیؑ نے یہ بات اونسے نہین کہی (ابن اثیر)

اسوقت جملہ خوارج ایک عقیدہ پر تہے چندان اختلاف نہ تہا۔ رفتہ رفتہ اون مین

اختلاف پیدا ہوتا گیا جس سے چار مختلف جماعتیں ہوگئیں۔ اباضیہ۔ اصحاب عبداللہ بن اباض۔ صفریہ۔ انکی وجہ نسبت مین اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہین کہ ابن صفار کی طرف منسوب ہین بعضون کا خیال ہے کہ کثرت عبادت و ریاضت سے انکے چہرے زرد پڑگئے تھے اسواسطے انکا نام صفریہ ہوگیا۔ بیہسیہ۔ اصحاب ابن بیہس۔ ازارقہ۔ یاران نافع بن ازرق حنفی (عقد الفرید)

اجتماع حکمین و فیصلہ

جسوقت میعاد مقررہ ختم ہوگئی اور حکمین کے جمع ہونے کا زمانہ آن پہونچا تو جناب امیر المومنین نے شریح بن ہانی حارثی کو چار سو آدمیونکا حاکم کرکے روانہ فرمایا اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو امامت نماز کے واسطے حکم دیا۔ اس جماعت مین حضرت ابوموسیٰ اشعری آپکی طرف سے حکم تھے۔ شریح بن ہانی سے وقت روانگی جناب امیر المومنین نے ارشاد فرمادیا تھا کہ عمرو بن العاصؓ سے میری طرف سے کہدینا۔ خدا کے نزدیک لوگونمین اشرف و افضل وہ شخص ہے جسکو حق پر عمل کرنا محبوب ہو اگرچہ بمقتضاے بشریت باطل اوسکی عزت و قدر مین کچھ بیشی کردے لیکن اوسکی نیت بخیر اور دل سے حق کا طالب و جویان ہو۔ اے عمروؓ تمکو خوب معلوم ہے کہ حق کا موقع کہان ہے۔ تم اس سے جاہل و بیخبر نہین ہو۔ اگر تمکو طمع دنیوی نے فیصلہ حق سے باز رکھا تو یاد رکھنا کہ اس طمع کی بدولت حق اور اولیاے حق کے تم دشمن ہوجاؤگے اور جو کچھ نعمت و فراغت اسوقت تمکو حاصل ہے یاد رکھو کہ وہ زائل ہوجائیگی۔ خبردار۔ خائن اور ظالم کے مددگار نہ ہونا ہوشیار۔ ایک دن آنے والا ہے جس مین تمکو ندامت لاحق ہوگی۔ وہ موت کا دن ہے اوس دن تمنا کروگے کہ کاش کسی مسلمان کی عداوت نہ کی ہوتی۔ کسی ناحق حکم پر رشوت

نہ لی ہوتی لہٰذا واجب ہے کہ راستی اختیار کرو اور احکم الحاکمین کی روبکاری سے ڈرو۔"

حضرت معاویہؓ کی طرف سے بھی چارسو آدمی بمعیت جناب عمرو بن العاصؓ روانہ ہوئے۔ طرفین مقام اذرح مضافات دومۃ الجندل مین ملاقی ہوئے (یہ مقام کوفہ سے دس منزل ہے اور اسی قدر مدینہ منورہ اور دمشق سے) شریح بن ہانی نے امیر المومنین کا پیام عمرو بن العاصؓ سے زبانی ادا کیا۔ عمرو بن العاصؓ غصہ سے سُرخ ہوکر نہایت تیزی اور سختی سے بولے "مین نے کب علیؓ کا مشورہ قبول کیا۔ اونکے حکم کو مانا اور اونکی رائے پر اعتبار کیا۔" شریح نے کہا۔ "اے ابن نابغہ۔ تمکو کون چیز مانع ہے کہ اپنے مولی۔ آقا۔ مسلمانونکے سردار کی نصیحت قبول کرو۔ یہ وہ شخص ہین جنسے وہ بزرگ جو تمسے بالیقین بہتر اور افضل تھے یعنی حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ رائے لیتے اور انکی رائے پر عمل کرتے تھے۔" عمرو بن العاصؓ نے جواب دیا "تمہاری لیاقت مجھسے بات کرنیکی نہین ہے۔" شریح بولے "کس برتے پر تتا پانی۔ تمکو اپنے باپ پر فخر ہے یا ماں پر۔ باپ تو تمہارے کمینہ اشخاص مین سے تھے۔ تمہاری والدہ مکرمہ نابغہ لونڈی تھی پھر اسقدر تعلی اور ایسا بڑا دماغ کیون ہے۔ شریح یہ کہکر وہان سے اوٹھ کے چلے آئے۔

عمرو بن العاصؓ کے نام جب کوئی خط یا زبانی پیغام کوئی قاصد حضرت معاویہؓ کا لاتا تو کسیکو کانون کان خبر نہ ہوتی کہ کیا حکم آیا۔ کیا ہدایت ہوئی اور نہ انکے ہمراہی انسے کچھ دریافت کرتے تھے مگر حضرت ابن عباسؓ کی طرف اسکے بالعکس معاملہ تھا۔ کوئی خط یا قاصد کوفہ سے آیا نہین کہ اہل عراق پیچھے پڑجاتے اور انکو مجبوراً مضمون خط و پیام ظاہر کرنا پڑتا۔ اگر آپ مصلحۃً اوسے چھپانا چاہتے تو طرح طرح کے خیالات فاسدہ پیدا کرکے انکو اخفاء مضامین مین متہم کرتے اور کہتے تھے۔ یہ یہ باتین۔ فلان فلان مضمون لکھا ہوگا۔ آپ ہم سے چھپاتے ہین آپ جواب دیتے۔ یارو تمھین لوگونکو اسکی کرید اور کاوش رہتی ہے بخلاف اسکے شام کے

قاصد برابر آتے جاتے ہین مگر کسیکو خبر تک نہین ہوتی اور نہ شامی اسکی بابت کچھہ شور و چرچا کرتے ہین۔

حکمین کے ساتھہ مجلس ہین حضرات عبداللہ بن عمرؓ۔ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ عبداللہ بن زبیرؓ۔ عبدالرحمن بن حارث بن ہشام۔ عبدالرحمن بن عبد یغوث زہری۔ ابوجہم بن حذیفہ عدوی۔ مغیرہ بن شعبہؓ۔ موجود تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بنی سلیم کے پانی پر او ترے ہوئے تھے۔ اونکے بیٹے عمر نے اونسے جاکر کہا۔ ابوموسیٰؓ عمرو بن العاصؓ مع سرداران قریش و دیگر اشراف قبائل فیصلہ کرنے کیواسطے جمع ہوے ہین۔ آپ بہی اصحاب رسول اللہ۔ اصحاب شوریٰ ہین سے ایک ہین۔ آپ ابتک کسی کام مین کسی طرف نہین پڑے تا آپکی شرکت سے خیال طرفداری احد الفریقین پیدا ہو علاوہ برین آپ بہی اہل خلافت سے ہین ایسے موقع پر آپکی شرکت ضرور ہے مگر حضرت سعد نے صاحبزادہ کا کہنا نہ مانا اور شریک نہین ہوے بعض کہتے ہین کہ جلسہ مین آے تھے مگر پہر شرکت پر نادم ہوکر یہین سے احرام باندہا اور بیت المقدس چلے گئے (ابن اثیر و ابن خلدون)

جو دن تاریخ فیصلہ کے واسطے مقرر تہا اوس سے تین دن پیشتر عمرو بن العاصؓ نے ابوموسیٰؓ سے ربط وضبط بڑہاکر اونکی خاطر و مدارات و مہمانداری خوب کی نفیس نفیس خوش ذائقہ۔ بامزہ۔ لطیف غذائین دو وقتہ اپنے ساتھہ کہلاتے رہے پہر تنہائی مین کہنے لگے "آپ صحابہ کرام بزرگ و معمر ہین۔ واجب التعظیم۔ قابل الاحترام۔ سب مین باعزت و حرمت۔ آپ دیکھتے ہین کہ امت مرحومہ کس فتنہ و عذاب مین پڑگئی اور اندہی ہو رہی ہے۔ راہ نجات ڈہونڈہے نہین ملتی۔ حالت موجودہ کے ساتھہ اس امت کی بقا دشوار نظر آتی ہی۔ آپ براے خدا رحم فرمائیے۔ شائد آپکی برکت سے خداوند تعالیٰ باقیماندہ لوگونکے

خون محفوظ رکہے۔ آپ جانتے ہین کہ ایک جان کا بچانا کسقدر ثواب کا کام ہے چہ جائیکہ ہزارہا مخلوق کی زندگی کے باعث آپ ہون" حضرت ابوموسیٰ رضؓ نے جواب دیا "پہر آپ نے کیا تدبیر سوچی ہے" عمرو بن العاص بولے۔ آپ علیؓ کو معزول کیجیے اور مین معاویہؓ کو اور ایک تیسرا ایسا شخص جو اس فتنہ مین مبتلا نہوا ہو خلافت کے واسطے انتخاب کرین۔ ابوموسیٰؓ نے پوچہا وہ کون ہی۔ عمرو بن العاص کو قرائن سے ابوموسیٰؓ کا رجحان حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی جانب معلوم ہوگیا۔ کہنے لگے عبداللہ بن عمر فاروقؓ اس کام کے واسطے موزون ہین۔ ابوموسیٰؓ نے کہا۔ بیشک خلافت کے لائق ہین مگر مین تمپر کیسے اعتبار کرون۔ ابہی مجہسے یہ کہہ رہی ہو پہر وقت پر بدل جاؤ تو تمہارا کیا کرلون گا۔ عمرو بن العاصؓ نے جواب دیا آپ مجہسے جسطرح چاہین قسم لیکر اپنا اطمینان کرلین۔ پہر کوئی قسم۔ عہد۔ میثاق۔ قول وقرار دنیا مین باقی نہ رہا ہوگا جنکو عمرو بن العاصؓ نے ابوموسیٰؓ کے سامنے اپنی زبان سے نہ کہہ ڈالا ہو۔ ابوموسیٰؓ انکے دم مین آگئے اور خود ہی اقرار کرلیا کہ اب مجہکو تمپر اعتبار ہی (عقد الفرید)

مغیرہ بن شعبہؓ نے قریش سے کہا۔ کیا تم مین سے کوئی ایسا ہوشیار وچالاک ہے جو ان حکمین کا منشا دریافت کرسکے اور یہ معلوم کرلے کہ دونون ایک بات پر اتفاق کرینگے یا اختلاف۔ اونہون نے کہا ہم مین سے تو کوئی ایسا نظر نہین آتا۔ مغیرہؓ بولے۔ مین جاتا ہون اور ابہی دریافت کئے آتا ہون۔ یہہ کہکر پہلے عمرو بن العاصؓ کے پاس پہونچے اور کہا۔ ہم لوگ تو لڑائی سے علٰحدہ رہے اور ہمکو لڑنا بہتر معلوم ہوا۔ ہمکو اس مین پہلے ہی شک تہا۔ ہماری نسبت تمہارا کیا خیال ہے۔ عمرو بن العاصؓ نے جواب دیا۔ تم نیک لوگون کے پیچہے اور بدکارون کے امام ہو۔ مغیرہؓ انکے پاس سے اوٹہکر حضرت ابوموسیٰ سے ملے اور ان سے بہی یہی جملہ کہا۔ اونہون نے جواب دیا۔ میرے نزدیک آپ لوگ مجہے

ہے اور آپ لوگونکی راے صائب تھی۔ کیون نہو۔ آپ لوگ بزرگون مین باقیماندہ ہین مغیرہ
پھر قریش کے پاس پہونچے اور کہا مین نے حال دریافت کرلیا۔ دیکھہ لیناکہ دونون حکم
ایک امر پر اتفاق نہ کرینگے بلکہ آخرکار اختلاف ہوگا۔ (ابن اثیرؒ)

اس مقام پر جمع ہونے سے پہلے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت ابوموسیٰؓ کو اثناء
راہ مین سمجھا دیا تھا کہ امیرالمومنین جناب علیؓ نے اپنی راے وخوشی سے تمکو حکم نہین بنایا کیونکہ
اونکی نظر مین تم سے زیادہ لائق وقابل اشخاص اس کام کے لئے موزون تھے۔ بلکہ اور
لوگون نے اسپر اتفاق کیا اور بجز تمہارے دوسرے پر راضی نہین ہوے۔ میرے خیال
مین تم دہوکا دیئے جاؤگے مجھکو شامیون کی نیت فاسد نظر آتی ہے۔ تم ہوشیار رہنا
دہوکا نہ کہانا۔ تمہارا مقابلہ اور ساتھہ ایک شریر اور چالاک مرد سے ہوگا اور یہ کوشش
ہوگی کہ تم سے حق بات فراموش کرادی جاے مگر تم اس امر پر نظر رکھنا کہ جناب امیرالمومنین
علیؓ کی بیعت اون لوگون نے کی ہے جنہون نے حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ
عنہم کی بیعت کی تھی۔ حضرت علیؓ مین کوئی ایسا امر نہین ہے جسکے باعث یہ استحقاق خلافت سے
دور ہوگئے ہون اور نہ معاویہؓ مین کوئی قربت وفضیلت انسے بڑہی ہوئی ہے جو موجب
اہلیت ولیاقت خلافت ہو۔ علی ہذاالقیاس عمروبن العاصؓ سے بھی حضرت معاویہؓ نے
قبل روانگی کہہ دیا تھا کہ اہل عراق نے حضرت علیؓ کی ناخوشی سے ابوموسیٰؓ کو حکم کرلیا ہے
اوراہل شام تمام تمہارے حکم ہونے پر راضی ہین۔ ابوموسیٰؓ زبان دراز چھوٹی عقل کے
آدمی ہین۔ تم اونپر اپنا پورا پورا ارادہ اور دل کا بھید ظاہر نہ کردینا۔ (مسعودیؒ)

غرض جس روز مجلس فیصلہ منعقد ہوئی طرفین کے لوگ جمع ہوے جو اصحاب کہ
حضرت امیرالمومنین علیؓ کی بیعت سے رہ گئے تھے جیسے حضرات عبداللہ بن عمرؓ۔ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ

وغیرہم وہ بھی تشریف لائے۔ سب سے اول عمرو بن العاص رضؓ نے ابوموسی رضؓ سے اس طرح گفتگو کی۔ اے ابوموسیٰ رضؓ۔ آپ بخوبی جانتے ہین کہ امیرالمومنین عثمان رضؓ مظلوم مارے گئے ہین (ابوموسیٰ رضؓ نے اقرار کیا) معاویہ رضؓ اور اونکی قوم حضرت عثمان رضؓ کے اولیا اور ورثا ہین (اسکا بھی اقرار کیا) پھر کیا وجہ ہے کہ آپ معاویہ رضؓ کی خلافت قبول نہین کرتے حالانکہ وہ قبیلہ قریش سے ہین جیسا کہ آپ بھی جانتے ہین۔ اگر آپکو یہ خوف ہے کہ لوگ کہینگے معاویہ رضؓ کو سابقیت اسلام نہین۔ اوسکا جواب یہ دیجئے کہ وہ خلیفہ مقتول و مظلوم حضرت عثمان رضؓ کے والی و وارث قصاص کے طالب مستحق ہین۔ سیاست و ملکداری و دیگر انتظامات ملکی کا مادہ اُنمین اور لوگونکی نسبت بہت بڑھا ہوا ہے۔ ام المومنین جناب ام حبیبہ رضؓ کے بھائی۔ یہہ وجہ قرب آنحضرت ہے۔ اس سے زیادہ قریب رشتہ ناتا اور کیا چاہیئے۔ مدتون آنحضرت صلعم کے کاتب رہے ہین۔ شرف صحبت نبوی سے ممتاز ہین۔ (اسقدر کہکر پھر کہا) اگر آپ میری رای سے موافقت کرینگے تو جس شہر کی حکومت آپ پسند کرینگے فوراً آپکو دی جائیگی۔ ابوموسیٰ رضؓ بولے۔ اے عمرو رضؓ خدا سے ڈرو۔ امارت و خلافت کے استحقاق مین سیاست و ملکداری کا لحاظ نہین کیا جاتا۔ اگر اسکا لحاظ کرو تو آل ابرہہ بن صباح اسکے زیادہ حقدار تھے بلکہ اس کام مین تقویٰ و ایمانداری پر نظر ہوتی ہے جو اہل تقویٰ و اہل امانت ہین وہی امیر و خلیفہ کیے جاتے ہین۔ معاویہ رضؓ کو جو فی نفسہ بزرگی و شرافت حاصل ہے اوسکا ہمکو کب انکار ہے مگر وہ شرافت استحقاق خلافت مین کافی نہین کیونکہ شرافت قریش کا پاس کیا جاے تو علی رضؓ اسکے زیادہ مستحق ہین۔ (قرب نبوی کا لحاظ ہو تو ان سے زیادہ قریب رشتہ دار معاویہ رضؓ نہین) اب رہا تمہارا یہہ قول کہ معاویہ رضؓ خون جناب عثمان رضؓ کے طالب ہین اسوجہ سے اونکو امارت دیجاے تو یہ کوئی وجہ استحقاق خلافت نہین

ہوسکتی - مہاجرینؓ سابقین اسلام کو چھوڑکر بربناء وجہ ضعیف معاویہؓ کو خلافت دی جائے اور جو حضرات استحقاق کامل اور شرافت کلی اور اہلیت وقابلیت امارت رکھتے ہین وہ محروم رکھے جائین اور جو تم مجھکو حکومت کا وعدہ دیتے ہو کہ اگر معاویہؓ کو خلافت ہوئی تو میرے خاطر خواہ حکومت مجھکو مل جاویگی اسکی نسبت میرا یہ جواب ہی کہ اگر معاویہؓ تمام ملک شام کی حکومت واختیارات مجھکو دینے کہین توبھی مین اونکو امیر وخلیفہ نہ بناؤن اور مین اللہ تعالی کے کام مین رشوت نہین لیتا سب سے بہتر یہی ہوگا کہ عمرؓ بن خطاب کا نام زندہ کرو اور اونکے صاحبزادہ عبداللہ کو خلیفہ ووالی بنادو - قصہ پاک ہو سب کو اطمینان حاصل ہو - عمرو بن العاصؓ کہنے لگے - آپکو میرے لڑکے کے والی مقرر کردینے مین کیا عذر وحیلہ ہے - آپ اوسکی حالت - صلاحیت - فضیلت سے بخوبی واقف ہین فرمایا تمہارا لڑکا بیشک مرد حق پرست اور سچا تھا لیکن تمنے اوسکو بھی اپنے ساتھ اس فتنہ مین ڈبو لیا ہی - عمرو بن العاصؓ نے کہا - یہ کام تو ایسے شخص کو سپرد کرنا چاہیئے جسکے دانت ہون جن سے وہ کھاتا پیتا ہو [اس کلمہ سے اونکا یہ مطلب تھا کہ عبداللہ بن عمرؓ مین اس بار عظیم کی برداشت وقوت کافی نہین ہے (بدائع)]

عمرو بن العاصؓ اور ابوموسیٰؓ مین تو اس قسم کی گفتگو ہو رہی تھی مگر حضرت عبداللہ بن عمرؓ خاموش سکوت کے عالم مین بحالت غفلت آنکھین بند کیے ایک حالت استغراق مین بیٹھے تھے - عبداللہ بن زبیرؓ اونکے پاس تھے - انہون نے ابن عمرؓ کو چونکا دیا اور کہا کچھ سمجھے - ابن عمرؓ چلا اوٹھے - واللہ مین اس معاملہ مین رشوت ہرگز نہ دونگا اور نہ کسی طرف کچھ کہونگا - ابوموسیٰؓ نے فرمایا - اے عمروؓ - عرب نے بعد جدال وقتال کے اس کام کا اختیار تمکو دیا ہی خدا کے لیئے اسکو پھر فتنہ مین نہ ڈالو - وہ بولے آپ اپنی راے ظاہر کرین کہ آپکا

کیا قصد ہی۔ فرمایا میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ علیؓ و معاویہؓ کو معزول کرکے اس کام کو عام مسلمانوں کے سپرد کردین جسکو وہ چاہین شوری کرکے مقرر کرلین۔ عمرو بن العاصؓ نے اس رائے کو پسند کیا اور ابو موسیٰؓ سے وعدہ کرالیا کہ پہلے مجمع عام مین ابو موسیٰؓ تقریر کرین۔ اس سے عمرو بن العاصؓ کا مطلب یہ تھا کہ امیر المومنین علیؓ کو خلافت سے معزول کرنا ابو موسیٰؓ ہی کی زبان سے نکلے۔

یہ گفتگو دونون مین ایسی جگہہ ہوئی جہان معدودے چند آدمی تھے۔ بعد اس کے دونون میدان مین نکلے جہان مجمع عام تھا اور ایک جم غفیر فیصلہ سننے کو فراہم ہو رہا تھا۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ ای ابو موسیٰؓ جس رائے پر ہمارا آپکا اتفاق ہوگیا ہی اسکو سب کے سامنے ظاہر کردیجیے۔ ابو موسیٰؓ بیچارے سیدھے سادھے مسلمان آدمی تھے بے تکلف اوٹھہ کھڑے ہوی اور لوگون کو مخاطب کرکے اس طرح کہا۔ "ہماری رائے ایک امر پہ متفق ہوئی ہے۔ ہمکو امید ہی کہ خداوند تعالیٰ اسکے ذریعہ سے امت مرحومہ مین صلح کرادی"۔ اسیقدر کہنے پائے تھے کہ ابن عباسؓ نے اونکی بات کاٹ کر فرمایا۔ "اے ابو موسیٰؓ ہوشیار ہوجاؤ۔ واللہ مجھے شبہ ہوتا ہے کہ تمکو دہوکا دیا جارہا ہے۔ اگر تم دونون حکم نے کسی امر پر اتفاق کرلیا ہی تو عمرو بن العاصؓ کو پہلے تقریر کرنے دو پہر تم کو جو کہنا ہو کہنا۔ عمرو بن العاصؓ فریبی مکار آدمی ہین مجھکو ڈر ہے کہ تم سے علیحدگی مین یہ متفق ہوگئے ہون اور یہان مجمع عام مین تمہارے خلاف کارروائی کرین اسواسطے مناسب ہے کہ پہلے یہی گفتگو کرین"۔ ابو موسیٰؓ بھولے بھالے سادہ مزاج تھے ابن عباسؓ کے اس کہنے پر اصلا خیال نہ کیا بلکہ بے پرواہی کے ساتھہ جواب دیا "ہم دونون نے اتفاق کرلیا ہے"۔ پہر اپنا سلسلہ کلام شروع کیا اور بولے "اے لوگو۔ ہم نے امت مرحومہ کے معاملہ مین خوب غور کرلیا

اور اسکی اصلاح و اتفاق و رفع اختلاف و فساد کے واسطے ایک امر پر ہماری اور عمرو بن العاص
کی راے قرار پا گئی وہ یہ ہی کہ ہم علیؓ اور معاویۃ دونون کو خلافت سے معزول کر دین اور
مسلمانونکو اختیار دین کہ جسکو وہ چاہین باتفاق راے شوریٰ اور کمیٹی کے خلیفہ بنالین
لہذا مین نے علیؓ اور معاویۃ کو معزول کر دیا۔ اب سب صاحب جسکو مناسب سمجھین خلیفہ
بنائین" یہ کہکر ابو موسیٰؓ اپنی جگہہ سے ہٹ گئے۔ عمرو بن العاصؓ نے انکی جگہہ کھڑے ہوکر
کہا "حاضرین جلسہ۔ ابو موسیٰؓ نے جو کچھہ فرمایا آپنے سُن لیا۔ انہون نے علیؓ کو خلافت سے
معزول کیا۔ آپ سب صاحب اسپر گواہ ہین مین بھی علیؓ کو معزول کرتا ہون اور اپنے دوست
معاویۃ کو بحال رکھتا ہون کیونکہ وہ عثمانؓ خلیفہ مقتول و مظلوم کے ولی اور وارث وطالب
قصاص ہین اور حضرت عثمانؓ کے قائم مقام ہونے کے مستحق ہین" (ابن اثیر و ابن خلدون)

علامہ مسعودیؒ نے اس واقعہ کو کسیقدر تغیر کے ساتھہ بیان کیا ہے وہ اس طرح کہتے
ہین کہ جب عمرو بن العاصؓ و ابو موسیٰؓ سے گفتگو ہوئی تو عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ کلام کی ابتدا
و انتہا ہوتی ہے اور جب کسی بڑے کام مین بحث شروع ہوتی ہے تو بسا اوقات زیادہ
گفتگو مین ابتدار کلام بھول جاتی ہے اسواسطے اسوقت مناسب معلوم ہوتا ہی کہ جو ہمارے
آپکے گفتگو ہو اوسکو قلمبند کرتے جائین تاکہ خوف نسیان سے ہماری تمام گفتگو از اول تا آخر
محفوظ رہی۔ ابو موسیٰؓ اسپر راضی ہوگئے۔ عمرو بن العاصؓ نے ایک کاتب بلاکر اپنے پاس بیٹھا لیا
اور اوسکو اس طرح فہمائش کی کہ جب ہم دونون ایک بات پر اتفاق کرکے تمکو لکھنے کی اجازت
دین اوسوقت اوسکو لکھہ لینا۔ ہم دونون مین سے اگر ایک شخص کچھہ کہے تو ہرگز اوسپر عمل
نہ کرنا یہی تاکید ابو موسیٰ نے بھی کر دی۔ پھر وہ کاتب کاغذ لیکر دونون کے پاس بیٹھہ گیا
اور شروع عنوان اس طرح لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ مضمون ہے جسپر فلان و فلان نے

فیصلہ کیا۔ بجائے فلان کے پہلے عمرؓ بن العاص کا نام لکھا۔ اسپر یہہ خفا ہو کر بولے۔ پہلے ابو موسیٰؓ کا نام لکھو۔ کیا تم انکا مرتبہ نہین جانتے۔ کاتب نے عبداللہؓ بن قیس (ابو موسیٰؓ) کے نام سے عنوان شروع کیا اور یہہ لکھا۔ عبداللہ بن قیسؓ اور عمرو بن العاصؓ گواہی دیتے ہین کہ بجز خدا کے کوئی معبود نہین۔ اوسکا کوئی شریک نہین۔ محمد صلعم اوسکے بندے اوسکے رسول ہین اونکو اللہ جل شانہ نے دین حق کے ساتھہ بھیجا تاکہ دین اسلام کو سب دینون پر غالب کرین۔ پہر عمرو بن العاصؓ بولے۔ ہم گواہ ہین کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ رسول خدا نے کتاب اور سنت پر عمل کیا اور تا حیات اونکا یہی معمول رہا۔ جو حق اونکے ذمہ تہا وہ ادا کر گئے پہر حضرت عمر فاروقؓ کی نسبت بہی ایسا ہی کچہہ بیان کیا۔ ابو موسیٰؓ نے اسکی تصدیق کی اور دونون کی اجازت سے کاتب نے لکہہ لیا۔ پہر عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ پہر جناب عثمانؓ باتفاق رائے اہل شوریٰ و رضامندی اصحابؓ کبار خلیفہ ہوے۔ وہ مسلمان مرد با ایمان تہے۔ اسپر ابو موسیٰؓ نے اعتراض کیا کہ ان باتونکے لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ عمروؓ نے کہا۔ مسلمان نہ تہے تو کیا کافر تہے۔ ابو موسیٰؓ بولے۔ اچہا یہہ بہی لکھو۔ پہر عمرو بن العاصؓ نے پوچہا۔ ظالم قتل ہوے یا مظلوم۔ جواب ملا۔ مظلوم شہید ہوے۔ پہر کہا۔ کیا خداوند تعالیٰ نے ولی مقتول کے واسطے طلب قصاص نہین رکہا ہے اور معاویہؓ سے زیادہ قریب اونکا والی و وارث طالب قصاص اور بہی کوئی ہے؟ ابو موسیٰؓ نے جواب دیا۔ ولی مقتول حقدار ہے اور معاویہؓ جناب عثمانؓ کے والی وارث۔ مدعی خون درحقیقت ہین۔ کاتب نے بعد اجازت دونون کے یہہ فقرہ "وہ مظلوم قتل ہوے۔ حضرت معاویہؓ اونکے وارث والی حقدار قصاص ہین" اور لکہہ لیا۔ عمروؓ نے کہا۔ اب معاویہؓ کو جائز ہے کہ قاتلین عثمانؓ کو ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر قتل کرین یا نہین۔ ابو موسیٰؓ نے اقرار کیا کہ بیشک اونکو جائز ہے۔ کاتب نے دونون کی

اجازت سے یہہ بہی لکہا ۔معاویہؓ خون عثمانؓ کی عوض اونکی قاتلین کو قتل کر سکتے ہین"۔ عمروؓ بولے
ہم گواہونسے ثابت کرسکتے ہین کہ علیؓ قاتل عثمانؓ ہین۔ ابوموسیٰؓ نے جواب دیا۔ اسلام مین
یہہ ایک حادثہ عظیم گذرا ہے اب اسمین قیل وقال جانے دو اور ایسی بات نکالو جو امت
مرحومہ کے حق مین مفید ہو اور اوسمین اصلاح پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ عمرو بن العاصؓ
نے پوچہا۔ وہ کیا ہی۔ ابوموسیٰؓ بولے ۔یہہ امر تمپر بہی مخفی نہین کہ اہل عراق حضرت معاویہؓ کے
مطیع نہین اور نہ اہل شام حضرت علیؓ کو مانتے ہین اس صورت مین مناسب ہے کہ ہم تم دونون
علیؓ و معاویہؓ کو معزول کرکے عبداللہ بن عمرؓ کو سب کا خلیفہ کردین۔ عمرو بن العاصؓ بولے
کیا عبداللہ بن عمرؓ اسکو منظور کرلینگے۔ ابوموسیٰؓ نے کہا۔ ہان ضرور بشرطیکہ اونپر زور ڈالا
جاے۔ عمرو بن العاصؓ نے بظاہر انکی تجویز پسند کی۔ پہر کہا۔ سعدؓ کیسے ہین۔ ابوموسیٰؓ نے
انکار کیا۔ عمرو بن العاصؓ نے اور بہی چند نام لئے مگر سب کے جواب مین ابوموسیٰؓ نے لا کہا اور
پسند نہ کیا۔ اونکی نظر مین بجز عبداللہ بن عمرؓ کے کوئی مستحق خلافت نہ تہا۔ اسکے بعد وہ پرچہ
جو لکہا گیا تہا عمرو بن العاصؓ نے لیکر اپنی اور ابوموسیٰؓ کی مہرین کین پہر تہ کرکے اپنے پاس
رکہہ لیا۔ اوسمین جسقدر مضمون اوپر لکہہ گیا ہی بس اوسیقدر رہتا یہہ مابعد کے فقرے درج
نہ ہوے تہے۔ اب عمرو بن العاصؓ نے ابوموسیٰؓ سے پوچہا۔ بہلا یہہ تو فرمایئے کہ اگر اہل عراق
عبداللہ بن عمرؓ کی خلافت پر راضی ہون اور اہل شام ناپسند کرین تو کیا اہل شام سے جہاد
کیا جاے۔ جواب ملا نہین۔ پوچہا اور اگر اہل شام انکو مانین اور اہل عراق برخلاف ہون
تو کیئے اونسے لڑیگا۔ جواب ملا نہین۔ کہا۔ اب آپکے نزدیک صلاح اسی مین ہی تو بہت
مناسب ہے مین بہی راضی ہون۔ چلئے سب کے سامنے خطبہ پڑہیئے اور حضرت علیؓ و معاویہؓ کو
معزول کرکے جسکو آپ خلیفہ کرنا چاہتے ہین اوسکا نام بہی ظاہر کردین تاکہ مجمع عام مین

اعلان ہوجاے۔ ابوموسیٰ رضؓ نے جواب دیا۔ پہلے تم بیان کردینا پہر مین اوسکی تصدیق کردونگا
عمروبن العاص رضؓ نے کہا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہی۔ آپ مجہہ سے سن وسال مین بڑے۔ فضل و
کمال مین ممتاز و باعزت۔ عام نظرونمین جو آپکی وقعت ہے، وہ مجھکو کہان نصیب۔ مجہہ سے
یہہ بے ادبی نہوگی علاوہ اسکے جب ہماری آپ کی ایک راے پر فیصلہ ہے تو جیسے میرا
کہنا ویسے ہی آپکا۔ الغرض ان باتونمین حضرت ابوموسیٰ رضؓ نے آگے دہوکا کہایا اورمجمع عام مین
جاکر پہلے خطبہ سُنایا اور یہہ الفاظ بیان کردیئے۔ ایھا النّاس۔ ہم نے بعد غور و تامل
بسیار مسلمانونکی امن و اصلاح قائم کرنے۔ کشت و خون سے محفوظ رکہنے کیلئے یہی بات
مناسب سمجہی کہ حضرات علیؓ و معاویہؓ دونون صاحب کو معزول کردیا اور ان دونون کو
سر پر خلافت سے اوتار دیا جس طرح یہہ عمامہ (سر سے عمامہ اوتار کر) مین نے اوتار لیا اور
ان دونون کی جگہہ عبداللہ بن عمرؓ کو خلیفہ کرتا ہون۔ یہہ کہکر اپنی جگہہ سے ہٹ گئے پہر
عمروبن العاصؓ نے اوسی جگہہ کہڑے ہوکر بعد حمد و ثنا کے کہا "اے لوگو۔ ابوموسیٰ عبداللہ
بن قیس رضؓ نے حضرت علیؓ کو معزول کیا اور اس امر خلافت سے اونکو الگ کردیا۔ ابوموسیٰ اونکے
حالات سے بخوبی واقف ہین اونہون نے ہی اونکو اسکے قابل نہین پایا۔ مین نے بہی اونکے ساتہ
علیؓ کو معزول کیا اور حضرت معاویہؓ کو بحال رکہا۔ وہ ہمارے اور تمہارے سب کے خلیفہ
ہین۔ سبکو اونکی اطاعت کرنا چاہیئے۔ ابوموسیٰ رضؓ نے اس خط مین (خط دکہلاکر) لکہہ دیا ہے
کہ عثمانؓ مقتول ہوے مظلوم شہید ہوے اور اونکے ولی کو اختیار ہے کہ طلب قصاص
مین قاتلین کی جستجو کرین اور اونسے بدلا لین۔ حضرت معاویہؓ خود صحابی ہین۔ اونکے باپ بہی
صحابی تہے۔ سب لوگ اونکی طرف راغب ہین۔ اب وہی ہمارے سب کے خلیفہ ہین۔ اونکی بیعت
اونکی اطاعت طلب خون عثمانؓ مین ہم سب پر واجب ہے۔"

دونون حکم اپنی اپنی کہکر الگ ہوی تہے کہ دونونپر ملامت کی بوچہار پڑنے لگی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رض نے کہا۔ اے ابوموسیٰ رض۔ عمرو بن العاص رض نے اپنے داؤنسے تمکو کسقدر سست کردیا۔ حضرت ابن عباس رض نے فرمایا۔ اے ابوموسیٰ رض۔ تم بیچارہ کا اسمین کوئی قصور نہین۔ گناہ ہے تو اوسیکا جسنے تمکو آگے کیا اور تم کو پہلے گفتگو کرنیکو یہان کہڑا کردیا۔ حضرت ابوموسیٰ رض نہایت منفعل تہے۔ معذرت کی کہ مین کیا کرون مجہہ سے عمرو بن العاص رض نے ایک امر پر اتفاق کیا لیکن پہر اوس سے بدعہدی کرکے پہر گئے۔ حضرت ابن عمر رض نے فرمایا۔ دیکہیے اب کیا انجام ہوتا ہے۔ خلافت تو ایسے دو شخصونکے ہاتہہ پڑگئی کہ ایک تو اونمین بے پرواہ ہے اور دوسرا ضعیف و کمزور ہے۔ لوگ اوسکی طرف کم رجوع ہوتے ہین۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رض نے کہا۔ آج سے پہلے اشعری رض مرگئے ہوتے تو بہتر ہوتا۔ حضرت ابوموسیٰ رض عمرو بن العاص سے مخاطب ہوکر کہہ بیٹہے۔ اے عمرو۔ خدا تمکو کبہی ہدایت نہ دے۔ تم مجہسے اقرار کرکے پہر گئے۔ وعدہ کرکے بدعہدی کی۔ کہا کچہہ اور کیا کچہہ۔ تمہاری مثال بعینہ کتّہ کی ہے اگر اوسپر بوجہہ لاد دو تو ہانپے اور اوٹہا لو تو بہی ہانپتا رہتا ہے۔ عمرو بن العاص رض نے کہا۔ تم بالکل اوس گدہے کے مشابہ ہو جسپر کتابین لدی ہون۔ یہہ کہکر ابوموسیٰ رض کے ایک لات ماری۔ شریح بن ہانی یہہ زیادتی دیکہکر ضبط نہ کرسکے عمرو بن العاص پر کوڑا اپہٹکارا۔ عمرو بن العاص کا لڑکا جہپٹا شریح کو کوڑا مارا۔ لوگ بیچ مین پڑگئے اور دونونکو روک لیا۔ معاملہ رفع دفع ہوگیا۔ اسکے بعد شریح کہا کرتے تہے۔ عمرو بن العاص کو کوڑا مارکر مجہکو سخت ندامت ہوئی کہ کسی فعل پر ایسا پشیمان نہ ہوا تہا اور اتنک افسوس ہے کہ بجاے کوڑے کے اونپر تلوار چلائی ہوتی اور ایک ہاتہہ مین خاتمہ کردیا ہوتا۔ اس فیصلہ کے ہوتے ہی حضرت ابوموسیٰ رض مجلس حکم سے نکلے۔ سیدہے مکہ معظمہ چلے گئے اور کبہی کوفہ نہ آے حالانکہ انکے اہل وعیال۔ زمین وجائداد سب کوفہ مین تہی انہون نے

قسم کہائی کہ تازیست جناب علیؓ کو اپنا منہ نہ دکہاؤنگا۔ حضرت ابن عمرؓ و سعد بن ابی وقاصؓ بیت المقدس کو چلے گئے۔ (ابن اثیر و مسعودی)

امیر معاویہؓ نے عرصہ کے بعد شام سے حضرت ابوموسیٰؓ کے نام یہہ خط لکہا "سلام علیک اما بعد۔ اگر نیت خطا کو دفع کر دیتی تو مجتہد ضرور خطاء اجتہادی سے محفوظ رہتا مگر حق اوسیکا حصہ ہوتا ہے جو طالب حق ہو اور خطا سے بچے۔ جو حق سے چوک گیا اور خطا کی وہ محروم رہا۔ اور جبکہ دونوں حکم نے حضرت علیؓ کی معزولی پر فیصلہ کر دیا تو اب علیؓ کو گنجائش انکار نہیں رہی۔ نہ کسی طرح حکمین کے معاملہ میں اونکو اختیار و قدرت حاصل ہے باتفاق جملہ اشخاص تم منتخب ہوی اور علیؓ کے خلاف تمکو ہی سب نے پسند کیا اب سب لوگ جسطرح جناب علیؓ سے ناراض ہیں تم بہی اون سے ناراض ہو کر میرے پاس شام میں چلے آؤ۔ مین تمہاری حق میں علیؓ سے بہتر اور مفید ثابت ہونگا" اسکا جواب ابوموسیٰؓ نے یہہ دیا "سلام علیک۔ اما بعد جس طرح عمرو بن العاصؓ تمہاری جانب سے حکم ہوے اسی طرح میں بہی جناب علیؓ کی جانب سے حکم ہوا تہا البتہ فرق اسقدر رہی کہ مین نے خدا کی رضامندی چاہی تہی اور عمرو بن العاصؓ تمہاری خوشی کے خواہان تہے میرے اور عمروؓ کے درمیان شرطین ٹہیر گئی تہین اور باہم مشورہ ہو گیا تہا مگر وہ اون شروط سے پہر گئے اور خلاف حق فیصلہ کیا لہذا مین نے بہی اپنے قول و فیصلہ سے رجوع کیا۔ باقی رہا تمہارا یہہ قول کہ حکمین کا فیصلہ واجب العمل ہے اور جسپر وہ حکم لگا دین مجبورًا اوسکو ماننا ہوگا تو یہہ بات بکری۔ اونٹ۔ دینار۔ درم مین ہے لیکن امت مرحومہ کا کام ایسا ذلیل نہین ہے کہ جبرًا خلاف حق جو چاہو کر ڈالو۔ کسی کے عاجز ہونے سے حق زائل نہین ہوتا اور نہ کسی بدکار عیار کے مکر و فریب سے حق کا کوئی نقصان ہوتا ہے تم جو مجھکو اپنے پاس بلاتے ہو اوسکا جواب یہ ہے کہ مجھکو حرم ابراہیمؑ چھوڑ کر دوسری جگہہ مرغوب نہین

اس خط وکتابت کی اطلاع جناب امیر المومنین علیؑ کو ہوئی تو آپنے بہی ابوموسیؓ کے نام اس مضمون کا خط لکہا۔ "سلام علیک۔ اما بعد۔ تم ایک شخص ہو جسکو اوسکی ہواے نفس نے مظلوم بنا دیا۔ فریب دہوکے مین آگیا ہو۔ بزعم تمہارے بیت اللہ کا قیام اور ہمیشہ وہان رہنا بغرض حج سکونت پذیر ہونا اور نہ اس خیال سے کہ مکہ معظمہ کو وطن بنالو (بلکہ محض میری طرف سے کشیدہ خاطر ہوکر مکہ کا رہنا اختیار کیا ہے) تمہاری نظر مین مستحسن ہی یہہ فقط تمہارا ہی گمان ہی۔ تم میرے پاس چلے آو۔ اللہ تعالی گناہ معاف کردیتا ہے اور بہول چوک سے درگذر فرماتا ہے اوسکی طرف رجوع کرنیوالے بندے اوسکے نزدیک محبوب ہین"۔

حضرت ابوموسیؓ نے جواب دیا "سلام علیک۔ اگر مجہکو یہہ خوف نہ ہوتا کہ میرے جواب نہ دینے سے آپکو میرا گناہ اور بہی بڑا معلوم ہوگا تو مین ہرگز جواب نہ لکہتا کیونکہ میری خطا کا آپکے نزدیک میرے مفید کوئی عذر باقی نہین اور نہ اسقدر قوت ہے کہ آپکے غضب سے اپنی حفاظت کرسکون۔ بیت اللہ کی ملازمت اسوجہ سے اختیار کی کہ مین ایسی قوم مین آملا جو بہ نسبت آپکے میرا گناہ جسکو آپ بڑا سمجہے ہین کم سمجہتے ہین اور میرا حق بڑا مانتے ہین اور آپکی جانب سے مجہکو امید نصرت باقی نہ رہی"۔ (عقد الفرید)

اہل شام نے ابوموسیٰ کو تلاش کیا مگر یہہ تو مکہ معظمہ روانہ ہوچکے تہے۔ عمرو بن العاصؓ اپنے ہمراہیون کے ساتہہ حضرت معاویہ کے پاس واپس گئے۔ خلافت کا سلام کیا اور کل ماجرا زبانی عرض کیا۔ حضرت ابن عباسؓ مع شریح و دیگر اہل عراق کوفہ واپس ہوے اور جناب علیؑ کی خدمت مین کل واقعہ از ابتدا تا انتہا بیان کیا۔ جناب امیر المومنین نماز فجر مین یہہ بد دعا کرتے تہے۔ اللہم العن معاویۃ وعمروا وابا الاعور وحبیبا وعبد الرحمن بن خالد وضحاک بن قیس والولید۔ حضرت معاویہؓ کو یہہ خبر ہوئی تو

وہ بھی حضرت علیؓ۔ ابن عباسؓ۔ حسنؓ حسینؓ۔ اشتر پر لعنت کرتے تھے۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

بعض کہتے ہین کہ حضرت معاویہؓ نے بعد پہونچنے عمرو بن العاصؓ وغیرہ کے ایک روز لوگونکو جمع کرکے کہا جس کسیکو خلافت کے بارہ مین کچھ کلام ہو وہ مجھسے ظاہر کری۔ ابن عمرؓ فرماتے ہین کہ مین بھی اوس جلسہ مین تھا میرے دل مین آیا کہ کہدون "اس خلافت مین وہ لوگ کلام کرتے ہین جو تمسے اور تمہارے باپ سے اسلام کی بابت لڑے ہین اور کسیوقت تمپر جہاد کیا ہے"۔ مگر پھر مین نے خوف کیا کہ ایک بات کہنی سے جماعت مین تفریق پیدا ہو جاوے اور عجب نہین کہ خونریزی ہو۔ جب مین اوس جلسہ سے گہر آیا حبیب بن مسلمہ آی اور مجھسے کہا۔ تم معاویہؓ کی بات سنکر کیون خاموش رہے مین نے کہا۔ میرا قصد تو تھا کہ کچھ بولون مگر بخوف شر وفساد خاموش رہا حبیب نے کہا۔ خوب کیا اور آفت سے بچے۔ ایسے وقت ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا۔

مؤلف۔ جناب امیر المومنین کی نسبت یہ روایت کہ آپ حضرت معاویہؓ اور اون کے ہمراہیون پر لعنت کرتے تھے بعید از قیاس ہے مسلمان پر لعنت کرنا کسی طرح درست نہین۔ یہانتک کہ علماء دین یزید کی شان تک مین توقف کرتے ہین باوجودیکہ یزید کے فسق اور ظلم مین کسیکو کلام نہین۔ یہہ شیوہ تبرائیونکا ہے اہل سنت وجماعت کے نزدیک تو اہل قبلہ پر لعنت اور اونکو سب وشتم کرنا کسی طرح درست نہین۔ نہ صحابہ کرام مین یہ دستور تھا۔ دیکھئے اصحاب جمل کے حق مین امیر المومنین نے کسیکو برا تک نہین کہا بلکہ جناب ام المومنین عائشہؓ کی نسبت کلمات خلاف شان اونکے لوگونکو کہتے ہوے جب معلوم کیا تو اونکو سزا دی۔ اصحاب جمل کی نسبت لوگون نے آپ سے سوال ہی کیا کہ یہہ لوگ کیسے ہین۔ آپنے یہی فرمایا کہ ہمارے بھائی مسلمان ہین ہم سے باغی ہو گئے۔ صرف اسیقدر

فرمایا نہ کہ اونکو کافر سمجھا ہو اور اونپر لعن وطعن کی ہو۔ عمار بن یاسرؓ سے اہل شام کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا۔ یہ نہ کہو کہ وہ کافر ہین لیکن یہہ کہو کہ باغی ظالم ہین۔ بھلا جب ان بزرگونسے اس قسم کے الفاظ بروایات کثیرہ معتبرہ منقول ہون اور پھر اونکے روزمرہ کے عادات ومعاملات یا برتاؤ پر نظر کیجاوے تو کس طرح وہم ہو سکتا ہے کہ آپنے حضرت معاویہؓ پر لعن وطعن کیا ہوگا بلکہ یہہ روایت بمقابلہ صحابہ کرام کے برتاؤ کے شاذ وغیر قابل اعتبار ہے اور یون کہنا چاہیئے کہ کسی ذات شریف خارجی یا اونکے مثل دوسرے مذہب والے کی زیادتی اور حاشیہ ہی۔ اب دوسری طرح عرض کرتا ہون۔ گالی گلوج۔ کوسنا پیٹنا مردونکا کام نہین۔ زنانہ مزاج۔ بزدل۔ یا عورتین گھر مین بیٹھی کوسا کرتی ہین اور جب اونسے کچھہ بن نہین پڑتا تو اپنے دشمن کے حق مین گودی پھیلا پھیلا کر بددعا کرتی ہین۔ جناب شاہ مردان شیر یزدانؓ عورتونکی طرح پست ہمت کچے دل کے نہ تھے کہ اپنے گھر بیٹھے بیٹھے حضرت معاویہؓ اور اونکی اتباع کو کوسا کرتے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ بیشک یہ روایت بالکل غلط ہی بلکہ جناب علیؓ سے اسکے خلاف منقول ہے۔

طبرانیؒ نے بسند معتبر روایت کیا ہے کہ جناب علیؓ نے فرمایا۔ ہماری طرف کے اور معاویہؓ کی طرف کے مقتولین دونون جنت مین ہین (تطہیر الجنان از علامہ احمد بن حجر ہیتمیؒ مطبوعہ مصر)

علاوہ ازین صحابہ کرامؓ کے باہمی محاربات ومنازعات مین ہمارا عمل ان تاریخی کتابونپر نہین ہم اس باب مین علماء کرام کے اقوال دیکھتے ہین جن حضرات نے نہایت تحقیق و تدقیق سے غلط کو صحیح سے ضعیف کو قوی سے علیحدہ اور ممتاز فرمایا اور ہمکو مسلک قویم اور صراط مستقیم کی جانب ہدایت کی۔ شرح عقائد نسفی مین ہے کہ حضرت معاویہؓ اور اونکے اتباع پر جواز لعن سلف مجتہدین اور علماء صالحین سے منقول نہین اسواسطے

کہ غایت الامر حضرت معاویہؓ اور اونکی جماعت کی نسبت اگر ثابت ہے، تو ظلم و زیادتی۔ اپنے امام پر خروج کرنا مگر یہہ ظلم و خروج اونکو مستحق لعن نہین کرتا۔ اسی مقام مین حاشیہ پر ہے کہ لعنت نہ جائز ہونے کی یہہ وجہ بھی ہے کہ جناب امیر المومنین علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کرلی اگر معاویہؓ قابل لعنت ہوتے تو آپ اونسے ہرگز صلح نہ کرتے۔ تمہید۔ اگرچہ یہ صلح بطیب خاطر نہ تھی مگر احکام صلح اوسپر مرتب ہوے۔

متن عقائد نسفی مین ہے۔ صحابہ کرام کو خیر و نیکی کے ساتھہ یاد کرنا چاہیئے۔ اسکی شرح مین علامہ تفتازانیؒ لکھتے ہین۔ کیونکہ صحابہ کبارؓ کے فضائل مین صحیح احادیث وارد ہین اور اونکے طعن سے سخت ممانعت آئی ہے وہ احادیث یہ ہین "میرے یارونکو گالی نہ دو بُرا نہ کہو اگر تم خدا کی راہ مین کوہ احد کے برابر سونا خیرات کر دوگے تاہم اونکے ایک مُد بلکہ نصف مُد کے برابر بھی ثواب نہ پاؤگے میرے یارونکی عزت و حرمت کرو کیونکہ وہ لوگ تم سے افضل اور تم سے بہتر ہین۔ اللہ سے ڈرو۔ میرے یارون کے حق مین زبان کو روکو۔ خبردار۔ اونکو نشانہ تیر ملامت نہ بناؤ۔ جس نے اونکو دوست رکھا اوسنے میری دوستی کی وجہ سے اونکو دوست رکھا اور جسنے اونسے عداوت کی بغض رکھا تو اوسنے مجھسے عداوت کرکے اون سے عداوت کی۔ جسنے اونکو ایذا دی مجھکو ایذا دی اور جس نے مجھکو ایذا دی اوسنے خدا کو ستایا اور خدا کا ستانا تو اوپر ہی اوپر نہ جائیگا وہ چاہیگا تو اوسکو دنیا ہی مین پکڑ لیگا"

شرح فقہ اکبر مین ہے۔ صحابہ کرام سے اگر کوئی امر بصورت شر ظاہر ہو تاہم اونکو برا کہنا نہ چاہیئے کیونکہ وہ صاحب اجتہاد تھے اگر اجتہاد سے کوئی کام کیا اور غلطی ہوئی تو معذور اور ماجور ہین۔ اگر احیاناً کسی سے بہ تقاضای بشریت کوئی خطا صادر ہوئی تو اصرار نہ کیا اوسپر قائم نہ رہے بلکہ فوراً ترک کرکے نیک کام مین مصروف ہوے۔ صحیح حدیث موجود ہے بہتر

زمانوں والے وہ لوگ ہین جو میرے زمانہ مین ہین۔ اسیواسطے جمہور علماء اہل سنت کا
اتفاق ہی کہ تمام صحابہ کبار عدل تہے قبل فتنہ جناب عثمانؓ و جناب علی مرتضیؓ جسطرح عدل تہے
ویساہی بعد کو ہے۔ ابن دقیق العید کا قول ہے۔ ان حضرات مین جو تنازع و اختلاف و خصومات
واقع ہوی ہین بعضے غلط مشہور ہوگئے ہین اور جو اونمین صحیح طور سے منقول ہین اونکی تاویلات
نیک ہین قطع نظر اسکے آیات قرآنی واحادیث نبوی سے انکے مناقب علی وجہ الیقین ثابت
ہین اور انکی نسبت جو اخبار و روایات ہین وہ اوس درجہ کی کہان ہوسکتی ہین۔ اونکی
بزرگی و فضیلت یقینی۔ انکی نسبت واقعات کی خبرین محتمل کذب یا موہوم مشکوک فیہ ہین
لہذا یہ اخبار و آثار آیات و احادیث کے معارض نہین ہوسکتے۔ امام شافعیؒ کا قول ہے۔ یہ
وہ خون ہین جن سے خداوند تعالی نے ہمارے ہاتہہ پاک رکہے۔ پس ہمکو اپنی زبانین انکی
بدگوئی اور برائی سے پاک رکہنا چاہیئے۔ امام احمد حنبلؒ سے جناب عائشہ صدیقہؓ و جناب
علیؓ کی نسبت کسی نے سوال کیا۔ آپنے فرمایا۔ یہہ وہ بزرگ تہے کہ گذر گئے۔ جو انہون نے
کمایا وہ انکے واسطے ہی اور جو تم کمائی کروگے وہ تم پاؤگے اور تم انکے اعمال سے سوال
نہ کئے جاؤگے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہین۔ اگر جناب علیؓ نہ ہوتے تو خوارج کا حکم نہ معلوم
ہوتا۔ احیاء العلوم مین ہے۔ کسی پر لعنت کرنے مین اندیشہ و خوف گناہ ہی اور سکوت کرنا
یہانتک کہ ابلیس تک سے زبان روکنا اس مین کوئی اندیشہ نہین۔ جبکہ سکوت کرنا افضل
ہیرا تو امر مشتبہ اور خوفناک مین پڑنا عقل کے خلاف ہے۔

اب یہ شبہ ہوتا ہے کہ بعض احادیث سے آنحضرت صلعم کا لعنت کرنا جیسے حکم اور اونکی
اولاد کی نسبت لعن کرنا منقول ہی اسکے علاوہ اور جگہہ بہی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ بعض
جانورونکی نسبت بہی اس طرح آگیا ہے چنانچہ ہم بہی حصہ اول مین کسی جگہہ لکہہ آئے ہین۔

اوسکا جواب علماء دین نے اس طرح دیا ہے کہ خود آنحضرت صلعم سے منقول ہی کہ جو شخص آپکی امت مین سے مستحق لعنت نہین ہی اور اوسکے حقمین زبان مبارک سے لعنت کا لفظ نکل گیا ہے وہ اوسکے واسطے باعث رحمت و مغفرت ہے۔ بعض احادیث مین یہہ الفاظ آے ہین "اے علیؓ تم میرے بعد ناقضین عہد۔ ظالمین۔ تارکین دین سے لڑوگے"۔ اصحاب جمل و اصحاب صفین کو اسکا مصداق بنانا درست نہین ہی۔ کیونکہ یہہ مجموعہ اوصاف کا ماصدق علیہ فرقہ خوارج ہے۔ اصحاب جمل و صفین نہین ہوسکتے۔ یہی مذہب اہل سنت وجماعت وطریق سواد اعظم ہے اور حق بات واجب الاتباع ہے خلاصہ یہہ کہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ یا دیگر امہات مومنینؓ یا صحابہ کرام کو بُرا کہنا لاشک کفر ہے اور اوسکے ماسوا اور باتونپر جیسا جنگ جمل و صفین وغیرہ کے متعلق سب و شتم کرنا بدعت۔ فسق۔ گمراہی اور اسکا قائل مستحق تعزیر ہے۔

صواعق محرقہ مین ہے۔ ہر مرد مسلمان پر واجب ہے کہ صحابہ کرام کی نسبت کوئی بات اونکی شان و مرتبے کے خلاف کسی کتاب مین دیکھے یا کسی سے سنے تو بمجرد رویت و سماع کچھہ حکم نیک و بد اوسپر نہ لگاوے بلکہ تحقیق کرے پہر اگر تحقیق سے ثابت ہو تو اوسکی نیک تاویل کرے اور اون بزرگو نکی نسبت گمان نیک رکہے۔ اوسکے بعد امیر المومنین علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی نسبت یہہ لکھا ہے۔ ان بزرگون مین جو لڑائیان واقع ہوئین اہل سنت کا اعتقاد اس باب مین یہہ ہی کہ جناب معاویہؓ نے جناب امیر المومنین سے مقدمہ خلافت مین جنگ نہین کی حضرت معاویہؓ ہر طرح آپکو مستحق خلافت جانتے تھے کیونکہ آپ کی خلافت اجماعی ہی بلکہ وجہ منازعت و مخالفت یہہ ہوئی کہ حضرت معاویہ اور ان کے توابع آپ سے قاتلین جناب عثمانؓ کو طلب کرتے تھے اور آپنے اس سے انکار کیا پس

حضرات صحابہ کرام۔ ازواج مطہرات کی شان مین منسوب کرتے تھے اور اپنے عقائد فاسد کے مطابق پاکر خود بھی ان الفاظ سے اپنا منہ گندہ کیا کرتے تھے۔ اگر کوئی انکو روکتا تو جواب دیتے واہ جی۔ تم کیا جانو۔ صحابہ ہی مراد ہین مصلحت وقت سے جناب مرتضوی نے اونکا نام نہین رکھا۔ انکے اسلاف مین اس قسم کے امور شائع ہوے۔ پھر انکے خلف اپنے بزرگونکے قدم بقدم چلے اور آج تک اس قسم کی روایات غلط مشہور ہوتی چلی آئین (تحفہ اثنا عشریہ) کتب تواریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب علیؑ اپنے عہد مین اس فریق کی غلطی پر واقف ہوے اور انکو بارہا متنبہ فرمایا۔ علی ہذا القیاس جو آپکو حضرات شیخینؓ پر فضیلت دیتے تھے اونکو بھی آپ سخت ممانعت کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح جناب امیر المومنین علیؑ کے خطبون اور خطون مین جو اس قسم کے الفاظ کتب تواریخ مین منقول ہین بیشک اونکی نسبت بھی کہہ سکتے ہین کہ اہل تعصب کی آمیزش سے وہ خطبے اور خط خالی نہین ہین۔

اب ہم اصل قصہ کی طرف رجوع کرتے ہین جب حکمین فیصلہ کرکے اپنی اپنی جگہہ واپس گئے۔ اہل کوفہ کوفہ واپس آے اور اہل شام شام کو چلے گئے تو اس فیصلہ کے بابت اہل کوفہ نے گفتگو کی۔ خوارج تو پہلے ہی سے برخلاف تھے عام لوگونمین بھی جا بجا چرچا ہوتا تھا۔ بعض اصحاب جناب امیر المومنین علیؑ آپکی خدمت مین آے اور عرض کیا۔ فیصلہ کی نسبت لوگونکے خیالات مختلف ہین اگر امیر المومنین عام مسلمانونکو کچھ فہمائش کردین تو کیا عجب ہے کہ شور وشغب موقوف ہو۔ چند مرتبہ اسی قسم کی راے آپکو دی گئی ایک روز امیر المومنین منبر پر تشریف فرماتے تھے آپنے جناب امام حسنؑ کو ارشاد فرمایا۔ اے حسن۔ تم حاضرین کے سامنے ابو موسیٰؓ وعمرو بن العاصؓ کی نسبت کچھ ظاہر کردو۔

حضرت امام حسنؓ اپنے والد بزرگوار کا حکم پاکر کھڑے ہوے اور فرمایا۔ ایہا الناس۔
آپ لوگ ان دونون حکمون کے بارہ مین بہت کچھ بحث کررہے ہین۔ دراصل ہم نے
ابوموسیٰ وعمرو بن العاصؓ کا حکم ہونا اس شرط پر منظور کیا تہا کہ کتاب اللہ وسنت
نبوی کے مطابق فیصلہ کرینگے مگر افسوس۔ ان دونون نے اپنی راے وعقل وخواہش
نفس کو کتاب اللہ پر مقدم رکہا اور جو ایسا کرتا ہے درحقیقت وہ حکم نہین اور نہ اوسکا
فیصلہ قابل عمل ہے بلکہ وہ خود محکوم علیہ ہے۔ ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس نے سراسر خطا
کی۔ اونہون نے عبداللہ بن عمرؓ کے خلیفہ تجویز کرنے مین تین غلطیان کین۔ اولاً حضرت
عمر فاروقؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اہل خلافت نہ سمجہا اور نہ اونکو اہل شورے مین داخل
کیا۔ ابوموسیٰؓ نے اونکے خلاف کیا۔ ثانیاً۔ ابوموسیٰؓ نے عبداللہ بن عمرؓ سے راے
نہین لی اور نہ اونسے پوچہا کہ تم کو خلافت دی جاے۔ ثالثاً۔ یہہ راے صرف
ابوموسیٰ کی ہے۔ مہاجرین والانصار مین سے جنکی رای سے خلافت وامارت منعقد ہوتی
ہے ایک بہی اسپر راضی نہین۔ قدیم زمانہ سے خلافت کا دارومدار انہین کی ذات پر اور
انکا حکم عامہ مسلمین پر جاری اور نافذ ہے۔ اب رہا حکومت کا مقدمہ یعنی حکم بنانا۔ اسکے
جواز مین شک نہین۔ آنحضرتؐ نے حضرت سعد بن معاذؓ کو بنی قریظہ کے معاملہ مین حکم
کیا اور اونہون نے موافق رضاء الٰہی کے فیصلہ کیا کیونکہ اگر اونکا حکم جائز نہوتا تو
آنحضرتؐ اونکے فیصلہ پر راضی نہ ہوتے۔" امام حسنؓ یہہ فرما کر بیٹھ گئے۔ جناب عبداللہ بن
عباسؓ حسب اجازت امیرالمومنین کھڑے ہوے اور حمد وثنا کے بعد فرمایا۔ ایہا الناس
حق کام کے اہل اور اوسکے مستحق اشخاص وہ ہین جنکو توفیق ہوتی ہے اور حق کو پہونچتے
ہین اور لوگ مختلف طبیعت کے ہین بعضے حق بات سے خوش وراضی ہوتے ہین اور بعضے

ناخوش۔ دیکھو عبداللہ بن قیسؓ باوجود ہدایت کے گمراہ ہوگئے اور عمرو بن العاصؓ نے باوجود گمراہ ہونے اور فسادنیت کی ہدایت پائی۔ جب دونون ملے ابوموسیٰ عبداللہ بن قیسؓ راہ سے پھر گئے اور عمرو بن العاصؓ اپنی گمراہی پر قائم رہے۔ اگر دونون فیصلہ حق کرتے تو یہہ انجام ہوتا کہ ابوموسیٰ حضرت علیؓ کے پیچھے ہوتے اور عمرو بن العاصؓ جناب معاویہؓ کے پیچھے۔ اب دیکھو کیا انجام ہوتا ہے" انکے بعد حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے حسب حکم جناب امیرالمومنینؓ یہہ بیان کیا۔ "خلافت کے مقدمہ مین جناب امیرالمومنین علیؓ کی نسبت نظر کرنا اور آپکی لیاقت واہلیت پر خیال رکھنا لازم اور آپکی تجویز وتشخیص سے حکم بنانا مناسب تھا مگر تمنے ابوموسیٰؓ کو نیک آدمی صوفیانہ وضع مین دیکھکر اپنی راے سے حکم کیا اور ہم اونکے دوسرے کو اسکا اہل نہ پایا۔ خدا کی قسم۔ ہمکو اونکی ذات سے کوئی نفع نہ ہوا اور نہ آیندہ اونکے فیصلہ سے بھلائی اور خیر کی امید ہے۔ نہ ہم اونکو حکم ہونے سے پہلے اس کام کا اہل سمجھتے تھے مگر تمہارے اصرار سے مجبور ہوے۔ ان حکمون نے اہل عراق کا کوئی نقصان نہین کیا۔ نہ کچھہ اہل شام کے حق مین اصلاح کی۔ نہ جناب امیرالمومنینؓ کا حق تلف کیا نہ حضرت معاویہؓ کو دعوے باطل سے پھیرا حق بات تو کسیکے مٹانے سے نہین مٹ سکتی۔ نہ کوئی منتر جنتر حق کو مغلوب کرکے کہو سکتا ہے اور نہ کسی شیطانی حیلہ سے حق کا کوئی نقصان ہوتا ہے۔ ہم جیسے کل تھے ویسے ہی آج ہین۔ اس ناحق فیصلہ سے ہمارا حق اور استحقاق خلافت کچھہ زائل نہین ہوا" (عقد الفرید)

مروج الذہب مین حضرت عمرو بن العاصؓ کی واپسی شام مین اس طرح لکھی ہی کہ جب عمرو بن العاصؓ شام مین داخل ہوے سیدہے اپنے گھر چلے گئے اور حضرت معاویہؓ سے نہین ملے۔ حضرت معاویہؓ نے انکو بلایا تو اوسکا یہہ جواب دیا۔ اگر مجھکو کچھہ کام ہوتا

تومین آپکی خدمت مین حاضر ہوتا اب مجھکو آپ سے نہ کوئی غرض ہی نہ مطلب پھر مین کیون دوڑتا ہوا آپکے پاس پہونچون ۔ حضرت معاویہؓ اس جواب پر کھٹکے اور سمجھے کہ عمرو بن العاصؓ ہم سے بھی فرنٹ ہین ۔ اب کچھہ تدبیر و حیلہ سے کام نکالنا چاہیئے ۔ آخر سوچ سمجھکر حکم دیا کہ نفیس و لطیف ۔ انواع و اقسام کے کھانے تیار رہون ۔ پھر اپنے مصاحبین و خدمتگارونکو بلا کر کہا مین کل صبح عمرو بن العاصؓ کے گھر جاؤنگا ۔ تم سب بھی میرے ساتھہ چلنا ۔ جب کھانے کا وقت ہوا اور مین عمرو بن العاصؓ کے غلام کو بلاؤن تو پہلے اونکے خادمونسے ایک ایک شخص آویگا اور جب وہ کھانے سے فارغ ہوکر اوٹھتا جاے تم لوگومین سے ایک ایک کھانا کھائین اور اوسی جگہہ بعد فراغت طعام بیٹھے رہین اور اونکے غلام و خدمتگار نکل جائین جب اونکی طرف کا ایک آدمی بھی نہ رہے فورًا دروازے مکانکے بند کرلینا اور بلا حکم میرے کسیکو نہ آنے دینا ۔ دوسرے دن انکی صلاح کے موافق کارروائی ہوئی اور حضرت معاویہؓ تنہا عمرو بن العاصؓ کے مکان پر تشریف لیگئے ۔ عمرو بن العاصؓ نے انکی تعظیم نہ کی نہ اپنے فرش سے اوٹھے بلکہ جس طرح بیٹھے تھے ویسے ہی بیٹھے رہے ۔ نہ انکو بلایا اور نہ اپنے برابر بٹھایا حضرت معاویہؓ فرش سے علحدہ زمین پر بیٹھہ گئے اور انسے باتین کرنے لگے دیر تک ادہر اودہر کی باتین ہوتی رہین ۔ عمرو بن العاصؓ دل مین سمجھے ہوے تھے کہ خلافت تو میرے ہاتھہ مین ہے جسکو چاہون خلیفہ بناؤن اسلیے کہنے لگے ۔ دیکھیے ۔ میرے پاس آپ وثیقہ و عہد نامہ ہی اسپر میری اور ابو موسیٰؓ کی مہر ہے ۔ اہل شام مجھسے قول و قرار کرچکے ہین کہ مین جسکو چاہون خلیفہ کرون اس کاغذ مین ابو موسیٰؓ نے یہہ بھی لکھدیا ہی کہ حضرت عثمانؓ مظلوم شہید کیے گئے اور حضرت علیؓ کو خلافت سے معزول کردیا ۔ ابو موسیٰؓ نے چند لوگون کو خلافت کے واسطے نامزد کیا مگر مین نے کسیکو منظور نہین کیا ۔ غرضکہ اب خلافت کی کنجی

میرے ہاتھہ مین ہے" حضرت معاویہؓ اونسے باتونمین مصروف ہوے اور ہر طرح اونکی دلجوئی مین ہنسی ومذاق کی باتین کرنے لگے مگر اپنی جانب اونکا رخ بالکل نہ پایا۔ آخر کار جو حیلہ سوچا تھا اوسی پر چلے۔ باتین کرتے کرتے دفعتہً کہنے لگے۔ بھائی کچھہ کھانے کو ہو تو لاؤ بھوک معلوم ہوتی ہے۔ عمرو بن العاصؓ نے منہ خشک کر کے سوکھا سا جواب دیا۔ صاحب۔ کھانا یہان کہان۔ بخدا اسوقت تو کوئی چیز ایسی حاضر نہین کہ آپکے سامنے لاؤن حضرت معاویہؓ نے خادم کو پکار کر کہا۔ کھانا لاؤ۔ خادم تو پس پشت مکان کے منتظر حکم تھے فوراً حاضر ہوے اور دستر خوان دونون صاحبونکے سامنے بچھا کر اقسام طعام کے مکلف ظروف قرینہ سے چن دیئے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ اپنے گھر والون اور خدام کو بھی بلا لو۔ عمرو بن العاصؓ نے اپنے لوگونکو بلا لیا اور حضرت معاویہؓ سے کہا کہ آپ بھی اپنے اصحاب وخدام کو کھانے کے واسطے بلا لیئن۔ انہون نے جواب دیا۔ وہ بھی کھا لینگے جلدی کیا ہے۔ پہلے یہہ لوگ تو کھا لین۔ القصہ کھانا شروع کر دیا۔ عمرو بن العاصؓ کی طرف سے جو آدمی کھانے سے فارغ ہو کر اوٹھہ جاتا اوسکی جگہہ حضرت معاویہؓ کے ہمراہیونسے ایک شخص بیٹھہ جاتا۔ رفتہ رفتہ عمرو بن العاصؓ کے آدمی سب چلے گئے اور حضرت معاویہؓ کے اصحاب واحباب باقی رہگئے جس شخص کو دروازہ بند کرنیکا حکم تھا وہ موقع کا منتظر تھا جھٹ پٹ سب دروازے مکان کے بند کر دیئے۔ اب اسوقت اس مکان مین عمرو بن العاص تنہا تھے۔ عمرو بن العاصؓ یہہ چال سمجھہ گئے۔ بولے۔ یہ آپکی چالاکی ہے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ "بس اب دو باتونمین تمکو اختیار ہے۔ میری بیعت کر لو یا اپنی جان سے دست بردار ہو۔ تیسری کوئی صورت نہین"۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ "مین اپنے غلام وردان کو بلا سکتا ہون"۔ جواب پایا۔ "ہرگز نہین۔ تم اوسکی صورت نہین دیکھہ سکتے اور نہ اسوقت وہ تم کو دیکھہ سکتا ہے۔ وہ اگر تمکو دیکھیگا بھی تو مقتول۔ بیجان۔ یا میرا مطیع

وقبول کنندۂ بیعت"۔ عمروبن العاصؓ نے کہا "اچھا مجھکو منظور ہی مین آپ کی بیعت کرتا ہون مگر بشرطیکہ حکومت مصر میرے نام کردیجئے"۔ جواب ملا "ہان یہہ منظور ہے تاحین حیات اپنے تم وہانکے والی حاکم بنے رہوگے"۔ اس بات پر دونون طرف سے عہد وپیمان پختہ ہوگیا حضرت معاویہؓ نے عمائد واکابر اہل شام کو طلب فرمایا۔ (مطیعان عمروبن العاص مین سے کسیکو اجازت نہ تھی) اونکے روبرو عمروبن العاصؓ نے اقرار کیا اور یہ کہا کہ مینے حضرت معاویہ سے بڑہکر کسیکو خلافت کا مستحق نہ پایا۔ لہذا مین انکی بیعت کرتا ہون۔ انکے بعد معززین اہل شام جو بلائے گئے تھے اونہون نے بھی حضرت معاویہؓ کی بیعت کرلی۔ اس طرح حضرت معاویہؓ خلیفہ ہوکر اپنے گھر واپس آئے۔

اودہر کوفہ مین جناب امیرالمومنین علیؓ کو حکمین کا فیصلہ معلوم ہوا تو لوگونکے مجمع مین فرمایا۔ مین پہلے ہی سے اس حکومت وفیصلہ پر راضی نہ تھا بالخصوص ابوموسیؓ کو حکم بنانیکی تو بالکل خوشی نہ تھی مگر تم لوگون نے اصرار کیا اور میرا کہنا نہ مانا۔ اب دیکھہ لیا کہ کیا نتیجہ ہوا مین خوب جانتا ہون کہ کس نے تمکو میری مخالفت اور میرے حکم کے خلاف پر آمادہ کیا۔ اگر مین چاہون تو اب اوس شخص سے مواخذہ کرسکتا ہون لیکن اب خدا کے حوالہ کرتا ہون (اشارہ ہے اشعث بن قیس کی جانب) ان دو شخصون خطاکارنے جنکو تم سب نے حکومت کے واسطے انتخاب کیا بیشک حکم خدا کو چھوڑکر بلا دلیل وحجت شرعی اپنے نفس کی پیروی کی اور فیصلہ کیا جس سے قرآن کے حکم کا ابطلان لازم آیا۔ ان حکمونکے کلام مین بھی باہم تناقض واختلاف واقع ہوا اور خدا نے انکو ہدایت نہ کی۔ وہ راہ راست سے دور جا پڑے اللہ تعالےٰ اور اوس کا رسول اور نیک مرد مسلمان اس فیصلہ ناجائز سے بیزار ہین۔

قصہ خوارج وقت روانگی حکمین و آمادگی الشان برائے قتال

جناب امیر المومنین علیؓ نے جسوقت حضرت ابو موسیٰؓ کو فیصلہ کے واسطے روانہ کرنیکا قصد کیا
تو آپ کی خدمت مین دو شخص خارجیونکی طرف سے آئے۔ زرعہ بن برج طائی۔ حرقوص بن زہیر
سعدی اور کہا لاحکم الا للہ۔ آپنے بھی فرمایا لاحکم الا للہ۔ حرقوص بن زہیر نے کہا
اے علیؓ آپ گناہ سے توبہ کرین اور اپنے قول تقرارت جو آپنے معاویہؓ سے کیا ہے
پھر جائین۔ یہہ فیصلہ جو ہوگا محض ناجائز خلاف شرع ہے۔ آپ ہمارے ساتھ ہمارے
دشمنون پر خروج کیجئے جبتک ہمارے جسم مین جان ہے ہم اون سے لڑینگے۔ امیر المومنینؓ
نے فرمایا۔ میرا ہی قصد تھا کہ اون لوگون سے لڑے جاتا اور ہرگز صلح نہ کرتا مگر تمنے میری
مخالفت کی۔ اب تو موقع ہاتھ سے نکل گیا۔ تم نے عہد و پیمان کرکے اپنے ہاتھ کاٹ لئے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب تم اللہ کے ساتھ عہد کرلو تو اوسکو پورا کرو۔ جب سب باتین
طے ہوگئین تو اب اوسکے خلاف کیسے کرسکتے ہین۔ حرقوص بولا کہ یہی تو گناہ ہے جسکی بابت
ہم توبہ کرنیکو کہتے ہین۔ ارشاد ہوا۔ یہہ گناہ نہین ہے البتہ رائے کی لغزش ہے جسمین
تمہاری بدولت مبتلا ہوئے۔ زرعہ کہنے لگا۔ اے علیؓ اگر تم آدمیونکا حکم بنانا نہ چھوڑوگے
ہم تم سے لڑینگے اور ہمارا لڑنا حق پر ہوگا کیونکہ اسمین محض خدا کی رضامندی مطلوب ہوگی
آپ برہم ہوکر فرمانےلگے کمبخت یاوہ گو۔ خدا تجھکو تباہ و برباد کرے۔ اے مردک یقین کرتا
کہ تو میرے ہاتھ سے قتل ہوگا اور تیری ہی خاک ناپاک کو باد فنا برباد کریگی۔ جا دور ہو۔
جو تیرے دل مین ہو کر گذر مین اپنے قول سے نہین پھر سکتا۔ زرعہ بولا۔ ہم یہی چاہتے
ہین کہ ہمارے تمہارے معرکہ آرائی ہو۔ یہہ کہکر حرقوص و زرعہ آپکے پاس سے اوٹھے

اور لاحکم الا للہ۔ لاحکم الا للہ کی صدا لگاتے ہوے جہان اوترے ہوے تھے چلےگئے اس عرصہ مین حکمین جمع ہوے اور فیصلہ ہوگیا اور سب لوگ اپنی اپنی جگہہ واپس آ ئے خوارج خوش ہوے کہ اب توجناب علیؑ کا خون ہمپر مباح ہوگیا ہے (روضتہ الصفا)

اس واقعہ کے بعد ایک روز جناب امیرالمومنینؑ مسجد مین وعظ فرمارہے تھے۔ خوارج بہی اوس جلسہ مین تھے کہ مسجد کے گوشون سے لاحکم الا للہ کا نعرہ بلند ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ بات توسچی اور پکی کہتے ہین مگر اسکے ذریعہ سے باطل کا اظہار کرنا چاہتے ہین۔ اگر خوارج اب بہی اس قسم کی مہمل گفتگو سے سکوت کرتے ہین توہم بہی اونسے متعرض نہین ہوتے اور اگر گفتگو کرنا چاہتے ہین توہم اونسے مباحثہ کو تیار ہین اگر ہم پر خروج کرینگے اور ہم سے لڑینگے ہم بہی اسمین بند نہین۔ آپکی اس تقریر پر یزید بن عاصم محاربی اوچہل پڑا اور کہڑے ہوکر یہہ خطبہ شروع کردیا۔ (بعد حمد وثنا کے) خداوندا ہم تجہسے پناہ مانگتے ہین کہ اپنے دین مین ذلت وخواری ہمکو گوارا نہو کیونکہ دین کے معاملات مین ذلت پر راضی ہونا خدا کے کام مین سستی کرنا ہے۔ اوسکا اثر ایسا کرنے والے کا ذلیل ہونا اور باعث نزول غضب آلہی ہے۔ اے علیؑ تم ہمکو قتل سے کیا ڈراتے ہو ہم ایسے بودے نہین کہ تمہاری دہمکی مین آجاوین بلکہ ہم خدا سے امید رکہتے ہین کہ عنقریب تمکو ذلت ورسوائی کے درتک پہونچاوینگے۔ تمہاری خطاؤنسے ہم ہرگز درگذر کرنیوالے نہین۔ اوسوقت تمکو معلوم ہوگا کہ کون ذلیل وخوار ہوا۔ کون سربازار رسوا وبدنام ہوا۔ یہہ کہکر وہ نامعقول مسجد سے نکل گیا۔ اوسکے ساتہہ اوسکے تین بہائی بہی چلے گئے جو خوارج کے ہمراہ جنگ نہروان مین مارےگئے۔ ایک انمین سے واقعہ نہروان کے بعد نخیلہ مین قتل ہوا۔

اس قصہ کے بعد پھر ایک روز حسب اتفاق جناب امیر المومنین خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص خارجی کھڑا ہو گیا اور وہی ہانک لا حکم الا للہ کی لگائی۔ اوسکی صدا پر اور بھی متواتر آوازین آنے لگین۔ امیر المومنین نے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ افسوس تم لوگ حق بات کے ذریعہ سے اظہار امر باطل کرتے ہو۔ یہہ تیسری بار تمہاری حرکت ناشائستہ سے ہم اسطرح دیکھ رہے ہین جب تم آتے ہو یہی کلمہ منہ سے نکالتے ہو اور ہمارے ساتھہ بھی یہ برتاو کرتے ہو مگر ہم اپنے حلم سے برداشت کرتے ہین۔ ہم تمکو مسجد مین آنیسے نہین روکتے شوق سے آو اور وہان اللہ کا ذکر کرو۔ اوسکی عبادت مین مصروف رہو اور جبتک تمہارے ہاتھہ ہمارے ہاتھہ مین ہین ہم تم کو مال غنیمت سے بھی نہین روکتے اور نہ تم سے لڑینگے تاوقتیکہ تمہاری جانب سے جنگ کی ابتدا نہ ہو۔ ابھی تک تمہارے مقدمہ مین ہم اللہ تعالے کے حکم کے منتظر ہین جو تمہارے واسطے حکم خداوندی پاوینگے اوسپر عمل کرینگے۔ یہہ فرماکر جناب امیر المومنین قصر امارت مین چلے آئے خوارج مسجد سے نکلکر ایک دوسرے کو ساتھہ لیکر عبداللہ بن وہب راسبی کے فرودگاہ پر جمع ہوے۔ عبداللہ بن وہب نے انکو وعظ و پند کیا۔ دنیا مین زہد و تقوی کی ہدایت۔ امر معروف و نہی منکر کی تاکید کرکے یہ رائے دی کہ اس شہر ظالمونکی بستی کو چھوڑکر پہاڑون جنگلونمین نکل چلین یا دوسرے شہرونمین جو امیر المومنین کی عملداری سے باہر ہون جاکر قیام پذیر ہون۔ حرقوص بن زہیر نے اس رای سے اتفاق کیا اور کہا زندگی دنیا کی بقا قلیل ہے۔ اس سے بہت جلد ہر شخص کو کوچ کرنا ہے خبردار۔ دنیا کی زینت اور تازگی و رونق تمکو اپنی طرف مائل اور تمکو اپنے اندر مبتلا نہ کرلے پھر تم طلب حق سے باز رہوگے اور ظلم و ستم دفع کرنا اپنے آرام و عیش و لذات دنیاوی کے آگے فراموش ہو جاویگا۔ یہہ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالی پرہیزگارون اور نیک بندو کے

ساتھہ ہی۔ حمزہ بن سنان اسدی کی بھی یہی راے ہوئی مگر کسیقدر ترمیم کے ساتھہ کہ ای بھائیو
تمہارا کہنا بہت ٹھیک ہے لیکن یہانسے کوچ کرنے سے پیشتر کسیکو اپنا سردار بنالو اور
اوسکے ہاتھہ مین اپنا علم دیدو کیونکہ تمکو امور مشکلہ و واقعات آیندہ مین ایسے شخص کی راے
وتدبیر کی ہر وقت ضرورت درپیش ہوگی۔ اس راے کو سبنے پسند کیا۔ پھر زید بن حصین
طائی کو اپنا سردار مقرر کرنا چاہا مگر اونہون نے انکار کیا۔ حرقوص بن زہیر سے یہی خواہش
کی اوس نے بھی جواب دیا۔ حمزہ بن سنان اور شریح بن اوفی عبسی سے بھی درخواست
کی گئی مگر یہہ بھی امارت پر راضی نہوے۔ آخرکار عبداللہ بن وہب سے کہا وہ راضی ہوگیا
اور بولا۔ تم لوگ یہہ نہ سمجھو کہ مجھکو سرداری وامارت کی رغبت اور دنیا کی طمع ہے اس
خیال سے تمہاری سرداری قبول کرتا ہون۔ بلکہ بہ نیت ثواب آخرت یہ بار عظیم اپنے سر
لیتا ہون چنانچہ دسوین ماہ شوال ٣٧ھ کو اسکے ہاتھہ پر سبنے بیعت کرلی اور یہ امام الخوارج
ہوگیا۔ علامہ مسعودی کی روایت سے یہہ جماعت بہ تعداد چار ہزار کی تہی۔ بعد ازان خوارج شریح
بن اوفی عبسی کے گہر بغرض مشورہ جمع ہوے۔ عبداللہ بن وہب نے کہا۔ ہمارے ساتھہ
ایسے شہر مین چلو جہان ہم اللہ تعالی کے احکام جاری کرسکین کیونکہ ہم حق پر ہین۔ شریح نے
کہا۔ مدائن کی طرف چلو۔ ہم وہان قبضہ کرکے وہان کے باشندونکو دم بہر مین نکال دینگے
اور وہان سے اپنے بہائیون اہل بصرہ کو خط وکتابت کرکے بلالینگے۔ زید بن حصین نے راے
دی۔ یہان سے نکلنا تو ہر حال مین صلاح ہے مگر سب کے سب ایک ساتھہ چلوگے تو ضرور
امیر المومنین کے توابع تمہارا پیچھا کرینگے اور کیا عجب کہ راستہ ہی مین روک دین۔ ہان ایک
ایک دو دو پوشیدہ ہوکر نکلو۔ اب رہا یہہ کہ کہان چلین میرے نزدیک مدائن جانا ٹھیک
نہین وہان والے تمکو گھسنے نہ دینگے بلکہ نہروان کے پل کی جانب چلو۔ وہان مقیم ہوکر بصرہ کے

بہائیونسے خط وکتابت کرکے اونکو بلا لینا۔ سب نے اس راے پر صاد کیا اور یہی صلاح پختہ ہوگئی۔ عبداللہ بن وہب نے خوارج بصرہ کے نام خط لکہا جسکا یہ مضمون تہا کہ ہم سب نے یہانسے نکلنے پر اتفاق کرلیا تم سب ہم سے فلان مقام پر مل جانا۔ یہہ خط ایک قاصد کے ہاتہہ روانہ کیا گیا۔ اہل بصرہ نے خط پاکر جواب دیا کہ بہت مناسب ہے ہم تمکو جاے متعینہ پر مل رہینگے جب یہ سب مراتب طے ہوگئے تو خوارج نے روانگی کا عزم مصمم کیا اور دن بہی مقرر ہوگیا شب جمعہ اور جمعہ کے پورے دن عبادت الٰہی مین مصروف رہے شنبہ کے دن متفرق ایک ایک۔ دو دو۔ پانچ پانچ۔ دس دس۔ کرکے کوفہ سے نکلے۔ شریح بن اوفی اعبسی بہی انہین لوگونمین نکلا۔ انہین خوارج کے ہمراہ طرفہ بن عدی بن حاتم بہی نکل کہڑا ہوا۔ اوسکے باپ عدیؓ اوسکے پیچہے پیچہے مدائن تک گئے بہت کچہہ سمجہایا مگر وہ بدبخت ناشدنی نہ مانا۔ یہ مایوس ہوکر مدائن سے پہرے۔ بوقت واپسی ادہر سے عبداللہ بن وہب اسیی جاتا ہوا سا باط مین ملا۔ عبداللہ کی ہمراہی بیس سوار تہے۔ عدیؓ غریب تنہا تہے۔ عبداللہ نے انکے قتل کا ارادہ کیا مگر اسکے ہمراہ عمرو بن مالک تیہانی وبشر بن زید بولانی تہے اونہون نے عبداللہ کو اس فعل سے باز رکہا اور عدیؓ کی جان بچ رہی۔ عدیؓ نے سعد بن مسعود عامل مدائن کو جو امیر المومنین کی طرف سے تہے خوارج کے فعل وارادہ سے مطلع کیا۔ سعدؓ نے شہر مدائن کے دروازون اور راستون پر ناکہ بندی کردی اور مدائن پر اپنے بہتیجہ مختار بن عبید کو نائب کرکے خوارج کی طلب مین ایک جماعت کے ساتہہ نکلے۔ عبداللہ بن وہب رئیس خوارج نے یہ خبر پاکر اپنے مریدین ومتبعین کو مدائن کی راہ سے موڑ کر بغداد کا رخ کیا۔ سعدؓ بن مسعود تو انکی تلاش ہی مین نکلے تہے انکا بغداد کی طرف جانا معلوم کرکے نہایت تیزی سے ادہر چلے شام کے وقت مقام کرخ مین دونون فریق ملاقی ہوے۔ سعدؓ بن مسعود کے ساتہہ

پانچسو سوار تھے اور خوارج تو نکل گئے تھے صرف عبداللہ بن وہب جو اپنے ہمراہیون سے جدا ہو کر پیچھے رہگیا تھا تیس سوار ونکے ہمراہ تھا۔ دونومین ایک گھڑی لڑائی ہوتی رہی پھر سعدؓ کے ہمراہی لڑائی سے رک رہے اور انسے کہا تاوقتیکہ جناب امیر المومنینؑ کی طرف سے کوئی حکم دربارہ قتال خوارج صادر نہوانسے لڑنا مناسب نہین اگر لڑائی کا حکم دین تو ہم انکا پیچھا نہ چھوڑین اور اگر کسی اور کو اس کام پر مامور فرماوین تو پھر ہمکو خواہ مخواہ لڑنیسے کیا فائدہ" سعدؓ بن مسعود نے انکے کہنے پر کچھہ توجہ نہ کی اور برابر لڑتے رہے یہانتک کہ رات ہوگئی اور تاریکی شب نے لڑنے والونکو ایک دوسرے سے جدا کیا۔ عبداللہ موقع پاکر رات ہی کو دریاے دجلہ عبور کرکے بمقام جوخی داخل ہوکر نہروان کو روانہ ہوا اور اپنے اصحاب سے مل گیا وہ اسکے پیچھے رہ جانے سے اسکی جانب سے ناامید ہوگئے تھے اور یہ خیال کرلیا تھا کہ ابن وہب مارا گیا اور یہ راے قائم ہوگئی تھی کہ اگر وہ مارا گیا تو زید بن حصین یا حرقوص بن زہیر کو سردار بنالین گے۔

کوفہ سے بعد خروج اس گروہ کے اور خوارج نے بھی انسے ملنے کا قصد کیا اور اسی ارادہ پر کوفہ سے نکلنا چاہا مگر اونکے گھر والون نے جبراً روک لیا۔ ان پچھلے قصد کرنیوالونمین قعقاع بن قیس طرماح بن حکیم کے چچا اور عبداللہ بن حکیم بن عبدالرحمن بکائی ہین۔

امیر المومنینؑ کو خبر پہونچی کہ سالم بن ربیعہ عبسی بھی خوارج کے گروہ مین ملنا چاہتے ہین اور عنقریب کوفہ سے نکل جانے کا ارادہ کر رہے ہین تو آپنے انکو اپنے پاس بلاکر منع فرمایا وہ آپ کی ممانعت سے رک گئے۔

جسوقت کوفہ سے خوارج نکل گئے اصحاب و اہل لشکر و شیعان جناب علیؑ حاضر خدمت اقدس ہوے اور آپسے خوارج کی جنگ پر دوبارہ بیعت کرکے عرض کیا۔ ہم آپ کے

دوستونکے دوست آپکے دشمنونکے دشمن خونخوار ہین۔ آپنے یہ سنکر اونسے اتباع سنت نبوی کی شرط لی بعد اسکے ربیعہ بن ابی شداد خثعمی حاضر خدمت ہوا۔ یہ آپکے ساتھہ جنگ جمل و صفین مین رہا اور قبیلہ خثعم کا سردار علم بردار تھا۔ آپنے فرمایا۔ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر میری بیعت کرو۔ ربیعہ نے جواب دیا۔ بلکہ سنت و طریقہ حضرت ابوبکر و عمر پر بیعت کرتا ہون۔ آپنے فرمایا۔ معاذاللہ۔ کیا حضرات ابوبکر و عمرؓ کا عمل کتاب و سنت کے برخلاف تہا۔ کیا اونکا طریق دوسرا تہا اگر ایسا ہے تو وہ حق پر نتھے۔ آخر ربیعہ نے آپکی بیعت کرلی۔ آپ اوسکے چہرہ کی طرف بغور دیکہنے لگے اور فرمایا مین گویا اسوقت اپنی آنکھونسے دیکہہ رہا ہون کہ اے ربیعہ تم خوارج سے ملکر مارے گئے اور گھوڑونکی ٹاپون سے تمہارے اعضا بالکل ریزہ ریزہ ہوگئے۔ ایساہی پیش آیا۔ ربیعہ آپسے الگ ہوکر نہروان مین خوارج کے ساتھہ مارا گیا۔ اب خوارج بصرہ کا حال ملاحظہ ہو۔ یہہ لوگ پانچسو کی جماعت سے بسرگروہی مسعر بن فدکی تمیمی بصرہ سے نکلے۔ ان سے اور خوارج کوفہ سے تو پہلے ہی خط و کتابت سے مقام ملاقات کا وعدہ ہوگیا تہا یہ اپنے اوسی وعدہ پر چلے حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو اپنی جگہہ امارت بصرہ پر واپس آگئے تھے انکے حال شامت مآل سے واقف ہوے اور ابوالاسود دوئلی کو انکے تعاقب مین روانہ فرمایا۔ انہون نے خوارج بصرہ کو دریاے دجلہ کے جسر اکبر پر پایا اور دونون مین مقابلہ کی ٹہری عصر کے بعد سے تاقریب وقت عشا لڑائی ہوتی رہی۔ رات کی تاریکی نے حملہ آورونکی نظرونسے ایک دوسرے کو چھپا دیا اور لڑائی بند ہوگئی۔ مسعر تاریکی شب مین فرصت غنیمت سمجھکر اپنے یارونکے ساتھہ دریاے دجلہ سے عبور کرکے اوس پار ہوگیا اور باطمینان خاطر نہروان مین عبداللہ بن وہب امام خوارج کی جماعت سے جا ملا۔

چونکہ یہہ فیصلہ حکمین کا عامہ اہل اسلام کو باستثنائے اہل شام ناگوار تھا اور اسی بنا پر فرقہ خوارج جناب علی مرتضیٰ سے علیحدہ ہوکر خروج پر آمادہ ہوا اور آپکے اصحاب کو خاطی اور باطل پر قائم رہنے والا تصور کرکے اپنے نزدیک آپ پر جہاد کرنا کار نیک و باعث ثواب سمجھتا تھا اور در حقیقت حکمین کا فیصلہ بالکل ناجائز کتاب و سنت کے خلاف اور اونکے شرائط کے بالعکس تھا لہذا جناب امیرالمومنین علی رضی نے پھر اہل شام کی جنگ کا ارادہ کیا اور اپنا ارادہ ظاہر کرنے کو کوفہ مین ایک روز اس طرح خطبہ دیا۔ "اے لوگو خوب یاد رکھو کہ گناہ و نافرمانی خدا مورث حسرت و موجب ندامت ہے، مین نے تقرر حکمین کے وقت اپنی رائے اسکے خلاف ظاہر کی تہی۔ مین نے اوسوقت اہل شام کی جنگ ترک کرکے اونسے مصالحت کرنا ہرگز پسند نہ کیا تھا لیکن تم لوگون نے میرا کہنا نہ مانا اور اپنے قول پر اڑے رہے۔ خبردار ہوجاؤ کہ دونون حکمون نے حکم قرآن کو پس پشت ڈالا اور جس امر کو قرآن نے مردہ کردیا تھا انہون نے زندہ کیا دونون نے اپنی اپنی رائے و خواہش نفسانی کی پیروی کی اور فیصلہ کرنے مین ہدایت نہ پائی۔ فیصلہ وہ کیا کہ بغیر حجت و دلیل نہ قرآن شریف کے موافق اور نہ سنت نبوی کے مطابق۔ پھر اون دونون نے بہی باہم اختلاف کیا اور اس اختلاف راے نے اونکو راہ راست سے دور پہینکا چونکہ اونکا فیصلہ سراسر خلاف قرآن و سنت کے ہی تو ایسے فیصلہ سے خدا اور اوسکے رسول دونون بیزار ہین اور خدا کے نیک بندے بہی اس سے ناراض ہین۔ لہذا تم سب اہل شام کی لڑائی کے واسطے تیار ہوجاؤ اور سفر جہاد ملک شام کا پہر سامان درست کرو۔ یوم دوشنبہ کی صبح کو لشکر بہمہ جہت مستعد ہوکر شام کی جانب روانہ ہوجاے" اس خطبہ کے بعد آپنے ایک فرمان بنام خوارج بمقام نہروان قریب قریب اسی مضمون کے لکھکر روانہ فرمایا وہ فرمان یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از طرف بندۂ خدا - امیر المومنین علیؓ - تزید بن حصین - عبد اللہ بن وہب اور انکے سب ہمراہیونکو واضح ہو کہ ان دونوں حکمون نے جنکے فیصلہ پر ہم سب راضی تھے خلاف حکم خدا اور رسول اپنے نفس کے موافق فیصلہ کیا لہذا ہم اونکی لڑائی کو جانیوالے ہین اور اپنے دشمنون سے مقابلہ کرینگے - ہم اوسی رائے سابق پر ہین - تم لوگونکے پاس جسوقت یہہ ہمارا خط پہونچے فوراً ہمارے پاس چلے آؤ اور ہمارے ساتھ ہوکر اپنے دشمن کی طرف چلو" خوارج نے آپکے ساتھ جانے سے انکار کیا اور یہہ جواب لکھا۔ "اما بعد تم نے بوقت تقرر حکمین خداوند تعالیٰ کا پاس نہ کیا اور نہ اوسکے حکم کے اتباع مین اپنے دشمن پر غضبناک ہوئے اب اپنے نفس کی اتباع مین لڑنے کو کہتے ہو - اگر تم اپنے کفر کا اقرار کر کے توبہ کرتے ہو تو ہم اپنے اور تمہارے معاملہ مین غور و تعمق کر کے مناسب سمجھینگے تو شریک ہونگے ورنہ ہم تمہاری بیعت سے تو الگ ہو ہی چکے اب ہم تم سے برابری کے ساتھ لڑنیکو موجود ہین اور اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والونکو دوست نہین رکھتا" امیر المومنین کو یہ خط پڑھتے ہی خوارج کی شرکت اور اونکے اتفاق کرنے سے ناامیدی ہوگئی - لیکن خوارج کو زیادہ مضر و خطرناک نہ خیال فرما کر یہہ قصد مصمم کر لیا کہ انکو چھوڑ کر سردست شام پر حملہ کرین چنانچہ آپنے اسی جانب توجہ مبذول فرمائی اور اپنے لشکر کو اہل شام کی لڑائی پر ترغیب دینے لگے اور اہل کوفہ کو جمع کر کے فرمایا۔ "اما بعد - اے حامیان دین اسلام جسنے اللہ کے واسطے جہاد نہ کیا اور سستی و کاہلی سے چھوڑ بیٹھا خوب سمجھ لو کہ وہ شخص چاہ ہلاکت مین گرا چاہتا ہے اور مستحق نزول غضب الٰہی ہوگیا - ہان اوسکی رحمت و شفقت جو ہر وقت اوسکے بندونکے شامل حال ہے اگر ہلاکت سے بچالے تو دوسری بات ہے - بھائیو - اللہ سے ڈرو اور جو لوگ خدا اور رسول سے دشمنی کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ خدا کے نور کو بالکل

بجہادین اونسے قتال وجدال کرو۔ جولوگ خطا کار۔ظالم۔گمراہ ہین وہ لوگ نہ قرآن شریف سمجھکر پڑہتے اور نہ اُسپر عامل ہین اور نہ دین کی باتین سمجھتے اور اونپر عمل کرتے ہین اور نہ علم دین مین ملکہ کامل اور قوت اجتہاد رکھتے ہین نہ اس امر خلافت وامارت کے اہل ہین نہ شرافت سابقیت اسلام کی اونکو حاصل ہے۔ایسے لوگونسے ضرور جہاد کرو قسم خدا کی۔اگر یہ لوگ تمپر حاکم ہوجاوینگے تو تمہارے اندر قوانین کسریٰ وہرقل کے جاری کرینگے اور احکام قرآنی وحدیث بالکل اوٹھادینگے۔ یارو۔اب اہل شام کی جنگ پر آمادہ ہوجاوٴ۔ ہمنے اہل بصرا کو بھی بلایا ہے وہ آجاوین توسب ایک ساتھہ روانہ ہون"۔

پھر ایک فرمان حضرت ابن عباسؓ کے نام بصرہ روانہ فرمایا۔اوسکا یہہ مضمون تھا۔ ہم لشکرگاہ نخیلہ مین اپنے لشکر کو جمع کرکے ٹھیرتے ہین۔ہم سبنے اہل شام پر خروج کا قصد کرلیا ہے۔تم اہل بصرہ کو ہمارے ساتھہ چلنے پر آمادہ کرواور بہمہ جہت تیار ہوجاوٴ جسوقت ہمارا قاصد تمہارے پاس پہونچے فوراً اونکو ہماری طرف روانہ کردینا۔ والسلام۔ابن عباسؓ نے یہ فرمان مجمع عام مین پڑہا اور اونکو جنگ پر آمادہ کیا انکی ترغیب پر ایکہزار پانچسو جوان لڑنے مرنے والے بسرداری احنف بن قیس لڑائی پر تیار ہوگئے۔ دوبارہ ابن عباسؓ نے لوگونکو مجتمع کرکے جناب علیؑ کا فرمان پڑہا اور فرمایا کہ حسب حکم امیرالموٴمنینؑ مین نے تم لوگونکو جنگ کے واسطے آمادہ کیا مگر بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم ساٹھہ ہزار آدمی مردمیدان وجنگجو معرکہ رزم ہوا اور اگر غلامون اور لڑکونکو ملالو تو تعداد بیشمار ہوجاوے لیکن کل ڈیڑہ ہزار آدمی لڑنے پر آمادہ ہوے۔اس قلیل تعداد کو مین کیا سمجھون تمکو نہین مگر مجھکو تو شرم آتی ہے۔خبردار ہو۔اپنے نفس پر کوئی شخص حجت نہ قائم کرلے۔مین یقین کرتا ہون کہ جو نفس جناب امیرالموٴمنینؑ کا ساتھہ نہ دیگا وہ ضرور گنہگار ہوگا

مین خوب سمجھائے دیتا ہون - دیکھو پچھتاؤ گے اور ندامت اوٹھاؤ گے - خبردار اپنے امام برحق کا ساتھہ نہ چھوڑو - لازم ہے کہ جاریہ بن قدامہ سعدی کو اپنا سردار کر کے امیر المومنین کی طرف روانہ ہو جاؤ - اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی جاریہ بن قدامہ سعدی اوٹھہ کھڑے ہوے اور ایکہزار سات سو آدمیون نے سینہ سپر ہو کر کہا کہ ہم جنگ پر جانے کو تیار ہین - القصہ یہ لوگ جاریہؓ کے ساتھہ ہوے - ابن عباسؓ نے جملہ تین ہزار ایکسو (بروایت ابن خلدون -) یا تین ہزار دو سو (بروایت ابن اثیر) کی جماعت کو بسرداری حضرت جاریہ بن قدامہؓ و احنف بن قیسؓ جناب امیر المومنین علی کی خدمت مین روانہ فرمایا -

جناب امیر المومنین نے رؤسا و اکابر و اشراف کوفہ کو جمع فرما کر یہ تقریر نہایت نرم الفاظ مین کی -

اے سرداران والے ساکنان کوفہ - تم لوگ میرے بھائی - مددگار - اعوان و انصار - یاران جانباز ہو - ہر معرکہ مین حق پر میرے ساتھہ رہے - جہاد مین میری مدد کی - جو لوگ تمہارے دشمن اور مخالف ہو رہے ہین مجھکو امید ہے کہ تمہاری مدد سے مین اون گمراہونکو ٹھیک کر لونگا اور جو مجھسے پھر بیٹھے اون کو مارونگا اور جو میری طرف متوجہ ہونگے وہ میرے مطیع سچے دل سے ہو جاوینگے مین نے اہل بصرہ کو بھی بلایا ہے چنانچہ وہان سے تین ہزار دو سو جوان جنگ آزما آئے ہین - اب آپ اپنے اپنے گروہ و قبیلہ کی ایک فہرست تیار کرین اسمین لڑنے والونکی تعداد علیحدہ - نوعمر و نوجوان جدا - غلام و خدمتگارونکی تفصیل الگ ہو - یہ فہرست مرتب کر کے میرے سامنے پیش کرو تا کہ کل تعداد مردان جنگ دیدہ و کارآزمودہ کی معلوم ہو جائے اور یہہ بھی

دریافت ہوجاے کہ ہمارے لشکر مین سب چہوٹے اور بڑے کسقدر سپاہی ہین یہہ تقریر سنکر سعد بن قیس ہمدانی اوٹھے اور عرض کیا۔ امیر المومنین۔ ہمکو بسر و چشم منظور ہی اسی طرح دیگر سرداران قبائل معقل بن قیس۔ عدی بن حاتم۔ زیاد بن خصفہ حجر بن عدی رضہ وغیرہم اشراف و رؤسا قوم نے ظاہر کیا۔ پہران سرداروں نے اپنے لڑکون اور غلامون کو تاکید کی کہ سب کے سب جو لڑائی کے قابل ہون لڑائی کو چلین اور ایک فہرست مرتب کی جسمین چالیس ہزار مردان جنگ دیدہ و کار آزمودہ درج تہے۔ سترہ ہزار ان سپاہیونکے نوعمر لڑکے مگر قابل جنگ آٹھہ ہزار خادم۔ غلام و موالی۔ جملہ تعداد پینسٹھہ ہزار اہل کوفہ کی تہی۔ اہل بصرہ تین ہزار دوسو اس تعداد کے علاوہ تہے۔ یہہ فہرست جناب امیر المومنین کی نظر سے گذری۔ آپنے سعد بن مسعود گورنر مدائن کے نام بہی فرمان لکہا کہ جسقدر سپاہی وہان ہون روانہ کرین۔

جناب امیر المومنین جنگ اہل شام کے واسطے آمادہ تہے مگر یہ معلوم ہوکر کہ اہل لشکر کا میلان اول جنگ خوارج کی طرف ہے آپنے فرمایا مجہکو معلوم ہوا ہی کہ تم لوگ جنگ خوارج کو مقدم سمجہتے ہو مگر میرے نزدیک سردست اہل شام پر فوج کشی کرنا امر ضروری ہی ان خوارج کا مقابلہ اور انکی سرکوبی چندان امر اہم نہین ہے کیونکہ اہل شام کو اگر اونکے حال پر چہوڑ دوگے تو اونکی غلبہ اور قوت کو ترقی ہوجاویگی۔ اونکی غرض یہ ہی کہ وہ جبر و تعدی سے بادشاہت و حکومت ملکونکی حاصل کرین اور بندگان خدا کو اپنا زرخرید غلام بنالین لہذا اونکو مہلت دینا خوب نہین ابہی شکستہ حال ہین سنبہلنے نہ پاوین کہ تم اونکے سر پر پہونچ جاؤ۔ سب نے بالاتفاق کہا۔ جہان اور جسطرف مناسب سمجہئے رخ کیجیے۔ صیفی بن فسیل شیبانی اس مجمع مین سے بولے۔ ہم آپکے مددگار ناصر آپکے دشمنونکے دشمن خونریز ہین جو آپکے مطیع و فرمانبردار ہین ہم بہی اونکے دوست غمگسار ہین وہ لوگ کوئی ہون اور کہین ہون ہم اونکے خیر خواہ ہین۔ اگر خدا نے چاہا تو آپکو ہر طرح فتح و ظفر ہوگی

اور اگر کوئی نقصان شدنی پیش آوے تو ہم لوگونکی سستی اور ضعف نیت کا اثر نہوگا ہم سچے دل سے آپ کے مطیع وجان نثار رہین۔

قتال خوارج۔معرکہ نھروان

خوارج بصرہ حسب طلب عبداللہ بن وہب روانہ ہوکر جب متصل نھروان کے پہونچے تو انکو چند لوگ ملے جنمین ایک شخص نظر آیا۔ایک خچر پر اوسکی عورت سوار اور وہ خچر کے پیچھے پیچھے اوسکو ہانکتا جاتا تھا۔خوارج نے اوس سے ڈانٹ کر پوچھا تم کون ہو کہان جاتے ہو۔جواب ملا۔عبداللہ بن حباب آنحضرت کے صحابی کا بیٹا ہون۔پوچھا۔کیا تم ہمارے ڈانٹنے سے گھبرا گئے تھے۔جواب دیا۔بیشک۔کہا۔اب تم نہ گھبراؤ اگر کوئی حدیث اپنے والد سے سُنی ہو تو بیان کرو جس سے ہمکو نفع ہو۔عبداللہ نے کہا میرے والد کہتے تھے کہ حضور نے فرمایا ہے۔قریب ہے جو ایسا فتنہ وفساد ہوگا جس مین انسان کا دل مردہ ہوجاویگا جس طرح اوسکا بدن مردہ ہوجاتا ہی اوس وقت لوگون کا یہ حال ہوگا کہ شام کے وقت انسان مسلمان ہوگا اور صبح کافر اوٹھیگا۔صبح کیوقت با ایمان ہوگا اور شام ہوتے ہوتے کافر ہوجاویگا۔خوارج نے کہا۔یہی حدیث ہم تم سے سننا چاہتے تھے۔بھلا یہ تو بتلاؤ کہ ابوبکرؓ وعمرؓ کے حق مین تمہارا کیا عقیدہ ہے۔کہا۔وہ دونون بہت اچھے تھے۔سبحان اللہ اونکا کیا پوچھنا۔پھر اول وآخر زمانہ خلافت جناب عثمانؓ کی نسبت سوال کیا۔جواب دیا۔از اول تا آخر حق جو حق پسند تھے۔پھر پوچھا حضرت علیؓ قبل تقرر حکم کیسے تھے اور بعد مین اونکی نسبت تمہارا کیا خیال ہے"۔جواب دیا"تم لوگون سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو سمجھنے والے اور خوب جاننے والے۔دین کی حفاظت کرنے والے۔دین کے کاموں مین تیز نظر"۔خوارج یہ تعریف سنکر بگڑ گئے اور کہا"تم اپنے نفس کے تابع ہو۔جو تمہارا جی چاہتا ہے کرتے ہو۔تم لوگونکو اونکے نام کی وجہ سے اچھا کہتے ہو اونکے افعال پر نظر

نہین کرتے۔ واللہ ہم تمکو اس بری طرح مارینگے کہ کبھی کسیکو ایسی ذلت وخواری کے ساتھہ نہ مارا ہوگا۔" یہہ کہکر اونکی مشکین کسلین اور اونکو مع اونکی بیوی کے جو حاملہ پورے دن کی تہین۔ایک کھجور کے درخت کے نیچے لاے۔ وہ درخت پختہ کھجور سے لدا ہوا تھا اتفاق سے ایک دانہ اوپر سے گرا جسکو ایک خارجی نے اوٹھا کر منہ مین رکھہ لیا۔اسپر دوسرا خارجی بولا۔نادان یہہ کھجور ناجائز طریق سے کہاتا ہے اوسنے کھجور منہ سے نکالکر پہینکدی۔ اتفاقاً ایک سوئر اودہر آنکلا جو کسی ذمی کا تھا ایک خارجی نے لپک کر ایک وار مین اوسکو مارڈالا دوسرے خارجی بول اوٹھے۔"تو نے برا کیا۔زمین مین فساد کرنا جسکی ممانعت ہے، وہ یہی ہے" کشندۂ خنزیر اپنے فعل پر نادم ہوا اور مالک خوک کو تلاش کرکے اوسکو کچھہ دے لے کر راضی کرلیا۔عبداللہ اونکی یہ حرکتین دیکھہ رہے تہے۔ بالحاح وزاری کہنے لگے "مین دیکھتا ہون کہ تم اپنے معاملات مین سچے ہو۔امید کرتا ہون کہ مجھکو تمہاری ذات سے کوئی صدمہ نہ پہونچیگا مین مرد مسلمان ہون۔اسلام مین کوئی بدعت جو خون کو مباح کردے مجھسے ظہور پذیر نہین ہوئی جسکی وجہ سے مین مستحق قتل ہون۔پہر تمنے مجھکو امن دیدیا ہے اور اپنی زبان سے کہہ دیا ہے کہ تم نہ گہبرانا۔" اس عاجزی وخوشامد کے جواب مین اون بے دین قصائیون نے عبداللہ کو زمین پر پچھاڑکر بکری کی طرح ذبح کرڈالا۔خون زمین پر بہہ نکلا اور پانی تک بہہ کر پہونچا۔ یہہ واقعہ نہر کے کنارہ کا ہے۔پہر بیوی کی طرف متوجہ ہوے۔ وہ بیچاری بہت روئی پیٹی مگر وہ قسی القلب کب ماننے والے تہے پیٹ پہاڑکر ہلاک کرڈالا۔انکے ساتھہ تین عورتین اور قبیلہ بنی طے کی تہین اونکو بہی قتل کیا۔ام سنان صیداویہ کو بہی مارڈالا۔

جناب امیرالمومنین علیہ السلام شام کی جانب روانہ ہونے کو تہے کہ خوارج کی یہ حرکت گوش گذار ہوئی اوسیوقت حرث بن مرہ عبدی کو بغرض تحقیق حال روانہ فرمایا۔حرث خوارج سے ملے

اونھون نے انکو بھی قتل کیا جب یہ خبر بھی پہونچی تو لشکریون نی متفق ہو کر عرض کیا۔ امیرالمومنین ہم کیسے ان خوارج کو چھوڑ کر اہل شام کا رُخ کرین اور کس طرح اپنے پیچھے اپنے اہل و عیال و مال و اسباب پر خوارج کی طرف سے مطمئن رہ سکتے ہین۔ اگر ہماری بعد یہہ لوگ ہمارے گھرون کو لوٹ لین یا ہمارے بال بچون عورتون کو قتل کر ڈالین تو ہم انکا کیا کر سکتے ہین۔ ہم چاہتے ہین کہ پہلے ان سے فارغ ہو جائین پھر باطمینان دل و فراخ خاطر اہل شام کی لڑائی پر نکلین"۔ اشعث بن قیس نے بھی تائید کی۔ اس سے قبل اشعث کی نسبت لوگو نکا خیال تھا کہ یہ خوارج سے میل رکھتے ہین مگر جب اسوقت انہون نے بھی جنگ خوارج کی رائے دی تو لوگو نکا خیال انکی طرف سے بدل گیا۔ جناب علیؓ نے بھی اس رائے کو بنظر استحسان دیکھا اور اہل شام کی جنگ کو ملتوی کر کے خوارج کی طرف بڑھے۔ بروایت علامہ مسعودیؒ آپکے ہمراہ اہل کوفہ سے پینتیس[۳۵] ہزار اور اہل بصرہ سے دس[۱۰] ہزار جملہ پینتالیس[۴۵] ہزار کی جماعت تھی۔ یہ لشکر ظفر پیکر دریائے دجلہ کے پل سے عبور کر کے خوارج کی جانب قدم زن ہوا۔ اس سے قبل ایک نجومی آپ کو ملا اور اوسنے کہا تھا کہ دن کو فلان وقت اگر اپنے دشمن کی طرف جاؤ گے تو فتح پاؤ گے اور اسکے خلاف اوقات مین تمکو اور تمہارے لشکر کو نقصان پہونچیگا مگر آپ یہان سے اوسی وقت چلے جسوقت نجومی نے منع کیا تھا اور بعد فراغت واقعہ نہروان کے فرمایا کہ اگر مین نجومی کے معین کئے ہوئے وقت پر نکلتا تو جاہل لوگ یہی کہتے کہ نجومی نی نیک ساعت بتلادی تھی اسواسطے فتح پائی۔ نجومی کا نام مسافر بن عفیف ازدی ہے۔

امیرالمومنین بعد قطع مسافت متصل نہروان کے پہونچکر خوارج کے پڑاو سے ایک فرسنگ فاصلہ پر اوترے اور خوارج کے پاس کہلا بھیجا کہ ہمارے بھائیو نکے قاتلو نکو ہمارے حوالہ کر دو ہم تم سے فی الحال تعرض نہ کرینگے۔ ابھی ہم اہل شام سے لڑنے والے ہین اور تم کو

اس مدت تک مہلت دی جاتی ہے تاکہ اپنا نیک بد خوب سمجھ لو۔ شاید اللہ تعالیٰ تمکو ہدایت کرے۔ خوارج نے جواب دیا۔ ہم سب نے ملکر تمہارے بھائیونکو مارا ہی اور ہم سب تمہارے اور اون کے خون کو مباح اور حلال سمجھتے ہین۔

قیس بن سعد بن عبادہ انصاریؓ خوارج کے سمجھانے کو گئے اور اس طرح گفتگو کی "اے اللہ کے بندو! ہمارے مجرمونکو اپنی جماعت سے الگ کرکے ہمارے پاس بھیجدو اور تم سب امیر المومنین کی اطاعت مین از سر نو داخل ہو کر ہمارے ساتھ شامیو نپر چڑھائی کرو۔ تم لوگ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہو کیونکہ مسلمانونکو مشرک اور کافر سمجھتے اور اونکو ناحق قتل کرتے ہو" عبداللہ بن شجرہ سُلمی نے اس طرح جواب دیا "ہمکو امر حق مثل آفتاب عالمتاب روشن ہوگیا اب ہم تمہاری متابعت نہین کرتے۔ کیا تم مین حضرت عمر فاروق کا مثل عدل وانصاف وسیاست وامارت مین ہے"۔ قیس رضؓ نے جواب دیا "ہمارے امیر المومنین ویسے ہی ہین انکے سوا اسوقت کوئی ہمکو نظر نہین آتا۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ تمہاری جماعت مین حضرت فاروق کا نظیر اور مثل کوئی شخص ہے"۔ خوارج نے کہا۔ نہین۔ قیس رضؓ نے کہا مین تمکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ اپنی جانونپر رحم کرو اور اپنے ہاتھون اونکو ہلاکت مین نہ ڈالو کیونکہ مین یقین کرتا ہون کہ فتنہ تمپر غالب آگیا ہے اور عنقریب تم سب کو ہلاک وبرباد کردیگا۔ انکے بعد حضرت ابوایوب انصاری رضؓ نے اس طرح وعظ وپند کرکے سمجھایا۔ اے خدا کے بندو ہم تم ابھی تک ایک حالت پر ہین اور الحمد للہ کہ جیسے پہلے تھے ویسے ہی ابھی تک ہین۔ ہمارے تمہارے درمیان کوئی فرق نہین۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ تم ہم سے کس بات پر لڑنا چاہتے ہو۔ خوارج بولے "اگر آج ہم تمہارے ساتھ ہو کر اہل شام سے لڑتے ہین تو کل تم لوگ ہم پر بھی یہی حکم جاری کروگے"۔ ابوایوب نے کہا "خدا کے واسطے فتنہ موجودہ کو

دفع کرو اور آیندہ کی روک ٹوک کرلو"۔ غرض ابو ایوب بنیل مرام واپس آئے۔ انکے بعد امیر المومنین رضؓ خود تشریف لیگئے اور نہایت شد و مد سے نصیحت کرنا شروع کی۔ اصلی عبارت نہایت فصیح و بلیغ ہے مگر بلحاظ عام فہم نہ ہونے کے صرف اُسکے ترجمہ پر کفایت کیجاتی ہے
اُئے فرقہ عداوت شعار و ائے گروہ ناہنجار۔ تمکو تمہاری عداوت اور ضد و ہٹ دہرمی نے ہماری جماعت سے نکال دیا۔ تمکو تمہارے اتباع نفس نے حق بات قبول کرنیسے روک دیا۔ یہہ عداوت اور اتباع نفس تمہاری جان کے پیچھے پڑے ہین۔ تم پر سخت مصیبت۔ قہر الٰہی آنیوالا ہے۔ یاد رکھو۔ میرا کہا مانو۔ اب بہی کچہہ نہین گیا۔ تمہاری اس سرکشی اور نافرمانی کا یہہ نتیجہ ہوگا کہ کل کے دن تمکو اسی میدان مین دوسرے لوگ مقتول و بسمل خاک و خون مین تڑپتا دیکھینگے اور تمپر لعنت کرینگے۔ اسی جنگل بیابان مین تمہاری لاشین طعمۂ درندگان صحرائی ہونگی۔ تمہارے پاس تمہارے اس عصیان و عناد کی کوئی دلیل خدا کی طرف سے نہین ہے۔ تمہارا دعوی باطل۔ تمہارا فعل محض۔ بلا حجت و برہان ہے۔ کیا تمکو معلوم نہین کہ حَکَم بنانے کی بابت مین نے تمکو تاکید منع کیا تہا اور صاف صاف کہہ دیا تہا کہ یہہ چال اور مکر تمہارے بہکانے کے واسطے ہے۔ درحقیقت امر حق اہل شام کو منظور نہین وہ تمکو دہوکا دیرہے ہین۔ یہہ لوگ اہل دیانت و تقوی نہین انکے قول و فعل کا کوئی اعتبار نہین ہے مگر افسوس۔ تمنے میری نافرمانی کی اپنی ضد پر قائم رہے جب مین نے حسب خواہش تمہارے عہد و اقرار کرلیا تو حَکَمین سے بہی شرط اور قول کرالیا کہ وہ دونون قرآن اور سنت نبوی ؐ کے موافق فیصلہ کرینگے مگر حکمین نے اختلاف کیا اور خلاف حکم خدا و رسول کے فیصلہ کیا اب اس مین میرا کیا اختیار ہے۔ ہان جو ہمارے بس کی بات تہی وہ ہمنے کی۔ ہمنے اونکا فیصلہ اونہین کے سر مارا اور اب ہم امر سابق پر ہین

اونکو مقابلہ کو نکلے ہین - خیر جو گذرا گذرا - تمہاری مخالفت کی اب کوئی وجہ باقی نہین رہی ہمارے ساتھ ہو
اور دشمنون سے لڑو" خوارج نے عرض کیا "بیشک ہمنے حکم مقرر کرنیکی راے دی تہی اور اوسوقت
ہماری ہی خوشی سے تمنے حکم مقرر کئے لیکن پہر ہمنے اپنی غلطی معلوم کرکے اپنے گنہگار ہونیکا
یقین کیا اور اپنے کو کافر سمجہکر توبہ کی اگر تم ہی اپنے گناہ کا اقرار کرکے توبہ کرلو تو ہم تمہارے
ساتھ ہین اور اگر توبہ سے انکار ہے تو ہم تمسے لڑینگے" امیر المومنینؑ نے فرمایا "افسوس تمہاری
عقلاین کیا ہوئین - تم یہ نہین سمجہتے کہ مین رسول معظم پر ایمان لایا ہجرت کی جہاد و غزوات
مین حاضر رہا پہر مین کیسے اپنی نسبت کافر ہونے کی گواہی دون - اگر ایسا کرون تو بیشک مین
بڑا گمراہ ٹہیرون اور ہرگز راہ پانے والونکی فہرست مین میرا نام نہ ہوگا" بعض کہتے ہین کہ آپنے
تقریر گذشتہ کے بعد اسقدر اور ہی فرمایا "تمہاری خواہش کے مطابق تقرر حکمین ہوا پہر تم
کیون ہمارے مخالف ہوگئے اور ہماری جماعت سے نکلکر تلوارین اپنے کاندہون پر رکھکر
بندگان خدا کے مارنے کو پہرنے لگے - یہہ سراسر نقصان دین وایمان ہے - بخدا اگر تم اس
عقیدہ پر ایک مرغی ہی مار ڈالوگے تو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوگے انسان کی جان کا تو جسکو
خدا نے حرام کردیا ہے کیا ذکر ہے" اس فقرہ پر خوارج نے ایک دوسرے سے پکار کر کہا - بہائیو
اب ان لوگون سے گفتگو نہ کرو - ان کو چہوڑدو اور خدا سے ملنے کی تیاریان کرو - چلو - چلو
جنت کی طرف دوڑو - جناب علیؑ جب وعظ و نصیحت سے تنگ آگئے تو فرمایا - اب ایک بات اور
باقی رہگئی ہے - تم اپنی جماعت مین جسکو سمجہدار لایق - قابل - مقرر - معاملہ فہم - سمجہتے ہو وہ شخص مجہسے
بحث کرلے - اگر مجہکو قائل کردے تو مین تمہارے کہنے پر عمل کرون اور اگر وہ ہار جاوے تو
تم سب میرے مطیع ہوجاؤ - خوارج نے عبداللہ بن الکوا کو انتخاب کرکے پیش کیا - آپنے اوس سے
سوال کیا - کیا وجہ پیش آئی کہ تم میری بیعت کرکے میرے مطیع و فرمانبردار ہوکر دفعتہً مجہسے

الگ ہوگئے اور میری نافرمانی پر کمربستہ ہوکر میرے دشمن بن گئے۔ جنگ جمل مین تم لوگ بھی تو
شریک تھے کوئی امر تمہاری جانب سے میرے خلاف مرضی صادر نہوا۔ ابن الکوّا نے جواب دیا۔
جنگ جمل مین آپنے کسکو حکم مقرر کیا؟ فرمایا سنو۔ میرا فیصلہ اور انصاف کرنا ہدایت کے زیادہ
قرین ہے یا آنحضرت صلعم کا فیصلہ سراسر ہدایت ہے۔ ابن الکوّا نے کہا حضور کے احکام قطعی حق
اور شک خطا وغلطی سے مبّرا و پاک ہین۔ ارشاد ہوا۔ تمنے سنا ہوگا کہ جسوقت نصاریٰ نجران نے
حضورؐ سے معارضہ ومباحثہ کیا ہے تو آیت مباہلہ نازل ہوئی اور یہہ امر یقینی ہے کہ خداوند تعالے
کو اہل نجران کے کاذب ہونے مین کوئی شک نہ تھا پھر اس محاکمہ اور مباہلہ کا کیون حکم دیا۔
وہ یہہ سُنکر بولا۔ یہہ مسئلہ تو اجماعی ہے کہ اہل نجران دین باطل پر تھے اور خدا کی طرف سے
آیت نازل ہوئی مگر اسپر قیاس نہین ہوسکتا لیکن آپنے اپنی خلافت مین شک کیا اور حکومت
و تقرر حکمین پر راضی ہوے اور جب آپنے خود اپنی نسبت شک کیا تو اگر ہمکو آپ کی خلافت اور آپکے
اہل خلافت ہونے مین شک پیدا ہوا تو کیا بعید ہے۔ جناب امیر المومنینؑ نے اب دوسری
آیت پیش کی جس سے تقرر حکم کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اسپر ابن الکوا ساکت ہوگیا پھر کچھ
سوچ کر کہنے لگا۔ ہم تسلیم کرتے ہین کہ جو آپنے فرمایا بجا و درست ہے مگر آپ مین صرف یہ عیب ہے کہ
آپنے جسوقت ابو موسیٰ کو حکم مقرر کیا آپ کافر ہوگئے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا جیطرح معاویہ نے
عمرو بن العاص کو حکم کیا ویسے ہی مین نے ابو موسیٰؓ کو حکم کیا۔ اس مین کون سا کفر ہوا۔ اُسنے
کہا کہ ابو موسیٰؓ کافر ہین۔ دریافت فرمایا کہ دومتہ الجندل جاتے وقت کافر ہوے یا فیصلہ
کرتے وقت۔ جواب ملا کہ فیصلہ کرتے وقت کافر ہوے۔ ارشاد ہوا کہ جسوقت مینے اپنے
پاس سے روانہ کیا اوسوقت تو وہ کافر نہ تھے فیصلہ کے وقت ہوگئے تو اس مین مجہپر کیا گناہ بالفرض
آنحضرتؐ کسی مسلمان کو مشرکون کے پاس فیصلہ کرنے کو روانہ فرماتے اور غرض آپکی یہ ہوتی

کہ یہہ مشرکون کو دعوت اسلام دے مگر وہ شخص وہان جاکر دین اسلام کے سوا کسی اور دین کی دعوت دے تو اس مین حضورؐ پر کیا اعتراض ہوگا اسی طرح ابو موسیٰؓ اگر گمراہ ہوے اور خلاف حق فیصلہ کیا تو مجہپر کوئی الزام نہین اور نہ یہہ فعل ایسا ہے کہ تمہارے واسطے مسلمانونکی خونریزی مباح ہوگئی ہو۔ خوارج اس حجت ملزم اور جواب مسکت سے لاجواب ہوگئے اور کہسیانے ہوکر ابن الکوا سے کہنے لگے۔ اس شخص سے مباحثہ نہ کرو اور اپنے مقام پر واپس چلو آپ واپس آے اور یہہ خیال کرلیا کہ یہہ لوگ ہرگز راہ راست اختیار نہ کرینگے اب بجز لڑائی کے چارہ نہین الغرض خوارج آمادہ جنگ و پیکار ہوگئے۔ امیر المومنین ؓ نے بہی سامان جنگ و ترتیب صفوف مین اہتمام شروع کیا۔ اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ خوارج دجلہ کے پل سے اوس پار اوترنے والے ہین۔ مخبر ایک یہودی اوسی نواح کا باشندہ تھا اوسنے ظاہر کیا کہ اسوقت خوارج پل پر سے اوتر رہے ہین۔ اس نہر پر جو پل ہے وہ قنطرہ طبرستان کے نام سے مشہور اور درمیان حلوان و بغداد کے آپکے لشکر سے پیچہے طرف واقع تھا۔ آپنے فرمایا وہ ہرگز اوس پار نہ جاوینگے۔ دریافت حال کیلئے کچہہ لوگ اودہر گئے اور دور سے دیکہکر واپس آکر بیان کیا کہ بیشک اوس پار اوتر گئے۔ وجہ یہہ ہوئی کہ خوارج کے اور انکے درمیان دریا کا موڑ حائل تہا اور یہہ خوف سے قریب گئے نہ تہے اسلئے دور سے یہی معلوم ہوتا تہا کہ خوارج اوس پار ہین حضرت علیؓ نے پہر فرمایا۔ بخدا وہ اسی پار ہین اور وہ پل کے قریب اسی طرف مارے جاوینگے قسم خدا کی۔ اس جنگ مین تمہاری طرف سے پورے دس آدمی بہی قتل نہونگے اور اونکے لشکر سے دس آدمی بہی جانبر نہونگے۔ اہل لشکر کو آپکے فرمانے مین شک تہا۔ جناب علی مرتضیٰؓ خود تشریف لیگئے اور قریب جاکر دیکہا تو اونکو پل کے قریب اسی طرف پایا۔ آپکے ہمراہی اونکو اسی طرف دیکہکر زور سے تکبیر کہہ اوٹہے آپنے لشکر کو اس طرح مرتب فرمایا کہ میمنہ پر

حجر بن عدیؓ۔ میسرہ پر شیث بن ربعی یا معقل بن قیس ریاحی۔ افسر رسالہ سواران ابوایوبؓ انصاری۔ کماندار پیادگان ابوقتادہؓ انصاری کو مقرر فرمایا۔ اہل مدینہ جو بہ تعداد سات سو یا آٹھ سو تھے اونکے سردار حضرت قیس بن سعد بن عبادہؓ ہوے۔ خوارج نے بھی بہ تفصیل ذیل عہدہ دار و افسر حصۂ فوج معین کئے۔ اونکے میمنہ کا افسر زید بن حصین طائی تھا اور میسرہ کا سردار شریح بن اوفی العبسی۔ سوار و نپر حمزہ بن سنان اسدی۔ پیادو نپر حرقوص بن زہیر سعدی تھا۔ دونون لشکر صف باندھکر ایک دوسرے کے مقابل ہوے۔ امیرالمؤمنینؓ نے ابوایوبؓ کو علم امان عنایت فرمایا۔ انہون نے پکار کر کہا "خوارج جو ہمارے اس جھنڈہ تلے آگیا اوسکو امان ہے جو ہمسے متعرض نہ ہوگا اوسکو امن ہے۔ جو شخص نکلکر کوفہ یا مدائن کو چلا جاویگا اوسکو امن ہے ہمکو کوئی ضرورت نہین کہ اپنے مقتول بھائیون کا عوض اپنے مقابلین خوارج سے لیکر انکے گروہ سے نکل جانیوالے کا تعاقب کرین اور اوسکے پیچھے پڑکر اوسکو بھی قتل کرین"۔ یہہ سنکر فروہ بن نوفل شجاعی نے کہا "واللہ ہم نہین جانتے کہ امیرالمؤمنینؓ سے کس بنا پر لڑنے آے ہین۔ ہم مناسب جانتے ہین کہ سردست لڑائی سے واپس جاوین اور اپنے معاملہ مین غور کرین یہانتک کہ ہمپر حق بات ظاہر ہوجاوے پھر اوسوقت دیکھہ لینگے۔ لڑینگے یا آپکی اطاعت منظور کرلینگے"۔ یہہ کہکر اپنے پانچسو سوارونکو لیکر خوارج کے لشکر سے نکل گئے اور بندنیجین (توبند جان) و دسکرہ مین جاکر مقیم ہوے۔ ایک گروہ متفرق ہوکر کوفہ کو چلا گیا اور کچھہ لوگ قریب ایکسو سپاہیون کے امیرالمؤمنینؓ کے لشکر مین آملے۔ جملہ خوارج چار ہزار تھے۔ اونمین سے کل ایک ہزار آٹھ سو عبداللہ بن وہب رئیس خوارج کے ہمراہ میدان جنگ مین باقی رہ گئے جنہون نے آپکے لشکر پر حملہ کیا۔ امیرالمؤمنینؓ نے حکم دے رکھا تھا کہ تم اپنے ہاتھہ روکے رہنا جب خوارج کی طرف سے ابتدا ہو تو تم بھی جواب دینا۔

خوارج نے ایک دوسرے کو پکار کر کہا "چلو جنت مین جانے کی تیاری کرو" یہ کہکر آپکے لشکر پر آ گری امیر المومنین رضؓ کے سوار اہل میمنہ و میسرہ نے خوارج کو دو طرف سے گھیرا اور پیادے سامنے سے نیزی اور تلوار مارتے ہوے آگے بڑہے اور ایک ساتھ چوطرفی مار خوارج پر ایسی پڑی کہ اونکا میمنہ و میسرہ منتشر ہوگیا۔ پریشان و بدحواس ہوکر ادہر اودہر بہاگنے لگے مگر راستہ تو پہلے ہی بند ہوگیا تہا سواروں نے نیزو نیزہ دہر لیا اور پیادوں نے تلوارین کہینچ لین۔ خوارج کے رسالہ کا افسر حمزہ بن سنان یہہ رنگ دیکہکر پکارا۔ یارو نکل چلو۔ جان لیکر بہاگو سب نے چاہا کہ نکل جاوین مگر راستہ نہ ملا۔ اسود بن قیس مرادی نے خوارج پر حملہ کیا اور آدمی جناب علی رضؓ نے اونکی مدد کو بہیج دیئے ایک ساعت مین سب کا خاتمہ ہوگیا۔ میدان رزمگاہ خوارج کی کشتوں سے پٹ گیا خس کم جہان پاک۔

حضرت ابو ایوبؓ امیر المومنینؓ کی خدمت مین آسے اور کہا مین نے زید بن حصین طائی کی سینہ پر ایک ایسا نیزہ مارا کہ اوسکی پشت کے پار نکل گیا اور وہ زمین پر گر پڑا پہر مین نے اوس سے کہا اے دشمن خدا۔ تجہکو دوزخ کی بشارت ہو۔ اوسنے کہا کل قیامت کے دن معلوم ہوگا کہ کون دوزخ مین جانیکا مستحق ہے۔ یہہ کہکر جان دی۔ آپنے فرمایا۔ وہی مردک دوزخ مین داخل ہونیکا مستحق ہے۔ پہر ہانی بن خطاب ازدی اور زیاد بن خصفہ عبداللہ بن وہب کے قتل مین جہگڑتے ہوے حاضر ہوے۔ آپنے کیفیت قتل دریافت فرمائی۔ جواب دیا۔ ہم نے اوسکو پہچان کر حملہ کیا اور ایک ساتھ نیزے مارکر گرادیا۔ فرمایا۔ تم دونون قاتل ہو۔ عیلیش بن ربیعہ کنانی نے حرقوص بن زہیر کو قتل کیا (اسیکا لقب ذو الثدیہ ہے) عبداللہ بن زحر خولانی نے عبداللہ بن شجرہ سلمی کو مارا۔ شریح بن اوفی کسی مکان کی دیوار کی پناہ لیکر کہڑا ہوا لڑ رہا تہا چند ہمدانی اوسپر حملہ آور ہوے اور قیس بن معاویہ نے آگے بڑہکر اوسکا پاؤن کاٹ لیا پہر بہی وہ

لڑتا رہا۔ دوسرے حملہ مین قیس نے اوسکو ٹھنڈا کر دیا۔

ذکر ذی الثدیہ خارجی

ظہور خوارج سے پیشتر جناب امیر المومنین اکثر اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے "ایک فرقہ خروج کریگا اور خلیفۂ وقت کی اطاعت اور دین اسلام سے ایسا صاف نکل جاویگا جیسا تیر شکار کو چیر پھاڑ کر پار نکل جاتا ہے اوس گروہ کی علامت یہ ہو کہ اونمین ایک شخص (ناقص الید) پیدائشی ناقص ہاتھہ والا ہوگا" یہہ حدیث آپکے یار و اصحاب بارہا سن چکے تھے چنانچہ بعد فراغ واقعہ نھروان و قتل خوارج آپنے اہل لشکر کو حکم دیا۔ خوارج کی لاشون مین اوس مرد ناقص الید کو تلاش کرو۔ لوگون نے لاشین ڈہونڈہین مگر ایسی لاش کوئی نظر نہ آئی۔ بعضون نے کہا کہ ہمکو ملا نہین اور بعضون نے دعوی کے ساتھہ بیان کیا کہ اس جماعت مین وہ مرد ہرگز نہین ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ بخدا۔ وہ ضرور ہے۔ مین جھوٹ نہین کہتا اور مین ہرگز جھوٹا نہ ہونگا۔ لوگ آپ کی تاکید سے پہر ڈہونڈہنے لگے۔ ناگاہ ایک شخص کو وہی لاش مل گئی وہ خوش ہو کر چلاّ اوٹھا۔ امیر المومنین۔ وہ شخص مل گیا اور بعضے کہتے ہین کہ خود امیر المومنینؓ ڈہونڈہنے نکلے۔ آپکے ہمراہ سلیم بن ثمامہ حنفی و ریان بن صبرہ تھے۔ آپ ان کے ساتھہ لاشون کو بغور ملاحظہ فرما رہے تھے کہ آپکے ہمراہیون نے ایک گڈہے مین دریا کے کنارہ پچاس لاشون کے درمیان وہ لاش پڑی پائی۔ آپنے حکم دیا کہ اسکو سب سے الگ نکالو چنانچہ لاش نکالکر ملاحظہ کیا گیا تو وہی شخص تہا اوسکے ہاتھہ دیکھے گئے تو درحقیقت ایک ہاتھہ صرف شانہ یا بازو تک تہا کہنی۔ کلائی۔ پنجہ۔ اوسمین خلقۃً نہ تھا بلکہ جس مقام پر ہاتھہ ختم ہوا تھا بجاے کہنی وغیرہ کے وہان ایک ٹکڑا گوشت کا تہا جیسے عورت کی چھاتی اوسپر ایک گھنڈی بشکل پستان عورت لگی ہوئی تہی جسپر چند سیاہ بال تھے۔ وہ گوشت کا لوتھڑا کھینچنے سے ربڑ کیطرح

اسقدر بڑہ جاتا تہا کہ دوسرے ہاتہ کے برابر جو صحیح وسالم تھا ہوجاتا تہا اور پہر چھوڑ دینے سے اپنی جگہہ پر مونڈہی کے برابر آجاتا تہا۔ جناب علی رضؓ نے فرط خوشی مین تکبیر کہی اور فرمایا مَین جھوٹ نہین بولا اور نہ خدا نے مجھکو جھوٹا کیا۔ اگر مجھکو یہہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم لوگ عمل کرنا چھوڑ دوگے تو جو کچھہ مین نے حضور کی زبان مبارک سے سنا ہی ابہی تم لوگونکے سامنے بیان کر دیتا۔" پہر آپنے خوارج کی لاشونکے پشتے دیکھکر اونکی جانب خطاب کرکے فرمایا۔" افسوس۔ تم کسقدر سختی وعذاب دائمی مین مبتلا ہوے۔ حیف صد حیف۔ جسنے تمکو بہکایا اور فریب دیا اوسنے تمکو بڑا نقصان پہونچایا۔" لوگون نے پوچہا۔ انکا فریب دینے والا کون ہے۔ فرمایا شیطان۔ انکا نفس شریر برُے کامونکا حکم کرنیوالا۔ اوسنے انکو جہوٹی آرزؤن اور باطل تمناؤن پر فریب دیا۔ انکے گناہ اور عیوب انکی نظر مین کار ثواب کرکے دکہلاے اور انکو خبر دی کہ تم مسلمانو نسے لڑو تم غالب ہوگے انجام یہ ہوا کہ یہہ لوگ نفس ظالم کے دم مین آگئے اور اپنی دنیا وآخرت برباد کی۔ اس مقام پر دو چار حدیثین جو مختلف اسناد سے متواتر منقول ہین ہم ذکر کرتے ہین

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اخیر زمانہ مین ایک قوم نوعمر کمسنون کی سی عقل وسمجہہ والی خروج کریگی۔ اوس قوم کے لوگ بہتر بات مُنہ سے نکالین گے۔ قرآن پڑہینگے مگر اونکے حلق سے نیچے نہ تجاوز کریگا۔ وہ لوگ دین سے ایسے نکل جاوینگے جیسے تیر شکار کے پار نکل جاتا ہے۔ جو لوگ انکو پاوین اونکو چاہیئے کہ انسے جہاد کرین اور مارین کیونکہ خدا کے نزدیک انکے قاتلین کے واسطے بہت کچھہ ثواب ہے۔

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے حروریہ کا ذکر کرکے فرمایا۔ وہ لوگ اسقدر عبادت مین مصروف ہونگے کہ تم لوگ اپنی نماز وروزے کو اونکی نماز وروزی کے مقابل ہیچ وناقدر سمجہوگے مگر وہ لوگ دین سے ایسے خارج ہونگے جیسے تیر شکار کو توڑ کر

پار نکل جاتا ہے اور اوسمین کچھ اثر خون نہین ہوتا۔ تم تیر کے پھل کو اوٹھا کر دیکھو کہین خون کا نشان نہ پاؤگے پھر اوسکے سوفار پر نگاہ کرو اوسمین بھی خون کا نام نہین پھر تیر کی لکڑی اول سے آخر تک خوب غور کر کے دیکھو شاید کسی مقام پر خون کا اثر ہو یا نہ ہو۔

بروایت ابوذرؓ وارد ہے کہ دین سے نکلکر یہہ لوگ پھر دین کی طرف کبھی رجوع نکرینگے یہہ لوگ بدترین خلائق اور نہایت درجہ شریر و بیباک ہین۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہین کہ حضور نبویؐ بمقام جعرّانہ تقسیم غنائم مین مصروف تھے کہ اتنے مین ایک شخص نے کہا۔ اے محمدؐ۔ انصاف کی رو سے تقسیم مین برابری فرماوین۔ ارشاد ہوا کمبخت۔ اگر مین عدل و انصاف سے تقسیم نہ کرونگا تو پھر کون عادل منصف ہے"۔ جناب عمر فاروقؓ نے عرض کیا حضور مجھکو اجازت دین کہ مین اس منافق مردود کی گردن ماردون۔ ارشاد ہوا "یہہ شخص اوس گروہ کا ہے جو قرآن تو پڑھتے ہین مگر وہ اونکے حلق سے نیچے نہین جاتا۔ یہہ لوگ دین سے خارج ہین"۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہین کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا خوارج ہر زمانہ مین ظاہر ہونگے اور تباہ ہوتے جاوینگے یہانتک کہ انکا بیسوان دورہ ہوگا اوسوقت دجّال خروج کریگا۔

ایک روایت مین ہے کہ انکی علامت اور عادت سر منڈانا ہے انکو جہان پاؤ قتل کر ڈالو بعد فراغ جدال و قتال مسلمان شہید دفن کر دئیے گئے۔ عدی بن حاتم اپنے بیٹے طرفہ کی لاش کو ڈھونڈھنے نکلے اور بعد تلاش اوسکی لاش کو پاکر دفن کیا۔ جناب امیر المومنینؓ کو معلوم ہوا کہ طرفہ کی لاش اوسکے باپ نے دفن کر دی آپ نے بطور انکار کے فرمایا۔ کیا تم اونکو قتل کر کے دفن کرتے ہو۔ امیر المومنینؓ کے لشکر سے صرف سات آدمی شہید ہوے منجملہ اونکے حضرت یزید بن نویرہ انصاری ہین آپ سابقین اسلام مین ہین آپکے واسطے حضور سرور عالم نے

دخول جنت کی شہادت دی ہے۔ یہہ سب سے اول اس جنگ مین شہید ہوے۔
خوارج کا مال واسباب جسقدر معرکہ مین ہاتہہ آیا وہ سب جمع کیا گیا ہتہیار و دیگر آلات جنگ اور گہوڑے تو آپنے اہل لشکر پر تقسیم فرما دیئے باقی دیگر اسباب۔ لونڈی۔ غلام کو فہ مین پہونچکر خوارج کے وارثون کے حوالہ کیا۔
مروج الذہب مین اس واقعہ کو اس طرح لکہا ہے کہ خوارج اور لشکر جناب علی مرتضیٰؓ سے رمیلا مین معرکہ آرائی ہوئی۔ دونون طرف صف بندی کے بعد بغرض تمام حجت ایک بار اور بہی جناب علی مرتضیٰؓ نے خوارج کو وعظ و نصیحت اور توبہ استغفار کرکے اپنی طرف رجوع کرنیکی تاکید فرمائی مگر خوارج نے انکار کیا اور آپکے لشکر پر تیر مارنا شروع کر دیئے۔ آپکے لشکر نے جواب دینا چاہا مگر آپنے روکا یہانتک کہ تین مرتبہ لشکر نے اجازت چاہی اور آپ ہر بار منع کرتے رہے۔ آخر کار آپکے لشکر کے لوگ زخمی ہونے لگے اور ایک مسلمان کی لاش خون مین تر بتر آپکے سامنے لاے۔ اوسوقت آپنے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ اب انکا قتل کرنا ہمکو حلال ہو گیا۔ اب تم بہی حملہ کر دو۔ پہر چارون طرف سے لشکر مرتضویؓ خوارج پر ٹوٹ پڑا۔ جناب علیؓ بہی بنفس نفیس میدان کارزار مین تشریف فرما تھے۔ ایک خارجی آپکے لشکر پر حملہ آور ہوا۔ بار بار رجز پڑہتا اور آپکو بلاتا تہا۔ آپ اوسکی بیباکی اور دلیری ملاحظہ فرماکر اوسکی طرف بڑہے اور فرمایا۔ اُسے علیؓ کے ڈہونڈہنے والے۔ مین تجہکو جاہل و بدبخت دیکہتا ہون۔ تجہکو علیؓ سے لڑائی کی ضرورت نہ تھی تو نے ناحق اونکا نام لیا۔ خیر وہ بہی تیرے سامنے آ گئے۔ آ۔ ادہر میرے سامنے آ اور مجہسے مقابلہ کر۔ یہ فرماکر اوسکو ایک ہی وار مین ٹہنڈا کیا۔ پہر دوسرا خارجی نکلا اور آپسے لڑکر اپنے بہائی کے پاس پہونچا۔ آپنے اوسپر ایک نیزہ مارکر گرا دیا اور نیزہ اوسکے بدن مین پہنسا چہوڑ کر فرمایا۔ تو نے ابوالحسن کو دیکہہ لیا اور اپنی سزا کو پہونچ گیا۔

اس معرکہ مین آپ کی طرف کے کل نو آدمی شہید ہوے اور اگروہ خوارج سے کل دس آدمی معرکہ سے جان لیکر بہاگے باقی آتش فنا سے جلکر خاک ہوے۔ واقعہ نہروان ۳۸؁ھ مین ہوا ہے

واپس آمدن جناب امیر المومنین علیؑ طرف کوفہ

بعد فراغ جنگ جناب علیؓ نے اپنے لشکر مین خطبہ پڑہا اوسمین اہل شام کی طرف بڑہنے کا قصد ظاہر فرمایا اور ارشاد کیا کہ اللہ تعالی نے تمپر احسان کیا۔ تمہاری مدد کی اور خوارج پر غلبہ دیا اب تم لگے ہاتہہ اہل شام کی جانب بڑہے چلو۔ لشکریون نے جواب دیا۔ ہم بسر وچشم حاضر ہین مگر ابہی خوارج کی جنگ سے تہکے ہارے ہین۔ سامان جنگ بہی ہمارے پاس نبٹ گیا ہے۔ تیر ختم ہوگئے۔ تلوارین کند ہوگئین نیزونکی سنان بیکار ہوگئے۔ فی الحال گہر پہونچکر چندے آرام حاصل کرین تاکہ قوت رفتہ عود کرے اور سامان جنگ بہی درست کرلین تو بہت مناسب ہوگا اور شائد ہمارے ساتہہ اور لوگ بہی جنگ پر آمادہ ہوجاوین گفتگو کرنے پر اشعث بن قیس مامور ہوے تہے۔ لشکریون کے کہنے سے آپنے کوفہ کی جانب توجہ فرمائی مگر نخیلہ مین پہونچکر قیام کردیا اور حکم دیا کہ چہاؤنی نخیلہ مین قیام کرین۔ کوفہ جاکر اپنے بیوی بچون سے ل آیا کرین مگر اونکی جاہ مین رات کو گہر مین شب باش نہ ہون۔ چند روز تکان سفر دفع کرکے بعد درستی سامان جنگ دشمن کی طرف چلین گے۔ چند روز تک تو اہل لشکر نخیلہ مین ٹہیرے رہے پہر ایک ایک دو دو نکلکر اپنے گہرونمین پہونچتے گئے۔ صرف عمائد وخواص وسرداران قبائل لشکرگاہ مین نظر آتے تہے باقی چہاؤنی خالی ہوگئی۔ آپ یہ رنگ ملاحظہ فرماکر کوفہ مین تشریف لیگئے اور اونکو جمع کرکے فرمایا۔ اے لوگو۔ اپنے دشمن کی لڑائی پر آمادہ ہو اور اونکی طرف نکلو۔ یہہ جنگ بہ نیت قربت الی اللہ وبامید ثواب آخرت ہے اور ایسے لوگونسے مقابلہ ہے جو راہ حق چہوڑکر وادی ضلالت مین گمراہ ہین۔ حکم کتاب سے بے خبر۔ احکام الٰہی چہوڑکر اپنی سرکشی وگمراہی مین

بھٹکتے پھرتے ہین۔ ایسی قوم پر جہاد کیواسطے اپنی قوت اپنی طاقت۔ آلات حرب۔ سواریان
وغیرہ درست کرلو اور خدا پر بھروسہ کر کے اہل شام کی طرف روانہ ہو۔ اللہ تعالی تمہارا
کفیل و وکیل ہے" اس وعظ و پند پر کسی نے کچھہ توجہ نہ کی اور ایک بھی لڑنے پر آمادہ نہوا آپنے
چند مدت اونکو اونکے حال پر چھوڑے رکھا جب کوئی جواب نہ پایا تو دوبارہ لڑائی کی ترغیب
اور جہاد کی نصیحت فرمائی۔ سرداران قبائل واکابر قوم کو بلا کر اونسے راے لی۔ وجہ تاخیر و
سستی دریافت فرمائی۔ بعضون نے کچھہ حیلہ و بہانہ ظاہر کیا بعضے جبراً نیم راضی ہوے اور بہت
تھوڑے اشخاص نے بخوشی خاطر آمادگی ظاہر کی۔ آپ برہم ہوکر اس طرح فرمانیلگے۔ اُے
بندگان خدا۔ اب تم کیسے ہوگئے کہ مین تمکو بار بار لڑائی کے واسطے بلا رہا ہون مگر تم بوجھل ہوکر
زمین سے جنبش نہین کرتے۔ کیا زندگی مستعار دنیاے دوروزہ کو پسند کر کے حیات ابدی
و زندگانی جاوید چھوڑے دیتے ہو اور عزت کے عوض ذلت و خواری اختیار کرتے ہو۔ مین تمکو
جسوقت جہاد کے واسطے بلاتا ہون تمہاری آنکھون کی پتلیان خانہ چشم مین اس طرح
گردش کرتی ہین گویا تم سکرات موت و نزع روح مین مبتلا ہوگئے ہو۔ تمہارے دل دھوکا
دئیے گئے ہین مگر تمکو خبر نہین۔ تمہاری آنکھین نابینا ہوگئین تمکو راہ حق نظر نہین آتی اسیواسطے
خدا کے کام مین نصرت و مدد کرنے سے بیٹھہ رہے ہو۔ جب تم جنگ کی طرف بلائے جاتے ہو تو
تمہارا حال بالکل اوس شتر کے مشابہ ہوجاتا ہے جو مرض خارش کی وجہ سے آرام طلبی مین معروف
ہو یا اوس لومڑی کے جو خاک مین لوٹتی ہو۔ اب تم پر مجھکو بالکل اعتماد نہین رہا۔ تم وہ لوگ
اہل قتال و جدال نہین رہے کہ تمہارے بھروسہ پر دشمن پر حملہ کیا جاوے۔ مجھکو اپنی زندگی
کی قسم ہے کہ تم قوم عرب مین بالکل آخور و بیکار و ردی ہو۔ افسوس۔ تم لوگ کبتک فریب
کھاؤگے اور اپنا انتقام نہ لوگے۔ تابکے تمہارے دست و پا کا نقصان ہوتا رہیگا اور تم

اپنا بچاؤ نہ کروگے۔ تم آرام سے سوتے نہیں بلکہ تمہاری آنکھین خواب غفلت نے بند کر رکھی ہین ایھا الناس۔ تمہارا حق مجھپر اور میرا حق تمپر ہے۔ تمہارا حق میرے ذمہ تو یہ ہے کہ تمہاری خیرخواہی کرتا رہون۔ نیک کام کی نصیحت بُرے کامون سے ممانعت کرون۔ اموال غنیمت سے تمکو حصہ دون تمکو علم سکھلاؤن تاکہ جاہل نہ رہو۔ تمکو ادب کی باتین تعلیم کرون اور میرا حق تمہاری گردنون پر یہہ ہے کہ میری بیعت پوری کرو۔ حاضر و غائب میرے خیرخواہ رہو جب تمکو بلاؤن جواب دو جو حکم کرون اوسکو مانو اگر خدا کو تمہاری بھلائی منظور ہوگی تو میری مخالفت ترک کرکے میری اطاعت کروگے اور میرے حسب خواہش جس راستہ مین لیچلون چلوگے۔ اگر ایسا ہوگا تو تمہارا مطلوب حاصل ہوگا" (ابن اثیرؒ) اسی طرح سے بہت کچھ اونکو نصیحت و فضیحت کی لیکن کسیکے کان پر جون تک نہ رینگی۔ سب نے خاموش بیٹھے رہے (ابن خلدونؒ)

اسی سال بعد واقعہ خوارج کے اہل لشکر کو اونکے وظائف سالانہ آپنے تقسیم فرمائے نہر عامل اصفہان کے پاس سے اور مال آیا۔ آپنے علی الاعلان حکم دیا کہ کل صبح کو انعام تقسیم ہوگا سب لوگ دربار خلافت مین حاضر ہون۔ مین خدا کی طرف سے خزانچی ہون۔ آپکا دستور تھا کہ جسقدر عوام الناس کو فی کس حصہ رسدی پہونچتا آپ بھی اوتنا ہی اپنا حصہ لیتے تھے۔ بعد واقعہ صفین کے جناب علیؑ اور امیر معاویہؓ سے کوئی جنگ نہین ہوئی البتہ یہہ دستور رہا کہ امیر معاویہؓ اکثر اوقات امیر المومنینؑ کے ممالک محروسہ پر اپنا لشکر بھیجتے۔ آپکے عاملونسے اور اوس لشکر سے مقابلہ ہوتا۔ شاہی لشکر لوٹ مار کرکے واپس جاتا۔ جناب علیؑ کی طرف سے یہ انتظام ضرور رہتا کہ آپ اپنا لشکر لوٹ مار والے لشکر کے مقابلہ مین بغرض دفع اذیت و ظلم روانہ فرماتے تھے۔

دربارہ جنگ خوارج۔ جمل وصفین جناب امیر المومنین علیؑ کا برتاؤ اور اپنے حریف سے جدال و قتال مین فرق جو واقعات دیکھنے سے نظر آتا ہے اسکی بابت مؤرخین نے اپنے

اقوال و رائین ظاہر کی ہین- پہر اونکا حکم بہی بیان کیا ہے- مثلاً جنگ صفین مین جناب علیؓ نے شامیونکو ہر طرح قتل کیا- جو مقابلہ پر آتا مارا جاتا جو بہاگتا اوسکا تعاقب کیا جاتا حتیٰ کہ زخمی تک مارا جاتا تہا- برخلاف جنگ جمل کے کہ اوس وزا سکے برعکس تہا- آپنے ندائے عام کرادی تہی کہ بہاگنے والے کو نہ مارو زخمی کو قتل نکرو- جو ہتہیار پہینکدے اوسکو جانے دو جو اپنے گہر چلا جاوے اوسکو امن ہے- وجہ اس فرق کی یہہ ہے کہ اصحاب جمل جسوقت بہاگے ہین کوئی اونکا جتہا اور جماعت یا امام نہ تہا کہ بہاگ کر اوسکے پاس پناہ گزین ہوتے اور پہر سنبہلکر دوبارہ لڑنے آتے بلکہ جو بہاگے وہ اپنے گہر کو بہاگے- آپنے اونکا تعاقب نہ کیا اسپر وہ راضی و مطیع ہوگئے- اس صورت مین حکم بہی یہی ہے کہ ایسے لوگونسے تلوار اوٹہا لیجاوے برخلاف اسکے اہل صفین لڑتے تہے اور پسپا ہوکر پہر اپنے امام کی طرف پہر جاتے تہے اونکا امام انکے ساز و سامان حرب و آلات ضرب سواری وغیرہ سے انکو قوی پشت کرکے پہر لڑنیکو بہیجا تہا- یہہ اپنے امام کے تابعدار- جناب علیؓ کے مخالف دشمن خونخوار تہے آپکی امامت اور حق کی منکر تہے- لہذا ان لوگونکو ہر طرح مارنا- ہزیمت خوردہ کا تعاقب کرنا- جو سامنے پڑجاوے چاہے زخمی کیون نہ ہو بلا تکلف مارڈالنا ضرور تہا-

راقم- خوارج کا حکم تو ظاہر ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہوگئے تہے اونکا قتل ہر حال مین واجب تہا چنانچہ ایساہی معاملہ اونکے ساتہہ کیا گیا-

انتظام ملکی و دیگر حوادث

اس ۳۸ھ مین آپنے بعد واپسی جنگ صفین جعدہ بن ہبیرہ مخزومی اپنے بہانجہ کو عامل خراسان کرکے روانہ فرمایا- جعدہ نیشاپور تک پہونچے مگر وہ لوگ مرتد ہوگئے تہے آپکی اطاعت قبول نہ کی- جعدہ واپس آئے- آپنے خلید بن قرہ یربوعی کو بہیجا انہون نے جاکر محاصرہ کیا-

وہ صلح پر راضی ہوگئے۔ اہل مرو نے بہی صلح کر لی۔ (ابن اثیر)

امام بلاذریؒ نے لکھا ہے کہ ماہویہ مرزبان مَرو کوفہ مین آپکے پاس حاضر ہوا آپنے نواح مرو کے زمینداروں کے نام حکم نامہ لکھ بہیجا کہ ماہویہ کو جزیہ دیتے رہین۔ پہر اہل خراسان نے نقض عہد کرکے خلاف پر کمر باندہی۔ آپنے جعدہ بن ہبیرہ مخزومی کو خراسان کا عامل کرکے روانہ فرمایا مگر انکے ہاتہہ پر فتح نہ ہوا اور اہل خراسان تاشہادت آپکے باغی رہے۔ ابو عبیدہ کا قول ہے کہ آپکے عہد خلافت کے اول عامل خراسان عبدالرحمن بن ابزیٰ مولی خزاعہ ہین انکے بعد جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم عامل خراسان ہوے

اس سال مین ممالک اسلامیہ کے والی وحکام وعمال اصحاب ذیل تہے۔ حضرت عبیداللہ بن عباسؓ یمن کے عامل۔ امیر حاج ہوکر اس سال ہی مکہ معظمہ تشریف لیگئے۔ مکہ وطائف کے حاکم حضرت قثم بن عباسؓ۔ مدینہ منورہ مین سہل بن حنیفؓ انصاری بدری۔ ایک روایت مین انکا انتقال اسی سنہ مین ہوا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ عامل مکہ وطائف حضرت تمام بن عباسؓ تہے۔ بصرہ مین جناب عبداللہ بن عباسؓ۔ حاکم مصر محمد بن ابی بکرؓ خراسان پر خلید بن قرہ یربوعی۔ والی شام حضرت معاویہؓ۔

حضرت خبابؓ بن ارت نے وفات پائی۔ آپ بدری ہین۔ جنگ صفین ونہروان مین جناب امیرالمومنین کے ہمراہ تہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ بیمار تہے اس وجہ سے صفین مین نہ آسکے اور قبل واپسی امیرالمومنینؑ وفات پائی۔ بعضے کہتے ہین کہ ۳۹ھ مین وفات پائی۔ انکی عمر تریسٹھ ۶۳ سال کی ہوئی۔ حضرت صہیب بن سنان نے بمقام مدینہ منورہ وفات پائی۔ حضرت صفوان بن بیضا بدری نے رحلت کی۔

۳۸ سنہ ہجری

حکومت عمرو بن العاص رض بر مصر و شہادت محمد بن ابی بکر صدیق رض

محمد بن ابی بکر رض کا گورنر مصر ہو کر جانا اور اہل خرنبا پر لشکر بسرداری ابن مضاہم کلبی بھیجنا اور ابن مضاہم کا قتل ہونا ہم سابق مین لکھہ آے ہین۔ اوسی زمانہ مین اطراف مصر کے باشندے جو امیر المومنین عثمان رض کے ہواخواہ تھے معاویہ بن حدیج سکونی کے پاس جمع ہو گئے۔ معاویہ ایک جمعیت لیکر مطالبہ خون عثمانی رض مین نکل کھڑے ہوے انکے خروج کرنیسے اکثر اہل مصر بھی ساتھہ ہو گئے اور ایک ہنگامہ برپا ہوا جس سے محمد بن ابی بکر رض کی حکومت خلل پذیر ہوئی اور آیندہ فساد عظیم کا خوف لاحق ہوا۔ اہل مصر جب انکی مخالفت پر کمربستہ ہوے تو مجبوراً اس واقعہ کی خبر امیر المومنین ع کو دی گئی۔ آپنے فرمایا۔ درحقیقت گورنری مصر کے لائق ہمارے دوست قیس بن سعد ہین یا اشتر نخعی قیس رض بعد معزولی آپکی خدمت مین رہتے تھے۔ آپنے انسے فرمایا تھا کہ تا فیصلہ حکمین تم ہمارے پاس رہو اور انکو مہتمم صیغہ فوجداری یا افسر پولیس کر دیا تھا اور انسے وعدہ کیا تھا کہ بعد فیصلہ حکمین کے تمکو آذربائیجان کا حاکم کر دینگے۔ اشتر بعد واقعہ صفین کے اپنے دار الامارت جزیرہ مین چلے گئے تھے اور بمقام نصیبین مقیم تھے۔ بالآخر آپنے اشتر کو گورنر مصر کرنا چاہا اور اونکو نصیبین سے طلب فرماکر حالات مصر سے مطلع کیا اور فرمایا۔ مصر کی امارت اور وہان کے انتظام کیلئے تمہارے سوا دوسرا موزون نہین ہے اسواسطے مین تمکو وہان بھیجتا ہون اگر مین تمکو وہان کی نسبت کچھہ بھی ہدایت نہ کرون تاہم تم اپنی نیک تدبیر اور لیاقت ذاتی سے وہانکا انتظام قرار واقعی کر سکتے ہو۔ تم خدا پر بھروسہ کرکے مصر کو روانہ ہو مگر خبردار۔ ہر جگہہ سختی نہ کرنا بلکہ سختی کے ساتھہ نرمی کا معمول رکھنا اور

جہانتک نرمی و ملائمت سے کام نکلتا رہے ہرگز ہرگز درشتی و سختی کا برتاؤ نہ کرنا۔ ہاں جس وقت سختی کا موقع دیکھنا اوس سے کام لینا۔ اشتر مصر کو روانہ ہونے والے تھے کہ حضرت معاویہؓ کے جاسوس جو کوفہ مین متعین تھے یہ خبر پاکر ہوا ہو گئے اور فوراً اونکو خبر پہونچائی۔ یہ تو مدت سے مصر پر دانت لگائے بیٹھے تھے اس خبر نے انکو پریشان کر دیا اور سمجھے کہ اگر اشتر کا قدم مصر مین پہونچ گیا تو پہر قبضہ پانا کارے دارد۔ اشتر بڑا جری اور ہوشیار ہے۔ محمد بن ابی بکرؓ کی نسبت بدرجہا منتظم۔ امور سیاست مین پورا دخیل۔ یہہ بیرونی حملے مصر پر نہ آنے دیگا۔ آخر حاکم خراج قلزم کو کہلا بہیجا کہ اشتر گورنر مصر ہو کر جاتے ہین اگر کسی حیلہ و تدبیر سے تم انکا کام تمام کر دو تو جبتک تم زندہ ہو اور مین موجود ہون خراج قلزم تمکو معاف کر دونگا۔

ادہر یہہ انتظام کیا گیا اور ادہر اشتر جانب مصر روانہ ہوے جب قلزم پر پہونچے وہانکا حاکم سر راہ ان کا منتظر تہا نہایت تعظیم سے اپنے گہر لیگیا۔ نفیس مکان مین اوتارا اور میہمانداری مین مصروف ہوا۔ کہانیکے وقت طعام مکلف کہلایا۔ کہانیکے بعد شہد کا شربت جس مین زہر ہلاہل ملا تہا تواضع کیا۔ شربت پیتے ہی زہر نے اثر کیا اور فوراً اشتر راہی ملک بقا ہوے۔ (ابن اثیر)

جناب معاویہؓ سے ایسی حرکت نازیبا کا ارتکاب سمجھ مین نہین آتا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بہی کسی ذات شریف کا حاشیہ ہے اور یہہ بہی اوسی شخص کا قول ہے جو امیر المومنین علیؓ کا حضرت معاویہؓ پر لعنت کرنا اور اونکا اونپر تبرّا و سب و شتم کرنا نقل کرتا ہے چنانچہ علامہ ابن خلدون اس کو خلاف واقعہ و بعید از قیاس لکھتے ہین۔

جناب امیر المومنینؑ خبر موت اشتر سے نہایت درجہ غمگین ہوے اور بکمال تاسف فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آہ۔ مالک۔ تم اوٹھ گئے۔ تم کیا گئے۔ میرے دونون ہاتھ

جاتے ہے۔ منہ بند ہو گیا۔ کیا مالک کا مثل ونظیر دوسرا شخص باقی ہے (ہر گز نہین) اگر مالک کے مقابل کوئی شخص لوہے کا بنکر آتا تو یہہ بہی اوسکے حق مین لوہے کی بیڑی بن جاتے اگر وہ پتہر کا ہوتا تو یہہ بہی اوس سے زیادہ سخت پتہر ہوکر اوسکو توڑ ڈالتے۔ رونیوالے مالک پر روئین"

اشتر احادیث نبوی کے راوی ہین۔ جناب عمر فاروق رضؓ جناب علی مرتضی رضؓ حضرت خالد رضؓ ابن الولید۔ حضرت ابوذر غفاری رضؓ سے روایت کرتے ہین اور انسے ایک جماعت نے احادیث روایت کی ہین۔

محمد بن ابی بکر رضؓ کو بہی اشتر کا حاکم مصر ہونا شاق گذرا تہا۔ یہہ خیال امیر المومنین رضؓ کی بہی پیش نظر تہا لہذا بعد انتقال اشتر آپنے محمد کے نام معذرۃً یہہ خط لکہا۔ مجھکو معلوم ہوا ہے کہ اشتر کی تقرری سے تمکو ملال گذرا مگر اونکو حاکم کرکے تمہاری جگہہ بہیجا کچہہ اسوجہ سے نہ تہا کہ مجھکو تمہاری طرف سے بدظنی تہی۔ نہ یہہ وجہہ تہی کہ تم جہاد اور جنگ مخالفین مین سست تہے اور تمہاری سعی وکوشش کسی امر مین کم درجہ کی تہی اور مین نے تمکو مصر سے علیحدہ کیا تہا تو اوس سے بہتر اور آسان کام تمکو دیتا اور دوسری جگہہ کی حکومت جسکو تم حکومت مصر سے زیادہ پسند کرتے تمہارے حوالہ کرتا۔ بلکہ اشتر کے بہیجنے کا سبب یہہ تہا کہ وہ لڑائی مین سخت۔ کار آزمودہ۔ پرانے آدمی تہے۔ ہمارے خیر خواہ اور دشمن پر سخت تہے مگر اونکی عمر پوری ہو گئی تہی کہ موت آگئی۔ ہم اون سے راضی تہے۔ خداوند تو بہی اونسے راضی ہونا اور اونکو اجر وثواب دوناعنایت فرمانا۔ اب تم اپنی جگہہ قائم رہو اور دشمن کے مقابلہ مین صبر واستقلال پکڑو۔ لوگونکو خدا کی طرف دانائی کی بات اور نصیحت وپند سے بلاؤ۔ خدا کی یاد سے غافل نہ رہنا اوسی سے مدد چاہو اور اوسی سے ڈرو۔ تمہارے سب رنج وغم وہی دفع کریگا اور حکومت کے دشوار کامونپر وہی معین ومددگار ہوگا۔ محمد نے اسکا جواب یہہ لکہا۔ مکتوب شریف موصول ہوا۔ اوس

کا مضمون مین نے بخوبی سمجھ لیا۔ مجھسے زیادہ آپکی رائے و تجویز پر راضی ہونے والا دوسرا نہ ہوگا اور جسقدر مین حضور امیرالمومنین کے دشمنونکی مدافعت مین کوشش کررہا ہون کوئی دوسرا نہ کریگا جسدرجہ امیرالمومنین کا خیرخواہ مین ہون غالبًا دوسرا نہ ثابت ہوگا۔ بموجب حکم عالی مین نے لشکر جمع کرکے دشمن پر خروج کیا ہے اور مین عام لوگونکے ساتھ نہایت امن و اطمینان کا برتاو کررہا ہون البتہ جو ہمارے مخالف اور ہمسے لڑنیوالے ہین اونکے ساتھ ویسا ہی معاملہ ہے۔ مین ہرحال مین امیرالمومنین کا تابعدار و فرمانبردار اور حکم کی حفاظت کرنیوالا ہون والسلام۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ اولًا اشتر والئ مصر ہوکر گئے۔ بعد انتقال اونکے محمد بھیجے گئے اہل شام تا فیصلہ حکمین خاموش رہے پھر حضرت معاویہؓ سے بیعت کرلی جس سے ان کو ہرطرح کی قوت و طاقت حاصل ہوگئی۔ بخلاف اسکے اہل عراق نے اختلاف کیا بعضے تو حضرت علیؓ کے مطیع ہوے اور بعضے مخالف۔ برعکس اسکے حضرت معاویہؓ کی حکومت مستقل ہوگئی اگر انکو کھٹکا تھا تو صوبہ مصر کا اور ڈر تھا تو مصریونسے کیونکہ یہی ملک انکے قریب اور انکے قبضہ سے باہر تھا اور مصری عثمانیونپر دانت تیز کررہے تھے۔ انکو یہ بھی خیال تھا کہ مصر ایک بہت بڑا خطہ زرخیز ہے اوسکی آمدنی کثیر ہے اگر اسپر قبضہ ہوجاتا تو حضرت علیؓ کی لڑائی کی پوری قوت بلکہ اونپر غلبہ پانیکی قوی امید ہوجاتی۔ اس خیال سے انہون نے اپنے اصحاب و عمائد و اراکین خلافت۔ عمرو بن العاصؓ۔ حبیب بن مسلمہ۔ بسر بن ابی ارطاۃ۔ ضحاک بن قیس۔ عبدالرحمن بن خالد۔ ابوالاعور سلمی۔ شرحبیل بن سمط کندی کو بلاکر فرمایا۔ آپ لوگ جانتے ہین کہ مین نے اسوقت آپ کو کس واسطے جمع کیا ہے؟ مین نے ایک بڑی ضروری امراہم کے واسطے آپکو بلایا ہے۔ انہون نے جواب دیا۔ یہ تو اللہ ہی کو علم ہے کہ آپنے کس کام کو بلایا ہے مگر عمرو بن العاصؓ بولے۔ ہم سمجھتے ہین۔ آپنے ہمین اسواسطے بلایا ہے کہ مصر کی بابت

ہم لوگونکی رائے لین - اگر اسوقت ہماری طلبی سے یہی غرض ہے تو بسم اللہ فتح مصر پر عزم مصمم کر لیجیئے - اسکے فتح ہوجانے سے آپکی عزت اور آپکے اصحاب واعوان کی حرمت وشوکت کو ترقی ہوگی - آپکے دشمن سرنگون وخوار اور آپکے مخالف ذلیل وتباہ ہونگے - امیر معاویہ رض نے فرمایا - اے ابن العاص تمکو بھی یہی فکر ہے کیون نہو - پھر دیگر اصحاب سے کہا - عمرو بن العاص رض تو میری رائے کو پہونچ گئے - اب آپ سب کیا رائے دیتے ہین - سب نے کہا - عمرو کی رائے مناسب ہے آپنے پوچھا - کس طرح مصر ہاتھ آئے - عمرو رض نے رائے تو دیدی مگر کوئی تدبیر مصر ہاتھ آنے کی نہ بتلائی - عمرو بن العاص رض نے کہا - آپ ایک لشکر جرار تیار کیجیئے اوسپر ایک مرد ہوشیار وجانباز سردار بنایئے - وہ مرد ایسا ہو جسپر آپکو پورا بھروسہ واعتبار ہو - وہ لشکر لیکر مصر جاوے اہل مصر سے جو لوگ ہمارے ہم خیال ہین وہ اس لشکر سے مل جاوینگے جنکے ملنے سے ہمارے لشکر کو اور تقویت حاصل ہوگی اور امید ہے کہ بیشک ہمکو فتح ہوگی اور مصر پر قبضہ ہوجاویگا امیر معاویہ رض نے کہا - تمہارا کہنا درست ہے مگر میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ فوج کشی سے پہلے ہواخواہان جناب عثمان رض سے خط وکتابت کرکے اونکو اپنا ہمدم بنا لون - جب اونکا ارادہ اور نیت یقینی طور سے معلوم ہوجائے تو اونکو اپنے حال پر رہنے کی تاکید کرین پھر اپنے مخالفونکو خط وکتابت سے صلح کی جانب بلائین - اپنی عنایات واکرامات کا امیدوار کرین اگر وہ صلح کرلین تو پھر کیا کہنا مطلب حاصل ہوگیا ورنہ آخری درجہ لڑائی ہے پھر عمرو بن العاص رض سے کہا - اے ابن العاص - تمہاری شدت اور عجلت مین اللہ برکت دیتا ہے اور مجھکو نرمی اور تاخیر مین برکت ہوتی ہے - تم مصر کا رخ کرو - اونہون نے جواب دیا جو آپکے نزدیک مناسب ہو کیجیے مین نے تو کہہ دیا کہ بغیر جنگ کے مصر پر قبضہ پانا دشوار ہے -

اسوقت یہہ جلسہ برخاست ہوگیا حضرت معاویہ رض نے مسلمہ بن مخلد اور معاویہ بن حُدیج

سکونی کو خط لکھا۔ اوسمین اونکی تعریف و توصیف اور اونکے فعل کی شکرگذاری نہایت
قدردانی کے پیرایہ مین درج تھی پہر مطالبہ خون جناب عثمانؓ کی ترغیب اور تحریص و رغبت کچھ
انعام واکرام کا وعدہ کیا۔ یہ خط اپنے غلام سبیع کے ہاتھہ بھیجدیا جب ان دونون نے خط پڑہا
اوسکے جواب مین مسلمہ بن مخلد انصاری نے اپنے اور معاویہ بن حدیجؓ کی جانب سے یہ خط لکھا
جس امر ضروری کی طلب مین ہم نے اپنی جانین خرچ کردین اور حکم خدا کی پیروی کی ہے اسپر
اپنے خدا۔ مالک حقیقی۔ پروردگار عالم سے امید ثواب واجر اخروی رکھتے ہین۔ بارگاہ بیتیاز سے
امیدوار ہین کہ اپنے مخالفین پر فتح ونصرت پاوین اور جو لوگ ہمارے امام برحق امیرالمومنین
جناب عثمانؓ کے قاتل ہین اونپر جلد تر قہر الٰہی نازل ہو اور وہ اپنے اعمال بد کی سزا دنیا ہی مین
دیکھ لین۔ آپنے جو بنظر شاہانہ والطاف خسروانہ ہمکو امیدوار رحمت وعنایات حاکمانہ فرمایا۔
ہمکو اسکی پرواہ نہین اور نہ اس نیت سے خروج کیا ہے اور نہ طلب دنیا ہماری مقصود وغرض ہے
آپ اگر ہمارا ساتھہ دیتے ہین تو فوراً اپنا لشکر روانہ کیجیے۔ اسوقت ہمارے دشمن ہم سے
خائف ولرزان ہین ہمکو ذراسی مدد پہونچیگی تو خداوند تعالیٰ ضرور فتح نصیب کریگا۔ والسلام
یہہ خط حضرت معاویہؓ کو فلسطین مین ملا۔ آپنے وزرار وامرار خلافت کو بلاکر خط سنایا اور
اونسے رائے طلب کی سبنے بالاتفاق جواب دیا کہ فوراً ایک لشکر مرتب کرکے روانہ فرمایئے
چنانچہ چھہ ہزار آدمیون کا ایک لشکر تیار کرکے عمرو بن العاصؓ کو اوسپر سردار بناکر مصر کیجانب
روانہ کیا۔ وقت رخصت یہ نصیحت کردی "خبردار۔ جلدی نہ کرنا۔ اطمینان اور سہولت سے موقع پر
لڑائی سے کام نکالنا" عمرو بن العاصؓ یہہ لشکر لیکر چل دیئے اور قریب مصر کے ڈیرا ڈال دیا
گروہ عثمانی اس لشکر کی خبر پاکر جسقدر خاص مصر مین یا اطراف مصر مین تھا سب آکر ان سے
مل گیا۔ چندے بغرض رفع تکان سفر آسائش پذیر ہوے۔ عمرو بن العاصؓ نے محمد بن ابی بکرؓ کے

نام خط لکھا کہ اے ابن ابی بکرؓ۔ تم اپنی جان اور خون بچا کر مجھسے دور بھاگ جاؤ۔ مین نہین چاہتا کہ تمکو میری جانب سے زخم ناخن تک پہونچے۔ اس ملک کے تمام باشندے تمہارے خلاف پر متفق ہین۔ وہ زبردستی تمکو پکڑکر میرے حوالہ کردینگے۔ تم اس ملک سے نکل جاؤ۔ مین تمہارا خیرخواہ ہون۔ اسی مضمون کا ایک خط حضرت معاویہؓ کی طرف سے بہی تہا اوسمین واقعہ حصار جناب عثمانؓ۔ بلوائیونکا ذکر۔ انکی شرکت لکھکر اخیر مین دہمکی کے الفاظ لکھے تہے۔ محمد بن ابی بکرؓ نے دونون خط جناب امیرالمومنینؓ کی خدمت مین روانہ کئے اور جو کچھہ حال یہانکا تہا لکھکر کمک کی درخواست کی۔ آپنے اسکے جواب مین ارقام فرمایا۔ فی الحال اپنے لشکر سے مقابلہ کرو۔ عنقریب یہانسے اور لشکر پہونچتا ہے۔ جبتک دشمن سے لڑو اور اونکی سختی پر صبر کرو محمد نے یہہ جواب پاکر لوگونکو جمع کرکے لڑائی کے واسطے بلایا۔ انکے ساتہہ کنانہ بن بشر نے بہی لوگونکو بہت کچھہ جنگ کی ترغیب دی مگر صرف دوہزار آدمی لڑائی پر آمادہ ہوے۔ بدرجہ مجبوری انہین دوہزار جوانون سے مقابلہ پر نکلے۔ کنانہ بن بشر مقدمۃ الجیش کے افسر تہے

دونون لشکر میدان مین صف بستہ ہوے۔ عمرو بن العاصؓ نے ایک دستہ لشکر کنانہ پر بہیجا۔ کنانہ اوس سے لڑتے رہے اوس کو مار کر اسقدر پیچہے ہٹا دیا کہ وہ عمرو بن العاصؓ سے مل گیا پہر دوسرا لشکر آیا اوسکو بہی کنانہ نے پسپا کیا۔ چند مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ جو لشکر آیا تہوڑی دیر انسے لڑتا رہا پہر پیچہے ہٹ گیا۔ عمرو بن العاصؓ نے انکی ہمت وشجاعت دیکہکر غور کیا کہ اس طرح اسپر غلبہ پانا دشوار ہے۔ معاویہ بن حُدیج کو کہلا بہیجا کہ یکبارگی سب لشکر لیکر انپر ٹوٹ پڑو۔ معاویہؓ نے کل لشکر کے ساتہہ کنانہ بن بشر کو چارون طرف سے قلعہ بند کرلیا اور چوطرفی مار پڑنے لگی۔ یہہ بیچارے کل دوہزار تہے اور شامی سہ چند۔ پہر بہی کنانہ کے ہمراہی نہایت جوانمردی سے جواب دیتے اور اونکا منہ پہیر دیتے تہے مگر کرتے کیا غنیم نے بے طرح

گھیر لیا تھا۔ کنانہ نے جب یہ حالت دیکھی تو مع اپنے ہمراہیونکے گھوڑونسے اوتر پڑے اور
تلوار کھینچکر داد شجاعت دی یہانتک کہ شہید ہو گئے۔ جب انکی شہادت محمد کو معلوم ہوئی
تو اونکے ساتھی انکو اکیلا چھوڑ کر چل دیئے اور عمرو بن العاص ؓ انکے مقابل ہوے۔ یہ بیچارہ
تن تنہا کیا کر سکتے تھے اپنی جان لیکر معرکہ سے نکل کھڑے ہوے۔ جاتے جاتے راستہ سے
ہٹکر ایک کھنڈر مین جا چھپے۔ عمرو بن العاص ؓ نے پیچھا کیا جب نہ پایا تو فسطاط مین داخل ہوے
اور وہان ٹھیر گئے۔ معاویہ بن حدیج محمد کو ڈھونڈھتے ہوے اسی کھنڈر کے متصل جا نکلے
راستہ پر کچھہ لوگ نظر آے اونسے دریافت کیا ایکنے کہہ دیا کہ مین اس کھنڈر مین گیا تھا
وہان ایک شخص بیٹھا ہوا نظر آیا مین نہین جانتا کہ کون ہے۔ معاویہ نے کہا وہ محمد ہونگے
آخر انکے ہمراہی کھنڈر مین گھس پڑے اور اونکو گرفتار کر لاے۔ غریب بشدت پیاس سے
بدحواس قریب المرگ ہو رہے تھے۔ گرفتار کر کے فسطاط پہونچاے گئے۔ انکے سوتیلے بھائی
عبدالرحمن شامیونکے لشکر مین تھے بھائی کو اس حال مین دیکھکر عمرو بن العاص ؓ کے پاس
دوڑے گئے اور کہا۔ کیا میرا بھائی اس طرح بے بس کر کے مارا جائیگا۔ ہرگز ایسا نہین ہو سکتا
ابن حدیج کے پاس کسیکو بھیجکر منع کرا دو کہ وہ محمد کو قتل نہ کرین۔ عمرو بن العاص ؓ نے ابن حدیج
کے پاس آدمی بھیجکر محمد کو اپنے پاس بلا لیا اور عبدالرحمن سے کہا۔ تمنے کنانہ کو قتل کیا
مین محمد کو چھوڑ دون؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے جب دونون برابر ہین تو ایک کو مارنا ایک کو زندہ
چھوڑنا کیا معنی۔ یہ بھی قتل کیے جائینگے۔ محمد نے یہان آتے ہی پانی طلب کیا۔ معاویہ نے
جواب دیا۔ اگر مین تمکو ایک قطرہ بھی پانی کا پلاؤن تو خدا مجھکو کبھی پانی نہ پلاے۔ تم لوگون نے
حضرت عثمان ؓ پر پانی بند کر کے اونکو پیاسا قتل کیا تھا۔ واللہ مین تمکو ابھی قتل کرتا ہون۔ تم
خدا کے گھر گرم پانی اور پیپ خون دوزخیونکا پیتا۔ اونہون نے جواب دیا۔ اے یہودی بچہ

اے جولاہن کے لونڈے۔ یہ تیرے بس کی بات نہین۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستونکو (ماء سلسبیل وتسنیم سے) سیراب کریگا اور اوسکے دشمن تو اور تیرے یار دوزخ کا گرم پانی اور خون پیپ پینگے۔ اگر میرے ہاتھہ مین اسوقت تلوار ہوتی تو تیری تو کیا مجال تیری لشکر والے بہی اتنی قدرت نہ پاتے کہ مجھکو اس طرح گرفتار کرکے یہ باتین سناتے۔ ابن حدیج نے کہا۔ تجھکو خبر ہے کہ مین تیرے ساتھہ اب کیا معاملہ کرونگا۔ تجھکو گدہے کی کہال مین بہرکر جلاؤنگا۔ جواب دیا۔ کیا پرواہ ہی۔ اگر مجھکو اس طرح ماریگا تو عجب کیا۔ تم لوگون نے تو انبیاء اللہ کے ساتھہ بہی ایسا ہی کیا ہے۔ مجھکو خدائے قادر مطلق منتقم حقیقی کے انصاف سے امید ہے کہ تو اور تیرے یار معاویہؓ اور عمروؓ دوزخ کی دہکتی آگ مین پڑینگے۔ جب وہ بجھنے کے قریب ہوگی خداوند تعالےٰ اور ایندہن کا اضافہ کرکے اوسکو تیز کردیگا" معاویہ انکے اس سخت جواب سے پرغضب ہوے اور انکو قتل کرکے ایک مردہ گدہے کی کہال مین بہر کر آگ مین پہونک دیا (ابن اثیرؒ) یہ جنگ موضع منشارہ مین ہوئی اور محمد بمقام کوم شریک جلای گئے۔ بعض کہتے ہین کہ انکے بدن مین کچہہ جان باقی تہی کہ اوسی حالت مین آگ مین جہونک دیا (مسعودیؒ)

بعض کہتے ہین کہ محمد عمرو بن العاصؓ اور اونکے ہمراہیون سے خوب لڑے جب کنانہ شہید ہوے تو یہ بہاگ کر جبلہ بن مسروق کے گہر مین چہپ رہے۔ لوگون نے معاویہ کو خبر کردی۔ اونہون نے جاکر جبلہ کا مکان گہیر لیا۔ محمد باہر نکلے اور یہانتک لڑے کہ شہید ہوگئے۔

جناب علی مرتضیٰ رضؓ کے پاس جسوقت انکا خط پہونچا تہا تو آپنے جواب دیکر خود تیاری لشکر مین توجہ فرمائی اور لوگونکو جمع کرکے لڑائی پر ترغیب دی اور فرمایا کہ ہمارے ساتھہ بمقام جرعہ چلو۔ دوسرے دن علی الصباح آپ جرعہ کی طرف روانہ ہوے وہان پہونچکر دوپہر دن چڑہے تک کوفیونکا انتظار کیا مگر ایک متنفس بہی نہ آیا۔ مجبور حزین وملول خاطر واپس آے اور پہر

سہ پہر کے وقت سرداران قبائل کو جمع کر کے غمگین حالت مین یہہ تقریر کی۔ الحمدللہ۔ جو اوسنے چاہا کیا۔ اور اپنے فعل پر قادر رہا اور مجھکو تم لوگونمین مبتلا کیا۔ اے اہل قریہ تم میری اطاعت نہین کرتے اور میرے بلانے پر نہین آتے اب تمکو مصر کے معاملہ مین کسکا انتظار ہے۔ جہاد تمہارے ذمہ واجب ہے۔ واللہ اگر موت آجاوے اور مجھکو تم لوگونسے جدا کردے تو خیر مجبوری ہے ورنہ مین تمہارا ساتھہ چھوڑنے والا نہین۔ افسوس۔ تمکو اب کیا ہوگیا ہے۔ کیا تم نے دین قدیم چھوڑ دیا اور اتفاق نے تم سے کوچ کیا۔ کیا تمہارے اندر اب حمیت اسلامی۔ ہمدردی قومی باقی نہین رہی (حیف صد حیف) تم سنتے ہو کہ دشمن تمہارے شہرونمین گھس آے اور رات دن تم پر لوٹ مار کرتے ہین مگر تمہارے کان پر جون تک نہین رینگتی۔ کیا یہہ تعجب خیز حیرت انگیز نہین ہے کہ معاویہ دیہاتی سنگدل۔ گنوارونکو بلاتے ہین اور وہ بدون اسکے کہ سالانہ وظائف یا مزدوری واجرت پاتے ہون بیدرنگ سال مین ایک بار یا دو تین مرتبہ جب موقع پڑتا ہے لڑنے مرنے پر ساتھہ ہوجاتے ہین اور مین تمکو بلاتا ہون اور جنگ پر کس رجہ ترغیب دیتا ہون حالانکہ تم بمقابلہ اہل شام کے صاحب عقل وتمیز ہو۔ وظائف مقررہ کے علاوہ تمکو تمہاری محنت کی مزدوری بھی ہر مرتبہ اموال غنیمت سے خاطر خواہ ملتی رہتی ہے مگر لڑائی کے نام سے جی چراتے ہو اور مجھکو چھوڑکر گھر بیٹھے رہتے ہو۔ میری نافرمانی کرتے اور میری مخالفت پر آمادہ رہتے ہو" اس تقریر کو سنکر کعب بن مالک ارجی اوٹھے اور عرض کیا کہ آپ لوگونکو اسی وقت بلائین۔ مین ابھی چلنے کو حاضر ہون۔ مین اسی دن کے لئے گویا زندہ رہا ہون۔ پھر اور لوگونکی طرف مخاطب ہوے اور کہا۔ اے لوگو خدا سے ڈرو اپنے امام کا کہنا مانو۔ اونکے بلانے پر اونکی مدد کرو۔ اونکے دشمن سے لڑو اور مین تو دشمن کی طرف نکلتا ہون۔ اسکے ساتھہ دو ہزار جوان جانباز لڑنے کو تیار ہوگئے۔ امیرالمومنین پڑھنے

فرمایا۔ تم لوگ مصر کی طرف روانہ ہو مگر خدا کی قسم۔ میرا خیال یہہ ہے کہ تم اون تک نہ پہونچ سکوگے اور اونکا خاتمہ ہو جاویگا۔ ابن مالک نے دو ہزار کی جماعت سے تہوڑا ہی راستہ طے کیا ہوگا کہ حجاج بن غزیہ انصاری مصر سے آتے ہوے راستہ مین مل گئے۔ اونکی زبانی محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت معلوم ہوئی۔ اسی اثنا مین عبد الرحمن بن شبیب فزاری جو حضرت علیؓ کی طرف سے شام مین بغرض جاسوسی مقیم تہے کوفہ مین داخل ہوے۔ انہون نے بہی محمد بن ابی بکرؓ کا قتل ہونا۔ عمرو بن العاص کا مصر پر قبضہ پانا اور اہل شام کا محمد کے قتل پر خوش ہونا مفصل طور پر بیان کیا۔ آپنے فرمایا جسقدر اہل شام کو خوشی ہوئی اوسیقدر مجھکو غم و صدمہ ہی بلکہ اونکی مسرت سے چند حصہ زیادہ مجھکو غم ہے جسوقت سے ان لوگون کی لڑائی ہوئی ہے مجھکو اس درجہ کسی کے مرنے کا افسوس نہوا۔ محمد میرے پروردہ میرے بہتیجے تہے مین اونکو اپنا لڑکا سمجہتا تہا وہ بہی مجھکو مانتے تہے میرے مطیع و فرمانبردار تہے۔ ایسے شخص کے جانیکا جسقدر غم ہو کم ہے۔ ہم صبر کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ سے امیدوار اجر و ثواب ہین اوسیوقت آپنے مالک کو جو مصر کو جارہا تہا واپس بلا لیا۔ بعد ازان سب لوگون کو جمع کرکے فرمایا۔ اے لوگو۔ تم کو کچہہ خبر بہی ہے کہ مصر کا کیا حال ہوا۔ مصر پر ظالمون۔ بدکارون۔ باغیون کا قبضہ ہو گیا اور وہ لوگ اوسکے مالک و متصرف ہو گئے جو راہ خدا سے روکتے اور اسلام مین بغاوت و سرکشی کا طریقہ جاری کرتے اور اسلام مین کجی و گمراہی پیدا کرنا چاہتے ہین۔ خبردار ہو جاؤ۔ محمد بن ابی بکرؓ شہید ہو گئے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس رنج و صدمہ کا ثواب چاہتے ہین۔ قسم بخدا۔ محمد وہ شخص تہے کہ حکم قضا و قدر کے منتظر۔ اوسپر راضی و صابر و شاکر اونکے اعمال و افعال بہ نیت ثواب آخرت ہوتے تہے وہ فاجر و بدکار کو دشمن جانتے اوسکی وضع و قطع سے نفور تہے۔ مسلمانی عادت و طریق اونکو محبوب و مرغوب تہی۔ بخدا۔

مین اپنے نفس کو تقصیر نصرت و مدد محمد بن ابی بکرؓ پر ملامت نہین کرتا مین شدائد حرب سے واقف ہون۔ مین جنگ و حرب پر اقدام و جرأت کرتا ہون۔ طریق ہوشیاری سے بخوبی آگاہ ہون تمکو معاملات جنگ مین رائے صائب دیتا ہون اسوقت بہی تم لوگونکو علانیہ پکارتا رہا اور مثل ایک فریاد کرنے والے کے بلاتا رہا مگر افسوس۔ اب کوئی میری فریاد نہین سُنتا اور میرے حکم کی اطاعت نہین کرتا یہانتک کہ میرے کام انجام کار برے اور خراب ہوجاتے ہین۔ تم لوگ جیسے سابق مین تھے اب ویسے نہین رہے تم لوگونکی بدولت اگر کوئی اپنے دشمن سے بدلا یا خون کا معاوضہ طلب کرتا چاہے تو کیا ممکن ہے کہ کامیاب ہو؟ آج کچھ اوپر پچاس راتین گذرین کہ مین تمکو تمہارے بہائیون کی مدد کو بلاتا رہا مگر تم مین سے ایک بہی اپنی جگہ سے نہ ٹلا۔ تم بیٹھے ہوئے اونٹ کی طرح بلبلاتے رہے اور زمین سے اس درجہ بہاری و گران ہوکر چپٹے کہ گویا اپنے دشمن سے جہاد کرنے اور ثواب آخرت حاصل کرنے کی بالکل نیت نہین۔ پہر میرے اصرار و تاکید بلیغ سے کچھ لوگ ایک چھوٹا سا لشکر مرتب کرکے نکلے بہی تو اس طرح کہ موت کے منہ مین زبردستی ڈھکیلے جاتے ہون۔ تف ہے تمپر اور تمہاری پست ہمتی پر اور بزدلی و سستی پر۔ یہ تقریر ختم کرکے با دل بریان و چشم گریان سراپا تصویر اندوہ و غم تشریف لے گئے۔

محمد بن ابی بکرؓ ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ مین بمقام ذی الحلیفہ پیدا ہوئے۔ یہ زمانہ حجۃ الوداع کا تہا۔ آپ کی والدہ بہی حضور نبویؐ کے ہمراہ حجۃ الوداع مین شریک ہوئین۔ مدینہ منورہ سے جاتے ہوئے راستہ مین آپ پیدا ہوئے۔ آپکی والدہ اسماء بنت عمیس ہین۔ بعد وفات جناب ابوبکر صدیقؓ اسماء بنت عمیس حضرت علیؓ کے نکاح مین آئین۔ محمد گود مین تھے جناب علی مرتضیٰؓ نے انکو پرورش کیا۔ اس طرح یہ آپکے ربیب ہین۔ ماہ صفر ۳۸ھ مین شہادت پائی

انکی کنیت ابوالقاسم ہے منجملہ عابدین اہل قریش ہین۔صرف اسیقدر انکی نسبت نقص پیدا ہوگیا کہ محاصرہ جناب عثمانؓ مین شریک تھے (خمیس) (راقم) مگر انکا بعد کو تائب ہونا اور اپنے گناہ پر نادم ہونا ثابت ہے۔

انکے آگ مین جلائے جانیکا سبب جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی بددعا ہے۔ بروز جمل انہون نے ام المومنینؓ کے ہودہ مین ہاتھہ ڈالا تھا۔ام المومنینؓ نے انکو پہچانا نہین بددعا دی کہ جسکا ہاتھہ ہے خدا اوسکو آگ مین جلاوے۔انہون نے کہا۔بہن مین تمہارا بھائی ہون۔یہہ بددعا نہ دو بلکہ کہو دنیا کی آگ مین جلایا جاؤن۔آپنے فرمایا۔دنیا کی آگ مین جلے۔یہی بددعا تھی کہ دنیا کی آگ مین جلنا پسند کیا اور آتش آخرت سے محفوظ رہے۔ بعد جلانے کے انکو اوسی مقام پر دفن کردیا۔ایک برس بعد انکا غلام وہان گیا اور قبر کہود کر لاش نکالنا چاہی مگر صرف سر پایا اوسیکو لیجاکر زیر منارۂ مسجد نبوی دفن کردیا۔

جب آپ شہید ہوے تو آپکے غلام سالم آپکا پیراہن لیکر مدینہ مین پہونچے۔تمام مرد و زن اس حادثہ کی خبر سنکر انکے گہر مین جمع ہوے۔ام المومنین ام حبیبہؓ نے ایک دنبہ ذبح کراکر اوسکا گوشت بہنوایا اور جناب ام المومنین عائشہؓ کے گہر بطور طعام تعزیت بہیجا اور کہا۔ تمہارا بہائی غریب اسی طرح آگ مین بہونا گیا۔جناب صدیقہؓ نے اوسیوقت سے بہنا ہوا گوشت کہانا ترک کردیا۔

حضرت اسماءؓ والدہ محمد بن ابی بکرؓ نے اپنے فرزند کی خبر موت سنکر اس درجہ صبر و ضبط سے کام لیا کہ آپکی پستان پک کر پہوڑا ہوگیئن (آہ۔یہ بیٹے کا داغ تہا۔خدا کسی دشمن کو بہی نصیب نہ کرے۔)

جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نی اپنے بہائی عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کو عمرو بن العاص کے

پاس بھیجا اور اپنے بھائی شہید کی بابت بہت کچھ شکوہ و شکایت کی۔ عمرو بن العاص نے عذر کیا اور جواب دیا کہ مین اس کام مین نہ تھا یہ معاویہ بن حدیج کی کارروائی ہے۔ محمد بن ابی بکر کے اہل و عیال جن مین قاسم بھی تھے آپنے اپنے پاس بلا لیئے اور اونکی پرورش فرمائی۔ محمد کی عمر تقریباً اٹھائیس سال ہوئی۔

آمدن عبداللہ بن حضرمی بہ بصرہ

جب عمرو بن العاص مصر پر مسلط ہو گئے تو حضرت معاویہ کو مصر کی جانب سے اطمینان حاصل ہوا۔ اب بصرہ کا خیال پیش نظر تھا۔ عبداللہ بن حضرمی کو بلا کر کہا کہ اکثر اہل بصرہ حضرت عثمان کے ہواخواہ ہین اور بالکل ہمارے ہمخیال۔ مطالبہ خون عثمانی مین بہت سے اونمین سے ناحق مارے گئے۔ اب جو باقی ہین وہ اسی بنا پر علی سے کشیدہ خاطر و دلتنگ ہین اونکی دلی آرزو ہے کہ اگر کوئی طرفدار ہو کر اوٹھ کھڑا ہو تو سب کے سب ساتھ دین اور اپنے امام کے معاوضہ خون مین جان سے دریغ نہ کرین۔ مین تمکو بصرہ کی جانب روانہ کرتا ہون تم وہان پہونچکر قبیلہ مضر مین اوترنا۔ قوم ازد کی تالیف قلوب کرنا۔ ربیعہ سے علیحدہ رہنا۔ بجز انکے اہل بصرہ سے اور قوم تمہاری مخالف نہ ہوگی۔ چنانچہ ابن حضرمی بصرہ پہونچے اور بنی تمیم مین فروکش ہوے۔

اس زمانہ مین ابن عباس عامل بصرہ جناب علی مرتضی کے پاس گئے ہوے تھے اور انکی جگہہ زیاد بن ابیہ بصرہ مین نیابۃً کاروبار حکومت انجام دیتے تھے۔

ابن حضرمی کے پہونچتے ہی کل ہواخواہان جناب عثمان انکے پاس جمع ہو گئے ابن حضرمی نے کہا کہ حضرت امیرالمومنین عثمان تمہارے امام۔ امام الہدیٰ تھے۔ وہ مظلوم شہید ہوے علی نے اونکو قتل کیا تمنے اونکے خون کا مطالبہ کیا۔ شاباش۔ خدا تمکو جزائے خیر عطا فرماے

ضحاک بن قیس ہلالی نے جو ابن عباس رضؓ کے افسر پولیس تھے ابن حضرمی کا کلام قطع کرکے
کہا۔ اللہ تمکو تباہ کرے۔ تمہی سمجھے۔ تم یہہ کیا بک رہے ہو اور ہم کو کس کام پر بلا رہے ہو۔
تمہارا یہ ڈہنگ تو بالکل ویسا ہی ہے جیسا حضرات طلحہؓ و زبیرؓ نے کیا۔ ہم لوگون نے امیر المومنین
علیؓ کی بیعت کرلی تھی ہمارے سب کام درست ہو گئے تھے۔ ان دونون نے یہان آکر زبردستی
سبکو مخالفت پر برانگیختہ کیا اور ہم آپس مین کٹ مرے۔ اوسکے بعد اب ہم لوگون نے امیر المومنین
کی اطاعت قبول کی اونہون نے ہمارے قصور معاف کردیئے۔ اب ہم امن و آسائش مین
ہین۔ کیا تم ہمکو حکم کرتے ہو کہ پہر بدستور سابق اپنی تلوارین نکالکر آپس مین کشت و خون کا بازار
گرم کرین اور تمہاری غرض حاصل ہو کہ معاویہؓ تمام عالم کے سردار و بادشاہ ہو جاوین۔ بخدا
جناب علیؓ کی ایک دن کی حکومت معاویہؓ اور اونکی خاندان کی تمام عمر کی حکومت و امارت سے
بدرجہا بہتر ہے۔ عبداللہ بن خازم سلمی اوٹھ کھڑے ہوئے اور ضحاک سے کہا تم خاموش ہو
تم اس کہنے کے لائق نہین نہ تمہارا یہہ منصب ہے پہر ابن حضرمی سے کہا۔ ہم تمہارے یار و انصار
تمہارے ہاتہ ہین۔ تمہارا قول درست ہے تمہاری بات قابل سننے کے ہے۔ تم اپنا خط پڑہو۔
ابن حضرمی نے حضرت معاویہؓ کا خط نکالا اور پڑہنے لگے جس مین امیر المومنین عثمانؓ کی فضائل و
خصائل حمیدہ۔ آپکا رفاہ عام۔ امن و آسائش ملکی کی جانب متوجہ ہونا دشمنونکے حدود و
و سرحدات کی محافظت و دیگر انتظامات ملکی درج تھے پہر بحالت محاصرہ مظلوم شہید ہونا آپکا
قصاص ہر مسلمان کے ذمہ واجب ہونا۔ پہر ان لوگونکو مطالبہ خون عثمانؓ کی طرف بلانا۔
آخر مین یہہ بہی لکہا تہا کہ جو لوگ ہمارے ساتہ قاتلین عثمانؓ سے لڑینگے ہم اونکے وظائف و
عطایا سال مین دوبار مقرر کردینگے۔ احنف بن قیس اس مجمع سے اوٹھے اور یہ کہتے ہوئے
(مین کسی طرح تمہارے ساتہ نہین ہو سکتا) چلے گئے اور عمرو بن مرحوم عبدی نے یہ تقریر کی

اے لوگو۔ خبردار اپنے امام کی طاعت اور جماعت متفقہ اہل اسلام سے علیحدہ نہ ہونا۔ ہرگز اپنے امام المسلمین امیرالمومنین کی بیعت نہ توڑ بیٹھنا ورنہ تم خود بلاو مصیبت مین پڑ جاوگے عباس بن صحار عبدی کی قوم تو جناب علی مرتضیٰ کی موافق وجان نثار تھی مگر یہ اپنی قوم کی برخلاف تھے۔ کھڑے ہوکر بولے۔ صاحبو! مین ابن حضرمی کا مددگار ہون۔ ہاتھہ سے۔ زبان سے ہرطرح حاضر ہون۔ انکی مخالفت مین مثنی بن مخربہ عبدی (انکے ہم قوم) للکار کر بولے۔ اے ابن حضرمی۔ تم ہوشیار رہو تم ابن صحار کے غرہ پر نہ رہنا۔ واللہ۔ تم جہان سے آے ہو فوراً واپس جاؤ ورنہ ہم اپنی تلوارون اور نیزونکے ساتھہ تم سے جہاد کرینگے۔ ابن حضرمی (باہمی مخالفت اور عام شورش سے ڈر کر) صبرہ بن شیمان سے مخاطب ہوکر بولے تم عرب کے نامی اشخاص مین سے ہو تم میری مدد کرو۔ صبرہ نے جواب دیا۔ اگر تم میرے گھر مین اترتے تو بیشک مین ہرطرح تمہارا مددگار ہوتا۔

زیاد بن ابیہ یہہ رنگ ڈھنگ دیکھکر فتنہ برپا ہونے سے ڈرے حصین بن منذر و مالک بن مسمع کو بلاکر کہا۔ اے سرداران بکر بن وائل آپ امیرالمومنین علیؓ کے انصار معتمد علیہ ہین۔ آپنے دیکھا۔ ابن حضرمی کی ذات سے کس درجہ فتنہ برپا ہوا اور لوگ کسقدر انکی طرف مائل ہوگئے۔ جبتک امیرالمومنین کا کوئی حکم آوے آپ میری مدد وحمایت کرین اور ابن حضرمی اور انکے ہمراہیونکے ہاتھہ سے بچائین حصین بن منذر نے تو قبول کیا مگر مالک بن مسمع نے ٹالنے کے طور پر کہا۔ آپ دیکھتے ہین کہ مین تنہا نہین ہون بلکہ اور لوگ بھی میرے شریک ہین مین اونسے بھی راے لے لون جب آپکو جواب دونگا۔ مالک دل سے بنی امیہ کیجانب مائل تھے۔ زیاد انکا جواب سست اور انکی طرف سے ڈھیل ڈھال دیکھکر غور کرنے لگے کہ اب کیا کرین یہہ خیال کیا کہ اگر ربیعہ برخلاف ہوگئے تو مشکل پڑیگی لہذا انکو ملانا چاہیے

یہہ تجویز کر کے صبرہ بن شیمان حدانی ازدی سے درخواست کی کہ انکو اور بیت المال کو اپنے
امن و حفاظت مین لے لین۔ صبرہ نے جواب دیا۔ اگر خزانہ میرے گھر مین اوٹھا لاؤ تو مین
اوسکی اور تمہاری حفاظت کرونگا۔ زیاد خزانہ اور منبر صبرہ کے گھر حدّان مین اوٹھوا لیگئے
خود بھی اونہین لوگونمین مقیم ہوے۔ نماز جمعہ مسجد حدّان مین پڑہتے تھے۔ کھانا پکوا کر لوگونکو
کھلاتے تھے ایک روز زیاد نے جابر بن وہب راسبی سے کہا۔ مین خیال کرتا ہون کہ
ابن حضرمی اپنے ارادہ سے باز رہنے والے نہین اور ضرور لڑینگے مگر یہہ نہ معلوم ہوا کہ
اونکے ہمراہی کیا ارادہ رکہتے ہین۔ زیاد جب نماز پڑہ چکے اور مسجد مین بیٹھے لوگ انکے پاس
آگئے۔ جابر نے کہا۔ اے سرداران ازد۔ قبیلہ تمیم والونکو بڑا غرّہ ہے۔ اپنی قوت و طاقت کے
آگے دوسرونکو کچھ مال نہین سمجھتے۔ وہ کہتے ہین کہ لڑائی مین ہم سے زیادہ صابر۔ مضبوط
کوئی نہین۔ ازد کی کیا حقیقت ہے، وہ ہمارا مقابلہ کیا کر سکتے ہین۔ مجھکو یہہ خبر لگی ہے کہ
تمیم تم پر حملہ کر کے اونکو جو تمہاری پناہ مین ہین جبراً تمسے چہین لیجاوین۔ اگر ایسا اونہون نے کیا
تو تم کیا کروگے اور تمہاری کیا بات رہیگی اور تم زیاد کو اپنی پناہ مین لے چکے ہو اور
بیت المال بہی تمہاری حفاظت مین آگیا ہے۔ اب اسکی نگہبانی بہی مقدم ہے۔ صبرہ بن
شیمان بول اوٹھے۔ وہ اگر شیر مرد ہین تو یہان بہی شیر دل ہین۔ اگر احنف آئین تو مین انکے
واسطے موجود ہون۔ اگر اونکے اور دوسرے حامی و مددگار آئین تو مین حاضر ہون۔ اگر
وہ اپنے جوان نوعمر ونکو بہیجین تو یہان بہی بفضل الٰہی اونکے جوڑ کے پٹھے تیار ہین۔
زیاد نے حضرت علی مرتضیٰ کی خدمت مین لکھہ بہیجا۔ آپنے کوفہ سے اعین بن ضبیعہ مجاشعی
تمیمی کو بصرہ مین بہیجدیا تا کہ اپنی قوم تمیم کو ابن حضرمی سے الگ کرلین اور اگر تمیم نہ مانین تو اونسے
لڑین اور امیر المومنین کے فرمانبردار قبائل سے انکے دفع کرنے پر مدد لین۔ زیاد کو بہی

یہی مضمون لکھا۔ اعین بصرہ میں پہونچکر زیاد کے پاس وترسے اور اپنی قوم اور دیگر قبائل کو جمع کرکے ابن حضرمی کے پاس گئے۔ اونسے بحث کرتے رہے بہت کچھ سمجھایا۔ دن بھر ابن حضرمی کے ساتھہ گفتگو ہوتی رہی اور سخت کلامی گالی گلوج تک نوبت پہونچی شام کو جائے قیام پر واپس آئے۔ رات کو اعین کے پاس چند لوگ آئے جو خارجی تھے اور بعضے کہتے ہین کہ ابن حضرمی نے انکو اعین کے قتل پر مقرر کیا تھا۔ یہ لوگ اعین سے گفتگو کرتے رہے پھر دہوکے سے انکو قتل کرکے نکل گئے۔ جب اعین مارے گئے زیاد نے چاہا کہ اپنے لوگونکو لیکر ابن حضرمی پر حملہ کرین مگر تمیم انکے قصد پر مطلع ہوگئے اور ازد سے کہلا بھیجا کہ جو لوگ تمہاری پناہ مین ہین ہم اونسے متعرض نہین ہوتے پھر کیا وجہ ہی کہ جو ہماری پناہ مین ہون تم اونسے تعرض کرنا چاہتے ہو۔ ازد لڑائی سے رکے اور جواب دیا کہ اگر تمیم ہماری ہمسایہ سے تعرض کرینگے تو بیشک اوسوقت ہم اونکو روکینگے اور اپنے ہمسایہ اور پناہ لینے والونکی حمایت کرینگے۔ اس طرح طرفین ایک دوسرے کی جنگ سے باز رہے۔ زیاد کو جب ان لوگونکی مدد سے مایوسی ہوئی تو امیر المومنین کی خدمت مین پوری کیفیت اور اعین کا قتل ہونا لکھہ بھیجا آپنے اس مرتبہ جاریہ بن قدامہ سعدی تیمی کو پچاس اور بروایتے پانچسو بنی تمیم کے ہمراہ روانہ کیا اور زیاد کو لکھا کہ تم جاریہ کی مدد کرنا۔ جاریہ بصرہ مین پہونچکر زیاد سے ملے۔ انہون نے انکو اعین والے مقدمہ سے ڈرایا اور کہا۔ ذرا ہوشیار رہنا جاریہ ازد مین داخل ہوئے۔ زیاد اور بیت المال کی حفاظت پر انکو شاباشی دی اور کہا جزاکم اللہ خیرا۔ ایسا ہی چاہیئے جسوقت کہ اور لوگ حق سے جاہل رہے تم نے حق کو خوب پہچانا۔ پھر جناب علیؑ کا فرمان پڑھ کر سنایا اوسمین انکو دہمکی اور لعنت ملامت لکھی تھی اور یہہ بھی لکھا تھا کہ مین آتا ہون اور پھر ایسا واقعہ تمپر پیش آویگا کہ جنگ جمل اوسکے سامنے

فراموش کر دوگے۔ صبرہ بن شیمان نے کہا۔ ہم امیرالمومنینؓ کے حکم کے گوش دل سے سننے والے اور جان سے اطاعت کرنیوالے ہین۔ جو امیرالمومنینؓ کا دشمن ہے اوسکے واسطے ہم لڑائی ہین اور جس سے امیرالمومنین صلح کرلین ہم بہی اوسکے حق مین صلح ہین۔

جاریہ اپنی قوم تمیم مین گئے اور امیرالمومنینؓ کا خط سنایا۔ اکثر انکے تابع ہوگئے۔ جاریہ اپنے تابعین اور قبیلہ ازد کو لیکر ابن حضرمی کے مقابلہ پر نکلے۔ ابن حضرمی کے سوارون کے سردار عبداللہ بن خازم سلمی تہے۔ ایک گہنٹہ خوب لڑائی رہی۔ شریک بن اعور حارثی جاریہ سے مل گئے۔ ابن حضرمی شکست کہاکر بہاگے اور قصر سنبیل مین جاکر مع ابن خازم کے قلعہ بند ہوے۔ ابن خازم کے پاس اونکی والدہ جو حبشیہ تہین دوڑی آئین۔ ابن خازم سے کہا کہ میرے ساتہہ یہان سے چل مگر انکار کرنی پر کہنے لگین۔ تجہکو خدا کی قسم کہ تو میرے ساتہہ چل ورنہ مین ابہی سب کے سامنے کپڑے اوتار کر ننگی ہوئی جاتی ہون۔ مجبور ابن خازم مان کے ساتہہ چلے آے اور اس مہلکہ سے نجات پائی۔ جاریہ نے اوس محل مین آگ لگادی۔ ابن حضرمی مع ستر آدمیو نکے جلکر بہسم ہوگئے اور زیاد قصر خلافت مین واپس آے۔ یہ محل قدیم زمانہ سے اہل فارس کا بنایا ہوا تہا۔ اب اسوقت سنبیل سعدی کا تہا اور وہی اسپر قابض تہے۔ عمارت عالیشان۔ گرد اسکے خندق کہدی تہی۔ جل کر مرنے والو مین دباع بن بدر حارثہ بن بدر کے بہائی بہی ہین۔

قصۂ خریت بن راشد ناجی وبنی ناجیہ

یہہ اپنی قوم کا سردار تہا تین سو بنی ناجیہ اسکے رفیق ومطیع تہے۔ خریت ناجی واقعہ جمل مین مع اپنی قوم کے بصرہ سے نکلکر امیرالمومنین علیؑ کا شریک ہوا پہر صفین مین آپکے لشکر مین ہوکر اہل شام سے لڑتا رہا بعد تقرر حکمین آپکے ساتہہ کوفہ واپس آیا اور تا فیصلہ مقیم رہا۔ اسوقت تک ہر طرح آپکا مطیع سمجہا جاتا تہا۔ خدا جانے کیا شامت سوار ہوئی کہ خواہ مخواہ یک بیک جناب علیؑ کی

مخالفت پر اوٹھہ کھڑا ہوا۔ ایک روز اپنی قوم کے تیس سوار لئے ہوئے آپکی خدمت مین حاضر ہوا
اور بکمال بیباکی منہ در منہ کہنے لگا۔ اے علیؓ۔ واللہ۔ مین اب تمہارا مطیع نہین۔ آج سے
تمہارے پیچھے نماز نہ پڑھونگا اور کل تمہارے شہر سے نکل جاؤنگا۔ آپنے فرمایا۔ کمبخت خدا کرے
تو تباہ ہو۔ تیری مان تجھکو روے۔ میرا کوئی نقصان نہ ہوگا تو ہی خدا کا نافرمان۔ اوسکا عہد
توڑنے والا ہے۔ اسکا وبال تیری ہی جان پر پڑیگا۔ یہ تجھکو بیٹھے بٹھائے سوجھی کیا۔ کیون
بادیہ ضلالت مین گمراہ ہوتا ہے۔ اپنے شبہات وشکوک مجھپر ظاہر کر۔ خریت نے جواب دیا۔
تمہارا قصور خوب میرے ذہن نشین ہوگیا کہ تم نے تقریر حکمین خطا کی۔ امور حقّہ مین ضعف و
کاہلی روا رکھی۔ ظالمونکی کہنے پر مائل ہوئے اسوجہ سے مین تمکو چھوڑے دیتا ہون۔ اہل شام کو
بھی دشمن جانتا ہون اور تم دونون فریق سے بیزار ہوکر جدا ہوتا ہون۔ ارشاد ہوا۔ ای مرد
نادان۔ ذرا صبر کر میرے پاس بیٹھہ جا مین تجسے قرآن وحدیث کی رو سے بحث کرکے تیرے
شکوک رفع کئے دیتا ہون اور جو خیالات تیری گمراہی کا باعث ہوے ہین اونکو ظاہر کرکے
تیرے دل کو کدورت عقائد باطلہ سے صاف کردونگا۔ مین اس کام سے خوب واقف ہون
شائد ایسا ہو کہ جن باتونکا تو اسوقت منکر ہے اونہین کے حق ہونے کا قائل ہوجاے۔
خریت بولا۔ اسوقت تو مین جاتا ہون پھر دوسرے وقت تمہارے پاس آؤنگا اور تمہاری
باتین سنونگا۔ فرمایا۔ ایسا نہو کہ شیطان تجھکو بہکادے اور جہال کی باتومین آکر ذلیل وخوار
ہو۔ بخدا۔ اگر طلب رشد وراہ صواب کا طالب ہے اور میری بات قبول کریگا تو مین تجھکو راہ حق
دکھلادونگا۔ خریت نے اصلا توجہ نہ کی سیدہا اپنے گھر گیا اور اوسی شب کو مع رفقا واحباب کے
کوفہ سے نکلکر چلتا ہوا۔ صبح جب آپکو معلوم ہوا۔ فرمایا۔ خدا کی رحمت سے اونکو دوری ہوئی جیسا کہ
قوم ثمود رحمت الٰہی سے دور پڑگئی۔ آج شیطان نے اونکو ورغلا کر گمراہ کیا۔ کل اون سے

بیزار ہو جاویگا۔ زیاد بن خصفہ بکری نے عرض کیا۔ امیرالمومنین۔ اس جماعت قلیل کے نکل جانیکا ہمکو کوئی غم نہین ہی کیونکہ اس مقدار کے ملے رہنے سے کچھ ہماری تعداد کثیر نہ تھی نہ انکی نکل جانے سے کچھ کمی ہوئی ہان اونکی تعداد ناقص ہوئی لیکن انکے جانے سے خوف ہے تو یہ ہے کہ یہ ہمارے مطیعین سے ملکر جماعت کثیرہ کو بگاڑینگے اور جو لوگ امیرالمومنین کی اطاعت قبول کر کے آنے والے ہین وہ بھی انکے بہکانے سے رک رہین گے۔ امیرالمومنین اگر مجھکو اجازت دین تو مین پیچھا کر کے انکو آپکے حضور مین جس طرح ممکن ہو واپس لاؤن۔ ارشاد ہوا تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ لوگ کدہر گئے ہین۔ عرض کیا۔ نہین۔ مگر مین پوچھتا ہوا اونکے نشانات منزل وجای قیام دیکھتا چلا جاؤنگا۔ حکم ہوا۔ اگر یہہ ہمت ہے تو بسم اللہ جاؤ خدا تمکو اس ارادہ مین کامیاب کرے اور اس کار خیر کا اجر عظیم عنایت فرماے مگر سردست یہانسے نکلکر دیرابی موسیٰ مین ٹھیرو۔ جسوقت میرا حکم تمکو پہونچے آگے کا قصد کرنا۔ مین بھی اون لوگونکا پتہ لگاتا ہون اگر وہ ظاہر و آشکارا ہو کر کہین گئے ہین تو میرے عمال اونکا حال ضرور لکھین گے۔ زیاد اجازت پاکر گھر آے اور اپنے یارون کو جمع کر کے اپنا قصد ظاہر کیا۔ ایکسو تیس جوان ہمراہ ہوے۔ زیاد نے کہا۔ اسقدر جماعت ہمکو کافی ہے اور اتنے آدمی اونکے مقابلہ کو بہت ہین۔ زیاد اس جماعت کے ہمراہ دیرابی موسیٰ مین آکر فروکش ہوے۔ ادہر جناب امیرالمومنین کے پاس قرظہ بن کعب انصاری کا خط آیا اوسمین لکھا تھا کہ خریت مع اپنے یارون کے نفر کی جانب گیا ہے ان لوگون نے ایک دہقان مسلمان کو ناحق قتل کر ڈالا ہے۔ زیاد کو دیرابی موسیٰ مین ایک ہی دن انتظار کرنا پڑا کہ دوسرے دن فرمان مرتضوی پہونچا۔ اوسمین بھی ناحیہ کا حال۔ مسلمان کو قتل کر ڈالنا درج تھا اور حکم تھا کہ تم انکے پیچھے جاؤ۔ پہلے زبانی پند و نصیحت سے واپس کرنیکی کوشش کرنا اگر مان جائین تو بہتر ہی ورنہ درصورت انکار و انحراف جنگ کرنا۔

یہہ خط عبداللہ بن وال کے ہاتھہ بہیجا گیا۔ عبداللہ نے آپ سے اجازت مانگی کہ مجھکو بہی زیاد کے ہمراہ جانیکا حکم ہو۔ آپنے انکو بہی اجازت دی اور فرمایا مجھکو خدا سے امید ہے کہ تم بہی حق پر میری مدد کرنے والون مین ہوگئے اور باغی قوم پر میری نصرت کرنے والی جماعت مین تم کو بہی خداوند تعالی داخل فرماویگا۔ ابن وال کہتے ہین کہ امیرالمومنینؑ کے یہہ کلمات مجھکو سرخ اونٹون سے زیادہ محبوب ہین۔ عبداللہ بن وال فرمان امیرالمومنینؑ لیکر زیاد سے ملے۔ پہر یہہ سب بیرابی موسی سے کوچ کرکے نفر پہونچے۔ وہان جاکر معلوم ہوا کہ بنی ناجیہ جرجرایا کی طرف گئے ہین۔ زیاد اودہر روانہ ہوے اور بمقام مذار اونکو جا لیا۔ خریت اپنی جماعت کے ہمراہ مذار مین اوترا ہوا تہا۔ ان لوگونکو آے ہوے ایک دن رات پورا گذر چکا تہا ہر طرح آرام حاصل کرکے تکان سفر دفع کرچکے تہے۔ اسکے برعکس زیاد کے ہمراہی کوفت سفر سے خستہ و بدحال تہے بنی ناجیہ انکو دیکہتے ہی جہٹ پٹ لڑائی کے واسطے آمادہ ہوگئے۔ سوارون نے اپنے اپنے گہوڑے تیار کرلئے اور سوار ہوگئے۔ خریت نے پوچہا۔ تم کس ارادہ سے آے ہو۔ زیاد چونکہ تجربہ کار تہے آگی بڑہکر بولے۔ تم دیکہتے ہو کہ ہم ابہی سفر کئے ہوی چلے آرہے ہین تکان سفر تک دفع نہین ہوا ہم جس غرض سے آے ہین وہ کوئی معمولی بات نہین کہ علانیہ ظاہر کردی جاے ذرا ہم ستالین پہر تمسے تنہائی مین ملکر اوس کام کا ذکر کرینگے۔ اگر وہ بات تمہین مفید معلوم ہو تو قبول کرنا۔ اسی طرح ہم بہی تمہاری بات سنین گے اور اوسپر غور کرینگے۔ خریت نے کہا۔ مناسب ہے زیاد پانی کے پاس اوتر پڑے۔ سپاہیون نے کمرین کہول ڈالین۔ ناشتہ کیا۔ جانورونکو دانہ چارا دیا۔ بنی ناجیہ بہی اوتر پڑے۔ زیاد نے اپنے ہمراہیون سے کہا۔ یہہ لوگ شمار مین ہماری ہی جماعت کے برابر ہین۔ کچہہ زیادہ نہین اور ہمکو یقین ہی کہ انجام کار ہماری انکی لڑائی ضرور ہوگی دیکہو ہمت نہ ہارنا۔ ایسا نہ ہو کہ انکے مقابلہ مین عاجز ہوجاو۔ یہہ کہکر خریت کی طرف گئے

اوس کے ہمراہی آپس مین کہہ رہے تھے کہ یہہ لوگ ہمارے پاس تھکے ماندے آئے ہین ہم نے انکو آرام کرنیکی مہلت دیدی ہے مگر یہہ راے مستحسن نہ تھی۔ انکو اوسی حال مین مارنا مناسب تھا۔ زیاد یہہ سنتے ہوے خاموش آگے بڑہے اور خریت کو بلا کر کہا۔ تم نے امیر المومنین ؑ کی اور ہم لوگونکی کیا خطا دیکھی جو ہمکو چہوڑ دیا۔ خریت نے جواب دیا مین نے تمہارے امام کی عادت۔ خصلت۔ امارت۔ اچہی نہ پائی اسواسطے علیحدہ ہو گیا اب اون لوگونکے ساتہہ ہون جو خلافت کو شوریٰ کرکے کسی ایک کو باتفاق جملہ اہل اسلام خلیفہ بنا وینگے۔ زیاد نے کہا۔ کیا حضرت علی ؑ سا شخص لوگونکو مل جاویگا۔ خریت نے کہا مین تو یہہ نہین کہتا۔ زیاد بولے جب یہہ تسلیم کرتے ہو تو مسلمان کو ناحق کیون قتل کیا۔ جواب ملا مین نے کسیکو نہین مارا ہان میرے ہمراہیون نے ضرور ایک دہقانی کو قتل کیا ہے۔ زیاد نے کہا۔ قاتل کو حوالہ کرو تاکہ قصاص مین اوسکی گردن ماریں خریت بولا۔ یہہ میرے امکان مین نہین ہے۔ اس گفتگو سے کچہہ کام نہین نکلا۔ زیاد نے اپنے ہمراہیونکو آواز دی اور خریت نے اپنے یارونکو بلایا۔ دونون مین لڑائی شروع ہو گئی۔ پہلے نیزہ بازی ہوئی جب نیزونکے ٹکڑے اوڑ گئے تو تلوارین نکل آئین اور دیر تک طرفین سے برابر تلوار چلتی رہی یہانتک کہ اکثر گہوڑے کام آئے۔ دونون طرف کے لڑنیوالے زخمی ہوے۔ زیاد کی طرف دو آدمی اور خریت کے رفقا مین سے پانچ جوان مارے گئے۔ دن گذر گیا رات آگئی۔ دونون گروہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ زیاد نے بہی زخم کاری کہایا۔

خریت رات ہی کو مع ہمراہیان یہانسے نکل گیا۔ زیاد چونکہ مجروح ہو گئے تہے تعاقب نکرسکے زخمیونکے مرہم پٹی کی غرض سے بصرہ لوٹ آے۔ یہان پہونچنے پر معلوم ہوا کہ خریت اہواز پہونچگیا اور اوسکے متصل کسی جگہہ اوترا ہے اوسکے پاس قریب دوسو کے جماعت ہو گئی ہے زیاد نے یہہ سب حال لکہکر امیر المومنین ؑ کی خدمت مین اطلاع دی۔ اخیر مین یہہ بہی لکہدیا کہ

بانتظار صدور حکم مین یہان مقیم ہون۔ جناب علی مرتضی نے یہہ خط پڑہکر حاضرین دربار کو سنایا معقل بن قیس نے کہڑے ہوکر عرض کیا کہ اس گروہ باغی بد شعار کے مقابلہ کے لیے لشکر جرار ہو۔ بمقابلہ فی کس دس آدمی آپکے لشکر کے ہون اور جب مقابلہ ہو تو اس طرح اونپر مار پڑے کہ اونکا بالکلیہ استیصال ہوجاے اگر اونہین لوگونکے برابر ہماری طرف کے لڑنے والے بہی ہونگے تو وہ لڑائی سے مُنہ نہ موڑینگے اور نہ مغلوب ہونگے۔ ارشاد ہوا۔ اے معقل تمہین اس جنگ پر جاؤ اور طائفہ اشرار کا خاتمہ کرو۔ روانگی کے وقت یہ وصیت کی خدا سے ڈرتے رہنا۔ اہل قبلہ پر ظلم نہ کرنا اہل ذمہ پر ظلم وستم روا رکہنا۔ تکبر نہ کرنا خدا تکبر کرنے والونکو دوست نہین رکہتا معقل دو ہزار جوانان اہل کوفہ کے ہمراہ روانہ ہوے۔ یزید بن معقل اسدی بہی ساتہ تہے جناب علی مرتضی رضؓ نے ابن عباسؓ کے نام فرمان لکہا کہ لشکر بصرہ سے دو ہزار مردان کارزار ہے بسرداری کسی مرد شجاع کے معقل کی مدد کو روانہ کرو۔ راستہ بہر لشکر بصرہ پر وہی شخص سردار رہے مگر جب معقل سے مل جاوے تو معقل دونون لشکر کے افسر سمجہے جاوین۔ دوسرا خط زیاد بن خصفہ کے نام تہا۔ پہلے اونکی تعریف اور شکریہ کے الفاظ تہے اخیر مین لکہا تہا کہ تم ہمارے پاس واپس آؤ اودہر خریت ناجی کی جماعت بہی روز افزون ترقی پر تہی۔ ایک گروہ کفار اہواز کا انسے آملا۔ عرب کے دیگر اقوام کمینہ۔ چور۔ قزاق۔ ساتہہ ہوگئے۔ کفار و اہل خراج اس مخالفت سے یہ امید رکہتے تہے کہ ہم خراج مقررہ سے بچ جائینگے چنانچہ اونہون نے سہل بن حنیف کو جو عامل فارس تہے نکال دیا۔ مگر یہہ روایت اخراج سہل اوس قول پر ہے جو کہتے ہین کہ انکا انتقال ۳۸ھ مین نہین ہوا۔ بہرکیف خریت کی جماعت اور جتہا ایک معتد بہ تعداد پر ہوگیا اور گویا اوس نواح کا یہہ خود سر و مستقل حاکم بن گیا۔

معقل بن قیس اہواز پہونچے اور انتظار آمد لشکر بصرہ مین مقیم رہے۔ جب اوسکے پہونچنے مین

دیر ہوئی تو اپنے لشکر کو لیکر خریت کی طلب مین نکلے۔ ایک ہی منزل گئے تھے جو لشکر بصرہ بسرداری خالد بن معدان طائی مل گیا۔ دونون لشکر ملکر آگے بڑہے۔ کوہستان رامہرمز کے ایک پہاڑ مین خریت کا لشکر انکو ملا اور اوسی مقام پر دونون لشکر صف آرا ہوے۔

معقل نے اپنے لشکر کو اس طرح ترتیب دیا کہ میمنہ پر اپنے بیٹے یزید بن معقل کو متعین کیا میسرہ منجاب بن راشد ضبّی کی نگرانی مین دیا۔ خریت نے بھی میمنہ لشکر مین عرب اپنے ہمراہی اور دیگر بلاد کے مقرر کئے۔ کفار و قوم اکراد میسرہ مین تھی۔

جب صف آرائی ہوچکی تو خوب جمکر لڑائی ہوئی۔ معقل نے سخت حملہ کیا ایک ساعت تک تو خریت کا لشکر لڑتا رہا پہر بہاگ نکلا معقل نے تعاقب کیا۔ ستر جوان بنی ناجیہ اور دیگر عرب مارے گئے۔ کفار و اکراد کے تقریبًا تین سو کام آے۔ خریت ایک جماعت اپنی قوم کی لیکر نکل گیا اور سواحل بحر پر جاکر دم لیا۔ وہان یہہ ڈہنگ اختیار کیا کہ جس قریہ و بستی مین پہونچا وہان والونکو امیر المومنین کے خلاف پر اوبہارا یہانتک کہ مختلف بلاد کے باشندے اسکے تابع ہوگئے اور اسکی قوت زائل شدہ بحال ہوگئی۔

معقل علاقہ اہواز مین مقیم رہے اور امیر المومنین کی خدمت مین عرضداشت متضمن نوید فتح ارسال کی۔ آپنے اصحاب کو سنائی اور اونسے مشورہ لیا۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ ہمارے نزدیک معقل کو حکم دین کہ خریت کا پیچھا نہ چھوڑین۔ خواہ قتل کرڈالین ورنہ ممالک اسلامیہ سے باہر کردین چنانچہ آپنے معقل کو یہی لکہہ بہیجا وہ یہہ حکم پاکر خریت کی تلاش مین مصروف ہوے معلوم ہوا کہ سواحل بحر مین لوگونکو برگشتہ کررہا ہے۔ عبد القیس اور دیگر قبائل عرب کو لڑائی پہ آمادہ کررکہا ہے معقل آگے بڑہے۔ فارس ہوتے ہوے سواحل بحر تک پہونچ گئے۔ خریت انکی آمد سنکر دوسری چال چلا۔ اسکے ہمراہ بقیۃ السیف خوارج ستھے اونسے کہا۔ مین تمہارے

عقیدہ اور مذہب پر ہون مین بہی یہی کہتا ہون کہ علیؓ کو حکم مقرر کرنا ہرگز درست نہ تہا۔ بعضونے یہہ کہا۔ علیؓ نے اپنی خوشی سے حکم مقرر کیا مگر اونکے حکم نے اونکو خلافت سے معزول کر دیا۔ ہواخواہان عثمانی سے اس طرح تقریر کی۔ مین تمہارے عقیدہ پر ہون۔ جناب عثمانؓ مظلوم و ناحق قتل کیئے گئے۔ غرضکہ ہر مذہب ہر فرقہ و ہر ملت والے سے اوسکے عقائد ظاہر کرتا اور اپنے کو اوسکا ہم کیش بتاتا۔ مانعین زکوۃ و صدقات سے کہتا۔ خبردار۔ تم زکوۃ نہ دینا۔ یہہ روپیہ تمہارے پاس ہوگا تو تمہارے ناتے رشتہ دار ونکے کام آئیگا تم یہی صلہ رحمی کا ثواب پاوگے۔ اس کے لشکر مین بہت سے نصاری نومسلم بہی تہے اونہون نے جو خریت کے ہمراہیون اور مختلف مذہب والونمین اختلاف دیکہا تو کہنے لگے۔ بخدا جو دین اپنا ہم نے چہوڑا ہے وہ اس نئے دین سے اچہا تہا۔ ان لوگونکا دین کیسا ہے کہ انکو قتل و خونریزی سے نہین روکتا۔ خریت نے اون کو اس طرح سمجہایا۔ یہ لوگ تمہارے قتل کے درپے ہین تم انکو نہ مارو گے تو تمہاری جان کیسے بچ سکتی ہے۔ یہہ ہمارے مخالفین واجب القتل ہین انکا حکم اور مرتد کا حکم ایک ہے اسکے قوم والے جو رہ گئے تہے وہ بہی آن ملے۔

معقل نے خریت کے مقابلہ پر اپنا لشکر اوتارا اور ایک امن کا جہنڈا گاڑ کر عام منادی کرادی کہ خریت اور اوسکے یارون کے سوا جو ہم سے سابق مین لڑے ہین جو کوئی اس جہنڈے کے تلے آجائیگا اوسکو امن ہے اور ہر طرح جان و مال سے محفوظ رہیگا۔ اس چلتے ہوئے منتر نے عجیب اثر پیدا کر دیا۔ خریت کے ساتہ جس قدر لوگ مختلف مذہب تہے دفعۃً اس سے الگ ہوگئے اور خریت کے پاس صرف اسکی قوم مسلمان و نصاری یا وہ لوگ جو زکوۃ دینے سے انکار کر بیٹہے تہے رہے معقل نے اپنا لشکر مرتب کرکے یکبارگی حملہ کر دیا۔ خریت نے اپنے ہمراہیونسے کہا۔ اپنی بیویون بچونکی حفاظت مین لڑو۔ اگر یہہ لوگ تم پر قابو پا جاوینگے تو تمکو قتل کرکے تمہاری

اہل و عیال کو قیدی اور لونڈی غلام بنالین گے۔ خریت کی قوم مین سے ایک شخص بولا۔ بخدا۔ یہہ سب تیری زبان اور ہاتہہ کے کرتوت ہین۔ ہم لوگ مفت اس بلا مین پہنس گئے۔ خریت نے جواب دیا۔ سبق السیف العذل۔ تلوار ملامت سے پہلے سبقت کر گئی۔

نعمان بن صہبان راسبی نے خریت پر حملہ کرکے ایک وار نیزہ آبدار سے اوسکو زخمی کیا۔ دونون مین دو چار ہاتہہ چلے۔ آخر کار خریت مارا گیا۔ اوسکے ہمراہیون مین سے ایک سو ستر آدمی معرکہ مین کام آے باقی بہاگ گئے۔ معقل نے عورتین لڑکے بالے۔ خدام و توابع سب پکڑ لئے۔ علاوہ انکے اور لوگ بہی قید مین آے۔ ان قیدیونمین جو مسلمان تھے اونسے بیعت لیکر چھوڑ دیا اور انکے بیوی بچے اونکے حوالہ کئے مگر جو مرتد ہو گئے تھے اونپر اسلام پیش کیا۔ اونہون نے اسلام قبول کیا۔ انکو بہی مع انکے بیوی بچو نکے رہا کیا ان قیدیونمین ایک بوڑہا نصرانی بہی تہا اوسکو ماحس کہتے تھے اوسنے قبول اسلام سے انکار کیا اور مارا گیا۔ گروہ قیدیونمین بعضے وہ لوگ بہی تھے جنہون نے عام صفین سے اس سال تک زکوۃ نہین دی تہی۔ ان لوگون سے دو برس کی زکوۃ و صدقات لیکر انکو بہی چہوڑ دیا۔ قیدیون مین سے جو نصاریٰ اسلام لاے اونکو اونکی اہل و عیال کے ساتہہ نہایت عزت و حرمت سے سواریان دیکر رخصت کیا۔ وقت رخصت ایک کہرام مچا تہا۔ اب وہی عورتین لڑکے رہ گئے جنکے مرد مارے گئے تھے۔ اکثر یہہ بنی ناجیہ مین سے تھے۔

معقل نے امیر المومنین کی خدمت مین نوید فتح بہیجی اور اپنے لشکر اور حریف کی عورتون بچون کو لیکر معرکہ جنگ سے واپس ہوے۔ اردشیر خرہ مین مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی کے پاس جو یہانکے عامل تھے پہونچے۔ قیدی مصقلہ کو دیکھکر چلا چلا کر رونے لگے اور سبنے کہا۔ اُے ابوالفضل۔ اے شریفون کے مددگار و غمگسار۔ اے پشت پناہ درماندگان۔ اے ملجاے و ماواے بیکسان۔ اے رنج و مصیبت کے دفع کرنے والے۔ ہم پر اتنا احسان کر کہ انکے ساتہہ ہمکو مول لیکر

آزاد کردے۔ ہم تیرے احسان کے بندی ہوکر رہین گے اور تمام عمر تیرا یہہ سلوک نہ بہولینگے"
مصقلہ نے جواب دیا "مین خدا کی قسم کہاکر کہتا ہون کہ مین تمپر صدقہ کرونگا اور مال خرچ کرکے
تمکو قید سے چہڑالونگا۔ اللہ تعالی صدقہ وخیرات دینے والونکو جزائے خیر عطا فرماتا ہے" چنانچہ
مصقلہ نے پانچ لاکہہ درم پراون سب قیدیونکو خرید لیا۔ معقل نے قیمت طلب کی تاکہ امیر المومنین ؑ
کی خدمت مین بہیجدین مصقلہ نے کہا۔ مین فی الحال کچہہ نقد ادا کئے دیتا ہون باقی رفتہ رفتہ بہیجدونگا
معقل کوفہ مین واپس آئے اور جناب علی ؑ کی خدمت مین حاضر ہوکر تمام واقعات عرض کئے۔
آپنے اونکی تعریف کی پہر جب معلوم ہوا کہ مصقلہ نے بغیر کسی سے کچہہ لئے سبکو آزاد کردیا تو فرمایا
مصقلہ نے اسقدر مال کثیر کا قرض اپنے سر لیا مین خیال کرتا ہون کہ وہ اس بوجہہ سے تہک
جاوینگے اور شاید ادا نہ کرسکین اور آپنے مصقلہ کے نام بطلب قیمت قیدیونکے فرمان لکہہ بہیجا
اوس مین یہہ بہی مرقوم تہا کہ درصورت عدم ادائے قیمت خود حاضر ہون مصقلہ حسب الحکم حاضر
دربار خلافت ہوے۔ دو لاکہہ درم بابت قیمت ادا کئے اور باقی کی نسبت وعدہ کیا۔ ذہل بن
حارث کہتے ہین کہ رات کے وقت مصقلہ نے مجہکو بلایا مین نے اونکے ساتہہ کہانا کہایا۔ بعد فراغت
طعام مصقلہ نے کہا۔ امیر المومنین ؓ مجہسے یہ مال طلب کرتے ہین مگر میرے پاس اب ایک حبہ نہین
مین کس طرح یہ رقم کثیر ادا کرسکتا ہون "مین نے جواب دیا "اگر تم چاہتے تو ایک ہفتہ مین پوری
رقم لوگون سے وصول کرلیتے" مصقلہ نے جواب دیا "واللہ مین اپنی قوم پر یہ بار نہ ڈالونگا
اگر امیر معاویہ ؓ کا معاملہ ہوتا تو وہ مجہسے ہرگز مطالبہ نہ کرتے اور اگر جناب امیر المومنین عثمان بن عفان ؓ
کا زمانہ ہوتا تو وہ معاف ہی کردیتے۔ کیا تمکو معلوم نہین کہ اشعث بن قیس کو ہر سال خراج
آذربیجان مین سے جناب علی ؑ ایک لاکہہ سالانہ دیتے ہین" مین نے کہا۔ حضرت علی ؑ تو اس
طبیعت کے آدمی نہین کہ بلاوجہہ اونسے معافی کی امید رکہی جاسے" مصقلہ پر اسقدر خود مطالبہ

غالب آیا کہ وہ رات ہی کو شام کی طرف روانہ ہوگئے اور جناب معاویہؓ سے مل گئے۔ امیر المومنینؑ نے انکا چلاجانا سنکر فرمایا "خدا مصقلہ کو برباد کرے۔ کام سرداروں کا سا کیا اور غلاموں کی طرح ڈر کر بھاگ گئے۔ فاجر بدکار شخص کی سی خیانت کی۔ اگر وہ بھاگتے نہیں اور ادائے مال سے عاجز ہوجاتے تو مین بجز حوالات اور قید کے اونپر اور سختی نہ کرتا۔ اگر اونکی جائداد سے کچھ وصول ہوتا تو لے لیتا ورنہ بدرجہ مجبوری چھوڑ دیتا"۔ یہہ فرماکر مصقلہ کے گھر تشریف لیگئے اور اوسکو مسمار کرادیا۔ اونکا قیدیونکو آزاد کرنا جائز رکھا اور فرمایا "انکا خریدار تو آزاد ہی کرچکا ہے اور انکی قیمت انکے عتیق کی ذمہ ہے۔ وہ البتہ ہمارا قرضدار ہے"۔ مصقلہ کے بھائی نعیم بن ہبیرہ شیعان حضرت علیؓ سے تھے انکے نام مصقلہ نے شام سے خط لکھا اور ایک شخص نصاری بنی تغلب حلوان نامی کے ہاتھ روانہ کیا۔ خط کا مضمون یہ ہے کہ امیر معاویہؓ وعدہ فرماتے ہین کہ تمکو عزت و کرامت کے ساتھ کسی پرگنہ کی حکومت عنایت کرینگے تم یہہ خط پاتے ہی فوراً امیر کے پاس چلے آؤ۔ حلوان قضائے کار مالک بن کعب ارحبی کے ہاتھ پڑ گیا۔ انہوں نے خط پکڑا اور مع خط کے امیر المومنینؓ کیخدمت مین چالان کردیا۔ آپنے حلوان کا ہاتھ کٹوادیا۔ وہ اسی صدمہ سے مرگیا۔ نعیم کو اسکا آنا اور خط لانا معلوم ہوا تو مصقلہ کے نام چند اشعار لکھے جسکا مضمون یہ تھا "تمنے میری نسبت خیال فاسد رکھکر حلوان کو روانہ کیا تمنے بڑی غلطی کی۔ وہ حریص طمع اُجرت مین خط لایا انجام یہہ ہوا کہ جان دی۔ مجھکو تمہاری حرکت نازیبا پر تعجب ہے کہ تم کس درجہ امیر المومنینؑ کے مطیع اور فرمانبردار تھے۔ بنی شیبان مین بہتر اور نیک نام مشہور تھے اور جس کام کو ناپسند کرتے تھے خود اوسمین مبتلا ہوے اور جناب علیؓ سے جو ایک شیر تر تھے اس طرح پھر گئے۔ جو مال تمہارے ذمہ واجب ہوا تھا ادا کردیتے تو بیشک تمنے مُردون اور زندہ لوگون دونونکو زندہ کیا ہوتا۔ تمہارے بزرگ مردے بھی تمہاری بدولت اور تمہارے اس کار خیر سے گویا زندہ ہوجاتے۔ لیکن تمنے برا کیا کہ اہل شام سے

مل گئے۔ ابن ہند کے مال و دولت کی طمع مین بہک گئے۔ اب آج ندامت سے پشت دست کاٹو۔ ایک تمہارے اس فعل سے تمہاری قوم والے سب تمسے ناراض ہو گئے اور تمکو دشمن سمجھنے لگے مصقلہ نے یہہ خط پڑہکر معلوم کیا کہ بیشک مجھسے بُرا کام ہوا۔ اب انکے پاس حلوان کی قوم والے آئے اور دیت طلب کی انھون نے لاچار دیت دیکر پیچھا چھوڑایا۔

انجام کار خوارج بعد واقعہ نہروان

جس زمانہ مین اہل نہروان کا قلع قمع ہو گیا تہا اوسکے کچھ دنون بعد اشرس بن عوف شیبانی نے خروج کیا جناب امیر المومنین علیؑ کے خلاف پر کمر باندھکر بمقام دسکرہ دو سو آدمیونکی جماعت سے مقیم ہوا اور علم بغاوت بلند کیا۔ یہہ فرقہ گویا مقتولین نہروان کا نام زندہ کرنی والا تہا۔ امیر المومنین نے اس کی سرکوبی کیلئے ابرش بن حسان کو تین سو جوانان کارزار کے ساتھہ روانہ فرمایا۔ ماہ ربیع الآخر ۳۸ھ کو بعد مقابلہ و مقاتلہ اشرس اشرا اپنی شرارت کی سزا مین شربت ناگوار موت پیکر عین معرکہ مین دار الجزا کو روانہ ہوا۔

اشرس کا خاتمہ ہو جانے پر ہلال بن علقمہ قبیلہ تیم رباب کا اور اوسکا بہائی مجالد خروج کر کی ماسبندان مین آئ۔ انکی مہم پر معقل بن قیس ریاحی روانہ ہوے۔ معقل نے ان دونون بہائیون کو مع اونکے دو سو سے زائد یارونکے دار البوار کو پہونچا دیا۔ یہہ واقعہ ماہ جمادی الاولے ۳۸ھ مین پیش آیا۔

بعد اس واقعہ کے اشہب بن بشر نے اور بعض کہتے ہین کہ اشعث نے قوم بجیلہ سے ایکسو اسی آدمیونکے ساتھہ خروج کیا۔ پہلے یہہ لوگ اوس معرکہ مین گئے جہان ہلال اور اوسکے ہمراہی قتل ہوے تھے اور مقتولین پر نماز جنازہ پڑہکر دفن کیا۔ امیر المومنین نے اس گروہ کے دفع کر دینے

جاریہ بن قدامہ سعدی کو اور بروایتے حجر بن عدیؓ کو روانہ فرمایا۔ اشہب اور انسے بمقام جرجرایا مضافات جوخی مین مقابلہ کی ٹہیری بعد جدال وقتال کے اشہب اپنے یارون سمیت جمادی الاخری سنہ ۳۸ھ مین فی النار والسقر ہوا۔

پہر سعید بن قفل تیمی نے قبیلہ تیم اللہ بن ثعلبہ سے بندنیجین مین دو سو جوانون کے ساتہہ ماہ رجب مین خروج کیا اور بندنیجین سے درزنجان مین آیا۔ (یہ مقام مدائن سے دو فرسنگ فاصلہ پر ہے) اسکے سر توڑنے کو سعد بن مسعود پہونچے اور ماہ رجب سنہ ۳۸ھ مین اس جماعت کو بہی قتل کر کے اسکے وجود ناپاک سے صفحہ ہستی کو پاک کر دیا۔

بعد ازان ابو مریم سعدی تمیمی نے شہرزور مین خروج کیا اسکے تابعین اکثر غلام آزاد کردہ غیر عرب کے اقوام مختلفہ سے تہے۔ عرب صرف چہہ اشخاص تہے اونمین سے ایک یہ بہی تہا۔ اسکی ساتہہ دو سو و بروایتے چار سو عوام الناس جمع ہوگئے۔ یہہ زور سے چلکر بنظر بلند پروازی کوفہ پر چڑہائی کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ جب کوفہ پانچ فرسنگ رہ گیا تو اوترپڑا۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے اس گروہ تباہ کار کی آمد سنکر پہلے ایک معتمد شخص کو بغرض تفہیم و ترغیب اطاعت روانہ فرمایا مگر ابو مریم کے دماغ مین تو شراب نخوت موجزن تہی بکمال تمرد و عناد جواب دیا۔ ”ہماری جانب سے بجز حرب و ضرب کے اور امید نہ رکہو“! امیر المومنینؓ نے سات سو جوان بسر گروہی شریح بن ہانی روانہ کئے۔ خوارج نے انپر حملہ کیا۔ اتفاق کی بات یہہ لوگ کچہہ ایسے بودے پڑگئے کہ باوجود لشکر خوارج سے تعداد مین دونے ہونے کے اونکے حملہ کی تاب نہ لاسکے۔ معرکہ سے بہاگ کہڑے ہوے اور اپنے سردار کو خوارج کے پنجہ مین چہوڑ کر چلتے پہرتے نظر آئے۔ شریح صرف دو سو جانبازون کے ساتہہ کچہہ دیر لڑے پہر یہہ بہی ایک بستی مین پناہ گزین ہوے۔ بہاگے ہوے لوگ کچہہ انکے پاس آئے اور باقی کوفہ مین داخل ہوے۔ جناب علیؓ خود ان خوارج کی مہم پر نکلے۔ جاریہ بن قدامہ

سعدی کو اپنے سے پہلے روانہ کیا۔ انہون نے پہونچکر خوارج کو اطاعت کی جانب بلایا۔ قتل سے ڈرایا مگر یہہ برگشتہ بخت کب کسیکی سننے والے تھے۔ جاریہ کی تذکیر و تخویف کا جواب وہی انکار و انحراف تھا اس عرصہ مین امیر المومنین غازیان تہور شعار کو لئے ہوئے مثل قضائے مبرم انکے سر پر آپہونچے آپنے بھی بہت کچھ سمجھایا۔ انقیاد و اطاعت کی راہ صواب دکھلائی مگر ان کمبختون نے کچھ خیال نہ کیا آخر کار آپکے لشکر نے ان بدبختونکو تلوار کی دہار پر دہر لیا۔ اور تہوڑی دیر مین سبکو کاٹ کر ڈھیر کر دیا۔ صرف پچاس شخص باقی بچے جو امان خواہ ہوئے۔ آپنے اونکو امن دیا۔ اس فرقہ بقیہ خوارج مین چالیس مرد زخمی تھے آپ اونکو کوفہ مین لے آئے۔ اونکے زخمونکا علاج اونکے کھانے پینے کا معقول انتظام فرمایا یہانتک کہ وہ تندرست ہوگئے۔ یہہ آخری فرقہ نہایت درجہ شجاع تھا انہین کی جرأت تھی کہ دار الخلافت کوفہ پر چڑہائی کا قصد کیا گیا۔ یہہ فرقہ ماہ رمضان المبارک ۳۸ھ مین قتل ہوا۔

امور انتظامیہ و دیگر حوادث

اس سال امیر حاج حضرت قثم بن عباسؓ مقرر ہوئے۔ عامل مکہ بھی یہی تھے۔ یمن مین عبیداللہ بن عباسؓ تھے۔ بصرہ کے حاکم حضرت عبداللہ بن عباسؓ۔ خراسان مین خلید بن قرہ یربوعی اور بروایتے ابن ابزیٰ تھے۔ ولایت شام و مصر دونون امیر معاویہؓ کے قبضہ مین تھین اور انکے علاقون پر جناب معاویہؓ اور انکے عمال و حکام تھے۔ (ابن اثیر)

آخر ۳۸ھ و شروع ۳۹ھ مین سندہ (سرحد ہند) پر حارث بن مرہ عبدی اپنی خوشی سے باجازت امیر المومنین علیؓ لشکر لیکر گئے اور بہت کچھہ فتوحات حاصل کین۔ قیدی بہ تعداد کثیر ہاتھ آئے۔ ایک ایک دن مین سو سو غلام مجاہدین نے تقسیم کئے ہین۔ پہر حارث ۴۲ھ مین بمقام قیقان علاقہ سندہ مین جو خراسان کی حد سے متصل ہے شہید ہوئے (فتوح البلدان)

اسی ۳۸ھ مین بماہ شوال حضرت صہیب بن سنان رومی رضنے مدینہ منورہ مین وفات پائی حضرت سہل بن حنیف اوسی نے کوفہ مین انتقال فرمایا۔ یہہ صحابی بدری ہین صاحب علم وعقل وریاست تھے (تاریخ علامہ یافعیؒ)

سنہ ۳۹ھ

تاخت وتاراج اہل شام بر ممالک محروسہ جناب امیر المومنین علیؓ

حضرت عمرو بن العاص مصر پر کیا قابض ہوے کہ امیر معاویہؓ کا حوصلہ روز بروز بڑہتا گیا۔ اب یہہ قرینہ ہوگیا کہ ایک سریہ کسی پرگنہ زیر حکومت امیر المومنین علیؓ پر بہیجدیا جو لوٹ مار کرکے چلا آیا۔ اصل غرض یہہ تہی کہ اپنے ممالک مقبوضہ کو توسعت حاصل ہو اور امیر المومنین رضکے دائرہ حکومت مین تنگی چنانچہ سنہ ہذا مین اہل شام کے جو لشکر آے اونکی تفصیل واقعات ذیل سے ظاہر ہوگی۔

امیر معاویہؓ نے اپنے لشکر کے مختلف حصے تمام ممالک عراق مین پہیلادیئے۔ نعمان بن بشیرؓ کو ایک ہزار جوانون کا افسر کرکے عین التمر پر بہیجا۔ یہان مالک بن کعب بن مسلمہ عامل تہے حسب اتفاق اسوقت مالک نے اپنے لشکر کو کوفہ بہیجدیا تہا اور انکے پاس صرف ایک سو آدمی رہ گئے تہے۔ مالک کو نعمانؓ کی آمد معلوم ہوئی تو جناب امیر المومنینؑ کو مطلع کیا اور مدد طلب کی آپ نے اہل کوفہ کو جمع کرکے حکم دیا کہ مالک بن کعب کی مدد واعانت کو جاؤ مگر اہل کوفہ نے ڈہیل ڈہال کی اور وہان مالک اور نعمانؓ سے مقابلہ ہوگیا۔ بیچارہ مالک سو آدمیونسے نعمانؓ سے لڑنے نکلے آبادی شہر و دیوار حصار کو پس پشت کرلیا تاکہ ادہر سے حریف چوٹ نہ کرے اور عجلت مین مخنف بن سلیم کو جو انکے علاقہ سے قریب تہے اطلاع دی اور مدد مانگی۔ جبتک مخنف کو خبر ہوا ور

وہان سے مدد آوے یہان لڑائی چھڑ گئی۔ مالک باوجود کمزور ہونیکے نعمان کے سامنے اڑے رہے اور خوب داد شجاعت دی مگر پہر بھی کہان ایکہزار کہان ایکسو۔ مالک کے رفیق شکستہ ہو گئے اپر وقت تنگ آپہونچا تہا کہ مخنف کے بہیجے ہوے لشکر نے انکی گئی ہوئی طاقت کو از سر نو و بحال کیا شامی اس نئے لشکر کو دیکھکر شام کے وقت معرکہ سے بہاگے۔ انکو یہہ خیال آیا کہ انکی مدد پر خدا جانے کسقدر فوج ہوگی لہذا فرار کو قرار پر ترجیح دی۔ مالک نے تعاقب کیا تین شخص شامی اس ہزیمت مین مارے گئے باقی نکل گئے۔

یہ واقعہ تو گذرا مگر کوفہ والے ایک ہی اپنے گہرونسے نہ نکلے اور باوجود تاکید مرتضوی کے انکی ہمت نہ پڑہی۔ آپ انکی سستی و کاہلی و حکم عدولی سے بدرجہ غایت کبیدہ خاطر ہوے اور بحالت غیظ و غضب مین لعنت ملامت کی اور کہا "اے کوفہ والو جب تم اہل شام کا نام سن پاتے ہو تمہاری یہہ حالت ہو جاتی ہے کہ گویا تمہارے اوپر پہاڑ گرا چاہتا ہے۔ ہر شخص گہر مین بیٹہہ رہتا ہے اور دروازہ مین قفل ڈال دیتا ہے جس طرح گوہ اپنے بل کا موہانہ بند کرلیتی ہے یا کفتار اپنے بہٹ کے اندر چہپ کر بیٹہہ رہتا ہے تم ہر شخص کے فریب دہوکے مین آجاتے ہو۔ تمکو اپنی سدہ بدہ بالکل نہین رہتی۔ جو تم پر فتح پاے اوسکا کچہہ بہلا نہ ہوگا تم اوسکے دم مین اگر آجاؤ تو تمہاری ذات سے کچہہ اوسکا فائدہ نہین۔ تم وقت کے مرد نہین مصیبت و سختی کے وقت اپنی پکار نیوالے کے بہائی غمخوار ہوکر اوسکی فریاد رسی نہین کرسکتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمسے کوئی کیا امید نفع رکہہ سکتا ہے۔ تم لوگ اندہے ہو خود محتاج۔ گونگے بہرے"۔

اسی سنہ مین جناب معاویہ نے سفیان بن عوف کو چہہ ہزار کی جمعیت سے اسی لوٹ مار پر روانہ کیا۔ انکو یہہ حکم ہوا تہا کہ ہیئت ہوتے اور لوٹ مار کرتے انبار و مدائن پہونچنا اور وہان والوں پر دست تعدی دراز کرنا۔ پہلے یہ لشکر ہیئت پہونچا مگر وہان انکو کوئی نہ ملا پہر انبار مین داخل ہوا

یہان سلح خانہ تہا پانچسو محافظ اسپر متعین تہے۔ اتفاق وقت کہ یہان اسوقت کل دوسو آدمی تھے۔ وجہ یہہ ہوئی کہ اس جماعت کے سردار کمیل بن زیاد تہے انکو خبر پہونچی کہ کچہہ لوگ قرقیسیا مین مقیم ہین اور اونکا قصد ہے کہ ہئیت پر شبخون مارین۔ اس خبر کو سنتے ہی کمیل اپنے ہمراہیونکو لیکر بغیر اجازت اودہر متوجہ ہوے۔ یہ تو قرقیسیا کی طرف پہونچے اور سفیان دوسرے راستے انبار مین داخل ہوے یہان میدان صاف پاکر شامی لشکر کی بن پڑی۔ اہل انبار جرأت وہمت سے لڑے آخر کہانتک۔ انکے سردار اشرف بن حسان بکری شہید ہوے تیس آدمی اور کام آے۔ شامیون نے انبار مین جسقدر مال ومتاع پایا خوب لوٹ باندہے اور رہتے کیلئے مالامال ہوکر واپس گئے۔

امیرالمومنین علیؓ بوجہ غیر حاضری کمیل کے انبار لٹ جانیکی خبر سنکر کمیل پر سخت غضبناک ہوے۔ انکو عتاب آمیز فرمان لکہا اور سفیان کے تعاقب مین لشکر روانہ فرمایا مگر وہ لوٹ مار کر پہلے ہی نکل گئے تہے لشکر ناکام واپس آیا۔

پہر حضرت معاویہؓ نے عبداللہ بن مسعدہ بن حکمت بن مالک فزاری کو ایکہزار سات سو سپاہیونکی جماعت پر افسر مقرر کر کے جانب تیمار روانہ کیا۔ انکو یہہ ہدایت کر دی تہی کہ جو یہانی لوگ تابع ہوکر تمہارے ساتہہ ہو جاوین اونسے تعرض نہ کرنا مگر جو مخالفت کرین اونکو بیدہڑک قتل کر ڈالنا۔ یہہ لشکر قتل وغارت کرتا مکہ اور مدینہ پہونچا اور وہان بہی خوب لوٹ مار کی۔ عبداللہ بن مسعدہ کے ساتہہ اوسکی قوم کے بہت سے لوگ جمع ہوگئے اور ایک جم غفیر ہوکر لوٹ مار کرتے پہرتے تہے۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے اس ہنگامہ کو سنکر مسیب بن نجبہ فزاری کو دوہزار سپاہی دیکر روانہ فرمایا۔ دونون فریق تیمار مین ایک دوسرے کے مقابل ہوے صبح سے تا زوال سخت معرکہ آرائی ہوئی مسیب نے عبداللہ پر تین بار تلوار کا وار کیا۔ وار بچا بچا کر مارتے

اور یہہ کہتے جاتی تہے - ارے بہاگ جا - ارے بہاگ جا - عبداللہ ایک جماعت کو لیکر قلعہ مین داخل ہوا باقی لشکر شام کی جانب بہاگ گیا مسیب کے ساتہہ جو اعراب بادیہ نشین تہے اونہون نے عبداللہ بن مسعدہ کے اونٹ ترکوٰۃ کے لوٹ لئے اور عبداللہ کو مع اوسکے رفیقون کے تین دن قلعہ کے اندر قید رکہا - پہر قلعہ کے پہاٹک پر لکڑیان ڈہیر کر کے آگ لگا دی - قلعہ جلنے لگا - راستہ نکل جانے کا سوا اس پہاٹک کے دوسرا نہ تہا - وہ لوگ اپنی زندگی سے مایوس ہوکے قلعہ کی چہت پر چڑہے اور مسیب کو پکار کر کہا - ہم تمہاری ہی قوم کے ہین - اس طرح بیدردی سے جلائے دیتے ہو - مسیب نے ترس کہا کر آگ بجہوا دی اور قلعہ والونکو نکل جانے دیا - پہر اپنے ہمراہیون سے کہا میرے جاسوسون نے آکر ظاہر کیا ہے کہ شام سے لشکر ہماری لڑائی کو آرہا ہے - عبدالرحمن بن شبیب نے کہا - مجہکو شامیونکی تلاش مین روانہ کرو مسیب نے انکار کیا اسپر شبیب بولے تمنے امیرالمومنین کے ساتہہ دغا کی - اونکے کام مین سستی روا رکہی -

بعد اسکے جناب معاویہ ؓ نے ضحاک بن قیس کو تین ہزار کی جماعت پر افسر کر کے جانب اسفل واقصہ روانہ کیا - انکو یہہ تاکید کر دی تہی کہ دیہات مین جس مقام پر اعراب بادیہ نشین جناب علی ؓ کے مطیع وفرمانبردار پانا بے دہڑک لوٹ لینا - یہہ لشکر جابجا لوٹ مار کرتا ثعلبیہ تک پہونچا - یہان بہی سلح خانہ تہا - شامی لشکر اسکو لوٹ کر آگے بڑہا اور بمقام قطقطانہ داخل ہوا - جناب علی ؓ انکی خبر پاکر نہایت برہم ہوے اور حجر بن عدی ؓ کو چار ہزار جوانان صف شکن کا افسر کر کے بہیجا - ان سپاہیونکو فی کس پچاس پچاس درم پہلے دیدیئے گئے یہہ لشکر ضحاک کو بمقام تدمر ملا - دونون مین لڑائی ہوئی - اونیس آدمی ضحاک کی طرف کے اور دو آدمی اہل عراق کے کام آے - رات ہوجانے سے لڑائی موقوف ہوگئی - رات کے وقت ضحاک اپنا لشکر لیکر بہاگ گئے - حجر بن عدی واپس آے -

اسی سنہ مین امیر معاویہؓ شام سے لشکر لیکر نکلے اور قریب جلہ پہونچکر واپس گئے۔ پھر حضرت معاویہؓ نے عبدالرحمٰن بن قباث بن اشیم کو بلاد جزیرہ پر بھیجا۔ انکے ہمراہ معن بن زید سلمی بھی تھے۔ بلاد جزیرہ زیر حکومت شبیب بن عامر جد کرمانی والی خراسان تھا اور ان کا دارالاقامتہ نصیبین تھا شبیب نے شامیونکے مقابلہ مین اپنے کو کمزور پاکر کمیل بن زیاد کو جو آجکل ہیت کے حاکم تھے اپنی مدد پر بلایا۔ کمیل چھہ سو سوارونکے ہمراہ شبیب کی مدد کو روانہ ہوے ابھی لشکر شام نصیبین تک نہ پہونچا تھا کہ اثنار راہ مین معرکہ جنگ پیش آیا۔ کمیل نے عبدالرحمٰن اور معن بن یزید کو قتل کیا۔ انکا لشکر بھاگا۔ کمیل نے تعاقب کرکے مار مار کر ڈھیر کر دیا جب لشکر شامی زبون ہوا تو کمیل نے اپنے لشکر مین منادی کرادی کہ بھاگنے والونکا تعاقب نہ کرو نہ زخمی کو قتل کرو۔ اس معرکہ مین کمیل کے لشکر سے صرف دو شخص قتل ہوے کمیل نے اس فتح کی مبارکباد مین ایک رپورٹ دارالخلافت روانہ کی۔ جناب علی مرتضیؓ پہلے بوجہ انکی غفلت کے انسے ناخوش تھے اس کارنمایان سے ازبس مسرور ہوے شبیب بن عامر بھی نصیبین سے کمیل کے لشکر مین آملے اور فتح کی مبارکباد دی اور لشکر ہزیمت خوردہ کا تعاقب کیا۔ لشکر تو نکل گیا تھا انکے ہاتھہ نہ آیا مگر یہہ دریاے فرات سے عبور کرکے امیر معاویہؓ کی حد مین داخل ہوے اور شام کی عملداری مین لوٹ مار کا جواب قرار واقعی دیا اور لوٹتے مارتے بعلبک تک جا پہونچے۔ امیر معاویہؓ نے یہہ خبر پاکر حبیب بن مسلمہ کو مقابلہ پر بھیجا شبیب بعلبک سے واپس ہوے اور گرد و نواح رقہ پر تاخت و تاراج کا ہنگامہ برپا کر دیا۔ اوس اطراف کے باشندون کے مال۔ مویشی۔ جو کچھہ ہاتھہ آے ہانک لاے۔ گھوڑے۔ ہتھیار جو کچھہ پایا قبضہ مین کیا مظفر و منصور اموال غنیمت سے مالامال نصیبین واپس آے اور امیرالمومنین کیخدمت مین عرضداشت روانہ کی آپنے لکھہ بھیجا کہ بجز گھوڑے و ہتھیار دوسرا

مال نہ لینا چاہیئے شبیب کے حق مین فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اونپر رحم فرمائے بڑی لوٹ مار کی اپنا بدلا حریف سے لینے مین عجلت کی۔

اس واقعہ کے بعد جناب معاویہؓ نے زہیر بن مکحول عامری کو اہل سماوہ سے صدقات زکوٰۃ تحصیل کرنے روانہ کیا۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے مطلع ہوکر جعفر بن عبداللہ اشجعی عروہ بن عشبہ کلبی جلاس بن عمیر کلبی کو متعین فرمایا یہہ لوگ بھی اودہر روانہ ہوئے۔ زہیر سے اورانسے مقابلہ ہوگیا۔ بایکدیگر لڑائی ہوئی جعفر بن عبداللہ قتل اور انکے ہمراہی بھاگ کھڑے ہوی۔ عروہ بن عشبہ کوفہ مین واپس آئے جسوقت جناب امیرالمومنین علیؑ کی روبرو حاضر ہوئے آپ انپر سخت ناراض ہوئے اور دُرّہ سے پیٹا۔ یہہ اپنی ذلت وخواری سمجھکر کشیدہ خاطر دربار سے نکلے اور امیر معاویہؓ کے پاس شام مین چلے گئے۔ آپ سے کسی نے کہاتھا کہ ابن عشبہ کو زہیر نے اپنے گھوڑے پر سوار کیاتھا اس سے انکی نسبت اتہام سازش پایا گیا۔

جلاس کا یہہ حال گذرا کہ بعد قتل جعفر بن عبداللہ اور تہزیمت معہ ہمراہیونکے معرکہ سے بھاگے۔ راستہ مین ایک چرواہا ملا۔ اپنا جُبہ ریشمی اوسکو دیا اور اوسکا کمبل خود لے لیا تاکہ راہ مین حریف کا کوئی آدمی پہچان نہ سکے۔ اس حیلہ سے بہ تبدیل لباس آگے بڑہے۔ اتفاق سے حریف کا لشکر انکو ملا۔ اوس نے پوچھا۔ گروہ تُرابیہ کس طرف گئے ہین۔ انہون نے کسی طرف اشارہ سے بتلا کر اونکو اودہر متوجہ کیا اور آپ چرواہی کی وضع سے کوفہ مین داخل ہوئے

بعد اسکے حضرت معاویہؓ نے مسلم بن عقبہ مری کو دومۃ الجندل پر بھیجا۔ یہان والے کسی طرف نہ تھے نہ جناب امیرالمومنین علیؑ کی بعیت کی تہی اور نہ جناب معاویہؓ کے مطیع تھے۔ مسلم نے یہان پہونچکر جناب معاویہؓ کی اطاعت وبعیت کی تاکید کی مگر انہون نے صاف انکار کیا۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے یہہ خبر پاکر مالک بن کعب ہمدانی کو ایک لشکر دیکر روانہ فرمایا۔ مسلم پر

مالک اپنی جماعت لیے ہوے اچانک جا پہونچے۔ دن بہر سخت معرکہ آرائی رہی آخر مسلم بہاگ کر شام چلے گئے۔ مالک عرصہ تک دومۃ الجندل مین مقیم رہے۔ لوگونکو جناب علیؑ کی طاعت و بیعت کی جانب بلاتے رہے مگر وہ مطیع نہ ہوے۔ اونکا یہی قول رہا "تاوقتیکہ سب کا اتفاق ایک امام وخلیفہ پر نہ ہوگا ہم بیعت نہ کرینگے۔ ہم دو طرفی عملداری مین کسکی بیعت کرین کسکی مخالفت" آخرکار مالک اونکو اونکے حال پر چھوڑکر کوفہ واپس آے۔

مؤرخین اس باب مین مختلف ہین کہ اس سال امیر حاج کون صاحب ہوے ہین بعض کا قول ہے کہ حضرت عبید اللہ بن عباسؓ نے حج کرایا اور بعض حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو بتلاتے ہین مگر یہہ غلط ہے کیونکہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے عہد خلافت مرتضویؓ مین کسی سال خود ہی کوئی حج نہین کیا۔ پس صحیح یہی ہے کہ حضرت شیبہ بن عثمان یا قثم بن عباسؓ امیر حاج ہوے۔ یہہ قصہ اس طرح ہے کہ امیر معاویہؓ نے یزید بن شجرہ رہاوی کو جو اونکے مصاحب خاص تھے حکم دیا کہ مین تمکو امیر حاج مقرر کرکے مکہ معظمہ روانہ کرتا ہون تم اہل مکہ سے میری بیعت لینا علیؑ کے عامل کو مکہ سے نکال دینا اور خود لوگونکو حج کراتا۔ یزید بن شجرہ نے منظور کیا اور تین ہزار سوار لیکر مکہ روانہ ہوے۔ اسوقت مکہ مین حضرت قثم بن عباسؓ حاکم تھے۔ حضرت قثمؓ نے یہہ حال سنکر اہل مکہ کو جمع کرکے خطبہ دیا۔ اوسمین شامیونکا مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہونا ظاہر کرکے اہل مکہ سے اونسے محاربہ ومقابلہ کرنے کی استدعا کی مگر اہل مکہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ البتہ حضرت شیبہ بن عثمان عبدری نے حضرت قثم کے کہنے کو بسر وچشم منظور کیا اور لڑائی کے واسطے آمادہ ہوے۔

حضرت قثمؓ نے قصد کیا کہ مکہ معظمہ سے نکلکر تا گذرنے موسم حج کے کسی پہاڑی پر مقیم رہین اور کوفہ سے مدد طلب کرین اگر مدد آجاوے تو لڑین لیکن حضرت ابوسعید خدریؓ نے منع کیا اور راے دی کہ تم مکہ مین مقیم رہو اگر شامی لڑنے پر آمادہ ہون اور تم اونکے مقابلہ کی قوت

دیکھو تو لڑنا ورنہ اختیار ہے۔ انکے سمجھانے سے قثم مکہ میں ٹھیرے رہے اور جناب امیرالمومنین کو شامیوں کے قصد سے اطلاع دی۔ آپنے ایک لشکر مرتب کرکے بسرداری ریان بن حمزہ بن ہوذ بن علی حنفی وابوالطفیل کے روانہ فرمایا۔ یہہ لشکر یکم ذیحجہ کو مکہ معظمہ مین داخل ہوا۔ یزید بن شجرہ یوم الترویہ (آٹھوین ذیحجہ) سے دو روز قبل شامیوں کے ساتھہ مکہ پہونچے۔ شامیون نے کسی طرح اہل مکہ سے تعرض نہین کیا۔ یزید نے عام ندا کرادی کہ ہماری طرف سے سب بے خوف رہین البتہ جو ہمسے لڑیگا وہ اپنی سزا کو پہونچیگا پہر ابوسعید خدری کو بلا کر کہا مین حرم مین قتل و خونریزی نہین چاہتا اور اگر میرا یہہ قصد ہوتا تو مین ہر طرح قادر تہا کیونکہ تمہارے امیر ضعیف ہین تم انسے کہدو کہ لوگونکو نماز نہ پڑہائین اور مین بہی امامت سے علیحدہ رہونگا۔ لوگ اور جسکو چاہین امام بنالین۔ ابوسعید نے قثم سے کہا۔ مصلحتہً تم امامت نہ کرو۔ یہہ الگ ہوگئے۔ لوگون نے حضرت شیبہؓ کو امام مقرر کیا اور یہی امیر حاج ہوے حج سے فارغ ہوکر لوگ اپنے اپنے گہرونکو واپس ہوے۔ یزید بہی شام کی طرف لوٹے۔ دوسرا لشکر کوفہ جسکے معقل بن قیس سردار تھے شامیونکے پیچھے لگا۔ لشکر شامی نے وادی القریٰ سے کوچ کیا تہا کہ لشکر عراق نے انکو جالیا اور لوٹ مار مچادی۔ لوگونکو قید کرلیا اور جو کچہہ اونکے پاس اسباب سامان تہا چہین لیا۔ قیدیونکو کوفہ مین بحضور جناب امیرالمومنینؑ پیش کیا۔ آپنے بعوض اپنے قیدیونکے جو شام مین امیر معاویہؓ کی پاس تہے انکو رہا کردیا یہہ قصہ اس طرح ہے کہ جس وقت یزید بن شجرہ امیر معاویہؓ کی خدمت مین واپس آے آپنے حرث بن نمر تنوخی کو جزیرہ پر بہیجا اور حکم دیا کہ جناب علیؓ کے مطیع اشخاص کو قید کرلاؤ۔ حرث جزیرہ مین پہونچے اور ایک گہر کے سات آدمی قبیلہ بنی تغلب کے قید کرلاے۔ قبل اسکے بنی تغلب امیرالمومنین کی اطاعت سے باہر ہوگئے تہے اور اونکا میلان جانب امیر معاویہؓ کے تہا۔ جب انکی قوم والے قید کرلئے گئے تو انہون نے حضرت معاویہؓ سے انکے چہوڑدینے کی بابت

درخواست کی انہون نے انکار کیا اسپر بنی تغلب انسے بہی منحرف ہو گئے۔ جب تغلبی گرفتار ہو آے تو جناب امیر معاویہؓ نے امیر المومنین کو لکھا کہ معقل ہمراہیان نزید کو قید کرکے لیگئے ہین اگر آپ اونکو چہوڑ دین تو ہم آپکے لوگونکو رہا کر دین۔ آپنے اون قیدیونکو چہوڑ دیا۔ امیر معاویہؓ نے بنی تغلب کو بہی رہا کر دیا۔

جناب علیؓ نے قبیلہ خشعم سے ایک شخص عبد الرحمن نام کو نواح موصل مین روانہ فرمایا تاکہ عام لوگونکی شورش و فساد فرو کرین عبد الرحمن کو بہی تغلبی جو معاویہؓ سے الگ ہو گئے تہے ملے۔ انکا سردار قریع بن حارث تغلبی تہا۔ عبد الرحمن کے ہمراہیون سے اورانسے گالی گلوج کے بعد جدال و قتال کی ٹہیر گئی۔ عبد الرحمن مارے گئے۔ حضرت علیؓ نے چاہا کہ بنی تغلب پر ایک لشکر جرار روانہ فرما دین مگر قوم ربیعہ نے کہا۔ بنی تغلب آپکے دشمن سے کنارہ گزین اور آپکے مطیع ہین۔ عبد الرحمن کو دہوکے مین قتل کیا ہے یہہ سنکر آپ اپنے ارادہ سے باز رہے۔ (ابن اثیر)

زیاد بن ابیہ گورنر فارس

اسی سنہ مین زیاد کرمان و فارس کے حاکم ہوے۔ جسوقت ابن حضرمی بصرہ مین مارے گئی اور باشندگان ممالک محروسہ اطاعت مین مختلف ہوے تو مخالفین اہل فارس و کرمان کو بہی طمع خراج و حکومت ملکی دامنگیر ہوئی۔ ہر حصہ ملک مین یہی ہوا چل گئی ہر ایک رئیس قصبہ و قریہ مستقل حکومت کا خواستگار رہا اور خراج ادا کرنے سے انکار کیا۔ جس جس علاقہ پر عمال تہے اونکو نکال دیا چنانچہ اہل فارس نے بہی سہل بن حنیف گورنر فارس کو اپنے ملک سے نکال دیا اور خود مختار و حاکم وقت بن بیٹھے۔ جناب امیر المومنین نے اپنے اصحاب و احباب سے اس عام شورش کے رفع کرنے مین مشورہ کیا۔ جاریہ بن قدامہ نے عرض کیا۔ کیا مین حضور کو

ایک ایسا شخص منتظم۔ صاحب تدبیر۔ حکومت وسیاست کے قواعد سے واقف ہے جو کام اوسکے سپردگی مین دیا جاے اوسکے انجام دینے مین وہ تن تنہا کافی ہو بتلا دون۔ ارشاد ہوا۔ وہ کون شخص ہے۔ جاریہ نے کہا۔ وہ شخص زیاد بن ابیہ ہے۔ آپنے انکی راے کو پسند کیا اور عبداللہ بن عباس رضہ کے نام حکم لکھا کہ زیاد کو فارس کا عامل مقرر کرکے اوس طرف روانہ کرو ابن عباس رضہ نے حسب الحکم ایک لشکر کے ساتھ زیاد کو فارس روانہ کیا۔ زیاد نے وہان پہونچکر اہل فارس کو خوب دبایا۔ قرار واقعی اونکی سرکوبی کی۔ زیاد کی حکومت اور حکمت عملی و تدابیر و انتظامات مناسب سے اہل فارس سیدہے ہوگئے۔ انہون نے یہہ طریقہ رکہا کہ جس پرگنہ مین مفسدونکو پایا اونکے سر پر منتخب شدہ لوگ بہیجے اور ملکی لوگونسے ایک سے دوسرے کو گوشمالی دلوائی اور اس طرح اپنا رعب داب جمالیا کہ وہی لوگ آپس کے عیب زیاد پر ظاہر کردیتے بعضے اس درجہ خائف ہوے کہ ملک چہوڑ چہوڑ کر بہاگ گئے اور بعضے ایسے مطیع و فرمانبردار بن گئے کہ اپنے ملک والونکو انکی خوشی و رضامندی مین قتل کرڈالا۔ ایرانیون کا جوش و خروش جو مثل طوفان ہمسندر کے تہا اور جسکی ترقی کے خوفناک آثار نمایان ہو چلے تہے اپنی تیغ آبدار سے فرو کیا۔ پہر کرمان پہونچکر وہان بہی ایسا ہی انتظام کیا۔ بعد ازان فارس واپس آے اور اصطخر مین مقیم ہوے۔ اصطخر کے قریب قلعہ سنگین موسوم بہ قلعہ زیاد تعمیر کیا۔ اسی قلعہ مین کسی زمانہ مین منصور لشکری سکونت پذیر ہوا ہے جبسے اسکا نام قلعہ منصوریہ ہوگیا۔

بعضے کہتے ہین کہ عبداللہ بن عباس رضہ نے زیاد کے فارس پر بہیجنے کی راے جناب علی رضہ کو دی تہی۔

زیاد کی والدہ سمیہ مقام زندورد علاقہ کسکر کے باشندہ دہقانی کی لونڈی تہی۔ اتفاقاً وہ دہقان بیمار ہوا۔ حارث بن کلدہ ثقفی جو پیشہ طبابت کرتے تہے علاج کیواسطے

بلایا۔ انکے علاج سے اچہا ہوگیا۔ شکرانہ و نذرانہ مین یہی لونڈی سُمیّہ ہبہ کردی سُمیّہ حارث کے تصرف مین رہی
اس لونڈی سے ابوبکرہؓ نفیع پیدا ہوے۔ اسی سُمیّہ سے نافع پیدا ہوے۔ جب غزوہ طائف ہوا
وقت محاصرہ طائف کے حارث نے ان دونون کے پیدا ہونیکے بعد سُمیّہ کا نکاح اپنے غلام عبید
نامی سے کردیا تہا۔ اوسی زمانہ مین حضرت ابوسفیانؓ طائف پہونچے اور ابومریم سلولی کے
گہر اوترے۔ یہہ اوسوقت تک اسلام نہین لائے تہے اور شراب بیچا کرتے تہے۔ ابوسفیان نے بہی
ابہی اسلام قبول نہین کیا تہا۔ ابوسفیانؓ نے رات کو ابومریمؓ سے کہا۔ دوست کوئی عورت نہین
لاتے۔ میرا تو اسوقت برا حال ہے۔ ابومریمؓ کو اپنے عزیز مہمان کی خاطرداری منظور تہی کہنے لگے
آپکو سُمیّہ پسند ہو تو ابہی حاضر کرون۔ ابوسفیانؓ نے کہا۔ خیر کیا مضائقہ۔ وہی دراز پستان گندی
بودار سہی۔ ابومریمؓ سُمیّہ کو لے آئے۔ ابوسفیان نے اوسکے ساتہہ رات بسر کی سُمیّہ حاملہ ہوگئی
اور ۱ سنہ ہجری مین زیاد پیدا ہوے (ابن اثیر)

علامہ مسعودیؒ نے سُمیّہ کی نسبت یہہ لکہا ہے کہ طائف مین ایک محلہ جو بنام حارۃ البغایا
(چکلہ) آبادی سے علیحدہ واقع تہا اور جس جگہہ زنان بازاری رہتی تہین اور حسب رواج
اوسوقت کے ہر ایک کے دروازہ پر ایک پہریرہ نصب ہوتا تہا سُمیّہ بہی اوسی محلہ مین رہا کرتی تہی
اور جو کچہہ آمدنی اسکو وصول ہوتی حارث بن کلدہ ثقفی کے حوالہ کیا کرتی تہی۔

بہرکیف زیاد نے سن شعور کو پہونچکر عقل و تمیز مین نام پیدا کیا۔ حضرت ابوموسیٰؓ جسوقت
خلافت فاروقی مین بصرہ کے عامل تہے زیاد اونکے منشی روبکاری تہے۔ جناب امیرالمومنین
عمر فاروقؓ نے بہی زیاد سے کام لیا جسکو یہہ نہایت خوش اسلوبی کے ساتہہ انجام دیکر حاضر خدمت
ہوے اور مجمع عام مین بکمال فصاحت و بلاغت ایک خطبہ پڑہا جسکو سنکر حاضرین دنگ رہگئے
اور سبنے انکے علم و لیاقت کا اقرار کیا۔ پہر خلافت مرتضوی مین یہ عبداللہ بن عباسؓ کے ہمراہ

مثل ایک نائب یا مددگار رہے اور بصرہ سے گورنر فارس مقرر ہوکر اوس طرف چلے گئے زیاد کی کارگذاری اور ہوشیاری پر حضرت معاویہؓ نے بہت کچھ چاہا کہ انکو کسی حیلہ سے اپنی طرف کرلین مگر خلافت مرتضوی مین نہو سکا۔ بلکہ زیاد اور جناب معاویہؓ مین کسیقدر کدورت رہی سنہ ۴۲ھ عہد خلافت امیر معاویہؓ مین زیاد نے مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی سے کہا۔ مین تمکو بیس ہزار درم انعام دونگا میرے اور معاویہؓ کے میل کرا دو۔ معاویہؓ میری نسبت اسقدر اقرار کرلین کہ زیاد ابو سفیانؓ کا بیٹا ہے۔ مصقلہ نے اس مین کوشش کی۔ جناب معاویہؓ نے بہی زیاد کے ملانیکی اس سے بہتر کوئی صورت نہ پائی لہذا زیاد ابو سفیانؓ کے بیٹے مشہور کردیے گئے۔ پہر زیاد نے ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کے نام خط لکھا اوسکا عنوان من زیاد بن ابی سفیانؓ لکھا۔ غرض یہہ تہی کہ اسکے جواب مین اگر ام المومنینؓ من عائشہ الی زیاد بن ابی سفیانؓ لکھدینگی تو ایک سند ہاتھ آجائیگی مگر اس امید کے خلاف ام المومنینؓ نے انکو خط لکھا جسکا سرنامہ یہہ تہا۔ من عائشہؓ ام المؤمنین الی ابنہا زیاد۔ یعنی یہہ خط ام المومنین کی طرف سے بنام اونکے بیٹے زیاد کے ہے۔

جب زیاد امیر معاویہؓ کے بہائی مشہور ہوگئے تو اسکے بعد حج کرنا چاہا۔ ابوبکرہؓ جو زیاد کے سوتیلے بہائی ہین انکا قصد حج معلوم کرکے انکے گہر آے اور انکے بیٹے سے کہا۔ تم اپنے باپ سے کہدینا کہ تم حج کرنے جاتے ہو وہان ضرور جناب ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ سے ملوگے۔ اگر وہ راضی خوشی سے تم سے پیش آئین اور تم کو گہر مین بلالین تو جناب رسول خدا کی شان مین بڑی رسوائی و ذلت ہوگی اور اگر تمکو گہر مین نہ گہسنے دیا تو تمہاری فضیحت و بدنامی ہے پہر تمہارے مخالف اور بہی تمہاری تکذیب کرینگے اور تمکو سخت ندامت ہوگی۔ اسکو خوب سوچ سمجھ لو پہر حج کو جاؤ۔ زیاد نے اس معاملہ مین غور کیا اور حج کو نہ گئے۔

غرض اس زمانہ سے زیاد قریش مین داخل ہو گئے۔ انکے بھائی ابو بکرہؓ ثقفی تھے۔ وہ اسی لقب سے مشہور رہے۔ عہد خلافت عہدی تک ان دونون کی اولاد بھی اسی نام سے مشہور تھی ۱۶۰ھ مین اولاد زیاد کا نام دفتر قریش سے خارج کیا گیا۔

۳۹ھ مین ام المومنین جناب میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے بمقام سرف انتقال فرمایا یہہ منجملہ اتفاقات عجیبہ ہے کہ انکی اسی مقام مین شب عروسی بھی ہوئی ہے۔ آپکی قبر معروف و مشہور ہے۔ (تاریخ امام یافعیؒ)

علی اختلاف الروایات ابو مسعودؓ انصاری بدری نے اسی سنہ مین وفات پائی۔ یہ جنگ بدر مین شریک نہین ہوی بلکہ مقام بدر مین اقامت پذیر ہوے اسواسطے بدری مشہور ہین۔ انکا سلسلہ اولاد منقطع ہے (ابن اثیر) امام یافعیؒ کے نزدیک انکی وفات سنہ ۴۰ھ مین ہے۔

جناب امیر المومنین علیؓ نے قبل خلافت جسقدر حج کئے ہون اونکی تعداد معلوم نہین مگر آپکو اپنے عہد خلافت مین کسی سال حج کرنے کا موقع نہ ملا کیونکہ پورا زمانہ آپکی خلافت کا جنگ و جدال مین گذرا۔ (تاریخ خمیس)

سنہ ۴۰ھ بسر بن ابی ارطاۃ

جناب معاویہؓ نے تین ہزار کی جماعت سے بسر بن ابی ارطاۃ کو جانب حجاز و یمن روانہ کیا۔ بسر عامر بن لوی کے خاندان سے قریشی نسب ہین۔ اول یہہ مدینہ مین آے۔ اسوقت یہان کے عامل حضرت ابو ایوب انصاریؓ تھے۔ بسرؔ کا نام سنتے ہی یہہ مدینہ چھوڑکر کوفہ کی جانب چل دیئے بسر بغیر مزاحمت احدی مدینہ منورہ مین داخل ہوے کسی کو قتل نہین کیا۔ سب سے پہلے بسر نے جو کام یہان کیا وہ یہہ ہی کہ آتے ہی مسجد نبوی مین داخل ہوے اور منبر پر چڑھکر باواز بلند پکارے۔ اے قبائل دینار۔ نجار۔ زریق۔ (افسوس) میرے سردار شیخ جناب عثمانؓ کدھر گئے

(ہاے) کل تک وہ یہان تھے - بخدا اگر امیر معاویہؓ سے قول کر کے قسم کہا کر نہ آیا ہوتا تو آج مدینہ مین
کسی جوان کو زندہ نہ چھوڑتا پھر بسرؓ نے بنی سلمہؓ کے پاس اپنا آدمی بھیجکر پیغام بھیجا کہ جابر بن عبداللہ
کو میرے پاس حاضر کرو اسی مین تمہاری سب کی بہتری ہے ورنہ ابھی ایک دم مین سب کو مار ڈالونگا
حضرت جابرؓ ام المومنین جناب ام سلمہؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا - آپکی کیا راے ہے
بسرؓ مجھکو امیر معاویہؓ کی بیعت کے واسطے بلاتے ہین مگر درحقیقت اونکی بیعت گمراہی کی بیعت ہے
اگر مین انکار کرتا ہون تو مجھکو جان کا اندیشہ ہے - اس صورت مین جیسا ارشاد ہو تعمیل کرون
آپنے جواب دیا میرے نزدیک صلاح وقت یہی ہے کہ بیعت کر لو - جان بچانا فرض ہے - مین نے
بھی اپنے لڑکے عمر اور اپنے داماد ابن زمعہ کو حکم دیدیا ہے کہ بیعت کر لین اور اپنی جان بچائین -
حضرت ام سلمہ کی صاحبزادی زینب ابن زمعہ کے نکاح مین تھین حضرت جابرؓ آپسے اجازت پاکر
بسر کے پاس گئے اور اوسسے بیعت کر لی - پھر بسر نے مدینہ کے مکانات مسمار کرا دیئے اور مکہ کا
رخ کیا حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ مکہ مین مقیم تھے بسر کے خوف سے بھاگ گئے - بسر نے اہل مکہ سے جبراً
بیعت لی - بعدہٗ یمن کی طرف گئے - یہان جناب امیر المومنین علی کی طرف سے حضرت عبید اللہ بن
عباس عامل تھے وہ بھی قبل پہونچنے بسر کے اپنی جان لیکر کوفہ چلے گئے - جناب علی مرتضیٰ رض نے
انکی جگہہ عبد اللہ بن عبد المدان حارثی کو عامل کر کے روانہ فرمایا - بسرؓ جسوقت یمن مین داخل ہوے
ہین نئے عامل کو پایا - اوسکو قتل کیا اور اوسکے ایک بیٹے کو مار ڈالا حضرت عبید اللہ بن عباس
کے دو کمسن بچے عبد الرحمن - قثم کو بھی قید کر لیا - یہہ دونون بچے جنگل مین ایک شخص کنانی
کے پاس رہتے تھے - بسر نے انکو قتل کرنا چاہا - کنانی نے کہا - ان معصوم بے گناہ بچونکو کسواسطے
قتل کرتے ہو - للہ انکی جان بخشی کرو اور اگر انکو مارنا ہی ہے تو انکے ساتھہ مجھکو بھی قتل کر ڈالو -
بسر نے پہلے کنانی ہی کو مارا پھر دونون بچے تیغ ظلم سے شہید کئے - ایک روایت مین ہے کہ

کنانی نے تلوار لیکر بسر کا مقابلہ کیا اور دونوں لڑکونکی حفاظت مین لڑتے رہے اور کہتے جاتے تھے وہ شیردہ ہے جو اپنے گہر مین آنے والونکو روکے اور اپنے ہمسایہ کے قریب برہنہ شمشیر لیکر اونکی حفاظت مین مستعد ہے"۔ آخر لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ بسر نے اون معصوم بچونکو قتل کرنا چاہا قبیلہ کنانہ کی عورتین جمع ہوگیئن اور دوہائی فریاد مچائی۔ ایک عورت اونمین سے بولی۔ تو مردونکو تو مرد وے۔ ظالم قسائی۔ مردونکو مارا۔ ناحق ناروا ذبح کیا۔ اگر تیرے نزدیک قصور تھا تو مردونکا تھا۔ ان بہولے بھالے۔ اپنی مان کے لاڈلے بچون کی کیا خطا ہے۔ ہاے۔ ان کی مان کا کلیجہ کیسا کلپیگا۔ ای کمبخت۔ خدا کے غضب سے ڈر۔ آہ۔ ان معصوم بچونکے قتل سے درگذر۔ تیرے سامنے بہی چہوٹے چہوٹے بچے ہونگے۔ اسے بیدرد۔ بیرلے خدا انپر ترس کہا۔ خدا کی قسم۔ کبھی کسی زمانہ مین نہ جاہلیت کے وقت نہ اسلام مین بچے اس طرح سے مارے گئے۔ پروردگار کی قسم اسے ابی ارطاۃ کے لڑکے۔ اب تجہپر شامت سوار ہونے والی ہے سب کا حاکم و منصف اپنا غضب تجہپر نازل کرنے والا ہے۔ دیکہہ خدا کی حجت والزام تجہپر قائم ہوا چاہتا ہے۔ ای نادان ناعاقبت اندیش خدا کی قسم چہوٹے بچون اور بوڑہے مردونکے قتل کا بڑا گناہ ہے۔ افسوس رحم و ترس دلونسے اوٹہہ گیا یہی ظالم بادشاہ کی تباہی کے سامان ہین"۔ غریب عورتین ہزار چیختی چلاتی سر پٹکتی رہین مگر بسر نے کچہہ خیال نہ کیا۔ بیگناہ بچونکو قتل کرڈالا۔ پہر شیعان علی جسقدر یمن مین ہاتہہ لگے تقریبًا سب کے سب قتل کرڈالے۔

جناب علی مرتضیٰ اس ہنگامہ ظلم وستم کو سنکر نہایت درجہ پر غضب ہوے۔ جاریہ بن قدامہ سعدی اور وہب بن مسعود کو دو ہزار سپاہیونکے ساتہہ بسر کی گوشمالی پر روانہ فرمایا۔ یہ لشکر نجران پہونچا۔ جسقدر عثمانی انکے ہاتہہ آے انہون نے معاوضہ خون شیعان علیؑ اونکو قتل کیا بسر آمد لشکر اہل عراق سنکر بہاگے۔ اپنے ہمراہیون کو بہی ساتہہ لیا۔ جاریہ نے انکا تعاقب کیا

بسر تو نکل گئے اور جاریہ مکہ پہونچے (ادھر جناب امیر المومنین علیؑ نے شہادت پائی) اہل مکہ سے کہا۔ امیر المومنین کی تجدید بیعت کرو۔ انہوں نے جواب دیا۔ امیر المومنین تو شہید ہوے اب کسکی بیعت کریں۔ جاریہؓ نے کہا۔ اصحاب علیؑ نے جسکی بیعت کی ہو تم بھی اوسیکے ہاتھہ پر بیعت کرلو۔ اہل مکہ نے ڈر کر جاریہ کے ہاتھہ پر بیعت کرلی پھر جاریہ مدینہ منورہ میں آے۔ یہاں بسر کی وجہ سے ایک بدامنی پھیلی ہوئی تھی پیش امام آج کل حضرت ابو ہریرہؓ تھے۔ یہہ جاریہ کے ڈر سے بھاگ گئے۔ جاریہ نے کہا۔ اگر اسوقت مجھکو ابو ہریرہ ملتے تو میں اونکو ضرور قتل کرتا اور اہل مدینہ سے کہا حضرت امام حسنؑ سے بیعت کرلو۔ لوگوں نے انسے بیعت کرلی۔ جاریہ ایک دن مدینہ میں قیام کرکے کوفہ واپس گئے۔ انکے جانیکے بعد حضرت ابو ہریرہ مدینہ میں آگئے اور بدستور سابق امامت کرتے رہے۔

حضرت عبید اللہ بن عباسؓ کی بیوی (جنکے دونوں بچے مارے گئے) کا نام ام الحکم جویریہ بنت خویلد بن قارظ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اونکا نام عائشہ بنت عبد اللہ بن عبد المدان ہے انکو اپنے دونوں بچوں کا قتل ہونا سنکر جنون ہو گیا عقل و ہوش جاتے رہے اکثر اوقات بیخود عالم تحیر میں خاموش رہتیں کسیوقت ہوش آتا تو چند اشعار مرثیہ غم فرزندوں میں ان کے درد زبان ہوتے اور نہایت سوز و گداز سے حسرتناک لہجہ میں پڑھا کرتی تھیں۔

جناب امیر المومنین علیؑ کو بھی اون بچوں کے قتل ہونے سے سخت رنج ہوا۔ آپنے بڑا افسوس کیا اور بسر کے حق میں بددعا فرمائی "خداوندا! بسر کی عقل سلب کرلے" چنانچہ آپکی بددعا سے بسر سڑی سودائی ہو گئے۔ اگر انکو تلوار مل جاتی تو قتل عام میں مصروف ہوتے۔ لوگوں سے تلوار مانگتے تھے مگر کوئی نہ دیتا تھا۔ البتہ انکے جی بہلاتے اور جوش جنون کم کرنیکو یہہ ترکیب کیجاتی تھی کہ ایک لکڑی کی تلوار دیدیتے اور انکے سامنے ایک مشک ہوا بھر کے ڈال دیتے تھے۔ یہ اوس مشک کو

حملہ کرتے اور حالت دیوانگی مین پیترے بدل بدل کر خوب ہاتھ جاتے تھے۔ بس یہہ اونکا مشغلہ تھا۔ تا آخر حیات اسی حالت مین رہے۔

روایت ہے کہ جب امیر معاویہؓ کو خلافت ہوگئی تو ایک مرتبہ حضرت عبید اللہ بن عباسؓ امیر معاویہؓ کے دربار مین تشریف لیگئے۔ بسر بھی وہان موجود تھے۔ حضرت عبید اللہؓ نے بسر سے کہا جسوقت تم نے میرے بچونکو قتل کیا ہے۔ اگر قدرت خدا سے مجھکو زمین مثل کسی درخت کے تمہارے پاس اوگاتی تو مین بہت خوش ہوتا (تمکو ظلم کا مزہ چکھاتا) بسر کہا۔ اب سہی۔ لو یہ میری تلوار ہے حضرت عبید اللہؓ نے ہاتھ بڑہا کر تلوار اوٹہانا چاہا کہ حضرت معاویہؓ نے تلوار پکڑ لی اور بسر سے ڈانٹ کر کہا۔ کیا غضب کرتے ہو۔ خدا تمکو ہلاک کرے۔ بوڑہے ہو کر سٹہیا گئے۔ اگر انکو تلوار مل جاے تو پہلے میرے ہی اوپر ہاتھ صاف کرین۔ عبید اللہؓ نے کہا۔ بیشک یہی ہو پہلی آپ کو ختم کرون پہر بسر کو۔ بعض کہتے ہین کہ بسر کا حجاز مین جانا ۴۲ھ مین ہے۔ یہ مدینہ مین ایک ماہ کامل مقیم رہے جس کیکی نسبت معلوم ہوتا کہ یہہ عثمانؓ کی شہادت مین شریک ہوا ہی فوراً اوسکو قتل کر ڈالتے۔

اسکے بعد حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان صلح ہوگئی اور یہہ شرط ٹہیری کہ ملک عراق مین جناب علیؓ کی حکومت رہے اور ملک شام کے حاکم جناب معاویہؓ رہین قبل صلح کے طرفین سے خط و کتابت رہی بعدہٗ مصالحت ہوگئی۔

علیحدگی حضرت عبد اللہ بن عباسؓ از حکومت بصرہ

گو جناب امیر المومنین عمر فاروقؓ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو بہت چاہتے اور اونکی عزت کرتے تھے مگر باوجود اسکے اونکو کسی جگہہ کا عامل نہین کیا ایک دن فرمانے لگے۔ میرا جی چاہتا ہی کہ

آپکو کسی ملک کا والی کردون مگر اندیشہ یہہ ہے کہ آپ خراج و محاصل ملک مین بدلیل و حجت اپنا حق سمجھکر تصرف و تغلب کرینگے۔ لیکن جناب امیر المومنین علیؑ نے اپنے عہد حکومت مین شروع زمانہ ہی سے انکو بصرہ کا عامل کر دیا اور وہ خوف جو جناب فاروقؓ کو انکے عامل کرنے سے روک رہا تہا۔ ظاہر ہوا۔ ابن عباسؓ نے اموال غنیمت کو اپنے واسطے جائز رکہا بلکہ اپنے کو اوسکا حقدار و حصہ دار سمجھے۔ آپکی دلیل یہہ آیت تہی۔ واعلموا انما غنمتم من شئ فان للہ خمسه وللرسول ولذی القربی۔ (عقد الفرید)

خمس غنیمت جو نکالا جاتا ہے اوسمین صرف تین حصہ ہوتے ہین اور اوسکے مستحق و مصرف مسکین۔ یتیم۔ مسافر ہین۔ اہل قرابت آنحضرتؐ اگر فقیر و محتاج ہون تو مقدم ہونگے۔ اگر غنی مالدار ہین تو کچہہ نہ ملیگا۔ باقی رہا یہہ کہ آیت مین اللہ تعالی کا نام اور آنحضرت کا حصہ بہی ہے تو خدا کا نام محض تبرک ہے اور آنحضرت کا حصہ تا حین حیات تہا بعد وفات ساقط ہوگیا۔ (پس خمس کے تین حصے ہونگے جسکے مسکین۔ یتیم۔ مسافر۔ حقدار ہین) یہہ مذہب امام اعظم ابو حنیفہؒ کا ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک خمس کے پانچ حصہ ہونگے۔ تین کے پانے والے تو اوپر مذکور ہوے چوتہا حصہ ذوی القربی یعنی بنی ہاشم۔ بنی مطلب کو ملیگا اور پانچوان حصہ جو رسول کے نام کا ہے وہ خلیفہ وقت پاویگا۔ انکی دلیل یہہ ہے کہ آنحضرت نے خمس خیبر سے ذوی القربی کو بہی دیا۔ حضرت عثمانؓ اولاد عبد شمس سے ہین اور حضرت جبیر بن مطعم اولاد نوفل سے۔ ان دونون نے عرض کیا کہ ہم بنی ہاشم کی فضیلت کے منکر نہین مگر بنی المطلب سے ہم کسی طرح کم نہین ہین۔ کیا وجہ ہے جو ہم محروم ہے۔ ارشاد ہوا۔ بنی المطلب مین ایک خصوصیت ہے جاہلیت مین بہی مجہسے جدا نہ ہوے تہے جیسا کہ اب اسلام مین میرے ساتہہ ہین اور میری اونکی مثال (ایک ہاتہہ کی اونگلیان دوسرے ہاتہہ کی اونگلیون مین داخل کرکے فرمایا) ہمیشہ سے

اس طرح ہے۔ امام شافعیؒ بربناء دلیل ہذا ذوی القربیٰ کا حصہ بھی قائم رکھتے ہین۔ احناف جواب دیتے ہین کہ اونکو استحقاق بوجہ نصرت و صحبت نبوی کے تہا وہ آپ کی وفات سے منقطع ہوگیا ہان ذوی القربیٰ اگر فقیر محتاج ہون تو اونکو دیا جاوے کیونکہ انکو زکوٰۃ نہین دیجاتی درصورت محتاجی کے خمس مین سے بعوض زکوٰۃ دیا جاوے گا (شرح وقایہ)

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ عہد رسالت مین خمس کے پانچ حصے ہوتے تہے۔ ایک حصہ خدا اور اوسکے رسول کے نام کا۔ ایک ذوی القربیٰ کا۔ تین حصے یتیم۔ مساکین۔ محتاج مسافر کے پھر حضور کے بعد حضرات ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے زمانون مین صرف تین حصے ہوتے رہے حصہ رسول اور حصہ ذوی القربیٰ ساقط ہوگیا۔ خلافت مرتضوی مین بھی ایسا ہی دستور تہا۔ آپ کی رائے تہی کہ ذوی القربیٰ کا حصہ رکھا جاوے مگر حضرات شیخینؓ اور جناب عثمانؓ کے خلاف کرنا پسند نہ کیا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ حصہ ذوی القربیٰ کے ہم حقدار ہین حضرت عمرؓ نے حکم دیا تہا کہ اس خمس مین سے بے شوہر والی عورتون کے نکاح مین صرف کرین۔ قرضدار کا قرض ادا کرین مگر ہم نے چاہا کہ بغیر ان ضروریات کے بھی ہم کو ملنا چاہیے جناب عمرؓ نے یہ جائز نہ رکھا۔

امام ابوحنیفہؒ اور اکثر فقہا و احناف کا یہی مذہب ہے کہ خلیفہ وقت کو تقسیم غنیمت مین مسلک خلفاء اربعہؓ اختیار کرنا چاہیے۔ (کتاب الخراج قاضی ابویوسفؒ)

مؤلف۔ معلوم ہوا کہ تقسیم خمس مین اختلاف ہے۔ ابن عباسؓ کا مذہب یہی ہے کہ ذوی القربیٰ کا حصہ نکالنا چاہیے اسی بنا پر اونہون نے خمس مین تصرف کیا لیکن یہہ خلفاء ثلثہ کے خلاف تہا اور جناب علیؓ بھی مخالفت اونکی پسند نہ فرماتے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ کے بصرہ چھوڑنے کی وجہ اس طرح بیان کرتے ہین کہ ایک روز یہ ابوالاسود

کیطرف ہوکر گذرے اور کسی امر پر ناراض ہوکر اونکو جھڑکا اور کہا اگر تم چارپایون مین ہوتے تو اونٹ ہوتے اور اگر جانور چرانا تمہارے سپرد کیا جاتا تو تم بوجہ جہالت و نادانی کے چراگاہ تک نہ پہونچ سکتے۔ ابوالاسود نے امیرالمومنین علیؑ کی خدمت مین انکی شکایت مین یہ عرضداشت ارسال کی۔ آپکو خداوند تعالیٰ شانہ نے حاکم امانت دار۔ اوسکی مخلوق کا چرواہا نگہبان بنایا ہی۔ ہمنے آپ کو ہر طرح آزمایا۔ آپ کو امانت داری و دیانت مین کامل پایا۔ ہم لوگونکے ہاتھ جو کچھ فتوحات واموال غنیمت حاصل ہوتے ہین وہ ہمین لوگونکو آپ دیدیتے ہین۔ اونکے مقدمات مین کسی سے رشوت نہین لیتے۔ آپکے ابن عم بخلاف روش آپکے جو اونکے ہاتھ لگا اپنا سمجھکر کہا گئے۔ مجھکو اونکی یہہ کارروائی آپسے چھپانا مناسب نہ تھی لہذا ظاہر کردی۔ اب آپکو اختیار ہے اور جیسا مجھکو حکم ہو تعمیل ارشاد مین حاضر ہون۔ امیرالمومنین نے اسکا جواب یہ لکھا۔ تمہاری تحریر امت مرحومہ کی خیرخواہی کی ایک عمدہ نظیر ہے۔ حاکم وقت امام۔ والی طالب حق ظلم سے پرہیزگار کے واسطے نیک صلاح ہے۔ تمہاری رپورٹ کے بموجب مین نے ابن عباسؓ کو لکھا ہے۔ تمہارا نام پوشیدہ رکھکر اونسے استفسار کیا ہے۔ جو کچھ حالات اونکے تمکو معلوم ہوتے رہین ہمکو لکھتے رہنا خصوصاً جو امر باعث رفاہ خلق اللہ ہو اوسکی اطلاع خلیفہ وقت کو کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ دوسرا پروانہ ابن عباسؓ کے نام تھا۔ مجھکو تمہاری بابت خبرین پہونچی ہین کہ جو کچھ تمہارے قبضہ مین مال تھا وہ سب تم نے ہضم کرلیا۔ زمین ویران کردی جسقدر محاصل و خراج آیا۔ تم نے اوسکو اپنا سمجھکر اوسمین تصرف مالکانہ کیا۔ درحقیقت اگر یہہ خبر صحیح ہے تو بیشک تم نے بیجا کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ناخوش کیا۔ امانت کو برباد کیا۔ اپنے امام کی نافرمانی۔ مسلمانون کے مال مین خیانت روا رکھی۔ تم اپنا حساب و کتاب جمع خرچ میرے پاس بھیجو۔ یہہ خوب یاد رکھو کہ دنیا کا حساب آسان ہی۔ خدا کے گھر جو کل حساب ہوگا وہ بڑا سخت ہے۔ ابن عباسؓ نے اسکے جواب مین لکھا

میری نسبت جو کچھہ خبرین آپکو پہونچی ہین وہ سراسر غلط ہین - آپ کسی پر توجہ نہ فرمایئے - جو کچھہ میرے قبضہ و تحت مین ہے مین اوسکا حافظ ہون اور میرے پاس سب موجود ہے -

جناب علی مرتضی رضؓ نے اس خط کے جواب مین لکھا - مین تمکو ہرگز نہ چھوڑونگا تاوقتیکہ مجھپر یہہ ظاہر نہ کروگے کہ تمنے جزیہ مین سے کسقدر اور کس کس علاقہ سے وصول کیا اور اوسکے مصارف بالتفصیل کیا ہین - خدا سے ڈرو - یہہ مال تمہارے پاس امانت ہے اور تم اوسکے محافظ ہو یہہ مال دنیا جسکو تم نے لیا ہے قلیل مقدار ہے مگر اسکا تاوان وبال آخرت بہت بڑا اور بھاری ہے - (عقد الفرید وابن اثیر)

ابن عباس رضؓ نے یہہ خط پڑھکر خیال کیا کہ امیرالمومنینؑ کسی طرح باز نہ رہین گے لہذا حکومت بصرہ سے الگ ہوجانا ہی مناسب ہے - بس ایک آخری خط آپ کی خدمت مین روانہ کرکے خود یہانسے روانگی کی تیاری کی - وہ خط یہہ ہے - آپکے پروانجات جو میرے نام آئے اونسے بخوبی روشن ہوگیا کہ آپکو میری نسبت جو خبرین مال اوڑانے کی پہونچی ہین وہ آپکے نزدیک بدرجہ تحقیق ثابت ہین - اون اخبار کی رو سے آپ مجھکو مال اوڑانے کی قصور مین گنہگار سمجھتے ہین واللہ مین اس حکومت سے دست بردار ہوتا ہون قسم خدا کی - مسلمانونکی خونریزی ہوکر مجھکو حکومت ملے اور تمام روئے زمین کے پہاڑ اور جنگل میرے واسطے سونا ہوجاوین تو مجھکو ہرگز پسند نہین - آپ یہان جسکو چاہین مقرر فرمائین مین تو اب کوچ کرتا ہون - والسلام - بروایت ابن خلدون اوس خط کے یہ الفاظ ہین مین آپکے مطلب کو سمجھہ گیا - مین ایسی گورنری نہین چاہتا جسکو آپ مناسب سمجھیے بھیجدیجیے - یہہ مال جو مین نے اپنے قبضہ مین کرلیا ہے وہ میرا ہے اور مجھے اوسکے خرچ کرنے کا حق حاصل ہے -

قبل روانگی کے جناب ابن عباس رضؓ نے بنی ہلال بن عامر بن صعصعہ (ننہالی قرابت داران)

کو بلا کر اونسے مدد چاہی کہ اپنی حفاظت سے مکہ معظمہ تک پہونچا دین حسب خواہش آپکے ضحاک بن
عبد اللہ ہلالی آے۔ انکے ساتھہ زرین بن عبد اللہ بن زرین اسی قبیلہ کے شجاعان زمانہ سے
تھے۔ ان دونون نے وعدہ کیا کہ ہم آپکی جان و مال کی حفاظت جان سے کرینگے۔ انکے کہنے پر جملہ بنی ہلال
آپکے ساتھہ ہوے۔ بنی ہلال نے کہا کہ ہوازن کو ہم کس طرح چھوڑ سکتے ہین اونکو بھی ہمراہ لینا
چاہیئے۔ علی ہذا القیاس ہوازن نے بھی کہا۔ بغیر بنی سلیم کے ہمکو چارہ نہین غرض یہ دونون
قبیلہ بھی متفق ہوے۔ بنی قیس بھی آکر مل گئے اور حضرت ابن عباسؓ کی طرف پوری جماعت
ہوگئی۔ بروایت ابن اثیر سب مال لے لیا اور بروایت عقد الفرید کل بیت المال کہ چھہ لاکھہ نقد تھا
لیکر خرجیون اور تھیلیون میں بھرا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا۔ یہہ سب ہمارا مال ہے جو جمع ہوتا گیا
اور ہم نے اس مین سے کچھہ نہین لیا تھا جب بصرہ سے نکل گئے تو اہل بصرہ نے آپکا تعاقب
کیا۔ بمقام طف جو بصرہ سے چار فرسنگ ہے آپکو جا لیا اور مال لیجانے پر مزاحمت کی۔ قبیلۂ قیس
نے کہا۔ خبردار۔ اس مال سے ہاتھہ نہ لگانا۔ جبتک ہم لوگون سے ایک آنکھہ بھی کھلی رہیگی تم
لوگ اسپر قبضہ نہین پا سکتے۔ صبرہ بن شیمان حدانی بصری و بروایت عقد الفرید حمزہ سردار قبیلہ
ازد نے کہا۔ بھائیو۔ انسے متعرض نہو۔ بنی قیس ہمارے بھائی ہین۔ ہمارے ہمسایہ۔ ہمارے
مددگار۔ وقت پر ہماری طرف سے ہمارے دشمن سے لڑنے والے۔ اب انکی خاطر رکھو یہہ مال اگر
ملا بھی اور انسے بگاڑ ہو کر ملا تو کیا خوبی ہے۔ یہہ لوگ مال کی نسبت ہمارے واسطے بہتر ہین۔
صبرہ کے کہنے سے اہل بصرہ واپس چلے گئے۔ بکر بن وائل اور عبد القیس بھی انکے متفق ہوے۔
اور تعرض نہ کیا مگر بنو تمیم نے کہا۔ بخدا۔ ہم انکو مال نہ لیجانے دینگے اگر خوشی سے نہ دینگے تو ہم لڑینگے۔ احنف بن
قیس نے منع کیا اور کہا انسے لڑنا مناسب نہین۔ انکو مال لیجانے دو۔ بھلا یہہ تو خیال کرو کہ جو لوگ
انسے رشتہ مین دور تھے وہ تو کچھہ بولے نہین تم باوجود قرب رشتہ کے انسے لڑتے ہو۔ اگر تم

میرا کہنا نہین مانتے تو تمکو اختیار ہی- مین تم سے الگ ہوتا ہون- یہہ کہکر احنف بن قیس واپس ہو گئی- بنو تمیم باوجود ممانعت کے نہ مانے- انمین سے ابن محدبہ نامی نے بڑہکر حضرت ابن عباسؓ کے ہمراہیون پر حملہ کیا- اودہر سے ضحاک بن عبداللہ نکلے اور ابن محدبہ کے شانہ پر نیزہ کا ایک زخم لگایا جس سے وہ گر پڑے پہر اونکو چھوڑ دیا- پہر بنو تمیم سے سلمہ بن ذویب سعدی نے ضحاک پر حملہ کیا- انہون نے سلمہ کو بہی زخمی کر دیا- غرض اس گیر ودار مین چند آدمی زخمی ہوے مگر کوئی جان ضائع نہ ہوئی- ازدی اور دیگر قبائل جو بلا مزاحمت واپس ہونے کو تہے جب اونہون نے دیکہا کہ بنو تمیم لڑنے لگے تو آپس مین کہا- یہہ تو کچہہ نہ ہوا- ہم نے انکو بلا جدال و قتال چھوڑ دیا مگر بنی تمیم تو لڑتے ہین انکو بہی روکنا چاہیئے- یہہ کہکر بنی تمیم کو لڑنے سے روک دیا اور کہا- یہہ بڑی کمینگی اور دنائت طبع ہے کہ ہم نے تو تمہارے بنی اعمام کے واسطے مال چھوڑ دیا اور تم باوجود قرابت شتہ دار ہونیکے مال پر لڑ رہے ہو- ہماری سخاوت اور عالی ہمتی دیکہو کہ مال کی کچہہ پرواہ نہین کی- انکو جانے دو اور اب انکے جان ومال سے متعرض نہو- بہر کیف بنو تمیم کو سمجہاکر پہیرا اور سب کے سب بصرہ واپس آے- حضرت ابن عباسؓ کے ہمراہ چند اشخاص بنی قیس کے رہگئے جن مین ضحاک بن عبداللہ اور عبداللہ بن زرین بہی تہے یہانتک کہ سفر طے ہوا اور حضرت ابن عباسؓ بخیریت تمام نہایت آرام وبیفکری سے ملک حجاز مین داخل ہوے اور مکہ معظمہ مین پہونچ گئے۔

جناب امیر المومنین علیؓ کو انکا مکہ معظمہ مین آنا معلوم ہوا- آپنے انکو خط لکہا جسمین بہت کچہہ وعظ و نصیحت درباب اخذ مال تحریر فرمائی جسکے جواب مین ابن عباسؓ نے لکہا کہ آپکے نزدیک مین نے بڑا قصور کیا کہ بیت المال سے نقد لیا حالانکہ میرا حق بیت المال مین بہت کچہہ ہے اور مین نے اپنے حق مین سے بہت ہی قلیل لیا ہے۔

قصیہ یاران ابن سبا۔ وحیلہ فرمودن جناب علیؓ ایشان را جانب مدائن

اس فرقہ کی ابتدا عہد خلافت عثمانی رضہ سے ہوئی اور جناب خلیفہ ثالثؓ کی شہادت اسی گروہ کی سازش سے ہے۔ عہد مرتضوی مین ان لوگون نے دوسرا رنگ بدلا۔ جناب امیرالمومنین علیؓ کی زمرہ احباب باصفا و یاران باوفا مین داخل ہوکر اپنے کو یہ لقب شیعان علیؓ ظاہر کیا اور اس ترکیب سے ازبس خوش ہوے۔ انکو پورا موقع ہاتھ آیا کہ اس ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلین اور جو عقائد فاسد خلاف اہل اسلام اپنے دلون مین عرصہ سے پوشیدہ رکھتے تھے اونکے ظاہر کرنے کا مناسب وقت سمجھے۔ جناب ذی النورین کی شہادت سے جو عام دلونمین ان بدذاتون نی شورش ڈال دی تھی اور وہ آتش فتنہ جس نے عالمگیر ہوکر ایک زمانہ کو اضطراب مین ڈال دیا تھا اور اب حضور مرتضویؓ کی روشن رائے اور مناسب تدابیر کے پانی سے قریب تھا کہ بجھ جاتی اپنی پوشیدہ شرارت سے نہ بجھنے دی بلکہ اوسکے شرارے چارسوئے عالم مین پھیلا دیئے۔ تفصیل اسکی یہہ ہے کہ انکا پیشوا امام عبداللہ بن سبا یہودی یمنی صنعانی۔ آستینین چڑہا کمر باندہ اپنے داؤن گھات مین ہوشیار ہو بیٹھا۔ اہل فتنہ کے ہر فریق کو اوسکی استعداد اور سمجھ کے لائق تازہ فریب نیا سبق دینا شروع کیا جس شخص کے مزرعہ دل مین جس شرارت کے نشو ونما کی قابلیت دیکھی اوسی کا بیج بو دیا۔ عہد مرتضویؓ مین سب سے اول کام اس نے یہہ کیا کہ اپنے مریدین کو خاندان نبوت۔ اہلبیت اطہار کی محبت واخلاص کی ترغیب دی۔ امیرالمومنین کی اطاعت و فرمانبرداری۔ آپکے احکام پر عمل کرنا۔ آپکے حقوق سب کے حقوق پر مقدم رکھنا۔ آپکے مخالفین سے انحراف کرنا۔ آپکی محبت شیوۂ ایمان سمجھنا ظاہر کیا۔ اس مضمون کو وہ علی الاعلان ہر خاص و عام کی گوش گذار کرتا تھا۔ یہہ طرز کچھ اس طرح مناسب و موزون واقع ہوئی کہ جملہ مسلمانون نی اسکو

قبول کیا اور سب نے ابن سبا کو ناصح و خیر خواہ دین اسلام مانا۔ اسکے بعد دوسرا جال یہ پھیلایا کہ حضرت علیؓ آنحضرتؐ کے وصی۔ ابن عم۔ داماد۔ بعد رسول خدا کے سب سے افضل ہین۔ آیات و احادیث آپکے فضائل و مناقب مین مع دیگر احادیث موضوعہ کے جنکو اپنی طرف سے گڑھ لیا تھا لوگون مین بیان کرنا اور انکو شہرت دینا شروع کیا یہانتک کہ ایک گروہ عوام کالانعام اسکی جادو بیانی سے تفضیل جناب علی مرتضیٰؓ کا قائل ہوگیا جب ابن سبا نے دیکھا کہ اوسکے شاگرد نو آموز اس سبق مین پکّے ہوگئے تو چند معتمدین خاص و دوستان باختصاص انتخاب کیے اور انکو اس امر کی تعلیم دی کہ جناب علی مرتضیٰؓ آنحضرت کے وصی تھے اور آنحضرت نے آپکو صاف الفاظ و صحیح حکم سے خلیفہ کیا۔ قرآن شریف درباب خلافت مرتضوی انما ولیکم اللہ و رسولہ موجود ہے لیکن صحابہؓ نے غلبہ و ظلم سے۔ مکر و حیلہ و چال سے اپنے پیغمبر کی وصیت ضائع کی اور خدا و رسول کی طاعت سے نکل گئے۔ جناب مرتضیٰؓ کا حق تلف کیا۔ دنیا کی طمع مین دین چھوڑ دیا۔ قضیۂ فدک کو اپنے مریدین کے سامنے دستاویز ظلم و غصب قرار دیا اور ہر ایک کو یہ راز مخفی رکھنے کی تاکید بلیغ کی۔ یہ بھی سمجھا دیا کہ اگر اتفاقًا لوگون مین تم اس مسئلہ کو چھیڑو اور اونسے گفتگو پیش آے تو خبردار میرا نام نہ لینا بلکہ مجھپر تبرا کہنا کیونکہ میری غرض نہ شہرت سے ہے نہ حصول ریاست بلکہ محض خیر خواہی و اظہار حق منظور ہے۔ خوشنودی مولیٰ کا طالب اور اپنی محنت کی مزدوری مین اجر آخرت کا خواستگار ہون۔ اس وسوسہ شیطانی و کید ابلیسانہ سے جناب امیر المومنین علیؓ کے لشکر مین سبّ و طعن و لعن و تبرا حضرات خلفاء ثلثہؓ کے حق مین شروع ہوگیا اور آپس مین بحث و مناظرہ کی نوبت پہونچی تاہم جہّال اوس کیاد کے دام مین آکر اپنی زبان حضرات صحابہ کی بُرائیون سے آلودہ کرتی تھے سمجھدار ہوشیار اونکو اس گستاخی و زبان درازی سے روکتے اور منع کرتے تھے۔ جہان دو چار بیفکرے جمع ہوے کسی نے قصہ فدک چھیڑ دیا۔ دوسرے کان لگا کر سننے لگے۔ کسی نے تائید کی

کسی نے تردید شد و مد یہ خبرین جناب علیؓ کے گوش حق نیوش مین پہونچین۔آپ اونکے عقائد
اور اونکی زبان درازی معلوم کرکے نہایت درجہ ناخوش ہوے۔ اونکواس سے روکا۔ زبانی
وعظ و پند کیا جب نفع نہ دیکھا تو منبر پر خطبہ اور وعظ مین ان لوگونکے عقائد باطلہ کی خوب خوب
تردید فرمائی اور برملا صاف صاف کہہ دیا کہ مین ان لوگونکی محبت سے بیزار ہون۔ مین انکو کبھی
اپنا دوست خیر خواہ نہین کہہ سکتا۔ اسپر ہی آپنے کفایت نہ کی بلکہ جو اس گروہ مین سرکش و بد ذات
نظر آے اونکو ڈرایا دہمکایا بعضونکو تعزیر و سزا ضرب حد قذف دی اور سخت تاکید فرمائی کہ
خبردار۔ لشکر مین پہر ہم اس قسم کی باتین نہ سنین ورنہ بری طرح پیش آئین گے۔
ابن سبا نے جب دیکھا کہ یہہ تیر تدبیر ٹہیک پورا نشانہ پر جا بیٹھا اور اہل اسلام کے عقائد حقہ
مین گڑہی ہوے عقائد باطلہ نے پوری پوری مداخلت پیدا کرلی تو نیا شگوفہ چہوڑا۔ اپنے خاص
و معتمد علیہ شاگردون کو ایک مجلس راز مین یکجا کرکے اوّلاً انسے عہد و پیمان لئے۔ بعدہٗ چند مسائل
دقیقہ و راز نہفتہ ظاہر کئے جو یہہ ہین۔ جناب مرتضوی سے وہ خوارق عادات و کرامات صادر ہوتے
ہین جو انسانی قدرت سے خارج اور امکان بشر سے باہر ہین۔ انقلاب موجودات۔ غیب کی باتین
ظاہر کرنا۔ مردونکو زندہ کرنا۔ حقائق و معارف الٰہی کا بیان۔ مقدمات و معاملات مین فی الفور
جواب باصواب دینا۔ تقریر شستہ بالفاظ فصیحہ و عبارات بلیغہ ادا کرنا۔ زہد۔ تقویٰ۔ شجاعت
قوت۔ وغیرہ وغیرہ۔ آج تک کسی فرد بشر مین کسی زمانہ مین کسی نے دیکھی یا سنی نہین۔ تم لوگ جانتے ہو
کہ مجموعہ کمالات و اوصاف کا ایک ذات مین جمع ہونا کسواسطے ہے۔ سبنے لاعلمی و عجز ظاہر کیا
ابن سبا نے پہر تاکید شدید کی کہ خبردار یہہ اسرار پردہ حفظ و کتمان سے باہر نہ آنے پاوین لوسنو کہ یہہ
سب باتین ایک متنفس مین جمع ہوجانا خواص الوہیت ہین جو جناب علی مرتضیٰؓ سے ظاہر ہوا کرتے
ہین اور بلباس انسانی کمالات خداوندی جلوہ گر ہین۔ اب یقیناً تم سکو جاننا چاہیئے کہ جناب علیؓ

معبود واحد حقیقی ہین انکے سوا کوئی دوسرا معبود برحق نہین۔ (نعوذ باللہ) اسکے بعد اپنی اس دعوے پر جناب علیؓ کے اقوال و بعض کلمات پیش کیے جو حالت سکر و غلبہ حال مین اکثر اوقات اولیاء اللہ کی زبان مبارک سے نکل جاتے ہین اور اونکو اسکی خبر بھی نہین ہوتی۔ یہ سبق ایسا پکا یاد کرایا کہ اونکے لوح سینہ پر نقش بر سنگ ہوگیا۔

ابن سبا نے یہ عقائد نہایت چوری چوری سکھا دیتے تھے مگر بمصداق کل سر جاوز الاثنین شاع۔ یہ راز حلق سے نکلا خلق مین پڑا۔ رفتہ رفتہ عام لوگون تک پہونچ گئے۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے بھی اپنے کانون سُن لیے اور آپنے ابن سبا کو مع اوسکے توابع و مریدین کو بلاکر خوب زبانی تنبیہ کرکے قرار واقعی فہمائش کی اور فرمایا۔ اب سے اگر میرے کان مین آواز پڑی کہ کوئی شخص میری نسبت ایسے خیالات رکھتا ہے تو مین اوسکو بوریہ مین لپیٹ کر آگ مین پھونک دونگا۔ پھر سب کو توبہ کرائی اور مدائن کی طرف نکلوا دیا۔

بدذات ابن سبا مدائن پہونچکر اپنی شرارت سے باز نہ آیا۔ وہی پرانا راستہ گمراہ کرنے کا اختیار کیا۔ اپنے مرید اطراف ممالک اسلامیہ آذربیجان عراق وغیرہ مین پھیلا دیئے۔ اب ہر جگہہ یہی آگ سامان عقل و ہوش کو جلا کر خاک سیاہ کرتی تھی۔ جناب امیر المومنینؓ اہل شام خوارج و دیگر مہمات خلافت و انتظام ملکی سے اودہر متوجہ نہ ہوسکے اور مذہب ابن سبا رواج پذیر ہوا۔ تھوڑے ہی عرصہ مین اس فرقہ کی ایک جماعت نظر آنے لگی اور کم و بیش ہر شہر و ہر قریہ مین اس مردود کے مرید دو دو چار چار موجود تھے۔ اس کے رد و قبول کی وجہ سے لشکریان امیر المومنین چار فرقے ہوگئے۔ (فرقہ اول) حضرات مقتدایان اسلام و اہل سنت و جماعت اصحاب اخیار و تابعین کبار ہین یہہ گروہ باشکوہ جناب علیؓ کی روش پر تہا۔ انکا لقب شیعہ اولیٰ و شیعہ مخلصین ہوا اور یہہ جہت بمصداق آیہ کریمہ۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان

ابن سبا کے مکر و فریب سے محفوظ رہا۔ خود جناب علی مرتضیٰ رضہ نے انکی تعریف فرمائی اور انکی روش کو پسند کیا اسکو ہم بسط کے ساتھہ اوپر لکھہ آے ہین۔ (فرقہ دوم) شیعہ تفضیلیہ۔ انکا یہہ عقیدہ تھا کہ جناب علی مرتضیٰ رضہ سب صحابہ اور حضرات شیخین رضہ سے افضل ہین۔ انہون نے قدرے قلیل ابن سبا کا وسوسہ قبول کیا۔ جناب علی رضہ نے انکو سخت تنبیہہ فرمائی اور ارشاد کیا "اگر مین کسی سے سُن پاؤنگا کہ فلان شخص حضرات شیخین سے مجھکو افضل جانتا ہے تو مین اوسپر اَسّی کوڑے حد افترا و تہمت مارونگا" یہہ گروہ نامی شاگردون مین اوس نابکار کے ہے (فرقہ سوم شیعہ سبئیہ یا تبرائیہ) یہہ لوگ جملہ صحابہ رضہ کو ظالم۔ غاصب جابر بلکہ کافر و منافق کہتے ہین۔ یہ اوسط درجہ کی شاگرد ابن سبا کے ہین۔ واقعہ جمل اونکے مذہب کا موید اور اونکے خیالات فاسدہ کا محرک ہوا۔ (اس سے پہلے دبی زبان سے صحابہ کو بُرا کہتے تھے اب کُھلم کُھلا سب و شتم و تبرا کرنے لگے) جناب علی مرتضیٰ رضہ جب اس گروہ گمراہ کی گفتگو سنتے تو سخت تنبیہہ فرماتے۔ سزا دیتے مجمع عام مین انکے خیالات کی تردید فرماتے۔ انکو بُرا کہتے اور اپنی برأت و ناخوشی ظاہر کرتے تھے [مغیرہ بن سعد اوس فرقہ سبائیہ مین گذرا ہے جس کو جناب علی رضہ نے آگ مین جلا دیا تھا (عقد الفرید)] (طائفہ چہارم۔ غالیان مذہب ہذا) یہہ لوگ سب سے اول نمبر کے شیطان و خبیث تھے۔ ارشد تلامذہ ابلیس پر تلبیس۔ یہہ گروہ بیدین جناب علی مرتضیٰ رضہ کے حق مین اعتقاد اُلوہیت۔ شان خدائی و صفات کبریائی کا رکھتا تھا۔ جب آپکے مخلصین و محبین حق پرست نے ان گمراہونکو سمجھایا تو بعض لزام پاکر صریح اقرار خدائی سے پھر گئے اور کہنے لگے "ہان جناب علی مین صفات بشری موجود ہین مگر روح لاہوتی انکے قالب عنصری مین حلول کر گئی ہے اسیواسطے خوارق و عادات آپسے ظہور پذیر ہوتے ہین" انکا مذہب و اعتقاد بالکل نصاریٰ کی ملت سے مشابہ ہے۔

اب کیفیت مذہب اہل تشیع کماحقہ ظاہر ہوگئی۔ یہہ بھی معلوم ہوا کہ ہر سہ فریق ایک ہی

وقت مین حادث ہوے ہین۔ یہ بہی واضح ہوگیا کہ اصول مذہب تشیع تین فرقہ ہین اور اس مذہب حادث کا موجد وہی ایک شخص یہودی بدطینت ہے۔ اس نے موقع موقع سے جسکو جس لائق دیکھا ایک نئے جال مین پہانسا اور نئے رنگ مین رنگ دیا (تحفہ اثنا عشریہ)

راقم۔ یہ تین فرقے تو عہد خلافت مرتضوی مین ایجاد ہوے پہر بتدریج ہر زمانہ مین نئے انداز نئی وضع مین ظاہر ہوتے رہے اور بوجہ مرور زمانہ اس مذہب کی شاخین پہوٹین یہانتک کہ تین کے تیرہ ہو کر بتیس ۳۲ فرقے ہو گئے۔ تفصیل اسکی تحفہ اثنا عشریہ و دیگر کتب کلام مین موجود ہے۔ زمانہ سابق مین اہل سنت وجماعت بہ لقب شیعہ اولی یا شیعہ مخلصین مشہور تہے رفتہ رفتہ یہہ نام سبیہ و تبرائیہ و دیگر فرقون نے اپنے واسطے موزون کیا تو اہل سنت نے اپنا نام فرقہ سُنیہ رکہا اور اہل سنت وجماعت ان کا لقب پڑگیا تا اشتباہ نہ واقع ہو اسیواسطے کتب تواریخ مین جو قدیم زمانہ کی ہین۔ اکثر جگہہ موجود ہے کہ فلان شخص شیعہ تہا یا شیعہ علیؓ تہا حالانکہ وہ شخص پکا سُنی دیندار تہا۔ تاریخ واقدی اور استیعاب مین اکثر اس قسم کے نام آگئے ہین مگر متاخرین کی کتابون مین الفاظ شیعہ و سُنی دو لفظ متضاد المعنی ہین جنکے ما صدق علیہ بہی جدا جدا ہین۔ زمانہ حال مین حضرات شیعہ اپنے کو بہ صیغہ مومن پاک یا امامیہ تعبیر فرماتی ہین اور بخطاب شیطان علی ومحبان اہل بیت مشہور و معروف ہین سُنی اہل سنت وجماعت کے قدیم نام اور پرانے لقب سے راضی اور اسپر خوش ہین اور اب رواج زمانہ کے اعتبار سے کوئی سُنی اپنی نسبت لفظ شیعہ کہنا گوارا نہین کرتا۔

لطیفہ۔ ایک نامی تاجر کا بیان ہے کہ مین نے سفر دریا کیا۔ کشتی مین میرے ساتہہ ایک مرد پیر بدزبان۔ بدخلق ہم سفر تہا اوسکی عادت تہی کہ اکثر سر جہکاے ہوے خاموش بیٹہا رہتا تہا جب شیعہ کا نام سنتا نہایت غضبناک ہوتا۔ ایک روز مین نے اوس سے کہا

آپ شیعونکے نام سے اسقدر کیون چڑتے ہین جواب دیا شیعہ کے نام مین پہلا حرف شین
ہے بس یہی مجھے بُرا لگتا ہے کیونکہ یہہ شین جس لفظ کے شروع مین ہے وہ لفظ ہی بُرا اور
اوسکے معنے خراب ہین دیکھو الفاظ ذیل - شر - شوم - شیطان - شغب - شقا - شنار (بقفر ۱۲)
شہر - شلق (عجیب ۱۲) - شوک (خار ۱۲) - شکوی - شہوۃ - شتم - شح - ان الفاظ مین ایک بہی تو ایسا
نہین جنکے معنے بُرے نہون - (عقد الفرید)

تاریخ خمیس مین ہے کہ آپکے عہد خلافت مین خوارج کا ظہور ہوا - دوسرے لوگ آپکی
محبت و دوستی مین زیادتی کرنے والے حد سے بڑہ جانیوالے جیسے عبد اللہ بن سبا اور
اوسکی جماعت نے زور پکڑا - ان دونون فریق کی ذات سے گمراہی و بدعت عالم مین پہیل گئی - مخبر
صادق جناب رسالتمآب کا فرمانا درست ہوا "اے علیؑ - تمہارے حق مین دو گروہ تباہ ہونگے
تمہارا دوست حد سے بڑہنے والا اور تمہارا دشمن کمال درجہ تمسے بغض رکہنے والا" درحقیقت
ایسا ہی ہوا اور انہین وجوہات سے جناب مرتضوی جہاد نہ کر سکے -

واقعہ ہائلہ شہادت جناب امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ

فلک بر خویشتن پیچان اژدہائیست ❊ سپے آزار ما زور آزمائیست
رساند ہر کرا یک لحظہ راحت ❊ کند سالے ز دنبالش جراحت
بہر اختر کز و روشن چراغیست ❊ نہاد بر دلے آزادہ داغیست
ہزاران داغ ہست و مرہمے نے ❊ وزان بیے مرہمی ہیچش غمے نے

استغفر اللہ مین یہہ کیا بک گیا - آسمان بیچارہ ایک ادنی مخلوق اوس خالق کل کا ہی
اوسکی حکومت و خوف سے دن رات سرگردان - اوسکی اطاعت مین ہر ساعت پریشان

و دوان ۔ بلکہ حق یہہ ہے ۔

ما در چہ خیالیم فلک در چہ خیال	کارے کہ خدا کرد فلک را چہ مجال

صاحبو! عادت الٰہی ہمیشہ سے اسی طرح جاری ہے کہ جو ایک روز آغوش مادر مین جلوہ گر ہوے دوسرے دن اون کی آرامگاہ فرش لحد ہوگئی ۔ صبح لباس وجود در بر تھا شام ہوتے دامن کفن سے منہ چہپاے اس دنیاے بیوفا سے بیزار ہوکر کچہہ ایسی میٹھی نیند سو رہے ہین کہ جگا ے سے نہین جاگتے ۔ اونکے سرہانے چاہے جسقدر گریہ وبکا شور و غل ہو اونکو اصلا پرواہ نہین ۔ اونکی نیند مین کوئی خلل انداز نہین ہوتا ۔ دراصل یہ سرا فانی وہمی خیالی ہے ہستی نابود سراب نما ہے مسافر کو دہوکا آسائش کا دیکر چاہتی ہے کہ وہ اس مین مبتلا ہوکر اپنی منزل کہوٹی کرے مگر مرد ہوشیار و فرزانہ اسکی ابلہ فریب باتون مین کب آتا ہے ۔ طالب مولی اسکے جہوٹے فقرے سراسر لغو و ہیچ سمجہکر کبہی اسکو منہ نہین لگاتا ہے ۔ درحقیقت مرنے پر تو افسوس کرنا زیبا نہین لیکن مرنے والے کے خیر و برکات مفقود ہوجانے پر پس ماندہ اور پیچہے آنیوالے غمگین ہوتے ہین اور انکا غم اوسکے انعامات صحبت فوت ہونے پر ہوتا ہے ۔ اسیواسطے معمولی اشخاص کے اوٹہہ جانے سے کوئی نہین روتا کوئی بادشاہ وقت عادل منصف ۔ رعایا پرور ۔ یا عالم باعمل یا درویش صوفی مشرب انتقال کرے تو ایک عالم اوسکی جدائی مین اشکبار آہ کنان سینہ کوبان نظر آتا ہے پس معلوم ہوا کہ انسان کو اپنے نقصان ہونیکا غم اور فوائد منقطع ہونے کا افسوس ہوتا ہے پہر اوسکے خاص بندے اس دار فانی مین صدہا سہام حوادث کے نشانے بنتے ہین ۔ خداوند تعالی شانہ نے ایک طریق قدیم جاری کر رکہا ہے کہ جو شخص دعوی محبت زبان پر لاوے وہ راہ دوستی واخلاص مولی مین سر مقام بنا کر چلے ممکن نہین کہ اوسپر ابر غم سے باران

بلا ومحنت نہ برسے۔ قدم قدم پر اوسکی جانچ نہ ہو۔ منزل بمنزل اوسکو مصائب و آلام کا سامنا نہ کرنا ہو۔ خوشی۔ راحت۔ سرور۔ فرحت۔ فراغ خاطر۔ آرام وچین اوسکا ساتھ چھوڑ دیتی ہین رنج وتکلیف۔ حزن وملال۔ پریشانی خاطر۔ بے آرامی وبیچینی کا ساتھ ہوجاتا ہی۔ البلاء للولاء واللھب للذھب۔

دوستی چون زر بلا چون آتش است	زر خالص در دل آتش خوش است

اوس کے حقمین صادق ہی۔ اسیواسطے حضرات انبیاء کرام علیہم وعلی نبینا الصلوات والتسلیمات کسقدر مصائب دنیا مین گرفتار ہوے۔ اولیاء اللہ نے کیا کیا تکلیفین اوٹھائین۔ انبیاء کرام مین کون ایسے ہین جنکا تن سوختۂ آتش مشقت نہین ہوا۔ اولیاء اللہ مین کون ایسے گذرے ہین جنکے دل نشانۂ تیر مصائب زمانہ نہ ہوے بلکہ اکابر انبیا علیہم السلام وخاص اولیاء کرام رحمہم اللہ نے وہ وہ بلائین اوٹھائین جسکے ذکر تک سے زبان عاجز ہے دیکھئے ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جو خاتم الانبیاء تھے ایذائین ہی وہ پائین جوانتہا درجہ کی تھین۔ حضرت صدیق باصفا۔ جناب فاروق بے ریا۔ جناب ذی النورین باحیا کے حالات ملاحظہ ہون۔ جناب علی مرتضیٰ۔ سرور اتقیا۔ اپنے عہد خلافت مین کسقدر روز کی خانہ جنگیون۔ آے دن کی لڑائیون اور انکی فکرون مین پریشان خاطر رہے مگر یہ سب مورباعث ترقی مراتب اخروی اور دنیا مین سبب نیکنامی وبقاء ذکر خیر تا ابد ہین۔ الحق۔ ع۔ جنکے درجے ہین سوا اونکو سوا مشکل ہے۔ ہم نے جسقدر حالات عہد مرتضوی کے لکھے درحقیقت یہہ اسلام کے زوال قوت وخلافت نبوت کی رخصت کے غمناک مراثی ہین۔ ہاے۔ وہ سفینۂ خلافت اسلامی جسنے بحر زخار ممالک ایران وآتش پرستان مین پہونچکر اونکی آگ سرد اور اونکی قوت شکستہ کردی تہی اور جس سفینہ کے ملاح حضرات شیخین وجناب ذی النورین رضی اللہ عنہم

اور جناب اسد اللہ ہے ہین اب وہ وقت آن پہونچا کہ اسکے ناخدا ایک ایک کرکے سب کے سب چل بسے اور یہہ کشتی عین منجدھار مین حالت طوفان مین ڈوبی جاتی ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

نہ گل مین بو باقی	یہ سب تجھی پہ مٹین گے رہیگا تو باقی ؛

صاحبو! نہ اب ہاتھہ کو یاراے تحریر باقی ہے اور نہ زبان قلم مین مجال تسطیر کہ اس قصہ ہوش ربا اور سانحہ جان فرسا۔ داستان شہادت جناب امیرالمومنین شیر خدا علی مرتضیٰ کو لکھے تاہم دل کو تھام کر مختصر طور پر دو چار سطرون مین یہہ حادثہ حسرت انگیز لکھتا ہون۔

ارباب تواریخ اس واقعہ کو اس طرح نقل کرتے ہین کہ جنگ نہروان سے جو باقیماندہ خوارج اپنی جان لیکر بہاگے وہ اپنے گروہ کے تلف ہونے پر سخت متاسف تھے۔ جسوقت اپنے عزیزون دوستونکو یاد کرتے آٹھہ آٹھہ آنسو روتے تھے۔ پریشان و بدحال شامت اعمال مین گرفتار ہر سو دوان وگریزان ستھے۔ رفتہ رفتہ مکہ معظمہ مین جمع ہوے اور اپنے درد دل کی دوا اور اس مرض لاعلاج کا علاج تجویز کرنے لگے۔ منجملہ اونکے عبدالرحمن بن ملجم مرادی۔ (یہ دراصل حمیری ہے مگر مرادیون مین شمار کیا جاتا ہے اور بنی جبلہ کا حلیف ہے) بُرک بن عبداللہ تمیمی صریمی مصری (اسکو حجاج بہی کہتے تہے) عمرو بن بکر تمیمی سعدی بہی ستھے۔ آپس مین لوگون کا تذکرہ کرکے امراء اسلام کے عیب بیان کرنے لگے۔ جب مقتولین نہروان کا نام آگیا ڈاڑہین مار مار کر رونا شروع کیا جب رونے دہونے سے فرصت پائی تو بہت دیر تک عالم سکوت مین خاموش مغموم بیٹھے رہے آخر ایک نے مہر خموشی توڑی اور کہا "افسوس۔ اگر ہم ہمت کرکے جانفروشی کرتے تو ان گمراہ اماموں کو قتل کرکے سب لوگونکو انکے ظلم سے بچاتے اور اپنے کلیجے ٹھنڈے کرتے" ابن ملجم نے کہا "مین علیؑ کے لئے کافی ہون" بُرک نے کہا "مین معاویہؓ کا کام تمام کر دونگا" عمرو بولا "مین عمرو بن العاصؓ کو ٹھکانے لگا دونگا" تینون نے باہم قسم کہائی اور عہد و پیمان کیا کہ

جبتک ہر شخص اپنا اپنا کام نہ کرلے ۔ واپس نہ آسے یا وہین مرجاسے ۔ اس کام کیواسطے دن تاریخ ۔ وقت ۔ سترہوین رمضان ۔ نماز فجر مقرر ہوگیا ۔ تینون نے تلوارین زہر کی بجہی اپنے ساتہہ لین اور اسی اقرار و مدار پر ہر شخص اپنے اپنے مطلوب کی طرف روانہ ہوا ۔ (ابن اثیر)

برک شام مین پہونچا اور بتاریخ معہود جناب معاویہؓ کی گہات مین لگ رہا ۔ فجر کے وقت آپ بحیثیت بغرض داسے نماز فجر مسجد کو جارہے تہے کہ اوس لعین نے پس پشت سے تلوار کا ہاتہہ چہوڑا مگر وہ سرین پر چہلتی ہوئی پڑی اور خفیف سا زخم آگیا ۔ آپنے برک کو گرفتار کرلیا ۔ اوسنے خوف زدہ ہوکر کہا ۔ مین آپکو ایک خوشخبری سناتا ہون ۔ مجھے امید ہے کہ آپ خوش ہوکر میری جان بخشی فرماینگے ۔ ارشاد ہوا ۔ جلد بیان کر ۔ اگر واقعی تو سچا نکلا اور وہ خبر ایسی ہی ہوئی جیسا تو کہہ رہا ہے تو دیکہا جاویگا ۔ برک نے کہا میرے ایک بہائی نے آج ہی کے دن جناب علیؓ کا کام تمام کردیا ہے ۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا ۔ شاید وہ اس امر پر قادر نہ ہوا ہو تجہکو کیسے یقین ہوگیا ۔ برک نے جواب دیا ۔ اونکا بچنا ممکن نہین اور اونکا مار لینا کچہہ مشکل ہی نہین کیونکہ نہ اونکی ساتہہ پہرہ ہے نہ چوبدار پہر ایسے شخص کا قتل کرنا کون بڑی بات ہے ۔ آپنے یہہ سنتے ہی اوسکے قتل کا حکم دیدیا اور برک فوراً مار دیا گیا ۔

حضرت معاویہ نے ساعدی نام طبیب کو بلاکر زخم دکہایا ۔ طبیب نے زخم کو خوب غور سے ملاحظہ کرکے عرض کیا ۔ امیر المومنین ! اس زخم کی تدبیر وعلاج کی دو ہی صورتین ہین ۔ یا تو داغ دیا جاوے یا آپ دوا نوش فرمادین مگر دوا پینے سے آیندہ سلسلہ توالد و تناسل منقطع ہوجاویگا ۔ کیونکہ رگ بولیت کٹ گئی ہے ۔ خون روکنے کو داغ کافی ہوگا پہر زخم بہی مندمل ہوجاوے گا "

جناب معاویہؓ نے فرمایا " میری آنکہہ یزید وعبداللہ کو دیکہکر ٹہنڈی ہوتی ہے اور اولاد کی ہوس نہین ہے آگ کا داغ مین برداشت نہ کرسکونگا مجہکو دوا پلادو ۔ طبیب نے دوا پلائی اور آپکو

صحت ہوگئی مگر اس کے بعد پہر کوئی اولاد نہین ہوئی۔ بعد از ان آپ نے حکم دیا کہ مسجد مین حجرے تعمیر ہون اور اپنی حفاظت کے واسطے دربان مقرر کیئے۔ پولیس کا پہرہ نماز کی حالت مین ہنی لگا دربان وپہرہ کی ایجاد اسلام مین سب سے پہلے آپ ہی سے ہوئی ہے (ابن اثیر۔ ابن خلدون)

اور بعضے کہتے ہین کہ سب سے اول مروان بن حکم نے سنہ ۴۷ھ مین جبکہ یمانی نے اوسکو نیزہ مارا تھا باڈی گارڈ اور دربان مقرر کیئے ہین۔

بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ امیر معاویہؓ نے برک کو قتل نہین کیا بلکہ اوسکا ایک ہاتھہ ایک پانون کٹوا کر زندہ چھوڑ دیا۔ وہ اسکے بعد زندہ رہا یہان تک کہ زیاد بن ابیہ بصرہ کے والی ہوکر بصرہ پہونچے برک بہی بصرہ مین داخل ہوا۔ اسکے اولاد ہوتی تھی۔ زیاد نے کہا۔ یہہ تو خوب نہین۔ ہمارے امیر المومنین بیچارہ تو اولاد ہونے سے محروم ہوگئے اور تیرے بال بچے ہوتے جاتے ہین یہہ کہکر برک کو قتل کیا اور سولی پر لٹکوا دیا۔

دوسرا رفیق عمرو مصر پہونچا اور حضرت عمرو بن العاصؓ کی فکر مین شب معہود کو تاک لگا کر بیٹھہ رہا حسب اتفاق اوس شب کو حضرت عمرو بن العاص علیل ہوگئے اور دست آنے لگے یا پیٹھہ مین درد ہونے لگا جس کی وجہ سے نہ آسکے نماز فجر گہر مین ادا کی اور خارجہ بن ابی حبیبہ کو جو افسر فوجداری وکوتوال شہر تہے امامت کے واسطے حکم دیا (یہہ خاندان بنی عامر بن لوی سے ہین) یہہ غریب حکم قضا وقدر سے بیخبر مسجد جا رہے تہے کہ عمرو نے ایک وار تلوار سے شہید کر ڈالا لوگون نے اسکو پکڑ لیا اور عمرو بن العاص کے حضور مین لائے۔ آپ نے پوچھا۔ یہہ کون شخص ہی لوگون نے کہا۔ عمرو بن بکر۔ دریافت کیا اس نے کسکو قتل کیا۔ جواب ملا۔ خارجہ کو۔ عمرو بن بکر نے جو یہ سنا چونک کر بولا۔ قسم خدا کی۔ تمہارے ہی شبہ مین مین نے بیچارہ خارجہ کو قتل کیا۔ افسوس تم بچ رہے عمرو بن العاص بولے۔ تو نے عمرو کو قتل کرنا چاہا تہا اور اللہ تعالی نے خارجہ کو۔

یہہ کہکر اوسکے قتل کا حکم دیا اور وہ قتل کیا گیا۔

اب تیسرے رفیق ابن ملجم شقی ازلی کا قصہ ملاحظہ ہو۔ یہہ مردک کوفہ مین آکر مقیم ہوا دل مین روز موعود کا منتظر تہا اس نے اس کام کے واسطے ایکہزار درم مین ایک نفیس تلوار خرید کی اور اوسکو خوب زہر مین بجہا لیا تہا۔ اس عرصہ مین جناب علیؑ کی خدمت مین اکثر آتا جاتا رہا۔ آپسے جو سوال کرتا آپ اوسکے خاطر خواہ جواب عنایت فرماتے اپنے دیگر احباب دوستونسے برابر ملتا رہا مگر کسی سے راز دل ظاہر نہ کیا اور اپنے قصد باطل کو سینہ پر کینہ مین مثل ایک خزانہ کے مخفی رکہا۔ دوسری روایت ہے کہ اس عرصہ مین آپکی خدمت مین حاضر ہوتا رہا بلکہ آپسے سواری طلب کی اور آپنے عنایت فرمائی۔ یہہ بہی فرمایا۔ یہہ شخص مجہکو قتل کریگا۔ لوگون نے عرض کیا پہر اسکو قتل کرڈالئے۔ فرمایا۔ ابہی مجہکو تو قتل کیا نہین پہر کیسے اوسکو مار سکتے ہو۔ کسی نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ ابن ملجم نے ایک تلوار آبدار کو زہر مین بجہایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی دشمن کو اوس سے قتل کریگا۔ جب اوس سے دریافت کیا تو یہہ جواب دیا کہ آپکو قتل کریگا اور اس طرح پر کہ عرب مین برسون اسکا چرچا رہے۔ آپنے ابن ملجم کو بلاکر دریافت فرمایا۔ اوس نے جواب دیا۔ یہہ تلوار اسواسطے درست کی ہے کہ آپکے اور اپنے دشمن کو اس سے قتل کردن یہہ جواب پاکر آپنے اوسکو چہوڑ دیا۔

مروی ہے کہ ایک شخص قوم مراد سے امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا حضور اپنی حفاظت کیلئے پہرہ مقرر فرماوین۔ ایسا سنا جاتا ہے کہ میری قوم کے کچہ لوگ آپ کے دشمن ہیں آپکو قتل کرنا چاہتے ہین۔ فرمایا۔ ہر انسان کیواسطے منجانب خداوند تعالیٰ دو فرشتے حفاظت پر مامور ہین جبتک اوسکی زندگی ہوتی ہے بچائے رہتے ہین اور جب وقت موت آجاتا ہے اونکی حفاظت اوٹہہ جاتی ہے۔

عبداللہ بن سبیع سے روایت ہے کہ جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے ایک مرتبہ وعظ فرمایا اوس مین ارشاد کیا قسم اوس ذات پاک کی جسنے زمین سے دانہ اوگایا ہے میری یہہ ڈاڑہی سر کے خون سے رنگ جاویگی۔ راوی نے کہا۔ ہمکو ارشاد ہو کہ وہ کون ایسا بدبخت ہے جو حضور کے ساتہہ اس طرح پیش آویگا۔ ہم اوسکے خاندان بہر کو تباہ و ہلاک کر ڈالین۔ فرمایا مین تمکو خدا کی قسم دیتا ہون خبردار میرے قاتل کے سوا دوسرے کو قتل نہ کرنا۔ اسی اثنا مین ایک دن ابن ملجم کے چند احباب قبیلہ تیم رباب کے اس کے ہم عقیدہ خوارج بہی اس سے ملے یہہ اونکے گہر گیا۔ دیر تک باتین ہوتی رہین۔ واقعہ نہروان کا ذکر چہڑا۔ مقتولین واقعہ کو یاد کر کے افسوس کرنے لگے۔ اون مین ایک عورت اوسی خاندان کی قطام بنت شحنہ بہی موجود تہی۔ یہہ عورت صاحب جمال۔ نوجوان طرحدار۔ صورت و شکل مین معشوقان زمانہ کی سردار۔ عشوہ و ناز مین چالاک۔ ستمگر عیارہ دل لینے مین تیز دست۔ سفاک و بیباک تہی۔ جسنے اسکو دیکہا دل تہام کر رہگیا۔

نگہہ بدیدہ رسید و صدا ز دل برخاست　　خدنگ خورد کجا گرد از کجا برخاست

یہہ عورت کمبخت بہی خوارج سے تہی۔ اس شیطان کی خالہ کے باپ بہائی جنگ نہروان مین جناب علی مرتضیٰ رضؓ کے ہاتہہ سے مارے گئے تہے۔ ابن ملجم اسکو دیکہتے ہی تڑپ گیا۔ نگاہین چار ہوتے ہی برچہیان دل کے پار ہوئین۔ مردک گیدی خر کے دل مین عشق کیسا بلکہ سودائے خام وصال و شہوت رانی سمایا۔

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتہہ　　صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتہہ

وحشت زدہ بضبط و تحمل جی کو سمجہا بجہا کر دلگرفتہ کسی حیلہ سے اوٹہا اور اپنے گہر پہونچا۔ ہر چند چاہا کہ اوس قتالہ عالم کا خیال دل سے دور ہو جائے مگر ممکن نہوا کسی کروٹ کسی پہلو چین نہ آیا

کہ بیمار محبت را ز سر و ز زانو بگرداند　　مگر در گردش از این پہلو بآن پہلو بگرداند

دوسرے وقت بذریعہ میانجی پیام وسلام کے بعد اظہار تعشق کیا۔ دل کی بیچینی وشیفتگی عیان کی مگر اوس کا جواب موافق مراد اوس ناشاد کے نہ ملا۔

سگلے باخار کے پیوند گیرد		ہما با چغد چون الفت پذیرد	

ابن ملجم جواب خلاف مراد پا کر مایوس نہوا بلکہ ایک روز بن سنور کر اپنے مدعا کا خود پیغامبر وسفیر ہو کر قطام کے گھر پہونچا حسن اتفاق سے آج قطام بھی نہا دھو کر لباس عروسانہ زیب بدن کیئے ہوی تہی حسن جہان سوز کو اور بہی تیز کر رکہا تہا۔ ابن ملجم دیکھکر اور زیادہ لٹو ہو گیا۔ ان دونوں میں ملاقات تخلیہ مین اس طرح بات چیت ہوئی۔

ابن ملجم۔ اپنے مقتول خنجر نگاہ کو از سر نو زندہ کیجیے۔

قطام۔ خیر ہے مردوئے۔ سودائی ہوا ہے۔ مجھ سے ایسی باتین۔ کیا کوئی رنڈی بازاری سمجھ لیا ہے۔ ایسا ہی عشق کرنا ہی تو جہان مین کیا عورتونکا قحط پڑا ہے جو تو میرے پاس عشق جتانے آیا ہے۔

ابن ملجم۔ (ہاتھ جوڑ کر) مجھکو اپنا شوہر ہونے کی عزت دیجیے۔

قطام۔ یہ کام میرے اختیار سے باہر ہے میرے کنبہ والے میرے ولی مختار ہین۔ وہ اس عقد پر راضی نہین مگر۔ (یہان چپ ہو گئی۔)

ابن ملجم۔ مگر کہکر آپ خاموش کیون ہو گئین۔ برائے خدا آگے فرمایئے۔ مین تعمیل ارشاد کو حاضر ہون۔

قطام۔ (منہ بنا کر) کچھ نہین۔ بے ساختہ زبان سے ایک لفظ نکل گیا تہا۔

ابن ملجم۔ نہین نہین۔ خدا کے واسطے ضرور ظاہر کیجئے۔

قطام۔ (بعد اصرار بسیار) میری چند شرطین اگر تم پوری کر سکو تو مین بلا عذر تم سے نکاح

کر سکتی ہون پہر چاہے میرے عزیز و اقربا ناراض کیون نہ ہون مین تمہاری خاطر سے اونکو چھوڑ دونگی۔

ابن ملجم- وہ شرطین ظاہر کیجئے مین سر آنکھون سے بجالاؤنگا۔

قطام- (آہ سرد کے ساتہہ) وہ کام تمسے ہوتا نظر نہین آتا۔

ابن ملجم- جان سے۔ مال سے۔ قوت و طاقت سے مین ہر طرح حاضر ہون مشکل سے مشکل کام ہمت کے آگے آسان ہو جاتا ہے۔ پہاڑ ہو تو انسان کوشش سے اوسکو ریزہ ریزہ کر ڈالتا ہے۔

قطام- اب تم اس درجہ مُصر ہو تو سنو مین بیان کرتی ہون۔ تین ہزار درم نقد۔ ایک غلام ایک لونڈی مطربہ سب سے بڑا کام جناب علیؑ کا قتل کرنا۔

ابن ملجم- لونڈی غلام۔ نقدی تو ابہی حاضر کر سکتا ہون مگر جناب علیؑ کا قتل کرنا البتہ کار بسیت مشکل۔ بڑے بڑے نامور پہلوان۔ جنگ آزمودہ۔ شیران بیشۂ شجاعت اونکے مقابلہ مین مثل پیر زال خمیدہ پشت نظر آتے ہین۔ مین بیچارہ کیا مال ہون۔ ایک بھنگے کے برابر بہی اونکے سامنے میری قدر نہین ہو سکتی مگر خیر۔ مین اپنے مالک جان و ایمان یار دلنواز کی خاطر سے اس کام پر آمادہ ہونگا لیکن تعجب ہے کہ آپ مجہسے نکاح کرنیکا وعدہ کرتی ہین اور پہر ایسے شخص کے مقابلہ کو بہیجتی ہین جہان سے زندہ واپس آنا محض امید موہوم ہے کیونکہ یہہ بخوبی معلوم ہے کہ اونکو قتل کرکے مین زندہ نہین رہ سکتا۔

قطام- تم دہوکے سے علیؑ کو قتل کر ڈالو۔ کون بڑی بات ہے۔ اگر اونکو مار لیا تو مین اپنی بہائی باپ کا بدلا پانے سے خوش ہونگی اور تم میری مواصلت سے کامیاب ہوگے

اور اگر مارے گئے تو خدا کے گھر ثواب بے حساب پاؤگے اور جو دنیا مین حاصل کرنا چاہتے ہو اوس سے بہتر و افضل وہان ملجاوے گا۔

ابن ملجم۔ مین درحقیقت اسی ارادہ سے یہان آیا تھا اب آپکی محبت نے اور بھی میرا حوصلہ بڑہا دیا اور آپکے وعدہ وصال نے میرے ہاتھون پاؤن مین بے اندازہ قوت بھر دی۔ مین امید کرتا ہون کہ اپنے ارادہ مین کامیاب ہونگا۔

قطام۔ (بطور تسلی کے) مین تمہاری مدد کو ایک آدمی اور ساتھہ کر دونگی جس سے تمکو اپنے کام مین پوری مدد ملے اور وہ تمہاری بھی حفاظت کرے۔

یہہ کہکر قطام نے ایک شخص وردان نامی کو اپنی قوم سے بلایا اور ابن ملجم کی مدد کرنے کو کہا اوسنے بھی رضامندی کے ساتھہ وعدہ کیا۔

قصہ کوتاہ ابن ملجم شبیب بن بجرہ اشجعی سے ملا اور اوس سے کہا۔ کیا تمکو دنیا و آخرت مین شرافت پانیکی خواہش ہے شبیب نے پوچھا وہ کون ایسا کام ہے۔ ابن ملجم نے کہا۔ جناب علی مرتضیٰؓ کو قتل کرنا شبیب بولا۔ ای کمبخت تجھکو تیری مان روے۔ ایسے بڑے کام کی جرأت رکھتا ہے۔ ابن ملجم نے کہا۔ نماز فجر کے وقت مسجد مین چھپکر بیٹھہ رہونگا جسوقت وہ فجر کی نماز پڑہنے آوینگے فوراً حملہ کر دونگا اگر اونکو قتل کرلیا تو گویا ایک عالم کو اونکے ظلم سے بچایا اور اگر مین مارا گیا تو شہادت کا ثواب حاصل ہوگا۔ خدا کے نزدیک دنیا سے زیادہ و بہتر اجر کا امیدوار ہونگا۔ شبیب نے کہا۔ اسے نالائق۔ شقی ازلی۔ اگر علیؓ کے سوا دوسرا شخص ہوتا تو اوسکا مارنا چندان گناہ نہ تہا۔ اسے مردود۔ وہ تو سابق الاسلام ہین کیا تجھکو اونکی شرافت و فضائل کا علم نہین۔ اونکا مثل اب لوگو مین کون ہے؟ میرا دل تو اونکے قتل پر کبھی خوش نہ ہوگا۔ مین تیرا ساتھہ نہین دیتا۔ ابن ملجم نے جواب دیا۔ کیا خوب تم اونکو اچھا جانتے ہو کیا واقعہ نہروان مین اونہون نے اللہ کے خاص بندے۔ نیک لوگ

عابد و زاہد قتل نہین کیئے شبیب نے کہا۔ ہان سچ ہے۔ ایک کیا سیکڑون ہزارون مسلمان ناحق شہید کرڈالے۔ ابن ملجم بولا۔ پس ہم اونہین کے عوض مین قتل کرتے ہین۔ کیا یہہ جائز نہین ہے الغرض شبیب نے بعد اس بحث و گفتگو کے ابن ملجم کی رفاقت کا وعدہ کیا۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

ابن ملجم وردان و شبیب کو لیکر شب جمعہ سترہوئین رمضان کو قطام کے پاس پہونچا یہہ ایک بڑی مسجد مین خیمہ کے اندر رہتی تہی۔ اپنے اعتکاف کیواسطے یہہ خیمہ نصب کیا تہا۔ قطام نے انکو دیکہکر دعا دی اور رخصت کیا۔ (خمیس)

یہہ تینون نابکار منتظر وقت رہے اور بوقت اول نماز فجر اپنے ارادہ فاسد کی تکمیل کرنے کے چلے مسجد مین پہونچکر دروازہ کے قریب چہپکر بیٹھ رہے۔ (ابن خلدون)

عثمان بن مغیرہ کہتے ہین۔ امیر المومنین کا دستور تہا کہ رمضان المبارک مین ایک ایک دن جناب امام حسنؓ حسینؓ حضرت جعفرؓ کے بیٹون کے گہر مین باری باری روزہ افطار فرماتے اور کہانا بہی وہین تناول کرتے تہے۔ کہانا آپکا صرف تین لقمے ہوتا اور بس۔ ان ایام مین آپ کا یہہ قول تہا خدا کا حکم (موت) مجہکو آجاے اور مین خالی پیٹ دنیا سے سدہارون تو مجہکو بہت محبوب ہے۔ جس شب کو ابن ملجم نے آپکو زخمی کیا ہے اوسی رات آپنے فرمایا تہا۔ اب ایک دو راتین اور باقی ہین۔ پوری رات بہی نہ گذرنے پائی کہ ظالم ابن ملجم نے اپنا کام کرلیا۔

حضرت امام حسنؓ فرماتے ہین جس صبح کو جناب والد بزرگوار شہید ہوے ہین مین سحر کیوقت اوٹہا۔ آپکو گہر مین نماز پڑہتے دیکہا۔ آپنے مجہسے فرمایا۔ اے نور چشم لخت جگر آج شب جمعہ ہے مین نے سوتے وقت ارادہ کیا تہا کہ سب گہر والونکو جگا دونگا تاکہ عبادت الٰہی مین مصروف ہون مگر خدا کی قدرت دیکہو۔ میری آنکہ لگ گئی اور مین سو گیا۔ عالم خواب مین آقاے نامدار جناب رسول مختار کی زیارت ہوئی۔ مین نے عرض کیا حضور کی امت کے ہاتہون سخت پریشان ہون۔ ہزار کوشش

کرتا ہون کہ اونکی کجی اور مخالفت دفع ہوجاوے مگر کچہہ بن نہین پڑتا حضور نے فرمایا۔ خدا سے انکے حقمین بد دعا کرو۔ مین نے اوسی عالم خواب مین یہہ دعا کی "خداوندا! مجھکو انسے بہتر عوض عنایت فرما اور انپر مجھسے بدتر کوئی شریر شخص مسلط کر تاکہ اپنے افعال کا مزہ چکھین"۔ آپ یہہ فرما ہی رہے تھے کہ ابن نباح مؤذن نے حاضر ہوکر دستک دی۔ امیر المومنین۔ نماز کا وقت آگیا جماعت تیار ہے۔ آپنے تیاری کی مین بھی ساتھہ ہوا اور ایک روایت مین ہے کہ آپ رات بھر جاگتے رہے بار بار حجرہ سے نکلکر صحن مین تشریف لاتے اور فرماتے۔ واللہ۔ خدا مجھکو جھوٹا نہ کریگا۔ یہ رات تو وہی ہے جسکا وعدہ کیا گیا ہے۔ (مسعودیؒ)

حسن بن کثیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہین (کثیر نے جناب علیؑ کا زمانہ دیکھا ہے) کہ جس صبحکو یہہ حادثہ جانگداز پیش آیا ہے جناب علی مرتضیٰؑ نماز کو گھر سے تشریف لیچلے۔ گھر مین بطخین آپکو دیکھکر قائین قائین کرنے لگین اور آپکے گرد جمع ہوگئین۔ گھر والون نے اونکو ہٹانا چاہا۔ آپنے فرمایا۔ انکو کیون روکتے ہو۔ یہہ مجھپر نوحہ وزاری کر رہی ہین۔ (ابن اثیر) دوسری روایت مین ہے کہ جب بطخین آپکے سامنے چلانے لگین۔ آپنے فرمایا۔ یہہ غل و شور کر رہی ہین۔ ابھی کوئی دم مین انکے بعد رونے کی آواز بلند ہوگی۔ پھر آپنے دروازہ کھولنا چاہا مگر بدقت تمام کھولا۔ آپ دروازہ سے باہر نکلے تہمد کا کونا اولجھہ گیا آپ چھوڑا کر مسجد تشریف لیگئے۔ ابن نباح آپکے آگے تھے اور حضرت امام حسنؑ پیچھے۔ آپکی عادت مبارک تھی کہ جب نماز فجر کو تشریف لیجاتے تو ہاتھہ مین دُرّہ ہوتا تھا اور پکارتے جاتے تھے کہ نماز کو چلو۔ (خمیس)

ابن اثیر و ابن خلدون نے لکھا ہے کہ جیسے ہی آپنے مسجد کے دروازہ مین قدم رکھا شبیب نے سامنے آکر تلوار کا ہاتھہ چھوڑا۔ تلوار دروازہ کے بازو پر پڑی اور شبیب بھاگا۔ ابن ملجم بے حیا سگ پلید نے جناب شیر خدا علی مرتضیٰؑ پر حملہ کیا۔ اوس کیدی نے تلوار کا ہاتھہ آپ پر چھوڑ دیا اور پکار کر کہا

اُے علی رضؓ حکم خدا کا ہے نہ تمہارا اور نہ تمہارے دوستونکا" تلوار سر مبارک کے اگلے حصہ پر پڑی۔ زخم آیا اور فوارہ خون کا جاری ہوا خمیس مین ہے کہ تلوار دماغ پر پڑی۔ حیوۃ الحیوان مین مسطور ہے کہ اگلے حصہ سر پر جہان بال نہ تھے زخم آیا۔ آپنے فرمایا۔ فزت و رب الکعبۃ۔ برب کعبہ۔ مین درجہ شہادت پر فائز ہوا۔ پھر فرمایا۔ لینا پکڑنا یہہ کتا تمہارے ہاتھہ سے نہ نکلنے پاوے۔

ایک روایت مین ہے کہ جب آپ مسجد مین داخل ہوے ابن ملجم ملعون مسجد کے ستون سے چھپا کھڑا تہا۔ اوسنے تلوار زہر آلود سر مبارک پر ماری۔ زخم اگرچہ ہلکا آیا مگر زہر سرایت کر گیا۔

خمیس مین بحوالہ معجم بغوی مرقوم ہے کہ عبد الرحمن بن ملجم نے آپکے سر پر حالت نماز فجر مین اچانک تلوار ماری۔ موخین نے اختلاف کیا ہے کہ نماز کے اندر آپ پر تلوار ماری یا قبل نماز کے نماز مین اگر زخمی ہوے تو نماز خود پوری کی یا کسی دوسرے کو امام کیا۔

جسوقت آپ زخمی ہوے تینون نامرد بہاگے۔ آپ پیچھے ہٹے اور جعدہ بن ہبیرہ (اپنے بہانجے) کو نماز پڑہانے پر مامور فرمایا۔ (ابن اثیر)

راقم۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے نماز شروع کردی تھی کیونکہ الفاظ کتاب مذکور یہ ہین۔ وتاخر علی وقدم جعدۃ بن هبیرۃ۔

بہرکیف آپکے مجروح ہوتے ہی ایک تلاطم مچ گیا۔ وردان یہانسے بہاگ کر اپنے گھر چھپ رہا اور اپنے گھر والون سے یہہ ماجرا بیان کیا۔ ایک شخص یہہ سُنکر تلوار لے آیا اور وردان کو قتل کر دیا۔

شبیب تاریکی مین بہاگا جاتا تہا اور لوگ اوسکے پیچھے لینا پکڑنا کہتے ہوے جارہے تھے آگے سے اسکو ایک حضرمی عویمر نامی نے ٹوکا اور پکڑ لیا۔ اوس کے ہاتھہ سے تلوار لے لی اور پچہاڑ کر دبا بیٹھا۔ جب لوگ قریب آگئے حضرمی کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا میرے ہاتھہ مین

تلوار دیکھکر لوگ مجھی کو قاتل تصور کرین - یہہ سوچ کر شبیب کو چھوڑ دیا اور خود لوگون مین مل گیا - شبیب موقع پاکر چلتا ہوا اور کسی سنے اوسکو گرفتار نہ کرپایا - (ابن اثیر)

ابن ملجم کا قصہ یہہ گذرا کہ وہ جناب علیؓ کو زخمی کرکے بھاگا - چارون طرف تلوار پھینکتا ہوا بھاگا جاتا تھا اور لوگ اوسکے پیچھے پیچھے تھے - تلوار کے خوف سے کسیکی ہمت نہ پڑتی تھی کہ اوسکو گرفتار کرلیتا - دور ہی سے ڈھیلے پتھر مارتے تھے جب لوگون کا ریلا ہوتا وہ دو چار ہاتھ تلوار کے داہنے بائین ماردیتا لوگ ہٹ جاتے اور اوسکو راستہ مل جاتا - اتفاقاً مغیرہ بن نوفل سامنے سے آرہے تھے جسوقت ابن ملجم انکے پاس پہونچا انہون نے پھرتی کرکے جھٹ پٹ اپنی چادر اوس پر ڈال دی اور چونکہ قوی اور طاقت ور تھے اوس سے لپٹ گئے اور اوسکو دبا بیٹھے اور تلوار چھین لی - پھر کیا تھا بیسیون آدمی پل پڑے اور اوسکی مشکین کس لین (خمیس)

اب اسوقت آفتاب نکل آیا اور جناب علی مرتضیٰ کو لوگ آپکے دولتخانہ پر اوٹھا لاسے (ابن خلدون)

اسی حال مین لوگ ابن ملجم کو گرفتار کیے ہوسے آپکی روبکاری مین لاسے - آپنے فرمایا اے دشمن خدا مین نے تیرے ساتھ کیا کبھی کوئی نیکی نہین کی تھی - ابن ملجم نے جواب دیا بیشک آپکے انعامات کا بار میری گردن پر بہت کچھ ہے - ارشاد ہوا - کیا اونہین احسانات کا یہہ بدلا تھا جو تونے کیا - وہ بولا - مین نے یہہ تلوار چالیس روز تک تیز کی تھی اور خدا سے دعا مانگا کرتا تھا کہ اس سے وہ شخص مارا جاسے جو سب سے بدتر ہو - فرمایا - مین دیکھتا ہون کہ تو ہی اس سے مارا جاویگا اور بدترین خلائق تو ہی ہے " حاضرین سے ارشاد ہوا - جان کا بدلا جان ہے - اگر مین مرجاؤن تو صرف قاتل کو مار ڈالنا اور اگر زندہ رہا تو مین اپنی راے سے اسکے مقدمہ مین حکم دونگا - اے بنی عبدالمطلب - مسلمانونکی خونریزی مین نہ پڑجانا اور یہہ حیلہ کہ امیرالمومنین قتل ہوسے اوٹھا کر

عام کشت وخون بر پا نہ کرنا بلکہ بجز قاتل کے دوسرے کو قتل نکرنا۔ اے حسنؓ۔ مین اگر اس صدمہ زخم سے ہلاک ہوجاؤن تو اس کو بس ایک وار سے قتل کرڈالنا۔ خبردار ہوشیار۔ مثلہ ہرگز نہ کرنا۔ کیونکہ مین نے جناب سالتمآب سے سنا ہے۔ ایاکم والمثلۃ ولو بالکلب العقور۔

اسد الغابہ کی روایت اس طرح ہے کہ جب ابن ملجم گرفتار ہوکر آپکے روبرو حاضر کیا گیا تو آپنے فرمایا۔ اسکو قید رکھو۔ کھانا پینا اچھا دو۔ بستر نرم پر سلاؤ۔ اگر مین زندہ رہا تو اپنے خون کا ولی ہون اگر چاہونگا معاف کردونگا یا قصاص لونگا اور اگر مین مرجاؤن تو اسکو بھی قتل کردینا مین دربار رب العزت مین اس سے خود جھگڑلونگا۔ سبحان اللہ۔ لطف وکرم اس کا نام ہے آپ یہہ فرما رہے تھے اور ابن ملجم مردود مشکین بندہا ہوا کھڑا سب باتین سن رہا تھا۔

آپکی صاحبزادی ام کلثوم زوجہ جناب فاروق اعظمؓ نے ابن ملجم سے فرمایا۔ "اے دشمن خدا میرے باپ کا کوئی نقصان نہین ہوا۔ ہان تجھی کو اللہ تعالے انشاءاللہ روز قیامت رسوا کریگا" اوسنے جواب دیا۔ پھر تم کیون روتی ہو۔ بخدا مین نے یہہ تلوار ایک ہزار مین خریدی تھی اور برابر چالیس روز زہر مین بجھاتا رہا ایک ہزار بجھاؤ دیئے ہین۔ اگر تمام اہل شہر پر اسکا ایک وار پڑجاتا تو اون مین سے ایک بھی جانبر نہوتا۔ اتنے مین جندب بن عبد اللہ آگئے اور عرض کیا اگر ہم آپکو گم کرین اور پھر ڈھونڈہے سے بھی نہ پاوین تو کیا حسنؓ کی بیعت کرلین۔ فرمایا۔ نہین اسکا حکم دیتا ہون اور نہ اس سے منع کرتا ہون تم خود صاحب بصیرت ہو جو تمہارے جی مین آئے کرنا تمکو اختیار ہے (ابن اثیر و ابن خلدون)

ایک روایت مین اس طرح ہے کہ کسی نے آپسے عرض کیا۔ آپ کسیکو خلیفہ کرجاوین۔ ارشاد فرمایا۔ نہین مین ایسا نہ کرونگا لیکن جس طرح جناب رسول خدا اپنی امت کو چھوڑ گیے تھے مین بھی اونکو اوسی طرح چھوڑ جاؤنگا۔ عرض کیا گیا۔ خداوند تعالی اگر اسکے متعلق سوال کریگا تو کیا جواب دیجئے گا

فرمایا مین یہہ کہونگا۔ خداوندا۔ تونے جبتک مجہکو اون لوگومین رکہا مین رہا جب تونے مجہکو
اپنے پاس بلالیا مین اونکو تیرے سپرد حوالہ کر کے چلا آیا۔ اب تجہے اختیار ہے چاہے اونکو سنوار
چاہے بگاڑ (مسعودیؒ)

راقم۔ ناظرین! اہل بیت۔ ازواج۔ اولاد۔ خدام۔ کی حالت اضطراب وقلق کا حال کس
زبان سے ادا ہوسکتا ہے! اور کون قلم سنگین دل ہوگا جو اس غم سے سینہ چاک نہ ہوا اور ایک
حرف بہی اوس رنج وغم کا جو ان حضرات پر خصوصًا جناب حسنینؑ پر گذرا لکہ سکے۔ در و دیوار سے
اوداسی برستی تہی جسکو دیکہو متحیر۔ مبہوت۔ غم کے ہاتہوں بے خود تہا۔

شعلہ آتش ہجران تو جان میسوزد	وز فراق تو دل پیر و جوان میسوزد
این چہ دردیست کز و خون جگر میریزد	این چہ سوزیست کز و کون و مکان میسوزد

کثرت سے خون جاری ہونے سے جناب علی مرتضیٰؑ کو ضعف ساعۃً ترقی پر تہا۔ درد وبیچینی کی
انتہا نہین۔ یہہ سب کچہہ تہا مگر جناب شیر خدا یاد خدا سے غافل نہ تہے۔

مروی ہے کہ معالجہ کے واسطے جراح حاضر ہوا۔ زخم دیکہتے ہی اوسنے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا
افسوس! یہہ زخم کسی علاج سے اچہا نہین ہوسکتا۔ یہہ زخم زہر آلود تلوار کا ہے اور زہر بدن مین
سرایت کر گیا اب اسکا دفعیہ امکان بشر سے خارج ہے۔

عمرو ذی مرقال کہتے ہین مین جناب امیر المومنین علیؑ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ سر مبارک پر
پٹی بندہی تہی مین سنے عرض کیا۔ امیر المومنین۔ ذرا مجہکو اپنا زخم دکہا دین۔ آپنے پٹی کہول دی
مین سنے زخم دیکہا تو کچہہ گہرا گہاؤ نہ تہا خفیف سا زخم تہا مین سنے کہا کچہہ اندیشہ نہین۔ ہلکا زخم
ہے۔ ارشاد ہوا۔ مین عنقریب تم لوگوں سے جدا ہونے والا ہون۔ حضرت ام کلثوم جو پردہ مین بیٹہی تہین
یہہ سنکر رونے لگین۔ آپنے فرمایا۔ بیٹی! خاموش رہو۔ جو مین دیکہہ رہا ہون اگر تم دیکہتین تو ہرگز

نہ روتین ہین ستے عرض کیا۔ امیر المومنین کیا دیکھ رہے ہین - فرمایا۔ مین دیکھ رہا ہون کہ فرشتے اور انبیا رکرام تشریف لاے ہین حضور سرور کائنات بھی ہمراہ ہین اور ارشاد فرما رہے ہین۔ اے علی۔ خوش ہو جس حال ہین کہ تم اب ہو اس سے بہتر وافضل اور آسائش کی جگہہ تم پہونچنے والے ہو۔

پہر آپنے حضرات حسنینؑ کو بلاکر اونکو اس طرح وصیت فرمائی۔ محمد بن حنفیہ بھی حاضر تھے۔ اُے میرے نور چشم میرے راحت قلب مین تمکو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہون۔ تم دنیا کی محبت مین مبتلا نہ ہوجانا اگرچہ وہ تمکو مبتلا کرنا چاہے۔ دنیا کے جانے پر غمگین نہ ہونا۔ ہمیشہ حق کہنا۔ یتیم پر رحم کرنا۔ بیکس ولاچار کی مدد کرنا۔ اوسکی اعانت و دستگیری اپنے اوپر لازم سمجھنا ظالم کے دشمن مظلوم کے مددگار رہنا۔ کتاب اللہ پر عمل کرنا۔ بجا آوری احکام الٰہی مین لوم ولائم کا خوف نہ کرنا۔" پہر محمد سے فرمانے لگے مین نے جو کچہ تمہارے بہائیونسے کہا تم نے سُن لیا اور سمجھ گئے۔ عرض کیا۔ ہان۔ فرمایا۔ مین تمکو بھی وہی وصیت کرتا ہون۔ اپنے بہائیون کی توقیر وتعظیم کرتے رہنا۔ اونکا حق تمپر بہت کچہ ہے۔ بغیر مشورہ وصلاح اونکے خود رائی سے کوئی کام ہرگز نہ کرنا۔ حضرات حسنینؑ سے ارشاد فرمایا۔ اے بیٹو۔ اپنے بہائی محمد کی محبت والفت مین کمی نہ کرنا یہہ تمہارا بہائی۔ تمہارا مددگار۔ تمہارا قوت بازو۔ تمہاری تلوار ہے۔ تمہارے باپ کا بیٹا قابل قدر وعزت ہے۔ تم جانتے ہو کہ تمہارا باپ کسقدر اسکو چاہتا ہے۔ تمپر واجب ہے کہ اس سے دل وجان کی ساتھہ پیار واخلاص سے معاملہ وحسن سلوک رکھنا حضرت حسنؑ سے فرمایا۔ اے بیٹے۔ تجھکو خوف خدا کی وصیت کرتا ہون۔ نماز وقت پر ادا کرنا۔ زکوٰۃ اپنے موقع پر دیتے رہنا۔ وضو اچھی طرح مع رعایت آداب وسنن کے کرنا کیونکہ نماز بغیر پاکی اور طہارت کامل کے نہین ہوتی لوگونکی خطا معاف کرنا غصہ ضبط کرنا۔ ناتہ دارونکے حق ادا کرنا۔ جاہل کے ساتھہ حلم وبردباری

سے پیش آنا۔ اوسکی جہالت کی پروانہ کرنا۔ دینی معاملات مین خوب فکر و غور کرنا۔ جملہ امور مین استقلال۔ قرآن شریف کی نگہداشت اوسکی تلاوت پر مداومت۔ ہمسایہ کے ساتھہ نیک سلوک نیک کام کی ترغیب۔ بُری سے ممانعت۔ خود بھی بُرے کامونسے پرہیز۔ اپنا شیوہ رکھنا۔ (ابن اثیر۔ ابن خلدون۔ مروج الذہب) اے بیٹو۔ خدا کو حاضر و ناظر جانکر اوس سے ڈرتے رہنا۔ خوشی و ناراضی مین حق بات نہ جانے دینا۔ دولتمندی و محتاجی مین میانہ روی خوب ہے۔ دوست و دشمن کیسے عدل و انصاف کے موقع مین یکسان رکھو۔ نشاط خاطر۔ سستی و کاہلی نفس۔ دونون حال مین اعمال خیر کرنیسے باز نہ رہنا چاہیئے۔ تنگی و فراخی رزق پر خوش رہنا مردونکا کام ہے۔ ای بیٹو اگر شر و آفت کے بعد جنت نصیب ہو تو ایسے شر سے کیا ڈر ہے۔ اسی طرح اگر بعد خیر و فلاح کے دوزخ ملے تو اس خیر سے کیا نفع۔ جنت کے مقابل جملہ نعمتین ہیچ و حقیر ہین۔ دوزخ کے عذاب کے آگے سب درد دکھہ آرام و عافیت ہین۔ اے نور نظر جس نے اپنے عیب پر نظر کی وہ دوسرونکے عیب دیکھنے سے باز رہا۔ جو تقدیر الٰہی پر راضی ہوگیا اوسکو کبھی کسی چیز کے جانیکا غم نہین ہوتا۔ جسنے تلوار ظلم نیام سے نکالی وہ آپ ہی اوس سے قتل ہوا۔ جسنے اپنے بھائی کے واسطے کنوان کھودا خود اوسمین گرا۔ جس نے اپنے بھائی کے عیب گناہ فاش کئے اوسنے اپنی اولاد کی پردہ دری کی۔ جو اپنی خطا بھول گیا دوسرے کی خطا کو بڑا سمجھا۔ جسنے خود پسندی کی گمراہ ہوا جو اپنی عقل کو کافی سمجھکر دوسرونکی رائے لینا غیر ضروری سمجھا وہ ذلیل ہوا۔ تکبر کرنے والا ذلیل و خوار ہے۔ کمینونکی صحبت باعث حقارت ہے۔ علما کی صحبت سبب وقار و عزت ہے۔ بُری آدمی کی صحبت اوٹھا کر اوسکی بُرائی سے بچ نہین سکتا۔ مرد نیک کی صحبت غنیمت ہے۔ بُری جگہہ آمد و رفت سے خواہ مخواہ تہمت لگ جاتی ہے۔ جو اپنے نفس کا مالک نہین آخر کار نادم ہوگا۔ مزاح۔ دل لگی کرنیوالا انسان خفیف و شرمندہ ہوتا ہے۔ انسان جس کام کو اکثر کرتا رہتا ہے اوسی کام سے

مشہور ہوجاتا ہے۔ زیادہ گوئی موجب کثرت گناہ ہے۔ کثرت خطاؤن سے حیا کم ہوجاتی ہے
حیا کم ہونے سے تقویٰ کم ہوجاتا ہے جب تقویٰ کی قلت ہوئی دل مرگیا اور جسکا دل مرا وہ
آگ دوزخ مین داخل ہوگا۔ اسے نور دیدہ۔ ادب بہتر میراث ہے۔ نیکخوئی بہتر دوست ہمنشین ہے
اے فرزند۔ عافیت وآرام کے دس حصے ہین نو حصے تو ایک خاموشی مین ہین۔ بشرطیکہ ذکر خدا سے
غافل نہ ہے اور ایک حصہ کمینون جاہلون کی صحبت ترک کرنے مین۔ اے میرے پیارو۔ اسلام سے
بڑھکر شرافت کسی مین نہین۔ تقویٰ سے زیادہ کرامت۔ ورع سے بڑھکر حرز وحفاظت کسی چیز مین
نہین۔ توبہ سے زیادہ شفاعت کرنیوالا اور گناہ مٹانے والا کوئی نہین۔ عافیت وجسمانی صحت سے
زیادہ خوشنما بدن کا زیب دینے والا لباس ور نہین ہے۔ حرص تعب ومشقت کی کنجی ہے
ماندگی دکوفت کی سواری تدبیر ہے۔ بدترین توشۂ آخرت بندگان خدا پر ظلم وتعدی روا رکھنا ہے
بشارت اوس شخص کو جس کے اعمال خالصاً للہ ہون۔ اوسکا علم وعمل بغض ومحبت۔ کسی سے
ملنا کسیکو ترک کرنا۔ کلام کرنا۔ خاموش رہنا۔ قول وفعل سب اللہ واسطے ہون۔ (سراج الملوک)

الغرض آپ صبح جمعہ کو زخمی ہوکر اوسدن اور رات اور روز شنبہ تک زندہ رہے اس مدت
مین وصیت مذکورہ بالا فرمائی جب وقت وفات قریب آیا تو ایک عام وصیت تحریر فرمائی پھر بجز
لا الٰہ الا اللہ کے دوسرا کلمہ زبان مبارک سے نہ نکلا یہانتک کہ شب یکشنبہ کو طائر روح قدس
جناب مرتضوی اس خاکدان پر محن سے پرواز کر کے گلشن فردوس معلی مین جا پہونچا اور پرندگان
گلزار جنان دار السلام کے ساتھ جاملا۔ علیہ الرحمۃ والرضوان من اللہ المنان
انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ناظرین! یہ قصہ غم حد تحریر سے باہر ہے۔ باشندگان کوفہ کی آہ وزاری وماتم حضرات
حسنین وجملہ اولاد۔ ازواج وخدام کا غم والم کس زبان سے ادا ہوسکتا ہے حیف صد حیف

امت مرحومہ پریہہ وقت بہی پچہلے سانحات ہنوتہ محشر سے کچہہ کم نہ تہا۔ ہاے۔ اب خلافت حقہ کوچ کرگئی۔ بڑا رونا ہے تو اسیکا۔ بہلا کوئی کہہ سکتا ہے کہ شجر وحجر۔ وحشی وطیور اس دردسے سینہ چاک نہوتے ہونگے۔ افسوس۔ یہہ وہ صدمہ ہے کہ خود قاتل سنگدل اپنے اس ظلم وستم پر آٹہہ آٹہہ آنسو روتا ہوگا اور مرنے کے بعد اگر تا ابد روتا رہے تو کیا عجب۔ صاحبو! راقم مجبور کے دامن صبر اسوقت ہاتہہ سے چہوٹا ہوا ہے اب اس مضمون کو چہوڑکر دوسرا حال عرض کرتا ہی

جب اہل بیت کو فی الجملہ رونے سے درد دل نے تسکین دی حضرات حسن حسین عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا۔ تین کپڑے مین جن مین کرتا نہ تہا کفنایا۔ جناب رسالتمآب کے تجہیز و تکفین سے جو خوشبو بچ رہی تہی اوسکو جناب علی مرتضی رض نے بحفاظت اسی وقت کے واسطے رکہہ چہوڑا تہا وہ حسب وصیت کفن مین لگائی گئی۔ جناب امام حسن رض نے نماز پڑہائی۔ چار تکبیریں کہین اور علی الصبح دفن کردیا۔

مقدار عمر۔ مدت خلافت۔ تاریخ شہادت۔ مدفن

آپ کی عمر مین مختلف اقوال ہین۔ تریسٹھہ ۶۳۔ اونسٹھہ ۵۹۔ پینسٹھہ ۶۵۔ اٹہاون ۵۸۔ قول اول یعنی تریسٹھہ برس صحیح ہے (ابن اثیر)

صفوۃ مین ہے۔ آپکے سن مین چار قول ہین۔ اول تریسٹھہ ۶۳ برس علامہ واقدی کہتے ہین ہمارے نزدیک یہہ قول معتبر ہے۔ دوم پینسٹھہ ۶۵ سال۔ سوم ستاون ۵۷۔ چہارم اٹہاون ۵۸۔ امام زین العابدین رض سے روایت ہے کہ جناب علی مرتضی رض نے اٹہاون سال کی عمر پائی۔

ذخائر عقبی مین ہے کہ اڑسٹھہ ۶۸ برس کی عمر تہی۔ ابوبکر بن احمد بن وراع سے منقول ہے کہ جناب علی مرتضی رض کا سن پینسٹھہ ۶۵ برس کا ہوا اس تفصیل سے کہ مکہ معظمہ مین آنحضرت کی صحبت مین تیرہ سال رہے اوسوقت آپ بارہ برس کے تہے پہر بعد ہجرت دس برس حضور نبوی کا ساتہہ رہا

بعد وفات شریف تیس سال تک زندہ رہے۔ یہہ روایت صرف ابوبکر بن احمد ہی نے ذکر کی ہے۔
بعضے کہتے ہین کہ آپنے بہتر ۷۲ برس کی عمر پائی اور بعضے باسٹھ ۶۲ سال بتلاتے ہین اور بعضے
تریسٹھ ۶۳ سال کہتے ہین (مسعودی)

مدت خلافت تین ماہ کم پانچ برس ہے (ابن اثیر) روز شہادت جناب عثمانؓ آپکا اول
روز خلافت شمار کیا جاوے تو کل مدت چار برس۔ نو ماہ۔ آٹھہ روز ہوتے ہین (خمیس)
آپکی شہادت [اونیسوین رات شب یکشنبہ] ماہ رمضان ۴۰ھ ہے اور بعضے کہتے ہین
اکیسوین رات کو زخمی ہوے روز جمعہ و شنبہ گذر کر شب یکشنبہ یا روز شنبہ کو شہادت پائی
بعض روایات مین ستائیسوین شب مین آپکی شہادت واقع ہوئی۔ ایک روایت مین ۳۹ھ سال
شہادت ہے مگر یہہ غیر معتبر ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ اونیسوین شب ماہ رمضان مین مسجد کے
اندر زخمی ہوے (مستطرف)

آپ مسجد کے متصل دفن ہوے اور بعض کہتے ہین قصر خلافت مین۔ اسکے سوا اور بھی
اقوال ہین مگر اصح یہہ ہے کہ قبر شریف اوسی جگہہ ہے جہان لوگ زیارت اور برکت حاصل کرنے
جاتے ہین (ابن اثیر) بعضے مسجد کوفہ کے اندر قبر شریف کا نشان دیتے ہین اور بعضونکا قول ہے
کہ آپ کو بعد شہادت مدینہ منورہ مین لاے اور متصل قبر جناب فاطمہ زہراؓ دفن کیا (مسعودی)
بعضے کہتے ہین کہ بمقام نجف متصل حیرہ مزار پرانوار ہے اور عقب مسجد جس جگہہ لوگ زیارت
کرتے ہین آپکا مدفن ہے۔

ابوجعفر کا قول ہے۔ درحقیقت آپکی قبر مجہول ہے ٹہیک کسیکو معلوم نہین امام واقدیؒ
کہتے ہین کہ رات کے وقت آپ دفن کیے گئے اور قبر زمین کے برابر کر دیگئی تاکہ خوارج نعش مبارک
نہ نکال لیجاوین۔

شریک کا قول ہے کہ اول آپ ایک جگہہ دفن کئے گئے پھر جناب حسنؑ جسد اطہر اوس قبر سے
نکالکر مدینہ منورہ لیگئے اور وہان دفن کیا۔ مُبرّد محمد بن حبیب سے نقل کرتے ہین کہ سب سے اول
جو شخص ایک جگہہ سے نکالکر دوسری قبر مین مدفون ہوئے وہ علی بن ابی طالب ہین (خمیس)
بعض کہتے ہین کہ (حسب وصیت آپکے) جنازہ تیار کرکے بعد ادائے نماز ایک صندوق
مین بند کرکے اونٹ پر لادا اور اوس کو چھوڑ دیا وہ جنگل بیابان مین پھرتا ہوا وادی سطے مین
پہونچا لوگون نے صندوق اوتار کر اوسی جگہہ دفن کر دیا (مسعودیؒ)

روایت ہے کہ آپنے حسینؑ کو وصیت فرمائی تہی کہ میرے مرنیکے بعد جنازہ تیار کرکے کوفہ سے
باہر لیجانا۔ ذرا دور چلکر ایک مقام پر سفید براق پتھر چمکتا ہوا نظر آئیگا اوسیکے متصل قبر تیار ملیگی
جسکو نوح کن قدرت نے میرے واسطے کھود رکھا ہے بس مجھکو اوسی مین دفن کر دینا۔

منقول ہے کہ قبر شریف زمین کی برابر کر دی گئی تھی بظاہر کوئی نشان قبر کا محسوس نہ تھا مگر
اہلبیت کسی خاص علامت سے پہچانتے تھے۔ عہد بنی عباس مین خلیفہ ہارون الرشید ایک روز شکار
کھیلتا ہوا اوسی طرف نکل گیا۔ ہرن اوس جنگل مین کثرت سے نظر آئے۔ ہرنون پر درندے چھوڑے
گئے شکار کرنا ایک طرف وہ پاس تک نہ گئے۔ اولٹے ہرن بھڑک کے پھر جسطرح چرنے مین مصروف تھے
بیخوف و خطر چرنے لگے۔ خلیفہ سخت متحیر ہوا۔ وہان کے بوڑھے لوگون سے اسکی وجہ دریافت کی
اونھون نے عرض کیا حضور ہمنے بزرگون سے سنا ہے کہ جناب شیر خدا علی مرتضیٰ کا یہان مزار
پُر انوار ہے۔ خلیفہ نے جب یہہ سنا بلحاظ تعظیم و ادب پھر اوس جنگل مین شکار کا قصد نہ کیا اور
تا زیست خود ہر سال زیارت کو اوس جگہہ آیا کرتا تھا (شواہد النبوۃ)

تاریخ شہادت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

	آنکہ زوج بتول حق بودہ ۴		ابن عم رسول حق بودہ ۴	

گر تو سال شہادتش جوئی	سر ہاتم چہ امیگوئی
این سخن بس بود بصاحب غم	کہ سر ہاتم است این ماتم
باز سال شہادتش کہ علیست	بیگمان آخر دو حرف علی ست

قتل ابن ملجم

جسوقت کفن و دفن سے فراغت ہوئی امام حسن رضؓ نے ابن ملجم کو قیدخانہ سے طلب فرمایا اہل کوفہ چہوٹے بڑے اس مردود کے مارے جانیکا تماشا دیکھنے کو ایک میدان مین مجتمع ہوے یہہ وقت فجر تہا۔ جناب حسن رضؓ بعد اداے نماز منبر پر تشریف لیگئے اور کچہہ کہنا چاہا مگر غم والم ذ جوی اشک خونبار چشمہ چشم سے روان کردی اور آپکا گلا گہٹنے لگا بصد مشکل ذرا دم لیکر فرمایا مین نے حضور سرور عالمؐ کی وفات پر جو سب باپونسے افضل تہے صبر کیا اور امید ثواب رکہتا ہون کیونکہ حضورؐ کا یہہ فرمان واجب الاذعان ہمارے واسطے ہدایت ہے جب کسی پر کوئی مصیبت پیش آوے وہ میری رحلت کے غم کو خیال کرکے اپنی تسلی کر لے کیونکہ میرا دنیا سے اوٹھ جانا ہر مسلمان کیواسطے ایک بڑی مصیبت اور سانحہ غم انگیز ہے۔ قسم اوس ذات پاک کی جسکے سوا کوئی معبود نہین اور جسنے اپنے بندہ پر قرآن مجید نازل فرمایا۔ آج کی رات ایک ایسے شخص نے رحلت کی جو جناب سالتمآبؐ کے بعد پہلے لوگونمین سے کوئی اونسے سابق نہین اور نہ پچہلے آنیوالے اونکے مراتب کو پہونچ سکتے ہین۔ والد بزرگوار کی شہادت سے جو مصیبت ہمپر نازل ہوئی اور جو صدمہ امت محمدیہ کو پہونچا ہے ہم خدای رحیم وکریم سے اوسکا ثواب چاہتے ہین۔ بخدا مین سچ کہتا ہون کہ آج یہہ مصیبت عامہ ہے۔ تمام ساکنان بلاد وجملہ بندگان خدا۔ جانور بے زبان شجر وحجر۔ کوئی اس غم سے خالی نہین سبحان اللہ۔ یہہ وہ رات ہے کہ اسی رات مین حضرت عیسٰیؑ آسمان پر اوٹہا لئے گئے حضرت موسٰیؑ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام سے نے

رحلت فرمائی۔ اسی شب بابرکت مین جناب رسول مقبولؐ پر قرآن مجید نازل ہوا۔ ہمارے والد بزرگوار کا وہ درجہ تہا کہ آنحضرتؐ اونکو جب لشکر کا سردار کرکے کسی جگہہ روانہ فرماتے حضرات جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام اونکے داہنے بائین رہتے اور ہمارے والد بغیر فتح کئے ہوے واپس نہ آتے۔ اونہون نے درم ودینار سے کل سات سو درم ترکہ مین چہوڑے وہ بہی اس نیت سے گہر کے کاروبار کے لئے ایک غلام خریدینگے (بروایت مسعودیؒ یہہ درم آپکے وظیفہ مقررہ مین سے پس انداز ہوی ستہے وبروایتے اڑہائی سو درم اور ایک قرآن مجید اور ایک تلوار ترکہ مین ہے) خداوند جل جلالہٗ کے جملہ امور حسب مقتضاے تقدیر مقررہ جاری ہوتے ہین۔ جو اچہا کام ہے وہ خدا کی جانب نسبت کرنا چاہیئے اور بُرا اپنے نفس شریر کی طرف۔ ایہا الناس۔ آگاہ ہو کہ قریش نے اپنے کامونکی باگ برے لوگونکے ہاتہہ دے رکہی ہے۔ اونکے سردار اونکو دوزخ کی طرف لیے جارہے ہین۔ ان سردارونکا یہہ حال ہے کہ بعضے انمین سے جناب رسالتمآب سے لڑتے رہے یہانتک کہ خداوند تعالیٰ نے حضور کو اونپر غالب کیا۔ بعضے اپنے دلونمین کینہ چہپاے رہے یہانتک کہ اونکے بخیال مددگار واعوان اونکو مل گئے تو کہل کہیلے۔ اب کتاب کا نازل ہونا تو بند ہوگیا۔ قلم احکام قضا وقدر لکہکر خشک ہوگیا اور جملہ امور حسب نوشتہ تقدیر جاری ہو رہے ہین۔

اسقدر فرماکر آپ چپ ہوگئے اور سر جہکا لیا۔ حاضرین مین ایک کہرام مچ گیا رونیکی آواز بلند ہوئی۔ ہرایک گریہ وزاری مین مبتلا تہا۔ آپ منبر سے اوترآے۔ ابن ملجم کو بلایا۔ وہ اس حال مین آپکے روبرو لایا گیا کہ حالت بدحواسی مین اوسکے بال کانون اور چہرہ پر بکہرے ہوی ستہے سموت کیصورت اوسکی سامنے کہڑی تہی۔ اس طرح وہ لعین روبرو کہڑا کیا گیا۔ آپ نے تلوار نیام سے نکال لی۔ اوس مردک نے کہا۔ اے حسنؑ مین نے خدا سے کوئی قول نہین کیا

مگر بحمد اللہ کہ اوسکو پورا کیا۔ اس مرتبہ مین نے متصل حطیم خانہ کعبہ یہہ عہد کیا تہا کہ تمہارے باپ اور معاویہ کو قتل کرونگا۔ وہ بھی کر لیا۔ اب اگر تم مجھکو چھوڑ دو تو مین وعدہ کرتا ہون کہ معاویہ رضہ کو قتل کرکے تم سے بیعت کر لونگا۔ اگر مین مارا گیا تاہم تمہارا مطلوب حاصل ہوا۔ ارشاد فرمایا قسم خدا کی تجھکو ایک دم بھی زندہ نہ چھوڑونگا۔ یہہ کہکر ایک ہاتہہ اوس بدنصیب شقی ازلی پر چھوڑ دیا اوسنے ہاتہہ پر روکا۔ آپنے دوسرے وار سے جہنم مین پہونچا دیا (ابن خلدون مستطرف ابن اثیر)

لوگون نے اوسکا لاشہ بوریونمین لپیٹ کر آگ مین جلا دیا۔

عمرو بن الاصم کہتے ہین کہ مین نے امام حسن رضہ سے کہا۔ شیعون کا عقیدہ ہے کہ جناب علی مرتضیٰ رضہ قیامت سے پہلے پھر دنیا مین تشریف لاوینگے۔ فرمایا۔ بخدا۔ وہ جھوٹے ہین۔ کہین ایسا ہو سکتا ہے اگر یہہ بات ہونیوالی ہوتی تو ہم والد ماجد کی بیویونکا عقد دوسرے لوگونسے نہ کر دیتے نہ اونکا مال و جائداد متروکہ باہم بانٹ لیتے۔ فرقہ شیعہ مین ایک گروہ کا یہہ عقیدہ تہا سب اسکے قائل نہ تھے۔ اوسی فرقہ مین سے جابر بن یزید جعفی کوفی تہا۔ ہماری دانست مین اب اس عقیدہ کے لوگ باقی نہین رہے۔ (ابن اثیر)

خمیس مین قصہ قتل ابن ملجم اس طرح منقول ہے کہ روغن نفط اور بورئے لاکر جمع کئے اور چاہا کہ آگ مین زندہ جلا دین۔ مگر حضرات عبد اللہ بن جعفر رضہ حضرات حسنین رضہ محمد بن حنفیہ نے کہا۔ ٹھہر جاؤ۔ اس ملعون کو اس طرح قتل نہ کرو پہلے ہم اپنے دل خوش کر لین اور اس کو اس کی حرمزدگی کا مزہ چکھا لین۔ یہہ کہکر حضرت عبد اللہ نے ابن ملجم کے دونون ہاتہہ پانون کاٹ ڈالے اوسنے اُف تک نہ کیا۔ پھر لوہے کی کیل آگ مین خوب گرم کی جب وہ سرخ ہو گئی تو اوسکی آنکھونمین پھیر دی پھر بھی وہ سخت جان نہ گھبرایا البتہ یہہ فقرہ کہا۔ تم نے اپنے چچا کی آنکھونمین خوب گرم سرمہ لگایا۔ بعدہ یہہ سورۃ شروع کر دی۔ اقرا باسم ربک الذی خلق

یہانتک کہ پوری ختم کی اور حال یہ کہ دونون آنکھین پانی ہوکر اوسکے رخسارونپر بہ رہی تہین پہر لوگون نے اوسکی زبان کاٹنا چاہا اب وہ گہبرا اوٹہا جب سبب پوچہا گیا کہ زبان کاٹنے سے اسقدر پریشان کیون ہوتا ہے تو جواب دیا۔ میری گہبراہٹ صرف اسلئے ہے کہ مین نہین چاہتا دنیا مین ایک ساعت بہی بغیر ذکر خدا کے زندہ رہون۔ لوگون نے اوسکی زبان کاٹ کر زنبیل مین لپیٹا اور آگ مین جلا دیا۔ ابن ملجم گندم گون۔ کشادہ ابرو۔ تہا۔ اوسکے ماتہے پر نماز کا ڈہٹا بوجہ کثرت سجود کے پڑ گیا تہا۔

مروج الذہب مین اس طرح ہے کہ اوسکے دونون ہاتہہ دونون پائون قطع کرکے اوسکی آنکہین گرم لوہے کی کیل پہیر دی۔ اوسنے کہا۔ پاک ذات ہے اوسکی جسنے انسان کو پیدا کیا۔ تمنے چکدار سرمہ اپنے چچا کی آنکہونمین لگا دیا۔ پہر اوسکو چٹائی مین لپیٹکر اوپر سے روغن نفط لگا کر آگ مین جلا دیا۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خلاف وصیت کارروائی کیگئی مگر روایات ابن اثیر وابن خلدون مین ہاتہہ پائون کاٹنا نہین ہے البتہ بعد قتل کے جلا دینا مذکور ہے۔ ابن ملجم بیشک ان سب باتون کا مستحق تہا بلکہ اس سے زیادہ کا لیکن امیر المومنین کی وصیت فرمانیکا مقتضا یہی ہے کہ حضرات حسنین نے ہرگز خلاف وصیت کوئی کارروائی نہ کی ہوگی۔ ہان بعد مرنیکے اوسکی لاش کا پہونک دینا خلاف وصیت نہین۔ بعد مثلہ کرنے کے زندہ جلا دینا عقلاً و درایۃً بعید ہے۔

عمران بن حطان رقاشی (خارجی) نے ابن ملجم کی تعریف مین چند اشعار کہے منجملہ اونکے دو شعرونکا ترجمہ یہہ ہے۔

ترجمہ۔ ایک مرد پرہیزگار کی کیا خوب ضرب تہی جس سے اوسکی یہی نیت تہی

کہ مالک عرش کی رضا وخوشنودی حاصل کرے۔ مین اوس مرد نیک کو جب دنمین یاد کرتا ہون تو گمان کرتا ہون کہ خدا کے نزدیک پورا ثواب پاویگا۔

انکا جواب قاضی ابوالطیب طاہر بن عبداللہ شافعی نے یون دیا ہے۔

ترجمہ۔ تیرے اس بہتان سے جو ابن ملجم ملعون کی نسبت کہہ رہا ہے مین سخت بیزار ہون۔ اوس بدبخت کی مارنہ تھی مگر محض اس غرض سے کہ اسلام کے رکن کو گرادے۔ مین اوس لعین کو روز یاد کرکے اوسپر لعنت کرتا ہون اور اوسکے دین وملت اور عمران۔ حطان دونوپر لعنت خدا بھیجتا ہون۔ ابن ملجم پر ہمیشہ علی الاتصال خدا کی لعنت ظاہر و پوشیدہ ہوتی رہے اور اے عمران وحطان تم لوگ آگ کے کتے ہو اور یہہ بات شریعت مین دلیل صاف سے ظاہر وروشن ہے۔ (مسعودی)

راقم۔ الخوارج کلاب النار۔ خارجی دوزخ کے کتے ہین۔ یہہ حدیث خمیس مین ہے۔

مرثیہ از بکر بن حسان باہری

قل لابن ملجم والاقدار غالبة	هدمت للدين وللاسلام اركانا
قتلت افضل من يمشي على قدم	واعظم الناس اسلاما وايمانا
واعلم الناس بالقرآن ثم بما	سنّ الرسول لنا شرعا وتبيانا
صهر النبي ومولاه وناصره	اضحت مناقبه نورا وبرهانا

ترجمہ۔ ابن ملجم سے کہہ دو اے مردک تونے دین واسلام کے رکن کو گرادیا۔ اہل زمانہ مین افضل پا پیادہ چلنے والوںمین بزرگ سب لوگون سے باعتبار اسلام وایمان کے بڑے تھے۔ سب لوگونسے قرآن کے بڑے جاننے والے۔ آنحضرتؐ کے طریق سنت سے

واقف کار۔حضور کے داماد مکرم۔آپ کے مولے۔دوست۔ناصر۔جنکے فضائل و مناقب باعث نور و دلیل واضح ہین۔

وکان منه علی رغم الحسود له	مکان هرون من موسیٰ بن عمرانا
قد کان یخبرهم هو بمقتله	قبل المنیّةِ ازمانا فازمانا
ذکرت قاتله والدمع منحدر	فقلتُ سبحان رب العرش سبحانا
انی لاحسبه ماکان من انس	کلا ولکنه قد کان شیطانا

آنحضرت سے قریب مرتبہ مین علیؑ وہ درجہ رکھتے تھے جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیؑ سے تھا۔آپ لوگونکو اپنی شہادت سے قبل بارہا اس شہادت کی اطلاع دے چکے تھے۔مجھکو آپ کا قاتل یاد آیا اور میری آنکھون سے جوے اشک روان ہوگئی۔مین نے کہا۔خداوند تعالیٰ مالک عرش پاک ذات بے نیاز ہے مین ابن ملجم لعین کو انسانون مین شمار نہین کرتا۔مین دعوے کے ساتھہ کہتا ہون کہ بیشک وہ شیطان تہا۔

فلا عفا الله عنه سوء فعلته	ولا سقی قبر عمران بن حطانا
یا ضربة من شقی ما اراد بها	الا لیبلغ من ذی العرش رضوانا
بل ضربة من غوی اوردته لظی	وسوف یلقی بها الرحمٰن غضبانا
کانه لم یرد قصدا بضربته	الا لیصلی عذاب الخلد نیرانا

خداوند عالم منتقم حقیقی اوسکے برے فعل کو معاف نہ فرماے اور نہ قبر عمران بن حطان پر باران رحمت کا چہڑکاؤ کرے۔ہای کیا بری ضرب شمشیر اوس شقی کی تہی اور اوس بدنصیب نے اسکے ذریعہ سے رضامندی خدا کا ارادہ کیا تہا بلکہ درحقیقت یہہ ضرب شمشیر گمراہ کے ہاتہہ سے تہی جو اوسکو آتش دوزخ مین کہینچ لیگئی اور قیامت کیدن خدا کے روبرو اس حال مین حاضر

ہوگا کہ خداوند عالم اوسپر غضبناک ہوگا گویا ابن ملجم نے اس نسبت سے بھی ارادہ کیا کہ عذاب نار دائمی مین داخل ہو (ابن اثیرؒ ومسعودیؒ)

ذکر عمال ۴۰ھ وقت شہادت ودیگر حوادث

اسوقت آپکے عمال وحکام ممالک محروسہ مین اصحاب ذیل تھے۔ بصرہ مین عبداللہ بن عباسؓ اونکے متعلق جملہ انتظام ملکی ومالی وفوجی تھا (بعد علاحدگی اونکے دوسرے کے تقرر کی نوبت نہین آئی) محکمہ قضاء بصرہ کے حاکم ابوالاسود دؤلی تھے۔ گورنر فارس زیاد بن سمیہ۔ والی یمن عبیداللہ بن عباسؓ تھے اوسوقت تک کہ بسر بن ابی ارطاۃ کا واقعہ پیش نہین آیا۔ طائف ومکہ اور نواح کے حاکم قثم بن عباسؓ۔ مدینہ مین ابوایوب انصاریؓ یا سہل بن حنیفؓ۔ یہ حال قبل آمد بسر بن ابی ارطاۃ کا ہے اونکے آنے پر جو کچھ گذرا وہ اوپر گذر چکا (ابن اثیر وابن خلدون)

آپکے **کاتب** عبداللہ بن ابی رافع ہین۔ **قاضی** آپکے شریح بن حارث کندی۔ **حاجب** قنبر آپکے مولی اور اونسے پیشتر بشر تھے۔ یہ بھی آپکے مولی ہین۔ آپ کی مہر کا نقش یہ ہے۔

الملك لله الواحد القهار۔ (تاریخ خمیس)

حسان بن ثابتؓ نے وفات پائی۔ ابورافع مولی آنحضرتؐ نے انتقال کیا۔ حارث بن خزیمہ انصاری بدری نے جو احد ودیگر مشاہد مین شریک رہا اور خوات بن جبیر انصاری نے جو غزوہ بدر مین ہمراہ رکاب حضور پر نور گئے تھے مگر کسی عذر سے واپس آئے بمقام مدینہ وفات پائی۔ قرظہ بن کعب انصاری نے کوفہ مین انتقال کیا وبروایتے خلافت معاویہؓ مین وفات پائی۔ آپ احد ودیگر غزوات مین گئے ہین۔ امیرالمومنین کے ہمراہ جملہ معرکوں مین تھے۔ معاذ بن عفراء انصاری بدری ہین۔ دیگر مشاہد مین حاضر ہوئے اور ابوالبابہ بن عبدالمنذر انصاری بدری نے وفات پائی اور بعضے کہتے ہین کہ یہہ غزوہ بدر مین شریک نہین ہوئے بلکہ آنحضرت اپنی جگہہ مدینہ

حاکم کر گئے تھے۔ جہجاہ غفاری رضؓ نے وفات پائی۔

سیر و عادات جناب مرتضوی ؑ

ابو رافع رضؓ غلام آزاد کردہ داروغہ بیت المال تھے۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کی کسی صاحبزادی نے موتی پہن لئے۔ آپنے دیکھکر پہچانا اور ازبس برہم ہو کر فرمایا۔ یہہ موتی کہانسی ملے مین اسکے ہاتھہ کاٹ لونگا۔ ابو رافع رضؓ نے عرض کیا۔ یہہ مجھسے خطا ہوئی ہے۔ فرمایا۔ مین نے فاطمہ رضؓ سے جب عقد کیا اوسوقت میری گذران اس طرح تھی کہ رات کا بستر ایک مینڈھے کی کھال تھی۔ دن مین اپنے اونٹ کو اوسپر چارا دیا کرتا تھا اور رات کے وقت وہی چمڑا فرش خوابگاہ ہوتا تھا۔ خادم۔ غلام کوئی ہمارے گھر مین نہ تھا خود سارا کاروبار کر لیا کرتے تھے۔

عنترہ سے روایت ہے کہ مین ایک مرتبہ قصر خورنق مین آپکے پاس حاضر ہوا وہ زمانہ جاڑے کا تھا۔ آپ ایک پرانی چادر اوڑہے ہوے تھے مین نے عرض کیا۔ امیر المومنین۔ خداوند تعالی نے آپکے اور آپکے اہل و عیال کے واسطے بیت المال مین حق مقرر کر دیا ہے۔ آپ اپنے نفس پر اسقدر تنگی و تکلیف کیون گوارا فرماتے ہین۔ فرمایا۔ وہ سب تم لوگونکے حوالہ کرتا ہون مین اوسمین سے کچھہ نہ لونگا۔ یہہ چادر وہی ہے جسکو مین مدینہ سے اوڑھکر نکلا تھا۔

مروی ہی کہ عمرو بن سلمہ عہد مرتضوی مین عامل اصفہان ہو کر گئے۔ یہہ وہان سے اموال خراج مشکین شہد اور گھی سے بھری ہوئی لاے۔ بی بی ام کلثوم نے انسے گھی اور شہد طلب فرمایا۔ انھون نے ایک مشک شہد کی اور ایک گھی کی بھیجدی۔ دوسرے دن جناب علی مرتضی نے وہ سب مال اور مشکین طلب فرمائین۔ جسوقت وہ سامنے لائی گئین آپنے شمار کیا تو دو کم پائین۔ دریافت حال کیا۔ عمرو بن سلمہ نے اصل حال چھپایا اور کہا۔ مین ابھی حاضر کرتا ہون۔ آپنے قسم دلائی کہ صاف صاف بیان کرو۔ لاچار اونکو ظاہر کرنا پڑا۔ آپنے ام کلثوم سے دونون مشکین

واپس منگوالین دیکھا توکسیقدر خالی تہین- تاجرونکو دکھلاکر اوسقدر شہد وگھی کی قیمت کا تخمینہ کیا گیا- تاجرون نے صرف تین درم قیمت بیان کی- آپنے ام کلثوم سے تین درم منگواکر داخل مال کیئے اور سب کو تقسیم کر دیا-

ایک مرتبہ آپ ہمدان تشریف لیگئے- جب واپس ہوی تو دو شخصونکو جھگڑتے دیکھا- آپنے دونونکو ایک دوسری سے جدا کر دیا اور آگے بڑہے- ناگہان آپکے کان مین آواز (ہاے فریاد ہاے فریاد) آئی- آپ اودہر متوجہ ہوے اور فرماتے جاتے تہے کہ تیرا فریاد درس پہونچا- قریب جاکر کیا دیکھتے ہین کہ دو شخص باہم گتھے ہوے ہین ایک اونمین سے بولا- مین نے اس شخص کے ہاتہ ایک کپڑا سات درم کو فروخت کیا تہا اور شرط کرلی تہی کہ درم کہرے دینا مگر یہہ ناقص درم (درم دکھلاکر) مجھکو دینے لگا اور میرے انکار پر طمانچہ مارا- آپنے طمانچہ مارنے والے سی جواب طلب کیا- اوسنے اقرار کیا- فرمایا- اسکو حسب شرط درم ادا کر- اوسنے بلاعذر حوالے کیئے پھر آپنے بائع کو حکم دیا کہ تپانچہ کا بدلہ مشتری سی لے- اوسنے کہا مین معاف کرتا ہون- آپنے ہمراہیونکو حکم دیا کہ طمانچہ مارنیوالے کو میرے ساتہ لیچلو- ایک شخص نے اوسکو اپنی پیٹہہ پر لاد لیا- آپنے جای اقامت پر پہونچکر بیدرہ دُرّے اوس کو مارے اور فرمایا- یہہ اوس شخص کی آبرو ریزی کی سزا ہے

(ابن اثیر و فتوحات اسلامیہ)

امام شعبیؒ کہتے ہین کہ جناب علیؓ کی زرہ وقت واپسی صفین سے گم ہوگئی وہ ایک یہودی کے ہاتہ لگی- آپنے اوس سے کہا- یہہ زرہ میری ہے- اوس نے انکار کیا- آپ اوسکو مع زرہ قاضی شریحؒ کے پاس لیگئے- خود قاضی کے برابر بیٹھے اور فرمایا- اگر میرا مدعا علیہ مسلمان ہوتا تو مین ضرور اسکے برابر بیٹھتا پھر بیان کیا کہ یہہ زرہ میری ہے- یہودی نے کہا- غلط ہی یہہ میری ہی ہی لیکن امیرالمومنین ہی جہوٹے نہین- قاضی نے آپسے پوچھا کہ آپ گواہ پیش کرسکتے ہین- آپنے ہنسکر

فرمایا۔ گواہ تو کوئی نہین ہی۔ یہ سنکر یہودی چل دیا اور چند قدم جاکر واپس آیا اور کہا۔ مین گواہ ہوتا ہون کہ بیشک یہہ احکام انبیاء کرام کے ہین۔ امیرالمومنین نے باوجود قدرت کے خود فیصلہ نہ کیا بلکہ قاضی کے سامنے مقدمہ پیش کیا اور اونکے قاضی نے بہی اونکی رعایت نہ کی بلکہ ظاہر حال پر فیصلہ کیا۔ یہہ کہکر مسلمان ہوگیا اور زرہ پیش کی۔ آپ اسکے اسلام لانے سے بہت خوش ہوے وہ اوسیکو بخش دی اور ایک گہوڑا بہی عنایت فرمایا۔ وہ یہودی آپکے ساتہہ جنگ خوارج مین گیا

مروی ہے کہ امیرالمومنین نے ایک مرتبہ کہجور ایک درم کی بازار مین خریدکین اور اپنی چادر مین باندہلین پہر خود لیکر چلے۔ لوگون نے کہا۔ ہمکو عنایت فرمادین ہم آپکے دولتخانہ تک پہونچادین۔ فرمایا۔ یہہ نہوگا عیالدار ہی کو اسکے اوٹہانے کا حق ہے۔

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے دربار مین ایک دفعہ زاہدونکا ذکر آیا۔ خلیفہ نے کہا۔ علی بڑے زاہد تہے۔ سب زاہدونمین آپکا نمبر اول تہا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپکے دروازہ پر کچھہ لوگ جمع تہے۔ آپنے قنبر سے دریافت فرمایا یہہ کون لوگ ہین۔ قنبر نے کہا۔ آپکے شیعہ ہین۔ فرمایا۔ مین ان لوگونمین شیعہ کی علامت ایک بہی نہین پاتا۔ قنبر نے عرض کیا۔ امیرالمومنین شیعہ کی علامات ظاہر فرمادین۔ فرمایا۔ اونکے علامات یہ ہین۔ کم خوراکی اور فاقہ کشی سے اونکے پیٹ لگے ہوے ہین۔ اونکے لب پیاس سے خشک۔ آنکہین کثرت گریہ سے کمزور ہین۔

عبداللہ بن زریر کہتے ہین کہ ایک مرتبہ بروز عید الضحی مین آپکے دولتخانہ پر حاضر ہوا آپ اسوقت خلیفہ تہے۔ وہان اور لوگ بہی موجود تہے۔ آپنے ہم لوگونکے سامنے آٹے کا لپٹا جسمین گوشت پڑا ہوا تہا رکہا۔ مین نے عرض کیا۔ خدا امیرالمومنین کی دنیا و آخرت سنوارے غریبونکا سا کہانا حضور تناول فرماتے ہین اور ہم لوگونکو بہی کہلاتے ہین۔ یطین جو پہر بہی ہین

انکا گوشت کیون نہین نوشجان فرماتے اور ہمکو بہی کہلاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل وکرم کیا ہی دولت دنیا ہمکو عنایت فرمائی ہے۔ نفیس غذا لذیذ کہانے کہائین اور کہلائین۔ فرمایا اے ابن زریر۔ مین نے آنحضرتؐ سے سُنا ہے۔ خدا کے مال سے خلیفہ کا حق جائز صرف دو پیالے ہین۔ ایک پیالہ تو خود اپنے واسطے اور اپنے اہل وعیال کے واسطے۔ دوسرا عام مہمانون وغیرہ کا حق ہے۔ بس اس سے زائد خلیفہ کو لینا درست نہین۔

ایک مرتبہ آپ بازار سے گذرے اور خرما فروش کی دوکان پر کچہہ خریدنے کی غرض سے کہڑے ہوگئے۔ آپنے اوسکی دوکان پر ایک لونڈی روتی ہوئی پائی۔ وجہ دریافت کی تو اوس نے عرض کیا۔ مین اس دوکاندار سے ایک درم کی کہجور لیگئی تہی مگر میرے مالک نے واپس کردی۔ اب یہہ واپس نہین کرتا۔ مین اسواسطے روتی ہون کہ جب میرا مالک مجہسے درم طلب کریگا تو کیا جواب دونگی۔ آپنے دوکاندار سے فرمایا۔ یہہ بیچاری لونڈی ہے اسکا اختیار کیا۔ اپنے مالک کیلئے خرید لیگئی تہی اوس نے پسند نہ کی۔ تو اس سے واپس لیکر قیمت اسکے حوالہ کر۔ دوکاندار آپ کو پہچانتا نہ تہا درم آپکے حوالہ کیا کہ آپ لونڈی کو دیدین۔ لوگون نے کہا۔ تجہکو معلوم ہی کہ یہہ کون ہین۔ دوکاندار نے کہا۔ مین نہین جانتا۔ کہا۔ آپ امیر المومنین ہین۔ یہہ سُنکر دوکاندار نے کہجور بہی مع درم کے لونڈی کو دیدین اور وہ خوش خوش اپنے گہر چلیگئی (فتوحات اسلامیہ)

ایک شخص نے آپسے پوچہا۔ امیر المومنین آپنے کس حال مین صبح کی۔ فرمایا ضعیف و ناتوان خدا کی عبادت مین قصوروار اوسکا گنہگار۔ جو میرے مقدر مین ہے کہاتا ہون اور اپنی موت کا منتظر ہون۔ اوس نے سوال کیا دنیا کو آپ کیسا جانتے ہین۔ ارشاد ہوا۔ جس گہر مین ابتدائے غم ورنج کا سامنا ہو اور آخرکار موت آنے سے وہ چہوٹنے والا ہو ایسے گہر کا کیا حال کہون۔ جو اوس سے الگ رہنا چاہے مصیبت مین پڑے اور جو اوسکا محتاج ہو غم اوٹہا

یہہ دار دنیا عجب نازک مقام ہے۔ حلال کی بابت روز قیامت مین حساب ہوگا اور حرام پر تو عذاب کہلا ہوا ہے۔ سائل نے پوچہا۔ پہر کون مخلوق خدا اچہی حالت مین۔ فارغ البال عیش وآرام مین ہے۔ فرمایا۔ جو جسم زیر زمین عذاب سے بخوف وخطر اور ثواب آخرت کے منتظر ہین وہی سب سے چنگے ہین۔ جناب علی مرتضی رضؓ نے تا حین حیات خود کبہی نیا کپڑا نہ پہنا نہ کوئی زمین وجائداد لی البتہ مقام فدک مین کچہہ زمین تہی جسکو خدا کی راہ مین وقف کردیا تہا اور اوسکی آمدنی خیرات کردیا کرتے تہے۔ (مسعودیؒ)

آپ کے نامی ومشہور اصحاب سے صعصعہ بن صوحان عبدی۔ عبداللہ بن الکوا یشکری۔ ضرار اسدی۔ کمیل بن زیاد ہین۔ انہین صعصعہ بڑے فصیح۔ طرار تیز زبان تہے اونکی فصاحت وبلاغت کی دہوم تہی۔ حاضر جوابی اور برجستہ جواب دینے مین اونکو خاص ملکہ تہا۔ مروج الذہب مین اونکی تقریر کی چند نظائر موجود ہین۔ انکا حضرت معاویہؓ کے پاس برسم رسالت جانا اور اُنسے گفتگو اور اونکے سوالونکے جواب نہایت جرأت وبیباکی کے ساتہہ مسطور ہین۔ بخوف طوالت ہم اونکو یہان ذکر نہین کرتے۔

ازواج واولاد

جناب امیر المومنین علی مرتضیؓ کی نو بیویان اور رام ولد تہین (ابن اثیر) آپ کثیر الاولاد تہے۔ تعداد اولاد مین روایات مختلف ہین۔ ایک روایت مین بتیس ہین۔ سولہ لڑکے اور سولہ لڑکیان۔ بعضے اونتیس ۲۹ کہتے ہین۔ بارہ لڑکے۔ سترہ لڑکیان۔ بروایت محب طبری چودہ لڑکے اور اٹہارہ لڑکیان ہین اور بروایت صفوۃ چودہ لڑکے اونیس ۱۹ لڑکیان۔

سب سے اول آپکا عقد جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا سے ہوا۔ تا حیات سیدہ فاطمہؓ آپنے دوسری عورت سے نکاح نہ کیا۔ حضرت فاطمہ کے بطن سے حضرات حسنینؓ ہین حضرت محسنؓ

بھی انہیں سے ہین۔ انہوں نے بچپن ہین انتقال فرمایا۔ زینب کبریٰ۔ (زوجہ عبداللہ بن جعفرؓ)
ام کلثوم کبریٰ۔ (زوجہ جناب عمر فاروقؓ) یہہ دونوں صاحبزادیاں بھی حضرت فاطمہؓ کے
بطن سے ہین۔ یہہ چاروں حضرت فاطمہؓ سے ہین۔ (ابن اثیرؒ ومسعودیؒ)

بعد وفات جناب سیدہ فاطمہؓ آپنے ام البنین بنت حرام کلابیہ سے عقد کیا۔ انسے عباس
جعفر۔ عبداللہ۔ عثمان۔ چار لڑکے پیدا ہوے۔ جو معرکہ کربلا مین شہید ہوے۔ عباس کے سوا
انمین سے کسیکا سلسلۂ اولاد جاری نہین ہوا (ابن اثیر)

عباس کا لقب سقا اور کنیت ابو قربہ ہی۔ معرکہ کربلا مین یہہ لشکر امام حسینؓ کے علم بردار تھے (ص)
تیسرا عقد آپ کا لیلیٰ ابنت مسعود بن خالد نہشلیہ تمیمیہ سے ہوا۔ وبروایتے خمیس لیلیٰ
بنت معوذ بن خالد نہشلیہ وبروایت بعض دارمیہ ہین۔ انسے عبیداللہ وابوبکر دو لڑکے ہوے
کربلا مین شربت شہادت نوش کیا اور بعضے کہتے ہین کہ عبیداللہ جنگ مصعب بن زبیرؓ مین مختار
ثقفی کے ہاتھہ سے شہید ہوے۔ ان دونوں کا بھی سلسلہ اولاد منقطع ہے۔

چوتھی شادی اسماء بنت عمیس خثعمیہ سے ہوئی۔ انکے بطن سے محمد اصغر و یحییٰ ہین۔ انکی نسل
بھی نہین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ محمد ام ولد (لونڈی) سے ہین اور کربلا مین شہید ہوے۔ بعض
روایت سے عون بھی بطن اسماء سے ہوے۔ بروایت خمیس۔ محمد بطن ام ولد سے ہین۔ کربلا مین شہید
ہوے یحییٰ صغر سنی مین انتقال کر گئے۔ عون۔ یہہ دونوں اسماء بنت عمیس کے بطن سے ہین
یحییٰ۔ عون۔ حضرت جعفرؓ کے لڑکوں اور محمد بن ابی ابکرؓ کے بھائی ہوے۔ (یعنی ان سبکی ایک ہی
ماں ہین اسماء بنت عمیس)

پانچوین صہبا بنت ربیعہ تغلبیہ ہین۔ یہہ ام ولد ہین۔ حضرت خالد بن ولید عین تمر سے قید کر لائے
تھے۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے انکو خرید لیا تھا۔ انکے بطن سے عمر اکبر۔ رقیہ ہین عمر نے پچاس برس کی

عمر پائی اور اس مدت مین جناب علی رضہ کے ترکہ سے ایک نصف جائداد (بدفعات) انکو ملی۔ محمد نے بمقام ینبع وفات پائی۔

چھٹا عقد امامہ بنت ابی العاص بن ربیع بن عبد العزی بن عبد شمس سے ہوا۔ یہہ حضرت زینب جناب رسولخدا صلعم کی صاحبزادی ہین انکی بطن سے محمد اوسط ہین۔

ساتوین خولہ بنت ایاس بن جعفر حنفیہ ہین۔ یہہ ام ولد ہین بعض کہتے ہین کہ خولہ یمامہ کے قیدیونمین تہین۔ جب لونڈی غلام تقسیم ہوے تو یہہ حضرت علی رضہ کے حصہ مین آئین۔ خولہ دراصل قبیلہ حنفیہ سے نہین ہین بلکہ حبشیہ سندیہ بنی حنفیہ کی لونڈی ہین اور بعض کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق نے بنی حنفیہ کے قیدیونمین سے ایک لونڈی حنفیہ جناب علی کو دی تہی۔ بہرکیف انکے بطن سے محمد اکبر مشہور بہ محمد بن حنفیہ ہین بعض شیعہ انکو مہدی کہتے ہین۔

محمد بن حنفیہ کا قول تہا کہ ہر مسلمان مہدی ہے (یعنی راہ پاے ہوے) معرکہ جمل مین یہ علم بردار تہے۔ آپ بڑے بہادر سخی خوش بیان و مقرر تہے۔ کہتے ہین کہ اس سنہ مین عبد اللہ بن زبیر رضہ سے بہاگ کر محمد بن حنفیہ طائف پہونچے اور اوسی جگہہ وفات پائی۔ (خمیس)

آٹھوین شادی ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفیہ سے ہوئی۔ انکے بطن سے ام الحسن۔ رملہ کبری ام کلثوم ہین۔

نوان عقد آپ کا محیاۃ بنت امرئ القیس بن عدی۔ کلبیہ سے ہوا۔ انکے بطن سے ایک لڑکی ہوئی جو بچپن ہی مین فوت ہوگئی۔ کہتے ہین وہ اتنی بڑی ہوگئی تہی کہ مسجد مین چلی آتی تہی۔ لوگ اوس سے پوچھتے بیٹی۔ تمہارے ماموں کون ہین۔ وہ جواب دیتی۔ وَ وْ۔ وَ وْ۔ یا اَوْ اَوْ۔ (یعنی کتہ کی آواز نقل کرکے ظاہر کرتی تہی کہ اوسکے ماموں بنی کلب ہین)

آپکی اولاد اناث مختلف عورتون سے جنکے نام معلوم نہین اور جو اولاد ام ولد ہین یہہ ہین

ام ہانی میمونہ۔ زینب صغریٰ۔ رملہ صغریٰ۔ ام کلثوم صغریٰ۔ فاطمہ۔ امامہ۔ خدیجہ۔ ام الکرام۔ ام سلمہ۔ ام جعفر۔ جمانہ۔ نفیسہ۔ یہہ جملہ اولاد جناب علی مرتضیٰؑ چودہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں ہین۔ انمین سے نسل صرف حضرت امام حسنؑ۔ حسینؑ۔ محمد بن حنفیہ۔ عباس بن کلابیہ۔ عمر بن تغلبیہ پانچ لڑکون سے ہے۔ دیگر اولاد کا سلسلہ اعقاب نہ چلا۔

آپکی صاحبزادیون اور اونکے شوہر و اولاد کی مجمل کیفیت یہہ ہی کہ زینب بنت فاطمہؑ کا عقد عبداللہ بن جعفرؓ سے ہوا۔ اونسے علی۔ عون۔ عباس۔ ام کلثوم پیدا ہوے۔

ام کلثوم بنت فاطمہؓ کی ولادت آنحضرتؐ کے حین حیات ہوئی۔ یہہ حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ کے عقد مین آئین۔ انکے بطن سے زید بن عمرؓ بن خطاب ہین اور ایک لڑکی رقیہ بنت عمرؓ بھی انہین کے بطن سے پیدا ہوئین۔ بعد وفات حضرت عمر فاروقؓ ام کلثوم کا عقد ثانی عون بن جعفرؓ بن ابی طالب سے ہوا۔ انسے کوئی اولاد نہین ہوئی۔ بعد وفات عون کے محمد بن جعفرؓ کے نکاح مین آئین۔ انسے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جب یہہ بھی فوت ہوے تو عبداللہ بن جعفرؓ نے عقد کرلیا۔ انسے کوئی اولاد نہین ہوئی اور انہین کے پاس ام کلثوم نے وفات پائی۔ ام کلثوم اور انکے بیٹے زید دونون نے ایک وقت مین انتقال فرمایا۔ اسکا قصہ یہہ ہے کہ بنی عدی کے درمیان کچہہ جھگڑا تھا۔ نوبت بہ جنگ وجدال پہونچی۔ زید انمین صلح کرانے کو گئے۔ اندھیرے مین کسیکی تلوار انکے سر پر پڑی یہہ زخمی ہوکر چلے آئے۔ چند روز زندہ رہکر انتقال کیا۔ اوسیوقت انکی والدہ ام کلثوم نے بھی رحلت کی۔ دونون پر ایک ساتھہ نماز جنازہ ادا ہوئی حضرت عبداللہ بن عمرؓ یا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے نماز پڑہائی حضرات حسنینؑ و ابوہریرہؓ نماز مین شریک تھے

رقیہ بنت صہبا اور ام الحسن بنت ام سعید۔ یہہ دونون صاحبزادیان ایکے بعد دیگرے جعدہ بن ابی ہبیرہ مخزومی۔ (جناب علیؓ کے بھانجہ) کے نکاح مین آئین۔

رملہ کبریٰ بنت ام سعید سے عبداللہ بن ابی سفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے نکاح کیا۔
ام ہانی عبدالرحمن بن عقیل کے نکاح مین آئین۔
میمونہ کا عقد عبداللہ اکبر بن عقیل سے ہوا اور زینب صغریٰ۔ محمد بن عقیلؓ کی بیوی ہوئین
رملہ صغریٰ۔ ام کلثوم صغریٰ یکے بعد دیگرے عبداللہ اصغر بن عقیلؓ کو بیاہی گئین۔
فاطمہ سعید بن اسود بن حارث کے نکاح مین آئین۔
خدیجہ۔ ام الکرام۔ ام سلمہ۔ ام جعفر۔ جمانہ۔ امامہ۔ یہہ صاحبزادیان یکے بعد دیگرے
صلت بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کے عقد مین آئین۔ بعضے راوی امامہ کی جگہہ نقیہ۔
نفیسہ ذکر کرتے ہین۔
یعمری کا قول ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ کی اولاد سے اونیس ۱۹ لڑکا لڑکی آپکے حین حیات
انتقال کر گئے۔ وقت شہادت صرف تیرہ ۱۳ لڑکا لڑکی موجود تھے جو وارث ہوے انہین سے
پانچ معرکہ کربلا مین جام شہادت نوش فرما کر راہی ملک بقا ہوے۔

خلافت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالے عنہ

آپکے فضائل ومناقب بیشمار ہین۔ آپکا لقب تقی اور سید ہے۔ کنیت ابو محمد حلیہ مبارک یہ ہے
آپ میانہ قد تھے نہ بہت لانبے نہ زیادہ پستہ قد۔ رنگ گورا سرخی مائل۔ آنکھین سیاہ بڑی بڑی
رخسارے پر گوشت بھرے ہوے۔ چہرہ خوبصورت ڈاڑھی گھنی اور بہت۔ گردن گویا
صراحی سیم خالص تھی۔ استخوان شانہ۔ بڑے چوڑے چکلے۔ دونون شانون کے درمیان
فاصلہ۔ آپکے بال گھونگھر والے تھے۔ آپ سیاہ خضاب فرماتے تھے۔ ایک روایت مین ہے
کہ آپ مہندی اور کتم سے خضاب کرتے تھے۔ آپکی ولادت کا قصہ ہم اوپر لکھہ آے ہین
اب چند احادیث درباب فضائل نقل کرتے ہین۔

صحیح بخاری ومسلم مین بروایت براءؓ منقول ہے۔ مین نے خود دیکہا ہے کہ جناب امام حسنؓ حضور نبوی کے دوش مبارک پر تہے اور آنحضرت صلعم فرمارہے تہے۔ خدایا مین اسکو دوست رکہتا ہون توبہی اس سے محبت رکہنا۔

بخاری شریف مین بروایت ابی بکرہؓ وارد ہے کہ مین نے جناب سالتمآب سے سنا ہے حضور منبر پر تشریف فرماتے اور حسنؓ آپکے بغل مین بیٹہے تہے۔ حضور سرور عالم کبہی ہم لوگون کی طرف نظر فرماتے اور کبہی امام حسنؓ کے چہرہ کو دیکہتے اور فرماتے تہے۔ یہہ میرا بیٹا ہے سید ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکے ذریعہ سے مسلمانونکی دوجماعتونمین صلح کراوے گا۔

جامع ترمذی مین بروایت ابوسعید خدری منقول ہے کہ حضور فرماتے ہین حسنؓ حسینؓ جوانان جنت کے سردار ہین۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ ایک مرتبہ جناب رسول خدا اپنے دوتہانہ سو امام حسنؓ کو دوش مبارک پر سوار کئے ہوے تشریف لائے۔ ایک شخص نے دیکہکر کہا۔ واہ میان صاحبزادہ تمہاری سواری توخوب ہے۔ حضور نبوی نے فرمایا اور یہہ سوار بہی تو اچہا ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمن بن زبیرؓ کہتے ہین کہ اہل بیت نبوی مین امام حسنؓ آنحضرت صلعم سے صورت وشکل مین بہت مشابہ تہے۔ حضور انکو سب سے زیادہ چاہتے تہے۔ مین نے بارہا دیکہا ہے کہ جناب رسول اللہ حالت سجدہ مین ہوتے اور امام حسنؓ اوسوقت آجاتے تو آنحضرت کے اوپر سوار ہوجاتے۔ آپ انکی خاطر سے اوسی طرح سجدہ مین رہتے یہانتک کہ یہہ خود اوترتے۔ اکثر ایسا بہی دیکہا ہے کہ آپ رکوع مین ہوتے اور امام حسنؓ حضور کی ٹانگونسے لپٹ جاتے حضور اونکے واسطے اپنے پائون پہیلادیتے۔ یہہ ایک طرف سے دوسری طرف نکل جاتے۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمن کہتے ہین کہ جناب سالتمآب نے بان مبارک جناب امام حسنؓ کے سامنے

کردیتے یہہ زبان کی سرخی دیکھکر خوش ہوتے اور اوسپر لپکتے تھے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب سرورکائنات نماز پڑہاتے تھے اور حضرت حسنؓ آپکو سجدہ مین دیکھکر کبھی پیٹہہ پر کبھی گردن پر سوار ہوجاتے حضور نے انکو آہستہ سے اوتارا اور نماز ادا فرمائی صحابہ نے عرض کیا حضور انکے ساتھہ جسقدر محبت فرماتے ہین دوسرے کو اسقدر نہین چاہتے۔ فرمایا یہہ میرا پہول ہے۔ یہہ میرا بیٹا سید ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ خداوند تعالی اسکی بدولت مسلمانونکی دو جماعتونمین صلح کرادے گا۔

بسند معتبر ابوہریرہؓ کا قول ہے کہ جب مین حسنؓ کو دیکھتا ہون فرط محبت سے میری آنکھونسے آنسو ٹپک پڑتے ہین۔ وجہ یہہ ہے کہ ایک روز جناب سرور عالم دولتخانہ سے برآمد ہوے اور مسجد مین تشریف لاے۔ میرا ہاتہہ پکڑکر ایک طرف کو رُخ فرمایا یہانتک کہ بازار بنی قینقاع مین داخل ہوے پھر سیر کرتے ہوے مسجد نبوی مین واپس آے اور ایک جگہہ بیٹھہ گئے اور فرمایا میرے بیٹے کو بُلالو۔ استنے مین امام حسنؓ دوڑتے ہوے آے اور آغوش مبارک مین گر پڑے حضور بار بار اپنا منہ اونکے منہ پر رکھتے اور فرماتے تھے۔ خداوندا۔ مین اسکو چاہتا ہون اور جو اسکو چاہتا ہے اوسکو بھی چاہتا ہون۔

صحیح بخاری مین عقبہ بن حارثؓ سے روایت ہے۔ ایک مرتبہ جناب صدیق اکبرؓ نے نماز عصر ادا کی اور جناب علی مرتضیٰؓ کے ہمراہ مسجد سے نکلے۔ راستہ مین امام حسنؓ بچونکے ساتھہ کہیل رہے تھے آپنے اونکو اوٹھاکر کاندہے پر بٹھالیا اور فرمایا۔ یہہ تو صورت و شکل مین جناب رسول اللہ کے مشابہ ہین۔ علی کی صورت سے نہین ملتے جناب علیؓ یہہ سُنکر ہنستے تھے۔

جامع ترمذی مین ہے۔ امام حسنؓ سر سے سینہ تک آنحضرت صلعم سے مشابہ تھے اور امام حسینؓ سینہ سے تا بہ قدم۔

اوصاف کمال سیر و عادات

آپ کی ذات مبارک مجموعہ اخلاق حسنہ و عادات پسندیدہ تہی۔ حلم و کرم۔ زہد و تقویٰ۔ عبادت و ریاضت۔ جود و سخا۔ صبر و توکل مین شہرہ آفاق صاحب وقار صاحب سکینہ ستہے اور کیون نہ ہوتے۔ خاندان نبوت کے روشن چراغ نور دیدہ جناب علی مرتضیٰ ؓ تہے۔ نو بادہ گلشن رسالت ثمر شجر ولایت ستہے۔ اگر آپکے اوصاف لکہے جاوین تو ایک دفتر ہو جاے یہان مختصراً عرض ہوتے ہین۔

(عبادت و ریاضت) ابونعیم سے روایت ہے کہ جناب امام حسن ؓ نے فرمایا۔ مین حیا کرتا ہون کہ خداوند تعالیٰ سے ملون اور اوسکے گہر کعبہ محترمہ کا سفر پاپیادہ نہ کیا ہو۔ پہر آپنے بیس حج پیدل چلکر کئے۔ دوسری روایت مین پچیس حج کرنا آیا ہے اور لکہا ہے کہ سواریان کوتل آپکے آگے چلتی تہین۔ (صواعق محرقہ)

روایت ہے کہ آپ جسوقت طواف خانہ کعبہ سے فارغ ہوتے تو مقام ابراہیم ؑ کے پاس دو رکعت نفل ادا فرماتے پہر اپنا منہ مقام ابراہیم ؑ پر رکہکر زار زار روتے اور فرماتے۔ الٰہی۔ تیرا بندہ۔ تیرا خادم۔ تیرے در پر سائل ہے۔ وہ تیرے دروازہ پر مسکین ہوکر حاضر ہوا ہے" یہی الفاظ بار بار آپکے ورد زبان ہوتے ستہے۔

مروی ہو کہ آپ ایک مرتبہ طواف سے فارغ ہوکر حرم شریف سے باہر گئے۔ ایک جماعت فقرا۔ مساکین پر گذر ہوا۔ یہہ لوگ خشک روٹی کے ٹکڑے کہا رہے تہے۔ آپنے اونکو سلام کیا۔ فقرا نے جواب دیکر کہانے کیواسطے بلایا۔ آپ جاکر بیٹہہ گئے اور فرمایا۔ بہائیو! یہہ کہانا صدقہ و خیرات کا ہے۔ مین کہا نہین سکتا ورنہ مجہکو کچہہ عار نہوتا تم میرے مکان پر چلو۔ فقرا آپ کے ساتہہ ساتہہ ہو لیے۔ آپنے مکان پر پہونچکر اونکو کہانا کہلوایا۔ کپڑے تقسیم فرمائے اور درم دیکر رخصت کیا (مستطرف)

(جود و سخا) ابونعیم سے روایت ہے کہ آپنے دو دفعہ اپنا کل مال راہ خدامین دیدیا یہانتک
کہ ایک حبہ پاس نہ رکھا اور تین دفعہ آدہا آدہا مال خدا کے واسطے خیرات کیا یہانتک کہ جفت
پاپوش سے ایک راہ خدامین دیا اور ایک رکھ چھوڑا۔ ایکمرتبہ آپنے کسی شخص سے سُنا کہ وہ خدا سے
دس ہزار درم مانگ رہا ہے آپنے دس ہزار درم اوسکے پاس بھجوا دیئے۔ ایک دوسرا شخص
حاضر ہوکر کہنے لگا۔ مین مالدار غنی تہا۔ اب افلاس کے ہاتھون تنگ حال ہوگیا ہون۔ آپنے
فرمایا۔ تمہارے لائق اور بقدر احتیاج تمہارے میرے پاس نہین ہے اور جسقدر تمہارے سوال کا
حق ہے اوسکو مین خوب جانتا ہون افسوس کہ مین اوسکے دینے پر قادر نہین اور خدا کے نزدیک
مال کثیر بہی کچہ نہین ہے وہ تو سب پر قادر ہے البتہ میرے پاس اسوقت جو کچہ ہے اگر تم اسکو
قبول کرو تو تمہارا احسان ہے۔ اس قلیل مقدار کے لے لینے سے مجھکو بار حفاظت اور اوسکے
اہتمام سے سبکدوش کردو تو تمہارا شکرگذار ہونگا۔ سائل نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ کے
نواسے۔ آپ یہہ کیا فرماتے ہین۔ آپ جو کچہ عنایت کرینگے مین اوسکا شکر کرونگا اور غنیمت
جانونگا۔ آپنے داروغہ کو طلب فرماکر اوس سے حساب پوچہا اور فرمایا۔ جسقدر تمہارے پاس موجود
ہو سب لے آؤ۔ داروغہ نے پچاس ہزار درم حاضر کئے۔ آپنے فرمایا۔ وہ پانچسو اشرفیان کہان ہین
داروغہ نے کہا۔ موجود ہین۔ غرض وہ بہی حاضر کی گئین۔ آپنے یہہ جملہ درم و دینار سائل کی حوالہ
کئے اور عذرخواہ ہوے (صواعق محرقہ) پہر آپنے فرمایا۔ حمال بلالاؤ اور یہہ درم یہان سے
اپنے گہر اوٹہوا لیجاؤ اور چادر مبارک حوالہ کرکے فرمایا۔ یہہ چادر حمال کی اجرت مین دینا۔ یہہ
اجرت بہی میری ہی طرف سے ہونا چاہیئے (سراج الملوک)

راقم۔ سبحان اللہ سخاوت اسی کا نام ہے۔ شام کے کہانیکو بہی ایک حبہ پاس نہ رکھا۔ اب اس سے
زیادہ سخاوت وکرم کیا ہوگا۔ حاتم نے بہی تو ایسی بخشش وعطا نہ کی ہوگی۔

ایک مرتبہ حضرات حسنین۔ عبداللہ بن جعفر۔ ابو وحیہ انصاری رضی اللہ عنہم مکہ معظمہ سے جانب مدینہ منورہ روانہ ہوے۔ اثنار راہ مین پانی برسا۔ یہہ ایک اعرابی کے خیمہ مین سکونت پذیر ہوے بارش تین دن رات برابر ہوتی رہی۔ اس عرصہ مین صاحب خانہ نے اپنی بکری ذبح کی اور انکی دعوت کی جب بارش موقوف ہوئی تو یہہ مدینہ منورہ روانہ ہوے۔ وقت روانگی اوس اعرابی سے رخصت ہوکر عبداللہ بن جعفرؓ نے اسطرح فرمایا۔ تم جب مدینہ مین آنا تو ہمسے ضرور ملنا۔ چند سال کے بعد اعرابی محتاج و مفلس ہوگیا۔ اوسکی عورت نے کہا۔ اگر تم مدینہ جاکر اون جوانون سے ملتے تو کیا عجب تہا کہ وہ کچہہ سلوک کرتے اور تمہاری عسرت دفع ہوتی۔ اعرابی نے جواب دیا مین تو اونکا نام تک بہول گیا۔ کہان جاؤن اور کس سے پوچہون۔ عورت نے کہا۔ طیار کے بیٹے کو دریافت کرلینا۔ الختصر وہ اعرابی مدینہ مین آیا۔ اتفاقاً سب سے اول جناب امام حسنؓ سے ملاقات ہوگئی۔ آپ بڑی محبت سے پیش آے اور ایک سو اونٹ نر و مادہ مع اونکے چرواہونکے عطا فرماے۔ وہ اعرابی آپ سے رخصت ہوکر امام حسینؓ کے پاس پہونچا۔ آپنے ایک ہزار بکریان عنایت کین۔ اب وہ اعرابی عبداللہ بن جعفرؓ سے ملا۔ انہون نے فرمایا۔ ہمارے بہائیون نے تو اونٹ بکری تمکو دیئے اپنا کچہہ نقد بہی لیجاؤ یہہ فرماکر ایک لاکہہ درم دلوا دیئے۔ پہر اعرابی ابو دحیہؓ کے پاس گیا۔ آپنے کہا۔ واللہ جسقدر ان حضرات نے دیاہے میرے پاس اتنا نہین ہے لیکن تم اپنے اونٹ یہان لے آؤ۔ مین انپر کہجور لدوا دون۔ غرض اعرابی اسقدر نقد و جنس پاکر مالدار ہوگیا۔ اوسکی اولاد تک فراغت و عیش سے گذر کرتی تہی (مستطرف)

دوسری روایت مین تفصیل عطا یہہ ہے کہ جناب امام حسنؓ نے ایک ہزار بکری اور ایک ہزار دینار دیکر امام حسینؓ کے پاس بہیجدیا۔ آپنے بہی ایکہزار بکری اور ایک ہزار دینار مرحمت فرماے۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے چار ہزار بکری اور چار ہزار دینار عنایت کئے۔ اس روایت مین بجای مرد کے

عورت ضعیفہ کا آنا لکھا ہے۔ (ثمرات الاوراق)

(صبر و تحمل) آپ اپنی عہد خلافت مین ایک مرتبہ نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص نے بحالت سجدہ مین خنجر مارا۔ بعد فراغ نماز آپنے خطبہ پڑھا اور فرمایا۔ ای اہل عراق۔ ہمارے معاملات مین خدا سے ڈرو۔ ہم تمہارے سردار۔ تمہارے مہمان ہین۔ کیا ہم لوگ اسیکے مستحق ہین جو تم ہماری ساتھ سلوک کر رہے ہو۔ ہم اہل بیت رسول اللہ ہین جنکی شان مین آیت تطہیر نازل ہوئی ہے اور آپ بار بار آیت تطہیر پڑھتے تھے۔ اوسوقت مسجد مین کوئی ایسا نہ تھا جو زار و قطار روتا نہ ہو۔

مروان بن حکم مدینہ کا عامل تھا۔ اسکا دستور تھا کہ ہر جمعہ کو منبر پر چڑھکر خطبہ مین جناب علی مرتضیٰ کی شان مین کلمات بے ادبی زبان سے نکالتا تھا۔ آپنے مروان کو کہلا بھیجا مین تجھکو ہرگز برا نہ کہونگا کیونکہ میرے برا کہنے سے بدلا ہو جاویگا لیکن میرا تیرا انصاف خدا کے گھر ہے۔ اگر تو اس بدگوئی و سخت زبانی مین سچا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری سچائی کا نیک بدلا دیگا اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ انتقم حقیقی منصف و عادل ہے خود تجھ سے سمجھ لے گا۔

ایک مرتبہ مروان نے آپکو سخت کلمہ کہا۔ آپ خاموش رہے۔ پھر مروان نے دا ہنے ہاتھہ سے ناک صاف کی۔ آپنے فرمایا۔ افسوس۔ تو اسقدر نادان ہے۔ تجھکو یہہ بھی خبر نہین کہ داہنا ہاتھہ منہ پر پھیرنے اور دیگر اعلیٰ کام کے واسطے ہے اور بایان ہاتھہ استنجا وغیرہ کیلئے موضوع ہے۔ مروان یہہ سنکر دم بخود رہ گیا۔

روایت ہے کہ کسی نے آپ کیخدمت مین عرض کیا۔ ابوذرؓ کا قول ہے کہ فقر مجھکو مالداری سے محبوب۔ مرض بہ نسبت صحت کے مرغوب ہے۔ فرمایا۔ خدا ابوذرؓ پر رحم فرماے میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ جو شخص خدا کی سختی و راحت پر متوکل ہو۔ وہ یہہ نہ سمجھے کہ یہہ حالت موجودہ خدا کو پسند نہین ہے۔

روایت ہے کہ ایک لاکھہ درم سالانہ حضرت معاویہؓ آپ کی خدمت مین بھیجا کرتے تھے۔ ایکمرتبہ سالانہ آنے مین دیر لگی آپکو خرچ کی تکلیف ہوئی۔ آپنے قلم دوات طلب فرماکر خط لکھنا چاہا مگر یہہ کچھہ سوچ کر رک رہے اوس شب کو خواب مین حضور سرور عالم کی زیارت ہوئی۔ حضور نے دریافت فرمایا۔ اسے فرزند تم کیسے ہو۔ عرض کیا۔ الحمدللہ بخیریت ہون مگر وظیفہ کی تاخیر سے البتہ تنگی کی تکلیف ہے۔ ارشاد ہوا۔ تم نے قلم دوات منگواکر چاہا تھا کہ اپنی حاجت خدا کو چھوڑ اوسکی مخلوق کی طرف لکھو۔ عرض کیا۔ ہان حضور نے اوسی عالم خواب مین ارشاد فرمایا۔ یہہ دعا پڑھو اللھم اقذف فی قلبی رجاءك واقطع رجائی عمن سواك حتی لا ارجوا احدا غیرك۔ اللھم وما ضعفت عنه قوتی وقصر عنه عملی ولم تنته الیه رغبتی ولم تبلغه مسألتی ولم یجر علی لسانی مما اعطیت احداً من الاولین والآخرین من الیقین فخصنی به یا ارحم الراحمین۔ حضرت امام حسنؓ فرماتے ہین۔ قسم خدای برتر کی مجھکو یہہ دعا پڑھتے ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ معاویہؓ نے پندرہ لاکھہ درم یکشت بھیجدیئے۔ اسکے بعد پھر آنحضرت کو خواب مین دیکھا۔ حضور نے فرمایا۔ اسے حسن اب کیسے ہو۔ مین نے عرض کیا۔ حضور۔ اب اچھے حال مین ہون اور مجھکو اسقدر مال مل گیا ہے۔ فرمایا۔ اسے دلبند۔ جو اوسکی مخلوق سے امید توڑکر اوسکی ذات پاک سے آس لگاے اوسکی اسی طرح منجانب اللہ مدد ہوتی ہے اور خزانہ غیب سے مالامال ہوجاتا ہے۔

(غذا) باوجود کثرت جود وسخا کے آپ غذاے لطیف وطعام لذیذ کی پرواہ نہ کرتے تھے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے آپکی دعوت کی جب دسترخوان پر کھانا چنا گیا تو حضرت معاویہؓ نے مرغ بریان آپکے سامنے رکھہ دیا۔ آپنے بے پرواہی کے ساتھہ پیالہ اپنے سامنے سے ہٹادیا حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ کیا تمہاری اور اس مرغ کی ماں کے درمیان

عداوت تھی جو اپنے آگے سے ہٹا دیا۔ فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تمسے اور اسکی ماں سے کچھ قرابت تھی۔ (مستطرف)

کرامات) مروی ہی کہ سفر حج مین ایک مرتبہ بوجہ پیادہ روی کے پای مبارک ورم کر آی۔ خدمتگارون نے عرض کیا حضور کچھ دیر کیلئے سوار ہو جائین تاکہ ورم دفع ہو جاے آپنے نہ مانا اور غلام کو حکم دیا کہ آج جب منزل پر پہونچوگے تو ایک حبشی غلام نظر آئیگا۔ اوس کے پاس روغن ہوگا جو دافع ورم ہے جسوقت منزل معہود پر پہونچے ایک حبشی نظر آیا۔ آپنے غلام کو حکم دیا۔ دیکھو وہ حبشی یہی ہے اس سے روغن مول لے لو۔ غلام حسب ارشاد حبشی سے ملا اور اوس سے روغن طلب کیا حبشی نے روغن حوالہ کیا پھر پوچھا کس کے واسطے چاہتے ہو۔ غلام نے کہا۔ امام حسین کیواسطے مطلوب ہے۔ حبشی نے کہا۔ مجھکو آپکے پاس لیچلو مین انکا غلام ہون۔ غرض غلام کے ساتھ خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یہہ روغن حاضر ہے مین اوسکی قیمت نہین لیتا مین تو آپ کا غلام ہون لیکن ایک عرض ہے کہ میری بیوی اس جنگل مین دردزہ مین مبتلا ہے۔ آپ دعا فرماوین کہ خداوند تعالی لڑکا حسین خوبصورت عنایت فرماے اور وہ عورت درد و تکلیف سے نجات پاوے۔ فرمایا۔ جا۔ تیری خواہش کے بموجب تیرے گھر مین لڑکا ہوا ہے اور وہ تیرے دوستون مین ہوگا حبشی گھر واپس آیا دیکھا تو ایک لڑکا نازک اندام گلفام پیدا ہوا ہے۔

روایت ہے کہ کسی سفر مین حضرت زبیر کے صاحبزادون مین سے کوئی آپکے ساتھ تھے۔ ایک باغ مین جسمین خشک کھجور کے درخت تھے دم لینے او رستانے کو اوتر پڑے۔ آپکے واسطے ایک درخت کے نیچے فرش ہوا اور ابن زبیر کے واسطے دوسرے درخت کے تلے۔ ابن زبیر نے کہا اگر اس درخت مین خرماے تازہ ہوتے اور اوپر سے گرتے تو کھانے مین آتے۔ آپنے فرمایا کیا تم تازہ کھجور کھانا چاہتے ہو۔ جواب دیا۔ ہان۔ آپنے دعا کے واسطے ہاتھہ بلند فرماے اور کچھ

زبان مبارک سے بھی ارشاد کیا - آناً فاناً وہ درخت خشک سبز ہوگیا - اوسمین ہری ہری پتیان
نکل آئین - بات کی بات مین پھلا اور کھجور پختہ نظر آنے لگے - یہہ کرامت دیکھکر ایک شتربان
نے کہا - واہ صاحب - اچھا شعبدہ دکھلایا - یہہ سارا کھیل جادو کا ہے - فرمایا - ای مرد ک
منکر - یہہ جادو نہین بلکہ فرزند رسول اللہ کی دعا سے مستجاب ہے - پھر ایک شخص اوس درخت پر
چڑھا اور کھجورین توڑین - وہ اسقدر بافراط تھین کہ سب کو کافی ہوئین (شواہد النبوت)
منجملہ آپکے سیر وعادات کے منقول ہے کہ آپ عورتون سے اکثر نکاح کیا کرتے اور بعد چند ے
اونکو طلاق دیکر پھر دوسری سے نکاح کر لیتے اور لطف یہہ ہے کہ جسکو آپ طلاق دیتے وہ
آپکی حسن معاشرت سے سیر نہوتی نہ آپکی مفارقت کی خواہان ہوتی - آپنے نوّے عورتون سے
نکاح کئے - ایک بار جناب علی مرتضی رضؓ نے فرمایا حسنؓ کی کیا عادت پڑگئی ہے کہ ادھر نکاح کیا
ادھر چھوڑ دیا - مجھکو اندیشہ ہے کہ اس فعل سے بہت سے لوگ ناخوش ہونگے - مبادا اونکی ناخوشی
کچھہ حسنؓ پر صدمہ پہونچاوے (خمیس)
ایکمرتبہ آپنے اہل کوفہ سے فرمایا کہ حسنؓ سے اپنی لڑکیون کا نکاح نہ کیا کرو وہ طلاق دیدیتے
ہین - یہہ سنکر ایک مرد ہمدانی نے کہا - ہماری لڑکیان حسنؓ کے واسطے حاضر ہین ہم تو نکاح کرینگے
جبتک اونکی خوشی ہو اپنے پاس رکھین جب چاہین طلاق دین (صواعق محرقہ)
امام ابن سیرینؒ سے روایت ہے کہ امام حسنؓ نے ایک عورت سے نکاح کیا - سو لونڈیان اور
ہر ایک کے پاس ہزار درم اوسکے مہر مین عنایت فرمائین - (خمیس)
بعض عارفین واہل اللہ اس کثرت ازدواج کا سبب یہہ بیان فرماتے ہین کہ جناب
امام حسنؓ کی خصوصیات سے تھا کہ آپکا جسم مبارک جس کسی سے مس کرجاتا اوسپر آتش دوزخ
حرام ہوجاتی - اسی غرض سے آپنے اسقدر بیویان کین اور کیا عجب ہے کہ اسی خیال سے لوگ

اپنی لڑکیاں بلاتامل آپکے نکاح مین دیتے ہون اور وہ عورتین بہی دل وجان سے اسپر خوش ہوجاتی ہون باوجودیکہ جانتی تہین کہ بعد چند روز کے طلاق دیجاویگی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم سے منقول ہے کہ دنیا کے سب رشتے ناتے قطع ہوجاوینگے مگر میرا رشتہ ناتا رہیگا اور قیامت کے دن کام آویگا۔ جناب عمر فاروق رضؓ نے اسی امید پر ام کلثوم بنت جناب فاطمہ رضؓ سے نکاح کیا تہا۔ ہم کہتے ہین کہ جناب حسن رضؓ کا کثرت سے نکاح کرنا اور طلاق دینا اسی مصلحت پر مبنی تہا۔ خاندان رسالت سے یہہ تعلق پیدا کرنے کا سلسلہ تہا۔

آپ علمی کمالات مین فرد۔ اہل عصر مین ممتاز۔ حاضر جوابی مین طاق۔ فصاحت و بلاغت مین شہرہ آفاق تھے۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ امیر معاویہ رضؓ کے پاس تشریف لیگئے۔ وہ اوسوقت تخت پر بیٹھے تھے کچہ تعظیم نہ کی اور آپکو اپنی پائینتی بٹھالیا (چونکہ آپ عمر اور رشتہ مین بڑے تھے اسوقت چندان آپکی قدر و منزلت کا خیال نہ کیا) اور فرمایا۔ ام المومنین جناب عائشہ رضؓ کا فرمانا کسقدر تعجب انگیز ہے۔ وہ فرماتی ہین کہ مین مستحق خلافت نہین اور نہ اسکی قابلیت و مرتبہ مجہہ مین ہے ارشاد ہوا۔ کیا اس سے زیادہ تعجب آمیز حیرت خیز بات مین آپکو سناؤن۔ معاویہ رضؓ نے دریافت کیا۔ وہ کیا ہے۔ فرمایا۔ تمہارے پاؤنکے پاس میرا بیٹھنا اوس سے بڑھکر ہے۔ حضرت معاویہ رضؓ اس کلمہ سے سخت نادم ہوے۔ اوٹھ بیٹھے معذرت کی اور فرمایا۔ اے ابو محمد۔ آپکو خدا کی قسم۔ آپ پر جسقدر قرض ہو اوسکی تعداد بیان فرمایئے۔ ارشاد ہوا۔ ایک لاکھ درم قرض ہے۔ آپ نے غلام کو حکم دیا کہ تین لاکھ درم دیدے۔ ایک لاکھ ادائے قرض کو۔ ایک لاکھ اپنے غلامون خادمونکو انعام دین اور ایک لاکھ اپنے مصارف مین خرچ کرین۔

روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضؓ نے آپسے کرم وسخا کے معنے دریافت کئے۔ فرمایا سوال سے قبل دینا اور سائل کو دیکر اوس سے بہ نرمی و خندہ پیشانی پیش آنا۔ (مستطرف)

ایکمرتبہ آپ حضرت معاویہؓ کے دربار مین تشریف فرماتھے۔ عمروبن العاصؓ نے کہا۔ امام حسنؓ تیز زبان لسّان ہین اگر یہہ منبر پر چڑہکر کچہہ کلام کرین تو ضرور انکے بعض اقوال ایسے ہونگے جسکو عوام ناپسند کرینگے اور یہہ اونکی نظرونسے گرجاوینگے۔ حضرت معاویہؓ انکے دم مین آگئے اور آپسے درخواست کی۔ آپ منبر پر تشریف لیگئے اور نہایت شدومد سے خطبہ پڑہا۔ اوس مین فرمایا۔ ایہاالناس۔ اگر تم دنیا مین اپنی قوم کو ڈہونڈہو تو میرے اور میرے بہائی کے سوا تیسرے کو مستحق نہ پاؤگے اور یہہ آیت پڑہی وان ادری لعلہ لکم ومتاع الی حین۔ عمروبن العاصؓ کو یہہ کہنا ناگوار گذرا اور خوف کیا کہ شاید اس سے آگے اور کوئی بات سخت کہہ بیٹہین لہذا قطع کلام کرنیکو بول اوٹہے۔ ای ابومحمد۔ تازہ کہجور کی تعریف بیان فرمایئے کہ کس طرح اوسکو نشوونما ہوتا ہے فرمایا۔ شمالی ہوا سے درخت کہجور پہولتا ہے اور باد جنوب کہجور نکالتی ہے۔ حرارت آفتاب پکاتی اور چاند کی روشنی سے وہ رنگ پاتی ہے۔ اونہون نے کہا۔ قضاء حاجت کے متعلق کچہہ بیان فرمایئے۔ ارشاد کیا۔ آبادی سے دور لوگونسے علیحدہ جنگل مین نکل جاوے اور وہان رفع حاجت کرے۔ قبلہ کیطرف منہ اور پیٹہہ نہ کرے۔ جانورونکی لید اور ہڈی سے استنجا نہ کرے۔ رکے ہوے پانی مین پیشاب نہ کرے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ اصحاب کے جلسہ مین بیٹہے ہوے تہے ناگاہ حضرت حسنؓ تشریف لاتے ہوے نظر آئے۔ معاویہؓ نے فرمایا۔ یہہ ہمارا لطف مٹادینگے۔ یارونکی صحبت پراگندہ خاطر ہوجاویگی۔ مروان بولا۔ آنے دیجئے مین انسے ایسی بات پوچہونگا کہ لاجواب ہوجاوینگے۔ فرمایا۔ خبردار ایسا نہ کرنا۔ ان کو منجانب اللہ باتین سکہادی جاتی ہین یہہ ایسے نہین ہین کہ ہم انسے بازی لیجاوین غرض آپ تشریف لائے اور بیٹہے۔ مروان نے کہا۔ ای حسنؓ آپکی مونچہین بہت جلد سفید ہوگئین۔ اسکو تو لوگ علامت بیوقوفی کی بتلاتے ہین۔ فرمایا۔

یہہ بات غلط مشہور ہے لیکن لبونکے سفید ہونیکی وجہ دوسری ہے۔ بنی ہاشم شیرین دہن ہوتے ہین۔ ہماری بیویان ہمارے منہ کی بوسے لیتی ہین اور ہماری طرف منہ کرکے لیٹتی ہین (چونکہ عورتونکا مزاج مردونکی نسبت سرد ہوتا ہے لہذا) اونکے منہ ملانیسے بال جلد سفید ہوجاتے ہین اور تم لوگ بنی امیہ گندہ دہان ہوتے ہو۔ تمہارے منہ کی بدبوٗ سے تمہاری بیویان متنفر ہوکر تم سے منہ پھیر لیتی ہین اونکی سانس ورمنہ وناک کی ہوا اگر تمہاری طرف پہونچتی ہی تو صرف تمہاری کنپٹی تک۔ اسیواسطے تم لوگونکی ڈاڑہی سے پہلے کنپٹی اور رخسارون کے بال سفید ہوجاتے ہین۔ (عقد الفرید)

روایت ہے کہ آپنے ایک مرتبہ حبیب بن سلمہ فہری سے فرمایا۔ تمہارا اکثر چلنا پہرنا سفر کرنا خداوند تعالیٰ کی طاعت کے سوا اوسکی معصیت مین ہوا ہے۔ حبیب نے جواب دیا۔ بیشک آپ سچ فرماتے ہین مگر میرا سفر آپکے والد کے مقابلہ پر تو گناہ نہوگا۔ فرمایا۔ ہان۔ نہو لیکن تم نے نفع قلیل دنیا کے لالچ مین معاویہؓ کی اطاعت کی۔ معاویہؓ نے اگرچہ تمہاری دنیا سنواری مگر آخرت کو تباہ کیا باوجود اس فعل مذموم کے اگر تم نیک بات منہ سے نکالتے تو اون لوگونمین سے ہوتے جنکی شان مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اچھے اور برے دونون قسم کے کام کئے ہین مگر تم تو بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون کے مصداق ہو۔ (عقد الفرید)

روایت ہے کہ ایکمرتبہ آپنے کسی شاعر کو بہت کچھ انعام دیا کسی نے کہا۔ آپنے شاعر کو اسقدر مال عنایت کیا جو خدا کا نافرمان ہے جہوٹی باتین کہتا ہے۔ آپنے فرمایا۔ مین نے اپنی آبرو بچانیکو اوسکو دیا ہے۔ شر سے بچنا بہی منجملہ نیکی کی طلب کے ہے۔ (زہر الآداب)

کتب احادیث مین آپ کی مرویات سے تیرہ حدیثین ہین۔ (خمیس)

بیعت خلافت

جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰؓ کی شہادت سے دو دن بعد ماہ رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ مطابق سنہ ۶۶۱ء مین اہل کوفہ نے آپکے ہاتھہ پر بیعت کی۔ (مسعودیؒ) سب سے اول حضرت قیس بن سعدؓ نے بیعت کے لئے ہاتھہ بڑہا کر کہا۔ ای حسنؓ۔ آپ اپنا ہاتھہ دراز کیجئے مین آپ سے بیعت کرتا ہون۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرنے کو جان و دل سے حاضر اور آپکے مخالفین سے جدال و قتال پر بخوشی خاطر موجود ہون۔ (ابن اثیر)

انکے بعد پہر اور اہل کوفہ و دیگر اشخاص نے جو چالیس ہزار تہے اور جنہون نے جناب علی مرتضیٰؓ سے لڑنے اور مرنے پر بیعت کی تہی آپ کی بیعت کی۔ (خمیس) آپ بیعت قبول کرتے وقت فرماتے جاتے تہے "تم لوگ میرے کہنے کو سنتے رہنا۔ میری اطاعت کرنا جس سے مین صلح کرون اس سے تم بہی صلح کر لینا جس سے مین لڑون تم بہی اوس سے لڑنا" آپکے اس فقرہ پر لوگ کہٹکے۔ آپس مین سرگوشیان ہونے لگین کہ صاحبو۔ یہہ تمہارے امیرالمومنین نہین۔ نہ یہہ جنگ کا ارادہ رکہتے ہین (ابن اثیر و ابن خلدون) اہل کوفہ و عراق دل سے آپکے مطیع تہے اور آپ اونکے نزدیک بہ مقابلہ جناب علی مرتضیٰ زیادہ محبوب و عزیز تہے۔ (خمیس) بعد اتمام بیعت آپنے اپنے ممالک محروسہ سواد عراق و جبل پر اپنی طرف سے عمال روانہ فرمائے اور ابن ملجم کو قتل کیا۔ (مسعودیؒ)

جسوقت عبداللہ بن عباسؓ کو خبر پہونچی آپکو نصیحتہً یہہ مضمون لکہہ بہیجا "مسلمانون نے بعد علیؓ کے تمکو اپنا سردار کیا ہی۔ خبردار اپنا ہاتہہ مضبوط و سخت رکہنا اور اپنے دشمن کے جہاد سے غفلت نہ کرنا۔ جن لوگونکی طبیعتین کینہ جو ہین اونکے قصور و گناہ سے مصلحتہً چشم پوشی کرنا اور موقع سے اوسکا بدلا لینا۔ ہر قوم پر اونہین مین سے منتخب کرکے اونپر سردار مقرر کرنا۔ اس ترکیب سے تمہارے کام درست ہو جاوینگے۔" (عقد الفرید)

جناب معاویہؓ نے خبر شہادت امیر المومنین علیؓ سنکر بیت المقدس مین لوگون سے اپنی خلافت کی بیعت لی اور اوسی روز سے امیر المومنین کے لقب سے پکاری جانے لگے اس سے قبل امیر شام کہے جاتے تہے مگر اوپر بعد قصہ تحکیم گذر چکا ہے کہ اجتماع حکمین کے بعد ہی آپنے بیعت خلافت سے لی تہی۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

آپکی شروع خلافت مین امیر المومنین علیؓ کی شہادت کے چالیسوین روز اشعث بن قیسؓ کندی نے جو منجملہ اصحاب جناب علیؓ تہے بمقام کوفہ وفات پائی۔ آپنے انپر نماز پڑہی (ابن اثیر) بروایت تاریخ یافعیؒ ماہ ذیقعدہ مین انکی وفات ہوئی۔ یہہ سردار قوم۔ امراء عرب مین باعزت و قدر شخص تہے۔ اشعثؓ اسّی شخصون کے ہمراہ جنمین عمرو بن معدیکرب زبیدی بہی تہے حضور سرور عالم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوے۔ بعد وفات نبوی دونون مرتد ہوگئے۔ عہد صدیقی مین دونون نے پہر اسلام قبول کیا۔ انکا اسلام اچہا ہوا اور انکی ذات سے کارہای نمایان ظہور پذیر ہوی۔ جہاد و غزوات مین شریک رہے۔ بروایت خمیس اشعثؓ مسلمان ہوکر خدمت حضرت صدیقؓ مین حاضر ہوے۔ آپنے انپر توجہات و عنایات مبذول کین اور اپنی ہمشیرہ کے ساتھہ نکاح کر دیا۔

شرحبیل بن سمط کندی جناب معاویہؓ کے اصحاب مین سے ہین انہون نے بہی اسی زمانہ مین انتقال کیا۔ انکی صحابیت مین اختلاف ہے۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

سنہ ۴۱ ہجری۔ تفویض خلافت

شہادت مرتضوی سے چند روز پیشتر ایک لشکر جرار نے جسکی تعداد چالیس ہزار تھی اہل شام سے لڑنے اور مرنے پر بیعت کر لی تھی۔ کیونکہ اہل شام کا قصد بہی آپکی جانب معلوم ہو چکا تہا۔ بعد شہادت جو وقت لوگون نے امام حسنؓ کے ہاتہہ پر بیعت کر لی [تو آپ کی خدمت مین اس لشکر نے

عرض کیا کہ آپ شام پر حملہ کرین ہم جان نثاری کو ہمراہ رکاب ہین (خمیس) جب یہہ خبر اہل شام کو
پہونچی تو امیر معاویہؓ کوفہ کی طرف بڑہے اور بمقام مسکن ڈیرہ ڈال دیا۔ امام حسنؓ بھی کوفہ سے نکلے
آپکے ساتہہ وہ لشکر بھی تہا جو جناب علیؓ کے ہاتہہ پر بیعت کرچکا تہا مقدمۃ الجیش پر جو بارہ ہزار
تہا قیس بن سعد بن عبادہ انصاری سردار تھے۔ بعض روایت مین عبداللہ بن عباسؓ ہین اور
پیتردل پر قیس بن سعدؓ۔ یہہ لشکر مدائن مین پہونچا اور بمقام مناسب دیکہکر اوتر پڑا۔ سپاہیون نے
اپنے اپنے خیمے ڈیرے لگادیئے۔ انکو اوترے ہوی کچہہ ہی دیر ہوئی تھی کہ یہہ خبر مشہور ہوگئی قیس بن
سعدؓ مارے گئے۔ لوگو دوڑو" اس خبر سے تمام لشکر مین ایک ہلڑ مچ گیا۔ لوگ گھبراکر ایک دوسرے
اوبھر پڑے اور آپس مین لوٹ مار ہونے لگی چند لوگ اوباش وضع جناب حسنؓ کے خیمہ کی طرف
چیلے جو کچہہ اسباب پایا لوٹ لیا خیمہ کے اندر گہس آئے جس بساط پر آپ بیٹھے تھے اوس کو چہین
لینا چاہا۔ آپکے اوپر سے چادر اوتار لی اور علانیہ آپکے دشمن ہوگئے بلکہ جراح بن اسد نے براہ
ناعاقبت اندیشی آپ پر حملہ کیا اور ران مین خنجر مارا۔ آپنے فرمایا۔ کل کے دن تم لوگون نے میرے باپ کو
قتل کیا اور آج مجہکو قتل کرتے ہو۔ تمہارا یہہ فعل اس امر کی دلیل ہو کہ تم ظالمونکے مددگار اور
اونکے خواہشمند ہو۔ زاہدونسے دست بردار بلکہ اونکے دشمن خونخوار ہو۔ خیر کیا مضائقہ۔ اس کا
مزہ عنقریب پاؤگے۔ قبائل ربیعہ وہمدان آپکی حمایت پر اوٹہہ کہڑے ہوے۔ اوباشونکا مجمع منتشر
کرکے آپکو سر پر اوٹھاکر ہاتہون ہاتہہ مدائن کے مشہور محل قصر ابیض مین داخل کیا۔ اسوقت حاکم
مدائن سعد بن مسعود ثقفی مختار بن ابی عبید کے چچا تھے۔ مختار نے سعد سے کہا کیا تمکو مال و دولت
شرف دنیا کی طلب و خواہش ہے۔ سعد نے پوچہا۔ اسکا کیا مطلب مختار نے کہا۔ امام حسنؓ
اسوقت تمہارے قبضہ مین ہین انکو گرفتار کرکے معاویہؓ کے سپرد کردو۔ دیکہو کسقدر وہ تمسے خوش
ہوتے ہین اور کسقدر تمہاری عزت و مرتبہ کو ترقی ہوتی ہے۔ سعد نے کہا۔ مردود تجہپر خدا کی

مار پڑے۔ تو بڑا نالائق ہے مجھسی کہتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے لخت جگر۔ نواسہ کو اس طرح ذلیل و خوار کرکے قید کرون۔ اسوقت حسن رضہ نے لوگون کی خود رائی اور نفاق ملاحظہ فرمایا۔

دونون لشکر بمقام مسکن نواح انبار علاقہ سواد مین جمع ہوے حسن رضہ نے یقینًا معلوم کر لیا کہ ان دو جماعتون مین سے ایک کو اوسیوقت غلبہ ہوگا جب دوسرے گروہ کے اکثر جنگ آور کام آجاوین اسلیئے آپکی رائے صلح کی جانب مائل ہوئی اور ترک جدال و قتال ہی مناسب سمجھے۔ آپنے امیر معاویہ رضہ کو لکھہ بھیجا کہ اگر تم موافق شروط میرے عمل کرو تو مین خلافت سے دست بردار ہو کر اوسکو تمہارے حوالہ کر دون۔ شروط یہہ تھے۔ کوفہ کے بیت المال مین اسوقت جسقدر نقدی ہو وہ آپکے حوالہ کیجاوے (اوسوقت بیت المال مین پانچ لاکھہ موجود تھا) دارابجرد کا خراج آپکو معاف کر دیا جاوے امیر المومنین علی رضہ کو آپکے روبرو سخت و سست و الفاظ نا ملائم سے یاد نہ کرین۔

دوسری روایت اس طرح سے ہے کہ آپکے خط مین یہہ مضمون تھا مین خلافت چھوڑتا ہون بشرطیکہ شرائط ذیل منظور کرو۔ عہد خلافت مرتضوی رضہ مین جو لوگ تمہارے مخالف تھے اون سے تعرض نکرو وہ چاہی اہل حجاز ہون خواہ اہل عراق۔ معاویہ رضہ کے بعد ولی عہد حسن رضہ ہون۔ اسوقت بیت المال کوفہ سے جسقدر نقد چاہون لے سکتا ہون۔

صحیح بخاری مین یہہ قصہ اس طرح مذکور ہے کہ حضرت حسن رضہ جناب معاویہ رضہ کے مقابلہ مین لشکر کثیر لیکر پہونچے۔ عمرو رضہ بن العاص نے یہہ کثرت فوج دیکھکر امیر معاویہ رضہ سے کہا۔ آپ دیکھتے ہین کہ کسقدر لشکر کثیر التعداد ہی۔ الامان۔ بھلا یہہ لوگ بغیر اپنے مقابل کا خاتمہ کیئے اس میدان سے پھر سکتے ہین؟ معاویہ رضہ نے فرمایا۔ تم سچ کہتے ہو اگر یہہ دونون لشکر لڑ بھڑ کر ختم ہوجاوین تو مسلمانون کا کارساز۔ اونکی عورتونکا والی وارث۔ اونکی جائداد اور زمین کا نگران۔ خلافت کا انتظام کرنیوالا کون ہی۔ اس لئی مناسب ہے کہ لڑائی نہ ہو اور صلح ہوجاوے یہہ سوچ کر آپنے عبدالرحمن بن سمرہ رضہ

اور عبداللہ بن عامر کو جناب حسنؓ کی خدمت مین پیغام صلح ادا کرنے کو بہیجا۔ بعد گفتگوی بسیار آپنے فرمایا۔ ہم بنی عبدالمطلب ہین یہہ مال و دولت ہم ہی نے حاصل کیا ہے۔ ہم اس کے حقدار ہین۔ ان دونون نے کہا حضرت معاویہؓ کو کب اس سے انکار ہی وہ خود آپکو اسقدر مال دینے کہتے ہین۔ فرمایا۔ کون ضامن ہوتا ہی۔ عرض کیا۔ ہم ضامن ہین علاوہ برین اور جو کچھ آپ فرماوین اوسیکے موافق کارروائی ہو گی۔ غرض ہر طرح آپکو راضی کرلیا اور صلح ہوگئی۔

بظاہر یہہ روایت روایات مذکورہ بالا کے مخالف ہے۔ اسکی تطبیق اور دفع تخالف اسطرح ہو سکتا ہی کہ اول پیغام صلح جناب معاویہؓ کی طرف سے ہوا بعد آپنے خط لکھا (صواعق محرقہ) بہرکیف آپنے یہہ خط بہیجکر جناب حسینؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ سے سب حال ظاہر کیا۔ امام حسینؓ نے فرمایا۔ بہائی جان مین آپکو خدا کی قسم دیتا ہون کہ معاویہؓ کی باتین ہرگز سچ نہ مانئے اور جناب والد بزرگوار کا ارشاد کبہی غلط نہ سمجہئے۔ آپنے جواب دیا مین تم سے زیادہ سمجہتا ہون۔

حضرت معاویہؓ نے آپکا خط پاکر رکہہ لیا۔ آپ خط آنے سے پیشتر عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمن بن سمرہ کو ایک سادہ کاغذ پر مہر و دستخط کرکے روانہ کرچکے تھے۔ اس سادہ کاغذ کے ساتھہ ایک پرچہ پر یہہ بھی لکھدیا تہا "جو شرطین آپکو منظور ہون اسپر لکہہ دیجئے مجہی سب منظور ہے۔ آپنے اس سے قبل جو شرطین لکہی تہین اونسے زائد بلکہ دوچند لکھدین"۔ آپنے یہہ کاغذ سندًا اپنے پاس رکھہ لیا۔ (ابن اثیر)

بعض کہتے ہین کہ امام حسنؓ کے اول خط کے جواب مین حضرت معاویہؓ نے یہہ جواب دیا تہا کہ آپکی سب شرطین منظور ہین مگر دس آدمیونکو مین امن نہ دونگا۔ آپنے تحریر فرمایا کہ یہہ بہی منظور کرتا ہوگا۔ معاویہؓ نے لکہا مین قسم کہا چکا ہون کہ قیس کو جہان پاؤنگا اونکی زبان اور ہاتہہ قلم کرونگا۔ آپنے ارقام فرمایا۔ اگر ایسا ہی تو مین تمہاری بیعت نہین کرتا۔ تم قیس کے سوا دوسرے کو

چاہیں قتل کرو خواہ سزا دو تمکو اختیار ہے۔ آخرکار حضرت معاویہؓ نے مجبور ہوکر ایک سادہ کاغذ دستخط و مہر کرکے بھیجدیا اور لکھا کہ جو کچھہ آپ چاہیں اسپر لکھہ دیں۔

جناب امام حسنؓ نے یہہ صلحنامہ لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ھٰذا ما صالح علیه الحسن بن علی رضی اللہ عنہما معاویة بن ابی سفیان۔ صالحه علی ان یسلم الیه ولایة المسلمین علی ان یعمل فیها بکتاب اللہ وسنة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وسیرة خلفاء الراشدین المہدیین ولیس لمعاویة بن ابی سفیانؓ ان یعہد الی احد بعدہ عہدا بل یکون الامر من بعدہ شوریٰ بین المسلمین۔ وعلی ان الناس اٰمنون حیث کانوا من ارض اللہ تعالی فی شامہم وعراقہم وحجازہم ویمنہم۔ وعلی معاویةؓ بن ابی سفیانؓ بذلك عہد اللہ ومیثاقه۔ وان لا یبتغی للحسن بن علیؓ ولا لاخیه الحسینؓ ولا لاحد من اهل بیت رسول اللہ صلعم غائلة سرًا ولا جہرًا ولا یخیف احدًا منہم فی افق من الاٰفاق۔ اشہد علیه فلان بن فلان۔ وکفی باللہ شہیدا۔ ترجمہ۔ یہہ وہ صلحنامہ ہی جسپر حسن بن علیؓ نے معاویہ بن ابی سفیانؓ سے صلح کی ہی حسنؓ نے معاویہؓ کو خلافت سپرد کردی بشرطیکہ معاویہؓ حکومت وخلافت مین موافق کتاب اللہ سنت رسول اللہ سیرت خلفاء راشدین کے عمل درآمد کرین۔ معاویہؓ کو یہہ حق نہین ہی کہ اپنے بعد کسیکو ولیعہد کرین بلکہ اونکے بعد خلافت مسلمانون کے صلاح ومشورہ سے ہوگی جسکو وہ حقدار سمجھین گے اوسکو خلیفہ کرینگے۔ یہہ بھی شرط ہے کہ جملہ اہل اسلام کو شامی ہون یا عراقی حجازی ہون خواہ یمنی۔ سب کو امن دیا گیا ہے۔ کسی سے کسی طرح کا تعرض نہوگا معاویہؓ پر خدا کا عہد ومیثاق ہی کہ اسکے خلاف نہ کرینگے اور حضرات حسنینؓ و دیگر اہل بیت نبویؐ کو کسی قسم کا

دہوکا و فریب ظاہر و باطن مین نہ دینگے اور نہ ان کو کسی مقام پر جان و مال سے ڈراوین گے۔
اس تحریر پر فلان فلان گواہ ہوے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے بعض روایت مین یہہ شرط بھی
تھی کہ پانچ لاکھہ درم سالانہ معاویہؓ امام حسنؑ کی خدمت مین بھیجتے رہین گے۔

دوسری روایت اس طرح ہی کہ جسوقت امیر معاویہؓ نے امام حسنؓ سے خط و کتابت کی اور
پیغام صلح دیا آپنے اہل عراق کو جمع کرکے یہہ خطبہ پڑہا۔ اے اہل عراق مین نے تمہاری تین
خطائین معاف کین۔ تم لوگونے میرے باپ کو قتل کیا۔ مجھے نیزہ مارا۔ میرا گھر لوٹ لیا۔ ہم اہل شام کی
جنگ سے بوجہ شک کے عاجز نہین۔ نہ اونکی جنگ سابق پر ہم نادم ہوے۔ ہم اہل شام سے صبر و
سلامتی کے ساتھہ لڑتے تھے۔ سلامتی کو تو عداوت نے بوڑہا کر دیا اور صبر گہبرانے اور پریشان ہونے سے
ضعیف ہوگا۔ تم جسوقت جنگ صفین کو گئے ہو تمہارا دین مقدم اور دنیا کا امام تہا لیکن آج تمنے
دنیا کو اپنے دین کا امام کرلیا ہی۔ خبردار رہو۔ آج تم دو مقتولونکے درمیان ہو۔ ایک مقتول صفین کے
جنکی واسطے تم رو رہے ہو دوسرے مقتول نہروان کے جنکا بدلا تم طلب کرتے ہو۔ باقی خاذل۔
ذلیل و رسوا ہین۔ رونے والے اپنے مقتولین کا بدلا لینگے۔ دیکھو۔ امیر معاویہؓ ہمسے صلح کے
خواستگار ہین۔ اس مین نہ کچھہ عزت ہے نہ انصاف۔ اب اگر تم موت پر راضی ہو تو ہم صلح قبول نکرین
اور اونسے اللہ تعالیٰ کے بہروسہ پر تیز تلوارونسے محاکمہ کرین۔ اگر تم سبکو اپنی زندگی محبوب ہے تو
ہم صلح کرلین اور تمہارے لیے خوشنودی کا سامان حاصل کرین۔ لوگون نے یہہ سنکر ہر چہار طرف
سے چلاکر کہا صلح کر لیجیے اور ہم لوگونکو باقی رکھیئے۔ جسوقت حسب اتفاق اہل عراق آپ نے تفویض
خلافت کا عزم مصمم کرلیا تو فرمایا۔ ایہا الناس۔ ہم تمہارے سردار ہین۔ تمہارے ملک مین تمہارے
مہمان ہین۔ ہم اہل بیت نبوی ہین۔ ہم سے خداوند تعالیٰ نے گندگی و ناپاکی دفع کرکے ہمکو بالکل
پاک و طاہر فرمادیا ہی۔ یہہ الفاظ آپ باربار فرماتی تھے۔ اس مجمع مین کوئی باقی نہ رہا کہ جو نہ رو دیا ہو

یہانتک کہ آواز گریہ وزاری بلند ہوئی۔ بعد اسکے لوگ جناب معاویہؓ کے پاس گئے۔ دونوںمیں صلح ہوگئی۔ جناب حسنؓ نے خلافت معاویہؓ کے سپرد فرمائی اور اونسے بیعت کرلی۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہین۔ صحیح روایت یہہ ہی کہ حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ اپنی اپنی لشکر ونکو لیکر ایک جگہہ جمع نہین ہوی بلکہ خط وکتابت سے صلح طے ہوگئی پہر حضرت معاویہؓ کوفہ مین داخل ہوی اور یہان حضرت حسنؓ سے ملاقات ہوئی۔ وقت صلح معاویہؓ نے تین لاکہہ درم نقد ایک ہزار حلّے تیس غلام۔ سو اونٹ آپکی خدمت مین نذر گذرانے۔ بعد صلح امام حسنؓ مدینہ چلے آے۔ کوفہ مین مغیرہ بن شعبہ بصرہ مین عبداللہ بن عامر کو حاکم کرکے خود جناب معاویہؓ دمشق واپس گئے (فتح الباری شرح بخاری)

یہہ صلحنامہ وتفویض خلافت ماہ ربیع الاول مین ہوئی۔ اس روایت کے بموجب آپکی کل خلافت تقریباً ساڑہے پانچ مہینے ہوئی۔ بعض ماہ ربیع الآخر کہتے ہین جس سے کچہہ اوپر چہہ مہینے ہوتی ہین۔ بعض ماہ جمادی الاولی بیان کرتے ہین اور مدت خلافت کچہہ اوپر سات مہینے بتلاتے ہین۔ بعد اتمام صلح حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ سے یہہ خواہش کی کہ آپ میری بیعت کرچکے اب لوگون مین ظاہر کردیجیے تاکہ عوام مین اسکی اطلاع ہوجاے۔ آپ منبر پر چڑہے اور خطبہ پڑہا وہو ہذا۔

ایہا الناس سب سے ہوشیار متقی پرہیزگار ہی اور سب سے نادان واحمق۔ بدکار۔ تم خوب جانتے ہو کہ خداوند تعالی نے میری ناناجان کی بدولت تم سبکو راہ راست دکہلائی۔ تمکو چاہ ضلالت سے نجات دی۔ وادئ جہالت سے نکالا۔ ذلت کے بعد عزت۔ قلت کے بعد کثرت عطا فرمائی۔ معاویہؓ نے مجہسے خلافت کے باب مین جو یقیناً میرا حق ہی اور اونکو اس مین کچہہ بھی استحقاق نہین منازعت کی مین نے صلاح وقت وقطع فتنہ وفساد پر نظر کی تم لوگ پہلے ہی سے میرے ہاتہہ پر بیعت کرچکے ہو اور یہہ شرط بہی کرلی ہے کہ جس سے مین صلح کرون تم بہی اوس سے صلح کرلو اور جس سے مین لڑون تم بہی اوس سے لڑو اب مین نے یہی مناسب سمجہا کہ معاویہؓ سے صلح کرلون اور جدال وقتال

ترک کرون لہذا مین نے اونسے بیعت کرلی کیونکہ مین نے دیکھا کہ جانون کی حفاظت خونریزی سے بہتر ہے۔ میری غرض اس صلح سے تمہاری اصلاح اور ابقا ہے۔

یہہ سال بنام عام الجماعۃ مشہور ہے کیونکہ سب لوگ ایک امام ایک خلیفہ پر متفق ہوے۔ امام حسنؓ کی مدت خلافت ملاکر خلافت نبوت جسکا بیان احادیث مین آیا ہے پورے تیس برس ہوتے ہین۔

(فائدہ نادرہ) مورخین بیان کرتے ہین کہ جناب سالتمآبؐ کے زمانہ سے لیکر جو شخص چھٹے نمبر پر خلیفہ یا حاکم وقت سردار امت مرحومہ ہوا۔ اوسنے از خود خلافت حکومت ترک کی یا قتل ہوا علامہ ابن جوزیؒ ابو بکر صولی سے نقل کرتے ہین کہ ابتدای دولت اسلامیہ سے یہہ سلسلہ قائم ہی اور برابر ایسا ہی ہر زمانہ مین دیکھا گیا کہ چھٹا شخص ضرور حکومت سے دست بردار ہوا۔ کبھی اسمین فرق نہ پڑا۔ علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہین مین نے خوب غور کیا۔ واقعی یہہ عجیب ماجرا ہی۔ دیکھو! سب سے اول آنحضرتؐ سردار امت ہوی پہر حضرات ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ رضی اللہ تعالی عنہم انکے بعد امام حسن چھٹے ہین۔ انہون نے خلع خلافت کی۔ انکے بعد حضرت معاویہؓ اور انکے بعد یزید ہوا پہر معاویہ بن یزید پہر مروان پہر عبدالملک پہر عبداللہ بن زبیرؓ خلافت سے اوتارے گئے اور قتل ہوی۔ یہہ چھٹے تھے۔ اسی طرح انکے بعد بھی برابر یہی سلسلہ جاری رہا مگر یہہ قاعدہ کلیہ نہین بلکہ اکثریہ ہے۔ بعض موقع مین اس کے خلاف بھی پایا جاتا ہے۔

عبداللہ بن زبیرؓ کے بعد ولید بن عبدالملک۔ سلیمان بن عبدالملک۔ عمر بن عبدالعزیز۔ یزید بن عبدالملک۔ ہشام بن عبدالملک۔ ولید بن یزید بن عبدالملک۔ انہون نے خلع خلافت کیا۔ یہہ بھی چھٹے خلیفہ ہین۔ پہر یزید بن ولید بن عبدالملک۔ ابراہیم بن ولید۔ مروان بن محمد بن مروان بن حکم۔ یہہ آخر خلفاء بنی مروان ہیں یہان سلسلہ مقررہ منقطع ہوگیا۔ انکے بعد دورہ خلافت بنی عباس

شروع ہی۔ انمین اول خلیفہ ابو العباس سفاح ہے پہر ابو جعفر منصور۔ محمد مہدی۔ موسی ہادی۔ ہارون رشید محمد امین۔ یہہ چہٹا خلیفہ ہے جو خلافت سے معزول کیا گیا اور قتل ہوا۔ بعد اسکے عبداللہ مامون۔ ابو اسحق ابراہیم معتصم باللہ۔ واثق باللہ جعفر متوکل محمد منتصر باللہ مستعین باللہ۔ یہہ چہٹا خلیفہ ہی جو قتل ہوا۔ پہر معتز باللہ جعفر مہتدی باللہ۔ المعتمد علی اللہ۔ ابو العباس احمد معتضد باللہ۔ مکتفی باللہ مقتدر باللہ یہہ چہٹا خلیفہ ہی۔ دو بار خلع خلافت کی (حیوۃ الحیوان) خلفا بنی عباسیہ کے علاوہ دیگر خلفا و سلاطین عبیدیین مین بہی یہہ سلسلہ موجود ہے۔

معاودت امام حسنؓ و داخلہ امیر معاویہؓ و روانگی امام حسنؓ بجانب مدینہ منورہ

بعد اتمام صلح کے جناب حسنؓ کوفہ واپس آئے۔ امیر معاویہؓ بہی کوفہ مین داخل ہوئے۔ باشندگان کوفہ نے انسے بیعت کر لی اور بلا مزاحمت یہہ امیر المومنین ہو گئے۔ اس عرصہ مین جناب حسن رضؓ نے قیس بن سعدؓ کو تحریک کی کہ وہ بہی معاویہؓ کی بیعت اختیار کرین کیونکہ صلاح عام و رفع فساد منظور ہے۔ قیسؓ نے اپنی لشکر مین کہڑے ہو کر یون کہا "اے لوگو! امام جدید ناحق و غیر مستحق کی اطاعت اختیار کرو۔ یا بغیر امام کے لڑو" انکے لشکر مین دو گروہ ہو گئے بعضے تو امیر معاویہؓ کے مطیع ہو گئے اور کچھ لوگ قیسؓ کے ساتھ رہے اور بیعت سے انکار کیا۔ قیسؓ اپنے تابعین کے ساتھ کوفہ سے چلے آئے اسکے بعد عمرو بن العاصؓ کے اصرار سے امیر معاویہؓ نے جناب امام کو خطبہ پڑہنے کی تکلیف دی آپنے اول حمد و نعت جو فی البدیہہ بکمال فصاحت و بلاغت تالیف کی تہی پڑہی پہر فرمایا ایہا الناس۔ خداوند تعالی نے تم لوگونکو جس طرح ہمارے بزرگونکی ذات سے ہدایت عطا فرمائی۔ علی ہذا ہم اخیر زمانہ والونکی بدولت تمہارے خون بچا لئے۔ یہہ امر و حکومت چند روزہ ہے۔ دنیا

آسے دن دوسرے کے ہاتھ مین ہوتی ہے۔ خداوند جل شانہ فرماتا ہے "کیا معلوم کہ جسکا تمکو وعدہ دیا گیا ہے وہ دور ہے یا قریب۔ وہی تمہاری ظاہر اور مخفی بات خوب جانتا ہے"۔ یہ خلافت جسکی بابت ہمارے اور معاویہؓ کے درمیان بحث پڑی تھی لامحالہ دو حال سے خالی نہین۔ یا تو اونکا ہی حق تھی جو صلح کر لینے سے اونکو پہونچ گئی۔ یا میرا حق تھی۔ اس صورت مین دیدہ و دانستہ مین نے خلافت کو للہ ترک کیا اور بامید صلاح کار امت محمدیہ اپنا حق اونکی حوالہ کر دیا۔ (معاویہؓ کی طرف مخاطب ہوکر) مین نہین جانتا۔ شائد یہہ تمہارے لئے فتنہ ہو اور ایک مدت معہود تک فائدہ پانا ہو۔ اسقدر فرماکر منبر سے اوتر آے۔ دوسری روایت مین ہے کہ جب آپ نے مضمون مرقومہ بالا تا آخر بیان فرمایا حضرت معاویہؓ نے آپکو بٹھا لیا اور عمرو بن العاصؓ سے بنگاہ تیز دیکھکر فرمایا۔ کیون؟ تمہاری راے کے موافق کارروائی ہوئی اب تم خوش ہوی مین اسی واسطے انکار کرتا تھا۔

اس واقعہ کے بعد جناب حسنؓ مع اہلبیت وجملہ متعلقین مدینہ منورہ روانہ ہوی۔ اہل کوفہ تھوڑی دور تک روتے ہوے پہونچانے آے۔ آپ مدینہ منورہ مین پہنچکر تا مین حیات مقیم رہے اکثر اشخاص نے اعتراض کیا کہ خلافت کے آپ ہر طرح حقدار تھے پھر کسواسطے اوس سے دست بردار ہوے۔ فرمایا "مین نے دنیا کو اچھا نہ جانا اور اہل کوفہ ایسے لوگ ہین کہ ان کے قول و فعل کا اعتبار نہین۔ جو اونکے کہنے مین آیا اوسنے اپنی خرابی کی۔ اونمین باہم ایک راے پر اتفاق نہین۔ اونکی خواہشین مختلف ہین۔ اونکی نیت بخیر نہین۔ نہ کار شر پر قائم ہین نہ نیک متلون المزاج مختلف الاحوال ہین میرے والد بزرگوار نے انسے بڑے بڑے صدمے اوٹھائے اور تحمل فرماتے رہی مین نہین جانتا کہ میرے بعد اہل کوفہ پر آجاوین بلکہ خوف ہے کہ وہ ملک بہت جلد برباد و ویران نہ ہو جاے"۔

ابو العریف کہتے ہین کہ ہم لوگ امام حسن رضؓ کے مقدمتہ الجیش مین بارہ ہزار تھے - ہماری سبکی ایک ہی بسبب موت کے خواہان - لڑائی کے حریص تھے - ہماری تلوارین میانو تسے نکلی پڑتی تہین - جسوقت ہم نے صلح کی خبر سُن پائی کچہ عجب حالت ہوگئی - صدمۂ عظیم پہونچا - ہماری پیٹھین بارِ غم سے ٹوٹ گئین - غیظ و غضب - حزن و ملال نے ہمپر پورا پورا تسلط کرلیا - جسوقت جناب حسنؓ صلح کرکے کوفہ مین واپس آے ہماری جماعت سے ایک شخص بوڑہے ابو عمرو سلیمان بن ابی لیلی نامی حاضر خدمت ہوے اور کہا - السلام علیک - یا مُذِلّ المومنین - آپنے فرمایا - اے ابو عمرو - تم ایسا نہ کہو مین نے صلح کرکے مسلمانو نکو ذلیل نہین کیا نہ اپنے دوستون کو ذلت دی لیکن مجھکو ملک و سلطنت پر تمہارا لڑانا پسند نہ آیا اسواسطے صلح کرلی -

مجبیر بن نغیر کہتے ہین مین مدینہ مین آپ کے پاس حاضر ہوا - آپنے فرمایا - عرب کے سر میرے ہاتہ مین تھے جس سے مین لڑتا وہ بھی لڑتے جس سے مین نے صلح کرلی اونہون نے بھی صلح پسند کی اور مین نے بطلب رضاے خدا اور مسلمانو نکی جانین بچانیکو خلافت ترک کی -

قصہ تفویض خلافت سے بخوبی واضح ہے کہ صلح آپ کی طرف سے دب کر نہین ہوئی کیونکہ چالیس ہزار کا لشکر آپکے ساتہ تہا اور سب لڑنے مرنے پر قسم کہاے اور بیعت کئے ہوے تہے پہر کچہ دلگی نہ تھی کہ جناب معاویہؓ لڑبھڑ کر آپ پر غالب ہی ہوتے آپنے محض بہ نیت رفع فساد و قطع نزاع یہ امر گوارا کیا خواہش صلح اگر تھی تو جناب معاویہؓ کو جیسا بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے - یہ بھی یقیناً معلوم ہے کہ جناب حسن کی خلافت اوسی مدت تیس سال مین ہے جو احادیث نبوی سے ثابت ہے پس آپکی خلافت خلافت نبوت شل زمانہ خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کہ ہے اور جبکہ آپنے اپنی خوشی و رضامندی سے حضرت معاویہ کو اپنا حق عطا فرمایا تو اونکی خلافت کو جبر و تعدی کے ساتہ منسوب کرنا نازیبا ہے عہد خلافت جناب معاویہؓ اگرچہ بعد انقضاے مدت تیس سال کی ہے اور یا اونکی خلافت سے

ابتدای حکومت سلطنت سمجھنا چاہیئے تاہم یہ زمانہ ایسا ہی کہ بوجہ قرب زمانہ خلافت نبوت کے سمین
اثر خلافت حقہ کا محسوس ہوتا ہی علاوہ اس کے جناب معاویہؓ کے عدل وانصاف نظم ونسق۔
مہمات مالی وملکی پر نظر کرنی سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ انکا زمانہ خلافت بہت اچھا رہا اور یہہ
کچھہ جای تعجب نہین کیونکہ حضرت معاویہؓ کو شرف صحبت نبوی حاصل تھا جناب فاروق اعظمؓ نے انکو
جانچ کر حکومت وامارت دی اور یہہ بہت نیکنامی اور عدل وانصاف کے ساتھہ امور امارت
انجام دیتی رہے ہے بعد عہد عثمانی مین بھی اپنی جگہہ قائم رہے ہے اس مقام پر علامہ ابن خلدون افادہ
فرماتے ہین مناسب تو یہہ تھا کہ امیر معاویہؓ کے حالات بھی خلفاء سابقین کی دولت وحکومت کے
ساتھہ ہی بیان ہوتے کیونکہ فضیلت۔ عدالت۔ صحبت نبوی مین یہہ اون حضرات کے تابع تھے اور
حدیث الخلافة بعدی ثلثون سنه کیطرف توجہ نکرنا چاہیئے کیونکہ اسکی صحت پایہ ثبوت کو نہین
پہونچی اور حق یہہ ہی کہ امیر معاویہؓ کا شمار خلفا مین ہی۔ مورخین نے اپنی تالیفات مین اونکو دو
وجہ سے خلفا سے علیحدہ کرکے لکھا ہی۔ اول یہہ کہ زمانہ معاویہؓ مین خلافت بوجہ غلبہ وعصبیت کے
قائم ہوئی تھی جو اتفاق سے اوس زمانہ مین پیدا ہوگئی تھی اور انکی عہد سے پیشتر خلافت انتخاب
اصحاب اخیار واجتماع مہاجرین وانصار سے منعقد ہوتی تھی لہذا مورخین نے دونون حالتونکو
ایک دوسرے سے ممتاز کیا حضرت معاویہؓ اول خلیفہ ہین جو بزور غلبہ وعصبیت وقوت خلیفہ
ہوی ہین۔ انکو بعضے لوگ ہواپرست ملوک سے تعبیر کرتے ہین۔ حاشا اللہ۔ آپ اپنی مابعد کے خلفا سے
مشابہ نہین ہین اور نہ وہ خلفا جو انکے بعد ہوے اور دین وفضل مین انکے متبع اور بنی مروانیہ
سے تھے (مثلاً عمر بن عبد العزیز) سلاطین دنیا اور بادشاہان ہواپرست کے جرگے مین ہوسکتے
ہین اور جو اونسے ان باتونمین کم ہین یہہ خلفا اونسے مشابہ نہین ہوسکتے۔ علی ہذا القیاس خلفاء
بنی عباس جو بنی مروانیہ کے بعد ہوے اور اونمین جو متبع شریعت وسنت وطریقہ خلفاء

راشدین تھے وہ بھی فضل و بزرگی مین حصہ رکھتے ہین۔ اس مقام پر کوئی یہہ نہ کہے کہ بادشاہت
مرتبہ مین خلافت سے کم ہے پس بادشاہ خلیفہ کیسے ہو سکتا ہے سمجھنا چاہیئے کہ جو بادشاہت
مخالف بلکہ منافی خلافت ہی وہ جبروتیت ہے اور جو بادشاہت کہ بوجہ غلبہ و عصبیت قوت و شوکت
کے حاصل ہو وہ خلافت و نبوت کی منافی نہین ہی حضرت سلیمان و داؤد علیہما السلام
دونون نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی۔ دنیا کے کامون مین نہایت درجہ جبیت اور اوسکے ساتھ
طاعت الٰہی کے پابند تھے۔ اسی طرح حضرت معاویہؓ نے استکثار دنیا و دولت کیوجہ سے
حکومت کی خواہش نہ کی بلکہ انکو اس امر پر ایک فطری اور طبعی خیال نے اوبھارا تھا اوسوقت
سے جبکہ مسلمانون نے کل دولتون پر استیلا حاصل کرلیا تھا اور یہہ بھی منجملہ حکام و والیان ملک
تھے پس انہون نے مسلمانون کو اپنی طرف رجوع کرلیا جیسا بادشاہ اپنی قوم کو طبعاً بوجہ عصبیت
اپنی جانب مائل کرلیتا ہی۔ ایسا ہی حال اون خلفاء دین کا ہے جو ان کے بعد ہوی کہ جب وقت
استقلال حکومت و نفاذ احکام کی ضرورت داعی ہوئی اوسوقت اونہون نے بزور و جبر حکومت
قائم کرلی۔ قاعدہ کلیہ خلیفہ اور بادشاہ جبروتیہ کی شناخت کا یہہ ہی کہ اون کے افعال کو صحیح طور
سے دیکھو جنکے افعال مطابق کتاب و سنت کے دیکھو وہ خلیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی
جو اسکے خلاف ہے وہ ملوک دنیا مین داخل مجازاً خلیفہ ہے۔ دوسرا سبب حضرت معاویہؓ کی خلفاء
بنی امیہ کے ساتھ ذکر کرنے اور خلفاء اربعہ سے علیحدہ کرنے کا یہہ ہی کہ خلفاء بنی امیہ ایک ہی
نسب اور ایک ہی خاندان کے تھے اور اونمین جناب معاویہؓ عظیم الشان تھے لہذا یہہ اپنی خاندان
والونکے ساتھ ذکر کیے گیے۔ خلفاء اربعہؓ مختلف خاندانون کے تھے اونکو ایک ساتھ بیان کردیا
حضرت عثمانؓ باوجودیکہ اُموی تھے لیکن انکے ساتھ اسواسطے ملحق کردیے گیے کہ تفضیلت و دین مین
حضرات شیخینؓ اور جناب علی مرتضیٰؓ کے قریب تھے۔ انتہی۔

درحقیقت علامہ ابن خلدونؒ نے اس باب مین وجہ معقول بیان کی ہے۔ البتہ حدیث الخلافۃ کے بارہ مین عدم صحت کا دعوی کرنا شاید یہہ علامہ کی رای ہے کیونکہ حدیث مذکور مختلف طرق سے کتب احادیث مین مروی ہے۔ امام احمدؒ امام ترمذیؒ۔ ابوداودؒ۔ اپنی کتابون مین نقل کرتے ہین۔ دیگر اکابر آئمہ حدیث بہی نقل کرتے ہین جیسے قاضی عیاض۔ ابن حبان بہی حدیث کتب کلامیہ مین موجود ہے۔ خیر تاہم ہمارا مدعا حاصل ہے۔ اب ہم دوسری طرح تقریر کرتے ہین کہ جس سے حدیث مذکور کی صحت بہی تسلیم کرنے سے مطلب فوت نہ ہونے پاوے۔

شرح عقائد نسفی مین ہے کہ خلافت تیس برس ہے پہر ملک وامارت ہے، جناب امیرالمومنین علیؑ کی شہادت بعد وفات حضور نبوی تیس برس گذرنے پر ہے۔ پس برین تقدیر جناب معاویہؓ اور انکے بعد خلفاء نہ ہوے بلکہ ملوک و امراء زمانہ مین شمار ہونا چاہئین لیکن یہہ مشکل پڑتی ہے کہ آئمہ مجتہدین واکابر امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ خلفاء عباسیہ اور بعض مروانیہ جیسے عمر بن عبدالعزیزؒ (علی ہذا حضرت معاویہؓ) خلیفہ ہوے ہین لہذا حدیث خلافت کا یہہ مطلب ہونا چاہیے کہ خلافت کاملہ جس مین آمیزش مخالفت طریقہ مسنونہ کی اور اتباع نفس و حصول دنیا نہ ہو اسکی مدت تیس سال کی ہے (اور وہ حضرت امام حسنؓ کا زمانہ خلافت ملاکر پورے ہوتے ہین) اس مدت کے بعد پہر کبہی خلافت ایسی ہی ہوگی (جیسے خلفاء عباسیہ و مروانیہ مین جو نیک و متبع شریعت تہے) اور کبہی ایسی نہ ہوگی امارت دنیا کی شان و سلطنت و بادشاہی ظلم و جبر کے ساتہہ ہوگی جسطرح کہ انہین خلفا مین سے ظالم و جابر و ہوا پرست گذرے ہین۔ اس تقریر سے بہی حضرت معاویہ کی خلافت ظلمًا و غصبًا نہ ٹہیری۔ علاوہ اسکے آپکے معاملات عدل و انصاف کتب تواریخ مین شاہد ہین کہ آپ کی خلافت خلفاء اربعہ کے بعد اوسی زمانہ سابق کی ایک فرد تہی۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

دیگر احوال متفرقہ

مروی ہی کہ بعد اتمام صلح جناب حسنؓ نے اون جملہ شرائط کی نسبت جو صلحنامہ مین تحریر فرمائی تہین حضرت معاویہؓ کو لکہا کہ وہ شرطین پوری کرو۔ اسکے جواب مین جناب معاویہؓ نے انکار کیا اور لکہا کہ جو کچہہ آپنے پہلے لکہا تہا مین نے اوسکے بموجب کارروائی کی اور وعدہ پورا کیا اب اور شرطین پوری نہ ہونگی۔ آپنے یہہ شرط کی تہی کہ خراج دارابجرد میرے واسطے مقرر کردینا۔ اوسکی بابت یہہ کارروائی ہوئی کہ عندالطلب اہل بصرہ نے اس قسم کے دینے سے انکار کیا اور یہہ حجت کی کہ یہہ ہمارا خاص مال ہے ہم اس مین کسیکو ایک حبہ نہ دینگے۔ اہل بصرہ کا خراج مذکور نہ دینا جناب معاویہؓ کی سازش سے تہا انہون نے منع کردیا تہا کہ خبردار حسنؓ کو کچہہ نہ دینا (ابن اثیر)

راقم۔ اس قسم کے علاوہ جناب معاویہؓ بیت المال سے امام حسنؓ کو سالانہ دیتے رہے اور وقتاً فوقتاً وظیفہ مقررہ کے ماسوا اور کچہہ بہی آپکی خدمت مین بہیجا کرتے تہے۔

عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہی کہ ایک دفعہ جناب حسنؓ امیر معاویہؓ کے پاس تشریف لے گئے جناب معاویہؓ نے کہا مین آپکو اسقدر دونگا کہ مین نے کسیکو اتنا آپسے پہلے نہ دیا ہوگا اور نہ آپکے بعد پہر کسیکو دونگا یہہ کہکر آپ کو چار لاکہہ درم دیئے۔ آپنے قبول فرمائے۔ (خمیس)

مؤلف۔ اسی طرح تامدت حیات آپ بعزت واحترام عبادت الٰہی مین مصروف رہے۔ جناب معاویہؓ آپکی اور جملہ اہلبیت نبوی کی خدمت کیا کرتے تہے۔ اگر آپ کسیکی بابت سعی وسفارش فرماتے اوسکو بہی جناب معاویہ منظور کرتے۔

ایک مرتبہ جناب معاویہؓ حج کو تشریف لیگئے۔ جناب حسنؓ بہی بارادہ حج مکہ معظمہ مین تشریف فرما تہے۔ آپ حضرت معاویہؓ سے ملے۔ اپنے اوپر قرض کا حال بیان کیا۔ قرض خواہونکا مطالبہ اور اداے فکر مین پریشانی ظاہر فرمائی۔ حضرت معاویہؓ نے اسی ہزار دینار آپکی خدمت مین

پیش کیے۔ (خمیس)

شہادت

شہادت حسن مجتبیٰؑ بیا بشنو	شدست حشر بپا از حدیث ما بشنو
برنگ نے من خونین جگر نوا دارم	فغان و نالہ ازین درد آشنا بشنو
ز رفتن حسن مجتبیٰؑ ازین عالم	باہل بیت چہا رفت ماجرا بشنو

مؤرخین اس قصہ پُرغم اور سانحہ درد والم کو اس طرح لکھتے ہین کہ آپکی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی نے باغوای یزید بن معاویہ آپکو زہر دیا۔ یزید نے اس سے ایک عورت کی زبانی کہلا بھیجا تھا کہ اگر تو امام حسنؑ کو زہر پلا کر اونکا کام تمام کر دیگی تو مین تجھسے نکاح کر لونگا اور بروایت صواعق محرقہ ایک لاکھ درم کا بھی وعدہ کیا تھا اوس ناعاقبت اندیش بدنصیب نے بخواہش مال و جاہ و حصول زوجیت یزید اپنی عاقبت برباد کی اور جگر پارۂ زہرا بتولؑ کو زہر دیکر خسر الدنیا والآخرہ کی مصداق ہوئی (سر الشہادتین جناب شاہ عبدالعزیز صاحبؒ محدث دہلوی)

روایت ہے کہ چند مرتبہ آپکو زہر دیا گیا اور بروایتے تین بار مگر ہر مرتبہ بعنایت ایزدی آپ اوسکی ضرر سے محفوظ رہے۔ اس آخری مرتبہ اس بلا کا زہر تھا کہ آپکے جسم مین پورا اثر کر گیا۔ آپکو مرض اسہال کبدی شروع ہو گیا۔ دو ماہ آپ اس مرض مین مبتلا رہے اور بروایت خمیس و دیگر کتب چالیس دن تک بیمار رہے۔ رات دن مین چند بار خون سے طشت بھر جاتا تھا۔ (حیوۃ الحیوان)

عمیر بن اسحٰق کہتے ہین مین جناب حسنؑ کی عیادت کو حاضر ہوا۔ آپنے فرمایا۔ جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نکل رہا ہے [ایک روایت مین ہے کہ آپ اون ٹکڑونکو لکڑی سے اولٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے۔ (صواعق)] اور مجھکو تو کئی بار زہر دیا گیا ہے مگر اس مرتبہ جیسا زہر قاتل تھا کبھی نہ دیا گیا۔ مین دوسرے دن پھر حاضر ہوا۔ آپکی حالت آخر تھی جناب حسینؑ سرہانے بیٹھے تھے

آپ کی حالت پر دیدۂ خونبار سے جوے اشک بہا رہے تھے۔ جناب حسین نے دریافت کیا بہائی جان۔ آپکو کس پر شبہ ہی۔ کس نے آپکو زہر پلایا۔ فرمایا "تم یہہ کیون پوچہتے ہو۔ کیا اوسکو قتل کروگے" پہر فرمایا "اگر زہر پلانے والا وہی شخص ہی جسپر مجہکو گمان ہے تو خداوند تعالی منتقم حقیقی ہے وہی سزای سخت دیگا۔ مجہکو کیا ضرور ہی کہ اپنے نفس کے واسطے اوسکو قتل کرون اور اگر میرے گمان و تجویز نے غلطی کی تو ناحق کسیکو مارنا خوب نہین۔ لہذا مین اوسکا نام ظاہر نہین کرتا"۔ (خمیس)

ایک روایت مین ہی کہ آپنے آبدیدہ ہوکر فرمایا۔ مین دنیا سے کوچ کرنیوالا اور آخرت کو روانہ ہونیوالا ہون۔ اب کیا ایسے وقت چغلی کہاؤن اور کسی کا عیب ظاہر کرون (سراج الملوک)

واہ کیا حلم ہے اپنا تو جگر ٹکڑے ہو	پہر بہی ایذاے ستمگر کے روادار نہین

ایک روایت مین ہے۔ مین تمکو قسم دلاتا ہون کہ میرے بارہ مین ایک چلو خون بہی زمین پر نہ گرنے پاوے۔ (صواعق)

امام حسین کی حالت پریشان کس طرح بیان ہوسکتی ہی گویا اشعار ذیل آپکے وردزبان تہے

کہ بخت پارۂ الماس ریزہ در تہ حشش	کہ زہر گشت ازان آب خوشگوار حسن
لبش کہ مایۂ تریاک بود شد پر زہر	فغان ز تلخی شہد شکر نثار حسن
بباغ عشرت پیغمبر از خزان ستم	بریخت لالۂ و شیرین ز نوبہار حسن
جگر بسوخت شفق را چو لالہ ز آتش دل	ز حسرت جگر خستہ و فگار حسن

مروی ہی کہ جناب امام حسن رض نے اوسی زمانہ مین خواب دیکہا تہا کہ آپ کی پیشانی مبارک پر قل ہو اللہ احد لکہا ہی۔ آپ خواب سے بیدار ہوے از بس خوش تہے اور گہر والونسے یہہ خواب بیان کیا۔ سب نے بشاشت ظاہر کی۔ لوگون نے یہہ خواب سعید بن مسیب سے بہی

بیان کیا۔ اونہوں نے تعبیر دی کہ اونکی زندگی کے دن بہت کم رہگئے ہین چنانچہ آپ وہی چار دن زندہ رہے (صواعق محرقہ)

قصہ کوتاہ دمبدم چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہوتا جاتا تہا جب وقت رحلت قریب پہونچا جناب حسین رض کو بلایا۔ اونکو وصیت کی اور فرمایا۔ برادر عزیز از جان۔ یہ خلافت درجہ بدرجہ منتقل ہوتی ہوئی والد بزرگوار تک پہونچی مگر افسوس ہے کہ اونپر اتفاق نہ ہوا اور اونکی باقی ایام لڑائی مین گذری یہانتک کہ خود بہی شہید ہوگیے۔ مین خوب جانتا ہون کہ خداوند تعالے اہل بیت نبوی مین برکت نبوت کیساتہ خلافت جمع نکریگا اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ اہل کوفہ نے کسقدر ہماری بے قدری کرکے کوفہ سے نکالا ہے اب مین عنقریب تم سب سے رخصت ہوتا ہون مین ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رض سے پوچہ چکا ہون کہ بعد مرنیکے اونکے حجرہ مین جناب سالتمآب کے پاس دفن کیا جاؤن اونہون نے اوسوقت تو اجازت دیدی تہی مگر معلوم نہین کہ خوشی سے یا ایسے کہنی ہی۔ خیر جب مین مرجاؤن اور جنازہ تیار ہو تو ایک بار پہر اونکی خدمت مین جانا اور ویسے دفن ہونیکی اجازت چاہنا اگر منظور کرلین تو بہتر ہے ورنہ مسلمانون کے قبرستان بقیع الغرقد مین دفن کردینا۔ میرا خیال ہے کہ لوگ مجہکو نانا جان کے پاس دفن نہ ہونے دینگے۔ اگر ایسا اتفاق ہو تو لڑنا بہڑنا خوب نہین۔

بروایت صواعق یہہ ہے کہ جب مین مرجاؤن تو مجہکو غسل دیکر کفن پہنا کر میرا جنازہ حضور نبوی کے مزار پر لیجانا پہر مجہکو میری دادی فاطمہ بنت اسد کی قبر کے پاس دفن کردینا اور اے بہائی مین تمکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ میری بابت مین ایک چلو بہی خون نہ گرنے پاوے۔

جب آپ وصیت سے فارغ ہوے پہر بجز کلمہ طیبہ کے اور بات زبان مبارک سے نہ نکلی۔ بالآخر روح مقدس اس تیرہ خاکدان ظلمانی کو چہوڑ کر عالم قدس نورانی کو سدہاری اور مرغان اولی اجنحہ گلستان جنان کیساتہ بلند پرواز ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہہ حادثہ یکم ماہ ربیع الاول یا آخری تاریخ صفر سنہ ۴۹ھ مین پیش آیا۔

قطعہ تاریخ رحلت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالے عنہ

	انتہائے تمام بسم اللہ		آن دو حرف ست سال رحلت شاہ لیتے یا و میم مشتبہ بحصول پیوست ۱۲	

حیف آفاق ماند بے اسلام	ہاتفم گفت سال نقل امام

اسوقت کے ہنگامۂ رنج وغم وگریہ وزاری اہل بیت کے خیال کرنیسے قلم سینہ چاک ہی صفحہ کاغذ پر قطرات اشک خونین روان ہین جناب امام حسین کی بیکسی اور تنہائی کیونکر بیان کیجاوے کہ دل وجگر شق ہواجاتا ہی۔ اُس مصیبت کے وقت کو یاد کرکے کیسا ہی مستقل مزاج کیون نہو ممکن نہین کہ اوسکی آنکھونسے آنسو روان ہون غرض اہلبیت کو جب رنج وغم سے کچھ سکون ہوا آپکی تجہیز وتکفین مین مصروف ہوے۔ امام حسین حسب وصیت جناب صدیقہ کیخدمت مین تشریف لیگئے اور اجازت چاہی۔ ام المومنین رض نے بخوشی خاطر اجازت دی مگر یہہ خبر مروان کو پہونچی اوسنے کہا۔ امام حسین بھی جھوٹے اور ام المومنین بھی جھوٹی ہین۔ واللہ امیر المومنین عثمان رض تو وہان دفن نہ ہوسکے بلکہ عام مقبرہ مین بھی لوگون نے دفن نہ ہونے دیا۔ حسن رض کو حجرہ مین دفن کرنا چاہتے ہین یہ کبھی نہوگا۔ مروان کی یہ زبان درازی سنکر آپ غضبناک ہوے اور اپنے ہمراہیونکے ساتھ مسلح ہوکر لڑائی پر تیار ہوگئے۔ مروان کو بھی انکا لڑائی پر آمادہ ہونا معلوم ہوا وہ بھی ہتھیار لگاکر تیار ہوا شدہ شدہ یہہ خبر منتشر ہوئی حضرت ابوہریرہ رض سنتے ہی بولے۔ بخدا یہ بڑا ظلم ہی کہ امام حسن رض کو انکے باپ کے پاس دفن کرنیسے روکتے ہین۔ واللہ وہ بیشک جناب رسولخدا کے بیٹے ہین۔ پھر دوڑے ہوے امام حسین رض کیخدمت مین آے۔ انکو آمادہ جنگ دیکھکر خدا کی قسم دلائی اور کہا۔ کیا تمہارے بھائی حسن رض نے تمسے یہہ نہین کہا تہا کہ اگر خوف قتال ہو تو مجھکو مسلمانونکے مقبرہ مین دفن کردینا۔ ابوہریرہ رض بار بار سمجھاتے اور لڑائی سے روکتے تہے یہانتک کہ آپ انکے کہنے سے خیال جنگ سے باز آے۔

حضرت امام حسین۔ محمد بن حنفیہ۔ عباس بن علی رض نے آپکو غسل دیا اور جنازہ تیار ہوا تو بقیع مین لے گئے بنی امیہ مین سے صرف سعید بن العاص شریک تھے۔ یہ آج کل جناب معاویہ رض کی طرف سے حاکم مدینہ تھے۔ خالد بن ولید بن عقبہ نے بنی امیہ کو قسم دی کہ خدا کیواسطے مجھکو شرکت جنازہ سے نہ روکو۔ انکو بھی بنی امیہ نے آنے دیا سعید بن العاص نے باجازت امام حسین رض نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پاس دفن ہوے اور بروایتے اپنی دادی کی مقبرہ مین بعض کہتے ہین کہ آپ بقیع قبۂ عباس مین مدفون ہوے ہین۔ اسی قبر مین امام زین العابدین رض

امام محمد باقر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم مدفون ہین۔

آپنے سینتالیس برس جلے عمر کے طے کئے (حیٰوۃ الحیوان) آپکے سن مین اور بھی اقوال ہین۔سنہ وفات مین بھی اختلاف ہے۔بروایت خمیس آپکی عمر سینتالیس سال کی تھی۔

جسوقت اوس خزینہ کمالات کو زیر زمین کردیا محمد بن حنفیہ آپکی قبر پر کھڑے ہوے اور کہا۔ آپکی زندگی باعزت تھی موت بھی کیا اچھی ہوئی۔کیا پاکیزہ روح ہی اوس جسم مطہر کی جسکو یہ کفن لپیٹا ہی۔ وہ کفن بھی کیا ذی قدر ہے جو ایسے باقدر جسم کو شامل ہی اور آپ ایسے کیون نہو تے۔آپ تو لقبیہ ہدایت تھے۔اہل تقویٰ کے مبارک خلف تھے خامس اصحاب کسا ہین اہل تقویٰ کے خلف رشید آپکے ناناجان جناب مصطفےٰ اور والد بزرگوار علی مرتضیٰ والدہ مکرمہ فاطمہ زہرا آپکے چچا حضرت جعفر طیار ہین جو جنت مین اوڑتے پہرتے ہین۔ دست قدرت نے آپکو تقویٰ کی غذا دی۔پستان ایمان کا دودہ پلایا۔آغوش اسلام مین پرورش پائی۔سبحان اللہ۔آپکی موت وحیات دونون خوب ہین۔افسوس ہمارے دل تو آپکے فراق پر خوش نہین مگر مرضی مولیٰ مین لاچار ہین۔اے ابو محمد۔خدا آپ پر رحم فرماوے (زہر الآداب وسعودی) دوسری روایت مین یہہ ہی۔ای ابو محمد۔آپکی زندگی سے جسقدر ہمکو خوشی تھی اوسی درجہ اب غم فراق سے حزین وملول ہین۔آپ ایسے کیون نہوتے۔آپ خامس اہل کسا ہین۔ابن محمد مصطفےٰ۔ابن علی مرتضیٰ رضی۔ابن فاطمہ زہرا و ابن شجرہ طوبیٰ۔پہر چند اشعار مرثیہ مین پڑہے جنکا ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے۔

ترجمہ۔آہ کیا مین اپنے سر مین تیل ڈالون یا اپنی نشستگاہ نرم وپاکیزہ کرون اور تمہارے رخسار تو خاک آلودہ ہین اور تمسے دولت حیات لیگئی ہی۔آہ۔کیا مین آب خوشگوار وشیرین نوش کرون اور تمہارے غم سے میرے دل مین آگ کے شعلے بھڑک رہے ہین جبتک کبوتر اکیہ (درختون کا جھنڈ۔نام مقام) نوحہ وزاری مین مصروف ہے اور تاوقتیکہ درخت حجاز کی شاخین سبز ہین مین تمہارے غم فراق مین روتا رہونگا۔افسوس۔تم مسافر غریب الوطن ہو۔حالانکہ اطراف حجاز تمکو محیط ہین۔لاشک مٹی کے نیچے مین جو مدفون ہے وہ مسافر و بیچارہ ہے۔

ایک شخص کے تابعان علی مین سے دو شعر منقول ہین جنکا ترجمہ یہ ہے۔

اے دل صبر و استقلال کی امید کجا ایسی تسلی کہان ہے جو تیری سوزش غم کو جو وفات حضور سرور کائنات اور شہادت جناب علی و حسین اور جناب امام حسن رضی کے مسموم شہید ہونے سے ہے دفع کر سکے۔

مشہور ہی کہ امیر معاویہ کی سازش سے آپکو زہر دیا گیا۔ علامہ ابن خلدون فرماتے ہین اور یہہ جو بیان کیا جاتا ہی کہ آپکی بیوی جعدہ بنت اشعث نے بہ سازش امیر معاویہ زہر دیا تھا یہ شیعون کی روایت ہے جسکی کوئی اصلیت کہین سے نہین پائی جاتی جناب معاویہ ان افترایات سے بالکل بری ہین۔ انتہی عقل و درایت بھی اس روایت کی تکذیب کرتی ہی کیونکہ امیر معاویہ کے زہر دلانیکی کوئی وجہ سمجھ مین نہین آتی جب انکو خلافت مل گئی اور ہر طرح متصرف و قابض ہو گئے پھر کیا وجہ تھی کہ ناحق اس بال اخروی کو سر لیتے۔

مروی ہی کہ بعد شہادت امام حسن جعدہ نے یزید کے پاس کہلا بھیجا مین نے اپنا کام کر لیا اب آپ عہد وفا کیجئے یزید نے جواب دیا مین حسن کے پاس تیرے رہنے سے کب خوش تھا جو اب تجھکو بلا کر اپنے سر پر بٹھالون۔ (صواعق محرقہ) وہی مثل ہوئی کہ دھوبی کا کتہ نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔

اولاد جناب امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ

صفوۃ مین ہی کہ جناب امام حسن کی پندرہ لڑکے اور آٹھ لڑکیاں تھین۔ ابن الوربع ابو بکر احمد کا قول ہی کہ آپکے گیارہ بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی۔ انکے نام یہ ہین عبد اللہ۔ قاسم۔ حسن۔ زید۔ عمر۔ عبید اللہ۔ عبد الرحمن۔ احمد۔ اسمعیل۔ حسین اثرم۔ عقیل۔ لڑکی کا نام ام الحسن ہی۔ بروایت فخار عقیلی آپکے یہہ لڑکے تھے حسن۔ عبد اللہ۔ عمرو۔ زید۔ ابراہیم مختصر جامع مین ہی کہ آپکی اولاد یہہ ہے حسن۔ زید۔ عمرو۔ حسین اثرم۔ طلحہ۔ عبد الرحمن۔ قاسم۔ ابو بکر۔ عبد اللہ یہ تین کربلا مین شہید ہوئے سلسلہ اولاد کا حسن بن حسن اور زید صرف انہین دو صاحبزادون سے باقی کا سلسلہ [illegible]